ماثیل

تحریر: نور راجپوت

!!جہاں سفر شروع ہوتا ہے

ہم نے کافی انتظار کیا ہے

ہم نے کافی سوچا ہے

ہم نے بہترین طویل وقت کی تلاش کی ہے،

!اب وقت آگیا ہے

ہاں وہ وقت جو بہترین سفر کو ساتھ لاتا ہے۔۔

ایک ایسا سفر جو آنے والے وقت کو بہتر بناتا ہے

ہاں اب وقت ہو چکا ہے

ایسے سفر کی شروعات کا

جسکی منزل کی کسی کو بھی خبر نہیں۔۔۔

لیکن اس خوف سے ہم سفر کرنا نہیں چھوڑ سکتے

کہ آؤ۔۔ چلو آؤ۔۔

ایک نئے سفر کی شروعات کرتے ہیں۔۔۔

!ایسا سفر جو کسی قصہ کہانی کو ساتھ لائے

ہاں تم جان لو اب کہ،

یہی وہ وقت ہے جب سفر شروع ہوتا ہے،

ہاں کہ،

!سفر شروع ہو گیا ہے

"جیاء کہاں جا رہی ہو؟ رک جاؤ میری بات سنو!" ماریہ اسے ہر قیمت پر اسے جانے سے روکنا چاہتی تھی۔ لیکن جیاء نے جیسے سنا ہی نہیں۔ وہ اسکی بات کو ان سنا کر کے اپنی دھن میں تیزی سے بھاگتے ہوئے آگے بڑھ رہی تھی۔ وہ ٹرین چھوڑنا نہیں چاہتی تھی۔ ریلوے اسٹیشن پر لوگوں کا ہجوم تھا۔ بیگ کو کندھے پر ڈالے جیاء بنا پرواہ کیے آگے بڑھ رہی تھی۔ جیاء جیاء کی پکار کیے ماریہ اسکے پیچھے بھاگ رہی تھی۔ جب جیاء نے اسکی بات نہ سنی تو وہ زور سے چلائی۔

"جیاء۔۔۔!" اس بار جیاء کو رکنا پڑا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا۔ ماریہ کے چلانے پر کچھ لوگوں نے باقاعدہ پلٹ کر جبکہ کچھ نے ایک پل رک کر اسے

دیکھا تھا۔ وہ غصے سے تپے گال لیے اسے ہی گھور رہی تھی۔ اسکا سانس پھولا ہوا تھا۔ جیاء نے ایک گہرا سانس فضا میں خارج کیا اور اونچی آواز میں ماریہ سے کہا۔

تم چلی جاؤ ماریہ! میں واپس نہیں پلٹ سکتی میرا جانا بہت ضروری ہے۔۔"" جیاء نے جو بیگ پشت پر لٹکایا ہوا تھا اسکی دونوں اسٹرپس کو کھینچتے کہا۔

" تمہارا جانا فائنل اگزام سے بھی زیادہ ضروری ہے؟؟" ماریہ نے اسے جذباتی کرنا چاہا وہ جانتی تھی جیاء کے لیے اسکی پڑھائی کتنی اہم تھی اور پھر یہاں تو معاملہ اس کے اگزام کا تھا۔ وہ بھی فائنل اگزامز۔۔۔

" میرا جانا مجھ سے بھی زیادہ ضروری ہے ماریہ! اگر میں آج نہ گئی تو پھر اُس سے کبھی نہیں مل پاؤں گی، میں۔۔۔ میں وہ کہانی کبھی نہیں سن پاؤں

گی۔۔" جیاء نے شکست خوردہ لہجے میں کہا۔ وہ خود نہیں جانتی وہ ایسا کیوں کر رہی تھی۔ ریلوے اسٹیشن پر سیٹی کی آواز گونجنے لگی تھی۔

"میں اگر اس سے آج نہ ملی تو شاید کبھی نہ مل پاؤں۔۔" جیاء نے بے بسی سے کہا۔ ماریہ نے الٹے قدموں چلتی اپنی اس اکلوتی دوست کو دیکھا جو دھیرے دھیرے اس سے دور ہو رہی تھی۔ سیاہ کھلی پینٹ پر سفید رنگ کی شرٹ پہنے بہت پرجوش لگ رہی تھی لیکن کہیں کہیں اسکے اندر ایک ڈر بھی تھا۔۔ ایک خوف! اسکے نہ ملنے کا خوف! اسکے بال پونی میں بندھے تھے۔ یہ اونچی پونی ٹیل اسے پر اعتماد بناتی تھی۔

"اگر وہ آج نہ آیا اور تم اس سے نہ مل پائی تو؟؟" ماریہ نے خدشہ ظاہر کیا تھا۔ وہ ابھی تک اونچی آواز میں باتیں کر رہی تھیں بلکہ یوں کہنا ٹھیک تھا کہ باتیں سنا رہی تھی۔

میں جانتی ہوں وہ ضرور آئے گا، میرا دل کہہ رہا اور۔۔اور۔۔یہ ہوائیں" بھی۔۔۔"کراچی کا موسم کافی خوشگوار ہو گیا تھا۔رات کے دس بجنے والے تھے۔بادلوں کی گرج چمک پچھلے ایک گھنٹے سے جاری تھی۔ماریہ نے کچھ کہنا چاہا لیکن اس کے الفاظ دم توڑ گئے۔جانے کیوں اس کا دل ڈر سا گیا تھا۔ جانے اسکی دوست کن راہوں کی مسافر بننے جا رہی تھی۔

"بارش شروع ہو گئی ہے سب لوگ اپنا اپنا سامان سنبھال لیں۔۔"قلی کی آواز گونجی تھی۔لوگوں کے کپڑے ہوا سے اڑ رہے تھے۔جیاء نے سر اٹھا کر آسمان کو دیکھا۔آج کی ہوائیں اسے اندر تک سرشار کر رہی تھیں۔کوئی اور وقت ہوتا تو سب کے ساتھ مل کر وہ یہ خوبصورت موسم ضرور انجوائے کرتی لیکن اس وقت اسکا جانا ضروری تھا۔اس کا دل کہہ رہا تھا اس کا آج کا یہ سفر

کسی مہم جوئی سے کم نہیں ہونے والا تھا۔ وہ پلٹی اور تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ ماریہ نے اسے دور تک جاتے دیکھا اور پھر واپس پلٹ گئی۔

رات کے پورے دس بج چکے تھے۔ ٹرین کے کیبن اور سیٹیں اسکی توقع سے زیادہ آرام دہ تھیں۔ اس نے کبھی خیبر میل سے سفر کرنے کا سوچا بھی نہیں تھا اور اکیلے تو بالکل بھی نہیں۔ اُس نے گہرا سانس لیا اور نیلے رنگ کی صوفے نما سیٹ پر بیٹھ گئی۔ اُسے حیرانی ہو رہی تھی کہ ٹرین کے کیبن بھی اتنے اچھے ہو سکتے تھے۔ ہر کیبن میں الگ سے ٹی وی موجود تھا اور انٹرنیٹ کی سہولت تھی۔ لوگ آہستہ آہستہ ٹرین میں سوار ہو رہے تھے۔ وہ ابھی اپنے کیبن میں اکیلی بیٹھی تھی۔ دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ ایک خوف بھی تھا اور ایک اطمینان بھی۔

روزانہ سینکڑوں لڑکیاں اکیلے سفر کرتی ہیں آج میں کرلوں گی تو کیا"
ہو جائے گا؟ ٹیک اٹ ایزی جیاء!" وہ اپنے آپ کو سمجھا رہی تھی۔اس نے کندھے سے بیگ اتار کر پاس رکھا، کھڑکی کے پٹ کو اوپر کھینچ کر اسے کھول دیا۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے نے اسکا استقبال کیا۔ باہر ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ ریلوے اسٹیشن پر لگے برقی قمقموں کی روشنی میں یہ بارش اسے بہت دلکش لگی۔ جب اسے ٹھنڈ کا احساس ہوا تو بیگ سے شال نکال کر کندھوں پر پھیلا لی۔ پھر اس نے اپنا موبائل نکالا۔اب اسے ایک ماریہ کے فون پر ایک پیغام چھوڑنا تھا۔

میں جلد واپس آجاؤں گی ماریہ! میرے مام ڈیڈ سے کہنا وہ پریشان نہ ہوں" انکی یہ بیٹی اب بڑی ہو گئی ہے۔ میں جانتی ہوں یہ فائنل سمیسٹر ہے اور فائنل اگزامز ہیں۔۔ لیکن یقین کرو سمیسٹر میں ریپیٹ کرلوں گی لیکن اگر آج اس سے نہ ملی تو شاید کبھی نہ مل پاؤں۔۔ وہ کہانی کبھی نہ جان پاؤں جس کے لیے میں اتنی بے چین ہوں۔ دعا کرنا میں اپنے اس سفر میں کامیاب رہوں اگر یہ

ادھورا رہ گیا تو میری ذات میں ایک خلا رہ جائے گا جو کبھی نہیں بھرے گا۔۔۔میں تو یہ بھی نہیں جانتی وہ آج واقعی آئے گا یا نہیں۔۔۔لیکن ایک امید ہے کہ آئے گا اور میں اسے ڈھونڈ لوں گی آخر لمبا سفر ہے۔بس تم میرے لیے دعا کرتی رہنا اور اچھے سے اگزامز دینا۔۔ٹیک کیئر۔۔تمہاری جیاء!"اس نے میسج ٹائپ کیا اور ماریہ کو بھیج دیا۔اسکے بعد اس نے فون کو بند کر دیا۔ابھی صرف اسے اس نئے سفر کے آغاز کو دل بھر کے انجوائے کرنا تھا۔بارش تیز ہونے لگی تو کھڑکی کے پٹ کو نیچے کی جانب کھینچ کر اسے بند کر دیا۔۔اور آنکھیں بند کر کے سیٹ سے پشت ٹکالی۔اسکا چہرہ تمتما رہا تھا۔اسکے لب ہولے سے پھڑ پھڑائے۔

"And Where the Journey Begins"

"میرا نام ایمان ہے اور میں نائنتھ کلاس میں پڑھتی ہوں۔ میری کوئی دوست نہیں ہے۔ میں اکیلی ہوں۔ مجھے دوست بنانے نہیں آتے کیونکہ میں زیادہ بول نہیں پاتی اور میں جلدی ڈر جاتی ہوں۔۔ مجھے ڈر لگتا ہے لوگوں سے اور مجھے دوستوں سے بھی ڈر لگتا ہے کیونکہ وہ دھوکا دیتے ہیں۔۔! میں اپنے دل کی باتیں کسی سے بھی نہیں کرتی۔۔ مجھے سب سکول میں کہتے ہیں کہ میں خاموش رہتی ہوں۔ لیکن مجھے اچھا لگتا ہے خاموش رہنا۔۔ پر ہاں۔۔ کبھی کبھی میرا دل چاہتا ہے میں بہت سا بولوں۔۔۔ سب کچھ جو میرے دل میں ہے پر پھر مجھے ڈر لگتا ہے کہ لوگ مجھ پر ہنسیں گے۔۔ اسی لیے آج میں نے سکول کی کینٹین سے یہ ڈائری خریدی ہے۔ اب سے میں اپنی ساری باتیں اس میں لکھا کروں گی۔ اور اسے چھپا کر رکھوں گی۔۔ سب سے چھپا کر۔۔۔" وہ لکھنے میں مگن تھی مگر پھر اچانک عجیب سے احساس سے وہ چونکی اور اسکا لکھتا ہاتھ کانپ کر رک سا گیا۔ دل کی دھڑکن بڑھ گئی تھی۔ اس نے جیسے سانس روکنے کی کوشش اور پھر ہولے ہولے گردن موڑ کر اپنے بائیں

جانب دیکھا۔۔۔کچھ فاصلے پر کھڑے شخص کے قدموں پر اسکی نظر پڑی وہ جان گئی تھی آنے والا کون تھا۔اس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری اور ڈرتے ڈرتے سر اٹھا کر اس شخص کے چہرے کی جانب دیکھا۔

”یہاں کیا کر رہی ہو تم ؟؟“غصے سے بھری آواز اسکی سماعت سے ٹکرائی۔
وہ کانپ اٹھی تھی۔

”وو۔۔وہ میں۔۔۔“وہ ہکلائی تھی نہیں کچھ بول نہ پائی۔جھٹ سے ڈائری بند کی۔

”میں نے تمہیں چھت پر آنے سے منع کیا تھا نا۔۔پھر کیوں آئی ہو یہاں۔۔؟؟“سرخ آنکھیں لیے وہ اسے گھور رہا تھا۔

وہ میں ہوم ورک کرنے آئی تھی۔۔"اس نے جلدی سے پاس رکھی"
کتابیں اور بیگ اٹھایا اور لڑکھڑاتے کھڑی ہوئی۔
اس آدمی کی نظر اس ڈائری پر پڑ چکی تھی جسے اس نے زور سے سینے سے چپکا رکھا۔یوں جیسے وہ سامنے کھڑے شخص سے اسے چھپا رہی ہو۔اس آدمی نے اسے سر سے پاؤں تک دیکھا۔وہ اب بچی نہیں رہی تھی۔اسکا قد بڑھ چکا تھا۔ وہ دبلی پتلی سی لڑکی دن بدن نکھرتی جا رہی تھی۔البتہ اسکے چہرے پر ابھی بھی معصومیت تھی۔

جاؤ یہاں سے اور آئندہ مجھے یہاں نظر مت آنا۔۔"حکم دیا گیا تھا اور وہ" لڑکی وہ اپنا بیگ اور کتابیں اٹھائے سیڑھیوں کی جانب بھاگی تھی۔چند لمحوں بعد وہ نیچے اپنے کمرے میں تھی۔کمرے کا دروازہ وہ لاک کر چکی تھی۔
کتابیں اور بیگ اس نے بے دلی سے بیڈ پر پھینک دیے تھے۔چہرہ خوف اور غصے کے ملے جلے تاثرات سے تمتما اٹھا تھا۔آنکھوں میں پانی بھر آیا تھا۔وہ بیڈ

کے پاس فرش پر بیٹھی اور گھٹنوں میں سر دیے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگ گئی تھی۔

رات کے اڑھائی بجے کا وقت تھا۔ٹرین اس وقت نواب شاہ اسٹیشن پر کھڑی تھی۔جیاء نے ایک نظر کھڑکی سے باہر سیاہ آسمان کو دیکھا اور پھر ہیڈ فون اتار کر واپس بیگ میں ڈال لیے۔وہ اب تک تقریباً ٹرین کے آدھے سے زیادہ کیبن دیکھ چکی تھی پر وہ اسے کہیں بھی نظر نہیں آیا تھا۔لیکن اس نے امید نہیں توڑی تھی۔وہ جانتی تھی یہ سفر اسے اس شخص سے ضرور ملوانے والا تھا جس سے ملنے کو وہ بے تاب تھی۔جسے ڈھونڈنے وہ گھر سے بھاگ آئی تھی۔

اگر وہ یہاں ہوا بھی تو میں اسے کیسے پہچانوں گی؟؟؟ وہ کافی بدل گیا ہو گا" نا۔۔" اسکے ذہن نے اپنا پہلا پتا پھینکا تھا۔

مجھے محسوس ہو جائے گا جب وہ میرے سامنے آئے گا۔۔" دل نے" ہولے سے جواب دیا تھا۔اور پھر دل و دماغ کی جنگ میں کبھی کبھی دل بازی مار ہی لیتا ہے۔

آپ کیا کہتے ہیں ڈاکٹر صاحب! اِنکی اس حالت کی وجہ کیا ہے؟؟" اس نے" گلاس ونڈو کے اس پار بیڈ پر بیٹھی اس لڑکی کو دیکھتے پوچھا جو اپنے سامنے رکھی نوٹ بک سے ایک ایک کر کے صفحے پھاڑ رہی تھی اور ہر صفحہ پھاڑنے کے بعد وہ کچھ بولتی تھی۔

"اس نے ایک صفحہ پھاڑا اور بڑبڑائی۔۔۔ "سیاہ۔۔

پھر اس نے جلدی سے دوسرا صفحہ پھاڑا اور "سفید" کا لفظ اسکی زبان سے پھسلا۔ وہ غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اسکی ایک ایک حرکت کو وہ اپنے جسم اور روح کی تمام حسیات سے محسوس کر رہا تھا۔

سیاہ کا لفظ جب وہ بولتی تھی تب اسکے چہرے پر ڈر دکھائی دیتا تھا اور سفید لفظ پر بے بسی ابھر آتی تھی۔ ایک ناقابل بیان تکلیف کے آثار نظر آتے تھے۔ اسکا یہ کام بالکل ویسا ہی ہے جیسے کوئی نازک حسینہ کسی سرخ گلاب سے کھیل رہی ہو۔۔ اسکی ساری پتیاں ایک ایک کر کے اتار رہی ہو اور پھر ایک پتی پر کہتی ہو کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔۔۔ جبکہ دوسری پر "نہیں وہ مجھ سے محبت نہیں کرتا۔۔۔" کھیل پرانا تھا لیکن انداز نیا۔ اس نئے کھیل میں دونوں سیاہ اور سفید دونوں لفظ اسے تکلیف دے رہے تھے۔

سیاہ۔۔ سفید۔۔۔ سیاہ۔۔۔ سفید۔۔۔

اسکے ہاتھوں میں تیزی آگئی تھی۔اس نے ایک بار بھی سر اٹھا کر آس پاس نہیں دیکھا۔اسے کسی کی پرواہ نہیں تھی اور شاید وہ کسی اور کو محسوس بھی نہیں کر سکتی تھی۔

جیسے جیسے نوٹ بک کے صفحے کم ہو رہے تھے ویسے ویسے اسکے چہرے پر خوف اور ڈر بڑھتا جا رہا تھا۔

"فی الحال کچھ بھی کہنا مشکل ہے البتہ ہم نے ایک تجربہ کیا ہے اور اس سے یہ جانا ہے کہ یہ لڑکی رنگوں سے خوفزدہ ہے۔۔پر سبھی رنگوں سے نہیں صرف دو رنگ۔۔آیئے میں آپ کو دکھاتا ہوں۔۔"ڈاکٹر نے گہرا سانس لیتے ہوئے اسکی بات کا جواب دیا تھا۔تبھی کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نرس دو سویٹر لے کر کمرے میں داخل ہوئی۔ایک سفید سویٹر اور ایک سیاہ!

باہر کھڑی دوسری نرس نے کمرے کے باہر لگے بٹن کو کود بایا۔۔اچانک کمرے کا درجہ حرارت گرنے لگا تھا۔یہ اس لیے کیا گیا تھا کہ وہ لڑکی ٹھن-ڈ لگنے پر وہ کونسا سویٹر اٹھانے والی تھی۔

پر اس نے ایک بار بھی سر اٹھا کر دونوں نرسوں کو نہیں دیکھا۔وہ پوری توجہ سے اپنے کام میں مگن رہی۔۔سیاہ اور سفید کی گردان اسی تواتر سے جاری تھی۔کمرے میں چاروں جانب کاغذ بکھرے پڑے تھے۔

کمرے کا درجہ حرارت 5ڈگری پہ گرا تو اسکے ہاتھ اچانک تھم سے گئے۔ اسے شاید ٹھنڈ محسوس ہوئی تھی۔اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو ایک نرس دو سویٹر لیے اسکے سامنے کھڑی تھی۔وہ اسے ایک سویٹر لینے کو کہہ رہہ تھی تاکہ ٹھن-ڈ سے بچ سکے۔پر لڑکی کی نظر جیسے ہی سیاہ سویٹر پر پڑی وہ ڈر کر پیچھے ہوئی۔وحشت اسکی آنکھوں اور چہرے دونوں سے جھلک رہی تھی۔ اسکا تنفس تیزی سے بڑھ رہا تھا۔اسکی آنکھیں پھیل سی گئی تھیں یہ سب واضح کر رہا تھا کہ اسے سیاہ رنگ سے خوف محسوس ہوتا تھا اور وہ اس سے

خوفزدہ ہے۔اس نرس نے سیاہ سویٹر والا ہاتھ اپنی کمر کے پیچھے کرلیا جبکہ سفید سویٹر اسکی جانب بڑھایا۔اب لڑکی نے جیسے ہی سفید رنگ کو دیکھا تو اسکے چہرے کے تاثرات تبدیل ہوئے۔۔۔خوف اور وحشت کی جگہ اب غصے اور نفرت نے لے لی تھی۔اسکی آنکھیں نم ہونے لگی تھیں۔اس نے سفید اس نے تکیہ اٹھایا اور اسے زور رنگ کو دیکھ کر نفرت سے منہ موڑا اور پھر سے سینے کے ساتھ چپکا لیا اور پھر سکڑ کر بستر پر لیٹ گئی۔۔۔۔

باہر کھڑا شخص یہ منظر سپاٹ چہرہ لیے دیکھ رہا تھا۔

”کمرے کا ٹمپریچر نارمل کیا جائے۔۔“اس نے برف لہجے میں ڈاکٹر سے کہا۔

”لیکن ابھی ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ زیادہ ٹھنڈ لگنے پر وہ کونسا کلر چوز کرتی ہے۔۔۔اس سے پتہ چلے گا وہ کس کلر سے زیادہ خوفزدہ۔۔۔

میں نے کہا ٹمپریچر نارمل کریں۔۔ وہ آپکا کوئی تجرباتی نمونہ نہیں ہے بلکہ "ایک انسان ہے۔۔" وہ ڈاکٹر کی بات کاٹتے دبے دبے لہجے میں چلایا تھا۔ اسکا چہرہ ضبط کے باعث سرخ ہو چکا تھا جبکہ آنکھوں میں دھندلاہٹ سی اتر آئی تھی۔ اس نے بلاوجہ ہی سینہ مسلا تھا جیسے اندر کچھ جل رہا ہو۔ ڈاکٹر کے اشارے پر نرس دونوں سویٹر لیے کمرے سے باہر نکل آئی تھی جبکہ دوسری نرس نے بٹن دبا کر کمرے کا ٹمپریچر 28 ڈگری پر کر دیا۔

"میں شام میں واپس آؤں گا اور انہیں یہاں سے لے جاؤں گا۔۔" اس نے اسی سرد و سپاٹ لہجے میں کہا جبکہ نگاہیں ابھی تک گلاس ونڈو کے اس پار سنگل بی۔ڈ پر لیٹے اس نازک سے وجود پر جمی تھیں جو ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔ شاید وہ رو رہی تھی۔ وہ جبڑے بھینچتا واپس پلٹا اور راہداری میں تیز تیز آگے بڑھنے لگا۔

"مسٹر جبیل۔۔۔!" ڈاکٹر کی پکار پر اسکے قدم ساکت ہوئے۔

"آپ پیشنٹ کو یہاں سے ایسے نہیں لے جاسکتے جب تک کہ آپ پیشنٹ سے اپنا رشتہ واضح نہ کریں۔۔" ڈاکٹر نے لہجے کو ہموار بنانے کی مکمل کوشش کی تھی مگر وہ اس میں فیل ہو گیا۔ بات کے آخر میں اسکا لہجہ دھیما پڑا تھا۔ چند لمحے خاموشی چھائی رہی پھر ایک آواز گونجی تھی۔

"شی از مائی وائف!" کہنے والا کہہ کر رکا نہیں تھا۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا راہداری میں کہیں غائب ہو گیا تھا۔ جبکہ ڈاکٹر کے چہرے پر کئی ساری الجھنیں ایک ساتھ ابھر آئی تھیں۔

"وائف۔۔۔!!"اس نے زیر لب بڑبڑایا اور پھر گلاس ونڈو کے اس پار لیٹے وجود کو دیکھا جسے نرس سکون آوا نجیکشن لگا رہی تھی۔ڈاکٹر بری طرح سے گھوم گیا تھا۔وہ کئی لمحے وہیں کھڑا رہا اور پھر سر جھٹک کر آگے بڑھ گیا۔

__________&&&&&__________

"کیا تمہارے براعظم میں سبھی لڑکیاں ایسی ہی ہوتی ہیں؟؟؟"

"کیسی۔۔؟؟"دونوں ہاتھوں میں بیگ تھامے اس نے تیز تیز چلتے پوچھا۔

"ڈرپوک۔۔!"روز جانتی تھی یہ لفظ سن کر وہ ضرور رکے گی اور وہ رک گئی۔وہ کچھ دیر ساکت نظروں سے روز کو دیکھتی رہی۔۔شام کا اندھیرا اپھیل

چکا تھا اور رہی سہی کثر خراب موسم نے پوری کر دی تھی۔روز اسٹریٹ لیمپ کی مدھم روشنی میں اسکے چہرے کے تاثرات نہ جانچ پائی۔

ہاں۔۔۔ہم ڈرپوک ہیں۔۔"اس نے ہولے سے جواب دیا تھا اور پھر" تیزی سے پتلی گلی میں داخل ہو گئی جو مین اسٹریٹ سے مڑتی تھی۔

ایک ذرا سا موسم کیا خراب ہوا تم تو ایسے بھاگی ہو مارکیٹ سے جیسے جانے" کتنا بڑا طوفان آگیا ہو۔۔"روز غصے سے چلائی"رک جاؤ ایما۔۔"اور اسے رکنا پڑا۔ان دونوں نے دونوں ہاتھوں میں بیگ تھام رکھے تھے۔جن میں کھانے پینے کی اشیاء تھیں۔وہ گروسری کرنے گئی تھیں۔

تم جانتی ہو روز مجھے رات کی بارش اور ایسے موسم سے خوف آتا ہے۔۔تو" ہمیں جلدی گھر پہنچنا چاہیے۔۔"اس نے بے بسی سے جواب دیا۔تیز تیز چلنے کے باعث اسکا سانس پھول چکا تھا۔

ابھی بارش شروع نہیں ہوئی اور مجھے کچھ عجیب نظر آیا ہے۔۔"روز نے" مین اسٹریٹ کے آخر میں بنے ایک چھوٹے سے گھر کو دیکھتے کہا۔اسکی آنکھوں میں چمک تھی۔

وہ دو قدم چلتے آگے آئی اور روز کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔اس گھر کے باہر ٹیرو Tarot لکھا تھا۔

ہم وہاں جارہے ہیں۔۔میں کافی دنوں سے جانے کا سوچ رہی تھی لیکن" اکثر اس گھر کا دروازہ بند ہی رہتا ہے۔۔پر آج کھلا ہوا ہے۔۔"روز اپنے قدم اس گھر کی جانب بڑھا چکی تھی۔ہوا کے پہلے جھونکے نے ان دونوں کو چھوا تھا۔گرم موسم میں بارش کی یہ پہلی ٹھنڈی ہوا اسے اندر تک سرشار کر گئی تھی لیکن پھر بادلوں کی گرج نے اسے ڈرا دیا۔

تم پاگل ہوگئی ہو روز، ہم وہاں نہیں جا سکتے ہمارے پاس سامان ہے۔۔"" اس نے دونوں بازوؤں کو تھوڑا اوپر اٹھاتے کہا تھا۔ گلی سے اکادکا لوگ گزر رہے تھے جوان دونوں کی بے تکی باتیں سنتے اور سر جھٹک کر آگے بڑھ جاتے۔

دائیں جانب والے مکان سے انکل باہر نکل کر اپنی پرانے ماڈل کی گاڑی پر کپڑا ڈال رہے تھے۔ انہیں اپنی یہ گاڑی بہت عزیز تھی۔ روز اس گھر میں داخل ہو چکی تھی جبکہ وہ کچھ دیر کھڑی رہی پھر تیز تیز قدم اٹھاتی اس گھر کی جانب چلنے لگی۔ اسے یوں سامان اٹھا کر کسی کے گھر میں گھسنا عجیب لگ رہا تھا لیکن اسکے سوا کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔

_______________&&&&&_______________

باہر بارش شروع ہو چکی تھی۔ پچھلے دس منٹوں سے وہ کھڑکی کے پاس بیٹھی باہر برستی طوفانی بارش کو دیکھ رہی تھی۔ سیاہ پتھریلی صاف ستھری سڑک پر بارش کا پانی، اسٹریٹ لیمپ اور بجلی کی چمک میں، شفاف دکھائی دے رہا تھا۔۔ یوں جیسے کسی سمندر کی لہریں امڈ رہی ہوں۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا اور بہت ہی عجیب سا تھا۔ چاروں جانب دیواروں پر کارڈز اور عجیب و غریب سی تصویریں لگی تھیں۔ وہ پہلے کبھی ایسے کسی عورت یا مرد کے پاس نہیں گئی تھی جو کارڈز سے مستقبل بتاتے ہوں۔ ہاں! ٹھیک سمجھے یہ ایک ٹیرو کا گھر تھا۔ جو اس وقت بڑی سی میز کے دوسری جانب بیٹھی تھی اور اسکے سامنے روز بیٹھی تھی۔ کمرے میں برائے نام روشنی تھی۔ شاید اس پورے گھر میں بجلی ہی نہیں تھی یہ مدھم سی روشنی بھی کونے میں لٹکی اس لالٹین کی تھی جسکی شمع پھڑ پھڑا رہی تھی۔ کمرے میں عجیب سی بو پھیلی تھی۔ وہ کھڑکی کے پاس بیٹھی باہر سے آنے والی بارش کی

ہوااور خوشبو سے دم گھٹنے کو بچانے کی کوشش کر رہی تھی۔وہ ٹیرو عورت دکھنے میں تھوڑی عجیب سی تھی۔چھوٹے بال، پھیلی ہوئی ناک، موٹا جسم اور چھوٹا قد!!

ناجانے وہ کیا باتیں کر رہی تھیں۔اس نے ایک نظر ان دونوں کو دیکھا اور پھر رخ باہر کی جانب کر لیا۔اسے پریشانی تھی کہ وہ اب فلیٹ تک کیسے پہنچیں گی؟ یہاں سے فلیٹ تک کا راستہ دو منٹ کا تھا لیکن اس طوفانی بارش میں وہ ایک پل کے اندر اندر پوری بھیگ جاتیں۔

”آؤ ایما تم بھی ٹرائے کرو۔“ وہ اسی سوچ میں سرگرداں تھی جب عقب سے روز کی آواز ابھری۔

”بالکل بھی نہیں۔۔“ اس نے سخت لہجے میں جواب دیا۔

"یہ بس ایک کھیل ہے۔۔اسے حقیقت مت جانو۔۔اور پھر کھیل تو ہوتے ہی کھیلنے کے لیے ہیں۔۔" روز پرجوش تھی۔

"تمہیں ٹرائے کرنا چاہیے۔۔۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"مجھے اپنے فیوچر میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔۔" اس نے بے زاریت سے جواب دیا۔

"ماضی اور حال میں تو ہو گی نا۔۔۔" اس بار اس عورت کی آواز ابھری تھی۔ جو اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے اسے گھور رہی تھی۔

"تم ہر چیز کو اتنا سیریس کیوں لیتی ہو؟ چِل کیا کرو!" یہ روز کی ہمیشہ کی نصیحت تھی جو وہ ایما کو کرتی رہتی تھی۔ اور پھر نا جانے کیوں وہ اپنی جگہ سے

اٹھ کر اس کرسی پر جا بیٹھی۔ وہ عورت کتنی ہی دیر کارڈز کو اپنے ہاتھ میں لیے آگے پیچھے کر کے ان سے کھیلتی رہی اور پھر اس نے کارڈز اکٹھے کر کے اسکے سامنے رکھ دیے۔ کارڈز الٹے رکھے تھے۔ اب اسے تین کارڈ اٹھانے تھے اور ٹیبل پر الٹے ہی رکھ دینے تھے۔ اس نے جھجھکتے ہوئے ایک ایک کر کے تین کارڈ اٹھائے اور میز پر ترتیب سے الٹے رکھ دیے۔ باہر بادل زور سے گرجا تھا۔

میز کے دوسری جانب بیٹھی اس موٹی عورت نے پہلا کارڈ اٹھا کر سیدھا رکھ دیا۔

کارڈ پر ایک تصویر بنی تھی۔ ایک دل جو جھاڑیوں میں اٹکا ہوا تھا اور اس سے خون بہہ رہا تھا۔ ایمانے بھنویں سکیڑ کر کارڈ کو دیکھا۔

زخم۔۔۔ گہرے زخم۔۔۔ تمہارا ماضی زخموں سے بھرا ہوا ہے۔۔۔!"

اس عورت نے سنجیدہ لہجے میں کہا تھا ایمانے چونک کر اسے دیکھا۔

اب اس نے دوسرا کارڈ اٹھایا اور سیدھا کر دیا۔

کارڈ پر ایک منظر تھا۔۔ایک سمندر کا منظر۔۔ایک بڑا سا جہاز۔۔جہاز کے تختے پر ایک لڑکی ہاتھ میں لالٹین تھامے کھڑی تھی۔

ایسا لگتا ہے کسی کی تلاش تمہیں یہاں کھینچ لائی ہے۔۔۔"ایما کو اپنا دل" زوروں سے دھڑکتا محسوس ہوا تھا۔اسے اب بارش کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی بلکہ اسکا دل دھک دھک کر رہا تھا اور اسے یہ آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔

اب ایک کارڈ بچا تھا جو اسکے مستقبل کو جھلک دکھانے والا تھا۔ایما نے بے ساختہ خشک لبوں پر زبان پھیری۔اب اس عورت نے تیسرا کارڈ اٹھایا

اور سیدھا کر دیا۔۔ عجیب تھا۔اس کارڈ پر کچھ بھی نہیں بنا تھا بلکہ وہ سیاہ تھا۔۔۔اندھیرا۔۔۔گہرا اندھیرا۔۔۔!!

عورت نے جھٹکے سے کارڈ الٹ دیا۔اور ہڑبڑاہٹ میں اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی۔ایما الجھی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔اس نے بھی وہ سیاہی وہ اندھیرا دیکھا تھا۔

"تم لوگ اب جا سکتی ہو۔۔میں فیس نہیں لوں گی۔۔"وہ دیوار کی جانب رخ کیے بول رہی تھی اور پھر بلاوجہ ہی وہاں رکھے کونے میں چھوٹی سی میز پر پڑے کارڈ الٹ پلٹ کرنے لگی۔

"اس کارڈ کا کیا مطلب ہے؟؟ سیاہی اور اندھیرا۔۔یہ کس چیز کو ظاہر کرتا ہے۔۔۔"اس نے پہلی بار کچھ پوچھا تھا۔وہ عورت کچھ نہ بولی۔گہری خاموشی چھائی رہی۔

مس موریسن آپکو بتانا چاہیے۔۔"یہ روز تھی۔"

کیا تم جانتی ہو موت کی کچھ اقسام ہوتی ہیں۔۔"وہ پلٹی تھی۔ہاتھ میں چند" دوسرے کارڈ تھامے وہ غور سے اسے دیکھ رہی تھی۔یوں جیسے اسی سے مخاطب ہو۔

جذبات کی موت،احساسات کی موت،خیالات کی موت، جسم کی موت" اور۔۔"وہ سانس لینے کو رکی۔

روح کی موت۔۔۔"اس نے سر کو ہلکا سا خم دیتے کہا۔جیسے اسے کو" سمجھایا ہو۔"اور یہ موت سب سے بری موت ہوتی ہے۔۔۔"وہ کچھ دیر الجھی نظروں سے اسے دیکھتی رہی پھر جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میرے خیال سے ہمیں چلنا چاہیے۔۔" وہ کھڑکی کے پاس رکھا سامان اٹھا کر دروازے کی جانب بڑھی۔

"یہ چھاتہ لے جاؤ نہیں تو بھیگ جاؤ گی۔۔" اس نے دیوار پر لٹکا چھاتہ اتار کر انکی جانب بڑھایا۔ جسے روز نے تھام لیا۔ وہ دونوں کمرے سے باہر نکلیں۔ روز نے چھاتہ تھام رکھا تھا جبکہ ایما سامان تھامے اسکے ساتھ چلنے لگی۔ بارش ابھی بھی اسی رفتار سے جاری تھی۔ اچانک وہ رکی اور اس نے پلٹ کر دیکھا۔ وہ عورت ہاتھ میں لالٹین تھامے انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔

"کیا اس سیاہ کارڈ کا وہی مطلب ہے جو میں سمجھ رہی ہوں۔۔۔" اس نے نا چاہتے ہوئے بھی پوچھ لیا تھا۔

اِکاروس سے بچ کر رہنا اور خود اِکاروس نہ بن جانا۔۔"اس نے عورت نے اونچی آواز میں کہا اور پھر دروازہ بند کر لیا۔ وہ آخری نظر بہت عجیب تھی۔

____________________&&&&&__________

______

قصہ گو

کیا تم نے کبھی دیکھا ہے
کسی ریلوے اسٹیشن کے باہر بیٹھا
وہ شخص

مٹی سے اٹے سرمئی بال لیے
پیشانی پر زندگی کی لکیریں
کھینچے،
وقت کو وقت کی قید سے
آزاد کرتا وہ قصہ گو!
جس کے قصے سن کر اکثر
مسافر رستہ بھول جائیں
بھولے منزل پا جائیں،
خاموشی باتیں کرنے لگے
اور اکثر
بولتے بولتے لوگ چپ ہو جائیں!
وہ قصہ گو!
کہ جس کے قصے سن کر

زرد پتے بنا ہوا ہی اڑنے لگیں،

!وہ قصہ گو

جس کے قصے سن کر،

اکثر لوگ خود ہی

!قصہ بن جائیں۔۔۔۔

"تم میں کبھی تمہیں کسی پاگل خانے میں قید نظر آئی تو جان لینا اسکی وجہ تم ہو گے۔۔۔!" جانے کیسے الفاظ تھے جو فضاؤں میں نقش ہو کر رہ گئے۔۔۔ وقت ان لفظوں کو تھامے سست رفتاری سے گزر رہا تھا۔ کچھ یادیں، کچھ باتیں، ان مٹ نقوش چھوڑ جاتی ہیں۔۔ یہ الفاظ بھی کچھ ایسے ہی تھے بالکل ویسے جیسے کسی نے مردوں کے زندہ ہونے کے دن بھی نہ ملنے کی قسم کھائی تھی۔۔۔ بالکل ویسے ہی جو درد اور تکلیف کی آخری حد پر آکر بولے گئے

ہوں۔۔۔سننے والے تب ان پر توجہ نہ دی۔۔اور پھر وقت نے اس بے قدری کا بدلا لیا۔

ٹرین کے رکنے پر اسے جھٹکا لگا اور اس نے دھیرے سے آنکھیں کھول دیں۔

اب ٹرین کے ہارن کی آواز سنائی دے رہی۔ سوا سات ہو رہے تھے۔ باہر شام نے اپنے پر پھیلا دیے تھے۔اس وقت ٹرین لاہور کینٹ اسٹیشن پر رکی تھی۔

لوگ تیزی سے ٹرین میں چڑھ رہے تھے اور کچھ مسافر اتر رہے تھے کیونکہ وہ اپنی منزل پر پہنچ چکے تھے۔ٹرین یہاں صرف دو منٹ کے لیے رکی تھی۔ اس نے شال کو اپنے گرد لپیٹا اور سیٹ سے پشت ٹکا لی۔کچھ لمحے اسٹیشن پر بیٹھے لوگوں کو دیکھتے رہا اور پھر سے آنکھیں موندھ لیں۔

کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں؟"ایک نسوانی آواز اسکی سماعت سے ٹکرائی" تھی۔اسکا پورا کیبن خالی تھا۔وہ اکیلا ہی اب تک کا سفر طے کر کے آیا تھا۔

لیکن اب کسی لڑکی کی موجودگی غیر متوقع تھی۔۔خاص طور پر ایسے لمحات میں جب اسکے تصور کے پردے پر کوئی پورے حق سے براجمان تھی۔

ایک دو تین چار۔۔۔پانچ،سات اور پھر دس منٹ گزر گئے۔۔۔اس نے آنکھیں نہ کھولیں۔ٹرین کب چلی۔۔اسے کوئی خبر نہ ہوئی پورے دس منٹ بعد پھر سے ایک شکوہ بھری آواز اسکے ارد گرد ابھری۔اسکا رواں رواں سماعت میں ڈھل گیا۔

"میں کبھی تمہیں کسی پاگل خانے میں قید نظر آئی تو جان لینا اسکی وجہ تم ہوگے۔۔۔!"

اس نے پٹ سے آنکھیں کھول دیں۔۔جانے کیوں آج کل اسکے یہ الفاظ بہت تنگ کرنے لگے تھے۔وہ جب بھی آنکھیں بند کرتا تھا وہ سامنے آجاتی تھی۔بڑی بڑی سیاہ آنکھوں میں آنسوں لیے وہ اسے ہی دیکھ رہی ہوتی تھی۔
وہ اب اسے بہت تنگ کرنے لگی تھی۔

کچھ دیر وہ خالی خالی نظروں سے کھڑکی کے اس پار تیزی سے پیچھے گزرتے نظاروں کو دیکھتا رہا اور پھر اس نے جیب سے سگریٹ نکال کر جلالی۔ دھویں کے مرغولے ہواں میں اڑنے لگے تھے۔ تب اسے خیال آیا کہ اس نے کسی لڑکی کی آواز سنی تھی۔۔ پر اسکا کیبن خالی تھا۔ وہاں کوئی لڑکی نہیں تھی۔۔ یہ اسکا وہم تھا یا حقیقت وہ فرق نہ کر پایا۔۔ سگریٹ پھونکنے کے بعد اس پھر سے آنکھیں موندھ لیں۔۔ وہ کہاں جارہا تھا وہ خود نہیں جانتا تھا۔۔ اسکا ذہن باہر گزرتے نظاروں کی طرح ماضی کی بھول بھلیوں میں بھٹکنے لگا تھا۔

______________________&&&&&&&&&&___

____

وہ پوری توجہ سے اپنے کام میں مگن تھا جب دروازے پر دستک ہوئی۔

سر مس شنایا آپ سے ملنے آئی ہیں۔۔" سیاہ پینٹ کوٹ پہنے، بالوں کو پونی ٹیل میں قید کیے ایک عورت دروازے پر نمودار تھی۔ وہ حلیے سے سیکرٹری لگ رہی تھی۔

جبکہ اسکی انگلیاں مہارت سے کام کر رہی تھیں۔ وہ اب پروں کو ایک خاص طرح کی شکل رہا تھا۔ کتنی دلجمعی سے وہ اپنا کام کر رہا تھا۔ لڑکی کچھ دیر اسکے جواب کے انتظار میں کھڑی رہی اور پھر پلٹ گئی۔ کچھ ہی دیر بعد ہیل کی ٹک ٹک کی آواز ابھری جواب قریب ہوتی جا رہی تھی اور پھر عین قریب پہنچ کر رک گئی۔ دروازے پر اب شنایا کھڑی تھی۔

میں جانتی تھی تم اسٹوڈیو میں ہی ملو گے۔۔۔" وہ جو چند پل کے لیے" دروازے پر ٹھہری تھی پھر سے ٹک ٹک کرتی اندر داخل ہوئی۔ سرخ رنگ کے ریشمی ٹاپ میں وہ ہمیشہ کی طرح غضب لگ رہی تھی۔

وہ اسکے عین سامنے آکر رکی اور اسکی مہارت دیکھنے لگی۔

آمیزے سے بھرے ہاتھ۔۔۔وہ مٹی کو اپنی لمبی انگلیوں سے کس قدر دلکش بنا رہا تھا۔وہ کبھی اسکے ہاتھوں کو تکتی اور کبھی اسے دیکھنے لگ جاتی۔سیاہ گھرے بال جو پیچھے کی جانب سیٹ تھے۔۔گندمی رنگت اور صاف ستھری جلدی پر ہلکی بڑھی ہوئی داڑھی۔۔۔شنایا نے بے ساختہ نظریں چرائی تھی۔ وہ جانتی جب تک وہ اپنا کام ختم نہیں کرلیتا اسکی کسی بات کا جواب نہ دیتا۔اس نے کندھے پر لٹکا بیگ میز پر رکھا اور ہولے سے بڑبڑائی۔

اِکاروس گرتے ہی ہنس پڑا،

پیچھے کی جانب سر گراتے ہوئے

وہ ہواؤں میں چلایا،

اب وہ اسکے ارد گرد گھومنے لگی تھی۔اور ساتھ فیونا کی اِکاروس کے بارے میں لکھی گئی وہ یادگار نظم پڑھنے لگی تھی۔

اس نے اپنے بازو پھیلا دیے،

!وہ ہنستا رہا۔۔۔۔

وہ کام کرتے شخص کے گرد ایک چکر مکمل کاٹ چکی تھی۔اسکے منہ سے اِکاروس کے بارے میں سن کر اسکے ہاتھ کچھ پل کو تھمے تھے لیکن پھر سے وہ اپنے کام میں مگن ہو گیا۔

وہ ایک چکر مکمل کرنے کے بعد رکی نہیں۔۔آہستہ آہستہ قدم بڑھاتی۔۔وہ دوبارہ دائرے میں چلنے لگی۔۔ہیل کی ٹک ٹک اسی تواتر سے گونج رہی تھی۔

موم نے اس کی جلد کو جھلسا دیا، "

اس کی پیٹھ، اس کی رانوں، اس کے ٹخنوں، اس کے پاؤں کے نیچے دہکتی ہوئی

" ! پگڈنڈیاں دوڑیں۔۔۔۔

وہ یقیناً پوری نظم یاد کر کے آئی تھی۔

اس کی انگلیوں کے پیچھے "

موت سے بچانے کے لیے

اسکے پنکھ دعاؤں کی طرح تیر رہے تھے،

اس کے کندھوں کے پیچھے،

پنکھوں کے قریب،

موت نے جلتے بوسوں کا سانس لیا اور

" ! ! اور سورج نے ہر چیز کو جلا کر سونا بنا دیا۔۔۔

وہ اپنی نظم مکمل کرنے کے بعد جہاں سے چلی تھی وہیں رک گئی۔۔اور اسکے ساتھ ہی اسکے حرکت کرتے ہاتھ بھی رک گئے۔وہ اِکاروس کے کس قدر دلکش پنکھ بنا چکا تھا۔اس نے جیسے ہی کام مکمل کیا تو نظریں اٹھا کر شنایا کو دیکھا۔۔۔اسکی آنکھیں سیاہ تھیں اور اسکی بھنویں اور پلکیں گھری تھیں۔ اسکی آنکھوں کے اٹھنے پر شنایا جیسے ٹھہر سی گئی تھی۔اس نے میز پر رکھے پانی والے ٹب سے اپنے ہاتھ دھوئے اور ہولے سے بڑبڑایا۔

"اچھی کوشش تھی۔۔"

"تمہیں اِکاروس بہت پسند ہے نا۔۔؟؟" وہ پوچھ رہی تھی۔یہاں آنے سے پہلے شنایا جان چکی تھی کہ وہ اِکاروس کا مجسمہ بنا رہا تھا اسی لیے وہ اسکے متعلق کافی تحقیق کر کے آئی تھی بلکہ کچھ نظمیں بھی یاد کر آئی تھی۔

بتاؤنا ماثیل۔۔''جب وہ کچھ نہ بولا تو شنایا نے دوبارہ پوچھا۔ وہ اب تولیے ''
سے ہاتھ صاف کر رہا تھا۔

"Icarus, The boy who didn't deserve to die so young"

''اِکاروس! وہ لڑکا جسے اتنی جلدی نہیں مرنا چاہیے تھا''

وہ اب میز پر رکھا لوشن اٹھا کر ہاتھوں پر لگا رہا تھا اور یہ کام وہ ہمیشہ کرتا تھا۔
شنایا غور سے اسکی ایک ایک حرکت دیکھ رہی تھی۔ وہ پر تجسس تھی اسی لیے
سب سوال پوچھ لینا چاہتی تھی۔
کیا خاص بات ہے اکاروس میں ؟؟ تم دلکش حسیناؤں کو چھوڑ کر اسکا مجسمہ ''
''کیوں بنا رہے ہوں ؟؟

کہا جاتا ہے اِکاروس وہ اکلوتا انسان ہے جو آسمان کی ان بلندیوں تک گیا”

جہاں اور کوئی اور عام انسان نہیں جا سکا وہ بھی اپنے پروں کے سنگ۔۔۔!!“

اس نے پھر سے اِکاروس کے مجسمے کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

اس کا پورا اسٹوڈیو مجسموں سے بھرا ہوا تھا۔خوبصورت، پر کشش اور عجیب و غریب مجسمے۔۔۔

وہ ماثیل تھا۔۔ایک بت ساز اور اسے خاص مجسمے بنانے کا شوق تھا۔۔اس بار اس نے اِکاروس کا مجسمہ بنایا جو ابھی ادھورا تھا اور اس پر وہ کافی محنت کر رہا تھا۔

”مجھے یہ بات کچھ ہضم نہیں ہوئی۔۔“شنایا نے دھیرے سے کہا۔

کونسی بات ؟؟" وہ اب مجسمے کے گرد گھوم کر اسکا معائنہ کر رہا تھا کہ جتنا"
اس نے بنالیا تھا اس میں کوئی کمی تو نہیں رہ گئی تھی۔

تم جس مذہب سے تعلق رکھتے ہو اس کے بارے میں تو میں نے بہت کچھ "
سنا ہے۔۔۔" وہ جھجھکتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

مس شنایا یہاں مذہب کی بات نہیں ہو رہی۔۔۔اور ,اکاروس کی بات الگ "
ہے۔۔اس نے جتنی آسمان کی بلندیوں کو دیکھا اتنا ہی وہ سمندر کی گہرائیوں
تک گیا۔۔!!"

"یعنی آپ اسکی پہنچ سے متاثر ہیں۔۔۔؟؟"

کسی حد تک۔۔" اس نے کندھا اچکاتے کہا۔ "لیکن وہ اتنی جلدی مرنا ڈیزرو نہیں کرتا تھا۔۔" اس نے گہرا سانس لیا۔۔ "خیر کیا لیں گی آپ؟ چائے یا کافی؟؟؟" اب وہ پوری طرح اپنے کام سے مطمئن ہو چکا تھا۔

"بلیک ٹی۔۔" وہ ہولے سے مسکرائی۔

"چلیں آجائیں پھر میں ذرا فریش ہو جاؤں پھر چائے پیتے ہیں آپ تب تک ویٹ کریں۔۔" اس نے نرم لہجے میں کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا اسٹوڈیو سے باہر نکل گیا۔ جبکہ شنایا گہرا سانس لیتی اسکے پیچھے لپکی۔

&&&&&&

اِکاروس

وہ جب سے ٹیرو کے گھر سے آئی تھی اسے عجیب سا محسوس ہو رہا تھا۔ دل کی ایک بے چینی میں مبتلا ہو گیا تھا۔ وہ سیاہ کارڈ بار بار اسکی نظروں کے سامنے آ رہا تھا۔ اور وہ چاہ کر بھی اس سے پیچھا نہیں چھڑا پا رہی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ مستقبل کا علم سو فیصد خدا کے سواء کسی کے پاس بھی نہیں ہوتا لیکن پھر بھی کچھ تھا جو اسے چبھ رہا تھا۔

اور پھر اس ٹیرو کا وہ آخری جملہ "اِکاروس سے بچ کر رہنا اور خود اِکاروس نہ بن جانا۔۔" اسے بے چین کیے جا رہے تھے۔ فلیٹ تک پہنچتے پہنچتے وہ اور روز دونوں بھیگ چکی تھیں۔ آتے ہی اس نے کپڑے تبدیل کیے اور پھر کھانے کے بعد چائے لے کر وہ اپنے بستر میں بیٹھ گئی۔۔

اب اسے اِکاروس کے متعلق جاننا تھا۔ اس نے یہ لفظ پہلی بار سنا تھا۔

برسات کا موسم شروع ہو چکا تھا۔ بارش وقفے وقفے سے تیزی سے جاری تھی۔اور پھر اس نے روز سے لیپ ٹاپ لیا اور ریسرچ کرنے بیٹھ گئی۔۔۔ اِکاروس کا نام گوگل پر ڈالتے ہی اسکے سامنے اسکرین پر بہت کچھ ابھرا تھا۔

اس نے بیس منٹ تک ریسرچ کی جسکا خلاصہ کچھ یوں نکلا تھا کہ اِکاروس یونانی اساطیر میں ایک کاریگر کا بیٹا تھا۔۔ جس کا نام ڈیڈلس تھا اور اس کاریگر نے بھول بھلیا کو تخلیق کیا تھا۔

کہا جاتا ہے وہ دونوں باپ بیٹا ایک جزیرے پر قید تھا۔ بادشاہ انہیں جزیرے سے باہر جانے نہیں دیتا تھا۔

ڈیڈلس نے اپنی کاریگری اور مہارت کو استعمال کرتے ہوئے پروں اور موم کو استعمال کرتے ہوئے پنکھوں کے دو سیٹ بنائے۔ وہ انہوں نے اس جزیرے سے بھاگنے کے لیے بنائے تھے۔ لیکن اس نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ پنکھ لگانے کے بعد وہ زیادہ اونچا نہ اڑے اور نہ سمندر کی سطح تک نیچے

جائے۔۔ لیکن اِکاروس نے اپنے باپ کی بات نہیں مانی وہ اڑا۔۔اڑا اتنا اونچا اڑا کہ سورج کے قریب پہنچ گیا۔۔ سورج کی تپش سے موم پگھل گئی اور وہ گرتا چلا گیا۔۔ سمندر میں گرا اور پھر ڈوب گیا۔۔۔۔ !!

&&&&

سورج کی تپش نے اِکاروس کے پنکھوں میں موجود موم کو پگھلا دیا اور وہ گرتا چلا گیا۔۔ وہ سمندر میں گرا اور ڈوب گیا۔۔ وہ کبھی نہ ابھر پایا۔۔ !!

کتنا دردناک تھا یہ۔۔۔اسکا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔جانے کیوں اسے دلی افسوس ہوا تھا۔پر اس ٹیرو نے اسے یہ کیوں کہا کہ اِکاروس نہ بن جانا۔بھلا اسکا اِکاروس سے کیا تعلق؟؟

اس نے بے دلی سے لیپ ٹاپ بند کر دیا۔دل پر ڈھیروں بوجھ آ گرا تھا۔

"اِکاروس کو مرنا نہیں چاہیے تھا" وہ ہولے سے بڑبڑائی تھی۔اور پھر جہاں بیٹھی تھی وہیں لیٹ گئی۔وہ اس وقت کچھ بھی سوچنا نہیں چاہتی تھی۔آج کی شام اسکے لیے بہت ہی خوفناک ثابت ہوئی تھی۔اسکا دماغ کہہ رہا تھا ٹیرو نے اسکے مستقبل کے متعلق جو بھی کہا تھا وہ سب جھوٹ تھا۔ایسا کچھ نہیں ہونے والا تھا۔لیکن دل اسے کسی خطرے سے آگاہ کر رہا تھا۔

"بھاڑ میں جائے وہ ٹیرو، وہ سیاہ کارڈ اور اِکاروس بھی۔۔۔!!"اس نے غصے سے کہا اور موبائل بند کرتے ہوئے کروٹ بدل رہی۔۔۔بھیگی رات آہستہ آہستہ گزرنے لگی تھی۔

&&&&&&&&&____________

___

کہا جاتا ہے اس دنیا میں انسان کا گھر اسکی جائے پناہ ہے۔ جب وہ اپنے گھر میں ہوتا ہے تو محفوظ ہوتا ہے۔ خاص طور پر عورت!

دین اسلام بھی کہتا ہے کہ عورت اپنے گھر میں سب سے زیادہ محفوظ ہوتی ہے لیکن کچھ گھر ایسے بھی ہوتے ہیں جہاں عورت بچی کے روپ میں اپنے ہی گھر کے مردوں کے ہاتھوں جنسی ہراسگی کا شکار ہوتی ہیں۔۔!!

کیا ایسی بچیاں اپنی آنے والی زندگی میں نارمل رہ پاتی ہیں؟؟؟ کیا وہ کسی مرد پر بھروسہ کر پاتی ہیں؟؟

کیا انکی شخصیت مکمل ہوتی ہے ؟؟ سالوں گزر جانے کے بعد بھی وہ ان سوالوں کے جواب نہیں ڈھونڈ پائی تھی۔

کبھی کبھی وقت گزر جاتا ہے۔ انسان بچے سے جوان اور پھر بوڑھا ہو جاتا ہے لیکن وہ ماضی کے کسی ایسے لمحے میں قید ہو کر رہ جاتا ہے جس سے وہ چاہ کر بھی نہیں نکل پاتا۔ ایسا ہی اسکے ساتھ ہوا تھا۔ وہ ماضی کے کچھ ایسے ناخوشگوار لمحوں میں قید تھی جو آج بھی اسے اتنی ہی تکلیف دیتے تھے جتنی اسے اس شام محسوس ہوئی تھی جب وہ غلطی سے ان کے کمرے میں چلی گئی تھی۔

وہ آٹھ دس سال کی بچی تھی جو پہلے ہی اپنے گھر میں چلنے والے حالات و واقعات کی وجہ سے ڈری سہمی رہتی تھی اور پھر کچھ ایسا ہوا جس نے اس چھوٹی سی بچی کو بری طرح سے توڑ پھوڑ کر رکھ دیا تھا۔

اماں۔۔اماں۔۔" وہ اپنی دادی ماں کی تلاش میں سارے کمروں کی تلاشی لے رہی تھی۔

سرخ ٹائلوں والے صحن کے چاروں جانب کمرے ہی کمرے بنے تھے۔ میر شہاب دین کے تینوں بیٹے ایک ہی گھر میں رہتے تھے۔اور میر شہاب دین کا اصل نام شہاب دین تھا لیکن تبلیغی جماعتوں میں حصہ لینے اور نماز روزہ کی پابندی نے انہیں پورے قصبے میں میر صاحب کے نام سے مشہور کر دیا تھا۔ آس پاس کے علاقوں کے میں جتنی بھی تبلیغی جماعتیں آتیں انکا کھانا میر صاحب کے گھر سے بن کر جاتا تھا۔

مغرب کا وقت ہونے والا تھا اور اس وقت بھی گھر کی ساری خواتین تین دن کے لیے آنے والی تبلیغی جماعت کا کھانا بنانے میں مصروف تھیں۔ اسے دادی ماں کو بلانے کے لیے بھیجا گیا تھا تا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے کھانا ڈال سکیں۔ اس نے کمرے میں جھانک کر دیکھا تو وہاں اسے دادی ماں نظر نہیں

آئی البتہ سرمئی رنگ کی لمبی داڑھی والا شخص میز سے ٹوپی اٹھا کر سر پر اوڑھ رہا تھا۔

بابا آپ نے اماں کو دیکھا؟؟" بچی نے انہیں دیکھتے پوچھا تھا۔ اسکی آواز سن" کر وہ پلٹے اور سر سے پاؤں تک بچی کو دیکھا جسکا آدھا وجود دروازے سے باہر تھا او دگردن اندر کیے معصوم آنکھوں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

نہیں تمہاری اماں کو تو نہیں دیکھا لیکن تمہارے لیے میرے پاس کچھ" ہے۔۔!!" وہ شخص اپنی سرمئی داڑھی کی نسبت کافی چست اور توانا تھا۔

کیا۔۔؟؟" بچی کی آنکھوں کی چمک بڑھ گئی وہ جلدی سے آگے بڑھی۔"

ادھر آؤ میرے پاس۔۔" وہ ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنے پاس بلا رہے تھے۔بچی کشمکش کی کیفیت میں وہیں کھڑی رہی۔پھر اس شخص نے اپنے کرتے کی جیب سے کچھ نکالا تھا۔جس میں کچھ پیسے تھے اور کچھ رنگ برنگی ٹافیاں۔۔بچی کی آنکھوں کی چمک ان پیسوں کو دیکھ کر بڑھ گئی۔وہ بے ساختہ انکی طرف بڑھی۔انہوں نے بچی کو پکڑ کر اسکے گال پر پیار کیا اور خود لکڑی کی پرانی سی کرسی پر بیٹھتے ہوئے اسے اپنی گود میں بٹھالیا۔

یہ سارے پیسے میرے ہیں۔۔؟؟" وہ معصومیت سے پوچھ رہی تھی۔"

ہاں یہ تمہارے ہیں۔۔" وہ بار بار اسکے دونوں گالوں پر بوسہ کر رہے تھے۔بچی کو انکی داڑھی کے بال چبھ سے رہے تھے۔اسے اب الجھن ہونے لگی تھی۔

”میری بیٹی اب بڑی ہو رہی ہے۔۔“ اسکے ہاتھ اب بچی کے جسم پر رینگنے لگے تھے۔ بچی کا دل تیزی سے دھڑکا تھا۔ اسے اب اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

”چھوڑیں مجھے۔۔“ وہ اب مچلنے لگی تھی۔

”پیسے چاہئیں نا تو چپ کر کے بیٹھی رہو۔۔“ انہوں نے اپنی گرفت سخت کی تھی۔

”نہیں مجھے نہیں چاہی۔۔۔“ تکلیف کے باعث بچی کے باقی الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گئے تھے۔ انہوں نے اسے غلط جگہ چھوا تھا۔ بچی تڑپ اٹھی تھی۔ تبھی باہر قدموں کی آہٹ کی آواز ابھری اور اس شخص نے بچی کو گود سے اتارا اور فٹافٹ کھڑے ہو گئے۔ اس نے بچی کے ہاتھ میں وہ پیسے تھمائے اور اسے جانے کا اشارہ کیا۔ اور وہ بچی کو سمجھ نہیں آیا تھا اسکے ساتھ کیا ہوا تھا۔ وہ

زرد پڑ چکی تھی۔ پھر وہ بنا کچھ سوچے وہاں سے بھاگی تھی۔ وہ سب کی نظروں سے چھپتی اپنے کمرے تک پہنچی اور دروازہ بند کر لیا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑے ان پیسوں کو دیکھا اور پھر انہیں نفرت سے نیچے پھینک دیا۔۔ باہر قدموں کی آوازیں ابھر رہی تھیں۔ وہ ڈر کر کمرے میں رکھے مسہری نما بیڈ کے نیچے چھپ گئی اور پھر بنا آواز رونے لگی۔ وہ جانے کتنی دیر وہاں چھپی روتی رہی تھی۔ اسکی دبی دبی سی معصوم سسکیاں کمرے میں گونجتی رہی تھیں۔

وہ نہیں جانتی تھی اسکے ساتھ کیا ہوا تھا لیکن اسے بالکل اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ مغرب کی اذانیں شروع ہو چکی تھیں اور وہ شخص اب ٹوپی اوڑھے مسجد کی جانب بڑھ گیا تھا۔

____________&&&&&&&&&&____________

"ایمان۔۔ایمان۔۔۔!!"اسکے نام کی پکار سماعت سے ٹکرا رہی تھی۔

"اٹھ جاؤ تائی امی کہہ رہی ہیں عصر کا وقت ہو گیا ہے تمہیں اٹھا دوں۔۔"

اب مہر بانو اسے کندھے سے پکڑ کر ہلا رہی تھی۔ جیسے ہی مہر بانو نے اسے چھوا وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔اسکا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔چہرے پر خوف تھا۔جبکہ جسم پسینے سے شرابور تھا۔

"کیا ہوا تمہیں تم ٹھیک ہو؟؟"مہر بانو نے اسکی حالت دیکھتے پوچھا۔وہ پھٹی پھٹی نظروں سے ارد گرد دیکھتی رہی اور جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ خواب تھا تو اس نے گہرا سانس لیا اور اپنے جسم کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔دل ابھی تک تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

اس نے بے ساختہ چھت پر لگے پنکھے کو دیکھا جسکے پر ہولے ہولے گھوم رہے تھے۔

"یہ پنکھے کو کیا ہوا؟ اتنا آہستہ کیوں چل رہا ہے؟؟"

دماغ میں کچھ چبھا تھا۔ اسے بلاوجہ ہی غصہ آگیا تھا۔ چہرے کے تاثرات تن سے گئے تھے۔

"پتہ نہیں بجلی کا کوئی اشو ہوا ہے۔ وقار چیک کر کر رہا ہے۔۔" وہ اب اپنا فون چارجر پر لگا رہی تھی۔ ایمان نے ایک گہرا سانس لیا اور بستر سے اتر آئی۔ وہ اب جوتے پہن رہی تھی۔ مہر بانو نے سر پاؤں تک اسے دیکھا جو پسینے سے تر تھی۔

"ویسے اتنی گرمی تو نہیں ہے جتنا تم پسینے میں بھیگی ہوئی ہو۔۔" وہ بھنویں سکیڑتی پوچھ رہی تھی۔ جبکہ ایمان نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ وہ جانتی تھی

مہر بانو کے سوالات ختم ہونے والے نہیں تھے۔ آج اسکا آخری پیپر تھا وہ ظہر کے بعد ہی سوئی تھی۔

تمہیں نظر نہیں آرہا کہ پنکھا نہیں چل رہا اسی وجہ سے گرمی لگ رہی ہے۔۔" وہ اسے بنا دیکھے جواب دیتی واشروم میں گھس گئی۔ مہر بانو نے تعجب سے اسے دیکھا۔

بیچاری پڑھ پڑھ کر چڑ چڑی ہو گئی ہے۔۔" وہ خود ہی ہولے سے بڑبڑائی اور پھر بستر کی چادر درست کرنے لگی۔ اسے صفائی کا کیڑا تھا۔

ارے یاد آیا۔ نماز پڑھ کر اوپر آجانا آج موسم بہت اچھا ہے۔۔ ٹھنڈی ہوائیں چل رہی ہیں، بادل بھی ہیں شاید بارش ہو جائے۔۔۔" وہ اسے اطلاع دیتی جا چکی تھی۔

جبکہ ایمان نے واشر وم میں واش بیسن کے پاس آئینے کے سامنے کھڑی رہی تھی۔ وہ دونوں ہاتھوں میں پانی بھر بھر کر منہ پر گرا رہی تھی۔ پھر وہ رکی اور آئینے میں خود کو دیکھنے لگی۔ اسکی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔ وہ دیکھتی رہی اور پھر ایک آنسو اسکی پلکوں کی باڑ توڑتا گال پر پھسلتا چلا گیا۔۔ آنسوؤں کا نمکین پانی اس پانی میں گھل مل گیا تھا جس سے وہ اپنا چہرہ دھو رہی تھی۔۔ لیکن آئینہ جھوٹ نہیں بولتا وہ اسکی روتی آنکھوں کا ثبوت پیش کر رہا تھا۔ جانے کتنی دیر وہ بنا آواز روتی رہی اور پھر شاور لینے کے بعد وہ عصر کی نماز پڑھ کر اوپر چلی آئی۔۔ موسم واقعی اچھا تھا۔ تازہ ہوا جب اسکے وجود سے ٹکرائی تو اسے سکون محسوس ہوا تھا۔

انکے گھر کی چھت کافی بڑی تھی۔ چاروں جانب چار دیواری تھی۔ چھت پر ایک جانب وقار کا پورشن تھا جہاں وہ اور اسکی بیوی رہتے تھے جبکہ باقی حصہ

فری تھا جہاں گھر کے بچے سارا دن اودھم مچاتے تھے۔ سمعیہ بھابھی نے اپنے پورشن میں پودے لگائے ہوئے تھے۔ انکا گھر مین روڈ پر تھا۔ جہاں سے آتی جاتی گاڑیاں نظر آتی تھیں۔

"آپی پیپر کیسا ہوا؟؟" یہ حمیزہ تھی جو ایمان سے پانچ سال چھوٹی تھی۔

"اچھا ہو گیا۔۔" اس نے بس دو لفظی جواب دیا۔ وہ موسم کی ٹھنڈک کو اپنے اندر اتار لینا چاہتی تھی۔۔ کچھ دیر پہلے تک اسکا وجود جل رہا تھا لیکن نماز اور اب ٹھنڈی ہواؤں نے جیسے مرہم رکھ دیا تھا۔

"آپی آپکی آنکھوں کو کیا ہوا ہے۔۔؟؟" وہ اسکی سوجھی سوجھی آنکھوں کو دیکھ کر پوچھ رہی تھی۔

زیادہ سوئی ہوں شاید۔۔۔" وہ نظریں چراتے بس اتنا ہی کہہ پائی۔"

"چائے لاؤں آپکے لیے۔۔؟؟" حمیزہ ایمان سے بہت زیادہ اٹیچ تھی تبھی بار بار فکر مندی سے پوچھ رہی تھی۔

"ہاں لے آؤ! کوئی سر درد کی دوا ہو تو وہ بھی لے آنا۔۔" ایمان نے کہا تو وہ سر ہلاتی چلی گئی۔ جبکہ ایمان اب سمعیہ بھابھی کے لگائے گئے پودوں کے قریب آکر کھڑی ہو گئی تھی۔ سمعیہ بھابھی آج کل اپنے میکے گئی ہوئی تھیں اسی لیے وہ بے فکری سے وہاں گھوم رہے تھے۔

"تمہارے پریکٹیکل کب ختم ہوں گے؟؟" مہر بانو نے ایمان سے پوچھا جو موتیے کے پودے پر جھکی، اس پر لگے ایک چھوٹے سے سفید پھول کو سونگھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ گرمی کے باعث وہ پھول مرجھا گیا۔ اسے یاد تھا یہ

پودا اس نے سمعیہ بھابھی سے کہہ کر رکھوایا تھا۔اسے پھولوں میں سفید پھول پسند تھے اور خوشبوؤں میں چنبیلی کی خوشبو !

"ابھی آج تو پیپر اینڈ ہوئے ہیں اگلے مہینے پریکٹیکل ہو جائیں گے اسکے بعد رزلٹ تک فری۔۔" ایمان نے اپنے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے کہا جو ہوا چلنے کے باعث اڑ رہے تھے۔

"اور اسکے بعد۔۔۔؟؟" اگلا سوال ابھرا۔

"ابھی سوچا نہیں۔۔۔پڑھنا چاہتی ہوں۔۔" اس نے ہولے سے جواب دیا۔اور تبھی سیڑھیاں پھلانگتی حمیزہ وہاں آئی تھی۔اسکے ہاتھ میں ایمان کا موبائل تھا۔

"یہ۔۔آپکا فون۔۔بج رہا تھا۔۔" وہ پھولی سانسوں کے ساتھ اسے فون تھماتے بولی۔ایمان نے فون پکڑا تو اسکی دوست بینش کی کال تھی۔

"السلام علیکم!" اس نے فون اٹھایا۔

"وعلیکم السلام!ایمان تمہارا پارسل آگیا ہے جس کا تمہیں بے صبری سے انتظار تھا۔میں نے ڈرائیور کے ہاتھ بھیجا ہے تم دیکھ لینا۔۔ابھی مجھے ماما کے ساتھ جانا ہے میں شام میں بات کروں گی اور دوسری بات یہ تمہارا برتھ ڈے گفٹ ہے اسکی پیمنٹ تم نہیں بھیجو گی مجھے۔۔۔اوکے بائے رات میں کرتے ہیں بات۔۔۔" وہ تیز تیز بولتی فون بند کر چکی تھی۔جبکہ پارسل کا سن کر ایمان کا رواں رواں کھڑا ہو چکا تھا۔ہاتھ بلاوجہ ہی کانپنے لگے تھے۔ چہرے کی رنگت بدل گئی تھی۔

کیا ہوا تم ٹھیک ہو نا۔۔؟؟'' مہر بانو نے اسکی حالت دیکھتے پوچھا۔ تبھی نیچے گاڑی کے ہارن کی آواز سنائی دی تھی۔ ایمان نے بھاگ کر نیچے دیکھا تو بینش کا ڈرائیور گیٹ کے باہر کھڑا تھا۔

''صارم جاؤ نیچے انکل ایک پارسل لائے ہیں ان سے لے کر آؤ۔۔'' اس نے دس سالا صارم کو بھیجا تھا اور خود دھڑکتے دل کے ساتھ انتظار کرنے لگی تھی۔

''ہوا کیا ہے کچھ ہمیں بھی بتا دو۔۔'' مہر بانو سے صبر نہیں ہوا تھا اس لیے پوچھ لیا۔

''صبر کرو خود ہی دیکھ لینا۔۔'' اسکی حالت عجیب ہو گئی تھی۔ کچھ دیر بعد صارم پارسل اٹھائے اوپر آیا تھا۔ ایمان نے کانپتے ہاتھوں سے پارسل تھاما تھا

اور پھر وہ وہیں برش پر بیٹھ گئی۔ مہربانو، حمیزہ اور باقی سارے بچے اسکے ارد گرد جمع ہو گئے تھے۔ سب دیکھنا چاہتے تھے اس میں ایسا کیا تھا۔
ایمان نے پارسل کو کھولا اور اندر سے جو نکلا تھا اسے دیکھ کر اسکی آنکھیں بھر آئیں۔

یہ ایک بیگ تھا جس پر اسٹائلش سا آر جے لکھا تھا اور اسکے ساتھ چھوٹا سا ٹیڈی بیئر لٹکا تھا اس پر بھی آر جے مینشن تھا۔ بیگ کے نچلے کونے پر کچھ لکھا تھا۔

"Made by Elif"

ایمان نے کانپتے ہاتھوں سے آر جے نام کو چھوا تھا۔ دل عجیب سی کیفیت میں مبتلا ہو گیا تھا۔ آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔ ایمان نے اس بیگ کو سینے سے لگا لیا۔
بچوں کی دلچسپی کی کوئی چیز نہیں نکلی تھی وہ سب واپس پلٹ گئے۔ بادل جو آسمان کو گھیر چکے تھے وہ اب برسنا شروع ہو چکے تھے۔

یہ لڑکی پاگل ہے!" مہر بانو اسکی حالت پر مسکرائی تھی اور پھر نیچے چلی گئی" جبکہ حمیزہ خوشی کے اس موقع پر پہلے ہی چائے رکھ آئی تھی اور اب لینے گئی تھی۔

بارشوں کا آرجے سے گہرا تعلق تھا۔۔اور ابھی بھی جیسے ہی آرجے کا نام آیا تھا بارش نے ہولے ہولے برسنا شروع کیا۔۔۔پہلی بوندھ جب ایمان کے ہاتھ پر گری تو اس نے سر اٹھا کر آسمان کو دیکھا۔

بارشیں یوں اچانک ہوئیں۔۔۔" آرجے کا جملہ جو اکثر وہ بارشوں میں" گنگناتا تھا اسے سنائی دیا۔اسکی آنکھوں میں تشکر کے جذبات تھے۔۔ تھوڑی دیر پہلے والی چبھن، تکلیف اور درد وہ سب بھول چکی تھی۔۔۔!!

ہاں وہ ایمان بنت عبداللہ تھی جو آرجے کی بہت بڑی فین تھی اور روحان جبیل سے عقیدت رکھتی تھی۔

تجھ پہ اٹھی ہیں وہ کھوئی ہوئی ساحر آنکھیں
تجھ کو معلوم ہے کیوں عمر گنوادی ہم نے۔۔؟؟

_______________&&&&&&&_______________

____

وہ دھپ سے سیٹ پر بیٹھ گئی تھی۔یہ گرنے والا انداز تھا۔وہ اپنے ہوش و حواس میں نہیں تھی۔دل ابھی تک تیزی سے دھڑک رہا تھا کیسے پسلیاں توڑ کر باہر آجائے گا۔اسے یقین نہیں آرہا تھا جسے وہ ابھی دیکھ کر آئی تھی وہ وہی

تھا جس کی تلاش میں وہ گھر سے نکل آئی تھی۔ وہ اپنے فائنل سمیسٹر کے فائنل اگزام چھوڑ آئی تھی۔

کئی لمحے وہ یوں ہی گم سم بیٹھی رہی پھر اس نے اپنے بیگ سے ایک چھوٹا سا ٹیپ ریکارڈر نکالا۔۔ خشک لبوں پر زبان پھیری اور اسے آن کر دیا۔ اسکے بعد اس نے ہولے ہولے بولنا شروع کیا۔

"مجھے یقین نہیں ہو رہا کہ میں نے اسے دیکھا ہے۔ اس شخص کو جسکی میں دنیا میں شاید سب سے بڑی فین ہوں۔۔ اسکے شاہکاروں کی۔۔ اسکی تخلیق کی اور سب سے بڑھ کر اسکی ذات کی!

میں نے جب دیکھا تو میرا دل زور سے دھڑکا۔ میں نے کہا تھا میں اسے پہچان لوں گی اور آج سینکڑوں لوگوں کی بھیڑ میں، میں نے اسے پہچان لیا! وہ آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا۔ دل کیا اور ابھی اسکے پاس بیٹھ جاؤں اور وہ کہانی سنوں جس نے اسے بدل دیا۔۔ وہ کہانی سنوں جسکی وجہ سے وہ جگہ جگہ

بھٹک رہا ہے۔۔دل کر رہا تھا جلدی سے اس لڑکی کا نام پوچھوں، اس ذات کے بارے میں جانوں جس کا جوگ لیے وہ جوگی جیسا روپ دھارے بیٹھا تھا۔۔کسی قصہ گو کی مانند وہ مجھے بُت سازوں کا وہ قصہ سنائے جسے سننے کو میں بے تاب ہوں! لیکن اس نے آنکھیں ہی نہیں کھولیں۔۔اور مجھے لگا تھا میں مزید اسکے سامنے کھڑی رہی تو گر جاؤں گی۔۔۔اس لیے میں پلٹ آئی۔ میں کچھ دیر بعد پھر جاؤں گی۔پھر پوچھوں گی۔۔۔۔۔۔اور میں اب یہ سفر اسی شخص کے ساتھ کروں گی۔یو نو واٹ! وہ رف حلیے میں ہر منظر کو مات دینے کی طاقت رکھتا ہے!

وہ چپ ہو گئی۔۔کیونکہ الفاظ ہی ختم ہو گئے تھے۔اس نے ٹیپ ریکارڈر بند کر دیا اور سیٹ سے ٹیک لگالی۔ٹرین اب لاہور جنکشن اسٹیشن سے نکل چکی تھی۔

__________&&&&&&&&&__________

_

پلیز ایما! پلیز پلیز چلی جانا یار!" روز اسکی منتیں کر رہی تھیں۔ "دیکھو اگر میرے فیانسی کے فادر کی ڈیتھ نہ ہوتی تو میں خود ہی چلی جاتی لیکن اب میں مجبور ہوں۔۔آج لاسٹ ڈیٹ ہے اگر میں آج نہ گئی تو مجھے نیکسٹ سیشن تک ویٹ کرنا پڑے گا اور میں نہیں کر سکتی۔۔۔تم نہیں جانتی مسٹر ماثیل کے مجسمہ سازی کے کورس میں ایڈمیشن لینا میرا بہت بڑا شوق ہے۔۔۔!"

"روز تم میری روٹین جانتی ہو۔۔میرے پاس سچ میں ٹائم نہیں ہوتا میں کیسے چلی جاؤں۔۔اور روز بن کر تو بالکل نہیں جا سکتی۔۔۔"اس نے صاف انکار کیا تھا۔اسکے انکار پر روز کا منہ لٹک گیا تھا۔

"اسکی تم نے کچھ بھی نہیں کرنا بس جا کر ایک ایڈ میشن فارم فل کرنا ہے۔ اسکی ساری ڈیٹیلز میں نے تمہیں واٹس اپ کر دی ہیں اور ایڈ میشن فیس میں سبمٹ کرا دوں بس تم مجھے میسج کر دینا۔۔" وہ روہانسی ہو گئی تھی۔ ایما نے خفگی بھری نظر اس پر ڈالی۔

"پلیز یار! میں یہ موقع نہیں کھونا چاہتی۔ مجھے پورا سال انتظار کرنا پڑے گا۔۔ میں فیونرل (جنازے) کے بعد چلی جاتی لیکن ماشیل کے رول بہت سخت ہیں۔۔ لیٹ آنے پر ایڈ میشن نہیں ملتا۔۔۔"

ایما نے اسکی بات سن کر ایک گہرا سانس لیا۔

ابھی مجھے یونیورسٹی جانا ہے۔فری ہو گئی تو تمہیں میسج کر دوں گی مجھے لوکیشن بھیج دینا۔۔" وہ سنجیدہ لہجے میں کہتی کمرے سے نکل گئی جبکہ روز کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔

"یو آر جسٹ لوا یما۔۔" وہ اسکے عقب میں خوشی سے چلائی تھی۔پھر یہ یاد آنے پر کہ اسکے ہونے والے سسر کی ڈیتھ ہو گئی ہے وہ فوراً سنجیدہ ہوئی۔۔ چہرے پر بناوٹی غم کے تاثرات لاتے ہوئے وہ بھی اپنا بیگ اٹھا کر کمرے سے نکل گئی۔اسکا رخ اپنے فیانسی کے گھر کی جانب تھا۔

________&&&&&&&&&__________

ایک گھنٹہ وہاں گزارنے کے بعد شنایا جا چکی تھی۔ وہ اسکی اکلوتی دوست تھی جو ملنے آجایا کرتی تھی۔ اس نے کبھی شنایا کو اپنی دوست نہیں کہا البتہ شنایا سب سے یہی کہتی تھی کہ وہ ماثیل کی بیسٹ فرینڈ ہے۔ وہ اسے امپریس کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتی تھی۔ وہ انڈیا سے تھی اور پچھلے دو ہفتے وہ وہیں گزار کر آئی تھی اور جیسے ہی وہ واپس آئی تو سب سے پہلے ماثیل سے ملنے آئی۔

پر اس نے ماثیل کی پرسنل اسسٹنٹ سے معلومات حاصل کرلی تھیں کہ وہ آج کل اکاروس پر کام کر رہا ہے۔ اسی لیے وہ اس پر ریسرچ کر کے آئی تھی۔ ماثیل کوئی بزنس مین نہیں تھا۔ نہ اسکے پاس بہت سا پیسہ تھا۔ ہاں البتہ اسکے پاس ایک ہنر تھا۔۔ مجسمہ سازی کا ہنر! اور اس ہنر نے اسے اتنا مشہور کرا دیا تھا کہ لوگ اس سے ملنے کو بے تاب رہتے تھے۔۔ اسکے مجسمے عام لوگوں کی پہنچ سے باہر ہوتے تھے۔ وہ ہر طرح کے مجسمے بناتا تھا۔۔ سادہ، خوبصورت اور بولڈ! لیکن بناتا وہ اپنی مرضی سے تھا۔ کسی کے کہنے پر وہ کچھ نہیں بناتا تھا۔

ہاں البتہ وہ مجسمہ سازی سکھاتا تھا۔ اسکا ایک انسٹیٹیوٹ تھا جو ماثیل کے نام سے مشہور تھا۔ اسی لیے سب اسے ماثیل ہی بلاتے تھے۔ اور انسٹیٹیوٹ کے معاملات کو سنبھالنے کے لیے اس نے ایک اسسٹنٹ رکھی ہوئی تھی جس کا نام مار تھا تھا۔ وہ اپنا کام اچھے سے کرتی تھی۔

جیسے ہی شنایا گئی تو ماثیل نے گہرا سانس لیا اور پھر اسکی نظر میز پر رکھے اخبار پر پڑی۔ اس نے وہ اٹھایا اور پڑھنے لگا۔ بے دھیانی میں صفحے پلٹتے اچانک اسکی نظریں تھم سی گئیں۔

روح کیا ہے؟" یہ ایسا سوال ہے جو ہم اکثر و بیشتر سنتے رہتے ہیں، اسکے" ساتھ ہی کہیں نہ کہیں یہ سوال ہمارے شعور لاشعور میں پنپتا رہتا ہے لیکن ہم اِسکا کوئی ایسا موثر جواب نہیں ڈھونڈ پاتے جو ہمارے اندر کے ملحد کو مطمئن کر سکے۔ جی ہاں، ہمارے اندر کا ملحد۔۔

وہ بے ساختہ پڑھتا چلا گیا۔ایسی چیزوں میں اسے ویسے بھی دلچسپی تھی۔

یہاں قرطبہ اور غرناطہ کی گلیوں میں گھومتے پھرتے اکثر یہ سوال میرے ذہن سے ٹکرایا تو میں نے خود سے کہا کہ ''روح اللہ کا امر ہے'' لیکن میرا نفس جو کبھی میرا دوست بن جاتا ہے تو کبھی میرا دشمن اس نے جواب دیا:

نہیں۔۔کچھ اور جواب دو، آج کی دنیا کی سائنس اس بارے میں کیا کہتی ہے؟'' وہ بضد رہا اور میں سوچتی گئی۔

تمہیں کیا لگتا ہے تم اس دنیا میں کب سے ہو؟'' میں نے اپنے اندر کے ملحد سے پوچھا۔

میں تو ہمیشہ سے ہوں۔ یہ تو تمہارا مذہب ہے جو جینے اور مرنے کا ایک وقت متعین کیے بیٹھا ہے۔۔"اُس نے قہقہہ لگایا۔

"تمہارا خدا کہتا ہے میں نے انسان کو مٹی، پانی اور بہت سے اجزاء کے ملاپ سے بنایا ہے اور یقیناً یہ اجزاء کائنات سے لیے گئے ہیں۔۔ تم سائنس کی طالبہ ہو تم جانتی ہو یہ اجزاء اس کائنات میں برسوں سے موجود ہیں اور انسان کے مرنے کے بعد بھی اسکا جسم مٹی بن کر اسی دنیا میں رہ جائے گا۔۔یعنی انسان کا وجود کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔۔ وہ صدیوں پہلے سے کائنات میں موجود ہے، اور آخری دن تک موجود رہے گا۔۔"اس نے تاش کا بڑا پتا پھینکا تھا۔ میں ہولے سے مسکرا دی۔

"تم نے ٹھیک کہا، تم کائنات میں صدیوں سے موجود ہو، لیکن تم نے صدیوں پہلے کے وقت کو نہیں دیکھا، تم نہیں جانتے سن 1200 میں دنیا

کیسی دکھتی تھی؟ کیا تم جانتے ہو؟ کیا تم نے اپنی آنکھوں سے صدیوں پہلے کی کائنات کو دیکھ رہا ہے؟ اور کیا جب تمہاری آنکھیں بند کر دی جائیں گی؟ تمہارے محسوسات کو چھین لیا جائے گا تب بھی صدیوں بعد کی کائنات کو دیکھ پاؤ گے؟ تمہارے اجزاء کائنات میں پہلے سے موجود تھے پھر یہ خود بخود کیوں نہیں جڑ گئے؟ یہ شعور تمہیں ابھی ہی کیوں ملا؟ اور کہاں سے ملا؟"

میں نے بھی کچھ ایسے سوال کیے وہ تذبذ کا شکار سا نظر آیا۔

تمام اجزاء کو جوڑ کر انسان کو جو ایک انفرادی وجود دیا گیا ہے، اسکے اندر جو یہ" شعور لایا گیا ہے، اسکی آنکھ جو کائنات کو دیکھ سکتی ہے۔ (جو سالوں سے اس کائنات میں وجود رکھنے کے بعد نہیں دیکھ پاتی تھی) یہی تو روح ہے۔ اسے ہی تو خدا نے روح کا نام دیا ہے، اسے ہی تو اللہ کا امر کہا گیا ہے۔ اللہ نے کہا ہو جا۔ سب ہوتا گیا۔ اجزاء ملتے گئے، جسم بنتا گیا، اور پھر شعور دیا گیا، سب کچھ دیکھنے سمجھنے کی صلاحیت کائنات کے ان اجزاء کے پاس نہیں ہے۔ یہ تو

ہم میں پھونکی گئی ہے، جو صلاحیت پھونکی گئی ہے وہی تو روح ہے اور جس دن اس روح کو نکال لیا جائے گا سب پہلے جیسا ہو جائے گا، نہ تم دیکھ پاؤ گے، نہ سن پاؤ گے، نہ محسوس کر پاؤ گے۔۔"

مجھے محسوس ہو رہا تھا میرا چہرہ شدت جذبات سے سرخ پڑ چکا تھا، میری آنکھوں میں عجیب سا جلال اتر آیا تھا۔ میرے جسم کا روم روم اس ملحد کے سامنے ڈٹ کر کھڑا ہو گیا تھا اور کہہ رہا تھا "تم مجھے بہکاؤ گے؟ تم۔۔ ارے جاؤ تم تو خود بہکے ہوئے ہو۔۔" اس ملحد کا مکروہ چہرہ بھنچ سا گیا تھا۔

"اور کیا کہا تم نے؟ تم اس کائنات میں پیدا ہونے سے بہت پہلے سے ہو؟ تم بھول رہے ہو یہ بھی میرے خدا کی مہربانی ہے، اس نے ہمارے اصل کو جو ہمارا روحانی وجود یعنی ہماری روح ہے بہت پہلے پیدا کر دیا تھا اور پھر فرمایا:

ھم فیہا خالدون" (سورہ بقرہ)"

ترجمہ: جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

ہمارا اصل وجود کبھی نہیں مرنے والا، کیونکہ وہ اللہ کا امر ہے اور وہی روح ہے جو ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گی۔

میں مزید بھی کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن وہ مکروہ چہرے والا ملحد مجھے غصے سے گھورتا بھاگ گیا تھا۔ اسکے جانے کے بعد میں نے سکون کا سانس لیا اور خدا کا شکر ادا کیا۔ بیشک یہ شیطان ہی ہے جو ایک انسان کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے، یہی ہمارے نفس میں سرائیت کر کے ہمارے اندر کے ملحد کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اور خدا ہی ہے جو ہمیں شیطان کی پناہ سے محفوظ رکھتا ہے، اور اسکے لیے خدا پر کامل یقین ہونا ضروری ہے۔

کالم نگار: ایمان بنت عبداللہ

ماثیل نے وہ کالم کسی ٹرانس کی کیفیت میں پڑھا تھا اور پھر اس نے اخبار بند کر کے رکھ دیا۔ کون تھی ایمان بنت عبداللہ وہ نہیں جانتا تھا۔ لیکن ماثیل نے تھی۔ شاید وہی تھی جو اسکے intellecual اعتراف کیا تھا وہ لڑکی سوالوں کا جواب دے پاتی اسکے اندر کے ملحد کو بھگانے میں مدد کرتی۔

ایمان بنت عبداللہ! تم مجھے کہاں مل سکتی ہو۔۔؟" اس نے گہرا سانس فضا" میں خارج کیا تھا۔ اس سوال کا جواب تو اسکے پاس بھی نہیں تھا۔

_____________&&&&&&&&___________

_____

وہ پانچ چھ سال کا بچہ تھا جو فٹ بال تھامے سیڑیوں سے اتر رہا تھا لیکن پہلی سیڑھی پر قدم رکھتے ہی اسکا پاؤں پھسلا اور وہ سیڑیوں سے گرتا چلا گیا۔

زمین تک پہنچتے پہنچتے اسکا سر پھٹ چکا تھا۔ جس سے خون بہنے لگا تھا۔ گرنے کے کچھ لمحوں تک وہ بچہ ویسے لیٹا رہا جیسے گرا تھا۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آیا تھا اسکے ساتھ کیا ہوا تھا۔

پھر وہ بنا روئے اٹھا اور اپنا فٹ بال اٹھا لیا۔ اسے اپنے چہرے پر کوئی گرم چیز پھسلتی محسوس ہوئی تھی۔ اس نے ہاتھ لگا کر دیکھا تو وہ خون تھا جو بہتا ہی چلا جا رہا تھا۔ خون دیکھ کر وہ گبھرایا لیکن پھر بنا روئے وہ اپنی ماما کو آوازیں دیتا کچن کی جانب بھاگا۔

ماما۔۔ماما۔۔۔" وہ انہیں پکار رہا تھا۔ لیکن حیران کن بات یہ تھی اسے نہ تو" درد محسوس ہو رہا تھا اور نہ اسے ڈر لگا تھا۔ بس خون اسکے لیے عجیب تھا۔ اس کی ماں اسکی پکار پر باہر آئی۔ پر جیسے ہی اس نے بچے کے سر خون نکلتا دیکھا تو وہ تڑپ کر اپنے بیٹے کی جانب بڑھی۔ اس نے اپنا دوپٹہ اسکے سر پر رکھا اور وہ

اسے اٹھا کر باہر کی جانب بھاگی۔ باہر ڈرائیور موجود تھا۔وہ بھی بچے کو دیکھ کر گھبرا گیا۔

کچھ دیر وہ بچہ اپنی ماں ہمراہ ہسپتال میں موجود تھا۔ڈاکٹر بچے کی مرہم پٹی کر رہے تھے۔اسے تین ٹانکے لگے تھے۔ جبکہ بچہ بہت خاموش بیٹھا یہ سب بڑی دلچسپی سے دیکھ رہا تھاالبتہ جب اس نے اپنی ماں کی آنکھ میں آنسو دیکھے تو اسے دکھ ہوا۔ڈاکٹر نے جب مرہم پٹی کر دی تو عورت نے بچے کے گال پر پیار کیا اور اسے اپنی باہوں میں بھر لیا۔

"میرے بیٹے کو کتنا درد ہو رہا ہو گا نا۔۔"

"درد۔۔۔وہ کیا ہوتا ہے؟؟" بچے نے تعجب سے پوچھا تھا۔ماں نے اسکی بات سن کر اسے خود الگ کیا اور حیرت سے دیکھا۔وہ جانتی تھی اسکا یہ بیٹا

بڑی ہمت والا تھا۔ وہ کم کم ہی روتا تھا بلکہ روتا ہی نہیں تھا۔ وہ سب کچھ سہہ جاتا تھا۔ دوسرے بچوں سے لڑتا جھگڑتا نہیں تھا۔

"آپکو درد نہیں ہو رہا۔۔؟؟" ماں نے بچے سے پوچھا۔

"نہیں۔۔" بچے نے نفی میں گردن ہلائی۔ بچے کی ماں اور ڈاکٹر نے بیک وقت ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔ ڈاکٹر کی آنکھوں می حیرت جبکہ بچے کی ماں کی آنکھوں میں خوف تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی نگاہیں سمجھ سکتے تھے۔ اس عورت نے اپنے خشک لبوں پر زبان پھیری۔۔۔ کچھ تھا جو الگ تھا۔۔ کچھ تھا جو الگ اور برا ہونے والا تھا۔

____________&&&&&&&&&____________

رات کے ڈیڑھ بجے کا وقت تھا۔۔ٹرین راولپنڈی اسٹیشن پر پہنچ چکی تھی۔۔ نیند جیاء کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔وہ جویریہ عباس جس کی ذہانت پوری یونیورسٹی میں مشہور تھی وہ پچھلے پانچ چھ گھنٹوں سے اسی سوچ میں مگن تھی وہ کیسے جائے اور اس شخص سے کیسے مخاطب ہو؟ کیسے وہ اسکی کہانی جانے؟؟

یہاں ٹرین آدھا گھنٹہ رکنے والی تھی۔۔موسم برسات تھا۔۔آسمان ابر آلود تھا۔وہ ٹرین سے نیچے اتری تو ٹھنڈی ہواؤں نے اسکا استقبال کیا۔اسے بھوک بھی لگی تھی چناچہ وہ کھانے کی تلاش میں ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

کچھ دیر بعد وہ چائے کے کپ لے کر اسکے کیبن کی جانب بڑھی۔دل تیزی سے دھک دھک کر رہا تھا۔وہ جانتی تھی اس نے اکیلے پورا کیبن بک کیا تھا تبھی وہ اکیلا سفر کر رہا تھا کچھ دیر بعد وہ کیبن تک پہنچی اور اس نے دروازہ

کھولا۔۔۔وہ سامنے ہی شال لپیٹے کھلی کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا۔۔ہوا چلنے کے باعث اسکے ماتھے پر بکھرے بال اڑ رہے تھے۔

کیا میں اندر آسکتی ہوں۔۔؟؟"اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا تھا۔آہٹ اور" آواز پر اس شخص نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔۔یہ وہی آواز تھی جو اس نے شام میں بھی سنی تھی لیکن پھر نظر انداز کر دی۔۔۔چاند کبھی بادلوں کی اوٹ سے نکل آتا اور کبھی گھرے سیاہ بادل اسے چھپا دیتے۔۔۔

وہ اسے خاموشی سے کچھ دیر دیکھتا رہا پھر بنا کوئی جواب دیے چہرہ واپس کھڑکی کی جانب موڑ لیا۔۔۔ایک سایہ ساجیاء کے چہرے پر لہرایا لیکن پھر اس نے ہمت کی اور خود ہی اسکے سامنے والی سیٹ پر آ کر بیٹھ گئی۔۔۔

کیا آپ جانتے ہیں میں آپکی وجہ سے اس وقت اس ٹرین میں ہوں۔۔"
اس نے بیٹھتے ہوئے ڈسپازیبل چائے کا کپ اسکی جانب بڑھایا۔ وہ بے تاثر نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا۔

"میں جانتی ہوں اب آپ کو چائے پسند ہے تو خاموشی سے اسے تھام لیں۔۔!" وہ ماحول پر چھائی کلفت ختم کرنے کی کوشش کرتے ہلکے پھلکے انداز میں کہہ رہی تھی۔
اس نے کچھ نہیں کہا بس خاموشی سے وہ کپ تھام لیا۔ جیاء اپنی تمام حسیات سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ وہ چائے کا کپ ہاتھ میں تھام کر ایک بار پھر سے باہر دیکھنے لگا۔۔۔ اسکے ماتھے پر پڑے بال ہوا چلنے کے باعث اڑ رہے تھے۔۔ جیاء نے اس لمحے میں خود کو بے بس پایا تھا۔ جانے کتنے لمحے وہ اسی منظر کو دیکھتی رہی۔۔۔

اپنے چہرے پر نظروں کی تپش محسوس کرتے اس نے پلٹ کر جیاء کو دیکھا۔ کمال کی بات یہ تھی دونوں کی چائے ٹھن-ڈی پڑ چکی تھی۔
جیاء کے لیے وجہ وہ سامنے بیٹھا شخص تھا جبکہ جو سامنے بیٹھا تھا وہ اپنی سوچوں میں گم تھا۔

کیا وہ بہت خوبصورت ہے؟؟" اسے اپنی جانب سوالیہ نظروں سے تکتے" جیاء پہلے تو بڑبڑائی پھر بالآخر پوچھ ہی لیا۔

بہت۔۔۔۔" جیاء نے پہلی بار اسکے منہ سے کچھ سنا تھا۔ وہ شاید بے ساختہ" کہہ گیا تھا۔ جیاء نے ایک گہرا سانس لیا اور چائے کا کپ سیٹ پر رکھ کر گلا صاف کرتے بولی۔

میں پہلے بتا چکی ہوں میرے اس وقت یہاں ہونے کی وجہ آپ ہیں۔۔"
میں اپنے فائنل اگزامز چھوڑ کر آئی ہوں وہ اس لیے کہ میں آپکی زندگی پر ایک شارٹ فلم بنانا چاہتی ہوں اسکے لیے ضروری تھا کہ میں آپ کی آپ بیتی آپکی زبانی ہی سنتی۔۔۔!!" جیاء کی اس بات پر اس نے جیاء کو ایسے دیکھا جیسے وہ پاگل ہو گئی ہو، یا اسکا دماغ ہل گیا ہو۔۔وہ کئی ثانیے تو اسے دیکھتا رہا پھر ہولے سے مسکرا دیا۔۔۔استہزائیہ مسکراہٹ!
جبکہ جیاء تو اسکے مسکراہٹ پر پتھر ہوئی تھی۔

کیا کسی نے آپ کو بتایا کہ آپکی مسکراہٹ اچھی ہے؟؟" شاید وہ باتونی لڑکی" تھی اس لیے چپ نہیں بیٹھ سکتی تھی۔جیاء کی یہ بات سن کر اس شخص کے ہونٹوں کی مسکان پل بھر میں غائب ہو گیا۔۔۔دماغ ایک بار پھر سے ماضی کے پنوں میں الجھنے لگا تھا۔

تمہیں مجھ میں سب سے اچھا کیا لگتا ہے ؟؟" وہ اشتیاق سے پوچھ رہا تھا۔"

میں نے کبھی غور نہیں کیا۔۔" اس نے آئسکریم کا چمچ منہ میں ڈالتے" لاپرواہی سے جواب دیا۔ وہ ایسی ہی تھی کبھی غور سے کسی انسان کو تکتی ہی نہیں۔۔

وہ حیرت اور غم کے ملے جھلے تاثرات سے اسے دیکھنا لگا۔

ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں؟ میں نے سچ میں کبھی غور نہیں کیا آپ پر۔۔۔" وہ خفگی سے بڑبڑائی۔"

ہاں تو اب دیکھ لو نا۔۔اور دیکھ کر بتاؤ تمہیں مجھ میں کیا پسند آیا۔۔" وہ" مسکرایا تھا۔

"آپکی ایک بات اچھی ہے کہ آپ سچ بولتے ہیں۔۔"فوراً جواب آیا تھا۔
اسکے جواب پر وہ بس اسے گھور کر رہ گیا۔

"میں جانتا look میں وہ بھی خفا ہوا تھا۔"کی بات کر رہا ہوں۔۔
ہوں میں ہینڈسم ہوں لیکن میں تم سے جاننا چاہتا ہوں۔۔"
اسکی بات سن کر لڑکی نے آئسکریم چھوڑ کر اسے سر سے پاؤں تک گھورا۔۔
اسے ایسے گھورتے دیکھ کر وہ بے ساختہ ہنس دیا۔
"ہاں یہ ہنسی۔۔یہ اچھی ہے اور بال بھی۔۔"اس نے انگلی سے اسکے بالوں کی طرف اشارہ کیا۔

"اتنا کیوں کھو جاتے ہیں آپ۔۔۔؟؟"جیاء کی آواز پر وہ واپس لوٹ آیا تھا۔
ہونٹوں پر زخمی مسکان ابھری تھی۔جبکہ آنکھوں میں اذیت تھی۔

"غم بانٹنے سے ہلکا ہوتا ہے۔۔۔!" وہ سنجیدہ لہجے میں گویا ہوئی۔

"جاؤ یہاں سے۔۔۔" وہ بولا بھی تو کیا۔ لہجہ سرد تھا۔ جیاء کے دل پر گھونسہ سا پڑا تھا۔ اسکے چہرے پر سایہ سا لہرایا۔ اگلے ہی پل وہ خود پر قابو پاتے بولی۔

"ایسے نہیں جاسکتی میں! آپ میرے قرض دار ہیں۔" جیاء کی بات پر اسکی آنکھوں میں پھر سے سوال ابھر آیا تھا جیسے پوچھ رہا ہو کہ کونسا قرضہ؟؟ اسکے اس طرح دیکھنے پر جیاء نے نظریں چرائیں۔۔
جانے کیوں وہ شخص ساری باتیں آنکھوں سے ہی کرتا تھا۔

"آ۔۔آپ دیکھیں نا ابھی میں نے آپ کو چائے دی۔۔آپ نے کونسا مجھے پیسے دیے۔۔تو آپ میرے قرض دار ہوئے نا۔۔" وہ کندھے اچکاتی بولی۔
اسکی آنکھوں پھر سے جیاء کو "پاگل" کا کمینٹ دیا تھا۔

”اور یہ قرضہ تب اترے گا جب میں باقی کا سارا سفر آپکے ساتھ طے کروں۔۔“ وہ اپنا فیصلہ سنا چکی تھی۔ جیاء کی بات سن کر اس نے سر جھٹک دیا۔ جیسا سنا ہی نہ ہو۔۔ اور پھر ٹھنڈی ہو چکی چائے کو ہونٹوں سے لگا یا۔ وہ ایسا ظاہر کر رہا تھا جیسے جیاء وہاں موجود ہی نہ ہو۔

چند ہی لمحے گزرے تھے جب جیاء کی آواز اسکی سماعت سے ٹکرائی۔

”کیا آپ کو وہ پہلی ملاقات یاد ہے جب وہ آپ سے ملی تھی؟ کیسی لگ رہی تھی وہ۔۔۔“

پہلی ملاقات۔۔۔ یہ الفاظ اسکے ذہن میں رقص کرنے لگے تھے۔ وہ بھلا کیسے بھول سکتا تھا وہ پہلی ملاقات!

آدھا گھنٹا گزر چکا تھا ٹرین پھر سے چل پڑی تھی اور اسکے ساتھ ہی اسکی یادوں کی ٹرین نے رفتار پکڑی۔

____________________&&&&&&&&&&___________

____

مجسمہ سازی

راجر سکرٹن نے کہا تھا کہ "ہماری زندگی کا بڑا حصہ عارضی مقاصد کے حصول کے لیے گزرتا ہے۔ روز کی معاشی جدوجہد، آرام یا طاقت پانے کی چھوٹے پیمانے پر کوشش، خوشی اور آسائش کی ضرورت۔ تاہم ان میں سے کم ہی کچھ یادگار یا دیرپا احساس ہوتا ہے۔

لیکن وقتاً فوقتاً، ہم اپنے اس سکوت سے جھنجھوڑ دیے جاتے ہیں اور ایسی چیز کو پاتے ہیں جو ہماری موجودہ دلچسپیوں اور خواہشات سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ کسی قیمتی اور پر سرار حقیقت کا احساس جو ایسے لگتا ہے کہ وہ اس دنیا سے نہیں۔ یہ ''خوبصورتی'' کا تجربہ ہے۔

اس تجربے سے گزرنے والوں کے احساس کو کئی دوسرے برداشت نہیں کر سکتے اور انہیں طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے ہیں۔ یہ تقدیس کی تضحیک، خوبصورتی کے انکار اور بے حرمتی کا کلچر ہے۔ ایسا کلچر یہ دکھانے کی کوشش کرتا ہے کہ تمام انسانی آئیڈیل بے وقعت ہیں۔

خوبصورتی کے تجربے کو جیتنا پڑتا ہے۔اسے حاصل کرنا پڑتا ہے۔بے حرمتی اور تضحیک کا بڑھتا کلچر، جسے انٹرنیٹ پروان چڑھارہا ہے، یہ مشکل تر کرتا ہے۔اس کا شور انسانیت کی کمزور آواز کو ڈبونے کی کوشش کرتا ہے۔

اور یہاں پر ایک سبق ہے۔خوبصورتی کی قدر اور مقصد کو بے وقعت قرار دینے کی کوشش خود اس کلچر کو بے وقعت کر رہی ہے۔اور جب کوئی اپنا بے وقعت ہونا دکھادے تو اس کو پھینک دیے جانے کا وقت ہے۔۔!!

اس لیے میں کہتا ہوں اس خوبصورتی کی قدر کرو جو تمہارے اندر ہے اور اس خوبصورتی کو تخلیق کرو جو تم کر سکتے ہو۔۔۔ مجسمہ سازی اس شہر کا پرانا کلچر ہے۔آپ لوگوں نے دیکھا ہو گا کہ یہاں پرانی عمارتیں ہمیں بہت زیادہ اٹریکٹ کرتی ہیں اسکی وجہ یہ کہ ہم سوشل میڈیا جتنا جڑ گئے اتنا اکتا بھی گئے۔۔اس لیے آرٹ کو وقت دو! آپ کو اسکیچنگ میں دلچسپی ہے

اسکیچنگ کریں۔۔پینٹنگ پسند ہے خوبصورت مناظر کو قید کریں لیکن اگر آپ کے پاس مجسمہ سازی ہنر ہے تو ایسے شاہکار تخلیق کریں کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ رہ جائیں۔۔!

وہ کتنا اچھا بولتا تھا سب دم سادھے اسے سن رہے تھے۔یہ ایک ہال تھا جہاں قطاروں میں رکھی گئی کرسیوں پر اسٹوڈنٹس بیٹھے۔یہ وہ سب لوگ تھے جو فارم فل کر کے جمع کروا چکے تھے۔

ماثیل انسٹیٹیوٹ میں عمر کی کوئی حد نہیں تھی۔وہاں خوبصورتی یا آپکی تعلیم پر داخلہ نہیں ملتا تھا بلکہ آپ کو مجسمہ سازی کا کتنا علم ہے؟اس چیز کو مد نظر رکھا جاتا تھا۔اسکے ساتھ ایڈمیشن فارم تین اہم سوال ہوتے تھے جن کے جواب دینا لازمی تھے۔

پہلا سوال: کیا آپ خدا کو مانتے ہیں؟ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اس کائنات کو چلانے والی کوئی ہستی ہے؟ اگر جواب ہاں تو اسکی وجہ بیان کریں۔

دوسرا سوال: آپکا مذہب کیا ہے؟

تیسرا سوال: ماثیل کے متعق آپ کیا جانتے ہیں؟؟

یہ تین سوال جن کے جوابات پر ماثیل انسٹیٹیوٹ میں ایڈمیشن مل جاتا تھا۔۔ صرف ان لوگوں کو جن کے جوابات ماثیل کو پسند آتے تھے۔

"آپ سب لوگ اپنا فارم فل کر چکے ہیں۔ کل شام تک اسٹوڈنٹس کی لسٹ لگ جائے گی۔۔ آپ سب کو میری طرف سے بیسٹ آف لک!" وہ پروفیشنل انداز میں مسکرایا تھا۔ وہاں بیٹھی آدھی سے زیادہ لڑکیاں صرف

لیے ایڈمیشن لینے آئی تھیں کہ مسٹر ماثیل کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملے گا۔ وہ اس وقت سرمئی رنگ کی پینٹ اور سیاہ شرٹ میں ملبوس تھا۔۔ سیاہ بال اچھے سے سیٹ تھے۔ کلائی میں کھڑی تھی۔ اس نے ٹائی نہیں لگائی۔ اس کا قد لمبا تھا اور وہ خود بھی سمارٹ تھا۔ وہ اکثر ہاتھ ہلا کر بات کرتا تھا۔۔ ایک ایک پوائنٹ کو اچھے سے بیان کرنا اسکی عادت تھی۔ اسکی ہمیشہ سے ایک روٹین تھی جب وہاں ایڈمیشن لینے والے اسٹوڈنٹس فارم فل کر لیتے تو وہ ان سے ملاقات لازمی کرتا تھا۔

اس دوران وہ آنے والے نوجوان جو سوشل میڈیا میں گم تھے اور اڈھیڑ عمر لوگ جو ہر چیز سے اکتا چکے تھے سب کو آرٹ سے جڑنے کا کہتا تھا۔۔ ماثیل کے نزدیک آرٹ انسان کو ڈپریشن سے نکالنے میں مدد کرتا تھا۔

وہ پوری توجہ سے بول رہا تھا جب اچانک ابھرنے والی آواز پر خاموش ہو گیا تھا۔ یہ مارتھا کی آواز تھی۔ وہ کسی کو روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"!ایکسکیوز می! آپ ایسے اندر نہیں جا سکتیں۔۔"

✿••✿••✿••✿

وہ بھاگتی دوڑتی ماثیل انسٹیٹیوٹ تک پہنچی تھی۔روز نے اسے جانے کس مصیبت میں ڈال دیا تھا۔وہ یونیورسٹی سے سیدھا یہاں آئی تھی۔انسٹیٹیوٹ کے باہر گہری خاموشی چھائی تھی۔اسے رہ رہ کر روز پر غصہ آرہا تھا۔وہ دل ہی دل میں اسے گالیاں دے رہی تھی۔

روز یہاں ایڈمیشن لینے کے لیے مری جا رہی ہے جبکہ یہاں تو کوئی بھی" نہیں ہے۔۔"اب وہ بڑبڑاتی اندر داخل ہوئی۔ریسپشن پر اسے ایک خوبصورت سی لڑکی بیٹھی نظر آئی تھی۔ایما اسکے پاس گئی اور اسے اپنے آنے کی وجہ بتائی۔

سوری میم یو آر لیٹ! ایڈمیشن کا ٹائم گزر گیا۔۔"لڑکی نے شائستہ لہجے میں معذرت کی۔

"کیا مطلب ٹائم گزر گیا۔۔؟؟"ایما کی تیوری چڑھی۔"یہ کوئی پیپر ہے جو ٹائم گزر گیا اور پھر آج کا پورا دن پڑا ہے۔ایسے کیسے ٹائم گزر گیا؟میں مرتے مراتے یہاں پہنچی ہوں۔۔"اسے سچ میں غصہ آیا تھا۔

"یو آر لیٹ میم!"اسکے غصہ کرنے پر لڑکی نے پھر سے وہی الفاظ دہرائے۔

"تین بجے کا ٹائم تھا اور ابھی تین چالیس ہوئے ہیں۔۔لیٹ کیسے ہو گئی؟؟ تین بجے تو ایڈمیشن اسٹارٹ ہونا تھا۔۔"ایما کا دماغ گھوما تھا۔

تین بجے کا وقت تھا اور تین بج کر پندرہ منٹ سب سے فارم لے لیے جاتے ہیں۔۔ اب تو پری لیکچر ہو رہا ہے۔اب کچھ نہیں ہو سکتا۔۔" لڑکی نے معذرت کی۔

"میں بہت مشکل سے یہاں تک پہنچی ہوں۔۔ میرے لیے اس سال ایڈمیشن لینا بہت ضروری ہے۔ برائے مہربانی کچھ کیجیے۔۔" بالآخر اس نے خود پر قابو پاتے درخواست کی۔

"سوری۔۔ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔۔"

"ارے ایسے کیسے نہیں کر سکتے۔۔ کہاں ہیں آپ لوگوں کے باس! میں خود بات کر لیتی ہوں۔۔" وہ خود ہی آگے بڑھی۔

میم سٹاپ! آپ اندر نہیں جا سکتیں۔۔" لڑکی کی آواز ابھری تھی۔ پر تب تک وہ تیز تیز قدم اٹھاتی اندر کی جانب بڑھ چکی تھی۔ ریسیپشن پر بیٹھی لڑکی نے پریشانی میں فون ملایا تھا۔ جبکہ ایما کاریڈور سے گزر کر تھوڑا اندر آئی تو اسے ایک جانب سے تالیوں کی آواز سنائی دی تھی۔ وہ تیزی سے اس جانب بڑھی تھی۔ وہ جس کام کے لیے آئی تھی اسے پورا کرنا چاہتی۔ اسے روز کا بھی احساس تھا تبھی وہ وہاں پہنچ گئی تھی۔

وہاں دروازے کے قریب پہنچ چکی تھی۔ اس سے پہلے وہ اسے کھولتی اسے عقب سے آواز ابھری تھی۔ یہ مار تھا جو ریسپشنسٹ کے فون کرنے پر وہاں کسی بوتل کے جن کی طرح پہنچ گئی تھی۔

✿••✿••✿••✿

مسٹر ماتھیل ہم نے سنا ہے آپ کافی آرٹسٹکس پرسن ہیں۔۔ آپ کو شاعری پسند ہے اور آپکی آواز بہت اچھی ہے۔۔ ہم نہیں جانتے ہمیں اس انسٹیٹیوٹ"

میں ایڈمیشن ملے گا یا نہیں۔۔پر میں آپکی آواز میں آپکی فیورٹ شاعری سننا چاہتا ہوں۔۔!" یہ پینتالیس سالہ ایک شخص تھا جو ماثیل سے اپنی خواہش ظاہر کر رہا تھا۔وہ جو دونوں جیبوں میں ہاتھ اڑسے اب اسٹوڈنٹس کے سوالوں کے جواب دے رہا تھا گردن جھکا کر ہولے سے مسکرایا۔

وہ کسی کے کہنے پر کوئی کام مشکل سے ہی کرتا تھا پر آج اس نے ہاں میں گردن ہلائی اور اپنا فیورٹ شعر انکی نظر کیا۔

جفاوجور کی دنیا سنوار دی ہم نے
زہے نصیب کے ہنس کے گزار دی ہم

تبھی جھٹکے سے کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور ایماء اندر داخل ہوئی۔وہاں کوئی سو کے قریب اسٹوڈنٹس بیٹھے تھے۔اور اسٹیج پر ایک لڑکا کھڑا تھا۔اس نے اتنی

عوام کا تصور نہیں کیا تھا۔ وہ ایک پل کو گھبرائی۔ جیسے وہ اندر داخل ہوئی تھی سب کی نظریں اس پر جم گئیں۔

ماثیل نے سر سے پاؤں تک اس لڑکی کو دیکھا تھا جو ہلکے نیلے کی رنگ کی پاؤں کو چھوتی ایک ڈھیلی ڈھالی سی گاؤن نما میکسی میں ملبوس تھی۔ سفید رنگ کے اسنیکر پہنے، کندھے پر بیگ جمائے وہ اب پریشان نظروں سے اسٹوڈنٹس کو دیکھ رہی تھی۔ لیکن جس بات نے ماثیل کو چونکنے پر مجبور کیا وہ اس لڑکی کا سر پر لیا گیا سکارف تھا۔۔ وہ ایک ہاتھ میں چھاتہ تھامے ہوئی تھی جو بند تھا۔ ماثیل کبھی کسی کے آنے پر اپنی بات ادھوری نہیں چھوڑتا تھا۔

اس لیے وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے اسٹیج سے نیچے اتر رہا تھا۔ وہاں بیٹھی عوام پوری حسیات سے اسے سن رہی تھی۔ وہ انہیں یہ شعر ویلینسین میں سنا رہا تھا۔اس نے غزل کوئی اور شروع کی تھی لیکن ایما کو دیکھ کر اسکے لبوں سے کچھ اور ہی پھسلا تھا۔

وہ ہولے ہولے اسکی جانب قدم بڑھا رہا تھا۔اب وہ ایما کے قریب آکر کھڑا ہو گیا تھا۔اسکے عین سامنے۔

تونے دیکھی ہے وہ پیشانی وہ رخسار وہ ہونٹ
زندگی جن کے تصور میں لٹا دی ہم نے

یہ جملہ اس نے ایما کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے کہا تھا اور یہ بے اختیار ہوا تھا۔ایما جسکا دل دھک دھک کر رہا تھا جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر آجائے گا وہ اب پوری طرح پزل ہو چکی تھی۔اسے توقع نہیں تھی کہ ماثیل واقعی اتنا بڑا انسٹیٹیوٹ تھا۔

وہ خاموش کھڑی رہی۔چند لمحے یوں ہی گزرے۔۔ہال میں بیٹھی عوام دونوں کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی تھی۔

کون ہو تم؟؟"ماثیل نے گہری نظروں سے اسکا جائزہ لیتے پوچھا تھا۔ جبکہ "ایما اسکے سوال پر گڑبڑا کر رہ گئی تھی۔

میں آپکو بتانے اور آپ سے بات کرنے میں ذرا بھی انٹرسٹڈ نہیں ہوں۔۔" کائنڈلی اپنے باس مسٹر ماثیل سے ملوادیں مجھے، میں ان سے ریکویسٹ کرلوں گی۔ میرے لیے اس وقت ایڈمیشن فارم لینا بہت ضروری ہے!"

اب کی بار حیران ہونے کی باری ماثیل کی تھی۔ کیا وہ لڑکی ماثیل کو یعنی اسے نہیں جانتی تھی۔ کیا واقعی؟ وہ ویلینسیا میں رہتے ہوئے ماثیل کو نہیں جانتی تھی۔ کیا اس نے کبھی ماثیل کو دیکھا تھا۔

"واٹ ربش!"ماثیل کے دل پر گھونسا پڑا تھا۔ ہال میں بیٹھی عوام بھی اسے ایسے دیکھ رہی تھی جیسے وہ کسی اور سیارے سے آٹپکی ہو۔

کیا تم ماثیل کو نہیں جانتی؟؟ پہلے کبھی ملی ہو؟ یا کبھی دیکھا ہے؟؟" جانے کیوں وہ پوچھ رہا تھا۔ ایما فوراً ناں کہنے لگی تھی لیکن اگلے ہی پل اسکا ارادہ بدل گیا۔

"ہاں میں ملی ہوں۔۔ بہت بار ملی ہوں۔۔ ان پر گرے بال اچھے لگتے ہی۔۔" شاید وہ کچھ زیادہ ہی بول گئی تھی۔ اس بار ہال میں بیٹھی عوام اسکی بات سن کر کھلکھلا دی۔ مسکراہٹ تو ماثیل کے لبوں پر بھی ابھری تھی۔ لیکن وہ چھپا گیا۔ کس ڈھٹائی سے وہ اسکے سامنے کھڑی جھوٹ بول رہی تھی۔ اب کی بار ماثیل نے بازو پر سینے پر باندھے اور اگلا سوال کیا۔

"اچھا کب اور کہاں کہاں ملی ہو؟؟" جانے کیوں اس سے بات کرنا دلچسپ لگ رہا تھا۔

لیکن اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتی ماثیل کی نظر اس کے چہرے سے ہٹ اسکے سکارف پر پڑی وہ فوراً بولا۔

"You are Looking like a Muslim!"

یہ بے ساختہ جملہ تھا کیونکہ ایسا کافی سالوں بعد ہوا تھا جب وہاں ایڈمیشن لینے کوئی مسلمان آیا تھا۔

ایما کے چہرے پر ایک سایہ سا لہرایا۔۔ کیونکہ شدت پسند ہر جگہ پائے جاتے ہیں۔ لیکن اگلے ہی لمحے اسے غصہ آیا اور وہ اردو میں بڑبڑائی۔

لگنا کیا ہے بھئی میں مسلمان ہوں۔۔" کیا بے نیازی تھی کیا فخر تھا۔ اور کیا" ڈھیٹ پن تھا کہ وہ لیٹ ہونے اور مار تھا کے منع کرنے کے باوجود اندر گھس آئی تھی۔ اسکی بڑبڑاہٹ سن کر ماثیل کی مسکراہٹ فوراً غائب ہوئی تھی۔

اب اسکے چہرے سخت تاثرات ابھرے تھے۔

تو محترمہ آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ماثیل انسٹیٹیوٹ میں مسلم الاؤ" نہیں ہیں۔۔۔!!" وہ جبڑے بھینچتے بولا تھا جبکہ وہ تو اسکے اتنے صاف اردو سمجھنے اور بولنے پر ساکت رہ گئی تھی۔

✿••✿••✿••✿

"آپی۔۔۔!" وہ واک کرنے کے بعد لیٹی تھی جب حمیزہ اسکے پاس آئی۔

"جی جی۔۔" ایمان نے موبائل اٹھاتے پوچھا۔ پیپروں کے بعد وہ کافی ریلیکس ہو گئی تھی۔ اسے نئی نئی چیزوں کو ایکسپلور کرنا اچھا لگتا تھا اور اسکے لیے وہ اکثر گھنٹوں موبائل یوز کرتی تھی۔

آج جب میں قرآن پاک کا سبق پڑھ رہی تھی تو میں نے کچھ عجیب" پڑھا۔۔" حمیزہ اپنی ساری الجھنیں ایمان سے ڈسکس کرتی تھی۔ اور ابھی بھی جہاں وہ الجھی تھی ایمان کے پاس آکر لیٹ گئی تھی۔

اچھا کیا عجیب پڑھا۔۔؟؟" ایمان نے موبائل واپس رکھ دیا اور تھوڑا سا" کھسک کر ایمان کو اپنے پاس جگہ دی۔

وہ ایک قوم تھی نا جس پر اللہ نے عذاب بھیجا تھا آندھی کا عذاب۔۔ پھر وہ" "! قوم مٹ گئی اور نام و نشان نہیں بچا۔۔

ہاں قوم عاد۔۔۔!" ایمان نے لقمہ دیا تھا۔"

ہاں وہی۔۔۔مجھے یہ پوچھنا تھا کہ ہواؤں سے بھلا پوری قوم کیسے مٹ سکتی ہے؟؟" وہ الجھی ہوئی تھی۔اس معصوم کا ذہن اس بات میں اٹک گیا تھا کہ پوری پوری قوم ہوا سے کیسے مٹ گئی۔ایمان کو اسکے سوال کرنے پر بڑا ہی پیار آیا تھا۔اس نے حمیزہ کو اپنے ساتھ لگایا تھا لیکن اگلے ہی پل وہ پریشان ہوئی کیونکہ اس نے کبھی سوچا نہیں تھا کہ ایسا کیسے ہوا ہوگا؟؟؟

"اگر اسکا جواب میں تمہیں صبح دوں تو چلے گا؟؟"

"ہاں ہاں ٹھیک ہے پر ابھی آپ مجھے کچھ دکھائیں کارٹون یا جادو والی مووی!" وہ جلدی سے ایمان کا موبائل اٹھاتے بولی۔

"ہاں ٹھیک ہے پر جلدی سونا ہے کیونکہ صبح جلدی اٹھنا ہے!"

آپ اسکی ٹینشن نہ لیں۔۔ میں پورے ٹائم پر اٹھ جاؤں گی۔۔" وہ مسکرائی تو ایمان نے اپنا موبائل اسے دے دیا۔

اسے اب جواب ڈھونڈنا تھا۔۔ اس سوال کا جو حمیزہ نے اس سے کیا تھا۔ حمیزہ اپنی عمر سے زیادہ سمجھدار تھی۔ وہ ایسی بچی تھی جسے کسی بھی چیز میں ہرانا ناممکن تھا۔۔ وہ باتیں کرتے نہیں تھکتی تھی، نہ مو ویز دیکھتے اور نہ گیم کھیلتے۔۔۔ وہ ہیری پوٹر کی بہت بڑی فین تھی اور اکثر عجیب و غریب سوال پوچھتی رہتی تھی۔

لیکن ابھی جو اس نے سوال کیا وہ ایمان کے نزدیک بہت اہم سوال تھا۔ اس لیے اسکا جواب ڈھونڈنا بہت ضروری تھا۔

✿••✿••✿••✿

جیسے ہی حُمیزہ سو گئی ایمان موبائل اور نوٹ بک اٹھا کر اسی کے پاس ایک سائیڈ پر بیٹھ گئی۔۔اب اسے ریسرچ کرنی تھی۔۔اس سوال کا جواب ڈھونڈنا تھا جو حُمیزہ نے اس سے پوچھا تھا۔لیکن اس سوال سے پہلے اور بھی سوال ابھرتے تھے جو یہ تھے کہ

پہلا سوال قوم عاد کون تھی؟

سوال نمبر دو اسے کیوں تباہ کیا گیا؟؟

لیکن ابھی جواب ڈھونڈنا تھا تو اس بات کا کہ آندھی سے کوئی پوری قوم۔۔

پورا شہر کیسے مٹ سکتا ہے؟؟

سورہ ذاریات میں اللہ تعالی فرماتا ہے،

اسی طرح عادیوں (قوم عاد) میں بھی (ہماری طرف سے تنبیہ ہے) جب کہ ہم نے ان پر خیر و برکت سے خالی آندھی بھیجی۔ آیت 41
وہ جس جس چیز پر گرتی تھی اسے بوسیدہ ہڈی کی طرح (چورا چورا) کر دیتی تھی۔ آیت 42

اور سورہ فصلت میں،

پس قوم عاد نے زمین میں ناحق تکبر کیا اور کہا ہم سے طاقت میں کون زیادہ ہے کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ اللہ جس نے انہیں پیدا کیا ہے وہ ان سے طاقت میں کہیں بڑھ کر ہے وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے رہے۔ آیت 15
پس ہم نے ان پر منحوس دنوں میں تیز آندھی بھیجی تاکہ ہم انہیں ذلت کے عذاب کا مزہ دنیا کی زندگی میں چکھا دیں اور آخرت کا عذاب تو اور بھی ذلت کا ہے اور ان کی مدد نہ کی جائے گی۔ آیت 16

آندھی یعنی ہوا؟؟؟ہوا کیا ہے؟؟

ہوا ایک ایسا لفظ ہے جو لاطینی ""وینٹس"" سے مشتق ہے جس کا مطلب ہے ""ہوا""، اور یہ ایک ہندوستانی_یورپی جڑ سے ہے۔ہوا کو موجودہ، بہاؤ یا ہوا کی طاقت سمجھا جاتا ہے جو قدرتی وجوہات کی بدولت فضا میں پیدا ہوتا ہے۔ لہذا اس کو موسمیات کے ایک رجحان کے طور پر کہا جا سکتا ہے جو کرہ ارض کی گردش اور ترجمے کی ان حرکتوں سے ماخوذ ہے۔
جبکہ وینٹس رومن میں ہے ایک دیوتا نام تھا ہوا کا دیوتا۔۔یوں ہوا اور wind کا لفظ وہیں سے نکالا گیا۔۔
یہ وہ بچپن سے سنتی اور پڑھتی آرہی تھی کہ ہوا مختلف گیسوں کا مجموعہ ہے۔۔
لیکن ہوا اتنی طاقت ور کیسے ہو گئی کہ وہ پورا شہر مٹا گئی۔۔کیسے؟؟

ہوائیں، جن کی طاقت کا اندازہ قرآن پاک سے ہوتا کہ ہوائیں نرمی سے بھی چلتی ہیں اور وہ توڑ اور بکھیر بھی سکتی ہیں۔ ہوائیں وہ طاقت ہیں جو زمین کی شکل کو بدل سکتی ہیں بھی کر سکتی ہیں۔ ربع الخالی صحراء اور نیمیبیا کے صحراء میں بڑے بڑے ریت کے ٹیلے راتوں رات ایک جگہ سے دوسری جگہ صرف ہوا کی قوت سے شِفٹ ہو جاتے ہیں۔ اسکے علاوہ ہواؤں کے بہت سے فائدے ہیں، ہوا بارشیں لاتی ہیں۔۔ پودوں کو انسانوں کو زندگی مہیا کرتی ہیں۔۔ لیکن کیا ہوا گر یہی ہوا آؤٹ آف کنڑول ہو جائے تو؟

اسے یاد ہے اس نے ہائڈرو میٹرولوجی میں پڑھا تھا ہوا کا صرف ایک تیز جھونکا gust کہلاتا ہے لیکن ہر منٹ میں چلنے والے تیز جھونکے squalls اور پھر اس کے بعد اپنی رفتار کے حساب سے انہیں gale، storm اور hurricanes کہتے ہیں۔۔

اب ایمان اپنی ہائڈر میٹرولوجی کی کتاب کھولے بیٹھی تھی۔
وہ اپنی پوری دلجمعی سے ریسرچ کررہی تھی۔ ہوا، اسکی اقسام اور اس سے اٹھنے والے طوفان وہ سب کو باری باری اسٹڈی کررہی تھی۔

beaufort wind force ہوا کی طاقت کا اندازہ لگانے کے لیے استعمال ہوتا ہے، اس کے 18 فورس سکیلز ہیں۔ scale

ایک عام ہوا، جس میں ہم بچپن میں پتنگ اڑایا کرتے تھے وہ 0 فورس کی ہوا ہوتی ہے، جس میں شام کو بیٹھنا ہمیں بہت پسند ہوتا تھا۔

فورس 4 کی ہوا، ایک بادبان والی بڑی کشتی کو آسانی سے دھکا دے سکتی ہے تقریباً 52 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتی ہے، اس میں ہم کھڑے تو رہ سکتے ہیں لیکن comfort کے ساتھ نہیں۔

فورس 8 کی ہوا بیسکلی ایک زمینی طوفان میں چلتی ہے یعنی 117 کلو میٹر فی گھنٹہ ،اس میں ہمارے لیے کھڑے رہنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

فورس 11 کی ہوا ساحل سمندر پر آئے طوفانوں میں چلتی ہے، یہ ہوا سڑک پر لگے بورڈز کو اکھیڑ سکتی ہے، گاؤں میں بنے کچے گھروں کی چھتوں کو اکھاڑ سکتی ہے،اور اس پوائینٹ سے آگے کی ہوا ہمارے لیے نقصان دہ ہے۔

کیا آپ نے کبھی سمندر کا سفر کیا ہے؟؟ یا کسی موو ی میں دیکھا ہو جب سمندر میں طوفان آتا ہے تو اونچی اونچی پاگل لہریں فورس 15 کی ہوا سے ہی پیدا ہوتی ہیں۔

فورس 15 کی ہوا زیادہ تر سمندروں میں چلتی ریکارڈ ہوئی ہے۔ جو جہازوں کی کو الٹنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

اگر آپ کو ایک آسان سا فارمولا دیا جائے تو یوں سمجھ لیں کہ 43 کلو میٹر فی گھنٹہ سپیڈ والی ہوا ہماری بجلی کی تاروں کو ڈسٹرب کر سکتی ہے، ان میں سے کچھ تاریں ٹوٹ سکتی ہیں۔ 100 کلو میٹر کی رفتار والی ہوائیں پارکنگ میں کھڑی گاڑیوں کو دھکا دے سکتی ہیں۔

ایسے ہی 250 کلو میٹر فی گھنٹہ پہنچ جانے پر ہوا ایک عام عمارت والے گھر کو زمین بوس کر سکتی ہے اور ایک دفعہ اس کی رفتار 324 کلو میٹر فی گھنٹہ سے بڑھ جائے تو پھر کسی بھی man-made عمارت کا ایک ہی مقدر ہوتا ہے

"total destruction" یعنی "مکمل تباہی"

بس؟؟؟ یا اس سے آگے بھی کچھ ہو سکتا ہے؟؟

یہاں تک پہنچنے پر ایمان کی دلچسپی حد سے زیادہ بڑھ گئی تھی۔ اسے تجسس تھا وہ سب جاننے کا جو وہ نہیں جانتی تھی لہذا اس نے مشہور ریسرچر فرقان قریشی کا چینل کھولا اور غور سے اسکی ہوا پر بنائی گئی ویڈیو دیکھنے لگی۔

مسند اُحمد کی ایک حدیث ہے کہ اہل عاد پر بھیجی گئی ہوا، ہوا کے خزانوں میں سے صرف ایک انگوٹھی کے حلقے کے برابر چھوڑی گئی تھی، لیکن آخر اس بات کا مطلب کیا ہے؟ کونسے ہوا کے خزانے؟

ہوائیں صرف ہماری زمین پر نہیں چلتیں، یہ دوسرے سیاروں پر بھی چلتی ہیں، انہیں planetary winds کہتے ہیں۔ ہمارے solar system میں سب سے تیز ہوائیں neptune پر چلتی ہیں جو

1000 کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے ریکارڈ ہے میرا نہیں خیال کہ اس قدر تیز ہوا میں آپ زمین سے بھی اٹھ پائیں گے۔ اٹھنا تو در کنار، آپ شاید سانس بھی نہ لے پائیں۔

لیکن کیا اتنا ہی ہے ؟ کیا نیپچون کی ہوائیں ہماری حد ہے ؟ 2001 میں ہم سے 190 لائیٹ ایئرز کے فاصلے پر ایک سیارۃ دریافت ہوا تھا جس کا نام HD-80606-B ہے اور اس پر آج تک کی سب سے تیز ترین ہوا ریکارڈ کی گئی ہے 15000 کلو میٹر فی گھنٹہ۔

اتنا سمجھ لیں کہ اول تو آپ ہوا کی اس رفتار پر کھڑے ہو ہی نہیں سکتے اور اگر ہو بھی جائیں تو اس رفتار کی ہواڈیوں سے آپ کا گوشت بھی اکھیڑ کر لے جائے گی یہ jupiter کے سائیز کا سیارہ ہے۔

آج تک، کائینات میں، انسان نے ہوا کی جو سب سے تیز ترین رفتار the-orize کی ہے، وہ IGR-J17091-3624 نامی بلیک ہول کے گرد چلنے والی ہے۔اس بلیک ہول کے گرد چلنے والی ہوا تین کروڑ بیس لاکھ کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چل رہی ہے۔ گائیز! یہ روشنی کی رفتار کا تین فیصد ہے اور اس رفتار کی ہوا میں آپ شاید اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے خون کے خلیوں کو بھی بکھر جاتے ہوئے دیکھیں گے۔(میٹا فوریکلی)

شاید اب آپ کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ حدیث کے مطابق ہوا کے خزانے کیا ہو سکتے ہیں۔

اب ہم اپنے سوال کی طرف واپس آتے ہیں کہ ہوا سے پورا شہر کیسے مٹ گیا۔

سورۃ قمر اللہ تعالی فرماتے ہیں،

قوم عاد نے بھی جھٹلایا تھا پھر (دیکھا) ہمارا عذاب اور ڈرانا کیسا تھا۔ آیت 18

بے شک ہم نے ایک دن سخت آندھی بھیجی تھی جس کی نحوست دائمی تھی۔

آیت 19

جو لوگوں کو ایسا پھینک رہی تھی کہ گویا وہ کھجور کے جڑ سے اکھڑے ہوئے

پیڑ ہیں۔ آیت 20

اور سورۃ حاقۃ میں فرمایا کہ،

وہ ان پر سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار چلتی رہی (اگر تو موجود ہوتا)، اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا کہ گویا کہ گھری ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔ آیت

7

یہ ہوا بانجھ تھی اس میں بارش نہیں تھی، وہ انہیں اکھڑے ہوئے کھجور کے تنوں کی طرح چھوڑ رہی تھی۔

سورۃ ذاریات کے مطابق وہ جس چیز سے بھی گزرتی اسے ”رمیم“ کی طرح کر دیتی یعنی disintegrated۔

جو کسی چیز کو نہ چھوڑتی جس پر سے وہ گزرتی مگر اسے بوسیدہ ہڈیوں کی طرح کر دیتی۔ آیت 47

ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ جانوروں کو اٹھا کر اوپر تک لے جاتی تھی۔ پھر سورۃ حم السجدۃ کے مطابق اس ہوا میں چمک اور کڑک بھی تھی، اور اس کے بعد ان کے گھروں میں کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔

ان سارے حوالاجات کو ایک جگہ رکھنے پر قدرت کے چار بھیانک phe-nomenas سامنے آتے ہیں جن میں سب سے پہلا dust

storm ہے، آپ میں سے بہت سے لوگ اس سے واقف بھی ہوں گے ۔ یہ ہوا کا وہ طوفان ہے جس میں ریت، مٹی اور گرد وغبار ہو یہ قحط کے مہینوں میں پیدا ہوتا ہے (جیسا اہل عاد کے ساتھ ہوا) اس میں دم گھٹنے سے موت بھی واقع ہو سکتی ہے اور اس میں کچھ دکھائی بھی نہیں دے رہا ہوتا۔

دوسرا فینامنا dust devil ہے، ان سے وہ لوگ واقف ہوں گے جو میدانی یا صحرائی علاقوں میں رہتے ہیں (جیسا کہ قوم عاد رہتی تھی) کہ اکثر ہوا میں گھومتا ہوا ایک بھنور بن جاتا ہے، ویسے تو یہ نقصان دہ نہیں ہوتا لیکن 2003 میں ایک dust devil نے ایک ڈبل سٹوری مکان کو اپنی جگہ سے اکھیڑ دیا تھا اور جب اس میں ریت کے ذرات شامل ہو جائیں تو الیکٹریکلی چارج ہو جانے کی وجہ سے اس میں کڑک بھی پیدا ہو جاتی ہے۔

کا ہے، جب کسی جگہ ٹمپریچر حد سے زیادہ ہو firestorm تیسرا فینامنا کی وجہ سے اس stack-effect جائے اور وہاں خشک سالی بھی ہو تو جگہ تمام طرف سے ہوا آکر جمع ہونا شروع ہو جاتی ہے اور نتیجہ ایک گھومتے ہوئے آگ کے بھنور کی صورت میں نکلتا ہے، خشک، بارش سے خالی، اور صرف تباہی لانے والی ستون جیسی ہوائی آگ کا بھنور۔

لیکن میری تحقیق میں شاید سب سے خوفناک طریقے سے آؤٹ آف کی شکل میں ہوں، سب سے تیز tornado کنٹرول ہوتی ہوائیں ایک کیٹگری کا تارنیڈو جس میں ہوا کی رفتار 450 کلو میٹر فی گھنٹہ F5 یعنی سے بھی اوپر کراس کر جاتی ہے، جو آخری دفعہ 1925 میں امیرکہ میں آیا تھا اور 352 کلو میٹر تک گھومتا تباہی پھیلاتا رہا تھا۔ جو دیکھنے میں خود بھی destructive ستون جیسا ہوتا ہے، ایک 3 کلو میٹر چوڑا بدترین اور ہوا کا ستون۔

اور یوں لگتا ہے کہ جیسے اس قوم عاد پر یہ ساری ہوائیں ایک ساتھ لیکن اپنی انتہائی شدید حالت میں نازل ہوئی ہوں گی۔ قوم عاد کو ہوا نے کیسے مٹا دیا یہ اسے سمجھ آ گیا تھا۔ لیکن کیوں؟؟؟

اب ایک نیا سوال سامنے تھا۔ اور پھر ابھی تو سفر کی شروعات ہوئی تھی ابھی بن گئی تھی اسے اسکے Myth اسے بہت کچھ کھوجنا تھا۔ قوم عاد جو ایک بارے میں بہت کچھ جاننا باقی تھا۔

__________&&&&&&&__________

تُم دھیرے دھیرے مرنے لگتے ہو

گر سفر نہیں کرتے

گر مطالعہ نہیں کرتے

گر زندگی کی آوازیں نہیں سُنتے
گر خود کو نہیں سراہتے

!! تُم دھیرے دھیرے مرنے لگتے ہو
جب خود توقیری کو قتل کرتے ہو
جب دوسروں کو اجازت نہیں دیتے
کہ وہ تُمھاری مدد کر سکیں

!! تُم دھیرے دھیرے مرنے لگتے ہو

جب اپنی عادتوں کے اسیر بن جاتے ہو
ہر روز لگے بندھے رستوں پر چلتے رہتے ہو
اگر اپنے معمولات نہیں بدلتے

اگر مختلف رنگ نہیں پہنتے

اگر، اجنبیوں سے باتیں نہیں کرتے

! تُم دھیرے دھیرے مرنے لگتے ہو

جب عشق سے اور اس کی ہنگامہ خیزیوں سے جان چھڑاتے ہو

اور ان سے جنہیں دیکھ کر تُمہاری آنکھیں خوشی سے دمکنے لگتی ہیں

دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہو جاتی ہیں

تُم دھیرے دھیرے، مر جاؤ گے

اگر خطرہ مول نہ لو گے

یہ جاننے کو

کہ نا معلوم کتنا محفوظ ہے

اگر خوابوں کی تلاش میں نہ نکلو گے

زندگی میں کم از کم اک بار

منطق سے نہ بھاگو گے

خود کو قطرہ قطرہ مرنے نہ دینا

!! خوش رہنا نہ بھولنا

اور وہ کسی ایسے ہی مقام سے گزر رہی تھی۔ وہ اندر سے شاید مر چکی تھی۔ اسکی لمبی گاڑی ایک بڑے سے بنگلے کے سامنے جا کر رکی تھی۔ جانے کس سوچ میں ڈوبی تھی جب شالی نے اسے پکارہ۔

''میم۔۔۔ میم ہم پہنچ گئے۔۔۔''

وہ ہوش کی دنیا میں لوٹی تھی۔ گردن موڑ کر شیشے کے پار دیکھا تو باہر لوگوں کا ہجوم تھا۔ کیمرہ مین اور مائیک تھامے رپوٹر پچھلے دو گھنٹوں سے اسکی ایک جھلک دیکھنے کو بے تاب تھے۔

وہ اس وقت گھرے گے اور بازوؤں کے ایک لمبی زمین کو چھوتی سرخ میکسی میں ملبوس تھی۔

اسکے بال اسٹائلش انداز کے جوڑے میں قید تھے جبکہ دونوں طرف سے چند لٹیں نکل کر اسکی کالربون کو چھو رہی تھیں۔

کانوں میں ننھے آویزے جگمگ کر رہے تھے جبکہ ہاتھ میں انتہائی مہنگا کلچ تھامے وہ گہری سانس لیتی باہر نکلی جب شالی نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔

اسے دیکھتے ہی روشنیوں کا سیلاب امڈ آیا تھا۔

میڈیا کے ہزاروں سوال اسکی نظر ہوئے تھے۔ وہ اسے ایک سیکنڈ کے لیے روکنا چاہتے تھے لیکن وہ اگر رک کر میڈیا کو جواب دیتی تو وہ ہیزل تھوڑی کہلاتی!۔۔۔

وہ اپنے گارڈز کی موجودگی میں لمبی ہیل پہنے ٹک ٹک کرتی اندر کی جانب بڑھ رہی تھی۔جب ایک رپوٹر کی آواز اسکے کانوں تک ٹکرائی۔

سنا ہے آپکا پھر سے بریک اپ ہو گیا ہے۔۔آپکے بارے میں سننے میں آرہا ہے کہ آپ کو اب مردوں میں دلچسپی نہیں رہی اسی لیے آپ سب کو Dump کر رہی ہیں۔۔"

یہ بات ایسی تھی جو اسے اسکے دل پر لگی تھی۔وہ ایک پل کو رکی تھی،اندر کہیں آگ کا الاؤ دہک چکا تھا۔اسکے چہرے کے نین نقش تن چکے تھے وہ دھیرے سے اپنے بائیں جانب پلٹی اور بہت ہی صاف الفاظ میں انگلش میں ایک گالی اس رپوٹر کی نذر کی اور اندر کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

اب یہ خبر اخبار کے پہلے صفحے پر جانے کتنے دن چھپنے والی تھی کہ مشہور ماڈل اور سپر اسٹار ہیزل نے رپوٹرز کے ساتھ بدتمیزی کی تھی۔

✿••✿••✿••✿

دفع ہو جاؤ تم یہاں سے اور آئندہ مجھے اپنی شکل مت دکھانا۔۔۔""

ریستوران کے مینیجر نے اسکا بیگ باہر پھینکتے غصے سے بولا تھا۔شدت ضبط سے اسکا چہرہ سرخ پڑ چکا تھا۔اسکا بس نہیں چل رہا تھا وہ اپنے سامنے کھڑے اس لمبے والوں لڑکے کا حشر نشر کر دیں۔

لڑکے نے جبڑے بھینچتے اپنا بیگ اٹھایا۔یہ اسکی نویں جاب تھی جہاں سے نکالا جا چکا تھا۔اور اس جاب سے نکالنے کی وجہ یہ تھی کہ اس نے مکا مار کر ایک کسٹمر کا ناک پھوڑ دیا تھا۔

اگر پولیس آجاتی تو معاملہ بڑھ جاتا اس لیے ریستوران والوں نے کسٹمر کو بڑی مشکل سے ٹھنڈہ کیا اور اسے نکال دیا تھا۔

ابھی اس وقت مینیجر کی باتیں اسکا دماغ خراب کر رہی تھیں۔اس لیے اس نے اپنا بیگ کندھے پر ڈالا اور وہاں سے پلٹ آیا۔غصہ تو اسے بہت آیا ہوا تھا

لیکن ابھی اسے نئی جاب ڈھونڈنی تھی۔ وہ ایک ڈیڑھ ماہ سے زیادہ کہیں ٹک نہیں پاتا تھا۔ وہ کام ہی ایسے کرتا تھا کہ اسے دھکے دے کر نکال دیا جاتا تھا۔ اور وجہ یہی بنتی تھی کہ وہ کسی نہ کسی ناک پھوڑ دیتا، جبڑا یا پھر ہاتھ توڑ دیتا تھا۔۔ ایک بار تو اس نے سر پھاڑ دیا تھا اور جس کا سر پھٹا تھا اسے سات ٹانکے لگے تھے۔

ابھی وہ بیگ اٹھا کر چند قدم ہی چلا تھا جب وہ مینجر کی دی گئی "حرام کی اولاد" گالی پر تیزی سے واپس پلٹا اور زوردار مکا اسکے منہ پر مارا تھا۔ یقیناً مینجر کا جبڑا ٹوٹ چکا تھا۔ باقی سب یہ دیکھ کر اسکے پاس بھی نہیں پھٹکتے تھے۔

"میرے خیال سے تم زیادہ بکواس کر رہے تھے۔۔ آئندہ کسی کو گالی دیتے وقت اس مکے کو لازمی یاد رکھنا۔۔" وہ اسے وارن کرتا واپس پلٹ گیا تھا۔

✿••✿••✿••✿

جورڈن پیٹرسن نے کہا تھا کہ "میں نے جو سیکھا ہے، وہ یہ کہ اس کو ٹھیک کریں، جسے کر سکتے ہیں۔اپنے علم کے بارے میں مغرور نہ ہوں۔انکساری کی جدوجہد کریں کیونکہ مکمل غروراپنا اظہار عدم برداشت، ظلم اور تشدد کی صورت میں کرتا ہے۔اپنی کمزوریوں سے آگاہی حاصل کریں۔۔۔اپنی بزدلی، کینہ، حسد اور نفرت سے۔اپنی سفاکی کو پہچانیں،اس سے پہلے کہ آپ دوسرے کوالزام دینے کی جرأت کریں۔اس سے پہلے کہ آپ دنیا کو بہتر کرنے نکلیں۔

ہو سکتا ہے کہ غلطی دنیا میں نہ ہو۔ہو سکتا ہے کہ آپ میں ہو۔آپ میں کمی رہ گئی ہے۔آپ حدف حاصل نہیں کر سکے۔آپ خدا کی شان نہیں پہچان سکے۔آپ گناہ گار ہیں۔اور یہ سب کچھ اس دنیا کی کمی اور شر میں آپ کا ڈالا گیا حصہ ہے۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ جھوٹ نہ بولیں۔ کسی بھی چیز کے بارے میں نہیں۔ جھوٹ جہنم کا راستہ ہے۔ نازی یا کمیونسٹ ریاستوں کا دنیا کو ٹھیک کر دینے کا عزم اور اس عظیم مقصد کی خاطر بولے گئے چھوٹے بڑے جھوٹ تھے جنہوں نے لاکھوں افراد کی جانیں لے کر دنیا میں جہنم تخلیق کی۔۔۔!!"

اتنا سنا کر ایمان نے کتاب بند کی اور حمیزہ کی طرف دیکھا۔

"اتنی مشکل باتیں تمہیں سمجھ آجاتی ہیں جو تم مجھ سے روز سنتی ہو۔۔؟؟"

وہ پوچھ رہی تھی۔

"امی کہتی ہیں آپ بچپن سے مشکل کتابیں پڑھتی آرہی ہیں اور بچپن سے ہی مشکل باتیں کرتی تھیں۔۔ میں چاہتی ہوں میں آپ جیسی بن جاؤں۔۔"

حمیزہ کا سارا دھیان گیم پر تھا۔ وہ موبائل پر گیم کھیل رہی تھی جبکہ اسکے کان اس جانب متوجہ تھے جو ایمان اسے سنا رہی تھی۔

”وہ میرا بچپن کچھ ایسا تھا میز (Meezu) کتابوں میں چھپنا کہ مجھے پڑا۔۔ جبکہ تم ایسا مت کرو۔۔ کتابیں انسان کو بدل دیتی ہیں اور تم ابھی چھوٹی ہو۔۔“ ایمان نے سنجیدگی سے کہا۔

”واہ ہاں میں آپ سے ہائٹ میں تین انچ چھوٹی ہوں۔۔“ حمیزہ نے لاپرواہ انداز میں کہا۔ جبکہ فون سے ڈز ڈز کی آواز ابھر رہی تھی۔ وہ اپنے ہاتھوں کو کبھی دائیں تو کبھی بائیں جانب موڑتی جیسے کوئی جہاز اڑا رہی ہو۔ اسکی بات سن کر ایمان کے لبوں پر مسکان ابھری۔

”ویسے تمہیں قوم عاد کو تو سمجھ آگیا نا کہ ہواؤں نے انہیں کیسے مٹا دیا۔۔؟؟“ ایمان اپنی تسلی چاہ رہی تھی۔

ہاں پر ابھی میرا ایک اور سوال ہے۔۔"اسکی نظریں موبائل کی سکرین پر" جمی تھیں۔

جتنے سوال تم مجھ سے پوچھتی ہو اگر کلاس میں اپنی ٹیچر سے پوچھو گی تو یقیناً" تمہارے مارکس اچھے آئیں گے۔۔۔"اور یہاں حمیزہ کا موڈ بگڑا تھا۔پڑھائی کے نام سے اسکی جان جاتی تھی۔

یار آپی۔۔مجھ سے کورس کی کتابیں نہیں پڑھی جاتیں۔۔"اس نے برا سا" منہ بنایا۔

"پھر پاس کیسے ہو گی؟اگلی کلاس میں کیسے جاؤ گی اور پھر۔۔"

پاس میں ہو جاؤں گی ٹینشن نہ لیں۔۔"اس نے ایمان کی بات اچک لی" تھی۔ جبکہ ایمان اسے گھورتی کتاب کر کے کمرے سے جا چکی تھی۔

یہ آپی بھی نا پتہ نہیں کیوں اتنی ٹینشن لیتی ہیں۔۔"حمیزہ نے سر جھٹک اور" پھر سے موبائل میں متوجہ ہو گئی۔ ڈز ڈز کی آواز کمرے میں کافی دیر تک گونجتی رہی۔

✿••✿••✿••✿

آپکو اردو آتی ہے ؟؟"ایمانے آنکھیں پھاڑے پوچھا۔ سامنے کھڑا شخص" سے پوچھا جو سوائے بالوں اور آنکھوں کے رنگ کے کہیں سے بھی ایشیائی نہیں لگتا تھا۔ اسکے نین نقش بالکل یورپی تھے۔

اس سے پہلے کہ ماثیل کوئی جواب دیتا دروازے پر ایک اور چہرہ ابھرا تھا۔

"ایما۔۔۔"کسی نے اسے پکارہ تھا۔ایما نے مڑ کر دیکھا تو روز وہاں کھڑی تھی۔اسکا سانس پھولا ہوا تھا۔یقیناً وہ بھاگتے ہوئے وہاں تک پہنچی تھی۔

"تھینک گاڈ تم آگئی ورنہ یہاں پر تو میرے مسلم ہونے پر ابھی قتل کر دیا جاتا۔۔۔"ایما نے سکون کا سانس لیتے کہا جبکہ ماثیل تو اسکے لگائے گئے الزام پر بس اسے گھور کر رہ گیا تھا۔کتنی عجیب لڑکی تھی وہ جو باتوں کا اپنی مرضی کا مطلب نکالتی تھی۔

"سوری مسٹر ماثیل وہ میں ایکچوئلی لیٹ ہوگئی۔۔میں نے ہی ایما کو بھیجا تھا کہ وہ میرا ایڈمیشن فارم لے لے۔۔۔"روز جو ماثیل کی جانب متوجہ پھیکے چہرے کے ساتھ کہہ رہی تھی جبکہ اسکی بات سن کر ایما نے جھٹکے سے ماثیل کی جانب دیکھا۔۔کیا وہ ماثیل تھا؟؟کیا واقعی؟؟

ایما کو شرمندگی نے آگھیرا۔کیسے وہ اسکے سامنے ہی جھوٹ بول رہی تھی۔

جبکہ دوسری جانب ماثیل کو بھی اسکے ایما نام پر حیرت ہوئی تھی۔۔ایک مسلمان لڑکی کا نام ایما۔۔۔

یہ مسلمان اتنے اڈوانس کب سے ہو گئے۔۔؟؟" وہ بس سوچ کر رہ گیا۔"

مسٹر ماثیل! مجھے آپ کی مجسمہ سازی میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے۔۔میں" خود کے ایڈمیشن کے لیے نہیں آئی تھی۔۔میں یہاں صرف روز کے لیے آئی تھی۔۔یہ دہرے معیار والا انسٹیٹیوٹ آپ کو ہی مبارک ہو۔۔۔!" وہ اپنی بھڑاس نکالتی کمرے سے نکل گئی تھی جبکہ سوائے ماثیل کے وہاں موجود کسی اور شخص کو اسکا ایک لفظ بھی سمجھ نہیں آیا تھا۔ماثیل کے جبڑے بھینچ سے گئے تھے۔

_____________&&&&&&&&&_______

موسم بہت خراب تھا۔ طوفانی بارش نے باہر ندی نالے بھر دیے تھے۔ گلیوں میں پانی جمع ہو گیا تھا۔ شام مغرب کے بعد کا وقت تھا جب ایک عورت چھوٹی سی بچی کا ہاتھ تھامے گھر میں داخل ہوئی۔۔ وہ ڈری تھوڑا ہوئی تھی لیکن جیسے ہی وہ گھر میں داخل ہوئی تو سامنے صحن میں ایک مرد ہاتھ میں ایک موٹی چھڑی تھامے کھڑا تھا۔ اسکی آنکھوں سے آگ نکل رہی تھی جسے بارش کا ٹھنڈہ پانی بھی بجھا نہیں پایا تھا۔

آگئی تم گھٹیا عورت!'' وہ بچی اور ماں کو دیکھ کر چلا کر بولا تھا اور پھر غصے'' سے آگے بڑھا۔

میں نے منع کیا تھا نا کسی فنکشن کسی شادی پر نہیں جانا۔''اس نے چھڑی'' والا ہاتھ گھمایا اور پوری وقت سے چھڑی عورت کے دائیں کندھے پر دے

ماری۔ عورت کراہ کر رہ گئی اس سے پہلے کہ وہ دوسری مارتا۔ وہ عورت فوراً سیدھا ہوئی۔

میں کہہ رہی ہوں مجھے ہاتھ مت لگانا ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔۔ "عورت نے" درد سے بلبلاتے کہا پر اس وقت اس غصے سے بھرے شیطان نما آدمی پر اسکی کسی بات اثر نہیں ہوا تھا۔ ماں کو پڑھنے والی چھڑی پر بچی کی چیخ ابھری تھی۔ آدمی نے عورت سے دھیان ہٹا کر بیٹی کو دیکھا اور پوری قوت سے چھڑی گھما کر اسکے پاؤں کے قریب ٹخنے پر ماری۔

بچی وہیں گر گئی۔ جبکہ عورت نے آگے بڑھ کر چھڑی تھامنے کی کوشش کی تھی۔ اسکا دل اپنی بیٹی کی تکلیف پر پھٹ سا گیا تھا۔ شور کی آواز سن کر گھر میں موجود باقی افراد اپنے اپنے کمروں سے باہر نکل آئے تھے۔ وہ اب مرد کو روکنے کی کوشش کر رہے تھے جو بری طرح سے عورت کو مار رہا تھا۔ دل دہلا دینے والا منظر تھا۔

عورت کے ہاتھ جو چوڑیاں تھیں وہ ٹوٹ کر کلائیوں میں چبھ چکی تھیں۔ وہ اپنی بچی کو دیکھ کر چلا رہی تھی کہ جاؤ" یہاں سے۔۔۔ بھاگو۔۔ اندر جاؤ۔۔" جبکہ بچی اپنی ماں کو چھوڑ کر جانا نہیں چاہتی تھی۔ تبھی گھر کے باقی مرد اسے حیوان بنے انسان کو وہاں سے پکڑ کر لے گئے تھے۔ ایک عورت بچی کو کا ہاتھ پکڑ کر کمرے میں لے آئی جبکہ باقی عورتیں اب اس آدھی مر چکی عورت کو اٹھا رہی تھیں جسکا جسم زخموں سے بھر چکا تھا۔ جیسے ہی بچی کمرے میں آئی وہ جلدی سے بیڈ کے نیچے چھپ گئی۔۔۔ وہ پوری طرح بھیگ چکی تھی۔ اسکے پاؤں اور ٹانگ کے ساتھ ساتھ پورے جسم میں درد ہو رہا تھا۔ وہ رونا چاہتی تھی لیکن ابھی اس نے جو منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اس نے اس بچی کے ہوش سلب کر لیے تھے۔

اسکا جسم کانپ رہا تھا۔ جانے کتنی دیر وہ بیڈ کے نیچے چھپی رہی اور سمجھنے کی کوشش کرتی رہی کہ آخر کیا ہوا کیا تھا؟ کیوں ہوا تھا؟ پھر ہولے ہولے اسکی سسکیاں ابھرنا شروع ہوئیں جو دیر تک کمرے میں گونجتی رہیں۔۔۔

زندگی ایسی کہ مر جانے کو جی چاہے ہے

✿••✿••✿••✿

بے نام سایہ درد ٹھہر کیوں نہیں جاتا
جو بیت گیا ہے وہ گزر کیوں نہیں جاتا

وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی تھی۔ پورا جسم ہمیشہ کی پسینے سے شرابور تھا اور ٹھنڈہ پڑ چکا تھا۔ اس نے بے ساختہ اپنے پاؤں کو چھوا تھا۔ ابھی تک تکلیف کا احساس باقی تھا۔

جانے یہ خواب اسکا پیچھا کیوں نہیں چھوڑ دیتے تھے۔ اس نے وقت دیکھا تو صبح کے ساڑھے چار بج چکے تھے۔ فجر کا وقت تھا۔ نیند تو ویسے بھی نہیں آنی

تھی وہ نماز کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔اس نے دائیں جانب بیڈ پر دیکھا تو حمیزہ سوئی ہوئی جبکہ مہر بانو کا بیڈ خالی تھا۔اسے تھوڑی پریشانی ہوئی اس وقت وہ کہاں جاسکتی تھی۔یہ ان تینوں کا کمرہ تھا۔وہ سر جھٹک کر واشروم کی جانب بڑھ گئی وضو کیا اور پھر کچھ دیر بعد وہ نماز سے فارغ ہوئی تو اسکا سر درد کر رہا تھا۔۔نماز میں بھی اسکا دل نہیں لگا تھا۔کچھ دیر بعد دروازے کا کمرہ کھلا تو مہر بانو اندر داخل ہوئی۔

تم صبح صبح کہاں گئی تھی؟؟''ایمان نے اسے دیکھتے ہی پوچھا۔''

وہ دادا ابو کی طبیعت خراب ہے ابو انہیں لے کر ہسپتال گئے ہیں۔۔''''

مہر بانو نے پریشانی سے بتایا۔

''اوہ۔۔!''ایمان کے منہ سے بے ساختہ پھسلا تھا۔''آ گئے واپس؟؟''

دو گھنٹے ہو گئے ہیں ابھی تک تو نہیں آئے۔۔ایڈمٹ کر لیا ہو گا شاید۔۔"

مہر بانو نے گہری سانس لی اور پھر سونے کے لیے بستر پر لیٹ گئی۔۔

"ویسے مصیبت ہی ہے میرے لیے بھی۔۔کوئی بھی مسئلہ ہو اماں مجھے اٹھا دیتی ہیں۔۔" وہ اب بڑبڑا رہی تھی۔ جبکہ ایمان خاموش رہی۔۔اسکے پاس ابھی کہنے کو کچھ بھی نہیں تھا۔ "لائٹ بند کر دو مجھے سونا ہے۔۔" وہ کروٹ لیتے بولی اور پھر کچھ دیر بعد سو گئی۔

"تم سب لڑکیاں میری ایک بات یاد رکھنا۔۔جب میں کمرے میں نہ ہوں تو کوئی بھی میرے کمرے میں مت آنا۔۔" بوڑھی عورت نے انگلی اٹھا کر انہیں تنبیہہ کی تھی۔

میں کبھی بھی ان کے کمرے میں نہیں جاؤں گی۔۔"وہ ہولے سے" بڑبڑائی اور اٹھ کر لائٹ بند کر دی۔

✿••✿••✿••✿

کنواری دِیویاں شمعیں جلا کے ہاتھوں پر
حیا کا رقص دِکھائیں، وُہ اِتنا دِلکش ہے

چنے گلاب تو لگتا ہے پھول مل جل کر
مہکتی فوج بنائیں، وُہ اِتنا دِلکش ہے

غزال نقشِ قدم چوم چوم کر پوچھیں
کہاں سے سیکھی اَدائیں، وُہ اِتنا دِلکش ہے

سرہانے میر کے ٹک فاتحہ کو گرُوہ جھکے
تو میر جاگ ہی جائیں، وُہ اِتنادِ لکش ہے

تمام آئینے حیرت میں غرق سوچتے ہیں
اُسے یہ کیسے بتائیں، وُہ اِتنادِ لکش ہے

زَبان وَصف سے عاجز، حُروف مفلس تر
قلم گھسیٹ نہ پائیں، وُہ اِتنادِ لکش ہے

طلسمِ حُسن ہے موجود لفظوں سے اَفضل
لغت جدید بنائیں، وُہ اِتنادِ لکش ہے

قسم ہے قیس تجھے توڑ دے یہیں پہ قلم

رَفیق مر ہی نہ جائیں، وُہ اِتنا دِلکش ہے

وہ اس بار چھ مہینے بعد حویلی آیا تھا اور ابھی جمعہ پڑھ کر جب وہ لاؤنج میں داخل ہوا تو سید جبیل نے اسکی بہت سی بلائیں لے ڈالی تھیں۔ سفید کلف لگے سوٹ میں، سیاہ شال کاندھوں پر ڈالے وہ انہیں اد شخص کی یاد دلاتا تھا جسکی یادیں حویلی کے چپے چپے پر نقش تھیں۔ اسکی ذات میں وہی ٹھہراؤ تھا، وہی وقار، وہی رعب۔۔۔ سب اسے ایک نظر دیکھ کر نظریں جھکا لیتے تھے۔

ملتان میں تو ابھی بہت گرمی پڑ رہی بابا جان۔۔" وہ باہر سے ہو کر آیا تو اسے " احساس ہوا۔

تمہیں ابھی تک ملتان کی گرمی کی عادت نہیں پڑی برخودار!'' سید جبیل نے ہولے سے کہا تو وہ مسکرا دیا۔۔ بالکل وہی مسکراہٹ جو کسی کے ٹھوڑی پر چمکتے نشان کو دیکھ کر اُس شخص کے چہرے پر ابھر آتی تھی۔

وہ اپنی چال ڈھال سے اسی کی یاد دلاتا تھا۔

عادت تو ہے تو بس اتنا کہہ رہا تھا کہ آپ لوگ کتنے سکون سے رہ لیتے ہیں نا''

''یہاں۔۔

جہاں پیدا ہوئے تھے وہیں مریں گے۔۔اور تم بتاؤ پڑھائی مکمل ہو گئی۔۔'' آگے کا کیا ارادہ ہے۔۔؟؟'' سید جبیل نے بات بدلی۔

میری پڑھائی تو کبھی مکمل نہیں ہو سکتی۔۔اور آگے کا بھی ابھی نہیں'' سوچا۔۔یہاں سے واپس جا کر ہی کچھ پلان کروں گا۔۔'' وہ سنجیدہ لہجے میں بتا

رہا تھا۔ وہ بول رہا تھا اور سید جبیل اسکے چہرے کو اپنی آنکھوں میں سمو رہے تھے۔ آج وہ بہت خوش تھے۔

ہر طرح کی بے سر و سامانیوں کے باوجود
آج وہ آیا تو مجھ کو اپنا گھر اچھا لگا

کتنی دیر وہ وہاں بیٹھے ایسے ہی باتیں کرتے رہے اور پھر ملازمہ کھانے کا کہنے آئی تو انکی نشست ختم ہوئی۔ ایسے لگتا تھا ملتان میں بہار لوٹ آئی ہو۔ اور سید حویلی میں کتنے پھول کھلے تھے یہ کوئی سید جبیل سے پوچھتا۔

✿••✿••✿••✿

ہیزل جس تیاری سے ایوارڈ شو کی تقریب میں گئی وہ اس حالت میں واپس بالکل بھی نہیں لوٹی تھی۔۔ صبح کے تین بجے تقریب ختم ہوئی اور وہ اس وقت تک اتنا پی چکی تھی کہ اب اول فول بول رہی تھی۔۔ ہر سال کی طرح اسے اس بار بھی دو ایوارڈ ملے تھے۔۔۔

لیکن اسے ان میں دلچسپی نہیں تھی۔ اسے فرق پڑتا تھا تو لوگوں کی باتوں سے جو اسے اندر تک درد دیتی تھیں۔۔ وہ پچھلے پانچ سالوں سے اس فیلڈ میں تھی لیکن آج تک وہ خود کو یہ عادت نہیں ڈال پائی تھی کہ وہ پبلک فگر بن چکی تھی اب لوگ اس پر ہر طرح سے کمینٹ کر سکتے تھے۔

یہ سب خبیث ہیں۔۔ سب مکار اور سب منافق۔۔"وہ ننگے پاؤں"

لڑکھڑتی پتھریلی سڑک پر چل رہی اور اسکی لمبی میکسی پیچھے زمین کو چھو رہی تھی۔ اسکی اسسٹنٹ شالی میکسی تھامے اسکے پیچھے پیچھے چل رہی تھی۔

ہیزل لڑکھڑاکر گرنے لگی تو شالی نے اسے تھامنا چاہا پر وہ جھٹکے سے پیچھے ہٹی۔۔۔

دور۔۔دور رہو۔۔ خبر دار جو مجھے چھوا۔۔۔" وہ بالکل بھی ہوش میں "نہیں تھی۔اس پر شالی نے اپنے ہاتھ پیچھے کھینچ لیے۔اور ہیزل پھر سے لڑکھڑاتے چلنے لگی۔۔۔ وہ خود نہیں جانتی تھی وہ کیا کیا بول رہی تھی۔ اور پھر کوئی آندھی طوفان کی طرح بھاگتا ہوا آیا اور ہیزل سے ٹکرا گیا۔۔وہ خود تو رکا نہیں تھا اسی رفتار سے بھاگتا گیا۔ جبکہ ہیزل کو ایک پل کو نشہ اترا تھا اسے ایسا لگا جیسے کسی پتھر سے ٹکرا گئی ہو پھر۔۔۔ وہ اتنی زور سے چلائی کہ شالی نے دہل کر اسے دیکھا تھا۔

اندھے۔۔۔غرق ہو جاؤ۔۔" وہ اس وقت کہیں سے بھی سپر اسٹار ہیزل" ملک نہیں لگ رہی تھی بلکہ وہ عام سی حالات سے ستائی ہوئی اور خود سے تنگ لڑکی لگ رہی تھی۔

اور شاید اب وہ اس سے زیادہ نہیں چل سکتی تھی تبھی دھڑام سے نیچے گری اور بے سدھ ہو گئی۔۔

شالی نے گہرا سانس لیتے ہوئے تاسف سے گردن ہلائی اور پھر ڈرائیور کو کال کر دی۔۔ہمیشہ ایسے ہی وہ اسے گھر لے کر جاتی تھی۔

✿••✿••✿••✿

موسم بدل رہا تھا اور اسکے ساتھ ہی ایمان پر چھائی کلفت بھی ختم ہو رہی تھی۔۔اسے خزاں کا موسم بہت بھاتا تھا جب زرد پتے بھیگی سڑکوں سے چپک جاتے تھے۔۔جب کبھی آسمان بادلوں سے ڈھک جاتا اور بارش برسنے لگتی

تھی۔۔آج بھی موسم ایسا ہی سہانا تھا جب وہ شام کے وقت معمول کے مطابق چھت پر آگئی تھی۔مہر بانو اسکے ساتھ ہی تھی۔اور تبھی باتوں کا سلسلہ چھڑ گیا۔

"تم نے بتایا نہیں ایمان تم اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہی ہو اور آگے بھی پڑھنا چاہتی ہو لیکن بننا کیا چاہتی ہو؟کیا کرنا چاہتی ہو اپنی زندگی میں۔۔؟"

وہ دونوں بالکونی میں کھڑی تھیں،وہاں سے باہر کا منظر صاف نظر آرہا تھا،پتھریلی سڑک کے اس پار لہلہاتے کھیت ٹھنڈی ہوا چلنے کے باعث جھوم رہے تھے،موسم ابر آلود تھا،ہلکی ہلکی بوندا بادی کی وجہ سے گاؤں کی مٹی گیلی ہونے کے بعد سرور بخشتی خوشبو اگل رہی تھی،ایمان آنکھیں بند کئے گہرے گہرے سانس لیتے ہوئے گیلی مٹی کی خوشبو کو اپنے اندر اتار رہی تھی۔

"ابھی سوچا نہیں کچھ،جو اللہ کو منظور ہوا،جو اس نے چاہا وہ بن جاؤں گی۔۔"

"لیکن پھر بھی۔۔ کوئی تو خواہش ہو گی نا۔۔؟" مہر بانو بضد تھی۔اس پر ایمان نے ایک گہری سانس لی۔

"کاش کہ میں ڈاکٹر جبیل سے مل سکوں اور ان جیسا بن سکوں،ایک اسلامی سکالر۔۔!"

ایمان نے حسرت سے کہا،کچھ دیر اور خاموشی چھائی رہی اور پھر مہر بانو کے ابھرنے والے بے ساختہ قہقہے پر اس نے آنکھیں کھول کر مہر بانو کو دیکھا جو پاگلوں کی طرح ہنس رہی تھی۔ایمان نے گھورنے پر اسکی ہنس کو بریک لگی۔

"تم مذاق کر رہی ہو نا؟" مہر بانو نے ہنستے ہنستے پوچھا۔اسے یقین نہیں ہو رہا تھا۔

"بالکل نہیں۔۔۔میں اپنی خواہشات کا مزاق نہیں اڑاتی۔۔"

"ڈاکٹر جبیل (Jabail) تم جانتی بھی ہو کون ہے؟ایک سکالر،ایک سائنس دان، جسے لوگوں نے ایک عرصے سے نہیں دیکھا،اور لوگوں کے مطابق جو مر چکا ہے، تم اسے کیسے ملو گی۔۔۔؟؟"

"جو لوگ نہیں جانتے لیکن ہمیں یقین ہے کہ میں ان سے ضرور ملوں گی، ان کے بارے میں عجیب عجیب سی افواہیں پھیلاتے ہیں وہ سب جھوٹی ہیں، میرا دل کہتا ہے وہ مر نہیں سکتے۔۔ڈاکٹر روحان بن حیدر جبیل مر نہیں سکتے۔۔وہ کہیں تو ہوں گے کسی خاص مقصد میں مگن۔۔سب سے چھپ کر۔۔سب کی نظروں سے اوجھل۔۔ بالکل ویسے ہی جیسے آرجے اوجھل ہو جایا کرتا تھا۔۔"

وہ پورے یقین سے کہہ رہی تھی، آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی۔

ٹھیک ہے مل لینا اپنے ڈاکٹر روحان جبیل سے، لیکن ابھی نیچے چلیں، موسم اچھا ہے کچھ بنا لیتے ہیں؟" مہربانو نے کہا تو ایمان نے فوراً اثبات میں سر ہلایا۔

وہ دونوں پلٹنے والی تھیں جب اچانک فضا میں ٹائر چرچرانے کی آواز ابھری، سامنے سڑک پر کوئی موٹر سائکل سوار نیچے گرا تھا، وہ ایک چھوٹا سا ایکسیڈنٹ تھا لیکن جس طرح سے موٹر سائیکل سوار گرا تھا اسکا بچنا مشکل تھا، وہ دونوں آنکھیں پھاڑے سڑک کو دیکھ رہی تھیں، ہلکی بارش اچانک ہی تیز ہوئی تھی۔ اسے دیکھتے ہی مہربانو چلائی "یا اللہ خیر یہ تو سجاد ہے، فروہ کا کزن۔" مہربانو نے گویا دھماکہ کیا تھا۔ ایمان نے وحشت سے سڑک پر بے سدھ پڑے شخص کو دیکھا جس کے ارد گرد اب لوگ اکٹھے ہونے لگے تھے، یہ وہ شخص تھا جسکی وجہ سے اسکی ذات پر انگلی اٹھائی گئی تھی اور وہ گھنٹوں بیٹھ کر روتی رہی تھی، آج وہ اسکے گھر کے سامنے گرا تھا، اس کو تکلیف دینے والا آج

خود تکلیف کی نظر تھا، اسکی سماعت میں کسی خاص شخص کے کہے گئے الفاظ گونجے تھے۔

"تم بہت خطرناک ہو ایمان، اپنا بدلا خود لے لیا کرو، ورنہ تقدیر تمہیں تکلیف پہنچانے والے سے خود بدلا لیتی ہے جو کافی تکلیف دہ ہے، کیا تمہارا تقدیر سے کچھ خاص رشتہ ہے؟؟؟"

✿••✿••✿••✿

"اگر آپ اپنی پہلی ملاقات نہیں بتانا چاہتے تو آخری ملاقات بتا دیں۔۔ آخری بات کب بات کی تھی اس نے آپ سے۔۔۔؟؟"

جیاء کی آواز اسے یادوں سے کھینچ لائی تھی۔۔اس نے چونک کر جیاء کو اور پھر آس پاس دیکھا۔۔وہ ٹرین میں بیٹھا اور اسکے سامنے وہ پاگل لڑکی نہیں بلکہ

جیاء بیٹھی جو اس سے سب کچھ سننا چاہتی تھی۔۔ وہ سب جاننا چاہتی تھی جو وہ کسی سے شیئر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ لیکن جانے وہ سب جاننے کیوں بضد کیوں تھی اور پھر آخری ملاقات کے نام پر اسکے چہرے پر درد ابھرا تھا۔۔اس نے گہرا سانس لیا اور پھر باہر کے بھاگتے نظاروں کو دیکھا۔۔ جیاء ہمہ تن گوش تھی کہ وہ کچھ تو بولے گا۔۔

دلہن۔۔۔" وہ ہولے سے بڑبڑایا تھا۔۔ لیکن جیاء کو اسکی ہونٹوں کی" جنبش سے سمجھ آگئی کہ اس نے دلہن کا تھا۔۔اسکے دل کی دھڑکن تیز ہوئی۔۔ کیا وہ واقعی کچھ بتانے جارہا تھا۔

میں نے اتنی خوبصورت دلہن کبھی نہیں دیکھی تھی۔۔" اسکے ذہن میں" اس خوبصورت مورت کا سراپا ابھرا تھا۔۔اسے آج بھی وہ رات یاد تھی جب اس نے آخری بار بات کی تھی۔

"کاش میں اس روز اسے اپنا لیتا۔۔۔"تکلیف ایسی تھی جو چیر کر رکھ دے۔۔درد نسوں سے بہنے لگا تھا۔

"وہ رو رہی تھی۔۔۔"وہ وقفے وقفے سے بول رہا تھا۔

"کاش میں نے اسکا درد سمجھ لیا ہوتا۔۔۔"

جیاء کو لگا تھا اسکا دل رک جائے گا۔۔اس کہانی میں بے وفا کون تھا؟؟وہ لڑکی جسکا نام تک جیاء نہیں جانتی تھی یا پھر سامنے بیٹھا وہ شخص جو پل پل جل رہا تھا۔

"وہ مرنا چاہتی تھی۔۔"جیاء کا دل پھر سے دھڑکا تھا۔

میں نے اسے کہا کہ تم ڈرپوک ہو اور تم سمجھدار بھی ہو، تم موت کو نہیں چنو گی۔۔"

کاش کہ میں۔۔۔۔۔" وہ آنکھیں موندھ گیا۔ اور جیاء کو لگا تھا جیسے کائنات رک گئی ہو۔

کیا وہ مر۔۔۔" اور جیا مزید نہ سوچ پائی۔ اسے محسوس ہوا تھا کہ وہ جس کہانی کی تلاش میں نکلی تھی وہ خود اس کہانی سے جڑ سا گئی تھی۔ اسے لگا تھا وہ کہانی میں کھو جائے گی۔
اور پہلی بار جیاء نے اپنے سامنے بیٹھے شخص کو چھوڑ کر اس لڑکی سے ملنے کی خواہش کی تھی جس کا وہ ذکر کر رہا تھا۔

"اے بُتوں کی دنیا کی باسی۔۔ تم مجھے کیسے مل سکتی ہو۔۔۔؟؟"

&&&&&&&

"تم بہت ہی بدتمیز ہو ایما۔۔" روز نے کمرے میں آتے ہی تکیہ اٹھا کر ایما کو دے مارا جو سکون سے بستر میں دبکی کوئی کتاب پڑھ رہی تھی۔

"ہاں ہوں تو۔۔۔؟؟" ایما نے پھاڑ کھانے والے انداز میں جواب دیا۔

"تمہیں پتہ ہے مسٹر ماشیل کے سامنے کتنی شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔۔ تم کچھ دیر اپنا منہ بند نہیں رکھ سکتی تھی۔۔" روز کو اب پچھتاوا ہو رہا تھا کہ اس نے ایما کو وہاں کیوں بھیجا تھا۔

یہ منہ کھولنا مجھے تم نے ہی سکھایا ہے۔۔“ ایما کتاب رکھتی اٹھ بیٹھی۔وہ“ پہلے ہی بہت پریشان تھی اور اسی وجہ سے کتاب پڑھ کر اپنے ذہن بدلنا چاہتی تھی پر روز آتے ہی شروع ہو گئی تھی۔

اور ویسے بھی ایسے جاہل انسان سے ملنے کو تم مری جارہی تھی مجھے افسوس” “ہو رہا ہے تمہاری چوائس پر۔۔

خبر دار جو تم نے ماثیل کو کچھ کہا۔۔“ روز تو چلا اٹھی تھی۔ابھی تو وہ یہ” نہیں جانتی تھی کہ اس کے آنے سے پہلے ایما نے ماثیل کے ساتھ کیسا سلوک کیا تھا ورنہ وہ کچھ مہینوں کے لیے تو فوت ہی ہو جاتی۔

یہ میرا کمرہ ہے۔میرا جو دل چاہے گا میں بولوں گی تم نکلو یہاں سے۔۔“ تمہاری وجہ سے میری جاب چلی گئی اور ابھی بھی تمہیں اس سائیکو ماثیل کی

پڑی ہے۔۔۔"غصے سے بولتے بولتے بات کے آخر میں ایمار وہانسی ہو گئی تھی۔یہ جاب چلے جانے والی بات سیریس تھی۔روز نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔

"جاب چلی گئی۔۔کیا۔۔؟؟پر کیوں۔۔۔؟؟"روزا سکے بیڈ کے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی۔روز کی یہی بات اچھی تھی وہ ایما سے جتنا بھی لڑ لیتی۔۔لیکن اسے پریشان نہیں دیکھ سکتی تھی۔

"تمہارے ایڈمیشن فارم لینے کے چکر میں آفس سے لیٹ ہو گئی اور جب آفس پہنچی تو بڑھیا نے مجھے جاب سے نکال دیا اور کہا کہ تیسری بار ہوا جب تم لیٹ آئی ہو اور آج کے بعد تمہاری کوئی جگہ نہیں ہے یہاں۔۔"وہ پریشان سی بتا رہی تھی۔

دفع کرواس بڑھیا کو۔۔ دیکھنے ایک ہفتے کے اندر اندر میں تمہارے لیے اتنی" اچھی جاب ڈھونڈوں گی نا کہ تم خوش ہو جاؤ گی۔۔؟؟" روز نے اسکا گال تھپتھپاتے پوچھا۔

پکا نا؟؟" ایما نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔"

ہاں میری جان پکا۔۔" وہ اسکے گال پر چٹکی کاٹتے جا چکی تھی۔۔ وہ ایما کی" پریشانی میں ایک پل کیلیے ماثیل کو بھول گئی تھی ورنہ اب تک تو ایما کا کمرہ میدان جنگ بن چکا ہوتا۔

✿••✿••✿••✿

اگر کبھی تم مجھے

کوئی تحفہ دینا چاہو تو
زیادہ مت سوچنا،
قیمتی اور مہنگی چیزوں
کو مت تلاش کرنا بس
ایک شفاف سی شال خریدنا
اور میرے کندھوں پر ڈال کر
بولنا کہ،
"تم ماڈرن نہیں باوقار اچھی لگتی ہو۔۔!!"

اگر کبھی میں اپنی
منزل بھول جاؤں
تاریکیوں میں کھو جاؤں
اور تمہیں مجھ پر احسان کرنے

کا موقع ملے تو ہچکچانا مت

میرے رستے میں کھڑے ہو کر

پورے یقین سے کہنا کہ،

"واپس چلو، یہ اندھیروں کی دنیا ہے! گمراہی کا راستہ ہے جبکہ تم

صراط مستقیم پر چلتی اچھی لگتی ہو۔۔!"

اگر کبھی تمہیں مجھ سے

محبت ہو جائے اور تمہیں سمجھ

نہ آئے کہ اظہار کی بہترین شکل

کیا ہے تو

دیر مت کرنا، میرا ہاتھ تھامنا

اور دھیرے سے کہنا کہ،

"تم چاہے مجھ سے محبت"

کرو نہ کرو، میری ہمسفر بن کر بس مجھ سے وفا کر لینا

"! تم وفا کرتی اچھی لگتی ہو۔۔

(نور راجپوت)

کاغذ کا ٹکرا اس کے سرد ہاتھوں میں دبا، خاموش سا سب کچھ کہہ گیا۔

اُس نے سر اٹھا کر بیڈ پر لیٹے اُس وجود کو دیکھا جس کے ہاتھ بیڈ کے ساتھ مقفل کیے گئے تا کہ وہ اٹھ کر بھاگ نہ سکے۔ اسکی آنکھوں کے نیچے سیاہ ہلکے نمایاں تھے۔ رنگت میں زردیاں گھلی تھیں اور ہونٹ خشکی کی نظر ہو چکے تھے۔ جانے وہ اس پاگل خانے میں کب سے قید تھی۔

اسے اپنے سینے میں جلن سی محسوس ہوئی تھی۔ یہ کاغذ کے ٹکڑا نہیں بلکہ ایک مکمل خط تھا، اسکے کے کمرے سے اسے ایک نہیں بلکہ بہت سے خطوط ملے تھے جو اس نے لکھے تھے اور وہ اس شخص کو بھیجنا چاہتی تھی جو اس وقت پتھر کا بن چکا تھا۔ آج اس سوشل میڈیا کے دور میں بھی اس لڑکی نے بہت

سے خط لکھے تھے، اسکا نام پتہ سب لکھا تھا بس اسکو پوسٹ نہیں کیے تھے۔
جانے وہ کب سے لکھ رہی تھی، جانے وہ کیا کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن اس میں ایک خط پڑھنے کے بعد مزید لفافے کھولنے کی ہمت نہیں تھی۔ اس نے جو کیا تھا اسکی یہی سزا کافی تھی کہ اس لڑکی کی کھلی آنکھوں میں اب اسکے لیے شناسائی کے رنگ نہیں ابھرتے تھے۔ وہ اپنی خواہشوں کو اپنے ساتھ لیے کہیں اندھیروں میں کھو گئی تھی، وہ خود کو بھول کر اس سے رہائی پا گئی تھی۔ وہ شاید ختم ہو گئی تھی۔
تم نے اچھا نہیں کیا۔۔!" وہ اپنے جبڑوں کو بھینچتے دبے لہجے میں چلایا"
تھا۔ اس نے کسی کا نام نہیں لیا تھا۔ وہ ایسا شخص تھا جو اسکا اپنا تھا۔۔ لیکن اسکا نام سنتے ہی اسکے سینے میں جلن سی ہوتی تھی۔

اور تم نے کیا کیا؟ تم نے اس لڑکی کے ساتھ ماثیل سے بھی زیادہ برا کیا مسٹر جبیل۔۔" بائیں جانب سے ابھرنے والی آواز پر وہ چونکا تھا اور اپنے سامنے کھڑی ہستی کو دیکھ کر اسے اپنی روح فنا ہوتی محسوس ہوتی تھی۔

✿••✿••✿••✿

وہ دلہن کے لباس میں سجی سنوری پہاڑ کی چوٹی پر کھڑی تھی۔۔نیچے ٹھاٹے مارتا سمندر دور دور تک نظر آرہا تھا۔ وہ دور تک پھیلے سمندر کو نم آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ کتنی گہرائی تھی نا اس سمندر میں اگر وہ یہاں سے چھلانگ لگاتی تو دوبارہ کبھی ابھر نہ پاتی۔ لیکن وہ چاہ کر بھی ایسا نہیں کر سکتی تھی۔ آنسو اسکی آنکھوں سے بے اختیار بہہ رہے تھے۔ اسکا نازک وجود سرخ لہنگے میں ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔ اور تبھی اسکے عقب سے آواز ابھری۔۔

خود کشی کرنے آئی ہو یہاں۔۔؟؟ لیکن میں جانتا ہوں تم کرو گی" نہیں۔۔" وہ کاٹ دار لہجے میں کہہ رہا تھا۔

دلہن بنی لڑکی نے آنکھیں میچ کر اس اذیت کو اپنے اندر انڈیلا تھا جو یہ آواز سن کر اسکے وجود سے ابھر کر اسکی آنکھوں سے بہنے لگتی تھی۔ وہ کچھ نہ بولی۔

ویسے رات کے اس پہر تمہیں یہاں نہیں ہونا چاہیے۔۔ تمہاری شادی" ہو چکی ہے۔ شوہر انتظار کر رہا ہو گا جاؤ اسے خوش کرو۔۔۔" یہ الفاظ نہیں بلکہ وہ کیل تھے جو اسکے نازک وجود میں ٹھونکے جا رہے تھے۔

تم مشرقی لوگوں کی روایت یہی ہے نا کسی انجان مرد سے شادی کرنا اور پھر" اسے خوش کرنے میں لگ جانا۔۔۔" کتنا زہر بھرا تھا نا اسکے اندر۔

ویسے مجھے افسوس ہو رہا ہے اس شخص پر جس نے تمہیں اپنا لیا۔۔"وہ خود" اس وقت اتنا جل رہا تھا کہ اسکی یہ جلن لفظوں کی صورت باہر نکل رہی تھی۔ اسکی آنکھیں شعلے ابل رہی تھیں۔

سنو اسکے ساتھ بے وفائی مت کرنا جیسے میرے ساتھ کی ہے۔آخر کو وہ" تمہارا شوہر ہے۔۔"غصہ اور غم دونوں ہی تھے اس جملے میں۔

لڑکی کے وجود میں جنبش ہوئی۔اور رات کی خاموشی میں چوڑیوں کی آواز گونج کر رہ گئی۔۔وہ دھیرے سے پلٹی۔۔اور اس شخص کو لگا تھا کہ وہ پتھر ہو جائے اگر اس نے اس لڑکی کو اس روپ میں دیکھ لیا اور پھر وہ پتھر بھر بھری ریت کی طرح ڈھہ جائے گا۔۔

اس نے ایک پل کو چاہا تھا وہ کبھی نہ پلٹے۔۔۔وہ اسے کبھی نہ دیکھے حالانکہ وہ اسے دیکھنے کی خواہش لیے یہاں آیا تھا۔

لیکن وہ پلٹ گئی۔اور پھر وہ سچ میں پتھر کا ہو گیا۔۔۔۔

کتنے ہی پل گزر گئے۔۔وہ کچھ کہہ رہی تھی لیکن وہ سن کب رہا تھااور پھر ایک جملہ ایسا تھا جو اسے یاد رہ گیا۔۔

میں کبھی تمہیں کسی پاگل خانے قید میں نظر آئی جو جان لینا اسکی وجہ تم ہو گے۔۔۔"

اذیت اور بے بسی۔۔۔اسکے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا ان لفظوں میں اور پھر وہ چلی گئی۔۔وہ اسے روکنا چاہتا تھا۔وہ چاہتا تھا وہ اسی سجے سنورے روپ میں اسکے سامنے بیٹھی رہے اور وہ اسے قیامت تک دیکھتا رہے۔

پر یہ خیال کہ وہ کسی اور کی ہو چکی تھی اسکی روح کو جھلسا رہا تھا۔

اسکی نظروں نے اس وجود کا پیچھا تب تک کیا تھا جب تک کہ وہ نظروں سے اوجھل نہیں ہو گئی تھی۔۔اسکی آنکھیں جل اٹھی تھیں۔وہ نم آنکھیں لیے اکیلا کھڑا رہ گیا تھا۔

اسے نہ جیت سکے گا غم زمانہ اب

!جو کائنات تیرے در پر ہار دی ہم نے

✿••✿••✿••✿

عبدل

وہ دو بھائی تھے۔ عبدل بچپن سے ہی خود سر اور ضدی تھا اور یہ خود سری اور ضد اسکے وجود میں اپنے بھائی کی وجہ سے آیا تھا۔ اسکا بھائی تھوڑا عجیب تھا۔ وہ بہت پر سکون رہتا تھا۔ ہمیشہ خاموشی۔۔ گہری نظروں سے ہر چیز کا معائنہ کرتے ہوئے، اسے جو مل جاتا وہ کھا لیتا، کلاس میں ہمیشہ اچھے مارکس لاتا اور ہمیشہ اپنے باپ جیسا بننے کی کوشش کرتا جبکہ عبدل وہ الگ تھا۔۔ اپنے بھائی

سے بہت الگ ! اسے غصہ جلدی آتا تھا۔ وہ روز کلاس میں لڑائی کرتا تھا۔ وہ روز کسی نہ کسی کو سکول میں مار کر آتا اور کبھی کبھی جب اسکا بھائی سویا ہوتا تو اسے تکلیف پہنچاتا۔۔۔ اسے بہت غصہ آتا تھا جب اسکا بھائی چوٹ لگنے پر بھی نہیں روتا تھا۔ وہ خاموشی سے سب سہہ جاتا تھا۔ وہ ہمیشہ مسکراتا نظر آتا۔۔۔

وہ کتابیں پڑھتا تھا بچپن سے اسکے پاس کتابوں کا ایک ڈھیر تھا جبکہ عبدل کو ہاکی اور فٹ کھیلنا پسند تھا۔ اسے غصہ آتا تو گھر کی چیزیں توڑ دیتا اور الزام اپنے بھائی پر لگا دیتا تھا۔ اس میں برداشت بہت کم تھی۔ اسکے دوست بھی اس جیسے تھے۔۔۔ یا شاید اس نے جان بوجھ کر ایسے دوست بنائے تھے جو ہمیشہ لڑتے جھگڑتے رہتے تھے۔ جیسے جیسے وہ بڑا ہوتا گیا سکول میں سب اس سے ڈرنے لگے۔۔ جبکہ اسکا بھائی جتنا عجیب بچپن میں وہ بڑے ہونے کے ساتھ مزید عجیب ہوتا گیا۔۔۔۔

اکثر وہ جب ہڈی پہنے، چشمہ لگائے، بیگ کندھے پر ڈالے اور کتاب کو ہاتھ میں تھامے بارش میں بنا کسی کی پرواہ کیے چلتا جاتا تو لڑکیاں رک کر اسے دیکھتی تھیں۔۔اور یہ دیکھ کر عبدل کا دل کرتا کہ یا تو وہ اپنے بھائی کو غائب کر دے یا ساری لڑکیوں کی آنکھیں پھوڑ دے۔۔

وہ بہت کم بولتا تھا۔۔اتنا کم کہ جب بولتا تو سب دم سادھے اسے سنتے اور انہیں حیرت ہوتی کہ یہ بولتا بھی ہے؟؟

اسے بارشوں سے عجیب سی انسیت تھی۔وہ ہمیشہ صاف ستھرا رہتا تھا۔اسکی فطرت عجیب تھی۔وہ ہمیشہ کسی کھوج میں رہتا تھا۔اسکی آنکھوں میں کچھ الگ دکھائی دیتا تھا۔وہ زبان سے کم بولتا تھا جبکہ عبدل کو وہ آنکھوں سے جواب دیتا تھا اور عبدل کو بات آگ لگاتی تھی کہ وہ اس دنیا میں ہوتے ہوئے بھی اس دنیا میں نہیں ہوتا تھا۔

ابھی وہ پاگلوں کی طرح بھاگتا ہوا کلب میں اینٹر ہوا تھا اور اس سے پہلے ایک لڑکی کو زوردار دھکا مار کر آیا تھا جس نے گالی بھی دی تھی لیکن وہ رک نہیں سکتا تھا ورنہ واپس جا کر لڑکی کی زبان ضرور کاٹتا۔

لیکن اسکے دوستوں کی اس وقت کلب میں لڑائی ہو گئی تھی اور وہ کسی آندھی طوفان کی طرح وہاں پہنچا تھا اور پہنچتے ہی اس نے ایک لڑکے کو پکڑ کر بری طرح پیٹنا شروع کر دیا تھا۔۔اگر کوئی پوچھتا کہ عبدل کس چیز میں پرفیکٹ ہے تو سب کا یہی جواب ہوتا کہ ""لوگوں کو مارنے میں۔۔

جانے اسکا کونسا غصہ تھا جو ختم ہی نہیں ہوتا تھا اور اب وہ اپنے دوستوں اور انکے دشمنوں سمیت جیل میں بیٹھا تھا۔اور غرور اتنا کہ مجال جو اس نے نظریں جھکائی ہوں۔

پولیس آفیسر نے اسے پیچھے گردن سے پکڑا اور پوچھا "تم کیوں انکی لڑائی میں پڑے؟؟ کسی ایکشن فلم کے ہیرو وہو جو بھاگتے ہوئے آئے اور شروع ہو گئے؟؟"

دراصل پولیس والوں کو ان اسٹوڈنٹس نے بہت تنگ کیا ہوا تھا روز وہ لوگ کہیں نہ کہیں پھڈا ڈال دیتے تھے۔

تم ان سب سے عمر میں بڑے ہو اور تمہیں بالکل سوٹ نہیں کرتا کہ ہائی سکول کے بچوں کو مارو۔۔" آفیسر کو سب سے زیادہ غصہ ہی اس پر تھا۔ جبکہ وہ جبڑے بھینچے خود پر ضبط کر رہا تھا۔ اسکے لمبے بال آنکھوں پر گرے ہوئے تھے اور وہ اس وقت کسی غنڈے سے کم نہیں لگ رہا تھا۔ خیر وہ سب اسٹوڈنٹس تھے پولیس نے انہیں ڈرا دھمکا کر چھوڑ دیا تھا۔ سب کو آخری وارننگ تھی اور خاص طور پر عبدل کو۔۔

اور پھر عبدل کس کا سگا تھا۔اگلے دن وہ آفیسر پولیس اسٹیشن کی بجائے ہسپتال میں پایا گیا تھا۔اسکا ایک ہاتھ ٹوٹا ہوا تھا۔اسکے بیان کے مطابق رات میں کسی انجان شخص نے اس پر حملہ کیا اور اسے خوب مارا۔۔اور اسکا ہاتھ توڑ دیا۔اسکے بعد وہ انسان کسی جن کی طرح غائب ہو گیا۔ سمجھنے والے سمجھ چکے تھے کہ مارنے والا کون تھا پر کوئی کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

✿••✿••✿••✿

ایمان کی امی آج پورے دس دنوں بعد گھر آئی تھی۔ایمان اور حمیزہ دونوں ہی ان سے ایسی چپکیں کہ پھر چھوڑنے کا نام نہیں لیا۔

آپ تو وہاں جا کر ہمیں بھول ہی جاتی ہیں۔۔"ایمان نے نم آنکھوں ساتھ" شکوہ کیا۔

اور مجھے بھی ساتھ نہیں لے کر گئیں۔۔میں تو چھوٹی سی بچی ہو۔۔"حمیزہ" نے منہ بناتے کہا۔اس پر ایمان نے اس کے سر پر چپت لگائی"ڈرامے بند کرو جاؤ امی کے لیے پانی لاؤ۔۔"وہ ان کے ہاتھ سے سامان تھام کر انہیں کمرے میں لے آئی۔

اور سنائیں سب کیسے تھے؟؟نانا ابو،نانی اماں اور ماموں لوگ۔۔؟؟""

ایمان نے سب کا پوچھا۔

سب ٹھیک ہیں اللہ کا شکر ہے۔۔"سلمی بیگم نے لیٹتے جواب دیا۔سفر" کر کے انکی کمر اکڑ گئی تھی۔ایمان نے انہیں جلدی سے تکیہ پکڑایا۔اور تب تک حمیزہ پانی بھی لا چکی تھی۔اور پھر مہر بانو اسکی امی سب اسی کمرے میں جمع ہو گئے۔۔حمیزہ اور ایمان کے چہرے دیکھنے والے تھے انکی امی جو واپس آ گئی

تھی۔ان دونوں کی زندگی سلمی بیگم کے گرد گھومتی تھی جبکہ سلمی بیگم کی زندگی اپنی بیٹیوں کی گرد۔

اور پھر رات میں ماں بیٹیوں کے درمیان کچھ راز بھری باتیں ہوئی تھیں۔ سلمی بیگم کے ابا نے اپنا حصہ بھی اپنی بیٹی کے نام کردیا تھا۔دراصل سلمی بیگم اپنے میکے بھی اسی لیے گئی تھیں کہ انکے ابا اعجاز نے جیتے جی اپنی بچوں میں اپنی زمینیں تقسیم کرنی تھیں کیونکہ وہ اپنے بیٹوں کی فطرت کو جانتے تھے کہ انکے مرنے کے بعد وہ اپنی بہنوں کو کچھ نہ دیتے جبکہ اعجاز میاں کو اپنی بیٹی سلمی کا سب سے زیادہ خیال تھا۔وہ اعجاز میاں سے سب سے زیادہ محبت کرتی تھیں اور انکا سب سے زیادہ خیال رکھتی تھیں۔۔دوسرا سلمی بیگم نے اپنی زندگی میں بہت سی مشکلات کا سامنا کیا تھا اور کبھی شکایت نہیں کی۔ہر تکلیف ہر درد کو چپ کر کے سہا تھا۔

”ابا نے یہ کہہ کر اپنی زمین مجھے دی ہے کہ ایمان کو اعلی تعلیم دلاؤ۔۔وہ جتنا پڑھنا چاہتی ہے پڑھے جبکہ میں چاہتی ہوں تمہاری شادی کر دوں۔۔“یہ سن کر ایمان کا دل بند ہوا۔شادی۔۔نن۔۔نہیں۔۔اسکا ذہن جھنجھنا اٹھا تھا۔اسے شادی لفظ سے بھی خوف آتا تھا۔

”لیکن میں شادی نہیں کرنا چاہتی۔۔میں آگے پڑھنا چاہتی ہوں کچھ بننا چاہتی ہوں۔۔“وہ روہانسی ہوئی۔

”ابھی تو میرے پاس پیسے ہیں۔۔میں تمہارے لیے اچھا لڑکا ڈھونڈوں گی کل پیسے ہوں نہ ہوں یا میں ہوں یا نہ ہوں۔۔“

”امی ایسی باتیں نہیں کرتے کتنی بار منع کیا ہے۔۔“ایمان نے انکی بات کاٹی۔

شادی بھی کر لوں گی میں آپ پریشان نہ ہوں۔۔ لیکن ابھی میں چاہتی "
ہوں کچھ بن جاؤں اچھی سی جاب کروں تاکہ آپ اور حمیزہ دونوں کو
پرسکون زندگی دے سکوں۔۔"

اگر کوئی پوچھتا ایمان سے کہ اسکی زندگی کا کوئی مقصد ہے تو وہ یہی کہتی۔۔
"اپنی ماں کو خوش دیکھنا، انہیں سکون والی زندگی دینا میرا سب سے بڑا خواب
ہے۔۔"

اور ویسے بھی اب تو نانا ابو نے بول دیا ہے۔ اب تو آگے پڑھنا ہی ہے یہ "
میرا حق ہے۔۔" وہ چہک اٹھی تھی۔ اعلی تعلیم حاصل کرنا اسکے کچھ چند گنے
چنے خوابوں میں سے ایک خواب تھا۔

"اچھا بھئی ٹھیک ہے۔۔پڑھ لینا تم لیکن ایک بات یاد رکھنا تین سالوں بعد میں نے تمہاری شادی کر دینی ہے۔۔" سلمی بیگم نے اپنا فیصلہ سنایا۔

یعنی بس تین سال۔۔یعنی اسکے پاس صرف تین سال تھے زندگی جینے کے لیے۔۔دل پھر سے رکا تھا۔لیکن اگلے ہی پل وہ خود پر قابو پاتے بولی۔

"امی تین سال بہت ہیں میرے لیے۔۔ان شاءاللہ آپ دیکھنا آپ کو مجھ پر فخر ہوگا۔۔" کہتے ہیں خوشی میں کوئی دعوی نہیں کرنا چاہیے پورا کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور وہ تو پھر اپنی آنے والی زندگی سے انجان تھی۔

"اچھا اب آپ آرام کریں سفر کر کے آئی ہیں تھک گئی ہوں گی۔۔صبح ویسے بھی مہربانو کے رشتے والے آرہے ہیں آپکا دن پھر سے مصروف گزرے گا۔۔" ایمان نے ان کے پاس سے اٹھتے کہا تاکہ وہ آرام سے سو سکیں۔

دیکھ لو ایک سال چھوٹی ہے تم سے مہر بانو، اسکا رشتہ ہو رہا ہے اور ایک تم ہو جو شادی کی طرف جاتی ہی نہیں ہو۔۔۔" سلمی بیگم نے شکوہ کیا۔

امی۔۔" ایمان احتجاجاً چلائی۔ "بھئی مہر بانو کا نصیب اسکے ساتھ۔۔ میرا نصیب میرے ساتھ جب ہونی ہوئی شادی ہو جائے گی۔۔ اتنی بھی جلدی کیا ہے۔۔" وہ خفا خفا کہہ رہی تھی جبکہ سلمی بیگم نے غور سے اسکے چہرے کو دیکھا۔ وہ جانتی تھیں اسکی بیٹی شادی سے کیوں بھاگتی تھی لیکن وہ کچھ نہیں کر سکتی تھیں۔ بس اللہ پر چھوڑ رکھا تھا سب کچھ۔

ایمان جیسے ہی انکے کمرے سے نکلی سامنے گول سرخ ٹائلوں والے صحن کے اس پر بر آمدے میں کمرے پر اسکی نگاہیں جم سی گئیں۔۔
اسکے ذہن میں گونجا کہ بیمار کی عیادت کرنا کس قدر ثواب کا کام ہے۔ وہ اس کمرے میں نہیں جانا چاہتی تھی لیکن پھر وہ ہولے ہولے قدم اٹھاتی اس

کمرے کی جانب بڑھی۔دروازے پر پہنچ کر وہ سوچتی رہی کہ اندر جائے یا نہ جائے۔۔لیکن پھر کچھ سوچتے اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گئی۔

اندر ایک بوڑھا وجود بستر پر پڑا تھا۔بیماری کی وجہ سے اس شخص کی ہڈیاں نکل آئی تھیں۔وہ شخص اب چلنے پھرنے سے بھی قاصر تھا۔۔چلنا تو دور وہ اب بیٹھ کر اپنے ہاتھ سے کھانا بھی نہیں کھا سکتا تھا۔

اسے دیکھ کر ایمان کے دل کو ہاتھ پڑا تھا۔اندر ایک ہوک سی اٹھی تھی۔

انسان کتنا بے بس ہے ناجوانی کے نشے میں ایسے ایسے گناہ کرتا ہے کہ سوچتے بھی شرم آئے اور بھول جاتا ہے کہ لوٹ کر تو اس ذات کی طرف جانا ہے جو سب یادرکھنے والی ہے۔

ابا۔۔"اس نے انکی پیشانی پر ہاتھ رکھتے ہولے سے پکارہ تھا۔بوڑھا وجود" جسکی گالوں کی ہڈیاں ابھری ہوئی تھیں اس نے آنکھیں کھولیں۔

ایمان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔اور اسکے ساتھ ہی وہ بوڑھا وجود بھی بے آواز رونے لگا تھا۔

کیسی طبیعت ہے؟آپ ٹھیک ہیں؟؟“ وہ انکے پاس ہی تھوڑی سی جگہ پر ” ٹک گئی۔بوڑھے وجود نے ہولے سے سر ہلایا اور پھر روتے روتے گردن نہ میں ہلا دی۔انکی حالت پر ایمان کے آنسو نہیں رک رہے تھے۔

طبیعت نہیں نا ٹھیک آپ کی؟؟ان شاءاللہ جلد ٹھیک ہو جائیں گے۔۔“”

بوڑھا وجود بولنے سے بھی قاصر تھا اور ایمان کو اس وقت اپنے درد سے زیادہ اس وجود کا درد عزیز تھا۔وہ وجود کچھ کہہ رہا تھا جسکی ایمان کو سمجھ نہیں آ رہی تھی۔لمبے لمبے وعظ دینے والی زبان آج بولنے سے بھی قاصر تھی۔
ایمان نے قریب سننے کی کوشش کی تھی۔

بب۔۔بہت در۔۔درد ہے۔۔" وہ بس اتنا ہی سن پائی تھی اور پھر اس نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی آواز کا گلا گھونٹا۔وہ کچھ دیر انکے پاس بیٹھی رہی اور پھر اپنے کمرے میں آگئی۔اس نے نماز پڑھی اور پھر اس بے بس وجود کے لیے ڈھیروں دعائیں مانگی۔

جانے وہ ایسی کیوں تھی جو لوگ اسے تکلیف دیتے تھے وہ انکی تکلیف پر بھی تڑپ اٹھتی تھی۔اور ٹھیک ہی تو کہا تھا کسی نے کہ ایمان التم اپنے معاملات اللہ پر نہ چھوڑا کرو خود بدلا لیا کرو ورنہ تمہارا بدلا تقدیر لیتی ہے۔۔اور وہ بڑا دردناک بدلا ہوتا ہے۔

✿••✿••✿••✿

یہ ماثیل انسٹیٹیوٹ کی تاریخ میں پہلی بار ہوا تھا جب کسی کو لیٹ آنے پر بھی ایڈمیشن مل گیا تھا۔روز اپنے آپ کو دنیا کی خوش قسمت ترین لڑکی تصور کر

رہی تھی۔اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ واقعی وہاں موجود تھی۔ماثیل کا اسٹوڈیو بہت خوبصورت تھا۔۔وہاں آنکھوں خیرہ کرنے والے مجسمے موجود تھے۔

ماثیل آرٹ میں کتنا ڈوبہ ہوا تھا یہ اسے آج پتہ چلا تھا۔۔ تبھی وہ اتنا مشہور تھا کہ لوگوں نے اسے ماثیل بلانا شروع کردیا تھا۔۔ماثیل ایک عربی نام ہے جسکا مطلب ہے Sculpture Maker یعنی مجسمہ ساز۔۔۔وہ اپنی مجسمہ سازی کی وجہ سے مشہور تھا اور ماثیل نام اتنا مشہور ہو چکا تھا کہ اس نے اپنے انسٹیٹیوٹ کا نام بھی یہی رکھا تھا۔

پہلی کلاس تھی تو ماثیل نے مجسموں پر لیکچر دیا تھا۔۔ مجسموں کی اقسام اور انکی خاصیت۔۔روز کے لیے یہ سب بہت خوبصورت تھا۔۔وہ ہتھیلی پر ٹھوڑی جمائے اسے بولتے ہوئے دیکھ اور سن رہی تھی۔

وہ اپنی باتوں میں ہمیشہ کسی نہ کسی کتاب یا مصنف کا حوالہ دیتا تھا اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ بہت کتابیں پڑھتا تھا۔ جب لوگ اس سے پوچھتے تھے کہ وہ اتنے پچیدہ مجسمے کیسے بناتا ہے تو وہ ہمیشہ جواب میں ایک بات پر زور دیتا۔

"انسان سے بڑا آرٹسٹ کوئی نہیں۔۔ وہ خود جتنا پچیدہ ہے اگر اتنی پچید گی وہ اپنے آرٹ میں ظاہر کر دے تو یہ دنیا بھول بھلیا بن جائے۔۔۔"
ابھی بھی وہ جورڈن پیٹرسن کا حوالہ دے رہا تھا کہ وہ کہتا ہے۔

آپ جو سوچتے ہیں، وہ کہیں۔ جو کہتے ہیں، وہ کریں۔ اور جو کرتے ہیں، اس کا جائزہ لیں۔
اس طرح آپ دریافت کر سکیں گے کہ آپ کے اصل یقین کیا ہیں؟ (نہ کہ وہ جو اس بارے میں آپ کا خیال ہے)۔

آپ کے پاس یہ جاننے کااور کوئی طریقہ نہیں۔آپ اتنے پیچیدہ ہیں کہ خود کو نہیں سمجھ سکتے۔۔ ''

اور روز کواسے دیکھ کر احساس ہوتا تھا کہ وہ واقعی ایک پیچیدہ انسان تھا۔جانے کب کلاس ختم ہوئی۔ماثیل غیر متوقع طور پر روز کے پاس آیااور بے تکلفی سے کہا''ہائے روز!''وہ ہڑ بڑائی۔اور جلدی سے کھڑی ہو گئ۔

''یس سر!''وہ بوکھلا گئی تھی۔اسے یقین نہیں ہو رہا تھاماثیل خود چل کر اسکے پاس آیا تھا۔

''کلاس اینڈ ہو چکی ہے اور میں سر بالکل بھی نہیں ہوں تم مجھے ماثیل بلا سکتی ہو۔۔''روز کو وہ خوش مزاج لگا تھا۔

تمہاری اس دوست کی طبیعت ٹھیک ہے اب ؟؟ کل کافی غصے میں گئی" تھی۔۔۔" اسے ایما یاد رہ گئی تھی کیا واقعی ؟؟ اسٹوڈیو میں رکھے مجسموں نے اشاروں میں ایک دوسرے سے کچھ کہا تھا۔ سرگوشیاں گونج کر رہ گئی تھیں۔ ماثیل۔۔۔دی گریٹ بت ساز۔۔اس نے ایک لڑکی کا پوچھا تھا جو جانے کس بات کا غصہ نکال کر چلی گئی تھی۔روز کو حیرت ہوئی۔

آں۔۔ہاں۔۔ایما ٹھیک ہے۔۔ایکچوئلی میری وجہ سے اس کی جاب چلی" گئی تو وہ کافی پریشان ہے۔۔" روز نے افسردہ لہجے میں بتایا۔البتہ حیرت ابھی بھی برقرار تھی۔اسکی بات سن کر ماثیل کے ہونٹ اووہ کے انداز میں سکڑے تھے۔

وہ مجھے تھوڑی عجیب لگی۔۔جانے وہ کس بات کا غصہ نکال کر گئی ہے مجھ" پر۔۔" وہ بہت دھیما مسکراتا تھا۔اتنا کہ ہونٹوں کے درمیان ایک لکیر ابھرتی اور پھر مٹ جاتی۔۔

شاید وہ اپنی خوشی کو دبا کر رکھنے کا عادی تھا یا پھر دوسروں پر ظاہر نہیں کرتا تھا۔ روزا اسکی ایک ایک حرکت نوٹ کر رہی تھی۔

"وہ بس ایسی ہی ہے تھوڑی پاگل ہے۔۔ تھوڑی غصے والی ہے۔۔"

ہاں اسکا غصہ ناک پر رکھا تھا۔۔ وہ کافی Proudy ہے۔۔" اسکا مشاہدہ کتنا گہرا تھا۔۔ وہ ایک ملاقات میں اسے کتنا جانچ گیا تھا۔ روز سے تو کچھ بولا ہی نہیں گیا۔

"ویل آپ اپنی دوست کو میری طرف سے سوری بول دینا، شاید میری وجہ سے وہ ہرٹ ہوئی تھیں۔۔ میرے مسلم کہنے پر شاید۔۔" اس نے کندھے اچکائے۔

"میں بہت کول۔۔یو نو واٹ۔۔میں مل کر بھی معذرت کر سکتا ہوں
پرسن ہوں۔۔"

روز کو لگا تھا وہ گر جائے گی۔ کیا وہ ماثیل ہی تھا جسکے بارے میں اس نے سنا تھا کہ وہ بہت مغرور تھا۔۔وہ بہت کم بولتا تھا اور بہت کم لوگ اسے پسند آتے تھے۔۔۔اور ملاقات۔۔ارے یاد آیا اسکے پاس اتنا وقت کہاں ہوتا تھا۔ روز کو ایک سیکنڈ کے ہزارویں لمحے میں ایما پر رشک آیا تھا۔

اس دن اس نے گھر آتے ہی کشن اٹھا کر ایما کو مارا تھا۔ وہ جو آرام سے بیٹھ کر پیپر کی تیاری کر رہی تھی روز کے پریشان کرنے پر اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔۔۔

"بالکل ایسے ہی۔۔ایسے ہی گھورا ہو گا نا تم نے مسٹر ماثیل کو۔۔۔" روز نے اسکی آنکھوں کی جانب اشارہ کرتے کہا۔

"کیا بکواس کررہی ہو؟؟" ماثیل کا نام سنتے ہی ایما کا موڈ خراب ہوا۔

"سچ سچ بتاؤ میرے آنے سے پہلے اس دن تم نے مسٹر ماثیل سے ایسا کیا کہا تھا کہ تم انہیں یاد رہ گئی۔۔؟؟" روز کی بات پر ایما نے بھنویں سکیڑ کر اسے دیکھا۔۔اسے یاد آیا تو بس Gray Hair۔ اور پھر وہ گڑبڑا گئی۔

"میں ایسے سائیکو انسان کو کچھ کیوں کہوں گی جسے مسلمانوں سے اتنی نفرت ہو۔۔" ایما کا غصہ جوں توں قائم تھا۔

"وہ مسلمانوں سے نفرت نہیں کرتے ایما۔۔کوئی وجہ ہو گی نہ انکی بھی۔۔" روز نے صفائی پیش کی۔

خیر وہ تمہیں سوری کہہ رہے تھے اور یہ بھی کہا کہ وہ مل کر تم سے معافی مانگنا چاہتے ہیں۔۔۔" روز کی بات پر ایمان نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا۔

"سیم۔۔یہی ری ایکشن تھا میرا جب میں نے انکی بات سنی۔۔" روز نے اسے حیران ہوتے دیکھ کر کہا۔

"خیر وہ دل کے بہت اچھے انسان ہیں آج پتہ چلا مجھے۔۔۔" روز پر جوش سی کہہ رہی تھی۔

"میں پہلے بتا رہی ہوں۔۔ایسے نوجوان ٹیچر بڑے دل پھینک ہوتے ہیں، جلدی سے ٹیچر بدل لو۔۔اور ویسے بھی تمہارا یہ مسٹر ماشیل مجھے بڑا ہی خراب بندہ لگ رہا ہے۔۔۔" اس نے ناک بھوں چڑاتے کہا۔

تم سے تو بات کرنا ہی فضول ہے۔۔"روزا سے گھورتی چلی گئی۔"

نہ مانو مجھے کیا۔۔کل کو تم ہی بتاؤ گی کہ اس نے ایسا کیا اس نے ویسا کیا۔۔۔""

ایمانے نے چلا کر اسے کہا اور پھر سر جھٹک کر کتاب کی طرف متوجہ ہو گئی۔

✿••✿••✿••✿

آپکی کوالیفیکشن کیا ہے؟؟"شالی نے چشمہ ٹھیک کرتے ہوئے ٹیبل کے" دوسری جانب بیٹھے لڑکے سے پوچھا۔

ڈاکومنٹس آپکے سامنے ہی ہیں اگر پوچھنا ہی تھا تو سی وی لانے کا کیوں" بولا۔۔؟؟"اسکا انداز نارمل تھا لیکن شالی نے گھور کر اسے دیکھا تھا۔

تم ابھی اسٹوڈنٹ ہو۔۔اور کوئی تجربہ بھی نہیں ہے اس فیلڈ میں۔۔“”
شالی نے اسکی فائل پھینکنے والے انداز میں ٹیبل پر رکھی۔

”تو میں کونسا مینیجر کی پوسٹ کے لیے آیا ہوں۔۔ڈرائیور ہی چاہیے آپ کو تو ڈرائیونگ مجھے آتی ہے لائسنس ہے میرے پاس۔۔“اس نے بالوں کو جھٹکا دیتے کہا جو اسکی آنکھوں پر گرے ہوئے تھے۔شالی بغور اسکی ایک ایک حرکت نوٹ کر رہی تھی۔وہ آیا تو ڈرائیور کے لیے ہی تھا لیکن اسکا انداز کسی مینیجر سے کم نہیں تھا۔

”میڈم کو پڑھے لکھے اور تہذیب یافتہ لوگ پسند ہیں۔۔“شالی نے سخت لہجے میں کہا۔۔“معذرت ہم آپ کو نہیں رکھ سکتے۔۔“وہ اب جان چھڑا رہی تھی۔

تمہاری میڈم نے یہ پڑھی لکھی اور تہذیب یافتہ ہونے والی شرط تمہیں " ہائیر کرتے وقت کیوں نہیں رکھی۔۔؟؟" وہ صاف لہجے میں بڑبڑایا اور پھر کھڑا ہو گیا۔ "قیمتی وقت ضائع کر دیا میرا۔ اسکے بدلے میں تمہیں معاف نہیں کروں گا" وہ اب تپ چکا تھا۔ اسکی بات پر شالی کا رنگ پھیکا پڑا۔ وہ واقعی بہت منہ پھٹ تھا۔ اور اسکی ہیزل سے کبھی نہیں بن سکتی تھی۔ شالی نے اس بات کا اندازہ لگا لیا تھا۔

بدتمیز انسان۔۔ جانے کہاں سے منہ اٹھا کر آجاتے ہیں۔۔" وہ اسکے جانے " کے بعد بڑبڑائی اور پھر نیکسٹ کے لیے بیل بجائی۔ وہ بڑبڑاتا باہر نکلا۔۔ ہاتھ میں پکڑی فائل پیچھے کی جانب اچھالی اور جیکٹ کے بٹن کھول کر اپنی بائیک کی طرف بڑھ گیا۔۔ اس نے پیچھے والے بال آزاد کیے جو پونی میں قید تھے اور پھر بائیک پر بیٹھتے کسی جنونی کی طرح بائیک اڑانے لگے۔۔ اس نے دو گاڑیوں کے درمیان بالکل تھوڑی سی جگہ سے اپنی بائیک گزاری تھی۔۔ اور

یہ منظر ہیزل نے اپنے کمرے کی کھڑکی سے دیکھا تھا۔۔واؤ۔۔۔وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔پھر اس نے شالی کو فون ملایا۔۔

ابھی جو لڑکا انٹریو دے کر گیا ہے اسے ہائیر کرلو۔۔"اس نے اپنی فیصلہ" سنایا۔۔

"بٹ میم وہ کافی روڈ۔۔۔"

میں نے کہا مجھے وہی ڈرائیور چاہیے۔۔"اس نے دو ٹوک لہجے میں کہا تو" شالی نے ہونٹ بھینچ لیے۔یعنی اب اس جاہل انسان کے ساتھ گزارا کرنا تھا اور تو اور اسے فون کر کے واپس بھی بلانا تھا؟؟
کیا نام تھا اس لڑکے کا۔۔؟؟اسے واپس بلاؤ فائنل انٹرویو میں لوں گی۔۔"
"

عبدل۔۔ عبدل نام ہے اسکا۔۔'' شالی نے خود پر قابو پاتے کہا۔ دوسری''
جانب سے فون بند ہوا تو اس نے باقی سارے انٹرویو کینسل کر دیے۔

پتہ نہیں میڈم کو ایسے لوگ ہی کیوں پسند آتے ہیں جن کی زبان تلوار کا''
کام کرتی ہو۔۔'' شالی کے لیے اب موت جیسا تھا عبدل کو دوبارہ فون کرنا
اور یہ قبول کرنا کہ وہ اب سے چوبیس گھنٹے اسکے سر پر سوار رہنے والا تھا۔

✿••✿••✿••✿

حلال ہوتی ہے ''پہلی نظر'' تو حشر تلک
حرام ہو جو ہٹائیں، وُہ اِنتنادِ لکش ہے

دوسری بار وہ اسے نظر آئی تھی۔ایک مال میں۔۔اور وہ بے اختیار دیکھتا رہا تھا۔۔وہ آج بھی پہلے جیسے حلیے میں تھی۔۔جارجٹ کی سادہ سے گاؤن میں جو پاؤں کو چھو رہا تھا۔۔وہ روز کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھینچ رہی تھی جبکہ روز ملنے کا نام لے رہی تھی۔۔یقیناً وہ مال میں گھوم گھوم کر تھک گئی تھی اور پھر وہ سامنے بنے فوڈ پوائنٹ پر جا بیٹھی۔۔اسکے پاؤں آج بھی بند جوتوں میں قید تھے۔اسکے چہرے سے تھکاوٹ صاف ظاہر تھی۔

جانے کیوں وہ اسے دیکھ رہا تھا جانے کیوں وہ اسکی ایک ایک حرکت نوٹ کر رہا تھا۔۔جانے کیوں وہ اس سے نظریں نہیں ہٹا پا رہا تھا۔۔اور جانے کیوں نا چاہنے کے باوجود وہ اسکی جانب قدم بڑھا چکا تھا۔وہ اپنے موبائل میں مصروف تھی وہ اسکے قریب پہنچا اور پھر ہولے سے ہیلو کہا۔۔

آواز پر نے ایمانے سر اٹھا کر دیکھا تو اسکی آنکھیں پھیل گئیں۔وہ اسے پہچان گئی تھی۔اور حیرت سے تک رہی تھی۔

کیسی ہیں آپ؟؟" وہ مسکرا کر پوچھ رہا تھا یوں جیسے انکی سالوں کی بے تکلفی ہو۔

آپ۔۔آپ یہاں۔۔؟؟" وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

ہاں۔۔میں کسی کام سے آیا تھا۔۔آپکو دیکھا تو یاد آیا کہ آپ کو مجھ سے بہت سی شکایتیں ہیں کیوں نہ انہیں دور کر دوں۔۔" وہ مدعے کی بات پر آیا۔شاید اسے تمہید باندھنی نہیں آتی تھی۔ایمانے گھبرا کر چاروں جانب دیکھا تھا۔

پریشان مت ہوں لوگ مجھے صرف میرے نام سے جانتے ہیں۔۔ پہچانتے بس وہی لوگ ہیں جو میرے اسٹوڈنٹس ہیں یا جو مجھ سے مل چکے

ہیں۔۔اس لیے یہاں کوئی مجھ سے آٹو گراف لینے نہیں آئے گا۔۔" وہ دھیمے لہجے میں کہتا مسکرایا اور پھر کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔ایما کو بھی مجبوراً بیٹھنا پڑا۔اس نے نظریں اٹھا کر ماثیل کو دیکھا اور پھر نظریں چرا گئی۔وہ حد درجہ پراعتماد شخص تھا۔

"سب سے پہلے تو ایم سوری۔۔مجھے اس دن یہ کہنا نہیں چاہیے تھا کہ مسلم ماثیل انسٹیٹیوٹ میں الاؤ نہیں ہیں۔۔" وہ اب معذرت کر رہا تھا جبکہ وہ واقعہ یاد آتے ہی ایما کی تیوری چڑھی۔اس نے بھنویں سکوڑ کر اب اپنے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا جو اسکے پل میں بدلتے تاثرات جانچ گیا تھا۔

"شاید آپ نہیں جانتی پر میرے کچھ اصول ہیں اور مسلم اس لیے نہیں الاؤ کہ۔۔۔۔"

"دیکھیے مسٹر ماثیل مجھے سچ میں دلچسپی نہیں کہ آپ کون ہیں؟آپ کیا کرتے ہیں؟اور کیوں کرتے ہیں؟؟میں بس مجبوری میں وہاں گئی تھی میں پہلے بھی بتا چکی ہوں۔۔" وہ چاہنے کے باوجود بھی اپنی ناگواری نہیں چھپا پائی تھی۔۔ اسکے ایسے لہجے پر ماثیل نے اپنے ہونٹ بھینچے۔اسکے چہرے پر ایک سایہ سا لہرایا تھا۔کبھی کسی نے اس سے ایسے بات نہیں کی تھی۔۔وہ خود چل کر آیا تھا پر شاید۔۔۔کبھی کبھی جو ہم سوچتے ہیں ویسا نہیں ہوتا۔

"مجھے بس آپ سے ایک بات پوچھنی ہے۔۔" وہ اسکی بات سننے کے بعد بولا۔۔ایما نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"آپ کیا کرتی ہیں؟؟" ماثیل کی آنکھیں الجھی ہوئی تھیں۔وہ اسے دیکھ رہا تھا لگاتار۔۔اور دیکھتا جارہا تھا۔جانے وہ کیا ڈھونڈ رہا تھا۔

مطلب۔۔؟؟" بڑبڑائی۔"

آپ اتنی خالص کیوں لگتی ہیں؟؟اتنی خالص اتنی مقدس کہ۔۔۔"وہ" رک سا گیا۔ایما حیرانی سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔

اتنی مقدس کہ چھونے کا دل کرے اور چھونے سے ڈر لگے۔۔۔"وہ پہلی" بار کچھ بولنے سے ہچکچایا تھا۔ایما کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑا۔اسے سامنے بیٹھے شخص سے اس بات کی امید ہرگز نہیں تھی۔۔وہ بھلا کب اتنی بار ملے تھے کہ اس نے ایما کو اتنا نوٹ کر لیا تھا۔۔اور کب انکی تکلفی ہوئی تھی جو وہ اسے چھونے کی بات کر رہا تھا۔۔اور اور۔۔بہت سے سوال تھے جو سوئیوں کی مانند اسکے ذہن میں چبھنے لگے تھے۔

وہ کہنا چاہتی تھی کہ آپ اتنے بولڈ کیوں ہیں۔۔اور آپکی ہمت کیسے ہوئی۔۔
وہ پر ایک جھٹکے سے اٹھی اور بنا کچھ کہے خارجی دروازے کی جانب بڑھی۔۔
جبکہ ماثیل اسے ابھی تک نظروں کے حصار میں لیے ہوئے تھا۔
پھر وہ رکی۔۔اسکے رکنے پر ماثیل کا دل دھڑکا تھا۔

"Judge کسی کو اتنی جلدی نہیں کرتے مسٹر ماثیل۔۔اکثر جو لگتا ہے ویسا ہوتا نہیں۔۔" وہ ہولے سے کہتی پلٹ گئی۔۔جانے کیوں اسے ہمیشہ جانے کی جلدی ہوتی تھی۔۔ماثیل ہونٹ بھینچے بیٹھا رہ گیا تھا۔

✿••✿••✿••✿

وہ ایک لڑکی تھی جو سیاہ کپڑے پہنے ہوئے تھی۔اس نے چھاتہ لیا ہوا تھا۔
اسکی بس ٹانگیں نظر آرہی تھیں اور کندھے پر لٹکا بیگ۔۔

وہ بیچ سڑک میں کھڑی تھی۔۔اور اسکے پاس ایک لڑکا کھڑا تھا جسے وہ پہچانتا تھا۔۔وہ۔۔ہاں وہ وہی تھا۔۔وہ اسے پہچان گیا تھا۔وہ اس لڑکی سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہا تھا۔۔لڑکی کا چہرہ چھاتے میں چھپا ہوا تھا وہ چاہ کر بھی اسے دیکھ نہیں پایا۔۔اور پھر اچانک موسم خراب ہوا۔۔سیاہ بادلوں نے آسمان کو گھیرا۔۔آندھی اور طوفان شروع ہو گیا۔

اور پھر بارش برسنے لگی۔۔طوفانی بارش۔۔یہاں تک سب نارمل تھا لیکن پھر آگے جو ہوا وہ خوفناک تھا۔۔وہ شفاف موتیوں جیسی بارش اچانک سیاہ بارش میں بدل گئی۔۔یوں جیسے آسمان سے کیچڑ بہہ رہا ہو۔۔سارے لوگ غائب بھاگ گئے۔۔اب بس وہ لڑکی اکیلی کھڑی تھی اور چلا رہی تھی۔۔

مجھے بچالو۔۔پلیز مجھے بچالو۔۔"وہ رو رہی تھی۔اس نے دیکھا وہ لڑکا چھاتہ " لے کر چلا گیا۔۔اس نے پلٹ کر لڑکی کی جانب نہیں دیکھا۔۔اسے اب

لڑکی کی پشت نظر آ رہی تھی۔۔ کیچڑ اسکے جسم پر چپکتا جا رہا تھا۔۔ وہ نیچے دب رہی تھی یوں جیسے کسی دلدل میں دھنس رہی ہو۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کیچڑ کا اس لڑکی پر انبار لگ گیا۔ اسے کچھ نظر نہیں آیا سوائے اس بیگ کے۔۔ ہاں اس بیگ پر بڑا سا آر جے لگا تھا۔۔ اور پھر وہ لڑکی اس کیچڑ میں دھنس گئی اور RJ نام کا بیگ پڑا رہ گیا تھا۔ کیچڑ کے باہر وہ

عبدل۔۔۔۔ ''اسے لڑکی کی آخری چیخ سنائی دی اور پھر وہ ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھا۔۔ اسکا تنفس کسی دھونکنی کی طرح چل رہا تھا۔۔ جسم پسینے سے شرابور تھا۔۔ دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو تیار تھا۔ اس نے خوف کے مارے تھوک نگلا اور پھر ہاتھ بڑھا کر ماتھے سے پسینہ پونچھا۔

جانے کتنے لمحے گزر گئے پھر اسے احساس ہوا کہ وہ ایک خواب تھا۔۔ ایسا خواب جو اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ پر وہ اسے کیوں نظر آیا تھا؟؟ وہ

لڑکی کون تھی ؟؟اور وہ اس لڑکے کے ساتھ کیوں تھی اور اس لڑکی نے عبدل کو کیوں پکارہ تھا۔۔اتنے سارے سوال تھے۔ سر میں درد کی ٹیس اٹھی تھی۔اس نے بے ساختہ سر کو دونوں ہاتھوں سے دبایا تھا۔

✿••✿••✿••✿

ایملے شاہتی نے کہا تھا کہ ''ہم کسی بھی ایسی چیز کو ثابت کر سکتے ہیں جس کو ثابت کرنے کی خواہش رکھتے ہوں۔اصل مشکل یہ جاننا ہے کہ ثابت کیا کرنا چاہیے۔۔''اور اس وقت وہ خود کو ثابت نہیں کر پا رہا تھا۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ اس لڑکی کی جانب کیوں کھینچا چلا جا رہا تھا۔۔وہ اسے اچھی لگی تھی یا اسکی ذات ؟؟اسکی سوچ یا اسکا کردار ؟وہ کچھ بھی سمجھ نہیں پا رہا تھا اور اس وقت وہ بالکونی میں کھڑا تھا۔ہاتھ میں کافی کا مگ تھامے آسمان پر ٹمٹماتے ہزاروں ستاروں کو دیکھ رہا تھا۔اسکی نظریں آسمان میں جیسے کچھ ڈھونڈ رہی تھیں۔۔وہ الجھا ہوا تھا اور شنایا کی نظروں سے یہ الجھن چھپی ہوئی نہیں تھی۔

اس نے ماثیل کو لمبے عرصے بعد کسی لڑکی میں دلچسپی لیتے دیکھا اور وہ اس طرح کی دلچسپی جہاں وہ جسم کی چاہ سے باہر نکل کر سوچ رہا تھا۔

جہاں وہ کسی کو حاصل کرنے کی بجائے کسی کو محسوس کرنے کا سوچ رہا تھا۔۔ شنایا سے یہ بات ہضم نہیں ہو رہی تھی۔۔۔وہ لمبے عرصے سے دوست تھے اور شنایا نے اسے کبھی کسی لڑکی کے ساتھ نہیں دیکھا تھا۔۔نہ وہ دل پھینک تھا اور نہ اسے جلدی سے کسی لڑکی میں دلچسپی ہوتی تھی۔۔ لیکن اب کی بار معاملہ بالکل ہی الٹ چکا تھا۔۔۔ صرف دو بار اس نے اس ایمانام کی لڑکی کو دیکھا تھا اور وہ اسکے اندر ہلچل مچا گئی تھی۔

"کیا آسمان میں بھی اسکا چہرہ ڈھونڈ رہے ہو۔۔۔؟؟" جب شنایا سے برداشت نہ ہوا تو اس نے بالآخر پوچھ لیا۔۔اسکی بات پر ماثیل ہولے سے مسکرا دیا۔۔یوں جیسے سیاہ رات میں سنہری رنگ بھر دیے گئے ہوں۔۔۔

"نہیں۔۔۔میں جانتا ہوں تم کیا سوچ رہی ہو پر یہ محبت بالکل نہیں ہے۔۔"اور شنایا اسکی بات پر ساکت ہوئی۔۔وہ خطرناک حد تک اگلے بندے کی سوچ پڑھ لیتا تھا۔۔ابھی بھی اسکا دھیان شنایا کی طرف نہیں تھا لیکن وہ سمجھ گیا تھا کہ شنایا کیا سوچ رہی تھی کیا محسوس کر رہی تھی۔

"محبت نہیں ہے تو پھر کیا ہے؟؟ماثیل۔۔دافینس بت ساز ایک لڑکی کے بارے میں سوچ رہا ہے۔۔جو اسکے حواسوں پر چھائی ہوئی ہے یہ محبت نہیں تو کیا ہے؟؟وہ چڑ گئی تھی۔

"کسی کے بارے میں سوچنے کے لیے اس سے محبت ہونا لازمی نہیں ہے۔۔کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو بہت مختلف ہوتی ہیں،پراسرا۔۔اپنی جانب کھینچتی ہوئی۔۔"

یعنی وہ تمہیں اپنی جانب کھینچ رہی ہے۔۔۔؟؟" شنایا نے اسکی بات کاٹی۔۔ماثیل نے، جو سامنے سمندر سے اٹھتی لہروں کو دیکھ رہا تھا شنایا کی بات پر، چہرے کا رخ اسکی جانب موڑا اور سنجیدہ لہجے میں کہا،

"اسکی ذات سے کچھ لپٹا ہے جو مجھے اپنی جانب کھینچ رہا ہے۔۔ہاں لیکن یہ محبت نہیں ہے۔۔۔" اس نے لفظ محبت پر زور دیا تھا لیکن اسے اپنی یہ بات کھوکھلی محسوس ہوئی تھی۔ سمندر کی لہریں کنارے تک آتیں اور کنارے سے ٹکرا کر واپس چلی جاتیں۔۔ بالکل اسی طرح ایما بار بار اسکی سوچوں سے ٹکرا رہی تھی۔اسکی بات سن کر شنایا نے گہرا سانس لیا۔۔ کم از کم ابھی تو ماثیل کو اس لڑکی سے محبت نہیں ہوئی تھی اور اسکے لیے یہی کافی تھا۔۔

"شاید کافی وقت کے بعد کوئی مسلمان لڑکی تم سے ملی ہے اس لیے تمہیں وہ باقیوں سے الگ لگ رہی ہے۔۔" شنایا نے اسکی الجھن دور کرنا چاہی۔

"پتہ ہے جو لوگ اپنی زندگی میں بہت کچھ سہتے ہیں وہ ایسے ہی ہوتے ہیں۔۔ اپنی دنیا میں مگن اور انکے گرد ایک دائرہ ہوتا ہے جس میں وہ قید ہوتے ہیں۔۔ وہ کبھی اپنے اس دائرے سے باہر نہیں نکلتے۔۔۔ لیکن انکے گرد بنا یہ دائرہ باقی لوگوں کو انکی جانب کھینچتا ہے۔۔۔" وہ بولا تو بولتا چلا گیا۔۔ اسکی بات پر شنایا نے اپنے ہونٹ سختی سے بھینچ لیے۔

"اور اس لڑکی کے گرد بھی ایسا ہی ایک دائرہ ہے۔۔ جس میں وہ قید ہے۔۔" اسے پرواہ ہی نہیں تھی کہ شنایا اس سے ملنے آئی تھی اور وہ کسی اور کا ذکر کیے جا رہا تھا۔

"میرے خیال سے مجھے اب چلنا چاہیے۔۔ کافی دیر ہو چکی ہے۔۔" شنایا کو حقیقتاً برا لگا تھا۔ وہ کافی کا مگ اندر میز پر رکھتی تیزی سے وہاں سے نکل گئی۔۔

جبکہ ماثیل نے اسے روکنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔۔وہ اس وقت الجھا ہوا تھا۔۔وہ ایمانام کی ایک ایسی پہلی میں الجھ چکا تھا جس کو سلجھانے کے چکر میں اسے ناجانے کتنے زمانے لگ جاتے۔۔۔!

✿••✿••✿••✿

ایمان

"تمہیں پتہ ہے ایمان مجھے تم سے اتنی محبت کیوں ہے؟" سلمی بیگم کے لہجے میں کچھ ایسا تھا کہ پیکنگ کرتی ایمان کے ہاتھ تھمے تھے۔۔اس نے پلٹ کر اپنی جان سے پیاری ماں کو دیکھا اور پھر مسکرائی۔

"کیونکہ میں آپ کی بیٹی ہوں اس لیے۔۔"اس نے محبت سے جواب دیا۔

"بیٹیاں تو سب کی ہوتی ہیں۔۔پر تم میری خاص بیٹی ہو۔۔" سلمی بیگم کے لہجے میں محبت تھی۔۔ فخر تھا۔۔مان تھا۔۔ایمان کا دل پھول کر غبارہ بن گیا۔۔اسے وہ الفاظ بہت پیارے لگتے تھے جو اسکی ماں کے منہ سے اس کے لیے نکلتے تھے۔

"آپ خاص ہیں امی۔۔آپ اللہ کی خاص بندی ہیں۔۔یہ آپ کی عنایت ہے ورنہ میں کچھ نہیں۔۔" وہ اب پیکنگ چھوڑ کر انکے پاس بیٹھ گئی۔

"اللہ نے میرے صبر کا پھل تمہاری صورت مجھے دیا۔۔تم مجھے اس لیے پیاری ہو تم نے ہمیشہ میرا ساتھ دیا۔۔خوشیاں تو کم ہی دیکھی ہیں ہم نے پر ہر غم میں تم میرے ساتھ تھی۔اور تم نے کبھی زیادہ کی خواہش نہیں کی۔۔جو نوالہ میں نے تمہارے منہ میں ڈالا تم نے وہی کھایا کبھی حرام کی طرف نہیں

گئی۔۔ کبھی باقی بچوں کی طرح کھانے کی چیزوں کو دیکھ کر تمہارا دل نہیں للچایا۔۔ہاں بس تمہیں کتابوں کی پیاس رہی ہے ہمیشہ سے۔۔" انہوں نے ایمان کو اپنے ساتھ لگاتے پیار کیا تھا۔۔دونوں کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔ ماضی کی یادیں۔۔ بچپن کی محرومیاں۔۔ایمان کو سب ازبر تھیں۔۔فرق تھا تو صرف یہ کہ وہ ان سے نکلنے کے لیے ہاتھ پیر مار رہی تھی۔۔وہ اپنی ماں اور بہن کو بہتر مستقبل دینے کی غرض سے بہت آگے نکل جانا چاہتی تھی۔۔تاکہ وہ انہیں بھی اس دلدل سے نکال سکے۔

"پتہ ہے تم دو سال کی تھی صرف دو سال تھی جب میں تمہیں لے کر کسی رشتے دار کے گھر گئی۔۔سب بچے باہر کھیل رہے تھے اور تم میرے ساتھ جڑ کر بیٹھی تھی میرا ہاتھ تھام کر۔۔جب تمہیں بھابھی نے کہا کہ جاؤ تم بھی بچوں کے ساتھ کھیلو تو پتہ ہے تم نے کیا جواب دیا۔۔۔

وہ تو بچے ہیں میں انکے پاس کیوں جاؤں۔۔؟؟ میں بچوں کے ساتھ نہیں" کھیلتی۔۔۔!!" حمیزہ جانے کب وارد ہوئی تھی اور اس نے سلمی بیگم کی بات کاٹ کر خود پوری کی تھی۔۔ کیونکہ یہ قصہ وہ اتنی بار سن چکی تھی کہ اسے ازبر ہو چکا تھا۔۔ اور ایمان روتے روتے مسکرا دی۔۔ وہ ہمیشہ یہ واقعہ سن کر جھینپ جاتی تھی۔

ہاں اور اس کی بات سن کر سب ہنسے تھے کہ تم بھی تو بچی ہو۔۔ دو سال کی" بچی۔۔ جو حد سے زیادہ صاف اور شفاف بولتی تھی۔۔" اب ان تینوں کے چہرے پر مسکان تھی۔ نم آنکھیں لیے وہ مسکرا رہے تھے۔ یوں جیسے بارش کے بعد قوس قزح ابھر آئی ہو۔ ہر چیز شفاف ہو چکی تھی۔

آپی آپ وہاں جا کر بھول تو نہیں جاؤ گی ہمیں۔۔۔؟" حمیزہ نے پاس بیٹھتے خدشہ ظاہر کیا۔۔اسے اپنی بہن سے بے پناہ محبت تھیں۔۔وہ کل تین لوگ ایک دوسرے کا اثاثہ تھے۔

بالکل بھی نہیں۔۔۔" ایمان نے حمیزہ کو اپنے ساتھ لگایا۔۔۔"

وہ جا رہی تھی۔۔دو دن بعد۔۔اسکی پیکنگ تقریباً مکمل ہو چکی تھی۔۔یہ سارا کام بہت رازداری سے ہوا تھا کہ کسی کو پتہ نہ چل سکے۔۔اور ایمان نے وعدہ کیا تھا کہ وہ جلدی جلدی ان سے ملنے آیا کرے گی اور ویسے بھی صرف دو سال کی تو بات تھی۔

پھر انکی ساری محرومیاں ختم ہو جاتیں۔۔سارے غم دھل جاتے۔۔لیکن کچھ سفر ایسے ہوتے ہیں جو ہمیں سوائے اذیت کے کچھ نہیں دیتے۔۔ہم کیا

سوچ کر جاتے ہیں اور کیا ہو جاتا ہے۔۔اور اسکا آغاز اگلے دن سے ہوا تھا جب شہاب دین کا انتقال ہو گیا تھا۔یہ اچھا اشارہ نہیں سمجھا گیا تھا۔۔حالانکہ شہاب دین پچھلے تین سالوں سے بیمار تھے سب کو اندازہ تھا کہ کبھی بھی کچھ ہو سکتا تھا۔۔ایمان کی آنکھوں سے دو آنسوں موتیوں کی طرح ٹوٹ کر گرے اور گالوں پر بہتے چلے گئے۔۔سب بے طرح رو رہے تھے جبکہ وہ پتھر ہو گئی۔

اب اس کا جانا اگلے مہینے دنوں تک ملتوی ہو گیا تھا۔۔اس نے ایک گہرا سانس لیا اور اپنے دل سے وہ تمام باتیں۔۔وہ یادیں مٹانے کی کوشش کی جو اسے تکلیف پہنچاتی تھیں۔۔۔

شہاب دین کی موت نے پورے خاندان کو اکٹھا کر دیا تھا اور وہ شخص بھی آیا تھا جسے دیکھ کر ایمان کے پورے جسم میں کڑواہٹ پھیل جاتی تھی۔۔جس سے وہ دنیا میں سب سے زیادہ نفرت کا دعوی کرتی تھی۔جانے اس شخص کو

ہر بات کی بھنک کہاں سے پڑ جاتی تھی۔۔یہ دو دن بعد کی بات تھی جب وہ گھر میں جمع ہوئی پھوپھو اور انکے بچوں کو کھانا دے رہی تھی۔۔وہ کچن میں چائے لینے گئی تھی جب وہ اسکے پیچھے آئے۔۔وہ انہیں کچن کے دروازے میں دیکھ کر ٹھٹک گئی۔۔دل کی دھڑکن تیز ہوئی لیکن اس نے انہیں مکمل طور پر نظر انداز کیا اور اپنے کام میں یوں مگن رہی جیسے انہیں دیکھا ہی نہ ہو۔۔

"کہاں جا رہی ہو تم۔۔؟؟" بھاری آواز گونجی تھی۔۔جس میں کیا کچھ نہ تھا۔۔غصہ، شک اور نفرت بھی۔

"آپ کون ہوتے ہیں پوچھنے والے۔۔۔؟؟" وہ جھٹکے سے مڑی۔
"میرا آپ سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔۔نہ تھا ہے نہ کبھی ہو گا۔۔تو برائے مہربانی ہماری زندگی میں دخل دینا چھوڑ دیں۔۔" ایمان کی بات پر دروازے

میں کھڑے شخص کا رنگ فق ہوا۔انہیں ایمان سے ایسے لہجے اور جواب کی امید نہ تھی۔

"اتنی لمبی اڑان بھرنے کا مت سوچو کہ تمہارے پر کاٹنے پڑ جائیں۔۔"کیسے الفاظ تھے وہ۔۔چائے چھلک کر ایمان کے ہاتھ پر گری تھی۔۔اسے لگا تھا اسے کسی زہریلی آری سے اندر تک کاٹ دیا گیا ہو۔۔اس نے اپنے غصے پر قابو پانے کی کوشش کی اور پھر چائے کی ٹرے اٹھاتے وہ ان تک آئی۔۔پھر رک گئی۔۔

"میں اب وہ چھوٹی بچی نہیں رہی اور نہ وہ ڈری سہمی کم عمر ایمان جسے آپ توڑ مروڑ کر پھینک جائیں گے۔۔۔"وہ انکی آنکھوں میں دیکھتے غضبناک لہجے میں بولی تھی۔

آپ ہم سے سب رشتے توڑ چکے ہیں۔۔اور میں۔۔میں نے کبھی آپ کو اپنا باپ نہ سمجھا ہے نہ مانا ہے۔۔میرے لیے میرا باپ میرے پیدا ہوتے ہی مر گیا تھا۔۔۔" وہ کاٹ دار لہجے میں کہتی آگے بڑھ گئی۔۔جبکہ وہ شخص وہیں کھڑا رہ گیا تھا۔۔ان کے چہرے پر بیک وقت بہت سے تاثرات تھے۔۔غم، غصہ اور بے بسی کے۔۔۔

ہر شخص کا ایک سیاہ روپ ہوتا ہے۔۔اور یہ ایمان کا سیاہ روپ تھا۔۔وہ سفید تھی۔۔پر اسکی اس سیاہی نے اسے سفید رہنے نہیں دیا تھا۔۔۔وہ اب سیاہ و سفید کا ایک سنگم بن چکی تھی۔۔سرمئی۔۔یعنی گرے۔۔ہاں وہ Gray تھی۔

✿••✿••✿••✿

دس دن گزر چکے تھے۔۔ ایما کو کوئی اچھی جاب نہیں مل پائی تھی۔۔ اسکے پاس جو پیسے پڑے تھے وہ تیزی سے کم ہوتے جارہے تھے اور اسکے اگلے سمیسٹر کی فیس بھی بھری جانی تھی۔۔ یہی سوچ سوچ کر اسکی جان ہوا ہو رہی تھی اور اوپر سے مردوں کا ظالم سماج۔۔

اس نے اعتراف کیا تھا دنیا کے تمام براعظموں کے مرد ایک جیسے تھے۔۔ ہوس کے مارے ہوئے۔۔ وہ ابھی انٹرویو سے واپس آئی تھی اور آتے ہی اپنی بے بسی پر رونے لگی تھی۔۔ جہاں وہ انٹرویو دینے گئی تھی وہاں پر باس کو اعتراض تھا کہ اسے ایسے کپڑے نہیں پہننے چاہئیں۔۔ جن میں وہ پوری چھپی ہوئی تھی۔ اس نے ایما کو چھونے کی کوشش بھی کی تھی۔۔ وہ اس آدمی کو دھکا دے کر بھاگ آئی تھی۔۔۔

جب بھی ایسا کوئی حادثہ ہوتا تھا اسکے سارے غم جاگ اٹھتے تھے۔۔ اور اس وقت اسے روز اور ماشیل دونوں ہی برے لگتے جن کی وجہ سے اسکی جاب گئی

تھی۔اتنی کوئی اچھی جاب نہیں تھی لیکن اسکے مہینے کا خرچہ نکل آتا تھا۔۔پر اب وہ بالکل خالی ہاتھ تھی۔۔وہ جلد گھبرا جاتی تھی اسی لیے اب بستر پر لیٹی سسکیاں لے رہی تھی جب روز کمرے میں آئی۔۔

ایما۔۔ایما کیا ہوا تم رو کیوں رہی ہو؟؟"وہ تیزی سے اسکی جانب بڑھی" اور اسکی پشت پر ہاتھ رکھ کر سہلانے لگی۔وہ کسی قدر اسکے رونے کی وجہ جانتی تھی۔۔وہ خود بھی پوری کوشش کر رہی تھی کہ ایما کو کوئی اچھی جاب مل جائے پر ابھی کوئی کام بن نہیں رہا تھا۔۔پر آج اس کے پاس ایک جاب آفر تھی۔

ایما اٹھو میرے پاس تمہارے لیے جاب آفر ہے۔۔دیکھو تمہیں اپلائے" بھی نہیں کرنا پڑا اور جاب خود تمہارے پاس چل کر آئی ہے۔۔"اسکی بات

سن کر ایما کا وجود ساکت ہوا پھر وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی اور بے یقینی سے روز کو دیکھنے لگی۔۔اس کی نظروں میں سوال ہی سوال تھے۔

ہاں اچھی جاب ہے پر پتہ نہیں تم کرو گی یا نہیں۔۔؟؟" روز کی آواز مدھم "ہوئی۔

جاب کیا ہے مجھے بتاؤ تو شاید میں کر ہی لوں۔۔" ایما نے بے تابی سے " پوچھا۔ جس قدر آج کل اسے جاب اور پیسوں کی ضرورت تھی وہ کوئی بھی معمولی جاب کر لیتی۔۔ہاں بس حلال کمائی ہوتی۔

ماثیل انسٹیٹیوٹ میں ایک جاب ہے۔۔اسٹوڈنٹس ریلیشن آفیسر کی۔۔ " مسٹر ماثیل کو کوئی ایسا شخص چاہیے جو ان کے اسٹوڈنٹس کو گائیڈ کر سکے اور انکی پرابلمز کا حل نکالے۔۔۔" ماثیل کا نام سنتے ہی ایما پر جیسے اوس پڑ گئی۔۔

اس کے چہرے پر چھائے رنگ مدھم ہو چکے تھے۔اس نے روز کو اس دن والی بات نہیں بتائی تھی۔اس کے ذہن میں کچھ الفاظ گونجے تھے۔

”آپ اتنی خالص کیوں لگتی ہیں۔۔اتنی خالص اتنی مقدس کہ چھونے کو دل کرے اور چھونے سے ڈر لگے۔۔۔“

یہ بات کرتے وقت ماثیل کی آنکھوں میں ہوس نہیں تھی بس ایک تاثر تھا۔ایک الجھن تھی۔۔جیسے وہ کہیں الجھ کر رہ گیا ہو۔اور اپنی الجھن لیے بناڈرے اس کے پاس آگیا تھا۔ایما کی خاموشی سے روز سمجھ گئی تھی کہ وہ یہ جاب نہیں کرنے والی تھی۔

وہاں مسلم اسٹوڈنٹس الاؤنہیں ہیں تو مجھے کیسے جاب ملے گی بھلا۔۔؟؟وہ''
مجھے وہاں کیسے برداشت کرے گا۔۔؟؟''ایما وہاں نہیں جانا چاہتی تھی۔۔وہ
روز کو سہولت سے انکار کرنا چاہتی تھی۔

''یہ سب تم مجھ پر چھوڑ دو۔۔میں بس چاہتی ہوں تم ایک محفوظ جگہ رہو۔۔
پارٹ ٹائم جاب ہے۔۔شام میں جب تک کلاسز ہوں گی وہی تمہاری جاب
کی ٹائمنگ ہو گی۔۔۔''روز چاہتی تھی وہ یہ جاب کرے۔۔

''کل میرا ایک اور جگہ انٹریو ہے اسکے بعد سوچوں گی۔۔''وہ ہولے سے
کہتی اٹھ گئی۔روز اسکے حالات سے کسی قدر واقف تھی لیکن وہ چاہتی تھی
ایک بھرم رہے۔۔اور جو رہنا بھی چاہیے تھا۔

✿••✿••✿••✿

وہ آج بے چینی سے کلاس کے وقت کا انتظار کر رہا تھا۔۔اور اس سے بھی زیادہ روز کے آنے کا۔۔

وہ جانتا تھا ایما انکار کرنے والی تھی لیکن پھر بھی ایک امید تھی ایک مدھم سی امید کہ وہ ہاں کر دے۔۔وہ یہ جاب کر لے۔۔اور وہ اسکے سامنے رہے۔۔

کیا وہ اسے دیکھتے رہنا چاہتا تھا؟؟ کیا وہ اتنی خوبصورت تھی؟ نہیں ایسا کچھ نہیں تھا۔۔وہ بس چاہتا تھا ایما کی ذات میں چھپے اس بھید کو ڈھونڈ نکالے جسکی وجہ سے وہ اس کی جانب کھینچا جا رہا تھا۔۔

وہ جانتا تھا محبت کرنا اب اس کے بس کی بات نہیں تھی۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ محبت ہونا بھی بس میں نہیں ہوتا۔۔وہ چاہ کر بھی اس لڑکی کو اپنے ذہن سے نہیں جھٹک پا رہا تھا۔

اور پھر روز آ گئی۔۔ کلاس کے آخر پر اس نے پوچھا تھا کہ ایما نے کیا جواب دیا۔۔ وہ ایما کا جواب سنانے سے ہچکچا رہی تھی۔ وہ ماثیل کا دل نہیں توڑنا چاہتی تھی چنانچہ اس نے کہا۔

ایما نے سوچنے کے لیے وقت مانگا ہے۔۔"ماثیل کا دل ڈوب کر ابھرا" تھا۔۔ اس نے سکون کا سانس لیا کہ اس نے ڈائریکٹ انکار نہیں کیا تھا۔۔ ابھی بھی ایک امید باقی تھی۔

وہ اب اپنی حالت پر جھلانے لگا تھا۔۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا اس کے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا تھا۔۔؟؟ اس کا دل چاہ رہا تھا وہ ایما سے نفرت سے کرے۔۔ عجیب ل-ڑکی تھی وہ۔۔ اس کی اچھی بھلی زندگی میں ہلچل مچا دی تھی اور خود سکون سے اپنی زندگی جی رہی تھی۔۔ !

اسے اب دو دن مزید انتظار کرنا تھا۔ وہ یہ ضرور چاہتا تھا کہ ایما یہاں جاب کرے۔۔ لیکن وہ نہیں چاہتا کہ وہ اپنی مرضی کے خلاف یہاں آئے۔۔ اس نے جانچ لیا تھا ایما ان لوگوں میں سے تھی جو کسی ایسی جگہ پر جائیں جو انہیں پسند نہ ہو تو وہ ذہنی طور پر وہاں غیر حاضر ہی رہتے ہیں۔۔ بس ان کا جسم وہاں ہوتا ہے ان کی روح نہیں۔۔۔

اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ ایما اپنی روح کہیں اور چھوڑ کر آئے۔۔ وہ چاہتا تھا وہ سو فیصد اس کے سامنے رہے۔۔ تاکہ وہ اس سے بات کر سکے اس کی کھوج کر سکے۔۔

اور بعض دفعہ جن چیزوں کی کھوج میں ہم نکلتے ہیں یا تو کبھی تلاش نہیں کر پاتے۔۔ یا کہیں راستوں میں گم ہو جاتے ہیں۔۔ یا پھر ہم کھوج کر لیتے ہیں اور اس کھوج کے بعد سوچتے ہیں کہ کاش ہم نے یہ کھوج نہ کی ہوتی۔۔ کاش

ہم دور ہی رہتے۔۔جب تجسس ختم ہو جائے ناتو جان سے زیادہ پیاری چیز بھی بوجھ لگنے لگتی ہے۔

اور پھر ہر چمکنے والی چیز سونا تھوڑی ہوتی ہے۔۔کچھ ڈائمن-ڈ بھی ہوتے ہیں۔۔جو جسم سے باہر تک اچھے لگتے ہیں جسم کے اندر چلے جائیں تو جان لے لیتے ہیں۔۔!!!

✿••✿••✿••✿

اور اس بار اسکا انٹرویو ایک عورت لے رہی تھی۔۔وہ افریقن تھی۔۔ایما ڈھرکتے دل پر قابو پاتی اسکے سامنے بیٹھی تھی اور انتظار میں تھی کہ وہ کیا سوال کرے گی۔

”تو تم مسلم ہو؟؟“ ایما کے حجاب کی طرف اشارہ کرتے اس نے پوچھا تھا۔
ایما نے خاموش نظروں سے اسے دیکھا اور الٹا سوال کیا۔

”کیا اس سے فرق پڑتا ہے۔۔؟؟ میرے مسلم ہونے یا نہ ہونے
سے۔۔؟؟“

”شاید۔۔ نہیں۔۔۔“ وہ چوڑے نین نقش والی عورت مسکرائی۔ ایما کا
جواب اسے پسند آیا تھا۔ اس نے ہاں یا نہ نہیں کہا تھا۔

”جانتی ہو جس پوزیشن کے لیے تم انٹرویو دینے آئی ہو وہ بہت بڑی ہے۔۔
اس میں انسان کا حواس میں رہنا بہت ضروری ہے۔۔ تم نے جو فارم فل کیا
ہے اس میں لکھا ہے کہ تم انٹروورٹ ہو۔۔ جبکہ یہ جاب ایسے لوگوں کے

لیے ہے جو سوشل ہوں۔۔لوگوں کو منٹوں میں اپنا بنالیں۔۔" وہ اب سوالیہ نظروں سے ایما کو دیکھ رہی تھی۔

"میں اپنی ذاتی زندگی میں انٹروورٹ ہوں۔۔جبکہ کام کے معاملے میں میں اپنی پوری کوشش کرتی ہوں کہ اپنی زمہداری اچھے سے نبھاؤں۔۔۔" ایما نے لب بھینچے بتایا۔اسکا آج کا انٹرویو واقعی ایک انٹرویو لگ رہا تھا۔

ہمم۔۔۔" عورت نے کچھ سوچتے ہوئے اگلا سوال کیا۔" اپنی کوئی خوبی بتائیں۔۔؟؟"

"میں ایماندار ہوں۔۔"

کوئی دو خامیاں بتائیں۔۔" اگلا سوال حاضر تھا۔"

"میں Sensitive ہوں اور۔۔" وہ اٹکی تھی۔ وہ عورت غور سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"اور کبھی کبھی جھوٹ بھی بول لیتی ہوں۔۔" بالآخر اس نے سچ بول دیا۔ میز کے دوسری جانب بیٹھی عورت مسکرا دی۔

"ایماندار بھی ہو۔۔ اور جھوٹ بھی بولتی ہو۔۔ یہ کیسے ممکن ہے۔۔؟؟" ایما نے چونک کر اسے دیکھا۔۔ کتنے ہی لمحے وہ کچھ بول نہ پائی۔۔ اس نے کبھی اس طرح سوچا ہی نہیں تھا۔

"میں ایماندار ہوں۔۔۔" ایما نے اپنی بات دہرائی۔

"تو تمہارے مطابق جھوٹ بولنا والا بے ایمان نہیں ہوتا۔۔؟؟"

"میں بڑے بڑے جھوٹ نہیں بولتی ہوں۔۔جن سے کسی کا برا ہو۔۔"
ایما نے صفائی۔

"جھوٹ جھوٹ ہوتا ہے چھوٹا ہو یا بڑا۔۔۔خیر یہ بتاؤ آپ کس قسم کے جھوٹ بولتی ہیں۔۔؟؟"

"جیسے کلاس سے لیٹ ہو جاؤں تو کہتی ہوں کہ میں بس یونیورسٹی پہنچ گئی جبکہ میں ابھی ٹرین میں ہوتی ہوں۔ کبھی کبھی میں دوستوں کے ساتھ آؤٹنگ پر جانے سے انکار کر دیتی ہوں کہ میرا دل نہیں کر رہا۔۔حالانکہ میرا دل کرتا ہے کبھی کبھی بس بجٹ نہیں ہوتا اتنا۔۔"اس نے صاف صاف بتا دیا۔

اور میں یہ کیسے مان لوں کہ تم ایماندار ہو۔۔؟؟" اگلا سوال حاضر تھا۔"

میری ایمانداری کا یہی ثبوت کافی ہے کہ میں نے بتادیا کہ میں جھوٹ بول" لیتی ہوں۔۔ یہ نہیں کہا کہ کبھی جھوٹ نہیں بولا۔۔" میز کی دوسری جانب بیٹھی عورت نے بے ساختہ ایما کو سراہا تھا۔۔اسے ایما کا یہ جواب پسند آیا تھا۔

لیکن اس نے اعتراف کیا تھا وہ سامنے بیٹی نازک سراپے والی لڑکی اس چھوٹی سی عمر میں بہت سی متضاد شخصیات رکھتی تھی۔۔آسان لفظوں میں یہ کہ اس کے بہت سے روپ تھے۔

تم ایک ذہین لڑکی ہو میں اعتراف کرتی ہوں۔۔پر اس پوزیشن کے لیے" تمہیں ابھی بہت سا تجربہ چاہیے۔۔جاؤ اور سیکھو۔لوگوں سے انکے رویوں

سے۔۔تا کہ کل کو تمہیں اپنی اس جاب میں مشکل پیش نہ آئے۔۔بس چھ ماہ۔۔مزید سیکھ کر آؤ۔۔ تھوڑا سوشل ہو کر۔۔میں تمہیں یہاں کی لیڈر بناؤں گی۔۔۔" وہ خوشدلی سے مسکراتے کہہ رہی تھی۔

ایما کو سمجھ نہ آیا وہ اس بات پر خوش ہو یا افسوس کرے۔۔اسے جاب نہیں ملی تھی ہاں البتہ اسکا یہ وقت ضائع نہیں ہوا تھا۔۔۔چالیس منٹ کا یہ انٹرویو ہمیشہ یاد رہنے والا تھا۔

✿••✿••✿••✿

"تم نے ڈرائیونگ کس سے سیکھی ہے۔۔۔؟؟" ہیزل اپنے سامنے بیٹھے لمبے بالوں والے لڑکے سے پوچھ رہی تھی۔۔وہ لڑکا جو عبدل کہلاتا تھا۔۔وہ کئی ثانیے اسے دیکھتا رہا۔۔خاموشی۔۔وہ چاہ کر بھی بولنا نہیں

چاہتا تھا۔ جانے کیسے لمحے تھے خاموشی بھرے لمحے۔۔ جنہوں نے اس کی آواز سلب کر لی تھی۔

وہ اس وقت ہوش میں تھی۔۔ اور کہا جاتا تھا ہیزل ملک ہوش میں رہے تو باقی سب کے ہوش اڑے رہتے ہیں۔۔ اس کا بات کرنے کا انداز۔۔ اس کے چہرے پر چھایا وہ سرد پن سامنے والے کو کچھ بولنے ہی نہیں دیتا۔۔

عبدل کو سیکھنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔۔ عبدل خود ہی سیکھ جاتا ہے۔۔" وہ" خاموشی بھرا لمحہ ٹوٹا اور عبدل نے جواب دیا۔۔ وہ اتنی جلدی ہتھیار ڈال دینے والوں میں سے نہیں تھا۔

مجھے سکھاؤ گے۔۔۔؟؟" ہیزل نے لمبی چوڑی بات کرنا مناسب نہیں" سمجھا۔۔ صاف الفاظ میں بات کی۔ عبدل چونکا۔

''لیکن میں تو یہاں ڈرائیور کی جاب کے لیے آیا ہوں۔۔''

تو ڈرائیور سکھا نہیں سکتا کیا۔۔۔؟؟'' ہیزل نے عام لہجے میں سوال پوچھا''
اور پھر میز کے دراز سے سگریٹ نکالا۔۔لائٹر جلایا اور ادا سے اس نے کش
لگایا تھا۔۔دھویں کے مرغولے ہوا میں چھوڑتے وہ اسکی جانب متوجہ
ہوئی۔۔عبدل کی نظریں اس پر جمی تھیں۔۔وہ پوری حسیات کے ساتھ اسے
دیکھتے ہوئے محسوس کر رہا تھا۔۔دھویں کے مرغولوں نے ایک پل کو دونوں
میں دیوار سی کھڑی کی اور پھر وہ مرغولے غائب ہو گئے۔۔وہ اب عبدل کو
دیکھ رہی تھی۔۔اسکے جواب کی منتظر۔۔۔عبدل نے نوٹ کیا تھا سگریٹ
پیتے اسکی آنکھوں میں ایک نمی سی تیر رہی تھی۔۔شاید اسکے پورے چہرے
پر اسکی آنکھیں ہی سب سے زیادہ خوبصورت تھیں۔۔سبز بڑی بڑی
آنکھیں۔۔۔

ہیزل ملک وہ سپر اسٹار تھی جو بہت سے لوگوں کا منہ بس ایک گھوری سے بند کروادیتی تھی۔۔پر یہاں۔۔۔یہاں معاملہ الٹ تھا۔۔اسکی آنکھوں میں تیرتی وہ نمی رت جگے کی نہیں تھی۔۔وہ حقیقت میں آنسو تھے۔۔جنہیں وہ باہر نہیں نکلنے دیتی تھی۔

نہیں۔۔۔میں آپ کو ویسی ڈرائیونگ نہیں سکھا سکتا جیسی میں خود کرتا ہوں۔۔۔" وہ جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔وہ جانتا تھا وہ روز اپنی زندگی سے کھیلتا تھا۔۔وہ نہیں چاہتا تھا اسکے سامنے بیٹھی وہ مومی گڑیا جیسی لڑکی اپنی جان خطرے میں ڈالے۔۔اور وہ نہیں چاہتا تھا وہ کسی لڑکی کے قریب رہے۔

اسکی آنکھوں نے بتایا تھا وہ اپنی زندگی سے خوش نہیں تھی۔۔وہ نہیں چاہتا تھا وہ اپنی زندگی کو عبدل کی وجہ سے خطرے میں ڈالے۔۔اور عبدل نے پہلی بار کسی کا اچھا سوچا تھا۔۔وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ ایسا کیوں ہوا تھا۔۔پر

ایسا ہو چکا تھا۔۔ وہ جانے کے لیے مڑنے لگا تھا جب ہیزل نے اٹھتے ہوئے اسکا ہاتھ تھام لیا۔۔

وہ اسے روک رہی تھی۔ عبدل ساکت ہوا۔۔ اگلے ہی پل اس نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑایا اور دروازے کی جانب بڑھ گیا۔۔

پلیز عبدل۔۔ ”کیسی التجا تھی وہ جس نے دروازے میں اسکے قدم ایسی زنجیروں سے باندھ دیے تھے کہ وہ چاہ کر بھی نہیں جا سکتا تھا۔

“بدلے میں جو تم مانگو گے وہ میں دوں گی بس میری بات مان لو۔۔۔”

اور یہ ہوا تھا نا عبدل کے مطلب کا سودا۔۔۔

چاہے میں کچھ بھی مانگ لوں۔۔۔؟؟“اس نے پلٹتے ہوئے استفسار کیا۔”
اسکی بات سن کر وہ ہولے سے مسکرائی۔۔زخمی مسکراہٹ۔۔جو عبدل کو اندر تک محسوس ہوئی تھی۔

”میرے پاس ایسا کچھ بھی قیمتی نہیں ہے۔۔جس سے میں دینے سے ڈروں گی یا انکار کروں گی۔۔تم کچھ بھی مانگ سکتے ہو۔۔ہیزل اپنی بات سے نہیں مکرتی۔۔۔“اس نے باقی ماندہ سگریٹ ایش ٹرے میں رگڑ دیا۔

”تم آج کے بعد سگریٹ نہیں پیو گی۔۔۔میری یہ ڈیمانڈ ہے۔۔“
دروازے میں کھڑے عبدل نے کہا تھا اور سگریٹ رگڑتی ہیزل کا ہاتھ کانپ اٹھا۔۔اس نے جھٹکے سے عبدل کی جانب دیکھا۔۔اسکے چہرے پر حیرت ہی حیرت تھی۔۔جو اگلے ہی پل بے یقینی میں بدل گئی۔

✿…✿…✿…✿

مہر بانو کا رشتہ طے ہو چکا تھا۔۔ وہ ایک بار بھی لڑکے کو دیکھنے نہیں گئی تھی۔ اسے اتنی جلدی کے رشتے اور شادیاں نہیں پسند تھیں جہاں لڑکیوں کو ذہنی طور پر تیار ہونے کا موقع بھی نہ ملا۔ مہر بانو کو تو لڑکے والے شہاب دین کی وفات سے پہلے ہی دیکھ کر پسند کر چکے تھے اب ان لوگوں کی باری تھی۔۔ مہر بانو کی امی، سلمی بیگم، وقار اور اسکی بیوی سمعیہ بھابھی ل-ڑکے کو نہ صرف دیکھ آئے تھے بلکہ پسند کر بھی کر آئے تھے۔ اور پندرہ دن بعد نکاح تھا۔۔ رخصتی چند ماہ بعد ہونا طے پائی تھی۔۔

وہ آج صبح سے ہی جھلائی پھر رہی تھی جب سے اسے مہر بانو کے نکاح کا پتہ چلا تھا۔۔ گھر میں ایک واحد وہ تھی جو خوش نہیں تھی۔۔ وہ مہر بانو کے سامنے خوش ہونے کی ایکٹنگ کرتی اور سلمی بیگم کے سامنے آتے ہی بڑبڑانے لگتی

کہ اتنی بھی کیا جلدی تھی نکاح کرنے کی؟ تھوڑا صبر کر لیتے۔۔ لڑکے والوں کو جانچ لیتے۔۔ سب کی نیچر پتہ چل جاتی۔۔۔

جانے کیوں آج کل اسکا دل چھوٹی چھوٹی بات پر پریشان ہو جاتا تھا۔

"دیکھو ایمان جب بھائی، بھابھی اور خود مہر بانو کو کوئی اعتراض نہیں ہے تو پھر تمہیں کیوں اعتراض ہے؟ تم کیوں پریشان ہو رہی ہو؟؟ سلمی بیگم نے اسے سخت لہجے میں ڈپٹا تھا۔

"مجھے نہیں پتہ۔۔ بس مجھے کچھ اچھا نہیں لگ رہا۔۔ شادی ایک بہت بڑا فیصلہ ہے۔۔ اتنی جلدی میں شادی نہیں کرنی چاہیے۔۔" وہ اپنی احساسات کو کوئی نام نہیں دے پا رہی تھی۔

سلمی بیگم نے اسکا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے پاس بٹھایا۔

یہ سب تمہارا وہم ہے۔۔ تمہیں شادی سے ڈر لگتا ہے اسی لیے تم پریشان ہو کیونکہ مہر بانو تمہارے قریب ہے۔۔اور تم کبھی نہیں چاہو گی کہ اسے کوئی تکلیف ہو۔۔ تو بس دعا کیا کرو کہ سب خیر خیریت سے ہو جائے۔۔ اللہ مہر بانو کا نصیب اچھا کرے۔۔۔'' انکے سمجھانے پر وہ سمجھی تھی یا نہیں پر خاموش ضرور ہو گئی تھی۔۔اب وہ کسی سے کچھ نہیں کہتی تھی۔۔ سارے کاموں میں سب کا ساتھ دیتی پھر رہی تھی۔۔اور سلمی بیگم کے لیے اتنا ہی کافی تھا۔

✿••✿••✿••✿

وہ آج بہت زیادہ تھک گئی تھی۔۔ سارا دن بازار گھوم کر آئی تھی۔۔ مہر بانو کا صرف نکاح تھا لیکن تیاریاں ایسے ہو رہی تھیں جیسے شادی ہو۔۔

ڈھیروں ڈھیر کپڑے ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔۔اسے سب کرنا پڑ رہا تھا اور وہ مہربانو کی خوشی کے لیے کر رہی تھی۔

رات گیارہ بجے جب وہ سونے کے لیے بستر پر لیٹی تو اس نے موبائل اٹھایا۔۔ بینش کے بہت سے میسجز آئے ہوئے تھے۔

"ایمان۔۔ یہ دیکھو یہ ہے میرے وہ کزن ہیں جس کا میں تم سے ذکر کرتی رہتی ہوں۔۔ یہ عبدل بھائی ہیں۔۔انہیں اتنے غور سے مت دیکھنا کہ تمہیں پسند آجائیں۔۔۔کیونکہ یہ انگیجڈ ہیں۔۔"شوخی و شرارت کے ساتھ بھیجا گیا وہ میسج ایمان کے لبوں پر مسکان پھیلا گیا۔۔وہ روز اپنے کسی نہ کسی کزن کی تصویر بھیجتی تھی۔۔ کبھی فرسٹ کزن کبھی سیکنڈ تو کبھی دور والا کزن۔۔ ایمان اکثر تصویریں بنا دیکھے ڈیلیٹ کر دیتی تھی اور اکثر کو وہ دیکھ کر ہنستی تھی۔اسے بھی شرارت سوجھی اور اس نے تصویریں ڈاؤنلوڈ کیں۔۔اور

جیسے ہی اسکی نظر پہلی تصویر پر پڑی موبائل اسکے ہاتھ سے گرتے گرتے بچا تھا۔۔

وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔۔ کتنے لمحے وہ اس تصویر کو دیکھتی رہی۔۔ بلکہ گھورتی رہی۔۔ پھر اس نے زوم کر کے دیکھا۔۔ اس نے تو کبھی اپنی فوٹو کو بھی زوم نہیں کیا تھا اور آج اس نے ایک لڑکے کی فوٹو زوم کی تھی۔۔ ہاں وہ وہی چہرہ تھا۔۔ وہ اس چہرے کو نہیں بھول سکتی تھی۔۔ اسکا دل ڈوب کر ابھرا تھا۔ ایک کے بعد ایک وہ ساری تصویریں دیکھنے لگی لیکن کہیں بھی اس کا چہرہ اتنا واضح نہیں تھا۔۔ بینش نے جان بوجھ کر ایسی تصویریں بھیجی تھیں یا وہ فوٹو ایسے ہی بنواتا تھا۔۔ جب اس نے یہ چہرہ پہلی بار دیکھا تھا تب بھی اتنا واضح نہیں تھا لیکن وہ نقش رہ گیا تھا۔۔ اور یہ تصویریں بھی وہی نقش بنا رہی تھیں۔

ہر تصویر اسکے دل پر الگ ہی اثر کر رہی تھی۔

آدائیں حشر جگائیں، وُہ اِتنادِ لکش ہے
خیال حرف نہ پائیں، وُہ اِتنادِ لکش ہے،

وہ واقعی بہت دلکش تھا۔پر وہ اسے کیوں دیکھ رہی تھی۔۔؟؟بے ساختہ ہی اسے اپنی بے اختیاری پر غصہ آیا اور اس نے فون بند کر کے سائیڈ پر رکھ دیا۔۔"عبدل۔۔" وہ زیر لب بڑبڑائی تھی۔

انہیں اتنے غور سے مت دیکھنا کہ تمہیں پسند آجائے۔۔۔کیونکہ یہ انگیجڈ ہیں۔۔" بینش کے الفاظ سماعت سے ٹکرانے لگے۔۔اور اسکے اندر کچھ ٹوٹا تھا۔۔کچھ سلگا تھا۔۔اور کچھ چٹخنے کی آوازیں آئی تھیں۔

بھلا میرا کوئی دماغ خراب ہے جو میں ایسا سوچوں گی۔۔" سر جھٹک کر "

سوچوں کو ذہن سے نکالنے لگی۔۔ وہ بہت زیادہ تھک چکی تھی اور پھر کچھ دیر

بعد وہ سو چکی تھی۔

وجدان اور تعلیم

آج عبدل کے بھائی کی پہلی پریزنٹیشن تھی۔۔ سیمینار ہال کھچا کھچ اسٹوڈنٹس

سے بھرا پڑا تھا۔ سب لوگ اس لڑکے کی پریزینٹیشن کے لیے بے تاب تھے

جو سب سے الگ تھا۔۔ جو الگ رہتا تھا۔۔ جو الگ لگتا تھا۔۔۔ جسکی ذات میں

انوکھا اور عجیب پن تھا۔ عبدل بے زاری سے ہال میں دھری کرسیوں میں

سے ایک پر بیٹھا تھا۔۔وہ کسی صورت یہاں نہیں آنا چاہتا تھا لیکن اس کے دوست اسے کھینچ لائے تھے۔۔اور وہ چہرے پر بے زاری سجائے بیٹھا تھا۔ اسکے بے ڈھنگی کٹنگ والے بال آدھے پونی میں قید تھے اور آدھے ایسے ہی چہرے کے دونوں جانب جھول رہے تھے۔

اس نے ٹی شرٹ پہن رکھی تھی جس سے اس کے مضبوط بازو اور ان پر بنے ٹیٹو جھلک رہے تھے۔۔۔وہ کہیں سے بھی اسکول کا اسٹوڈنٹ نہیں لگتا تھا۔ وہ جسے عمر سے پہلے بڑا ہو گیا تھا۔

وہ اسٹیج پر ابھرا تھا۔۔ہال میں سنسنی سی پھیل گئی۔۔جانے آج وہ کونسا انکشاف کرنے والا تھا۔آج وہ کس موضوع پر بولنے والا تھا۔۔عبدل تو یہ بھی نہیں جانتا تھا۔سارے سینئر اسٹوڈنٹس اس جونیئر لڑکے کو سننے آئے تھے۔

پراجیکٹر آن ہوا جس پر واضح الفاظ میں لکھا تھا کہ ''وجدان کبھی بھی غیر تیار شدہ ذہن پر نہیں اترتا۔۔۔''تو آج وہ وجدان پر بات کرنے والا تھا۔۔اسکی ایک ہلکی سی جھلک دکھانے والا تھا۔لڑکیاں ہتھیلی پر ٹھوڑی جمائے اسے دیکھ رہی تھیں۔۔ان کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔اس نے گہرہ سانس لینے کے بعد بولنا شروع کیا۔

وہ کیا کام ہے جو آپکا دماغ کر سکتا ہے پر کمپیوٹر نہیں اور وہ کونسا کام ہے جو کمپیوٹر کر لیتا ہے لیکن دماغ کو مشکل پیش آتی ہے؟؟؟

اس نے سب سے پہلے دو سوال اٹھائے تھے۔ہال میں سرگوشیاں پھیل گئیں۔۔سب ایک دوسرے سے ڈسکس کرنے لگے کہ ایسا کونسا کام ہے جو کمپیوٹر نہیں کر سکتا۔

کیا آپ چار ہندسوں کے دو اعداد کو ذہن میں ضرب دے سکتے ہیں؟ کیا آپ کو اپنے ہر ملنے والے کا فون نمبر یاد ہے؟ کیا کہا؟ نہیں، ناممکن؟؟ یہ کام تو ایک سستا ترین موبائل فون کا "دماغ" بھی بہت آسانی سے کر لیتا ہے۔

لیکن دوسری طرف۔۔۔ کیا آپ اپنے ہر ملنے والے کے چہرے کو آسانی سے پہچان لیتے ہیں؟ دیکھتے ہی اس کے تاثرات کا اندازہ لگا لیتے ہیں؟ کیا کہا؟ ہاں، بھلا یہ بھی کوئی مشکل ہے؟؟ یہ کام دنیا کے طاقتور ترین کمپیوٹر نہیں کر پاتے۔۔۔۔!!

ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔

ہم وجدانی طور پر انتہائی پیچیدہ کام انتہائی آسانی سے کر لیتے ہیں، جن کی پیچیدگی کا ہمیں ادراک تک نہیں ہوتا لیکن جس طرح سائنس اور ٹیکنالوجی

ہماری لیے نئی اور خفیہ دنیائیں کھولتی جارہی ہے، غیر تربیت یافتہ وجدان دنیا کو سمجھنے میں مشکلات سے دوچار ہو رہا ہے۔ ہم نے اس کا علاج ڈھونڈ لیا ہے، اس کو تعلیم کہتے ہیں۔

یہ وجدان کیا ہے؟ انسانی استدلال کسی ایک جنرل پرپز کمپیوٹر کی طرح نہیں ہے۔ یہ دنیا ہومو جینئیس نہیں۔ اور ہم میں حقیقت کو جاننے کے لیے کئی طرح کے سسٹم، ماڈیول، ذہنی اعضاء، کئی طرح کی ذہانتیں، استدلال کے انجن پائے جاتے ہیں۔ یہ زندگی کی ابتدا سے آنا شروع ہو جاتے ہیں، ہر نارمل شخص میں ہوتے ہیں اور دماغ کی مختلف جگہ پر نیٹ ورکس کا حصہ ہوتے ہیں۔ کئی جینز کی کمبی نیشن سے، ماحول کے لحاظ سے دماغ کی اپنی بدلتی آرگنائزیشن سے۔ اگرچہ ذہن کی اناٹومی پر اتفاق نہیں لیکن کچھ کوگنیٹو فیکلٹی اور بنیادی وجدان، جن کا ہمیں علم ہے، اس طرح کے ہیں۔

وجدانی فزکس: کوئی چیز کیسے گرے گی، اچھلے گی، مڑے گی۔ یہاں پر آبجیکٹ کا تصور ہے۔ حرکت اور فورس کا تصور ہے۔ وقت اور جگہ کے تعلق کا تصور ہے۔ یہ نیوٹن کے قوانین کی طرح کا نہیں۔

وجدانی بائیولوجی: زندہ چیزوں کی دنیا سمجھنا۔ جسمانی فنکشن، ان کا بڑھنا، عمر رسیدہ ہونا، اس کی شکل اور سٹرکچر کا سمجھنا۔

وجدانی انجینرنگ: اس کو استعمال کر کے ہم اوزار اور دوسری اشیاء بنا لیتے ہیں۔ آبجیکٹ اور اس کے مقصد کا تعلق سمجھ لیتے ہیں۔

وجدانی نفسیات: اس کی مدد سے ہم دوسروں کو سمجھ لیتے ہیں۔ ان کی جذباتی کیفیت کا اندازہ لگا لیتے ہیں۔ ہم مشین اور آبجیکٹ کی انسانوں سے تمیز کر لیتے ہیں۔

وجدانی طور پر جگہ کی سینس: اس سے ہم دنیا میں چل پھر سکتے ہیں، یہ دیکھ سکتے ہیں کہ کونسی چیز کہاں پر ہے۔ ذہن میں جگہوں کے نقشے رکھتے ہیں۔ اہم چیزوں کے ریفرنس سے دنیا کو پہچان لیتے ہیں۔

وجدانی اعداد کی سینس: چھوٹے اعداد کو ٹھیک ٹھیک گن لینا، ان کی تمیز کر لینا۔ بڑے اعداد میں اندازہ لگا لینا۔

وجدانی امکانات کی سینس: کونسی چیز کے ہونے کا امکان کم ہے کس کا زیادہ۔

وجدانی اکانومکس: اس سے تجارت ممکن ہوتی ہے۔ کونسا سودا ٹھیک ہے۔ کیا کوئی چیز دے کر بدلے میں حاصل ہونے والا فائدہ منصفانہ ہے یا نہیں۔

ذہنی ڈیٹا بیس اور منطق: کب کیا ہوا تھا؟ کس نے کیا کیا تھا؟ کون کہاں پر ہے؟ کس کا کس کے ساتھ کیسا تعلق ہے؟ وغیرہ۔ اس ڈیٹا بیس سے منطق لے کر ہم فیصلے کرتے ہیں، نتیجے نکالتے ہں۔ (طیفے کو پکوڑے بہت پسند ہیں، شیداں طیفے کے لیے پکوڑے بنا کر لائی ہے۔ مطلب ؟؟) اس سے وجدانی طور پر ہم ہر وقت دنیا کو سمجھنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

زبان: اس سے ہم اپنے خیالات اپنی ذہنی منطق کی بنیاد پر نکال کر دوسروں سے شئیر کرتے رہتے ہیں۔ دوسروں کے خیالات سمجھتے ہیں۔

ہمارے اپنے لیے وجدان اور جذبات میں تمیز مشکل ہے کیونکہ یہ ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔ زندگی آسان نہیں اور یہ ہمیں دنیا میں زندہ رکھنے میں ماہر ہیں۔ یہی ان کا مقصد ہے۔ اور یہ اس کو انتہائی زبردست طریقے سے سرانجام دیتے ہیں۔ ہم اس کو کھینچ کر اپنے ذہنی اعضاء سے وہ کام لیتے ہیں، جو اصل میں اس کے کرنے کا نہیں اور یہاں پر یہ ذہنی آلات مشکلات کا شکار ہو جاتے ہیں۔

جہاں پر یہ ان شعبوں میں دھوکا دیتے ہیں (کیا؟ کسی چیز کو حرکت دیں تو وہ خود سے کبھی رکتی ہی نہیں؟ کیا؟ سورج زمین کے گرد گردش نہیں کرتا؟)، وہاں علم کے کئی شعبے ایسے ہیں جہاں پر یہ بالکل کام نہیں آتے۔ جدید فزکس، کاسمولوجی، جینیات، ایولیوشن، ایمبریولوجی، نیوروسائنس، معاشیات، فارمل ریاضی وغیرہ جیسے شعبوں کو سمجھنے کے لئے ہمارے پاس

ذہنی اوزار نہیں۔اس کے لئے تربیت دینا ہوتی ہے۔ہمارا اپنا کوگونیٹو آلہ بائیوایتھکس، فوڈ سیفٹی، ایجوکیشن اور خود انسان کو بھی نہیں سمجھ پاتا۔ اپنی ان حدود سے ٹکرانے اور آگے بڑھنے کا پہلا ذریعہ سکول ہے۔بچے سکول میں چلنا پھرنا، باتیں کرنا یا چیزوں کو پہچاننا یا دوستوں کی شخصیتوں کا اندانہ لگانا سیکھنے نہیں جاتے، حالانکہ یہ کام پڑھنے، اعداد کو جمع کرنے یا تاریخیں یاد رکھنے سے کہیں زیادہ مشکل ہیں۔ لکھائی، ریاضی، سائنس سکول میں سیکھی جاتی ہے۔ یہ وہ کام ہیں جو اسی تربیت سے ہی آسکتے ہیں۔

تعلیمی نظام میں صرف نئے تصورات بتانا اور فیکٹس یاد کروا دینا فائدہ مند نہیں ہے بلکہ ذہن میں نصب ان وجدانوں کی پہچان کروانا اور ان میں سے غلطیاں تلاش کروانا ضروری ہے۔اگر وجدانی فزکس میں سے غلطیاں نکالنے کے قابل نہیں ہوسکے تو نیوٹن کے قانون بھی سمجھ نہیں پائیں گے۔

وجدانی اکانومکس میں سے غلطیاں تلاش کئے بغیر اکانومکس نہیں سمجھ پائیں گے۔

اپنے ان ذہنی بلیک بوکس کو پہنچاننا، اپنے میں غلطی ڈھونڈ لینا ضروری کام ہے۔ دوسری چیز اس وجدان کی بنیاد پر ٹھیک استعاروں کی مدد سے تصورات ڈالنے کا کام ہے۔

اب وجدان کیسے ہمیں روزمرہ کی زندگی میں مدد کرتا ہے۔۔؟؟ آیئے ’’ ’’ جائزہ لیتے ہیں۔

ایک شخص کتاب پڑھ رہا ہے کہ بجلی چلی جاتی ہے۔ کمرے میں گھپ اندھیرا ہو گیا ہے لیکن وہ شخص کتاب پڑھنے سے رکتا نہیں۔ کیسے ؟(کتاب

الیکٹرانک فارمیٹ میں نہیں یعنی موبائل یا کمپیوٹر وغیرہ پر نہیں، فزیکل شکل میں ہے)۔

ایک جادوگر کہتا ہے کہ وہ ٹیبل ٹینس کی ایک گیند کو پھینکے گا۔ یہ گیند کچھ دور جا کر رک جائے گی اور پھر خود بخود واپس آنا شروع کر دے گی۔ اس دوران گیند کسی چیز سے نہیں ٹکرائے گی، گیند کو نہیں گھمائے گا۔ جادوگر یہ کام کیسے کرے گا؟

دو مائیں اور دو بیٹیاں مچھلی پکڑ رہی ہیں۔ انہوں نے ایک بڑی مچھلی پکڑی، ایک چھوٹی مچھلی پکڑی اور ایک موٹی مچھلی پکڑی۔ کل تین مچھلیاں پکڑی گئیں تھیں۔ یہ کیسے ممکن ہوا کہ ہر خاتون نے اپنی اپنی الگ مچھلی پکڑی تھی؟

بشیراں اور نذیراں ایک ہی دن، ایک ہی مہینے اور ایک ہی سال پیدا ہوئی تھیں۔ ان کی ماں اور باپ ایک ہی تھے لیکن یہ دونوں بہنیں ٹوئن نہیں ہیں؟ کیا یہ ممکن ہے۔

یہ سوال 2015 میں شائع ہونے والے جرنل آف پرابلم سولونگ سے لئے گئے ہیں۔ اوسطاہر سوال نصف سے کم لوگوں نے حل کیا تھا۔ آپ کتنے سوالات کے جواب دے پائے۔

ان سوالوں کے جواب دینا مشکل کیوں ہوتا ہے؟ کیونکہ یہ پڑھتے وقت ہم اپنے ذہن میں ایک تصویر بنالتے ہیں۔

ایک شخص کتاب کو گھور رہا ہے

ایک شخص گیند کو میز پر یا زمین پر پھینک رہا ہے۔

چار خواتین کا گروپ ہے

جڑواں بہنوں کا جوڑا ہے۔

ان کے جواب ڈھونڈتے ہوئے ہم سوچ کے اس فریم ورک کا سہارا لیتے ہیں اور جب تک اس فریم ورک تک محدود رہیں، جواب نہیں تلاش کر سکتے۔ کیونکہ ان خیالات سے یہ ایسوسی ایشن ان پہیلیوں کو حل کرنے میں رکاوٹ بنتی ہیں۔ان کو حل کرنے کے لئے پہلے سے طے شدہ خیالات کو ایک طرف رکھنا پڑتا ہے۔

ان کو جان بوجھ کر اس طرح ڈیزائن کیا گیا ہے کہ ذہن میں خود بخود ایک غلط تصویر بن جائے جس کو بنانے میں شعوری طور پر غور نہیں کیا گیا۔ذہن پرانے تجربوں کی بنیاد پر یہ تصویر بنا دیتا ہے۔اس میں چھپے مفروضات سے

ہم آگاہ نہیں ہوتے۔ پہیلیوں کی صورتحال ہماری معلوم کی صورتحال سے تھوڑی مختلف ہے۔

اس لیے ان کے جواب تک پہنچنے میں دقت ہوتی ہے۔ان پہلیوں کے ڈیزائن میں مشکل اس چیز کی نہیں جو ہمیں پتہ نہیں بلکہ اس چیز کی ہے جو ہمیں پتا ہے۔ یا پھر ہمارا خیال ہے کہ ہمیں پتا ہے، اگرچہ وہ غلط ہے۔

اس میں پہلی پہیلی کو دیکھیں۔ ہم عام طور پر کسی کو کتاب پڑھتا دیکھتے ہیں تو وہ ورق پر الفاظ کو ہی گھور رہا ہوتا ہے۔ لیکن اس کی ایک ممکنہ صورت اور بھی ہے۔اس تک پہنچنے کے لئے اس تصویر کو ذہن سے نکالنا پڑتا ہے۔ بزنس، ذاتی زندگی اور سائنس میں کامیابی کا بھی یہی طریقہ ہے۔ان شعبوں میں بھی بدلتی صورتحال ہمارے ابتدائی مفروضوں کو غلط کر سکتی ہے۔ان مفروضوں کو جو ہم میں اس قدر رچ بس چکے ہوتے ہیں کہ ہمارے لئے یہ

سوچنا ہی دشوار ہوتا ہے کہ یہ بھی غلط ہو سکتے ہیں۔ کامیابی ان کے لئے ہے جو اس چیز کا احساس کر سکیں اور اپنی سمجھ پر نظر ثانی کر سکیں۔

ان پہلیوں کے حل یہ ہیں۔

پہلی پہیلی میں پڑھنے والے کو روشنی اس لیے نہیں چاہیے کہ وہ نابینا ہے اور بریل کے ذریعے پڑھ رہا ہے، اس لیے اسے روشنی کے نہ ہونے سے فرق نہیں پڑتا۔

دوسری پہیلی میں جادوگر گیند کو اوپر کی طرف پھینکے گا۔ گریویٹی کی وجہ سے یہ کچھ دور جا کر رک جائے گی اور پلٹ کر آ جائے گی۔

تیسری پہیلی میں دو مائیں اور دو بیٹیاں تین خواتین ہیں۔ ایک لڑکی، اس کی ماں، اور اس کی ماں کی ماں۔

چوتھی پہیلی میں بشیراں اور نذیراں ٹوئن اس لئے نہیں کہ یہ انفارمیشن مکمل نہیں۔ انہی کے ساتھ خیراں بھی پیدا ہوئی تھی۔ یہ ٹرپلٹ ہیں۔

ہم زندگی میں روز کئی طرح کے چیلنج کا سامنا کرتے ہیں۔ ہمیں اکثر معلوم ہوتا ہے کہ اس صورتحال میں کیا کرنا ہے کیونکہ ہم پہلے بھی ان سے گزر چکے ہوتے ہیں۔ کچھ نئے ہوتے ہیں جن کے بارے میں کچھ سوچ کر ہم ان کے حل تک پہنچ سکتے ہیں لیکن کئی چیلنج حل نہیں ہو پاتے۔ ان پہیلیوں کی طرح مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ جس فریم ورک کے تحت ہم کام کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اس میں ان کے لئے حل موجود ہی نہیں ہوتا۔ حل اس وقت ملتا ہے جب ہم ایک نئی نظر اور نئے زاویے سے مسئلے کو دیکھیں۔
اور یہ ہمیں وجدان فراہم کرتا ہے۔

جب ہم عقل کی فتوحات کی بات کرتے ہیں تو ہمارا فوکس تجزیاتی سوچ کی خوبصورتی پر رہتا ہے۔ اس قسم کی سوچ جو طاقتور منطق سے وجود میں آتی ہے۔ ہم بہت کم اس چیز کا احساس کرتے ہیں کہ جس فریم ورک کے تحت ہم سوچ رہے ہیں، اس کو بدلنے کی اہلیت، اس مسئلے کو ایک الگ ہی رنگ

میں دیکھنے کی صلاحیت کس قدر ضروری رہی ہے۔ یہ لچکدار سوچ ہے۔ یہ وہ کام ہے جس کے لئے ایک صلاحیت درکار ہے جو ججمنٹ کی صلاحیت ہے۔ ایک مسئلے کی ایک نئی شکل بنادینا اور اس کو نیا رنگ دے دینا۔۔۔۔ یہ وہ کام ہے جو آٹومیٹ نہیں ہو سکتا۔ یہ وہ کام ہے جو مشینیوں کے سپرد نہیں کیا جا سکتا۔ یہ وہ کام ہے جو انسان کے علاوہ دوسرے جانور کرنے میں مشکل محسوس کرتے ہیں۔ مسائل کو لچکدار سوچ کے ذریعے حل کر لینا۔۔۔ یہ وہ کام ہے، جو انسانوں کی اس دنیا میں مسائل کو حل کرنے کی کنجی رہی ہے۔

اور یہی وجدان ہے !!

اسکے آج کی پریزنٹیشن نے ایک بار پھر سے دھام مچادی تھی۔ عبدل فق چہرہ لیے خاموشی سے اٹھ کر چلا گیا تھا۔۔۔ جبکہ وہ بھی اسٹیج سے خاموشی سے اتر آیا تھا اور اس نے باہر آتے ہی موبائل نکال کر ایک میسج کیا تھا۔ اس شخص کو جس نے یہ پراجیکٹ تیار کرنے میں اسکی مدد کی تھی۔

"تھینکس مام!"

موبائل کی اسکرین پر وہ دو لفظوں کا پیغام جگمگ کر رہا تھا۔

✿••✿••✿••✿

"میں ماشیل انسٹیٹیوٹ میں جاب کرنے کے لیے تیار ہوں لیکن میری کچھ شرائط ہیں۔۔" مجبوری تھی جو ایما کو روز کے کمرے تک لے آئی تھی۔ روز نے خوشگوار حیرت سے اسے دیکھا تھا۔۔

"کیا واقعی؟" اسے جیسے یقین نہیں آیا تھا۔ اور ایما کا موڈ کبھی بھی بدل سکتا تھا یہ وہ جانتی تھی۔

"ہاں۔۔ واقعی۔۔۔" اس نے نظریں چراتے کہا۔

"تھینک یو۔۔۔ تھینک یو سو مچ ایما۔۔ تم نے میری عزت رکھ لی۔۔اب مسٹر ماثیل یہ نہیں سمجھیں گے کہ میں انکی بات بھی نہ مان سکی۔۔" روز نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا تھا۔۔ جبکہ ایما ساکت کھڑی رہی۔۔وہ جانتی تھی یہ جاب کرنا اسکی مجبوری تھی۔۔اس وقت اسکے پاس پیسے ختم ہو چکے تھے۔ اگلے مہینے ہاسٹل کا کرایہ دینا تھا۔۔اسکے اپنے اخراجات تھے وہ کہاں سے پورے کرتی؟؟؟اس نے سوچ لیا تھا جب تک کوئی اچھی جاب نہیں مل جاتی وہ ماثیل کی جاب آفر قبول کر لے گی۔

"اچھا اب بتاؤ تمہاری کیا شرائط ہیں؟؟" روز نے اسے خاموش دیکھ کر پوچھا۔

پہلی شرط یہ ہے کہ مذہب کو لے کر مجھ سے کوئی بحث نہیں کی جائے" گی۔۔ دوسری شرط یہ کہ میرے حجاب یا سکارف پر کوئی بات نہیں کی جائے گی۔۔ تیسری شرط یہ کہ میں جب چاہوں یہ جاب چھوڑ سکوں گی۔۔ چوتھی یہ کہ مجھے سیلری اڈوانس میں چاہیے اور اور۔۔" وہ سانس لینے کو رکی۔ روز پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ اسے اندازہ نہیں تھا ایمانے لسٹ تیار کر رکھی ہو گی۔

اور یہ پانچویں شرط یہ ہے کہ وہ تمہارا دل پھینک ٹیچر مسٹر ماشیل مجھ سے" پانچ فٹ کے فاصلے پر رہے گا۔۔" اس نے سپاٹ چہرہ لیے کہا تو روز کا ناچاہتے ہوئے بھی قہقہہ بلند ہوا تھا۔ وہ ہنسی تھی اور پھر ہنستی چلی گئی۔۔

اگلے دن اس نے یہ ساری شرطیں ماثیل کے سامنے رکھ دی تھیں۔وہ بھی ایسے ہی ہنسا تھا۔۔بلکہ قہقہہ لگایا تھا۔۔روز نے پہلی بار اسے قہقہہ لگاتے ہنستے دیکھا تھا۔۔

وہ سر پیچھے گرا کر آسمان کی طرف دیکھ کر ہنستا رہا تھا۔۔

مجھے تمہاری دوست کی ساری شرطیں منظور ہیں۔۔ہاں البتہ ہو سکتا ہے" آخری شرط میں فاصلہ پانچ فٹ سے تھوڑا کم ہو جائے۔۔۔"اسکی آنکھوں میں شرارت تھی۔۔وہ کہتے ہوئے اٹھا اور پھر پینٹ کی جیبوں میں ڈالتے چلا گیا۔۔مسکراہٹ نے دیر تلک اسکے چہرے کا احاطہ کیے رکھا تھا۔

✿••✿••✿••✿

مہر بانو کی شادی ہو چکی تھی۔۔اس دوران ایمان کے ذہن سے عبدل کا عکس تھوڑا مدھم ہوا لیکن وہ اسے بھولی نہیں تھی۔۔ کبھی کبھی ہم جن حادثات سے ڈر رہے ہوتے ہیں وہی حادثات آنے والے وقت میں کسی سانپ کی صورت پھن پھیلا کر ہمارے سامنے مجسم ہو جاتے ہیں۔۔اور ایسے ہی ایمان کے ساتھ ہوا تھا۔اسے جس بات کا ڈر تھا وہی ڈر اب اسکے سامنے حقیقت کی صورت مجسم تھا۔۔اسکا شک یقین میں بدل گیا تھا کہ مہر بانو کے لیے گھر والوں نے غلط لڑکے کا انتخاب کیا تھا۔۔ جلدی جلدی میں انہوں نے مہر بانو کی زندگی خراب کر دی تھی۔مہر بانو کا شوہر کوئی نیک شریف لڑکا نہیں تھا یہ بات مہر بانو کو شادی کی پہلی رات ہی اسکی باتوں سے پتہ چل گئی تھی۔۔اور ایمان مہر بانو کا چہرہ دیکھ کر ہی پہچان گئی تھی کہ وہ خوش نہیں تھی۔۔

بات صرف یہاں تک نہیں تھی شادی کے دن تو ایمان کو اتنا ٹائم نہیں ملا تھا کہ مہر بانو کے شوہر سے بات کر سکے البتہ جب وہ اسے لینے گئی تو مہر بانو کے

شوہر کی نظریں اس پر گڑھ سی گئی تھیں۔۔ایمان ایک لڑکی تھی۔۔وہ اپنے طرف اٹھنے والی بری نظر کا مفہوم سمجھتی تھی۔

مہربانو کا شوہر مہربانو کو چھوڑ کر ایمان پر زیادہ توجہ دے رہا تھا۔۔ایمان نے جب محسوس کیا تو اسکے چہرے کے نقوش تن گئے۔۔اس نے اب مہربانو کے شوہر کو بھائی کہہ کر بلانا بھی ضروری نہیں سمجھا۔۔

مہربانو کا شوہر بار بار اسے کہہ رہا تھا "سالی تو آدھے گھر والی ہوتی ہے۔۔اور میں خوش نصیب ہوں جو آدھے گھر والی اس قدر دلکش ہے۔۔"ایمان کا خون خول اٹھا تھا۔۔اسکا دل تو کیا تھا سامنے بیٹھے شخص کا منہ نوچ لے لیکن وہ بے بس تھی۔۔مہربانو کی نظریں التجائیہ تھیں کہ پلیز کسی سے کچھ مت کہنا۔۔۔

اور پھر اس رات ایمان کی نفرت مردوں سے مزید بڑھ گئی تھی۔اس نے اپنے آپ سے عہد کر لیا تھا کہ وہ کبھی کسی سے شادی نہیں کرے گی۔۔

ساری عمر اکیلے گزار لے گی لیکن اپنی زندگی میں کسی ایسے مرد کا اضافہ ہرگز نہیں کرے گی۔

پر تقدیر ہمارے لیے کچھ اور سوچ کر بیٹھی ہوتی ہے۔۔۔ کبھی کبھی کھائی سے بچتے بچتے ہم کنویں میں گر جاتے ہیں۔۔۔اور تقدیر نے شاید ایمان کے لیے حد سے زیادہ برا سوچ رکھا تھا۔

✿••✿••✿••✿

"میں نہیں جانتا میں نے اسے سگریٹ پینے سے کیوں روکا لیکن میں نے ایسا کیا۔۔ پہلی بار میں نے دل کی کوئی بات مانی تھی۔۔ میں نے محسوس کیا تھا وہ سگریٹ صرف خود کو سلگانے کے لیے پیتی ہے۔۔ ورنہ شاید اسے سگریٹ سے نفرت ہے۔۔ اسکے ہاتھ جب سگریٹ کی جانب بڑھ رہے تھے اور جب اس نے لائٹر اٹھا کر سگریٹ جلائی تو وہ کانپ رہے تھے۔۔۔اس وقت میرا

دل تیزی سے دھڑکا تھا۔۔ میرا دل کیا تھا میں وہاں سے غائب ہو جاؤں۔۔ وہ لڑکی دوبارہ مجھے کبھی نظر نہ آئے اور اور میں اسکی تکلیف نہ دیکھ سکوں۔۔۔'' عبدل آج عجیب کشمکش کا شکار تھا۔

وہ آج تک جانے کتنی لڑکیوں کے دل توڑ چکا تھا وہ اب کسی لڑکی کو سوچ رہا تھا۔۔ وہ ساری رات سوچتا رہا تھا کہ اس نے ایسا کیوں کیا؟؟ کیوں اسے وہ لڑکی اپنے جیسی لگی تھی۔ اسے تو لوگوں کو زچ کر کے انہیں درد پہنچا کر مزہ آتا تھا۔۔ اس نے تو اپنے ہی بھائی کو کئی بار بہت بری طرح چوٹ پہنچائی تھی پر یہ پہلی بار ہوا تھا جب وہ رک گیا تھا۔۔

لیکن وہ رک نہیں سکتا تھا۔۔ وہ جانتا تھا اسکی کوئی منزل نہیں ہے۔۔ وہ کسی ایسے بے نام سفر پر نہیں نکلنا چاہتا تھا۔۔ چناچہ اس نے اگلے دن شالی کو فون

کر کے کہہ دیا کہ وہ ایک مہینے کے لیے شہر سے باہر جا رہا ہے۔۔ڈیوٹی جوائن نہیں کر پائے گا۔۔

شالی نے اسی کتنی ہی مرتبہ فون کیا تھا لیکن اس نے ایک بار بھی نہیں اٹھایا۔۔وہ جھنجھلا گیا تھا۔۔اور پھر اس نے نمبر ہی بند کر دیا۔۔۔وہ عبدل تھا۔۔اسے زنجیریں نہیں پسند تھیں۔۔۔وہ آزاد پرندہ تھا قید ہو کر نہیں رہ سکتا تھا۔۔وہ دو دن تو اسی کشمکش کا شکار رہا اور پھر اپنے دوستوں کے ساتھ افریقہ کے دورے پر نکل گیا۔۔

✿••✿••✿••✿

اگلے دن ایما کا ماثیل انسٹیٹیوٹ میں جاب کا پہلا دن تھا۔۔ماثیل صبح سے ہی اسکا انتظار کر رہا تھا۔۔ تین بجے وہ آئی تھی۔اسے دیکھ کر دل اپنی تمام یاسیت کے ساتھ جاگ اٹھا تھا۔۔ جبکہ ایما کا دل کر رہا تھا وہ یہاں سے بھاگ جائے

کیونکہ جب ماثیل کی اسسٹنٹ نے اسٹوڈنٹس سے اسکا تعارف کرایا تھا تو سب ہولے سے مسکرا دیے تھے۔۔ کچھ لڑکیاں تو اسے چھبتی نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں جبکہ باقیوں کی آنکھوں میں عجیب سا تاثر تھا۔۔ جیسے وہ کہہ رہی ہوں "یہ تو ہونا ہی تھا۔۔" شاید کوئی بھی ایما کی ماثیل سے پہلی ملاقات نہیں بھولا تھا جو سب کے سامنے ہوئی تھی۔ مارتھا نے ہی اسے سارا کام سمجھایا تھا اور اسٹوڈیو اسکے حوالے کر دیا تھا۔ ماثیل کو اسکی فاصلے پر رہنے والی شرط یاد تھی۔۔ اس لیے وہ اس پر پورا اترنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

ایما پہلے بھی جاب کر چکی تھی۔۔ اسکے پاس تھوڑا اعتماد تھا جسے وہ استعمال کرتے ہوئے اپنی اس نئی جاب کا آغاز کر چکی تھی۔۔ اسے زیادہ مشکل پیش نہیں آئی تھی۔

جب اسٹوڈنٹس کی کلاس ہو رہی تھی وہ بیٹھ کر ایک لسٹ بنا چکی تھی کہ اسے اپنا کام کیسے کرنا تھا۔۔

اڈوانس سیلری اسکے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر ہو چکی تھی۔۔وہ یہاں کام کرنے ہی آئی تھی۔۔اسے اپنی روزی کو حلال کرنا تھا اس لیے تن دہی سے اپنے کام میں مگن تھی۔آج ابھی تک اسکا سامنا ماثیل سے نہیں ہوا تھا اور وہ اس بات پر دل ہی دل میں مطمئن بھی تھی۔

✿••✿••✿••✿

وقت جتنی سست روی سے بہتا ہے اتنی ہی تیزی سے گزر بھی جاتا ہے۔۔دادا ابو کی وفات اور مہر بانو کی شادی سب گزر گیا تھا۔۔وقت پھر سے اپنے معمول پر آ گیا تھا۔۔اور پھر اس دن اسکی ٹکٹ بھی آ گئی۔۔وہ کئی لمحے ٹکٹ کو ہاتھ میں تھامے کھڑی رہی۔۔۔کیا واقعی وہ اسکی ٹکٹ تھی۔۔وہ کتنے دنوں سے انتظار کر رہی تھی۔۔اسے لگا تھا اسکی ساری زندگی کی محنت کا نچوڑ اس وقت اسکے ہاتھ میں تھا۔۔

وہ محنت پر یقین رکھتی تھی۔۔وہ خاموشی سے محنت کرتی تھی اور پھر انعام کو اللہ پر چھوڑ دیتی تھی۔۔اس وقت بھی اس نے خاموشی سے سب کیا تھا۔۔ اسے اپنی کامیابیوں کو ظاہر کرنا نہیں پسند تھا۔۔رزلٹ کے بعد اس نے اپنی پسند کی یونیورسٹی میں اپلائے کیا تھا اور اسکا ایڈمیشن بھی ہو گیا تھا۔دادا ابو کی وفات نے اسکا جانا ملتوی کر دیا تھا۔۔پھر اب اسے جانا تھا۔۔جب اسے یہ خیال آیا کہ وہ اپنی امی سے دور جانے والی ہے تو اسکا دل کیا وہ ٹکٹ پھاڑ دے۔۔وہ کہیں نہ جائے۔۔۔بس اپنی ماں کی آغوش میں چھپی رہے۔۔ اسے پہلی بار خوشی سے زیادہ غم محسوس ہو رہا تھا۔۔لیکن اب وہ پیسے لگا چکی تھی۔۔سب کچھ خیر خیریت سے اسکی توقع سے بڑھ کر جلدی ہو گیا تھا۔۔ اور اب وہ حیران پریشان بیٹھی تھی۔

کچھ ایسی ہی حالت سلمی بیگم اور حمیزہ کی تھی۔۔ سلمی بیگم اسکی کامیابی پر خوش تھیں لیکن اس سے زیادہ دکھی ہو چکی تھیں۔وہ ایک دوسرے سے

نظریں چرا رہی تھیں۔۔ پورے گھر میں تو کیا پورے خاندان میں خبر پھیل چکی تھی کہ وہ ایمان اعلی تعلیم کے لیے جا رہی تھی۔۔ خوش والے ایک دو ہی تھے جبکہ باقی سب نے طنز و تشنیع سے کام لیا تھا۔۔

عجیب لڑکی تھی وہ جو اپنی ہی خواہش کے پورا ہونے پر رو دی تھی۔۔ جانے کیوں اسکا دل اب بے ایمان ہو چکا تھا۔ عجیب سا خوف دل میں پنجے گاڑھ چکا تھا کہ اسے نہیں جانا چاہیے۔۔ اسکے جانے کی وجوہات میں پڑھائی کے علاوہ اور بھی بہت کچھ تھا۔ اسے تلاش تھی اپنی ذات کی۔۔ ایک ایسے شخص کی جو اسکی ذات سے وہ تمام ڈر خوف دور کر دے جو اسے چین نہیں لینے دیتے تھے۔

اس رات وہ جشن منانے کی بجائے روتی رہی تھی اور پھر صبح تک وہ اپنے آپ کو تیار کر چکی تھی۔۔ اسے اپنی ماں اور بہن کو بہتر مستقبل دینا تھا اور اس سے

اچھا موقع اسکے پاس نہیں آنا تھا۔۔ وہ اب جانے کو تیار تھی۔۔ چاہے اسکا دل نہیں تھا۔۔ پر اسے جانا تھا۔۔ اسے لازمی جانا تھا۔۔ اسکا انتظار کیا جارہا تھا۔ تقدیر کبھی کبھی بڑی رحم ہو جاتی ہے۔۔ یہ ایمان ابھی نہیں جانتی تھی۔

✿••✿••✿••✿

"میں نہیں جانتا پتہ ہے میں کئی راتوں سے سویا نہیں ہوں مس ایلف! میرے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے پر مجھے وہ لڑکی مسلسل پریشان کر رہی ہے۔۔" وہ گلاس ونڈو کے باہر بادلوں سے ڈھکے آسمان کو دیکھتے ہوئے بول رہا تھا۔ چاروں جانب سرد و جامد برف تھی اور اس برف سے زیادہ وہ کیچڑ خطرناک تھا جس میں وہ لڑکی دھنس جاتی تھی۔۔ دلدل کی طرح کا وہ کیچڑ اسے نگل لیتا تھا۔ وہ خاموشی سے اسے سن رہی تھی۔۔ وہ چاہتی تھی اسکے

سامنے بیٹھا لڑکا بولتا جائے۔ جو گلاس ونڈو سے باہر آسمان پر جانے کیا ڈھونڈ رہا تھا۔

آپ نہیں جانتی لیکن اس لڑکی کی اذیت اور تکلیف میرے سانس بند کر دیتی ہے۔۔ اسکے بیگ پر لکھا وہ آر جے۔۔ اسکے ساتھ کھڑا وہ لڑکا اور اسکی وہ پکار۔۔ جب وہ عبدل عبدل چلاتی ہے۔ یہ سب مل کر مجھے مینٹلی ڈسٹرب کرنے کو کافی ہیں۔۔۔" وہ واقعی ان خوابوں سے تنگ آگیا تھا جو اسے پریشان کیے ہوئے تھے۔ ایلف جانتی تھی وہ ایک مضبوط اعصاب کا مالک تھا۔۔ وہ چیزوں اور باتوں کو خود پر سوار نہیں کرتا تھا۔۔ وہ اسکے پاس تبھی آتا تھا جب کوئی ضروری بہت ضروری بات ڈسکس کرنی ہو۔۔۔

اور اب وہ الجھا ہوا تھا۔۔ حد سے زیادہ الجھ چکا تھا۔۔ اسکی باتیں سن کر وہ خود بھی تھوڑا پریشان ہوئی تھی لیکن وہ بھی سمجھ نہ پائی تھی یہ ماجرہ کیا تھا۔

البتہ ایک بات نے ایلف کو چونکا دیا تھا۔۔آر جے نام کا وہ بیگ۔۔۔۔۔

وہ ایک دم سے بولی ”کیا تمہیں وہ بیگ یاد ہے ؟؟“ وہ ایلف کی بات سن کر سیدھا ہوا اور پھر سوچنے لگا۔

ہاں وہ بیگ مجھے تمام جزئیات سے یاد ہے۔۔“اس نے بتایا تو ایلف اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔۔

”جلدی میرے ساتھ چلو۔۔۔“ وہ کچھ پر اسرار انداز میں بولی تو اسے بھی اٹھنا پڑا۔۔

”کیا ہوا مس ایلف۔۔“ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

اس بیگ کا سراغ لگانے کہ اس کا مالک کون ہے۔۔؟؟"اس نے چمکتی" آنکھوں سے کہا تو وہ بھی کچھ سمجھتے ہوئے انکے پیچھے چل پڑا۔۔

بھلا پہلیاں اتنی جلدی سلجھ جاتی ہیں کیا؟؟راز اتنی جلدی نہیں کھلتے۔۔اور یہ بات وہ دونوں شاید نہیں جانتے تھے۔

✿••✿••✿••✿

تھینک یو مس ایما۔۔"وہ چھٹی کے وقت اس کے پاس آیا۔ایما جو اپنا سر" تھامے بیٹھی تھی اس کی بات پر چونک کر سیدھی ہوئی۔۔اسے اپنا سر درد سے پھٹتا محسوس ہو رہا تھا۔

تھینک یو والی کوئی بات نہیں مسٹر ماثیل۔۔آپ کی جگہ کوئی اور بھی ہوتا تو"
مجھے یہ جاب اپنے فائدے کے لیے کرنی ہی تھی۔۔" وہ سفاک تھی۔۔اور
اس کی یہ بات ماثیل کے چہرے پر کئی سائے لہرا گئے۔وہ ایما سے اس بات کی
توقع نہیں کر رہا تھا۔

ویل۔۔آپ کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو میں خود اسے جاب آفر ہر گز نہ"
کرتا۔۔" وہ پھیکا سا مسکرایا تھا۔۔اور باہر کی جانب قدم بڑھاتے بولا۔

آجائیں باہر موسم اچھا ہے۔۔میں خود آپ کو کچھ چیزوں کے بارے میں"
"سمجھانا چاہتا ہوں تا کہ آپ کو مشکل پیش نہ آئے۔۔۔
وہ شاید اپنے تاثرات چھپا رہا تھا۔۔اسکی آواز میں اب پہلے جیسا جوش نہیں
تھا۔۔ایما خاموشی سے اس کے پیچھے آفس سے باہر نکل آئی۔
باہر موسم واقعی اچھا تھا۔۔ٹھنڈی ہوائیں فرحت بخش تھیں۔

تو آپ نے یہ جاب مجھے کیوں آفر کی۔۔؟؟" وہ اب لمبی راہداری سے گزر رہے تھے۔۔ جس کے ایک جانب اسٹوڈیو تھا اور دوسری جانب لان تھا۔ اسکی بات پر کئی لمحے خاموشی چھائی رہی اور پھر وہ ہولے سے بولا۔

شاید اس لیے کہ آپ مجھے اچھی لگی ہیں۔۔۔" وہ صاف گو تھا۔ وہ کبھی اپنے جذبوں کو لے کر جھوٹ نہیں بولتا تھا۔ کتنی ہی دیر وہ کچھ بول نہ پائی۔۔۔ عجیب سی کشمکش تھی۔۔ وہ اسے کیوں اچھی لگی تھی؟؟؟ اور یہ کس طرح کا اچھا لگنا تھا؟؟

"آپ کو میں اچھی لگی ہوں یا میرا جسم؟؟"

اس کے سوال پر وہ جھٹکے سے پلٹا تھا۔۔ اور بے یقینی سے اسے دیکھتا رہا۔۔

تم میں اور تمہارے جسم کیا فرق ہے۔۔؟؟" وہ ایک دم ہی آپ سے تم پر" آیا تھا۔ شاید وہ نازک سراپے والی لڑکی کو آپ کہہ کہہ تھک چکا تھا۔۔وہ تم کہہ کر اپنائیت جتانا چاہتا تھا۔

یہ جو نظر آرہا ہے یہ میرا جسم ہے۔۔وہ جسے آپ دیکھ نہیں سکتے وہ میں" ہوں۔۔۔" سادہ سے لہجے میں جواب آیا تھا۔۔وہ بولنے کے لیے پر تولنے لگا لیکن سمجھ نہ آیا کہ کیا بولے؟؟؟ وہ لڑکی الگ تھی۔۔انوکھی تھی شاید۔۔اور تبھی وہ اسے اپنی جانب کھینچ رہی تھی۔

وہ کہنا چاہتا تھا کہ میں صرف تمہیں دیکھنا چاہتا ہوں ان جسموں کی مجھے کبھی کمی نہیں رہی۔۔لیکن اس نے کہا نہیں بس پوچھا۔

"اپنی اس بات کی وضاحت کردو تم اور تمہارا جسم الگ کیسے ہیں؟؟"

آپ اپنا جسم کہاں سے لائے ہیں؟؟ وہی جسم جس کے اندر آپ اس وقت ہیں؟ اور یہ مت کہیے گا کہ یہ تو ہمیشہ سے آپ کے پاس ہی تھا۔ کیونکہ شاید پھر آپ کو اپنے جسم کا پتہ نہیں۔ اس میں جو مالیکیول اور ایٹم ہیں، یہ آتے جاتے رہتے ہیں۔ آپ کھاتے پیتے ہیں، سانس لیتے ہیں، اجزاء جذب کرتے ہیں۔ کچھ دیر یہ استعمال ہوتے ہیں پھر یہ جھڑ جاتا ہے، سانس یا منہ سے نکل جاتا ہے۔۔۔ آج سے ایک مہینے بعد آپ کے جسم کا بڑا حصہ وہ نہیں ہوگا جو آج ہے۔ کسی پانی کی لہر کی طرح آپ ایک عارضی ترتیب ہیں

ہر سیکنڈ میں آپ کے جسم میں خون کے بیس لاکھ نئے خلیے بن رہے ہیں۔ روز ہزاروں میل لمبا نیا ڈی این بن رہا ہے، جسم کے اربوں خلئے مر رہے ہیں اور نئے ان کی جگہ لے رہے ہیں۔ خون چار ماہ میں تبدیل ہو چکا ہوتا ہے۔ جلد دو ہفتے میں مکمل طور پر بدلی جاتی ہے۔ معدے کی لائننگ پانچ روز میں بدل

جاتی ہے۔ جگر کبھی اپنی سالگرہ نہیں مناتا۔ ہڈیاں بھی کنکریٹ جیسا سٹر کچر نہیں۔ یہ بھی بدلتی رہتی ہیں۔ اگر ایک ایک عضو کو الگ الگ دیکھا جائے تو آپ اور میں اپنی عمر سے بہت چھوٹے ہیں۔۔۔

جو خلیے جلد تبدیل ہوتے ہیں، ان کا مسئلہ زیادہ تقسیم ہونے کی وجہ سے تقسیم کی غلطی ہونے کا زیادہ امکان ہے۔ یعنی تقسیم کے دوران غلطی۔۔ جو دیر تک رہتے ہیں، خلیوں کو نقصان پہنچانے میں جہاں ریڈی ایشن یا ٹوکسن ہیں، وہاں ایک بڑی چیز آکسیجن ہے۔ جسم میں ہونے والے کیمیائی عوامل میں آکسیجن آزاد ریڈیکل پیدا کرتی ہے جو غیر مستحکم مالیکیول ہیں اور ایسی کیمیائی ری ایکشن کر سکتے ہیں جو ڈی این اے میں مداخلت کر سکتے ہیں اور خلیے کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ ڈاکٹر بروگلے کے مطابق، "اگر آپ آکسیجن سے بچ سکتے ہیں تو دیر تک جوان رہ سکتے ہیں" آکسیجن ہمیں زندہ رکھتی ہے، آکسیجن ہمیں بوڑھا کر دیتی ہے۔۔۔۔

وہ الگ ہی نہیں وہ حیران کن بھی تھی۔ شاید وہ کافی کچھ پڑھ کر آئی تھی۔

وہارا نے کہا کہ جسم کے مادے زیادہ تر ہوا سے آتے ہیں۔ یہ زمین کے سائیکلوں کا نتیجہ ہے۔ 1945 کے بعد اگلے بیس سال تک فضا میں کیے جانے ایٹمی تجربوں نے دنیا کی فضا کو تبدیل کر دیا۔ اس فضا نے ہم کو بدل دیا۔ تابکار عناصر جسموں کا حصہ بن گئے۔ یہ ٹوٹتے جاتے ہیں لیکن عناصر جسم میں رہ جاتے ہیں۔ ان کو وقت میں ٹریک کر کے عناصر کے جسم میں رہنے کا ٹھیک وقت بھی نکالا جا سکتا ہے۔ کاسمک شعاعیں فضا کی بالائی تہہ میں کاربن 14 بناتی ہیں۔ یہ ہر وقت تازہ ہوتے ہوئے جسم کا حصہ بنتے جاتے ہیں۔ پرانی باقیات سے کسی کے مرنے کا وقت اسی بنیاد پر نکالا جاتا ہے کہ مردے اپنے جسم کو روز تبدیل نہیں کر سکتے۔۔

ہمارا ہر وقت ہوتا نیا ہوتا جنم جہاں تر و تازہ رکھتا ہے، وہیں یہ ہماری قسمت لکھتا ہے۔ ری پلیس ہونے والا یہ عمل بہت ہی کم غلطیاں کرتا ہے۔ اتنی کم کہ ہمارا اینا یا ہوا بہترین سے بہترین صنعتی پراسس بھی اس سے کہیں زیادہ غلطیاں کرتا ہے لیکن یہ عمل خود بھی مکمل طور پر پرفیکٹ نہیں۔ مضمحل ہوتے قویٰ، بالوں میں اترتی چاندی، کینسر، سب اس دوبارہ جوان ہونے والی عمل کا نتیجہ ہیں۔ سال گزرتے ہیں، خلیے ضرر اکٹھا کرتے ہیں۔ جسم کے اعضاء ساتھ چھوڑتے جاتے ہیں۔ پھر وہ وقت آجاتا ہے جب قصہ تمام۔۔۔ یہ باری اگلی نسلوں کو منتقل ہو جاتی ہے۔

اس انتہائی پرفیکٹ عمل میں ہونے والی کبھی کبھار کی غلطی۔۔۔۔ کیا یہ اس عمل کی خامی ہے؟؟ نہیں۔ یہی اصول تو زندگی کی رنگینی کی بنیاد ہے۔ اس کے بغیر سب کچھ بے رنگ ہوتا اور سب کچھ ایک سا۔ ایک خلیے سے دوسرے میں کاپی کے دوران ہونے والی غلطیاں ہی تو ارتقا کے عمل کی بنیاد ہیں۔ اگر

یہ نہ ہوتا تو سب کچھ بس پہلے خلیے کی طرح ہی رہ جاتا۔اس کے علاوہ کچھ بھی کبھی بھی نہ ہو سکتا۔اربوں سال سے جاری اس کمال کے کھیل نے آج کی دنیا بنائی ہے۔آج کی زندگی کا ہر رنگ روپ اسی کا نتیجہ ہے۔اور جب ہم کہتے ہیں کہ انسان غلطی کا پتلا ہے تو یہ محض محاورہ نہیں۔ہم اربوں سال سے زندگی کے اپنے آپ کو تازہ رکھنے کے عمل کے دوران ہونے والی غلطیوں کا نتیجہ ہیں۔

اسکا ذہن چکرا گیا تھا۔۔"انسان غلطی/خطا کا پتلا ہے یہ جملہ کتنی بار سنا تھا اس نے۔۔پر آج اسکا اصل معنی سمجھ میں آیا تھا کہ انسان کے سیل اسکے اندر ایسی غلطی کرتے ہیں جو اسے الگ بنا دیتی ہے۔کہیں دور ایک کچھ الفاظ گونج اٹھے تھے۔۔جس میں "سلفائیٹ"سب سے واضح تھا۔

مٹی سے لے کر مٹی ہونے کے درمیان کے وقت کی ایک خوبصورت چال، بدلتے مادے کی یہ عارضی ترتیب یہ آپکا جسم ہے یہ میرا جسم ہے۔۔۔!! اور اس ترتیب پر بیتے تجربوں اور ان کی یادوں، اس سے ابھرتی سوچوں کا تسلسل۔۔۔ یہ آپ ہیں، یہ میں ہوں یہ میرا اصل ہے۔۔۔!! اور میں نظر نہیں آتی۔۔۔ مجھے چھوا نہیں جا سکتا۔۔ نہ آپ کسی کو نظر آئیں گے نہ آپ کو چھوا جا سکے گا۔۔ یہی فرق ہے میرے جسم اور مجھ میں۔۔۔!!

وہ کہہ کر رکی اور ماثیل کو دیکھنے لگی جسکا چہرہ دھواں ہو رہا تھا۔

"کیا ہوا آپ ٹھیک ہیں؟" ایما نے حیرت سے پوچھا۔ وہ بالکل ساکت کھڑا تھا۔۔ کسی مجسمے کی مانند۔۔ ایسا مجسمہ جس نے کوئی ناقابل بیان چیز دیکھ لی اور پھر وہ حیرت اسکی آنکھوں اور چہرے پر رہ گئی ہو۔ شاید وہ جانتا نہیں تھا سلفائیٹس ایسے ہی لوگوں کو ساکت کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔

ایما کی باتیں سن کر اسے چند دن پہلے روح پر پڑھا جانے والا وہ آرٹیکل یاد آیا تھا جو کسی ایمان بنت عبداللہ نے لکھا تھا۔

اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتی روز کا فون آیا تھا۔۔ وہ اسکا انتظار کر رہی تھی۔

خیر مجھے اب جانا ہو گا۔۔" وہ خارجی دروازے کی جانب بڑھی۔وہ" بے اختیار بولا تھا۔

سنو۔۔ کیا تم ہی ایمان بنت عبداللہ ہو۔۔؟؟" اسکی پکار پر وہ رکی اور پھر" پلٹ کر دیکھا اور ہولے سے مسکرائی۔

نہیں میں اُمِ ایمان ہوں۔۔۔!!" وہ کاندھے اچکا کر کہتی جا چکی تھی۔" جبکہ وہ اسی جگہ کھڑا رہ گیا تھا۔

✿••✿••✿••✿

وہ ماثیل کو حیران چھوڑ کر آئی تو روز کا اسکا گیٹ پر انتظار کر رہی تھی۔ ایما کو دیکھتے ہی وہ اسکی جانب لپکی۔۔ وہ بس یہ چاہتی تھی کہ ایما اور ماثیل کے تعلقات تھوڑے خوشگوار ہو جائیں۔

"کیا کہہ رہے تھے مسٹر ماثیل؟؟" اسے دیکھتے ہی روز نے پوچھا۔

"میں نے پہلے ہی کہا تھا تمہارا یہ ٹیچر دل پھینک ہے۔۔" ایما نے چڑتے ہوئے کہا۔ وہ تیز تیز چل رہی تھی۔

نہیں مسٹر ماثیل بالکل بھی ایسے نہیں ہیں۔۔"روز نے تڑپ کر صفائی" دی۔

ہاں ہاں ہر سال گنگا نہا کر آتے ہیں۔۔۔"ایما جل کر بولی تو روز نا چاہتے" ہوئے بھی مسکرا دی تھی۔

ویسے ایما غصہ تمہارے ناک پر دھرا رہتا ہے۔۔ کیا اسکی وجہ جان سکتی" ہوں میں ؟؟"وہ اب مسکراہٹ دبائے اسے جان بوجھ کر چھیڑ رہی تھی۔

اسکی وجہ مس روز ہے۔۔ جو میرے سر پر سوار رہتی ہے۔۔۔"وہ بھی" کہاں بخشنے والی تھی۔ روز کا چھت پھاڑ قہقہہ گونجا تھا۔۔اور پھر وہ دیر تک سے ہنستی رہی۔

✿••✿••✿••✿

"کائنات ایتھر سے بھری ہے۔ یہ شفاف ہے اور تبدیل نہ ہونے والا ہے۔ نہ سرد ہے اور نہ گرم، نہ خشک ہے اور نہ گیلا۔ زمین کائنات کا مرکز ہے۔ اس کے گرد مادی کرے ہیں۔ کائنات کرے کی شکل میں اور محدود ہے۔ اس میں اوپر، نیچے، دائیں، بائیں کے تصورات موجود ہیں۔ خالی کوئی شے نہیں ہوسکتی۔ خلا غیر فطری شے ہے۔۔!!"

وہ چائے بنا کر کمرے میں آئی۔ ہاتھ میں مگ تھامے وہ کسی میگزین کی ورق گردانی کر رہی تھی۔۔ ارادہ چائے کے بعد پڑھائی کرنے کا تھا۔ اچانک اسکی توجہ کائنات کے لفظ نے کھینچ لی۔۔ اور وہ ان چند لائنوں کی پراسراریت میں اس قدر الجھ گئی کہ اپنی چائے تک بھول گئی تھی۔ گلاس ونڈو پر بہتا بارش کا پانی بھی اسکی توجہ نہیں کھینچ پایا تھا۔

کائنات ایتھر سے بھری پڑی ہے۔۔" وہ پہلے جملے پر ہی اٹک گئی تھی۔۔" جانے وہ کتنی دیر اسی میں الجھی رہتی جب اسکے موبائل پر ہونے والی تھرتھراہٹ نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔۔ موبائل اٹھا کر دیکھا تو انجان نمبر سے آنے والے میسج نے اسکی توجہ کھینچی۔۔ بے ساختہ اسکی پیشانی پر بل پڑے تھے۔ لیکن جب اس نے میسج دیکھا تو حیران رہ گئی۔

کس دنیا سے آئی ہو۔۔؟؟" اور پھر جیسے میسجز لائن ہی لگ گئی۔"

"اب تک کہاں تھی؟"

"پتہ ہے کتنے سالوں سے تمہاری تلاش میں تھا۔۔"

"کیا تم میری الجھنیں دور کرسکتی ہو۔۔؟؟"

"میرا تم سے بات کرنا بہت ضروری ہے۔۔"

اسکی بھنویں سکڑ گئیں۔۔ کون تھا کہ شخص جو اسے پاگلوں کی طرح میسجز کیے جارہا تھا۔

"یقین کرو مجھ سے ٹائپنگ نہیں ہوتی۔۔ مجھے ٹیکسٹنگ کرنا نہیں پسند۔۔ میسج لکھتے وقت میری جان جاتی ہے۔۔ لیکن میں رہ نہیں پایا۔۔"

"Who is there??"

بالآخر اس نے پوچھ ہی لیا تھا۔

"جسے تم ماثیل کے نام سے جانتی ہو۔۔۔"

اس جواب پر وہ ساکت رہ گئی تھی۔ سمجھ نہیں آیا تھا کہ غصہ کرے یا کچھ اور۔۔۔

کچھ دیر بعد ہی اسکی پروفائل فوٹو بھی شو ہو گئی تھی۔

مسٹر ماثیل میں تھوڑا مصروف ہوں۔۔۔" وہ جان چھڑا کر آفلائن ہو چکی تھی۔۔ بنا یہ سوچے کہ کوئی ساری رات اسکا انتظار کرتا رہا تھا۔

✿••✿••✿••✿

پہلا قدم اٹھانا سب سے مشکل ہوتا ہے۔۔ اور وہ پہلا قدم اٹھا چکی تھی۔۔ دل بھاری تھا۔۔ آنکھیں بوجھل تھیں۔۔ جانے کا دل نہیں تھا پر اب اسے جانا

تھا۔۔وہ ایئرپورٹ پر تھی۔۔اسے صرف چھوڑنے دو ہی لوگ آئے تھے۔۔ایک سلمی بیگم اور دوستی حمیزہ۔۔۔

انکے علاوہ اسکی زندگی میں تھا ہی کیا؟؟؟

حمیزہ رو رہی تھی۔۔اسے پچھلے تین دنوں سے بخار تھا۔۔ایسی ہی کچھ حالت ایمان کی بھی تھی۔۔ سلمی بیگم کا بلڈ پریشر بھی اوپر نیچے ہو رہا تھا۔۔پہلی بار بیٹی کو خود سے دور بھیج رہی تھیں۔۔انجانے وسوسے دل کو گھیرے کھڑے تھے۔۔لیکن اپنی تربیت پر پورا بھروسہ تھا۔۔فلائیٹ میں ابھی وقت باقی تھا۔۔وہ سلمی بیگم اور حمیزہ کے درمیان میں بیٹھی تھی یوں لگ رہا تھا جیسے کچھ چھننے والا تھا۔۔اسکا ہاتھ تھامتے سلمی بیگم نے بولنا شروع کیا تھا۔۔انکی آواز نم تھی اور پلیں بھیگی ہوئی تھیں۔۔

میں تمہاری طرح پڑھی لکھی نہیں ہوں ایمان اور نہ مجھے کتابی باتیں آتی ہیں۔۔مجھے تو یہ بھی نہیں پتہ مائیں اپنی بیٹیوں کو کونسی نصیحتیں کرتی ہیں۔۔

میں تو بس اتنا جانتی ہوں کہ اللہ نے مجھے سب سے الگ بیٹی دی ہے جس پر مجھے پورا بھروسہ ہے۔۔البتہ اتنا ضرور کہوں گی کہ تم صرف میری بیٹی نہیں "ایمان بھی ہو۔۔اس میں کبھی بے ایمانی مت کرنا۔۔۔

اور ایمان تو جیسے انکے الفاظ پر ساکت رہ گئی تھی۔۔کتنے ہی لمحے وہ سلمی بیگم کی باتوں میں الجھی رہی تھی۔۔پھر وہ تڑپ کر انکے گلے لگ گئی۔۔آنسوؤں کا ایسا دور چلا جو ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔حمیزہ ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔وہ بار بار کہہ رہی تھی۔

آپی مت جائیں میں آپکے بنا نہیں رہ پاؤں گی۔۔"اور ایمان اسے خود" سے لپٹائے ہوئے تھی۔

میں جلدی واپس آؤں گی۔۔اور روز ویڈیو کال کروں گی۔۔" وہ اسے پوری تسلی دے رہی تھی لیکن اپنا دل تھا کہ کہہ رہا تھا واپس پلٹ جاؤ۔۔ آگے مت بڑھو۔۔۔پر وہ قدم بڑھا چکی تھی۔۔اس نے سلمی بیگم اور حمیزہ کے لیے بہت سے خواب دیکھے تھے۔اناؤسمنٹ ہونے لگی تو سلمی بیگم نے اسے خود سے الگ کیا اور سامان اٹھاتے کہا۔

"جلدی جلدی چلو۔۔"اس وقت وہ دل پر پتھر رکھے کھڑی تھیں۔۔جب فیصلہ کر ہی لیا تھا تو بہتر تھا بیٹی کو خوشی خوشی دعاؤں کے ساتھ رخصت کرتیں۔۔

ایمان نے بیگ کندھے پر ڈالتے کیری تھامتے ایک نظر ان دونوں کو دیکھا جن کا عکس آنکھوں میں ابھرنے والے نمکین پانی میں کہیں دھندلا سا گیا تھا۔اور پھر وہ ہاتھ ہلا کر آنکھوں سے اوجھل ہو گئی۔۔

سلمی بیگم اور حمیزہ وہیں کھڑی رہ گئیں۔۔دونوں کو لگ رہا تھا انہوں نے ایمان کو نہیں بلکہ اپنی روح کو بھیج دیا تھا۔۔وہ تب تک وہیں کھڑی رہی تھیں جب تک فلائیٹ ٹیک آف نہیں کر گئی تھی۔۔ سلمی بیگم نے ڈھیروں دعائیں کی تھیں۔۔ حمیزہ بھی اپنے نازک ہاتھوں سے اپنی بہن کے لیے دعا ہی مانگ رہی تھی۔۔جب جہاز بھی آنکھوں سے دور چلا گیا تو وہ دونوں واپس پلٹ گئی تھیں۔۔۔

اور ایمان جو جانے کتنے عزم لے کر گئی تھی نہیں جانتی آنے والا وقت اسکے حق میں اچھا بھی تھا یا نہیں۔۔۔۔

✿••✿••✿••✿

گھر والوں سے دوری اور پہلی دفعہ کا ہوائی سفر۔۔وہ جب ویلینسا پہنچی تو اسے لگا تھا جیسے اسکی ساری جان نکل چکی تھی۔۔آنکھیں رونے کے باعث سوجھی ہوئی تھیں۔۔یہاں نہ کوئی اپنا تھا نہ کوئی سمجھنے والا۔۔

ایمان کو لگا وہ کسی اور دنیا میں آگئی ہے۔۔اسکا دل تنگ پڑنے لگا تھا۔۔حالت عجیب ہو چکی تھی۔

لوگ آجا رہے تھے اور وہ ایک جانب کھڑی تھی۔۔پہلی بار وہ اپنے شہر سے ہی نہیں بلکہ اپنے ملک سے دور آئی تھی۔۔دل تھا کہ مان ہی نہیں رہا تھا۔۔ایمان کو خود پر حیرت ہو رہی تھی کہ اسے خوش ہونا چاہیے تھا۔۔اسے اگر موقع ملا تھا تو اپنی زندگی جینی چاہیے تھی لیکن وہ دل کو نہیں سمجھا پا رہی تھی۔

ٹیکسی والے کھڑے تھے۔۔اسکے پاس ایڈریس بھی تھا۔۔پر کوئی اسکی بات نہیں سمجھ پارہا تھا۔کیونکہ اسے نہ تو ویلینسین زبان آتی تھی اور نہ سپانش۔۔۔ بڑی مشکلوں کے بعد جاکر اسے ایک بوڑھا ٹیکسی ڈرائیور ملا تھا جسے اس نے موبائل سے ہاسٹل کا اڈریس بتایا اور پھر وہ اسے لے کر ہاسٹل کی جانب رواں ہو گیا۔۔۔

اس نے جہاں اللہ کا شکرادا کیا وہیں اسے خوف بھی تھا کہ ٹیکسی ڈرائیور اسے کہیں اور نہ لے جائے یا اسے لوٹ نہ لے۔۔اسی لیے وہ باقاعدگی سے دعائیں مانگ رہی تھی۔

✿••✿••✿••✿

جلنے والوں کی نگاہوں سے چھپایا ہوا شخص

مجھ میں رہتا ہے زمانے کا ستایا ہوا شخص

یاد آتا ہے تو بڑھ جاتا ہے نقصان کا رنج
زندگی بھر کا اثاثہ تھا گنوایا ہوا شخص

دل نے تاوان کی صورت میں لٹایا ہے نصیب
میں نے کھویا ہے مشقت سے کمایا ہوا شخص

جتنا سادہ مجھے سمجھے ہیں مرے شہر کے لوگ
اتنا سادہ بھی نہیں گاؤں سے آیا ہوا شخص

وقت کرتا نہیں نسلوں کے تعارف کا لحاظ
بس اچانک سے گراتا ہے اٹھایا ہوا شخص

میرے پہلو کے مضافات میں ٹھہری ہوئی شام
یاد کرتے ہوئے روئے گی بھلایا ہوا شخص

آج پھر شوخ ہواؤں نے اڑایا ہے مذاق
تیرے لہجے میں جگایا ہے سلایا ہوا شخص

زندگی تجھ سے گزارش ہے مرا حال تو دیکھ
اور کتنا تُو رلائے گی رلایا ہوا شخص

تیری پلکوں سے بکھر جائے گا ساحر کسی روز
تیرے رخسار کی لالی میں سمایا ہوا شخص

وہ دیوار سے چپکی بیٹھی تھی۔۔ سر گھٹنوں میں دبا تھا۔۔اسکا جسم ہلکا ہلکا کانپ رہا تھا۔۔ وہ کچھ بڑبڑا رہی تھی لیکن وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔۔ وہ اسکے قریب بھی نہیں جاسکتا تھا کیونکہ اسے دیکھتے ہی وہ خوف سے چلانے لگتی تھی۔۔ یہ اسکے لیے کتنا تکلیف دہ تھا کہ جو لڑکی دل و جان سے اسے چاہتی تھی وہ اب اسکی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔۔ وہ اس سے ڈرتی تھی یا اس سے نفرت کرتی تھی یہ وہ سمجھ نہیں پایا تھا لیکن اتنا جان گیا تھا وہ اس لڑکی کے سامنے نہیں جاسکتا تھا۔۔ اسکے سامنے جانا اسے تکلیف دینا تھا۔۔ اسکی رگ رگ کو کاٹ کر اذیت بھر دینا تھا۔۔

اور ایک انسان کی اس سے بڑی بدنصیبی کیا ہو گی کہ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنی محبت گنوا دے۔۔ اپنی ساری زندگی کا سرمایہ جب ایک انسان کھو دیتا ہے تب وہ نہ رو پاتا ہے ہنس پاتا ہے۔۔ وہ بس لب بھینچے اذیت سہتا ہے۔۔ اور وہ سہہ

رہا تھا۔۔ جتنی تکلیف وہ معصوم لڑکی کو دے چکا تھا اب اسکا ازالہ بھی تو کرنا تھا۔۔

شیشے کے اس بار دیوار کے ساتھ بیٹھے وجود کو وہ اپنی نم آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔۔ وہ جاننے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ کیا بڑبڑاتی تھی۔۔اور پھر جب کافی دیر غور کرنے پر اسے سمجھ آیا تو وہ ساکت رہ گیا۔۔۔
وہ سسکتے ہوئے ایک ہی لفظ پکار رہی تھی۔۔

مم۔۔ما۔۔۔ماں۔۔

ماں۔۔!

✿••✿••✿••✿

اگلے دن وہ انسٹیٹیوٹ گئی تو جیسے ماثیل اسی کا منتظر تھا۔۔وہ کلاس سے پہلے ہی اسکے آفس پہنچ گیا۔۔۔

سوری اگر تمہیں میرا میسج کرنا برا لگا تو۔۔ وہ دراصل میں خود کو روک ہی" نہیں پایا۔۔" وہ معذرت کر رہا تھا۔۔ اور یہ پہلی بار نہیں تھا۔۔ وہ بس اس سے ہی معذرت کرتا تھا۔۔ وہ جھک جاتا تھا۔۔ صرف اور صرف اس لڑکی کے سامنے جو اسے عجیب لگتی تھی۔

اٹس اوکے۔۔ میں بزی تھی۔۔ جواب نہیں دے پائی۔۔" ایما اتنا ہی کہہ" پائی۔۔ وہ غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔ اس نے ایما کے چہرے پر ہلکی سی ناگواری محسوس کی تھی جسے وہ دبا گئی تھی پر ماثیل کی نظروں سے مخفی نہیں رہ پائی تھی۔

ماثیل کے دل کو ایک دھکا سا لگا تھا۔۔ کیا اسکا وجود نظر انداز کیے جانے کے قابل تھا؟؟؟ کیا کوئی لڑکی اسکے میسج کرنے پر غصہ بھی کر سکتی تھی؟؟؟ نہیں نا۔۔ تو پھر وہ کیوں کر رہی تھی؟؟؟

"وہ کیا چیز ہے؟؟" اس نے ایما کے وجود کو نظروں کے حصار میں لیتے اچانک ہی سوال کیا تھا۔

"سوری؟؟" ایما نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔ وہ اسکی بات نہیں سمجھ پائی تھی۔

"وہ کیا چیز ہے؟؟ وہ کونسی ان دیکھی دیوار ہے جو تمہیں مجھ سے اتنا دور رکھتی ہے۔۔۔" بے ساختہ پوچھا گیا تھا۔۔ اسکی آنکھوں میں الجھن تھی۔۔ سرخ ڈورے رت جگے کا پیغام سنا رہے تھے۔ ایما کا دل جیسے ڈوب کر ابھرا تھا۔۔ اسے ایسے سوال کی توقع نہیں تھی۔ کتنی ہی دیر اسے سمجھ نہ آیا کہ وہ ماثیل کو کیا جواب دے۔۔

آپ مجھے یہ سوچنے پر مجبور کر رہے ہیں مسٹر ماثیل کہ آپکی یہ جاب آفر قبول کر کے میں نے کوئی غلطی ہے۔۔۔" وہ بولی تو لہجے میں چٹانوں کی سی سختی تھی۔

وہ کتنی ہی دیر لب بھینچے بے یقینی سے اسے دیکھتا رہا تھا۔۔اور پھر بنا کچھ کہے چلا گیا۔۔ایما نے رکا ہوا سانس بحال کیا تھا۔۔

وہ اسٹوڈیو بھی نہیں جانا چاہتی تھی جہاں اسکی کلاس ہو رہی تھی لیکن اسے جانا تھا۔۔اور پھر وہ چلی گئی۔۔دونوں نے ایک دوسرے کو مکمل نظرانداز کیا تھا۔۔اور دونوں اپنا کام پوری توجہ سے کر رہے تھے۔۔کلاس ختم ہونے سے دس منٹ پہلے ہی ماثیل چلا گیا تھا۔۔وہ آج اسکے لیے نہیں رکا تھا۔۔

ایما کو اپنے رویہ پر افسوس ہوا تھا لیکن پھر وہ سر جھٹکتی واپس آگئی۔۔روزا سے جانے کیا کیا بتا رہی تھی لیکن وہ بس غائب دماغی سے ہوں ہاں ہی کر رہی تھی۔

رات کو بھی ماثیل نے اسے کوئی میسج نہیں کیا تھا۔۔جہاں اس نے شکرادا کیا تھا وہیں اسے تھوڑاافسوس بھی تھا لیکن وہ نہیں چاہتی تھی اسٹوڈنٹس ان دونوں کو لے کرالٹی سیدھی باتیں کریں۔۔اوراس کے لیے ضروری تھا کہ وہ ماثیل کواسکی حد میں رکھے۔۔اوراسے یہ کام اچھے سے آتا تھا۔

✿••✿••✿••✿

بارش کیسی تیز ہوئی ہے
آدھی رات کا سناٹا ہے
آنکھ اداسی میں ڈوبی ہے
خواب بھی چھپ چھپ کے تکتے ہیں
خوشبو کچھ مانوس سی ہے

اور دل بکھرا بکھرا سا ہے

شیشے کی ان دیواروں کے پار

افق ہے اور دعا

جب تک لوٹ کر آئے گی

شاید میں ہو جاؤں راکھ

تم پاگل ہو گئے ہو ماثیل؟؟اتنی شدید بارش میں تم بنا چھتری کے گھوم رہے ہو۔۔جانتے ہو نہ موسم بدل رہا ہے بیمار پڑ جاؤ گے۔۔!!"شنایا کے لہجے میں غصہ بھی تھا اور خفگی بھی۔۔کوئی بیس بار فون کرنے کے بعد ماثیل نے اسکا فون اٹھایا تھا۔۔اسے یہ خبر مارتھا نے دی تھی کہ ماثیل طوفانی بارش میں بنا چھتری اور برساتی پہنے باہر نکل گیا تھا۔۔یہ سنتے ہی شنایا کا دماغ گھوما تھا۔وہ تب سے اسے فون کر رہی تھی اور جیسے ہی اس نے فون اٹھایا وہ پھٹ پڑی تھی۔۔

ٹھنڈ؟؟کس نے کہا ٹھنڈ ہے۔۔میرا جسم کا رواں رواں ایسے جل رہا ہے" جیسے میرے اندر خون کی جگہ لاوا بہہ رہا ہو۔۔"وہ بولا تو لہجے میں شکستگی تھی۔اسکی بات پر شنایا کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔وہ اتنا مضبوط نظر آنے والا مرد جو کبھی بہکتا نہیں تھا وہ آج کس کشمکش کا شکار تھا۔

"تم ایک عام سی لڑکی کی وجہ سے۔۔۔۔"

وہ عام سی لڑکی جب اسٹوڈنٹس کے ساتھ ہنس ہنس کر بات کرتی ہے اور" مجھے ایسے نظر انداز کرتی ہے جیسے میں ہوں ہی نہیں۔۔وہ عام سی لڑکی جسکی مسکراہٹ میرے سامنے آتے ہی غائب ہو جاتی ہے۔۔تم نہیں جانتی اس وقت میرا دل کرتا ہے میں کہیں غائب ہو جاؤں۔۔"اس نے شنایا کی بات کاٹتے بے بسی سے کہا تھا۔۔۔

ماثیل۔۔۔۔"شنایا نے صدمے سے اسے پکارہ تھا۔"

وہ عام سی لڑکی میرے لیے عام نہیں ہے شنایا۔۔۔"کیا کہہ دیا تھا اس" نے۔۔شنایا نے ضبط سے آنکھیں میچیں۔جانے کتنے عرصے بعد اس نے شنایا کا نام پکارہ تھا۔۔آنسو جانے کب اسکی پلکوں کی باڑ توڑ کر بہنے لگے تھے اسے پتہ ہی نہیں چلا۔

وہ عام سی لڑکی مجھے میری شناخت لوٹا سکتی ہے۔۔ لیکن اس عام سی لڑکی کو" مجھ جیسے خاص شخص میں کوئی لچپسی ہی نہیں ہے۔۔۔"وہ جل کر راکھ ہو چکا تھا۔شنایا کو لگا اگر وہ مزید اسکی باتیں سنے گی تو مر جائے گی۔

مم۔۔میں اس سے بات کروں گی۔۔"وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔"

گلے میں اٹکے آنسوؤں کے گولے نے مزید کچھ بولنے ہی نہیں دیا تھا۔۔

نہیں۔۔میں کسی تیسرے کو ہمارے درمیان آنے کی اجازت نہیں دوں گا۔۔شنایا میں پھر سے نہیں ٹوٹنا چاہتا۔۔میں پھر سے دل کے معاملے میں ہار نہیں سکتا۔۔۔"

پھر سے ؟؟؟ یہ اس نے کیا کہا تھا۔۔کیا محبت "پھر سے" ہو رہی تھی۔۔کیا محبت ہو چکی تھی ؟؟؟ کیا جو ہوئی وہ محبت تھی۔۔۔؟؟
کتنے ہی سوال تھے جو بادلوں کی گرج چمک میں کہیں گم ہو کر رہ گئے تھے۔

@@@@@@@@@@

اگلے دن وہ ذرا دیر سے انسیٹیوٹ پہنچی تھی۔۔یونیورسٹی میں اسے کافی ٹائم لگ گیا تھا۔۔لیکن جیسے ہی وہ انسٹیوٹیوٹ پہنچی تو ماثیل کی خراب طبیعت کی

خبر نے اس پر دھماکہ کیا تھا۔۔ سارے اسٹوڈنٹس پریشان نظر آرہے تھے۔۔۔۔ وہ کلاس لینے آیا تھا۔۔ پر اسے فلو ہو چکا تھا۔۔ اور بخار بھی بہت تیز تھا۔۔ اس نے بہت کوشش کی لیکن زیادہ دیر نہ بول پایا نہ کھڑا رہ پایا۔۔ مجبوراً اسے کلاس چھوڑ کر جانا پڑا تھا۔۔ یہ پہلی بار ہوا تھا کہ ماثیل نے کوئی کلاس چھوڑی تھی۔

یہ سنتے ہی ایما کو بلاوجہ ہی شرمندگی ہونے لگی تھی جیسے اسکی وجہ سے سب ہوا ہو۔۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد مارتھا نے آکر بتایا تھا کہ اب ماثیل کی طبیعت پہلے سے بہتر تھی۔۔ ڈاکٹر چیک اپ کر کے جا چکا تھا۔ اسے ٹھنڈ لگی تھی۔۔ اور یہ پوری رات بارش میں بھیگنے کا نتیجہ تھا۔۔ سب سے پہلے روز اسکی عیادت کو پہنچی تھی۔۔ ایما کے لاکھ منع کرنے پر بھی وہ باز نہیں آئی تھی۔۔ لان میں لگے پودوں سے وہ چھانٹ چھانٹ کر اچھے پھول توڑ کر لے گئی تھی۔۔ جبکہ ایما اپنے چھوٹے سے آفس میں بیٹھی مسلسل بے چینی کا شکار تھی۔۔ وہ اپنے

ہاتھوں کو مسل رہی تھی اور یہی سوچ رہی تھی کہ کاش اسے یہاں جاب نہ کرنی پڑتی۔۔

اس نے مارتھا سے ماثیل کی طبیعت کا پوچھا تھا۔۔اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ ماثیل کا سامنا کرتی۔۔ حالانکہ اس نے کچھ نہیں کیا تھا لیکن کچھ تھا جو اسے کھٹک رہا تھا۔۔روز چھٹی کے وقت تک غائب رہی تھی۔۔ جبکہ ایما اپنے آفس سے باہر نہیں نکلی۔۔ موسم پھر سے ابر آلود ہو چکا تھا۔۔ باہر ہلکی ہلکی بارش شروع ہو چکی تھی۔۔ گلاس ڈور کے اس پار وہ راہداریوں میں گھومتے اسٹوڈنٹس کو دیکھ رہی تھی جس میں نوجوان، جوان اور بوڑھے ہر طرح کے لوگ تھے۔۔ وہ سب اسکی عیادت کر رہے تھے جبکہ وہ جیسے اپنی کرسی پر جم سی گئی تھی۔۔۔

ایک پل کو اسکا دل چاہا تھا وہ یہاں سے بھاگ جائے۔۔وہ کبھی ماثیل کا نام نہ سن پائے لیکن مجبوری کی پختہ زنجیروں نے اسکے قدم باندھے ہوئے تھے۔ اور پھر چھٹی سے دس منٹ پہلے روز کسی جن کی طرح وارد ہوئی تھی۔۔

"تم اتنی بے مروت ہو گی یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا۔۔"اس نے برا منہ بناتے کہا تھا۔

"میں نے کیا کیا؟؟"وہ جانتی تھی لیکن پھر بھی اسکے الزام پر تڑپ اٹھی تھی۔

"مسٹر ماثیل کی طبیعت اتنی خراب ہے اور تم نے پوچھا تک نہیں۔۔جانتی ہو Employee ہو۔۔"روز نے خفگی سے تمہارا فرض بنتا ہے۔۔تم انکی کہا تھا۔

"ہاں تو Employee ہوں۔۔غلام تو نہیں نا۔۔جب ٹائم ملے گا چلی جاؤں گی۔۔"اس نے بدلحاظی سے جواب دیا۔۔وہ تنگ آچکی تھی۔روز نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔اور پھر وہ تیزی سے اسکی جانب بڑھی۔

"وہ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟؟"روز نے اسکی پیشانی چھوتے پوچھا۔۔وہ جانتی تھی ایما ایسی نہیں تھی۔۔پھر وہ ایسے کیوں بی ہیو کر رہی تھی؟؟

"ٹھیک ہوں میں۔۔۔سر درد کر رہا ہے۔۔میں گھر جانے لگی ہوں۔۔"ایما نے اپنی پیشانی مسلتے کہا۔۔اسے اپنے آدھے سر میں چبھن کا احساس ہوا تھا۔۔اور وہ جانتی تھی اسے مائیگرین اٹیک ہو رہا تھا۔۔اور اس وقت اسکے پاس دوا بھی نہیں تھی۔

تھوڑی دیر رک جاؤ۔۔اکٹھے چلیں گے ابھی بہت تیز بارش ہو رہی ہے۔۔" روز نے سنجیدہ ہوتے جواب دیا۔

"نہیں مجھے ابھی جانا ہے۔۔" ایمانے کلائی پر بندھی کھڑی دیکھتے کہا۔۔ آف ٹائم ہو چکا تھا۔۔اسکا چہرہ سرخ پڑ چکا تھا۔

"اچھا چلو ٹھیک ہے۔۔میں بیگ لے آؤں۔۔" روز پریشانی سے کہتی کمرے سے نکل گئی تھی۔اسکا بیگ اسٹوڈیو میں ہی رکھا تھا۔۔جبکہ ایما بے چینی سے کمرے میں ٹہلنے لگی تھی۔

✿••✿••✿••✿

وہ رات دیر تلک جاگتی رہی تھی۔۔روز اسٹوڈنٹس گروپ میں لگی ہوئی تھی جہاں سبھی اس بات پر پریشان تھے کہ آخر ماثیل کو ہوا کیا تھا۔۔ایک دن پہلے وہ بالکل ٹھیک تھا۔۔پھر اچانک اتنی طبیعت خراب کیسے ہو گئی؟؟؟

وہ روز کی باتوں سے تنگ آچکی تھی۔۔اسکے سر میں شدید درد تھا۔۔دوا لینے سے بھی کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔۔۔اب وہ چائے بنا کر لائی تھی۔۔لیکن روز کی باتوں نے اسے وہاں سے اٹھنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔وہ مزید ماثیل نامہ نہیں سن سکتی تھی۔۔اس سے کمرے میں سانس نہیں لیا جا رہا تھا۔۔۔یوں جیسے ایک دم ہی فضا سے آکسیجن ختم ہو گئی ہو۔۔

وہ چاہ کر بھی سو نہیں پا رہی تھی۔۔نہ اسکا پڑھائی میں لگ رہا تھا نہ کسی اور کام میں۔۔

وہ اپنا کپ اٹھائے بالکونی میں آگئی تھی۔۔باہر ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔۔سردی کی آمد آمد تھی۔۔اور دو دنوں سے پڑنے والی تیز بارش نے موسم کو یک لخت ہی بدلا تھا۔

جانے وہ کتنی دیر وہاں کھڑی عجیب وغریب سوچوں میں الجھی رہی جب روز خاموشی سے اسکے پاس آکر کھڑی ہو گئی۔۔

میں نے سنا ہے اگر ایک شخص کی وجہ سے کوئی دوسرا شخص بے سکون ہو تو" اس شخص کو بھی سکون نہیں ملتا جو دوسرے کی بے سکونی کی وجہ ہوتا ہے۔۔" عام سے لہجے میں کی گئی بات ایما کو اپنے اندر اترتی محسوس ہوئی تھی۔

کک۔۔۔کیا مطلب ہے تمہارا؟؟" ایما نے گڑبڑاتے پوچھا تھا۔"

وہی جو تم سمجھنا نہیں چاہ رہی ہو۔۔" وہ اب ایما کی طرف دیکھتے کہہ رہی تھی۔۔ بالکونی میں اندھیرا تھا۔۔اندر سے آتی روشنی انکے جسموں کو تو واضح کر رہی تھی لیکن انکی کیفیات کو نہ اجاگر کر پائی۔

"ایما۔۔ مسٹر ماثیل ایک اچھے انسان ہیں۔۔ جب تم پہلے دن ان سے ملی تب جو بھی ہوا اسے بھول جاؤ۔۔ تم انہیں نظرانداز مت کیا کرو۔۔ اگر وہ تمہارے نزدیک اہم نہیں ہیں تو تم انہیں ویسے ہی ٹریٹ کرو نا جیسے عام لوگوں کو کرتی ہو۔۔ ان سے اتنا کیوں کتراتی ہو؟؟" ایما تو اسکی بات سن کر ساکت ہوئی تھی۔۔ اسے اندازہ نہیں تھا بظاہر لاپرواہ نظر آنے والی روز ماثیل کے بارے میں اسکی سوچ کو اتنا جان گئی تھی۔

"میں ایسا کچھ بھی نہیں کرتی۔۔ اور یہ سب تم سے مسٹر ماثیل نے کہا؟؟" ایما کو بے ساختہ غصہ آیا تھا۔۔ روز مسکرا دی۔۔

مسٹر ماثیل نے کچھ نہیں کہا البتہ انکی آنکھیں شکوہ کر رہی تھیں۔۔''ایما کا''
دل دھڑکا تھا۔

وہ کہہ رہی تھیں دیکھو تمہاری دوست میری کتنی بے عزتی کرتی''
ہے۔۔۔''

اللہ توبہ! میں نے کب بے عزتی کی؟؟''وہ چڑ گئی تھی۔''

ایک انسان بیمار ہو اور آپ اسکی عیادت کو بھی نہ جاؤ اسے کیا کہا جاتا''
ہے؟؟''روز نے فوراً پوچھا تھا۔

اس وقت میرے اپنے سر میں درد تھا۔۔'' ایما نے دوسری جانب دیکھتے '' کہا۔۔وہ چہرے کا رخ موڑ گئی تھی یوں جیسے وہ اندھیرے میں اسکے چہرے کو پڑھ لے گی۔۔اسکی بات سن کر روز نے ایک گہرا سانس لیا اور پھر نرم لہجے میں کہا کہ '' چلو ٹھیک ہے! کل سب سے پہلے جا کر تم مسٹر ماثیل کی طبیعت کا پوچھ لینا۔۔ایک فارمیلیٹی ہی سہی لیکن اس سے انہیں خوشی ملے گی۔۔'' روز تو کہہ کر جا چکی تھی لیکن وہ جانے کن تانوں بانوں میں الجھی وہیں کھڑی رہی۔

✿••✿••✿••✿

اگلے دن روز کی بات پر عمل کرتے وہ ماثیل کے آفس گئی۔ لیکن وہ وہاں نہیں تھا۔۔مارتھا نے اسے بتایا کہ وہ اپنے کمرے میں تھا۔۔طبعیت ابھی پوری طرح ٹھیک نہیں ہوئی تھی۔اسٹوڈیو کے پچھلی جانب ماثیل کا گھر تھا۔۔

ایماب کشمکش میں پڑ گئی کہ وہ ماثیل کے رہائشی ایریا میں جائے یا نہ جائے۔۔۔اسکی پریشانی شاید مار تھا بھانپ چکی تھی۔اس نے مسکرا کر کہا۔
آپ چلی جائیں مسٹر ماثیل آپکو لاؤنج میں ہی مل جائیں گے۔۔"اور ایما اثبات میں سر ہلاتی رہائشی ایریا کی جانب چل پڑی۔۔ لیکن وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ ماثیل لان میں بیٹھا تھا۔۔ سرخ ٹائلوں کی روش پر چلتی وہ اسکی جانب بڑھ رہی تھی۔

وہ سگریٹ جلائے دھواں فضا میں خارج کر رہا تھا۔۔رف سے حلیے میں جانے کہاں گم تھا۔۔۔
ایما نے دل ہی دل میں شکر کیا کہ وہ اسے باہر ہی مل گیا تھا۔۔
ماثیل کی نظر جیسے ہی ایما پر پڑی وہ حیران رہ گیا۔۔ شاید وہ اس کے وہاں آنے کی توقع نہیں کر رہا تھا۔۔جب ہوش آیا تو سگرٹ پھینکتے فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہیلو! کیسی طبیعت ہے اب آپ کی؟؟" اسکے قریب پہنچ کر ایما نے زبردستی مسکراتے پوچھا تھا۔۔ سگریٹ کی جو بو فضا میں تھی وہ اسے چبھتی محسوس ہوئی تھی۔ماثیل تو کچھ بول ہی نہ پایا۔۔وہ حیرانی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"اب تو اچھا ہوں۔۔۔" خیال آنے پر وہ جیسے چونکا اور پھر دل سے مسکرادیا۔ "ویل آپ آج جلدی آگئی ہیں۔۔ابھی تو کلاس میں بھی کافی ٹائم ہے۔۔" وہ آج اسے تم نہیں آپ کہہ رہا تھا۔

"میں یونیورسٹی سے جلدی فری ہوگئی تو سیدھا ادھر ہی آگئی۔۔" ایما کی نظریں گیلی گھاس پر پڑے سگریٹ کے اس ٹکڑے پر جمی تھیں جو دھیرے

دھیرے سلگ رہا تھا۔۔ماثیل اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھتے بے ساختہ بولا تھا۔

آئی ہوپ کہ آپ کو کسی لڑکے کے سموکنگ کرنے پر اعتراض نہیں ہو گا۔۔۔"اس نے پورا یقین سے کہا تھا۔۔

مجھے سگریٹ کے دھویں الرجی ہے۔۔میں مائگرین پیشنٹ ہوں۔۔اسکی" ذرا سی سمیل مجھے ہفتوں بیمار رکھ سکتی ہے۔۔"ایما کا انداز بالکل عام تھا۔۔ اس نے بس ایک بات کی تھی۔۔ جبکہ ماثیل کو اپنے وجود سے دھواں اٹھتا محسوس ہوا تھا۔۔۔

جسے وہ اپنی ضرورت سمجھتا تھا وہ چیز سامنے کھڑی لڑکی کو اذیت دیتی تھی۔۔ کتنے ہی لمحے وہ کچھ بول نہ پایا۔۔اس خاموشی کو ایما نے ہی توڑا تھا۔

میں آپکی طبیعت کا پوچھنے آئی تھی۔۔اور اپنے گزشتہ رویے کی معذرت کرنے بھی۔۔" جانے کتنی مشکلوں سے اس نے وہ جملہ ادا کیا تھا۔

"کیا آپ کو ابھی بھی مائیگرین ہے؟؟" ماثیل نے جیسے اسکی بات سنی ہی نہیں تھی۔۔اسکی نظریں اب ایما کی سوجھی آنکھوں اور چہرے پر جمی تھیں۔

"جی۔۔شاید کل اٹیک ہوا تھا۔۔اور یہ تین دن سے پہلے نہیں جاتا۔۔"اس نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا تھا۔۔ماثیل کے ہونٹ بھینچ چکے تھے۔

"اوکے ابھی آپ یہاں سے جائیں میں دس منٹ تک ریڈی ہو کر آتا ہوں۔۔" اسکی بات سن کر ایما اثبات میں سر ہلاتی واپس آگئی۔۔ماثیل نے

ایسا کیوں کہا تھا یہ وہ سوچنا ہی نہیں چاہتی تھی۔۔بلکہ سوچ ہی نہیں سکتی تھی۔۔مائیگرین کی تکلیف اسے کچھ سوچنے دے ہی نہیں سکتی تھی۔

✿••✿••✿••✿

”پہلے کہا جاتا تھا اعصاب کا مرکز دل ہوتا ہے۔جب ایک لاش کا پوسٹ مارٹم کرتے ہوئے واضح طور پر علم ہو گیا کہ اعصاب کا مرکز دماغ ہے؛ ایک پروفیسر نے یہ اپنی آنکھ سے دیکھ کر بھی انکار کر دیا۔کریمونینی، جو گلیلیو کے دوست تھے؛ انہوں نے گلیلیو کی ٹیلی سکوپ دیکھنے سے انکار کر دیا کہ کہیں پرانے خیالات تبدیل ہو نہ جائیں۔1668 میں جوزف گلینول، جو نئے فلسفے ”پر لیکچر دے رہے تھے کہتے ہیں،“میں اس وقت سر پکڑ کر بیٹھ گیا جب مجھے کسی پڑھے لکھے شخص سے اس چیز پر بحث کرنا پڑی کہ پرانا فلسفہ غلط ہے۔جب میں نے اسے ٹیلی سکوپ اور مائیکروسکوپ سے دکھانے کی

کوشش کی تو اس کا کہنا تھا کہ ان آلات کا کیا اعتبار۔ کیا معلوم کہ ان کا شیشہ ''سب کچھ تبدیل کر کے دکھا دیتا ہو۔۔

آج پھر وہ کسی ٹاپک پر گفتگو کر رہا تھا۔۔ ایما اسٹوڈیو کی چند ضروری چیزوں کی لسٹ بنانے آئی تھی۔۔ وہ اپنا بظاہر اپنا کام کر رہی تھی لیکن اسکے وہ پوری توجہ سے ماثیل کی باتیں سن رہی تھی۔۔ جواب کہہ رہا تھا۔

اور پتہ ہے آج کی دنیا میں بھی کچھ انسان ایسے بھی پائے جاتے ہیں جو نئے '' نظریوں پر بحث کرنا پسند نہیں کرتے۔۔ بلکہ وہ نئے لوگوں سے ملنے سے گھبراتے ہیں۔۔ وہ اکیلے رہتے ہیں۔۔ وہ ڈرتے ہیں، وہ لوگوں کو جان بوجھ کر نظر انداز کرتے ہیں۔۔ انہیں ڈر ہوتا ہے کہ اگر وہ نئے لوگوں سے ملیں گے تو وہ اپنے ٹریک سے اتر جائیں گے۔۔ کیا ایسے لوگ بزدل نہیں ہوتے؟؟ صرف اس وجہ سے کسی انسان کو نظر انداز کرنا کہ اس سے بات

کر کے آپکی زندگی میں تبدیلی آجائے گی۔۔یا آپ کے خیالات بدل جائیں گے کیا یہ مناسب ہے؟؟؟ایسا لوگوں کو کیا کہنا چاہیے۔۔؟؟" ماثیل بول رہا تھا اور ایما کو ایک ایک لفظ نشتر کی طرح چبھتا محسوس ہوا تھا۔۔۔تو اسکے گریز کو وہ کیا سمجھا تھا؟؟؟ایما کا دماغ گھوم گیا۔۔۔اس نے محسوس کیا تھا ماثیل کی نظریں اسے اپنے حصار میں لیے ہوئی تھیں۔۔یہ تو طے تھا وہ اسے بخشنے والا نہیں تھا۔۔

پہلے غم اور پھر غصے کی ایک لہر اسکے رگ و پے میں پھیل گئی۔۔۔وہ جھٹکے سے ماثیل کی جانب مڑی تھی اور توقع کے عین مطابق وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔ اسٹوڈنٹس کچھ بول رہے تھے پر سن کہاں رہی تھی۔۔۔وہ خالی خالی نظروں سے اسے گھور رہی تھی۔

وہ جواب دینا چاہتی تھی۔۔ کوئی کرارا سا جواب جسے سن کر ماثیل جل بھن کر راکھ ہو جائے۔۔۔ اس نے کچھ بولنے کے لیے اپنے لبوں کو کھولا اور پھر بند کر لیا۔۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی اسٹوڈیو سے باہر نکل گئی۔۔۔

ماثیل کی نگاہوں نے اوجھل ہونے تک اسکا پیچھا کیا تھا۔۔ اس کی ساری دلچسپی معدوم پڑ گئی تھی۔

کلاس کے بعد جب وہ باہر آیا تو وہ لان میں بنے چھوٹے سے سوئمنگ پول کے کنارے رکھے پتھر کے بینچ پر بیٹھی تھی جس میں رنگ برنگی بطخیں تیر رہی تھیں۔۔۔

اس نے اپنے اس اسٹوڈیو میں کو کافی قدرتی بنا رکھا تھا۔۔ پیڑ پودے۔۔ پرندے سب ہی جمع کر رکھے تھے۔

مجھے لگا تھا تم بحث کرو گی۔۔" اسکے عقب سے آواز ابھری تھی۔ وہ اب پریشان سا اسکی پشت کو گھور رہا تھا۔۔ طبعیت ابھی سنبھلی نہیں تھی۔۔۔ بخار تھا اور فلو بھی گیا نہیں تھا۔ اسکا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

"بحث اپنے برابر کے لوگوں سے کی جاتی ہے۔۔ ایسے لوگوں سے نہیں جن کا لیول جن کی دنیا ہی آپ سے الگ ہو۔۔۔" عام سے لہجے میں اسکا دیا گیا جواب ماثیل کو اندر تک چبھا تھا۔ اسکا جسم بخار سے ٹوٹ رہا تھا۔۔ دل تو کر رہا تھا بستر پر گرے اور سال چھ مہینوں کے لیے سو جائے۔۔ کیونکہ پچھلی کئی راتوں سے وہ ٹھیک سے سو نہیں پایا تھا۔

"تو میں تمہارے لیول کا نہیں ہوں۔۔؟؟" سوال ابھرا تھا۔

نہیں۔۔۔!!" ایما کے برجستہ جواب پر وہ کچھ بول ہی نہیں پایا۔بس

خاموشی سے اسکی پشت کو گھورتا رہا۔پھر وہ گہرا سانس لیتے آگے بڑھا اور

فاصلہ رکھ کر اسکے ساتھ بیٹھ گیا۔

"بہت سخت دل اور بہت روڈ ہو تم۔۔" یہ کمپلیمنٹ تھا کچھ یا کچھ اور۔۔۔

ایما اسکے بے چارگی سے بولے گئے اس جملے پر مسکرادی تھی۔وہ بھی اسکی

مسکراہٹ محسوس کر گیا تھا تبھی خفگی سے بولا تھا۔

"صحیح کہہ رہا ہوں۔۔مجھ جیسے لڑکے کو اگر تم جیسی لڑکی کو امپریس کرنا ہو تو

اسے سالوں لگ جائیں۔۔بلکہ شاید ساری عمر۔۔!!" چہرے پر ناراضی

تھی۔

ایما نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔گہرے سیاہ بال پیچھے کی جانب سیٹ

تھے۔۔شیو تھوڑی بڑی ہوئی تھی۔چہرہ سرخ تھا۔۔اور اسکے نین

نقش۔۔۔اف وہ کہیں سے بھی مشرقی نہیں تھے۔اسکی سرخ متورم آنکھیں ایما کو ہی دیکھ رہی تھیں۔۔

بھلا آپ جیسے انسان کو کیا ضرورت آن پڑی کہ وہ مجھ جیسی لڑکی کو" امپریس کرے؟؟"لہجہ عام سا تھا لیکن سوال ایسا تھا جس کا جواب ماثیل خود بھی نہیں جانتا تھا۔

✿••✿••✿••✿

"ادھـــم"

بھلا آپ جیسے انسان کو کیا ضرورت آن پڑی کہ وہ مجھ جیسی لڑکی کو امپریس" کرے؟؟"لہجہ عام سا تھا لیکن سوال ایسا تھا جس کا جواب ماثیل خود بھی نہیں جانتا تھا۔ماثیل بھی اب گردن موڑے ایما کو ہی دیکھ رہے تھا۔۔دونوں کی

نظریں ملی تھیں۔۔ماثیل نے اسکی آنکھوں میں جھانکنے کی کوشش کی۔۔وہ لوگوں کو انکے چہرے سے پڑھ لیتا تھا۔۔آنکھوں میں جھانک کر اندر کا حال جان لیتا تھا۔۔ لیکن ایما کی آنکھیں سیاہ تھیں۔۔سیاہ یعنی گھپ اندھیرا۔۔۔ ایسا اندھیرا جس میں وہ گم تو ہو سکتا تھا پر کچھ ڈھونڈ نہیں سکتا تھا۔اسکے اتنے غور سے دیکھنے پر ایما نے نظریں چرا لیں۔۔وہ اب سامنے پول میں تیرتی رنگ برنگی بطخوں کو دیکھ رہی تھی۔

میری آنکھوں میں آپ کو کچھ نہیں ملے گا۔۔" اسکے سادہ سے لہجے میں بولے گئے جملے نے ماثیل کو ٹھٹھکنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔یعنی وہ جان گئی تھی ماثیل اسکی آنکھوں میں کچھ ڈھونڈ رہا تھا۔

مجھے ایسے لوگ نہیں پسند جو اپنے جذبات چھپا کر رکھتے ہوں۔۔" ماثیل نے خفگی سے کہا۔

جو آپ اپنے جذبات عیاں کر دیں ایسے لوگوں کی قدر نہیں ہوتی۔۔" وہ اسے سچ بتا رہی تھی۔ "ایسے لوگ دل پھینک کہلائے جاتے ہیں۔۔" ماثیل نے اسکی بات کو غور سے سنا اور پھر گہرا سانس فضا میں خارج کرتے کہا۔

" سچے جذبے اپنا آپ ظاہر کرا دیتے ہیں۔۔ ایسے جذبے چھپائے نہیں چھپتے۔۔ میں بہت اوپن مائنڈڈ ہوں ایما! مجھے سالوں سے کوئی لڑکی پسند نہیں آئی اس لیے میری کوئی گرل فرینڈ نہیں ہے۔۔ کیونکہ مجھے اس میں دلچسپی نہیں کہ کون لڑکی مجھے پسند کرتی ہے اور کون میرے ساتھ ڈنر کرنا چاہتی۔۔ یا کون میرے ساتھ ایک حسین شام بتانا چاہتی ہے۔۔ ہاں مجھے تلاش تھی ایسی لڑکی کی جو مجھے متاثر کر سکے۔۔ جسے دیکھ کر مجھے احساس ہو کہ یہ صرف میرے لیے بنی ہے۔۔ اور اب میری یہ تلاش پوری ہو چکی ہے۔۔۔" آخری جملہ اس نے ایما کے چہرے کو نظروں کے حصار میں لیتے

بولا تھا۔اسکی بات پر ایما کا دل دھڑکا تھا۔۔اس نے ماثیل کی آخری بات کو مکمل اگنور کیا تھا۔

کیا تم نے کبھی کسی سے محبت کی ہے؟؟‘‘سوال غیر متوقع تھا۔۔ایما نے’’ حیرانی سے ماثیل کو دیکھا۔۔وہ اب بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔اب وہ اسکے چہرے سے اسکے تاثرات جانچنا چاہ رہا تھا۔

وہ کئی لمحے اسکی بات پر غور کرتی رہی۔۔دل اتنی تیزی سے دھڑک رہا تھا کہ اسے اپنی دھڑکن صاف سنائی دے رہی تھی۔

انہیں اتنے غور سے مت دیکھنا کہ تمہیں پسند آجائیں کیونکہ یہ انگیجڈ’’ ‘‘ہیں۔۔

اسکی سماعت سے چند الفاظ ٹکرائے تھے،اسکے اندر چھن سے کچھ ٹوٹا تھا۔۔

عبدل۔۔یہ نام فضاؤں میں گونج کر رہ گیا تھا۔۔

نہیں۔۔ محبت سے میرا کوئی لینا دینا نہیں۔۔"اس نے مسکراتے ہوئے"
جواب دیا تھا۔۔
اور وہ نہیں جانتی تھی ماثیل نے اسکا جواب سن کر اپنی اٹ کی سانس بحال کی تھی۔

ڈیٹس گریٹ۔۔"وہ بلاوجہ ہی خوش ہوا تھا۔"

مجھ سے نہیں پوچھو گی یہی سوال؟؟"وہ اسکی خاموشی پر حیران تھا۔"
لوگ تو اس سے یہ سوال سب سے پہلے کرتے تھے کہ ماثیل دی بت ساز نے کبھی کسی سے محبت کی تھی یا نہیں۔۔؟؟ لیکن وہ عجیب لڑکی جسے اسکی ذات میں جیسے کوئی دلچسپی ہی نہیں تھی۔

"نہیں۔۔ضرورت ہی نہیں۔۔مجھے لوگوں کی پرسنل لائف میں انٹرسٹ کم ہی ہوتا ہے۔۔" وہ سادہ سے لہجے میں کہتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ہاں۔۔ٹھیک کہا۔۔تم تو میرا نام تک نہیں جانتی۔۔۔" پھیکی سی مسکان اسکے لبوں پر ابھری تھی۔ایمانے رک کر اسے دیکھا۔

"ماثیل کا ماثیل کے علاوہ اور کیا نام ہو سکتا ہے بھلا؟؟" وہ تعجب سے بولی۔

"وہی جو نہیں ہونا چاہیے تھا۔۔" برجستہ جواب آیا تھا۔

"کیا نام ہے آپکا۔۔؟؟" یہ پہلا سوال تھا۔

"ادھـــم۔۔ابوادھـــم!"

اور وہ دیکھتی ہی رہ گئی۔۔ابوادھم یعنی اسلامی نام۔یعنی وہ مسلمان تھا۔۔
نہیں وہ مسلمان تو نہیں لگتا تھا۔۔اسے تو مسلمانوں سے نفرت تھی۔۔پر پھر وہ ابوادھم کیوں تھا۔۔؟؟

لیکن وہ ادھ-م لفظ پر غور کرنا بھول گئی تھی۔۔ادھم یعنی سیاہ۔۔۔
!اندھیرا۔۔۔تاریکی۔۔۔سیاہی۔۔یعنی موت

✿••✿••✿••✿

"تمہیں کیا لگتا تھا مسٹر عبدل کہ تم بھاگ جاؤ گے، چھپ جاؤ گے اور ہیزل تمہیں ڈھونڈ نہیں پائے گی؟؟" وہ قہر بار نظریں لیے اسکے سامنے کھڑی تھی۔وہ کل ہی اپنے ٹور سے واپس لوٹا تھا اور اس وقت اپنے دوستوں کے

ساتھ کلب میں سگریٹ پھونک رہا تھا۔۔ تھرکتے جسم چاروں جانب گھوم رہے تھے۔۔

اسے دیکھتے ہی سگریٹ پیتے عبدل کو اچھو لگا اور وہ جھٹکے سے سیدھا ہوا۔۔ سگریٹ ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر چکا تھا۔اسے اندازہ نہیں تھا ہیزل یہاں تک پہنچ جائے گی۔

"مجھے جھوٹ بولنے والے لوگ نہیں پسند۔۔ تمہاری وجہ سے میرا کتنا نقصان ہوا ہے۔۔ کیا تمہیں اندازہ ہے؟؟" اس نے غصے سے چیختے ہوئے اپنا قیمتی بیگ عبدل کو دے مارا۔۔ وہ لال بھبھوکا چہرہ لیے اسے کچا چبا جانے کو تیار تھی۔ جبکہ عبدل تو اسکے رویے پر شاکڈ تھا۔اسکے دوست حیرانی سے کبھی عبدل تو کبھی ہیزل کو دیکھ رہے تھے۔۔ عبدل نے بیگ اٹھایا اور آگے بڑھ کر ہیزل کا بازو تھامتے اسے کھینچتے ہوئے باہر نکل آیا۔۔

چھوڑو مجھے جھوٹے انسان۔۔"ہیزل نے جھٹکے سے اپنا بازو چھڑایا۔"

میڈم آپ ہوش میں نہیں ہیں۔۔ جائیں یہاں سے۔۔"وہ اسے کلب سے" باہر لے آیا تھا۔۔اب وہ دونوں مین روڈ پر کھڑے تھے۔ہیزل کا سانس دھونکنی کی طرح چل رہا تھا۔

تم جاب شروع کرنے سے پہلے ہی چھوڑ کر بھاگ گئے ؟؟آخر کیوں ؟؟" اتنے بزدل ہو کیا؟؟"وہ اپنے سامنے کھڑے عبدل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے پوچھ رہی تھی۔۔ جگہ جگہ سے پھٹی جینز اور ٹی شرٹ پر وہ اپنے عجیب و غریب کٹنگ والے بالوں کو پونی میں قید کیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔اسکا انداز بڑا سرد تھا۔۔نہ کوئی غصہ نہ کوئی پریشانی۔۔۔وہ سرد نگاہوں سے ہیزل کو دیکھ رہا تھا جو اس وقت نک سک سی تیار یقیناً کسی شوٹ سے واپس آئی تھی۔

”اچانک ہی ٹور کا پلان بن گیا تھا۔۔“ وہ نظریں چراتے بولا تھا۔

”اچھا تو پھر شالی کو انکار کیوں کیا؟؟“ وہ ابھی بھی غصے میں تھی۔۔ شالی کے نام پر عبدل نے برا سا منہ بنایا تھا۔

”کل صبح دس بجے میں پہنچ جاؤں گا۔۔“ اس وقت جان چھڑانے کا یہی بہانہ ملا تھا۔

”دس بجے نہیں۔۔ آٹھ بجے۔۔ تمہارے باپ کی نوکر نہیں ہوں جو تمہارا انتظار کروں گی۔۔ سمجھ آگئی نا۔۔؟؟“ اسکا غصہ کسی صورت ٹھنڈہ نہیں ہو رہا تھا۔

”اوکے۔۔۔“ عبدل نے گہرا سانس لیتے کہا۔

آٹھ بجے یاد سے۔۔۔ نہیں تو تمہارے اس گھونسلے میں آگ لگادوں"

گی۔۔" وہ اسکے بالوں کی جانب اشارے کرتے واپس پلٹ گئی۔۔اسکے جوتوں کی ٹک ٹک کی آواز ابھری اور پھر کچھ فاصلے پر کھڑی گاڑی میں بیٹھ کر وہ فراٹے بھرتی جاچکی تھی۔

گھونسلہ۔۔؟؟اوومائے گاڈ۔۔!"عبدل نے بے ساختہ اپنے بالوں کو چھوا" تھا۔اور پھر ہولے سے مسکرادیا۔اسکی نگاہوں نے دور تک ہیزل کی گاڑی کا پیچھا کیا تھا۔

✿••✿••✿••✿

جب سورج لپیٹ لیا جائے گا"(سورہ تکویر آیت 1)"

وہ انگشت شہادت کو آیت کے نیچے حرکت دیتی غور سے پڑھ رہی تھی۔ اسکی انگلی اسکی تلاوت کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ رہی تھی۔

اور جب ستارے بے نور ہو جائیں گی" (آیت 2)"

اُسکا دل ہلکا سا کانپا تھا۔ اسے اندھیرا نہیں پسند تھا۔ اسے رات کی سیاہی سے خوف آتا تھا پھر یہ اللہ کا کلام کیسے خوفناک دن کی پیشین گوئی کر رہا تھا؟

اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے" (آیت 3)"

اسے تو ٹی وی میں بھی لاوہ اگلتے پہاڑ دیکھ کر بے چینی ہونے لگتی تھی۔ پھر یہ کیسا دن تھا؟

اور جب دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں" (آیت 4)"

عرب میں دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں بہت قیمتی سمجھتی جاتی ہیں، اور اس دن) ایسا عالم ہو گا کہ کسی کو بھی ان قیمتی اونٹنیوں کی پرواہ نہیں ہو گی وہ ایسے ہی (گھوم رہی ہوں گی

اور جب وحشی جانور اکھٹے کیے جائیں گے "(آیت 5)"

وہ ہولے ہولے آگے بڑھ رہی تھی۔

اور جب سمندر بھڑکا دیئے جائیں گے۔ "(آیت 6)"

وہ اٹکی۔ اسکا ہاتھ رکا تھا۔ اسکی پیشانی پر لکیریں نمودار ہوئیں۔ اس نے دوبار آیت کو پڑھا۔ "بھلا اسکا کیا مطلب ہوا؟ پانی تو آگ بجھانے کے کام آتا ہے۔ پھر یہ خود کیسے بھڑک یا دہک سکتا ہے؟ کچھ سوچ کر اس نے قرآن پاک کو عزت و تکریم سے بند کیا۔ اسے طاق پر رکھا اور لیپ ٹاپ کھول کر بیٹھ گئی۔ وہ ایک شخص تھا جو اسکے سوالوں کا جواب دینا جانتا تھا۔

سوشل میڈیا اکاؤنٹ کھولنے کے بعد اس نے ""مسٹر گرے"" کے نام سے سے پیج سرچ کیا اور پھر اپنا سوال چھوڑ دیا۔ پوری دنیا جانتی تھی کہ روحان جبیل اب نہیں رہا تھا۔ اسے کافی عرصے سے کسی نے نہیں دیکھا تھا لیکن جانے یہ کون شخص تھا جو اسکے ہر سوال کا بالکل ویسے ہی جواب دیتا تھا جیسے روحان جبیل دنیا کو قائل کر لیتا تھا۔۔۔

اسے وہ اکاؤنٹ سجیشن میں شو ہوا تھا اور وہ واحد شخص تھا جسے ایمان نے فالو کیا تھا۔۔ اسکی باتیں اچھی ہوتی تھیں۔۔ اس سے کوئی بھی سوال کیا جاتا وہ ہمیشہ جواب دیتا تھا۔

سوال کرنے کے تقریباً ایک گھنٹے بعد اسکا میسج پڑھ لیا گیا تھا۔ اور پھر کچھ ہی سیکنڈز میں اسے نوٹیفیکیشن ملا تھا۔ اسکا دل تیزی سے دھڑکا۔ وہ جھٹ سے سیدھی ہو کر بیٹھی اور دھڑکتے دل کے ساتھ میسج دیکھا۔

""کیا آپ سائنس کی اسٹوڈنٹ ہیں۔۔؟"" الٹا سوال کیا گیا تھا۔

"جی ہوں۔۔۔"اس نے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ جواب دیا تھا۔
ہتھیلیاں پسینے سے تر ہونے لگی تھیں۔جانے اسکے ساتھ ہمیشہ ایسا کیوں ہوتا تھا؟؟ مسٹر گرے کے نام پر اسکے ذہن میں ایک خاکہ ابھرتا تھا۔۔ تصور کے پردے پر ایک عکس جھلمل کرنے لگتا تھا۔۔ سفید شلوار قمیص پہنے۔۔ سیاہ شال کندھوں پر پھیلائے،ٹانگ پر ٹانگ جمائے کسی کتاب کی ورق گردانی کرتا وہ شخص جانے کہاں سے آجاتا تھا۔۔۔

"پانی یعنی واٹر کا فارمولا آتا ہے آپکو؟"ایک اور سوال حاضر تھا۔

"H2O"جی۔۔"اس نے ابجھتے ہوئے ٹائپ کیا۔
"بالکل ٹھیک۔پانی ہائیڈروجن اور آکسیجن کے ملاپ سے بنتا ہے۔
ہائیڈروجن آتش گیر یعنی Flammable ہے جبکہ آکسیجن آتش گیر

نہیں ہے لیکن یہ آگ کو بھڑ کانے میں اہم کردار ادا کرتی تھی۔اس دن جب ہر چیز الگ الگ ہو جائے گی۔ پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اڑنے لگیں گے تو پانی میں موجود یہ ہائیڈروجن الگ ہو کر بھڑک اٹھے گی اور آکیسجن اسکے بھڑکنے میں اہم کردار ادا کرے گی اور یوں سمندر دہک جائیں گے۔۔!!"

وہ فق چہرہ لیے سکرین پر موجود اسکے بھیجے گئے میسج کو پڑھ رہی تھی۔وہ جا چکا تھا۔۔وہ بیٹھی رہ گئی تھی۔۔ بھلا یہ وہ کیوں نہ سوچ پائی؟؟

ابھی وہ اسی کشمکش کا شکار تھی جب اسکا اپنا فون بج اٹھا۔۔اس نے فون اٹھایا تو ماثیل کا نمبر جگمگ کر رہا تھا جسے اس نے ادھم کے نام سے سیو کر لیا تھا۔۔۔

اس نے اچنبھے سے فون کو دیکھا۔۔رات کے اس پہر ماثیل کی کال؟؟اسے حیرت ہوئی پھر وہ بیڈ سے اتر کر بالکونی میں آگئی۔۔فون کان سے لگایا تو اسکی آواز ابھری تھی۔

شکر ہے تم نے فون اٹھایا۔۔مجھے لگا تھا بلاک ہی کر دو گی۔۔"اسکا انداز ایسا"
تھا ایما کے لبوں پر مسکان ابھری۔

ویل۔۔آئیڈیا اچھا ہے۔۔ویسے بھی جو لوگ مجھے تنگ کریں میں انہیں"
"بلاک کرنے میں دیر نہیں کرتی۔۔

تم مجھے بلاک کر دو گی۔۔سیریسلی؟؟"اسے جیسے صدمہ لگا۔"

مسٹر ماثیل کو نہیں لیکن ادھم کو کر سکتی ہوں۔۔"وہ صاف گوئی سے"
بولی۔۔لیکن انداز چڑانے والا تھا۔

ویٹ۔۔ابھی کیا کہا تم نے؟؟میرا نام لیا۔۔پھر سے کہنا۔۔"وہ عجیب سی"
کیفیت کا شکار تھا۔

مطلب۔۔۔؟؟" وہ الجھی تھی۔"

تم نے ابھی میرا نام لیا۔۔ادھم کہا نا؟؟" اسے جیسے یقین نہ ہوا تھا۔"

"ہاں آپ ادھم ہی ہیں تو آپ کو ادھم ہی کہا جائے گا نا۔۔"

زندگی میں پہلی بار مجھے اپنا نام اتنا اچھا لگا ہے۔۔ورنہ میں تو بھول ہی گیا تھا" میرا کوئی نام بھی ہے۔" وہ خوش تھا۔۔بے تحاشہ خوش۔۔۔

ایما الجھ کر رہ گئی تھی۔۔ عجیب شخص تھا وہ۔۔۔ کیا اسکے پاس کسی چیز کی کمی تھی؟؟ نہیں۔۔سب کچھ تھا۔۔ شکل و صورت، اچھی شخصیت، پیسہ اور شہرت۔۔۔

لڑکیوں کی کمی نہیں تھی۔۔اسکے ایک آٹو گراف کے لیے لڑکیاں سالوں انتظار کرتی تھیں۔وہ اپنی اہمیت اچھے سے جانتا تھا۔۔ایما نے کبھی اسے لڑکیوں کی جانب راغب ہوتے نہیں پایا تھا۔۔اسکی شخصیت میں بہت ٹھہراؤ تھا۔۔

پھر کیوں وہ ایما کو اتنی اہمیت دے رہا تھا۔۔؟؟کیوں وہ اسکا محتاج تھا؟؟؟

آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟؟" بالآخر اس نے پوچھ ہی لیا تھا۔۔۔سوال "سن کر دوسری جانب خاموشی چھا گئی۔۔گہری خاموشی۔۔۔ماشیل کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔

میں۔۔میں تمہیں چاہنے لگا ہوں۔۔۔"اسکی صاف گوئی پر ایما ساکت رہ " گئی۔۔ہتھیلوں میں پسینہ اتر آیا اور چہرہ کانوں کی لوؤں تک سرخ پڑ گیا تھا۔

اسے ہر گز اس جواب کی امید نہیں تھی۔ماثیل وہ شخص تھا جس میں ہزار برائیاں تھیں پر ایک اچھائی تھی۔۔وہ جھوٹ نہیں بولتا تھا۔وہ سچ بولتا تھا۔۔ اسے جھوٹ کی ضرورت پیش ہی نہیں آتی۔۔اور سچ بولنے والا انسان ہماری اس انسانی دنیا میں مس فٹ ہو جاتا ہے۔ہاں بالکل ویسے ہی جیسے وہ ہوا تھا۔

کچھ بولو گی نہیں۔۔۔؟؟''اسکی خاموشی پر وہ بے چین ہوا تھا۔''

اتنی جلدی چاہت کیسے۔۔۔؟؟''وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔۔''

میں دیر نہیں کر سکتا۔۔جذبات کے معاملے میں تو بالکل نہیں۔۔''اسکا'' ایک ایک لفظ سچا تھا۔

پر میں ہی کیوں؟؟''کمزور سا سوال ابھرا تھا۔''

"مجھے خود کو کہیں کھو دیا ہے۔۔میں نے خود کو کہیں کھو دیا ہے۔۔کیونکہ تم میری مدد کر سکتی ہو۔۔میں نے خود کو کہیں کھو دیا ہے۔۔ مجھے خود کی تلاش ہے!"

"میں آپکی مدد نہیں کر سکتی۔۔ میں عام انسان ہوں۔۔۔۔آپ تو ماثیل ہیں ادھم۔۔۔میں آپکی مدد نہیں کر سکتی۔۔"

ماثیل کے دل پر گھونسا سا پڑا تھا۔

"تم نہیں جانتی تم کیا ہو۔۔۔تم سب سے الگ ہو اور میں جانتا ہوں صرف تم ہی میری مدد کر سکتی ہو۔۔"

"انسان اپنی مدد آپ ہی کر سکتا ہے۔۔اور جب تلاش خود کی ہو تو کوئی تیسرا کام نہیں آتا۔۔۔" اب اسکا لہجہ ہموار ہوا تھا۔

"ہاں پر سنا ہے محبت سب کچھ کر سکتی ہے!"

بات اب محبت پر آگئی تھی۔۔اور ایما کے الفاظ دم توڑ گئے تھے۔۔اس نے خاموشی سے فون بند کر دیا تھا۔

✿••✿••✿••✿

ایمان خیر خیریت سے اپنے ہاسٹل پہنچ گئی تھی۔۔اسکی روم میٹ کا نام یشما گل تھا۔۔وہ پاکستان سے تھی لیکن کرسچن تھی۔۔ایمان کے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ کوئی تو اسے سمجھنے والا تھا۔۔بلکہ کوئی تو اسکے ملک سے تھا۔

اسکی توقع کے برعکس کمرہ نہایت گندہ تھا۔۔ جگہ جگہ کپڑے اور کھانے پینے کا سامان بکھرا پڑا تھا۔۔

کمرے میں دو سنگل بیڈ تھے اور دیوار میں الماری نصب تھی۔۔
وہ بری طرح سے تھکی ہوئی تھی۔ لیکن وہ اتنے گندے کمرے میں نہیں رہ سکتی تھی۔۔ کل اسے یونیورسٹی جانا تھا۔
دو گھنٹے کی لگاتار محنت کے بعد اس نے کمرے کو رہنے کے قابل بنا ہی لیا تھا۔۔ اس نے یشما کی چیزوں کو نہیں چھیڑا تھا۔۔ البتہ اپنے بیڈ سے اسکے کپڑے اور چیزیں اٹھا کر سائیڈ پر رکھ دی تھیں۔۔ وہ ابھی یشما کے بارے میں کچھ نہیں جانتی تھی۔۔ چاہے وہ پاکستانی ہی کیوں نہ تھی لیکن اکثر لڑکیوں کا دماغ ساتویں آسمان پر رہتا ہے یہ وہ جانتی تھی۔

کمرے تھوڑا صاف ہوا تو اس نے اپنا سامان اپنی کبرڈ میں رکھ دیا۔۔اور تھک ہار کر بیڈ پر گر گئی۔۔!

✿••✿••✿••✿

ایک لمبی بڑی سی سیاہ گاڑی سرخ ٹائلوں والے پورچ میں آ کر رکی۔۔دائمہ تیزی سے گاڑی سے اتری اور تیزی سے اندر کی جانب بڑھی۔۔اسکے انداز میں اضطراب تھا۔۔حویلی میں معمول کے مطابق خاموشی تھی۔۔لیکن جب سے وہ آیا تھا یہ خاموشی کافی کم ہو چکی تھی۔۔پر آج پھر سے۔۔

کہیں وہ چلا تو نہیں گیا؟؟"اسکا دل دھڑک اٹھا۔اس نے اپنی ہی سوچوں" کی نفی کی اور لاؤنج میں آ کر چاروں جانب نظریں دوڑانے لگی۔

دل اسی رفتار سے دھڑک رہا تھا۔اسکی آنکھوں میں بے چینی تھی۔وہ کسی کو دیکھنے کی منتظر تھیں۔۔لاؤنج میں بھی غیر معمولی خاموشی چھائی تھی جو اسکے آنے کے بعد ٹوٹ چکی تھی۔۔لیکن آج پھر وہی خاموشی۔۔۔۔

اسکا دل ڈوب کر ابھرا تھا۔دماغ جو کہہ رہا تھا دل اسے سننے کو قاصر تھا۔۔

"چلا گیا وہ۔۔۔" بائیں جانب سے آواز ابھری تھی۔۔اس نے جھٹکے سے چہرے کا رخ موڑا۔سید جبیل تھکے تھکے سے کھڑے تھے۔وہ انکی بات سن کر ساکت رہ گئی تھی۔

"چلا گیا۔۔۔؟؟ایسے کیسے چلا گیا۔۔؟؟میں نے روکا تھا۔۔منع کیا تھا۔۔" اسکا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔

اگلے ہی پل اسکی سنہری آنکھوں میں نمی ابھری تھی۔۔وہ شکستہ قدموں سے چلتی لاؤنج میں پڑے صوفوں کی جانب بڑھی اور پھر گرنے والے انداز میں صوفے پر بیٹھ گئی۔۔دل ٹوٹ کر کرچی کرچی ہوا تھا۔

وہ اپنی اہم میٹنگ چھوڑ کر آئی تھی۔۔ صرف اسکے لیے۔۔وہ اسکے ساتھ ڈنر کرنا چاہتی تھی۔دائمہ کو دلی افسوس ہوا تھا۔وہ شخص اسکا بچپن کا منگیتر تھا۔۔وہ اس پر مرتی تھی۔۔ لیکن جانے کیوں وہ اس سے اتنا گریز کرتا تھا۔

"تو ثابت ہوا دائمہ جبیل کی اس شخص کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں۔۔۔!"
اس نے صوفے سے پشت ٹکاتے آنکھیں موندھ لیں۔

"اہمیت تو ہے۔۔شاید اسے ضروری کام تھا۔اس لیے رک نہیں پایا۔۔"
سید جبیل نے اسکی صفائی پیش کی تھی۔

"آپ تو اسی کی طرفداری کریں گے۔۔"آنسو کنپٹی سے پھسلتا بالوں میں جذب ہو گیا تھا۔ وہ دراز قد لڑکی اپنے بچپن کے منگیتر اور محبوب کی بے رخی پر آنسو بہا رہی تھی۔

"وہ تمہارا ہی ہے دائمہ بیٹی! اور تمہارا ہی رہے گا۔۔"سید جبیل نے اسکے سر پر ہاتھ رکھتے تسلی دی تھی۔

"یک طرفہ محبتیں شاید کبھی منزل کو نہیں پہنچتی۔۔"وہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور تیزی سے سیڑھیوں کی جانب بڑھی۔۔سید جبیل اسے ہی دیکھ رہے تھے جو اب سیڑھیاں چڑھتی اپنے کمرے میں جا رہی تھی۔۔آج رات وہ پھر سے اسکی بے رخی پر کھل کر آنسو بہانے والی تھی۔

✿••✿••✿••✿

یشمارات دیر سے واپس آئی تھی۔۔جیسا ایمان نے سوچا تھا اسکے بارے میں وہ ویسی نہیں تھی۔۔وہ ایک چھوٹے قد کی انتہائی دبلی پتلی سی لڑکی تھی۔۔اور اسکی رنگت بھی تھوڑی دبتی ہوئی سی تھی۔۔لیکن وہ ماڈرن تھی۔۔فیشن ایبل تھی۔۔اس نے بال ڈائی کروا رکھے تھے۔۔اسکے ابرو کمانوں کی طرح کھڑے تھے۔۔

اس نے اوپر سے نیچے تک ایمان کو دیکھا۔۔وہ شاور لے کر نکلی تھی۔ایمان اسے دیکھ کر خوشدلی سے مسکرائی۔۔اسکے بال ٹاول میں لپٹے تھے۔۔وہ بھی بدلے میں مسکرا دی۔

شکر ہے آپ آگئیں۔۔ میں کافی بور ہو گئی تھی۔۔" ایمان نے بیڈ پر بیٹھتے "
کہا۔۔ کمرے میں الگ سے کوئی کرسی یا صوفہ نہیں تھا۔۔ ایک بیڈ ہی تھا جس
پر وہ بیٹھ سکتے تھے یا لیٹ سکتے تھے۔

میں آفس تھی۔۔ اسی ٹائم آتی ہوں روزانہ۔۔" یشما نے عام سے لہجے میں "
جواب دیا۔۔ ایمان نے ٹائم دیکھا تو رات کے بارہ بجنے والے تھے۔۔ اسے
حیرت ہوئی کہ اس وقت وہ آفس سے واپس آئی تھی۔۔ کیا اسے ڈر نہیں لگتا
تھا؟؟ پر وہ تو اسٹوڈنٹ تھی نا۔۔۔؟؟" اوہاں۔۔۔ یہاں تو اسٹوڈنٹس کو
پارٹ ٹائم جاب کرنی پڑتی ہے۔۔ تاکہ وہ اپنے خرچہ خود اٹھا سکیں۔۔۔ چلو
اچھی بات ہے۔۔" وہ بس سوچ کر رہ گئی بول نہ پائی۔
ویسے بھی وہ زیادہ سوشل نہیں تھی۔۔ تبھی جب سے آئی تھی اپنے کمرے
میں بند تھی۔۔ اس نے باہر نکل کو ہاسٹل نہیں دیکھا تھا۔۔ عجیب سی حالت
تھی۔۔۔ گھر کی بے پناہ یاد آرہی تھی۔۔ شام ہوتے ہی اسکا دل ڈوب گیا

تھا۔۔اعصاب جیسے چٹخ گئے تھے۔۔وہ بہت تھکی ہوئی تھی۔۔سونا چاہتی تھی پر سویا نہیں جا رہا تھا۔۔آنکھیں جل رہی تھیں۔۔

یشما نے آتے ہی کھانا آڈر کیا تھا اور پھر اس نے ایمان سے اسکی ڈگری کے بارے میں پوچھا تھا۔۔

ایمان کو اس نے بتایا تھا کہ وہ اسٹوڈنٹ نہیں تھی۔۔اس نے اپنی پڑھائی درمیان میں ہی چھوڑ دی تھی۔۔وہ جاب کر رہی تھی جس سے وہ اچھا خاصا کما رہی تھی۔وہ اپنی زندگی سے بہت خوش تھی۔

ایمان خاموشی سے اسکی باتیں سنتی رہی۔۔کھانے کے بعد وہ فون پر لگ گئی تو ایمان نے لائٹ آف کر کے سونا بہتر سمجھا تھا۔۔اسے صبح یونیورسٹی جانا تھا۔وہ پہلے ہی لیٹ تھی۔۔اور یونیورسٹی کے ماحول کا سوچ سوچ کر اسکی حالت عجیب ہو رہی تھی۔۔لیکن اس نے اس بات کا شکر ادا کیا تھا اسکی روم میٹ نہ صرف پاکستان سے تھی بلکہ وہ نیچر کی بھی اچھی تھی۔۔اسکے ذہن سے ایک بڑا بوجھ اتر گیا تھا۔۔

وہ کافی تھکی ہوئی تھی۔۔ چناچہ کچھ دیر کروٹیں لینے کے بعد وہ سو گئی۔

✿••✿••✿••✿

”میں نے سنا تھا بیٹیاں ماں کا عکس ہوتی ہیں اور میں نے بالکل ٹھیک سنا تھا۔۔ میں بالکل اپنی ماں جیسی ہوں۔۔ مسٹر جبیل۔۔“ وہ نم آنکھیں لیے لیپ ٹاپ کی روشن اسکرین پر چمکتی اسکی تصویر سے باتیں کر رہی تھیں۔

”میری ماں نے ایسے ہی ایک شخص سے زندگی بھر محبت کی جو اسے نہیں چاہتا تھا۔۔اور میں محبت کرنے میں بالکل اپنی ماں پر گئی ہوں۔۔۔ میں بالکل ویسی ہی محبت کرتی ہوں آپ سے۔۔ لیکن میری ماں ایک صابر خاتون تھیں۔۔ وہ بڑے ظرف کی مالک تھیں۔ جنہوں نے اپنی محبت کو کبھی حاصل کرنے کی تمنا نہیں کی۔۔ لیکن میں اس عادت میں ان پر نہیں گئی۔۔ میرا اتنا ظرف نہیں کہ اپنی محبت کسی کو سونپ سکوں۔۔۔اور پھر اس انسان

کو تو بالکل بھی نہیں جو بچپن سے میرا ہے۔۔جو میرا ہے وہ میرا ہی رہے گا۔۔ میں دائمہ جبیل ہوں۔۔ماہین حمدان نہیں جو خالی ہاتھ رہ جائے گی۔۔۔"

اس نے سرد لہجے میں کہتے ہتھیلی سے اپنے آنسو رگڑ لیے۔۔

آسکرین پر ابھرتا اس شخص کا سراپا بے انتہاد لکش تھا۔۔کلف لگے سفید شلوار قمیص میں وہ سیاہ چادر کندھوں پر ڈالے اپنی اس خاندانی بڑی سی کرسی پر براجمان تھا۔۔اور اسکے پیچھے دیوار پر تھوڑا سا اوپر ایک تصویر لگی تھی۔۔

اس تصویر میں جو شخص تھا وہ بھی اسی کرسی پر بیٹھا تھا۔۔اس نے اسی تصویر کو کاپی کرتے ہوئے اپنی تصویر بنوائی تھی۔۔

ہاں وہ حشام جبیل جیسا دکھتا تھا۔۔وہ حشام جبیل جیسا ہی تھا۔۔۔وہی حشام جبیل جو ماہین حمدان کو کچھ نہیں دے پایا تھا۔۔اور یہ شخص بھی بالکل ویسا ہی تھا جو اسے نظرانداز کرتا تھا۔۔بالکل ویسے ہی جیسے حشام جبیل ماہین حمدان کو کرتا تھا۔۔لیکن نہ تو وہ ماہین حمدان تھی اور نہ وہ شخص حشام جبیل

تھا۔۔وقت بدل چکا تھا۔۔وہ ماضی کی کہانی کو ہر گز دہرانے نہیں دے سکتی تھی۔

✿••✿••✿••✿

ایما اگلے دن اسٹیٹیوٹ نہیں جا پائی تھی۔۔۔اسے تیز بخار تھا۔روز بھی دو دنوں سے کے لیے شہر سے باہر گئی تھی۔۔اسکا فون سارا دن بند رہا تھا۔۔
ماثیل ایما کے نہ آنے پر پریشان ہو گیا تھا۔
ایما کا بخار اور فلو سے برا حال تھا۔۔اور یہ سب روز کی مہربانی تھی۔اس کے کہنے پر ایما نے آئس کریم کھائی تھی۔۔۔موسم تو پہلے ہی بدل رہا تھا۔۔بدلتے موسم اور آئس کریم جلد ہی اثر کیا اور ایما اپنا گلا پکڑ کر بیٹھ گئی تھی۔۔

اب وہ دل ہی دل میں روز کو کوس رہی تھی جسکے اثرار کرنے پر اس نے آئس کریم کھائی تھی۔

تم بہت نازک ہو۔۔مجھے اتنی نازک لڑکیاں اچھی نہیں لگتیں۔۔"اسکے" انکار کرنے پر روز ہمیشہ یہی طعنہ دیتی تھی۔اور ایما کو مجبوراً آئس کریم کھانی پڑی تھی۔

وہ اکیلی ہونے کی وجہ سے نہ باہر جا سکی اور نہ کوئی می-ڈیسن لے سکی۔۔بخار کی وجہ سے غ-نودگی طاری تھی اور وہ بے ہوشوں کی طرح سوتی رہی۔۔اس بات سے بے خبر کے دوسری جانب ماثیل اسکے فون نہ اٹھانے اور غائب ہونے پر لمحہ سلگ رہا تھا۔اسکا بس نہیں چل رہا تھا وہ اڑ کر کسی طرح ایما کے پاس پہنچ جائے۔۔اسکا نمبر مسلسل بند جا رہا تھا۔اور نہ روز فون اٹھا رہی

تھی۔ وہ بے چینی سے ادھر ادھر ٹہل رہا تھا۔۔اسکی کلاس ختم ہو چکی تھی۔۔ اور اب اسکی کنپٹیاں جیسے سلگ اٹھی تھیں۔۔

شنایا آج کافی دنوں بعد اس سے ملنے آئی تھی۔۔ وہ اس سے ناراض تھی۔۔ لیکن جانتی وہ اسے منانے والا نہیں تھا۔۔اس لیے خود ہی مان گئی تھی۔۔ لیکن دراصل وہ ایما کو دیکھنے آئی تھی۔۔ وہ اس سے ملنا چاہتی۔۔اور محسوس کرنا چاہتی تھی کہ وہ کیسی لڑکی تھی جو ماثیل کے دل کے بند دروازے توڑ کر اندر داخل ہو گئی تھی۔۔ لیکن ایما کے آنے پر ماثیل کی جو حالت تھی وہ اس کڑھ رہی تھی۔

نمی دے کر جو مٹی کو

مسلسل گوندھتے ہو تم

بتاؤ کیا بناؤ گے ____؟؟

کوئی کوزہ، کوئی مورت یا پھر محبوب کی صورت ____؟؟

سخن ور ہوں_____ کہو تو مشورہ اک دوں

. یہ گھاٹے کا ہی سودا ہے

یہاں مٹی کی مورت کی اگر آنکھیں بناؤ گے

تمہیں آنکھیں دکھائے گی

تراشو گے زبان اسکی تو ترشی جھیل پاؤ گے____؟؟

اگر جو دل بنایا تو ہزاروں خواہشیں بن کر تمہیں تم سے ہی مانگے گی۔۔

عطائے خلعت احمر اسے خود سر بنا دے گی

وہاں اپنی محبت کا جو نادر تاج پہنایا

خدا خود کو ہی سمجھے گی

ابھی بھی وقت ہے مانو

ارادہ ملتوی کر دو

!!_____ اسے مٹی ہی رہنے دو

"کوئی کام ہوگا اسے اس لیے نہیں آئی۔۔ تم کیوں اتنا پریشان ہو رہے ہو ماثیل۔۔۔؟" جب اس سے برداشت نہ ہوا تو اس نے پوچھ ہی لیا۔۔ وہ کتنا بھی جل لیتی۔۔ کڑھ لیتی یا تڑپ لیتی ماثیل پر اسکا اثر تو ہونے والا نہیں تھا۔۔اس نے تو ایما کا بت اپنے دل میں سجا لیا تھا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔۔پر اسے مجھے بتانا چاہیے تھا نا۔۔" وہ خفا تھا۔پریشان بھی۔

"کاش کہ تم اتنی پرواہ میری کرتے۔۔" شنایا بس سوچ ہی پائی تھی۔

"انسان کو اپنی روزمرہ زندگی میں سو کام ہوتے ہیں ماثیل! اب وہ ہر کام کی رپورٹ تمہیں تو نہیں دے سکتی نا۔۔" شنایا نے جیسے اس پر طنز کیا تھا۔۔پر ماثیل اس وقت اتنا پریشان تھا کہ وہ اسکا طنز بھی نظرانداز کر گیا۔

شاید وہ مجھ سے ناراض ہو گئی ہے۔۔" وہ ہولے سے بڑبڑایا۔"

پر کیوں۔۔وہ تم سے ناراض کیوں ہو گی؟" شنایا نے اسکی بڑبڑاہٹ سن لی" تھی۔

کیونکہ میں نے اسے کہا کہ۔۔۔میں اسے چاہنے لگا ہوں۔۔" کتنے آرام" سے کہہ دیا تھا ماثیل نے یہ سب۔۔۔

شنایا کا دل جیسے کچلا گیا تھا۔وہ خالی خالی نظروں سے ماثیل کو دیکھ رہی تھی جو اضطراب کی کیفیت میں بار بار ایما کو فون کر رہا تھا۔کئی لمحے گزر گئے۔۔ بالآخر شنایا کو خود ہی سنبھلنا ہی پڑا۔اس نے اپنے آنسوؤں کو اندر کھینچتے ہوئے کہا۔

تو اسے خوش ہونا چاہیے بنا کسی محنت کے ماثیل اسے مل رہا ہے۔۔"اس" نے مسکرانے کی کوشش کی لیکن مسکرا نہ پائی۔۔دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا تھا۔

"ہاں میں اسے ایسے ہی مل رہا ہوں جیسے ردی کی پرانی ٹوکری سے کسی کو کوئی صحیفہ مل جائے۔۔۔"

وہ جیسے خود سے باتیں کر رہا تھا۔

"میری ریاضت کیسے نظر نہ آئی تمہیں ماثیل؟؟"اسکی نم آنکھیں شکوہ کر رہی تھیں۔لیکن وہ کب اسکی جانب متوجہ تھا۔۔اسکا سارا دھیان۔۔۔اسکا رواں رواں فون کی جانب تھا۔۔

"فون اٹھاؤ ایما۔۔۔"وہ بے چینی سے اٹھ کر چلا گیا تھا۔

✿••✿••✿••✿

!سنو۔۔۔

جب تم مجھے ڈھونڈنے آؤ گے

تو میں،

تمہیں یہی ملوں گی

آسماں پہ تیرتے بادلوں میں۔۔

نرم گھاس

پہ گرتی اوس کے قطروں میں۔۔

اندھیری رات میں

گرتی بارش کی بوندوں میں۔۔

کچی پگڈنڈی

پہ نظر آتے قدموں کے نشانوں میں

!!یا پھر بھر بھری مٹی تلے۔۔۔

اس نے بالکل ٹھیک کہا تھا۔۔ وہ اسے ملی تو تھی پر اس نے لوٹنے میں دیر کر دی تھی۔۔ وہ نہ اسے آسمان پر تیرتے بادلوں میں ملی تھی۔۔ نہ نرم گھاس پر۔۔ نہ بارش کی بوندوں میں۔۔ ہاں البتہ وہ اسے ملی تھی ایک بھر بھری مٹی بن کر۔۔۔

!وہ اسے ملی تھی ایک پاگل خانے میں قید

ہاں اس نے لوٹنے میں دیر کر دی تھی۔۔ وہ اسکا انتظار کرتے کرتے۔۔ اسے !ڈھونڈتے ڈھونڈتے خود کو کھو بیٹھی تھی۔۔۔

✿••✿••✿••✿

ویلینسیا

!ایک خوبصورت شہر !اور وہ اس شہر میں آگئی تھی۔۔
اسکی آنکھ صبح وقت سے پہلے ہی کھل گئی۔۔ بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ پوری رات وقفے وقفے سے اسکی آنکھ کھلتی رہی تھی۔ وہ ٹھیک سے سو نہیں پائی تھی۔۔ ایک تو نئی جگہ تھی۔۔ گھر والوں سے دور اور پھر اوپر سے یونیورسٹی کا عجیب سا اسٹریس تھا۔
وہ اٹھی تو یشما سوئی ہوئی تھی۔ ایمان نے منہ ہاتھ دھوئے کپڑے بدلے اور یونیورسٹی جانے کے لیے ریڈی ہوگئی۔

پہلا دن تھا اسکا دل دھک دھک کر رہا تھا۔ اسے رات یشما نے بتایا تھا کہ یہاں سے یونیورسٹی پاس ہی تھی۔۔ ایمان کے پاس لوکیشن بھی تھی۔۔ دس

منٹ پیدل چلنے کے بعد وہ یونیورسٹی پہنچ جاتی۔۔اور اس نے واک کرنے کا ہی سوچا تھا۔ موسم خوشگوار تھا۔

وہ باہر نکلی تو صاف ستھری کشادہ سڑکیں۔۔اسکا دل دیکھتے ہی خوش ہو گیا۔۔ چاروں جانب عمارتیں آرٹ کا منہ بولتا ثبوت تھیں۔ جتنا وہ ڈر رہی تھی باہر نکلتے ہی اتنی پرجوش ہو گئی تھی۔۔اور اسکے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ ابھری تھی جب پاس سے گزرتی ایک اڈھیر عمر عورت نے اسے گڈ مارننگ کہا تھا۔ وہ پھولے نہیں سما رہی تھی۔۔اس نے ایک دلکش مسکراہٹ کے ساتھ اس عورت کو گڈ مارننگ بولا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی یونیورسٹی کے گیٹ کی طرف بڑھنے لگی جسکی عمارت اسے نظر آچکی تھی۔

✿••✿••✿••✿

اسکی غ-نودگی آہستہ آہستہ ختم ہو رہی تھی۔۔ایک عجیب سے احساس سے اسکی آنکھیں کھلی تھیں۔۔ تھرتھراہٹ کی آواز اب اسے جاگنے پر مجبور کر

رہی تھی۔اس نے غنودگی میں ہی ایک جانب پڑا موبائل اٹھایا اور مندھی مندھی آنکھیں کھول کر دیکھا تو مسٹر ماثیل جگمگ کر رہا تھا۔اس نے فون واپس رکھ دیا اور اٹھ کر بیٹھ گئی۔۔سر ابھی تک بری طرح گھوم رہا تھا۔۔پپوٹے بھاری تھے۔۔اس نے گردن کو چھوا جو ٹھن۔ڈی اور پسینے سے بھیگی ہوئی تھی۔۔یعنی اسکا بخار اتر چکا تھا۔

وہ گہرا سانس لیتی بستر سے اتر آئی۔دس منٹ بعد وہ برش کر کے اچھے سے منہ ہاتھ دھو کر واشروم سے نکلی تھی۔

اس نے موبائل اٹھایا تو ماثیل نے سینکڑوں بار اسے فون کیا تھا۔۔یہ دیکھ کر ایما کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمایاں ہوئے۔

وہ موبائل لیے کچن میں آگئی۔۔پھر اس نے چائے بنائی اور موبائل ساتھ ساتھ چیک کرتی رہی۔۔روز نے بھی اسے کئی بار فون کیا تھا۔اسکے کافی میسجز بھی آئے ہوئے تھے۔

ابھی وہ چائے کپ میں ڈال ہی رہی تھی ماثیل کا پھر سے فون آنا شروع ہوا۔

”اف۔۔یہ شخص بھی نا۔۔“ایما نے دھڑکتے دل کے ساتھ فون آٹھایا۔۔

اسکے ہیلو کے جواب میں دوسری طرف سے ماثیل کی بے چین اور پریشان سی آواز سنائی دی تھی۔

”ہیلو ایما کہاں ہو تم؟؟ٹھیک ہو نا؟؟دو دنوں سے غائب ہو۔۔ایسے کون کرتا ہے؟؟“اسکے سوالوں کی لمبی فہرست حاضر تھی۔۔ایما کو کچھ سمجھ نہ آیا کہ کیا جواب دے۔

”وہ دراصل میرا فون خراب ہو گیا تھا۔۔“ایما نے بہانہ بنایا۔وہ نہیں چاہتی تھی کہ ماثیل اسکی خراب طبیعت کا سن کر پریشان ہو جائے۔۔

”بہت سخت دل ہو تم۔۔ایک بار بھی خیال نہیں آیا کہ مجھے کیسا محسوس ہو گا؟؟فون خراب ہوا تھا تم نیا لے لیتی۔۔یا آفس آ جاتی۔۔مم۔۔میں دیکھ

ہی لیتا تمہیں مجھے تسلی ہو جاتی۔۔" بات کے آخر وہ بے بس ہوا تھا۔اور اسکی بے بسی ایما کو اچھی نہیں لگتی تھی۔اسے ماثیل کا اپنے سامنے بے بس ہونا برا لگتا تھا۔

"مجھے ضروری کام تھا اس لیے نہیں آسکی۔۔"اس نے سخت لہجے میں کہا تو دوسری جانب خاموشی چھا گئی۔

ایما کا دل تھا کہ وہ بالکونی میں کھڑی ہو کر چائے پیے لیکن اپنی خراب طبیعت کے باعث وہ رسک نہیں لینا چاہتی تھی۔۔ تبھی دوبارہ اپنے بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"تو مس ایما آپ کو پتہ ہونا چاہیے کہ آپ پروفیشنل ہو چکی ہیں۔۔ آپ جاب کرتی ہیں۔۔اور بنا انفارم کیے چھٹی کرنا پروفیشنل لوگوں کا کام نہیں ہے۔۔"

وہ اپنا انداز یک لخت بدل گیا تھا۔۔ شاید وہ جان گیا تھا ایما اسکے التفات سے خار کھاتی تھی۔ اسکی بات سن کر ایما نے بے ساختہ اپنا نچلا لب دانتوں تلے دبایا۔

سوری۔۔ آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔۔" اس نے اتنا کہہ کر بنا ماشیل کی بات سنے" فون بند کر دیا۔

یہ میرے ساتھ ایسے کیسے کر سکتی ہے؟؟ کیا اسے میرے جذبات کا ذرا" احساس نہیں؟؟ اس نے مجھے انفارم کرنا بھی ضروری نہیں سمجھا۔۔" وہ فون کو دیکھ کر سلگ کر رہ گیا تھا۔

اسے ایما کی بات پر یقین کر لیا تھا کہ اسکا فون خراب تھا۔ اگر اسے سچ پتہ ہوتا تو اب تک وہ اسکے دروازے پر کھڑا ہوتا۔۔۔ اور ایما یہی نہیں چاہتی تھی۔

✿••✿••✿••✿

یونیورسٹی آف ویلنسیا اتنی ہی خوبصورت تھی جتنی اس نے تصویروں میں دیکھی تھی۔۔ صبح سویرے یونیورسٹی تک پہنچتے پہنچتے اس میں ایک نئی روح جاگ اٹھی تھی۔۔ جہاں وہ خوفزدہ تھی وہیں خوش بھی تھی۔۔۔ آخر کار سالوں کی لمبی ریاضت کے بعد اسے اپنی زندگی اپنی مرضی سے جینے کا موقع مل ہی گیا تھا۔۔ انسان کی آزمائش اکثر اسکی آزادی سے شروع ہوتی ہے خاص طور پر ایک عورت کی۔۔۔ جب اسے آزاد چھوڑ دیا جاتا ہے تب پتہ چلتا ہے وہ زمین پر ہی رہتی ہے یا اکاروس کی طرح حد سے اونچا اڑنے کی کوشش میں سمندروں کی گہرائیوں کی نذر ہو جاتی ہے۔

اس نے آج کا پورا شیڈول ترتیب دے لیا تھا۔۔ دو بجے تک اسکی کلاسز تھیں اسکے بعد اسے مارکیٹ جانا تھا۔۔ ایک نئی سم لینی تھی۔۔ اسے کچھ سامان لینا تھا۔۔۔

پر ابھی تو وہ یونیورسٹی میں بائیوڈائیورسٹی کا ڈیپارٹمنٹ ڈھونڈ رہی تھی۔وہ لڑکی اپنے تاثرات چھپانے میں ماہر تھی۔۔ تبھی اسکی آنکھوں میں وہاں گھومتے اسٹوڈنٹس کو دیکھ کر وہ چمک نہیں ابھری تھی جو کسی کے متاثر ہونے پر ابھرتی ہے۔

یہاں کے مقامی لوگ زیادہ ہسپانوی بولتے تھے لیکن انگلش بھی بولی جاتی تھی۔۔اس نے سوچ بچار کے بعد فیصلہ کیا اور ایسے اسٹوڈنٹس کو ڈھونڈا جو مقامی نہیں لگتے اور پھر ایک لڑکی سے جو انڈین تھی اپنا ڈیپارٹمنٹ پوچھا۔۔ اسے ڈیپارٹمنٹ بتا دیا گیا۔۔

اس نے سنا یونیورسٹی میں ریگنگ ہوتی ہے پر انک ہوتے ہیں پر ابھی تک اسکے ساتھ ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔اسی لیے وہ بنا کسی پریشانی کے اپنے ڈیپارٹمنٹ تک پہنچ گئی۔

اسکی کلاس میں ہر طرح کے اسٹوڈنٹس تھے اور شاید وہ واحد لڑکی تھی جو مسلمان تھی۔۔۔کوئی اسے نہ پہچانتا اگر اس نے حجاب نہ کیا ہوتا۔۔

باقی کلاس فیلوز نے اسے سرسری سا دیکھا تھا۔۔کسی نے مسکراہٹ سے نوازہ تھا تو کسی نے بھنویں بھی سکیڑیں۔

”پتہ نہیں وہ کونسی ایشیائی لڑکیاں ہوتی ہیں جن کی سادگی پر گورے فدا ہو جاتے ہیں۔۔۔مجھے تو ایسا کچھ نظر نہیں آیا۔۔“ایک خالی سیٹ پر بیٹھتے اس نے شدت سے سوچا تھا۔

”ویسے اچھی بات ہے۔۔۔اگر کوئی میرے پیچھے پڑ گیا تو میں کیسے پڑھ پاؤں گی۔۔میں یہاں پڑھنے آئی ہوں۔۔ہنہہ۔۔“وہ خود سے ہی باتیں کر رہی تھی۔

وہ کلاس میں نئی تھی اس لیے اسے پہچان لیا گیا۔۔

اس سے کلاس میں جو پہلا سوال کیا گیا وہ یہی تھا کہ اس نے بائیوڈائیورسٹی کو کو چُنا؟؟ وہ سائنس کی کسی اور فیلڈ میں بھی جا سکتی تھی۔۔

جواب اسکے پاس پہلے سے تھا۔۔وہ روئے زمین پر موجود ہر جاندار کے بارے میں جاننا چاہتی تھی۔۔

پر دوسرے سوال کا جواب وہ نہیں جانتی تھی جب اس سے پوچھا گیا کہ وہ لندن امریکہ جانے کی بجائے ویلنسیا ہی کیوں آئی؟؟

وہ بھی نہیں جانتی تھی اس نے یہاں آنے کا کیوں سوچا؟؟اس نے تو کبھی بیرون ملک آنے کا بھی نہیں سوچا تھا یہ اسکی قسمت تھی جو اس پر مہربان تھی۔۔اسے تو اپنا آپ ویلنسیا میں کسی خواب جیسا لگ رہا تھا۔۔

تب اس نے یہی جواب دیا کہ اس نے ویلنیسا یونیورسٹی میں اپلائے کیا۔۔اسکا ایڈمیشن ہو گیا وہ یہاں آگئی۔۔پر اتنا سا جواب دیتے وقت بھی اسکے چہرے سے آگ نکل رہی تھی۔۔اسکا چہرہ تمتما اٹھا تھا۔۔وہ اتنی خود اعتماد نہیں تھی۔ لیکن خوشی اس بات کی تھی کسی نے اسکا مزاق نہیں اڑایا۔۔کسی نے اسے تمسخرانہ نظروں سے نہیں دیکھا۔ کسی نے اسے کمتر نہیں سمجھا۔

یہاں سب نارمل تھا۔سب کی اپنی زندگی تھی۔۔۔جہاں شرارتیں تھیں وہیں سب اپنی اپنی زندگی میں مصروف تھے۔ مسلسل تین لیکچر لینے کے بعد وہ کیفے آگئی۔۔ لیکچر کچھ اسے سمجھ آئے تھے اور کچھ اوپر سے بھی گزرے تھے۔۔اسکا بہت سا کورس چھوٹ گیا جسے اس نے پورا کرنا تھا۔۔ بھوک سے اسکے سر میں درد ہو گیا۔۔۔

کیفے میں سارے ٹیبل بک تھے۔۔اسکا پہلا دن تھا اسے ہر جگہ سے خوف محسوس ہو رہا تھا کہ کہیں اسکا مزاق نہ بن جائے۔۔ کہیں سب اس پر ہنسنے نہ لگ جائیں۔

اس نے کاؤنٹر پر جا کر مینیو دیکھا۔۔اور حساب لگایا کہ ایسا کیا کھایا جائے جس سے پیٹ بھی بھر جائے اور پیسے بھی کم لگیں۔۔اسے چائے کی شدید طلب ہو رہی تھی۔پر یہاں اسے کافی نظر آرہی تھی چائے نہیں۔۔

اس نے ایک سینڈوچ لیا اور خاموشی سے سب سے چھپ کر ایک جانب بیٹھ گئی۔۔اسکے سامنے اسٹوڈنٹس ایک گروپ بیٹھا تھا جس میں لڑکے زیادہ تھے

اور وہیں اس نے ایک لمبے والوں لڑکے کو دیکھا۔۔اسکا حلیہ کچھ ایسا تھا کہ ایمان کا دل اچانک دھڑک اٹھا۔۔

آر جے۔۔۔۔سماعت کے پردے سے کسی کا نام ٹکرایا تھا۔یہاں طرح طرح کے اسٹوڈنٹس تھے۔۔۔کچھ کے بال گھونسلے جیسے تھے۔۔۔کچھ کے عجیب و غریب ہیئر اسٹائل اور کچھ اسٹوڈنٹس بہت ہی نفیس بھی تھے۔وہ بس خاموشی سے سب کا مشاہدہ کر رہی تھی۔یہ اس لیے ضروری تھا تاکہ وہ یہاں کے ماحول میں جلدی گھل مل سکے۔لمبے والوں لڑکے کا چہرہ واضح نہیں تھا۔۔وہ درمیان میں بیٹھا تھا باقی سب اسکے ارد گرد جمع تھے۔۔شاید وہ اپنے گروپ کا مشہور ترین لڑکا تھا۔

ایمان نے گہرہ سانس فضا میں خارج کیا اور سینڈوچ کھانے لگی۔۔اسے فاسٹ فوڈ سے خاص رغبت نہیں تھی لیکن یہاں معاملہ بھوک کا تھا جسکی وجہ سے اسکے سر میں درد ہو گیا تھا۔۔اس نے سوچ لیا کہ آج وہ گھوم پھر کر آس پاس کے کیفے دیکھے گی۔۔وہاں کے مینیو بھی اور اپنے مطلب کے

کھانے کی جگہ ڈھونڈ لے گی۔۔وہ لوگوں سے زیادہ ہاتھ میں پکڑے فون پر یقین رکھتی تھی جس کا گوگل میپ اسکی مدد کر رہا تھا۔اسکا ایک آخری لیکچر رہتا تھا اور اسکے بعد وہ سینٹرل مارکیٹ جانے والی تھی۔۔

لیکن اس سے پہلے ہی شاید کچھ ایسا ہونے والا تھا جو اس نے کبھی سوچا نہ تھا۔

✿••✿••✿••✿

اٹکی ہوئی سانسیں کیسے بحال ہوتی ہیں یہ تین دن بعد ایما کو اپنے سامنے دیکھ کر ماثیل کو محسوس ہوا تھا۔۔اسے غصہ بھی تھا دل چاہ رہا تھا کہ ایما کا حشر نشر کر دے اور وہیں دل چاہ رہا تھا کہ اسے کہیں چھپا لے۔۔۔کسی ایسی جگہ پر جہاں وہ ہمیشہ اسکی آنکھوں کے سامنے رہے جبکہ کسی اور کو نظر نہ آئے۔۔۔

جبکہ ایما اس سے گریز برت رہی تھی۔ماثیل نے کل رات اپنی چاہت کا اقرار کیا تھا اور تب سے ایما کے ذہن میں اسکا وہی جملہ گھوم رہا تھا۔"میں تمہیں چاہنے لگا ہوں"۔۔

وہ اس سے نظریں چرا رہی تھی یوں جیسے ماثیل نے نہیں بلکہ اس نے اپنی چاہت کا اظہار کیا ہوا۔ وہ خود کو چور محسوس کر رہی تھی۔

وہ جب انسٹیٹیوٹ آئی تب ماثیل کلاس لے رہا تھا۔۔ اس نے بار ہا گلاس ڈور سے ایما کو دیکھا تھا وہ اسے لیپ ٹاپ کے سامنے بیٹھی کام کرتی نظر آئی۔ کافی دیر انتظار کرنے کے بعد بھی جب وہ باہر نہیں نکلی تو ماثیل آفس چلا گیا۔۔ ایما اسے دیکھ کر پروفیشنل انداز میں مسکرائی۔۔ بظاہر وہ فریش لگ رہی تھی لیکن اسکی سوجھی آنکھیں ماثیل کو بہت کچھ بتا گئی تھیں۔ اسکا دل چاہا وہ اس مغرور لڑکی کو اپنے سامنے بیٹھا کر بہت سارے شکوے کرے۔۔۔ اس سے اسکی ہی شکایتیں لگائے۔۔ پر اسکا انداز دیکھ کر وہ خود پر ضبط کر کے رہ گیا۔۔۔ پوچھا تو بس یہ کہ "طبیعت کیسی ہے؟؟" جس پر ایما نے مسکرا کر "الحمداللہ" کہا۔ اور اسکا یہ جواب سن لر ماثیل کے اندر کچھ بھڑک اٹھا۔

"تم ایسے کیسے کر لیتی ہو؟؟" وہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"کیا۔۔؟؟" ایما نے سوالیہ نظروں سے پوچھا۔

"تمہیں خدا سے کوئی شکایت کیوں نہیں ہوتی؟؟ تم ہمیشہ اتنی مطمئن اور پر سکون کیسے رہ لیتی ہو؟؟"

سوال ایسا تھا کہ ایما بھی چونک اٹھی۔۔ کیا واقعی وہ اتنی مطمئن تھی؟؟ کتنی ہی دیر اسے جواب سمجھ نہ آیا۔ پھر وہ بولی۔

"شاید مجھے زیادہ کی طلب نہیں۔۔"

"یہ میرے سوال کا جواب نہیں ایما!" ماثیل نے اسے ٹوک دیا۔

شاید مجھے بہت کچھ نہیں چاہیے۔۔میں کم میں بھی خوش ہو جاتی ہوں" وہ پھر سے جواب دینے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

نو نو۔۔۔میرے سوال کا جواب دو ایما۔۔اِدھر اُدھر کی باتیں مت کرو۔۔" وہ الجھا ہوا لگ رہا تھا اور وہ اپنے ساتھ اسے بھی الجھا دیتا تھا۔ایما نے ایک گہرا سانس لیا۔

"میری ساری خواہشات پوری ہو چکی ہیں۔۔"

عجیب۔۔۔" اسکا جواب سن کر وہ طنزیہ مسکرایا۔"ایسا نہیں ہو سکتا۔۔اگر ساری خواہشات پوری ہو جاتیں تو تم یہاں نہیں آتی ایما۔۔کوئی تو ایسی خواہش ضرور ہے جو تمہیں بے چین کیے رکھتی ہو گی۔۔۔جو تمہیں یہاں

تک لے آئی۔۔ پھر تم اتنی مطمئن کیسے ہو؟؟" اسکا ذہن ابھی بھی وہیں اٹکا تھا۔

"میں نہیں جانتی۔۔۔" بالآخر اسے ہار ماننا پڑی۔۔اسکے اندر تو الاؤ جلتا تھا پھر ہر وقت وہ کیسے اتنی پرسکون اور مطمئن نظر آتی تھی؟؟ وہ اسکا جواب سن کر پلٹا اور گلاس ونڈو کے پاس جا کھڑا ہوا جس سے باہر پانی کے تلاب میں تیرتی بطخیں صاف نظر آ رہی تھیں۔

"کچھ وقت پہلے تک میری بھی ایسی کوئی خواہش نہیں تھی۔۔میں نے جو چاہا وہ پایا۔۔پر اب لگتا ہے میں جس خواہش میں مبتلا ہوا چکا ہوں وہ مجھ سے میرا سب کچھ چھین لینے والی ہے۔۔۔" وہ گلاس ونڈو پر ابھرتے اسکے عکس کو دیکھ کر سوچ رہا تھا۔۔۔یہ عکس صرف اسے نظر آ رہا تھا۔

لاحاصل کی خواہش۔۔پر میں اپنی یہ خواہش پوری کر کے رہوں گا۔۔"

مہرون رنگ کے اونی سکارف میں اسکا شفاف چہرہ جانا کیوں اتنا پیارا لگنے لگا تھا۔وہ سمجھنے سے قاصر تھا۔پر ایما ابھی بھی ویسے ہی مطمئن بیٹھی تھی۔

"تمہیں پتہ ہے کبھی کبھی تمہارا اتنا مطمئن اور پر سکون رہنا مجھے چھبتا ہے۔۔۔"وہ صاف گو تھا۔۔ایما کی بھنویں سکڑ گئیں۔

"میں نے آپکے ساتھ ایسا کچھ برا نہیں کیا مسٹر ماشیل جو آپ مجھے پر سکون نہیں دیکھ سکتے۔۔۔"وہ خفا انداز میں بولی۔چہرے پر سختی تن آئی۔اسکی سیاہ آنکھوں میں غصے کی ہلکی سی آمیزش تھی۔

"تم کسی کا سکون برباد کر کے پر سکون کیسے رہ سکتی ہو؟؟"وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے پلٹا۔۔اور اسے دیکھنے لگا۔۔آنکھوں میں کیا کچھ نہیں تھا۔۔

گلاس ونڈو سے چھن کر آتی ہلکی دھوپ میں اسکا سراپہ پوری طرح نمایاں تھا۔۔ گرے پینٹ پر سفید شرٹ پہنے وہ اسکے سامنے ایسے ایستادہ تھا جیسے اسکی جان ہی لے لے گا۔۔ گھنے بال پیچھے کی جانب سیٹ تھے۔۔۔ اسکے ہونٹ سگریٹ پینے کی وجہ سے گہرے رنگ کے محسوس ہو رہے تھے۔ صاف رنگت اور بولتی آنکھیں۔۔۔ وہ ماثیل نہ بھی ہوتا تو بھی ہر دوسری لڑکی کو پسند آجاتا۔ ایما کا چہرہ تمتما اٹھا۔۔۔ جب بھی اسکے سامنے کوئی ایسی بات ہوتی تھی جسکی اسے توقع نہ ہو اسکا چہرہ تمتمانے لگتا تھا۔۔ زبان تالو سے چپک جاتی۔۔ یوں لگتا جیسے وہ تیز بخار کی لپیٹ میں ہو۔ اسکی وقت بھی ماثیل کے سوال نے کچھ ایسی ہی حالت کی تھی اسکی۔۔ اسکے لب پھڑ پھڑا کر رہ گئے لیکن الفاظ ادا نہ ہوئے۔

وہ ہولے ہولے چار قدم کا فاصلہ طے کر کے اسکے قریب آیا۔۔ اور اسکی جانب تھوڑا سا جھکتے ہوئے رازدانہ انداز میں بولا۔

میں وہ انسان ہوں جو اپنی چاہت کے لیے کسی بھی حد تک جا سکتا ہے۔۔۔" یاد رکھنا اب تم میری اولین خواہش ہو۔۔" وہ تیزی سے باہر نکل گیا۔۔

جبکہ اسکے جاتے ہی ایما کی آنکھوں میں پانی ابھر آیا۔۔وہ محبت جیسے جذبے سے کوسوں دور رہنے والی لڑکی تھی پھر کیوں یہ جذبہ اسے اپنی جانب گھسیٹ رہا تھا۔۔ماثیل وہ شخص نہیں تھا جس سے ایما کو فوراً محبت ہو جاتی۔۔۔پر وہ ان لوگوں میں سے تھا جسے ایما بھی چاہ کر نظرانداز نہیں کر سکتی تھی۔

"مجھے جلد از جلد نئی جاب ڈھونڈنی ہو گی۔۔۔میں یہاں مزید نہیں رہ سکتی۔۔" نمکین پانی کو اندر اتارتے وہ سوچ رہی تھی۔ماثیل جتنا اسکے قریب آنا چاہتا تھا وہ اتنی دور بھاگ رہی تھی۔۔

جانے قسمت دونوں کے ساتھ کیا کھیل کھیلنا چاہتی تھی۔

✿••✿••✿••✿

"وہ مجھے ہمیشہ سے اچھی لگتی تھی پر اُس پر میرا دل اُس دن مجھ سے باغی ہو گیا جب میں نے اسے مارکیٹ میں دیکھا۔۔ وہ کھانے پینے کا سامان لے رہی تھی۔۔ خریداری کے بعد وہ ایک بینچ پر بیٹھ گئی۔اسے بھوک لگی تھی اس نے کھانے کے لیے بریڈ نکالے اور پھر اچانک رک گئی۔۔اس نے ہاتھ کی انگلیوں پر گنتی کی۔۔اسکے پاس پانچ دن کے بریڈ تھے۔۔ یقیناوہ ناشتے کے لیے لائی تھی پر اگر وہ ابھی کھالیتی تو اسکے پاس ایک دن کا ناشتہ کم پڑ جاتا۔۔۔ وہ کتنی ہی دیر سامنے رکھے سامان کو گھورتی رہی جو مشکل سے پانچ دن کا تھا۔۔ پھر اس نے ایک گہری سانس لی اور ایک جوس کا ڈبہ نکال کر جوس پینے لگی۔ وہ وہاں بینچ پر پورا گھنٹہ بیٹھی رہی۔۔۔اس نے مزید کچھ نہیں کھایا۔۔ جانے وہ کن خیالوں میں گم تھی یہاں تک کہ ابر آلود موسم برسنے لگا۔۔ وہ اٹھ کر چل پڑی۔۔ تبھی اس نے دیوار کے پاس کھڑے ایک

چھوٹے سے بچے کو دیکھا۔۔یقیناوہ بھوکا تھا۔۔اس کے قدم رک گئے۔۔۔ وہ آگے نہیں بڑھ پائی۔۔وہ جیسے پتھر کی ہو گئی۔۔اس نے اپنے تھیلے کو ہاتھ لگایا جس میں اسکا تھوڑاسا سامان تھا۔۔وہ بچہ سامنے سڑک کی دوسری جانب شیشے کے اُس پار رکھے کھانے پینے کی اشیاء کو حسرت سے تک رہا تھا۔۔۔وہ اسکی جانب بڑھی اور جاکر اپنے بیگ سے بریڈ کے دو پیکٹ نکال کر اس بچے کو دے دیے۔۔بچے کی آنکھوں میں پہلے حیرت اور پھر تشکر کے جذبات ابھرے۔۔۔اسکی آنکھوں میں نمی تھی۔

”تم بھیگ جاؤ گے۔۔میرے پاس چھاتہ نہیں ہے۔۔۔یہ لے لو۔۔“اس نے اپنے کندھوں پر پڑی موٹی شال اتار کر اس بچے کو دے دی۔پتہ ہے وہ شال اسے کتنی عزیز تھی۔پھر اس نے اپنے بیگ سے والٹ نکالا۔۔جو اس وقت بالکل خالی تھا۔۔میں نے اسکے چہرے پر موت جیسا دکھ دیکھا۔۔اسکے پاس کسی کو دینے کے لیے کچھ بھی نہیں تھا۔۔وہ تیزی سے وہاں سے بھاگتی

چلی گئی۔۔ جیسے سب اسکا مزاق اڑا رہے ہوں کہ اسکے پاس دینے کو کچھ بھی نہیں ہے۔۔ کیا وہ اتنی غریب ہے۔۔۔؟؟

اور اس روز میرا دل چاہا تھا میری پوری دنیا اس لڑکی کے قدموں میں رکھ دوں۔۔ مم۔۔ میں ویلنیسا اسکے نام کردوں۔۔!!"

وہ سانس لینے کو رکا۔۔ گلے میں آنسوؤں کا گولا اٹک گیا تھا۔۔ وہ سامنے بیٹھی اس عورت کو بتا رہا تھا جو پوری دنیا میں اس کے لیے سب سے زیادہ قابل احترام تھی۔ وہ خود پر ضبط کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ تبھی کمرے کا دروازہ جھٹکے سے کھلا اور ایک وحشت زدہ آواز ابھری تھی۔

"مسٹر جبیل جلدی چلیں۔۔ پیشنٹ بے قابو ہو گئی ہے۔۔" اور وہ تیزی سے نرس کے پیچھے بھاگتا چلا گیا۔ سیاہی اور سفیدی کے درمیان بھٹکتی لڑکی کی جانب۔۔۔ جواب ہوش کی دنیا میں نہیں تھی۔

عورت کو اندھیروں کی دنیا میں دھکیلنے والا مرد کبھی پرسکون نہیں رہ "
سکتا۔۔۔یہ بالکل ایسا ہے جیسے وہ مرد اپنے سینے میں خود چھرا گھونپ
لے۔۔۔جو سینے میں چھبا رہتا اور ہر سانس کے ساتھ تکلیف دیتا ہے۔۔۔
وہ جس تیزی سے نرس کے پیچھے بھاگا تھا اسے دیکھتے ہوئے پیچھے کرسی پر بیٹھی
ہستی ہولے سے مسکرائی تھی۔

آرجے نہیں سکون سے جی پایا تو تم کیسے جی پاؤ گے۔۔۔؟؟ تمہارا جرم تو "
زیادہ بڑا ہے۔۔۔" وہ بس سوچ کر رہ گئی تھی۔

✿••✿••✿••✿

وہ آرٹ ہے!

دو سال کی ڈگری تھی عبدل تم نے تین سال لگا دیے اور مجھے لگتا ہے اگلا'' پورا سال بھی تم یہیں رہنے والے ہو۔۔

''عبدل تمہیں نئ جاب مل گئ۔۔؟؟''

''عبدل تم اس بار جیل کیوں گئے تھے ؟؟''

''عبدل اس بار تم پر کونسا کیس ہے ؟؟اس بار کس کا جبڑا توڑا تم نے۔۔؟؟''

''عبدل تم آخری بار جاب سے کیوں نکالے گئے تھے ؟؟''

عبدل پروفیسر میکال کا کہنا ہے اگر تم ایک بار اور جیل گئے تو وہ تمہیں ''
''یونیورسٹی سے نکال دیں گے۔۔۔

جہاں عبدل ہوتا تھا وہاں ایسے سوال ہوتے تھے۔۔ لیکن وہ عبدل ہی کیا جو سدھر جائے۔

اس وقت بھی وہ اپنے سے چار پانچ سال چھوٹے کلاس فیلوز کے گھیرے میں بیٹھا تھا۔۔ایک تو اس نے ماسٹرز کے بعد دو سال کا گیپ لیا اور اب ایم فل میں اس نے تین سال لگا دیے تھے پر اسکا ایم فل ابھی تک مکمل نہیں ہوا تھا۔ اسٹوڈنٹس اکثر اس سے پوچھتے تھے وہ اس فیلڈ میں کیوں آیا۔۔اس نے بائیوڈائیورسٹی کو کیوں چنا۔۔۔اسے تو پولیس میں ہونا چاہیے تھا تاکہ مجرم اسکے ہاتھ سے بچ نہ پائیں۔۔پر اب سین الٹا تھا ہر دوسرے دن عبدل خود کسی جرم کی پاداش میں جیل پایا جاتا تھا۔

اس وقت گراؤنڈ میں بیٹھا تازہ دھوپ لے رہا تھا۔ بنا آستینوں کی شرٹ پہنے وہ کافی سنجیدہ بیٹھا تھا۔ اسکے دائیں کندھے پر ایک چہرہ بنا تھا۔۔ یہ ایک ٹیٹو تھا جس میں لڑکی کا چہرہ واضح نہیں تھا پر غور کریں تو محسوس ہوتا تھا کہ وہ ایک چہرہ تھا وہ بھی لڑکی کا۔ بھیڑیا نما لڑکی۔

اسے خاموش دیکھ کر اچانک اسکے دوست نے کہا۔

”اس بار تم نہیں تھے جب نئے ایڈمیشن ہوئے۔۔۔ جانتے ہو بالکل مزہ نہیں آیا۔۔ اسٹوڈنٹس کو تنگ ہی نہیں کر پائے۔۔“ اسکی بات پر بھی عبدل نے جب کوئی جواب نہیں دیا تو اس نے عبدل کو کندھے سے ہلایا۔

”تم میری بات سن رہے ہو؟؟“ اور تبھی عبدل نے سیاہ چشمہ آنکھوں سے اتارا۔ اس سے پہلے وہ کچھ کہتا اسکی نظر ڈیپارٹمنٹ سے باہر نکلتی لڑکی پر پڑی۔ اور وہ ساکت رہ گیا۔۔۔ عبدل کے چونکنے کی وجہ وہ لڑکی نہیں تھی

بلکہ وہ بیگ تھا جو لڑکی کے کندھے پر لٹکا تھا۔اس پر واضح الفاظ میں آر جے لکھا تھا۔۔۔یہ دیکھ کر عبدل کا دل ایک پل کو رکا۔۔اس سے پہلے کہ وہ لڑکی ڈیپارٹمنٹ سے باہر نکل جاتی وہ پھرتی سے اٹھا اور بھاگتا ہوا لڑکی کے پیچھے گیا۔۔۔

یوں جیسے اگر وہ ایک پل بھی لیٹ ہوا تو کوئی قیمتی چیز کھو دے گا۔۔وہ اس لڑکی کو نہیں جانتا تھا۔۔اس نے تو لڑکی کی شکل بھی نہیں دیکھی تھی۔۔ اسٹوڈنٹس آجا رہے تھے۔۔اسے سمجھ نہ آیا وہ لڑکی کو کیسے روکے چناچہ وہ تیزی سے آگے بڑھ کر اسکے راستے میں حائل ہو گیا۔۔۔

یہ دیکھ کر لڑکی رکی۔۔وہ اس اچانک افتاد پر اچھل پڑی تھی۔۔۔اپنے سامنے ایک عجیب و غریب حلیے اور لمبے بالوں والے لڑکے کو دیکھ کر وہ ڈر سی گئی۔۔ اس نے گھبرا کر چاروں جانب دیکھا۔۔عبدل کا سارا گروپ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔کسی نے آج تک عبدل کو کسی لڑکی کی جانب جاتے نہیں دیکھا تھا۔۔

وہ لڑکی اب عبدل کو سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی اور اس وقت عبدل کی آنکھوں میں بھی ایسا تاثر تھا جیسے وہ کسی اپنے کو اس لڑکی میں کھوج رہا ہو۔۔۔۔

"Did it hurt when you fell from heaven??"

اس نے ایک سادہ سا سوال کیا تھا پر یہ سوال اتنا سادہ نہیں تھا۔۔ سامنے کھڑی لڑکی کے چہرے کا رنگ یہ سن کر فق ہو چکا تھا۔اس نے کچھ بولنا چاہا پر زبان انکاری ہو گئی۔۔۔

عبدل کی گہرے آنکھیں سامنے کھڑی لڑکی کی سیاہ آنکھوں سے چند پل کو ٹکرائیں۔۔۔اور عبدل نے ان آنکھوں نمی ابھرتی محسوس کی۔۔۔

اسے اپنے سوال کا جواب تو نہیں لیکن کچھ اور مل گیا تھا۔۔ایک نئی کہانی ایک نیا کردار۔۔۔اس لڑکی کی آنکھوں میں ویسا ہی ادھوراپن تھا جو اسکی ذات کا حصہ تھا۔۔پر وہ کسی کہانی کا کردار ہر گز نہیں بن سکتا تھا۔

وہ گہری سانس فضا میں خارج کرتا اس لڑکی کو وہیں حیران پریشان چھوڑ کر واپس پلٹ گیا۔۔۔

اور وہ لڑکی ایمان کے سوال بھلا کون ہو سکتی تھی۔۔۔ایک وہی تھی جو آر جے برینڈ کا بیگ لٹکائے پھرتی تھی۔

آج اسکا یونیورسٹی میں پہلا دن تھا اور اس نے سوچا بھی نہیں تھا کوئی اُس سے ایسا سوال پوچھے گا۔۔کوئی اسے یوں الجھا کر رکھ دے گا۔

"Did it hurt when you fell from Heaven..??"

وہ لمبے بالوں والوں لڑکا چند پل اسے دیکھتا رہا اور پھر اُسکا جواب سنے بنا ہی چلا گیا۔۔ اور سانس کیسے اٹکتا ہے یہ اس نے آج محسوس کیا تھا۔۔ جانے وہ کون تھا کہاں سے آیا تھا پر اس نے لوگوں کے منہ سے عبدل کا نام سنا تھا۔۔۔ !

عبدل۔۔۔ وہ زیر لب بڑبڑائی پر ذہن میں اب تک اسکا سوال گونج رہا تھا۔

''جب آپ آسمان سے گرے تو کیا تکلیف محسوس ہوئی۔۔؟؟''

اسکا جواب کون دے سکتا تھا؟؟؟ وہی جو آسمان سے گرا ہو۔

لیکن یہ سوال اس سے کیوں پوچھا گیا؟؟ ہزاروں لوگوں کی بھیڑ میں اس سے ہی کیوں؟؟ بھلا اس کا آسمانوں سے کیا تعلق؟؟

''اِکاروس سے دور رہنا۔ اور خود اِکاروس نہ بن جانا۔۔۔''

دور کہیں کسی ٹیرو کی آواز بازگشت کرتی رہی لیکن وہ اس پل سمجھنے سے قاصر تھی کہ ہوائیں اسے آنے والے وقت سے خبردار کر رہی تھیں۔

✿••✿••✿••✿

وہ ایسی ہے کہ،

اُس سے محبت کرنے کے لیے زِندگیاں اُدھار لی جاسکتی ہیں۔

وہ ایسی ہے کہ

اُسے سامنے بِٹھا کے تمام عمّر دیکھا جاسکتا ہے

اُس کی وہ آنکھیں

اِتنی حسین ہیں

اِتنی حسین کہ

ایک سواڑسٹھ چاند کی راتیں

صدقہ واری جاسکتی ہیں۔۔۔!!

وہ بڑی محویت سے اسے کام کرتا دیکھ رہی تھی۔ وہ خود خوبصورت تھی۔۔۔ خوشبوؤں میں رچی بسی وہ اسکے اسٹوڈیو میں بیٹھ کر صرف اسے دیکھتی تھی۔۔ پہلے وہ اکیلا ہوتا تھا اور اسکے ہاتھوں میں وہ آمیزہ، جس سے وہ خوبصورت بت بناتا تھا۔۔ اور شنایا اسے فرصت سے کام کرتا دیکھتی۔۔۔ یہ شنایا کا سب سے پسندیدہ کام تھا جسے وہ ساری عمر کر سکتی تھی۔۔ صرف ماثیل کو مجسمہ سازی کرتے دیکھنا اسے ساری دنیا کے کاموں سے حسین لگتا تھا۔۔

لیکن اب۔۔۔ اب وہ اکیلا نہیں رہا تھا۔۔۔ اب ماثیل کے گرد کسی کے خیالات منڈلاتے تھے۔۔ اب ماثیل کی ذات سے ایمانامی لڑکی کا خیال چپک گیا تھا۔۔ اب وہ بولتا تھا اور شنایا سنتی تھی۔۔ اور اپنے محبوب کے منہ سے اسکے محبوب کا ذکر سننا کس قدر دل خراش ہوتا ہے یہ ماثیل نہیں سمجھ سکتا تھا۔

مجھے لگتا ہے میں نے جلد بازی سے کام لیا ہے۔۔وہ ابھی اِس کے لیے تیار نہیں تھی۔۔" وہ مٹی کو ہاتھوں سے گوندتے اسے اپنی پریشانی سے آگاہ کر رہا تھا۔۔ہر وقت سلیقے سے پیچھے کی جانب سیٹ ہوئے بال اب ماتھے پر بکھرے پڑے تھے۔۔ٹراؤزر ٹی شرٹ پہنے وہ شنایا کو اپنے دل کے قریب محسوس ہوتا تھا۔۔وہ وہاں اس وقت آتی تھی جب ماثیل کے کام کا وقت ہوتا۔۔کیونکہ اس وقت وہ اسے دل بھر کر دیکھ سکتی تھی۔

تت۔۔تم نے اسے بتادیا۔۔؟؟" شنایا کا دل رکا۔وہ جو ہتھیلی پر ٹھوڑی جمائے اسے محبت پاش نگاہوں سے دیکھ رہی تھی اس دم سیدھی ہوئی۔

بس اتنا کہا کہ میں اسے چاہنے لگا ہوں۔۔" وہ شنایا سے تو کیا کسی سے بھی اپنے جذبات چھپانے کا روادار نہیں تھا۔شنایا نے ایک گہرا سانس لیا۔اسکی کلاس ختم ہوئے دو گھنٹے ہو چکے تھے۔۔سب جا چکے تھے۔۔تبھی شنایا نے

کھلی کھڑکی سے کسی کو بیرونی گیٹ سے اندر داخل ہوتے دیکھا۔۔اور اگلے ہی پل وہ اس لڑکی کو پہچان گئی۔۔

اسے ایما کو دیکھنے کا تجسس بھی تھا اور وہ اسے دیکھنا بھی نہیں چاہتی تھی۔۔

پر اس پل اس حجاب والی لڑکی کو دیکھ کر اسکے ذہن میں صرف ایما کا نام ابھرا تھا۔۔

ایما۔۔" وہ ہولے سے بڑبڑائی۔۔ماثیل نے چونک کر شنایا دیکھا جو" کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔وہ کھڑکی کے پاس ہی کھڑا تھا پر اسکی پشت کھڑکی کی جانب تھی۔۔شنایا کی نظروں کا تعاقب کرتے اس نے جب کھڑکی سے باہر دیکھا تو وہ حیران رہ گیا۔۔وہ واقعی ایما تھی جو اپنے آفس کی طرف جا رہی تھی۔۔کچھ پل بعد ہی وہ واپس نکلی۔۔اسکے ہاتھ میں فون تھا۔۔وہ شاید اپنا فون آفس میں ہی بھول گئی تھی۔۔وہ جس تیزی سے آئی تھی اسی تیزی سے پلٹ گئی۔۔

جبکہ وہ دونوں دیکھتے رہ گئے۔

"یہ ایما تھی؟؟" شنایا کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔۔وہ عام سی لڑکی تھی۔۔کوئی اسٹائل نہیں تھا اس میں۔۔اور نہ ایسی خوبصورتی کہ انسان دیکھ کر پتھر کا ہو جائے پھر ماثیل کا دل اس پر کیوں اٹکا تھا؟؟

"ہاں۔۔یہی وہ ظالم لڑکی ہے جس نے میرا سکون برباد کر رکھا ہے۔۔" وہ ہولے سے مسکرایا۔اور یہ مسکان ایما کو دیکھ کر ابھری تھی۔۔وہ محبت کی قید میں تھا اور ایسی قید ہے جہاں محبوب جتنا ستم گر ہوتا ہے اتنا ہی دل اسکا طلبگار ہوتا ہے۔

"کیا نظر آیا تمہیں اس لڑکی میں ماثیل؟؟" شنایا کا لہجہ چبھنے والا تھا۔اسکا دل اب جلنے لگا تھا کہ ایک عام سی لڑکی کی خاطر ماثیل نے اسے کیسے نظرانداز کر دیا۔۔

اسکا لہجہ ایسا تھا کہ تولیے سے ہاتھ صاف کرتے ماثیل نے چونک کر اسے دیکھا۔۔اور شنایا بے یقینی سے ماثیل کو ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔اسکی آنکھوں میں ایما کے لیے تمسخر تھا۔

وہی جو تم میں آج تک نظر نہیں آیا۔۔"انداز عام تھا لیکن یہ سنتے ہی شنایا" کے وجود سے دھواں اٹھنے لگا تھا۔۔وہ کہہ کر رکا نہیں تھا بلکہ اسٹوڈیو سے باہر نکل گیا۔۔پیچھے شنایا دھواں ہوتے وجود کے ساتھ بیٹھی رہ گئی تھی۔

✿••✿••✿••✿

کیا تم ادھم پر نظر رکھے ہوئے ہو؟؟کیا جانتے ہو آج کل وہ کیا کر رہا" ہے۔۔؟؟"یہ وہ سوال تھا جو اکثر اس سے پوچھا جاتا تھا اور یہ سن کر وہ ہولے سے مسکرا دیتا۔

وہ اپنی مرضی کی زندگی گزار رہا ہے۔۔ بالکل ویسی ہی جیسی وہ چاہتا تھا۔۔"" اس نے عام لہجے میں جواب دیا۔ ہاتھ میں کافی کا مگ تھامے وہ اس وقت لائبریری میں موجود تھا۔ ایک کونے پر رکھی میز پر لیپ ٹاپ کھلا رکھا تھا اور اسکی سکرین پر ایک ادھیڑ آدمی کا چہرہ نمایاں تھا جبکہ وہ خود اب کتابوں کے شیلف کے پاس کھڑا انہیں غور سے دیکھ رہا تھا اور پھر اس نے شیلف سے ایک کتاب نکالی اور اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔۔ ساتھ ہی اس نے کافی کا ایک سپ لیا۔

مجھے پتہ چلا ہے آج کل وہ کسی لڑکی میں دلچسپی لے رہا ہے۔۔"بوڑھے" شخص نے رازداری سے بتایا۔

وہ ماڈل ہے بڑے بابا۔۔ لڑکیاں اسے آسانی سے مل جاتی ہیں۔۔"اس" نے کتاب واپس رکھ دی اور گہری سانس فضا میں خارج کرتا لیپ ٹاپ کی جانب پلٹا۔۔ کمرے میں ہلکی روشنی تھی۔۔ کھڑکی بند تھی البتہ ایک پردہ تھوڑا سا سرکا ہوا تھا جس سے ہلکی روشنی اندر آرہی تھی۔ دبیز قالین پر چلتا وہ میز کے قریب آیا اور پھر ایک کرسی کھینچ کر بیٹھ لیپ ٹاپ کے سامنے بیٹھ گیا۔۔ میز کے دائیں جانب کھڑکی تھی۔۔ کرسی پر بیٹھنے سے اسکا چہرہ واضح ہو چکا تھا۔

اس وقت وہ سیاہ پینٹ پر مہندی رنگ کی ہی ہائی نیک پہنے ہوا تھا جو اسکی گردن سے لے کر اوپر ٹھوڑی تک چپکی تھی۔ اوپر اس نے سیاہ جیکٹ پہن رکھی تھی۔ اسکے پاؤں جوتوں کی قید سے آزاد تھے۔۔ کسی کو بھی اس کمرے میں جوتے لے کر آنے کی اجازت نہیں تھی۔

بات یہاں لڑکیوں کی نہیں ہو رہی۔۔ بات یہاں ادھم کی ہے وہ کسی کو" "لے کر اتنا سنجیدہ ہو سکتا ہے یہ حیران کن ہے۔۔۔

ہاں یہ عجیب ہے۔۔" اس نے بھنویں سکڑیں۔ کافی سال گزر گئے تھے اسے ادھم کا سامنے کیے۔ اب تو پچھلے ایک سال سے وہ اس سے بالکل ہی غافل تھا۔

میں چاہتا ہوں تم اس پر نظر رکھو۔۔۔ بلکہ پتہ کرو آخر وہ لڑکی کون ہے۔۔" شاید وہ ہمارے کام آسکے۔۔" وہ جانتا تھا یہ اسے حکم دیا گیا تھا اور وہ چاہ کر بھی انکار نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ اس لیے اس نے ہولے سے گردن ہلا دی۔ اسے ذاتی طور پر ادھم اور اسکی زندگی میں آنے والی لڑکی میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ پر اس پر کچھ زمہداریاں تھیں جو اسے ہر صورت پوری کرنی تھیں۔

✿••✿••✿••✿

"ڈو یو لو سم ون (کیا تم کسی سے محبت کرتے ہیں) ؟؟" یہ مسٹر ماثیل۔۔۔ اک۔ثر سوال تھا جو اس سے پوچھا جاتا تھا اور اس وقت بھی اسکے ایک پرانے کلائنٹ نے اس سے یہی سوال کیا تھا۔۔ وہ دونوں اس وقت ماثیل کے اسٹوڈیو میں تھے جہاں اسکے بنائے گئے مجسمے ایک ترتیب سے رکھے تھے۔ کلائنٹ کا نام لی من تھا اور اسکا تعلق کوریا سے تھے۔ مسٹر لی من کو مجسمے بہت پسند تھے ہر سال وہ ویلنسیا آتا اور ماثیل کا سب سے بہترین مجسمہ لے کر جاتا۔ وہ ماثیل کے مجسموں کا بہت بڑا فین تھا۔اسکے سوال پر ماثیل مسکرا دیا۔اور اسکی یہ مسکراہٹ اسکے جذبات کا اظہار کر رہی تھی۔

"اوہ۔۔ڈاٹس نائس۔۔ کون ہے وہ؟؟" مسٹر لی من نے اشتیاق سے پوچھا۔

"شی از آرٹ۔۔۔(she is Art) ماثیل کی نگاہوں میں جیسے" ۔۔
ساری کائنات سمٹ آئی۔۔اسکا چہرہ چمکنے لگا تھا۔۔وہ اپنے جذبات کو چھپا کر رکھنے والا انسان نہیں تھا البتہ وہ اپنی ذاتی زندگی کو اپنے کلائنٹ کے ساتھ ہرگز نہیں شیئر کر سکتا تھا۔اسکی بات سن کر مسٹر لی من کھل کر مسکرا دیا۔

"مجھے اچھا لگا۔۔۔وہ آرٹ ہے تو تم آرٹسٹ ہو۔۔میں چاہوں گا اس آرٹ کو تم خوبصورت مجسمے میں بدل دو تاکہ میں اس قیمتی آرٹ کو خرید سکوں۔۔"اسکا انداز بالکل نارمل تھا لیکن ماثیل کے لبوں کی مسکراہٹ سمٹی تھی۔اسکے ماتھے پر لکیریں ابھریں۔

"مجسمہ۔۔۔؟؟"وہ زیر لب بڑبڑایا۔۔کیا وہ ایما کا مجسمہ بنا سکتا تھا۔۔اور کیا وہ اسے نمائش کے لیے رکھ سکتا تھا۔۔اس نے تیکھی نظروں سے مسٹر لی

من کو دیکھا جو اب ایک عورت کے مجسمے کو ہاتھ سے چھو کر دیکھ رہا تھا۔ وہ اس پر ایسے ہاتھ پھیر رہا تھا جیسے وہ زندہ وجود ہو۔

"ان مجسموں کو دیکھ کر لگتا ہے واقعی یہ حقیقی ہیں جیسے ابھی چھونے سے یہ زندہ ہو جائیں گے۔۔" مسٹر لی اسکے مجسموں کی تعریف کر رہا تھا جبکہ وہ اچانک ہی سنجیدہ ہو چکا تھا۔ وہ کوئی مشرقی مرد نہیں تھا جو اپنی محبوبہ کو لے کر جذباتی ہوتا اور یہ سوچتا کہ کوئی اسے نہ دیکھے۔۔ وہ تو بڑے کھلے ذہن کا مالک تھا تو پھر کیوں اسے سینے میں جلن کا احساس ہوا تھا۔

"اچھا ہوا ایما سوشل نہیں ہے۔۔۔" اس نے گہرہ سانس فضا میں خارج اور پھر پر سکون ہو گیا جیسے کوئی ایما تک نہیں پہنچ سکتا۔۔۔ جیسے کوئی ایما کو اسکے علاوہ نہیں دیکھ سکتا۔۔ جیسے وہ ہمیشہ سے اسکی ہو۔

اسکے ذہن سے بھاری بوجھ ہٹ گیا اور اب وہ نارملی مسٹر لی باقی مجسموں کے بارے میں بتا رہا تھا۔ اسٹوڈیو کی جہاز سازی گلاس ونڈو سے باہر کھڑی تقدیر نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا۔

✿••✿••✿••✿

آج اسے ویلنسیا کی سینٹرل مارکیٹ جانا تھا جسکا فاصلہ یونیورسٹی سے تقریباً چار کلو میٹر تھا پر ڈیپارٹمنٹ میں جو ہوا اسکے بعد وہ کتنی ہی دیر اسٹوڈنٹس کے ہجوم میں گھری سوچتی رہی کہ ایسا کیوں ہوا تھا۔۔۔

کون تھا وہ لڑکا؟؟ اور اس سے کیوں ایسا سوال پوچھا؟؟ اسکا ذہن بری طرح گھوم چکا تھا۔۔ لیکن پھر اس نے خود کو سمجھایا کہ یونہی پوچھ لیا ہوگا بھلا اسے اتنی ٹینشن لینے کی کیا ضرورت ہے؟

میں ابھی تو ویلنسیا آئی ہوں۔۔مجھے ابھی بہت سی جگہوں پر گھومنا ہے۔۔"
میں ایسے چھوٹی چھوٹی باتوں پر ٹھہر نہیں سکتی۔۔"اس نے خود سے کہا اور پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔آس پاس دیکھا اور پھر موبائل نکال کر گوگل اوپن کیا۔وہ ایسی لڑکی تھی جو لوگوں سے مدد مانگنے میں ہچکچاتی تھی۔۔۔اسے لگتا تھا کہیں کوئی مدد مانگنے پر اسکا مزاق نہ اڑائے۔۔۔اس لیے وہ اکیلی بس نمبر چار میں بیٹھ کر مارکیٹ کی طرف روانہ ہوئی۔۔۔یوں بھی سینٹرل مارکیٹ ان جگہوں میں سے ایک تھی جنہیں وہ سب سے پہلے دیکھنا چاہتی تھی۔

وہ اکیلی تھی اور اسے لگتا تھا کہ وہ اکیلی سب کر سکتی تھی۔۔لیکن وہ نہیں جانتی تھی یہ اجنبیوں کا شہر تھا اور وہ یہاں اکیلے نہیں رہ سکتی تھی۔۔یہ اسے جلد معلوم ہونے والا تھا۔

✿••✿••✿••✿

تم پاگل ہو گئی ہو؟؟اتنی اچھی جاب کیوں چھوڑنا چاہتی ہو۔۔؟؟" روز کو اپنے سامنے بیٹھی ایما پر کسی پاگل کا گمان ہوا۔۔۔ تین دن وہ ایما سے دور رہی تھی اور اب روز کو لگ رہا تھا ایما کا بخار اسکے دماغ کو چڑھ گیا تھا۔" کچھ وقت پہلے تک تم جاب کے لیے خوار ہو رہی تھی اب جب تم اچھی جاب کر رہی ہو تو چھوڑنا چاہتی ہو؟؟" روز کو اب غصہ آنے لگا تھا۔ وہ دونوں رات کا کھانا کھا رہی تھیں جب ایما نے روز کو اپنے خیالات سے آگاہ کیا۔

"میں انسٹیٹیوٹ میں کمفرٹیبل نہیں ہوں۔۔" اس نے مرے مرے انداز میں وجہ بتانا چاہی۔

"باقی جس بھی کمپنی میں جاؤ گی وہ تو تمہارا اپنا بیڈ روم ہو گا نا جہاں تم کمفرٹیبل رہو گی؟؟" وہ چیخ ہی پڑی تھی۔

دیکھو روز میں یہ نہیں کہہ رہی کہ آج سے ہی چھوڑ رہی ہوں پر مجھے جلد از "
جلد جاب سوئچ کرنی ہے۔۔" ایمانے اب کی بات سنجیدہ اور اٹل لہجے میں
جواب دیا۔

اور اسکی وجہ میں جان سکتی ہوں ؟؟" روز نے چمچ پلیٹ میں واپس رکھتے "
پوچھا۔۔

ماثیل۔۔۔" یک لفظی جواب آیا۔ "

یاخدایا۔۔" روز نے اپنا ماتھا پیٹا۔ "وہ شخص ایک اچھا انسان ہے ایما تم "
" سمجھ کیوں نہیں رہی ہو وہ تمہاری فکر کرتا ہے۔۔ تمہارا خیال رکھتا ہے۔۔

اور مجھے یہ نہیں پسند۔۔۔" ایما نے غصے سے اسکی بات کاٹی۔ روز خاموشی سے اسکی جانب دیکھتی رہی۔۔ ایما واقعی پریشان لگ رہی تھی۔

"مجھے عجیب لگتا ہے جب وہ شخص مجھے اہمیت دیتا ہے۔۔ میں کسی کہانی کا حصہ نہیں بننا چاہتی روز!" اس بار ایما کی آواز دبی دبی تھی۔ جبکہ روز پوری طرح اسکی جانب متوجہ تھی۔

"تم مجھے جانتی ہو۔۔ میں مشرق ہوں اور وہ مغرب۔۔ وہ میرے ٹائپ کا انسان نہیں ہے۔۔۔"

"تم لوگ اچھے دوست بن سکتے ہو۔۔" روز نے کتنی آسانی سے مسئلے کا حل پیش کیا تھا۔ ایما نے اسکی بات پر شکوہ کناں نظروں اسے دیکھا۔

"میں جانتی ہوں تم زیادہ دوست نہیں بناتی ہو پر تم باقی لڑکوں کو اتنے برے طریقے سے ٹریٹ نہیں کرتی ہو جتنا کہ تم مسٹر ماثیل کو کرتی ہو۔۔۔"

"کیونکہ باقی لڑکے مجھے عام لڑکی سمجھتے ہیں۔۔۔اسکا مجھے خاص سمجھنا مجھے بھٹکاتا رہے گا!!" ایمانے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا۔۔۔وہ ابھی ابھی بیماری سے اٹھی تھی۔۔ذرا سا اونچا بولنے پر اسکا سر دکھنے لگ جاتا تھا۔

"اوہ۔۔تو تمہیں ڈر لگتا ہے کہ تمہیں مسٹر ماثیل سے۔۔۔"

"مجھے ڈر لگتا ہے میں کسی کا دل نہ توڑ دوں۔۔تم نہیں جانتی روز لیکن بے وفائی میرے خون کا حصہ ہے میں کسی سے وفا نہیں کر سکتی۔۔" اس نے

بے بسی سے کہا اور اٹھ کر چلی گئی۔۔ جبکہ روزا سکی آخری بات پر اٹک گئی تھی۔

"کیا ایما جیسی لڑکی کسی سے بے وفائی کر سکتی ہے؟؟"

✿••✿••✿••✿

ریسا ہال (Resa Hall)

"مجھے ڈر لگتا ہے میں کسی کا دل نہ توڑ دوں۔۔ تم نہیں جانتی روز لیکن بے وفائی میرے خون کا حصہ ہے میں کسی سے وفا نہیں کر سکتی۔۔" اس نے بے بسی سے کہا اور اٹھ کر چلی گئی۔۔ جبکہ روزا سکی آخری بات پر اٹک گئی تھی۔

"کیا ایما جیسی لڑکی کسی سے بے وفائی کر سکتی ہے؟؟"

وہ سوشل نہیں تھی۔ وہ دوست نہیں بناتی تھی۔۔۔ پہلی ملاقات میں لوگ اسے گھمنڈی سمجھتے تھے۔۔ وہ بہت کم بولتی تھی۔۔ وہ رشتے بنانے سے ڈرتی تھی۔۔ پر بے وفائی؟؟

بھلا وہ بے وفائی کیسے کر سکتی تھی؟؟ روز سوچتی رہی پر اسکی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔۔ چنانچہ اس نے ایما کو اسکے حال پر چھوڑنا مناسب سمجھا۔ یوں بھی ایما سمجھدار تھی وہ اپنا برا بھلا سمجھتی تھی۔

✿••✿••✿••✿

سینٹرل مارکیٹ آف ویلنسیا ان جگہوں میں سے ایک تھی جنہیں ایمان سب سے پہلے دیکھنا چاہتی تھی۔۔ اور اسی لیے وہ اب اسکی عمارت کے سامنے

کھڑی تھی۔۔اس نے سر اٹھا کر مارکیٹ کی عمارت کو دیکھا تھا۔۔وکٹوریہ طرز کی بنی یہ عمارت پہلی بار دیکھنے والوں پر اپنا الگ ہی تاثر چھوڑتی تھی۔۔یہ ویلنسیا کی سب سے بڑی مارکیٹ تھی۔۔اور اسکی عمارت کو دیکھ کر لگتا ہی نہیں تھا کہ یہ کوئی مارکیٹ ہے بلکہ اس پر کسی ادارے کسی یونیورسٹی کا گمان ہوتا تھا۔۔1428 کی دہائی میں بنائی گئی یہ عمارت آج بھی اتنا ہی رعب لیے ہوئے تھی۔عمارت کو کچھ فیصلے سے دیکھیں تو پچھلی جانب سے ابھرتا جانس چرچ کا مینار ایک الگ ہی چھاپ چھوڑتا تھا۔۔

وہ مارکیٹ سے کافی فاصلہ پر کھڑی تھی۔۔۔اس نے آنکھیں بند کر کے ایک گہرا سانس لیا اور مارکیٹ کی طرف قدم بڑھا دیے۔۔وہ اسے اندر سے بھی دیکھنا چاہتی تھی۔۔

جیسے ہی وہ سیڑھیاں چڑھ کر مارکیٹ کے اندر داخل ہوئی تو اندر کی دنیا بالکل الگ تھی۔۔یہاں 1200 سے زائد سٹالز تھے جن میں تازہ سبزیاں، پھل، گوشت موجود تھا۔۔اسکے علاوہ کافی شاپ بھی اندر ہی بنی تھیں۔

لوگ خریداری کر رہے تھے پر وہ ہر سٹال دیکھ رہی تھی۔۔جب تک وہ تھک نہیں گئی گھومتی رہی اور پھر اس نے کھانے پینے کا تھوڑا سامان لیا۔۔کچھ بریڈ کچھ انڈے اور دودھ کے ڈبے۔۔

اسے اپنے ہاتھ کی چائے پسند تھی۔اور وہ اپنے ہلکے پھلکے ناشتے کا انتظام کرنا چاہتی تھی۔تقریباً ڈیڑھ گھنٹا مارکیٹ میں گزارنے کے بعد اپنے مطلب کا سامان لے کر وہ واپسی کے لیے نکلی۔۔

آج کے دن وہ کافی تھک گئی تھی چناچہ اس نے واپس جانا ضروری سمجھا۔۔

اور جب آدھے گھنٹے بعد وہ اپنے ہاسٹل واپس پہنچی تو اندر کی چہل پہل دیکھ کر حیران رہ گئی۔

وہ جس ہاسٹل میں تھی وہ دراصل ہال کہلاتا تھا۔۔ویلنسیا یونیورسٹی کے اپنے دو ہال تھے اور جس ہال میں وہ تھی اسکا نام Damia Bonet Hall جسے سب ریسا ہال کہتے تھے۔

یہاں چار سو سے زائد اسٹوڈنٹس رہتے تھے۔۔ ہال کی اپنی دنیا تھی۔ یہاں لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کی رہائش تھی۔ ہال میں الگ سے جم تھے۔ ہال کے اپنے سوئمنگ پول، لائبریری، اپنے کامن روم، کیفے ٹیریا، ڈائننگ ہال، اور اسپورٹس کلب تھا۔۔ یہاں نہ صرف اسپین کے مختلف شہروں سے آئے ہوئے اسٹوڈنٹس تھے بلکہ انٹرنیشنل اسٹوڈنٹس بھی رہتے تھے۔

یہاں اسے یونیورسٹی سے زیادہ گہما گہمی نظر آئی۔

کل تو یہاں آنے کے بعد وہ باہر ہی نہیں نکلی تھی پر اب اس وقت کافی رونق لگی تھی۔ لڑکیوں کے ونگز الگ تھے۔ وہ اس وقت ڈبل اسٹوڈیو میں تھی یعنی وہ شیئرنگ روم میں تھی۔

Tarongers ریسا ہال 2009 میں نیا بنایا گیا تھا جب یونیورسٹی نے بنایا۔ ریسا ہال اسی کیمپس میں تھا البتہ اسکا ڈیپارٹمنٹ مین کیمپس میں تھا۔۔ یہاں اکنامس، لاء، ایجوکیشن اور باقی ڈیپارٹمنٹس تھے۔۔ یہ کیمپس

شہر کے شمال مغرب میں موجود تھا جہاں پبلک ٹرانسپورٹ کی سہولت آسانی سے موجود تھی۔

ریسا ہال میں ایمان نے اپنی رجسٹریشن ایڈمیشن کے فوراً بعد کروالی تھی۔وہ اجنبی شہر میں خوار ہونا نہیں چاہتی تھی اس لیے کل وہ آسانی سے یہاں تک پہنچ گئی تھی۔اسکا کمرہ چوتھی منزل پر تھا۔

وہ سیڑھیاں چڑھ کر آئی تھی اور اپنے کمرے تک پہنچتے پہنچتے اسکا سانس بری طرح پھول گیا تھا کیونکہ اسکے دونوں ہاتھوں شاپنگ بیگز تھے۔

اسکا کمرہ کشادہ اور صاف ستھرہ تھا سوائے یشما کی سائیڈ کے۔کمرے کی صفائی نہ وہ کرواتی تھی نہ خود کرتی تھی۔۔جب ایمان کمرے میں آئی تو گرد جمی ہوئی تھی جسے اس نے صاف کیا تھا۔

یہاں تمام کمروں میں الگ رنگ کا پینٹ تھا۔ہلکے نیلے رنگ کا پینٹ اور اسی رنگ کا بیڈ اور اسی رنگ کے ٹیبل موجود تھے۔

یشما کا اپنا بیڈ اپنا ٹیبل اور اپنی الماری تھی۔ کمرے میں ایک سائیڈ پر چھوٹا سا کچن تھا جسے دونوں کو شیئر کرنا تھا۔۔ واشروم بھی ایک ہی تھا۔

کمرہ میں کھڑکی تھی جس سے باہر کا من۔ظر صاف نظر آتا تھا۔ وہ جب اپنے کمرے میں آئی تو یشما نہیں تھی۔ اس نے حسب معمول اپنا سامان رکھا اور فریش ہونے چلی گئی۔ رات کے کھانا اس نے ڈائننگ ہال سے کھانے کا سوچا تھا۔۔ یہاں زیادہ تر اسٹوڈنٹس رات کا کھانا ڈائننگ ہال سے کھاتے تھے جو باہر کی نسبت سستا اور وہ کھانا بنانے کی مشقت سے بھی بچ جاتے تھے۔ اور ایمانے اپنا مینیو سیٹ کر لیا تھا صبح ہلکا پھلکا ناشتہ وہ خود بنانے والی تھی۔۔ لنچ یونیورسٹی سے اور رات کا کھانا ڈائننگ ہال سے۔۔۔ اسکی آدھی سے زیادہ مشکل آسان ہو چکی تھی۔

فریش ہونے کے بعد اس نے عصر کی نماز پڑھی اور پھر گھر کال کی۔ ویلنسیا میں پانچ بجے تھے اور پاکستان میں رات آٹھ کا ٹائم تھا۔ اور پھر اس نے لمبی

بات کی اور انہیں اپنے ہاسٹل اور یونیورسٹی کا بتایا۔۔اسے سیٹ دیکھ کر گھر والے بھی کافی مطمئن ہو چکے تھے۔

✿••✿••✿••✿

آج کا موسم خوشگوار تھا۔۔دھوپ اس قدر چمکیلی تھی کہ آنکھیں چندھیا جاتی تھیں پر مسلسل چلنے والی ٹھنڈی ہوا نے دھوپ کو بھی ٹھنڈہ بنا دیا تھا۔۔آج روز اس سے پہلے ہی انسٹیٹیوٹ سے چلی گئی تھی۔۔

اس نے واک کا سوچا اور اپنا کام ختم کر کے انسٹیٹیوٹ سے نکل آئی۔۔اسکے کوٹ شوز کی ٹک ٹک پتھریلی سڑک پر الگ ہی سُر بکھیر رہی تھی۔۔

افف اللہ کہاں پھنس گئی۔۔اس لیے میں ان جوتوں کو نہیں پہنتی۔۔""

ویران سڑک پر خاموشی میں گونجنے والی ہیل کی آواز نے اسے کوفت میں

ڈال دیا تھا۔۔وہ کھ-ڑی اور جھک کر اپنے جوتوں کو دیکھنے لگی۔وہ بامشکل ہی دوانچ اونچے ہوں گے لیکن پتھریلی نیچے کی جانب ڈھلوان والی سڑک پر ابھرنے والی آواز اسے بےزار کر رہی تھی۔

اتنامت سوچو۔۔یہ اچھے لگ رہے ہیں۔۔"اچانک عقب سے ابھرنے" والی آواز پر وہ چونک کر مڑی۔۔ماثیل اپنی تمام تر وجاہت لیے اسکے سامنے ہی کھڑا تھا۔۔یقیناً وہ اسکا پیچھا کرتے یہاں تک آیا تھا۔

آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟؟"اس نے ابرو اچکا کر پوچھا۔"

تمہارا پیچھا۔۔یقینی طور پر۔۔"وہ ہولے سے مسکرا دیا۔"

"ٹین ایجرز والی حرکتیں آپ کو سوٹ نہیں کرتی۔۔" ایما کے اگلے جملے پر اسکی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔

"کبھی تو دل رکھ لیا کرو۔۔" وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ پھنساتے اسکے قریب آیا۔

"اتنا وقت نہیں ہے میرے پاس۔۔" وہ خفگی سے پلٹی۔

"اتنا غصہ کیوں کرتی ہو؟؟" وہ اسکے برابر آکر کھڑا ہوا۔ نظر سامنے کشادہ آسمان پر جمی تھی۔۔ وہ اونچائی پر کھڑے تھے اور یہ سڑک نیچے کو جارہی تھی۔۔ اولڈ ٹاؤن کی گلیاں اسے اب پسند آنے لگی تھیں۔۔ وجہ ایما تھی جو اکثر وہاں گھومتی پائی جاتی ہے۔

پہلے آپ بتائیں آپ میرا پیچھا کیوں کر رہے ہیں؟" ایمانے اپنے دونوں" ہاتھوں کو رگڑ کر حرارت پیدا کرنا چاہی۔۔ ٹھنڈی ہوا کے باعث سردی کی شدت میں اضافہ ہو گیا تھا۔۔ ماثیل کی نظر اسکی سرخ ناک سے ہوتی اسکے ہاتھوں تک گئی۔۔ سیاہ کوٹ کی آستینوں سے اسکے مخروطی ہاتھ دھوپ میں چمک رہے تھے۔۔ وہ اپنے ہاتھوں کو مسلسل رگڑ رہی تھی اور ماثیل کی نظریں اسکے ہاتھوں پر جم کر رہ گئیں۔۔۔ اسکے ہاتھ بہت خوبصورت تھے۔۔ بائیں ہاتھ کی شہادت انگلی پر ناخن کے عین قریب ایک سیاہ تل تھا۔ اسکے بڑھے ہوئے سفید تھے جو جیسے سفید پالش لگا رکھی ہو۔۔ وہ چمک رہے تھے۔۔ وہ چاہ کر بھی اپنی نظریں نہیں ہٹا پایا۔۔ ایمانے اسے جب یوں اپنے ہاتھوں کو تکتے پایا تو وہ انہیں جلدی سے اپنے کوٹ کی جیبوں میں چھپا گئی۔

"خوبصورت۔۔۔!!" وہ بس اتنا ہی کہہ پایا۔۔اسکی یوں اچانک تعریف پر ایما کو اپنے چہرے سے آگ نکلتی محسوس ہوئی۔ماثیل نے نظریں اب اسکے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔

"ایسے کیوں گھور رہے ہیں؟؟" وہ بگڑ گئی۔

"تم اپنے ہاتھوں کو نہ چھپاتی تو میں انہیں دیکھتا رہتا۔۔اب چھپا لیے ہیں تو چہرہ سامنے ہے! ویسے تم کیا کھاتی ہو۔۔اتنی خوبصورت کیوں لگتی ہو مجھے؟؟" وہ کچھ بھی دل میں رکھنے کا قائل نہیں تھا لیکن وہ انہیں جانتا اسکی ان باتوں سے ایما کی جان پر بن آتی تھی۔

"میرا پیچھا مت کریں۔۔" وہ اسکی بات کا جواب دیے بنا اسے وارن کرتی آگے بڑھی۔

میں تمہارا پیچھا نہیں کر رہا میں تو بس واک کرنے۔۔۔"اسکی بات منہ" میں ہی رہ گئی جب ایما نے گھور کر اسے دیکھا۔

اب کیا میری جان لو گی؟؟"وہ بھی خفا ہوا۔"تم نے آج مجھ سے کوئی بات" نہیں کی۔۔اس میں میرا کیا قصور ہے؟؟"وہ شکوہ کر گیا تھا۔اور ایما اسکی بات سن کر بے بس ہوئی۔

مجھے ان کمفرٹیبل محسوس ہوتا ہے جب آپ ایسی باتیں کرتے" ہیں۔۔"بالآخر اس نے اپنی الجھن بتائی۔

اچھا میں کچھ نہیں بولوں گا پر تمہارے ساتھ تو چل سکتا ہوں نا۔؟؟"وہ" جانتی تھی اسکے ساتھ ہوتے ہوئے وہ چپ نہیں رہ سکتا تھا۔اس لیے وہ

خاموشی سے آگے بڑھ گئی جبکہ ماثیل مسکراہٹ دبا کر اسکے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔۔اسے اچھا لگتا تھا اس نک چڑی لڑکی کے ساتھ گھنٹوں چلنا باتیں کرنا۔۔ پر یہ بات وہ نہیں سمجھ سکتی تھی۔۔وہ دونوں آگے بڑھتے جا رہے تھے تبھی اچانک ان کے پیچھے سیاہ سوٹ میں ملبوس شخص ابھرا تھا۔۔اسکے ہاتھ میں کیمرہ تھا اور وہ ان دونوں کی اپنے مطلب کی تصویریں بنا چکا تھا۔

✿••✿••✿••✿

"وہ میری ہے! میں اسکی زندگی میں آنے والا پہلا مرد ہوں۔۔"

وہ دونوں کافی عرصے بعد مقابل آئے تھے۔۔ہسپتال کی راہداری میں کھڑے وہ دونوں گلاس ونڈو کے اس پار نظر آتے وجود کو دیکھ رہے تھے جسے بیڈ کے ساتھ باندھا گیا تھا۔۔وہ دونوں وہی تھے سیاہ اور سفید۔۔۔جن سے بندھا وہ وجود نفرت کرتا تھا۔

”وہ تمہاری کبھی نہیں ہو سکتی۔۔کسی بھی قیمت پر نہیں۔۔“سفید نے سیاہ کی بات سن کر جواب دیا۔لہجہ اٹل تھا۔اسکی بات پر سیاہ مسکرا دیا۔

”وہ سیاہ ہو چکی ہے۔۔وہ میری ہو چکی ہے۔۔۔میں اسے اپناؤں یا نہ اپناؤں وہ میری ہی رہے گی۔۔“کتنا یقین تھا سیاہ کو خود پر۔

”تم کچھ بھی کر لو وہ تمہیں کبھی نہیں مل سکتی۔۔“سفید نے پھر اسکے یقین کی دھجیاں اڑائیں۔سیاہ نے ضبط سے جبڑے بھینچے۔

”کیوں۔۔۔کیوں نہیں ہو سکتی؟؟“

شی ازمائی وائف!!" سفید نے گویا دھماکہ کیا اور سیاہ نے اسے گردن موڑ کر اسے یوں دیکھا جیسے اس نے کوئی انہونی بات کر دی ہو۔ وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا جسکا چہرہ جذبات سے عاری تھا۔

"اُم حانم ایسے ہی نہیں مل جاتی۔۔ ام حانم کے لیے روحان جبیل بننا پڑتا ہے!" سفید نے سینے پر بندھے ہاتھ اب پینٹ کی جیبوں میں ڈالے اور پلٹ کر سیاہ کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ دونوں کی نظریں پل بھر کو ٹکرائیں۔

"وہ اب تک تمہارے پاس اس لیے تھی کہ میں نے ایسا چاہا تھا۔ اب میں نہیں چاہتا کہ تم میری بیوی کے آس پاس بھی نظر آؤ!!" اسکی آنکھوں میں، اسکے لہجے میں کیا کچھ نہیں تھا۔ سیاہ کو اپنا وجود بھسم ہوتا نظر آیا۔

مسٹر جبیل آیئے ہمیں آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔۔" اس سے پہلے کہ سیاہ کوئی جواب دیتا اچانک وہاں ایک ڈاکٹر آئی اور سفید اسے وہیں چھوڑ کر چلا گیا۔۔ سیاہ نے بے یقینی سے گلاس ونڈو کے پار دیکھا۔

"اگر میں کبھی تمہیں کسی پاگل خانے میں قید نظر آئی تو اسکی وجہ تم ہو گے!" اسکی سماعت سے چند الفاظ ٹکرائے اور اپنا وجود ریت کی طرح اڑتا محسوس ہوا۔

✿••✿••✿••✿

اسکا پہلا دن اچھا گزر گیا تھا۔۔ یونیورسٹی ٹھیک رہی تھی اور سینٹرل مارکیٹ بھی گھوم آئی تھی۔۔ اس وقت وہ گہرے بھورے رنگ کے (اپنے سے ڈبل سائز کھلے) ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس ریسا کے ڈائننگ ہال میں آئی۔۔۔ سر

پر اس نے سیاہ سکارف لے رکھا تھا۔۔اتنی رونق کہیں بھی نظر نہیں آئی تھی اسے جتنی کہ ریسا کے ہر حال میں تھی۔۔

رات کے کھانے کا وقت تھا اسٹوڈنٹس کی کافی تعداد یہاں موجود تھی۔۔

اسے پہلے تو سمجھ نہ آیا کہ کرنا کیا ہے۔۔۔پھر اس نے ایک جانب کھڑے ہو کر ماحول کا مشاہدہ کیا۔۔اس نے اسٹوڈنٹس کو ٹرے اٹھا کر کاؤنٹر پر جاتے اور وہاں سے کھانا لے کر واپس لمبے میز کے ارد گرد رکھی کرسیوں پر بیٹھتے دیکھا تھا۔اسکا حلق سوکھ چکا تھا۔۔۔ہر جگہ پر اسکا پہلا دن تھا وہ ڈری ہوئی تھی کہ کہیں کوئی غلطی نہ ہو جائے اور وہ کسی کے مزاق کا نشانہ نہ بن جائے۔۔وہ بھی کاؤنٹر پر گئی۔۔ٹرے اٹھائی۔۔اس نے چند کھانوں کو دیکھا اور کافی سوچ بچار کے ساتھ وہ کھانا لے کر واپس ٹیبل پر آ کر بیٹھ گئی۔۔۔

ابھی اس نے پہلا نوالا منہ میں ڈالا ہی تھا کہ سامنے دوسرے ٹیبل پر بیٹھے شخص پر نظر پڑی۔۔اسے زور کا اچھو لگا۔۔سامنے اور کوئی نہیں بلکہ عبدل بیٹھا تھا۔۔بالوں کو پونی میں مقید کیے وہ گہری نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا

تھا۔۔ایمان سے سانس لینا مشکل ہو گیا۔وہ جلدی سے بوتل اٹھا کر پانی پینے لگی۔۔اس سے پہلے کہ وہ وہاں سے بھاگتی اچانک ایک لڑکی اسکے پاس آ کر بیٹھی۔۔

"ارے تم یشما کے روم میں آئی ہو نا؟؟"اس نے بیٹھتے ہی پوچھا۔

"ہا۔۔ہاں۔۔۔"وہ بمشکل بول پائی۔

"میں تمہارے سامنے والے روم میں رہتی ہوں۔۔یشما اچھی لڑکی ہے۔۔۔"وہ تیز تیز بول رہی تھی۔۔پھر اچانک وہ اسکی جانب جھکی اور اسکے کان میں سرگوشی کی۔۔۔"اس سے بچ کر رہنا۔۔"وہ سرگوشی کرتے ہی جس آندھی کی طرح آئی تھی اسی طوفان کی طرح واپس چلی گئی۔۔جبکہ ایمان ساکت بیٹھی رہ گئی۔۔اسے تو اس لڑکی کا ابھی چہرہ بھی ذہن نشین نہیں

ہوا تھا۔۔اسکا دل اتنی زور سے دھڑک رہا تھا کہ اتنے شور میں بھی اپنی دھڑکن سن سکتی تھی۔

ڈرتے ڈرتے سامنے نظر اٹھائی تو عبدل غائب تھا۔۔اس نے سکون کا سانس لیا۔ یہاں کسی کو اسکی پرواہ نہیں تھی۔۔کوئی اسے دیکھ نہیں رہا تھا لیکن اسے لگ رہا تھا جیسے سب اسے ہی گھور رہے ہوں۔اس نے دو تین نوالے لیے اور وہاں سے ایسے بھاگی جیسے کسی قید خانے سے قیدی بھاگتا ہو۔۔۔

وہ تو وہاں سے چلی گئی تھی لیکن کونے میں رکھی میز پر بیٹھے عبدل کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری۔۔۔اسے اس لڑکی کا سرخ اور خوفزدہ چہرہ بہت پسند آیا تھا۔۔وہ جان بوجھ کر اسکے سامنے سے اٹھ گیا تھا تا کہ وہ سکون سے کھا سکے۔۔کیونکہ عبدل جانتا تھا کوئی اس سے ایک بار ملے یا دو بار۔۔وہ ہمیشہ لوگوں پر اپنا نقش چھوڑ دیتا تھا۔۔لوگ اسے آسانی سے بھول نہیں پاتے تھے۔اور ایسا ہی کچھ ایمان کے ساتھ بھی ہوا تھا۔

جس دن مجھے محبت ہوئی
مجھے لگا
ہر طرف پھول کھل گئے ہیں
میں نے کائنات کو محسوس کیا
اپنی مٹھی میں۔
تب میں نے پہلی بار جانا
آنکھیں کسی بھی نشے سے زیادہ
اثر دکھا سکتی ہیں
ہماری آنکھیں چار ہوئیں
اور مُجھ پر hypnotism کا حملہ ہُوا۔
میں تمھیں دیکھتا گیا

اور میرا بدن بارش میں بھیگتا رہا۔

مجھے کوئی کس طرح قائل کر سکتا ہے

کہ محبت وجُود نہیں رکھتی؟

اور میں کسی کو کیسے قائل کروں

کہ محبت ہی تو وجُود ہے۔

میں لوگوں کو کیسے بتاؤں

کہ محبت ہوتے ہی

کائنات کے سارے ستارے

آپ سے محبت کرنے لگتے ہیں

سارے سیارے

آپ کے ساتھ ناچنے لگتے ہیں

میں کسی کو کیسے بتاؤں

کہ آنکھیں ملتے ہی

بھری دوپہر

سوات کی فیری میڈوز میں بدل جاتی ہے

محبت میں منطق نہیں چلتی

دلائل نہیں چلتے

ورنہ میں ثابت کرتا

کہ خط لکھتے وقت

میرے ہاتھ کیوں کانپ جاتے ہیں

اور ہاتھ ملاتے ہوئے

میں کیسے

دوسرے dimension میں چلا جاتا ہوں

محبت میں دلیل چلتی

تو میں سمجھا پاتا

کہ کیوں مجھ پر بخار کے دورے پڑتے ہیں

محبت میں دلیل چلتی

تو میں سمجھ پاتا

کہ میری روح

کیوں تمھیں دیکھتے ہوئے

جسم سے آزاد ہونا چاہتی ہے

محبت میں فلسفہ چلتا

تو میں سمجھ پاتا

کہ کیُوں ہجر کی رات

میرے مُنہ سے جھاگ بہتی ہے

اور کیوں میں

بچوں کی طرح رونے لگتا ہوں

مگر محبت میں فلسفہ نہیں چلتا

محبت سقراط کے اصولوں کی پرواہ نہیں کرتی

محبت نطشے کے اصول زندگی کو نہیں مانتی
اور یہ نہیں کہتی
زندگی بے معنی ہے!

اور ایسا پہلی بار نہیں ہوا تھا۔۔اسکے ہاتھ رکتے نہیں تھے۔۔وہ اپنے دل کی باتیں شاعری کی صورت میں ایما تک پہنچاتا رہتا تھا۔۔وہ اسے میسجز کرتا رہتا تھا۔۔اور صرف ایما کو سمجھ نہیں آتا تھا وہ ماثیل کو کیا جواب دے۔۔ابھی بھی اس نے ایک لمبی سی غزل ایما کے نام کی تھی۔۔اور ایما جو اسے کسی ٹرانس کی صورت میں پڑھ رہی تھی ماثیل کی کال آنے پر چونکی۔۔

رات کے بارہ بجے کا وقت تھا۔۔اس وقت وہ سونے کے لیے لیٹتی تھی اور اب اچانک ماثیل کا فون۔۔وہ کشمکش کا شکار ہوئی۔۔وہ فون بند نہیں کر سکتی تھی کیونکہ اسکے میسج دیکھنے سے ماثیل کو پتہ چل گیا تھا کہ وہ جاگ رہی تھی۔
اس نے گہرہ سانس لیا اور فون اٹھا کر باہر آ گئی۔۔

اسکے ہیلو کے جواب میں ماثیل نے فوراً پوچھا۔

"ابھی تک جاگ رہی ہو؟؟ تم تو جلدی سونے کی عادی ہو نا۔۔"

"محبت؟؟؟ آپ کو لگتا ہے محبت کا کوئی وجود ہے؟؟" اس نے الٹا سوال کیا۔

"بالکل ہے۔۔۔ محبت وجود رکھتی ہے۔۔"

"مجھے یقین نہیں ہے۔۔!!" اس نے جیسے اپنا فیصلہ سنایا۔ اسکی بات سن کر ماثیل کے لبوں پر ہولے سے مسکان ابھری۔

"اچھا۔۔۔ چلو پھر ایک بات بتاؤ۔۔"

"پوچھیں۔۔"اس نے اجازت دی۔۔وہ چاہتی تھی یہ بات چیت جلد بند ہوجائے اور وہ سونے جائے۔وہ نہیں چاہتی تھی کہ روزا سے غلط سمجھے۔

"تم اپنی زندگی میں کیا کرنا چاہتی ہو؟؟کیا کر رہی ہوں؟؟تمہارا کیا خواب ہے۔۔"بہت آسان سوال تھا لیکن ایما کے پاس اسکا کوئی جواب نہیں تھا۔۔وہ جیسے ساکت ہوئی۔۔اس نے سوچنا چاہا کہ وہ کیا چاہتی ہے؟؟پر چاہ کر بھی کوئی جواب نہیں مل پایا۔وہ کیا کر رہی تھی کیوں کر رہی تھی وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔۔خاموشی کا لمبا وقفہ آیا اور ماثیل کو اپنا دم گھٹتا محسوس ہوا۔

"کچھ تو بولو۔۔تمہاری خاموشی بری لگتی ہے۔۔"وہ جیسے بے بس ہوا۔

"میں کچھ بھی نہیں چاہتی۔۔۔"اس نے گہرہ سانس لیتے جواب دیا۔

"مجھے ایسے جواب نہیں پسند ایما! جو سچ ہے وہ بتاؤ۔۔"

آپ کو یقین نہیں؟؟" وہ سوال کر گئی۔"

دیکھو میں سننا چاہتا ہوں تمہارے اندر کیا ہے۔۔ میں جاننا چاہتا ہوں۔۔ تم" "جو اندر سے ہو وہ کیا ہو؟؟

تو مجھ سے کیوں سننا چاہتے ہیں۔۔۔ خود ہی جان لیں۔۔" وہ بے زار" ہوئی۔

کیسے جان لوں؟؟ تم کوئی موقع ہی نہیں دیتی ہو۔۔۔" شکوہ اسکے لبوں سے" پھسلا اور دوسری جانب خاموشی چھا گئی۔

کیا تمہیں نہیں لگتا تمہیں ایک بار تو ماثیل کے ساتھ کہیں بیٹھ کر چائے پینی" چاہیے تھی؟؟" وہ شاید آفر کر رہا تھا۔

نہیں۔۔۔!" برجستہ جواب پر ماثیل جبڑے بھینچ گیا۔۔ پھیکی سی" مسکراہٹ ابھری۔۔۔اور اس مسکان میں درد تھا۔ لیکن وہ نہیں جانتا تھا اسکی باتوں سے ایما کی جان پر بن آتی تھی۔ماحول پر جیسے موت کی خاموشی چھاگئی۔۔ سر سراتی ہوا کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔۔ وہ رات کے اس پہر سوئمنگ پول کے پاس گھوم رہا تھا۔۔ایک ہاتھ سے فون کان پر لگائے دوسرا ہاتھ جیکٹ کی جیب میں ڈالے وہ ہولے ہولے واک کر رہا تھا۔۔ کبھی وہ سر اٹھا کر آسمان کو دیکھ لیتا جہاں لاکھوں ٹمٹماتے ستارے آسمان کو خوبصورت بنا رہے تھے۔۔ آج کل اسے ویسے بھی سب کچھ بہت اچھا لگتا تھا۔۔اور وجہ صرف ایما تھی۔

"اتنی بری طرح سے کبھی کسی نے انکار نہیں کیا۔۔"اسکی بات سن کر ایما نے اپنا لب کچلا۔

"مجھے جھوٹ بولنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔۔۔"کوئی ایما کو بتاتا کہ اتنی صاف گوئی دوسری جانب موجود شخص کے دل پر بجلیاں گرا رہی تھی۔

"اس انکار کو تھوڑا باتوں میں لپیٹ لیتی ظالم لڑکی۔۔!"وہ خاموش ہی رہی۔

"مجھے لگتا ہے میں کچھ زیادہ بول رہا ہوں۔۔یا شاید تم کم بولتی ہو۔۔بلکہ شاید نہیں یقیناً۔۔یقیناً تم بہت کم بولتی ہو۔۔سو جاؤ اب۔۔ صبح یونیورسٹی بھی جانا ہو گا۔۔رات کے اس پہر مجھے تمہاری فکر ہو رہی ہے۔۔۔"

محبت کب تک قائم رہتی ہے۔۔۔؟؟" ایما کو پتہ نہیں تھا وہ کیوں پوچھ "
رہی تھی۔

اس پر کل بات کریں گے اب تم سو جاؤ۔۔اور ہاں میں کہنا تو نہیں چاہتا پر "
تمہارا انکار مجھے ہرٹ کرتا ہے۔۔۔ گڈ نائٹ !" وہ اسکا جواب سنے بنا فون بند
کر گیا۔۔۔اور ایما تاسف سے فون کی اسکرین کو دیکھتی رہ گئی۔

✿••✿••✿••✿

تمہیں یہ پسند ہے؟؟" جانے وہ کہاں سے اسکے سامنے آ گیا تھا۔۔اور اپنے "
سامنے عبدل کو دیکھ کر ایمان کا دل اچھل کر حلق میں آیا۔۔ابھی تو پہلا لیکچر
بھی نہیں شروع ہوا تھا اور وہ اپنے سامنے عبدل کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔۔
اسکا اشارہ ایمان کے بیگ کی طرف تھا جو آر جے برانڈ کا تھا۔

"کون؟؟" وہ بمشکل پوچھ پائی۔

"آر جے۔۔۔!!" اس نے انگلی سے اسکے بیگ کی جانب اشارہ کیا۔۔ آر جے کے نام پر ایمان کے دل کی دھڑکن مزید تیز ہوئی۔

"وہ بھلا کسے پسند نہیں؟؟" اس نے الٹا سوال کیا۔

"اسے پسند نہیں تھا۔۔" وہ ہولے سے بڑبڑایا۔۔ اسکی نظریں ایمان کے بیگ پر جمی تھیں۔۔ چہرے پر عجیب الجھن تھی۔۔ جبکہ ایمان کی نظریں اسکے چہرے پر کچھ کھوج رہی تھیں۔۔۔ اسکے لمبے بالوں اور اسکی داڑھی نے اسکے چہرے کے نقوش جیسے چھپا لیے تھے۔۔۔ پر پھر بھی ایمان کو وہ چہرہ جانا پہچانا لگا۔۔ جیسے اس نے پہلے بھی دیکھ رکھا ہو بلکہ وہ بار بار دیکھتی رہی ہو۔

آرجے کس کو نہیں پسند تھا؟؟" ایمان نے تجسس سے پوچھا۔"

اُم حانم کو!" برجستہ جواب آیا تھا۔اور ایمان جیسے پتھر کی ہو گئی۔۔۔اسے"
اپنا دل رکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔
کون تھا وہ؟؟ وہ آرجے اور ام حانم کو کیسے جانتا تھا؟؟؟ کتنے سوال تھے پر اسکے
لب بس پھڑ پھڑا کر رہ گئے۔

اسے مرنا پڑا تھا۔اُم حانم کے لیے! کاش وہ آرجے ہی رہتا تو اچھا تھا۔۔"
کاش اسے اُم حانم کبھی نہ ملتی۔۔۔" وہ بڑ بڑاتے ہوئے چلا گیا۔۔۔پر وہ نہیں
جانتا اپنے پیچھے کھڑی لڑکی کو وہ کس آگ میں دھکیل گیا تھا۔

✿••✿••✿••✿

اسے مرنا پڑا تھا۔۔اُم حانم کے لیے !کاش وہ آرجے ہی رہتا تو اچھا تھا۔۔ کاش اسے اُم حانم کبھی نہ ملتی۔۔۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے چلا گیا۔۔۔پر وہ نہیں جانتا اپنے پیچھے کھڑی لڑکی کو وہ کس آگ میں دھکیل گیا تھا۔وہ کتنے ہی پل بت کی مانند وہاں کھڑی رہی اور جب ہوش آیا تو عبدل کے پیچھے بھاگی۔

"ایکسکیوز می !سنو۔۔ارے رکو !تم انہیں جانتے ہو؟؟تم آرجے کو کیسے جانتے ہو؟؟" وہ اسکے پیچھے بھاگ رہی تھی۔۔وہ خود نہیں جانتی تھی وہ ایسا کیوں کررہی تھی۔کوئی اور جگہ ہوتی تو سب اسے پاگل سمجھتے پر یہاں زیادہ اسٹوڈنٹس نے غور نہیں کیا تھا۔۔ایک دو نے حیرت سے اسے دیکھا اور پھر وہ واپس اپنے کاموں میں مگن ہوگئے۔۔یہ کونسا پہلی بار تھا جب کوئی لڑکی عبدل کے پیچھے بھاگی تھی۔۔۔یہ تو روز کا کام تھا۔۔البتہ یہ الگ بات تھی کہ اسکے پیچھے بھاگنے والی زیادہ تر لڑکیاں اسے گالیاں ہی دیتی تھیں۔

عبدل اسکی آواز سن چکا تھا۔۔اور وہ بنا دیکھے تیز تیز چلنے لگا۔۔ایمان کی قریب آتی آوازوں کے ساتھ ساتھ اسکا تیز چلنا دوڑ میں بدل گیا۔۔اور چند ہی لمحوں میں وہ اسکی نظروں اور پہنچ دونوں سے دور جا چکا تھا۔۔

ایمان تھک کر رک گئی۔وہ بری طرح سے ہانپ رہی تھی۔جب اسے احساس ہوا کہ وہ عبدل کے پیچھے بھاگ رہی تھی تو شرمندگی نے اسے گھیر لیا۔اسکا شفاف چہرہ سرخ پڑ چکا تھا اور سیاہ آنکھوں میں غصہ ہی غصہ تھا۔

منحوس انسان۔۔۔نہیں بتانا تو پوچھا کیوں۔۔" وہ بڑبڑاتی واپس پلٹ گئی۔۔اسکی کلاس شروع ہو چکی تھی۔

✿••✿••✿••✿

کسی بھی کہانی میں کچھ کردار ایسے ہوتے ہیں جو سامنے کھیل رہے ہوتے ہیں جبکہ ایک ایسا کردار ہوتا ہے جو سب کو کھیلنے پر مجبور کر رہا ہوتا ہے۔۔یوں کہہ لیجیے گا کہ پوری گیم اسی کی بنائی ہوتی ہے۔۔اور اس کہانی کا ماسٹر مائنڈ وہ تھا جسے کوئی نہیں جانتا تھا۔۔اور وہ اس وقت گہرے بھورے رنگ کی ہڈی پہنے بھورے رنگ کا کافی کا مگ ہاتھ میں تھامے اپنے اسٹڈی روم کی کھڑکی میں کھڑا تھا۔۔یہاں کی ہر چیز گہرے بھورے اور سیاہ رنگ کی تھی۔۔۔یہاں تک کہ اسکے کافی کے مگ سے اٹھتا وہ دھواں بھی۔

اسکا لیپ ٹاپ پیچھے میز پر رکھا تھا جس پر ایما اور ماثیل کی وہ تصویریں جگمگ کر رہی تھیں جو آج ہی اسے موصول ہوئی تھیں۔تصویریں دور سے لی گئی تھیں۔ایما کا چہرہ واضح نہیں تھا۔البتہ ماثیل واضح نظر آرہا تھا۔۔اسکی آنکھوں کی وہ چمک اور چہرے کی مسکان ان تصویروں میں بھی واضح تھی۔

عورت وہ ہتھیار ہے جس سے کسی بھی مرد کو ہرایا جا سکتا ہے۔۔۔وہ اتنا تو جان گیا تھا کہ ماثیل اس لڑکی میں کس قدر دلچسپی لے رہا تھا۔۔وہ پہلی بار کسی

لڑکی کے لیے اس قدر سنجیدہ ہوا تھا۔۔اور وہ یہ بھی جان گیا تھا اس لڑکی کے ذریعے وہ ماثیل کو بدل سکتا تھا۔۔

آخر مجھے وہ ہتھیار مل ہی گیا جسکی مجھے ضرورت تھی۔۔۔"اسکے لبوں کے کونے دھیرے سے پھیلے۔۔۔اس دھیمی مسکان کے ساتھ ایک تیز چمک اسکی آنکھوں میں ابھری تھی۔وہ پر جوش تھا۔۔وہ جانتا تھا وہ سب ٹھیک کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا لیکن اس وقت وہ نہیں جانتا وہ اپنی زندگی کی سب سے بڑی گیم کھیلنے جا رہا تھا۔۔اور وہ یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ اس گیم میں کتنی زندگیاں داؤ پر لگنے والی تھیں۔۔۔اور وہ یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ اس گیم کی رانی کسے ملنے والی تھی۔اور وہ یہ بھی نہیں جانتا وہ کسی کو موت کی نظر کرنے والا تھا۔

✿••✿••✿••✿

کورس ختم ہونے میں ایک مہینہ رہ گیا تھا۔ایما تیزی سے اپنا کام کر رہی تھی۔۔ پچھلے دنوں اسٹوڈنٹس کا ٹیسٹ ہوا تھا جو مجسمہ گری کے چند اصولوں پر مشتمل تھا۔اور وہ رزلٹ کی لسٹ بنانے میں مصروف تھی۔

وہ جلد از جلد یہاں سے جانا چاہتی تھی۔ لیکن اس آخری مہینے میں اسے اپنے لیے ایک نئی جاب تلاش کرنی تھی کیونکہ ماثیل کا سامنا کرنا اسکے بس میں نہیں تھا۔اس وقت بھی اسکے ہاتھ تیزی سے لیپ ٹاپ کے کی بورڈ پر چل رہے تھے۔۔۔ اسکے ذہن میں اک۔ثر ماثیل کے جملے گونجتے رہتے تھے۔

جیسے ہی وہ لسٹ مکمل کر چکی تو اس نے تھک کر کرسی سے پشت ٹکالی۔۔۔ اسکے کندھے تھکن کی وجہ سے درد کر رہے تھے اور آنکھوں میں الگ ہی جلن تھی۔ وہ رات کو بھی ٹھیک سے نہیں سو پائی تھی۔ رات کو بھی ماثیل کی باتوں نے اسے سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔وہ آنکھیں بند کیے چند پل یونہی بیٹھی رہی جب دروازے پر ہونے والی دستک سے چونک کر سیدھی ہوئی۔۔ دیکھا

تو سامنے ہی مارتھا جو ماثیل کی اسسٹنٹ اور سیکرٹری تھی وہ ہاتھ میں چائے کی ٹرے لیے کھڑی تھی۔۔ ایما کو حیرانی ہوئی۔

یہ مسٹر ماثیل نے آپ کے لیے بھجوایا ہے۔۔"مارتھا نے چائے کی ٹرے" اسکے سامنے میز پر رکھی اور بنا اسکا جواب سنے الٹے قدموں واپس پلٹ گئی۔ اسکا چہری سپاٹ تھا۔۔ وہ ایما کو زیادہ پسند نہیں کرتی تھی۔ ایما نے گہرہ سانس لیتے ٹرے کی جانب دیکھا جس میں ایک جانب کچھ پیسٹریاں رکھی تھیں۔۔۔ ایک چائے کا کپ اور ساتھ میں درد کے لیے دواء۔۔۔
وہ ہولے سے مسکرا دی۔ یہ پہلی بار ہوا تھا جب وہ ماثیل کی وجہ سے مسکرائی تھی۔ جانے وہ کیسے جان گیا تھا کہ اسے اس وقت ان تینوں چیزوں کی طلب تھی۔ اس نے ایک پیسٹری اٹھائی اور منہ میں ڈالنے لگی۔۔۔ پھر وہ رک گئی۔

ادھم کو کیسے پتہ چلا کہ مجھے پیسٹری پسند ہے؟؟" اس نے سوچا۔۔ "خیر جو بھی ہے۔۔۔ ابھی تو مجھے کھانا چاہیے۔۔" پھر اس نے سر جھٹک کر پیسٹری کھائی۔۔ پین کلر لی اور پھر سکون سے چائے پی۔ اسکے کچھ دیر بعد اسے اپنا آپ ایکٹیو لگنے لگا۔ اس نے وقت دیکھا تو عصر کی نماز کا وقت تھا۔۔ وہ اٹھی اس نے وضو کیا اور دراز سے اپنا چھوٹا سا جائے نماز نکالا جو اس نے یہاں لا کر رکھا تھا۔۔ وہ پانچ وقت کی نماز کی پابند نہیں تھی لیکن وہ کوشش کرتی تھی نماز لازمی پڑھے۔۔ اور اکثر وہ عصر کی نماز یہیں انسٹیوٹ میں پڑھتی تھی اور اس وقت بھی وہ اپنی نماز میں مشغول ہو چکی تھی۔

✿••✿••✿••✿

لاس ایرینا

رات کے اس پہر ٹھنڈی ہوائیں فرحت بخش رہی تھیں۔ عبدل اپنے دوست جان کے ساتھ اپنے پسندیدہ بیچ پر بیٹھا وقت گزاری کر رہا تھا۔۔ وہ دونوں اس وقت ساحل سمندر کے کنارے پڑے چھوٹے بڑے پتھروں پر بیٹھے سامنے اٹھتی سمندر کی لہروں کو دیکھ رہے تھے۔۔ سمندر کی لہریں دور سے اچھلتی ان تک آتیں اور پھر پتھروں سے ٹکرا واپس پلٹ جاتیں۔ یہ منظر اس قدر دلکش تھا کہ عبدل رات کا بیشتر حصہ لاس ایرینا Las Arenas بیچ پر گزارتا تھا۔ اسے لہروں کا شور بہت پسند تھا۔ اگر بات کی جائے لاس ایرینا کی تو یہ ویلینسیا کے ساحل سمندر کا آغاز تھا، جو مرکز کے قریب ترین اور سمندر کنارے زندگی کا مرکزی نقطہ تھا۔ ہوٹلوں اور چاولوں کے ریستوراں کی مدد سے، یہ ایک جاندار، مصروف پٹی ہے تھی جو موسم گرما کی رات کی زندگی کے لیے بھی ایک بڑا زون تھی۔ لاس ایرینا ایک وسیع، ریتیلا حصہ تھا جو بحیرہ روم کی طرف آہستہ سے ڈوبتا تھا۔

گرمیوں میں، ساحل کے کنارے والے ریستوراں پایلا (Paella

پائیو ایک کلاسک ہسپانوی چاول کی ڈش ہے جسے چاول، زعفران،
سبزیوں، چکن اور سمندری غذا سے بنا کر ایک پین میں پکا کر پیش کیا جاتا
ہے۔ (اور لوگ اس پر ٹوٹ پڑتے تھے، پائیو کے ڈھیر لگاتے تھے، فجر تک نائٹ کلب ڈینیز پارٹی کرتے، اور
پرمنیڈ کے پیچھے ہوٹل زائرین سے بھرے ہوتے۔ یہاں پر والی بال کورٹس،
سن لاؤنجرز اور بارز ساحل کے کنارے آسانی سے مل جاتے تھے۔ اسکے
ساتھ ساتھ ایل کیبانیال، لاس ایرینا کے پیچھے ایک پر کشش فشنگ بیریو جس
میں خوبصورت ٹائلڈ عمارتیں، ایک رائس میوزیم، اور کچھ بہترین بیک
اسٹریٹ تاپاس بارز تھے۔ بالکل جنوب میں جدید مرینا، جب کہ شمال میں
مالواروسا بیچ تھی۔۔۔ اور اسکے درمیان لاس ایرینا تھا۔ لاس ایرینا جتنا بھی
خوبصورت سہی پر عبدل کے گٹار کی دھنیں یہاں عجیب رنگ بکھیرتی
تھیں۔۔۔ زندگی جیسے جاگ پڑتی تھی۔ وہ اکثر رات کو اپنے دوستوں کے
ساتھ اپنا گٹار تھامے یہاں آجاتا۔ کبھی وہ اور جان اکیلے آتے۔۔۔ اسکی جان
سے باقی کی نسبت زیادہ اچھی دوستی تھی۔ اس وقت بھی وہ ایک خاکی رنگ

کی کاٹن کی ڈھیلی ڈھالی شرٹ پہنے ہوئے تھا جسکے سامنے کے بٹن کھلےء ہوئے تھے۔۔بنا آستینوں کی شرٹ سے اسکے ٹیٹو والے بازو نمایاں تھے۔ ایسا ہی کچھ حلیہ جان کا بھی تھا۔۔بس فرق یہ تھا کہ اسکے بال چھوٹے تھے اور عبدل کی طرح چھوٹی سی پونی میں قید نہیں تھی جسکی چند لٹیں اسکے چہرے پر بکھری ہوئی تھیں۔وہ آنکھیں بند کیے کوئی نئ دھن بنانے کی کوشش میں تھا۔۔رات کے اس پہر سیاہ بادل کہیں دور سے نمودار ہو رہے تھے۔۔۔سمندر کے آخر تک دیکھا جاتا تو لگتا تھا جیسے وہ بادل پانی سے ابھر رہے ہوں۔۔۔دور کہیں بجلی چمک رہی تھی۔جب جان نے اس سے اچانک پوچھا۔

"تم اس لڑکی کو جانتے ہو؟؟"

کس لڑکی کو؟؟"عبدل نے بند آنکھوں سے پوچھا۔"

وہی جو آج تمہارے پیچھے بھاگ رہی تھی۔۔مشکل سانام تھااس کا''
اے۔۔مان۔۔'' جان نے ایمان کانام توڑمڑوڑ کر پیش کیا۔
''ایمان نام ہے اسکا۔۔۔''

''ہاں وہی۔۔۔کیاتم اسے جانتے ہو؟؟''

نہیں بالکل بھی نہیں۔۔''وہ ابھی بھی گٹار کے تاروں کو ہولے ہولے''
چھیڑ رہا تھا۔

میں نے تمہیں تین بار اسکے ساتھ دیکھا ہے۔۔'' جان نے ایک چھوٹا سا''
پتھر پوری قوت سے ہاتھ گھما کر پانی میں پھینکا اور پھر بھنویں سکیڑ کر عبدل کو

دیکھا۔۔۔وہ اسکے چہرے سے اسکے تاثرات جانچنا چاہتا تھا پر رات کی سیاہی میں عبدل کے جذبات اس پر عیاں نہ ہو پائے۔

لڑکیوں سے میری کچھ خاص نہیں بنتی تم جانتے ہو جان۔۔''اسکا ہاتھ اب'' جس تیزی سے گٹار کی تاروں پر گھوم رہا تھا اسی تیز سے اس نے گردن ہلاتے جواب دیا۔

''اسی لیے تو پوچھا ہے۔۔ تمہاری اس سے کیسی بن گئی؟؟''

ایڈیٹ۔۔ایسا کچھ نہیں ہے''عبدل نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔''

"اوکے۔۔۔ تھینک گاڈ!" جان نے سینے میں رکا ہوا سانس فضا میں خارج کیا۔۔اسکا انداز کچھ ایسا تھا کہ عبدل کا ہاتھ ساکت ہوا۔اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں۔

"کیا تم مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو؟؟"عبدل کا لہجہ سرد تھا۔اسکے اسکے کچھ اندیشے بھی تھے۔جان اسکا چہرہ تو نہیں دیکھ پایا لیکن اسے عبدل کی نظریں اپنے جسم میں گھستی محسوس ہو رہی تھیں۔وہ دونوں کبھی کبھار ہی سنجیدہ ہوتے تھے اور اس وقت عبدل کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔

"وہ دراصل باقی سب سوچ رہے تھے کہ اس نئی لڑکی کے ساتھ کوئی پرانک کیا جائے۔۔۔سب کو لگتا ہے وہ تھوڑی الگ ہے تو اسے ڈرانے میں مزہ۔۔۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو؟؟"عبدل ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ریلیکس عبدل۔۔۔جسٹ پرانک۔۔۔"جان نے اسے پرسکون کرنا چاہا۔۔وہ اسی عبدل سے بار بار پوچھ رہا تھا کہ وہ لڑکی اسکی کیا لگتی تھی۔۔تاکہ پوری تسلی سے وہ اسے اپنا شکار بنا سکیں۔

"کیا کرنے والے ہیں وہ سب؟؟"عبدل کے چہرے کا رنگ اڑ چکا تھا۔۔ایمان اسکی کچھ نہیں لگتی تھی لیکن وہ نہیں چاہتا تھا ایمان اسکے دوستوں کی پرانک کا شکار ہو۔۔کیونکہ اچھا بھلا انسان انکے جال میں پھنس جاتا تھا۔

"ریساہال کی لائبریری۔۔۔"جان اتنا ہی کہہ پایا تھا کہ عبدل اپنا گٹار وہیں چھوڑ کر سرپٹ بھاگا۔۔بادل زور سے گرجے۔۔

جو بجلی دور چمک رہی تھی وہ اب ان کے سر پر پہنچ چکی تھی۔۔۔جان جانتا تھا بارش ہونے والی تھی۔۔وہ یہ بھی جانتا تھا یہ پہلی بار نہیں تھا پر عبدل کا رویہ اسکی سمجھ سے باہر تھا۔۔جانے ایمان کے ساتھ کیا ہونے والا تھا۔۔اور جانے عبدل ان سب کے ساتھ کیا کرنے والا تھا۔

✿••✿••✿••✿

ماثیل جب کلاس لے کر ایما کے آفس آیا تو گلاس ڈور سے ہی وہ اسے نماز پڑھتی نظر آئی۔۔اسکے قدم وہیں رک گئے۔

جب جب وہ اسے نماز پڑھتی نظر آئی تھی تب تب ماثیل کو اپنے اندر کچھ جلتا محسوس ہوتا تھا۔۔۔

اسے لگتا تھا ایما کا نماز پڑھنا ایما کو اس سے دور لے جاتا تھا۔۔اسے اپنے اور ایما کے درمیان صدیوں کا فاصلہ نظر آتا تھا۔۔وہ آج سرمئی رنگ کی جیکٹ

پہنے ہوئے تھا۔۔اسکے گھنے بال آج جیل سے سیٹ نہیں تھے بلکہ وہ بکھرے ہوئے تھے۔۔وہ اب دعامانگ رہی تھی اور اسکی نظریں ایما پر جمی تھیں۔وہ وہاں سے واپس پلٹا اور پول کے پاس جاکر کھڑا ہو گیا جس میں رنگ برنگی بطخیں ہر وقت تیرتی رہتی تھیں۔وہ وہاں رکھے بینچ پر آکر بیٹھ گیا۔۔

ایما نے دعامانگنے کے بعد جائے نماز واپس رکھا اور اپنی چیزیں سمیٹ کر آفس سے باہر نکل آئی۔۔اسکے جانے کا ٹائم بھی ہو چکا تھا۔۔وہ رزلٹ کی لسٹ بنا کر ماثیل کو ای میل کر چکی تھی۔۔اب وہ فری تھی یعنی جاسکتی تھی۔۔

لیکن اس نے ماثیل کو واپس پلٹتے دیکھ لیا تھا۔یقیناً اسے کوئی بات کرنی تھی۔۔۔وہ اپنا بیگ تھامتی اس تک آئی اور پھر بینچ کے دوسرے کونے پر بیٹھ گئی۔

کوئی کام تھا آپ کو؟؟“اس نے سوال کیا۔”

تم نماز مت پڑھا کرو۔۔"ماثیل کی بات سن کر ایما نے جھٹکے سے اسکی" جانب دیکھا۔۔ماثیل کی نظریں سامنے پول میں تیرتی بطخوں پر جمی تھیں۔۔۔اسکا چہرہ سپاٹ تھا۔۔۔ایما کو سمجھ نہیں آیا یہ اسکا حکم تھا یا اس نے التجا کی تھی۔

کیوں نہ پڑھوں؟؟"اس نے نرم لہجے میں پوچھا۔۔وہ جاننا چاہتی اس شخص" کے ذہن میں کیا چل رہا تھا۔

جب بھی تم نماز پڑھتی ہو مجھے ایسا لگتا ہے جیسے کوئی ان دیکھا وجود تمہارے" اور میرے درمیان آکر کھڑا ہو گیا ہو۔۔مجھے ایسے لگتا ہے جیسے کوئی ان دیکھی طاقت تمہیں مجھ سے دور کھینچ رہی ہو۔۔"اسکی نظریں ابھی بھی پول پر تھیں۔۔وہ ایما کی جانب دیکھنے سے گریز کر رہا تھا۔

ادھم آپ کے اور میرے درمیان خدا ہے! وہی خدا جسے آپ مانتے نہیں۔۔" ایما نے ہولے سے جواب دیا۔

"پر کیوں ہے وہ؟؟ اسے میرے اور تمہارے درمیان نہیں آنا چاہیے۔۔" وہ دبے دبے لہجے میں چلایا۔ ایما نے بے بسی سے اسے دیکھا۔۔ اپنی دائیں جانب بیٹھا وہ شخص اسے کبھی بھی سمجھ نہیں آیا تھا۔

"مجھے لگتا ہے اب مجھے جانا چاہیے۔۔!" وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میرے ایک سوال کا جواب دو گی۔۔؟" وہ اسکی جانب مڑا۔۔ ایما کی نظریں اس سے ٹکرائیں۔۔ اسکی آنکھوں میں کچھ تھا۔۔ کچھ ویسا ہی جو برسوں پہلے سید حویلی کے بند کمرے میں کھڑے دو وجود میں سے ایک کی آنکھوں میں تھا جب اس نے دوسرے سے سوال کیا تھا۔

"تمہارے مذہب میں سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟؟ نماز نہ پڑھنا
رائٹ۔۔؟؟"

سب سے پہلا سوال نماز کا ہو گا۔۔" ایمان نے جواب دیا۔

"اور نماز نہ پڑھنے پر سزا ہو گی۔۔رائٹ؟؟"

"آپ جانتے ہیں تو پوچھ کیوں رہے ہیں؟؟"

"تم صرف سزا سے بچنے کے لیے نماز پڑھتی ہو کیونکہ تمہیں اپنے خدا سے ڈر
لگتا ہے؟؟"

"مجھے اسکی عبادت کرنا اچھا لگتا ہے۔۔یہ میرا فرض ہے۔۔"

"اسے فرق نہیں پڑتا تم کون ہو ایما! اسکے نزدیک جو اسکی بات مانے گا وہ بہتر ہو گا اور جو نہیں مانے وہ اسکے غضب کا شکار ہو گا۔۔ایسا ہی ہے نا۔۔؟؟" وہ برتری کے معیار تقوی کی جانب اشارہ کر رہا تھا۔۔اللہ کی محبت انسان تب حاصل کر سکتا ہے جب وہ اسکے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے گئے طریقوں پر عمل کرتا ہے۔۔۔اسکی محبت حاصل کرتا ہے۔تو اسے اللہ کی محبت بھی مل جاتی ہے۔

اسکی بات سن کر ایما خاموش رہی۔۔وہ اسے سن رہی تھی۔

"تم تو کہتی ہو تمہارا خدا بہت بڑا ہے۔۔وہ بے نیاز ہے۔۔اسے کسی چیز سے فرق نہیں پڑتا۔۔پھر وہ نماز نہ پڑھنے پر غصہ کیوں ہوتا ہے؟؟"

ماثیل کا سوال سن کر ایمان ساکت رہ گئی۔۔اسکے شفاف چہرے کی رنگت پھیکی پڑ گئی۔۔سیاہ آنکھوں میں بے یقینی, حیرانی اور جانے کیا کیا تھا۔۔وہ کچھ

بولنا چاہتی تھی لیکن لب پھڑ پھڑا کر رہ گئے۔۔ اسکے وجود میں کپکپاہٹ سی شروع ہو گئی تھی۔۔ بالکل ایسا ہی سوال کسی اور نے اٹھایا تھا اور کس نے اٹھایا وہ اچھے سے جانتی تھی۔ ہواؤں میں آج بھی اسکے سوالوں کی بازگشت سنائی دیتی تھی۔ ایما کا دل ایسے دھڑک رہا تھا جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آ جائے گا۔

”اچھا سنو حشام بن جبیل۔۔ بس ایک سوال کا جواب دے جاؤ۔۔ تم کہتے ہو کہ اللہ بہت بڑا ہے۔ وہ بے نیاز ہے۔ اسے کسی چیز سے فرق نہیں پڑتا۔ اسکے پاس انسانوں جیسے جذبات اور احساسات نہیں۔۔

پھر تمہارے نماز نہ پڑھنے پر وہ غصہ کیوں ہو گا۔۔؟؟

سزا کیوں دے گا۔۔؟ اسکی بات نہ ماننے پر وہ انسانوں کی طرح ری ایکٹ کیوں کرتا ہے۔۔؟؟

اس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ وہ Creator ہے۔۔ بہت بڑا ہے۔۔ اسے تو انسانوں کی خوشی میں خوش ہونا چاہیے نا۔۔ پھر اگر تم نماز نہ پڑھ کر خوش

ہوتو اسے غصہ کیوں آتا ہے ؟ وہ تو بے نیاز ہے نا۔۔ پھر بات نہ ماننے پر ماں باپ کی طرح کیوں غصہ کرتا ہے ؟؟ آخر انسانوں جیسے جذبات کیوں ؟؟"

اسکے کان سائیں سائیں کر رہے تھے۔۔۔ کلاس کب کی ختم ہو چکی تھی۔۔۔ بہت سے اسٹوڈنٹس پریکٹس کر رہے تھے۔۔ بہت سے اسٹوڈنٹس بڑے سے گیٹ سے باہر نکل گئے تھے۔۔۔ ان میں چند لڑکیاں ایسی بھی تھیں جو ماثیل اور ایما کو ایک ساتھ دیکھ کر رک جاتی تھیں۔۔۔ انکے چہرے کے تاثرات ناگوار ہو جاتے تھے۔۔ ایما تو جیسے کھڑی پتھر کا بت بن گئی۔۔ روز نے بھی اسے گلاس ونڈو سے دیکھا جہاں وہ ماثیل کے پاس کھڑی تھی اور پھر وہ ہولے سے مسکرا دی۔

"کیا تم ٹھیک ہو؟؟" ایما کے چہرے کی اڑتی رنگت دیکھ کر ماثیل جھٹکے سے کھڑا ہوا۔۔اسے احساس ہوا جیسے اس نے کچھ زیادہ ہی غلط بول دیا تھا یا پھر کچھ غلط پوچھ لیا تھا پر وہ ایما کے اندرونی جذبات سے ناواقف تھا۔

"ہا۔۔ہاں میں ٹھیک ہوں۔۔" ایما جیسے ہوش میں آئی۔اس نے خشک لبوں پر زبان پھیری۔۔ حلق میں ڈھیروں کانٹے اگ آئے تھے۔

"ادھ—م کیا میں آپ کے سوال کا جواب کل دے سکتی ہوں۔۔؟؟" اس نے اپنے بیگ پر گرفت بڑھاتے پوچھا۔۔ماثیل اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔۔ وہ جیسے اسکا جواب سنتے ہی وہاں سے بھاگ جانے کو تیار تھی۔۔پر وہ نہیں جانتی تھی جب جب وہ اسے ادھم پکارتی تھی۔۔ماثیل کا دل اسکے سینے سے نکل کر سامنے کھڑی لڑکی کے قدموں میں گرجاتا تھا۔

تم قیامت کے روز بھی جواب دینا چاہو تو میں تب تک بھی انتظار کر لوں" گا۔۔۔" وہ تھوڑا سا اسکی جانب جھکتے رازدانہ انداز میں بولا۔۔لبوں پر مسکان تھی۔

"اوکے تھینک یو! مجھے اب جانا ہے۔۔" اور وہی ہوا جس کا ماثیل کو ڈر تھا۔۔وہ پلٹی اور بھاگنے کے انداز میں اس سے دور ہوتی چلی گئی۔۔ماثیل کی نگاہوں نے دور تک اسکا پیچھا کیا۔۔پھر اس نے گہرہ سانس لے کر آسمان کی جانب دیکھا۔
اسکی آنکھوں کی چمک ایک ہی بات چیخ چیخ کر کہتی تھی۔

"میں اسے اپنا بنا ہی لوں گا۔۔۔" وہ جیسے اوپر والے کو چیلنج کر رہا تھا۔اسے جیسے خود پر بھروسہ تھا۔

✿••✿••✿••✿

آج وہ بری طرح سے الجھی ہوئی تھی اور اسکی یہ الجھن روز نے بھی محسوس کی تھی۔۔۔وہ دونوں چھوٹے سے میز کے گرد بیٹھی تھیں۔۔روز نے ابھی کچھ دیر پہلے اسکے سامنے چائے کا کپ رکھا تھا۔۔۔جو کسی اور ہی دنیا میں پہنچی ہوئی تھی۔۔۔اسکی نظریں چائے کے کپ سے اٹھتی بھانپ پر جمی تھیں جبکہ ذہن کہیں اور تھا۔۔

”کیا ہوا سب خیریت ہے نا؟؟“ہیزل آنکھوں والی روز نے اس سے پوچھا۔۔اسکی آواز پر ایما چونکی اور روز کو دیکھنے لگی۔۔۔وہ بہت خوبصورت تھی۔۔۔اتنی خوبصورت کہ نظر ہٹانے کو دل نہیں کرتا تھا۔۔اسکی ہیزل آنکھیں۔۔۔دودھ رنگت اور نازک سراپا۔۔۔پھر ماثیل کا دل روز پر کیوں نہیں آیا؟؟ایسے بہت سے سوال تھے جو اسکے ذہن میں گردش کرتے

تھے۔۔۔کبھی کبھی تو سوچ سوچ کر اسکا سر درد کرنے لگ جاتا پر وہ کسی نہج پر نہ پہنچ جاتی۔

"ہاں سب ٹھیک ہے۔۔۔" وہ چائے کا مگ اٹھاتی ہولے سے مسکرائی۔۔ جبکہ روز غور سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔اسکی آنکھیں اسکی تھکاوٹ بیان کر رہی تھیں۔

"تم تھکتی نہیں ہو؟؟" روز نے اگلا سوال کیا جبکہ ایمانے چائے کا گھونٹ لیتے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔جیسے اسکا سوال سمجھنا چاہ رہی ہو۔

"ہاں تھک تو گئی ہوں بہت۔۔۔" وہ خود پر قابو پاتے بولی۔

تم تھکتی نہیں ہو اتنا مضبوط بن بن کر۔۔۔"اور ایما جو اگلا گھونٹ لینے جا رہی تھی وہیں ساکت ہوئی۔اس نے حیرت سے روز کو دیکھا۔

"کیا کہنا چاہتی ہو؟؟"وہ الجھی۔

"یہی کہ کیوں خود پر اتنے پہرے لگائے بیٹھی ہو؟؟مسٹر ماشیل اچھے انسان ہیں۔۔۔تم انہیں اپنی زندگی میں آنے دو۔۔خود کو روکو مت۔۔"وہ ہمیشہ کی طرح اسے کسی اچھی دوست کی طرح سمجھا رہی تھی۔اسکی بات سن کر ایما مسکرا دی اور پھر اپنا فون اٹھا کر ہولے سے کرسی سے اٹھ کر بالکونی کی جانب بڑھ گئی۔وہ اپنا چائے کا مگ بھی لے گئی تھی۔

"کیا تمہیں کسی نے بتایا ہے کہ تم کتنی بری ہو؟؟تم Maleficient کی چڑیل اور جادورگرنی جیسی ہو جس نے اپنے ہی جذبات کو قید کر رکھا

ہے۔۔ تم ہمیشہ میری باتوں کو ہنسی میں اڑا دیتی ہو۔۔" وہ جانے پر زور سے چلائی۔ اسکی بات سن کر ایما کھلکھلا کر ہنس دی۔

اسکے ہنسنے پر روز تپ گئی تھی اور اس وقت وہ برے برے منہ بنا کر بڑ بڑا رہی تھی۔ جبکہ ایما بالکونی میں جا چکی تھی۔ ایما نے چائے کا مگ ریلنگ پر رکھا اور آسمان کو دیکھا جہاں ستارے جگمگ کر رہے تھے۔۔ موسم خوشگوار تھا۔ اس نے فون پر مسٹر گرے کا اکاؤنٹ اوپن کیا اور تیزی سے میسج ٹائپ کرنے لگی۔

"کیا ہم کسی انسان کو کبھی اس بات پر قائل کر سکتے ہیں کہ خدا کی عبادت کیوں ضروری ہے؟ اور جزا و سزا اسکے لیے کیوں رکھی گئی؟؟ کیوں خدا انسان سے اپنی اطاعت چاہتا ہے؟؟"

اس نے اپنا سوال چھوڑ دیا تھا۔ اور وہ جانتی تھی جواب لازمی آئے گا۔۔ جلد یا بادیر!

✿••✿••✿••✿

آرٹ انسان کے ساتھ کیا کرتا ہے؟؟

ایسا بہت کم ہوتا تھا جب ایما ماثیل کی کلاس کے دوران اسٹوڈیو آئی ہو۔۔ وہ اپنا زیادہ وقت اپنے آفس میں گزارتی تھی۔۔ وہ لیکچر اسٹوڈیو میں تبھی جاتی تھی جب اسے کوئی کام ہوتا تھا۔۔ پر آج وہ اپنی مرضی سے وہاں آئی تھیں۔ سبھی اسٹوڈنٹس بڑے سے لیکچر اسٹوڈیو میں اپنی اپنی نشستوں پر براجمان تھے۔۔ اسٹوڈیو میں خاموشی چھائی تھی۔۔ آج ماثیل اسٹوڈنٹس کو ان کے چند سوالوں کے جواب دینے والا تھا۔۔ انہیں آرٹ سے متعلق کچھ الجھنیں تھیں۔۔۔ کچھ پریشانیاں تھیں۔۔ جنہیں آج ماثیل سلجھانے والا تھا۔ وہ سیاہ پینٹ پر سفید ڈریس شرٹ پہنے ہوئے تھا۔۔ لیکچر کے لیے اسٹیج اونچا بنایا گیا

تھا۔ماثیل کے پیچھے پراجیکٹر آن تھا۔۔ایما کو یہاں بیٹھ کر پہلی بار ماثیل کو دیکھتے محسوس ہوا تھا لڑکیاں اس پر کیوں فدا تھیں۔۔اس میں کوئی شک نہیں تھا وہ اپنی شخصیت میں ایک سحر رکھتا تھا۔۔اسکے گھنے بال پیچھے کی جانب سیٹ تھے۔۔اس نے بازوؤں کے کف موڑ کر تھوڑا اوپر کر رکھے تھے۔۔۔اسکی کلائیاں نمایاں تھیں اور بائیں کلائی پر بندھی گھڑی اسپاٹ لائیٹ کی روشنی میں چمک رہی تھی۔

اسے کوئی بھی سوال پوچھا جاتا وہ فوراً جواب دینے کے لیے حاضر ہوتا تھا۔اور اس وقت بھی پراجیکٹر آن ہونے کے بعد وہ اسٹیج کے درمیان میں آکر کھڑا ہو گیا اور پھر بولنا شروع کیا۔اسکے دونوں ہاتھ آگے کی جانب ایک دوسرے کو چھو رہے تھے کچھ اس انداز میں کہ صرف دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کی پوریں ایک دوسرے کو چھو رہی تھیں۔

جب ہم نے یہ کورس شروع کیا تب میں نے آرٹ کا تعارف کیا تھا لیکن " شاید وہ کافی نہیں تھا۔ آج ہم آرٹ پر تھوڑا تفصیل سے بات کرتے ہیں۔۔۔ صرف مجسمہ سازی ہی آرٹ نہیں ہے۔۔ کچھ لوگوں آرٹ سے بہت محبت کرتے ہیں جبکہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ہمیں آرٹ کی زیادہ پرواہ نہیں ہے۔۔۔ ہم اس میں زیادہ دلچسپی نہیں رکھتے۔۔۔ لیکن میں آپ کو بتاتا چلوں کہ دنیا میں کوئی ایسا انسان نہیں ہے جسے آرٹ ناپسند ہو۔۔ " وہ سانس لینے کو رکا۔۔ ٹیکنالوجی کے اس دور میں واقعی لوگ آرام سے کہہ دیتے تھے کہ ہمیں آرٹ میں کوئی دلچسپی نہیں۔ اسٹوڈنٹس دم سادھے اسے سن رہے تھے۔۔ سب کے ذہن سوال ابھرا تھا کہ کیسے؟؟ پر کوئی بولا نہیں تھا۔ تبھی ماشیل نے ہاتھ پیچھے باندھے اور دائیں جانب چلنا شروع کیا۔۔

آرٹ کا مطلب صرف تصویریں بنانا یا مجسمہ سازی نہیں ہے۔۔ ہر شخص" ہے۔۔۔ کچھ لوگ گاڑی aesthetician آرٹسٹ ہے۔۔ ہر شخص "چلاتے وقت میوزک سنتے ہیں۔۔ کچھ لوگ کتابیں پڑھتے ہیں۔۔

وہ جو جو مثال دے رہا تھا پیچھے اسکرین پر تصویریں ابھر رہی تھیں۔۔ اور یہ سب مارتھا ہینڈل کر رہی تھی۔

"کچھ لوگوں کو پینٹنگ پسند ہے جبکہ کچھ لوگ گھر کو ڈیکور کرنے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔۔ کچھ لوگوں کو نئی ٹیکنالوجی میں دلچسپی ہوتی ہے۔۔ کچھ لوگ پرندوں کی چہچہاہٹ اور طلوع یا غروب آفتاب کے منظر سے خوش ہو جاتے ہیں۔۔ کچھ لوگ اپنے پسندیدہ ڈرامے کے کرداروں میں کھو جاتے ہیں۔۔ یہ سب کیا ہے؟؟ یہ سب آرٹ ہے جسے ہم کسی نہ کسی شکل میں پسند کرتے ہیں۔۔۔ ٹالسٹائی کا خیال ہے کہ آرٹ بنیادی طور پر آرٹسٹ کے نکتہ نظر سے سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ اس کے تخلیق کار کے جذبات کا نتیجہ ہے۔ اس نکتہ

نظر میں آرٹ اپنے احساس کو دوسروں تک پہنچانے کا ایک طریقہ ہے جہاں
لفظ کافی نہیں ہوتے۔

لیکن آرٹ ہمیشہ احساسات کے رابطے کے لئے تخلیق نہیں کیا جاتا۔

کئی مفکرین کی نظر میں آرٹسٹ کا ارادہ اہمیت رکھتا ہے۔ کئی کا خیال ہے کہ
نہیں، آرٹ اتفاقی بھی ہو سکتا ہے۔ اور اس سے ہمارے پاس کئی سوالات پیدا
ہوتے ہیں۔ ہاتھی یا بندر کی بنائی گئی تصاویر آرٹ ہو سکتی ہیں؟ کیا گلہری کے
قدموں کے نشان بھی آرٹ ہو سکتے ہیں؟ ہو سکتا ہے کہ آپ کہیں کہ اس
صورت میں گلہری آرٹسٹ نہیں لیکن اس کی ایکٹیویٹی کے نتیجے میں پیدا
ہونے والی شے آرٹ ہے۔ ہر کوئی ٹالسٹائی کے آرٹسٹ پر فوکس کرنے سے
اتفاق نہیں رکھتا۔۔۔ آرٹ تو آرٹ ہے۔۔۔ بنانے والا اتنا اہم
نہیں۔۔۔ اہم یہ ہے کہ جو چیز بنی ہے جو آرٹ وجود میں آیا ہے وہ ہم پر کس
"قدر اثر انداز ہوتا ہے۔۔؟؟

وہ جو دائیں بائیں چل رہا تھا درمیان آ کر رک گیا۔

"میرے یہاں کھڑے ہو کر آپ لوگوں سے آرٹ پر بات کرنے کا مقصد بھی یہی تھا کہ کیا آرٹ ہم پر اثرانداز ہوتا ہے ؟؟ کیونکہ ہمارے ایک بہت ہی معزز اسٹوڈنٹ مسٹر لوتھر اس بات کو لے کر تھوڑا پریشان ہیں۔۔"
ماثیل نے اسٹوڈیو میں بیٹھے اسٹوڈنٹس میں سے ایک پچاس سالا شخص کی طرگ اشارہ کیا جس نے ہاتھ اٹھا کر تصدیق کی۔

"مسٹر لوتھر چاہتے ہیں کہ وہ برہنہ مجسمے بنائیں۔۔انکا یہ سالوں پرانا شوق ہے۔۔وہ انسانی جسم کو بنا کسی لباس کے اسکی پوری خوبصورتی کے ساتھ پیش کرنا چاہتے ہیں جبکہ انکی وائف ایسا نہیں چاہتی۔۔ مسٹر لوتھر کا کہنا ہے کہ انکی وائف مذہبی ہے۔۔اور وہ مانتی ہے کہ ایسا کرنا لوگوں پر برا اثر چھوڑے گا یہ اخلاقیات کے خلاف ہے۔۔۔ تو آئیں ہم اس پر بھی بات کر لیتے ہیں۔۔"
ماثیل نے پروجیکٹر کی جانب اشارہ کیا جس پر ایک ویڈیو چل رہی تھی۔ یہ

ویڈیو ڈنمارک کے ایک میوزیم کی تھی جہاں ایوار سٹی نے اپنا کام نمائش کے لیے رکھا۔ اس میں گولڈ فش پانی کے برتن میں تیر رہی تھیں۔ یہ برتن برقی بلینڈر تھے۔ ایوراسٹی نے تماشائیوں کو دعوت دی کہ اگر کسی کی خواہش ہے تو وہ آگے بڑھ کر بلینڈر کو آن کر سکتا ہے۔ آخر میں ایک شخص آگے بڑھا اور بلینڈر کو آن کر دیا۔ مچھلی کا ملیدہ بن گیا۔ یہ ویڈیو ایسی تھی کہ ایما کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا بھلا کوئی ایسے کر سکتا تھا۔ ویڈیو ختم ہوئی تو ماتھیل نے بولنا شروع کیا۔

یہ ویڈیو دراصل ایوراسٹی کی اس نمائش پر بنائی گئی تھی۔ کچھ دیر میں " پولیس آگئی اور بلینڈر کی تاریں اتروا دی گئیں۔ میوزیم پر جانوروں کو ایذا دینے کا الزام لگا (جو بعد میں ختم ہو گیا)۔۔۔ یوار سٹی کا کہنا تھا کہ ان کا کام لوگوں کو تین میں تقسیم کرنے کے لیے تھا۔ اور یہ آپ کو خود آپ کے بارے میں آگاہ بھی کرتا ہے۔ اگر آپ کی خواہش بٹن دبانے کی ہے تو آپ اذیت پسند

ہیں۔ اگر ایسی نمائش آپ کو اپ سیٹ کر دیتی ہے تو آپ اخلاق (sadist) ہیں جبکہ اگر آپ سب کے ردِ عمل سے لطف اندوز (moralist) پسند ہیں۔ (voyeur) ہوتے ہیں تو پھر آپ تماش بین

لیکن کئی لوگوں کا کہنا ہے کہ ایو راسٹی کا یہ کام آرٹ نہیں تھا۔ آپ کا اس بارے میں جو بھی خیال ہو، لیکن ایو راسٹی کا کام بہت سے سوال اٹھاتا ہے۔ آرٹ کے بارے میں بھی اور اخلاقیات کے بارے میں بھی اور اس بارے ”میں بھی کہ آرٹ کو جج کرنے کا معیار کیا ہونا چاہیے۔۔۔

وہ سانس لینے کو رکا۔۔ اسٹوڈیو میں عجیب سا سناٹا تھا۔۔۔ وہاں بیٹھا کوئی بھی شخص اس بارے میں نہیں جانتا تھا۔۔۔ سب کی حالت عجیب سی تھی۔

اور ان سوالات سے پھر نئے سوال نکلتے ہیں جو ہمارے اپنے بارے میں” ہیں۔ آرٹ ہمارے ساتھ کیا کرتا ہے؟ اور اس کی ہماری زندگی میں کیا جگہ ”اور مقصد ہے؟

تبھی روز نے ہاتھ کھڑا کیا۔۔ماثیل خاموش ہوا اور سر ہلا کر روز کو بولنے کی اجازت دی۔روز کھڑی ہو گئی۔

مسٹر ماثیل میں نے پڑھا ہے کہ افلاطون آرٹ کے شدید مخالف تھے۔۔۔ ”ایسا کیوں ہے ؟؟“

بالکل ٹھیک کہا۔۔افلاطون آرٹ کے مخالف تھے۔۔“روز بیٹھ گئی جبکہ ” ماثیل نے بولنا شروع کیا۔

ان کا کہنا تھا کہ آرٹ ہمارے جذبات سے کھیلتا ہے نہ کہ عقل سے۔اور ” افلاطون کی نظر میں عقل انسانی روح میں سب سے اونچا درجہ رکھتی ہے اور اسے ہمیشہ انسان کو کنڑول کرنا چاہیے۔ان کے خیال میں آرٹ ایک مسئلہ تھا

کیونکہ یہ ہمارے جذباتی حصے کو نمو دیتا تھا۔ ان کو دوسرا مسئلہ یہ تھا کہ ان کی نظر میں آرٹ تصور کو اصل کر کے دکھانے کی کوشش کرتا تھا۔ اور ایسا کرنا سچ کی تلاش میں رکاوٹ تھا۔ افلاطون اس بارے میں اس قدر شدید جذبات رکھتے تھے کہ وہ بڑے پیمانے پر سنسر شپ اور پابندیوں کے حق میں تھے۔۔۔" وہ خاموش ہو گیا۔ اب اسکی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔۔ اسکی نظریں اسٹوڈیو میں بیٹھے اسٹوڈنٹس پر جمی تھیں جب اس نے رازدانہ انداز میں کہا۔

"پتہ ہے افلاطونکی یہ آرٹ پر یہ پابندیاں کیا ظاہر کرتی ہیں۔۔۔" اسکی آنکھوں کی چمک مزید گہری ہو گئی بالکل ویسے ہی جیسے اسٹوڈیو کی سب سے آخر والی ایک کھلی کھڑکی سے اندر آنے والی دھوپ تیز ہو گئی تھی۔ ایما نے اس کھڑکی میں بیٹھے پرندے کو اڑتے دیکھا۔

آرٹ طاقتور ہے۔۔۔!!" ماثیل نے سرگوشی کی۔ وہ ہولے سے" مسکرادیا۔ ایما کے جذبات عجیب سے تھے۔۔ کیا تھا وہ شخص؟؟ کیوں وہ اتنا آرٹ سے جڑا تھا؟؟

تبھی اس کا فون تھرتھرایا۔۔۔ اسکے میسج کا جواب آچکا تھا جو اس نے مسٹر گرے کو کیا تھا۔

ایسے شخص کو قائل کرنا بہت آسان ہے اگر ہم جان لیں کہ وہ کس چیز سے" جڑا ہے!" ایک لائن کا جواب تھا۔۔۔ اسٹیج پر کھڑے ماثیل کی آنکھوں سے زیادہ چمک اب ایما کی آنکھوں میں تھی جس کی نظریں اسکرین پر جمی تھی۔ کھڑکی سے داخل ہونے والی روشنی اتنی تیز ہوگئی کہ ایما نے کھڑکی سے نظر ہٹا کر جب ماثیل کو دیکھا تو اسکا وجود ایما کو دھندلا نظر آیا۔۔۔ سفید روشنی سیاہی کو بہت جلدی نگل لیتی ہے۔ ماثیل نے مزید بولنا شروع کیا پر ایما کا ذہن اب کہیں اور الجھا تھا وہ نظریں گھما کر پورے اسٹوڈیو کا جائزہ لے رہی تھی

جہاں کتنے ہی مجسمے رکھے کچھ ماثیل نے بنائے تھے اور کچھ اسٹوڈنٹس نے۔۔۔اسکا ذہن اب تیزی سے کام کر رہا تھا۔۔جبکہ دوسری طرف ماثیل مسٹر لوتھر کے سوال کے جواب کے بہت قریب پہنچ چکا تھا۔

"آرٹ کے فلسفانہ سوال پر سب سے پہلے جس نے غور کیا، وہ ارسطو تھے۔ اپنے استاد افلاطون کے برعکس ارسطو آرٹ کے حامی تھے اور اسے مفید سمجھتے تھے۔ان کا کہنا تھا کہ ہمارے جسم کو جذبات کی مکمل رینج کو تجربہ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ یہ توازن میں رہے۔اداسی سے لے کر جوش تک ہر جذبے کی تحریک ہونا ہمارے لیے اہم ہے تاکہ ہم زندگی کو محسوس کر سکیں۔اور اگر یہ جذبات ہمیں زندگی میں نہیں ملتے تو اس میں آرٹ ہماری مدد کر سکتا ہے۔اور جب ہم انہیں محسوس کر لیتے ہیں تو پھر آخر میں ہمیں خوشگوار احساس ہوتا ہے جسے ارسطو کتھارسس کہتے تھے۔۔آپ لوگ کتھارسس سے تو واقف ہوں گے؟؟"اس نے سوالیہ نظروں سے

اسٹوڈنٹس کو دیکھا۔۔ جہاں خاموشی چھائی تھی۔۔ اسکی باتوں کا سحر ہی کچھ ایسا تھا کہ جو لوگ جانتے تھے وہ بھی کچھ نہ بول پائے۔

"کتھارسس (catharsis) اوکے۔۔ کوئی بات نہیں میں بتاتا ہوں۔ کتھارسس ایک ایسا عمل ہے جس میں انسان اپنے دبے ہوئے شدید جذبات واحساسات کا کسی صورت میں اظہار کر کے ذہنی سکون، تطہیر اور تجدید حاصل کرتا ہے۔ اگر انسان کتھارسس نہ کرے تو اس کے اندر دبے جذبات و احساسات غصہ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اگر یہ غصہ کسی بھی صورت نہ نکلے تو یہ انسان کا خود پر نکلتا ہے اس کے نتیجے میں انسان کسی نہ کسی نفسیاتی عارضہ کا شکار ہو جاتا ہے اور اس کے نتیجہ میں انسانی معاشرے میں غصہ، پریشانی، دکھ اور ذہنی دباؤ بڑھنے لگتا ہے۔

میں اپنے جذبات کو مجسمے بنا کر کنڑول کرتا ہوں۔۔ اور یہ بہت اہم ہے۔۔

اب ہم واپس چلتے ہیں ایوارسٹی کے تجربے کی طرف۔۔ اس آرٹ ورک نے

آرٹ اور اخلاقیات کے تعلق کے بارے میں سوال اٹھائے۔ اور یہاں پر دو بڑے مکتبہ فکر ہیں۔

ایک autonomists کا ہے۔ ان کے خیال میں آرٹ اور اخلاقیات بالکل الگ معاملات ہیں۔ اور آرٹ ورک میں اخلاق کی اپنی چھلنی کو درمیان میں نہیں لانا چاہیے۔ اس نقطہ نظر میں ایوراسٹی نے کچھ غلط نہیں کیا۔ یہ آرٹ کا اظہار تھا۔

لیکن دوسری طرف aesthetic moralist ہیں جن کی نظر میں آرٹ اور اخلاقیات کا آپس میں تعلق ہے۔ کسی بھی غیر اخلاقی حرکت کا دھبہ آرٹ کو داغدار کر دیتا ہے۔ ان کی نظر میں ایوارسٹی کا تصور زبردست ہو سکتا ہے لیکن یہ حقیقت کہ اس کا اظہار جس طریقے سے کیا گیا، اس پر اخلاقی لحاظ سے سوالیہ نشان ہیں، اس لئے یہ اس کی خوبصورتی اور قدر کو بھی داغدار کرتا ہے۔ آرٹ ہمارے خیالات کو چیلنج کرتا ہے اور یہ اچھی بات ہے لیکن ہر چیز کی حدود ہوتی ہیں۔۔۔!!

"ایک میں لوتھر مسٹر تو autonomists اخلاقیات مجھے۔۔ ہوں ویسے ہی نہیں پسند۔۔۔ یہ انسانی جذبات کو قید کرتے ہیں۔۔اور اسی لیے مجھے مذہبی لوگ بھی نہیں پسند جو اپنے جذبات کو چھپا چھپا کر رکھتے ہیں۔۔ انہیں انکا مذہب جو اخلاق کا درس دیتا ہے ایسا کرنے پر مجبور کرتا ہے۔۔۔"
اسکا لہجہ کڑوہ ہو گیا۔۔ایما کو لگا جیسے ماثیل نے اس پر طنز کیا ہو۔

"اگر آپکی وائف آپ کو اپنے جذبات کا اظہار کرنے سے روکتی ہے تو وہ غلط کر رہی ہے۔۔ کوئی اپنے لائف پارٹنر کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتا ہے؟؟ یہ بدترین ہے۔۔۔ اگر آپ اخلاقیات پر چلنے والے ہیں تو آپ اپنی وائف کی بات مان سکتے ہیں لیکن اگر آپ کبھار سس چاہتے ہیں جو آپ کور (kore) سے (برہنہ مرد کا مجسمہ kuros) اور کوروس (برہنہ عورت کا مجسمہ ملے گا تو آپ کو اجازت ہے۔۔۔! تھینک یو!"

وہ اسٹیج سے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اسٹوڈیو سے باہر نکل گیا۔۔اسکے باہر نکلتے ہی اسٹوڈیو میں چھایا طلسم ٹوٹ گیا اسٹوڈنٹس کی تالیوں اور سیٹیوں کا شور اٹھا۔

اسکے جانے کے بعد ایما کی مسکان گہری ہو گئی۔۔۔اسکی نظریں ابھی بھی کھڑکی سے اندر داخل ہوتی تیز روشنی پر جمی تھیں۔۔اس نے موبائل کو اتنی زور سے تھام رکھا تھا جیسے اس میں اسکا کل سرمایہ ہو۔۔۔

وہ اب تیار تھی۔۔ہاں وہ تیار تھی ماثیل کے سوال کا جواب دینے کے لیے۔۔۔وہ اسے اسکے آرٹ سے مات دینے والی تھی۔

✿••✿••✿••✿

!تم میری اطاعت کرو

"آج کا لیکچر شاندار تھا۔۔!"

"اتنی کم عمر میں اتنا نالج، اتنے مضبوط نظریات رکھنا کمال ہے!"

"مسٹر ماثیل unstoppable ہے۔۔۔"

جیسے ہی ماثیل اسٹوڈیو سے باہر نکلا اسے اسٹوڈنٹس کے ایسے بہت سے جملے ایک ساتھ سنائی دیے۔۔

وہ اپنا کام کر گیا تھا اور اب ایما کی باری تھی۔۔۔ جانے وہ اسے قائل کر پاتی یا نہیں۔۔ اسکا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔۔ اس نے اسٹوڈیو خالی ہونے کا انتظار کیا اور پھر دروازہ بند کر کے باہر نکل آئی۔۔

شاید آج ہی وہ دن تھا جب اسے پہلی بار اپنے اندر کے ملحد کے علاوہ کسی اور سے بات کرنی تھی کسی اور کا سامنا کرنا تھا اور وہ کوئی عام انسان نہیں تھا۔۔وہ ماثیل تھا ایک بت ساز!!

جیسے ہی وہ اسٹوڈیو سے باہر نکلی اسے ماثیل نظر آیا۔۔وہ سامنے ہی پول کے پاس مارتھا کے ساتھ کھڑا تھا۔۔۔مارتھا کے ہاتھ میں اسکا کوٹ تھا۔۔وہ جلدی میں نظر آرہا تھا۔۔۔یعنی وہ کہیں جارہا تھا۔۔اس نے پہلی بار ماثیل کو اتنی جلدی میں دیکھا تھا۔۔۔مارتھا کسی طوطے کی طرح اسے اسکی کسی اہم میٹنگ کا بتارہی تھی۔۔۔

ماثیل نہ تو بزنس مین تھا نہ ہی کوئی جاب کرتا تھا۔۔

وہ بس آرٹسٹ تھا پھر اسکی ایسی کونسی اہم میٹنگ تھی جس میں جانے کے لیے وہ تیار تھا۔۔

وہ اپنی کلائی میں گھڑی باندھ رہا تھا کہ اچانک اسکے ہاتھ رک گئے۔۔۔

اور ایما کا دل تیزی سے دھڑکا۔۔اس سے پہلے کہ وہ پلٹتی ماثیل پلٹ کر اسے دیکھ چکا تھا۔۔وہ گڑبڑا گئی۔۔وہ اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔پچھلے چند منٹوں سے لگاتار۔۔۔

اور یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ اسے دیکھتی اور ماثیل کو احساس نہ ہوتا۔۔

وہ اسکی حرکت پر مسکرایا۔۔اور مار تھا سے کچھ کہتا اسکی جانب بڑھا۔

مجھے لگا تم چلی گئی ہو۔۔"وہ اسکے قریب آچکا تھا۔۔پینٹ کی جیبوں میں" ہاتھ ڈالے وہ اسکے بالکل قریب کھڑا تھا۔۔وہ اسکے کندھے سے تھوڑا اوپر تک آتی تھی۔

"ہاں میں بس جانے لگی ہوں۔۔"

تم مجھے دیکھ سکتی ہو۔۔ جتنا تم چاہو۔۔" وہ شوخ ہوا جبکہ ایما کا چہرہ سرخ پڑ"
گیا۔

میں آپکو نہیں دیکھ رہی تھی۔۔" اس نے فوراً تیکھے لہجے میں جواب دیا۔۔"
ماثیل نے مسکراہٹ ضبط کی۔

کچھ کہنا چاہتی ہو۔۔؟؟" اس نے مزید تنگ کرنے کا ارادہ بدل دیا۔۔"
اسے خود بھی میٹنگ میں جانا تھا۔

"ہاں آپکے سوال کا جواب دینا تھا۔۔"

کونسا سوال؟؟" وہ الجھا۔"

"یہی کہ ہم مسلمان نماز کیوں پڑھتے ہیں۔۔؟؟"

کیا واقعی؟؟؟ تمہیں جواب مل گیا۔۔؟؟" وہ تھوڑا حیران ہوا۔"

ہاں مل چکا ہے۔۔۔پر ابھی نہیں دے سکتی۔۔کل آپ کو آپکے پرسنل"
"اسٹوڈیو میں ملتی ہوں۔۔ٹیک کیئر۔۔۔

وہ اپنی بات سنا کر تیز تیز قدم اٹھاتی اس سے دور ہوتی گئی۔۔جبکہ ماثیل نے حیرانی سے اسے دور جاتے دیکھا۔۔۔وہ لڑکی کبھی بھی اسکی سمجھ میں نہیں آئی۔۔۔وہ بس ایک گہرہ سانس لے کر رہ گیا۔

✿••✿••✿••✿

اور پھر اس رات ریسا ہال کی لائبریری میں عجیب سی کھلبلی مچ گئی۔۔۔سب نے دیکھا عبدل بھاگتا ہوا لائبریری میں داخل ہوا۔۔ بارش کی وجہ سے وہ بھیگا ہوا تھا۔۔

اسکے بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا۔۔لائبریری میں معمول کے مطابق خاموشی چھائی تھی۔۔اسٹوڈنٹس آرام سے اپنے کام میں مگن تھے۔۔۔اور پھر اسکی نظر آخری کونے میں گلاس ونڈو کے سامنے بیٹھی ایمان پر پڑی۔۔

بجلی کڑکنے کی چندھیانے والی روشنی میں اسکا وجود نہا گیا۔۔۔وہ ڈھیلے سے ٹراؤزر شرٹ میں تھی اور سر پر ایک موٹا سکارف تھا۔۔۔

بادلوں کے اس زور سے گرجنے پر وہ گھبرا گئی۔۔وہ جو پچھلے آدھے گھنٹے سے وقفے وقفے سے گلاس ونڈو پر بہتے بارش کے قطروں کو دیکھ رہی تھی ایک دم کھڑکی سے تھوڑا دور ہوئی۔۔۔یہ منظر اسکا ہمیشہ سے پسندیدہ تھا۔۔۔بارش کے قطروں کا کھڑکی کے شیشوں پر بہنا اسے ہمیشہ سے متاثر کرتا تھا۔۔۔

اسے یہاں سکون سے بیٹھے دیکھ کر عبدل کا اٹکا سانس جیسے بحال ہوا۔۔وہ تیزی سے اسکی جانب بڑھا۔

لائبریری میں بیٹھے باقی اسٹوڈنٹس نے حیرت سے عبدل کو دیکھا۔۔وہ کبھی لائبریری نہیں آیا تھا۔۔

ہیلو۔۔۔!!"وہ اسکے قریب آیا اور سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔۔ایمان" نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔اسکی خاکی شرٹ جسم سے چپکی ہوئی تھی۔۔ اسکے بالوں سے جو پانی ٹپک رہا تھا وہ اسے عجیب بنا رہا تھا۔۔وہ بس اسے دیکھ رہی تھی۔۔ تبھی عبدل نے زور سے اپنی گردن کو دائیں بائیں ہلایا تا کہ بال خشک ہو سکیں۔۔پانی کے قطرے ایمان کے چہرے تک گئے۔۔

اس نے برا سا منہ بنا کر عبدل کو دیکھا۔۔ لیکن وہ کچھ بولی نہیں۔۔وہ بس سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

اوکے۔۔۔تو۔۔میں۔۔میں پوچھنے آیا تھا تم اس دن میرے پیچھے بھاگ "

"رہی تھی۔۔۔کوئی خاص وجہ تھی۔۔

وہ خود بھی نہیں جانتا تھا وہ کیا بول رہا تھا۔۔ایمان الجھ سی گئی۔

جبکہ الجھا ہوا تو وہ خود بھی تھا۔۔ نہیں جانتا تھا جان نے اس سے جھوٹ کیوں بولا تھا۔۔ یہاں کوئی پرانک نہیں ہوا تھا۔۔۔

تم یہ پوچھنے آئے ہو؟؟"اس نے الٹا سوال کیا۔ "

ہاں۔۔وہ میں۔۔"وہ کچھ بول نہ پایا۔۔جانے سامنے بیٹھی لڑکی سے وہ "

جھوٹ کیوں نہیں بول پارہا تھا۔

"کیا تم مجھے ایک کافی پلا سکتی ہو۔۔وہ دراصل میرا والٹ گم ہو گیا ہے اور مجھے کافی کی شدید طلب ہو رہی ہے۔۔یہاں مجھے کوئی منہ نہیں لگاتا پر تم جانتی ہو تو۔۔۔" وہ سانس لینے کو رکا۔۔ایمان اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"مجھے تم پر بالکل بھروسہ نہیں۔۔اور ہاں میرے پاس پیسے بھی نہیں ہیں۔۔" وہ فٹافٹ اپنا بیگ سمیٹتے بولی۔صاف ظاہر تھا وہ اسے کافی تو کیا پانی پلانے کو بھی تیار نہیں تھی۔

"دیکھو۔۔اتنی تیز بارش میں کسی بھوکے پیاسے کو کھانا کھلانا اچھی بات ہے۔۔میں تمہیں کل صبح پیسے واپس کر دوں گا۔۔بس ابھی صرف مجھے کافی چاہیے۔۔"

"تو تم کسی اور سے مانگ لو۔۔" وہ جھٹکے سے اٹھی۔

تمہاری طرح یہاں کوئی بھی مجھ پر بھروسہ نہیں کرتا۔۔" وہ بھی کھڑا" ہوا۔۔پر اسکے سامنے ایمان کو اپنا وجود چھوٹا سا لگا۔

"تم اتنے بڑے ہو پھر مجھ سے پیسے مانگ رہے ہو۔۔"

ادھار۔۔۔ صبح واپس کر دوں گا۔۔" وہ بضد تھا۔۔۔ایمان سمجھ گئی تھی وہ" جانے والا نہیں تھا۔اس نے آس پاس اسٹوڈنٹس کو دیکھا۔۔ تقریباً سب انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔۔۔اسے عجیب لگا۔۔۔اسکی نگاہوں کے تعاقب میں عبدل نے نظریں گھمائیں تو سب کی گردنیں سیدھی ہو گئیں۔۔۔سب اپنے کام میں یوں مگن ہو گئے جیسے وہ وہاں ہوں ہی نا۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔" وہ بیگ کندھے پر لٹکاتی آگے بڑھی۔ عبدل نے سکون کا سانس لیا۔۔ایمان نہیں جانتی تھی وہ بس اسے اپنے دوستوں کی شرارت سے بچانا چاہتا تھا۔

اور عبدل نہیں جانتا تھا وہ ایسا کیوں کر رہا تھا۔۔وہ اسے بس اپنی سی لگتی تھی۔۔

وہ دونوں آگے پیچھے لائبریری سے باہر نکل گئے۔۔۔

عبدل کے باہر نکلتے ہی لائبریری میں عجیب سا شور مچ گیا۔۔

"اومائے گاڈ۔۔۔تم نے دیکھا۔۔کیا وہ عبدل ہی تھا"

"عبدل۔۔۔عبدل یہاں آیا تھا۔۔"

"وہ اس لڑکی سے کیا بات کر رہا تھا۔۔"

"وہ منحوس بہت اچھا لگ رہا تھا۔۔"

اور تبھی عبدل نے دروازے کے باہر سے پیچھے کی جانب جھک کر لائبریری میں جھانکا۔۔اسکا چہرہ نظر آیا۔۔اور پھر سے خاموشی چھا گئی۔
عبدل نے اپنی دو انگلیوں سے اپنی آنکھوں کی جانب اشارہ کیا اور پھر ان سب کی جانب۔۔۔
اشارہ تھا کہ وہ ان پر نظر رکھے ہوئے ہے۔۔۔
اور پھر وہ غائب ہو گیا۔۔

ارے تم نے میرے ساتھ کوئی شرارت کی تو اچھا نہیں ہو گا۔۔"ایمان" نے جھٹکے سے پلٹتے ہوئے اپنا داہنا ہاتھ اٹھا کر اسے انگلی سے وارننگ دی۔۔
یقیناً اسے بنا بلایا مہمان پسند نہیں آیا تھا۔۔اسکا چہرہ غضبناک تھا۔۔

بالکل بھی نہیں۔۔"عبدل نے دونوں ہاتھ اٹھا کر صفائی پیش کی۔"

اور پھر وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔۔راہداری میں ایمان کے پیچھے چلتے ہوئے اسکے لبوں پر ہلکی سی مسکان تھی۔

✿••✿••✿

کچھ لوگ ایک محبت کی تلاش میں اپنے سے جڑی ساری محبتیں گنواء دیتے ہیں۔۔وہ بھی کسی ایسی ہی محبت کی تلاش میں تھا۔۔
آج شام ہی سید جبیل کو کسی نے خبر دی تھی۔۔اور سید جبیل کا اس وقت خون کھول رہا تھا۔۔

اس طوفانی شام میں سید جبیل اپنی سیاہ شیشوں والی بڑی سی گاڑی میں ڈرائیور کے ساتھ بیٹھے اسے ڈھونڈ رہے تھے۔۔اور اس وقت انکی گاڑی بدنام زمانہ محلے کی ایک تنگ سی گلی میں داخل ہوئی۔۔

مدھم سرخ روشنی یہاں کا خاصا تھی۔انکی گاڑی آہستہ آہستہ رینگ رہی تھی۔۔سید جبیل کے ساتھ ساتھ انکا ڈرائیور بھی گلی کے نکڑوں میں بیٹھے نشیئوں میں سے کسی کو تلاش کر رہا تھا۔

سید جبیل، جو آج تک یہاں نہیں آئے تھے، انہیں آج پڑا تھا۔۔

کسی پولیس والے نے انہیں خبر دی تھی کہ انکا وارث یہاں نشے کرتا دیکھا گیا تھا۔۔

یہاں کی تنگ گلیوں میں کہیں پائل تو کہیں ڈھول کی تاپ سنائی دے رہی تھی۔۔کہیں پر تیز میوزک تھا۔۔

سید جبیل کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔وہ نہیں جانتے تھے آخر انہیں ہی کیوں ایسی آزمائشوں میں ڈالا گیا تھا۔۔آخر کیوں؟؟

سید جبیل نے اب گاڑی کے شیشے نیچے کر لیے تھے۔۔۔جہاں جہاں سے انکی گاڑی گزر رہی تھی لوگ رخ موڑ کر دیکھ رہے تھے۔۔سب کی آنکھوں میں ستائش تھی جانے یہ گاڑی کس کوٹھے کے سامنے رکنے والی تھی۔۔۔اور آج کس کی محفل سجنے والی تھی۔

اور پھر کچھ دیر بعد وہ انہیں نظر آگیا۔۔

پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس دو نشیئوں کے ساتھ بیٹھا وہ لڑکا اپنے قیمتی کپڑوں سے ہی پہچانا گیا تھا۔۔

ڈرائیور نے دیکھتے ہی گاڑی روک لی تھی۔

وہ ہاتھ میں سگریٹ پکڑے نشے کی حالت میں کش لگانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔وہ زمین پر ایسے بیٹھا تھا جیسے یہی اسکا مسکن ہو۔

اسکے چہرے پر عجیب سی خوشی اور سکون تھا۔۔

وہ اب آنکھیں بند کیے ہولے ہولے جھومنے لگا تھا۔۔اچانک پاس بیٹھے ایک نشئی نے اسکا ہاتھ تھاما اور اسکی کلائی پر بندھی قیمتی گھڑی دیکھنے لگا۔۔

اس نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی۔

تمھیں یہ چاہیے ؟؟"اور پھر اس نے اپنی کلائی سے گھڑی اتارنے کی" کوشش کی۔۔ لیکن نشے میں اس قدر دھت تھا کہ اس سے وہ گھڑی نہ اتاری گئی۔۔ بارش اب ہلکی ہو چکی تھی۔۔۔ لیکن ٹھنڈی تیز ہوا کے باعث وہ دبلا پتلا لڑکا اب ٹھنڈ سے کانپنے لگا تھا۔

تبھی جھٹکے سے گاڑی کا دروازہ کھول کر سید جبیل باہر نکلے۔۔اسکے ساتھ ہی ڈرائیور نے باہر نکلتے چھاتہ سید جبیل پر کیا تاکہ وہ بارش سے بچ سکے۔۔

سید جبیل نے آگے بڑھتے ہوئے اس لڑکے کو گریبان سے پکڑ کر جھٹکے سے اٹھایا۔ایک پل کے لیے تو وہ لڑکا سیدھا ہوا اور پھر سید جبیل کو دیکھتے ہی طنزیہ مسکان اسکے لبوں پر بکھر گئی۔۔

سی۔د جبیل جنکی آنکھیں غم وغصے کے جذبات سے سرخ ہو چکی تھی انہوں نے ایک زوردار تھپڑ اس لڑکے کے داہنے گال پر رسید کیا۔۔

لڑ کالڑ کھڑا گیا۔۔اس نے سر جھٹک کر آنکھیں کھولنے اور خود کو ہوش میں لانے کی کوشش کی لیکن وہ ناکام رہا۔۔

تھپڑ کھاتے ہی وہ زور سے ہنسنے لگا۔۔

اس سے پہلے کہ لڑ کھڑا وہ نیچے گر جاتا۔۔۔سید جبیل نے اسے تھاما اور اپنے کندھوں سے چادر اتار کر اس پر ڈالی۔۔

غصہ اپنی جگہ لیکن وہ انکا خون تھا۔۔اور وہ نہیں چاہتے تھے اسے کھروچ بھی آئے۔۔

وہاں موجود کافی لوگوں نے یہ منظر دیکھا تھا۔۔

وہ لڑکا جو ہر روز یہاں بیٹھ کر نشہ کرتا تھا آج اسکے بارے میں سب جان گئے تھے کہ وہ کسی اونچے خاندان سے تھا۔۔

سید جبیل نے پکڑ کر اسے گاڑی میں ڈالا اور کچھ پر گاڑی تیزی سے واپسی کے راستے پر مڑ گئی۔۔۔

ہلکی بارش پھر سے تیز ہو چکی تھی۔۔۔ جبکہ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر وہ وجود بے سود پڑا تھا۔

✿••✿••✿••✿

وہ اسکے سامنے بیٹھا کافی کے سپ لے رہا تھا۔۔رات کے اس پہر گلاس ڈور کے اس پار برستی بارش کی بوندیں خوبصورت لگ رہی تھیں۔۔وہ بہت کنفیوز تھی جبکہ عبدل کی نگاہیں اس پر جمی تھیں۔۔۔اور ایمان ایسے بیٹھی تھی جیسے جیل میں قید ہو۔۔

وہ عبدل کی کافی ختم ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔ عبدل نے اسے کہا تھا کہ جب تک کافی ختم نہیں ہو گی وہ وہاں سے نہیں جائے گی۔اور مجبوراً ایمان کو

بیٹھنا پڑا تھا۔۔ وہ جان گئی تھی عبدل کی شہرت کچھ خاص اچھی نہیں تھی اور اسی لیے وہ کوئی بھی پنگا نہیں چاہتی تھی۔

ایک بات تو بتاؤ۔۔۔" اسے بے زار بیٹھا دیکھ کر وہ سیدھا ہوا۔ نگاہیں ابھی" بھی اس پر جمی تھیں۔ وہ جان بوجھ کر لیٹ کر رہا تھا تا کہ ایمان کے ساتھ اگر کوئی پرانک ہونا بھی ہو تو نہ ہو۔ اس کے سیدھا ہونے پر ایمان نے اسے دیکھا۔

"کیا تم اپنا خدا ساتھ لائی ہو؟؟"

وہ چونکی۔۔ یہ کیسا عجیب سوال تھا۔۔

کیا مطلب؟؟" ایمان کی بھنویں سکڑیں۔"

"میرا مطلب ہے تم مسلمان ہو۔۔ تو کیا تم اپنا خدا یہاں ساتھ لائی یا اپنے ملک چھوڑ آئی ہو؟؟"

کتنا عجیب سا سوال تھا۔۔

"خدا کو تھوڑی لایا جاتا ہے۔۔ وہ مجھے یہاں لایا ہے۔۔" لہجہ تیکھا ہوا۔

"بہت ساری لڑکے لڑکیاں جن کا خدا انہیں سات سمندر پار لاتا ہے وہ یہاں آکر اپنے خدا کو بھول جاتے ہیں۔۔ جیسے وہ اپنے خدا کو سات سمندر پیچھے ہی چھوڑ آئے ہوں۔۔۔ تو میں تم سے پوچھ رہا ہوں تمہارا کیا ارادہ ہے۔۔؟؟" آنکھوں میں تیز چمک لیے وہ اسے جانچنے والی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

ہر گز نہیں۔۔میں اپنے خدا کو کہیں چھوڑ کر نہیں آئی۔۔"وہ جیسے برا مان "
گئی۔۔۔چہرے کے نقوش میں ناراضی واضح تھی۔

اور اگر یہاں آنے کے بعد چھوڑ دیا تو؟؟"ابرو اچکائے پوچھا گیا۔۔ایمان "
نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔وہ بہت سنجیدہ تھا۔۔یوں جیسے دنیا میں اس
وقت عبدل کے پاس اسکے علاوہ اور کوئی موضوع نہ ہو۔۔"ایمان اور اسکا
"خدا۔۔

میں ویسی نہیں ہوں۔۔۔"لفظوں پر زور دیا گیا۔۔"

کیا گارنٹی ہے کہ تم ہمیشہ ہی ایسی رہو گی جیسی اب ہو؟؟"آخر وہ کیوں "
پوچھ رہا تھا۔

"میں جا رہی ہوں۔۔۔" وہ زچ ہوئی۔۔اسے جانا ہی بہتر لگا۔

"آرجے کے بارے میں کیا خیال ہے۔۔؟؟" تیر نشانے پر لگا تھا۔۔ایمان اٹھتے اٹھتے واپس بیٹھ گئی۔

وہ اسے پل پل حیرت میں ڈال رہا تھا۔۔وہ آرجے کو کیسے جانتا تھا؟؟ یہ بات ایمان کو پریشان کر کے رکھتی تھی۔

وہ اسے دیکھ رہی تھی۔۔اسکی بھیگی شرٹ اور بالوں کو۔۔

وہ جتنا بد دماغ لگتا تھا کیا وہ واقعی اتنا ہی بد دماغ تھا؟؟

"کک۔۔۔کیا مطلب آرجے؟؟" دل کی دھڑکن کیسے تیز ہوتی ہے یہ کوئی اس وقت ایمان سے پوچھتا۔

"تم آرجے کو کیسے جانتی ہو؟؟" الٹا سوال آیا۔

کیا تم آرجے سے ملے ہو؟؟" آنکھوں میں بے چینی سی ابھری۔۔"

اسکی بات پر عبدل کا قہقہہ ابھرا۔ وہ پیچھے ہو کر کرسی سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔۔ بارش اب ہلکی ہو گئی تھی۔

ایمان کے لیے اس وقت عبدل سے بڑا معمہ کوئی نہیں تھا۔۔ جبکہ ریسا ہال کے سبھی اسٹوڈنٹس اس بات پر حیران تھے کہ عبدل اتنے سکون سے بیٹھا تھا وہ بھی ایک لڑکی کے ساتھ۔۔۔

کتنی ہی دیر وہ ہنستا رہا۔۔ اسکی آنکھوں میں امڈ آنے والی نمی کو ایمان نے واضح طور پر دیکھا تھا۔۔ وہ اسے ہنستے ہوئے دیکھتی رہی۔۔ اسکی ہنسی اسکی آنکھوں کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔

پھر وہ یک دم اٹھ کھڑا ہوا۔

اگر تم اپنا خدا ساتھ لائی ہو تو اسے یہاں آکر ہرگز نہ چھوڑنا۔۔"اس نے جھکتے ہوئے ہولے سے ایمان کے سر کو اپنے ہاتھ سے چھوا۔اسکا انداز سنجیدہ تھا۔۔اتنا سنجیدہ کہ ایمان کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی محسوس ہوئی۔۔دل کی دھڑکن مزید تیز ہوئی۔

پھر وہ واپس پلٹا اور قدم بڑھاتا دور ہوتا گیا۔۔وہ اب سیٹی بجا رہا تھا۔۔باہر ٹھنڈ تھی۔۔اسکی شرٹ جو جسم سے چپکی تھی وہ اب تک خشک نہیں ہوئی تھی۔۔کاؤنٹر کے قریب اسے ایک اسٹوڈنٹ ہ-ڈی پہنے نظر آیا۔۔عبدل نے آگے بڑھ کر ایک زوردار تھپڑ لڑکے کی گردن پر مارا جو ابھی فرسٹ ایئر کا اسٹوڈنٹ تھا۔۔یہ نیل تھا جس کا تعلق انڈیا سے تھا۔۔نیل اس اچانک افتاد پر گھبرا گیا۔۔اپنے پیچھے کھڑے عبدل کو دیکھ کر اسکا سانس اٹکا۔۔اس نے ہاتھ

عبدل نے سیٹی بجاتے ہوئے اسے آنکھوں سے ہڈی اتارنے کا اشارہ کیا۔۔۔نیل قد میں عبدل جتنا ہی لمبا تھا۔اس نے ہاتھ اپنی گردن پر رکھا ہوا تھا جہاں

زوردار تھپڑ پڑا تھا۔۔ نیل جیسے ہی ہڈی اتاری عبدل اسے لے کر پہنتے ہوئے وہاں سے غائب ہوگیا۔۔اس نے پیچھے مڑ کر ایمان یا نیل کو نہیں دیکھنا جیسے گوارہ نہیں کیا

جبکہ ایمان حیرت زدہ سی وہیں بیٹھی رہ گئی۔۔وہ سمجھ نہیں پارہی تھی عبدل کون تھا۔۔اور اسکا اصلی روپ کونسا تھا۔۔؟؟

سب نے دیکھ لیا تھا۔۔لائبریری میں, لائبریری سے یہاں کیفے تک آتے اور اب کیفے میں کہ عبدل ایمان کے ساتھ تھا۔۔

!!یہ واضح اشارہ تھا کہ ایمان سے دور رہا جائے۔۔

✿••✿••✿••✿

ایما کی اگلے دو دن ماثیل سے ملاقات نہ ہو پائی۔۔ تیسرے دن وہ انسٹیٹیوٹ آئی تو وہ پورا خالی تھا۔اس نے حیرانی سے چاروں جانب دیکھا۔۔ کورس کے آخری دن تھے اور کوئی بھی نہیں آیا ایسے کیسے ہو سکتا ہے؟؟

وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ کیا کرے تبھی وہاں مارتھا نمودار ہوئی۔

مسٹر ماثیل اپنے اسٹوڈیو میں آپکا انتظار کر رہے ہیں۔۔" وہ اسے پیغام دیتی" جا چکی تھی۔جانے وہ کونسی میٹنگ میں گیا تھا جو تیسرے دن لوٹا تھا۔

ایما کے یہ دو تین دن مصروف گزرے تھے۔۔اسکے یونیورسٹی میں فائنل اگزامز شروع ہونے والے تھے۔۔اور وہ اسی لیے اپنی پڑھائی پر زیادہ توجہ دے رہی تھی۔

اس نے گہرا سانس لیا اور پھر قدم اٹھاتی اسٹوڈیو کی جانب بڑھ گئی۔۔

اسے یاد تھا تین دن پہلے اس نے ماثیل سے کہا تھا کہ وہ اسکے سوال کا جواب دینے کے لیے تیار رہے۔۔اور ماثیل اسکی بات کیسے بھول سکتا تھا۔۔

اس لیے جیسے ہی وہ اسٹوڈیو پہنچی ماثیل اندر ایک نامکمل سے مجسمے کے پاس کھڑا تھا۔۔

اس نے دروازے پر دستک دی۔۔آواز سن کر وہ پلٹا۔۔اسکی نظریں ایما سے ٹکرائیں۔۔

تین دن۔۔اسے بنا دیکھے کیسے گزارے تھے یہ بس وہی جانتا تھا۔۔لیکن وہ اپنے جذبات کا اظہار کر کے ایما کو ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

وہ قدم بڑھا کر اندر آئی اور کھڑی ہو گئی۔۔

ماثیل کے ساتھ اکیلے اسکے اسٹوڈیو میں رکنا اسے تھوڑا عجیب لگ رہا تھا۔۔

وہ سرمئی پینٹ پر سفید ہائی نیک پہنے ہوا تھا۔۔اسکے گھنے بال پیشانی پر بکھرے تھے۔وہ تھوڑا الجھا تھوڑا تھکا نظر آ رہا تھا۔

ماثیل کی نظریں اس پر رک کر، پلٹنا بھول جاتی تھیں۔

وہ ٹی پنک کلر پہنے ہوئے تھی۔ جارجٹ کا کھلا ٹراؤزر اور اس پر ڈھیلا سا ٹاپ پہنے وہ ہمیشہ کی طرح اسے اپنے دل کے بہت قریب محسوس ہوئی۔ سر پر گہرے سبز رنگ کا گرم سکارف تھا۔ وہ بہت خوبصورت نہیں تھی لیکن اسکے گرد ایک ہالا تھا جو ماثیل کو اپنی جانب کھینچتا تھا۔

"اگر آج آف تھا تو مجھے بتایا کیوں نہیں؟؟" ایما نے بات ہی شکایت سے شروع کی۔ وہ پزل تھی۔۔ تھوڑی الجھی ہوئی۔۔ تھوڑی کنفیوز ماثیل کی خاموش نگاہیں وہ خود پر زیادہ دیر برداشت نہیں کر سکتی تھی اس لیے گویا ہوئی۔

"میرے اگزامز ہیں اور آپ نے میرا ٹائم ویسٹ کیا۔۔" وہ بلاوجہ ہی جھنجھلائی۔ اسکی حالت سے لطف اندوز ہوتے، ماثیل قدم اٹھاتا اسکے قریب آیا اور پھر دو قدم کے فاصلے پر رک گیا۔

"کیسی ہیں آپ مس ایما!!" وہ اسکی خفگی کو نظرانداز کرتے محبت سے پوچھنے لگا۔

"آج آف تھا پر صرف اسٹوڈنٹس کا، آپ کا نہیں۔۔ آپ نے تو مجھے میرے اہم سوال کا جواب دینا تھا۔۔ اسی لیے میں یہاں رکا ہوں۔۔" وہ واپس پلٹا اور گلاس ونڈو کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔۔ وہ اسے سنبھلنے کے لیے وقت دینا چاہتا تھا۔۔ اس سے پہلے ایما کچھ کہتی تبھی دروازے پر مار تھا ابھری۔۔ وہ چائے کی ٹرالی کے ساتھ حاضر ہوئی تھی۔
ماثیل کے لیے کافی جبکہ ایما کے لیے چائے آئی تھی۔۔ اور ساتھ میں کھانے پینے کا سامان تھا۔۔ وہ ٹرالی رکھ کر واپس چلی گئی۔۔
اسے ایما ناپسند تھی پر وہ ماثیل کے سامنے اف بھی نہیں کر سکتی تھی۔

ایمانے گہرا سانس لے کر خود کر پر سکون کرنا چاہا۔بیگ کندھے سے اتار کر میز پر رکھا اور پھر ماثیل کے برابر آکر کھڑی ہو گئی۔۔ باہر پول میں بطخیں معمول کے مطابق تیر رہی تھیں۔کچھ دیر خاموشی چھائی رہی۔۔شاید وہ چاہتا تھا ایما خود سے کچھ بولے۔۔اور پھر وہ بولی۔

بت سازی کیوں کرتے ہیں آپ۔۔؟؟"لہجہ عام سا تھا۔"

مجھے پسند ہے۔۔۔یہ آرٹ میرے اندر تھا ہمیشہ سے۔۔اور شاید ہمیشہ" رہے۔۔"اس نے ہولے سے جواب دیا اور واپس پلٹ کر ایک ہاتھ میں چائے جبکہ دوسرے میں کافی کا کپ اٹھایا۔۔وہ ایما کے پاس واپس آیا اور اسے چائے تھمائی۔۔

ایما کہیں کھوئی ہوئی تھی۔بظاہر اسکی نگاہیں پول میں تیرتی بطخوں پر جمی تھیں لیکن اسکا ذہن کہیں اور الجھا ہوا تھا۔

"لیکن انسانوں کے مجسمے ہی کیوں؟ آپ کچھ اور بھی تو بنا سکتے تھے۔۔۔؟؟"اس نے چائے کا گھونٹ بھرا۔۔ نگاہیں اب بھی باہر جمی تھیں۔

"انسان سے زیادہ دلچسپ اور خوبصورت کچھ نہیں ہے۔۔اس لیے انسان ہمیشہ سے میری پہلی چوائس رہا ہے۔۔"ان کی گفتگو عام سے انداز میں آگے بڑھنے لگی۔

"مسٹر ماثیل کیا میں آپکے بنائے گئے سارے مجسمے دیکھ سکتی ہوں۔۔؟؟"وہ یکایک اسکی جانب پلٹی۔۔ وہاں بہت سارے مجسمے تھے۔۔اور کافی مجسمے ڈھکے ہوئے تھے۔ سفید کپڑے سے۔۔۔۔ سیاہ ادھم۔۔ سفید مجسمے۔۔۔
سیاہی اور سفیدی یکایک ملنے لگی تھی۔۔۔

کیوں نہیں۔۔ ضرور۔۔'' ماثیل نے کافی کا کپ واپس رکھا اور آگے بڑھ کر اسٹوڈیو کی ساری بتیاں جلادیں۔ اسکے ساتھ ہی وہ مجسموں سے سفید کپڑا اتارنے لگا۔

سفید مجسموں کی خوبصورتی اور کاری گری دیکھ کر ایما حیران رہ گئی۔۔ اسکا پرسنل اسٹوڈیو تو شاہکاروں سے بھرا پڑا تھا۔ وہ اپنا چائے کا کپ واپس رکھتی آگے بڑھی۔

ہر مجسمے کے لیے الگ میز تھا جس پر مجسمہ خوبصورتی سے سجا تھا۔

وہ دیکھتی رہی۔۔ اور پھر اسکی نگاہیں ٹھہر سی گئیں۔۔۔ وہ پہلے حیران ہوئی اور پھر ساکت رہ گئی۔

اسے اپنی پیشانی جلتی ہوئی محسوس ہوئی۔
اسکے بالکل سامنے ایک بہت بڑے میز پر ایک بہت بڑا۔۔بلکہ سب سے بڑا مجسمہ رکھا ہوا تھا۔۔

اِکاروس سے بچ کر رہنا اور خود اِکاروس نہ بن جانا۔۔۔"ٹیرو کے الفاظ" اسکی سماعت میں گونج کر رہ گئے۔۔۔اسکے سامنے ہی اکاروس کا سفید مجسمہ نصب تھا۔۔

یہ کوئی سات فٹ اونچا مجسمہ تھا۔۔وہ سیدھا کھڑا ہونے کی کوشش میں تھا جبکہ اسکے دونوں دیوہیکل پر پیچھے کی جانب باندھے گئے تھے جسکی وجہ سے اسکا جھکاؤ کمر کے بل تھے۔۔اسکا چہرہ آسمان کی جانب تھا۔۔اسکے پروں کو زنجیروں میں باندھا گیا تھا۔۔دونوں ہاتھ کھلے ہوئے تھے۔۔۔وہ زور لگا کر اپنے پر آزاد کرنے کی کوشش میں تھا۔۔اسکے چہرے پر اذیت واضح تھی۔۔

وہ کتنی ہی دیر اس مجسمے کو دیکھتی رہی۔۔۔بنا پلکے جھپکے۔۔بت بنے۔۔

”یہ اکاروس ہے۔۔اکریئس۔۔۔ تمہیں پسند آیا۔۔؟؟“ وہ اسے بتاتا اسکے قریب آکر کھڑا ہو گیا اور فخر سے اکاروس کو دیکھنے لگا۔

”یہ آپ نے بنایا ہے۔۔؟؟“ وہ پوچھے بنا نہیں رہ پائی۔۔اور اسکی بات سن کر ماشیل مسکرا دیا۔

”ظاہر سی بات ہے ماشیل جسے دابت ساز کہا جاتا ہے۔۔میں اپنے اسٹوڈیو میں کسی اور کے مجسمہ کیوں رکھوں گا۔۔؟؟“

اکاروس سے بچ کر رہنا۔۔

اکاروس سے بچ کر رہنا۔۔

ٹیرو کے الفاظ زور پکڑ گئے۔۔ لیکن وہ نظر انداز کر گئی۔۔

وہ اب گھوم کر مجسمے کا جائزہ لے رہی تھی۔ جبکہ ماثیل اسے اکاروس میں اتنی دلچسپی لیتے دیکھ کر تھوڑا حیران ہوا۔

"جانتی ہو اسے؟؟"

ہاں وہ جو اپنی حدوں سے نکل گیا تھا۔۔۔ پھر جلنا اور ڈوبنا اسکا مقدر ٹھہرا۔۔" ایمانے ہولے سے جواب دیا۔ اسکا جواب سنتے ہی ماثیل کا قہقہہ بلند ہوا۔ وہ ہنسا اور پھر ہنستا چلا گیا۔۔

تو تمہیں بھی باقی لوگوں کی طرح لگتا ہے اکاروس قصوروار ہے۔۔؟؟""
اس نے تصدیق چاہی۔اسکا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔"تمہیں تو لگے گا ہی۔۔ تم تو مذہبی لڑکی ہو۔۔"اس نے خود ہی جواب دیا۔۔طنزیہ جواب۔۔لبوں پر استہزائیہ مسکراہٹ تھی۔یوں جیسے وہ بھول گیا ہو کہ ایما کون تھی۔

میرے خیال سے اپنے بنائے گئے دائرے سے باہر نکلنے والوں کا انجام یہی ہوتا ہے۔۔ لیکن مجھے پھر بھی افسوس ہے۔۔"ایما کو اسکا یوں ہنسنا اچھا نہیں لگا تھا۔۔اور پھر ہر بار وہ اسکے مذہبی ہونے پر چوٹ کرتا تھا۔وہ اسکی بات سن کر فاصلہ مٹاتا اسکے عین قریب آن کھڑا ہوا۔۔ایما پل بھر کو ٹھٹکی۔۔

کیا ہوگا اگر تم کبھی اپنی حدود سے باہر نکل آؤ تو۔۔؟؟"اسکی آنکھوں میں کچھ تھا۔۔جو ایما جھیل نہ پائی۔
اسکا دل ڈوب کر ابھرا۔۔اس خیال نے ہی اسکو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔

"وہ اسکے پاس سے نکلتی ہوئی تیزی سے چائے کی جانب بڑھی جواب ٹھنڈی ہو چکی تھی۔۔وہ پانی کی طرح ٹھنڈی ہو چکی چائے نہیں پی سکتی تھی۔اس لیے اس نے ایک پیسٹری اٹھائی۔۔یہ سب کرنے کا مقصد ماثیل سے فاصلہ رکھنا تھا۔اسکی اس حرکت پر ماثیل مسکرا دیا۔وہ جانتا تھا وہ اس سے دور رہتی تھی۔۔دور رہنا چاہتی تھی اور یہی بات ماثیل کو تکلیف میں ڈالتی تھی۔۔

میرے خیال سے ہم کسی اور ٹاپک پر بات کرنے آئے تھے۔۔"

"اوکے مس ایما! تو بتائیں مجھے کیوں آپ اپنے خدا کی عبادت کرتی ہیں۔۔ اور کیوں وہ عبادت نہ کرنے پر سزا دیتا ہے۔۔" وہ یک دم پروفیشنل ہوتا تم سے آپ پر آیا۔ایما نے پیسٹری منہ میں رکھتے ہوئے اسکے تمام مجسموں کو ایک نظر اور دیکھا۔۔میٹھے کا ذائقہ منہ میں گھلتے ہی اسے اچھا محسوس ہوا۔

"تو مسٹر ماثیل۔۔۔آپ نے کہا انسان ہمیشہ آپکی چوائس رہا ہے۔۔اس لیے آپ ان کے مجسمے بناتے ہیں۔۔یہ سارے مجسمے آپکے ہیں اور آپ ان کے خالق ہیں۔۔"

وہ بولتے ہوئے اب اسٹوڈیو میں آگے کی جانب بڑھی جہاں دونوں جانب لائن میں لکڑی کی میزوں پر مجسمے سجے تھے۔ماثیل نے اسکی پیروی کی۔

"پتہ ہے جب اللہ نے آدم کو پیدا کیا تو فرشتوں نے پوچھا آپ انسان کو کیوں بنا رہے ہیں۔۔جبکہ عبادت کے لیے تو ہم ہیں۔۔تو اللہ نے فرمایا کہ میں اسے زمین پر اپنا نائب بنا کر بھیجوں گا۔۔اور جو تم نہیں جانتے وہ میں جانتا ہوں۔۔"

وہ رکی اور پلٹ کر ماثیل کو دیکھا۔۔

اسٹوڈیو کی ساری کھڑکیاں کھلی تھیں جن سے ڈوبتے سورج کی سرخ کرنیں اندر آرہی تھیں۔۔ کچھ دیر پہلے بادل چھائے تھے۔۔ اور ابھی جب بادل ہٹے تو شفق چاروں جانب پھیل گئی۔۔

"آپ نے کہا انسان آپکی پہلی چوائس ہے۔۔ بالکل۔۔ انسان اس کائنات کی پہلی چوائس ہے۔۔ خدا نے اسے بہت ہی کمپلیکس بنایا ہے۔۔" وہ پل بھر کو رکی۔ ماثیل خاموشی سے سینے پر دونوں ہاتھ باندھے اب ایک مجسمے سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ وہ اسے ایسے سن رہا تھا جیسے دنیا میں اسکی آواز کے علاوہ اور کچھ میسر نہ ہو۔۔ اور ہوتا بھی تو ماثیل اس وقت کسی کو میسر نہ ہوتا۔

"ایک بات بتائیں۔۔ اگر آپ کو اختیار دیا جائے کہ آپ ان مجسموں کو زندہ کر سکیں تو کیا آپ انہیں زندہ کرنا چاہیں گے؟۔۔ جیتے جاگتے سانس لیتے

مجسمے۔۔۔؟؟" سوال عجیب تھا۔۔ لیکن ماشیل کا جواب فوراً آیا۔۔ بنا سوچے سمجھے۔۔

"نو۔۔ نیور۔۔۔" یوں جیسے اسے اسکا خیال ہی برا لگا ہو۔"

"کیوں۔۔؟؟" اسکا کیوں بہت گہرا تھا۔"

"کیوں کہ میں نہیں چاہتا یہ زندہ ہو کر میری طرح Suffer کریں۔۔ اس جہنم جیسی دنیا میں۔۔" ایما نے پہلی بار اسکے لہجے میں کڑواہٹ محسوس کی۔

"اسکے علاوہ کوئی اور وجہ؟؟" وہ اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔"

نہیں۔۔"ماثیل نے یکایک جواب دیا۔"

"آپ انہیں Suffer مسٹر ماثیل۔۔آپ ان مجسموں کے خالق ہیں۔۔آپ انہیں نہیں کرنے دیں گے۔۔۔آپ کو اپنا خدا پسند نہیں۔۔آپ ہر گز ویسے خدا نہیں بنیں گے۔۔تو پھر آپ کیوں نہیں چاہتے یہ زندہ ہوں۔۔یہ جئیں یہ سانس لیں؟؟" جانے وہ کیا سننا چاہ رہی تھی۔۔وہ پل بھر کو خاموش ہوا۔

"کیونکہ میں نہیں چاہتا ان میں سے کسی ایک کو بھی ایسے انسان سے محبت ہو جائے جو بدلے میں کچھ نہ دے پائے۔۔۔"اس نے سوال کا رخ موڑا۔۔ گہری نگاہیں ایما پر جمی رہیں۔۔۔پل بھر کو ایما کی رنگت بدلی۔۔
اسٹوڈیو میں پھر سے خاموشی چھا گئی۔۔

یوں لگنے لگا جیسے وہاں موجود سارے مجسموں میں روح پھونک دی گئی ہو۔۔ اور وہ جیتے جاگتے سانس لیتے انکی باتیں سن رہے ہوں۔۔اور آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے ہوں۔

اوہو مسٹر ماشیل۔۔۔کوئی بات نہیں آپ اپنے اس مجسمے کو تڑپنے مت دینا۔۔اسکے محبوب میں اسکے لیے محبت پیدا کر دینا۔۔آپ تو نہیں چاہتے نا کوئی Suffer کرے۔۔" اس بار وہ مسکرائی۔۔

اور پورے اسٹوڈیو میں دھیمی سی ہنسی گونج گئی۔۔

اکاروس اپنی تکلیف بھول کر اب اسے سننے لگا تھا۔۔

وہ مائیکل جیکسن جسے اپنی سانولی رنگت پسند نہیں تھی وہ بھی اپنے اصلی روپ میں مائیک تھامے اب اسٹیج پر بیٹھ گیا۔۔وہ اپنی بدصورتی بھول کر اب ایما کی خوبصورت ہنسی میں کھونے لگا تھا۔۔

وہ دائیں جانب سے ساتویں نمبر پر رکھا Jack Sparrow بھی جیسے ہوش میں آیا۔۔اس نے اپنے ہیٹ کو اونچا کیا اور بھنویں اٹھا کر اس عجیب لڑکی کو دیکھا۔۔

بائیں جانب سے پہلے نمبر پر موجود وہ خوبصورت حسینہ تھوڑا چڑ گئی تھی۔

یہ کون ہے۔۔؟؟" وہ اب چلتے ہوئے ایک مجسمے کے سامنے رکی۔۔وہ" ایک ہینڈسم سا آدمی تھا۔۔

ڈونٹ یو نو ہم؟؟" ماثیل حیران ہوا۔"

"یہ ٹام کروس ہے۔۔امریکن ایکٹر۔۔ کبھی میں اسکا فین تھا۔۔یہ تب بنایا تھا سالوں پہلے۔۔۔" وہ ہنس دیا۔اور ٹام کروس نے برا سامنہ بنایا۔۔وہ اسے کیوں نہیں جانتی تھی۔۔؟؟ پورے اسٹوڈیو میں چہ میگوئیاں سی پھیل گئیں۔

"کہاں تھے ہم۔۔ہاں یاد آیا۔۔مجھے یہ بتائیں یہاں سب سے فیورٹ مجسمہ کونسا ہے آپکا؟؟"

"مجھے تو سارے ہی پسند ہیں۔۔"

کوئی ایک ؟؟" وہ جاننے کو بے تاب تھی۔۔ کئی مجسموں پر اب تک کپڑا "
ڈھکا ہوا تھا۔۔ یقیناً ماشیل نے انہیں برہنہ بنایا ہوگا اور وہ ایما کی اتنی تو عزت
کرتا تھا کہ اسکے سامنے انہیں ڈھکا رہنے دے۔

اکاروس۔۔ ابھی تک تو۔۔" اس نے جواب دیا۔ "

فرض کریں آپ کا ٹام کروس آپکی دنیا میں زندہ ہو جائے۔۔ یہ اکاروس
بھی۔۔ وہ جیک اور مائیکل بھی۔۔ یہ حسن کی دیویاں یہ سب۔۔۔ سب زندہ
ہو جائیں۔۔۔ اور آپ انہیں اختیار دیں کہ وہ خوشی سے رہ سکیں۔۔۔ تو
"بدلے میں آپ ان سے کیا چاہیں گے۔۔۔

میں چاہوں گا ان کا جو دل چاہے وہ کریں۔۔ ان میں سے اگر کوئی شراب "
پینا چاہے وہ پیے۔۔۔ کوئی سنگر بننا چاہے بنے۔۔ کوئی جواء کھیلنا چاہے کھیلے۔۔

کوئی اڑھنا چاہے اڑے۔۔۔میں نہیں چاہوں گا وہ اس دنیا میں تڑپیں۔۔"
اس نے سنجیدہ الفاظ میں جواب دیا۔۔نگاہیں اب بھی ایما پر تھیں جو اکاروس کے پاس کھڑی تھی۔اور تبھی اس کی نظر آخر میں کھڑے Malefi-cient جادوگرنی مجسمے پر پڑی۔۔وہ تیزی سے اسکی جانب بڑھی۔۔وہ جادوگرنی اپنے تمام تنتر منتروں کے ساتھ وہاں موجو تھی۔

"تم؟؟ Maleficient کیا تمہیں کسی نے بتایا ہے کہ تم کتنی بری ہو چڑیل اور جادور گرنی جیسی ہو جس نے اپنے ہی جذبات کو قید کر رکھا ہے۔۔
" تم ہمیشہ میری باتوں کو ہنسی میں اڑا دیتی ہو۔۔

روز کی آواز اسکی سماعت سے ٹکرائی اور وہ ہنس دی۔۔ماثیل کو وہ ایسے ہنستے ہوئے کسی اور دنیا کی باسی لگی تھی۔

✿••✿••✿••✿

اس رات ایمان اپنے کمرے میں واپس آئی تو وہ الجھی ہوئی تھی۔۔یشما کا آج آف تھا وہ کمرے میں ہی تھی۔۔

عبدل نے ایمان کو بری طرح الجھا دیا تھا۔اسکا رویہ اسکا انداز نارمل نہیں تھا۔اور پھر اس نے خدا کے بارے میں ایسے بات کیوں کی؟؟

"اسے کیوں لگا کہ میں یہاں آ کر اپنا خدا بھول جاؤں گی؟؟ ہنہہ۔۔پاگل"

وہ اسی سوچ میں اپنے بیڈ تک آئی اور اپنا بیگ بیڈ پر گرا دیا۔۔اسکا دماغ بری طرح چکرا گیا تھا۔۔

جانے کیا چکر تھا۔۔وہ خود نہیں سمجھ پائی تھی۔

یشما اسے غور سے دیکھ رہی تھی۔۔وہ ہیڈ فون لگائے لیپ ٹاپ سامنے رکھے برگر کھاتے ہوئے کوئی فلم دیکھ رہی تھی پر ایمان کو دیکھ کر اسکی توجہ ایمان کی جانب ہوئی۔۔

ان دونوں کی آپس میں زیادہ بات چیت نہیں ہوتی تھی۔ایمان دن میں نہیں ہوتی تھی تو یشمارات کو۔۔

جب یشما واپس آتی تھی تب ایمان سوئی ہوتی تھی البتہ یشما واپس آتے ہی ویڈیو کال پر مصروف ہو جاتی۔۔وہ دھیما بھی بولتی تو اسکی سرگوشیوں سے ایمان کی آنکھ کھل جاتی تھی۔۔

اسے بے زاری تو بہت ہوتی تھی البتہ وہ اسکی روم میٹ تھی اسے برداشت تو کرنا ہی تھا۔اسے یونہی الجھا ہوا بیٹھا دیکھ کر یشما نے اسے پکارہ۔

ایمان۔۔یہ برگر کھاؤ گی؟؟میں نے دو آڈر کر لیے تھے۔۔لیکن اب مجھ سے کھایا نہیں جا رہا۔۔"ایمان نے چونک کر اسے دیکھا۔وہ اپنے سامنے برگر رکھے بیٹھی تھی۔

"ارے تھینک یو سو مچ۔۔میں کھانا کھاچکی ہوں۔۔اور لیٹ نائٹ نہیں کھاتی۔۔" ایمان نے سہولت سے انکار کیا۔۔وہ دیر رات گئے کھانا نہیں کھاتی تھی۔

"ٹیسٹ تو کرو۔۔" وہ پھر سے گویا۔

"ابھی تو بالکل دل نہیں ہے۔۔۔ورنہ میں لازمی کھاتی۔۔" اس بار ایمان کو انکار کرنا برا لگا۔۔لیکن وہ زیادہ کھانے کی عادی نہیں تھی۔یشما واپس اپنے لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہو گئی۔جبکہ ایمان کے ذہن میں ابھی تک عبدل کی باتیں گھوم رہی تھیں۔

اس نے وقت دیکھا تو رات کے دس بجنے والے تھے۔۔ وہ اٹھی اور باتھ روم کی جانب بڑھ گئی۔ پانچ منٹ بعد وہ وضو کر کے واپس آئی اور جائے نماز بچھا کر نماز کی نیت باندھ لی۔۔

اسے عبدل نے کہا تھا کہ اپنا خدا چھوڑ مت دینا۔۔ تو وہ بھلا کیسے چھوڑ سکتی تھی۔۔ وہ تو اپنا خدا ساتھ لائی تھی۔۔ !!

✿••✿••✿••✿

تیرے ہونٹوں پر مکڑی کے جالوں کے جمنے کا دکھ

تو بحر حال

مجھ کو ہمیشہ رہے گا

تم نے چپ ہی اگر سادھنی تھی

تو اظہار ہی کیوں کیا تھا؟

یہ تو ایسے ہے بچپن میں کہیں

کھیلتے کھیلتے کوئی ی کسی چیز کو سٹیچو کہے
!!اور پھر عمر بھر اسے مڑ کر نہ دیکھے۔۔۔۔

وہ دائمہ جبیل تھی۔۔ عرف دامی۔۔۔ جو خاندان کی ذہین و فطین لڑکی ہونے کے ساتھ ساتھ نے انتہا خوبصورت اور خوش اخلاق بھی تھی۔۔ وہ ہر لحاظ سے پرفیکٹ تھی۔۔ ایم بی اے کرنے کے بعد اس نے حمدان صاحب کا بزنس سنبھال لیا تھا۔۔ جس میں اسکی فیملی کا بھی حصہ تھا۔۔
وہ خوبصورت پرفیکٹ اور نازک لڑکی ایسے شخص کی محبت میں مبتلا تھی جو اسکا ہوتے ہوئے بھی اسکا نہیں تھا۔۔ وہ اسکے نام کی انگوٹھی اپنی نازک انگلی میں سالوں سے پہنے بیٹھی تھی اور ایک وہ دشمن جان تھا جو دیکھتا بھی نہیں تھا۔۔ جسکے پاس فرصت ہی نہیں۔۔ یا صرف اسی کے لیے فرصت نہیں تھی۔۔
اس وقت بھی وہ اپنے آفس میں لیپ ٹاپ کے سامنے بیٹھی اسکرین کو گھور رہی تھی۔۔

اس نے تین گھنٹے پہلے اپنے جان سے عزیز محبوب کو میسج کیا تھا مگر اب تک سین بھی نہیں ہوا تھا۔۔یہی سوچتے سوچتے اسکی آنکھیں اور دل دونوں بھر آئے۔۔اور وہ رونے لگ گئی۔۔۔اذیت کی ایک انتہا تھی جو وہ سالوں سے برداشت کر رہی تھی۔۔

اسے اس بات کا افسوس تھا آخر اسکا رشتہ ایسے شخص سے کیوں جوڑا گیا جو اسکو نظر اٹھا کر دیکھتا بھی نہیں تھا۔۔اور آخر اسے اس شخص سے اتنی محبت ہوئی ہی کیوں؟؟کیا اسے لڑکوں کی کمی تھی؟؟

اسکے ایک اشارے پر سینکڑوں لوگ دل نکال کر اسکی ہتھیلی پر رکھ سکتے تھے۔۔پھر وہی کیوں؟؟

کیونکہ ہمیشہ ماہین حمدان کو حشام جبیل جیسے بے حس شخص سے محبت ہو جاتی تھی؟؟

جانے وہ کتنی دیر اپنی بے بسی پر آنسو بہاتی رہی جبکہ دروازے پر ہونے والی دستک نے اسے چونکا دیا۔۔اس نے جلدی سے ٹشو پیپر نکال کر آنکھیں صاف کیں۔

تبھی آفس کا دروازہ کھولا اور حمدان صاحب کا چہرہ نمودار ہوا۔۔

"ارے نانا ابو آپ۔۔" وہ جلدی سے اٹھ کر انکی جانب بڑھی اور انکے سینے سے لگ گئی۔۔اندر ابھی تک اذیت کی آگ جل رہی تھی۔

"میری بیٹی آج پھر رو رہی تھی۔۔۔؟؟" حمدان صاحب کے نرم لہجے میں پوچھے گئے سوال نے اسے ٹوٹ کر بکھر جانے پر مجبور کر دیا تھا۔۔وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔۔

میری بیٹی آج پھر رو رہی تھی۔۔۔؟؟" حمدان صاحب کے نرم لہجے میں" پوچھے گئے سوال نے اسے ٹوٹ کر بکھر جانے پر مجبور کر دیا تھا۔۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔۔

حمدان صاحب نے اسے کھل کر رونے دیا۔۔ جانے کتنے دنوں کا غبار تھا جو دل میں بھرا ہوا تھا۔۔ حمدان صاحب ہولے ہولے اسکا سر سہلاتے رہے۔۔

وہ بالکل ماہی جیسی۔۔۔ ویسی ہی ذہین ویسی معصوم اور ویسی ہی بد نصیب جس کو لاحاصل سی محبت نے اپنی گرفت میں لے لیا تھا۔۔۔

ایسا کیوں ہے نانا ابو؟؟ کیوں میری زندگی میں ماما کی طرح تڑپنا لکھا ہے۔۔" کیوں اس خاندان کے مرد اتنے کٹھور ہیں کہ انہیں کسی کی محبت نظر ہی نہیں آتی۔۔؟؟ وہ روتے ہوئے سوال کرنے لگی۔ حمدان صاحب نے اسکا سر

تھپتھپا کر اسے خود سے الگ کیا۔۔اس نے رو رو کر اپنا حشر نشر کر لیا تھا۔اسکی ہیزل آنکھیں رونے کے باعث گلابی ہو چکی تھیں۔

ادھر بیٹھو۔۔۔"حمدان صاحب نے اسے کندھوں سے پکڑ کر اپنے سامنے رکھے صوفے پر بٹھایا۔دائمہ اب اپنے اس طرح بے اختیار رونے پر شرمندہ سی ہو گئی تھی۔

"محبت کسی کی جاگیر نہیں ہوتی دامی بیٹا۔۔۔اور یہ نہ مانگنے پر ملتی ہے۔۔ محبت تو ساری زندگی انتظار میں گزار دینے کا نام ہے۔۔اور پھر عمریں لٹا دینے کے بعد اگر محبت آپ پر کرم نوازی کر دے تو محبوب آپکا ہو جاتا ہے۔۔"وہ اب اسکے سر پر ہاتھ رکھے ہولے ہولے اسکے بال سہلا رہے تھے۔یہ وہ بھی جانتے تھے اپنی محبت کے لیے انہوں نے کتنے سال گزارے تھے۔۔دائمہ نے سمجھنے کی کوشش کی۔۔وہ کیسے بتاتی حمدان صاحب کو کہ وہ تو اسکے انتظار

میں سالوں پہلے ہی مجسمہ بن گئی۔۔وہ تو اب اس انتظار میں تھی کہ وہ کب آئے گا اور آ کر اسے چھو کر پھر سے انسان بنا دے گا۔۔وہ کیسے بتاتی کہ وہ مجسمہ بنے بنے اکڑ گئی تھی۔۔اسکا دل پتھر کے وجود میں دھڑکتا تھا۔۔وہ اسے توڑ کر باہر نکلنا چاہتا تھا پر فرار ممکن نہیں تھا۔

مجھے دکھ اس بات کا ہے کہ وہ میرا ہو کر بھی میرا نہیں ہے۔۔۔آخر'' کیوں۔۔؟؟جب اسے میرا ہونے ہی نہیں تھا تو مجھے اسکے ساتھ باندھا کیوں گیا۔۔؟؟''وہ آج کل کی لڑکی محبت میں تھوڑی بے صبر سی تھی۔۔چاہتی تھی پلک جھپکے اور سب اسکا ہو جائے۔۔لیکن ایسا نہیں ہوتا۔۔
یہ پریوں کا دیس تھوڑی تھا۔۔یہ تو حقیقی دنیا تھی اور وہ ابھی نہیں جانتی تھی اسکی یہ دنیا کس قدر الٹنے والی تھی۔

حمدان صاحب تین گھنٹے اسکے آفس میں بیٹھے رہے۔۔رونے کے بعد دائمہ کا دل کافی ہلکا ہو گیا تھا اور وہ اب پوری توجہ سے آج شام ہونے والی میٹنگ کے بارے میں حمدان صاحب کو بتا رہی تھی۔۔اسکی بنائی گئی پریزینٹیشن دیکھ کر حمدان صاحب کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔اور پھر ذہانت تو اس خاندان میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔

✿••✿••✿••✿

نومبر، لندن 26

آج صبح سے ہی موسم ابر الود تھا۔لندن کی سردی شدت اختیار کر گئی تھی۔۔شام کے وقت بارش کی پیشین گوئی کی گئی تھی۔وہ جب گھر سے نکلا تو بارش نہیں تھی لیکن راستے میں ہی اسے بارش نے آن لیا۔

وہ اپنی بھیگی ہوئی ہڈی سمیت جب آر جے برانڈ میں داخل ہوا تو سب نے مڑ کر اسے دیکھا۔۔۔ شیشے کی کھڑکیوں اور دروازوں پر بہتا پانی حسین لگ رہا تھا۔۔ سرمئی موسم میں جلتی اسٹریٹ لائٹس شہر کو الگ ہی روپ بخش رہی تھیں۔

وہ سب کو نظر انداز کرتا، تیزی سے چلتا ایلف آسکر کے آفس کی جانب بڑھا۔۔ جیسے ہی وہ دروازے پر پہنچا اس نے دستک دی۔۔ اندر سے یس کی آواز پر وہ جب آفس میں داخل ہوا تو اس نے ایلف کو گلاس ونڈو کے سامنے کھڑا پایا۔۔۔ یہاں سے شہر کا نظارہ خوبصورت لگ رہا تھا۔۔

وہ ویسے ہی کھڑی رہی۔۔ نہیں جانتی تھی آنے والا کون تھا۔ جب کافی دیر تک خاموشی چھائی رہی تو وہ چونک کر پلٹی اور اپنے سامنے کھڑے لڑکے کو دیکھ کر اسکے چہرے کے نقوش ڈھیلے پڑ گئے۔۔ ایک دھیمی سی مسکان نے آنے والے استقبال کیا۔

"تو تمہیں یہاں آنے کا ٹائم مل ہی گیا۔۔۔؟" ایلف کے لبوں سے شکوہ پھسلا۔ وہ خفیف سا مسکرا دیا۔ جبکہ ایلف اب اسے نظرانداز کرتی دیوار میں نصب الماری کی جانب بڑھی اور اسے کھول کر اس ایک گرم تولیا نکالا اور اسکی جانب بڑھایا۔

"بال خشک کر لو ورنہ بیمار پڑ جاؤ گے۔۔" اس نے وہی مسکان چہرے پر سجائے تولیا تھام لیا۔

"آپ خواہ مخواہ اتنی فکر کرتی ہیں۔۔ مجھے تو درد بھی نہیں ہوتا۔ بیمار کیا خاک پڑوں گا۔۔"
اسکے اس طرح بولنے پر ایلف نے اسے ایک گھوری سے نوازہ اور انٹر کام پر کافی کا آڈر دیا۔

"جیت کر آئے ہو؟؟"اس بار سوال تھا۔

"یس۔۔۔عبدل جیت کر آیا ہے۔۔"اس نے بال خشک کرتے پرجوشی سے بتایا۔

"میں جانتی تھی۔۔عبدل کبھی ہار نہیں سکتا۔۔"اب کی بار مس ایلف مسکرادی۔

"ویسے کیس کیا تھا؟؟"اب وہ ٹیبل پر کہنیاں ٹکائے اس اور ہتھیلیوں کو آپس میں پیوست کیے اس پر اپنی ٹھوڑی ٹکائے اسکی جانب متوجہ ہوئی۔اسکی سبز آنکھیں بس عبدل کے آنے پر ہی جگمگاتی تھیں۔۔ورنہ تو ان آنکھوں میں نمکین پانیوں کا بسیرا ہو چکا تھا۔

عبدل اب اسکے سامنے بیٹھا تھا۔اسکی گہری آنکھیں،اسکا پر اسرار وجود،اور اسکی عجیب و غریب شخصیت۔۔وہ لڑکا ہمیشہ اسے کسی کی یاد دلاتا تھا۔۔
وہ اب سنجیدگی سے اپنا جیتا ہوا کیس مس ایلف کو بتا رہا تھا۔۔کچھ دیر بعد کافی آ گئی۔۔

وہ کوئی چھ فٹ اونچا چوڑا مرد نہیں تھا۔۔وہ تو ایک نوجوان سا لڑکا تھا۔۔جو اموشنلی مضبوط تھا اور اسکے سامنے بہت باادب بنا رہتا تھا۔۔جسکی آنکھیں اک-ثر اسکا ساتھ نہیں دیتی تھیں۔
وہ ہمیشہ کسی کھوج میں مگن رہتا تھا۔
جب وہ اپنے کیس کی تفصیل انہیں بتا چکا تو اچانک ایلف کو کچھ یاد آیا۔۔وہ فوراً بولی۔

"وہ بیگ۔۔۔وہ بیگ جس کا تم مجھ سے پوچھ رہے تھے۔۔جو میں نے ڈیزائن کیا تھا اور جو ایک ہی پیس ڈیزائن کیا ہے اب تک۔۔وہ بیگ جو میں نے تمہیں

دکھایا تھا۔۔میں جانتی ہوں وہ کس کا ہے۔۔"اچانک مس ایلف نے بتایا تو وہ بھی چونک گیا۔

کس کا۔۔؟؟"اسکے دل کی دھڑکن تیز ہوئی۔"

یہ دیکھو۔۔یہ بیگ تقریباً ڈیڑھ دو سال پہلے کسی بینش مستقیم نے خریدا تھا۔۔میں نے اسے کنٹیکٹ کیا تو اس نے بتایا کہ وہ بیگ بینش مستقیم نے اپنی ایک دوست کو گفٹ کیا تھا جو اب پاکستان میں نہیں ہوتی۔۔یہ اسکا نمبر ہے۔۔"ایلف نے لیپ ٹاپ کی اسکرین اسکے سامنے کی۔

اس لڑکی کا نام ام ایمان تھا اور رابطہ نمبر ساتھ ہی لکھا تھا۔

میں یہ ڈیٹیلز تمہیں واٹس اپ کر رہی ہوں۔۔ باقی تم خود دیکھ لو جو کرنا ہے۔۔"

"تھینک یو مس ایلف۔۔ تھینک یو سو مچ۔۔" اسے لگا جانے اسکی کتنی بڑی مشکل آسان ہو گئی ہو۔

اب وہ اس لڑکی کو ڈھونڈ لے گا اور پھر وہ خواب آنا بند ہو جائیں گے۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔

وہ سکرین پر جگمگ کرتے اسکے نام کو دیکھ رہا تھا۔۔

"ام ایمان۔۔۔" وہ زیر لب بڑبڑایا۔ اچانک وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"مجھے اب جانا ہو گا۔۔ اس نے پیچھے گردن پر پڑی ہڈی کو سر پر گرایا جس سے اسکا آدھا چہرہ چھپ گیا۔۔ اور باقی آدھا چہری پیشانی پر بکھرے بالوں میں

چھپ جاتا تھا۔۔ مس ایلف بس اسے دیکھتی رہی۔ جیسے ہی وہ دروازے کے قریب پہنچا تو اسے اپنے عقب میں مس ایلف کی آواز سنائی دی۔

آخر کب تک عبدل بنے رہنے کا ارادہ ہے مسٹر جبیل۔۔؟؟" وہ رکا اور ساکت ہوا۔۔ کئی لمحے گزر گئے۔۔ پھر اس نے پلٹ کر دیکھا۔۔

میرا اپنا کوئی وجود نہیں ہے مس ایلف۔۔۔ میں نہیں جانتا یہ کب تک چلے گا۔۔۔" اس نے ہ-ڈی کی جیب سے اپنا چشمہ نکالا اور اسے کھول کر آنکھوں پر لگا لیا۔۔ یہاں آنے سے پہلے اس نے یہ چشمہ جیب میں ڈالا تھا تاکہ بارش میں گیلا نہ ہو جائے۔ اسکے چہرے پر کوئی تاثرات نہیں تھے۔۔ سرد اور سپاٹ چہرہ لیے وہ تیزی سے باہر نکل گیا۔

لیکن باہر نکلتے ہی اس نے مس ایلف کو میسج کیا تھا۔۔ "فکر نہ کریں میں آپکی بیٹی کو ڈھونڈ لوں گا۔۔۔"

اور میسج پڑھ کر مس ایلف نم آنکھوں سے مسکرا دی۔

✿••✿••✿••✿

26 نومبر، ویلنسیا

"مسٹر ماثیل۔۔ فرض کریں آپکے بنائے گئے سارے مجسمے زندہ ہو جائیں۔۔ سب مل کر ایک دنیا بنالیں جسکے خدا آپ ہوں اور آپ نے انہیں صرف خوش رہنے کا حکم دیا ہو۔۔ کیا ہوا گر آپکے بنائے ایک مجسمے کی خوشی کے مجسمے کے Maleficent دوسرے کا دکھ بن جائے۔۔۔؟؟" وہ قریب کھڑی اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

‘‘میں کچھ سمجھا نہیں۔۔۔’’

آپ نے مائیکل جیکسن کو اسکے اصل روپ میں بنایا۔۔اسے اپنی شکل پسند نہیں تھی۔۔مثال کے طور پر آپکی دنیا میں بھی مائیکل جیکسن اپنی شکل سے خوش نہ ہوا تو کیا آپ اسے توڑ کر دوبارہ بنائیں گے ؟؟‘‘وہ اب چلتے ہوئے مائیکل جیکسن کے مجسمے کے پاس آئی۔

نہیں۔۔۔‘‘یک لفظی جواب پر وہ مسکرادی۔’’

فرض کریں آپکی دنیا میں آپکے اکاروس کو آپکی اس ایما اسٹون سے محبت ہو جائے۔۔جبکہ ایما اسٹون کسی اور کی بیوی ہو۔۔تو آپ کیا کریں گے۔۔۔؟؟‘‘ایک اور سوال آیا۔

مکڑی اپنا جالا تیزی سے بن رہی تھی۔۔۔ماثیل کو چاروں جانب سے گھیرنے کا اعلان کیا جا چکا تھا۔

میں چاہوں گا وہ دونوں خوش رہیں۔۔۔"وہ بہت سوچ سمجھ کر جواب" دے رہا تھا۔

ہمم۔۔۔"اس نے ہمم کو لمبا کھینچا اور پھر اکاروس کے مجسمے کے پاس چلی" آئی۔

اور ایما سٹون کے شوہر کا کیا؟؟ یہ اس کے ساتھ زیادتی نہیں ہو گی کہ اسکی" "وائف کسی اور کی محبت میں مبتلا ہو جائے۔۔؟؟

"محبت ہونا بری بات نہیں ہے۔۔ دھوکا دینا برا ہے۔۔ اگر آپ میرڈ ہیں اور آپ کو کسی سے محبت ہو گئی ہے تو سمپل سی بات ہے اپنے پارٹنر سے علیحدہ ہو جاؤ۔۔ بجائے اسکے کہ اسے دھوکا دو۔۔۔"

"لیکن اگر وہ اپنی بیوی کو طلاق نہ دینا چاہے۔۔ وہ اپنی بیوی سے شدید محبت کرتا ہو۔۔ اور وہ اس بات پر ہرٹ ہو جائے۔۔ وہ حسد کی آگ میں جل اٹھے۔۔ اور اپنی بیوی اور اکاروس کو مار دینا چاہے۔۔ تو پھر؟؟ پھر کیا کریں گے آپ؟؟ خاموش بیٹھ کر اپنی دنیا میں یہ تماشہ دیکھیں گے یا پھر یہ قتل ہونے دیں گے۔۔۔؟؟ اور اگر ایماسٹون اپنے شوہر کو دھوکا دے۔۔ اسے کچھ نہ بتائے اور اکاروس سے تعلق رکھے۔۔ تو پھر۔۔؟؟ کیا آپ کو یہ سب قبول ہو گا۔۔؟؟" وہ اب ایماسٹون کے خوبصورت مجسمے کے سامنے کھڑی تھی۔

اور اگر آپ کا اکاروس اسی وجہ سے آپکی دنیا سے تنگ آکر اپنی محبوبہ کو لے "
کر آپکی دنیا سے اڑ کر کہیں دور جانا چاہے۔۔۔ تو پھر۔۔؟؟ آپ اسے جانیں
دیں گے؟؟"

وہ اب چلتے ہوئے اسکے قریب آئی اور اسکے سامنے کھڑی ہو گئی۔۔

مسٹر ماثیل آپکی دنیا میں جنگ چھڑ گئی ہے۔۔ آپ اسے روکنے کے لیے کیا "
کریں گے۔۔؟؟ ایک خدا ہونے کی حثیت سے آپ کیا کر سکتے
ہیں۔۔۔؟؟" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے پوچھ رہی تھی۔۔ سیاہ آنکھیں
سرمئی آنکھوں سے ٹکرائیں۔
خاموش مجسموں کی چہ میگوئیاں پھر سے شروع ہو گئیں۔

آپکے پاس تین آپشنز ہیں۔۔"

نہ دیں۔۔پر یہ تو آپکے Freewill نمبر ایک آپ انہیں بناتے وقت اصولوں کے خلاف ہو گا نا۔۔ چچچچچ چہ بھئی انسان کو مرضی سے جینے کا حق ہے۔۔ تو اسکا مطلب آپکی مخلوق میں ''اپنی مرضی'' کرنے کی طاقت ضرور ہو گی۔۔

نمبر دو۔۔ جیسا چل رہا ہے چلنے دیں۔۔۔ اوہو۔۔ پر آپ تو ایسا نہیں کر سکتے۔۔ آپ انہیں تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے۔۔ آپ ایسے خدا بن ہی نہیں سکتے جسکی مخلوق Suffer کر رہی ہو۔۔۔''

ماثیل کو سمجھ نہ آیا اس نے طنز کیا تھا یا عام بات کی تھی۔۔ لیکن وہ جان گیا تھا کہ ایما اسے سمجھ رہی تھی۔ وہ اسے اسکے مطابق جواب دے رہی تھی۔ وہ پلٹی اور واپس چلی گئی۔

نمبر تین۔۔۔ آپ کچھ اصول بنائیں۔۔ جینے کے کچھ اصول۔۔۔ دنیا میں رہنے کے کچھ اصول۔۔۔ اور پھر آپ نہیں اپنی مخلوق پر لاگو کر دیں۔۔ ''!!

تینوں میں سے آپ کونسا آپشن چنیں گے مسٹر ماثیل۔۔؟؟" وہ اب پھر سے مجسموں کے گرد راؤنڈ لگانے لگی تھی۔۔اسکی آواز اب دور سے آتی محسوس ہو رہی تھی۔ لیکن وہ جانتی تھی مسٹر ماثیل نمبر 3 ہی چنتا۔۔وہ خود اپنے انسٹیٹیوٹ میں اپنے اصولوں سے ہٹ کر ایڈمیشن نہیں دیتا تھا۔

"میں کچھ ایسے اصول بناتا جو انسانیت کے لیے بوجھ نہ بنتے۔۔ جس میں وہ سب خوش رہتے۔۔۔"

"مسٹر ماثیل آپکو لگتا ہے آپ ایک پرفیکٹ دنیا بنا پاتے۔۔۔؟؟فرض کریں آپ نے اصول بنا لیے۔۔ لیکن ان اصولوں پر سب انسان عمل نہ کریں۔۔ ایما سٹون کا شوہر اپنی بیوی کو طلاق نہ دے اور بدلے میں آکر اکاروس کا قتل کر دے۔۔۔تب کیا کریں گے آپ۔۔؟؟اسے ایسے ہی جانے دیں گے؟؟ اسے سزا نہیں دیں گے۔۔؟؟" اسکا لہجہ تیز ہوا۔

"دنیا میں انسان کو خوش رکھنا سب سے مشکل کام ہے۔۔۔ایک کی خوشی دوسرے کی تکلیف کا اکثر باعث بنتی ہے۔۔۔ مسٹر ماثیل اسی لیے میرے اللہ نے اصول بنائے۔۔ کہ انسان ان اصولوں پر چلیں۔۔ وہ ایسا کوئی غلط کام نہ کریں جس سے دوسرا تکلیف میں مبتلا ہو۔۔اسی لیے مرد اور عورتوں میں حرام رشتے کو ناجائز قرار دیا کہ کسی کا شوہر دکھی نہ ہو۔۔ کوئی اپنے پارٹنر کو دھوکا نہ دے۔۔ لیکن آپ اور آپکا مغرب ان باتوں کو اتنی آسانی سے نہیں سمجھ سکتا۔۔۔"

"ٹھیک ہے اصول بنا لیے پر سزا کیوں؟؟؟"

"سزا جزا کا کنسیپٹ نہیں ہو گا تو پھر انسان میں خوف کیسے پیدا ہو گا۔۔ کیسے وہ کسی کا قتل کرنے سے ڈرے گا۔۔؟؟"

"اوکے مان لیا۔۔یہ سب ٹھیک ہے۔۔پر عبادت تو اس نے صرف اپنے لیے رکھی نا۔۔اور عبادت نہ کرنے پر وہ کیوں سزا دیتا ہے۔۔کیوں؟؟"

ماثیل گھوم پھر کر اپنے سوال پر آ کھڑا ہوا تھا۔اسکی بات سن کر ایمان نے گہرا سانس لیا۔

"پتہ ہے مسٹر ماثیل۔۔انسان کو اسکی مرضی کرنے اس کو سمجھنے کی صلاحیت دینے کے بعد جب اللہ نے کچھ اصول لاگو کیے کہ اس طرح جینا ہے تو ان اصولوں پر پورا اترنے کے لیے ایک راستہ چاہیے ہوتا ہے۔۔۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ نماز برائی اور بے حیائی سے بچاتی ہے۔۔

برائی وہ چیز ہے جو تب حاوی ہو جاتی ہے جب ہم سے اچھائی کم ہو جائے۔۔

جب ہم عبادت کرتے ہیں تب ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ہم اسکے

بندے ہیں۔۔ ہم کمزور ہیں۔۔ ہم برے کام کرنے کے لیے پیدا نہیں ہوئے۔۔۔"

"مجھے لاجک چاہیے ایما۔۔" وہ یک دم ہی چڑ گیا تھا۔۔ شاید اس لیے وہ اسے قائل کر رہی تھی۔ اسکی بات سن کر ایما مسکرا دی۔

"وضو آتا ہے آپ کو؟؟" اس نے عجیب سا سوال کیا۔

"سوری۔۔؟؟ میں سمجھا نہیں۔۔"

"میں نے پوچھا وضو آتا ہے یا نہیں۔۔؟؟"

"یعنی اب تم مجھ سے عبادت کرواؤ گی۔۔؟؟" اس نے قہقہہ لگایا۔ پہلی بار اسکے ہنسنے پر اسٹوڈیو میں رکھے تمام مجسموں نے برا سا منہ بنایا۔۔ انہیں ماشیل کا یوں ہنسنا اچھا نہیں لگا تھا۔۔ وہ تو کتنی توجہ سے ایما کی باتیں سن رہے تھے۔

"مسٹر ماشیل آپ جب مجسمہ بناتے ہیں۔۔ یہاں اسٹوڈیو میں کام کرتے ہیں تو اسکے بعد آپ سب سے پہلے کیا کرتے ہیں۔۔؟؟"

"شاور لیتا ہوں۔۔" اس نے فوراً جواب دیا۔

"اسکے بعد پھر سے آپ یہاں اسٹوڈیو میں آکر فوراً کام شروع کرتے ہیں۔۔؟؟" اس بات ایما کی گہری سوچ کا شکار تھی۔

"نہیں۔۔۔"

"کیوں۔۔؟؟"

"کیونکہ میں ہمیشہ کام کے بعد شاور لیتا ہوں۔۔اگر پہلے لے لوں گا اور بعد میں کام کروں گا تو جو یہ مکسچر ہے وہ جسم یا کپڑوں پر کہیں نہ کہیں لگا رہ جائے گا۔۔اور وہ مجھے اچھا نہیں لگتا۔۔۔"

"یعنی آپ کہنا چاہتے ہیں کہ شاور لینے کے بعد آپ صاف ستھرے ہو جاتے ہیں۔۔۔اور آپ کا دل نہیں کرتا دوبارہ گندا ہونے کو۔۔۔ایسا ہی ہے نا۔۔۔"

"بالکل۔۔"

یہی آپکے سوال کا جواب ہے مسٹر ماٹیل۔۔۔جب ہم صبح اٹھ کر وضو یا" غسل کر کے فجر کی نماز پڑھتے ہیں تو ہم صاف ستھرے ہو جاتے ہیں۔۔ ہم اپنے گناہوں کی معافی مانگ لیتے ہیں۔۔اسکے بعد ہم اپنے کام کرتے ہیں۔۔ اور پھر ظہر آجاتی ہے۔۔ پھر ہم وضو کرتے ہیں پھر نماز پڑھتے ہیں۔۔ پھر دعا کرتے ہیں۔۔ پھر ہم صاف ستھرے ہو جاتے ہیں۔۔اسکے بعد ہمارا دل نہیں کرتا کچھ ایسا غلط کام کرنے کو جس سے ہم گندے ہوں۔۔۔اگر ہمارا نفس ہمیں اکسائے بھی تو اور ہم کسی کشمکش کا شکار ہو جائیں تو پھر عصر کا وقت ہو جاتا ہے۔۔ پھر مغرب اور پھر عشاء۔۔۔اللہ ہمیں بار بار بلاتا ہے تا کہ ہم برائی سے محفوظ رہیں۔۔جب ہم صدق دل سے اسکے سامنے جھک جاتے ہیں پھر وہ ہمارے دلوں کو موم کر دیتا ہے۔۔۔اسی لیے سب سے پہلے نماز کا حساب ہو گا۔۔اسی لیے اللہ ناراض ہوتا ہے۔۔اس لیے نہیں کہ ہم اسکی عبادت نہیں کرتے بلکہ اس لیے کہ جب ہم جھکتے نہیں ہے تو ہم سخت ہو جاتے ہیں

بالکل ان مجسموں کی طرح۔۔اور پھر ہم دوسروں کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔۔۔''

وہ کہہ کر خاموش ہو گئی۔۔اور مسٹر ماثیل خاموش کھڑا رہ گیا۔

''اللہ کو اس بات سے فرق نہیں پڑتا مسٹر ماثیل کہ آپ اسکی عبادت کرتے ہیں یا نہیں۔۔ہاں اللہ کو اس بات سے فرق پڑتا ہے کہ جب ہم اسکی نہیں مانتے تو پھر ہم برائی کی طرف جاتے ہیں۔۔اور پھر ہم انسانیت کے درجے سے گر جاتے ہیں۔۔۔پھر اللہ سزا کا حکم سناتا ہے۔۔۔کیونکہ جو انسان انسانیت کے درجے سے گر جائے تو پھر وہ باقی انسانوں کے لیے مصائب ہی لاتا ہے۔۔

آپ کو اپنے مجسموں سے اتنی محبت ہے کہ آپ انہیں تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے تو پھر اللہ اپنے نائب کو تکلیف میں کیسے دیکھ سکتا ہے۔۔۔اور پھر جو اللہ

جانتا ہے وہ ہم نہیں جانتے۔۔۔امید ہے آپ کو کچھ تو سمجھ آیا ہو گا۔۔ باقی آپ کو وقت سکھا دے گا۔۔۔''

وہ کہہ کر رکی نہیں بلکہ اپنا بیگ اٹھاتی اسٹوڈیو کے خارجی دروازے کی جانب بڑھ گئی۔۔

دروازے پر پہنچ کر وہ کی اور اس نے پلٹ کر ماثیل کو پکارا۔

''مسٹر ماثیل آپ کو پتہ ہے میکسم گورکی کے ناول ماں میں جب پاول ولاسوف کی ماں نے اُس سے اور اسکے دوستوں سے پوچھا، ''میں نے سنا ہے تم خدا کو نہیں مانتے؟''

پاول ولاسوف نے جواب دیا، ”ماں ہم اُس خدا کی بات نہیں کر رہے جو تیرے دل میں ہے، جو رحیم و کریم ہے، شفیق ہے اور اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے“

ہم تو اُس خدا کی بات کر رہے ہیں جو پادریوں اور مُلاؤں نے ہم پر مسلط کر رکھا ہے جو ہر وقت ڈنڈا لے کر بندوں کو ہانکتا ہے اور ہر وقت ان کو سزا دیتا ہے۔

ماں!! ایک دن ہم اپنا خدا ان پادریوں اور مُلاؤں کے قبضے سے چھڑا لیں گے۔ پھر اُسکو اپنے دل میں بسائیں گے اور اُسکی حمد گائیں گے۔

بالکل اسی طرح مسٹر ماثیل آپ کے ذہن میں خدا کا تصور بالکل غلط ہے۔۔۔ جب خدا ذہن اور دماغ سے نکل دل میں آجاتا ہے تو پھر سارے سوال آسان ہو جاتے ہیں۔۔۔“

وہ چلی گئی۔۔۔۔ وہ کھڑا رہ گیا۔۔۔ اور پھر پیچھے پورے اسٹوڈیو میں تالیوں کا شور گونج اٹھا تھا۔۔ سارے مجسمے خوشی سے جھومنے لگے تھے۔۔ اور یہ دیکھ کر مسٹر ماٹیل کے لبوں پر مسکان بکھر گئی۔

✿••✿••✿••✿

وہ مس ایلف کے آفس سے باہر آیا تو بارش اب بہت حد تک تھم چکی تھی۔۔ ہلکی بوندا باندی تھی جو اکثر جاری رہتی تھی۔ وہ اپنی ہڈی پہنے فٹ پاتھ پر چلنے لگا۔۔ شام کا وقت تھا لوگ اپنے اپنے کاموں سے واپس آرہے تھے۔۔ کچھ رات کی ڈیوٹی کرنے والے تیزی سے اپنے کاموں کی جانب رواں تھے۔۔ اس بھیڑ میں سیاہ زیادہ تھے۔۔۔ جو لندن کی اس خوبصورت بارش سے مبہوت ہو گئے تھے۔

وہ یہاں کا رہنے والا تھا۔۔اس نے ہمیشہ سے یہ موسم دیکھا تھا۔۔اور اسے بارشوں میں چلنا ہمیشہ سے پسند تھا۔۔

اس نے اپنے فون کو دیکھا جس پر ام ایمان کا نمبر جگمگ کر رہا تھا اور پھر اس نے وہ نمبر نا چاہتے ہوئے بھی ملا دیا۔۔ بیل جانے لگی لیکن کوئی فون نہیں اٹھا رہا تھا۔۔

جیسے ہی وہ اسٹیشن پر پہنچی تو اسکا فون تھر تھرانے لگا۔۔پہلے اسے لگا شاید ماثیل کا فون ہو۔۔اس نے نہیں اٹھایا۔۔ پھر اسکی سماعت سے میوزک کی آواز ٹکرائی۔۔وہ کبھی نہ رکتی اگر وہ بروکن اینجل سے جڑی نہ ہوتی۔۔

اسٹیشن سے تھوڑا پہلا کچھ ٹین ایجر لڑکے لڑکیوں کا گروپ بینڈ کھڑا تھا۔۔وہ لوگ شاید اپنے بینڈ کی لوکل پروموشن کر رہے تھے۔۔

I am so lonely broken Angel..

I am so lonely listen to my Heart

وہ بے اختیار ہی رک گئی۔۔ پھٹی پرانی جینز شرٹ اور لیدر کی جیکٹ پہنے وہ لڑکی جس نے اپنے ہونٹوں تک میں سوراخ کروا کے بالیاں سی پہنی تھیں وہ آنکھیں بند کیے کسی اور ہی دنیا میں پہنچی ہوئی تھی۔۔ اسکی آواز بے شک خوبصورت تھی۔۔ ایما کبھی نہ رکتی لیکن بروکن اینجل نے اسکے پاؤں پکڑ جکڑ لیے تھے۔ وہ بے اختیار ہی انکی جانب بڑھی لیکن مسلسل آنے والی کال نے اسکی توجہ کھینچی۔۔۔ اس نے نمبر دیکھا تو ویلنسیا کا نہیں تھا۔۔ فون مسلسل بج رہا تھا۔۔

جیسے ہی اس نے فون اٹھا کر ہیلو کہا۔۔ دوسری جانب سے اسے کچھ سنائی نہ دیا۔ وہ شور سے دور جانے لگی تاکہ فون کرنے والے کی بات سن سکے۔۔

پہلے خاموشی تھی۔۔اور پھر فون میں سے بھی ایک تیز آواز سنائی دی۔۔

I am so lonely Broken Angel..

اور پھر ایک دھماکہ سا ہوا۔۔۔گاڑیوں کے ٹکرانے کا۔۔لوگوں کے چلانے کا۔۔۔اس نے فون کان سے ہٹالیا۔۔اور اب وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے فون کو گھور رہی تھی۔۔ تبھی کال ڈسکنیکٹ ہوگئی۔۔وہ حیران پریشان سی وہی کھڑی رہی۔۔

جبکہ دوسری جانب وہ اپنے سامنے ہونے والے حادثے کا آنکھوں دیکھا گواہ تھا۔۔کتنی تیزی سے وہ گاڑی اسکے پاس سے گزری تھی جس میں حد سے زیادی تیز والیوم میں میوزک لگا تھا اور پھر بالکل اسکی آنکھوں کے سامنے

تھوڑے ہی فاصلے پر وہ گاڑی اشارہ توڑتی دوسری جانب سے آنے والی گاڑیوں سے ٹکرا گئی۔

چیخوں کی آواز گونجی۔۔۔ موت نے اپنے پر پھیلا دیے۔۔۔

گاڑی میں ایک اکیس سالا لڑکی تھی جو اپنے حواس میں نہیں تھی۔۔ وہ پیچھے سگنل توڑ کر آئی تھی۔۔۔ یہ اتنی برق رفتاری سے ہوا تھا کہ کسی کو سنبھلنے کا موقع ہی نہ ملا۔۔۔

بروکن اینجل مر چکی تھی۔۔ اس نے اپنی آنکھوں کے سامنے ایمبولینس کو آتے دیکھا۔۔ پولیس چاروں جانب پھیل گئی جو پہلے ہی اس گاڑی کا پیچھا کر رہی تھی۔۔

خوشگوار ماحول کو بدنما موت نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔۔

اس نے گہرا سانس سوگوار فضا میں خارج کیا اور بنا افسوس کیے آگے بڑھ گیا۔۔۔

!!کیونکہ اسے درد نہیں ہوتا تھا۔۔۔

✿••✿••✿••✿

ایمانے

ایما جانے کتنی دیر اپنا فون تھامے ساکت کھڑی رہی۔۔اس نے سیاہی کو اپنے ارد گرد اترتے محسوس کیا۔۔یوں جیسے سیاہ دھند نے اسکے گرد گھیرا ڈال لیا ہو۔۔۔۔

کیا اسے فون کرنے والا مر چکا تھا۔۔؟ وہ کون تھا۔ کیا اُسکی ذات اس قدر Cursed تھی کہ وہ لوگوں کے لیے موت کا پیغام لاتی تھی۔۔؟؟" کتنے سوال تھے جو گولیوں کی طرح اسکے وجود میں پیوست تھے۔

"She is Cursed..

نکالو اسے یہاں سے۔۔۔ یہ۔۔ یہ انسان نہیں ہے۔۔ مجھے اس سے خوف آتا ہے۔۔

She is Cursed.."

کتنے ہی بے ڈھنگے الفاظ روح کھانے والے Demons کا روپ دھارے اسکے ارد گرد ناچنے لگے۔۔

اس سے پہلے کہ وہ اپنے حواس کھو دیتی اس اپنے ارد گرد آواز سنائی دی۔۔ کوئی اسے پکار رہا تھا۔

”ایما۔۔ ایما آر یو اوکے۔۔؟؟“ وہ جیسے حواسوں میں لوٹی۔ اس نے دیکھا اسکے سامنے ماثیل کھڑا تھا۔۔ وہ بھلا کیسے پیچھے رہ سکتا تھا۔

”کیا ہوا سب ٹھیک ہے نا۔۔؟“ وہ اسے یوں فون تھامے بت بنے دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا۔۔ ایما نے جلدی سے فون بیگ میں ڈالا اور خود پر قابو پانے ہونے کو جان Cursed کی کوشش کی۔۔ وہ نہیں چاہتی ماثیل اسے لے۔۔۔

اسکی وجہ سے شاید کوئی مر چکا تھا۔۔ یا مرنے والا تھا۔۔

سردی میں بھی اسکا چہرہ تپتپا گیا۔۔۔ سرخ پیشانی۔۔۔ تپش زدہ آنکھیں۔۔

اسے لگا تھا اسکا وجود کہیں اسکا ساتھ نہیں چھوڑ دے۔۔

پر وہ بھی ایما تھی۔۔۔ وہ درد سہہ جاتی تھی۔۔اس نے جلدی سے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ صاف کیا اور مسکرانے کی ناکام کوشش کی۔

"کچھ نہیں وہ شاید کوئی رانگ نمبر تھا۔۔"

"تو اتنا پریشان کیوں ہو گئی ہو؟؟" وہ اسکے لیے پریشان ہوا۔
لڑکی کے گانے کی آواز اب اسے نہیں سنائی دے رہی۔۔۔اس نے اپنی سماعت کو جیسے بند کر لیا تھا۔ وہ بروکن اینجل سے دور جانا چاہتی تھی۔۔۔ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔

"مجھے جانا ہے۔۔۔ میں لیٹ ہو رہی ہوں۔۔۔ میرے اگزامز ہیں۔۔" وہ جیسے رو دینے کو تھی۔

"میں تمہیں ڈراپ کر دیتا ہوں۔۔" ماثیل کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اسکا ہاتھ تھام کر لے جائے۔

"نہیں میں خود چلی جاؤں گی۔۔" وہ اسٹیشن کی طرف بڑھی۔

"اچھا چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔۔" وہ بھی اسکے ساتھ ہوا۔ ایمان نے رک کر حیرت سے اسے دیکھا۔

"ڈونٹ وری مجھے لوگ چہرے سے نہیں پہچانتے کہ میں داماثیل ہوں۔۔" وہ اپنی جیکٹ کے کالر سیدھا کرتا بولا۔ ایمان نے کچھ نہیں بولا۔۔ وہ دونوں خاموشی سے اسٹیشن کی جانب بڑھ گئے۔

سات سمندر پار فون کرنے والا وہ شخص نہیں جانتا تھا کہ اس نے ایما کو کس تکلیف میں ڈال دیا تھا۔

✿••✿••✿••✿

ایمان کا اگلے کافی دن عبدل سے سامنا نہیں ہوا۔۔ وہ اسے عجیب الجھنوں ڈال کر خود غائب ہو جاتا تھا۔۔ لیکن اس بار ایمان بھی اپنے مڈز میں اس طرح مگن ہوئی کہ عبدل کا خیال اسے کم ہی آیا۔۔ وہ اب تک کوئی دوست نہیں بنا پائی تھی۔۔۔ کبھی بنا ہی نہیں پائی تھی۔۔ وہ یہاں پڑھنے آئی تھی اور اب تک تو اس نے اپنا دھیان پڑھنے میں لگایا ہوا تھا۔

آج اسکا آخری پیپر تھا۔۔ وہ بہت تھکی ہوئی تھی۔۔ وہ اپنے روم میں جا کر سونا چاہتی تھی۔۔۔ گھر بات کرنا چاہتی تھی۔۔ اور کوئی اچھی سی موووی یا سیریز دیکھنا چاہتی تھی۔۔

یہ پہلی بار ایسا ہوا تھا اسکے اگزامز ہو رہے تھے اور وہ گھر سے دور تھی۔۔۔گھر میں امی اور میزو اس کا بہت خیال رکھتی تھیں۔۔اسے ناشتہ، کھانا اور چائے سب وقت پر ملتا تھا۔۔اس کے کپڑے میزو ہمیشہ پریس کر دیتی تھی۔۔یہ ہاسٹل تھا۔۔یہاں اسے خود کرنا پڑتا تھا۔۔

یہ سوچ کر وہ جانے کتنی بار روئی تھی۔۔

آخری پیپر والے دن وہ ہمیشہ گھر میں میزو اور مہر بانو کے ساتھ سیلیبریٹ کرتی تھی۔

ایک بار تو اسکا دل کیا یہیں کہیں بیٹھ جائے۔۔۔کمرے میں نہ جائے۔۔۔ یہیں کہیں کھو جائے۔۔یا یہیں سے سیدھا اپنے گھر پہنچ جائے۔

اس سے پہلے وہ مزید کچھ سوچتی اسکا فون بج اٹھا۔۔۔گھر سے کال تھی۔۔

وہ نم آنکھوں سے مسکرا دی۔۔

"اسلام علیکم امی۔۔۔"اس نے فون اٹھا کر بات شروع کی۔۔اسکی آواز بھرائی ہوئی تھی۔۔وہ چاہ کر بھی خود پر قابو نہ رکھ پائی۔ سلمی بیگم اسکے رونے پر خفا ہوئی۔

"ایمان تم واپس آجاؤ۔۔ چھوڑدو سب۔۔دفع کرو۔۔ ہم اپنی زندگی ایسے ہی گزار لیں گے۔۔ لیکن میں تمہیں تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی۔۔" سلمی بیگم ناچاہتے ہوئے بھی رودی تھیں۔
ایمان نے اسٹوڈنٹس کی بھیڑ سے گم ہوجانا ضروری سمجھا۔۔وہ نہیں چاہتی تھی کوئی اسے روتا دیکھے اور اسکا مزاق اڑائے۔
لیکن ایمان سلمی بیگم کی بات سنتے ہی جیسے ہوش میں آئی۔۔وہ یہاں رونے تھوڑی آئی تھی۔۔وہ تو کچھ بننے آئی تھی۔۔۔اسے بہت کچھ کرنا تھا۔۔اسے اپنی ماں اور اپنی بہن کو بہت اچھی زندگی دینی تھی۔۔

وہ کیسے بھول جاتی تھی۔۔؟؟ وہ جذباتی تھی اور ماں کے سامنے ہمیشہ ٹوٹ جاتی تھی۔ تبھی ان کا موڈ ٹھیک کرنے کے لیے فوراً بولی۔

لو بھلا میں اتنے پیسے لگا کر یہاں آئی ہوں۔۔اب کیا سب ضائع کر دوں۔۔ میں ٹھیک ہوں امی۔۔ بس آپ لوگوں کی یاد آ گئی۔۔ میں کیفے جا کر آپ کو ویڈیو کال کرتی ہوں۔۔ آپ کے سامنے بیٹھ کر کھانا کھاؤں گی۔۔"اس نے ریسا ہال جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔۔اور پھر وہ ان سے باتیں کرتی کیفے تک آئی۔۔اس نے وہاں بیٹھ کر سینڈوچ اور چائے آڈر کی اور سلمی بیگم کو ویڈیو کال کی۔۔

میری بچی کتنی کمزور ہو گئی ہے۔۔" سلمی بیگم کا دل ڈوب گیا تھا۔۔"

"ارے امی۔۔ پیپرز ہو رہے ہیں۔۔ آج ختم ہو گئے اب دیکھنا میں ٹھیک ہو جاؤں گی۔۔" وہ ان سے باتیں کرتی رہی۔۔۔ یوں جیسے دنیا میں کچھ اور ہو ہی نا۔۔۔

حمیزہ نے دو تین بار ان کی گفتگو میں گھسنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی۔۔

"ہنہہ۔۔۔ یوں لگ رہا ہے جیسے ماں بیٹی نہیں بلکہ دو عاشق مل گئے ہوں۔۔" اس کی بات پر ایمان نے اسے گھورا۔

"منہ بند کرو میزو۔۔" اس نے حمیزہ کو ڈپٹا۔

"یہ آپکا خیال رکھتی ہے یا نہیں۔۔" اب وہ سینڈوچ کھاتے سلمی بیگم سے پوچھنے لگی۔

میں پہلے بتا رہی ہوں آپ دونوں ماں بیٹی کی محبت دیکھ کر کوئی لڑکا آپ ”
سے شادی نہیں کرے آپی۔۔سارا پیار تو ادھر لٹا دیا آپ نے۔۔۔“ وہ کہاں باز آنے والی تھی۔۔ابھی بھی غصے میں ایمان سے ناراض ہوتی وہاں سے غائب ہو گئی۔اسکی بات سن کر ایمان مسکرا دی۔

“میں منا لوں گی۔۔”

وہ اب چائے پی رہی تھی۔۔اور اپنی ماں کی ساری باتیں یوں سن رہی تھی جیسے دنیا میں بولنے والا مزید کوئی انسان نہ بچا ہو۔۔ہوتا تو بھی وہ اس کو میسر نہ ہوتی۔

وہ اکثر یہ سوچتی تھی کہ جانے وہ کونسی لڑکیاں تھیں جو اپنی ماں سے ناراض ہو کر ہفتہ ہفتہ بات نہیں کرتی تھیں۔۔جو اپنی ماں سے بدتمیزی کر جاتی تھیں۔۔۔ماں سامنے بیٹھی رہتی تھی کہ بیٹی بات کرے۔۔۔اور بیٹیاں فون میں لگی رہتی تھیں۔

بھلاماں کوئی ایسی ہستی ہے جس کے ساتھ یہ سب کیا جائے۔۔۔؟؟

ایک گھنٹے بعد جب وہ کیفے سے باہر نکلی تو کافی حد تک پر سکون تھی۔ پھر اس نے اسٹوڈنٹس کے ایک گروپ کو عبدل کا نام لیتے اور دائیں جانب بھاگتے دیکھا۔۔اسے تعجب ہوا۔۔ لیکن پھر وہ سمجھ گئی کہ عبدل کا پھر سے کوئی پنگا ہو گا۔۔

پر اسے اور حیرت ہوئی جب اس نے اسٹوڈنٹس کو گول دائرے میں کھڑا دیکھا۔۔۔

وہ وہاں سے پلٹ جانا چاہتی تھی۔۔پر عبدل عبدل کی پکار پر اسکے قدم رک گئے۔۔وہ بھی گروہ کی جانب بڑھی۔۔

اور اس نے پتھر کے بینچ پر کسی لڑکے کو بیٹھے دیکھا۔۔۔وہ ہڈی پہنے ہوئے تھا۔۔۔ہڈی کی کیپ اسکے سر پر تھی۔۔ بالوں کی چند لٹیں باہر کو نکلی ہوئی

تھیں۔۔ہڈی کے بازو اس نے فولڈ کر کے اوپر باندھے ہوئے تھے۔۔۔

اسکے بازو پر ٹیٹو بنا تھا۔۔

وہ گٹار پر کوئی دھن بجا رہا تھا۔۔ایمان بے اختیار ہی کھنچتی چلی گئی۔۔اس نے پہلی بار میل ورژن میں یہ گانا سنا تھا۔

One Day Am gonna Fly Away

One Day when Heaven Calls My Name

اڑنا۔۔اِکاروس۔۔ گرنا۔۔۔فالن اینجل۔۔۔

یہ سب بھلا کب اسکا پیچھے چھوڑتے تھے۔وہ میوزک سے زیادہ اس ٹیٹو کی جانب اٹریکٹ ہوئی تھی۔وہ اسٹوڈنٹس میں گھستی گھساتی تھوڑا اسکے قریب آئی اور پھر اس بازو پر بنے ٹیٹو کو غور سے دیکھا۔۔اسکی آنکھوں میں چمک ابھری۔۔

کا تھا۔۔ایک بند دائرہ۔۔اسکے ایک کونے پر بنا بھیڑیا اور نیچے RJ یہ ٹیٹو لکھا آر جے ۔۔۔یہ سب اسے کتنا پر کشش لگتا تھا۔۔وہ اس ٹیٹو کو دیکھتی رہی۔۔

یعنی یہاں کوئی اور بھی تھا جو آر جے کا فین تھا۔۔

اس نے ہڈی والے لڑکے کا چہرہ دیکھنا چاہا پر وہ نظر نہیں آیا۔۔

وہ کھڑی رہی۔۔اسے سنتی رہی۔۔اور ٹیٹو دیکھتی رہی۔۔مقصد صرف چہرہ دیکھنا تھا۔۔وہ سب بھول گئی تھی کہ عبدل کو کیوں پکارا جا رہا تھا۔۔یاد رہا تو آر جے۔۔

اور پھر دو منٹ بعد جب طلسم ٹوٹا اور لڑکا اپنی جگہ سے اٹھا اور اسی کی جانب دیکھا تو وہ حیران رہ گئی۔۔۔

عبدل۔۔۔"اسکے لبوں سے پھسلا۔۔ہاتھ میں پکڑا فون گرتے گرتے بچا"
تھا۔وہ سنگر تھا۔۔؟؟عبدل سنگر تھا۔۔
عبدل نام کی پکار پھر سے چاروں جانب گونج اٹھی۔۔اور ایمان نے وہاں سے غائب ہو جانا ضروری سمجھا۔۔

وہ بھیڑ سے نکلی اور تیز تیز قدم اٹھاتی ڈیپارٹمنٹ سے باہر جانے لگی۔۔۔
لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ عبدل اسکے پیچھے لپکا تھا۔۔

ایمانے۔۔۔"

"ایمانے۔۔

وہ اسے پکارتا۔۔اسکے پیچھے آیا۔۔اس نے گٹار کو کندھے پر ڈالا اور اسکے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔

’’میں تمہیں بلا رہا ہوں۔۔۔‘‘

’’میرا نام ایمان ہے۔۔‘‘

’’تمہیں ایمانے کہتا ہے۔۔ (John) جان‘‘

’’میں جان کو نہیں جانتی۔۔۔‘‘

’’جان میرا دوست ہے۔۔۔‘‘

"تمہیں مبارک ہو جان۔۔"

اور وہ اسکے ساتھ ساتھ چلتے ہنس دیا۔۔ہڈی اب چہرے سے ہٹ گئی تھی۔۔ وہ آج کچھ ڈھنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔۔کم از کم پہلے سے تو ٹھیک حلیے میں تھا۔۔۔ بال پونی میں قید تھے۔۔البتہ چند بے ڈھنگی سی لٹیں نکلی ہوئی تھیں۔۔۔ بال کہیں سے گرے تھے آج تو چند لٹیں سبز تھیں۔۔وہ رک گیا۔ جبکہ ایمان اسی تیز رفتاری سے چلتی رہی۔

جان کو تم ناپسند ہو۔۔" وہ پھر سے اسکے پیچھے لپکا۔"

جیسے جان تو مجھے شہد لگتا ہے۔۔۔" وہ خفا ہوئی۔ وہ پھر سے مسکرا دیا۔"

لیکن ایمانے نام تم پر بہت اچھا لگتا ہے۔۔"اس نے یقین سے کہا۔"

ہنہہ۔۔ جیسے میں تمہاری بات پر یقین کر لوں گی۔۔" اس نے طنز کیا۔"

سنو ایمانے میں نے تمہارے پیسے دینے ہیں۔۔" اس نے یاد دلایا۔"

"میں نے اپنے پیسے تمہیں معاف کیے۔۔۔"

کیا مطلب میں کوئی فقیر ہوں۔۔؟؟" عبدل کی بھنویں سکڑیں۔"

میں نے پھر بھی معاف کیے۔۔۔" وہ اس سے جان چھڑانا چاہتی تھی۔"

اب تم عبدل کی بے عزتی کر رہی ہو۔۔" وہ بھی خفا ہوا۔"

عبدل پہلے ہی بدنام ہے۔۔۔" وہ باز نہ آئی۔ "

" جان نے یہ سب سنا تو وہ برا مان جائے گا۔۔ "

چلو شکر ہے شاید اسی بہانے جان کی عزت نفس جاگ اٹھے اور وہ اپنے" بدنام دوست عبدل کا سارا قرضہ چکا دے۔۔ جو اس نے مفت میں لوگوں " سے بٹور بٹور کر کھار کھا ہے۔۔۔

افف۔۔ کہاں سے آئی ہو تم۔۔؟؟" اس بار وہ رک گیا۔ "

پاکستان سے۔۔۔" وہ تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ "

ہمیشہ یاد رکھنا۔۔۔" وہ کہنا نہ بھولی تھی۔ جبکہ عبدل مسکراتی نگاہوں سے اسے جاتا دیکھتا تھا۔۔ عجیب لڑکی تھی۔ عبدل کا کنسرٹ تھا۔۔ اسے تیاری کرنی تھی۔۔ وہ کافی دیر کھڑا رہا اور پھر جان کے آنے پر دونوں وہاں سے چلے گئے۔۔ البتہ راستے میں عبدل اسے اپنے اور جان کے بارے میں ایمان کے خیالات سے آگاہ کرتا رہا۔۔ جس پر جان نے برا منہ بنایا جبکہ وہ ہنس رہا تھا۔۔ وہ کم ہنستا تھا۔۔ اور آج کافی وقت بعد جان نے اس کو یوں ہنستے دیکھ رہا تھا۔

✿••✿••✿••✿

اس رات روز واپس آئی تو اس نے ایما کو کچن میں دیکھا وہ اپنے لیے رات کا کھانا بنا رہی تھی۔۔ وہ اپنا بیگ روم میں رکھتی سیدھا اسکے پاس آئی۔

واؤ کیا بنا رہی ہو۔۔۔؟؟" اور پھر پلیٹ میں رکھا بریڈ آملیٹ دیکھ کر اسکے " خوشی جھاگ کی طرح بیٹھ گئی۔ ایما اب چائے کپ میں ڈالنے لگی۔۔ اس نے کافی حد تک خود کو سنبھال لیا تھا۔۔ وہ اس وقت شب خوابی کے لباس میں تھی۔۔ کھلا سا ٹراؤذر اور شرٹ جسکا رنگ پرپل تھا اور جو موسم کی مناسبت سے گرم تھا۔۔ اس نے بال فولڈ کر کے جوڑا بنایا ہوا تھا جبکہ چند لٹیں اسکی گردن کو چھو رہی تھیں۔

وہ اس وقت کافی فریش لگ رہی تھی۔۔۔ گول چہرہ، سیاہ بڑی بڑی آنکھیں۔۔ سیاہ سلکی بال۔۔ اس نے کبھی بال رنگنے کا نہیں سوچا تھا۔۔ نہ کبھی لینز لگائے تھے۔۔ وہ ایسے ہی اپنے اصلی وجود کے ساتھ خوبصورت ترین لگتی تھی۔

”یہ لیونڈر کلر تم پر بہت اچھا لگ رہا ہے۔۔ لیکن مجھے یہ بتاؤ ڈنر میں انڈہ بریڈ کون کھاتا ہے۔۔“

”میں۔۔۔“ وہ یک لفظی جواب کر اپنی پلیٹ اٹھائے اسکی جانب مڑی۔۔
”ہٹو راستے سے مجھے بھوک لگی ہے۔۔“ روز نے اسے جگہ دی۔۔ وہ اپنی پلیٹ اور چائے کا کپ لے کر لاؤنج میں آئی اور صوفے پر بیٹھ کر سکون سے کھانے لگی۔

”تمہیں بھی کھانا ہے تو بنا لو۔۔“ اس نے روز کو مفت کا مشورہ دیا۔۔ جبکہ روز اسے گھورتی رہی۔۔ پھر اچانک کچھ یاد آنے پر وہ مسکراتے ہوئے اسکے پاس آ کر بیٹھ گئی۔

لاؤنج میں چھوٹا سا آتش دان جل رہا تھا اور یہ ایما نے ہی جلایا تھا۔ ساری کھڑکیاں بند تھیں۔۔ باہر ٹھنڈی ہوا تھی جبکہ اندر کا ماحول کبھی پر سکون

تھا۔ وہ اسے پر شوق نگاہوں سے دیکھنے لگی۔۔ کھلی کھلی سی روز کو اپنی جانب متوجہ پا کر ایما نے آنکھوں کے اشارے سے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ جس پر روز نے متجسس ہوتے پوچھا۔

"آنٹی جینا بتا رہی تھیں آج تمہارے ساتھ کوئی لڑکا آیا تھا۔۔"
یہ سنتے ہی ایما کو کوئی اچھو لگا۔ کھانسی کا ایسا دورہ پڑا کہ روز کو اسکے لیے پانی لانا پڑا۔ اسکا چہرہ سرخ پڑ چکا تھا۔۔ روز کو افسوس ہوا۔۔ وہ اسے اچھے سے جانتی تھی پھر بھی اس نے ایسا سوال پوچھ لیا۔ بھلا کیوں؟

"تم ٹھیک ہو۔۔؟؟" جب ایما کی حالت نارمل ہوئی تو روز نے فکرمندی سے پوچھا۔

"ہاں میں ٹھیک ہوں۔۔" ایما نے چائے کا گھونٹ بھرتے جواب دیا۔

"مسٹر ماثیل تھے ساتھ۔۔۔"

"واقعی؟؟؟ تم انہیں اندر بھی لائی تھی یا باہر سے واپس بھیج دیا۔۔؟؟" اسے اب ایما پر شک ہوا۔۔ وہ اتنی اچھی تو نہیں تھی۔

"میرا دماغ خراب تھا جو میں انہیں اندر لاتی۔۔۔ ویسے وہ بھی اپنی مرضی سے یہاں تک آئے تھے۔۔ مجھے چھوڑنے کے بعد چلے گئے۔۔"

"او مائے گاڈ ایما وہ میرے ٹیچر ہیں اور تم نے۔۔۔" روز نے اپنا سر پکڑا۔

"اس طرح تو وہ میرا باس بھی ہے اب کیا سر پر بٹھا لوں۔۔" وہ چڑ گئی۔

یار پھر بھی۔۔۔"روز کو اب پوری رات یہی پچھتاوہ رہنا تھا۔"

"آنٹی جینا کو اور کوئی کام نہیں ہوتا کیا۔۔بس آنے جانے والوں پر نظریں رکھتی ہیں۔۔مجھے لگا تھا پاکستان میں ہی ایسے ہمسائی آنٹیاں ہوتی ہیں پر یہاں بھی یہی حساب ہے۔۔"روز کو اس کے اس طرح چڑنے پر ہنسی آ گئی۔

"وہ اس لیے حیران تھیں کہ تمہیں کبھی کسی لڑکے کے ساتھ دیکھا نہیں ہے۔۔"

"اللہ بچائے ایسے لوگوں سے۔۔"

"سچ میں مسٹر ماثیل تمہیں چھوڑنے یہاں تک آئے تھے۔۔؟؟"روز جیسے یقین نہ ہوا۔اسکی بات سن کر ایمانے گہرہ سانس فضا میں خارج کیا۔

"منع کیا تھا میں نے۔۔۔ لیکن وہ انسان ڈھیٹ ہے۔۔"
اب روز مسٹر ماثیل کے ذکر پر پر جوش سی ہو گئی تھی۔

"ویسے ایما! مسٹر ماثیل اچھے انسان ہیں۔۔ان کے بارے میں سوچا جا سکتا ہے۔۔۔"

"سوچنا بھی مت تم منگنی شدہ ہو۔۔۔" ایما نے آنکھیں نکالیں۔۔۔وہ کتنے مزے سے بریڈ کھا رہی تھی۔ جیسے اس سے زیادہ لذیذ کھانا کوئی نہ ہو۔۔اور ایما ہمیشہ اس سے یہی کہتی تھی حلال رزق چاہے سوکھی روٹی مرچ ہی کیوں نہ ہو اسے کھانے میں کیسی شرم۔۔اسکا ذائقہ وہی جانتا ہے جو حلال کھاتا ہے۔

پاگل۔۔اپنی بات نہیں کر رہی۔۔"روز نے اسکے سر پر چت لگائی۔۔ایما" اس سے چھوٹی تھی۔۔ لیکن وہ ہمیشہ بڑی بنی رہتی تھی۔

میں بھی منگنی شدہ ہوں۔۔"ایما نے دھماکہ کیا۔"

"واٹ۔۔۔"روز کی آنکھیں پھیل گئیں۔"یہ کب ہوا؟؟"

بچپن میں۔۔"ایما کتنے مزے سے بیٹھی تھی۔۔اب اس نے ریموٹ اٹھا" کر ٹی وی آن کیا۔موسم کی خبریں جاری تھیں۔

تم نے کبھی بتایا نہیں۔۔"روز سنجیدہ ہوگئی۔وہ غور سے ایما کے چہرے کو" دیکھ رہی تھی۔۔اس پر کچھ کھوج رہی تھی۔۔سچ یا جھوٹ۔۔جبکہ ایما اسے نظر انداز کرتی ٹی وی کی جانب متوجہ تھی۔

فائدہ نہیں۔۔۔" وہ بنا اسکی جانب دیکھے جواب دینے لگی۔"

جانے وہ نمی تھی یا کچھ اور جو روز کو اسکی آنکھوں میں تیرتی دکھائی دی۔۔اس سے پہلے وہ مزید کچھ پوچھتی ایما جھٹکے سے اٹھ کر کھ-ڑی ہوئی۔

تم ٹھیک ہو؟؟" روز نے اسکا ہاتھ پکڑا۔"

ارے پاگل۔۔ صبح میرا پیپر ہے۔۔مجھے تیاری کرنی ہے۔۔اب جانے دو" مجھے۔۔" ایما نے مسکراتے ہوئے اپنے ہاتھ کی جانب اشارہ کیا تو روز نے اسے چھوڑ دیا۔

وہ پہلے برتن اٹھا کر کچن میں گئی اور پھر وہاں سے سیدھا اپنے کمرے میں۔۔ جبکہ روز وہیں بیٹھی رہ گئی تھی۔ کیا تھی وہ لڑکی۔۔اسے کبھی سمجھ نہ آسکی۔

✿••✿••✿••✿

اگلا ہفتہ وہ حد درجہ بزی رہی۔۔ جہاں سردی کی شدت میں اضافہ کے ساتھ ساتھ دن چھوٹے ہوتے جارہے تھے وہیں ایما کا کام بڑھ گیا تھا۔۔ صبح وہ پیپر دے کر آتی اور پھر اسے انسٹیٹیوٹ میں وقت گزارنا پڑتا۔۔

اسٹوڈنٹس کی اب پریکٹس چل رہی تھی۔۔ اسکے بعد وہ فری تھے۔۔ ایک آخری فیئر ویل ہونا تھا۔۔ پھر وہ آزاد ہو جاتی۔۔

اور اس وقت بھی وہ یہی سوچ رہی تھی کہ آگے کیا کرے گی؟؟؟ یہ آخری سمسٹر تھا پھر اسکے بعد وہ گھر چلی جائے گی یا پھر مزید پڑھے گی۔۔ لیکن ابھی تو کچھ وقت تھا۔۔ اس نے سر جھٹک کر اس خیال کو ذہن سے نکالا۔۔ وہ ویلینیسا سے جانا نہیں چاہتی تھی اسے اب یہاں رہنے کی عادت سی ہوگئی تھی۔۔

ادھر انسٹیٹیوٹ میں آج آخری دن تھا۔۔ جانے ماثیل اگلا کورس کب شروع کرتا۔۔ کرتا بھی یا نہیں۔۔

اور وہ ماثیل سے چھٹکارا بھی چاہتی تھی پر اسے جاب کی ابھی ضرورت تھی۔۔ روز کے پیسے لوٹانے تھے اسے۔۔ اور بہت سارے حساب اسے برابر کرنے تھے اور وہ الجھی ہوئی تھی۔ جب انسان اپنا بوجھ خود اٹھانا شروع کرتا ہے تب اسے احساس ہوتا ہے کہ دنیا میں رہنے کی قیمت کتنی چکانی پڑتی ہے۔۔

وہ انہی سوچوں میں گم تھی جب ایک ساٹھ سالا اسٹوڈنٹ اسکے قریب آئی۔ ایما اسکے احترام میں کھڑی ہو گئی۔

"مس ایما۔۔۔ مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔۔"

کچھ لوگ عمریں گزار دینے کے بعد جینے آتے ہیں۔۔ جوان ماں باپ اپنے شوق ایک طرف رکھ کر اپنے بچوں کے لیے جیتے ہیں اور پھر جب وہ کچھ نہ کر

پائیں۔۔جب بوڑھے ہو جائیں۔۔تب وہ جینے نکلتے ہیں۔۔جب وقت ختم ہونے والا ہو گیا ہو۔

جی جی بولیں۔۔"وہ متوجہ ہوئی۔"

جو ہے بس یہی ہے۔۔۔کیا پتہ کل ہو گا یا نہیں۔۔کل ہم ہوں گے یا" نہیں۔۔آج کو جئیں۔۔۔کل کو بھول جائیں۔۔خوش رہا کریں۔۔"اسکی بات سن کر ایما مسکرا ابھی نہ پائی۔۔وہ عورت چلی گئی۔ایما کو تکلیف میں ڈال کر۔۔۔

وہ تو کبھی جی نہیں پائی تھی۔۔بچپن خوف کے اثر میں گزرا۔لڑکپن تکلیف میں۔۔اور اب نوجوانی کا حصہ پریشانیوں میں بسر ہو رہا تھا۔لیکن اس نے ایک پل کو سوچا تھا کہ وہ اب جینے کی کوشش کرے گی۔۔وہ ہولے سے مسکرائی۔اور اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

✿••✿••✿••✿

خاموشی

اپنے آپ میں بہت سی
باتوں کا مجموعہ۔۔۔۔۔۔
یہ بھی کبھی کبھی تنہائی
میں بہترین ساتھی ہے۔۔۔۔
سردیوں کی بارش میں ٹھنڈے
فرش پہ چلتی میں اپنی ہی خاموشی
کو سنتی میں
کبھی اسے ٹھنڈے فرش پہ بیٹھی اپنی ہی
سرگوشیوں کو سنتی میں

اور کبھی اپنے ہاتھوں کو اس ٹھنڈے فرش پہ رکھتی میں

محسوس کرتی کہ

یہ خاموشی مجھ سے کیا باتیں کرتی ہے۔۔۔۔۔۔

تنہا برستی بارش میں اکیلے سڑک پہ چلتی

میں۔۔۔۔۔

سنتی ہوں خاموشی میں ان بارشوں کی بوندوں

کا شور۔۔۔۔

جو کہ دل میں موجود شور سے لاکھ گنا بہتر اور

پر سکون کرنے والا۔۔۔۔

وہ بنا آستینوں کے، سلک کا پتلا سا گاؤن پہنے ٹھنڈے فرش پر یوں بیٹھی تھی

جیسے دنیا میں کچھ نہ بچا ہو۔۔

اس وقت اسکے محل جیسے گھر میں کوئی بھی نہیں تھا۔۔وہ کچھ دیر بیٹھی رہی پھر لیٹ گئی۔۔اوپر کھلا آسمان تھا۔۔لیکن اسے دھند کے سواء کچھ نظر نہ آیا۔۔

ہڈیاں جما دینے والی ٹھنڈی ہوا اسے سکون بخشنے لگی۔۔

وہ ہیزل ملک جس کے ایک اشارے پر بڑے بڑے لوگ اپنی دنیا لٹا دیتے کون جانتا تھا وہ اپنے گھر میں ایسے رہتی تھی۔۔وہ روزرات کو اپنے اندر جلتی آگ کو کم کرنے کی خاطر ،اپنے ہی وجود کو یخ بستہ ہواؤں کے سپرد کر دیتی تھی۔۔اس نے آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے کی کوشش کی پر تاروں کی چمک اسے کہیں نظر نہ آئی۔۔۔شاید اسکی زندگی میں اس دھند کے سواء کچھ نہ بچا تھا۔۔

دونوں ہاتھ سینے پر رکھے چمکتے فرش پر یوں لیٹنا جیسے معمول کا کام ہو بس ہیزل ہی کر سکتی تھی۔۔

اسکا فون جو دائیں جانب رکھا تھا کب سے بج رہا تھا۔۔وہ جانتی تھی فون کرنے والا کون تھا۔

پر وہ اٹھا نہیں رہی تھی۔۔وہ اٹھانا نہیں چاہتی تھی۔۔۔

اس سوچ کا احساس کہ فون کرنے والا کون تھا اور کیوں فون کیا جا رہا تھا۔۔یہ احساس اسے کچوکے لگا رہا تھا۔۔وہ تکلیف میں تھی۔۔۔اور اسی تکلیف کے باعث آنسوں اسکی کنپٹی سے بہتے فرش پر قطرہ قطرہ گرنے لگے۔۔

بیس منٹ ایسے ہی گزر گئے۔۔۔جب اسے اپنا وجود جمتا محسوس ہوا اس نے فون اٹھایا۔۔اور بے اختیاری میں ایک نمبر ڈال کیا۔۔۔

بیل جا رہی تھی۔۔کسی نے نہیں اٹھایا۔۔اس نے پھر ملایا۔۔۔اس بار اٹھا لیا گیا۔۔

”عبدل ایسی لڑکی کو کیا کرنا چاہیے جس کا باپ اپنے فائدے کے لیے اسکا سودا کرنا چاہتا ہو؟؟“اس نے بائیں ہاتھ کی پشت رگڑ کر آنسو صاف کیے اور اٹھ کر بیٹھ گئی۔۔

”جو انسان اپنے لیے نہیں لڑ سکتا۔۔اسے چاہیے کہ وہ مر جائے یا اس کو مار
دے جو اسکے وجود کا تماشہ بنانے کی کوشش کرے۔۔۔“

عبدل کی سنجیدہ آواز گونج کر رہ گئی۔۔۔سائیں سائیں کرتی ہوا اسکے پاس
سے سرگوشیاں کرتی گزرنے لگی۔
دوسری جانب سے جواب ملنے پر وہ اٹھی اور کسی روبوٹ کی مانند اندر کی
جانب بڑھ گئی۔۔۔
!آج رات اگر وہ خود کا یا کسی اور کا قتل بھی کر دیتی تو اُسے فرق نہ پڑتا۔۔۔

✿••✿••✿••✿

!میں ہیزل ہوں

سلطان ملک۔۔۔ایک کامیاب بزنس مین تھا۔۔ جبکہ ہیزل ملک اسکی بیٹی تھی۔۔ جتنا باپ کامیاب تھا بیٹی نے اس سے بھی ڈبل اپنا سکہ منوالیا تھا۔۔ وہ چھبیس سالا خوبصورت ماڈل اور ایکٹریس تھی۔۔ خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ وہ بد دماغ اور بد تمیز بھی مشہور تھی۔ شروع میں اس نے خوب محنت کی۔۔ اپنے باپ کے خلاف جا کر اس نے یہ پیشہ اپنایا۔۔ اور جب اس نے پانچ سے چھ سال شوبز کو دیے تو وہ سب جان گئی۔۔
اب وہ اپنی مرضی سے کام کرتی تھی۔۔ وہ اپنے منہ پھٹ ہونے کی وجہ سے بدنام تھی۔۔ جتنا وہ اب شوبز سے دور جانا چاہتی تھی اتنا ہی شوبز اسکے گرد اپنے پنجے گاڑھ رہا تھا۔۔

پہلے پہل سلطان ملک کو اپنی بیٹی کے پیشے پر اعتراض تھا۔ ہیزل نے گھر چھوڑ دیا۔۔ اور پانچ سال بعد جب سلطان ملک کو لگا کہ اس کی بیٹی نے صحیح راستہ

اپنایا تھا تو تب وہ اس سے ملنے آ گئے۔۔اپنے سارے خاندان کے خلاف جا کر اب وہ ہیزل کا ساتھ دیتے تھے۔۔

ہیزل جانتی تھی کہ اس کے باپ کو اس سے محبت نہیں تھی۔۔بلکہ وہ اب ان کے کام کی چیز بن گئی تھی۔

آج بھی سلطان ملک نے اسے اپنے گھر بلایا تھا۔۔وہ جانتی اسے کیوں بلایا جا رہا تھا۔۔اور وہ یہ بھی جانتی تھی اسے کیا کرنا تھا۔۔عبدل کی بات پر اس نے سوچا تھا کہ خود کو ختم کر لے۔۔۔پھر اسے خیال آیا کہ آخر کیوں؟؟

آخر ہم اپنے خوف کو کیوں نہیں مار سکتے۔۔؟؟ہم ان سے پیچھا کیوں نہیں چھڑا سکتے۔۔۔؟؟

اس کے اندر ایک اذیت کی گہری لہر اٹھی اور سب تہس نہس کر گئی۔۔۔

ماضی میں کی گئی غلطیاں۔۔

بے چین حال اسے کسی طور جینے نہیں دیتا تھا۔

وہ آئینے کے سامنے بی۔ ٹھی خود پر خوب محنت کر رہی تھی۔۔اس نے ایک گھیرے گلے،اور بنا آستینوں والا سرخ رنگ کا کروپ ٹاپ پہنا تھا۔۔نیچے سیاہ رنگ کی جارجٹ کی ڈریس پینٹ اور اوپر سیاہ کوٹ۔۔
بالوں کو اس نے اونچی پونی میں مقید کر لیا۔۔۔سرخ رنگ کی لپ اسٹک لگانے کے بعد اس نے لپ گلوز لگایا اور سرخ ہی اونچی ہیل پہن کر اس نے اپنا آخری جائزہ لیا۔۔

وہ ماڈل تھی۔۔جانتی تھی کب کیسے تیار ہونا تھا۔۔
وہ ایکٹرس تھی۔۔جانتی کب کس پر غضب ڈھانا تھا۔۔

فون پھر سے بجنے لگا۔۔۔ایک گھنٹے میں کوئی ستائیس بار فون آیا تھا۔۔
اس بار اس نے فون اٹھا لیا۔۔

"یس ڈیڈی۔۔۔" لہجے میں مٹھاس بھرنے کی ناکام کوشش کی گئی۔دوسری جانب سے ناجانے کیا کہا گیا۔

"پندرہ منٹ تک آپ کے پاس پہنچ جاؤں گی۔۔۔"اس نے بنا جواب سنے فون کاٹ دیا۔اور پھر اس نے ایک میسج ٹائپ کیا۔

"اپنے Demons سے لڑنے جارہی ہوں۔۔پورے گھنٹے بعد مجھے لینے پہنچ جانا۔۔۔"

اس نے عبدل کو میسج کیا اور اپنا بیگ اٹھاتی باہر نکل آئی۔

وہ خود ڈرائیونگ کرنے والی تھی۔۔اسکے سارے ملازم چھٹی پر تھے۔

کچھ دیر بعد اسکی گاڑی برق رفتاری سے ویلنیسا کی سڑکوں پر گھوم رہی تھی۔

پندرہ منٹ بعد وہ سلطان ملک کے اپارٹمنٹ میں تھی۔ سلطان ملک یہاں بزنس دورے پر ہی آتا تھا۔۔ کچھ دن رہتا اور پھر چلا جاتا۔۔۔

اس نے گاڑی پارک کرنے کے بعد لفٹ کا سہارا لیا اور اوپر پہنچ گئی۔۔ دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ وہ مضبوط تھی۔۔ پر آج جو کرنے والی تھی اسکے لیے بہادری کی ضرورت تھی۔

ٹک ٹک کرتی جیسے ہی وہ اپارٹمنٹ میں داخل ہوئی چاروں جانب جیسے روشنیاں جل اٹھیں۔

سامنے ہی بڑے سے لاؤنج میں اسکا باپ سلطان ملک اپنے کسی بزنس پارٹنر کے ساتھ بیٹھا تھا۔۔ یہ ایک عربی تھا۔۔ لیکن حلیہ کافی ماڈرن تھا۔۔ گرے بالوں والا وہ شخص اسکے باپ کی ہی عمر کا تھا۔ اس نے ہیزل کو ایسے دیکھا جیسے ایک خریدار کسی چیز کو دیکھتا ہے۔۔

”امید ہے آپ لوگوں کو زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا ہوگا۔۔۔“وہ مسکرا کر کہتی ایک جانب رکھے قیمتی صوفے پر بیٹھ گئی۔۔

”تو یہ ہیں وہ انسان جنہیں آپ نے میرے لیے منتخب کیا ہے۔۔؟؟“ہیزل نے سلطان ملک کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”درانی نام ہے انکا۔۔۔“سلطان ملک نے تعارف کروایا۔

”درانی صاحب یہ میری بیٹی ہیزل ہے۔۔“

”انہیں کون نہیں جانتا۔۔۔“درانی کی آنکھوں کی چمک بڑھ گئی۔۔ہیزل ان آنکھوں میں چھپی گندگی اور غلاظت باآسانی دیکھ سکتی تھی۔

مجھے بھوک لگی ہے۔۔ میرے خیال سے پہلے کھانا کھالینا چاہیے۔۔" وہ ان دونوں کو وہیں چھوڑتی فوراً اٹھی اور اک ادا سے چلتی ڈائنگ ہال کی طرف چلی گئی۔۔۔

اسکا سراپہ دیکھ کر جو خوشی جو چمک درانی کے چہرے پر تھی اسے سلطان ملک نے بھانپ لیا تھا۔۔۔

وہ جان گیا تھا اب درانی کسی صورت اس ڈیل سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا تھا جسکا سلطان ملک پچھلے چھ مہینوں سے طلب گار تھا۔۔پہلے اب تو درانی اس پر مزید مہربان ہونے والا تھا۔۔

وہ دونوں اٹھ کر ہیزل کے پیچھے ہی ڈائننگ ہال میں آئے جہاں ایک نہایت شاندار تکونی میز رنگ برنگے کھانوں سے سجی ہوئی تھی۔۔

اور ہیزل ان دونوں کا انتظار کیے بنا ہی کھانا شروع ہو چکی تھی۔

معذرت مجھے کچھ زیادہ بھوک لگی تھی۔۔"اس نے درانی کی جانب اس"
طرح دیکھا کہ درانی کو اپنا آپ ہواؤں میں اڑتا محسوس ہوا۔۔

وہ تینوں اب تکون کے تین کناروں پر بیٹھے تھے۔ہیزل پوری توجہ سے کھانا کھارہی تھی جیسے اس سے اہم کام کوئی نہ ہو۔۔یوں بھی وہ صبح سے بھوکی تھی۔

درانی صاحب چاہتے ہیں کہ وہ جلداز جلد نکاح کی رسم ادا کرلیں۔۔"
دراصل یہ ویلینسیا صرف ایک ہفتے کے لیے آئے ہیں۔۔بہت اچھے انسان ہیں۔۔اور تمہیں خوش رکھیں گے۔۔۔"کوئی باپ ایسے کیسے کر سکتا ہے۔
نوالہ اسکے گلے میں ہی اٹک گیا۔۔اسے پانی پینا پڑا۔۔۔ورنہ سانس کہاں لیا جاتا۔

وہ گہرا سانس فضا میں خارج کرتی اپنے باپ کی طرف متوجہ ہوئی۔

”کتنے اچھے ہیں یہ ڈیڈی۔۔؟؟آپ جتنے اچھے ہیں یا آپ سے زیادہ؟؟“اس بار وہ تلخی نہ چھپا پائی۔سلطان ملک کا ہاتھ رکا۔۔

”اگر آپ کے جتنے اچھے ہیں تو میں صرف افسوس کر سکتی ہوں۔۔“وہ دونوں باپ بیٹی اردو میں بات کر رہے تھے۔جبکہ درانی کو اردو سمجھ نہیں آتی تھی۔

”آپ میرے لیے کیا کر سکتے ہیں۔۔؟؟“پھر وہ درانی کی جانب متوجہ ہوئی۔۔لہجہ خالص ہسپانوی تھا۔۔چہرے پر مسکراہٹ سجائے وہ اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔

”کچھ بھی۔۔۔“درانی پھیلا۔

"پہلی بیوی اور بچے ہیں۔۔؟؟"

اس سوال پر درانی کے چہرے کا رنگ اڑا۔

ہیزل۔۔۔یہ سب میں تمہیں بتا چکا ہوں۔۔"سلطان ملک کا لہجہ سخت ہوا۔

مجھے بھی اپنی تسلی کرنے دیں نا۔۔۔میں بس جنرل نالج کے لیے پوچھ رہی ہوں۔۔۔"وہ انہیں پروفیشنل انداز میں مسکرا کر جواب دیتی پھر سے درانی کی طرح متوجہ ہوئی۔

"تو آپ مجھ سے شادی کیوں کرنا چاہتے ہیں؟؟"

"کیونکہ تم مجھے پسند ہو"

"یہ شادی منظر عام پر آئے گی یا میں آپکی خفیہ بیوی رہوں گی۔۔؟؟" انداز اتنا سرد تھا کہ درانی کو اپنے وجود میں چیونٹیاں رینگتی محسوس ہوئیں۔

اس نے گھبرا کر سلطان ملک کی طرف دیکھا۔

"شادی آپ مجھ سے کرنا چاہتے ہیں ڈیڈی سے نہیں۔۔تو مجھے دیکھ کر جواب دیں۔۔"

وہ شاید آج آنکھوں سے بھسم کرنے کا ارادہ کر کے آئی تھی۔

"پہلے شادی ہو جائے یہ سب بعد میں دیکھا جائے گا۔۔۔"

سلطان ملک نے بات سنبھالتے ہوئے ہیزل کو گھورا۔۔اور ہیزل بامشکل خود پر کنٹرول کر پائی۔۔اور وہ کچھ سوچ کر نہ آئی ہوتی تو اس وقت یہ کھانے

کی میز وہ درانی اور سلطان ملک پر الٹ کر جا چکی تھی ہوتی۔۔پر اب اسے اس سے کچھ بڑا کرنا تھا۔وہ خاموش ہو گئی۔۔

کھانے کے بعد سلطان ملک اسے درانی کے ساتھ ڈرنک روم میں چھوڑ کر خود باہر آ گئے۔۔وہ چاہتے تھے درانی مطمئن ہو کر اس سے بات کر لے۔۔

گہرے رنگ کی دیواریں جو بیش قیمتی تصویروں سے مزین تھیں ان پر ایک جانب بڑے سے شیلف میں قیمتی ڈرنکس رکھی تھیں۔۔اور اس کے ساتھ بنا چھوٹا سا کاؤنٹر تھا جس پر سارا سامان رکھا تھا۔

کیا لینا چاہیں گے آپ؟؟"درانی نے اپنا کوٹ اتار کر صوفے پر رکھا تو" ہیزل نے کاؤنٹر کی جانب بڑھتے پوچھا۔

جو آپ پلائیں۔۔۔“ بشاشت سے جواب آیا۔۔۔وہ مسکرا دی۔۔اور ”
اسکے لیے ڈرنک بنانے لگی۔

اس نے اپنے اور درانی کے ڈرنکس بنائیں اور پھر اٹھا کر اس تک آئی۔۔

ڈرنک لیتے وقت درانی نے اسکے ہاتھ کو جان بوجھ کر چھوا۔۔

وہ پر سکون رہی۔۔اور اسکے سامنے ہی بیٹھ گئ۔ سیلنگ میں نصب زرد روشنیاں کمرے کے اندھیرے کو کم کرنے کی کوشش کر رہی تھیں۔

تو کتنے میں خریدا ہے آپ نے مجھے۔۔۔؟؟“ وہ مسکرائی یوں جیسے یہی اسکا ” کام ہو۔اب تک تو درانی بھی سمجھ گیا تھا کہ وہ ایک بولڈ لڑکی تھی۔

خاص چیزوں کی قیمت نہیں ہوتی۔۔انہیں بس حاصل کیا جاتا ہے۔۔“ وہ ” خباثت مسکرایا ”چیرز۔۔“ اس نے گلاس والا ہاتھ آگے بڑھا کر اشارہ کیا اور پھر لبوں سے لگا لیا۔۔

''میرے لیے کیا کر سکتے ہیں؟؟''

سب دے سکتا ہوں جو آپ مانگیں۔۔۔'' وہ اب گھونٹ گھونٹ پینے لگا۔''

'' جان بھی۔۔۔؟؟''

اس بار درانی کے چہرے کی مسکان سمٹی۔۔ جبکہ وہ ابھی بھی مسکرا رہی تھی۔

شاید۔۔۔'' وہ پکا کھلاڑی تھا۔''

''اگر میں شادی نہ کرنا چاہوں؟؟''

میں شادی میں انٹرسٹڈ نہیں ہوں۔۔مجھے بس آپ سے مطلب "
ہے۔۔۔اگر آپ نہ کرنا چاہیں تو کوئی مسئلہ نہیں۔۔ہم ایسے بھی رہ سکتے
ہیں۔۔یہ تو میں مسٹر ملک کے کہنے پر کر رہا ہوں۔۔۔"

سلطان مالک پکا سوداگر تھا۔۔شادی کر کے پکا سودا کرنا چاہتا تھا کہ کہیں وہ مکر نہ جائے۔

اسکی بات سن کر ہیزل اٹھی اور اپنا کوٹ اتار کر وہیں رکھا اور خود گلاس رکھنے کے بہانے کاؤنٹر پر آکر کھڑی ہو گئی۔۔
اسکے بازوں نمایاں تھے۔۔اسکا وجود درانی کے اندر آتش بھر رہا تھا۔

"آج رات کے بارے میں کیا خیال ہے؟؟" وہ اسکی جانب پشت کیے بولی۔اسکی بات سن کر درانی مسکرا اٹھا اور پھر اٹھ کر دھیرے دھیرے اسکے

قریب آیا۔۔وہ اسکے عین پیچھے آکر کھڑا ہو گیا۔خوشبوؤں میں بسی ہیزل اس وقت کسی کو بھی پاگل کر سکتی۔

درانی نے اپنا دائہنا ہاتھ اسکے کندھے پر رکھا۔۔

مجھے بس تم سے مطلب ہے۔۔۔تمہارے اس خوبصورت وجود سے۔۔۔" "باقی کسی سے نہیں۔۔

وہ اسکی جانب جھکا۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ اسے چھو پاتا تبھی وہ ایک جھٹکے سے پلٹی۔۔اور کاؤنٹر پر رکھی چھری اٹھا کر پوری وقت قوت سے اسکی بازو پر دے ماری۔۔یہ وہ اپنے ساتھ لائی تھی۔

درانی کسی زخمی جانور کی طرح چلایا۔۔وہ پھر سے وار کرنے لگی تب درانی ڈر کر پیچھے ہوا۔۔اور گر گیا۔۔اسکے بازو سے خون ابل پڑا تھا۔۔وہ خونخوار شیرنی کی طرح اس پر جھکی۔۔درانی کی آنکھیں پھٹ آئیں۔

"میں چاہوں تو ابھی تمہیں ختم کر دوں۔۔لیکن میں چاہتی ہوں تم مجھے یاد رکھو۔۔"

چیخ کی آواز سن کر سلطان ملک وہاں آیا اور ہیزل کو درانی پر جھکے دیکھ کر وہ چلایا اور ہیزل کی جانب بڑھا۔۔

"خبردار۔۔۔"اس نے اب چھری کا رخ اپنے باپ کی جانب کیا۔

خبردار۔۔ ورنہ مجھے ایک ایسے باپ کا قتل کرنے میں کوئی دکھ نہیں ہوگا" جس نے اپنی بیٹی کا سودا کیا ہو۔۔۔" وہ پوری وقت سے چلائی۔ اسکی آنکھیں انگارہ بن چکی تھیں جن سے لاوہ بہنے کو تیار تھیں۔

درانی زمین پر پڑا کراہ رہا تھا۔

آئندہ کبھی میرا تو کیا کسی بھی لڑکی کا خیال اپنے دماغ میں مت لانا۔۔" وہ درانی کو وارن جبکہ سلطان ملک کو نظرانداز کرتی وہاں سے بھاگتے ہوئے نکلی تھی۔۔۔

اسے ڈر تھا وہ اپنی جمع کردہ ہمت نہ کھو دے۔۔۔ بھاگتے ہوئے اسکی آنکھوں سے آنسوں جاری تھے۔

✿••✿••✿••✿

"ایمانجو کیفے سینٹ جاو مے جا رہی ہو؟؟" وہ کسی جن کی طرح حاضر ہوا۔ ایمانجو فون پر جھکی لوکیشن دیکھ رہی تھی ہڑبڑا گئی۔۔ فون ہاتھ سے گرتے گرتے بچا۔ اس نے جھٹکے سے اوپر دیکھا تو وہ بالوں کی پونی ٹیل کیے اپنے مخصوص حلیے میں بیگ کندھے پر لٹکائے اسکے سامنے کھڑا تھا۔۔ ایمان نے کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورا۔

"تمہیں کیا تکلیف ہے۔۔؟؟ کیوں جن کی طرح حاضر ہو جاتے ہو؟؟"

"بھلائی کا تو زمانہ ہی نہیں ہے۔۔ میں وہیں جا رہا تھا بلکہ تم سے پوچھنے آیا تھا۔۔" وہ ساری دنیا کی شرافت اپنے انداز میں سمو لایا تھا۔

"تو جاؤ نا۔۔" وہ جو اکیلے جانے کا پلان بنا رہی تھی اب اسے اپنا پلان کامیاب ہوتا نظر نہیں آرہا تھا۔

"جب تم نے بھی جانا ہے تو ساتھ ہی چلتے ہیں۔۔" وہ دھپ سے اسکے سامنے بیٹھ گیا۔ آج اسکے پاس گٹار نہیں تھا۔ وہ اسٹوڈنٹ بن کر آیا تھا اور ایمان نے پہلی بار اسکے کندھے پر بیگ دیکھا تھا۔

"مجھے نہیں جانا۔۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"چلو میرے ساتھ آجاؤ۔۔۔ تمہارا ادھار چکانے کا اچھا موقع ہے۔۔" وہ بھی اسکے ساتھ ہی اٹھا۔

"شکریہ۔۔" وہ آگے بڑھ گئی۔

”وہ بہت اچھی جگہ ہے۔۔۔درختوں کے نیچے بیٹھ کر ڈرنک پینے کا اپنا ہی مزہ ہے۔۔مجھے لگتا ہے تمہیں وزٹ کرنا چاہیے۔۔“وہ اسے چلا کر آگاہ کرنے لگا۔وہ نظرانداز کرتی چلتی رہی۔

”تم اکیلے نہیں جا پاؤ گی۔۔وہ یہاں سے کافی دور ہے تمہیں تو یہ بھی نہیں پتہ کہ وہاں کونسی بس جاتی ہے۔۔“

وہ بھی چلایا۔۔لیکن اسکے لبوں پر مسکان تھی۔

”میرے پاس گوگل میپ ہے۔۔“اس نے پلٹ کر دیکھنا ضروری نہیں سمجھا۔

"گوگل میپ کسی دوست کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔۔۔"

اس بار اسکے قدم تھمے۔

میں دوست نہیں بناتی۔۔۔" وہ پھر سے چل پڑی۔"

یہاں اکیلے گھومنا پھرنا مناسب نہیں ہے۔۔ کسی نے اغواء کر لیا تو۔۔۔ چچچ"

"چہ۔۔ بیچاری اکیلی لڑکی۔۔۔

وہ رکنے والا نہیں تھا۔۔ پر اس بار ایمان رک گئی۔۔ وہ کھڑی رہی۔۔ اور عبدل مسکرا دیا۔۔ وہ بھاگتا ہوا اسکے قریب گیا۔۔ تیز نشانے پر لگ چکا تھا۔

✿••✿••✿••✿

ویلنسیا میں اولڈ ٹاؤن گھومنے پھرنے کے لیے ایک بہترین جگہ تھی، خاص طور پر باریو ڈیل کارمین جس میں تنگ سڑکیں، بوتیک شاپس، گیلریاں، ریستوراں اور بار تھے۔ ایمان کیفے Sant Jaume کو تلاشنے کی خواہشمند تھی، اور وہ اب عبدل کے ساتھ یہاں موجود تھی۔

عبدل کو یہاں کا Agua de Valencia مشروب جسے پیچ کاکٹیل بھی کہتے ہیں بہت پسند تھا۔ Sant Jaume Plaza del Tossal میں ایک چھوٹا سا بار تھا جو ایک سابقہ دواخانہ تھا۔ لہذا اندر صرف ایک دو میزیں رکھنے کی جگہ تھی۔ یہ مشہور مشروب ویلنسیا واٹر کے نام سے جانا جاتا تھا، یہ سادہ کاک ٹیل، ایک کلاسک ہسپانوی مشروب ہے جو تازہ سنترے کا رس، چمکتی ہوئی شراب، ووڈکا اور جنجر کے استعمال سے بنتا تھا۔ یہ دیکھنے میں بالکل اورنج جوس جیسا لگ رہا تھا۔

وہ دونوں کیفے کے باہر رکھی گئی میزوں میں سے ایک پر بیٹھے تھے۔۔ سارے راستے وہ اسے گھورتی آئی تھی اور وہ مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھ کر جان بوجھ کر چڑاتا رہا۔

اس وقت ایمان نے سادہ اورنج جوس لیا تھا جبکہ عبدل نے پیچ کا کٹیل ہی آڈر کی تھی۔۔

وہ وہاں آنے والی پہلی لڑکی تھی جس نے وہاں آکر بھی وہاں ک سب سے مشہور مشروب نہیں پیا تھا۔

شام ہونے والی تھی۔۔ سردی جیسے جیسے بڑھنے لگی وہاں میزوں کے آس پاس آگ جلادی دی گئی۔۔

یہ خوبصورت نظارہ تھا۔ چھوٹا سا بار کیفے جسکے اندر داخل ہوتے ہی سامنے کاؤنٹر تھا اور اسکے پیچھے ڈھیر ساری ڈرنکس رکھی تھیں۔۔ کاؤنٹر پر سنترے پڑے تھے۔

اندر بیٹھنے کی جگہ نہیں تھی اسی لیے دونوں کو باہر بیٹھنا پڑا۔۔۔ایمان نے جوس پیتے ہوئے اپنے فون پر کوئی کچھ لگایا اور اسے پوری توجہ سے دیکھنے لگی۔۔وہ عبدل سے زیادہ بات چیت نہیں کرنا چاہ رہی تھی۔

کیا دیکھ رہی ہو۔۔۔؟؟" وہ اس کی طرف متوجہ ہوا۔"

"True Beauty.."

"تو تم بھی کورین دیکھتی ہو؟؟"

بہت کم۔۔کبھی کبھی۔۔۔" وہ اسکی بات سن کر ہنس دیا۔"

تمہیں پتہ ہے کورین دیکھنے والی لڑکیاں معصوم ہوتی ہیں۔۔"اور اس کی بات پر ایمان نے بھنویں سکیڑ کر اسے یوں دیکھا جیسے اس نے کچھ غلط کہہ دیا ہو۔

"ہاں نا۔۔انہیں لگتا ہے کورین سیریز کی طرح کوئی امیر کبیر اور دل و جان سے مر مٹنے والا ہیرو ان کی زندگی میں بھی آئے گا اور ساری پریشانیاں ختم ہو جائیں گی۔۔"

انداز سراسر مذاق اڑانے والا تھا۔

"ایسا ہرگز نہیں ہے۔۔۔"

"تو تم کیوں دیکھ رہی ہو؟؟"

"سیکنڈ لیڈ Han Seo-Jun کے لیے۔۔۔"

"وہ ہیرو چھوڑ کر اسے دیکھ رہی ہو۔۔۔؟ کمال ہے۔۔مجھے بھی دکھاؤ۔۔" وہ اٹھ کر اپنی کرسی گھسیٹتا اسکے پاس آگیا۔۔ایمان نے اپنا بیگ میز پر رکھا ہوا تھا اور فون کو بیگ کا سہارا دے رکھا تھا۔

"ہنہہ۔۔۔ایسے ہیرو کا کیا فائدہ جو سب کی خوشی کی خاطر آپ کو دکھ دے۔۔۔" ایمان نے ہیرو کو نہ دیکھنے کی وجہ بتائی۔

"یہ ہے وہ لڑکا؟؟ یہ تو کافی چکنا ہے۔۔۔لڑکیوں کی طرح نرم و ملائم۔۔" عبدل نے قہقہہ لگایا۔ وہ اسے تنگ کرنے سے باز نہیں آسکتا تھا۔

"یہ ہیرو ہے۔۔"وہ اب اسے کہانی سنانے لگی۔ سیزن کی آخری قسط تھی۔۔
اس نے دس منٹوں میں عبدل کو پوری کہانی سنادی۔
"میں نے کافی سارے سیزن دیکھے ہیں۔۔بہت کتابیں پڑھی ہیں پر مجھے دکھ ہوا اس لڑکے یعنی سیکنڈ لیڈ کے لیے۔۔۔"

"تمہیں تو خوش ہونا چاہیے۔۔ہیرو ہیروئن مل گئے۔۔پاگل۔۔"

"وہ ابھی بھی Han پر اسکا کیا۔۔؟؟"پر اٹکی تھی۔

"اسے تم فالو کرلو دیکھتی رہنا۔۔"اسکی بات پر ایمان نے پھر سے گھوری سے نوازہ۔

مجھے آج تک کوئی ایکٹر یا ایکٹریس پسند نہیں آئے مجھے صرف کردار اچھے" لگتے ہیں۔۔ آدھے ادھورے کردار۔۔۔ مجھے تو اکثر اداکاروں کے نام بھی پتہ نہیں ہوتے۔۔۔"

"اس کردار کے لیے دکھ کیوں ہوا؟؟"

اس لیے برا لگا کہ اسکے پاس سب کچھ تھا۔۔ پھر بھی وہ اکیلا رہ گیا۔۔۔ آخر" کیوں۔۔؟؟" وہ اداس ہو گئی۔

دیکھو میری بات سنو۔۔ کہانی میں ہمیشہ بڑے کردار کو زیادہ سہنا پڑتا" ہے۔۔ suffer کرنا پڑے گا۔۔ کیا پتہ تم اکیلے رہ جاؤ۔۔۔ پر پھر کہانی بھی تو تمہاری ہو گی نا۔۔ بڑا رول چاہیے تو زیادہ" وہ اب اسے کسی بڑے بابا جی کی طرح سمجھانے لگا۔

اور پھر یہ بھی تو دیکھو نا۔۔۔ہیرو ہیروئن ایک دوسرے سے محبت کرتے"
"تھے۔۔انہیں ملنا تو تھا ہی۔۔۔

"پر ہاں ہیروئن کے لیے دنیا تک تباہ کر دیتا۔۔۔"
وہ اسکی بات سن کر مسکرا دیا۔

ہیرو دنیا بچانے کے لیے ہوتے ہیں۔۔۔اسی لیے وہ اکثر جیت جاتے"
ہیں۔۔یو نو واٹ۔۔۔اچھائی کی جیت۔۔۔"اس نے قہقہہ لگایا۔۔پر اس بار
ایمان نے اسکے چہرے پر اذیت دیکھی۔۔۔کچھ چھن جانے کی اذیت۔۔کچھ
سہہ جانے کی اذیت۔۔

اکیلے تو ہم جیسے ولن رہ جاتے ہیں بس۔۔۔" اس بار اس نے خود پر قابو پاتے خود کا ہی مزاق اڑایا۔ایمان اسکے چہرے کو غور سے دیکھ رہی تھی۔ اسکی گہری آنکھیں۔۔ بھوری داڑھی۔۔اور رنگ برنگے بال۔۔اسکی مسکراہٹ۔۔ایک پل کو وہ الجھی۔۔

ایسا کیوں لگتا ہے جیسے یہ چہرہ میں پہلے بھی دیکھ چکی ہوں۔۔" وہ سیریس ہوئی۔اسکی بات سن کر وہ پھر سے ہنسا اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"اچھا کہاں دیکھا تھا۔۔؟؟"

پاکستان میں۔۔ریلوے اسٹیشن پر۔۔۔" اس بار عبدل کی مسکراہٹ سمٹی۔۔اسکے چہرے کا رنگ بدلا۔

غلط فہمی ہوئی ہوگی۔۔میں آج تک پاکستان نہیں گیا۔۔" وہ یک دم
سنجیدہ ہوگیا۔

"ہاں پر۔۔پھر بھی۔۔۔" وہ ابھی تک الجھن کا شکار تھی۔

"چلو اٹھو ہم لیٹ ہورہے ہیں۔۔۔" وہ جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ایمان نے
حیرت سے اسکے بدلتے رنگوں کو دیکھا۔ شام اب آہستہ آہستہ گہری ہونے
لگی تھی۔

اس نے اٹھتے ہوئے اپنا بیگ اور کوٹ اٹھایا۔۔کوٹ پہنے کے بعد اس نے
بیگ کندھے پر ڈالا تب تک عبدل نے واپسی کے راستے پر قدم بڑھا دیے۔

"رکو اب۔۔" وہ اپنا موبائل تھامتی اسکے پیچھے بھاگی۔

سڑکوں پر موجود زرد روشنیاں اب جل اٹھی تھیں۔

✿••✿••✿••✿

ہیزل بھاگتی ہوئی نیچے آئی تو عبدل باہر گاڑی کے پاس اسکا انتظار کر رہا تھا۔۔
وہ اس وقت اس قدر ڈر چکی تھی کہ بے اختیار اسے دیکھتے ہی وہ اسکے گلے لگ
گئی۔۔

عبدل ساکت رہ گیا۔۔۔وہ بدنام تھا پر فلرٹ اس نے آج تک نہیں کیا اور
کہاں ایک خوبصورت لڑکی کی اتنی قربت۔۔۔
وہ بے طرح رو رہی تھی۔

پلیز چلو یہاں سے۔۔۔" وہ روتے ہوئے کہنے لگی۔ عبدل نے آہستہ سے "
اسے خود سے الگ کیا۔۔اس نے اپنی دھڑکن کو بڑھتے پایا اور پھر اپنی جیکٹ

اتار کر اسکے کندھوں پر رکھی اور پھر گاڑی کا دروازہ کھول کر اسے اندر بٹھایا۔۔

وہ شدت خوف سے کانپ رہی تھی۔۔ عبدل نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور گاڑی آگے بڑھا دی۔۔

وہ گھٹنوں پر سر جمائے روئے جا رہی تھی۔۔ جبکہ عبدل کچھ نہ بولا۔۔

آہستہ آہستہ اسکی سسکیاں بند ہوتی گئیں۔۔ اس نے اب گاڑی ایک ویران جگہ پر روک دی تھی۔ کچھ دیر بعد گاڑی میں ایک مانوس سی بو پھیل گئی۔۔ جیسے ہی ہیزل نے سر اٹھایا عبدل کو سگریٹ کے مرغولوں میں گم پایا۔۔ اس نے اب تک ایک لفظ نہیں بولا تھا۔۔ اس نے جی بھر کر ہیزل کو رونے دیا تھا۔۔

وہ کئی لمحے اسے دیکھتی رہی۔۔ کتنا عجیب انسان تھا وہ۔۔ کتنا سنجیدہ اور بے رحم سا۔۔۔ کہاں وہ اپنی ڈرائیونگ کی جاب سے غائب رہتا تھا اور کہاں اس کے ایک میسج پر آگیا تھا۔۔ وہ اسے دیکھتی رہی۔۔۔ کتنے لمحے ایسے ہی

گزر گئے۔۔ عبدل نے پلٹ کر اسے نہیں دیکھا۔۔ جب گاڑی میں دھواں بھر گیا اور ہیزل ایک دم کھانسنے لگی تو اس نے گاڑی کا شیشہ نیچے کر دیا۔۔ ٹھنڈی ہوا فرحت بخش محسوس ہونے لگی۔۔۔ ہیزل کی آنکھیں کاجل بہنے کی وجہ سے کالی ہو گئی تھیں۔ اسکا وجود ابھی بھی ہولے ہولے لرز رہا تھا۔۔ آج اس نے اپنے ایک بڑے خوف کا سامنا کیا تھا۔۔ اور اسے یہ سب سکھانے والا بے نیاز سا اسکے ساتھ بیٹھا تھا۔ اسکی ٹی شرٹ سے اسکے کسرتی بازوں نمایاں تھے۔۔ جن پر عجیب و غریب ٹیٹو بنے تھے۔

تھینک یو! آنے کے لیے۔۔" بالآخر ہیزل نے ہی بات شروع کی۔"

ضرورت نہیں۔۔۔" سنجیدہ لہجے میں جواب آیا۔"

مجھے بھی سگریٹ ملے گا۔۔؟؟" اس نے کن انکھیوں سے عبدل کی "
طرف دیکھتے پوچھا۔۔ جبکہ عبدل نے ہاتھ بڑھا کر کھلے شیشے سے سگریٹ
باہر پھینک دیا۔۔ اور پھر اسکی جانب متوجہ ہوا۔

مجھے امید ہے آئندہ جب تم اپنے ایسے کسی خوف سے لڑ کر آؤ گی تو مدد کے "
لیے میری یا کسی کی ضرورت نہیں پڑے گی۔۔" اتنی سنجید گی۔۔ وہ بس
دیکھتی رہ گئی۔

مجھے جانا ہے اب۔۔" وہ گاڑی کا دروازہ کھولتے باہر نکلنے لگا تو ہیزل نے "
فوراً اسکا بازو پکڑ لیا۔۔ اور اسکے اگلے سوال پر عبدل ساکت رہ گیا۔

"شادی کرو گے مجھ سے۔۔؟؟"

سائیں سائیں کرتی خاموشی عبدل کو اپنے چاروں جانب بین کرتی محسوس ہوئی۔

✿••✿••✿••✿

"میں اکثر یہ سوچتی ہوں کہ وہ سات ارب ایٹم جو ہمارے جسم کو بناتے ہیں۔۔۔ جن میں کوئی بھی خاص کوئی بھی عام نہیں ہوتا۔۔۔ جو وقت کے ساتھ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔۔۔ آخر انہیں کیا پڑی تھی کہ وہ سب مل کر ہمیں شکل دیں اور اتنے سالوں تک جڑے رہیں۔۔۔ آخر کیوں؟؟؟ یہ ایٹم ہم سے بدلے میں کیا چاہتے ہیں؟؟ کیوں انہوں نے ہمیں قائم رکھا۔۔ ساٹھ ستر سال اور کبھی کبھی اس سے بھی زیادہ۔۔۔؟؟

میں سوچتی ہوں مرنے کے بعد اگر یہ تمام ایٹم کسی صورت میں جمع ہو کر سامنے آجائیں اور سوال کریں کہ ہم نے زندگی کی اس مہلت اور اس میں

میسر وقت کا بہترین استعمال کیا ہے ؟؟؟اگر کبھی ان ایٹموں نے ہم سے حساب مانگ لیا۔۔۔اگر کبھی یہ سب الگ الگ ہو کر ہمارے سامنے سوال گو ہو جائیں تو ہم کیا جواب دے پائیں گے۔۔۔"

اسکے چمکتے ناخنوں والے ہاتھ تیزی سے کی بورڈ پر چل رہے تھے۔۔صرف انگلیاں نظر آرہی تھی جبکہ باقی ہاتھ سفید رنگ کی اونی شرٹ کے لمبے آستینوں میں چھپے تھے۔۔وہ پوری توجہ سے اپنے کالم پر کام کر رہی تھی جب اسکا فون بج اٹھا۔۔

اسکی توجہ ہٹی۔۔ساتھ رکھے فون پر جھک کر دیکھا تو ماثیل کا فون تھا۔۔آج پورا ہفتہ ہو گیا تھا کورس ختم ہوئے۔۔اس نے نہ ماثیل کو دیکھا تھا نہ اسکا فون آیا تھا۔۔اور آج پورے ہفتے بعد وہ اسے کال کر رہا تھا۔۔اس نے فون بجنے دیا۔۔وہ ابھی اپنا کالم پورا کرنا چاہتی تھی پر اسکا ذہن ایک دم ہی جیسے خالی ہو گیا۔۔

فون پھر سے بجنے لگا۔۔۔اس نے گہرا سانس لیا اور فون اٹھا کر پیچھے صوفے سے پشت ٹکا دی۔

وہ اس وقت صوفے پر پالتی مارے بیٹھی تھی۔۔بال آج بھی فول ڈ تھے۔۔آتش دان میں جلتی آگ نے چھوٹے سے لاؤنج کو خوب گرم رکھا تھا۔۔

ہیلو۔۔۔''اس نے بائیں ہاتھ سے اپنی گردن کو دباتے بولا۔۔اب وہ دائیں بائیں گردن کو ہلاتی اپنے اکڑت ہوئے مسلز کو پرسکون کرنے کی کوشش کرنے لگی۔''

کیسی ہو؟؟''شدت جذبات سے پوچھا گیا۔''

الحمدللہ۔۔۔آپ سنائیں۔۔''وہ نارمل رہی۔''

میں ٹھیک نہیں ہوں۔۔" وہ بے اختیاری میں اپنی حالت بتا گیا۔"

"جی۔۔؟؟"

میرا مطلب فلو ہو گیا تھا۔ آج کل میڈیسن لے رہا ہوں۔۔" ماثیل نے" بات بدل دی۔

گیٹ ویل سون۔۔۔" مجبوراً کہنا پڑا۔"

کل لاس ایرینا پر ایک چھوٹی سی پارٹی کر رہے ہیں۔۔ وقت رات 8 بجے۔۔" سبھی اسٹوڈنٹس ہوں گے۔۔ میں نے لوکیشن اور وینیو بھیج دیا۔۔ مجھے امید ہے تم آؤ گی۔۔ میرے لیے نہ سہی شاید اسٹوڈنٹس کی خوشی کی خاطر۔۔۔"

یقین، بے یقینی اور خوف۔۔ کیا کچھ نہیں تھا اسکے لہجے میں۔۔۔ ایما تو کچھ بول نہ پائی۔ کئی لمحے خاموشی چھائی رہی۔

آؤ گی نا۔۔۔؟؟'' پھر سے پوچھا گیا۔''

کوشش کروگی۔۔۔'' وہ فوراً انکار نہیں کر پائی۔''

میں جانتا ہوں تمہاری کوششیں کبھی ناکام نہیں ہوئیں۔۔ میں انتظار'' کروں گا۔۔'' اس نے فون بند کر دیا۔۔ ایما تذبذب کا شکار بیٹھی رہ گئی۔

جبکہ دوسری جانب ماشیل نے پلٹ کر شانیا کو دیکھا۔۔ جو حسرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

وہ آئے گی۔۔ وہ آرہی ہے۔۔ مجھے بہت ساری تیاریاں کرنی ہیں۔۔۔" وہ بہت خوش تھا۔۔ بہت پرجوش۔۔ کل وہ اسے بڑا سرپرائز دینے والا تھا۔۔

✿••✿••✿••✿

سوگوار شام خوفناک رات

ساحل سمندر کے کنارے لاس ایرینا کے ایک حصے کو اس قدر خوبصورتی اور دلکشی سے سجایا گیا تھا کہ شنایا یہ سب دیکھ کر حیران رہ گئی۔۔ باربی کیو جاری تھا۔۔

لکڑی کا بنایا گیا ہٹ Hut اور اس پر زرد روشنیاں ماحول کو الگ ہی روپ بخش رہی تھیں۔۔ بیٹھنے کے لیے ایک جانب لکڑی کی کرسیاں اور میز رکھے

گئے تھے۔۔دل کی شکل میں چاروں جانب مشعلیں جلا کر ایک حصے کو کور کیا گیا تھا۔۔

سردی سے بچنے کے لیے لکڑیاں جلائی گئی تھیں۔۔اسکے علاوہ اس چھوٹے میں چھوٹا سا میز رکھا تھا جس پر پھول خوبصورتی سے سجے ہوئے Hut سے تھے۔۔

وہاں گھومنے پھرنے والے مقامی اور سیاہ لوگ حیرت سے یہ سب دیکھ رہے تھے۔۔کافی لوگوں نے تو تصویریں بھی لینا شروع کردی تھیں تھیں۔

اتنی تیاری۔۔۔وہ بھی ایما کے لیے۔۔۔''شنایا حسد،رشک اور دکھ کی'' آگ میں جلنے لگی۔آج سے پہلے ماثیل کا اسٹوڈنٹس کے ساتھ اتنا انٹریکشن نہیں ہوا تھا جتنا اس بیچ کے ساتھ تھا۔۔اور نہ وہ کبھی اسٹوڈنٹس کی کسی پارٹی میں گیا تھا۔۔اور نہ شنایا نے اسے کبھی اتنا پرجوش اور خوش دیکھا تھا۔۔

وہ خود سیاہ رنگ کے ڈریس میں بہت ہی شاندار اور باوقار لگ رہا تھا۔۔ سیاہ بالوں کو ایک طریقے سے سیٹ کیا گیا تھا۔۔

شنایا خود کسی سے کم نہیں تھی لیکن اسے ماثیل کے چہرے کی چمک کے سامنے سب پھیکا پھیکا لگنے لگا۔۔

آٹھ بج چکے تھے۔۔ سب آچکے تھے سوائے اسکے۔۔۔

وہ آج خود کوکنگ کر رہا تھا۔۔ وہ جانتا تھا ایما سمندری غذا کم ہی کھاتی تھی اسی لیے ویلنسیا کی مشہور ڈش Paella اپنے طریقے سے بنا رہا تھا۔۔ وہ بنا رہا تھا۔۔ وہ ایک میز کے سامنے کھڑا تھا۔۔ کوٹ کے کفوں کو فولڈ کیے وہ پوری توجہ سے اپنے کام میں مگن تھا۔۔ بار بار اسکی نگاہیں ایما کا راستہ تک رہی تھیں۔

اسکے سامنے میز پر چاول، زعفران، سبزیاں اور چکن کے ساتھ ساتھ باقی سارا سامان رکھا تھا۔۔

شنایا کو لگا اسے وہاں سے چلے جانا چاہیے۔۔پر وہ جانہ سکی۔۔ماثیل کا وجود اسکے لیے مقناطیس کی مانند تھا۔۔وہ اسے خود سے دور جانے نہیں دیتا تھا۔۔ اسے مگن سا کام کرتے دیکھ کر وہ اسکے قریب آئی۔۔

"میری ہیلپ چاہیے۔۔؟؟"

"ارے نہیں۔۔ بالکل نہیں۔۔میں بہت ٹائم بعد کو کنگ کر رہا ہوں۔۔ بس سب ٹھیک بن جائے۔۔۔" وہ مصروف سا جواب دینے لگا۔۔چہرے پر الگ ہی چمک تھی۔

"تم اس میں سمندری گوشت کیوں نہیں ڈال رہے؟؟" وہ پوچھے بنا نہیں رہ سکی۔

"ایما کو نہیں پسند۔۔اور ویسے بھی مجھے اسکے لیے حلال کھانا بنانا ہے۔۔"

مصالحہ بھونتے ہوئے اسے ایک دم اچھو لگا اور وہ جھٹکے سے پیچھے ہٹا۔اسے کھانسی کا دورہ پڑا تھا۔وہ جھک گیا۔

تم ٹھیک ہو؟؟"شنایا نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے پوچھا۔اسے پانی" پلایا۔اسکا سانس جیسے اکھڑ سا گیا تھا۔۔
وہ کتنی دیر لمبے لمبے سانس لے کر خود کو نارمل کرنے کی کوشش کرتا رہا۔

تمہیں یہ سب کرنے کی کیا ضرورت ہے۔۔ہم کسی ریسٹورینٹ چلے" جاتے۔۔۔"وہ خفا ہو گئی۔۔رہ رہ کر ایما نامی بلا پر غصہ آرہا تھا۔

✿••✿••✿••✿

روز تمہیں پتہ ہے میں ایسے کپڑے نہیں پہنتی۔۔ یہ مجھ پر سوٹ نہیں "
کریں گے۔۔۔" وہ احتجاج کرتی رہی جبکہ روز نے اسکی ایک نہ سنی۔۔
اس وقت اس نے ایما کو موو رنگ کی لانگ سکرٹ پہنائی تھی۔۔۔اس پر ہم رنگ چھوٹا سا بلاؤز۔۔ نیچے لانگ بوٹس پہنے جب اس نے ایما کو تیار کر کے اسے آئینہ کے سامنے کھڑا کیا تو ایما خود کو دیکھ کر ساکت رہ گئی۔۔

وہ بالکل کسی فیری ٹیل کی شہزادی جیسی لگ رہی تھی۔۔

دیکھو کتنی اچھی لگ رہی ہو۔۔ کپڑے بھی پورے ہیں خوبصورت "
بھی۔۔۔" وہ واقعی اس وقت کھلے بالوں اور ہلکے پھلکے سے میک اپ میں اس طرح کا ڈریس پہنے نہایت حسین لگ رہی تھی۔۔

کاش تم میرے ساتھ ایسے ہی چلتی۔۔ مسٹر ماثیل تمہیں دیکھ کر بے ہوش" جاتے۔۔" روز شرارت سے مسکرائی تو ایما نے اسے گھورا۔

اور یہی میں نہیں چاہتی۔۔۔" ایما نے بالوں کو باندھ کر پونی کی۔۔اور سیاہ" رنگ کا درمیانے سائز کا کوٹ اٹھا کر پہن لیا۔۔ باہر کافی ٹھنڈ تھی۔۔اسکے بعد اس نے موو کلر کا ہی سکارف سر پر جمایا تا کہ ٹھن-ڈ سے بچی رہے۔۔

وہ اب باوقار لگنے لگی تھی۔۔روز اسے دیکھ کر مسکرا دی۔۔

✿••✿••✿••✿

تم نے دیکھی ہے وہ پیشانی، وہ رخسار وہ ہونٹ

زندگی جن کے تصور میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لٹا دی ہم نے

وہ نظریں نہ ہٹا پایا۔۔۔اس نے جتنی تیاری کی سب کچھ اس نازک لڑکی کے وجود کے سامنے پھیکا لگنے لگا۔۔

ایک بار تو شنایا بھی چونکی تھی۔۔جانے وہ ایما کی کس ادا پر دل ہار گیا تھا۔۔ دلکش تو واقعی تھی۔

ماثیل نے پھولوں کے گلدستے سے اسکا استقبال کیا تھا۔جبکہ ایما کو حد درجہ شرمندگی ہو رہی تھی۔۔کیا یہ سب اسکے لیے کیا گیا تھا۔؟؟پر کیوں؟

تمام اسٹوڈنٹس کی نظر میں اسکے لیے ستائش تھی۔۔۔اور ماثیل کی آنکھیں جانے کونسی الوہی چمک سے لبالب تھیں۔

”ایما یہ میری دوست ہے شنایا۔۔“اس نے ایما سے شنایا کا تعارف کروایا۔

شنایا جو خود بھی بلیک ڈریس میں تھی اس بات پر اس نے ماثیل کا بازو پکڑتے جتاتے لہجے میں جواب دیا۔

”اکلوتی فی میل دوست۔۔۔“ ایما بس مسکرادی۔۔اور ماثیل بھی۔

”اور شنایا انہیں تو تم جانتی ہی ہو۔۔“

”ہاں۔۔کان پک گئے ہیں میرے ایما ایما سن کر۔۔۔“

ایما کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑا۔۔شنایا اسے خود سے بہت بےزار لگی تھی۔وہ ابھی تک اسکا بازو تھامے کھڑی تھی۔۔ساحل سمندر سے آنے والی ہوا میں اسکے خوبصورت بال اڑ رہے تھے۔۔۔وہ دراز قد تھی ماثیل کے ساتھ ایک

دم پر فیکٹ لگ رہی تھی۔۔وہ شنایا کو دیکھ رہی تھی۔۔ہاتھ میں ابھی تک پھول تھے۔۔

روز اپنے فرینڈز کے پاس جاچکی تھی۔اسے اپنا آپ وہاں اضافی محسوس ہوا۔

وہ پلٹنے ہی لگی تھی جب ماثیل نے اسے روک لیا۔۔اس نے شنایا کے ہاتھ سے اپنا بازو چھڑایا اور ایما کو سامنے آگ کے پاس جلتی میز کی جانب اشارہ کیا۔۔

میں نے تمہارے لیے کچھ بنایا ہے۔۔مجھے امید ہے تمہیں پسند آئے گا۔۔" وہ کسی جنٹلمین سے کم نہیں لگ رہا تھا۔۔اس نے ایما کو ہاتھ سے اشارہ کیا۔۔ایما نے روز کو دیکھا وہ مصروف ہو گئی تھی۔۔اسے ماثیل کے ساتھ جانا پڑا۔۔

وہ پیک ہو کر آئی تھی پھر بھی اسے ٹھنڈ لگ رہی تھی۔۔وہ آج تک یہ بات نہیں سمجھ پائی تھی آخر لڑکیاں اتنی سردی میں کھلے سر اور پتلے کپڑوں میں کیسے رہ لیتی تھیں۔۔؟؟

اسکی سردی تو شروع ہی سر سے ہوتی تھی۔

ماثیل کے ساتھ چلتے ہوئے اسے اپنے دل کی دھڑکن بڑھتی محسوس ہوئی۔۔

اسکے وجود سے اٹھتی قیمتی پرفیوم کی خوشبو الگ ہی ماحول بنا رہی تھی۔

شنایا نے جلتی آنکھوں سے دونوں کو دور جاتے دیکھا۔۔۔

سمندر کی لہروں کا شور عروج پر تھا۔۔اسے لگا تھا ایما کو اٹھا کر سمندر کی ایسی گہرائیوں میں پھینک دے جہاں سے وہ کبھی نکل نہ پائے۔۔پر وہ ایسا نہ کر پائی۔۔۔صرف مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی۔

✿••✿••✿••✿

ہیزل کی بات سن کر عبدل جیسے ساکت ہوا تھا۔۔

شادی۔۔۔

شادی کا لفظ اسکی سماعت میں گونجنے لگا۔وہ بھلا کیوں کسی کی زندگی تباہ کرتا۔۔۔اسکا شادی سے کیا تعلق۔

کچھ دیر خاموشی چھائی رہی۔۔ہیزل نے اب تک اسکا بازو تھام رکھا تھا۔۔ اسے اپنی پشت پر ہیزل کی نگاہوں کی تپش باخوبی محسوس ہو رہی تھی۔۔وہ اسکی جانب التجائیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

عبدل نے جھٹکے سے اپنا بازو چھڑایا۔

"بولو نا عبدل۔۔ شادی کرو گے مجھ سے۔۔۔؟؟"

نہیں۔۔۔" سرد جواب حاضر تھا۔"

کیوں؟؟" وہ پھر سے رو دینے کو تھی۔۔ڈر بھی تھا کہ کہیں عبدل اس"
سے خفا ہو کر غائب نہ ہو جائے۔

میں کسی کی زندگی برباد نہیں کر سکتا۔۔۔" وہ اسکی جانب دیکھنے سے گریز"
کر رہا تھا۔

میں تو پہلے ہی برباد ہوں۔۔۔ ٹوٹ چکی ہوں۔۔ شاید تم میرے ٹکڑے"
"سمیٹ سکو۔۔۔

فار یور انفارمیشن مس ہیزل ملک ۔۔۔ میں کوئی ایسا لڑکا نہیں ہوں جو کسی کے درد کو بانٹ سکے یا کم کر سکے ۔۔ اور مجھے کسی لڑکی کو اسکے دکھوں سے نکالنے میں کوئی لچسپی نہیں ہے ۔۔ تم اس صرف اس لیے ایسا کہہ رہی ہو کیونکہ تمہیں ایک سہارا چاہیے ۔۔ جبکہ میں تمہارا سہارا نہیں بن سکتا ۔۔۔" ہیزل کے دل پر گھونسا پڑا۔

"تم مجھے اچھے لگتے ہو ۔۔۔ تمہارا ساتھ مجھے پسند ہے ۔۔۔"

"یہ تمہاری مجبوری ہے ۔۔۔ تمہیں لگتا ہے میں تمہیں دنیا سے بچالوں گا ۔۔۔ پر ایسا نہیں ہے ۔۔ اگر تم مصیبت میں نہ ہوتی تو عبدل کبھی بھی تمہاری پہلی تو کیا آخری چوائس بھی نہ ہوتا ۔۔" کیا کسی نے اس کو بتایا وہ کتنا سفاک تھا ۔۔؟؟ وہ یوں بولتا دل کے ارمانوں کا خون کر رہا تھا ۔۔ پھر وہ جھٹکے

سے دروازہ کھولتا گاڑی سے باہر نکل گیا۔اس نے پوری قوت سے دروازہ واپس دے مارا۔۔ وہ لرزتے وجود کے ساتھ اکیلی بیٹھی رہ گئی۔

✿••✿••✿••✿

تجھ پر اٹھیں ہیں وہ کھوئی ہوئی ساحر آنکھیں
تجھ کو معلوم کیوں عمر __________ گنوادی ہم نے

وہ اس سے نظریں نہیں ملا پا رہی تھی اور وہ اس سے نظریں نہیں ہٹا پا رہا تھا۔۔اس نے بامشکل ہی کچھ کھایا تھا۔۔ماثیل نے اسے آج سے پہلے اتنا کنفیوز کبھی نہیں دیکھا تھا۔۔اسکی پلکیں لرز رہی تھیں۔۔ چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔۔

اور ایما کو واقعی اپنے چہرے سے آگ نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔۔انکا میز لکڑی کی بنی اس بنا چھت والی ہٹ کے قریب ہی رکھا تھا جس پر مشعلیں لٹکی تھیں۔۔

اسکے اندر کھڑے ہونے کے لیے ایک چھوٹا سا اسٹیج بنا تھا جس پر بامشکل دو لوگ کھڑے ہو سکتے تھے اور ایک چھوٹا میز رکھا تھا۔۔ جس پر پھول بچھے تھے۔۔

اس اسٹیج پر باری باری سب اسٹوڈنٹس کھڑے ہو کر انسٹیٹیوٹ میں گزرا اپنا وقت بتا رہے تھے۔۔ وہاں انہوں نے کیا کیا سیکھا۔۔ کیا کیا جانا۔۔ کیا کیا انجوائے کیا۔۔

"میں نے مس ایما سے زیادہ خاموش اور بے نیاز انسان آج تک نہیں دیکھا۔۔" یہ ایک 32 سالا شخص تھا جسکی ایما سے کبھی بات نہیں ہو پائی تھی۔

"کوئی اتنا خاموش کیسے رہ سکتا ہے۔۔۔" سب کی گردنیں ایما کی جانب مڑ گئیں۔۔۔وہ گڑ بڑا گئی۔۔

اسکی یہ گڑبڑاہٹ ماثیل کو بہت پسند آئی۔۔وہ اب ہتھیلی پر ٹھوڑی جمائے اسکے چہرے کے سارے رنگوں کو اپنی آنکھوں میں جذب کر رہا تھا۔۔ جبکہ ایما دل ہی دل میں عہد کر چکی تھی کہ آج کے بعد وہ کبھی ماثیل کے سامنے نہیں آئے گی۔

کھانے کے بعد اب قہوے کا دور چلا تھا۔ کھانا آڈر کیا گیا تھا۔۔ صرف ماثیل نے ایما کے لیے اپنے ہاتھ سے بنایا تھا۔۔ ویٹر قہوے کی ٹرے تھامے انکے پاس آیا تو ماثیل بول پڑا۔

میڈم کے لیے چائے لائیں۔۔" نظریں اب بھی اس پر جمی تھیں۔"

"سر چائے نہیں ہے۔۔۔"

تو بناؤ جا کر۔۔۔" وہ یک دم ہی سیدھا ہوا۔ ویٹر واپس چلا گیا۔۔ کوئی پوچھتا" ایما سے اسکی جان پر بنی ہوئی تھی۔۔ اور اب تو اسے رونا آگیا تھا۔۔ ماثیل کی آنکھوں سے چھلکتا، ٹھاٹیں مارتا محبت کا سمندر اسے بے چین کر رہا تھا۔۔ وہ ایسی نظروں کی عادی نہیں تھی۔۔ نہ اسے یہ سب پسند تھا۔۔ اسے یقین ہو گیا تھا اس نے یہا آ کر کتنی بڑی غلطی کر دی تھی۔ آسمان کو بادلوں نے گھیر لیا۔۔۔ وہ کسی بھی وقت برسنے کو تیار تھا۔
اسکی آنکھوں میں چمکتے آنسوؤں کو دیکھ کر ماثیل گھبرا گیا۔

کیا ہوا ایما تم ٹھیک ہو نا؟؟" وہ اسکا ہاتھ پکڑنا چاہتا تھا پر ہمت نہیں ہوئی۔"

مجھے واپس جانا ہے۔۔۔ سر درد ہو رہا ہے۔۔۔" وہ سر جھکا کر آنسوں پینے" لگی۔

اچھا تم پریشان مت ہو۔۔ابھی چائے پیو۔۔مجھے بس دس منٹ دو۔۔۔"" اسکے سامنے چائے رکھی جا چکی تھی۔۔اسکی ٹھوڑی جیسے سینے سے لگ چکی تھی۔۔وہ اوپر دیکھنا نہیں چاہتی تھی۔۔اسکے ہاتھ بری طرح لرز رہے تھے۔

ماثیل فوراً اٹھا اور چلتا ہوا اسٹیج تک گیا۔۔وہ اب سب کی توجہ کا مرکز تھا۔۔ وہاں چھوٹی میز پر ایک مائیک رکھا تھا جسے ابھی تک کسی نے نہیں چھواء تھا۔۔ اس نے وہ مائیک اٹھایا۔۔نگاہیں اب بھی آنسوں ضبط کرتی ایما پر جمی تھیں۔

میں وہ انسان ہوں جسے دنیا ماثیل کے نام سے جانتی ہے۔۔"اسکی آواز دور دور تک سنائی دینے لگی۔۔ایمانے جھٹکے سے سر اٹھایا۔۔وہ اسٹیج پر کھڑا تھا۔۔زرد اور سفید روشنوں میں۔۔مشعلوں کے درمیان وہ کسی چراغ کی مانند روشن تھا۔۔

"میں زندگی کے اتنے سال یہی سوچتا رہا کہ مجھے کسی مذہبی لڑکی سے محبت نہیں کرنی۔۔کیونکہ مجھے لگتا تھا مذہبی لڑکیاں کبھی مجھے امپریس نہیں کر پائیں گی۔۔۔"

تیز ٹھنڈی ہوا، جو بارش کا پیغام لا رہی تھی،اور سمندری لہروں کے شور کے علاوہ ہر شخص اسکی بات سن رہا تھا۔۔

آس پاس گھومتے سیاہ بھی اسی کی جانب متوجہ تھے۔

اور پھر محبت آناً فاناً آئی۔۔اور میں ساکت کھڑا بس دیکھتا رہ گیا۔۔۔ایک "ایسی معصوم لڑکی کی محبت جو خود سے بہت بے زار ہے۔۔۔جو انسانوں سے اکتا چکی ہے۔۔جو ہر وقت غصے میں رہتی ہے۔۔جسے شاید میں زہر لگتا ہوں۔۔۔" وہ ہولے سے مسکرایا۔ایمانے گھبرا کر روز کو دیکھا۔۔وہ اسے کہیں نظر نہیں آئی۔۔وہ شاید فون سننے گئی تھی۔

لیکن میں اس لڑکی سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔۔میں بت بنا بنا کر خود بت بن" گیا تھا۔۔اسکے آنے سے میرا دل دھڑکنے لگا۔۔۔"اس نے لکڑی کی میز پر رکھے پھولوں میں ڈال کر کچھ نکالا۔۔یہ ایک ڈبی تھی۔۔اسکے اندر کیا تھا سب واقف تھے۔

میں اس لڑکی سے کہنا چاہتا ہوں کہ میں جینا چاہتا ہوں۔۔میں تھک گیا" ہوں خود سے خدا سے لڑتے لڑتے۔۔مجھے لگتا تھا وہ میرا دشمن ہے۔۔اور

پھر تمہیں اپنی زندگی میں دیکھ کر لگا کہ نہیں۔۔وہ شاید مجھ پر بھی مہربان ہے۔۔ تبھی تمہیں میری زندگی میں بھیجا گیا۔۔۔" وہ اب مائیک تھامے اسٹیج سے اتر آیا۔۔

شنایا نے اسکے وجود کو دھندلا ہوتے دیکھا۔۔ جبکہ ایما نے خود کو کسی گہرے کنویں میں گرتے پایا۔

وہ، وہ نہ ہوتی جو وہ اب تھی تو یہ سب اسکے لیے بہت حسین ہوتا۔

"میں اس لڑکی سے کہنا چاہتا ہوں کہ میں جینا چاہتا ہوں۔۔میں اس سے کہنا چاہتا ہوں کہ میری زندگی کو آسان بنانے میں میری مدد کر دے۔۔۔" وہ قدم قدم اسکی جانب بڑھنے لگا۔۔وہ اپنی جگہ سے جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں اس لڑکی سے کہنا چاہتا ہوں کہ وہ ماثیل کو پھر سے جینا سکھا دے۔۔۔ وہ لڑکی مجھے اپنا بنا لے۔۔۔ یا وہ لڑکی خود میری بن جائے۔۔" وہ اسکے قریب آچکا تھا۔۔۔ ایما کو لگا تھا وہ گر جائے گی۔۔ اسکی ٹانگوں سے جان نکل چکی تھی۔اس نے ہاتھ رکھ کر کرسی کا سہارا لیا۔

"میں ماثیل جو شادی جیسے رشتے پر اعتبار نہیں کرتا میں آج اس لڑکی سے کہنا چاہتا ہوں کہ میں ام ایمان سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ان تمام اصولوں پر جن پر وہ مجھے اپنا لے۔۔۔ جن پر وہ مجھے چلنے کو کہے۔۔ کیا وہ لڑکی میری بننا چاہے گی۔۔۔؟؟" اس نے وہ خوبصورت ڈبی کھول کر ایما کے سامنے کی۔۔ ڈائمنڈ کی رنگ جگمگ کر رہی تھی۔

چاروں جانب یس یس کا شور گونج اٹھا۔۔اسکے چہرے پر کتنے رنگ تھے۔۔۔اسے لگتا تھا وہ اسے اپنا لے گی۔۔۔ لیکن اسکی خاموشی لمبی

ہو گئی۔۔ وہ اسے گھورتی رہی۔۔۔اور ماثیل نے ان آنکھوں میں پھر سے سمندر امڈتے دیکھا۔ شور یک دم تھما۔۔۔سب اب ایما کا جواب سننے کو بے چین تھے۔خاموشی بڑھتی گئی۔۔۔اور پھر ٹوٹ گئی۔۔۔

آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے مسٹر ماثیل کہ آپ جو چاہیں گے وہ پالیں گے ؟؟" اتنا زہر خند لہجہ وہ ساکت رہ گیا۔۔
موت سی خاموشی چھا گئی۔۔شنایا چونک کر سیدھی ہوئی۔

میں تو تمہیں خوش رکھنا چاہتا ہوں۔۔۔" اس نے ایمان کا ہاتھ تھامنے کی کوشش کی۔۔۔ہاں وہ ام ایمان تھی۔۔وہ جھٹکے سے پیچھے ہوئی۔ماثیل کے چہرے پر بے یقینی سی چھا گئی۔

"انکار کا مطلب انکار ہوتا ہے مسٹر ماثیل۔۔۔" میں نے آپ کو انکار کیا تھا۔۔۔ بہت پہلے۔۔ شروع سے ہی۔۔ انکار کا مطلب انکار ہوتا ہے مسٹر ماثیل۔۔۔" وہ پوری قوت سے چلائی۔۔ دور کہیں بجلی زور سے کڑکی۔۔ بادل تیزی سے اپنی جگہ بنانے لگے۔۔۔ آسمان برسنے کو تیار تھا۔

"آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے کہ باقی لڑکیوں کی طرح میری ناں ہاں میں بدل جائے گی۔۔ آخر جانتے ہی کتنا ہیں آپ مجھے۔۔۔" وہ آج سارا غبار نکال رہی تھی۔۔

"یہ سب کرنے سے پہلے آپ نے مجھ سے میری مرضی پوچھی۔۔ نہیں نا۔۔ تو سوچا کیسے آپ نے یہ سب۔۔؟؟" ایمان کو لگ رہا تھا اسکی دماغ کی نسیں پھٹ جائیں گی۔۔۔ درد کی ایک شدید لہر اسکے سر سے اٹھی اور پورے

وجود کو اپنی لپیٹ میں لے گئی۔وہ اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھامتی نیچے جھکی۔۔

ایمان۔۔۔"ماثیل بے اختیار اسکی جانب بڑھا۔وہ اسے تکلیف میں نہیں" دیکھ سکتا تھا۔

دور رہیں مجھ سے۔۔۔"وہ پھر سے چلائی۔۔۔اب کی بار بادلوں نے گرجنا" شروع کیا۔۔۔بہت سے لوگ جا چکے تھے۔بہت سارے لوگ اب بھی تماشہ دیکھ رہے تھے۔

میں کسی اور کی امانت ہوں۔۔خیانت نہیں کر سکتی۔۔۔"بارش کی پہلی" بوند گری اور ماثیل کو اپنا وجود جل کر راکھ ہوتا محسوس ہوا۔اور تبھی وہاں روز آئی۔۔

"ایما۔۔ایما۔۔ تم ٹھیک ہو۔۔" وہ اسکی جانب بڑھی۔

"میں نے بتایا تھا نا تمھیں کہ میں انگیجڈ ہوں۔۔یہ بھی بتایا تھا مجھ سے وفا نہیں ہوتی۔۔ پھر بھی تم نے انہیں یہ سب کرنے دیا۔۔" وہ اب روز کو دور دھکیلتی اس پر چلائی۔

"میں کوئی بت نہیں ہوں جسے آپ بنا کر اپنے اسٹوڈیو میں سجا لیں گے۔۔۔ میں ام ایمان ہوں اور میں کسی اور کی ہوں۔۔۔" انگوٹھی اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گئی۔۔ وہ پلٹی اور بھاگی۔۔۔اس نے مڑ کر دیکھنا گوارہ نہیں کیا۔۔ وہ ماثیل کی حدوں سے دور نکل جانا چاہتی تھی۔

برش موسلادار برسنے لگی تھی۔روز بھی اسکے پیچھے بھاگی۔۔جبکہ ماثیل وہیں ڈھے گیا۔۔چاروں جانب جلتی آگ بجھ گئی تھی۔۔اب دھواں نکل رہا تھا جو جلد بجھنے والا تھا۔۔سب راکھ چکا تھا۔۔

ماثیل۔۔۔"شنایا کو سمجھ نہ آیا اسے رونا چاہیے یا ہسنا چاہیے۔۔اس نے" ماثیل کے قریب بیٹھتے اسکو تھاما۔۔جیسے ہی اس نے ماثیل کو چھوا اگلے ہی پل ماثیل نیچے گر گیا۔۔۔اسے ایستھما تھا۔۔وہ اپنی سانسیں بھول چکا تھا۔۔
خوبصورت شام بدصورت رات کا روپ دھار چکی تھی۔۔
بھول آیا تھا۔۔آج بہت عرصے بعد اسے اٹیک ہوا inhaller وہ آج اپنا تھا۔۔اور یہ زیادہ تر کسی الرجی یا پھر اسٹریس سے ہوتا تھا۔۔۔
اور اس وقت اسکے ساتھ جو ہوا تھا اسکا اپنی سانسیں بھولنا بنتا تھا۔۔

ماثیل۔۔۔ماثیل۔۔آنکھیں کھولو۔۔سانس لو۔۔۔"وہ اسے اٹھانے کی" کوشش کررہی تھی۔۔جبکہ بارش میں دونوں کا وجود پوری طرح بھیگ چکا تھا۔

✿••✿••✿••✿

تین گھنٹے بعد وہ دونوں ہسپتال میں تھے۔وہ اب ٹھیک تھا پر پتھر اسا گیا تھا۔۔

کوئی کسی کی اتنی محبت کو ایسے کیسے دھتکار سکتا ہے؟؟؟

وہ کسی اور کی کیسے ہو سکتی تھی؟؟کیوں اسے کبھی ماثیل کی محبت نظر نہیں آئی۔۔وہ رونا چاہتا تھا۔۔پر وہ ماثیل دابت ساز تھا۔۔وہ کیسے رو سکتا تھا۔۔۔وہ سپاٹ چہرے کے ساتھ گلاس ونڈو پر بہتا بارش کا پانی دیکھ رہا تھا۔۔اسے اس وقت اپنے آپ اور اس رات سے نفرت ہو رہی تھی۔۔

کیا سوچا تھا اس نے اور کیا ہو گیا تھا۔۔

بھلااس نے کیسے سوچ لیا تھا کہ اگر ایمان اس سے ہنس کر بات کر لیتی تھی تو وہ اس سے محبت بھی کرتی۔۔۔یا اسکی محبت قبول ہی کرتی۔۔

وہ پتھر دل تھی۔۔اس نے آج تک ماثیل کا دل نہیں رکھا تھا آج وہ پورے ماثیل کو کیسے رکھ لیتی۔۔۔؟؟

اور اسے کیسے پتہ نہ چلا کہ وہ کسی اور تھی۔۔اسے تو آج تک وہ اپنے آپ کی بھی نہیں لگی تھی۔۔۔

ایمان کی باتیں کسی ہتھوڑے کی طرح اسکی سماعت سے ٹکرا رہی تھی۔ایسے لگ رہا تھا اسکا دل نکال کر کانٹوں پر پھینک دیا گیا ہو اور پھر کسی باریک کپڑے کی طرح ادھیڑ دیا گیا ہو۔

اسے ایمان کا وہ روپ نہیں بھول رہا تھا۔۔اسے لگا تھا وہ مر جائے گی۔۔

”کیا میرا وجود اتنا غلیظ ہے۔۔۔؟؟“ اسے یک دم خود سے نفرت محسوس ہوئی۔۔اس نے کھڑکی کے پرے آسمان کو دیکھا۔۔۔اور پھر آسمان پر بسنے والے کو پکارا۔

”نفرت۔۔۔نفرت اور بس نفرت۔۔۔“ مجھے یہی ملا۔۔اس نے سانس لینا چاہا پر آنسوؤں کا گولا گلے میں اٹک گیا اور وہ سانس نہ لے پایا۔

”چلو ماثیل گھر چلتے ہیں۔۔“ شنایا نے آکر اسکا ہاتھ تھاما۔ماثیل نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑایا۔وہ بخار سے تپ رہا تھا۔۔اسے پہلے ہی پچھلے دنوں بخار تھا۔۔اور آج تو پھر وہ بارش میں بھیگ گیا تھا۔

”خدا کسی سے اتنی نفرت کیسے کر سکتا ہے۔۔۔؟؟“ وہ چلایا۔۔۔اور اسکے ساتھ اسکا پھر سے سانس اکھڑا۔۔ سردیوں میں یہ بیماری بڑھ جاتی تھی۔۔

اسے خود کا بہت خیال رکھنا پڑتا تھا۔۔شنایا نے اسکی کمر سہلائی اور اسے انہیلر دیا۔۔

اسکا دل کر رہا تھا وہ ام ایمان عرف ایما کا جا کر منہ نوچ لے۔۔
وہ رونا نہیں چاہتا تھا۔۔ لیکن تڑپ رہا تھا۔۔۔

”وہ کسی اور کی کیسے ہو سکتی ہے۔۔مجھے لگا تھا اسے میرے لیے بھیجا گیا ہے۔۔“ وہ کسی ضدی بچے کی طرح اڑ گیا تھا۔

✿••✿••✿••✿

دروازے پر مسلسل بیل ہو رہی تھی۔۔ایمان کا رو رو کر برا حال ہو چکا تھا۔۔اسے مائگرین کا ایسا اٹیک ہوا تھا کہ اسے لگ رہا تھا آج اسکے دماغ کی ساری نسیں پھٹ جائیں گی۔۔۔

وہ می-ڈیسن لے چکی تھی لیکن اب تک کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔۔وہ اب اپنے معمول کے ٹراؤذر شرٹ میں تھی۔۔۔

آنکھیں سوجھ چکی تھیں۔۔۔روزا سے گھر تک تو لے آئی تھی پر وہ بری طرح ناراض تھی۔۔۔وہ اسے دواء دیتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔

اسکا یقین تھا ایمان نے ماثیل کے ساتھ زیادتی کی تھی۔۔

ایمان کو آج کی رات کسی عذاب کی مانند لگ رہی تھی۔۔دروازے پر ہوتی مسلسل بیل اسکے دماغ پر ہتھوڑے کی طرح لگنے لگی۔۔۔وہ اٹھی اور جاکر دروازے کے سوراخ سے جھانک کر دیکھا تو شنایا کو باہر کھڑا پایا۔۔

اسکا سر پھر سے گھوما۔۔وہ دروازہ نہیں کھولنا چاہتی تھی پر شنایا بھیگی ہوئی تھی۔۔

وہ وہیں کھڑی رہی اور بیل بجاتی رہی۔۔

مجبوراً ایمان کو دروازہ کھولنا پڑا۔۔۔جیسے ہی دروازہ کھلا شنایا اسے دیکھتے ہی غضبناک ہوتی اندر آئی۔۔ایمان کو لگا تھا وہ ماثیل کی سفارش کرنے آئی

ہو گی۔۔ لیکن اس نے اندر داخل ہوتے ہی ایمان کو اتنا زوردار دھکا دیا کہ وہ بیلنس نہ رکھ پائی اور گھوم کر دائیں جانب رکھے میز پر گری۔۔اس پر ایک وزنی بھاری مورتی رکھی تھی۔۔وہ ایمان کی پیشانی پر لگی اور ایمان درد سے کراہ اٹھی۔۔

وہ بامشکل کھڑی ہوئی۔۔

سمجھتی کیا ہو خود کو؟؟ کوئی حور پری ہو یا کہیں کی شہزادی ہو؟؟" شنایاب" بری طرح چیخ رہی تھی۔

پہلے تم نے ماثیل کو مجھ سے چھینا۔۔اپنی اداؤں میں پھنسایا۔۔اور اب تم" نے اسے اتنا بڑا زخم دیا۔۔تمہاری وجہ سے وہ آج موت کے منہ میں جاتے جاتے بچا ہے۔۔" وہ اس پر چلا رہی تھی جبکہ ایمان نے اپنی پیشانی تھام

رکھی تھی جس سے خون ابلنے لگا تھا۔ شور کی آواز سن کر روز وہاں آئی۔۔اور ایمان کے بہتے خون کو دیکھ کر اسکی آنکھیں پھٹ پڑیں۔

"میں نے تمہیں موقع دیا۔۔۔ تم نے گنوا دیا۔۔آج کے بعد یہاں نظر مت آنا۔۔۔" وہ بے خوف چلا رہی تھی۔

"گیٹ آؤٹ۔۔۔اس سے پہلے کہ میں پولیس کو بلاؤں۔۔" بالآخر روز آگے بڑھی۔۔اسے ماثیل اپنی ایما سے زیادہ عزیز نہیں تھا۔

"اس منحوس لڑکی کو گیٹ آؤٹ کرو۔۔ Cursed ہے یہ.. جب سے آئی ہے زندگی عذاب بن گئی ہے۔۔" وہ ایمان کی جانب اشارہ کرتے باہر نکلی۔۔۔روز نے دروازہ بند کر دیا۔۔

وہ اب ایمان کی جانب بڑھی۔۔اسکی ہتھیلیاں خون سے بھر چکی تھیں۔۔۔وہ اب فرش پر بیٹھی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔شاید وہ اسی Cursed لائق تھی۔۔وہ تھی۔۔۔ہمیشہ سے سب کے لیے۔۔ !!

✿••✿••✿••✿

She is Cursed

ایمان نے سنا تھا کہ اگر ہاسٹل میں آپ کو ایک اچھی روم میٹ مل جائے تو آپکی زندگی بہت آسان ہو جاتی ہے۔۔پر اچھے لوگ ملنا کس قدر مشکل تھا یہ اسے اب پتہ چلا تھا۔۔۔وہ چاہ کر بھی اپنی روم میٹ سے کنیکٹ نہیں کر پائی۔۔۔

یشما کی گند ڈالنے کی عادت تھی اور ایمان کو صفائی کا کیڑا تھا۔۔ دونوں کا ایک ساتھ رہنا مشکل تھا۔۔ لیکن پھر بھی ایمان نے ایڈجسٹ کر لیا تھا۔۔ وہ اپنے حصے کو صاف ستھرا رکھتی پر اس وقت اسکا دماغ گھوم جاتا جب یشما کے بیڈ آس پاس پڑا اضافی کھانا گل سڑ جاتا اور اس سے بدبو پھیل جاتی۔۔

وہ نہ اسکی چیزوں کو اٹھا سکتی تھی اور نہ انہیں وہاں برداشت کر سکتی تھی۔۔

تنگ آکر اس نے ایک دن یونیورسٹی سے واپس آکر یشما کو میسج کیا۔۔۔ جانے کتنے دن کا کھانا پڑا تھا جس میں فنگس لگنے کے بعد بدبو پھیل پورے کمرے میں پھیل گئی تھی۔۔

اس نے یشما سے صاف صاف کہا کہ وہ اس بدبو میں نہیں رہ سکتی۔۔ برائے مہربانی وہ دوبارہ اس طرح کے حالات پیدا نہ کرے۔۔ یشما نے میسج دیکھنے کے بعد کوئی جواب نہیں دیا۔۔ ایمان نے خود ہی صفائی کی اور کمرے میں خوشبو کا چھڑکاؤ کیا۔۔ وہ تھکی ہوئی آئی تھی اور یہاں آتے ہی اسکا یہ سب دیکھ کر دماغ گھوم گیا۔۔

لیکن پھر یہ سلسلہ کبھی رکا ہی نہیں۔۔یشما نے اس بات کو اپنی انا کا مسئلہ بنا لیا۔۔اب کمرے میں پہلے سے زیادہ گند ہونے لگے تھا۔۔ایمان سوئی ہوتی تو وہ رات کو آکر بتیاں جلا دیتی۔۔اونچا اونچا بولتی یا پھر زور زور سے ہنستی۔۔

ایمان ان سب چیزوں سے بہت تنگ آگئی تھی۔۔اکثر وہ اپنی چابی بھول جاتی یا پھر جان بوجھ کر رات کے تین بجے آکر ایمان کو کال کرتی کہ دروازہ کھول دو اور ایمان کو اٹھ کر دروازہ کھولنا پڑتا۔۔

یشما کی نظریں ہمیشہ اسکا مزاق اڑاتی محسوس ہوتی تھیں۔۔وہ خود شاپنگ کر کے آتی اور سارا سامان پھیلا دیتی اور بار بار اس سے پوچھتی کہ یہ سب بتاؤ کیسا ہے؟؟

ایمان جب تک اسکے ساتھ ہوتی وہ ایسے شو کرتی جیسے یشما کمرے میں ہو ہی نہیں۔۔وہ اسے نظر انداز کرتی پر وہ نہیں جانتی اندر ہی اندر کیا چل رہا تھا۔۔

ایک دن وہ یونیورسٹی تھی جب یشمانے اسے میسج کیا کہ میرے بوٹس نہیں مل رہے۔۔ ایمان نے تو دیکھے تک نہیں تھے۔۔اس نے صاف انکار کر دیا کہ مجھے نہیں پتہ۔۔

اور پھر یہ روز چلنے لگا۔۔اسکی کوئی نہ کوئی چیز گم ہو جاتی۔۔اور ایمان کچھ نہ کر کے بھی خوفزدہ رہتی۔۔۔

سامنے والے کمرے میں ایک لڑکی یشما کی دوست تھی وہ اکثر اسکے پاس آجاتی تھی۔۔

پتہ نہیں کس کو موت پڑ رہی ہے جو میری چیزیں چرا ہے۔۔لوگوں کو ذرا" ڈر خوف نہیں ہے اور نا ذرا سی سیلف ریسپیکٹ بچی ہے۔۔" چھٹی کا دن تھا۔۔وہ جانتی تھی اسے سنایا جارہا تھا لیکن وہ خاموشی سے اپنی اسائمنٹ بناتی رہی۔۔پر دل اچاٹ ہو چکا تھا۔۔یقیناً وہ باقی لڑکیوں کے سامنے یہی کہتی ہو گی کہ اسکی چیزیں ایمان چرا رہی ہے۔۔وہ جس نے کبھی چوری نہیں کی

تھی۔۔وہ جو اپنی ایمانداری کی وجہ سے مشہور تھی اب کچھ لڑکیاں اسے عجیب نظروں سے دیکھتی تھیں۔۔

اسی الجھن میں وہ سارا دن رہتی۔۔۔اور نظر انداز کرنے کی کوشش کرتی۔

وہ اب تک مینجمنٹ تک بات لے کر نہیں گئی تھی۔۔۔یہاں لوگ بڑے آزاد خیال تھے۔۔وہ نہیں چاہتی تھی اسے کوئی بیک ورڈ کہے۔۔لیکن یہی اسکی غلطی تھی۔۔

ایک دن وہ یونیورسٹی سے واپس آئی تو اسکے کمرے کے سامنے رش تھا۔۔وہ جگہ بناتی اندر داخل ہوئی تو اندر ریشما بری طرح چیخ رہی تھی۔۔

"میرا اب تک لاکھوں کا سامان چوری ہو چکا ہے۔۔مجھے سمجھ نہیں آتا روم میٹ کے علاوہ کون کر سکتا ہے۔۔؟؟" وہ اسے دیکھتے ہی چلائی۔۔۔ریساہال کی مینجمنٹ وہیں تھیں۔۔یشماء نے شکایت کی تھی۔۔سب اسے عجیب نظروں سے دیکھنے لگے جبکہ ایمان کے چہرے کے رنگ پھیکے پڑ گئے۔۔

میں نے بہت کچھ اگنور کیا ہے۔۔پر میری یہ چاکلیٹس میرا گفٹ تھیں۔۔"
میرا بوائے فرین-ڈ UK سے لایا تھا۔۔میں نے تو کھول کر بھی نہیں
دیکھیں اور یہ سارے ڈبے پھٹے ہوئے ہیں ساری چاکلیٹس غائب ہیں۔۔۔
اور یہ ریپر اسکے بیڈ سے ملا ہے۔۔" وہ چاکلیٹ کا ایک خالی ریپر لیے کھڑی
تھی۔ایمان بوکھلائی نظروں سے سب کو دیکھنے لگی۔سب اس سے سوال گو
تھے۔۔سب کی نظریں چیخ چیخ کر اسے چور بلا رہی تھیں۔اس نے گردن
موڑ کر پھٹے ہوئے چاکلیٹس کے ڈبے دیکھے۔۔یشما پچھلا پورا ہفتہ یہاں
نہیں تھی۔۔اسکی چیزیں ایسے ہی پڑی تھیں۔۔ایمان نے کبھی چھوا نہیں
تھا۔۔اس نے چاکلیٹس پڑی دیکھی تھیں پر وہ چاکلیٹس لور نہیں تھی۔۔
وہ تو کبھی کبھار کچھ ایسا کھاتی تھی۔پر اسکے ڈبے واقعی اب پھٹے ہوئے اور خالی
پڑے تھے۔۔یشما کا پارہ آسمان پر تھا۔

میں نے کچھ نہیں چرایا۔۔۔'' اسے لگا اسکے گلے میں کانٹے اگ آئے ''
ہوں۔۔ کتنا مشکل ہوتا ہے کبھی کبھی اپنے اوپر لگے الزاموں کی تردید
کرنا۔۔۔

تو یہ ریپر تمہارے بیڈ پر کیا کر رہا تھا؟؟'' یشما خونخوار نظریں لیے اسکے ''
سامنے آئی۔۔

اگر تمہیں چاکلیٹس چاہئیں تھیں تو مانگ لیتی۔۔ چوری کرنے کی کیا''
ضرورت ہے۔۔؟ اور یہ سب میرے گفٹس تھے۔۔۔ میں نے ٹیسٹ بھی
نہیں کیا ابھی تک۔۔۔'' وہ پھر سے چلائی۔

میں چاکلیٹس کھاتی بھی نہیں ہوں اور چاکلیٹس کے لیے میں اپنا ایمان ''
کیوں خراب کروں گی؟؟'' اسکے گلے میں آنسوؤں کا گولا اٹک گیا۔ اس نے

التجائیہ نظروں سے مینجمنٹ کی طرف دیکھا۔۔۔وہ ایک چالیس سالا خاتون تھی۔

"اسکی کبرڈ کی تلاشی لی جائے۔۔دیکھنا میرا سامان اندر ہو گا۔۔"اتنی سبکی۔۔اتنی اذیت۔۔۔

اسکے آنسوں بہنے کو تیار تھے۔جبکہ یشما اسے آنکھوں سے جلادینے کے موڈ میں تھی۔

"ٹھیک ہے۔۔میں اپنی کبرڈ کھول کر دکھاتی ہوں۔۔لیکن میں سچ کہہ رہی ہوں میں نے چوری نہیں کی۔۔میں ایسا کیوں کروں گی۔۔؟؟"

اور پھر اسے اپنی الماری کھول دی۔۔ جوتے کپڑوں کے علاوہ اندر کتابیں پڑی تھیں۔۔۔ کچھ چیزیں جو اس نے یہاں آ کر خریدی تھیں۔۔ آرجے کا بیگ۔۔

جو یشما نے اسے باہر نکالنے کو کہا اس نے نکالا تو اس بیگ کی بھی تلاشی لی گئی۔۔ کہیں کچھ نہیں ملا تھا۔۔ اور اتنی چاکلیٹس وہ ایک ہفتے میں تو کھانے سے رہی۔۔۔

نہ یشما کے بوٹس تھے اندر نہ باقی چیزیں۔۔۔ اسکی آنکھوں سے آنسوں بہہ نکلے۔۔ کتنا مشکل ہوتا ہے جب کسی مصیبت میں آپ اکیلے ہوں اور کوئی آپکا ساتھ دینے والا نہ ہو۔۔۔

میں نے چوری نہیں کی۔۔۔" اس نے آخری بار صفائی پیش کی۔۔ مینجمنٹ" نے یشما کی طرف دیکھا۔۔

آئی ڈونٹ نو۔۔۔ میرا بہت سا سامان غائب ہوا ہے۔۔اگر اس نے نہیں لیا تو کہاں گیا؟؟" اسکے لہجے میں ذرا بدلاؤ نہیں آیا تھا۔۔
مینجمنٹ اس مسئلے کا حل نکالنے کا وعدہ کر کے چلی گئی۔۔ جبکہ وہ رو دی تھی۔
اسکے جانے کے بعد یشما نے ایک نظر ایمان کو دیکھا۔۔

"تمہیں برا لگا ہو تو میں کچھ نہیں کر سکتی۔۔ کیونکہ میرا نقصان ہوا ہے میرا دل دکھا ہے۔۔۔" اس نے صفائی دی۔

"تمہیں ایک بار مجھ سے پوچھ لینا چاہیے تھا۔۔" ایمان نے پلٹ کر شاکی نظروں سے اسے دیکھا۔
اور پھر وہ اپنا بیگ اٹھا کر کمرے سے نکل گئی۔۔ وہ اس وقت یشما کی شکل دیکھنا نہیں چاہتی تھی۔

وہ ہاسٹل سے باہر نکل آئی۔۔اسکی آنکھوں سے آنسوں جاری تھے۔۔دل کیا سب چھوڑ چھاڑ کر بھاگ جائے۔۔کیا وہ اتنی ارزاں تھی کہ اسے چور بنا دیا جاتا؟؟

وہ کچھ دیر روتے ہوئے پیدل چلتی رہی اور پھر ساتھ ہی ایک کافی شاپ پر آکر بیٹھ گئی۔۔۔باہر کافی دھند تھی۔۔

شدت جذبات سے اسکا وجود پہلے کانپ رہا تھا اب تو اسکے دانت بجنے لگے۔۔

اس نے کافی آڈر کی اور خاموشی سے سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

"عبدل ٹھیک کہتا ہے ایشین لڑکیاں بہت روتی ہیں۔۔"آواز پر اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو جان اسکے سامنے تھا۔۔وہ اسے یہاں دیکھ کر حیران ہوئی۔۔

اگر وہ یہاں تھا تو عبدل بھی یقیناً یہیں کہیں ہو گا۔۔

اس نے چاروں جانب نظریں گھمائیں پر اسے عبدل نظر نہیں آیا۔

عبدل یہاں نہیں ہے۔۔۔یہ کو آنسو صاف کرلو۔۔ابھی تمہیں بہت رونا ہے کیونکہ میں تمہارے ساتھ براپرانک کرنے والا ہوں۔۔" وہ اسے ٹشو تھماتا جا چکا تھا۔۔جبکہ ایمان ساکت بیٹھی رہ گئی۔۔

"یہ سارے منحوس میرے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں۔۔؟؟" وہ تلملا کر رہ گئی۔یشما کی ٹینشن اسے بھول گئی تھی جبکہ جان اسے نئی ٹینشن میں ڈال گیا تھا۔۔کچھ دیر بعد اسے سلمی بیگم کی کال آگئی۔۔وہ نظرانداز نہیں کر سکتی تھی۔۔ مجبوراً اسے اٹھانی پڑی۔۔

ہیلو کہتے وقت اسکا لہجہ پھر سے بھیگ گیا تھا۔۔وہ اب پچھتا رہی تھی آخر کیوں آگئی تھی یہاں۔۔۔لیکن پھر اسے خود پر قابو پانا پڑا۔۔اور سلمی بیگم سے سر درد کا بہانہ کیا۔۔وہ کافی دیر وہاں بیٹھی رہی۔۔وہ اپنے دماغ کو پر سکون کرنے کی کوشش کررہی تھی۔۔کافی پی کر اسکے اندر گرمائش اتری تو ذہن تھوڑا

پر سکون ہوا۔جب دماغ نے کام کرنا شروع کیا تو اسے خود پر گہری نظروں احساس ہوا۔۔

اس نے سر اٹھایا تو سامنے ہی ایک کونے والی میز پر ایک لڑکی بیٹھی تھی وہ حیران رہ گئی۔۔

وہ لڑکی اس وقت گاؤن کے اوپر کوٹ پہنے ہوئی تھی۔۔اس نے نقاب کیا ہوا تھا۔۔وہ ایمان کو ہی دیکھ رہی تھی۔۔

اس نے پہلی بار یہاں کسی لڑکی کو پردے میں دیکھا تھا۔۔وہ اکیلی بیٹھی تھی۔۔ایک سنسنی خیز لہر اسکے وجود میں پھیل گئی۔۔وہ نقاب کے اندر سے ہی کافی پی رہی تھی۔

ایمان نظریں جھکا گئی۔۔۔اسکا دل تیزی سے دھڑکنے لگا تھا۔۔ایک پل کو کسی اپنے کا احساس ہوا۔۔

اس سے پہلے وہ وہاں سے اٹھتی وہ لڑکی اپنی جگہ سے اٹھ کر ایمان کی جانب بڑھی۔۔۔ایمان نے حیرانی سے اسے دیکھا۔۔وہ قدم قدم چلتی اسکے پاس آئی۔۔

”کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں؟؟“اس نے اردو میں پوچھا۔۔ایمان نے حیرانی اور خوشی کے ملے جھلے تاثرات سے اسے دیکھا۔

”جی جی بالکل۔۔۔“اور وہ اسکے سامنے بیٹھ گئی۔

”یعنی یونیورسٹی آف ویلینسیا اور ریسا ہال UV میں کائنات ہوں۔۔ دونوں سے میرا تعلق ہے۔۔میں تمہیں دونوں جگہ پر دیکھ چکی ہوں۔۔۔تم ام ایمان ہو نا۔۔؟؟“

اسے ایمان کا نام پتہ تھا۔۔ایمان تو جیسے سارا دکھ بھول گئی۔۔پردیس میں کسی اپنے کا مل جانا کیسا ہوتا ہے یہ بس وہی جانتی تھی۔

"ج۔۔جی میں ایمان ہوں میں نے آپ کو پہلی بار دیکھا ہے۔۔ماشاءاللہ آپ باپردہ بہت اچھی لگ رہی ہیں۔۔" وہ تعریف کیے بنا نہیں رہ سکی۔۔ اسکی بس آنکھیں نظر آرہی تھی۔۔۔کانچ جیسی شفاف آنکھیں۔ایمان کی بات پر وہ مسکرادی۔

"اپنا خدا ساتھ لائی ہوں۔۔اسی لیے یہاں آکر بھی ایسی ہی ہوں۔۔ تمہارے ساتھ جو ہوا وہ میں جانتی ہوں۔۔اس سب کی عادت ڈال لو۔۔ہر بات پر رونا کسی مسئلے کا حل نہیں ہوتا۔۔۔" وہ اسے سمجھانے لگی تھی۔۔ جبکہ ایمان خاموشی سے اسے سنتی رہی۔۔اسے تو اور کچھ آتا ہی نہیں تھا۔

✿••✿••✿••✿

"Art Against Gender Based Violence"

یونیورسٹی میں نمائش جاری تھی اور اسے ابھی تک جانے کا موقع نہیں ملا تھا۔۔ یہ ایک بہت بڑی نمائش تھی۔

ویلنسیائی شاعروں میں سے ایک، ماریا بینیٹو کی ایک لائن، اس نمائش کے لیے یہ ایک نظم "Criatura múltiple" یعنی ''ایک سے زیادہ مخلوق''اس نمائش کے لیے عنوان فراہم کرتی تھی جس میں وہ اپنی کثیریت، اپنی طاقت اور اپنی کمزوری کے اندر گہرائی تک اترتی تھی۔ یہ نمائش 25 نومبر کو خواتین کے خلاف تشدد کے خاتمے کے عالمی دن کے اعزاز میں ڈیزائن کی گئی تھی۔ یہ نمائش مرکزی تھیم کے ساتھ مختلف مجموعوں سے مختلف فن پاروں کی نمائش کرتی تھی۔ صنفی تشدد کی مذمت

اور خواتین کی آزادی کا مطالبہ، اقوام متحدہ کے اعداد و شمار کے مطابق ہر تین میں سے ایک عورت اپنی زندگی میں صنفی بنیاد پر تشدد کا شکار ہوتی ہے اور دنیا بھر میں ہر 11 منٹ میں ایک خاتون یا لڑکی کو خاندان کے کسی فرد کے ہاتھوں قتل کیا جاتا ہے۔ اس پروجیکٹ کا مقصد مختلف نجی مجموعوں (Pi-lar Citoler, Inelcom, DKW...) اور خاص طور پر اینڈومنٹ فنڈز سے متعلق ٹکڑوں کے وسیع انتخاب کے ذریعے صنفی بنیاد پر تشدد کی تمام شکلوں میں مذمت کرنے والی ایک مثالی داستان تیار کرنا تھا۔

صنفی بنیاد پر تشدد کا خاتمہ نمائش کا آغاز پہلے موضوعی دائرے سے ہوتا ہے جس کا عنوان تھا۔۔

جنسی بنیاد پر تشدد کا خاتمہ لازمی ہے۔ اس جگہ میں، آپ کو ایسے ٹکڑے یعنی ایسے آرٹ ملیں گے جن کا مقصد یا تو صنفی بنیاد پر تشدد کے مختلف پہلوؤں کو ظاہر کرنا ہے یا پھر خواتین کے خلاف ہر طرح کے تشدد کی مذمت کرنے والے ٹکڑے، تشدد کو وسیع انداز میں اور اکثر کافی باریک بینی سے مخاطب

کرتے ہیں۔ یہ کام مختلف عنوانات سے لڑتے ہیں، جیسے کہ تشدد کو پناہ دینے والی جگہیں، میڈیا اور پریس، سماجی اصول جو خواتین کو شیطان بناتے ہیں، یا صنفی بنیاد پر تشدد کے ذریعے چھوڑے گئے جسمانی نشانات۔

وہ نمائش سے متعلقہ تفصیلات پڑھ رہی تھی۔۔ اسے ہمیشہ سے آرٹ کی نمائشیں پسند تھیں اور یہاں تو موضوع بھی کافی دلچسپی تھا۔ یہ نمائش بتانا چاہتی تھی کہ خواتین جنگی ہتھیار نہیں ہیں۔ یہ جگہ ناظرین کی توجہ، خواتین کے ذریعہ ہونے والے تشدد کی طرف مبذول کراتی تھی جسے اکثر اسی تناظر میں خاموش کر دیا جاتا تھا جس میں یہ تشدد ہوتا تھا۔ مسلح تنازعات میں، سب کی طرف سے ہونے والے تشدد کے علاوہ، خواتین ایک اضافی تشدد کا شکار ہوتی ہیں، جو ان کی جنس کے لیے مخصوص ہے۔ جیسا کہ انٹرنیشنل ایمنسٹی (اقوام متحدہ کے اعداد و شمار کی بنیاد پر) کی طرف سے شائع کیا گیا ہے،

لڑکیوں کی تعلیم تک رسائی کے امکانات دراصل تنازعات والے علاقوں

میں لڑکوں کے مقابلے میں 90 فیصد کم ہیں۔اس موضوعی علاقے کا مقصد مسلح تصادم اور جنگ میں صنف کے کردار کو وہ مرئیت فراہم کرنا ہے جس کی وہ مستحق ہے اور اس بارے میں بیداری پیدا کرنا ہے کہ ان حالات میں خواتین اور لڑکیاں کس طرح غیر متناسب طور پر متاثر ہوتی ہیں۔

یہ نمائش تیس نومبر سے اٹھاری فروری تک جاری رہنے والی تھی۔سارا شیڈول لکھا ہوا تھا۔ہفتے کے ساتوں دن کا ٹائم دیا گیا تھا۔اس نمائش کے ٹکٹ فری تھے البتہ ایک وقت میں کم ہی لوگ اندر جا سکتے تھے۔

سینٹر کا نام بھی پتہ ہے کہ کہاں ہو رہی ہے یہ ایگزبیشن ؟؟''وہ کبھی'' انسانوں کی طرح نہیں آسکتا تھا۔اس وقت بھی وہ اسکے پیچھے کھڑا تھا اور ایمان جو اپنا لیپ ٹاپ کھولے یونیورسٹی میں اس وقت جاری نمائش کے بارے میں پڑھ رہی تھی وہ چونکی۔

جانتی ہوں۔۔ کلچرل سینٹر میں ہو رہی ہے ایگزیبشن۔۔۔" وہ چڑ گئی۔"

اور کن کن ہالز میں ہو رہی ہے۔۔۔؟؟" اس نے ایک اور سوال پوچھا۔۔"

ہالز کے نام ہسپانوی اور مقامی زبان میں تھے۔۔ وہ یہاں آکر اب تک کچھ حد تک سپانش یعنی ہسپانوی سیکھ چکی تھی۔

Sala Acadèmia, Sala Estudi General and Sala Oberta

اس نے رٹا رٹایا سنا دیا۔

ان کا مطلب بھی پتہ ہے؟؟" وہ جلدی جان چھوڑنے والا نہیں تھا۔"

"اکیڈمیا روم، جنزل اسٹڈی روم اور اوپن روم۔۔۔"

"ارے واہ۔۔ تم تو سیکھ گئی ہو۔۔" وہ اسکے سامنے بیٹھ گیا۔ جانے وہ کہاں غائب ہو جاتا تھا اور پھر ایک دم واپس آ جاتا تھا۔

"اب تو تم نے میرا قرض بھی چکا دیا ہے۔۔ اب کیا چاہیے؟؟" اس نے لیپ ٹاپ بند کرتے ہوئے عبدل کی جانب دیکھا۔

"ہم دوست ہیں۔۔ کیا تم سے ملنے نہیں آ سکتا۔۔۔؟؟"

"اور یہ کب ہوا۔۔۔؟؟" وہ بھنویں سکیڑے پوچھنے لگی۔۔ اور تبھی اسکی نظر عبدل کے کانوں پر پڑی۔۔ اس نے کانوں میں چھید کروا کر بالیاں پہن رکھی تھیں۔

یہ سب کیا ہے؟؟'' وہ پوچھے بنا نہیں رہ سکی۔ ''

کورین لڑکے ایسے حلیے میں رہتے ہیں مجھے لگا تمہیں پسند آئے گا۔۔۔'' وہ'' ایک دم کھڑا ہوا۔۔ کھلی پینٹ جس میں اسکے جوتے بھی چھپ گئے تھے۔۔ سفید ٹی شرٹ اور لانگ کوٹ پہنے وہ اسکے سامنے کھڑا تھا اور اب گھوم گھوم کر آگے پیچھے سے اپنا سراپا اس کو دکھانے لگا۔

ایمان اسے دیکھتے خود پر قابو نہ رکھ پائی۔۔اور ہنسی کا فوارہ ابھرا۔۔ وہ اب بے طرح ہنس رہی تھی۔۔ ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو گئی۔۔

عبدل نے جبڑے بھینچ کر اسے دیکھا۔۔ وہ ابھی تک ہنس رہی تھی۔

تمہیں کس نے کہا مجھے کورین لڑکے پسند ہیں؟؟'' وہ ہنسی روکنا چاہتی تھی'' پر روک نہ پائی۔

"تم خود دی اس دن ڈرامہ دیکھ رہی تھی۔۔۔اور۔۔اور وہ سیکنڈ لیڈ۔۔؟؟"

وہ اسکے یوں ہنسنے پر خفا ہوتا اسکے سامنے بیٹھ گیا۔۔جبکہ ایمان پھر سے ہنسنے لگی۔

"اچھا اب چپ کر جاؤ۔۔۔عبدل اپنی انسلٹ برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔"

وہ چڑ گیا۔ایمان اپنے منہ پر ہاتھ رکھے ہنسی روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"میں نے اگر ڈرامہ دیکھا تو اسکا یہ مطلب نہیں وہ مجھے پسند ہیں۔۔یہ سب مردوں پر اچھا نہیں لگتا۔۔۔"اس نے عبدل کے کانوں کی طرف اشارہ کیا۔۔عبدل نے بے اختیار اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے۔

''یہ سب تم پہلے بتادیتی۔۔۔''وہ غصہ ہوا۔''خواہ مخواہ میں مجھے اتنادرد برداشت کرناپڑا۔''

''میں نے کب کہاتھایہ سب کرو۔۔''اس نے الزام سے بری ہوناچاہا۔

''تم میری دوست ہو۔۔میں تمہیں خوش دیکھناچاہتاتھااس لیے کیا۔۔''
اسکی بات سن کر ایمان نے حیرت سے اسے دیکھا۔

''میں نے تم سے دوستی نہیں کی۔۔۔''

''میں پھر بھی تمہیں اپنی دوست مانتاہوں۔۔''وہ اٹھ کھڑاہوا۔

ایسے دوستوں کا کیا فائدہ جو آپ کے برے وقت میں آپ کے ساتھ نہ ہوں۔۔۔" وہ ابھی تک خود پر لگے چوری کے الزام سے خود کو رہا نہیں کر پائی تھی۔۔ عبدل اسکی بات سن کر خاموش ہو گیا۔۔ جبکہ ایمان کے لبوں کی مسکراہٹ غائب ہو چکی تھی۔۔ وہ اپنا لیپ ٹاپ بیگ میں ڈالتی کلاس روم سے باہر نکل آئی۔۔ عبدل بھی اسکے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔

اس نے اپنے دونوں ہاتھ ابھی تک اپنے کانوں پر رکھے ہوئے تھے۔

"میں تمہیں انوائٹ کرنے آیا ہوں۔۔"

کس لیے؟؟" وہ رکی۔"

ہمارا امیوزک بینڈ ویلنیسا میں اب تک کا اپنا سب سے بڑا شو کر رہا ہے۔۔"

مجھے امید ہے تم آؤ گی۔۔۔" وہ جلدی سے اسے بتاتا وہاں سے بھاگ گیا۔۔

اس نے اپنے کان چھپائے ہوئے تھے۔اسے اپنے کانوں سے یہ بالیاں اتارنی تھیں۔۔ایمان اس کے یوں بھاگنے پر مسکرا دی۔

پاگل۔۔۔" وہ زیر لب بڑبڑاتی آگے بڑھ گئی۔"

✿••✿••✿••✿

اس دن کےءلءبعد سے ایمان یشما سے بالکل بات نہیں کرتی تھی۔۔وہ بلا لیتی تو جواب دیتی نہیں تو وہ اسے نظر انداز ہی کرتی تھی۔۔۔ایک رات اچانک چیخوں کی آواز سن کر ایمان ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی صبح کے چار بج رہے

تھے۔۔یہ ہفتے کا دن تھا۔۔یشما کی آفس سے چھٹی تھی۔۔اور یہ چیخنے کی آواز بھی یشما کی تھی۔۔اس نے شاید کوئی خواب دیکھا تھا۔۔

ایمان نے لائٹ جلائی۔۔

آر یو او کے؟؟"اس نے یشماء سے پوچھا جبکہ اسے دیکھتے ہی یشما کے" چہرے کا رنگ پھیکا پڑ گیا اور وہ کمبل خود پر اوڑتے دوبارہ لیٹ گئی۔۔۔ایمان نے افسوس سے اسے دیکھا اور واپس لیٹ گئی۔۔پر نیند غائب ہو چکی تھی۔۔ کسی انسان کے ساتھ رہنا جس کے ساتھ آپکا کچھ بھی میچ نہ کرتا ہو کسی جہنم میں رہنے جیسا ہوتا ہے۔۔اور یہ کوئی ایمان سے پوچھتا وہ کیسا محسوس کرتی تھی۔۔؟؟

اور پھر یہ سلسلہ رکا نہیں۔۔۔اب اک۔ثر یشما ڈر کر اٹھ جاتی۔۔وہ اب خود بھی ایمان کو نظر انداز کرنا شروع ہو گئی تھی۔۔وہ آج کل کسی ٹوور پر گئی تھی

اور ایمان ان دونوں سکون سے رہنے لگی تھی۔۔وہ مرضی سے سوتی جاگتی تھی۔

اسے اب یشما کی رات کے وقت سر گوشیاں نہیں سننی پڑتی تھیں۔۔

اور عبدل تو جیسے اس دن سے دوبارہ غائب ہو گیا تھا۔۔اسکا آخری سمیسٹر تھا۔۔اور وہ جانے کہاں گم تھا۔۔البتہ ایمان کو اتنا یاد تھا کہ اسکا میوزک بینڈ کوئی کنسرٹ کر رہا تھا۔۔۔انکا کوئی لائیو شو تھا۔۔

وہ اب اکیلی یونیورسٹی میں گھومتی رہتی۔۔اسے کبھی کبھی کائنات مل جاتی تھی وہ زیادہ تر اپنی پڑھائی میں مگن رہتی تھی۔۔۔اس دن وہ ایگزبیشن دیکھنے جانا چاہتی تھی۔۔لیکن اسے زیادہ نہیں پتہ تھا کہ ٹکٹس وغیرہ کہاں سے ملنے تھے۔۔وہ انہی سوچوں گم تھی جب کائنات وہاں آئی۔۔وہ سیاہ عبائے پر سیاہ کوٹ پہنے ہوئی تھی۔۔اسکا چہرہ ہاتھ پاؤں سب کچھ چھپا ہوا تھا۔

اسے دیکھ کر اکثر ایمان کو رشک آتا تھا۔۔کائنات کو یہاں آئے چار سال ہو گئے تھے۔۔۔ماسٹرز کے بعد وہ اب ایم فل کر رہی تھی۔

تم فری ہو؟؟"اس نے آتے ہی ایمان سے پوچھا۔"

"جی۔۔ابھی فری ہوں۔۔ خیریت ہے؟؟"

میں نے سوچا تمہیں آرٹ اگزیبشن دکھالاؤں۔۔"جانے وہ اسکے دل کی" بات کیسے جان گئی تھی۔۔ایمان فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔
وہ دونوں ساتھ چلنے لگیں۔

تمہاری روم میٹ اب ٹھیک رہ رہی ہے۔۔؟؟"وہ اب ایمان سے پوچھنے" لگی۔

انسان کہاں بدلتے ہیں۔۔وہ بھی تب جب انہیں آپ سے ذاتی طور پر ''
کوئی خار ہو۔۔''

''لیکن وہ ایسا کیوں کرتی ہے؟؟''

میں نہیں جانتی۔۔''ایمان نے گہرہ سانس لیا۔''

تم جیو گرافی ڈیپارٹمنٹ دیکھنا چاہو گی؟ مجھے یہ پسند ہے۔۔اسکی ''
راہداریاں۔۔جیسے سورج نکلتا ہے تو اسکی بڑی ب۔ڑی شیشے کی کھڑکیوں
سے چھن کر آتی دھوپ بہت اچھی لگتی ہے۔۔خاص طور پر سردیوں کے
موسم میں۔۔۔''

وہ دونوں اب اسی راہداری سے گزر رہی تھیں۔۔۔واقعی یہ راہداری کچھ الگ ہی کشش رکھتی تھی۔

"عبدل تمہارا کیا لگتا ہے؟؟" اچانک ہی کائنات نے پوچھ لیا۔اسکے اس سوال پر ایمان چونکی۔

"رشتہ تو کوئی بھی نہیں سوائے انسانیت اور سینئر ہونے کے۔۔۔ہاں پر وہ اچھا انسان ہے۔۔" ایمان نے صاف گوئی سے بتایا۔

"اس نے آج تک کسی لڑکی سے بات نہیں کی۔۔نہ کبھی کسی سے دوستی کی ہے۔۔وہ کافی منہ پھٹ ہے۔۔۔اور لڑائی جھگڑوں کی وجہ سے کافی بدنام بھی ہے۔۔۔"

ہاں جانتی ہوں۔۔۔" جانے کائنات کیا کہنا چاہتی تھی۔۔۔ایمان الجھ" گئی۔وہ دونوں اب خاموشی سے چلنے لگیں۔۔

تم یونیورسٹی کے بعد کیا کرتی ہو؟" کائنات نے دوبارہ بات شروع کی۔"

"کچھ خاص نہیں۔۔کالمز لکھتی ہوں اور اسٹڈی کرتی ہوں بس۔۔۔"

میں نے ایک قرآن اکیڈمی جوائن کی ہوئی ہے۔۔تم اگر سیکھنا چاہو تو" میرے ساتھ چل سکتی ہو۔۔زیادہ فیس نہیں ہے۔۔" یہ سنتے ہی ایمان کو خوشگوار سا احساس ہوا۔اسے تو قرآن پاک کو جاننا تھا۔۔اس نے فوراً ہامی بھرلی۔

وہ تین گھنٹے کائنات کے ساتھ گزارنے کے بعد واپس آ گئی۔

اسکا آج کا دن اچھا تھا۔۔ وہ کافی خوش تھی۔۔اس نے پہلی بار آرٹ اگزیبشن دیکھی تھی۔۔ یہاں کی دنیا کتنی الگ تھی۔۔۔ وہ اکثر سوچتی تھی کہ سلفائٹس کیسے ہوتے ہیں؟؟ وہ بھلا دوسروں سے الگ کیسے ہو سکتے ہیں۔۔؟؟اور پھر اس نے جانا کہ جو لوگ دماغ کو ٹھکانے پر رکھتے ہیں جو اسکا صحیح استعمال جانتے ہیں وہ باقی دنیا کی بھیڑ سے نکل آتے ہیں۔۔۔
انکی قطار الگ ہو جاتی ہے۔۔ دنیا میں کھانے پینے، سونے اور ماڈرن بننے کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے۔۔

وہ اکثر کسی کافی شاپ پر بیٹھے بوڑھے اور ادھیڑ عمر لوگوں کو غور سے دیکھتی۔۔
اک-ثر اس نے نوے سالا لوگوں کو بڑا ہی فٹ دیکھا تھا۔۔ وہ ذہنی طور پر آج بھی بہت متوازن تھے۔۔

وہ اکثر کسی کوڑے دان کو کوڑا اٹھاتے دیکھتی اور رک جاتی۔۔وہ اکثر سوچتی کہ آخر یہ لوگ یہ سب کرتے وقت کیا سوچتے ہیں؟؟ان کی زندگی میں کچھ تو خاص ہو گا جو انہیں رکنے نہیں دیتا۔۔اس نے ایک بار ایک خاکروب کو کام کے دوران ڈانس کرتے دیکھا۔۔وہ کام کرنے کے ساتھ ساتھ ڈانس کر رہا تھا۔۔اور وہ بہت مگن تھا۔۔اس نے ایک بار ایک فقیر کو گاتے سنا۔۔۔اسکی آواز خوبصورت تھی۔۔

تب اس نے جانا کہ لوگوں کی اس ظاہری دنیا کے علاوہ بھی ایک دنیا ہوتی ہے۔۔جو ہماری نظروں سے اوجھل ہوتی ہے۔۔اور وہ دنیا بڑی دلچسپ ہوتی ہے۔۔اکثر اسے عبدل کا خیال آجاتا کہ اگر وہ ایسا نہ ہوتا۔۔تو وہ کتنا کامیاب ہوتا۔۔۔

لیکن اسکی وہ کونسی دنیا تھی جو اسے اس ظاہری دنیا میں اتنا بدنام ہونے کے باوجود خوش رکھتی تھی۔۔۔؟؟؟

آج کل وہ نظر آنے والی یعنی ظاہری اور چھپی ہوئی یعنی پوشیدہ دنیا میں الجھی ہوئی تھی۔۔۔۔اسے لگتا تھا ہر انسان کی اپنی ایک دنیا ہوتی ہے۔۔۔اور یہ کیسے کام کرتی ہے اسے اب اس پر لکھنا تھا۔۔۔پوشیدہ دنیا۔۔۔

✿••✿••✿••✿

اگلے دن اسکے پہلے سمیسٹر کا رزلٹ آیا اور وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ وہ دوسرے نمبر پر تھی۔۔۔بہت کچھ سمجھ نہ آنے کے باوجود بھی اس نے کڑی محنت کی۔۔اسکا سی جی پی اے اچھا آیا تھا۔۔اور وہ خوش تھی۔۔
اس نے یہ خبر خوشی خوشی گھر سنائی تھی۔وہ بے اختیار ہی عبدل کا انتظار کرنے لگی تھی۔۔

عبدل خود نہ آیا پر اس کا فون آگیا تھا۔۔۔آج رات اسکا شو تھا۔۔ایمان کو یک دم یاد آیا۔۔عبدل نے اسے آنے کا کہا تھا۔۔اس نے وعدہ نہیں کیا پر اتنا کہا کہ وہ آنے کی کوشش کرے گی۔

لیکن اس سے پہلے اس نے سوچا تھا کہ وہ کسی کافی شاپ پر جائے گی۔۔۔وہاں جا کر اچھی سی چائے یا کافی پیے گی اور اپنے کالم پر کام کرے گی۔۔
پوشیدہ دنیا۔۔وہ اکثر کسی راہ چلتے فقیر سے بات کرنے کی کوشش کرتی۔۔
اسے لگتا تھا جیسے وہ ظاہری دنیا میں کسی خاص مشن پر آئے ہوں۔۔۔شاید ان کا حقیقی کردار کچھ اور ہو۔۔شاید فقیر بننا انکی مجبوری ہو شاید یہ ان کا کام ہو۔۔۔
لیکن مقامی زبان اچھے سے نہ جاننے کے باوجود وہ کامیاب نہیں ہو پاتی تھی۔
اور کبھی کبھی وہ خود پر ہنس دیتی۔۔

ایک دن وہ بریڈ اور جوس لے کر یونیورسٹی کے دوسری جانب بیٹھی ایک عورت سے ملنے گئی۔۔اسکا ذہنی توازن ٹھیک نہیں تھا۔۔۔وہ اکثر بس سٹاپ پر کسی کا انتظار کرتے نظر آتی تھی۔۔ایمان نے اسے بریڈ اور جوس دیا۔۔۔وہ پہلے تو ایمان کو گھورتی اور پھر اس سے دونوں چیزیں جھپٹ لیں۔

"تمہیں یہ سب کیسا لگتا ہے؟؟" ایمان نے سوال کیا۔۔عورت جس کے بالوں کو بے ترتیبی سے کاٹا گیا تھا اس نے حیرت سے ایمان کو دیکھا۔۔۔البتہ وہ کچھ باتیں سمجھتی تھی۔وہ کچھ دیر اسے دیکھتی رہی اور پھر بریڈ کھانے لگی۔

"اس ظاہری دنیا میں پاگل کا کردار ادا کرنا کیسا لگتا ہے۔۔؟؟میں جانتی ہوں تمہاری حقیقی دنیا کچھ اور ہے۔۔۔" وہ جو کئی پہروں سے بھوکی ہونے کی وجہ سے بریڈ پر ٹوٹ پڑی تھی ایمان کی بات سن کر جیسے وہ ساکت ہوئی۔۔اس نے ایمان کو یوں دیکھا جیسے وہ نہیں بلکہ ایمان پاگل ہو۔۔

وہ پھر ہنسی۔۔اور ہنستی چلی گئی۔۔اور اسکی ہنسی غصے میں بدل گئی۔۔

گو ٹو ہیل۔۔۔"اس نے ہاتھ میں پکڑا بریڈ اور جوس ایمان پر دے مارا اور" گالیاں دیتی وہاں سے چلی گئی۔۔ایمان اچانک افتاد پر گھبرا گئی۔۔اس نے کیسے سوچ لیا تھا کہ وہ کسی کو کھانے کا لالچ دے گی اور وہ اپنی حقیقی دنیا اس پر آشکار کر دے گا۔۔؟؟؟

اس کے بعد ایمان نے سوچ لیا تھا کہ وہ کتابیں پڑھے گی۔۔۔وہ جانے گی لوگوں نے اس کے بارے میں کیا لکھا تھا۔۔اور اسی وجہ سے وہ اس وقت یونیورسٹی اور ریسا ہال کے درمیان بنے ایک چھوٹے سے کیفے پر بیٹھی تھی۔ وہ لائبریری سے کچھ کتابیں لائی تھی۔۔اور اس وقت وہ چائے کا آڈر دیے پوری توجہ سے اپنے کام میں مگن تھی۔

کچھ دیر بعد اسکی چائے اور براؤنی اسکے سامنے رکھی تھی۔۔اسے کھانے میں میٹھا پسند تھا۔۔سوائے چاکلیٹس کے۔۔وہ اسے کیک کی صورت میں لے لیتی تھی اور کسی صورت نہیں۔۔

اس نے براؤنی کا پہلا ٹکڑا منہ میں ڈالا تو اسے سب کچھ اچھا لگنے لگا۔۔میٹھا کھانے کے بعد وہ ہمیشہ خود کو پرجوش اور زیادہ ایکٹیو محسوس کرتی تھی۔۔

وہ وہاں تقریباً دو گھنٹے بیٹھی رہی۔۔اور کام کرتی رہی۔۔وقت کیسے گزرا پتہ ہی نہیں چلا۔۔چونکی تب جب بارش برسنے لگی۔۔

وہ جھٹکے سے اٹھی۔۔اسکے پاس چھاتہ نہیں تھا۔۔۔اور باہر آسمان سیاہ بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔۔۔اسے جلد از جلد ہاسٹل پہنچنا تھا۔۔اور آج تو عبدل کا شو بھی تھا۔

وہ خود کو بارش سے بچانے کی کوشش کرتی ہاسٹل پہنچی تو شام کا اندھیرا اچھیل چکا تھا۔۔ جیسے ہی وہ اپنے کمرے کی لائن میں داخل ہوئی آج پھر وہاں عجیب تماشہ لگا تھا۔۔

یشما اسکا سامان اٹھا اٹھا کر کمرے سے باہر پھینک رہی تھی۔۔۔ وہ بے طرح چیخ رہی تھی۔۔ وہ جلدی سے آگے بڑی۔۔ اسے دیکھتے ہی یشما حلق کے بل چلائی۔۔

''یو آر cursed۔۔۔ دور رہو مجھ سے۔۔ یشما دو قدم پیچھے ہٹی''۔۔۔

ایمان کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑا۔۔ وہاں دو چار لڑکیاں کھڑی تھیں جو اب اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔۔

شی از اے وچ۔۔۔میں ایک دن نہیں سو پائی۔۔یہ ہر جگہ مجھے دکھائی دیتی"
ہے۔۔میں یو کے میں بھی سکون سے نہیں رہ پائی۔۔اسکے ساتھ کچھ
"ہے۔۔۔ Cursed ہے۔۔یہ عام انسان نہیں ہے۔یہ
یشما کی آنکھیں خوف سے پھٹنے کو تیار تھیں۔۔وہ ہیجانی انداز میں چلا رہی
تھی۔۔اسکا بس چلتا تو وہ ایمان کو جان سے مار دیتی۔۔
کے الفاظ سن کر اسکی ٹانگوں سے جان نکل Cursed لیکن خود کے لیے
گئی اور وہیں زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔

✿••✿••✿••✿

بنا دیا گیا تھا۔وہ اگر وچ تھی بھی تو اس نے Cursed اور آج پھر اسے
جان بوجھ کر ماثیل پر جادو نہیں کیا تھا۔اس نے اسکی زندگی برباد نہیں کی

تھی۔۔یہ ہر انسان کی اپنی چوائس ہوتی ہے وہ خود کے ساتھ کیا کرنا چاہتا ہے۔۔۔پر آج بھی اسے اتنا ہی دکھ ہوا تھا جتنا تب ہوا تھا جب یشما نے اسے جادوگرنی کہا تھا۔۔

وہ اپنی پیشانی پکڑے بیٹھی تھی۔۔چوٹ اسکی پیشانی کے اوپر والے حصے پر لگی تھی جہاں پر سر کے بال شروع ہوتے تھے۔۔وہاں سے سر پھٹ چکا تھا۔۔روز بھاگتے ہوئے مرہم پٹی کرنے کے لیے ڈبا اٹھا لائی۔

''ایما چلو ہم ہسپتال چلتے ہیں۔۔بہت زیادہ خون نکل رہا ہے۔۔''

نہیں مجھے نہیں جانا۔۔۔''ایما نے اسکا ہاتھ جھٹکا اور اٹھ کر اپنے کمرے میں'' جانے لگی تو روز نے اسکا بازو پکڑ کر واپس بٹھایا۔۔اب وہ اسکی مرہم پٹی کر رہی تھی۔۔اور اسکی نظریں ایمان پر جمی تھیں جس کی آنکھیں رونے کے باعث سرخ ہو چکی تھیں۔۔وہ بچپن سے اذیت پسند تھی۔۔اسے لگتا تھا

جسمانی تکلیف آپکے اندر کی تکلیف کو کم کرنے میں مدد کرتی ہے اور اس وقت اسکی پیشانی سے اٹھتی ٹیسیں اسکے درد کو کم کرنے میں معاون ثابت ہو رہی تھیں۔۔ کچھ دیر بعد وہ بالکل خاموش ہو گئی۔۔۔ البتہ سسکیاں ابھی بند نہیں ہوئی تھیں۔۔ وہ کافی عرصے بعد اتنا روئی تھی۔۔

اسکے سر پر پٹی باندھنے کے بعد روزا اسکے پاس ہی بیٹھ گئی۔ اس نے ایمان کا ہاتھ تھام لیا۔

"دیکھو ایما تمہیں مسٹر ماثیل نہیں پسند تو اٹس اوکے۔۔ میں تمہیں کبھی فورس نہیں کروں گی۔۔ لیکن تمہیں بتانا چاہیے تھا کہ تم انگیجڈ ہو۔۔۔ پہلے دن ہی بتا دیتی۔۔"

"ضرور بتاتی اگر میری منگنی قائم رہتی۔۔۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔ نگاہیں اب اپنے ہاتھوں پر جمی تھیں جہاں خون لگا تھا۔

"کک کیا مطلب۔۔۔؟؟"روز سمجھی نہیں۔

"منگنی ہوئی تھی۔۔۔ٹوٹ گئی۔۔۔"وہ اسی انداز میں جواب دیتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تو پھر ماثیل کا دل کیوں توڑا۔۔۔؟"روز نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔۔وہ وجہ جاننا چاہتی تھی۔

"کیونکہ میں ایمان ہوں۔۔۔بے ایمان نہیں ہو سکتی۔۔۔"وہ عجیب سا جواب دیتی اسے الجھنوں میں چھوڑ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔روز نے اسے جاتے دیکھا۔۔اس نے کمرے میں جا کر دروازہ بند کر لیا۔۔جبکہ

روز وہیں بیٹھی رہ گئی۔۔اسکی نظریں فرش پر پڑے ایمان کے خون کے قطروں پر جمی تھیں۔۔

کبھی کبھی کسی کی محبت کا قرض اپنے خون سے چکانا پڑتا ہے۔۔ !!

✿••✿••✿••✿

اسکی زندگی میں ہمیشہ دھوپ چھاؤں کا موسم رہا تھا۔۔۔خوشیوں کی عمر چھوٹی ہوتی تو غم کے سال لمبے ہو جاتے تھے۔۔اکثر وہ ہنستے ہنستے چپ ہو جاتی اسے لگتا تھا اسے اپنی ہنسی کی قیمت کسی بڑے غم کو سہنے کی صورت میں ادا کرنی پڑے گی۔۔۔

اور اسی کشمکش میں وہ یہاں تک آگئی تھی۔۔پر یہاں آکر بھی اسے اب تک تو بس دل دکھانے والے لوگ ملے تھے۔۔اس نے سوچا تھا کہ اسے کوئی اچھی دوست مل جائے گی جو اسکی روم میٹ بھی ہو گی اور جس کے ساتھ وہ پورا

اسپین دیکھے گی۔۔ کتنی پاگل تھی وہ یہ بھی نا سمجھتی تھی کہ دوست آسانی سے نہیں مل جاتے۔۔۔

بن گئی اور اور اسکا دل پھر Cursed پھر سے خواب ٹوٹا تھا۔۔ وہ پھر سے سے دکھ گیا تھا۔ پریوں کے دیس کے خواب۔۔۔ جہاں جادو سے سب اچھا ہو جاتا تھا۔۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔۔۔

یشما نے دروازے اسکے منہ پر بند کر دیا تھا۔۔ وہ کتنی دیر ایسے ہی بیٹھی رہی تبھی وہاں کائنات آئی۔۔ اسکا روم بھی اسی ونگ میں تھا۔۔

”میرے روم میں ایک سیٹ خالی ہے۔۔ تم میرے ساتھ چلو میں مینجمنٹ سے بات کرلوں گی۔۔۔“ وہ جھک کر اسکا سامان اٹھانے لگی تھی۔۔ ایمان کسی روبوٹ کی طرح کھڑی ہوئی۔۔ وہ اب یشما کے ساتھ نہیں رہ سکتی تھی۔۔ اس نے باہر بکھرا اپنا سامان اٹھایا۔۔ آدھا سامان اسکا اندر الماری میں ہی تھا۔۔۔

وہ کائنات کے کمرے میں آئی تو اسے پر سکون سا احساس ہوا۔۔اسکا کمرہ بہت صاف ستھرا تھا۔۔اس نے نماز پڑھنے کے لیے ایک کونا مختص کر رکھا تھا۔۔ یہ تین بیڈ والا کمرہ تھا۔۔دو لڑکیاں پہلے کی رہ رہی تھیں۔۔ایک بیڈ فری تھا وہ اسے مل گیا۔۔

کائنات نے کچھ بھی نہیں کہا۔۔خاموشی سے اسے پانی پلایا۔۔ساتھ والا ونگ لڑکوں کا تھا۔۔اس لیے کائنات کمرے سے باہر بھی ماسک لگا کر جاتی تھی۔۔جیسے ہی اس نے ماسک ہٹایا ایمان نے پہلی بار اسکا چہرہ دیکھا۔۔

اس نے نوز پن پہن رکھی تھی۔۔ایمان جو ہمیشہ نوز پن بری لگتی تھی پر کائنات پر بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔

نوز پن میں موجود چھوٹا سا موتی چمک رہا تھا۔۔

تم بالکل پریشان مت ہونا۔۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔"اسکے سنہری" بال سنہری آنکھیں اسکے حسن میں چار چاند لگاتے تھے۔۔ایمان پانی پی کر

خاموشی سے بیٹھی رہی۔۔ بارش بارش ابھی بھی جاری تھی لیکن اب کم ہو چکی تھی۔

آج تو عبدل کا شو ہے نا۔۔؟؟" اس بات سن کر ایمان چونکی۔۔ وہ تو بھول" ہی گئی تھی۔

مجھے لگا تم ضرور جاؤ گی۔۔" وہ اسکی خاموشی توڑنا چاہتی تھی۔"

میں اکیلے اس موسم میں باہر نہیں نکل سکتی۔۔۔" وہ اپنے ہاتھ دبانے لگی" جن کے ٹھنڈے پڑنے کا احساس اسے اب ہوا تھا۔

میں تمہارے ساتھ چل سکتی ہوں۔۔" کائنات کی بات نے اسے حیرت" میں ڈال دیا۔ اسے لگا کائنات میوزک کو سپورٹ نہیں کرتی ہو گی۔۔ جیسے وہ

خود نہیں کرتی تھی۔۔اسے بس آر جے پسند تھا۔۔لیکن وہ میوزک نہیں سنتی تھی۔۔نہ کبھی آر جے کا سنا تھا نہ باقیوں کا۔۔

مجھے لگا تھا آپ میوزک کو اسپورٹ نہیں کرتی ہوں گی۔۔"وہ اظہار خیال" کیے بنا نہیں رہ سکی۔

بالکل ایسا ہی ہے۔۔پر مجھے لگا شاید تم عبدل کے لیے جانا چاہو۔۔۔"وہ پھیکا" سا مسکرائی۔

نہیں میں نہیں جاؤں گی۔۔"اسے ایمان سے اس جواب کی توقع نہیں" تھی۔۔اسکا دل اب اچاٹ ہو چکا تھا۔

چلو پھر تمہارا باقی سامان اٹھالاتے ہیں۔۔۔" وہ دونوں کمرے سے باہر نکلی ہی تھیں کہ مینجمنٹ وہاں آگئی۔۔ کائنات کو سپانش بہت اچھی آتی تھی۔۔ وہ اس وقت غصے کا اظہار کر رہی تھی۔

"اگر ہم مسلمان ہیں تو اسکا یہ مطلب نہیں ہے ہمارے ساتھ یہاں ایسا سلوک کیا جائے۔۔ یشما گل کون ہوتی ہے کسی کا سامان اٹھا کر باہر پھینکنے والی۔۔ اسے کوئی رائٹ نہیں ہے۔۔ آپ لوگوں کو ایکشن لینا چاہیے۔۔ نہیں تو میں آگے کمپلین کروں گی۔۔۔" اس نے کائنات کو ستائش سے دیکھا۔۔ وہ کافی غصہ تھی۔۔ پر وہ اپنے حق کے لیے لڑنا جانتی تھی۔۔ ایمان کو اپنائیت کا احساس ہوا۔۔

آخر کوئی تو آیا تھا اسکا ساتھ دینے۔۔ وہ دونوں مینجمنٹ کے ساتھ چلتی کمرے تک آئیں۔ کافی بار دستک دینے کے بعد یشما نے دروازہ کھولا۔۔

مس یشما گل۔۔۔رولز توڑنے پر آپ کو ریساہال سے نکالا جاتا ہے۔۔آج"
رات بارہ بجے تک یہ کمرہ خالی کر دیں۔۔۔"مینجمنٹ کے اتنے صاف نوٹس
پر ایمان حیران ہوئی۔

ایمان خاموشی سے الماری سے اپنا سامان نکالنے لگی۔۔

میں نے مجبور ہو کر یہ سب کیا ہے۔۔آپ کو اندازہ بھی نہیں ہے میں کس"
تکلیف سے گزری ہوں۔۔ شی از اے وچ۔۔اس نے جادو کیا ہے۔۔چوری
کرنے پر جو اسکی انسلٹ ہوئی تھی۔۔اس نے وہ بدلا لیا ہے مجھ سے۔۔۔"وہ
پھر سے چلائی۔

ایمان نے اپنا آر جے کا بیگ نکالا۔۔اور اسے سینے سے لگاتی یشما کی جانب
بڑھی۔۔وہ کب سے ایک ہی لفظ سن رہی تھی۔اب وہ تھک گئی تھی۔

پاکستان سے یہاں کر تم نے اپنا حلیہ تو بدل لیا۔۔ لیکن افسوس سوچ جادو ٹونے میں ہی اٹکی رہ گئی۔۔۔" وہ یشما کو دیکھتے کچھ اس انداز میں مسکرائی کہ یشما کو اپنی ریڑھ ہی ہڈی میں سنسناہٹ سی محسوس ہونے لگی۔

اس نے باقی سارا سامان نکالا۔۔ آدھا کائنات نے اٹھایا اور آدھا اس نے۔۔۔ پھر وہ خاموشی سے کمرے سے نکل آئی۔ مینجمنٹ اپنا کام کر کے جا چکی تھی۔۔۔ ان کے باہر نکلتے ہی یشما نے کوئی چیز اٹھا کر دروازے پر زور سے ماری۔۔ وہ اب چیخ رہی تھی۔۔ جانے کیا کیا اول فول بک رہی تھی۔۔ ایمان نے سننا ضروری نہیں سمجھا۔

✿••✿••✿••✿

کائنات کو کچھ سامان لینا تھا۔وہ ایمان کو لے کر باہر آگئی۔۔ ہلکی ہلکی سی بوندا باندی جاری تھی۔۔اس نے آرجے کا بیگ کندھے پر ڈال رکھا تھا۔۔اور وہ دونوں چھاتہ لے کر آئی تھیں۔کائنات نے اسے کہا تھا کہ آج سے وہ اپنی زندگی میں نئے موڑ کو شروع کرے۔۔یشما کا باب بند کر دے۔۔

اور اس نے ایسا ہی کیا تھا۔۔مارٹ کے پاس پہنچتے ہی کائنات رک گئی۔۔اسکی نظریں سامنے بہت بڑی اسکرین پر جمی تھیں۔

وہاں عبدل تھا۔۔وہاں کسی شو کی ریکارڈنگ چل رہی تھی۔۔یہ شو نئے بینڈز کے لیے منعقد کیا گیا تھا جہاں نئے گانے والوں کو اپنا آپ منوانے کا موقع دیا گیا تھا۔۔عبدل اور اس کے بینڈ نے تین گانے چنے تھے۔۔دو ہو چکے تھے اور یہ آخری تھا۔۔وہ عبدل کو دیکھ کر ساکت رہ گئی۔۔

اس نے تصور کیا کہ آرجے جب گاتا ہوگا تب یقیناً ایسا ہی لگتا ہوگا۔۔۔

اس نے آج سے پہلے عبدل کو اتنے ڈھنگ کے حلیے میں نہیں دیکھا تھا۔۔

اسکے بال پونی میں قید تھے۔۔لیکن بہت اچھے طریقے سے۔۔سفید سلک کی

شرٹ پر اس نے سیاہ کوٹ اور سیاہ ہی پینٹ پہن رکھی تھی۔۔ شرٹ کے بٹن آگے سے کھلے تھے۔۔۔ کوٹ کے کف اس نے فولڈ کر رکھے تھے۔۔۔ اسکے بازو کے ٹیٹو نمایا تھے۔۔

اس نے پہلی بار جانا تھا کہ وہ کتنا ہینڈسم تھا۔۔ اور اس وقت وہ 80 کی دہائی کا گانا گا رہا تھا۔۔ جو اسکا فیورٹ تھا۔۔ اسکے سامنے ہجوم تھا جو سننے آیا تھا وہ سب اندھیرے میں فون کی ٹارچ آن کیے ہوئے تھے، اور اسے دائیں بائیں لہراتے الگ سماں باندھ رہے تھے۔۔ عبدل سپاٹ لائٹ کی روشنی میں تھا۔۔ کیمرے نے جب اسکا کلوزاپ لیا اسکی گرے آنکھوں میں نمی کی لہر تھی۔۔۔ وہ روبی روبرٹسن کا فالن اینجل گا رہا تھا۔۔ کوئی ریپ نہیں تھا، کوئی ڈرم پیٹا نہیں جا رہا تھا۔۔ کوئی چیخنا چلانا نہیں تھا۔۔ صرف گٹار بج رہا تھا۔۔

Are you out there?

Can you hear me?

Can you see me in the dark?

وہ خود کو ولن کہتا تھا۔۔وہ خود کو فالن اینجل سمجھتا تھا۔۔وہ خود کو اندھیروں میں پاتا تھا۔۔

I don't believe it's all for nothing

It's not just written in the sand

Sometimes I thought you felt too much

ایمان کو لگا جیسے وہ اسے ہی ریکھ رہا ہو۔۔۔

And you crossed into the shadow land

And the river was overflown

And the sky was fiery red

اسے یاد آگیا۔۔جب پہلی بار عبدل اس سے ملا تھا اس نے یہی سوال پوچھا۔۔۔ Did it Hurt when yo fell from Heaven??

You gotta play the hand that's dealt ya
That's what the old man always said
Fallen angel

اسکا اپنی خوبصورت آواز میں فالن اینجل گانا کس قدر درد کناک تھا۔

If my eyes could see
You kneeling in the silver light
Fallin', fallin', fallin' down

Fallin', fallin' down

Fallin', fallin', fallin' down

Fallin', fallin' down

Fallin', fallin', fallin' down

Fallin', fallin' down

اگر جادو ایسا ہوتا ہے تو وہ اس جادو کے زیر اثر تھی۔۔۔ صرف وہی نہیں بلکہ کائنات بھی۔۔

ہینڈ سم لگ رہا ہوں نا۔۔۔" اسکے کان کے قریب کسی نے سرگوشی" کی۔۔۔وہ جیسے اچھل پڑی۔۔پلٹ کر دیکھا تو عبدل سامنے کھڑا تھا۔۔اسی حلیے میں جس میں وہ اسکرین پر نظر آ رہا تھا۔۔

چاروں جانب اب صرف عبدل کی پکار تھی۔۔اس نے ویلنیسا کو جیت لیا تھا۔۔۔ایمان اسے وہاں دیکھ کر حیران رہ گئی۔وہ کندھے پر گٹار لٹکائے کھڑا تھا۔۔اسے دیکھ کر ایمان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔۔

مجھے لگا تھا تم آؤ گی۔۔۔"وہ سیدھا اسکے پاس آیا تھا۔۔"

ادھر آؤ ادھر بیٹھو۔۔"اس نے ایمان کو کندھوں سے تھامتے پتھر کے" بینچ پر بٹھایا۔یہ بس اسٹاپ تھا جہاں ویٹنگ بینچ رکھا تھا۔اس نے چھاتے کو مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔۔وہ کسی بھی پل رو دیتی۔اسے ریسا ہال سے خبر مل چکی تھی کہ یشما نے اس کے ساتھ کیا کیا تھا۔وہ اسے بتانا چاہتی تھی اسکے ساتھ ساتھ کیا کیا ہوا۔۔لیکن وہ یہ بھی نہیں چاہتی تھی کہ عبدل اسے منحوس سمجھے۔

لڑکیوں کو اتنا خالص اتنا سچا نہیں ہونا چاہیے ایمانے۔۔" وہ گٹار اتار کر"
سائیڈ پر رکھا اسکے سامنے نیچے بیٹھ گیا۔۔اسکے لہجے میں بے بسی تھی۔۔ عجیب
سی بے بسی۔۔ایمان نے نا سمجھی کے عالم میں اسے دیکھا۔

ورنہ مجھ جیسے فالن اینجل کے دل میں اچھا بننے کی لگن جاگ اٹھتی"
ہے۔۔۔" وہ گھٹنوں کے بل بیٹھا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔وہ اس کے لیے بھلا
کیا تھی جو وہ یوں اس کے سامنے بیٹھا تھا۔؟؟

جبکہ میں گرا ہوا ہی رہنا چاہتا ہوں۔۔۔" اسکی گہری آنکھیں ایمان کی"
سیاہ آنکھوں سے ٹکرائیں۔۔ایمان نے پہلی بار ان آنکھوں درد دیکھا تھا۔۔
جانے وہ کیا چھپائے پھرتا تھا۔۔کائنات پتھر کا بت بنے یہ سب دیکھ رہی
تھی۔عبدل کے چہرے پر بارش کی ننھی ننھی بوندیں گر رہی تھیں۔۔جو
رات کے اس پہر موتیوں کی طرح چمک رہی تھیں۔

خیر تم نہیں آئی۔۔میں اب تم سے ناراض ہوں۔۔" وہ جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔وہ اپنے روپ میں واپس پلٹ چکا تھا۔

"مجھے یاد رہے گا کہ تم میرے بلانے پر بھی نہیں آئی۔۔۔اور دیکھنا ایک دن تم عبدل کو ڈھونڈو گی پر عبدل نہیں ملے گا۔۔" وہ خفا ہوا۔

"وہ میں اکیلی تھی اس لیے۔۔۔" اس نے جھوٹ بولنا چاہا پر زبان اٹک گئی۔ وہ بھی کھڑی ہو گئی۔۔عبدل نے اپنے گٹار کو اٹھایا اور اسکے بیگ کی زپ کھول کر اندر سے کچھ نکالا۔۔کائنات خاموشی سے مارٹ کے اندر چلی گئی۔وہ زیادہ دیر وہاں کھڑی نہیں رہ سکتی تھی۔

"یہ تمہارے لیے ہے۔۔۔" وہ سیاہ رنگ کا کچھ تھا۔ ایمان نے تھاما اور اسے کھول کر دیکھا تو وہ ایک ہڈی تھی۔۔

"یہ دیکھو۔۔۔" عبدل نے گھوم کر اسے اپنے سیاہ کوٹ کے پیچھے سفید رنگ میں لکھا فالن اینجل دیکھایا۔ جو اس نے ہڈی ایمان کو دی تھی اس پر صرف اینجل لکھا تھا۔۔

"تم بروکن اینجل نہیں ہو۔۔ خود کو کبھی بروکن اینجل مت کہنا۔۔۔ تم صرف اینجل ہو۔۔" وہ مسکرایا۔۔ وہ کبھی کبھی مسکراتا تھا۔۔ لاپرواہ سا عبدل پرواہ کرتا کتنا اچھا لگتا تھا۔

"مجھے اب جانا ہے۔۔۔ ہاں جلد ہی تم سے اچھے مارکس لانے کی خوشی میں کافی ضرور پیوں گا۔۔۔" وہ پہلی دو انگلیوں سے پیشانی کو چھوتے بائے کرتا

جا چکا تھا۔۔وہ چلتا رہا۔۔۔فالن اینجل گنگناتے ہوئے۔۔اسے اچانک کسی نے پہچان لیا تھا اور پھر ایمان نے ایک ہجوم کو اسکے ارد گرد اکٹھا ہوتے دیکھا۔۔

لوگ اسکے ساتھ سیلفی لینا چاہتے تھے۔۔ہجوم اتنا بڑھ گیا کہ وہ اسکی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔۔ایمان گہرا سانس لے کر اندر کی جانب بڑھ گئی۔

✿••✿••✿••✿

میڈم ایلف۔۔۔یہ جو لڑکا اک-ثر آپ کے پاس آتا ہے یہ کون ہے؟؟“”
یہ لڑکی جاب پر نئی آئی تھی۔۔

کون عبدل؟؟“ایلف چونکی۔”

"عبدل نام ہے اسکا؟" وہ کچھ پراڈکٹس کی لسٹ لے کر آئی تھی لیکن پھر وہاں بیٹھے لڑکے کو دیکھ کر چونک گئی۔۔وہ اکثر وہاں آتا تھا۔۔چائے یا کافی پیتا اور چلا جاتا۔۔

"نام میں کیا رکھا ہے۔۔تم بتاؤ کیا ہوا۔۔کچھ کہا اس نے۔۔۔؟؟" ایلف جانتی تھی وہ کبھی کسی سے بات نہیں کرتا تھا۔۔یہاں کام کرنے والے سارے سٹاف کو اسکا پتہ تھا۔۔سب نے ایسے ہی باری باری آ کر پوچھا تھا۔۔ یہ لڑکی نئی تھی اسی لیے پوچھ رہی تھی۔

"نہیں کچھ نہیں کہا۔۔بس تھوڑا عجیب ہے سا لگتا ہے۔۔۔" اسکی بات سن کر ایلف زیرلب مسکرائی۔

عجیب نہیں الگ ہے۔۔ باقیوں سے الگ۔۔۔اسی لیے باقیوں کو عجیب لگتا ہے۔۔۔" ایلف نے لسٹ چیک کرتے بتایا۔۔وہ ابھی یہیں بیٹھا تھا۔۔ اس کا فون یہیں رکھا تھا۔۔وہ فریش ہونے گیا تھا۔وہ لسٹ اٹھاتے ہوئے ایلف کمرے سے ملحقہ ہی موجود اسٹڈی میں چلی گئی۔

جبکہ وہ لڑکی اب تجسس بھری نظروں سے میز پر رکھے اس فون کو دیکھ رہی تھی۔۔۔اس نے کچھ سوچنے کے بعد آس پاس دیکھا کہ کوئی دیکھ تو نہیں رہا اور پھر فون اٹھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔۔ لیکن فون اٹھاتے ہی اسے اتنی زور کا جھٹکا لگا کہ اسکی چیخ ابھری۔۔ فون چھوٹ کر واپس میز پر گر گیا۔۔

سوری یو آر اے بروماۂڈ۔۔۔" فون سے روبوٹک آواز ابھری"

تھی۔۔۔لڑکی کے پسینے چھوٹ گئے۔وہ خوفزدی ہوتی وہاں سے بھاگ گئی۔۔

کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو اس نے فون کو الٹا پڑے پایا۔۔آفس میں کوئی بھی نہیں تھا۔۔اس نے فون اٹھایا۔۔اور مسکرادیا۔۔یقیناً اس کے فون کو کسی نے چھیڑا تھا۔۔۔اور چھیڑنے والے کو اسکی سزا مل چکی تھی۔

وہ اپنا فون ہڈی کی جیب میں ڈالتا، ہڈی کی کیپ کو سر پر اوڑھتا آفس سے باہر نکلا۔۔اور پھر سیٹی پر کوئی دھن بجاتا وہاں سے چلا گیا۔

✿••✿••✿••✿

وہ اب کیسی ہے؟؟"اگلی صبح ماثیل کا روز کو فون آیا تھا۔ایمان بری طرح" بخار میں تپ رہی تھی۔۔کچھ سر پر لگی چوٹ اور کچھ مائیگرین اور ٹینشن کی وجہ سے اسکا وجود اب اسکا ساتھ نہیں دے رہا تھا۔

یہ بات آپ کو اپنی دوست شنایا سے پوچھنی چاہیے۔۔۔" روز کا لہجہ نا" چاہتے ہوئے بھی سرد ہوا۔

کیا مطلب ؟؟ میں سمجھا نہیں۔۔۔" وہ واقعی کچھ نہیں جانتا تھا۔"

ہاسپٹل لے کر جا رہی ہوں اسے۔۔ آ کر دیکھ لیں۔۔" اس نے فون بند" کر دیا۔۔ دونوں اسے عزیز تھے۔۔ وہ دونوں کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی تھی۔

اس نے ایمان کو زبردستی ناشتہ کروایا۔۔ وہ غنودگی کی حالت میں تھی۔۔ وہ ہسپتال بھی نہیں جانا چاہتی تھی پر روز کے آگے اسکی نہیں چلی۔۔ روز اسے لے کر پاس کے کلینک آئی گئی۔۔ ڈاکٹر نے اسکی دوبارہ مرہم پٹی کی تھی۔۔ اسکا زخم دیکھنے میں چھوٹا تھا پر گہرا تھا۔۔ اس لیے اسے ساری رات درد ہوتا رہا۔۔ اور اسی درد کی وجہ سے اسے بخار ہوا تھا۔۔ ڈاکٹر نے اسے ڈرپ لگائی

تھی تاکہ اسکی توانائی بحال ہو۔وہ پوری رات نہ سونے کی وجہ سے اب گہری نیند کے زیر اثر تھی۔۔اسکے سر پر دوبارہ پٹی کی گئی تھی۔وہ اسکے پاس بیٹھی اسکے ہوش میں آنے کو انتظار کر رہی تھی،فون سننے وہ باہر آئی جب ماثیل بھاگتا ہوا وہاں آیا۔

کیا ہوا ایما کو وہ ٹھیک تو ہے نا؟؟" اسکی بے چینی اسکی پریشانی روز با آسانی" دیکھ سکتی تھی۔۔اس نے خود ہی اسے بلایا تھا تاکہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لے کہ ایمان خود اس وقت کس درد میں تھی۔اس نے کمرے کی جانب اشارہ کیا۔۔وہ تیزی سے کمرے کی جانب بڑھا۔۔سامنے بستر پر پڑے اسکے وجود کو دیکھ کر وہ ساکت ہوا۔

"یہ۔۔یہ سب کیسے ہوا؟؟" اسکی نظریں ابھی بھی اس جمی تھیں۔۔اسکا دل کیا وہ جا کر اسے چھوئے۔۔اسے ہاتھ لگا کر دیکھے وہ سانس لے رہی تھی؟؟پر وہ ایسا نہ کر پایا۔

"شنایا نے نہیں بتایا آپ کو؟؟" روز کا لہجہ طنزیہ تھا۔

"شنایا۔۔؟؟کیا مطلب۔۔؟؟" وہ اسکی جانب پلٹا۔

"ایما کے اس حال کی زمہدار وہی ہے۔۔جا کر پوچھ لیں۔۔۔" یہ سن کر ماثیل کو اپنے اندر کچھ ٹوٹتا پھوٹتا محسوس ہوا تھا۔۔اسکے جبڑے بھنچ گئے۔۔وہ الٹے قدموں واپس پلٹ گیا۔۔۔روز نے افسوس سے اسے جاتے دیکھا اور پھر ایمان کی جانب بڑھ گئی۔

دعوت گناہ

اس نے سوچا تھا جب وہ پڑھ لکھ کر کچھ بن جائے گی تو نانا ابو کی ساری رقم چکا دے گی۔۔۔ وہ رقم جو اس وقت وہ ایمان کی پڑھائی پر خرچ کر رہے تھے۔ وہ زمین جو نانا ابو نے سلمی بیگم کو دے دی تھی اس سے جو سالانہ پیسے آتے تھے وہ ایمان کی پڑھائی پر خرچ ہو رہے تھے۔۔ ایمان کو لگتا تھا اللہ نے اس کے لیے راستے آسان کیے ہیں۔۔ نانا ابو کو اس کی مدد کے لیے اللہ نے بھیجا ہے۔۔ پر یہ سب کچھ وقت کے لیے تھا۔۔

نانا ابو بیمار پڑ گئے پھر بہت سادی دعائیں، دوائیں اور علاج کچھ کام نہ آیا۔۔۔ وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔۔۔ اور ایمان کو لگا جیسے اللہ کے بعد جو انسان اس کے سر پر تھا اسے اللہ نے واپس لے لیا ہو۔۔۔ اور وہ بھری دنیا میں پھر سے اکیلی رہ گئی۔۔

سلمی بیگم کی حالت بری تھی۔۔۔ ایمان پاکستان نہ جا سکی البتہ وہ ذہنی طور پر بری طرح پریشان تھی۔۔۔ وقت کیسے گزر رہا تھا کچھ پتہ نہ چلا۔۔

اسکے دو مہینے کائنات کے ساتھ اچھے گزرے تھے۔۔اسے اب یشما کی پریشانی نہیں ہوتی تھی۔۔کچھ دن پہلے اس نے یشما کو ریسا ہال میں ہی دیکھا تھا۔۔لیکن اسے فرق نہ پڑا۔۔وہ جانتی تھی یشما یہاں سے جانے والی نہیں تھی۔۔وہ اب اپنے کمرے میں اکیلے رہتی تھی۔

کائنات اور وہ اکثر صبح ایک ساتھ یونیورسٹی جاتیں،اسکے بعد کائنات اپنی اکیڈمی چلی جاتی۔۔ایمان ابھی تک اکیڈمی کی فیس جوڑ نہیں پائی تھی۔۔وہ گھر سے بہت مناسب سے پیسے لیتی تھی جس میں اس کا مہینہ ہی گزرتا تھا۔۔وہ چاہتی تھی بس وقت کو پر لگے اور یہ اڑ جائے اسکی ڈگری پوری ہو جائے اور وہ جلدی سے کوئی جاب کرے۔۔اب اس کا دل پڑھائی میں اس طرح نہیں لگتا تھا جیسے وہ چاہتی تھی پر اسے یہ وقت گزارنا تھا۔۔

کوئی پوچھتا ایمان سے وہ اپنی زندگی سے کتنی بے زار تھی۔۔جو لوگ حد سے زیادہ سوچتے ہیں وہ کبھی خوش نہیں رہ پاتے۔۔اور اس کے ساتھ بھی یہی مسئلہ تھا۔

عبدل پچھلے دو مہینوں سے غائب تھا۔۔اس نے کوئی رابطہ نہیں کیا۔۔ ایک دن کائنات کے کہنے پر اس نے عبدل کا نمبر ملایا لیکن وہ بند جا رہا تھا۔۔ بڑے بڑے مشہور میوزک بینڈ اور پروڈیوسر اسے ڈھونڈ رہے تھے لیکن وہ کسی کو نہ ملا۔۔

”تمہیں ٹینشن نہیں ہوتی؟؟“ ایک دن کائنات نے اس سے پوچھ ہی لیا۔

”کیسی ٹینشن۔۔؟؟“

”یہی کہ عبدل کہاں غائب ہے۔۔۔وہ ٹھیک بھی ہے یا نہیں۔۔؟؟“

”میرا عبدل سے ایسا کوئی خاص رشتہ نہیں ہے کہ مجھے اسکی اتنی فکر ہو۔۔وہ اچھا ہے۔۔۔بہت اچھا ہے پر وہ اپنی مرضی کا مالک ہے۔۔۔جب اس کا دل ہو گا وہ واپس آجائے گا۔۔۔“ اس نے عام لہجے میں جواب دیا۔

کیا واقعی؟؟؟ تمہارا اس سے ایسا کوئی بھی رشتہ نہیں۔۔؟؟" وہ تھوڑا" حیران ہوئی۔ایمان نے تعجب سے اسے دیکھا۔

"ایسا کیوں لگا آپ کو کہ میرا اس سے کوئی خاص رشتہ ہے۔۔؟؟"

جب وہ تمہارے آس پاس ہوتا ہے تو اسے کچھ اور دکھائی ہی نہیں دیتا۔۔" میں جانتی ہوں تم ایسی نہیں ہو۔۔۔بس ایسے ہی پوچھ لیا۔۔۔کیونکہ پہلی بار عبدل نے کسی لڑکی کو اتنی اہمیت دی ہے۔۔سب کو یہی لگتا ہے تم اور عبدل ایک ساتھ ہو۔۔۔" یہ کائنات نے کیسا انکشاف کیا تھا۔۔وہ بتا کر نظریں چرا گئی۔۔پر ایمان کی نظریں اس پر ٹھہر گئیں۔اسکے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔کوئی اتنا بھی اچھا ہوتا۔۔کوئی کتنا بھی پرواہ کر لیتا۔۔پر وہ ایمان تھی۔۔اسے بے ایمان نہیں ہونا تھا۔۔

مجھے اس سے فرق نہیں پڑتا کہ عبدل یا باقی لوگ میرے بارے میں کیا" سوچتے ہیں البتہ میں جانتی ہوں کہ میرے دل میں کیا ہے۔۔۔اور میں مطمئن ہوں۔۔" وہ خود پر جلد قابو پاگئی۔۔۔کائنات نے ستائشی نظروں سے اسے دیکھا۔

تمہیں پتہ ہے ایمان کبھی کبھی مجھے لگتا ہے تم مجھ سے زیادہ مضبوط ہو۔۔۔" تم کبھی بھی ڈگمگا نہیں سکتی۔۔۔" جانے کیوں کائنات کی آنکھوں میں حزن اتر آیا۔۔۔وہ دونوں ایک ساتھ رہتی تھیں پر دونوں کبھی ایک دوسرے پر زیادہ نہیں کھلی تھیں۔۔۔وہ ایک ساتھ مارکیٹ چلی جاتی تھیں کبھی کافی پینے۔۔ کبھی خریداری کرنے پر دونوں نے کبھی ذاتی بات چیت نہیں کی تھی حالانکہ دونوں بہت سارے موضوعات پر گھنٹوں باتیں کرلیتی تھیں۔

نہیں ایسا نہیں ہے۔۔میں تو ایک کمزور بے بس انسان ہوں۔۔مجھے ڈگمگانے سے ڈر لگتا ہے۔۔۔میں یہ تصور نہیں کر سکتی کہ اگر میں کبھی ڈگمگا گئی تو کیا اسکے بعد میں زندہ رہ پاؤں گی۔۔۔؟؟" ایمان کی آنکھوں میں خوف اترا۔۔یہ تصور ہی اسے ڈرا دیتا تھا۔

اتنا مت ڈرا کرو۔۔کیونکہ ہمارا اڈراک۔ڈر ہمارے اندر سے نکلتا ہے۔۔۔" یہ میرا ذاتی تجربہ ہے۔۔" کائنات پھیکا سا مسکرائی۔اسکا ایم فل مکمل ہونے والا تھا۔۔یہ آخری سمیسٹر تھا۔۔اس کے بعد وہ واپس چلی جاتی۔۔اور ایمان اکثر سوچتی تھی کائنات کے جانے کے بعد اس کے ساتھ کون ہو گا؟؟ لیکن بس دور دور تک اندھیرا دکھائی دیتا تھا۔۔کوئی روشنی نہیں تھی۔۔کوئی سایہ نہیں تھا۔کوئی آہٹ نہیں تھی۔

✿••✿••✿••✿

''وہ تم نے ایمان کے ساتھ کیا کیا؟؟''شنایا دو دنوں سے ادھر ہی رہ رہی تھی وہ ماثیل کا پورا خیال رکھ رہی تھی۔۔ابھی وہ بنا بتائے کہیں گیا پر جب وہ واپس آیا تو غصے سے لال پیلا ہو چکا تھا۔

''وہی جس کے وہ لائق ہے۔۔''وہ جو سکون سے صوفے پر بیٹھی سیب کاٹ رہی تھی جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ماثیل کو کبھی کسی پر اتنا غصہ نہیں آیا تھا جتنا اس وقت اسے شنایا پر آرہا تھا۔وہ غصے سے مٹھیاں بھنچتا اس کے سامنے جا کھڑا ہوا۔۔شنایا اندر سے تھوڑا خوفزدہ ہوئی تھی لیکن وہ باہر سے مضبوط بنی رہی۔

''تمہاری دوستی مجھ تک ہے شنایا۔۔اسے مجھ تک ہی رکھو۔۔میں عورتوں پر ہاتھ نہیں اٹھاتا ورنہ تم سوچ بھی نہیں سکتی میں اس وقت کیسا محسوس کر رہا

ہوں۔۔‘‘اس کی آنکھوں سے شعلے ابھر رہے تھے۔۔۔جو شنایا کو جلا کر بھسم کرنا چاہتے تھے۔۔

آج ماثیل، صرف ایمان کی وجہ سے اس کے سامنے ایسے کھڑا تھا۔۔وہ کیسے برداشت کرتی۔

’’وہ تم سے محبت نہیں کرتی ہے۔۔آخر تمہیں سمجھ کیوں نہیں آتا۔۔‘‘وہ پوری وقت سے چلائی۔۔اس کی برداشت جواب دے گئی تھی۔

’’یہ تمہارا سر درد نہیں ہے شنایا۔۔۔یہ میرا ذاتی مسئلہ ہے تم اس سے دور رہو۔۔‘‘اس نے رخ پلٹ لیا۔۔شنایا کے لفظوں نے اسے پھر سے تکلیف کے سمندر میں دھکیل دیا تھا۔

جب رات کو تم موت کے منہ میں پہنچ گئے تھے تب تمہیں بچانے والی" میں تھی وہ ایما نہیں۔۔۔اس نے سب کے سامنے تمہارا تماشہ بنادیا تم پھر بھی اس کے نام کی مالا جپ رہے ہو۔۔وہ تمہیں اور تمہاری محبت کو ٹھکرا کر چلی گئی ہے ماثیل۔۔تم جان بوجھ کر بے وقوف کیوں بن رہے ہو۔۔۔؟؟وہ کسی اور سے محبت کرتی ہے تم نے اس کی آنکھوں میں نہیں دیکھا کیا۔۔؟؟"شنایا نے اسے بازو سے پکڑ کر جھٹکے سے اپنی جانب موڑا۔اسکی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔۔وہ بری نہیں تھی پر رقیب برا بنا دیتا ہے۔

"وہ مجھ سے محبت کرے گی۔۔۔اسے کرنا پڑے گی۔۔"وہ کتنا ضدی تھا یہ آج شنایا کو پتہ چلا تھا۔

"تمہیں چننا ہو گا۔۔۔میں یا ایما۔۔۔فیصلہ ابھی ہو گا۔۔۔"اسے خود پر کتنا گھمنڈ تھا۔ماثیل نے گہرا سانس فضا میں خارج کیا۔۔اس نے آنکھیں بند

کہیں تو سر پر پٹی بندھے بیڈ پر لیٹے وجود کا سراپا اس کے تصور کے پردے پر لہرایا۔ پھر اس نے آنکھیں کھولیں۔۔ سامنے شنایا تھی۔۔ وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔ پر شنایا کا دل لرز رہا تھا۔۔ کیا ہو گا اگر اس نے ایما کو چن لیا؟؟
نن۔۔ نہیں۔۔۔ اسے خود پر بھروسہ تھا۔۔ وہ ماثیل کی اکلوتی دوست تھی۔ ماثیل نے اسکا بازو پکڑا۔۔۔ شنایا کی جان میں جان آئی۔۔۔ لیکن اگلے ہی پل وہ اسے لے کر دروازے کی جانب بڑھا۔۔ اور پھر دروازہ کھول کر اسے باہر جانے کا اشارہ کیا۔

تم جا سکتی ہو۔۔۔۔ ''دل پر خنجر سے وار کرنے کی تکلیف کیا ہوتی ہے یہ'' کوئی شنایا سے پوچھتا۔ وہ بے یقینی سے ماثیل کو دیکھتی رہی۔۔ لیکن وہ پھر سے رخ موڑ چکا تھا۔۔ وہ خود کو کیسے کنڑول کر رہا تھا یہ وہ جانتا تھا۔۔۔ کیا بچا تھا شنایا کے پاس کچھ بھی نہیں۔۔

وہ منہ پر ہاتھ رکھتے وہاں سے بھاگی۔۔اس نے سوچا تھاوہ کبھی پلٹ کر نہیں آئے گی۔اس کے جانے کے بعد ماثیل نے دروازہ بند کر دیا۔۔اور شکستہ قدموں سے صوفے کی جانب بڑھ گیا۔سینے کی جلن بڑھتی جا رہی تھی کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

✿••✿••✿••✿

اسکے دوسرے سیمسٹر کے مڈز بھی ختم ہو گئے تھے۔۔۔وہ اس کے بعد یونیورسٹی کے کسی فنکشن کسی ایونٹ پر نہیں گئی۔۔۔وہ زیادہ وقت اپنے کمرے میں گزارتی تھی۔۔۔ڈھیروں کتابیں آس پاس پھیلائے وہ بس لکھنے میں مگن رہتی۔۔عبدل تین مہینے بعد واپس آیا تھا۔۔اسے دیکھ کر ایمان نے برا سا منہ بنایا۔وہ اس وقت لیب میں تھی۔

کیا ہوا ایمانے تم مجھ سے ناراض ہو؟؟" وہ نرم لہجے میں پوچھنے لگا۔"

"ناراض ان سے ہوا جاتا ہے جن سے کوئی رشتہ ہو۔۔۔" کتنا سرد لہجہ تھا
اس کا عبدل چونکا۔ وہ پریکٹیکل کی نوٹ بک اوپن کیے کچھ نوٹ کر رہی تھی۔

"مطلب میرا تم سے کوئی رشتہ نہیں ہے؟؟" عبدل نے سوال کیا۔

"کیا رشتہ ہے ہمارا؟؟" وہ بلا وجہ ہی روڈ ہو رہی تھی۔۔۔اسے کائنات کی باتیں آج بھی یاد تھیں۔۔۔اسے ڈر لگتا تھا کہ کہیں لوگ اسے غلط نہ سمجھیں۔۔۔

افففف یہ کردار کے اچھے لوگ۔۔۔ ہمیشہ ہی خوفزدہ رہتے ہیں۔۔۔اور وہ بھی اسی کنڈیشن میں تھی۔ اسی لیے وہ اب سوالیہ نگاہوں سے عبدل کی جانب تک رہی تھی۔ عبدل نے ان سیاہ آنکھوں میں سرد پن محسوس کیا۔

"کچھ رشتوں کے نام نہیں ہوتے۔۔کچھ رشتے احترام کے ہوتے ہیں

ایمانے۔۔۔اور عبدل دل سے ایمانے کی قدر کرتا ہے۔۔عبدل دل سے

ایمانے کی اچھائی کا احترام کرتا ہے۔۔۔"اس نے ایمان کی آنکھوں میں

دیکھتے جواب دیا۔۔ایمان کے سارے الفاظ اسکا ساتھ چھوڑ گئے۔

لیب میں موجود کچھ اسٹوڈنٹس انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔وہ اپنا سامان اٹھاتی

کلاس سے باہر جانے لگی۔

"کہیں تم یہ تو نہیں سوچ رہی کہ عبدل کا دل آگیا ہے تم پر۔۔؟؟اگر ایسا

سوچ رہی ہو تو تم بے وقوف ہو۔۔۔۔"اس نے قہقہہ لگایا۔۔انداز سراسر

مزاق اڑانے والا تھا۔۔وہ خفا ہو گئی۔۔اس نے عبدل کو گھورا۔عبدل نے

اس کے گھورنے پر سر سے پاؤں تک اسے دیکھا۔

"نن۔۔ناں۔۔تم میرے ٹائپ کی نہیں ہو۔۔"وہ ناک سکوڑتے بولا۔

"ویسے بھی میں اچھی لڑکیوں سے دور رہتا ہوں۔۔"

کیوں۔۔۔؟؟" وہ پوچھے بنا نہیں رہ سکی۔"

بھئی خدا سے یہ خاص کمٹمنٹ کر کے آتی ہیں۔۔ان کی بددعا گولی سے بھی" تیز لگتی ہے۔۔جانتی ہو ناہانی کی بددعا نے آرجے کو تباہ کر دیا تھا۔۔۔" وہ بولتے بولتے آخر میں سنجیدہ ہو گیا۔ہانی اور آرجے کے ذکر پر ایمان کی دھڑکن رکی۔

تم انہیں کیسے جانتے ہو؟؟" وہ اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔۔ جبکہ عبدل" ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

تم ویلنیسا کیوں آئی ہو؟؟" الٹا سوال آیا۔"

"پڑھنے۔۔۔"یک لفظی جواب دیا۔

"وہ تم کہیں بھی جاسکتی تھی۔۔۔۔پر ویلنیسیا ہی کیوں۔۔؟؟"وہ اب اسکی جانب متوجہ ہو چکا تھا۔

"ایڈمیشن ہی مجھے یہاں ملا۔۔۔"اس نے ایک اور جواب دیا۔وہ اپنی بات پر قائم رہنا چاہتی تھی۔

"وہ تو تمہیں کہیں اور بھی مل جاتا۔۔اگر تم کوشش کرتی۔۔پھر ویلنسیا ہی کیوں؟؟"اسکی سوئی اٹک چکی تھی۔ایمان نے اس بار کوئی جواب نہیں دیا۔

جسے تم ڈھونڈنے آئی ہو نا۔۔ جس کی تلاش میں آئی ہو۔۔ جسے تم ایک بار" ملنا چاہتی ہو۔۔ میں بھی اسی کے لیے آیا ہوں۔۔ میں بھی ایک بار اس سے ملنا چاہتا ہوں۔۔ کچھ سوال ہیں جن کا مجھے جواب چاہیے۔۔۔" اس کا اشارہ روحان جبیل کی طرف تھا۔۔ ایمان بے یقینی سے اسے دیکھتی رہی۔

کیا وہ سچ کہہ رہا تھا؟؟ وہ کون سے جواب تھے جو اسے روحان جبیل سے چاہیے تھے۔۔۔ گلا خشک ہوا تو وہ چہرے کا رخ موڑ گئی۔

جب وہ پاکستان میں تھی تب اس نے اڑتی اڑتی ایک خبر سنی تھی کہ ڈاکٹر روحان جبیل کو ویلنیسا میں دیکھا گیا تھا اور وہ اسی امید پر یہاں آگئی۔۔۔۔۔۔ کتنی پاگل تھی وہ۔

اس نے ٹھیک کیا تھا یا غلط یہ آنے والا وقت بتانے والا تھا۔

فی الوقت تو اسے عبدل اور آرجے کے درمیان جو کنیکشن تھا اس نے الجھن میں ڈال دیا تھا۔

✿••✿••✿••✿

"وائے ڈونٹ یو لو می؟؟" پورے ہفتے بعد ماثیل کا اسے میسج آیا تھا۔۔اس نے پڑھ کر نظر انداز کر دیا۔ وہ جانتی نہیں تھی یا پھر جان بوجھ کر انجان بن رہی تھی کہ ماثیل کس قرب سے گزر رہا تھا۔۔۔ کسی محبت کرنے والے کو ہی انکار کی تکلیف احساس ہوتا ہے۔۔۔اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔اس کے سر کا زخم اب ٹھیک ہو چکا تھا۔۔اس دن وہ اکیلے ہی کلینک آئی تھی۔۔ اسکی پٹی آج اتر چکی تھی۔۔ڈاکٹر نے ایک کریم دی تھی جو اسے زخم پر لگانی تھی۔۔

وہ واپس جانے کے لیے کلینک سے نکلی تو ماثیل اسکے سامنے کھڑا تھا۔۔۔

اس نے اب تک اگلا کورس شروع نہیں کیا تھا۔۔۔پورا ایک ہفتہ اس نے ایمان سے دور رہنے کی بہت کوشش کی تھی پر وہ اسے ہر جگہ تو محسوس ہوتی تھی۔۔وہ اسکے آفس میں جہاں بیٹھ کر وہ کام کرتی تھی کتنی بار گیا تھا۔۔وہ

اسکی خوشبو کو محسوس کرنا چاہتا تھا۔۔وہ اسے کبھی نماز پڑھتی دکھائی دیتی تو کبھی چائے پیتی۔۔ کبھی کسی اسٹوڈنٹ کے مسائل سنتی تو کبھی پول میں تیرتی بطخوں کی تصویریں بناتی۔۔وہ انسٹیٹیوٹ سے تو آگئی تھی پر اپنا نقش چھوڑ آئی تھی۔۔۔

سارے مجسمے جیسے اسی کی باتیں کرتے تھے۔وہ اسے دیکھ کر رک گئی۔

ہائے۔۔کیسی ہو؟؟" وہ کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتا اس تک آیا۔"

الحمداللہ میں ٹھیک ہوں۔۔" کتنا لیا دیا سا انداز تھا۔وہ اب کلینک سے نکل" کر پیدل ہی چل پڑی۔اسے بس اسٹاپ تک پیدل ہی جانا تھا۔

"ہم بات تو کر ہی سکتے ہیں نا۔۔جو بھی ہوا اسے بھول جاؤ۔۔اس سب کے لیے ایم سوری۔۔مجھے بنا پوچھے وہ سب نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔"وہ معذرت کرنے آیا تھا۔

"اٹس اوکے۔۔"دل اس نے توڑا تھا۔معافی اسے مانگنی تھی پر اس نے ماثیل کی معافی کو قبول کرلیا۔وہ ظالم ایسی ہی تھی۔۔۔اسی لیے وہ اس اسے پسند آئی تھی۔

"ہم چائے پی سکتے ہیں کہیں بیٹھ کر؟؟"یہ سوال نہیں تھا عرض تھی۔۔لیکن اس نے نہ سنی۔

"میں ذرا جلدی میں ہوں۔۔"سرد سا جواب سن کر وہ خاموش ہو گیا لیکن اس کے ساتھ ہی چلتا رہا۔

"بس ایک سوال کا جواب جاننا چاہتا ہوں۔۔" وہ رک گئی۔پلٹ کر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔جیسے کہہ رہی ہو جلدی پوچھیں۔

"مذہب کے علاوہ اور وہ کونسی وجہ ہے جو تمہیں مجھ سے دور رکھتی ہے؟؟ کیا تم کسی اور سے محبت کرتی ہو۔۔؟؟"

"میرے خیال سے مذہب کافی ہے۔۔۔اور جہاں تک بات ہے دوسرے سوال کی یہ میرے اختیار میں نہیں ہے۔۔کب کہاں کس سے محبت ہو جائے میں خود بھی نہیں جانتی۔۔۔اور اگر محبت ہو بھی گئی تو اسے خود تک ہی رکھوں گی۔۔"

اس نے صاف صاف جواب دیا۔

یہ تو ظلم ہے نا۔۔۔"ایمان اگر اس سے محبت کر بھی لیتی تو اسے نہ "

!بتاتی۔۔افسوس

ہر انسان کی اپنی چوائس ہوتی ہے مسٹر ماثیل کہ وہ محبت کو کیسے اور کہاں رکھتا"

"ہے اپنی زندگی میں۔۔۔

سب سے زیادہ محبت کس سے کرتی ہو؟؟"اگلا سوال حاضر تھا۔"

اپنی ماں سے۔۔۔"جواب سچ تھا۔"

اور سب سے زیادہ نفرت۔۔۔؟؟"وہ جلدی جلدی سب جان لینا چاہتا"

تھا۔

"اپنے باپ سے۔۔۔۔اور اپنے خاندان کے سارے مردوں سے۔۔۔"

زہر ہی زہر گھلا تھا اسکے لہجے میں۔۔۔وہ ساکت رہ گیا۔

کیا وہ کسی سے نفرت کر سکتی تھی؟؟؟ وہ بھی باپ جیسی ہستی سے۔۔اسے اب احساس ہوا تھا۔۔۔ایمان اکثر اپنی ماں کا ذکر کرتی تھی پر اس نے کبھی اس کے منہ پاپا کا لفظ نہیں سنا تھا۔

کوئی اپنے ڈیڈ سے نفرت کیسے کر سکتا ہے؟؟" وہ ابھی تک حیران تھا۔۔۔" کیا تھی وہ لڑکی۔۔پرت در پرت۔۔ تہہ در تہہ۔۔جانے کتنے روپ تھے اسکے۔۔جانے کتنی پرتیں تھیں جو ابھی کھلنی باقی تھیں۔

بالکل ٹھیک کہا مسٹر ماثیل آپ نے۔۔۔کوئی اپنے باپ سے نفرت نہیں" کر سکتا۔۔پر مجھے پتہ ہی نہیں ہے کہ باپ کیسا ہوتا ہے۔۔۔یہ رشتہ یہ

احساس کیسا ہوتا ہے۔۔۔ مم۔۔ میں۔۔"وہ بولتے بولتے چپ ہو گئی شدت جذبات سے اسکی آواز کانپ اٹھی۔ماثیل اسے بے یقینی سے دیکھ رہا تھا۔۔ اسکے وجود میں واضح لرزش تھی۔۔۔وہ کچھ لمحے کھڑی رہی اور پھر پلٹ گئی۔۔۔ تیز تیز قدم اٹھاتی وہ اس سے دور جا رہی تھی۔

✿••✿••✿••✿

وہ اپنے کمرے میں بیٹھی کیلکولیٹر اور پن کیے حساب لگا رہی تھی۔۔سارے ڈیوز اور مہینے کا خرچہ نکال کر اس نے باقی پیسے ٹوٹل کیے تو اب بھی اسکی قرآن اکیڈمی کی فیس پوری نہیں ہو پا رہی تھی۔فیس بالکل زیادہ نہیں تھی پر اس کے پاس بجٹ نہیں تھا۔۔اس نے پچھلے دو ماہ میں کوئی شاپنگ نہیں کی تھی۔ لیکن اکثر اوقات اسے کسی نہ کسی وجہ سے پیسوں کی ضرورت پڑ جاتی تھی جو وہ اکٹھے کرتی تھی وہی لگ جاتے تھے۔

اُفف۔۔۔ابھی بھی کم ہیں۔۔"اس نے فون سائیڈ پر پھینک دیا۔ کبھی" کبھی وہ خود سے اپنی زندگی سے تنگ آجاتی تھی۔۔اور بے اختیار کہہ دیتی کہ اللہ جی یا تو آپ میرے اندر اتنی جستجو پیدے نہ کرتے یا پھر مجھے پیسے کی کمی نہ دیتے۔۔میں پوری دنیا گھوم کر اپنی اس علم کی طلب کو پورا کر لیتی۔۔۔
اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اللہ سے اپنے خفا ہونے کی معافی بھی مانگ لیتی۔

پر ہم انسان نہیں جانتے کہ اللہ نے ہمارے راستے کس طرح سے آسان کیے ہوتے ہیں۔اس رات کائنات اکیڈمی سے آئی تو وہ بہت خوش تھی۔اس نے آتے ہی ایمان کو گلے لگا لیا۔۔۔یہ ایک عجیب سا احساس تھا۔۔وہ انسانوں سے دور کا رشتہ رکھتی تھی۔۔وہ سلمی بیگم اور میزو اور مہر بانو کے علاوہ کبھی کسی کے گلے نہیں لگی تھی۔۔یہ خوشگوار سا احساس تھا۔شاید کائنات کی اپنائیت کی انرجی کو اس کے جسم کے سیلز نے محسوس کر لیا تھا۔

"بہت بہت مبارک ہو۔۔۔" اس نے ایمان کو دیکھتے کہا۔۔ایمان نا سمجھی کے عالم میں اسے ہی دیکھتی رہی۔

"یور آر لکی۔۔اور تمہاری محنت رنگ لے آئی۔۔ تم جانتی ہو اکیڈمی نے آنلائن پبلش ہونے والے کالمز پر ریسرچ کی اور پہلے تین کالمز جو انہیں پسند آئے انہوں نے انکے رائٹرز کو اکیڈمی میں فری ایڈمیشن دینے کا اعلان کیا ہے۔۔۔"

یہ اتنی بڑی خبر تھی کہ ایمان سن ہو گئی۔

"قرآن اور سائنس کی چھڑی جنگ پر جو تم نے لکھا آج وہ ہمیں دکھایا جارہا تھا۔یقیناً تمہیں جلد ای میل آجائے گی۔۔ ہمارے پروفیسرز تمہارے لکھے کالموں سے بہت امپریس تھے۔۔"

لگن سچی ہو تو دروازے کھل ہی جاتے ہیں۔

ہنس دو پاگل۔۔۔‘‘اور پھر وہ مسکرا دی۔۔بے اختیار ہی آنکھوں میں نمی ابھر آئی۔

’’یااللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔۔‘‘اس نے آنسو صاف کرتے بے اختیار اللہ کا شکر ادا کیا۔تھوڑی دیر پہلے چھائی ساری کلفت ساری اداسی ختم ہو چکی تھی۔

✿••✿••✿••✿

کس کو چاہوں کہ
تیرے سحر کو کم تر کر دے۔۔۔

ماثیل پچھلے تین دنوں سے باہر نہیں نکلا تھا۔اسکا زیادہ تر وقت اسٹوڈیو میں گزر رہا تھا۔وہ جس ذہنی کیفیت اور اذیت سے گزر رہا تھا یہ صرف وہ جانتا

تھا۔۔اس وقت وہ مجسمے بنانے والے آمیزے میں ہاتھ ڈالے اسے کسی شکل میں لانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔اسکی داڑھی بڑھی ہوئی تھی۔۔بال بکھرے ہوئے تھے اور وہ خود بری طرح سے ٹوٹ چکا تھا۔۔

کیا ہو تم اُم ایمان ! کیوں میں تمہیں ایک مجسمے میں نہیں ڈال پا رہا۔۔"وہ" زور سے چلایا اور ٹھوکر مار کر میز کو دور گرا دیا۔۔وہ تھک گیا تھا۔۔پر وہ ہار نہیں مان سکتا تھا۔اسے لگا تھا وہ ایمان کا مجسمہ بنا لے گا تو شاید اس کے اندر کی اذیت کم ہو جائے گی۔۔پر تین دن کی لگاتار کوشش کے بعد بھی وہ ناکام رہا تھا۔۔

وہ بڑے بڑے مجسمے بنانے والے ماثیل دی بت ساز ایک عام لڑکی کو بت میں نہ ڈال سکا۔۔

آخر ایسا کیوں تھا؟؟ کیوں اس لڑکی کا وجود ماثیل کے وجود سے انکاری تھا۔۔

آخر کون تھا ان دونوں کے درمیان۔۔۔

میں نہیں تو کون ؟؟ کون چاہ سکتا ہے میرے علاوہ اسے اتنا۔۔" وہ پھر "

سے چلایا۔

اس نے پاس رکھے ٹاول سے ہاتھ صاف کیے اور پھر سگریٹ کی ڈبی اٹھا کر اس میں سے سگریٹ نکالی اور لائٹر سے سگریٹ جلانے کے بعد لائٹر کو دور پھینک دیا۔ پھر اس نے اکاروس کے مجسمے کی جانب دیکھا۔۔

میں اسے لے کر اس دنیا سے اڑ جانا چاہتا ہوں۔۔۔ کہیں دور جانا چاہتا ہوں "

" پر افسوس یہ میرے بس میں نہیں ہے۔۔

وہ خود حیران تھا۔۔اسکی ساری مجسمہ گری دھری کی دھری رہ گئی تھی۔۔۔۔

وہ اسے آرٹ کہتا تھا۔۔ پھر وہ اس آرٹ میں فیل ہو گیا تھا۔۔کیسے آرٹسٹ

تھا وہ ؟؟

وہ اسی کشمکش میں سگریٹ پھونکے جا رہا تھا جب اس کا فون بجنے لگا۔۔ کوئی انجان نمبر تھا۔۔اس نے فون نہیں اٹھایا۔۔ لیکن فون کرنے والا بھی ڈھیٹ تھا۔۔ فون بجتا رہا۔ تنگ آ کر اسے فون اٹھانے پڑا۔

"میں جانتی ہوں محبت میں ٹھکرایا مرد بھر بھری ریت کی مانند بکھر جاتا ہے۔۔ میں آپ کو سمیٹ لوں گی۔۔ بس مجھے موقع دیجیے۔۔۔" کسی عورت کی آواز تھی۔

"کون؟؟" اسکے چہرے کے نقوش تن گئے۔

"میں اڈریس اور لوکیشن سینڈ کر رہی ہوں جب آپ کا دل چاہے آپ میرے پاس آ سکتے ہیں۔۔۔ یقین کریں سب بھول جائیں گے۔۔ ایما کو

بھی۔۔۔''زندگی میں پہلی بار اسے کسی عورت کی دعوت گناہ بری لگی تھی۔
فون بند ہو چکا تھا۔اور اسکا دماغ مزید الٹ گیا۔

کچھ دیر بعد اسے میسجز وصول ہو گئے۔۔وہ عورت اور کوئی نہیں اسکی ایک
اسٹوڈنٹ تھی۔۔وہ شادی شدہ تھی۔پھر بھی اسے بلا رہی تھی۔

اسے ایمان بے اختیار یاد آئی۔۔۔ماثیل کا خود کا ماننا تھا کہ کسی بھی صورت
اپنے پارٹنر کو دھوکا نہیں دینا چاہیے۔۔۔پر یہاں دھوکا وہ عورت دے رہی
تھی۔۔ماثیل کو اس سے کوئی غرض نہیں تھی۔

وہ کچھ دیر اسی حالت میں بیٹھا سوچتا رہا۔۔اور جب سگریٹ کے دھویں کہ
وجہ سے اسے سانس لینے میں مشکل ہونے لگی تو اس نے سگریٹ پھینک
دیا۔۔۔

وہ جا سکتا تھا۔۔اسے کوئی روکنے والا نہیں تھا کوئی پوچھنے والا نہیں تھا۔۔پر وہ
جا نہیں سکتا تھا۔۔وہ اس کے قدم باندھ چکی تھی۔۔اس کا خالص پن اب

ماثیل کے پیروں کی زنجیر بن چکا تھا۔۔۔وہ کچھ دیر سوچتا رہا اور پھر اس نے ایمان کا نمبر ملا دیا۔۔

کیوں نا اسکا سکون برباد کیا جائے جو ماثیل اس تکلیف کی وجہ تھی۔رنگ ہو رہی تھی پر ایمان فون نہیں اٹھا رہی تھی۔

✿••✿••✿••✿

وہ خوش تھی بہت خوش۔۔۔اور اسی خوشی میں جب عبدل نے اسے فون کر کے کافی کا پوچھا تو وہ منع نہیں کر پائی۔۔

کہاں جا رہی ہو؟؟“اسے شوز پہنتے دیکھ کر پہلی بار کائنات نے پوچھا تھا۔۔”

عبدل کا فون آیا تھا۔۔اسی لیے وہ پوچھے بنا نہیں رہ پائی۔

کافی پینے۔۔۔عبدل انتظار کر رہا ہے۔۔۔"وہ شوز لیسز باندھتی اسے بتانے لگی۔۔۔"تم بھی چلو ساتھ اگر تمہیں برا نہ لگے۔۔۔"اس نے کائنات کی جانب دیکھا۔

"اور عبدل؟؟اس کو برا لگا تو۔۔"کائنات نے خدشہ ظاہر کیا۔

"ارے اس کو چھوڑو۔۔وہ ویسے بھی اچھی لڑکیوں سے دور رہتا ہے۔۔چلو آؤ آج اسے تنگ کرتے ہیں۔۔"ایمان کو شرارت سوجھی۔کائنات اسکی بات سن کر مسکرا دی۔

اور پھر کچھ دیر بعد وہ دونوں تیار ہو کر پر جوش سی عبدل کے حالت خراب کرنے جا رہی تھیں۔

✿••✿••✿••✿

باس مسٹر ادھم کی حالت میں جو سدھار آیا تھا وہ پھر سے بگڑنے لگا"

ہے۔۔۔وہ لڑکی جس سے وہ محبت کرتا ہے وہ لڑکی اسے ریجیکٹ کر چکی

ہے۔۔۔"فون ابھرنے والی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔کال لینڈ لائن

نمبر پر کی گئی تھی۔۔۔۔اسپیکر آن تھا۔وہ چند فائلیں سامنے پھیلائے ان پر

جھکا ہوا کچھ ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔پر یہ بات سنتے ہی وہ سیدھا ہو بیٹھا۔

ایسی کون سی ل-ڑکی ہے جس نے مسٹر ماثیل کو ریجیکٹ کر دیا۔۔؟؟"وہ"

تھوڑا حیران ہوا۔

آپ کہیں تو میں لڑکی تصویریں بھیج دیتا ہوں۔۔پر لڑکی نے صاف صاف"

"منع کر دیا ہے۔۔وہ باقیوں سے تھوڑی مختلف ہے۔۔

”ٹھیک ہے تم ان پر نظر رکھو۔۔ماثیل بہت بڑی چیز ہے۔۔۔وہ کسی صورت اپنی پسند کی عورت کو ہاتھ سے جانے نہیں دے گا۔۔وہ اسے منا لے گا۔۔“ اسے پورا یقین تھا۔

”باس مجھے بھی پوری امید ہے اگر یہ لڑکی مسٹر ادھم کی زندگی میں آتی ہے تو اس کے سدھرنے کے چانسز نوے فیصد ہیں۔۔“ یہ بات سنتے ہی اس نے فائل بند کر دی۔

”تو پھر ایسے حالات پیدا کر دو کہ اسے آنا ہی پڑے۔۔۔۔“ لہجہ کتنا سرد تھا۔۔جیسے انسانوں کو کٹھ پتلیوں کی نچانا اسکا پرانا مشغلہ ہو۔

”کر دیا ہے۔۔۔۔یقیناً اب کچھ تو بدلاؤ آئے گا۔۔“ فون کرنے والے نے اطلاع دی۔

ویری گڈ۔۔۔"اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتا اس کا موبائل فون بلنک کرنا شروع ہو گیا تھا۔۔۔

نمبر دیکھا تو دائمہ کا نام چمک رہا تھا۔۔اسے فون کرنے والے نے تصویریں بھیج دی تھیں پر اسے لڑکی کو دیکھنے میں ذرا بھی دلچسپی نہیں تھی۔۔

فون بجتا رہا پر اس نے نہ اٹھایا اور نہ اس نے ای میل کھول کر اس لڑکی کا چہرہ دیکھا جو ماثیل کی دنیا بن چکا تھا۔

فون بج بج کر خود ہی بند ہو گیا۔۔اس نے اٹھانے کی زحمت نہ کی۔۔وہ کسی پرانی فائل کو کھولے، جانے اس میں سے کیا کھوج رہا تھا۔

✿••✿••✿••✿

"مسٹر ماثیل کیا مجھے آپ کو کچھ اور کلیئر کرنے کی ضرورت ہے؟؟"وہ فون اٹھاتے ہی دبے دبے غصے سے بولی۔

"مجھے ایک شادی شدہ عورت نے آج کی رات اپنے پاس گزارنے کی دعوت دی ہے۔۔۔ تم بتاؤ میں جاؤں یا نا۔۔۔؟؟"اس نے دوٹوک بات کی۔یہ سنتے ہی ایمان کا دماغ گھوما۔

"کیا بکواس کر رہے ہیں آپ؟؟"

"تمہارے لیے بکواس ہو گی۔۔میرے لیے دعوت ہے۔۔اور میں اجازت تم سے مانگنے آیا ہوں۔۔"

عجیب پاگل آدمی تھا۔۔ایمان خاموش ہو گئی۔۔اتنا تو وہ جانتی تھی ماثیل جھوٹ نہیں بولتا تھا۔۔پر یہ سب وہ اسے کیوں بتا رہا تھا۔

رات آپ نے گزارنی ہے۔۔اجازت مجھ سے کیوں مانگ رہے ہیں۔۔"

"آپ کی مرضی ہے آپ جو چاہیں کریں۔۔۔

بس تم سے اجازت چاہیے۔۔۔"اس نے اپنے الفاظ دہرائے۔"

میں آپ کی کیا لگتی ہوں جو آپ اس گناہ کی اجازت مجھ سے مانگ رہے ہیں۔۔؟؟"وہ اپنے غصے پر قابو نہ رکھ پائی۔۔ماثیل نے کبھی اس کو اتنی بلند آواز میں بات کرتے نہیں سنا تھا۔یقیناً اسے برا لگا تھا۔

تم وہی ہو جس نے مجھے اپنے سحر میں قید رکھا ہے۔جس کے وجود نے میرے پاؤں میں ایسی زنجیریں ڈال دی ہیں کہ میں کہیں جا ہی نہیں سکتا۔۔۔"

دونوں جانب خاموشی چھا گئی۔۔ایمان کے پاس الفاظ نہیں بچے تھے۔۔وہ اسکی بات کا کیا جواب دیتی۔

جب میں قیدی تمہارا ہوں تو اجازت بھی تمہیں ہی دینی ہو گی۔۔۔" وہ" اسکی خاموشی برداشت نہیں کر پایا۔

آپ جا سکتے ہیں۔۔ جسکے ساتھ چاہیں، جتنی چاہیں راتیں گزار سکتے" ہیں۔۔" اس نے اپنی جان چھڑانا چاہی۔

سوچ لو۔۔۔اگر تمہارے خدا نے کل کو تم سے پوچھ لیا کہ ادھم کو گناہ" کرنے کیوں جانے دیا تو کیا جواب دو گی۔۔۔؟؟"
اس کی بات سنتے ہی وہ تلملا کر رہ گئی۔۔ماثیل نے اس کی کمزوری پکڑ لی تھی۔

"آپ کے نزدیک یہ سب گناہ نہیں ہے۔۔آپ جا سکتے ہیں۔۔"

لیکن تمہارے نزدیک تو ہے نا۔۔۔تم کیسے جانے دے سکتی ہو۔۔۔؟؟""

وہ حیران تھا۔

ادھم پلیز۔۔۔" وہ احتجاجاً چلائی۔"

تمہارے پاس چوبیس گھنٹوں کا وقت ہے۔۔۔میں تمہارے جواب کا انتظار"
"کروں گا۔۔

وہ اسے نئی مصیبت میں ڈال کر خود فون بند کر چکا تھا۔آخر وہ اکیلا کیوں
!!تڑپے۔۔۔کچھ تو اس دشمن جان کو بھی تڑپنا چاہیے تھا۔۔

✿••✿••✿••✿

”یہ پاگل ہو گئے ہیں ان کا دماغ الٹ ہو گیا ہے۔۔“ ایمان اپنا فون دیکھ کر بڑبڑائی۔ جبکہ ماثیل کو لگا اسکی بڑی مشکل آسان ہو گئی ہو۔۔

”میں نے پہلے ہی کہا تھا روز سے۔۔ یہ انسان پاگل ہے۔۔۔“ ایمان جھنجھلا گئی۔ ”جدھر جانا ہے جائے بھئی۔۔ مجھے کیوں تنگ کر رہا ہے۔۔“ اس نے فون سائیڈ پر پھینکا اور اپنے لیپ ٹاپ پر فوکس کرنے کی کوشش کی۔۔ لیکن اس کے دماغ میں ماثیل کی باتیں گردش کرنے لگی تھیں۔

”دیکھنا تم لوگ۔۔۔ اسے اپنی ضد چھوڑنی پڑے گی۔۔“ وہ اپنے مجسموں کی جانب دیکھتا انہیں یقین دلانے لگا۔ اسٹوڈیو میں سرگوشیاں سی پھیل گئیں۔

”اگر اُس نے اجازت دے دی تو؟؟“

''اگر اُس نے نہ دی؟؟''

''کیا ماثیل کسی اور لڑکی کے پاس جا سکتا ہے؟؟ ''

''اگر وہ چلا گیا تو۔۔۔؟؟''

مجسموں میں بحث چھڑ گئی تھی جبکہ ماثیل سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اسٹوڈیو سے باہر نکل گیا۔

✿••✿••✿••✿

عبدل اس وقت ریساہال کے باہر کھڑا ایمان کا انتظار کر رہا تھا۔۔سب یہاں اب عبدل کو ستائشی نظروں سے دیکھتے تھے پر کسی کی اتنی ہمت نہیں ہوتی تھی کہ وہ عبدل کے پاس جائے۔۔۔

وہ آج بھی ویسا ہی منہ پھٹ تھا۔ویسا ہی بد دماغ اور بد تمیز۔۔۔عبدل نے جیسا ہی کائنات کو ایمان کے ساتھ دیکھا وہ چونک کر سیدھا ہوا اور تعجب سے ایمان کو دیکھنے لگا۔۔۔اسے اس وقت ایمان کے ساتھ کائنات کی توقع نہیں تھی۔اس نے آگے پیچھے پلٹ کر چاروں جانب دیکھا۔۔وہاں کوئی اور کسی کا منتظر نہیں آیا۔۔

وہ دونوں قدم قدم چلتے اُسکے قریب آئیں۔

ہائے عبدل۔۔ان سے ملو یہ کائنات ہے۔۔"اس نے مسکرا کر کائنات کو" عبدل سے ملوایا۔

آئی نو ہر۔۔ یہ میری کلاس فیلو ہے۔۔" یہ سن کر ایمان نے پھٹی پھٹی "نگاہوں سے پہلے عبدل کو اور پھر کائنات کو دیکھا۔۔ وہ نقاب میں ملبوس کائنات کے چہرے کے تاثرت نہ دیکھ پائی۔ کائنات نے کبھی اسے نہیں بتایا تھا کہ عبدل اس کا کلاس فیلو ہے وہ ہمیشہ اس سے ایسے ہی عبدل کے بارے میں پوچھتی تھی جیسے وہ اسے بالکل نہ جانتی ہو۔

"آ۔۔آپ۔۔۔مجھے جانتے ہیں؟؟" وہ براہ راست عبدل سے مخاطب ہوئی۔

"آپ کو کون نہیں جانتا ہو گا مس کائنات ملک۔۔۔ایک ہی لڑکی پورے ڈیپارٹمنٹ تو کیا پوری یونیورسٹی میں ایسی ہے جو پردہ کرتی ہے۔ ظاہر سی بات ہے لوگ آپ کو جانتے ہی ہیں۔۔" اس نے پہلی بار عبدل کو خود سے مخاطب پایا تھا۔ کائنات حیران تھی۔۔ جبکہ ایمان کو ان دونوں پر غصہ آرہا

تھا۔۔نہ عبدل نے کبھی ذکر کیا تھا نہ ہی کائنات نے۔۔اور وہ آسانی سے بے وقوف بن گئی تھی۔

تم اسے کیوں ساتھ لائی ہو ایمان نے۔۔تم جانتی ہو میں اچھی لڑکیوں سے دور رہتا ہوں۔۔؟؟" وہ چلنے لگے تو عبدل نے جھکتے ہوئے سرگوشی کی۔۔۔ایمان درمیان میں تھی اس کی ایک جانب عبدل تھا اور دوسری جانب کائنات۔۔

اسی لیے لائی ہوں۔۔" وہ شرارت سے مسکرائی۔۔کائنات باآسانی دونوں کی سرگوشیاں سن رہی تھی لیکن وہ خاموشی سے چلتی رہی۔

”میں پہلے بتا رہا ہوں میں کسی کا بل پے نہیں کروں گا۔۔سب کو اپنا اپنا خود پے کرنا ہو گا۔۔“وہ تیزی سے دو قدم چلتا ان کے سامنے آیا اور الٹے قدموں چلتا ہاتھ اٹھا کر زور سے اعلان کیا۔

”تو ٹھیک ہے ہم واپس چلے جاتے ہیں۔۔“ایمان رک گئی۔اس نے کائنات کا ہاتھ پکڑا اور واپس مڑنا چاہا ہی تھا جب کائنات گویا ہوئی۔

”آپ کو پتہ ہے آج ایمان بہت خوش ہے اس کا اکیڈمی میں ایڈمیشن ہوا ہے۔۔اس نے سکالرشپ حاصل کی ہے۔۔“ایمان نے گھور کر اسے دیکھا۔۔

”میرے خیال سے آج کی کافی تم پلا رہی ہو۔۔“کائنات اس کی جانب متوجہ ہوئی۔۔جبکہ ایمان اسکے یوں ٹیم بدل لینے پر حیران ہوئی۔

"واؤ۔۔۔" عبدل کے منہ سے بے اختیار پھسلا۔۔۔۔۔

"ایمانے کو میں اتنے سستے میں جانے نہیں دے سکتا۔۔ کافی کا بل سب خود پے کریں گے اپنا اپنا اور ایمانے تم سے میں ہیوی ٹریٹ لوں گا جب میرا دل کرے گا۔۔" وہ سڑک کے درمیان کھڑا اسے اپنا فیصلہ سنا رہا تھا۔۔ کائنات نے پہلی بار عبدل کو اتنا زیادہ اور اتنی تمیز سے بولتے سنا تھا۔

"میں کائنات کا بل پے کر دوں گی تم اپنا خود دو گے۔۔" وہ پھر سے چل پڑی۔۔۔ اب ایمان کی بجائے کائنات نے اسکا ہاتھ تھام رکھا۔۔ اسکی گرفت تیز تھی۔۔ پر ایمان اسکی لرزش محسوس نہ کر پائی۔

"یہ چیٹنگ ہے۔۔" وہ احتجاجاً چلایا۔۔

تو ٹھیک ہے ہم واپس چلے جاتے ہیں۔۔" وہ پھر سے رک گئی۔ صاف "
ظاہر تھا۔۔ وہ عبدل کو تنگ کرنے کا پکا ارادہ کر کے آئی تھی۔

اوکے اوکے۔۔۔" اس نے ہاتھ کھڑے کر دیے۔۔۔ وہ ایمان سے کہاں "
جیت سکتا تھا۔۔ ایمان کے کندھے چوڑے ہو گئے۔۔ اس نے فخریہ
مسکراہٹ سے کائنات کو دیکھا۔۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرا دی۔
کون جانتا تھا کہ ایم فل اور ماسٹرز کرنے والے اسٹوڈنٹس جو بچوں کی طرح
لڑتے جھگڑتے رات کے اس پہر کافی پینے جا رہے تھے، آج کی رات ان کی
زندگی میں کونسا نیا باب لانے والی تھی۔

✿••✿••✿••✿

میرا دل کر رہا ہے میں اس ماثیل کا گلا دبا دوں۔۔ سیریسلی۔۔اسے لگتا ہے مجھے فرق پڑے گا وہ کیا کرتا پھرتا ہے کیا نہیں۔۔" وہ لاؤنج میں تیزی سے آگے پیچھے چکر کاٹ رہی تھی۔۔اس وقت ایمان کا پارہ ساتویں آسمان پر تھا۔ بے بی پنک کلر کا نائٹ سوٹ پہنے وہ الجھے ہوئے بال لیے خود بھی الجھی ہوئی تھی۔۔ وہ خفا خفا سی روز کو بہت پیاری لگ رہی تھی۔اسکی شرٹ پر پانڈہ بنا تھا۔۔ وہ تھک کر کمر پر ہاتھ کر کھڑی ہو جاتی بڑ بڑانے لگتی اور پھر چکر کاٹنے لگ جاتی۔ جبکہ روز صوفے پالتی مارے بیٹھی، پر شوق نگاہوں سے ایمان کا لال بھبھو کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔۔ واقعی اگر ماثیل اس وقت اس کے سامنے ہوتا تو وہ اس کا گلا دبا کر مار ڈالتی۔

"اسے لگتا ہے وہ آزاد ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے تو کرے نا۔۔ مجھے کیوں گنہگار بنا رہا ہے۔۔" اس کے چکر رک ہی نہیں رہے تھے۔

"میں بتا رہی ہوں اگر مجھے ایک قتل جائز ہوتا میں اس ماثیل کو سب سے پہلے دنیا سے اڑاتی۔۔۔"

روز اس کے غصے پر زیر لب مسکرائی۔۔وہ کب سے اپنی ہنسی روکنے کی کوشش کیے جا رہی تھی۔

"ہی از سو۔۔۔سو۔۔۔"اسے کہنے کو الفاظ نہ ملے وہ رک گئی۔

"وہ مرتا ہے تم پر۔۔۔"بالآخر روز بول پڑی۔۔۔الفاظ ایسے تھے کہ ایمان کی بلاوجہ سے ہی دھڑکن تیز ہو گئی۔وہ رک گئی۔چہرے پر سرخ رنگ آ کر گزر گیا۔

"ہاں تو مر جائے نا۔۔مجھے کیوں پریشان کیا ہوا ہے۔۔"وہ اب چہرے پر دونوں ہاتھ رکھتی خود کو ریلیکس کرنے لگی۔

"مر تو گیا ہے اور کیسے مرا جاتا ہے؟؟ ایک شخص جس نے اپنا سب کچھ تمہارے قدموں میں رکھ دیا ہو، جسے تم نے ٹھکرا دیا، وہ آزاد ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے لیکن پھر بھی وہ تمہارے پاس آیا ہے تم سے اجازت مانگنے۔۔۔ اسکی سچائی کا اس سے بڑا اعتراف کیا ہو گا۔۔؟؟" روزنا چاہتے ہوئے بھی ماثیل کی محبت کو نظرانداز نہیں کر پاتی تھی۔

"لیکن مجھے نہیں بنانا کسی کو اپنا قیدی۔۔" وہ تھک کر صوفے پر بیٹھ گئی۔

"بھئی میں تو چلی سونے۔۔۔ رات کا ایک بج چکا ہے۔۔ مجھے آئی ہے نیند۔۔ تم سوچو اور سوچو۔۔ کہ کیا کرنا ہے۔۔" روزا انگڑائی لیتے اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ ابھی تک اپنی ہنسی چھپائے بیٹھی تھی۔ ایمان کی نظروں نے کمرے تک اس کا پیچھا کیا۔

گڈ نائٹ سویٹ ڈریمز۔۔۔" روز نے شرارت سے کہتے دروازہ بند" کرلیا۔۔۔اور تبھی ایمان کو ماثیل کا میسج ملا۔

میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔۔" وہ میسج پڑھتے ہی غصے سے اٹھی اور" صوفے کو زوردار ٹھوکر ماری۔اور پھر غصے سے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔اندر داخل ہوتے ہی اس نے دروازہ زور سے دے مارا۔یہ غصے کا واضح اظہا تھا جو اس نے پہلی بار ایسے کیا تھا۔آواز سن کر روز نے اپنے کمرے کا دروازہ کھلا۔۔لاؤنج خالی تھا۔۔اور اسکا ہنسی کا فوارہ ابھرا۔۔وہ کتنی دیر ہنستی رہی۔۔اسے ایمان کی حالت لطف دے رہی تھی۔

✿••✿••✿••✿

آپ مت جائیں۔۔۔"رات کے تین بجے ماثیل کو اسکا میسج ملا تھا۔۔اس کے لبوں پر دلکش مسکان ابھری۔۔۔یوں لگا جیسے سارے زخم بھر گئے ہوں۔۔سارے زخم مندمل ہو گئے ہوں۔۔۔جیسے کبھی کوئی دکھ آیا ہی نہ ہو۔وہ خود بھی جاگ رہا تھا۔۔وہ کیسے سو سکتا تھا؟؟؟اسے ایمان کے جواب کا شدت سے انتظار تھا۔۔

خوشی کیسی ہوتی ہے یہ آج کافی سالوں بعد اس نے محسوس کی تھی۔۔اپنے من چاہے انسان کی طرف سے ملا ایک حکم! وہ اس حکم پر سب کچھ اس لڑکی کے قدموں میں رکھ سکتا تھا۔

"اور بدلے میں مجھے کیا ملے گا۔۔؟؟"اس نے تیزی سے ٹائپ کیا۔۔

شدت جذبات سے اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔

"اب کیا میری جان چاہیے۔۔؟؟" ماثیل کے تصور میں اس کا غصے سے سرخ چہرہ ابھرا۔

"مل جاتی تو اچھا تھا۔۔ لیکن بس ایک کپ چائے۔۔" کتنا ڈھیٹ تھا وہ۔۔

"میں مصروف ہوں آج کل ہوں۔۔۔" وہ جانتا تھا کچھ ایسا ہی جواب آئے گا۔

"تو جس نے مجھے بلایا ہے میں وہاں چلا جاتا ہوں یقیناً وہ چائے تو پلا ہی دے گی۔۔"

"تو جائیں نا۔۔ دیر کس بات کی ہے۔۔" وہ پھر سے اکڑ گئی۔

لیکن پھر میں سوچتا ہوں میری وجہ سے تمہارا خدا تم سے ناراض ہو گیا"

تو؟؟" وہ مشکل سے ہاتھ آئی تھی۔۔ماثیل جیسے سارے بدلے لینے کے موڈ

میں تھا۔

آپ نے اجازت چاہی میں نے منع کر دیا۔۔۔مزید میں کچھ نہیں کر سکتی"

"مسٹر ماثیل۔۔۔

وہ بنا کوئی جواب دیے لیٹ گیا۔۔۔وہ اسے مزید بے چین کرنا چاہتا تھا۔۔وہ

چاہتا تھا ایمان اسے سوچے۔۔۔اسے توجہ دے۔۔۔وہ اسے لے کر بے چین

ہو۔۔

اتنے دنوں میں اسے ایک بار بھی شنایا کا خیال نہیں آیا تھا۔۔۔بھلا محبوب

سے بڑھ کر دنیا میں کوئی اور انسان عزیز ہوا ہے کبھی؟؟ ناں۔۔۔کبھی

نہیں۔۔۔

✿••✿••✿••✿

"میں نے سنا ہے آپ اچھی لڑکیوں سے دور رہتے ہیں اگر آپ کو کبھی کسی اچھی لڑکی سے محبت ہو گئی تو؟؟"

کائنات نے پہلی بار عبدل سے کوئی سوال کیا تھا۔۔ایمان نے فوراً عبدل کو دیکھا۔

"اب میں اتنا بھی اچھا نہیں کہ اچھی ل-ڑکی چنوں۔۔۔ویسے بھی فضول دماغ خراب کر کے رکھتی ہیں۔۔۔ بڑی کمپلیکیٹڈ ہوتی ہیں۔۔"

اس نے سہولت سے جواب دیا۔۔وہ تینوں مین اسٹریٹ کیفے پر بیٹھے کافی پی رہے تھے۔۔وہ دونوں ایک جانب بیٹھی تھیں جبکہ عبدل میز کی دوسری جانب۔۔

"کیا کریں۔۔۔یا کسی کائنات سے۔۔کسی ایمانے سے۔۔تو ہو گئی بھی پھر گے آپ؟؟" وہ بضد تھی۔اس بار وہ سیدھا ہو بیٹھا۔۔اسکی گرے آنکھوں میں الجھن سی تھی۔

"عبدل اتنا کمزور نہیں کہ اپنے جذبات اور اپنے دماغ پر قابو نہ رکھ پائے۔۔۔کیسے بھی حالات ہوں۔۔میں کسی اچھی لڑکی کو نہیں چنوں گا۔۔۔" لہجہ حد درجہ مضبوط تھا۔۔ایمان دلچسپی سے اسے سن رہی تھی۔اس نے کان سے ایک بالی نکال دی تھی۔۔۔اسکے ایک کان میں بالی تھی۔۔۔وہ ہڈی پہنے بیٹھا تھا۔۔تاکہ اس کا چہرہ صاف ظاہر نہ ہو۔

"اچھی لڑکیوں سے کوئی خاص دشمنی ہے کیا؟؟" وہ پھر سے پوچھنے لگی۔ جبکہ ایمان کبھی کائنات تو کبھی عبدل کو دیکھ رہی تھی۔۔۔اسکے لیے یہ گفتگو دلچسپ تھی۔

"نہیں۔۔۔ بالکل نہیں۔۔۔اچھی لڑکیوں کے پیچھے انسان بہت خوار ہوتا ہے جو میں ہو نہیں سکتا۔۔۔" وہ ہنس دیا۔

"اور اگر کسی اچھی لڑکی کو آپ سے محبت ہو گئی تو۔۔؟؟؟" سوال ایسا تھا کہ عبدل چونک گیا۔۔اس نے پہلی بار کائنات کو دیکھا۔۔وہ بڑا کھلا سا اوور کوٹ پہنے ہوئی تھی۔۔۔اسکے ہاتھ اور چہرہ نقاب میں چھپا تھا۔۔وہ دونوں ایک جیسے حلیے میں تھیں بس ایمان نے نقاب نہیں کیا۔

ضرور اس اچھی لڑکی کی آنکھیں خراب ہوں گی۔۔" وہ ہنس دیا۔ طنزیہ ہنسی۔

"میں ابھی بھی اپنے سوال پر قائم ہوں۔۔۔"
ایک گہری خاموشی چھا گئی۔۔۔ دونوں کی نظریں ایک پل کو ٹکرائیں۔۔۔ پھر عبدل رخ بدل گیا۔

"یہ میرا مسئلہ نہیں ہے۔۔ لیکن پھر بھی میں اس اچھی لڑکی سے کہوں گا کہ میرا جیسا فالن اینجل اس کے لائق نہیں۔۔۔" وہ نرمی سے مسکرایا۔ ایمان نے اس کے چہرے پر بہت سارے رنگوں کو دیکھا۔

"اگر وہ لڑکی چاہ کر بھی خود پر ضبط نہ رکھ پائے تو؟؟" جانے وہ کیا جاننا چاہتی تھی۔ پھر سے گہری خاموشی چھا گئی۔

اسکا جواب ایمانے دے گی۔۔" وہ اسکی جانب متوجہ ہوا۔ ایمان جو دلچسپی سے دونوں کی باتیں سن رہی تھی گڑبڑا گئی۔

"مجھے کیا پتہ۔۔۔ میں کونسا عبدل ہوں۔۔ اور مجھ سے کسی اچھی لڑکی کو کونسا محبت ہوئی ہے۔۔" وہ ہڑبڑاہٹ میں الٹا ہی بول گئی۔۔ عبدل اسکی بات سن کر مسکرا دیا۔

"تم ایمانے ہی ٹھیک ہو۔۔۔ تمہیں عبدل بننے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔" کائنات نے دیکھا تھا وہ اسے کسی چھوٹی بچی کی طرح ٹریٹ کرتا تھا۔ وہ ایمان کے ساتھ کوئی اور ہی عبدل ہوتا تھا۔۔ یہ وہ عبدل نہیں تھا جو مہینوں بعد بھی کلاس میں آتا تو ہنگامہ مچا دیتا تھا۔۔

اس سے پہلے کوئی کچھ بولتا کائنات کو اپنے کوٹ کی جیب میں رکھے فون کی تھر تھراہٹ محسوس ہونے لگی۔۔اس نے فون نکالا اور ایکسکیوز کر کے اٹھ کر باہر چلی گئی۔اس کے جانے کے بعد عبدل نے کھا جانے والی نظروں سے ایمان کو دیکھا۔

"اسے اپنے ساتھ لانے سے پہلے تمہیں مجھ سے پوچھنا چاہیے ایمانے۔۔۔"

وہ خفا ہوا۔

"وہ اچھی لڑکی ہے۔۔ تمہیں کچھ نہیں کہے گی۔۔"اور عبدل کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے۔جبکہ ایمان اسکی حالت پر کھلکھلا کر ہنس دی۔

✿••✿••✿••✿

چوبیس گھنٹے ختم ہونے میں کچھ ہی وقت باقی رہ گیا تھا۔۔۔ایمان نے تقریباً ہر گھنٹے بعد ماثیل کو میسج کیا تھا کہ آپ گئے تو نہیں۔۔؟؟

اس کی نازک جان پر جو بنی ہوئی تھی یہ صرف وہ جانتی تھی۔اور ماثیل کا آگے سے یہی جواب تھا کہ ''کسی کی چائے کی آفر کا انتظار کر رہا ہوں۔۔

اسے ایمان کا بار بار پوچھنا اچھا لگ رہا تھا۔۔وہ چاہتا تھا ایمان اسکی ہمیشہ ایسے ہی فکر کرتی رہے۔

تھینک گاڈ کسی حوالے سے ہی سہی۔۔۔پھر تم نے مجھے یاد تو رکھا۔۔''وہ'' سیٹی بجاتا پول کے گرد واک کر رہا تھا۔۔اسکے سامنے ہی وہ پتھر کا بینچ تھا جہاں ایمان اک-ثر بیٹھتی تھی۔۔وہ کافی دنوں بعد انسٹیٹیوٹ والی سائیڈ پر آیا تھا۔

اسے یک دم ہی اپنی دنیا خوبصورت لگنے لگی تھی۔۔۔

اور پھر تئیس گھنٹے اور پچاس منٹ بعد ایمان کا اسے فون آیا۔۔۔وہ ساکت رہ گیا۔۔دل جیسے رک گیا ہو۔۔۔

یوں نے فون اٹھایا تو ایمان کی آواز ابھری۔

”میرے پاس جب ٹائم ہو گا میں آپ کو چائے پلا دوں گی۔۔۔ مگر آج آپ کہیں نہیں جا رہے۔۔اور ہاں یہ پہلی اور آخری بار تھا۔۔آئندہ کہیں جانا ہو تو مجھے پوچھیے یا بتائیے گا مت۔۔۔جو دل میں آئے وہ کریں آپ۔۔“وہ اسکا جواب سنے بنا ٹک سے فون کر دیا۔۔ٹوں ٹوں کی آواز گونجتی رہی۔۔

آج کتنے دنوں بعد اس نے ایمان کی آواز سنی تھی۔۔۔وہ پورے دل سے مسکرا دیا۔

تیرا ہونا دواء جیسا۔۔

ساری تکلیفیں فضول ہوں جیسے!

✿••✿••✿••✿

واپسی کا پورا راستہ کائنات خاموش رہی تھی۔۔۔ایمان نے عبدل سے پوچھا تھا کہ اس نے آگے میوزک کا کیا سوچا ہے جبکہ عبدل پروفیشنل سنگر بننے میں ابھی انٹرسٹڈ نہیں تھا۔۔

وہ تینوں آہستہ آہستہ چلتے ریسا ہال کی جانب بڑھ رہے تھے۔۔۔ایمان ابھی بھی درمیان میں تھی۔وہ دونوں اسکی دونوں جانب تھے۔
ایمان اب جلدی ہاسٹل پہنچنا چاہتی تھی۔۔اسے حمیزہ کا میسج آیا تھا۔۔ سلمی بیگم نے کوئی ضروری بات کرنی تھی۔۔۔ میسجز بار بار آرہے تھے اور پھر سلمی بیگم کی کال آگئی۔۔وہ فون لے کر سائیڈ پر ہو گئی۔

"خیریت ہے نا امی ؟؟سب ٹھیک ہے نا؟؟" وہ تھوڑا پریشان ہو گئی تھی۔

"کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے"۔۔۔ سلمی بیگم کی بھرائی آواز سنائی دی۔

"کک۔۔ کیا ہوا ہے ؟؟آپکی طبیعت ٹھیک ہے نا۔۔؟؟" ایمان کی دھڑکن تیز ہوئی۔۔اسے اپنا گلا اپنے ہونٹ خشکی کی نظر ہوتے محسوس ہوئے۔۔وہ کسی صورت سلمی بیگم کی آنکھ میں آنسوں نہیں دیکھ پاتی تھی۔

"تمہارے ماموں نے ساری زمین، سارے پیسے واپس لے لیے ہیں۔۔ جوابا نے تمہارے لیے دیے تھے۔۔ تمہارے ماموں کہہ رہے ہیں تمہیں واپس بلایا جائے۔۔یہ سب تمہیں اسی صورت مل سکتا ہے جب تم واپس آکر ان کے پسند کے لڑکے سے نکاح کرتی ہو۔۔۔"

پیروں نیچے سے زمین کیسے نکلتی ہے یہ ایمان نے واضح محسوس کیا تھا۔۔اس نے گھبرا کر عبدل اور کائنات کو دیکھا۔۔وہ دونوں شاید اسی کا انتظار کر رہے تھے۔سالوں پہلے اس کے ماموں نے اپنے کسی جاننے والوں کے ایک لڑکے سے ایمان کا رشتہ پکا کر دیا تھا۔۔۔بنا اس سے اور سلمی بیگم سے پوچھے۔۔
سلمی بیگم اپنے بھائی کو انکار نہ کر پائی جبکہ ایمان خاموشی سے سب دیکھتی رہی۔۔۔وہ اپنی ماں کو دکھ نہیں دے سکتی تھی پر وہ کسی کو کیا بتاتی کہ وہ کیسا محسوس کرتی تھی۔۔

سلمی بیگم نے اسکے ویلینسا آنے پر کہا تھا کہ اسکے پاس صرف تین سال تھے۔۔۔اور ایمان کو لگتا تھا اسی زندگی ہی بس تین سالوں کی بچی تھی۔وہ تین سال جینا چاہتی تھی۔۔پر ابھی تو ایک سال بھی نہیں ہوا تھا۔۔اور اسے موت کا پیغام سنایا جا رہا تھا۔

"میں کیسے واپس آجاؤں امی؟؟میں یہاں پڑھنے آئی ہوں۔۔میں نے کبھی کسی بات سے انکار نہیں کیا۔۔پر میں پڑھنے آئی ہوں کہیں بھاگی تو نہیں جا رہی۔۔۔اور ماموں کو سمجھنا چاہیے۔۔۔"وہ خشک لبوں پر زبان پھیرتے بولی۔

"انکا ماننا ہے کہ لڑکیاں گھر سے باہر نکل کر وہ نہیں رہتیں جو وہ پہلے ہوتی ہیں۔۔۔اور وہ کہہ رہے ہیں کہ اصولاً ابا جی کی زمین پر بھی انہی کا حق ہے۔۔ بس وہ چاہتے ہیں تم آکر نکاح کر لو اور پھر واپس جا سکتی ہو۔۔اپنی پڑھائی پوری کر سکتی ہو۔۔۔"یہ تو بالکل ایسا ہی تھا جیسے ایمان اپنی گردن کٹوا لیتی پر اسکی سانسیں چلتی رہتیں۔۔اور وہ کٹی گردن کو لٹکائے پھرتی رہتی۔ اسکا دل دکھا تھا۔۔سب کچھ اسکے ماموں رکھ چکے تھے۔۔نانا ابو اسی لیے مرنے سے پہلے زمین کا بٹوارہ کر گئے تھے پر وہ نہیں جانتے تھے ان کے مرنے کے بعد ایسا ہو گا۔۔۔

ایمان نے اپنی آنکھوں میں نمی اترتی محسوس کی۔۔۔اس نے عبدل اور کائنات کو دیکھنا چاہا پر دونوں کا وجود دھندلا گیا۔۔

وہ کیسے بھول گئی تھی یہ اس کی دنیا نہیں تھی۔۔وہ تو بھٹک کر یہاں آگئی تھی۔۔وہ کیسے بھول گئی تھی۔۔۔رات بارہ بجے سارے جادو دم توڑ جاتے ہیں۔۔۔اسکا دل کیا وہ چیخے۔۔وہ چلائے۔۔۔۔پر وہ سب کچھ اپنے اندر ہی دفن کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

"آپ ماموں کو سمجھائیں نا امی۔۔۔میں ابھی اس سب کے لیے تیار نہیں ہوں۔۔۔"اس نے آخری التجا کی۔

"میں نے کوشش کی ہے۔۔۔پر تمہارے ماموں ناراض ہو گئے ہیں اور میں اپنے بھائی کی ناراضی مول نہیں لے سکتی۔۔۔تم جانتی ہو۔۔۔"یوں لگا اسکی

روح کھینچ لی گئی ہو۔۔ایک سلمی بیگم ہی تھیں جو اسے ہمیشہ تکلیف سے بچاتی تھیں آج وہ بھی مجبور تھیں۔ایمان کے لب کپکپا کر رہ گئے۔

”مم۔۔۔میں۔۔۔“الفاظ دم توڑ گئے۔۔۔اسے اپنی دنیا سیاہ ہوتی محسوس کی۔۔کچھ لوگوں کو ہنسنا راس نہیں آتا تھا۔۔عبدل اسے اشارہ کر رہا تھا کہ جلدی آؤ۔۔۔

”مجھے کچھ وقت دیں۔۔۔میں صبح تک بتاتی ہوں۔۔امی میرے دوسرے سمیسٹر کے فائنل اگزامز بہت قریب ہیں۔میں ابھی نہیں آپاؤں گی۔۔۔“

اگر کبوتر بلی کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لے اور یہ سمجھے کہ بلی اسے کھائے گی نہیں تو یہ اس کی غلط فہمی ہوتی ہے۔۔۔ایسے ہی ایمان نے اپنی آنکھیں بند

کرلی تھیں اور سوچا تھا سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔پر اس نے سوچا نہیں تھا کہ موت اتنی تیزی سے اس کی جانب بڑھ رہی تھی۔

تمہارا جو بھی فیصلہ ہو بس میرا سر مت جھکنے دینا۔۔۔"فون بند ہو چکا تھا۔"

اور ایمان کا نازک وجود ایک نہیں ہزار ٹکڑوں میں بٹ گیا تھا۔۔۔!!

✿••✿••✿••✿

یہ ایک لیب تھی۔۔۔بہت بڑی لیب۔۔۔جہاں بہت سے جانور چھوٹے بڑے پنجروں میں قید تھے۔۔اور بہت سارے ڈاکٹرز اور سائنٹسٹ اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔۔

اسے آج بہت دنوں بعد لیب آنے کا موقع ملا تھا۔اسے دیکھتے ہی ڈاکٹر رابرٹ اسکی جانب بڑھا۔۔

"ویلکم ینگ مین! آج تو بہت دنوں بعد لیب آئے ہو۔۔"

"میں مصروف تھا۔۔" وہ چاروں جانب دیکھتا سنجیدگی سے جواب دینے لگا۔۔ پچھلی بار کی نسبت اس بار جانوروں کی تعداد زیادہ ہو گئی تھی۔

"ہم کوئی بھی دوا تب ہی مارکیٹ میں لاتے ہیں جب تک سارے جانوروں پر تجربہ نہ کرلیں۔۔" ڈاکٹر رابرٹ نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھتے بتایا۔

وہ خاموشی سے ہر چیز کو دیکھتا رہا۔۔۔ ڈاکٹر رابرٹ اپنی میز کی جانب بڑھ گئے جہاں جہاں چھوٹی فنل میں رکھے کیمیکلز کو وہ باری باری اٹھا کر اسے کچھ بتا رہے تھے۔

"وہ ویکسین یونوواٹ۔۔۔ڈاکٹر جبیل کا تجربہ 99 فیصد کامیاب رہا تھا۔ اگر اس وقت بن کر مارکیٹ میں آجاتی تو ہم بہت سی جینیاتی بیماریوں سے نجات پالیتے۔۔۔" رابرٹ مصروف سا اسے بتا رہا تھا۔

"کچھ بیماریوں کے علاج بیماری میں ہی چھپے ہوتے ہیں۔۔ جیسے ڈاکٹر جبیل نے ثابت کیا تھا کہ کسی خاص ٹرائیسومک انسان کے ڈی این اے اور اسکے بلڈ سے ہم ٹرائیسومک بیماریوں کو دور کر سکتے ہیں اگر ہم وہ صحیح ویکسین بنا لیں۔۔۔ لیکن افسوس!" ڈاکٹر رابرٹ نے گہرہ سانس لیا۔

"ڈاکٹر جبیل جیسے زمین سے غائب ہی ہو گئے۔۔۔"
کسی نے انہیں سالوں سے نہیں دیکھا تھا۔۔۔ کبھی جھوٹی افواہیں آتی تھیں اور کہا جاتا تھا انہیں مختلف ممالک کے مختلف شہروں میں دیکھا گیا۔۔ پر وہ کسی کو نہیں ملا۔

وہ خاموشی سے سب سنتا رہا سب دیکھتا رہا۔۔ وہ جانتا تھا ٹرائسومک ہونا کیسا ہوتا ہے۔۔ اور جینیاتی بیماریوں کا وراثت میں ملنا کس قدر تکلیف ناک ہوتا ہے اسی لیے وہ اک۔ثراس لیب میں آتا تھا۔۔ جہاں سے اسے کچھ بڑے سراغ چاہئیں تھے۔

✿••✿••✿••✿

وہ دونوں واپس آئیں تو بہت خاموشی تھیں۔۔ ایمان کے گلے میں کچھ اٹکا ہوا تھا۔۔ اسے اپنے سینے میں جلن کا احساس ہو رہا تھا۔۔۔ وہ سانس لینا چاہتی تھی پر لے نہیں پا رہی تھی۔۔۔ واپس آکر کائنات بھی خاموشی سے کمبل تان کر لیٹ گئی۔۔۔ دونوں نے کوئی بات نہیں کی۔۔

جبکہ وہ ایسے ہی بت بنے بیٹھی رہی۔۔۔ اور سوچتی رہی کہ اب کیا ہو گا۔۔۔ وہ کبھی بے آواز رونے لگتی کبھی بیٹھ جاتی تو کبھی اٹھ کر پانی پیتی۔۔۔ پھر جلن کم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔۔

سلمی بیگم کی باتیں ابھی تک اس کے ذہن میں گھوم رہی تھیں۔۔

کیا وہ یہ سب چھوڑ کر چلی جائے گی؟؟ کیا وہ کبھی ویلینسا نہیں آپائے گی۔۔ کیا اسکی بس یہی زندگی تھی۔۔۔اگر یہیں تک تھی تو اسے اللہ یہاں لایا ہی کیوں تھا؟؟" وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر رو دی۔۔

نہیں چاہتی تھی کہ کائنات اٹھے اور اسے دیکھے۔۔وہ سارے غم دنیا سے چھپا کر رکھنا چاہتی تھی۔۔وہ نہیں چاہتی تھی دنیا اسے بے چاری سمجھے۔۔۔غموں کی ماری کہے۔اس پر ترس کھائے۔

وہ تو کچھ بننے آئی تھی۔۔پر اس کے خواب ایسے ہی ٹوٹ جاتے تھے۔۔۔اور ٹوڑنے والے کوئی غیر نہیں اس کے اپنے ہی ہوتے تھے۔۔

وہ یہی سوچتی رہی کہ اگر سلمی بیگم اپنے بھائی کا ساتھ دیتی ہیں تو اس کا کیا ہوگا۔۔۔اگر وہ چلی جاتی اس کا نکاح ہو جاتا اور اس کا شوہر اسے واپس نہ آنے دیتا تو۔۔۔؟؟

نہیں اللہ جی۔۔۔ نہیں۔۔" وہ تڑپ ہی تو اٹھی تھی اور پھر تین بجے اسے "پینک اٹیک ہوا۔۔اسکا سانس بند ہو گیا۔۔۔وہ گرتی پڑتی کمرے کا دروازہ کھول کر باہر آئی۔۔۔وہ باہر خون جما دینے والی ٹھن-ڈ میں آکر بیٹھ گئی۔۔۔ اس نے منہ کھول کر سانس لینا چاہا پر ناکام رہی۔۔۔وہ تیز چلنے لگی۔۔۔ اس نے اپنے وجود کو شل ہوتے محسوس کیا۔۔اس نے چاہا تھا کہ وہ پتھر کی بن جائے تاکہ کوئی درد کوئی تکلیف اسے محسوس ہی نہ ہو۔۔پر وہ زیادہ چل نہیں پائی۔۔اسکا جسم اسکا ساتھ نہیں دے رہا تھا۔۔۔وہ پھر سے ٹھنڈے بینچ پر بیٹھ گئی۔۔

کبھی کبھی غموں کی رات لمبی ہو جاتی ہے۔۔یوں جیسے جہنم کی آنت ہو۔۔۔ کوئی اگر اسے اس حالت میں دیکھتا تو سمجھتا کہ کبھی کبھی بیٹیاں اپنے ماں باپ کا سر اونچا رکھنے کی خاطر خود کس تکلیف سے گزرتی ہیں۔۔اگر کوئی ماں باپ یہ دیکھ لے تو کبھی اپنے بچوں کو تکلیف نہ دے۔

وہ پورا گھنٹا اسی ٹھنڈ میں گھومتی رہی۔۔اسکا سانس ابھی تک نارمل نہیں ہوا تھا۔۔۔البتہ اسکا جسم اکڑ گیا تھا۔۔وہ کبھی رونے لگ جاتی تو کبھی آنسوں پونچھ لیتی۔۔ کبھی دعائیں مانگتی اور کبھی مایوس ہو جاتی۔۔وہ مسلسل تکلیف میں تھی۔۔۔پھر وہ کمرے میں آگئی۔۔ایک ہی حل تھا کہ وہ اپنے اللہ کے پاس جاتی اور جا کر اپنی تکلیف سناتی۔۔اور اس نے یہی کیا۔۔۔وضو کیا اور نفل ادا کرتے وقت وہ رو دی۔۔۔بنا آواز۔۔ سسکیوں سے۔۔۔۔ کہیں کوئی دیکھ نہ لے۔۔۔ہاں بس اللہ دیکھ لے۔۔وہ تو دیکھ لے۔۔۔

اس نے بہت ساری دعائیں مانگی۔۔۔اور پھر وہ بستر میں لیٹ گئی۔۔۔۔

خاموشی سے۔۔۔۔یوں جیسے اب سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔

اور پھر شاید نیند کو اس پر رحم آگیا۔۔۔جانے وہ کس وقت نیند کی وادی میں اتر گئی۔

✿••✿••✿••✿

اگلی صبح اسکی آنکھ گیارہ بجے کھلی۔۔۔وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔۔۔پہلا خیال یونیورسٹی کا آیا تھا۔۔اس نے کبھی بلاوجہ چھٹی نہیں کی تھی۔۔پر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ کائنات بھی اپنے بستر پر بت بنے بیٹھی تھی۔۔۔یعنی وہ بھی نہیں گئی تھی۔

کیا ہوا۔۔۔سب ٹھیک ہے نا؟؟"اس نے کائنات کو یوں بیٹھے دیکھا تو" پوچھا۔۔۔اور اس کے پوچھنے کی دیر تھی کہ کائنات کو جیسے ہوش آیا۔۔وہ سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔اس نے جھٹکے سے ایمان کو دیکھا۔۔اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اسکی سنہری آنکھیں جو سرخ انگارہ تھیں وہ آنسوؤں سے بھرنے لگیں۔۔۔وہ تیزی سے اٹھ کر ایمان کے گلے لگ گئی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"مم۔۔۔میں نے بہت کوشش کی ایمان۔۔۔پر۔۔میں خود کو روک نہ پائی۔۔" وہ بے طرح رو رہی تھی۔۔۔جبکہ ایمان تو بوکھلا ہی گئی تھی۔۔

"کوئی اسے بتائے میں اچھی لڑکی نہیں ہوں۔۔کوئی اسے بتائے اچھی لڑکیاں اپنے نکاح کے بعد کسی غیر مرد سے محبت نہیں کر سکتیں۔۔" وہ کیا بول رہی تھی ایمان کو کچھ سمجھ نہیں آیا۔

"جبکہ میں کسی اور کی منکوحہ ہونے کے باوجود خود پر کنٹرول نہ رکھ پائی۔۔قسم لے لو۔۔خدا کی قسم میں نے بہت کوشش کی۔۔۔پر۔۔۔میرا دل اسی کا نام لیتا ہے۔۔۔کوئی اسے بتائے میں اس سے محبت کرتی ہوں۔۔" وہ اپنے حواسوں میں نہیں تھی۔۔اس نے ایمان کے دونوں ہاتھ تھام رکھے تھے جیسے وہ اسے یقین دلانا چاہتی ہو۔۔۔اور ایمان کو اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔

!محبت۔۔۔تونامراد ہے

!محبت۔۔۔توایمان سے بے ایمان کرنے والی ہے

✿••✿••✿••✿

!ظالم عبدل

کائنات اسکے سامنے سر جھکائے بیٹھی تھی کسی مجرم کی طرح۔۔اس کی آنکھوں سے ابھی تک آنسوں بہہ رہے تھے۔۔۔جسے وہ بار بار ہتھیلی سے رگڑ کر پونچھ رہی تھی۔وہ ایک دو باتیں کرتی اور پھر سے رونے لگ جاتی۔ ایمان اپنا غم اپنا دکھ بھول گئی تھی۔۔۔وہ سمجھتی تھی دنیا میں اسے زیادہ سہنا پڑتا ہے پر یہاں تو سب کے حالات ہی ایسے تھے۔

میں نے اُسے پہلی بار کلاس میں دیکھا تھا۔۔وہ کسی بات پر غصہ تھا۔۔یہ اس" کی ہمیشہ سے عادت تھی۔۔وہ میرا اسینئر تھا۔۔۔جانے وہ کس کی مدد کر رہا تھا ہماری کلاس کے اسٹوڈنٹس کو لگتا تھا وہ ہمارے ساتھ پرانک کرنے آیا ہے پر وہ واقعی کسی اسٹوڈنٹ کی ہیلپ کرنا چاہتا تھا اور اسی سلسلے میں وہ ہم سے مدد مانگنے آیا تھا۔۔وہ ضدی اور غصے والا تھا۔۔جن اسٹوڈنٹس نے بھی انکار کیا وہ ان کی کوئی نا کوئی چیز اٹھا کر لے گیا۔۔۔لیکن جیسے ہی وہ میرے سامنے آیا اس کی نگاہیں جھک گئیں۔۔۔"ایمان خاموش ہو گئی۔

میں نے پہلی بار خود کے سامنے کسی کی نگاہوں کو جھکتے پایا تھا۔۔۔پھر" میرے دل نے شدت سے خواہش کی وہ نظریں اٹھا کر دیکھے پر اس نے کبھی دیکھا ہی نہیں۔۔وہ سب کو تنگ کر لیتا پر اس نے مجھے اتنی عزت اتنا احترام دیا کہ میں حیران رہ گئی۔۔۔۔جانے کب میرا دل یہ خواہش کرنے لگا کہ وہ میرے ساتھ بھی ہنسے بولے بات کرے۔۔۔یا میرا نام پکارے۔۔۔پر شاید

ہی نہیں کرتی تھی۔۔۔" کائنات کے چہرے پر Exist میں اس کے لیے تکلیف کے آثار نمایاں تھے۔

ایمان حیران پریشان سی اس کی کہانی سن رہی تھی۔

"وہ جب مہینوں غائب ہوتا ہے تو میری نگاہیں اسے ہر جگہ ڈھونڈتی ہیں۔۔۔ میں نے خود پر بہت پہرے لگائے۔۔۔ خود کو بزی کر لیا۔۔ لیکن دل کمبخت مانا ہی نہیں۔۔۔"

اسکا وجود ہولے ہولے لرز رہا تھا۔

"ویلنیسا آنے سے پہلے گھر والوں نے میرا نکاح کر دیا تھا۔۔ میرا منکوح میرا کزن ہی ہے وہ مجھے پسند کرتا ہے اور میرا انتظار کر رہا ہے۔۔ یہاں سے واپس جاتے ہی میری رخصتی کر دی جائے گی۔۔ پر میں اس دل کا کیا کروں؟؟؟ میں نہیں جانتی تھی کہ کوئی عبدل آندھی طوفان کی طرح آئے گا اور مجھ

جیسی لڑکی، جس نے کبھی کسی کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا وہ، سوکھے پتے کی طرح اس کے سنگ اڑتی چلی جائے گی۔۔"

ایمان کے پاس کہنے کو کچھ بھی نہیں تھا۔۔وہ جانتی تھی محبت کے سامنے انسان غلام بن جاتا ہے۔۔۔وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پاتا۔۔۔

"پھر میں نے سالوں بعد عبدل کو کسی لڑکی سے بات کرتے دیکھا اور وہ تم تھی۔۔" کائنات نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔اس کی سرخ انگارہ آنکھوں میں عجیب سی تپش تھی۔ایمان ساکت بیٹھی اسے سن رہی تھی۔

"پھر مجھے لگا میں شاید تمہارے ذریعے عبدل تک پہنچ پاؤں اسے بتا سکوں کہ میں کس تکلیف سے گزر رہی ہوں۔۔۔" اس نے سچ بولا تھا۔۔۔پر اس کا سچ اتنا وزنی تھا کہ ایمان کے دل پر کسی ہتھوڑے کی طرح پڑا۔۔۔اسکا ٹوٹا دل

کانچ کی مانند ٹوٹ کر چھنا کے سے چاروں جانب پھیل گیا۔۔ایمان نے بے بسی سے اپنے دل سے خون رستا محسوس کیا۔

یعنی کائنات، عبدل کی وجہ سے اس کے قریب آئی تھی۔۔اس سے دوستی کی تھی۔۔

"تم جیسا سوچ رہی ہو ویسا نہیں ہے ایمان۔۔۔تم میرے لیے بہت خاص ہو۔۔۔ایم سوری۔۔پر میں اب تمہیں دوست مانتی ہوں اس لیے سب بتا رہی ہوں۔۔"کائنات نے آگے بڑھ کر ایمان کے سرد ہاتھوں کو تھام لیا۔ جبکہ وہ خاموش بیٹھی رہی۔دل کے مقام پر اب تک کچھ جل رہا تھا۔اسے سمجھ نہ آیا وہ روئے یا ہنسے۔۔؟؟

"مجھے بتاؤ ایمان میں کیا کروں؟؟میں کسی کو دھوکا نہیں دینا چاہتی۔۔پر عبدل۔۔۔اس کے لیے تو میں کچھ نہیں ہوں۔۔"یک طرفہ محبت کی

آسیب سے کم نہیں ہوتی۔۔یہ جب تک انسان کا سارا خون نہیں نچوڑ لیتی اسے سکون نہیں ملتا۔

میں عبدل سے بات کر کے دیکھتی ہوں۔۔"ایمان نے مری مری آواز" میں جواب دیا۔وہ اس سے زیادہ کیا کر سکتی تھی۔۔

اس کے اپنے حالات کچھ ایسے ہی چل رہے تھے۔۔اب تو وہ مزید ڈر گئی تھی۔۔آنے والا کل جانے کیسے ہونے والے تھا۔۔وہ کسی سے بندھ کر کیسے بیٹھ سکتی تھی؟؟

ایمان نے بے ساختہ اپنی پیشانی مسلی۔۔۔اسکی حالت غیر ہو رہی تھی۔۔۔ وہ کمرے سے باہر نکل آئی اس نے عبدل کا نمبر ملایا۔۔کچھ دیر بیل جاتی رہی۔۔

”ہائے ایمانے! تم ٹھیک ہو؟؟“اس نے پہلی بار عبدل کو فون کیا تھا۔۔ عبدل حیران ہونے کے ساتھ پریشان بھی ہوا تھا۔

”مجھے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔۔“وہ گلے میں اٹکے آنسوؤں کے گولے کو پیچھے دھکیلتے بولی۔۔اس وقت تو اسے خودکسی کی ضرورت تھی وہ جس تکلیف اور پریشانی سے گزر رہی تھی پر یہاں اسے کسی اور کا سفارشی بننا پڑ رہا تھا۔

”آر یو او کے۔۔؟؟“وہ پریشان ہوا۔

“ہا۔۔ہاں میں ٹھیک ہوں۔۔مجھے بس کچھ بات کرنی ہے۔۔”

ابھی تو میں ویلنیسا میں نہیں ہوں۔۔۔کچھ پتہ نہیں کب واپس لوٹوں گا۔۔"

وہ کسی کام سے شہر سے باہر گیا تھا۔۔ایمان نے فون بند کر دیا۔۔اس نے آسمان کی جانب دیکھتے گہرا سانس لیا اور خود کو ریلیکس کرنے کی کوشش کی۔

اسے اپنے جسم میں درد محسوس ہو رہا تھا۔۔رات کو ٹھنڈ میں بیٹھنے کی وجہ سے اسے اب بخار کی شکایت ہو رہی تھی۔۔۔

ذہن کبھی عبدل تو کبھی کائنات اور کبھی سلمی بیگم کی طرف جا رہا تھا۔۔وہ جس طرح کے حالات کا شکار تھی کوئی فرشتہ ہی اس کی مدد کو آسکتا تھا۔

پر کیا ہم ہمیشہ اس امید پر بیٹھے رہیں کہ کوئی آئے گا اور آکر ہماری مدد کرے گا۔۔ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا۔۔۔لڑکیوں کو اپنی جنگیں لڑنا آنی چاہئیں۔

✿••✿••✿••✿

نگاہ و دل کو قرار کیسا

نشاط و غم میں کمی کہاں کی

وہ جب ملے ہیں تو ان سے

ہر بار کی ہے الفت نئے سرے سے۔۔۔۔

وہ اس کے سامنے تھی۔۔۔ماثیل کو احساس ہوا تھا وہ اس لڑکی سے محبت کرنا کم کر ہی نہیں سکتا تھا۔۔اس کی محبت وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی جا رہی تھی۔ایمان نے موٹا اونی کوٹ پہن رکھا تھا جسکی جیب میں وہ بایاں ہاتھ ڈالے دوسرے سے گرم گرم کافی کا کپ تھامے اسکے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔۔ٹھنڈ کی وجہ سے اس کے ہاتھ سرد پڑنے لگے تو اس نے کافی کے کپ کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر ہاتھوں کو گرمائش دینا چاہی۔۔

اسکی ناک سرخ پڑ چکی تھی۔۔۔وہ اس سے نظریں نہیں ہٹا پایا۔۔وہ غصہ تو تھی ہی پر جانتی تھی ماثیل سے لڑنے جھگڑنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔۔نومبر کے

بعد دسمبر بھی گزر گیا تھا۔۔اور جیسے ہی جنوری شروع ہوا ٹھنڈ کی شدت میں اضافہ ہونے لگا۔۔اس نے آج اپنا وعدہ پورا کر دیا تھا۔۔وہ انٹرویو دینے گئی تھی۔۔ لیکن اس نے ماثیل کو یہ نہیں بتایا تھا۔۔۔واپسی پر اسے کافی شاپ نظر آئی تو اس نے ماثیل کو فون کر دیا۔۔وہ روز اس سے پوچھتا تھا کہ مجھے چائے کب پلا رہی ہو۔۔۔۔؟؟

وہ خود بھی چائے کا زیادہ شوق سے پیتی تھی پر اس وقت ٹھنڈ کم کرنے کے لیے کافی زیادہ اچھی تھی۔

ایسے کیوں گھور رہے ہیں؟؟" اس نے بھنویں سکوڑ کر پوچھا۔"

تمہاری ناک سرخ ہو چکی ہے۔۔" وہ ابھی بھی اس پر نگاہیں جمائے ہوئے" تھا۔

تو۔۔؟؟" غصہ تو ناک پر ہی رکھا رہتا تھا۔"

"تو کم غصہ کیا کرو نا۔۔" وہ مسکرایا۔ اس نے بھورے رنگ کی جیکٹ پر بھورا مفلر کانوں کے گرد لپیٹ رکھا تھا۔۔ اس کے بال سلیقے سے جمے تھے۔ ایمان بس گھور کر رہ گئی۔ وہ دونوں چلنے لگے۔۔ خاموشی کا وقفہ آیا جو ماثیل کو نہایت برا گزرا اسی لیے وہ بول پڑا۔

"تم نے پچھلی بار کہا تھا تمہیں سب سے زیادہ نفرت اپنے ڈیڈ سے ہے۔۔۔" ایمان نے رک کر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔
"یو نو واٹ۔۔ مجھے فیملی میں سے زیادہ محبت ہی اپنے ڈیڈ سے ہے۔۔۔ ہم کس قدر مختلف ہیں ایک دوسرے۔۔۔" وہ پھیکا سا مسکرا دیا۔

ہاں جیسے مشرق اور مغرب۔۔۔ جو کبھی مل نہیں سکتے۔۔۔" وہ جانے کیا"
باور کرانا چاہتی تھی۔

تمہاری اپنے ڈیڈ سے نفرت کی وجہ کیا ہے؟" وہ اسے جاننا چاہتا"
تھا۔۔۔ سننا چاہتا تھا کہ اس کے اندر کیا تھا۔ ایمان کے چہرے پر سایہ سا
لہرایا۔۔۔ پھر وہ خود پر قابو پا گئی۔

پتہ نہیں۔۔۔ شاید مجھے جو ملا اب وہی لوٹا رہی ہوں۔۔" اس نے سپاٹ"
لہجے میں جواب دیا۔۔۔ کہیں کوئی لچک نہیں تھی۔

اور مجھ سے نفرت کی وجہ؟؟" اس نے فوراً پوچھا۔"

مجھے آپ سے نفرت نہیں ہے۔۔۔"ایمان نے رک کر جواب دیا۔ماثیل "
اسے دیکھنے لگا۔جانچتی نگاہوں سے۔

"اور تمہارا فیانسی؟؟"
فیانسی کے نام پر وہ سٹپٹا گئی۔

وہ ٹھیک ہے۔۔"اس نے بس یہی جواب دیا۔"

تم اس سے محبت کرتی ہو؟؟"ماثیل نے شدت سے چاہا تھا اسکا جواب ناں" ہو۔اور وہ ماثیل کی بات سن کر ہولے سے مسکرا دی۔۔۔زخمی ہنسی اس کے لبوں پر بکھر گئی۔

نہیں۔۔۔"یک لفظی جواب دیا گیا۔"

''پھر اس سے شادی کیوں کرنا چاہتی ہو؟؟''

وہ افسردہ لہجے میں بولا۔۔۔ جبکہ ایمان نے اسے یہی ظاہر کیا کہ وہ اب بھی منگنی شدہ ہے۔۔۔

مجبوری ہے۔۔۔'' وہ ہولے سے بڑبڑائی۔''

میں تمہیں زیادہ خوش رکھ سکتا ہوں۔۔'' وہ اپنا وکیل خود تھا۔۔۔ ہر بار اپنا'' کیس لے کر حاضر ہو جاتا تھا۔۔۔ وہ جانتا تھا اسے اپنا مقدمہ خود لڑنا تھا۔۔۔ ایمان وہ لڑکی نہیں تھی جس کے سامنے کسی کی سفارش کام آتی۔ ایمان نے پر سوچ نگاہوں سے ماثیل کو دیکھا۔۔۔ وہ آنکھوں میں امید کے چراغ جلائے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے آپ مجھے خوش رکھ سکتے ہیں ادھم؟؟" اس نے سوال کیا۔

"مجھے لگتا ہے تمہارے جیسی لڑکی کے ساتھ مجھ جیسا لڑکا ہی سوٹ کرتا ہے۔۔ میرا مطلب جیسا میرا مائنڈ سیٹ ہے۔۔۔ تم ذہین ہو اور میں تمہاری ذہانت کی قدر کرتا ہوں۔۔ شاید تم بھی یہی چاہتی ہو کوئی مجھ جیسا الگ سوچنے والا۔۔۔۔

"نہیں چاہیے۔۔۔" ایمان نے اسکی بات کاٹ دی۔۔

اسے خود پر کتنا بھروسہ تھا۔۔ وہ اپنا فیورٹ تھا۔۔ وہ جانتا تھا لڑکیاں اس پر کیوں مرتی تھیں۔۔۔ اسکی سوچ کی وجہ سے۔۔۔ اور یہی سوچ ایمان کو ناپسند تھی۔

پر کیوں۔۔؟؟" اسکا دل دکھا تھا۔۔۔ بھلا یوں بھی کوئی کسی کی ذات کی نفی" کرتا ہے۔

مسٹر ادھم مجھے ایک بات بتائیں۔۔آپ نے کہا آپ اپنے ڈیڈ سے سب" سے زیادہ پیار کرتے ہیں۔۔۔آپ کے ڈیڈ اور مجھ میں سے آپ کو اگر کسی ایک کو چننا پڑے تو آپ کس کو چُنیں گے ؟؟" وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

افکورس تمہیں۔۔۔" اس نے ایک لمحہ بھی نہیں لگایا سوچنے میں۔"

"اور آپکے ڈیڈ؟؟"

"انہیں اگر مجھ سے محبت ہو گی تو وہ ضرور سمجھیں گے۔۔ورنہ مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔میں تمہارے لیے انہیں چھوڑ سکتا ہوں۔۔۔میں محبت میں فیملی کو اسپورٹ کرنے کا حقدار نہیں۔۔۔محبت پہلے آتی ہے۔۔۔"وہ اپنی سچائی نہیں چھپاتا تھا۔۔اسی لیے بے ساختہ سب بتاتا چلا گیا۔ایمان افسردہ نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی۔

"آپ کو پتہ ہے ادھم۔۔۔"وہ اپنے اور اسکے درمیان کا فاصلہ طے کرتی بالکل اسکے سامنے کھڑی ہو گئی۔۔بس قدم بھر کی دوری۔۔۔ماثیل کے دل نے رفتار پکڑلی۔

"آپ بالکل میرے ڈیڈ جیسے ہیں۔۔۔اسی لیے میں آپ کو کسی قیمت پر نہیں اپناؤں گی۔۔۔"وہ سرد و سپاٹ میں لہجے میں کہہ کر پلٹ گئی۔۔۔اس کی

آنکھوں میں اپنے باپ کے لیے جتنی نفرت تھی اسے دیکھ کر ماثیل ساکت رہ گیا۔۔۔۔۔۔۔

کتنی ظالم تھی وہ۔۔۔ لڑکیاں تو اپنے باپ کا عکس ڈھونڈتی تھیں۔۔۔اور ایمان اپنے باپ سے نفرت کرتی تھی۔۔ان کے عکس سے،ان کے سائے سے بھی۔۔اور یہ ماثیل کی بدقسمتی تھی کہ وہ اسکے باپ جیسا تھا۔۔!!

✿••✿••✿••✿

پورا دن سلمی بیگم کا فون نہیں آیا تھا۔۔شاید انہیں بھی احساس تھا کہ ایمان کس قدر پریشان ہو گی۔۔ایمان پڑھائی پر توجہ نہیں دے پا رہی تھی۔ایک طرف کائنات کی ٹینشن تو دوسری طرف سلمی بیگم کی۔۔

کائنات اب زیادہ چپ رہنے لگی تھی۔۔ جیسے جیسے اس کے جانے کا وقت قریب آرہا تھا ویسے ویسے اس کے لیے مشکل بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔ عبدل تھا کہ واپس نہیں آرہا تھا۔۔

پھر سلمی بیگم نے کافی دن اس موضوع پر بات نہیں کی۔۔ ایمان کو لگا جیسے اللہ کو اس پر رحم آگیا ہو۔۔۔ وہ اسی کشمکش میں اکیڈمی بھی جوائن نہیں کر پائی۔۔۔ وہ ایک بار بھی وہاں نہیں گئی تھی۔

پندرہ دن بعد سلمی بیگم نے پھر سے اسی موضوع پر بات کی۔۔

"تمہارے ماموں کہہ رہے ہیں پیپر زدیتے ہی واپس آجاؤ۔۔۔ نکاح کی تیاریاں کر کے بیٹھے ہیں وہ لوگ۔۔" اور ایمان کا دل چاہا وہ اتنی زور سے چلائے کہ اسکا انکار پوری دنیا سن لے۔

"تو آپ نے فیصلہ کر لیا ہے۔۔۔؟؟" ایمان نے سوال کیا۔

"میرے پاس کوئی اور چارہ نہیں ہے۔۔۔"سلمی بیگم نے اپنی مجبوری بیان کی۔ایمان نے اپنے لب کچل ڈالے۔

"کیا آپ اس رشتے سے خوش ہیں امی؟؟"اس نے پہلی بار سلمی بیگم سے ان کی خوشی کا سوال کیا۔دوسری جانب کچھ دیر کے لیے خاموشی چھا گئی۔

"تمہارے ماموں کے ہم پر بہت احسان ہیں ایمان!میری خوشی ان کی خوشی میں ہے۔۔وہ خوش ہیں تو میں خوش۔۔۔"
اور پھر چھن سے مزید کچھ ٹوٹا۔۔اب تو ایمان کو لگا اس کا احتجاج کرنا فضول تھا۔۔اسکی ماں کو اپنے احسان چکانے تھے۔۔۔اور قربانی اسے دینی تھی۔

"ماموں کا دوبارہ فون آیا؟؟"اس نے سوال کیا۔

نہیں کافی دنوں سے نہیں آیا۔۔پر مجھے خبر ملی ہے کہ وہ لوگ تیاریاں کر کے بیٹھے ہیں۔۔۔"

ایمان کچھ نہ بول پائی۔۔بولنے کی ہمت ہی نہیں تھی۔۔۔کیسے وہ ایک ایسے شخص کے لیے ہاں کر دیتی جسے وہ جانتی ہی نہیں تھی۔۔۔نہ جس کو کبھی دیکھا تھا نہ ملی تھی۔۔

وہ اس کے ماموں کو پسند تھا۔۔۔لڑکے کی اپنی ورکشاپ تھی۔۔اور ماموں کو لگا تھا یہ ایمان کے لیے اچھا ہو گا۔

"تمہاری خاموشی مجھے ڈرا رہی ہے ایمان۔۔۔کچھ تو بولو۔۔" سلمی بیگم نے دہائی دی۔

آپ جانتی ہیں میں کبھی خوش نہیں رہ پاؤں گی۔۔ لیکن میں آپ کو انکار" نہیں کروں گی۔۔ میری طرف سے جو آپکا دل چاہے وہ کریں آپ۔۔۔"

بس اتنا سا کام تھا۔۔۔ اور ایمان جانتی تھی ہاں کرنا آگ کے سمندر کو پار کرنے کرنے جیسا تھا۔۔۔

اس نے فون بند کر دیا۔۔۔ وہ یونیورسٹی میں تھی۔۔ اس نے چاروں جانب دیکھا۔۔ معمول کے مطابق سب ٹھیک چل رہا تھا۔۔۔ کہیں کوئی بدلاؤ نہیں آیا تھا۔۔۔ اور اسکی زندگی خاموشی سے ختم ہوگئی تھی یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔۔ اس نے نم آنکھوں سے عبدل کو ڈھونڈنا چاہا پر وہ اسے کہیں نظر نہ آیا۔۔

کاش۔۔۔ کاش۔۔ آپ نے میرا ساتھ دیا ہوتا۔۔ آپ میرے ساتھ" ہوتے۔۔۔ اس مشکل وقت میں کوئی تو میرا اپنا ہوتا۔۔۔ مجھے آپ کی ضرورت تھی۔۔"اس نے تصور میں اپنے باپ کو مخاطب کیا۔۔ وہ بھری دنیا میں اکیلی رہ گئی تھی۔۔۔ اسکا باپ کہیں بھی نہیں تھا۔۔ اور پھر نفرت کی

لہراسکے پورے وجود میں پھیل گئی۔۔آج جو کچھ بھی ہو رہا تھا وہ اس کے باپ کی وجہ سے ہی ہو رہا تھا۔

✿••✿••✿••✿

اسکی مسکان لبوں سے چھن چکی تھی۔۔۔پر اس کے دل سے ایک بوجھ اتر گیا تھا۔۔وہ نہ سہی سلمی بیگم ہی سہی۔۔۔چلو کوئی تو خوش رہتا۔۔
وہ اب کسی روبوٹ کی طرح اپنے امتحان دے رہی تھی۔۔۔دوسرا سمیسٹر ختم ہو چکا تھا۔۔وہ اپنا آخری پریکٹکل دے کر لیب سے باہر نکلی تھی کہ اسے ماموں کا فون آیا۔۔اسکے دل کی دھڑکن بڑھ گئی۔۔اسے ماموں کم کم ہی فون کرتا تھا۔۔اس نے خشک لبوں پر زبان پھیرتے فون اٹھایا۔۔

السلام علیکم ماموں جان!" لہجے کو حد درجہ فریش رکھنے کی کوشش کی۔"

"مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی۔۔سب نے مجھے منع کیا کہ تم جس شخص کی اولاد ہو اسے صرف دھوکا دینا آتا ہے پر میں نے انکا یقین نہیں کیا۔۔اسی لیے تمہیں چیک کرنے کی خاطر میں یہ نکاح جلد کرنا چاہتا تھا۔۔میں نے کیا کچھ نہ کیا تمہارے لیے۔۔اور تم۔۔اپنے باپ کی ہی اولاد نکلی نا۔۔۔"ماموں کے الفاظ اسکے کانوں میں پگھلے سیسے کی طرح انڈیلے جا رہے تھے۔

"مام۔۔موں۔۔"اسکے الفاظ پھڑ پھڑا کر رہ گئے۔

"ارے تم کیا انکار کرو گی۔۔۔میں کرتا ہوں انکار اس رشتے سے۔۔اب تمہاری ماں چاہے بھی تو میں تمہارے سر پر ہاتھ نہیں رکھوں گا۔۔یہی گل کھلانے تھے تو پہلے بتا دیتی۔۔۔آج سے تم میرے لیے مر چکی ہو۔۔۔"

ماموں نے کھٹاک سے فون بند کر دیا۔۔۔وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے فون کو گھورتی رہ گئی۔۔

اسے کچھ بھی سمجھ نہیں آیا تھا۔۔۔ماموں کی باتیں اس کے دماغ کے اوپر سے گزر گئی تھیں۔

وہ اسی کشمکش میں تھی کہ سلمی بیگم کا فون آگیا۔۔اس نے لرزتے ہاتھوں سے فون اٹھایا۔

”اب تم خوش ہو۔۔۔تمہاری وجہ سے میرے بھائی نے مجھے چھوڑ دیا۔۔۔“

وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھیں۔۔۔ سلمی بیگم کو پہلی بار اس سے شکایت ہوئی تھی۔ایمان کا دل کیا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

”پر امی میں نے تو ہاں۔۔۔“

تمہاری خوشی کے لیے میں نے اپنے بھائی کو انکار کرنا چاہا اور دیکھو نتیجہ کیا" نکلا۔۔انہوں نے سب کچھ چھین لیا ہے اب کون مدد کرے گا ہماری۔۔کیسے کرو گی اب تم پڑھائی۔۔۔کیسے کرو گی اپنے خواب پورے ؟؟" وہ خاموشی سے سنتی رہی۔۔وہ اپنی ماں کی اپنے ماموں سے محبت جانتی تھی۔۔اور یہ بھی جانتی تھی اس وقت ماموں نے اسکی ماں کو کس قدر ذلیل کیا ہو گا۔۔اس لیے وہ خاموشی سے سلمی بیگم کا غصہ سہتی رہی۔پر سلمی بیگم کے آنسوں اسے تکلیف دے رہے تھے۔۔

کیا اس کی ذات اتنی ارزاں تھی جو کوئی بھی اسکی ذات کا یوں تماشہ بنا دیتا؟؟؟

وہ کس سے شکوہ کرتی اس کے پاس تو کوئی تھا ہی نہیں۔۔۔

اور پھر یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے خاندان میں پھیل چکی تھی۔۔ہر کسی کی نظر میں ام ایمان بنت عبداللہ

بری بن چکی تھی۔۔۔

یہی ہوتا ہے انجام جب لڑکیوں کو پڑھنے گھر سے باہر بھیجا جاتا ہے۔۔۔جب انہیں آزادی دی جاتی ہے۔۔۔

ہر کسی کی زبان پر یہی الفاظ تھے۔

✿••✿••✿••✿

تم نے تو کہا تھا تمہاری کوئی گرل فرینڈ نہیں ہے۔۔''ہیزل تیکھے چتون'' لیے پوچھ رہی تھی۔نا چاہتے ہوئے بھی اسکے منہ سے پھسل گیا تھا۔وہ آج ہی واپس لوٹا تھا۔۔اسے ایمان کے پاس جانا تھا پر ہیزل نے جب اسے اسکی اور ایمان کی تصویر بھیجی تو اسے ہیزل کے پاس آنا پڑا۔یہ تصویر پچھلی بار کی تھی جب وہ ایمان اور کائنات کے ساتھ بیٹھا تھا۔۔کائنات فون سننے گئی تھی تو

کسی نے ان کی تصویر بنالی تھی۔۔ہیزل اس پر نظر رکھے ہوئی تھی۔۔وہ تھوڑا چونکا تھا۔

تو نہیں ہے۔''عبدل نے گاڑی موڑتے جواب دیا۔''

جھوٹ بول رہے ہو تم۔۔''وہ چاہتے ہوئے بھی لہجہ نارمل نہ رکھ پائی۔۔'' اچانک ہی تلخی سی گلے میں گھل گئی۔اسے ٹھکرا کر عبدل کسی اور کے ساتھ بیٹھا تھا۔۔وہ یہ درد کیسے بھول جاتی؟؟

''عبدل جھوٹ نہیں بولتا۔۔''

تو وہ حجاب والی لڑکی کون تھی تمہارے ساتھ؟؟''ہیزل کی آنکھوں کے'' سامنے ایمان کا سراپا لہرایا۔

"وہ گرل فرینڈ نہیں ہے۔۔"

"تو پھر کون ہے ؟؟ میں نے آج تک تمہیں کسی لڑکی سے اتنے اچھے طریقے سے بات کرتے نہیں دیکھا۔۔ کہاں تم اسکے ساتھ کافی پی رہے تھے۔۔" اسکے پاس ساری معلومات تھیں۔۔۔ عبدل کو اس کا چڑنا اچھا لگا۔۔ وہ پوری توجہ سے گاڑی چلا رہا تھا۔۔ وہ ایمان سے ملنے جا رہا تھا اور ہیزل اسکے ساتھ تھی۔ البتہ اسکے پاس یہ جواب نہیں تھا کہ ایمان اسکی کیا لگتی تھی۔۔۔؟؟

"!! وہ مجھے کسی کی یاد دلاتی ہے۔۔"

کس کی ؟؟" ہیزل نے بے ساختہ پوچھا۔ وہ رخ عبدل کی جانب موڑے " بیٹھی تھی۔

کسی اپنے کی ! کسی ایسے انسان کی جسکے لیے دل کہے ؛ زمیں پہ نہ سہی۔۔ تو " آسمان میں کہیں آ مل۔۔۔" وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بول رہا تھا جبکہ ہیزل حیرانی سے سن رہی تھی۔ یہ عبدل کا جانے کونسا روپ تھا۔۔۔ اسکا دل ڈوب کر ابھرا۔۔۔

اگر عبدل اس لڑکی سے محبت کرتا ہوا تو ؟؟

وہ تو یہ بھی نہیں جانتی تھی اس وقت وہ اسے کہاں لے جا رہا تھا۔

تم اس سے محبت کرتے ہو ؟؟" اس نے ڈرتے ڈرتے سوال کیا۔ "

ایما نے مجھ سے محبت نہیں کرتی ہے۔۔" اس نے ہنس کر جواب دیا۔ "

تو اسکا نام ایمانے تھا۔۔‘‘ ہیزل تلملا کر رہ گئی۔۔ایمان کا سراپہ وہ بھول نہیں سکتی تھی۔

’’اور تم؟؟‘‘ وہ بے چین نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

’’میں پاگل ہوں کیا۔۔؟؟ میں اس کی زندگی کیوں برباد کروں گا۔۔؟‘‘ اس نے الٹا سوال کیا۔۔ لیکن ہیزل یہ جان نہیں پائی کہ آخر سچائی کیا تھی۔ گاڑی میں خاموشی چھا گئی۔

’’میں اسی سے ملنے جا رہا ہوں۔۔ ملنا چاہو گی؟؟‘‘ اور ہیزل حیران رہ گئی۔۔ پل پل روپ بدلتا عبدل اسے کبھی سمجھ نہیں آیا تھا۔

پر میری ایک شرط ہے۔۔۔"عبدل نے سنجیدہ لہجے میں کہتے اس کی جانب" دیکھا تو ہیزل الجھ گئی۔

✿••✿••✿••✿

وہ ماؤف ہو چکے دماغ کے ساتھ بیٹھی عبدل کا انتظار کر رہی تھی۔۔وہ بہت تھک چکی تھی۔۔بہت دنوں کی نیند تھی وہ سونا چاہتی تھی۔۔اس کے ذہن پر بہت سارا بوجھ تھا۔۔

پر وہ کائنات کے لیے یہاں آئی تھی۔۔۔اور پھر اسے عبدل آتا کھائی دیا۔۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا ڈبہ تھا۔۔وہ مسکرا کر ہاتھ ہلاتا اسی کی جانب آیا۔۔ایسے کرتے وقت اسکا ڈبہ گرتے گرتے سنبھلا تھا۔

وہ کافی دنوں بعد اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ایک مہینے سے بھی زیادہ کا عرصہ گزر گیا تھا۔۔

"کیسی ہو ایمانے۔۔۔؟؟" وہ خوش دلی سے مسکراتا اسکے سامنے بیٹھا۔۔۔ اور اس نے وہ ڈبہ یعنی کرٹن میز پر ہی رکھ دیا۔ وہ خاموش رہی۔۔۔اس کے الفاظ آج کل ویسے بھی اس کا ساتھ نہیں دیتے تھے۔

"تم اتنی کمزور کیوں لگ رہی ہو؟ طبیعت ٹھیک ہے نا تمہاری؟؟؟" وہ پریشان ہوا۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔" اس نے مسکرانے کی کوشش کی پر ناکام رہی۔

"لیکن مجھے تم ٹھیک نہیں لگ رہی ہو۔۔۔" وہ اسے دیکھ کر واقعی پریشان ہو گیا تھا۔۔ وہ پہلے سے بہت پھیکی اور کمزور لگ رہی تھی۔

مجھے بہت ضروری بات کرنی ہے۔۔"وہ اسے جلد از جلد کائنات کے
بارے میں بتانا چاہتی تھی۔

"ہاں پر اس سے پہلے دیکھو میں تمہارے لیے کیا لایا ہوں۔۔"وہ اسکی بات
نظر انداز کرتا ڈبہ کھولنے لگا۔۔ایمان کی نظریں بھی ڈبے پر جم گئیں۔اس
نے ڈبہ میں سے کچھ نکالا۔۔۔یہ ایک چھاتہ تھا۔ایمان حیرانی سے اسے
دیکھنے لگی۔۔۔اور جب عبدل نے چھاتہ کھول کر اسے دکھایا تو وہ حیران رہ
گئی۔۔

اس چھاتے پر بڑا سا "دی سلفائیٹ" لکھا تھا۔

"ٹن ٹنا۔۔۔پسند آیا تمہیں۔۔؟؟"وہ اپنی عادت کے بر خلاف بول رہا تھا۔
یوں جیسے کسی چھوٹے بچے کو خوش کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔۔پھر اس نے

ہاتھ بڑا کر کچھ اور نکالا۔ یہ بوٹس تھے۔۔ بائیں بوٹ کی بائیں جانب ”دی مون“ لکھا ہوا تھا۔

ایمان کو خوشگوار حیرت نے آلیا۔ وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے دونوں چیزیں دیکھ رہی تھی۔۔

پھر اس نے اندر سے ایک چھوٹی سی مخملی ڈبیا نکالی۔ اسے کھول کر ایمان کے سامن کیا۔ یہ ایک قیمتی خوبصورت سی بریسلٹ تھی جس پر "آر جے "کا نام لکھا تھا۔۔

وہ بے ساختہ بریسلٹ کو دیکھنے لگی۔۔۔ اسکے پاس اسی برینڈ کا بیگ گا۔۔ میڈ بائے ایلف۔۔۔

اور پھر اس نے آخر میں ایک فون کور نکالا۔۔ سیاہ رنگ کا فون کور۔۔ پورا سیاہ۔۔

اور اسکے پیچھے صاف صاف لکھا تھا

ڈونٹ ٹچ مائے فون بروما ئیڈز"اور ایک اژدھا منہ کھولے کھڑا تھا۔۔"

ایمان کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

میں جانتا تھا تمہیں یہ سب اچھا لگے گا۔۔۔"وہ فخر سے کہتا کرسی پر بیٹھ" گیا۔۔جبکہ ایمان بے یقینی سے ساری چیزوں کو دیکھ رہی تھی۔۔اسکے پاس اینجل کی ہڈی اور آر جے کا بیگ پہلے ہی تھا۔۔باقی چیزیں وہ لے آیا تھا۔ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ایمان کے چہرے کی خوشی اور اسکی آنکھوں میں چھپا غم وہ دونوں دیکھ چکا تھا۔اور اب جو وہ کرنے جارہا تھا جانتا تھا اس معصوم لڑکی کا دل توڑ دے گا۔۔۔وہ کبھی اس پر بھروسہ نہیں کر پائے گی۔

ہاں اب تم بتاؤ۔۔۔کیا ضروری بات کرنی تھی۔۔"وہ یک دم ہی سنجیدہ" ہوا۔ایمان جیسے چونک سی گئی۔۔

وہ اسکے سامنے بیٹھ گئی۔۔ عبدل نے کھانے کا آڈر دیا اور پھر اسکی جانب متوجہ ہو گیا۔۔

جبکہ ایمان کو سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیسے بات شروع کرے۔۔

وہ مجھے کائنات کے بارے میں بات کرنی تھی۔۔۔" وہ ہتھیلیاں مسلنے لگی۔

ہاں ہاں بولو سن رہا ہوں۔۔۔" وہ متوجہ تھا۔

"کائنات کا نکاح ہو چکا ہے۔۔۔"

بہت بہت مبارک ہو۔۔۔" وہ اسکی بات کاٹتے بولا۔

"تمہاری دوست ٹریٹ کب دے رہی ہے۔۔۔؟؟" وہ لاپرواہی سے بول رہا تھا۔۔ جبکہ نظریں ادھر ادھر بھٹک رہی تھیں۔۔ وہ ایمان کی طرف نہیں دیکھ پا رہا تھا۔

"پر اسے کسی اور سے محبت ہو گئی ہے۔۔۔" پل بھر کو عبدل کے ہاتھ رکے۔۔۔ وہ اب چیزیں اٹھا کر واپس ڈبے میں ڈال رہا تھا۔

"اچھا۔۔۔ یہ تو مسئلہ ہو گیا ہے۔۔" ایمان کی نظریں اس پر جمی تھیں۔

"اسے عبدل سے محبت ہو گئی ہے۔۔۔۔ اور وہ بہت تکلیف میں ہے۔۔ وو۔۔۔ وہ۔۔۔" وہ خود رو پڑی تھی۔ عبدل نے ضبط سے آنکھیں میچیں۔

اونہوں ایمانے۔۔۔ایسے مت بولو۔۔یہ غلط ہے۔۔۔میں تو خود انگیجڈ ہوں تم نے اسے بتایا نہیں۔۔"اور یہ کیا تھا عبدل نے معصوم ایمانے پر دھماکہ۔۔۔

"انگیجڈ۔۔۔؟؟"ایمان کو گہرا صدمہ لگا۔"

"اگلے ہفتے میں شادی کر رہا ہوں۔۔۔"وہ ایمان کو دیکھ رہا تھا جو پھٹی پھٹی نگاہیں لیے اسکے سامنے بیٹھی تھی۔۔اس کے چہرے پر بے یقینی کی سی کیفیت تھی۔اسکے چہرے کی ذردی بڑھ گئی تھی۔

"شادی۔۔۔"وہ زیر لب بڑبڑائی۔

ایم سوری ایمانے۔۔۔!! میں شاید بتانا بھول گیا کہ میں کمیٹڈ تھا۔۔میں ”
“اپنی فیانسی کے ساتھ وقت بتانے کے لیے ہی غائب ہوتا ہوں۔۔۔
اور ایمان کو لگا تھا وہ مزید سانس نہیں لے پائے گی۔۔دھوکا۔۔۔ایک اور دھوکا۔۔۔دوستی کے نام پر اسے دھوکا ہی دیتے آئے تھے لوگ۔

اپنی دوست سے کہو وہ میرے ٹائپ کی نہیں ہے۔۔جس سے نکاح ہوا ہے ” اسکے ساتھ خوش رہے۔۔“اس نے آگے ہو کر اپنے ہاتھ سے ایمان کے سر کو چھوا۔وہ اب تک بے یقینی کی سی کیفیت میں بیٹھی تھی۔

اور ہاں میں تمہیں آج ہیزل سے ملوانا چاہتا ہوں۔۔وہ بھی تم سے مل کر ” خوش ہو گی۔۔۔“اور پھر اس نے فون نکال کر ہیزل کا نمبر ملایا۔۔۔وہ باہر گاڑی میں اسکا انتظار کر رہی تھی۔۔وہ فون پر کچھ کہہ رہا تھا جبکہ ایمان اسکے چہرے پر کچھ ڈھونڈ رہی تھی۔۔کہ وہ کتنا سچ بول رہا تھا۔۔اور پھر کچھ دیر بعد

ایک نہایت حسین ل-ڑکی ان کی جانب بڑھتی دکھائی دی۔ وہ ہائی ویسٹ جینز اور اون کا کروپ ٹاپ پہنے ہوئے تھی۔۔ بال کھلے تھے۔۔ وہ حسین سے بھی حسین تھی۔۔

ہائے ایمانے کیسی ہو؟؟" وہ نرمی سے بولی۔"

عبدل نے جیسا بتایا تھا تم ویسی ہی ہو۔۔" اس کی مسکان۔۔۔"

ہاں اسی مسکان پر عبدل دل ہار گیا ہو گا۔۔۔

ہیزل نے عبدل کا ہاتھ تھام لیا۔۔ ایمان بس دیکھ رہی تھی اس کی سماعت بند ہو چکی تھی۔۔۔ وہ ایک دوسرے کے سنگ بہت مکمل لگ رہے تھے۔۔۔ وہ مسکرانا چاہتی تھی مسکرا نہ پائی۔

مجھے اب جانا ہے۔۔" وہ کچھ دیر بیٹھی اور پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔ "

اپنا سامان لے کر جانا۔۔۔"عبدل نے ڈبے کی جانب اشارہ کیا۔۔ وہ ایسا" ہی تھا ہمیشہ اس کے دکھی ہونے پر کچھ نہ کچھ کر کے اسے خوش کرتا تھا کوئی گفٹ لاتا تھا اور اس بار اس نے من پسند گفٹ دے کر اسے دکھی کر دیا تھا۔

ایمان نے سرہاں میں ہلاتے ڈبہ اٹھالیا۔۔ وہ وہاں سے پلٹ گئی۔۔ عبدل اور ہیزل کی نگاہیں اس پر ہی جمی تھیں۔۔۔
وہ دو چار قدم چل کر رکی اور پلٹ کر عبدل کو دیکھا۔۔ اسکی آنکھوں میں نمی تھی۔ ہزاروں شکوے تھے جو وہ عبدل سے کرنا چاہتی تھی پر کر نہ پائی۔ وہ تو اسے باقیوں سے الگ سمجھتی تھی۔

ہمیشہ خوش رہو!" وہ تیزی سے کہتی پلٹ گئی۔۔۔وہ چلی گئی تھی۔۔اور "

عبدل کو اپنے اندر خالی پن اترتا محسوس ہوا تھا۔

✿••✿••✿••✿

!مجھے رکنا نہیں ہے۔۔۔

ایما نے چلی گئی تھی۔۔اسکے جان کے بعد عبدل نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑایا۔۔۔اس کی اس حرکت پر ہیزل کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑا۔۔وہ تھوڑا فاصلہ رکھ کر بیٹھ گئی۔۔عبدل کا چہرہ سپاٹ تھا۔۔نہ کوئی تاثر نہ کوئی احساس۔۔۔۔

شاید اس کی آنکھیں جل رہی تھیں۔ہیزل اسے کبھی سمجھ نہ پائی تھی۔

تم نے ایسا کیوں کیا۔۔۔؟؟" ہیزل نے سر جھکائے بیٹھے عبدل سے پوچھا۔"

"جھوٹ کیوں بولا؟؟" اسے ایسا کرنے کو عبدل نے کہا تھا وہ اسی لیے اسے

اپنے ساتھ لایا تھا۔

یہ سب ضروری تھا۔۔تا کہ وہ یاد رکھے کسی پر بھی بھروسہ نہیں کرنا۔۔"

بالکل بھی نہیں۔۔۔" اس نے پانی کی بوتل اٹھا کر منہ سے لگائی اور گٹا گٹ

پینے لگا۔۔اس کے اندر آگ سی جل رہی تھی۔۔پانی ختم ہو گیا پر اب وہ بوتل

کو بھینچ رہا تھا۔۔ایسے جیسے غصہ نکال رہا ہو۔۔کچھ دیر بعد پلاسٹک کی بوتل

کڑک کی آواز سے کچومر بن گئی۔ہیزل خاموشی سے بیٹھی اسے دیکھ رہی

تھی۔۔پھر اس نے ایک گہرا سانس لیا اور کرسی سے پشت ٹکا دی۔۔اس نے

آنکھیں بند کر لی تھیں۔۔۔آخری بار ایمان کا چہرہ جو اس نے دیکھا تھا اس

میں آنسو تھے۔۔۔اور عبدل کی وجہ سے تھے۔

وہ جانتا تھا ایمان، کائنات کی سفارش کرنے آئی تھی وہ یہ بھی جانتا تھا کائنات اسے پسند کرتی تھی۔۔ وہ کلاس میں اس کی نگاہوں کو خود پر بہت بار محسوس کر چکا تھا۔ لیکن پچھلی بار جو اسکی ملاقات ہوئی تھی کائنات سے، اس میں وہ جان گیا تھا کائنات اس سے محبت کرتی تھی۔۔۔

وہ یہ بھی جانتا تھا کائنات نے ایمان سے دوستی بھی عبدل کی وجہ سے کی تھی۔۔۔

اور اسکی ایمانے اتنی خالص تھی کہ وہ سب کو خود جیسا سمجھ لیتی تھی۔ ایمان کے دکھ نے اسے دکھ دیا تھا۔۔۔

وہ ہیزل سے شادی نہیں کر رہا تھا نہ اس کا ایسا ارادہ تھا۔۔ پر وہ جانتا تھا وہ اب کبھی بھی ایمان کا سامنا نہیں کر پائے گا۔ وہ کتنی ہی دیر ایسے بیٹھا رہا پھر اس نے اپنا فون نکالا اور کچھ ٹائپ کرنے لگا۔۔

ایمانے کو ڈھونڈ لینا۔۔۔ "اس نے کسی کو میسج کیا تھا۔"

✿••✿••✿••✿

وہ بس میں بیٹھی ریسا ہال کی جانب جا رہی تھی۔۔ وہ ڈبہ اسکی گود میں رکھا تھا اور آنکھوں سے آنسوں جاری تھے۔۔۔ اسے دکھ ہوا تھا کہ عبدل نے اتنا بڑا راز چھپا کرر کھا۔۔ کہاں تو وہ اسے دوست کہتا تھا اور کہاں اب وہ کسی اور تھا۔۔۔

اسکا بھروسہ ٹوٹا تھا۔۔ اسے لگا تھا ایسا کچھ ہو گا تو عبدل سب سے پہلے اسے بتائے گا۔۔۔ پر عبدل نے تو دھماکہ کر دیا تھا۔۔

وہ کتنی پاگل تھی۔۔۔ لوگوں سے دور رہتی اور جب کوئی اپنا بن جاتا تو امید کرتی تھی کہ وہ ہمشہ ساتھ نبھائے گا۔۔۔ پر لوگ تو ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔۔۔ اس دنیا میں ہمیں اکیلے سروائیو کرنا پڑتا ہے۔۔ کائنات سے زیادہ

اسے عبدل کے دھوکے نے دکھ دیا تھا دوست ایسے چھپ چھپا کر شادیاں نہیں کرتے۔۔۔

اس کا دل چاہے وہ ڈبہ اٹھا کر باہر پھینک دے۔۔۔ پر وہ پھینک نہ پائی۔۔ اندر موجود چیزیں جس ہستی سے جڑی تھیں وہ کبھی ایسا نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

اس نے ڈبے کو سینے سے لگا لیا اور اس سے لپٹ گئی۔۔۔۔۔۔

میں اس دنیا میں کس پر بھروسہ کروں۔۔؟؟؟ میں اب کبھی دوست نہیں" بناؤں گی۔۔ کبھی نہیں۔۔۔" اسے لگا جیسے اندر موجود چیزیں اسے سن رہی ہوں۔۔۔ جیسے اسکی آواز ڈاکٹر روحان جبیل تک پہنچ رہی ہو۔۔۔ وہ اس شخص سے تو شکوہ کر ہی سکتی تھی ناں۔

وہ مرے مرے قدموں سے ریسا ہال پہنچی تھی۔۔ کائنات بے چینی سے اسکا انتظار کر رہی تھی۔۔ جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئی کائنات فوراً اس کی جانب لپکی۔

"کیا کہا اس نے ؟؟؟" وہ بے چینی سے پوچھنے لگی۔ ایمان نے خاموشی سے ڈبہ اپنے بیڈ پر رکھا اور وہیں بیٹھ گئی۔۔ پھر جھک کر شوز اتارنے لگی۔

"بتاؤ نا ایمان کیا کہا عبدل نے ؟؟" وہ صبر نہیں کر سکتی تھی۔

"بھول جاؤ اسے۔۔۔" اس نے شوز اتار دیے اور سرد لہجے میں بولی۔ اسکی آنکھیں سوجھی ہوئی تھیں۔۔۔ کائنات کو لگا اس نے غلط سنا ہو۔

"کک۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔" اس کا دل ڈوب گیا۔

وہ کسی اور سے محبت کرتا ہے۔۔۔"اس کا لہجہ پتھر جیسا سخت تھا۔اب وہ" کوٹ اتارنے کے بعد سر سے سکارف اتار رہی تھی۔۔۔کائنات کے قدم لڑکھڑا گئے۔

کس سے۔۔۔کس سے محبت کرتا ہے وہ۔۔۔"اس کی نگاہیں ایمان پر جمی" تھیں۔ایمان خاموشی رہی۔۔۔وہ اسکی جانب نہیں دیکھ رہی تھی۔اس نے شوز اٹھا کر شوز ریک میں رکھے۔۔کوٹ ہینگ کیا اور پھر اپنے کپڑے نکالنے لگی۔

بتاؤ نا۔۔کس سے محبت کرتا ہے وہ؟؟کیا تم سے محبت کرتا ہے۔۔؟؟"اس" نے ایمان کا رخ بازوؤں سے پکڑ کر اپنی جانب موڑا۔۔ایمان نے تعجب بھری نظروں سے اسے دیکھا۔۔یوں جیسے کائنات کا دماغ ہل گیا ہو۔۔محبت

ایسی ہی ہوتی ہے۔ سب سے پہلے شک کا بیج بوتی ہے۔۔ انسان کو ہر دوسرا انسان اپنا رقیب لگتا ہے۔ ایمان نے جھٹکے سے اس سے اپنے بازو چھڑائے۔

یہ تم خود کیوں نہیں پوچھ لیتی اس سے۔۔۔؟؟ ویسے بھی وہ اگلے ہفتے شادی'' کر رہا ہے۔'' وہ پہلی بار اونچی آواز میں بولی تھی۔ کائنات کا وجود ڈھیلا پڑ گیا۔ وہ مرے مرے قدم لیے پیچھے ہٹی اور بیڈ پر بیڈ گئی۔۔۔ اب سب ختم ہو چکا تھا۔۔ چاروں جانب بس گہرا اندھیرا تھا۔

✿••✿••✿••✿

ایمان کے اکاؤنٹ میں بہت کم رقم بچی تھی۔ اس کے پاس دو آپشن تھے یا وہ واپس چلی جاتی یا پھر کوئی جاب کرتی۔۔۔ پارٹ ٹائم جاب جس سے وہ اپنا خرچہ اٹھا لیتی۔۔۔

وہ ایسے واپس نہیں جاسکتی۔۔۔اور ریساہال کافی مہنگا تھا۔۔وہ مزید یہاں رہنا افورڈ نہیں کرسکتی تھی۔۔اس لیے پہلے اسے ہاسٹل ڈھونڈنا شروع کیا۔۔

اس نے سب سے پہلے عبدل کا نمبر ڈیلیٹ کیا تھا۔۔اور اس ڈبے کو اٹھا کر اپنی الماری میں رکھ دیا تھا۔۔۔کائنات اور وہ دونوں ایک کمرے میں ہونے کے باوجود اب کم ہی بات کرتی تھیں۔۔۔ان کی تیسری روم میٹ کبھی کبھی ہی کمرے میں آتی تھی۔۔۔وہ زیادہ تر اپنی فرینڈز کے ساتھ رہتی تھی۔

ایمان بھی ان دنوں کائنات پر زیادہ توجہ نہیں دے رہی تھی۔۔اس نے سوچ لیا تھا وہ ایسے مطلبی لوگوں کے لیے کیوں ہلکان ہو جو اپنے مطلب کے لیے اس تک آئے تھے۔۔

پر عبدل۔۔۔؟؟وہ تو مطلبی نہیں تھا۔۔۔پھر کیوں ؟؟؟"اس دل عبدل" کی گواہی دیتا تھا پر اس نے اب دل کی سننا بند کر دی تھی۔اس نے آنلائن کچھ

ایڈ دیکھے۔۔اسے سستے ہاسٹل مل رہے تھے پر وہ اولڈ ٹاؤن میں تھے۔۔فاصلہ زیادہ تھا۔۔پہلے اس نے پتہ لگایا کہ کونسی ٹرین اور بس کے ذریعے یونیورسٹی پہنچ سکتی تھی۔۔اس نے اپنی توجہ مکمل طور پر اپنی مشکلات کو حل کرنے کی جانب کرلی۔۔۔

اکیڈمی جانے کا خواب کہیں بیچ میں ہی رہ گیا تھا۔۔اولڈ ٹاؤن سے کسی روز نامی لڑکی نے ایڈ لگایا تھا۔۔اسے ایک فلیٹ میٹ چاہیے تھے۔۔اس نے روز کا نمبر نکالا اور اسے میسج کیا۔۔رینٹ مناسب تھا اور اولڈ ٹاؤن ویلنسیا میں اس کی سب سے پسندیدہ جگہ تھی۔

اب دوسرا کام اسے پارٹ ٹائم جاب ڈھونڈنا تھا۔۔یہ ذرا مشکل کام تھا۔۔ اس کی ابھی مقامی زبان پر گرفت نہیں ہوئی تھی۔۔پر اسے کوشش تو کرنا تھی۔۔اس نے کبھی امید نہیں چھوڑی تھی اور نہ کوشش کرنا۔۔وہ ہمیشہ کوشش کرتی رہتی تھی۔۔ مسلسل کوشش اور شاید یہی کوشش اسے یہاں تک لے آئی تھی۔

اس کے بعد عبدل کبھی ریسا ہال نہیں آیا۔۔نہ اس نے کبھی میسج یا فون کیا۔۔ وہ ناراض تھی۔۔۔ لیکن لیکن کہیں نہ کہیں وہ اسکا انتظار کر رہی تھی کہ ابھی عبدل کسی جن کی طرح حاضر ہو گا اور اس سے کہے گا کہ "ہائے ایما نے دیکھو میں کچھ لایا ہوں۔۔"اس کی باتیں اکثر ایمان کے ذہن میں گونجتی رہتی تھیں۔۔جب بھی وہ ریسا ہال میں عبدل کے دوست جان کو دیکھتی اسے عبدل یاد آجاتا تھا۔۔پر وہ ذہن جھٹک دیتی۔۔۔

اسے لگتا تھا وہ منا لے گا۔۔وہ ہر بار کی طرح آئے گا اسے خوش کرنے۔۔پر وہ نہیں آیا۔۔۔

اسکا تیسرا سمیسٹر شروع ہو چکا تھا پر اس کے پاس پیسے کم پڑتے جا رہے تھے۔۔روز نے اسے وزٹ کرنے کا کہا تھا۔۔اس دن وہ یونیورسٹی سے سیدھا اولڈن ٹاؤن چلی گئی۔۔

یہ خوبصورت جگہ تھی وہ پہلے بھی آئی تھی۔۔۔ سینٹرل مارکیٹ گھومنے پھرنے۔۔۔

وہ گوگل میپ کی مدد سے متعلقہ جگہ پر پہنچ ہی گئی۔۔ یہاں لائن میں بہت سارے گھر تھے۔۔۔ پرانے طرز کے گھر۔۔۔

جہاں روزرہ رہی تھی یہ ایک بڑا سا گھر تھا۔۔ یہ دراصل ایک ادھیڑ عمر عورت نے اپنے ایک بڑے سے گھر کو دو دو کمروں کے پورشن میں تقسیم کر دیا تھا یہاں زیادہ تر لڑکیاں ہی رہ رہی تھیں۔۔ جاب کرنے والی یا پھر اسٹوڈنٹس۔۔

ایک پورشن میں دو کمرے تھے اور ایک چھوٹا سا کچن اور چھوٹا سا لاؤنج۔ دو لوگوں کے رہنے کے لیے یہ کافی تھا۔

روز نے پہلے پورا پورشن لیا تھا۔۔ پھر ایک اور لڑکی آئی پر وہ ایک مہینہ رہنے کے بعد چلی گئی۔۔۔ اسی لیے اب روز نے خود ہی ایڈ لگا رکھا تھا۔ وہ اکیلی نہیں رہنا چاہتی تھی۔

ایمان نے گہرا سانس لے کر دروازے پر بیل دی۔۔۔ کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور سامنے ہی ایک خوبصورت سی دراز قد لڑکی کھڑی تھی۔

"ہائے۔۔میں ایمان ہوں۔۔وزٹ کرنے آئی ہوں۔۔"وہ ڈری ہوئی تھی۔اور گھبرائی ہوئی بھی۔روزا سے دیکھ کر نرمی سے مسکرائی۔

"ویلکم ایما۔۔ن۔۔۔"وہ بامشکل اسکا نام لے پائی۔۔ایمان کو پریشانی سی تھی پتہ نہیں روز کیسی لڑکی ہو گی۔۔کیا کرتی ہو گی۔۔وہ کسی پر اب بھروسہ نہیں کر سکتی تھی۔روزا سے لے کر اندر چلی گئی۔
اس نے ایمان کو کمرہ دکھایا۔۔بہت پر سکون اور خاموش!
ایمان کو پسند آ گیا تھا۔۔

"تم اسٹوڈنٹ ہو۔۔؟؟"روز نے اس کے بیگ کو دیکھتے پوچھا۔۔وہ ایمان کے چہرے سے اسکی پریشانی،ڈر اور خوف سب بھانپ گئی تھی۔۔ایمان

اسے معصوم لگی تھی۔۔ جیسے کوئی سنڈریلا بھٹک گئی ہو۔۔اس نے فیصلہ کرلیا تھا وہ ایمان کو رکھ لے گی۔

جی۔۔ماسٹرز کا تھرڈ سمیسٹر ہے۔۔۔یعنی فائنل ایئر۔۔"اس نے خشک" لبوں پر زبان پھیرتے بتایا۔

بیٹھ جاؤ۔۔۔اور ریلیکس ہو جاؤ۔۔۔"روز نے اسے صوفے پر بٹھایا اور پھر" وہ کچن سے اس کے لیے پانی لے آئی۔

میں ایک اسٹوڈنٹ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک جنرلسٹ بھی ہوں۔۔اور" یہاں پچھلے تین سالوں سے رہ رہی ہوں۔۔یہ اسٹوڈنٹس کے لیے اچھی جگہ ہے۔۔"روز اسے تفصیل بتانے لگی تاکہ وہ ریلیکس ہو جائے۔ایمان خاموشی سے اسے سن رہی تھی۔

پھر کب سے شفٹ کر رہی ہو؟؟" روز نے بالآخر پوچھ ہی لیا۔"

میں ایکچوئلی جاب ڈھونڈ رہی ہوں۔۔ جیسے ہی کوئی پارٹ ٹائم جاب ملتی" ہے پھر اسی ایریا میں شفٹ ہو جاؤں گی۔۔" ایمان جب ریلیکس ہوئی تو اس نے اپنا مسئلہ شیئر کر لیا۔ روز نے پوری توجہ سے اس کی بات سنی۔

جاب ڈھونڈنی پڑے گی لیکن امید ہے مل جائے گی۔۔ ویسے کس قسم کی" جاب چاہیے۔۔؟؟" وہ پرسوچ انداز میں پوچھنے لگی۔

کوئی بھی۔۔ جس سے میں اپنا خرچہ اٹھا سکوں۔۔" ایمان نے صاف گوئی" سے بتایا۔

تم یہاں شفٹ ہو جاؤ جب دل چاہے پھر جاب بھی ڈھونڈ لیں گے۔۔"

ایمان کو یقین نہیں آیا۔ وہ واقعی اچھی تھی یا بن رہی تھی۔ کچھ دیر مزید بیٹھنے کے بعد وہ جانے کے لیے اٹھی تو روز کو اچانک کچھ یاد آیا۔

"یہاں پاس ہی دو گھر چھوڑ کر مسز اسٹیفن رہتی ہیں۔۔ وہ ایک ویٹ ڈاکٹر ہیں۔۔۔ انکا کلینک ہے۔۔ انہیں پارٹ ٹائم فرنٹ ڈیسک کے لیے کسی لڑکی کی ضرورت ہے۔۔ تم چاہو تو میں ان سے بات کر سکتی ہوں۔۔"

ایمان کو جیسے یقین نہیں آیا۔۔ اسے کسی اسٹور میں بھی کام ملتا تو وہ کر لیتی۔

"مجھے کوئی ایشو نہیں ہے۔۔" وہ جلدی سے بولی۔

"پرفیکٹ۔۔۔ میں ان سے بات کر کے بتاؤں گی۔۔" وہ مسکرائی تو ایمان کو حوصلہ ہوا۔

واپسی کے پورے راستے اب دعا کرتی رہی کہ اسے یہ جاب مل جائے۔۔اگر مل جاتی تو وہ فوراً یہاں شفٹ ہو جاتی۔

وہ تھک ہار کر واپس لوٹی تو اسے شدید بھوک لگی تھی۔۔اس نے فریش ہونے کے بعد مغرب کی نماز ادا کی اور سلمی بیگم کو فون ملا لیا۔۔ سلمی بیگم اس سے خفا تھیں پر زیادہ نہیں۔۔ایک طرح سے سلمی بیگم بھی اب پرسکون تھیں کہ ان کی جان چھوٹ گئی تھی۔۔۔لیکن وہ پریشان بھی تھیں کہ آخر ایمان پردیس میں کیسے رہے گی؟کوئی آسرا کوئی سہارا نہیں تھا۔۔اور پھر جن کا کوئی نہیں ہوتا ان کا اللہ ہوتا ہے۔۔ایمان کو پورا یقین تھا۔۔وہ یہاں بلاوجہ نہیں آئی تھی۔۔اسے اللہ بلاوجہ یہاں نہیں لایا تھا۔۔
اسے آنے کے پیچھے کوئی وجہ ضرور تھی۔۔۔اور وہ جانتی تھی ہر مشکل کے بعد آسانی تھی۔۔اور وہ جانتی تھی یہ مشکل وقت بھی گزر ہی جانا تھا۔

✿•••✿•••✿•••✿

اگلے دن روز نے اسے مسز اسٹیفن کے کلینک کا پتہ دے کر اسے انٹرویو کے لیے جانے کا کہا۔وہ مسز اسٹیفن سے بات کر چکی تھی۔۔۔اس نے سارے لیکچرز لینے کے بعد واپسی اولڈ ٹاؤن کا راستہ اپنایا۔۔وہ دل ہی دل میں دعائیں مانگتی جارہی تھی کہ اسے یہ جاب مل جائے۔۔چاہے زیادہ تنخواہ نہ ہو پر اسے مل جائے۔۔وہ اللہ سے کہہ رہی تھی کہ وہ کم میں بھی گزارا کر لے گی۔۔۔

اور پھر کچھ دیر بعد وہ مسز اسٹیفن کے سامنے بیٹھی تھی۔وہ ایک پچپن سالا گول مول سی ڈاکٹر تھی جس کی موٹے شیشوں والی عینک ناک پر جمی تھی۔۔ اور وہ عینک کے پیچھے سے ہی ایمان کا پوری طرح معائنہ کر رہی تھی۔۔۔ کلینک پر زیادی رش نہیں تھا۔۔کچھ سوال پوچھنے کے بعد مسز اسٹیفن نے کہا۔

میں تمہیں روز کے کہنے پر یہاں رکھ رہی ہوں۔۔۔ تمہیں تین بجے یہاں" ہر حال میں موجود ہونا ہے اور رات کو 8 بجے تم جا سکتی ہو۔۔" صرف اتوار کو چھٹی تھی۔ ایمان نے ہامی بھرلی۔۔ اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔۔ اس نے باہر نکل کر فوراً روز کو میسج کیا کہ اسے جاب مل گئی ہے۔ وہ خوش تھی۔۔ اس نے اللہ کا شکر ادا کیا۔۔ اور پھر حمیزہ کو بھی ایک میسج کر دیا۔۔ ادھر سلمی بیگم کا پریشانی سے برا حال تھا۔۔۔ پر یہ خبر سن کر انہیں بھی سکون کا سانس آیا۔

ریسا ہال واپس جاتے وقت اس کے چہرے پر مسکان تھی۔ اللہ انہی کا وسیلہ بناتا ہے جن کی کوشش سچی ہو۔۔ اور جو اپنی مدد کرنے نکل کھڑے ہو جائیں۔۔۔

وہ اپنی جنگیں لڑنا سیکھ رہی تھی۔۔وہ اپنے مسائل حل کرنے کا ہنر جان رہی تھی۔

✿••✿••✿••✿

ریساہال میں اس کا مہینہ پورا ہو چکا تھا۔اور اسی ہفتے اسے یہاں سے شفٹ ہونا تھا۔کائنات کو اس نے آج ہی بتایا تھا کہ وہ کل شفٹ کر رہی تھی اور اسے جاب مل گئی ہے۔

کائنات ساکت رہ گئی۔۔وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی۔۔۔

"تم مجھے چھوڑ کر جا رہی ہو؟؟" وہ بے یقینی سے پوچھنے لگی۔

"مجھے جانا ہی تھا آج نہیں تو کل۔۔۔میرے بھی کچھ مسائل ہیں۔۔" وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔۔کائنات کو اس کے چہرے پر دکھ کے سائے نظر آئے۔۔وہ

جانتی تھی عبدل اور اس نے ایمان کے ساتھ اچھا نہیں کیا تھا۔ پر کائنات اپنے غم میں اس قدر ڈوب گئی تھی کہ اسے ایمان کا خیال ہی نہیں آیا۔۔۔

اور اب جب اس نے جانے کی خبر دی تو کائنات کے دل کو کچھ ہوا۔۔ دنیا میں ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں جو بے ضرر ہوں۔۔ جو اپنی ذات سے کسی کو تکلیف نہ دیتے ہوں۔۔ اور ایمان ان نایاب لوگوں میں سے ایک تھی۔۔ جو کبھی کسی کا برا نہیں سوچ سکتی تھی۔۔

اس نے ریسا ہال کی مینجمنٹ سے بات کرلی تھی۔۔ سارے ڈیوز کلیئر کرنے بعد وہ اب میس میں بیٹھی تھی۔۔ آج یہاں اس کی آخری رات تھی۔۔

ایمان کا یہاں دل لگ چکا تھا۔۔ جہاں اُس کی اِس جگہ سے بری یادیں جڑی تھیں وہیں ریسا ہال اُسے بہت عزیز تھا۔۔۔ اپنا کمرہ، اپنی الماری۔۔ یہاں کا میس اور لائبریری۔۔۔ کیفے اُسے سب یاد رہنے والا تھا۔

منہ میں نوالہ ڈالتے اس کے ہاتھ رک گئے اور آنکھوں میں پانی بھر آیا۔۔وہ ضبط کر گئی۔اِس سے پہلے کائنات کچھ کہتی اچانک کسی کی آواز ابھری۔۔اس نے پلٹ کر دیکھا تو جان میس میں لگی اسکرین کے پاس کھڑا تھا۔۔وہ سب کو اپنی جانب متوجہ کر رہا تھا۔

"آج میں آپ سب کی ملاقات ایک ایسی لڑکی سے کروانا چاہتا ہوں جسے لگتا ہے کہ پاگل لوگ اصل میں پاگل نہیں ہوتے بلکہ وہ کچھ خاص ہوتے ہیں اور وہ روپ بدل کر اِس دنیا میں گھوم رہے ہیں۔۔۔"الفاظ ایسے تھے کہ ایمان کے کان کھڑے ہو گئے۔۔جان کی جانب اس کی پشت تھی۔ میس میں موجود سبھی اسٹوڈنٹس اس کی جانب متوجہ ہو چکے تھے۔۔۔وہ جھٹکے سے پلٹی۔۔

جان شیطانی مسکراہٹ چہرے پر سجائے اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔ایمان کو اپنی ریڑھ کی ہ-ڈی میں سنسناہٹ سی محسوس ہوئی۔۔

لیٹس واچ۔۔۔ریساہال کی مشہور ایمانے۔۔۔جو پاگلوں کو جوس بریڈ کا" لالچ دے کر جانے ان سے کون سے اہم راز اگلوانا چاہتی ہے۔۔۔" ایمان کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا تھا۔۔جان نے قہقہہ لگایا۔۔وہ اب تک عبدل کی وجہ سے جان کے عتاب سے بچی ہوئی تھی۔۔اب عبدل نہیں تھا تو جان اسے کیسے بخش دیتا۔۔

اور پھر اسکرین جل اٹھی۔اس پر ایک ویڈیو چلنے لگی تھی ویڈیو میں اور کوئی نہیں ایمان تھی۔۔۔یہ اس وقت کی بات تھی جب وہ پوشیدہ دنیا کے بارے میں ریسرچ کر رہی تھی۔۔

وہ کسی مشکوک کی طرح بس اسٹاپ پر بیٹھی اس پاگل عورت کو دیکھ رہی تھی۔۔

ایمان تو حیران و پریشان سی دیکھنے لگی۔۔اسے نہیں پتہ تھا اس کی ویڈیو بنائی جا رہی تھی اور بنانے والا کوئی اور نہیں جان ہی تھا۔۔

ویڈیو میں وہ کافی دیر کھڑی رہی۔۔پھر وہ سامنے ہی موجود جنرل اسٹور پر چلی گئی۔۔ میس روم میں ہلکی ہلکی سی سرگوشیاں جاری تھیں۔۔۔جانے آگے کیا ہونے والا تھا اور ایمان جانتی تھی اس کی کتنی بے عزتی ہونے والی تھی۔۔اس نے کھا جانے والی نظروں سے جان کو گھورا لیکن اُسے کون سا فرق پڑتا تھا۔۔ وہ ہنس رہا تھا۔۔اسے چڑا رہا تھا۔۔

اور پھر سکرین پر ایمان اب جوس اور بریڈ لے کر آتی دکھائی دی۔۔۔اس نے وہ دونوں چیزیں اس پاگل عورت کو تھمائیں۔۔وہ خوش ہو گئی۔۔پر اگلے ہی پل ایمان نے جو سوال کیا تھا اس پر وہ پاگل عورت حیرانی سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

تمھیں یہ سب کیسا لگتا ہے؟؟“ ایمان نے سوال کیا۔۔عورت جس کے بالوں کو بے ترتیبی سے کاٹا گیا تھا اس نے حیرت سے ایمان کو دیکھا۔۔۔البتہ وہ کچھ باتیں سمجھتی تھی۔وہ کچھ دیر اسے دیکھتی رہی اور پھر بریڈ کھانے لگی۔

”میں جانتی ہوں اس ظاہری دنیا میں پاگل کا کردار ادا کرنا کیسا لگتا ہے۔۔؟؟ تمہاری حقیقی دنیا کچھ اور ہے۔۔۔“ وہ جو کئی پہروں سے بھوکی ہونے کی وجہ سے بریڈ پر ٹوٹ پڑی تھی ایمان کی بات سن کر جیسے وہ ساکت ہوئی۔۔اس نے ایمان کو یوں دیکھا جیسے وہ نہیں بلکہ ایمان پاگل ہو۔۔
وہ پھر ہنسی۔۔اور ہنستی چلی گئی۔۔اور اسکی ہنسی غصے میں بدل گئی۔۔
”گو ٹو ہیل۔۔۔“ اس نے ہاتھ میں پکڑا بریڈ اور جوس ایمان پر دے مارا اور گالیاں دیتی وہاں سے چلی گئی۔۔

ایمان اس منظر کو کیسے بھول سکتی تھی پر یہ دیکھتے ہی پورا ہال قہقہوں سے گونج اٹھا۔۔

ایمان کو حد درجہ شرمندگی نے آلیا تھا۔۔

سب مس ایمانے کو بتائیں کہ ان کی پوشیدہ دنیا کیا ہے۔۔اصل کردار کونسا ہے۔۔اور ہم یہاں جوکر بنے کیوں گھوم رہے ہیں۔۔" جان اسے کہاں بخشنے والا تھا۔۔

سب ہنس رہے تھے۔۔کچھ اسٹوڈنٹس اس کی جانب اشارے کر رہے تھے۔۔۔دی گریٹ ایمانے۔۔۔

ایمان کا دل چاہا وہ اپنا چہرہ چھپا کر یہاں سے بھاگ جائے اور پھر اس کی نظر کائنات پر پڑی۔۔وہ حیرانی سے ایمان کو دیکھ رہی تھی۔۔اسے نہیں پتہ تھا ایمان اکیلے میں یہ سب کرتی پھرتی تھی۔۔اس نے اپنی ہنسی روکنا چاہی۔۔

اور پھر وہ بے اختیار ہی ہنس دی۔۔ایمان کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔۔اس نے آج بہت دنوں بعد کائنات کو ہنستے دیکھا تھا۔۔

اور پھر کچھ دیر بعد ایمان کی یہ ویڈیو پورے ریسا ہال میں پھیل چکی تھی۔۔۔ ایمانے دی گریٹ کے نام سے اسے سب چڑا رہے تھے۔۔۔اس رات پورا ریسا ہال اسکی ویڈیو کی وجہ سے کھلکھلا اٹھا تھا اور ایمان تو اگلے دن تک اپنے کمرے سے باہر ہی نہیں نکلی۔یقیناً ریسا ہال اسے ہمیشہ یاد رکھنے والا تھا۔

✿••✿••✿••✿

ریسا ہال سے جاتے وقت اس کی آنکھیں آبدیدہ ہو گئی تھیں۔۔پر وہ رک نہیں سکتی تھی۔۔اسے جانا تھا۔۔ حرکت میں برکت ہے اور اسے آگے بڑھنا تھا۔۔اب وہ خود اپنے پیروں پر کھڑا ہونا چاہتی تھی۔۔کائنات نے اس سے

معافی مانگی تھی۔ایمان کو اس سے کوئی شکوہ نہیں تھا۔۔اس نے "جو گزر گیا وہ بیت گیا اور جو ہونا تھا وہی ہوا" والی عادت اپنالی تھی۔۔یقیناً ان سب کے پیچھے کوئی نہ کوئی وجہ تھی۔

کائنات بھی جلد واپس پاکستان جانے والی تھی۔۔اس نے کافی حد تک خود پر قابو پالیا تھا۔۔یا شاید وہ ایمان کے سامنے مضبوط بنی رہتی تھی۔

ریسا ہال سے جاتے وقت ایمان کو ہزاروں بار عبدل کا خیال آیا تھا۔۔اور ہر بار اس کا دل الگ طریقے سے دکھتا تھا۔۔جب بھی اس کا خیال آتا وہ یہی سوچتی تھی کہ اب تک تو اس کی شادی ہو چکی ہو گی۔۔شاید وہ اپنی وائف کے ساتھ کہیں گھومنے پھرنے گیا ہو۔۔وہ اپنی دنیا میں مصروف ہو چکا تھا۔۔ اسے ایک بار بھی ایمانے کا خیال نہیں آیا تھا۔

اور پھر وہ اس کا خیال جھٹک دیتی۔۔اس نے ہمیشہ رشتوں کو کھویا تھا۔۔اسے تکلیف ہوتی تھی اور اس پر قابو بھی پا لیتی تھی۔۔۔پر عبدل نے اسے ہنسنا سکھایا تھا۔۔

وہ ہمیشہ اسے ہنسانے آجاتا تھا۔۔۔پر اس بار وہ اکیلی تھی۔۔وہ نہیں آیا۔۔۔وہ کبھی کبھی بے اختیار ہی اس کا انتظار کرتی۔۔پر پھر یہ سوچ اسے عبدل کو فون کرنے سے روک لیتی کہ وہ کسی اور تھا۔۔۔کسی کی محبت کسی کا شوہر۔۔۔۔

اس نے کبھی جان سے بھی عبدل کا نہیں پوچھا تھا۔

وہ ریسا ہال چھوڑ آئی تھی۔۔ایک سال یہاں گزارنے کے بعد اب اس کی زندگی میں نیا باب آنے والا تھا۔۔جس سے وہ بے خبر تھی۔۔

ماثیل نامی باب۔۔۔۔جو اپنے ساتھ اور بہت کچھ لانے والا تھا یہ وہ نہیں جانتی تھی۔

وہ رائیڈ کرواکر اپنا سارا سامان لے آئی تھی۔آج اتوار تھا۔۔روزا سی کا انتظار کر رہی تھی۔۔اس نے خوش دلی سے ایمان کا استقبال کیا۔۔اس نے ایمان کے کمرے کو صاف کر دیا تھا۔اب ایمان کو اپنا پورا کمرہ مل گیا تھا جسے وہ اپنے مطابق سیٹ کر سکتی تھی۔۔جہاں وہ دکھی تھی وہیں پر جوش بھی تھی۔۔اس کے ذہن سے بہت بڑا بوجھ اتر گیا تھا۔۔۔

جس کلینک میں اس کی جاب ہوئی تھی وہ یہیں تھا ایک کلو میٹر کے فاصلے پر۔۔یعنی رات کو وہ آران سے واپس آسکتی تھی پر دن میں اسے یونیورسٹی سے ایک بجے نکلنا پڑتا تب وہ تین بجے تک یہاں پہنچ پاتی۔۔

اس سیمسٹر میں اس کے بس دو تین لیکچرز تھے۔۔کسی دن ایک تھا کسی دن تو کسی دن تین۔۔

وہ پر سکون تھی کہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔روز باتونی لڑکی تھی۔۔وہ اب اسے ساتھ والی آنٹی جینا کے بارے میں بتا رہی تھی۔۔اور بائیں جانب رہنے والی لڑکیوں کے بارے میں۔۔

ایمان جان گئی تھی روز ایک جلد گھلنے ملنے والی لڑکی تھی۔۔وہ مسکرا کر اسکی باتیں سن رہی تھی۔

"تمہارا نام تھوڑا سا مشکل ہے نا۔۔میں سوچ رہی ہوں تمہارا نک نیم رکھ دوں۔۔جیسا میرا ہے روز۔۔۔ویسے ہی تمہارا بھی۔۔۔"اس نے کھانے کی پلیٹ میز پر رکھتے ایمان سے سے پوچھا۔

"ایمی ٹھیک رہے گا۔۔؟؟"اس نے غور سے ایمان کو دیکھا۔۔"

ناں۔۔۔ایمی نہیں۔۔یہ تم پر سوٹ نہیں کرتا۔۔ایما۔۔۔ہاں یہ اچھا رہے گا۔۔۔" وہ خود ہی سوال جواب کر رہی تھی۔۔۔

ام ایمان۔۔۔ایمانے۔۔۔اور اب ایما۔۔۔وہ جہاں جا رہی تھی اسے ایک نئی پہچان نیا نام دیا جا رہا تھا۔۔اور وہ خاموشی سے سب کچھ قبول کر رہی تھی۔

✿••✿••✿••✿

اور پھر وقت کو جیسے پر لگ گئے۔۔وہ پہلے سے زیادہ مصروف ہو گئی تھی۔۔یونیورسٹی وہ صرف لیکچر لینے جاتی تھی۔۔وہاں سے ایک بجے نکل آتی۔۔۔سیدھا کلینک پر۔۔

مسز اسٹیفن بہت ہی خشک قسم کی عورت تھی۔۔اسے انسانوں سے کم جبکہ جانوروں سے زیادہ محبت تھی۔۔وہ اکثر بلاوجہ ہی ایمان پر بھڑک اٹھتی۔۔بلاوجہ ہی غصہ کرتی چلانے لگتی۔۔پر ایمان خاموشی سے سب سن لیتی۔۔وہ

جاب سے واپس آ کر پڑھنے میں لگ جاتی۔۔روز اس سے جلد گھل مل گئی تھی۔۔۔۔وہ واقعی اچھی لڑکی تھی۔

اس دوران ایمان اپنا خیال نہ رکھ پا رہی تھی۔۔وہ اکثر پورا دن بھوکے گزار دیتی تھی۔۔ کبھی کبھی کلینک میں زخمی جانوروں کو دیکھ کر اسکی حالت بری ہو جاتی۔۔ کبھی کبھی مسز اسٹفین جیسے ہی سائیکولوگ اپنے پیٹ لے کر آتے تھے۔۔اور پھر اودھم مچا دیتے۔۔۔

روز کچھ نہ کچھ تماشہ ہوتا تھا۔۔ تین مہینے گزر گئے۔۔ایمان نے اپنی تنخواہ کے پیسوں کو بڑی احتیاط سے استعمال کیا۔۔نہ صرف استعمال کیا بلکہ گھر بھی کچھ پیسے بھیجے۔۔اپنی پہلی کمائی وہ صرف خود پر کیسے خرچ کر لیتی۔۔ سلمیٰ بیگم نے اسے منع کر دیا تھا۔۔۔ان کا کہنا تھا کہ تم اپنا وقت اچھے سے نکالو۔۔ کھانے پینے پر توجہ دو۔۔

اور پھر آہستہ آہستہ ایمان میں اعتماد آنے لگا۔۔۔اپنی محنت کی حلال کمائی انسان میں اعتماد لے آتی ہے۔۔وہ کلینک پر الگ طرح کے لوگوں سے ملتی تھی۔۔۔اس کا ایکسپوژر بڑا تو وہ مزید سمجھدار ہونے لگی۔۔

وہ دو بار روز کے ساتھ قرطبہ اور غرناطہ کے ٹوئر پر بھی گئی تھی۔

لیکن پھر وہ اپنے پریکٹیکل کی وجہ سے ایک دو بار جاب سے لیٹ ہو گئی۔۔

اسے مسز اسٹیفن نے وارننگ دی تھی کہ آئندہ لیٹ ہوئی تو اچھا نہیں ہو گا۔۔۔

پر پھر جیسے ہی فائنل اگزامز آئے روز کو ماتی۔۔ل نامی کسی انسٹیٹیوٹ میں ایڈمشن لینے کا بھوت چڑھ گیا۔۔۔اور اس کا ایڈمیشن لینے مجبوراً ایمان کو جانا پڑا۔۔۔کیونکہ روز کے ہونے والا سسر کی ڈیتھ ہو گئی تھی۔

اور یہ وہ دن تھا جب وہ ماثیل سے ملی۔۔۔جہاں سے اس کی زندگی میں ایک نیا موڑ آیا۔۔۔تیسری بار لیٹ ہونے پر مسز اسٹیفن نے اسے جاب سے نکال

دیا۔۔اسے پچھلے ماہ کی سیلری بھی نہیں ملی تھی۔۔ سمیسٹر فیس بھرنے کی وجہ سے اس کا ہاتھ تنگ پڑ گیا تھا۔۔

اور پھر روز کے اصرار کرنے پر اس نے ماثیل انسٹیٹیوٹ جوائن کر لیا تھا۔۔۔

اس بات سے بے خبر کہ ادھم عرف ماثیل اسے اپنی لپیٹ میں لینے والا تھا۔

✿••✿••✿••✿

نقطہ آغاز

آج اس کا پہلا دن تھا۔۔ آج سے وہ اپنے مقصد کا آغاز کرنے والا تھا۔۔۔

النور اکیڈمی۔۔جو اس کا بچپن کا خواب تھی آج اس کا وہاں پہلا لیکچر تھا۔۔وہ اس وقت گرے پینٹ پر بھوری ہائی نیک پہنے آئینے کے سامنے کھڑا تھا۔۔ اس کا بھورا اونی کوٹ پیچھے بیڈ پر رکھا تھا۔۔اس نے ڈریسنگ ٹیبل سے اپنا

چشمہ اٹھایا اور اپنی گرے چمکتی آنکھوں پر لگا لیا۔۔۔دراز قد آئینے میں اس کا سراپہ صاف نظر آرہا تھا۔ذہانت سے چمکتی آنکھیں، خوبصورت نین نقوش اور کشادہ پیشانی۔۔وہ تھوڑا سا کنفیوز تھا۔۔

اس نے گہرا سانس لیا تبھی دروازے پر دستک ہوئی۔۔اس نے مڑ کر دیکھا تو سامنے ہی دروازے پر اس کی ماں کھڑی مسکرا کر اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

وہ اندر آئی اور پھر بیڈ سے اوور کوٹ اٹھا کر اس کی جانب بڑھی۔۔

وہ آگے بڑھا اور اپنا داہنا بازو آگے کیا۔۔کمرے میں خاموشی تھی۔۔جب وہ کوٹ پہن چکا تھا تو اس نے پلٹ کر اپنی ماں کو دیکھا۔۔دونوں آمنے سامنے کھڑی تھے۔وہ اپنی ماں کے چہرے کو غور سے دیکھ رہا تھا۔۔اسے آج تک کوئی عورت اپنی ماں سے زیادہ حسین نہیں لگی تھی۔۔یہاں تک کہ مس ایلف بھی نہیں۔

اس نے یہ گرے چمکتی آنکھیں اپنی ماں سے ہی چرائی تھیں۔۔اس کا دماغ جس نہج پر سوچتا تھا وہ نہج بھی اسے اپنی ماں سے ملی تھی۔

"ماشاءاللہ۔۔" وہ اسے دیکھ کر بے اختیار بولی۔

"مجھے کوئی نصیحت کریں۔۔۔" اس نے اپنی ماں کے ہاتھوں کو تھامتے کہا تو وہ مسکرادی۔

"کتنے بھی بڑے بن جاؤ یہ مت بھولنا کہ تم ایک ابن آدم ہو۔۔۔ کبھی کسی انسان کو خود سے کم تر مت سمجھنا۔۔۔"
وہ بہت سنجیدگی سے اپنی ماں کو سننے لگا۔۔یوں جیسے اس سے ضروری کوئی کام ہو ہی نا۔

"ضرور۔۔" اس نے اپنی ماں کے ہاتھوں نرمی سے دبا کر جیسے وعدہ کیا کہ وہ کبھی اپنے مقام سے نہیں گرے گا۔

✿••✿••✿••✿

النورا کیڈمی کا سیمینار ہال لوگوں سے بھرا پڑا تھا۔ پچھلے دو گھنٹوں سے سیشن جاری تھا۔۔اور اب اس کی باری آئی تھی۔۔وہ سب سے کم عمر اسپیکر تھا۔۔ جسے لوگ اب تک نہیں جانتے تھے۔۔وہ سب سے الگ ڈریسنگ میں تھا۔۔ اس کے ہاتھ میں پزل بوکس تھا۔۔اسٹیج پر کھڑے ہو کر اس نے پہلی بار ہال پر نظر دوڑائی تو دور دور تک بیٹھے لوگوں کی نظریں اس پر ہی جمی تھیں۔اس نے گہرا سانس لیا۔۔۔یونیورسٹی میں ایسے ہی لوگ اسے سنتے تھے۔
ہال میں بیٹھے سامعین کو شک سا تھا بھلا وہ نوجوان لڑکا کیا کر پائے گا؟

"I am the greatest"

"ہاں۔۔۔یہ سچ ہے۔۔"

اس نے جیسے ہی یہ الفاظ بولے ہال میں جاری سرگوشیاں تھم سی گئیں۔

"آپ لوگ مجھ سے جو پوچھنا چاہیں پوچھ سکتے ہیں۔میں جواب دینے کی پوری کوشش کروں گا۔۔میں یہاں ایک پیغام دینے آیا ہوں۔۔۔"

اس میں بلا کا اعتماد تھا۔۔۔اسٹیج کے قریب جو پہلی رو تھی اس میں صوفے رکھے تھے اور ان صوفوں پر بہت بڑے بڑے اسکالرز، مفتی اور اسپیکرز بیٹھے تھے۔سب کی نظریں اس نوجوان لڑکے پر جمی تھیں جس نے آتے ہی ایسی بات کر دی تھی جس پر سب نے نعوذ باللہ کہا تھا۔

"وہ کیسا دعوی کر رہا تھا؟؟"

ہال میں گہری خاموشی چھا گئی اس نے نظریں اٹھا کر چاروں جانب دیکھا۔۔

مطلب کسی کا کوئی سوال نہیں ہے۔۔ چلیں میں انتظار کرتا ہوں۔۔ٹیک یور ٹائم" وہ چلتا ہوا ڈائیز کے قریب آیا اور اس سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔۔ وہ اب اپنے پزل بوکس سے کھیلنے لگ گیا تھا۔۔

وہ بہت پر سکون تھا۔۔بلا کا پر اعتماد۔۔۔چیلنجنگ انداز

اور تبھی ایک نوجوان لڑکا اپنی جگہ سے اٹھا۔۔اسے مائیک دیا گیا۔

میرا ایک سوال ہے۔۔" لڑکے مائیک تھامتے، اسٹیج پر ڈائز سے ٹیک لگائے کھڑے اس نوجوان سے کہا جس کی نظریں اپنے پزل باکس پر جمی تھیں۔۔ آواز سن کر اس کی ہاتھوں کی حرکت میں کوئی کمی نہیں آئی۔

کیری آن۔۔ایم لسننگ۔۔۔" وہ سنجیدہ تھا۔"

میں اگناسٹک ہوں۔۔مجھے خدا پر یقین ہے بھی اور نہیں بھی۔۔میں پوچھنا" چاہتا ہوں کہ میرا خدا پر یقین لانا ضروری ہے یا میرا مسلمان ہونا ضروری ہے۔۔اور یہ کہ ان لوگوں کا کیا قصور ہے جن تک دن اسلام پہنچا ہی نہیں۔۔کیا وہ جہنم میں جائیں گے؟؟"

اس کے ہاتھ تھم گئے۔وہ سیدھا ہوا اور قدم قدم چلتا اسٹیج کے درمیان میں آکر کھڑا ہو گیا۔

"آپ کو لگتا ہے آج کے دور میں یہ ممکن ہے کہ اسلام کا پیغام کسی تک نہ پہنچ پائے۔۔؟؟"اس نے نرمی سے پوچھا۔

"آج کے اس ٹیکنالوجی کے دور میں یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی اسلام کو نہ جانتا ہو۔۔ہاں یہ سچ ہے کہ جس اسلام کو زیادہ تر لوگ جانتے ہیں وہ اسلام کا غلط رخ ہے۔۔ٹھیک اسلام کو چاہے کوئی جانتا ہو یا نہ ہو۔۔ہاں پر یہ سب جانتے

ہیں کہ اسلام ایک دہشت گرد دین ہے۔۔اسلام لوگوں کو مارتا ہے۔۔۔اسلام دہشت پھیلاتا ہے۔۔رائٹ۔۔؟؟" وہ ہولے سے مسکرادیا۔اوراس کی بات پر سب نے اثبات میں سر ہلایا۔

"جب یہ ممکن ہے تو یہ کیسے ممکن نہیں ہے دین اسلام کی روشنی لوگوں تک نہ پہنچ پائے۔۔۔؟؟"

اس نے پھر سے سوال کیا۔۔"اب میں آپ کے سوال کی جانب آتا ہوں۔۔ جب ایک انسان اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ خدا ہے۔۔۔خدا ایک ہے۔۔ تو آپ آٹومیٹک اسلام کے ایک حصے میں داخل ہو جاتے ہیں۔۔باقی یہ رہ جاتا ہے کہ آپ کلمے کے دوسرے حصے پر ایمان لاکر پوری طرح دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔۔"

وہ خاموش ہو گیا۔

"آپ نے کہا آپ خدا پر یقین رکھتے ہیں تو کیا آپ خدا پر یقین رکھتے ہوئے کسی دوسرے انسان کو تکلیف پہنچا سکتے ہیں جبکہ آپ جانتے ہیں کہ خدا ہے۔۔خدا دیکھ رہا ہے۔۔۔؟؟"

سوال کرنے والا لڑکا سوچ میں پڑ گیا۔ہال میں خاموشی چھا گئی تھی۔

"وہ خدا جس نے یہ کائنات بنائی۔۔پہاڑوں کا رب۔۔سمندروں کا رب۔۔طوفانوں کا رب۔۔۔۔تو کیا آپ کی یہ ہمت ہو پائے گی کہ آپ اس خدا کی بنائی گئی کسی مخلوق کو تکلیف پہنچا سکیں۔۔کسی کو مار سکیں۔۔؟؟جب آپ اس بات پر مکمل یقین رکھتے ہوں گے کہ خدا ہے۔۔وہ کچھ بھی کر سکتا ہے تو آپ یہ کبھی نہیں کر پائیں گے۔۔آپ کی ہمت ہی نہیں ہو گی۔۔خدا کے خلاف جانے کی۔۔۔دین اسلام بھی یہی ہے۔۔ایک مسلمان کو یہ اجازت

نہیں کہ وہ خدا کی بنائی گئی حدود سے باہر نکلے۔۔ کچھ رولز ہیں۔۔ جینے کے، زندگی گزارنے کے۔۔ بس جو ان اصولوں پر چلتا ہے وہ مسلمان ہے۔۔" وہ خاموش ہو گیا۔ سب لوگ خاموشی اور پوری توجہ سے اس کی بات سن رہے تھے۔

"1950 میں دو قبلیوں پر ایک سروے کیا گیا۔۔ کپا کو قبیلہ اور آسٹریئن قبیلہ۔۔ یہ دو قبیلے ایسے تھے جو 1950 تک باہری دنیا سے کٹے رہے تھے۔۔ ان قبلیوں تک کسی قسم کی کوئی ٹیکنالوجی نہیں پہنچ پائی تھی۔۔ جب سروے کرنے والے لوگ ان دو قبیلوں تک پہنچے اور ان سے پوچھا گیا کہ وہ اپنی زندگی کیسے گزار رہے ہیں تو پتہ ہے انہوں نے کیا جواب دیا۔" وہ پل بھر کے لیے خاموش ہوا تو ہال میں بیٹھی عوام بے چین نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

انہوں نے کہا خدا ایک ہے۔۔ وہ ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں۔۔ انکا ماننا
تھا خدا سب سے بڑا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں، اس کی کوئی اولاد
نہیں۔۔۔"

ہال کو جیسے سانپ سونگھ گیا۔۔۔ بھلا ایسا بھی ممکن ہے۔۔۔؟؟؟

"ہاں یہ ممکن ہے۔۔۔" اس نے ہال میں چھائی خاموشی توڑی۔

"پتہ ہے کیوں۔۔ کیونکہ خدا نے وعدہ کیا ہے۔۔ خدا نے اپنی کے اپنی کتاب
میں فرمایا۔۔

"عنقریب ہم اپنی نشانیاں انہیں کائنات میں دکھائیں گے اور خود ان کے
نفس میں یہاں تک کہ ان پر واضح ہو جائے گا کہ وہی حق ہے، کیا ان کے
رب کی یہ بات کافی نہیں کہ وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔۔" سورہ فصلت، 53

اور جب خدا نے وعدہ کر لیا ہے کہ وہ ہر انسان کو اس کی زندگی میں ایک بار" اپنی نشانی ضرور دکھائے گا تو وہ ضرور دکھاتا ہے۔۔اور یہی وجہ تھی کہ وہ دو قبیلے جنہیں پتہ نہیں تھا کہ باہری دنیا میں کیا چل رہا تھا وہ خدا کو پہچان گئے تھے اسی لیے وہ ایک خدا کو مانتے تھے۔۔۔

اور جب خدا پتھروں میں رہنے والے حشرات تک اپنا پیغام پہنچا سکتا ہے،" جو جنگلیوں کو اپنے آگے جھکا سکتا ہے تو پھر اس کا کہنا کہ I am the greatest بالکل سچ ہے۔۔۔

یس Allah is the greatest۔۔۔

ہاں بس یہ آپ پر ڈیپنڈ کرتا ہے کہ آپ ان نشانیوں کو دیکھنا چاہتے ہیں یا نہیں جس سے وہ یہ ظاہر کرتا ہے۔۔۔

"I am the greatest"

اس نے ہولے سے سر جھکایا۔۔یہ جھکنا کسی اور کی خاطر نہیں تھا یہ صرف خدا کے سامنے جھکنا تھا۔

پورا ہال جیسے جاگ اٹھا۔۔جوش کی لہر چاروں جانب پھیل گئی۔

!ہاں اللہ سب سے بڑا ہے !اللہ سب سے بڑا ہے

جب ہال میں بیٹھے لوگوں کو جوش جذبہ تھما تو اس نے سر اٹھا کر لوگوں کو دیکھے۔

میں حاد ہوں۔۔۔اور میں یہاں اپنے نام کا مقصد پورا کرنے آیا ہوں۔میں" آپ کو چیلنج کرتا ہوں آپ آج ہی تین نو مولود بچوں کو لیں۔۔ تین الگ خطے،اور تین الگ مذاہب میں پیدا ہونے والے بچوں کو۔۔اور پھر انہیں باہری دنیا سے الگ رکھیں۔۔ان تک کسی مذہب اور کسی ٹیکنالوجی کو نہ پہنچنے دیں۔۔اور پندرہ سال بعد ان سے پوچھیں کہ ان کا زندگی میں بارے میں کیا

ماننا ہے۔۔ کیا وہ خدا کو جانتے ہیں؟؟ اور پھر جوان کا جواب ہو گا۔۔ وہ اس سے الگ نہیں ہو گا کہ خدا ایک ہے۔۔!!"

✿••✿••✿••✿

وہ لیپ ٹاپ کے سامنے بیٹھا اور اسکرین پر کوئی ریکارڈڈ ویڈیو چل رہی تھی۔۔۔ ویڈیو میں ایک لڑکا ہاتھ میں گٹار تھامے اپنی لے میں فالن اینجل گا رہا تھا۔۔۔

اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ آخر اس نے ڈھونڈ ہی نکالا تھا۔۔۔ وہ شاطر کھلاڑی تھا جانتا تھا کیسے اپنے شکار کو سامنے لانا ہے۔۔ اس نے میوزک شو کا دانہ پھینکا تھا۔۔۔ اور اس نے اس کے لیے بہت محنت کی تھی۔۔ اس نے بہت سارے ملکوں میں یہ میوزک شو کروایا تھا اور پھر بالآخر ویلنیسا میں ہونے والے شو نے اسے اس کے مطلوبہ شخص سے ملوادیا تھا۔۔

اس نے فون اٹھایا اور ایک نمبر ملایا۔۔دوسری جانب سے فوراً فون اٹھایا گیا۔

"یہ لڑکا کون ہے۔۔؟؟"اس کی انگلیاں تیزی سے لیپ ٹاپ پر پھسل رہی تھیں۔اس نے دوسری جانب کال پر موجود آدمی کو مطلوبہ شخص کی تصویر بھیجی تھی۔

"یہ ایک نئے بینڈ کا میمبر ہے۔۔۔اس شو میں گانے کے بعد اس کی ڈیمانڈ بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔۔"دوسری جانب تصویر دیکھ لی گئی تھی۔۔اسی لیے فون سے آواز ابھری۔

"ڈیمانڈ بھلا کیسے نہ بڑھتی۔۔۔"وہ زیر لب بڑبڑایا۔

مجھے اس کی ساری ڈیٹیلز چاہئیں۔۔ چھوٹی بڑی ساری۔۔۔"اس نے" جیسے حکم دیتے فون بند کر دیا۔۔اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔۔دل کی دھڑکن جیسے تیز ہو گئی۔

وہ انسان جس کو ڈھونڈ لانے کا اس نے وعدہ کر رکھا تھا آج وہ اس سے بس تھوڑی ہی دوری پر تھا۔۔

اب اس کا دماغ زیادہ تیزی سے کام کر رہا تھا۔۔وہ کوئی پلان بنا رہا تھا۔۔ایسے پلان جس میں وہ کامیاب ہو جاتا تھا۔جس سے سانپ بھی مر جاتا اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹتی۔

✿••✿••✿••✿

ایمان نے اپنا تھیسز سبمٹ کروا دیا تھا۔۔اس کا ماسٹرز کا پروگرام دو سال کا تھا۔۔تھیسز کے بعد اس کا وائیوا رہتا تھا۔۔ابھی رزلٹ آنے میں کافی وقت تھا۔۔

اسے اپنے پروجیکٹ کی پریزنٹیشن دینی تھی۔۔وہ اس کی تیاری کر رہی تھی اور ساتھ ساتھ کوئی اچھی جاب ڈھونڈ رہی تھی۔وہ ان دنوں کچھ بے چین تھی۔۔اسکا دل بہت ہی اداس تھا۔۔وہ گھر جانا چاہتی تھی۔۔۔۔اور اس کے لیے اس نے پوری کوشش کی۔اس نے رات کو سونے سے پہلے تقریباً دو گھنٹے سلمی بیگم سے فون پر بات کی۔۔ سلمی بیگم بہت تھکی تھکی سی لگ رہی تھیں۔ایمان نے انہیں سونے کا کہہ کر فون بند کر دیا۔۔اس نے اب پاکستان جانا تھا اسکی ٹکٹ تین دن بعد کی تھی۔۔اس نے گھر نہیں بتایا وہ انہیں سرپرائز دینا چاہتی تھی۔اس نے فون دیکھا تو ماثیل کے بہت سارے میسجز آئے تھے۔۔ تین دن ہو گئے تھے اس نے نہ کوئی جواب دیا تھا نہ کوئی بات کی تھی۔۔۔۔

تنگ آکر اسے فون کرنا پڑا۔۔۔وہ بے دلی سے بستر میں لیٹی تھی۔۔ کچھ سوچتے ہوئے اس نے فون اٹھالیا۔

آر یو او کے؟؟؟" ماثیل کی بے چین سی آواز ابھری تھی۔"

میں ٹھیک ہوں۔۔۔" وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔"

تم میرے میسجز کا جواب کیوں نہیں دے رہی ہو؟؟" وہ پریشان تھا۔"

یہ کہاں لکھا ہے کہ مجھے آپ کے میسجز کا جواب لازمی دینا ہے؟؟" اس" نے الٹا سوال کیا۔۔ دوسری جانب خاموشی چھا گئی۔ ماثیل کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔۔ کئی لمحے ایسے ہی گزر گئے۔۔۔ ایمان نے بھی بولنا ضروری نہیں سمجھا۔

ایمان۔۔۔" اس نے جیسے اپنی ساری شدتیں اس نام پر لٹا دی ہوں۔"

سن رہی ہوں۔۔۔" اسے نیند آ گئی تھی۔۔آنکھیں بند ہونے لگی تھیں۔۔"

وہ اٹھی اور اس نے لائیٹ بند کر دی۔۔وہ روشنی میں نہیں سو پاتی۔

میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔۔۔" اتنے کھلے لفظوں میں اظہار۔"

اینڈ آئی مین اٹ۔۔۔" وہ تو دھک سی رہ گئی۔۔۔دل بے اختیار ہی دھڑکا تھا۔۔۔

ماثیل دی بت ساز کیسے اس کے سامنے اپنی محبت کا اظہار کر رہا تھا۔۔اس نے بے اختیار ہی خشک ہوتے لبوں پر زبان پھیری۔

میں کیا کروں آپ کی محبت کا۔۔؟؟" بالآخر اس نے خود پر قابو پاتے الٹا" سوال کیا۔

رکھ لونا۔۔۔بدلے میں تم سے محبت نہیں مانگ رہا۔۔۔"وہ جیسے ٹھان کر آیا تھا کہ آج تو اپنی محبت کا یقین دلا کر ہی رہے گا۔

"بتایا تو تھا نہیں رکھ سکتی۔۔۔"وہ اب چڑ سی گئی تھی۔۔بھلا کیسے وہ اس کے سامنے ہار مان سکتی تھی؟؟؟

"آخر کیوں؟؟؟"وہ بے بسی سے بولا۔

"آپ میرے ٹائپ کے نہیں ہیں۔۔"اس نے بند آنکھوں سے جان چھڑانا چاہی۔اور ماثیل کا دل کیا وہ اپنا سر پیٹ لے۔

"مجھے اس سے فرق نہیں پڑتا۔۔"

مجھے پڑتا ہے اور مجھے اب سونا ہے شدید قسم کی نیند آئی ہے۔۔۔"اس نے بنا جواب سنے فون بند کر دیا۔۔اور پھر فون سائلنٹ کرنے کے بعد اس نے آنکھیں بند کیں اور پھر ذہنی طور پر تھکے ہونے کے باعث کچھ دیر بعد وہ نیند کی وادی میں اتر چکی تھی۔

✿••✿••✿••✿

اگلی صبح جب وہ اٹھی تو اس نے دیکھا سلمی بیگم کی بہت ساری کالیں تھیں۔وہ تھوڑا پریشان ہوئی۔۔اسے پچھلے تین گھنٹوں میں کوئی پندرہ بار فون کیا گیا ہے۔۔حمیزہ نے میسجز بھی کیے تھے۔

یا اللہ خیر۔۔۔"اس نے بے اختیار ہی فون ملایا پر نمبر بند جا رہا تھا۔۔اسے" کام کے سلسلے میں یونیورسٹی جانا تھا۔۔اس نے وقفے وقفے سے کوئی دس بار گھر کا نمبر ملایا پر وہ مسلسل بند جا رہا تھا۔۔

اس نے میسجز بھی کیے پر کوئی جواب نہیں آیا تھا۔جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا اس کا دل ڈوبتا جا رہا تھا۔۔

وہ خیر کی دعائیں کر رہی تھی۔روزرات کو لیٹ آئی تھی۔وہ اپنے کمرے میں سوئی ہوئی تھی۔ایمان نے اسے جگانا مناسب نہیں سمجھا۔وہ بے چینی میں ادھر ادھر ٹہلتی رہی۔اس نے کزن کا نمبر ملایا پر اس نے بھی فون نہیں اٹھایا۔۔

وہ خود کو سمجھا بھی رہی تھی کہ سب ٹھیک ہے سب ٹھیک ہو گا۔۔پر اس کی چھٹی حس اسے کسی خطرے کا احساس دلا رہی تھی۔۔وہ اسی پریشانی میں یونیورسٹی کے لیے تیار ہونے لگی۔۔

وہ مسلسل فون کر رہی تھی پر فون بند جا رہا تھا۔۔جیسے ہی وہ تیار ہونے کے بعد اسٹیشن تک پہنچی سلمی بیگم کی کال آنا شروع ہو گئی۔

ہیلو السلام علیکم امی!"اس نے اسی پل فون اٹھایا۔آواز میں بے چینی" واضح تھی پر دوسری جانب سے حمیزہ کی روتی ہوئی آواز سنائی دی۔وہ جیسے پتھر کی ہو گئی۔

میزو۔کیا ہوا۔روکیوں رہی ہو۔۔"اس کا دل رونے کی آواز پر کانپ" اٹھا۔

"آپی۔۔۔آپی۔۔وہ امی۔۔۔" وہ ہچکیاں لے رہی تھی۔ایمان کو لگا جیسے زمین پیروں نیچے سے کھسک گئی ہو۔

"کیا ہوا امی کو؟؟امی ٹھیک ہے نا۔۔؟؟" اسے اپنی روح فنا ہوتی محسوس ہوئی۔

"نن۔۔نہیں امی ٹھیک نہیں ہے۔۔امی ہسپتال میں ہے۔۔جلدی آجاؤ آپ۔۔مم۔۔مجھے بہت ڈر۔۔ڈر لگ رہا ہے۔۔" ایمان کو لگا اس کی سماعت نے غلط سنا ہو۔۔

آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔۔وہ جہاں تھی وہیں بیٹھ گئی۔۔اس کا پورا جسم لرزنے لگا تھا۔

کسی عورت نے حمیزہ سے فون لے لیا تھا۔۔وہ اسے سلمی بیگم کے بارے میں بتا رہی تھیں۔۔یہ ان کی ہمسائی تھی جو بیوہ تھی وہی انہیں ہسپتال لائی تھی۔جبکہ ایمان کے وجود سے جیسے دھواں اٹھنے لگا تھا۔۔

فون بند ہوتے ہی وہ چہرا ہاتھوں میں چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔تو یہ وجہ تھی اس کا دل اتنا پریشان تھا۔اسے اب تک یقین نہیں آرہا تھا۔۔اس کی ماں ہسپتال میں تھی۔اور گھر والے کہاں تھے؟؟؟

اس کی ماں ہسپتال میں کیوں تھی۔۔؟؟؟ایمان کو لگا تھا اس کا دل پھٹ جائے گا۔۔۔اس نے شدت سے چاہا تھا کہ جادو کی کوئی چھڑی ہوتی جسے گھما کر وہ اپنی ماں کے سامنے پہنچ جاتی۔۔

وہ تو اپنی ماں کی ساری تکلیفیں، سارے دکھ، سارے مصائب خود لینے کی دعائیں کرتی تھی۔۔پھر اللہ نے اس کی ماں کو دکھ کیوں دیا؟؟؟آخر کیوں؟؟

✿••✿••✿••✿

سلمی بیگم کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔۔دل کے وال بند ہونے کے باعث ڈاکٹروں نے فوری آپریشن کا کہا تھا۔۔جبکہ اتنی بڑی رقم کا بندوبست کرنا ایمان کے لیے مشکل ہی نہیں ناممکن تھا وہ بھی اس صورت میں جب وہ پاکستان سے ہی باہر تھی۔۔وہ حیران تھی مدد کے لیے کیا کوئی بھی اس کی ماں کے پاس نہیں تھا؟؟

وہ جس تکلیف سے گزر رہی تھی صرف وہی جانتی تھی۔۔وہ بس زندہ تھی جان تو ساری نکل چکی تھی۔ادھر حمیزہ کا رو رو کر برا حال ہو چکا تھا۔۔

وہ کس سے رقم مانگتی۔۔اس نے روز سے پوچھا پر اس کے پاس بھی اتنی بڑی رقم نہیں تھی۔۔اس نے حال میں ہی ایک فلیٹ لیا تھا اور رقم ادا کر دی تھی۔

موت کیسی ہوتی ہے یہ اسے اب احساس ہوا تھا۔۔۔وہ سوچ رہی تھی کہ آخراب کس سے پتہ کرے۔۔تب اس کے ذہن میں ماثیل کا خیال آیا۔۔ وہ اسکا نمبر ملانے ہی لگی تھی جب حمیزہ کا فون آگیا۔۔

آپی۔۔۔"اس نے پکارہ تھا۔۔"

جج۔۔جی۔۔۔"وہ تڑپ اٹھی تھی۔"وہ امی کو لے گئے ہیں۔۔کہہ رہے ہیں پیسے مل گئے ہیں۔۔وہ کہہ رہے ہیں دعا کریں سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔"اس نے عجیب ہی خبر سنائی۔ایمان کو حیرانی ہوئی۔

کک۔۔۔کس نے دیے پیسے؟؟"اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آیا۔"

پتہ نہیں آپی۔۔۔وہ کہہ رہے تھے آپ کو بتا دیں گے۔۔۔آپ جلدی آجائیں میں بہت اکیلی ہوں۔۔" وہ آخر میں پھر رو دی تھی۔

"یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔۔۔میں زو میں کل آرہی ہوں۔۔تم دیکھنا سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔بس تم دعا کرو اور مجھے خبر کرتی رہنا۔۔"

کسی نے اس پر یہ احسان کر کے اسے خرید لیا تھا۔وہ ساری عمر اس احسان کرنے والے کی نوکرانی بن کر بھی رہ سکتی تھی۔

اس نے اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے جائے نماز بچھا لیا۔۔۔

یہ احساس کہ اس کی ماں کس تکلیف میں اسے کچوکے لگا رہا تھا۔درد اس کی نسوں میں پھیل گیا تھا اور اب وہ خشک ہونٹوں سے اللہ سے بے پناہ دعائیں مانگ رہی تھی۔اس کے بس میں ہوتا وہ اپنی زندگی اپنی عمر سب اپنی ماں کو لگا دیتی۔

✿…✿…✿…✿

اور پھر رات کے دو بجے حمیزہ نے اسے یہ خبر دی تھی کہ سلمی بیگم کا آپریشن کامیاب رہا تھا۔۔۔وہ ابھی بے ہوش تھیں لیکن خطرے سے باہر تھیں۔۔۔ وہ پھر سے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔یوں جیسے ساری اذیت ختم ہو گئی ہو۔۔۔

اس کا بے اختیار سجدے میں گرنا اور رونا۔۔روز نے یہ دیکھ کر جان لیا تھا کہ ایمان اپنی ماں کے لیے پاگل تھی۔۔۔
اس نے شکرانے کے نفل ادا کرے اور پھر جلدی سے پیکنگ کرنے لگی۔۔

اسے شام میں پاکستان جانا تھا۔۔۔روز کو لگا جیسے وہ حواسوں میں نہ ہو۔۔اس کے چہرے کی رنگت پھیکی پڑ چکی تھی۔۔ہونٹ خشکی کی نذر تھے۔۔
اسے اپنا کوئی ہوش نہیں تھا۔۔اسکی جان سولی پر اٹکی ہوئی تھی۔۔۔اس کے بس میں ہوتا تو وہ اڑ کر چلی جاتی۔۔

"ایما۔۔۔یہ لو پانی پیو۔۔"وہ پانی کا گلاس لے کر آئی۔۔۔ایمان اس سے لپٹ گئی۔۔۔وہ روئے جا رہی تھی۔۔تکلیف اس کا پیچھا نہیں چھوڑ رہی تھی۔

"سب ٹھیک ہے ایما۔۔۔پریشان مت ہو۔۔"وہ اسکا سر سہلانے لگی۔۔ تبھی اس کا فون بج اٹھا۔کوئی انجان نمبر تھا۔۔اس نے غور کیے بنا فون اٹھالیا۔

"ہیلو السلام علیکم!"اس کا لہجہ بھیگا ہوا تھا۔

"مس ایما مبارک ہو۔۔آپ کی مدر اب ٹھیک ہیں۔۔"

وہ حیران ہوئی۔روز پانی کا گلاس رکھ کر اس کے لیے کچھ کھانے کو لینے گئی تھی۔جبکہ ایمان اس اجنبی آواز پر حیران ہوئی۔۔اس کا ذہن فٹ اس شخص کی جانب گیا جس نے اس کی ماں کی جان بچانے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔

"آپ۔۔۔؟؟کک۔۔کون ہیں۔۔؟؟" وہ رونا بھول گئی تھی۔

"میں حشام جبیل ہوں۔۔۔" نام ایسا تھا کہ وہ ساکت رہ گئی۔۔۔اس نے بے اختیار فون کو دیکھا۔۔۔اسے یقین نہ آیا۔

"شاید آپ مجھے نہیں جانتیں۔۔پر میں آپ کو فون کرنے پر مجبور ہو گیا ہوں۔۔"

"میں سمجھی نہیں۔۔آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔۔؟؟" وہ جانتی تھی حشام جبیل کون تھا۔۔وہ ڈاکٹر روحان جبیل کا بھائی تھا۔۔وہ کیسے نہیں جانتی تھی۔

"ادھم عرف ماثیل کو جانتی ہیں آپ؟؟" دوسری جانب سے پوچھا گیا تھا۔

"ج۔۔جی۔۔جانتی ہوں۔۔" اس نے خشک لبوں پر زبان پھیرتے جواب دیا۔۔۔دل کی دھڑکن بہت سست ہو گئی تھی۔۔۔وہ بے اختیار ہی بیٹھ گئی تھی۔ٹانگیں جیسے لرزنے لگی تھیں۔

"پر آپ شاید ادھم جبیل کو نہیں جانتی ہیں۔۔" اس نے گویا دھماکہ کیا۔۔۔۔ایمان کی آنکھیں حیرت سے باہر ابلنے کو تھیں۔

"ادھم جبیل؟؟" اسے یقین نہ آیا۔

"بالکل۔۔حشام جبیل کا بیٹا ادھم جبیل۔۔۔۔جس کی دنیا آپ پر رک سی گئی ہے۔۔۔"

ایک دن میں ہی ایمان کی دنیا پوری طرح الٹ چکی تھی۔۔اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔

خاندان۔۔ (Jabail) کہاں ماثیل اور کہاں سید جبیل

اگر یہ سچ تھا تو خوفناک سچ تھا۔ جو اس پر آشکار ہوا تھا۔

✿••✿••✿••✿

افضل خواہش

بالکل۔۔ حشام جبیل کا بیٹا ادھم جبیل۔۔۔ جس کی دنیا آپ پر رک گئی ”

“ہے۔۔۔

ایک دن میں ہی ایمان کی دنیا پوری طرح الٹ چکی تھی۔۔اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔

کہاں سید جبیل خاندان۔۔ (Jabail) کہاں ماثیل اور

اگر یہ سچ تھا تو خوفناک سچ تھا۔ جو اس پر آشکار ہوا تھا۔

وہ کتنے ہی پل بت بنے بیٹھی رہی۔۔۔ اسے لگا شاید وہ خواب دیکھ رہی ہے۔

کوئی ڈراؤنہ خواب۔۔۔

حشام جبیل۔۔۔

اسکی سماعت سے یہ نام ٹکرانے لگا۔

تم تو میرا نام تک نہیں جانتی۔۔" ماثیل کے الفاظ اس کی سماعت سے "

ٹکرائے۔ وہ واقعی نہیں جان پائی تھی کہ وہ صرف ادھم نہیں ادھم جبیل

تھا۔

"آپ نے مجھے فون کیوں کیا ہے؟؟" اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا۔

کیا اس کی ذات اتنی اہم تھی کہ جبیل خاندان کا کوئی شخص اسے خود فون کرتا۔۔۔؟؟ وہ حیرت کے گہرے سمندر میں تھی۔

"بات کافی لمبی چوڑی ہے۔۔اور اس وقت جبکہ آپ ذہنی طور پر پریشان ہیں میں یہ اہم بات ابھی نہیں کر سکتا۔۔۔ہاں البتہ آپ پاکستان پہنچ جائیں اپنی ماں سے مل لیں پھر ہم اس موضوع پر بھی بات کریں گے۔۔"

وہ نرمی سے کہتا فون بند کر چکا تھا جبکہ ایمان جہاں تھی وہیں بیٹھی رہ گئی۔

✿••✿••✿••✿

اپنی ماں کو تکلیف میں دیکھنا کس قدر تکلیف دہ ہوتا ہے یہ صرف وہی جانتی تھی۔۔ایئرپورٹ سے وہ سیدھا ہسپتال آئی تھی۔۔ سلمی بیگم کو مشینوں میں جکڑے دیکھ کر ایمان کا دل کٹ کر رہ گیا تھا۔۔

حمیزہ اس سے لپٹ کر ایسے روئی جیسے پتہ نہیں کب سے وہ چیخنا چلانا چاہتی تھی۔۔آنسوں تھے کہ رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔۔وہ سلمی بیگم کا ہاتھ تھامے بیٹھی تھی۔۔اس کا بس چلتا تو وہ چٹکی بجا کر سلمی بیگم کو ٹھیک کر دیتی تھی۔

اس کے آنے کے کچھ دیر بعد اس کے چچا کی فیملی آئی تھی اور پھر آدھے گھنٹے بعد اس کے ماموں آ گئے تھے۔۔ایمان نے بس سلام کیا۔۔اس نے کوئی بات کرنا گوارہ نہیں سمجھا۔۔

جو میری ماں کا نہیں وہ میرا نہیں۔۔۔"وہ ہمیشہ ہی یہ سوچتی تھی۔۔اسے" اپنی ماں کو تکلیف دینے والے سبھی لوگوں سے نفرے ہو جاتی تھی۔۔اور اس میں اس کا باپ بھی شامل تھا۔وہ نہیں جانتی تھی کہ اس کے جانے کے

بعد کیا ہوا تھا۔۔۔گھر میں سب ایک ساتھ رہتے تھے وہ اور اس کے چچا کی فیملی۔۔

لیکن ایسا کیا ہوا کہ وہ لوگ اس مشکل وقت میں بھی سلمی بیگم کے ساتھ نہیں تھے۔۔ سلمی بیگم کی آدھی بیماری تو ایمان کو دیکھتے ہی ٹھیک ہو گئ تھی۔۔ان کا مرجھایا چہرہ کھل اٹھا تھا۔۔اور حمیزہ کو بھی اس کے آنے سے حوصلہ ہوا تھا۔۔وہ ڈاکٹروں سے خود مل رہی تھی۔۔ خود ان سے ساری رپورٹس لے رہی تھی۔۔ حمیزہ اسے غور سے دیکھ رہی تھی۔۔وہ اتنی بہادر تو کبھی نہیں تھی۔۔جب وہ ڈاکٹر سے بات کر کے واپس آئی تو اس نے حمیزہ کو خود کی جانب تکتے پایا۔

کیا دیکھ رہی ہو میزو۔۔۔؟؟" وہ اس کا ناک کھینچتے اس کے پاس بیٹھ گئ اور" اسکا ہاتھ تھام لیا۔

سادہ کھدر کی شلوار قمیص پر گرم جیکٹ پہنے اور اوپر گرم سکارف لیے وہ پر اعتماد لگ رہی تھی۔

آپی آپ بڑی ہو گئی ہیں۔۔۔" حمیزہ کے کہنے پر وہ بے اختیار ہی ہنس دی۔"

اچھا کتنی بڑی ہو گئی ہوں؟؟؟" اس نے شرارت سے پوچھا۔۔ حمیزہ" اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔ گلابی نم آنکھوں سے مسکراتی ایمان اسے بہت پیاری لگی۔

اتنی بڑی کہ اب ہمیں کسی اور کی ضرورت نہیں پڑے گی۔۔ آپ میرا اور" امی کا خیال رکھ سکتی ہیں۔۔" وہ بولتے بولتے رو پڑی۔۔ ایمان نے بے ساختہ اسے گلے لگایا۔۔۔ وہ نہیں جانتی تھی سلمی بیگم اور حمیزہ نے اس سے کیا

چھپایا تھا پر اب وہ آگئی تھی۔۔۔اور وہ پہلے والی ایمان نہیں تھی۔۔۔وہ اب سمجھدار ہو گئی تھی۔۔۔

اگلی صبح سلمی بیگم کو آئی سی یو روم سے شفٹ کر دیا گیا۔۔وہ ایمان کو دیکھ کر جی اٹھی تھیں اسی لیے ان کی حالت میں بھی کافی سدھار آیا تھا۔۔ایمان کا بیگ اب تک ہسپتال میں پڑا تھا۔۔اس نے گھر جانا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

حمیزہ بھی وہیں ان کے پاس تھی۔۔۔ایمان کی آنکھیں بار بار بھیگ رہی تھیں۔۔اس نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا کہ ایسا کچھ ہو گا۔۔۔لیکن وہ اب اللہ کا شکر ادا کر رہی تھی کہ وہ اپنی ماں کے پاس تھی۔۔۔وہ انہیں زندہ سلامت دیکھ رہی تھی۔۔اور اس کا ذہن بار بار حشام جبیل کی جانب جا رہا تھا۔۔اس نے آپریشن کے پیسے دیے تھے۔۔۔وہ کسی فرشتے کی طرح مدد کرنے آیا تھا۔۔۔اگر آج وہ نہ ہوتا تو۔۔۔؟؟

وہ مزید سوچ نہ پائی۔۔اس نے سر جھٹک کر اس خیال کو ذہن سے نکال دیا۔۔

سارے رشتے دار واپس چلے گئے تھے۔۔اس کے ماموں نے رکنا چاہا لیکن ایمان نے سہولت سے منع کر دیا۔۔انہوں نے پیسوں کا پوچھا اگر ضرورت ہو۔۔ایمان نے پھر بھی منع کر دیا۔۔

اس کی مدد کے لیے اللہ نے کسی اور کو بھیجا تھا۔۔اسے پورا یقین تھا اللہ اگر کسی مشکل میں ڈالتا ہے تو نکالتا بھی خود ہی ہے۔

اس کا فون بیگ میں پڑا تھا۔۔وہ کسی کو جواب نہیں دے پائی تھی۔۔نہ روز کو پہنچنے کا بتایا تھا اور نہ ماثیل کے کسی میسج کا جواب دیا تھا۔۔

وہ اس کے بنا بتائے پاکستان آنے پر بہت برہم تھا۔۔۔

”تم میرے ساتھ ایسے کیسے کر سکتی ہو؟؟“

''مجھے بنا بتائے تم مجھ سے سات سمندر دور کیسے جا سکتی ہو۔۔؟؟''

''بہت ظالم ہو۔۔۔''

اس نے گہرہ سانس فضا میں خارج کرتے فون واپس بیگ میں پھینک دیا۔۔وہ بری طرح الجھی ہوئی تھی۔
اس کا دماغ اوپر نیچے ہونے والے واقعات و حادثات کی وجہ سے جم چکا تھا۔۔وہ سوچ نہیں پا رہی تھی نہ سوچنا چاہتی تھی پر سوچیں اس کا پیچھے نہیں چھوڑ رہی تھیں۔

وہ یہ سمجھ نہیں پا رہی تھی اسے ماثیل یعنی ادھم کے باپ نے فون کیوں کیا تھا؟؟؟اور اسے ماثیل نے بتایا تھا وہ اپنے ڈیڈ سے بہت محبت کرتا تھا۔۔۔

تو کیا وہ ان سے بات نہیں کرتا تھا۔۔۔؟؟؟ آخر حشام جبیل کو ام ایمان تک کیوں آنا پڑا؟؟؟

ایک بار پہلے بھی حشام جبیل آیا تھا۔۔ام حانم کے پاس۔۔آر جے کے سلسلے میں۔۔
اور آج پھر حشام جبیل آیا تھا۔۔۔ام ایمان کے پاس۔۔۔۔ماثیل کے سلسلے میں۔۔۔

پہلے بھی حشام جبیل اور ام حانم دونوں کے ساتھ برا ہوا تھا۔۔اب جانے کس کی باری تھی۔

کچھ دیر بعد سلمی بیگم کو چھٹی مل گئی۔۔اب وہ کلیرنس کرواتی پھر رہی تھی جب اسکا فون بجا۔۔۔فون اسی نمبر سے آیا تھا۔۔۔پر اس نے غور نہیں کیا۔۔ جیسے ہی فون اٹھا کر کان سے لگایا وہی آواز سنائی دی۔

"مس ایما۔۔۔آپ کی سب سے بڑی خواہش کیا ہے؟؟؟"
اچانک ہی پوچھا گیا۔وہ تھوڑا حیران ہوئی۔پھر سوچ میں پڑ گئی۔

آئی نو ابھی آپ کہیں گی آپ کی مدر صحت یاب ہو جائیں۔۔وہ ہو جائیں گی"
"ان شاءاللہ۔۔۔اس کے علاوہ بتائیں۔۔
وہ راہداری سے گزر رہی تھی۔۔یہاں شور بہت تھا۔۔وہ تیز تیز چلتی نسبتاً پرسکون جگہ پر آئی۔اس کے ہاتھ میں فائل تھی۔

وہ اب کھڑکی کے سامنے کھڑی تھی۔۔ کھڑکی سے داخل ہوتی مدھم سی دھوپ اس پل سہانی لگ رہی تھی۔ وہ سردیوں کی دھوپ میں کھڑی ہوئی تو اسے اپنے جسم میں حرارت اترتی محسوس ہوئی۔

مس ایما۔۔۔؟؟" اسے پکارا گیا۔"

میں چاہتی ہوں میری روح کو لینے دو نہیں بہت سارے فرشتے"
"آئیں۔۔۔
دوسری جانب موجود شخص کو اس جواب کی توقع نہیں تھی۔۔۔ گہری خاموشی چھاگئی۔

صرف وہ دو فرشتے نہ آئیں جو مجھے لے کر جا کر اللہ کے آگے پھینک دیں اور" پھر بولیں کہ بنت آدم۔۔۔ اب کر گناہ۔۔۔ اب کر کے دکھا۔۔۔ اب کر

نافرمانی۔۔اب کر کے دکھا۔۔۔اب تجھے جھکنا پڑے گا۔۔۔جھک۔۔۔جھک

''اللہ کے سامنے۔۔۔۔

اس کی آواز بھرا سی گئی۔۔۔وہ خود نہیں جانتی تھی اس کی یہ خواہش کب زور پکڑ گئی تھی۔

''میں نہیں چاہتی فرشتے مجھ پر غضبناک ہو کر آئیں۔۔میں چاہتی ہو خوشی

خوشی میرے استقبال کو آئیں۔۔''

دوسری جانب سے کچھ نہیں بولا گیا۔

''کتنی پاگل ہوں میں بھی۔۔۔ کتنی بڑی خواہش پال رکھی ہے۔۔''وہ طنزیہ مسکرائی تھی۔۔جیسے خود کا ہی مزاق اڑا رہی ہو۔۔۔پھر وہ خاموش ہو گئی۔۔دوسری جانب سے کچھ بولے جانے کا انتظار کرنے لگی۔۔پر

دوسری جانب بنا کچھ کہے فون بند کر دیا گیا۔۔۔

ٹوں ٹوں کی آواز سن کر اس نے حیرت سے فون کو دیکھا اور پھر وہ کندھے اچکا کر آگے بڑھ گئی۔

✿••✿••✿••✿

وہ جب سلمی بیگم کو لے کر گھر پہنچی تو وہ گھر کا نقشہ دیکھ کر حیران رہ گئی۔۔یہ وہ گھر نہیں تھا جہاں اس کا بچپن گزرا تھا۔۔یہاں تو دو بڑے بڑے محل نما گھر کھڑے تھے۔۔۔

وہ بہت سارے کمرے۔۔ سرخ ٹائیلوں والا فرش اور ایک گیٹ کہیں غائب ہو گیا تھا۔۔اس کے دونوں چچاؤں نے اپنے اپنے پورشن الگ کر کے نئی عمارتیں بنالی تھیں۔۔ جبکہ ایک چھوٹا سا دروازہ لگا تھا جس کی جانب حمیزہ

اس کا بیگ لے کر بڑھی تھی۔۔اس نے سلمی بیگم کو تھام رکھا تھا۔۔اسے یہ دیکھ کر زور کا جھٹکا لگا تھا۔۔

دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوئی۔۔ایمان خالی خالی دماغ لیے اندر آئی۔۔ حصے کے نام پر انہیں تین مرلے کا پورشن دیا گیا تھا۔۔وہ حیرانی سے سب دیکھ رہی تھی۔۔ایک کمرہ،ایک چھوٹا اسٹور روم۔۔ایک کچن چھوٹا سا برآمدہ اور چھوٹا سا صحن۔۔۔۔بس یہی ملا تھا انہیں۔۔۔

پرانا سرخ ٹائیلوں والا فرش۔۔۔اس کی آنکھوں میں بے ساختہ پانی آگیا۔۔وہ کچھ نہ بولی۔۔۔اب کچھ کچھ سمجھ آنے لگا تھا اس کی ماں اس حال میں کیسے پہنچی تھی۔وہ انہیں اندر کمرے میں لے آئی۔۔۔

ایمان نے راستے میں کھانے پینے کے سامنے کی خریداری کر لی تھی۔۔حمیزہ سارا سامان لے کر کچن میں چلی گئی تھی۔۔ایمان کی آنکھوں میں ابھرنے والے آنسوؤں کو سلمی بیگم نے دیکھ لیا تھا۔

بہت اکیلا کر دیا مجھے ان لوگوں نے۔۔۔" سلمی بیگم رو دینے کو تھیں۔"
ایمان نے ان کا ہاتھ تھام لیا۔

آپ پلیز مت روئیے گا۔۔۔آپ اکیلی نہیں ہیں میں آپ کے ساتھ"
ہوں۔۔" وہ انہیں حوصلہ دینے لگی تھی۔ جبکہ اس کے اپنے ذہن میں عجیب جنگ جاری تھی۔۔۔ بچپن کی یادیں۔۔ بارش میں گول صحن میں قہقہے لگاتے گھر کے سارے بچے۔۔۔وہ ہنسی کی آوازیں۔۔۔وہ بچوں کے لڑائی جھگڑے۔۔

یہ سب بس دادا دادی کے زندہ رہنے تک تھا۔۔ پتہ نہیں انسان اتنا تیزی سے آگے کیوں بڑھنا چاہتا ہے۔۔ کیوں وہ ٹھہر کر ان پلوں کو جی نہیں سکتا۔۔۔؟؟؟ پتہ نہیں انسان اتنی جلدی میں کیوں ہے۔۔؟؟

اس نے کوئی بات نہ چھیڑی۔۔۔وہ کچن میں آئی تو حمیزہ چائے بنا رہی تھی۔۔
ایمان کو وہ حمیزہ نظر نہیں آئی جو ہر وقت فون پر گیم کھیلنے میں مصروف نظر آتی تھی۔۔وہ قد میں اس کے برابر آگئی تھی صرف ایک انچ چھوٹی تھی۔۔۔البتہ اس کے چہرے پر پہلے جیسی رونق نہیں تھی۔وہ پہلے جیسی چمک اور شرارت کہیں گم ہو گئی تھی۔

چینی کم۔۔۔"اس نے ہدایات دیں۔"

ہاں پتہ ہے۔۔ چینی کم اور پتی تھوڑی زیادہ۔۔۔میں جانتی ہوں آپی آپ کو" کیسی چائے پسند ہے۔۔۔"وہ بولی تو ایمان مسکرا دی۔۔وہ اسے کچن میں چھوڑ کر اس چھوٹے کمرے کی جانب بڑھی جو کبھی اسٹور روم ہوا کرتا تھا اور

اب ان کے حصے میں آیا تھا۔۔۔وہ جیسے ہی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی اور کمرے کی بتی جلائی تو ایک پل کو وہ ڈر سی گئی۔۔ٹھٹک کر رکی سامنے ہی دیواروں پر عجیب و غریب سی پینٹگز تھیں۔

وہ جانتی تھی حمیزہ کو آرٹ کا شوق تھا۔۔پر یہ کیسا ابسٹرکٹ آرٹ تھا۔۔۔ پینسل سے اسکیچز بنائے گئے تھے۔۔اس نے سامنے ہی دیوار پر ایک بڑا سا اسکیچ لگا رکھا تھا۔۔

ایک لڑکی تھی شاید۔۔۔جو بیٹھی ہوئی تھی، کسی اذیت اور تکلیف کے باعث وہ جھکی ہوئی تھی۔۔۔ جیسے بیٹھ کر رکوع کرتے ہیں۔۔اور پیچھے اس کی گردن سے کوئی ڈیمن نکلا ہوا تھا۔۔۔جو بہت لمبا تھا۔۔کسی سانپ جیسا۔۔۔وہ منہ کھولے، آسمان کی جانب دیکھتے جیسے چیخ رہا تھا۔۔البتہ اس کے بڑے بڑے خونخوار دانت نظر آرہے تھے۔

وہ ٹکٹکی باندھے اس اسکیچ کو دیکھتی رہی۔۔۔

عجیب و غریب اسکیچز تھے۔۔۔ کمرے میں ایک بیڈ رکھا تھا۔۔یقیناً حمیزہ نے ہی اسے اپنا کمرہ بنایا تھا۔۔اور پھر ساری دیواروں کو اسکیچز سے بھر دیا تھا۔۔

"یہ سب میں نے بنائے ہیں۔۔۔" وہ اس کے پیچھے کھڑی تھی۔

"میزو یہ سب کیا ہے۔۔؟؟؟" ایمان بے اختیار اس کی جانب بڑھی۔۔اور اسکے دونوں ہاتھ تھام لیے۔

"پتہ نہیں۔۔ایسے لگتا ہے میرے اندر کوئی بری چیز ہے۔۔۔ برائی۔۔۔ جیسے ڈیمن۔۔ شیطان۔۔ جو باہر نکلنے کو بے چین ہے۔۔۔" وہ اپنے اسکیچ کو بیان کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ایمان اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔اس کی میزو کہیں کھو گئی تھی۔۔۔ یہ سامنے کھڑی لڑکی تو وہ میزو نہیں تھی۔۔۔

ایمان نے بے اختیار ہی اسے گلے لگا لیا۔۔۔

”میں آ گئی ہوں نا۔۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔ پر تم آئندہ ایسی اسکیپچنگ مت کرنا ٹھیک ہے نا۔۔۔؟؟“ وہ اس کے پھولے گال پر پیار کرتے بولی تو حمیزہ مسکرا دی۔

اس نے دروازہ بند کر دیا۔۔ وہ دونوں سلمی بیگم کے پاس آ گئیں جہاں حمیزہ نے چائے بنا کر رکھی تھی۔۔۔۔
بہت ساری باتیں تھیں جو ایمان کو ان دونوں سے کرنی تھیں۔۔۔ وہ اپنے گھر میں تھی۔۔ ایک چھوٹے سے گھر میں۔۔۔۔ اپنے پیاروں کے پاس ہونے کا عجیب سا سکون تھا۔

✿••✿••✿••✿

"ایسے کون جاتا ہے؟؟؟" وہ خفا تھا۔۔ غصہ بھی۔

"میں خود مختار ہوں۔۔ اپنی مرضی کی مالک۔۔۔ اب آپ سے پوچھ کر تھوڑی چلوں گی۔۔۔" روکھے سے جواب پر ماثیل کا شکوہ دم توڑ گیا۔۔ ہاں بھلا وہ اس کے ساتھ تھوڑی بندھی تھی۔

"ہاؤ از یور مام ناؤ؟؟" اس نے بات پلٹ دی۔

"الحمداللہ بہتر ہیں۔۔۔" اس کے لہجے میں شکر ہی شکر تھا۔

"کیسے کر لیتی ہو ایمان تم یہ سب؟؟" وہ بے بس تھا۔۔ اکتایا ہوا۔۔ تھکا ہوا۔

"کیا؟؟" وہ الجھی۔"

"کیسے رہ لیتی ہو اتنا پر سکون۔۔۔اتنا مطمئن۔۔۔کیوں تمہیں اللہ سے شکایتیں نہیں ہوتیں۔۔۔؟؟کیوں تم اس پر غصہ نہیں ہوتی ہو؟؟کیوں تم اس پر چیختی چلاتی نہیں ہو۔۔؟؟"

"اور اس سے کیا ہو گا؟؟" ایمان نے الٹا سوال کیا۔۔۔وہ فون سننے صحن میں آئی تھی۔۔اندر حمیزہ اور سلمی بیگم کسی بات پر ہنس رہی تھیں۔۔اس کی دنیا مکمل تھی وہ بھلا کیوں شکوے کرتی؟؟

"تاکہ خدا کو احساس ہو کہ ہم اس سے ناراض ہیں۔۔۔" وہ پتہ نہیں اسے کس راستے پر لانا چاہتا تھا۔

میں نہیں ہوں ناراض تو میں کیوں غصہ کروں، کیوں چیخوں"
"چلاؤں۔۔؟؟

پر میں ہوں۔۔اس نے تمہیں مجھ سے دور کیا ہے۔۔۔اور مجھے یہ سب برا"
لگ رہا ہے۔۔۔"وہ کہہ دینے کا عادی تھا۔۔۔کوئی بات دل میں رکھ ہی نہیں سکتا تھا۔اسکی بات سن کر ایمان نے گہرا سانس فضا میں خارج کیا۔۔۔باہر ٹھن-ڈ تھی۔

ادھم میں تھک گئی ہوں۔۔۔۔مجھے سونا ہے۔۔۔"وہ ایسی باتیں نہیں سن"
پاتی تھی۔

تمہارے ادھم کہنے پر مجھے اپنی کائنات تھمتی محسوس ہوتی ہے۔۔۔"وہ پھر"
ظاہر کر گیا۔۔۔چھپا نہیں پایا۔

خیر تم ریسٹ کرو۔۔ گڈ نائٹ۔۔۔" وہ فون بند کر کے جا چکا تھا جبکہ ایمان واپس کمرے میں لوٹ آئی۔ وہ ایک ہی بیڈ پر کمبل ڈالے سلمیٰ بیگم کے ارد گرد بیٹھی تھیں۔۔۔۔

اب حمیزہ کوئی پرانہ قصہ سنا کر ان دونوں کو ہنسا رہی تھی۔۔۔۔ جبکہ رات باہر گہری ہوتی جا رہی تھی۔۔۔اس کی سیاہی بڑھ رہی تھی۔

✿••✿••✿••✿

وہ آج پھر کھڑا تھا۔۔ اکیڈمی کے اس اسٹیج پر جہاں تک پہنچنے کے لیے لوگوں نے جانے کتنے سال محنت کی تھی۔۔ پر وہ بازی لے گیا تھا۔۔۔اس لیے نہیں کہ وہ سکھانے آیا تھا۔۔۔ وہ بڑا بننے آیا تھا۔۔ پر اس لیے کہ وہ جگانے آیا تھا۔۔۔

غلفلت کی نیند میں سوئی آج کی جنریشن کو۔۔۔اپنے ساتھیوں کو۔۔۔وہ اٹھانے آیا تھا کہ اب بھاگنے کا دور آگیا تھا۔۔وہ سیکھنے آیا تھا ان کے ساتھ ہی جو سامنے کرسیوں پر بیٹھے تھے۔۔

اس کے ہاتھ میں آج پھر پزل باکس تھا۔۔پر یہ پزل باکس باقیوں جیسا نہیں تھا۔۔یہ لکڑی کا بنا ہوا تھا جس پر لکڑی سے عجیب و غریب قسم کے ڈیزان بنائے گئے تھے۔۔۔

کسی خانے پر گول دائرہ تھا۔کسی پر گھڑی بنی تھی کسی پر دروازہ بنا تھا۔۔یوں جیسے کوئی قدیم عمارت ہو۔۔۔اور وہ اسے کھولنے کی کوشش میں ہو۔

سیاہ پینٹ ڈریس میں ملبوس وہ شخص موٹے فریم کی عینک کو ناک پر سجائے سامنے کھڑا تھا۔اس کی یہ عینک اس کی ذہانت میں جیسے اضافہ کرتی تھی۔

مجھے یہ جاننا ہے کہ پورٹل کیسا ہوتا ہے۔۔۔ سننے میں آیا ہے اس کائنات میں بہت سارے پورٹل ہیں۔۔ کیا ہم کسی پورٹل تک پہنچ سکتے ہیں کیا ہم کسی پورٹل کو پار کر سکتے ہیں؟؟؟" وہ جو لکڑی کے پزل باکس سے کھیل رہا تھا یہ سن کر اس کے ہاتھ تھام گئے۔۔۔ وہ ڈائز سے ہٹا اور چلتا ہوا اسٹیج کے درمیان میں آیا۔۔

سامنے اتنی عوام بیٹھی تھی کہ اسے سوال کرنے والا لڑکا نظر بھی نہیں آیا۔۔۔

"کائنات کے پورٹلز کی بات تو ہم بعد میں کریں گے۔۔ پہلے تو آتے ہیں ہم انسان کے اندر جو پورٹلز موجود ہیں ان کی جانب۔۔۔" وہ ڈائز کی جانب گیا اور پزل باکس کو وہاں رکھ دیا۔۔

کیا آپ کا سامنا کبھی اپنے اندر کے ڈیمنز سے ہوا ہے؟؟"اس نے واپس درمیان میں آتے یہ سوال پوچھا۔اس کے ہاتھ میں ایک مارکر تھا۔

ایسے ڈیمنز جو آپ پر حاوی ہو جائیں تو آپ خود کو بھول جائیں۔۔۔کہ آپ کون ہیں۔۔۔کیسے ہیں۔۔آپ کا اصل کیا ہے؟؟"

وہ اپنے پیچھے وائٹ بورڈ پر کچھ بنانا چاہتا تھا پر پھر رک گیا۔۔۔کیونکہ وائٹ بورڈ پر اگر وہ ہاتھ سے کچھ بناتا تو پیچھے بیٹھی عوام کو کچھ نظر نہ آتا۔۔اس لیے اس نے پروجیکٹر چلانے کا کہا۔

اب اس کے پیچھے اسکرین پر ایک اسکیچ تھا۔ایک بہت بڑا اسکیچ۔۔۔کسی میزون نامی لڑکی کے سگنیچر تھے۔ایک لڑکی زمین پر جھکی ہوی تھی اور اسکے اندر سے کوئی ڈیمن پوری طاقت سے باہر نکلنے کی کوشش کر رہا تھا۔

یہ اسکیچ حال ہی میں نیٹ سے اٹھایا گیا تھا۔۔

جب میں یہ اسکیچ دیکھ رہا تھا تو میرے ذہن میں ایک ہی بات گھوم رہی تھی۔۔ کہ جس نے یہ بھی اسکیچ بنایا ہے اس نے آج کے انسان کے نقشہ کو کھول کر بیان کر دیا ہے۔۔۔" وہ سانس لینے کو رکا۔۔اسکے لبوں کے پاس چھوٹا مائیک تھا۔۔اس لیے اسکی آواز پیچھے بیٹھی عوام تک باآسانی پہنچ رہی تھی۔

"انسان اور شیطان۔۔۔ نہیں بلکہ انسان اور اسکا نفس تھا۔۔۔درمیان میں ایک پورٹل ہے۔۔یعنی ایک راستہ جسے ہم اگر پار کر لیں تو سمجھ لیں ہم کسی دوسرے روپ میں منتقل ہو جاتے ہیں۔۔۔"

اس نے نگاہ اٹھا کر اپنے سامنے بیٹھی عوام کو دیکھا۔

"آخر یہ کیوں کہا گیا ہے کہ جنت دو قدم کے فاصلے پر ہے؟؟ ایک قدم نفس پر رکھو تو دوسرا جنت میں۔۔۔ آخر کیوں۔۔؟؟ کبھی سوچا ہے آپ لوگوں نے؟؟"

اس نے سوال کیا۔۔۔ پر کوئی جواب نہیں ملا۔

"آپ کو کیا لگتا ہے یہ جو ڈیمن ہمارے اندر سے نکل رہا ہے یہ کیا ہے؟؟ یہ کوئی باہر کا مونسٹر نہیں ہے۔۔۔ یہ وہ نفس ہے جس پر ہم نے قدم رکھ کر پورٹل پار کرنا ہے۔۔۔ وہ راستہ جس کی دوسری جانب جنت ہے۔۔۔ پر ہم اپنی خواہشات کو خود پر اتنا حاوی کر چکے ہیں، ہمارا یہ نفس اتنا طاقتور ہو چکا ہے کہ یہ ہمیں تباہ کرتا، ہمیں ادھیڑ کر باہر نکل آیا ہے۔۔۔"

ہال میں موت سی خاموشی تھی۔

"اس کے طاقتور ہونے سے انسان ہمیشہ تکلیف میں مبتلا ہی رہتا ہے۔۔۔ یہ کوئی عام چیز نہیں ہے جو آسانی سے دب جائے گا۔۔۔اس پر کڑی محنت کرنی پڑتی ہے۔۔۔"

وہ سانس لینے کو رکا۔

"دوسری جانب۔۔۔ یہ ڈیمن۔۔۔ ہمارے اندر کی وہ برائی ہے جو ہمیں اکساتی ہے۔۔۔جو ہمیں ابھارتی ہے۔۔جو ہمیں باغی بناتی ہے۔۔۔ جس کو ہم ذرا سی ہوا دیں تو آپ کے سامنے یہ ہمارے وجود کے چیتھڑے اڑاتی باہر نکل آتی ہے اور اس سے صرف ہم نہیں بلکہ باقی لوگ بھی نہیں بچ پاتے۔۔۔"

✿••✿••✿••✿

دس دن کیسے گزرے پتہ ہی نہیں چلا۔۔ سلمی بیگم اب پہلے سے بہت بہتر تھیں۔۔ایمان توانہیں دیکھ دیکھ کر جیتی تھی۔۔انہیں صحت یاب ہوتے دیکھ کر وہ جیسے جی اٹھی تھی۔۔۔

اس دن وہ سلمی بیگم کے ساتھ دھوپ میں بیٹھی تھی جب سلمی بیگم نے اس سے سوال پوچھا۔

میرے آپریشن کے لیے اتنی بڑی رقم کہاں سے آئی؟؟"سوال ایسا تھا کہ" ایمان جوان کے پاس بیٹھی مٹر نکال رہی تھی اس کے ہاتھ تھم سے گئے۔۔ دل کی دھڑکن بڑھ گئی۔

ادھار لیے ہیں کسی سے۔۔"اس نے بناان کی جانب دیکھے جواب دیا۔"

وہی تو پوچھ رہی ہوں آخر اتنی بڑی رقم کس نے دی۔۔؟؟" وہ جاننا چاہتی تھیں۔۔

"دنیا میں ہوتے ہیں کچھ لوگ جو مدد کر دیتے ہیں۔۔پر آپ پریشان مت ہوں میں محنت کر کے سارا قرضہ چکا دوں گی۔۔کچھ غلط نہیں کروں گی امی۔۔" وہ مسکرائی تو سلمی بیگم کو تسلی ہوئی۔۔۔وہ جانتی تھیں ایمان حلال حرام پر بہت یقین رکھتی تھی۔۔ سلمی بیگم کو بے اختیار ہی اپنی بیٹی پر فخر ہوا۔۔جب کوئی نہیں تھا تو اس نے سب سنبھال لیا تھا۔۔ہاں اب انہیں اور کسی کی ضرورت نہیں رہی تھی۔۔۔ان کی اولاد ہی ان کی دنیا تھی۔

✿••✿••✿••✿

"مجھے آپ کا قرضہ اتارنے کے لیے کیا کرنا ہوگا؟؟" جب دوبارہ اسے حشام جبیل کا فون آیا تو اس نے پوچھ لیا۔

"آپ کو لگتا ہے آپ اتار پائیں گی؟؟" دوسری جانب سے الٹا سوال کیا گیا۔

"اگر صرف پیسوں کی بات ہے تو اتار دوں گی۔۔اگر احسان اتارنے کا کہہ رہے ہیں تو بھی کوشش کروں گی۔۔۔" وہ صاف گوئی سے بولی۔ دوسری جانب ایک پل کو خاموشی چھائی۔

"میرے پاس آپ کے لیے ایک جاب آفر ہے۔۔۔"
وہ سن کر تھوڑا حیران ہوئی۔

"کیسی جاب؟؟؟" اس نے فوراً پوچھا۔

"ادھم کو واپس لانے کی۔۔۔۔"

کیا مطلب؟؟؟" وہ الجھی۔"

"وہ محبت پر بہت یقین رکھتا ہے۔۔۔اور اس وقت وہ آپ سے بے پناہ محبت کرتا ہے۔۔آپ اسے صحیح راستے پر لا سکتی ہیں۔۔اگر آپ چاہیں تو۔۔"
بات ادھوری چھوڑ دی گئ۔

"یہ آپ قیمت مانگ رہے ہیں مجھ سے میری مدد کرنے کی؟؟" ایمان کی بھنویں سکڑ گئیں۔

خیر مفت میں تو کچھ بھی نہیں ملتا آج کل۔۔۔پر میں کوئی قیمت نہیں مانگ رہا۔۔میں بس چاہتا ہوں وہ واپس لوٹ آئے۔۔۔میں چاہتا ہوں آپ اس کی محبت کو اپنا لیں۔۔۔"

"یہ میرے بس میں نہیں ہے۔۔اگر میں اسکی محبت اپنانی ہی ہوتی تو میں کب کی اپنا لیتی۔۔۔" وہ دوٹوک لہجے میں جواب دینے لگی۔

"کوئی جلدی نہیں ہے۔۔آپ سوچ لیں۔۔۔۔یہ ایک باپ کی خواہش ہے کہ اس کا بیٹا گھر آجائے۔۔۔اگر آپ کوئی مدد کر سکتی ہیں تو ضرور کریں۔۔۔اور مجھے لگتا ہے آپ اس شخص کے لیے اتنا تو کر ہی سکتی ہیں جس نے آپ کی ماں کی جان بچانے میں مدد کی ہو۔۔۔!!" الفاظ ایسے تھے کہ وہ سوچ میں پڑ گئی۔

✿••✿••✿••✿

کوئی جلدی نہیں ہے۔۔آپ سوچ لیں۔۔۔۔یہ ایک باپ کی خواہش ہے کہ اس کا بیٹا گھر آ جائے۔۔۔اگر آپ کوئی مدد کر سکتی ہیں تو ضرور کریں۔۔۔اور مجھے لگتا ہے آپ اس شخص کے لیے اتنا تو کر ہی سکتی ہیں جس نے آپ کی ماں کی جان بچانے میں مدد کی ہو۔۔۔!!" الفاظ ایسے تھے کہ وہ سوچ میں پڑ گئی۔

"اور اگر میں انکار کر دوں تو؟؟" ایمان نے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا۔
دوسری جانب خاموشی چھا گئی۔

"مس ایما۔۔۔ایسے شخص کی محبت اپنانے میں کیا قباحت ہے جو آپ کے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار ہو؟؟؟اور پھر میں آپ کو جاب دے رہا ہوں۔۔۔فری کرنے کو نہیں کہہ رہا۔۔ادھم چاہے عام انسان ہے پر ماثیل تو نہیں۔۔۔آپ کو کسی عام انسان کی محبت نہیں مل رہی۔۔اور اگر آپ اسے محبت سے سیدھے راستے کی جانب لائیں گی تو وہ آجائے گا۔۔۔"

"میں کسی کا دل نہیں توڑنا چاہتی۔۔۔"

"دل تو آپ ویسے بھی توڑ چکی ہیں۔۔۔اب تو اسے بس امید ہے کہ آپ اس کی زندگی میں آئیں گی اور سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔"وہ جیسے پوری تحقیق کر کے بیٹھا تھا۔ایمان نے اس کی بات سن کر گہرا سانس لیا۔۔ماثیل کا چہرہ اسکے تصور کے پردے پر لہرایا تھا۔

میں آپ کو سوچ کر بتاؤں گی۔۔۔" وہ الجھن میں پڑ گئی تھی۔۔اسے ماثیل" سے محبت نہیں تھی۔۔نہ اسے فرق پڑتا تھا کہ ماثیل اس سے محبت کرتا تھا یا نہیں۔۔ہاں پر اسے محبت کرنے والوں پر افسوس ہوتا تھا۔۔وہ کیسے اور کس کس کو بتاتی کہ وہ کیسا محسوس کرتی تھی۔۔۔؟؟

اسے Gamophobia تھا۔۔وہ رشتے بنانے سے ڈرتی تھی۔۔۔چاہے وہ دوستی کے ہوں محبت کے یا پھر شادی۔۔۔ لیکن وہ یہ بات کسی کو بتا نہیں پاتی تھی۔۔۔اسے فون پر بات کرتے دیکھ کر سلمی بیگم نے اسے پکارہ۔

"ایمان۔۔۔کس کا فون ہے اس وقت؟؟"
سلمی بیگم کی آواز واضح اور صاف تھی۔۔دوسری جانب موجود شخص تک شاید یہ آواز پہنچ گئی تھی۔

"ٹھیک ہے مسٹر جبیل۔۔۔میں سوچ کر جواب دوں گی۔۔۔میں کوشش کروں گی کہ آپ کا احسان اتار سکوں۔۔۔"

اس نے جواب سنے بنا فون بند کر دیا۔۔اب وہ کنپٹی سہلا رہی تھی۔۔۔سر میں درد کی لہر اٹھی تھی۔

یہ تقدیر اسے کس مشکل میں ڈال رہی تھی۔۔وہ خود نہیں جانتی تھی۔

✿••✿••✿••✿

اسکے یونیورسٹی کے پروجیکٹ کی پریزنٹیشن رہتی تھی۔جو اس نے تھیسز ورک کیا تھا۔۔اس نے یونیورسٹی میں اپنے سپروائزر سے بات کر کے کچھ دن کی چھٹی لی تھی۔

اسے اسپین واپس جانا تھا پر جانے سے پہلے اسے بہت سارے کام کرنے تھے۔۔ حمیزہ کا ایڈمیشن کروانا تھا۔۔ سلمی بیگم کو ساری پریشانیوں سے آزاد کرنا تھا۔۔اس نے اپنے پاکستان آنے کی خبر کسی کو بھی نہیں دی تھی۔اور حیرت اس بات کی تھی کہ اس سے ملنے کوئی نہیں آیا تھا۔۔۔ کوئی کزن نہیں آئی تھی۔۔۔ یہاں تک کہ مہربانو بھی نہیں۔۔

اس کے چچاؤں نے سارے تعلق جیسے ختم کر لیے تھے۔۔ایمان نے جب ماموں کے پسند کے رشتے سے انکار کیا تھا تب سے وہ سب کے لیے بری بن چکی تھی۔۔اور سلمی بیگم سے سارے رشتے داروں نے تعلق توڑ لیا۔۔ انہیں لگتا تھا ایمان اسپین جا کر ایک باکردار لڑکی نہیں رہی۔۔۔اور اس میں سارا قصور سلمی بیگم کا نکلا تھا جس سے اپنی اولاد قابو نہیں ہوئی۔۔

یہ ساری باتیں مل کر سلمی بیگم کو بیمار کرنے کے لیے کافی تھیں۔۔۔پر یہ باتیں سلمی بیگم اور حمیزہ نے ایمان کو نہیں بتائی تھیں۔۔وہ جو مہینے بعد تھوڑے بہت پیسے بھیجتی تھی سلمی بیگم اسی میں گزارہ کر لیتی تھیں۔۔۔

یہ سب جاننے کے بعد ایمان دو دن سو نہیں پائی۔۔وہ چھپ چھپ کر روتی رہی۔۔کبھی بستر میں تو کبھی کچن میں۔۔۔

اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیسے سب ٹھیک کر دے۔۔اب اسے جانا تھا اور اس نے سوچ لیا تھا اپنی اسٹڈی مکمل کر کے واپس آئے گی اور اچھی جاب کر کے اپنی بہن اور ماں کو اچھی زندگی دے گی۔۔

وہ یہی سوچ کر گئی تھی۔۔پر تب اسے لگتا تھا وہ اکیلے نہیں ہیں۔۔پر اب اسے پتہ چل گیا تھا کہ اسکی ماں کتنی اکیلی ہو چکی تھی۔۔

اور یہ سب ایمان سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔اور پھر حشام جمیل کی باتیں۔۔یہ سب اسے ذہنی طور پر پریشان کرنے کے لیے کافی تھا۔ابھی بھی رشتے داروں میں عجیب باتیں گردش کر رہی تھیں کہ آخر ایمان کے پاس

لاکھوں کی رقم کہاں سے آئی؟؟ جو اس نے اپنی ماں کا آپریشن بھی کروالیا تھا۔۔جتنے منہ اتنی باتیں تھیں اور وہ سب خاموشی سے سنتی رہی۔۔اسے فرق نہیں پڑتا تھا۔۔فرق پڑتا تھا تو اس بات سے آخر سلمی بیگم اسکے بارے میں کیا سوچتی تھیں؟؟

✿••✿••✿••✿

تم نے بتایا کیوں نہیں کہ تم پاکستان آئی ہو؟؟" یہ بینش تھی۔۔بینش" مستقیم۔۔ایمان کی کلاس فیلو اور بینش ایمان کو اپنی بہت اچھی دوست مانتی تھی۔اسی لیے اسے جب پتہ چلا کہ ایمان پاکستان آئی ہے تو وہ اس سے ملنے آگئی۔

آنا تو تھا پر حالات کچھ ایسے ہو گئے کہ مجھے کچھ یاد نہ رہا۔۔"وہ دونوں اس وقت کیفے میں بیٹھی تھیں۔۔ایمان سودا سلف لینے مارکیٹ آئی تھی۔وہ میزو کو گھر سلمی بیگم کے پاس چھوڑ کر اکیلی آ گئی تھی۔اور تبھی اسے بینش کا فون آیا۔۔وہ ملتان سے لاہور آئی تھی۔۔اسکی یونیورسٹی بھی ختم ہو گئی تھی۔۔۔لاہور آ کر جب اس نے ایمان کو فون کیا تو ایمان نے اسے پاکستان میں ہونے کا بتایا۔۔بینش نے فوراً ملنے کی ضد پکڑ لی۔۔اور اس وقت وہ دونوں کیفے میں بیٹھی چائے پی رہی تھیں۔

"تم تو ویلینسا جا کر اور بھی خوبصورت ہو گئی ہو۔۔"وہ اسے دیکھے جا رہی تھی۔ایمان اس کی بات سن کر جھینپ سی گئی۔اس نے گھر فون کر کے بتا دیا تھا کہ وہ تھوڑا لیٹ ہو جائے گی۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔"ایمان نے مسکرا کر جواب دیا۔

''کیسی طبیعت ہے آنٹی کی اب؟؟''

الحمداللہ پہلے سے کافی بہتر ہیں۔۔''ایمان نے چائے کا گھونٹ بھرتے ''
بتایا۔

اچھا یہ بتاؤ ویلنیسا میں کوئی ملا یا اب تک سنگل ہو؟؟''وہ شرارت سے ''
بولی۔

ملا تھا نا۔۔''ایمان بھی مسکرائی۔''

واقعی؟؟؟ کون؟؟؟''بینش کی حیرت سے آنکھیں پھیل گئیں۔۔اسے یقین ''
نہیں آیا تھا۔

عبدل۔۔۔ ‘‘وہ بھی اسے تنگ کرنے کے موڈ میں تھی۔’’

عبدل بھائی۔۔۔؟؟ ‘‘اسے یقین نہیں آیا۔۔ ’’وہی عبدل بھائی۔۔؟؟ ‘‘’’
بینش کو آج بھی یاد تھا اس نے ایک بار ایمان کو تصویریں سینڈ کی تھیں۔
ایمان اس کے چہرے کے تاثرات پر ہنس دی۔

‘‘دنیا میں کیا صرف ایک ہی عبدل ہے؟؟’’

اوہ۔۔۔! میں بھی کہوں عبدل بھائی ویلنیسا کیسے پہنچ گئے۔۔ ‘‘بینش کو’’
جیسے سکون کا سانس آیا۔

ویسے نانہیں بھائی کہنے کو ذرادل نہیں کرتا اگر وہ انگیجڈ نہ ہوتے تو سچی میں "
ضرور ٹرائے کرتی۔۔ نہیں بلکہ تمہارے لیے رشتہ لاتی تم ان کے لیے
پرفیکٹ ہو۔۔" وہ اپنی دھن میں بولے جا رہی تھی۔۔اسے بہت وقت بعد
کوئی سننے والا ملا تھا۔اور ایمان بس اسے سن رہی تھی۔۔۔خاموشی سے۔۔۔

مجھے ذرا شوق نہیں کسی کی چیز لینے اور رکھنے کا۔۔" بالآخر اس نے ٹوک ہی "
دیا۔

ارے وہ کوئی چیز تھوڑی ہیں۔۔" بینش نے منہ بسورا۔اسے ایمان کا یوں "
کہنا برا لگا تھا۔

مجھے ایک بات بتاؤ۔۔۔" ایمان یک دم ہی سنجیدہ ہوئی۔اسے کچھ یاد آگیا "
تھا۔

ہاں ہاں پوچھو۔۔۔"بینش بھی متوجہ ہوئی۔"

"تم نے بتایا تھا تم جبیل خاندان کو جانتی ہو۔۔"

ایمان کی بات پر بینش چونکی۔ وہ جانتی تھی ایمان کو آرجے بہت پسند تھا۔۔پر اس نے کبھی اس کے خاندان میں دلچسپی ظاہر نہیں کی تھی۔ پھر آج اچانک۔۔

بات کیا ہے؟؟"بینش نے الٹا سوال کیا۔"

ویسے ہی پوچھ رہی ہوں جنرل نالج کے لیے۔۔۔"اس نے فوراً ارادہ ترک" کر دیا۔۔اور کرسی سے پشت ٹکادی۔ وہ اپنے راز بانٹنے اور بتانے کی عادی نہیں تھی۔۔ وہ اپنی ذاتی زندگی کو خود تک رکھتی تھی۔

کہیں تم واقعی عبدل بھائی سے تو نہیں ملی۔۔؟؟'' بینش کا انداز ایسا تھا کہ ''
ایمان نے اپنا سر پیٹ ڈالا۔۔
وہ اور اس کا عبدل بھائی۔۔۔ایمان ہمیشہ ہی تنگ آجاتی تھی۔۔۔

سیریسلی میرا تمہارے عبدل بھائی سے ملنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔۔۔ذرا''
سا بھی نہیں۔۔۔'' وہ اکتا گئی۔

عبدل کے ذکر پر اسے اب چڑ ہوتی تھی۔۔جو اس کے ساتھ ویلنیسا میں
عبدل نے کیا تھا وہ کیسے بھول سکتی تھی۔۔عبدل کی وجہ سے اس کا دوستی سے
بھی دل اٹھ گیا تھا۔۔۔اور کبھی کبھی وہ اسے یاد آتا تھا۔۔بہت یاد آتا تھا۔۔وہ
اس کے رونے پر ہمیشہ کچھ الٹا سیدھا کر کے اسے ہنساتا تھا۔۔۔اسے خوش کرتا

تھا۔۔اس کے لیے کوئی نہ کوئی گفٹ لاتا تھا۔۔پر ان دنوں وہ جتنا روئی تھی وہ نہیں آیا تھا۔۔اسے شاید آنا ہی نہیں تھا۔

✿••✿••✿••✿

ادھم نے جب ہوش کی دنیا سنبھالی تو خود کو دینی گھرانے میں پایا۔وہ تین بہن بھائی تھے۔۔ایک بڑا بھائی تھا ابوزر جبیل،دوسرے نمبر پر وہ تھا ادھم جبیل اور ایک چھوٹی بہن تھی۔۔صرف ایک سال چھوٹی۔۔دائمہ جبیل

اس نے اپنے باپ کو ہمیشہ محبت کرتے دیکھا تھا۔۔وہ دادا جان بی جان اور سب سے بڑھ کر اس کی ماں سے بے پناہ محبت کرتا تھا۔۔حشام جبیل عرف جورڈن۔۔جسے ماہین حمدان سے ہمیشہ سے محبت تھی۔

جو چیز ادھم نے سب سے پہلے سیکھی وہ یہ تھی کہ مرد جب محبت کرنے پر آتا ہے تو عورت سے بے پناہ محبت کرتا ہے۔۔۔۔چاہے وہ محبت یکطرفہ ہی کیوں نہ ہو۔

دوسری چیز جو اس نے نوٹ کی وہ یہ تھی کہ اس کی ماں اس کے باپ سے اتنی محبت نہیں کرتی تھی جتنی اس کا باپ اس کی ماں سے کرتا تھا۔۔وہ عزت کرتی اور کبھی کبھی محبت کا دکھاوہ کرتی تھی پر وہ جلدی جان گیا تھا کہ وہ محبت نہیں تھی۔۔۔۔۔وہ بس وفا کرتی تھی۔

اس نے اکثر اپنی ماں کو تنہائیوں میں روتے دیکھا تھا۔۔۔وہ کبھی یہ بات سمجھ نہ پایا کہ آخر اس کی ماں کیوں اور کس کے لیے روتی تھی۔۔۔کافی لمبا عرصہ وہ اس بات سے بے خبر رہا تھا۔اکثر وہ اپنے غم میں اس قدر ڈوب جاتی تھی کہ ان کا خیال بھی نہ رکھ پاتی۔۔

اور اسی بات کا نقصان اور اثر بہت گہرا پڑا۔۔۔ عورت جب ماں بن جاتی ہے تو اسکی زمہداری بڑھ جاتی ہے۔۔۔اور اگر وہ یہاں اولاد کی تربیت میں ذرا سا بھی چوک جائے تو پھر ساری عمر خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔

ایسی صورتحال میں بی جان انہیں سنبھالتی تھیں۔اس کا بڑا بھائی سمجھدار تھا۔۔اسے فرق نہیں پڑتا تھا اس کی ماں کیا کرتی تھی کیا نہیں۔۔۔وہ جلد اپنے پیروں پر کھڑا ہو گیا تھا۔۔ لیکن ادھم حساس تھا۔۔اپنی بہن سے بھی زیادہ حساس۔۔

وہ اپنے باپ کو دیکھتا تھا جو اسکی ماں کو خوش کرنے کی خاطر کچھ بھی کرنے کو تیار تھا۔۔

اسے اپنے باپ سے زیادہ وجیہہ مرد اور کوئی نہیں لگتا تھا۔۔ بڑے دادا چھوٹے دادا اور کوئی نہیں۔۔اس نے نین نقش اپنے باپ سے چرائے

تھے۔۔۔جو بالکل بھی مشرقی نہیں تھے۔۔البتہ اس کے بال اور آنکھیں سرمئی تھیں۔۔جو اسے مشرقی بناتے تھے۔

پھر اس نے اپنے بڑوں کو لوگوں کے فیصلے کرتے دیکھا۔۔۔کہیں وہ کسی پسند کی شادی کے خلاف ہو جاتے تو کہیں کسی کو سزا دی جاتی تھی۔۔وہ یہ سمجھ نہ پایا۔۔۔

آخر ایسا کیوں ہوتا تھا۔۔اسکی چھوٹی بہن دائمہ ماں سے قریب تھی جبکہ وہ باپ سے قریب تھا۔اس کا بھائی آزاد خیال اور مضبوط اعصاب کا مالک تھا۔۔اکثر وہ بی جان کے پاس جاتا اور ان سے پوچھتا کہ ان کے خاندان کے لوگ دوسروں کے فیصلے کیوں کرتے ہیں۔۔؟؟وہ کون ہوتے ہیں یہ فیصلے کرنے والے۔۔؟؟

اسکا ذہن یہیں اٹکا رہتا تھا۔۔۔وہ بڑا ہونے لگا۔۔اسکا باپ اسے مسجد لے جاتا۔۔اپنے ساتھ نماز پڑھاتا اور وہ یہ سب خوشی کرتا۔۔۔۔اسے یہ

سب اچھا لگتا تھا نماز پڑھنا اور دعا مانگنا۔۔۔پر جو نہیں پسند تھا وہ یہ کہ انسان انسان کو سزا دینے والا اسے فیصلہ سنانے والا کون ہوتا ہے؟؟

اسے اپنی بڑی سی حویلی میں اس وقت مزید تنہائی محسوس ہونے لگی جبکہ بی جان اس دنیا سے چلی گئیں۔۔۔وہ خود کو اکیلا محسوس کرنے لگا۔۔۔
وہ سکول جاتا تھا۔۔۔وہ ساتویں میں تھا جب اسے مجسمے بنانے کا شوق پیدا ہوا۔۔وہ جو باتیں بی جان سے کرتا تھا ان کے جانے کے بعد کسی سے نہیں کر پایا۔۔یہاں تک کہ اپنے باپ سے بھی نہیں۔۔۔کیونکہ اس کا باپ زیادہ تر مصروف رہتا تھا۔اور پھر ایک دن اس نے حویلی کے باغیچے سے کچھ مٹی اٹھائی اور اسے گوندھ کر چھوٹا سا بی جان کا مجسمہ بنایا۔۔۔اور اسے سکھانے کے بعد اپنے کمرے میں رکھ لیا۔۔وہ اب بی جان سے باتیں کرنے لگ گیا۔۔

کچھ وقت گزرنے کے بعد اسے احساس ہوا کہ اسے بڑا مجسمہ بنانا ہے۔۔یہ مجسمہ چھوٹا تھا۔۔

اور پھر ایک دن اس نے باغیچے میں ایک بڑا سا مجسمہ بنایا۔۔۔پر یہ مجسمہ جب ضیاء جبیل یعنی اس کے دادا ابو نے دیکھا تو غصے میں آ کر وہ مجسمہ توڑ ڈالا اور اسے ایسے کام کرنے سے منع کر دیا۔۔۔

ادھم کو یہ بات ناگوار گزری۔۔اسے یہ اچھا نہیں لگا تھا۔۔بالکل بھی نہیں۔۔وہ اب جان بوجھ کر الٹے سیدھے مجسمے بنانے لگ گیا۔۔سب اسے منع کرتے پر وہ باز نہ آتا۔۔ایک دن اس کے باپ نے جب منع کیا اور پیار سے سمجھایا تو وہ مان گیا۔۔وہ ادھم کو گاڑی میں بٹھا کر باہر لے گیا۔۔اسے گھمانے پھرانے۔۔اسے سمجھانے۔۔

"کچھ چیزوں کی ہمیں اجازت نہیں ہوتی ادھم۔۔تو ایسے کام ہمیں نہیں کرنے چاہئیں۔۔" وہ بس خاموشی سے سنتا رہا۔

اس نے اب مجسموں کا پیچھا چھوڑ دیا تھا۔۔البتہ نقصان یہ ہوا کہ اس نے سکول میں عجیب وغریب لڑکوں سے دوستی کرلی تھی۔۔وہ آٹھویں جماعت میں ہونے کے باوجود اپنے سے بڑی عمر کے لڑکوں کے ساتھ بیٹھ کر سموکنگ کرنے لگا۔۔اسکا بھائی پڑھنے کے لیے باہر جاچکا تھا۔۔۔

وہ اب گھر میں خاموش رہتا۔۔لیکن کوئی نہیں جانتا تھا وہ باہر کیا کرتا تھا۔۔
ایلیٹ سکول میں پڑھنے کا اسے سب سے بڑا نقصان یہی ہوا تھا کہ یہاں اسٹوڈنٹس کے پاس نشہ آوار ادویات آسانی سے دستیاب ہوتی تھیں۔ماں باپ کو فرق نہیں پڑتا تھا کہ ان کے بچے آخر کرتے کیا تھے۔۔؟؟
اس پر گھر میں توجہ دی جاتی تھی پر وہ باہر کیا کرتا تھا کوئی جان نہیں پایا۔
اور جب وہ نہم میں ہوا تو اس کی زندگی یک دم ہی بدل گئی تھی۔۔۔اس نے جو تصور بھی نہیں کیا وہ ہو گیا تھا۔۔جبیل خاندان سے ایک اور شخص اللہ کو پیارا ہو گیا۔۔اس نے موت کو دیکھا۔۔۔پھر سے دیکھا۔۔اور قریب سے

دیکھا۔۔وہ ساکت رہ گیا۔۔آخر اللہ نے انہیں دنیا میں بھیجا ہی کیوں تھا۔۔؟؟

صرف تڑپنے اور پھر مر جانے کے لیے۔۔۔؟؟اسے پہلی بار خدا سے شکوہ ہوا تھا۔۔اور اسے سب کچھ برا لگ رہا تھا۔

اس دوسری موت نے اسے توڑ کر رکھ دیا تھا۔۔۔وہ اب حویلی آتا ہی نہیں تھا۔۔۔زیادہ تر وقت گھر سے باہر گزارتا تھا۔۔اسے اس واقعے کے بعد دمہ ہو گیا تھا۔۔۔اکثر اسکا سانس اکھڑ جاتا اور اسکی حالت بگڑ جاتی۔۔

وہ ذہنی طور پر بہت آگے تھا۔۔۔اپنی عمر کے بچوں کے لحاظ سے بہت آگے کا سوچتا تھا پر جسمانی طور پر وہ زیادہ فٹ نہیں تھا۔۔شاید اس لیے کہ وہ جو توجہ چاہتا تھا وہ اسے مل نہیں پائی تھی۔

اس کی ماں کو جب احساس ہوا تب دیر ہو چکی تھی۔۔وہ اپنی راہیں بدل چکا تھا۔۔۔اب اسے فرق نہیں پڑتا تھا۔۔۔کبھی کبھی غفلت کی نیند چاہے دو سالوں کی کیوں نہ ہو وہ آپ کے اگلے دو سو سال برباد کر دیتی ہے۔

✿••✿••✿••✿

!جب غرور ٹوٹتا ہے

النور اکیڈمی میں سیشن کے لیے آنے والوں کی تعداد بڑھتی جا رہی تھی اور اس کی وجہ حاد تھا۔۔ وہ نیا لڑکا جو تھوڑا عجیب تھا اور وہ جانے کتنی تیاری کے بعد آیا۔۔ بلکہ پوری تیاری کر کے آیا تھا جیسے اس نے پہلے سے طے کر رکھا تھا کہ اس نے کیا کرنا تھا۔۔۔

لوگ اسے سنتے تھے۔۔ وہ اچھا بول لیتا تھا۔۔۔ صرف اچھا بولتا نہیں تھا بلکہ اسے سمجھا بھی دیتا تھا۔ وہ ہاتھوں میں پزل باکس تھامے کھڑا تھا۔۔۔

پیتہ ہے انسان کو کبھی کبھی یہ غلط فہمی ہو جاتی ہے کہ وہ کائنات کی سب سے "
بہترین مخلوق ہے اور کائنات کو تو صرف بنایا ہی اس کے لیے گیا ہے۔۔"
مائیکروفون اسکے منہ کے قریب فٹ تھا۔۔اس کا چشمہ اس پر بہت اچھا لگتا
تھا۔۔۔ جیسے وہ کوئی جینٹل مین ہو۔

کیا آپ نے کبھی ستاروں بھری رات میں آسمان کا نظارہ کیا ہے؟؟ یہ نظارہ
ہمارے چھوٹے پن کا احساس دلانے کو کافی ہے نہیں ہے۔۔۔؟؟؟ اربو
کھربوں ستارے اور ہم۔۔۔ ہم کون ہیں؟ یہ کائنات کیا ہے؟ ان سوالوں
کے ملتے جواب انسانی انا پر مسلسل ضربیں لگاتے آئے ہیں۔۔۔انسان جب
" ایسا سوالوں کا جواب حاصل کر لیتا ہے تو ٹھٹک سا جاتا ہے۔۔۔

پزل بوکس کے حصوں کو گماتے اس کے ہاتھ رکے اور اس نے سر اٹھا کر
عوام کو دیکھا۔

ہم اس کائنات ایک چھوٹی سی مخلوق ہیں۔۔ بہت ہی چھوٹی۔۔۔" وہ جانچتی نگاہوں سے اپنے سامنے بیٹھی عوام کو دیکھنے لگا۔۔۔ کتنے بڑے بڑے عہدوں پر فائز لوگ اس کے سامنے بیٹھے تھے۔۔ جو سمجھتے تھے کہ ان کے بغیر کائنات کو یہ نظام رک جائے۔۔۔
اور انسان اسی لیے خسارے میں ہے۔

"پتہ ہے قدیم یونان میں ایراتوستھینس نے بتایا کہ یہ زمین کئی ملین انسانوں سے بڑی ہے اور اس کے دوسرے ساتھیوں کو پتہ لگا کہ نظامِ شمسی تو اس سے بھی ہزاروں گنا بڑا ہے۔ اور پھر اپنی بڑائی کے باوجود سورج ایک کہکشاں کے کھربوں ستاروں میں سے بس ایک عام سا ستارہ نکلا۔۔۔ یہ پوری کہکشاں قابلِ مشاہدہ کائنات کی اربوں کہکشاؤں میں سے بس ایک اور یہ

قابلِ مشاہدہ کائنات بھی بس ایک سفئیر ہے جہاں سے روشنی کو زمین تک پہنچنے کا وقت ملا ہے۔۔۔"

وہ خاموش ہو گیا۔۔۔

"ہماری زمین کا ہونا بالکل ایسا ہے جیسے ساحل سمندر پر پڑے ریت کے ذرات۔۔۔۔۔ تو سوچیں ہم کیا ہیں؟؟؟ ہمیں کس چیز کا غرور ہے؟؟"

پزل باکس کا کوئی حصہ جڑا تھا۔۔ ٹک کی ایک آواز ابھری۔ وہ چونک سا گیا۔۔

"وقت کے سکیل پر بھی ہم نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ایک وقت میں ہم سمجھتے تھے کہ یہ سب کچھ ہزاروں سال پرانا ہے، پھر ہم زیادہ جانتے گئے اور وقت کے چودہ ارب پرانے آغاز کو پالیا۔ اگر اس تمام آفاقی تاریخ کو ایک سال کے سکیل پر لایا جائے تو جدید انسان کی ایک لاکھ سال کی تاریخ بس آخری چار

منٹ ہوں گے اور ایک شخص کے سو سالہ زندگی ایک سیکنڈ کا پانچواں حصہ۔۔۔۔جی ہاں انسان کی وقت میں حیثیت بس اتنی ہی ہے۔۔۔۔ کچھ ''سیکنڈز۔۔۔

اس نے پزل باکس کو دیکھا۔۔۔۔کچھ تو میچ ہوا تھا پر وہ ابھی بھی نہیں ہوا تھا۔۔اس کے سامنے اب لکڑی کی گھڑی بنی ہوئی تھی۔

فرائیڈ نے ہمیں بتایا کہ ہم خاصے نامعقول ہیں۔اس کے بعد سے نفسیات میں ہم اپنے آپ کو جس طرح جانتے گئے ہیں، ہمیں احساس ہوتا گیا ہے کہ نہ صرف ہم منطقی نہیں بلکہ خود اپنے اوپر بھی زیادہ کنٹرول نہیں رکھتے اور خود اپنے آپ سے زیادہ واقف نہیں۔

پھر ہماری بنائی ہوئی ایجادات ہم سے آگے نکلنا شروع ہو گئیں۔جسمانی لحاظ سے تو ہم پہلے ہی کچھ خاص نہ تھے۔ہمارا فخر اور زندگی میں ہماری خاصیت ہماری ذہانت تھی۔مگر ذہین مشینیں ہمیں ان کاموں میں پچھاڑنا شروع ہو

گئیں جو ہماری خاصیت تھے تھی۔ شطرنج میں ہمارے چیمپئین ان سے ہار گئے۔ ہم اب اس زمین پر بھی سب سے ذہین نہیں۔۔۔ ''

یا یہ بات آپ لوگوں کے لیے قابل حیرت نہیں کہ کاسمولوجسٹس نے اب پتہ لگایا ہے کہ جس چیز سے ہم بنے ہیں، وہ بھی کائنات کا اکثریتی مادہ نہیں۔۔۔۔ ''

تو پھر سوچیں کیا ہیں ہم؟؟ کون ہیں ہم؟؟؟ یہ سوال یہ ہے کہ پھر ہم کون ہیں کہاں سے آئے ہیں؟؟

اس کائنات میں ہمارے جیسی ایڈوانسڈ زندگی کا ہونا نایاب ہے اور اس کی وجہ ارتقا کی کڑی چھلنی ہے۔ جہاں پر ایسی زندگی کا ہونا نایاب ہے، وہاں پر آگے

بڑھنے کا اور بہت کچھ کر لینا کا پوٹینشل بہت زیادہ ہے۔ یہ سپیس اور ٹائم میں ہمارے اس وقت اور جگہ کو بہت خاص بناتا ہے۔

سائنس کے مطابق ہم ایٹمز کی ایسی ترتیب ہیں جو فزکس کے قانون کے تحت اکٹھا ہو کر انسان بنے ہیں اور شعور پایا ہے۔ ہم ایک انتہائی پیچیدہ فزیکل سسٹم ہیں جو انفارمیشن کو ان پٹ کرتا ہے، پراسس کرتا ہے، سٹور کرتا ہے اور آؤٹ پٹ کرتا ہے۔ اگر یہ ترتیب مل کر وہ صورت اختیار کر سکتی ہے جو پھر دوسرے ایٹموں کو ترتیب دے کر اپنے لئے استعمال کر سکے تو پھر یہ دوسروں کو اس طرح بھی ترتیب دے سکتی ہے کہ اس سے زیادہ ایڈوانسڈ صورت میں ڈھل سکیں۔ قدرتی عمل سے ہونے والی تخلیق خود نئ تخلیقات کر کے اٹھ سکتی ہے۔ اپنی بائیولوجی بدل سکتی ہے، شعور کی نئ شکل بنا سکتی ہے اور اس کائنات کو آباد کر سکتی ہے۔۔۔

سائنس فکشن کے رائٹر اس طرح کی کہانیاں لکھتے آئے ہیں اور سوال یہ نہیں کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے۔ بلکہ یہ کہ کیا ایسا ہو گا۔۔؟؟؟

جب ہم گمان کر لیں کہ ہم مرکز ہیں، ہم خاص ہیں، سب کچھ ہمارے لیے ہے تو یہ غرور ہمارے اپنے لیے، اپنے گروہ کے لیے اپنی قوم کے لیے اور انسانیت کے اگے بڑھنے کے لیے زہرِ قاتل ہے۔ سائنس، بطور انسان، ہمارے اس غرور کو بری طرح سے توڑ چکی ہے۔

اور یہیں پر ہمیں بتایا گیا تھا کہ ہمیں اس زمین پر کسی خاص مقصد کے لیے بھیجا گیا تھا پر ہم یہاں آ کر سب بھول گئے۔۔ یہ بھی کہ آخر ہم آئے کیوں تھے ؟؟

اور پھر ہم اندھے گونگے بہرے بن گئے۔۔ ہمیں لگنے لگا بس ہم ہی ہیں۔۔۔ نہ ہمارے بعد کوئی مخلوق ہے اور نہ ہم سے پہلے تھی۔۔ ہم نے بطور مسلمان

اپنی کتاب کو پس پشت ڈال دیا۔۔اور جب سائنس نے پتہ لگایا تب ہم نے اسے مان لیا۔۔اور ہمارا غرور ٹوٹنے لگا۔۔

لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ آخر ہم بھولے کیوں؟؟؟وہ کونسی وجہ تھی جس نے ہمیں غافل کر دیا۔۔؟؟؟اور جب غرور ٹوٹا تو ہمیں اپنی حثیت کا احساس ہونے لگا۔۔اور اب ہمیں عروج کی طرف جانا ہے۔۔ ہمیں اپنی پہچان کرنی ہے۔

کیونکہ عروج اسی وقت ملتا ہے، جب غرور ٹوٹتا ہے۔

✿••✿••✿••✿

اس وقت پاکستان کے جو حالات ہیں خاص طور پر پوری امت مسلمہ ہے" اسے دیکھ کر دل خون کے آنسوں روتا ہے۔۔۔ ہم یہ تو نہیں تھے۔۔ آخر وہ

کونسا فتنہ بھرپا ہوا ہے جس نے مسلمانوں کو اس قدر پستی میں ڈال دیا

ہے۔۔۔اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔۔"

وہ اپنی ماں کو سن رہا تھا۔۔ صرف اس لیے نہیں کہ وہ اس کی ماں تھی، اس لیے بھی کہ وہ آج کل کے حالات کا اچھا تجزیہ کر چکی تھی۔۔امت مسلمہ تباہی کے جس دہانے پر کھڑی تھی وہ خوفزدہ تھی۔

"اب وہ وقت آ گیا ہے کہ تم جاؤ۔۔۔اور وہ کام شروع کرو جس کے لیے تم اس دنیا میں آئے ہو۔۔۔"

اس کی ماں نے اسے تیار کیا تھا۔۔وہی اسے بھیج رہی تھی۔۔اس کا دل فخر سے بھر گیا۔۔

"آغاز کیسے کرنا ہے کہاں سے کرنا ہے وہ تمہارا کام ہے۔۔میرا کام تمہیں اس قابل بنانا تھا کہ تم جہالت سے ٹکرا سکو۔۔اب تمہارا کام شروع ہو گیا

ہے حاد۔۔۔۔مجھے امید ہے تم وہ کرو گے جس کا حکم دیا گیا ہے جو سچ ہے۔۔جو حق ہے۔۔چاہے اس کے لیے ہمیں کوئی بھی قربانی کیوں نہ دینی پڑے۔۔۔"

اس نے اپنی ماں کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔

"یہ میرا وعدہ ہے۔۔میں اپنے نام کا مقصد پورا کر کے رہوں گا۔۔" اسے پورا یقین تھا۔

"بس ایک بات یاد رکھنا۔۔نیند جتنی گہری ہوتی ہے جگانے والے پر اتنا ہی غصہ آتا ہے۔۔اور یہ تو پھر جہالت کی نیند ہے۔۔۔انہیں جگانے کا کام کسی کو تو اپنے سر لینا ہی ہے نا۔۔۔"

کیسی ماں تھی وہ۔۔اتنا جگر کہاں سے آیا تھا جو اپنے بیٹے کو صاف صاف بتا رہی تھی کہ کام بڑا ہے۔۔۔جان بھی جا سکتی ہے۔۔۔بلکہ جائے گی۔۔۔پر پیچھے مت ہٹنا۔

اور بیٹا ہر حکم پر سر جھکاتا جا رہا تھا۔

✿••✿••✿••✿

اسے مہینہ پورا ہونے والا تھا۔اس سے زیادہ سلمی بیگم کو اس کی پڑھائی کی فکر تھی۔۔۔وہ روزانہ پوچھتی تھیں کہ واپس کب جانا ہے اور کب پڑھائی ختم ہو گی۔۔کب واپس آؤ گی۔

امی بس میری وجہ سے ہی دیر ہے۔۔۔ ورنہ اب تک سب ہو جانا تھا۔۔"
اب جاؤں گی تو پریزنٹیشن ہو گی اور پھر جلد ہی واپس آ جاؤں گی۔۔" انہیں وہ ت۔ فصیل سے بتا رہی تھی۔

اور پھر سلمی بیگم کے کہنے پر اس نے ٹکٹ کروالی۔۔ اس دوران اس نے حمیزہ کا کالج میں ایڈمیشن کروادیا تھا اور جتنے پیسے اس کے اکاؤنٹ میں تھے تقریباً سارے سلمی بیگم کے حوالے کر دیے۔۔

میں ہر مہینے بھیجتی رہوں گی یہ پیسے کسی مشکل وقت کے لیے ہیں۔۔ اور" میں سوچ رہی ہوں ایک کام والی رکھ دوں آپ کو۔۔" اسکی بات پر سلمی بیگم نے تعجب سے اسے دیکھا۔

"پاگل ہو گئی ہو؟؟ کام کونسا زیادہ ہوتا ہے۔۔۔ ہم دو لوگ ہیں۔۔"

اسی لیے تو مجھے ٹینشن ہے۔۔ میز واب کالج چلی جایا کرے گی آپ بالکل" اکیلی ہو جائیں گی۔۔ کوئی تو ہونا چاہیے نا آپ کے پاس۔۔۔ جب تک میں "واپس نہیں آجاتی۔۔

بالکل نہیں۔۔ اللہ نے مجھے ہاتھ پاؤں دیے ہیں۔۔ اور حمیزہ کونسا پورا دن" "باہر رہے گی۔۔ ایک بجے تک آجایا کرے گی۔۔

سلمی بیگم نے صاف صاف منع کر دیا تھا۔ وہ ایمان کی پریشانی بھانپ چکی تھیں وہ نہیں چاہتی تھیں کہ اس پر مزید بوجھ پڑے۔

اور ایک بار پھر ایمان واپس جانے کے لیے تیار تھی۔۔ لیکن اس بار وہ مطمئن تھی کہ اسے جلد لوٹ آنا تھا۔۔۔ اور سلمی بیگم کو بھی حوصلہ تھا۔ وہ جان گئی تھی کہ ایمان اب باہری دنیا میں سروائیو کر سکتی تھی۔۔۔ مشکل وقت آکر گزر گیا تھا۔۔۔ سلمی بیگم کو ایمان پر پورا بھروسہ تھا۔

اور پھر دو دن بعد اس کی فلائیٹ تھی۔ وہ اداس تو تھی ہی پر اس کے ساتھ ساتھ وہ جلد لوٹ آنے کی خواہشمند تھی۔۔اور خوش تھی۔۔اور وجہ سلمی بیگم تھیں۔۔اسکی ماں۔۔۔!!

✿••✿••✿••✿

کوئی لمحہ ہو تیرے ساتھ کا
میری عمر بھر کو سمیٹ دے
میں فنا بقا کے سبھی سفر
اسی ایک پل میں گزار دوں

وہ اسے نظر آیا۔۔۔آج دوسری بار۔۔۔۔اس نے اپنے سامنے وقت کو تھمتے پایا تھا۔۔۔وقت کا رک جانا۔۔۔اور ساتھ ہی دل کی دھڑکن کا بھی۔۔۔کیسا ہوتا ہے وہ جان گئی تھی۔

وہ اپنی بیگ لیے باہر آرہا تھا جبکہ ایمان حمیزہ اور سلمی بیگم سے مل کر اندر جا رہی تھی۔۔۔آج اسکی فلائٹ تھی۔۔۔اسکی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں۔۔۔۔ اپنوں کو چھوڑ کر جانے کی آج بھی اتنی ہی تکلیف تھی جتنی پہلی بار ہوئی تھی۔۔۔

اس نے سلمی بیگم کو خود کا خیال رکھنے کا بار بار کہا تھا۔۔۔ حمیزہ کو بھی تلقین کی تھی کہ وہ امی کا خیال رکھے۔۔۔

وہ دونوں اسے جاتے دیکھ رہی تھیں جبکہ ایمان کے قدم ساکت ہو گئے۔۔۔۔۔۔

وہ رک گئی۔۔۔وہ ہوا کے جھونکے کی مانند گزر گیا۔۔ایمان کا دل کیا یہیں سے پلٹ جائے۔۔۔

عبدل۔۔۔" وہ زیر لب بڑبڑائی۔۔پر وہ جا چکا تھا۔اس نے پلٹ کر دیکھا۔۔۔اسے سلمی بیگم اور حمیزہ کھڑی نظر آئیں۔۔۔نم آنکھیں لیے اسی کی جانب تکتی ہوئیں۔۔۔وہ ایک پل تھا۔۔۔اور وہ ایک پل اسے فنا کر گیا تھا۔۔۔وہ اب کہیں نظر نہیں آرہا تھا۔۔اور ایمان نے اپنی نگاہوں کو واپس پھیر لیا۔۔وہ اسے ڈھونڈنا بھی نہیں چاہتی تھی۔۔۔اسے یہ حق نہیں تھا۔ اسے تو جانا تھا واپس۔۔۔وہاں کوئی اس کا منتظر تھا اور یہاں اسکی فیملی اس کے لوٹ آنے کی منتظر تھی۔۔۔اس نے اپنی ہاتھوں کو لرزتے پایا۔۔۔لبوں کی کپکپاہٹ، پلکوں کی نمی۔۔۔

یہ دل بھی کتنا عجیب ہے۔۔ایک پل کے اندر آپکی ہستی کو، آپکی ذات کے اعتماد کو خاک میں ملا دیتا ہے۔اسے سینے کے مقام پر جلن کا احساس ہوا تھا۔۔ پر پھر وہ ان کی طرف ہاتھ ہلا کر خدا حافظ کرتی پلٹ گئی۔۔۔

یہ اس کی دنیا نہیں تھی۔۔اس کا راستہ نہیں تھا۔۔اس کی منزل الگ تھی۔۔ اس نے ہمت کی۔۔۔اس کا دل احتجاج کرنے لگا۔۔اس نے قدم بڑھایا اور دل کو کچلتی آگے بڑھ گئی۔۔۔وہ رک نہیں سکتی تھی۔

✿••✿••✿••✿

اس کا سفر کب کیسے گزرا اسے پتہ ہی نہیں چلا تھا۔۔۔دماغ فریز ہو چکا تھا۔۔۔پر جیسے ہی وہ ایئرپورٹ سے باہر نکلی سامنے ہی ماثیل کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔۔اس نے ماثیل کو نہیں بتایا تھا کہ وہ واپس آرہی تھی۔۔البتہ روز کو بتایا تھا اور روز نے یقیناً ماثیل کے پوچھنے پر اسے بتا دیا تھا۔۔

ایمان کو دیکھ کر وہ بے اختیار اس کی جانب بڑھا۔۔

ویلکم بیک!" اس کے ہاتھ میں پھول تھے جو اس نے ایمان کی جانب بڑھائے۔۔ جب کہ نگاہیں اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں جس کی آنکھیں رونے کے باعث سوجھ چکی تھیں۔۔

شکریہ۔۔" اس نے بے دھیانی میں پھول پکڑ لیے تھے۔"

سفید پھول۔۔ ماثیل نہیں جانتا تھا اسے کونسے پھول پسند تھے۔۔۔ پر وہ سفید لے آیا تھا۔ بھلا ایمان کو سفیدی کے علاوہ اور کیا پسند ہو سکتا تھا؟؟؟

وہ تقریباً اسے ایک مہینے بعد دیکھ رہا تھا۔ وہ پہلے سے کمزور لگ رہی تھی۔۔ شاید اپنی ماں کی وجہ سے۔

ایمان نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا جو پہلے سے اس پر نگاہیں جمائے کھڑا تھا۔۔۔
بالوں کو سلیقے سے جمائے۔۔ سبز زیتون رنگ کی شرٹ اور سیاہ پینٹ پہنے
سیاہ اسنیکرز کے ساتھ وہ بہت فریش لگ رہا تھا۔۔۔ وہ ہینڈسم تھا۔۔
اس میں کوئی کمی نہیں تھی۔۔ پر نا جانے کیوں وہ ایمان کے دل تک نہیں پہنچ
پایا تھا اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود۔۔۔
پہلی بار ایمان نے اسے اتنے غور سے دیکھا تھا۔۔ اسے یقین نہیں ہو رہا تھا وہ
ماثیل دابت ساز ہی نہیں بلکہ ادھم جبیل تھا۔۔ جبیل خاندان کا وارث۔۔۔
ذہانت وراثت میں لے کر پیدا ہوا تھا۔۔ اسکی الجھی نگاہیں ماثیل پر ہی جمی
تھیں جبکہ ذہن کہیں اور اٹکا تھا۔۔۔

آخر وہ اپنوں کو چھوڑ کر یہاں کیا کر رہا تھا۔۔؟؟ کیا وہ جانتا تھا اس کا باپ ''
''اس کے لیے کوئی بھی قیمت دینے کو تیار تھا۔۔؟؟

ماثیل نے جب اسے خود کی جانب یوں تکتے پایا تو اسے تعجب ہوا۔

"آر یو اوکے؟؟" وہ مسکرایا۔۔۔وہ سٹپٹا کر نظریں جھکا گئی۔ پھر گہرا سانس لیتی چلنے لگی۔

"مام کیسی ہیں اب تمہاری؟؟" وہ ساتھ ساتھ چلتے پوچھنے لگا تھا۔

"ٹھیک ہیں الحمداللہ۔۔۔" سلمی بیگم کا مرجھایا چہرہ اسکی آنکھوں کے سامنے ابھرا تو اس کے دل میں ہوک سی اٹھی۔ وہ بیگ کندھے پر ڈالے ایک ہاتھ سے کیری پکڑے چل رہی تھی۔

یہ مجھے دے دو۔۔"ماثیل نے اس سے کیری کا ہینڈل پکڑ لیا۔وہ اسے پھر"

سے دیکھنے لگی۔۔اسے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ جبیل خاندان کا وارث اس پر

دلوں جان سے مرتا تھا۔۔

وہ الجھی ہوئی تھی۔۔بہت بری طرح سے۔۔۔پریشان تھی۔۔۔

تم ٹھیک ہونا۔۔؟؟"وہ اب فکر مندی سے پوچھنے لگا تھا۔۔اسے ایمان"

ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔اس کے ایسے پوچھنے کی دیر تھی کی ایمان کی

آنکھیں لبالب آنسوؤں سے بھر گئیں۔۔اور ماثیل کو اپنا دل رکتا محسوس

ہونے لگا۔

✿••✿••✿••✿

ایمان۔۔۔کیوں رو رہی ہو۔۔؟" وہ آنسوں چھپانے کی ناکام کوشش"
کرتے کرتے رو پڑی۔۔دل نا جانے کیوں اتنا اداس ہو گیا تھا۔۔۔دل کر رہا
تھا سب چھوڑ چھاڑ کر دور بھاگ جائے۔۔۔

ماثیل کی جان پر بن آئی تھی۔۔اس کا دل کیا اپنے قریب کھڑی ایمان کو کہیں
چھپا لے۔۔۔دنیا سے دور لے جائے۔۔اتنی دور جہاں اس ظالم دنیا کے
اصول نہ ہوں۔۔بندشیں نہ ہوں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

لیکن وہ ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رونے لگ گئی۔۔روروتی گئی۔

دیکھو اگر تم چپ نہ ہوئی تو میں تمہیں گلے لگا لوں گا۔۔" وہ جب برداشت"
نہ کر پایا تو اسے بولنا ہی پڑا۔اور یہ خالی دھمکی نہیں تھی۔۔اسے کسی کی پرواہ
نہیں تھی وہ کر سکتا تھا۔۔۔اس کی بات سنتے ہی ایمان جیسے ہوش میں آئی۔۔
اس نے چہرے سے ہاتھ اٹھا کر ماثیل کو دیکھا۔۔

افف۔۔" وہ نظریں پھیر گیا۔۔۔اس نے بے ساختہ سانس لینے کی کوشش کی تھی۔۔پاس کھڑی لڑکی اسے مارنے کا پورا انتظام رکھتی تھی۔ جبکہ ایمان نے اپنے آنسوں صاف کیے۔اسکی بھیگی پلکیں اور سرخ ناک۔۔۔وہ تاب نہ لا پایا تھا۔

ایم سوری۔۔" وہ تیز تیز چلنے لگی۔۔جبکہ ماثیل کے لیا سانس لینا مشکل ہو رہا تھا۔۔

کیوں وہ لڑکی اسے اتنی عزیز ہو گئی تھی۔۔۔

وہ اسکا کیری تھامے کھڑا اسے دور جاتا دیکھ رہا تھا۔۔اور پھر اس نے اپنا رکا سانس بحال کیا اور اس کے پیچھے لپکا۔اسے پل پل رنگ بدلتی ایمان کبھی سمجھ نہیں آئی تھی۔

✿••✿••✿••✿

وہ کافی سالوں بعد اس گھر میں آیا تھا۔۔لاہور کا وہ گھر جہاں اس کے اپنوں کی کافی یادیں جڑی تھیں۔۔اس نے یہاں آنے سے پہلے پاکستان کی ایک بڑی یونیورسٹی سے سیشن کی بات کی تھی۔۔وہ نہ کوئی سکالر تھا نہ موٹیویشنل اسپیکر۔۔وہ صرف نوجوان نسل سے بات کرنا چاہتا تھا۔۔۔کافی مشکلوں کے بعد اسے اجازت مل گئی تھی۔۔۔اس نے بہت سوچ سمجھ کر پہلا قدم یونیورسٹی سے اٹھایا تھا۔۔۔ایجوکیشن سسٹم اور ینگ جنریشن۔۔۔دونوں تباہ حال تھے۔۔اور ایک بار یوتھ تک اس کی بات پہنچ جاتی تو پھر آگے کے معاملات خود بخود ترتیب پا جاتے۔

انتظامیہ کا کہنا تھا آج کی نسل کو کسی قسم کے سیشن میں دلچسپی نہیں ہوتی۔۔اس نے بس ایک گھنٹا مانگا تھا۔کسی نے تو شروعات کرنی ہی تھی نا۔۔کہیں نہ کہیں سے۔۔

تو اس نے اپنے بل پر کوشش شروع کر دی تھی۔۔

دو تین گھر چھوڑ کر سامنے ہی حمدان صاحب کا گھر تھا لیکن وہ وہاں نہیں گیا تھا اور ابھی جانا بھی نہیں چاہتا تھا۔۔اس نے اپنے آنے کی خبر کسی کو نہیں دی۔۔۔

وہ جس مقصد کے لیے آیا تھا اسے اس پر ہی توجہ دینی تھی۔۔اور وہ اس کے لیے ذہنی طور پر تیار تھا۔

✿••✿••✿••✿

ایمان پہلی بار اس کی گاڑی میں بیٹھی تھی۔۔۔شاید اس لیے کہ وہ ذہنی طور پر غیر حاضر تھی۔۔۔وہ وہیں کہیں ایئرپورٹ پر خود کو چھوڑ آئی تھی۔۔۔۔اپنی

ماں اور بہن کی تکتی نگاہوں میں۔۔۔اس ہوا کے جھونکے جیسے شخص کے پہلو میں۔۔۔وہ بھول آئی تھی خود کو۔۔

ماثیل نے اس کا بیگ گاڑی میں رکھا اور اس کے لیے دروازہ کھول دیا۔۔۔وہ غائب دماغی سے بیٹھ گئی۔۔اس نے دوسری جانب بیٹھتے ایمان کو دیکھا۔۔ اسکی آنکھیں بند تھیں وہ سیٹ سے سر ٹکائے بیٹھی۔۔۔اسکی پلکیں بھیگی ہوئی تھیں۔۔ناک سرخ پڑ چکا تھا۔۔

مارچ شروع ہونے والا تھا۔۔ سردی کی شدت پہلے سے کم ہو گئی تھی۔۔ پھر بھی اس کی ناک ذرا سی ٹھنڈ میں یا رونے سے فوراً سرخ ہو جاتی تھی۔۔اس نے گہرا سانس اندر کھینچا اور اسٹرینگ پر ہاتھ رکھتے گاڑی آگے بڑھا دی۔

ایمان کے وجود میں کوئی حرکت نہ ہوئی۔۔ماثیل کو اسے اس حالت میں دیکھنا برا لگ رہا تھا۔۔وہ مضبوط ہی اچھی لگتی تھی۔۔اسے تیکھے جواب دیتی

اور ہراتی ہوئی۔۔ سفر کم ہو رہا تھا اور ماثیل کا دل بھی ڈوب رہا تھا۔۔ کچھ دیر بعد وہ اس کے پاس نہیں ہو گی۔۔۔

ایمان۔۔" بالآخر اس نے پکارا۔"

بولیں سن رہی ہوں۔۔"اس نے آنکھیں کھولیں اور گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ماثیل نے گاڑی کی رفتار آہستہ کر دی تا کہ وہ اس سے بات کر سکے۔

ایم سوری۔۔"اس نے ایمان کی سرخ آنکھوں کو دیکھا۔۔اسے لگا ایمان اسکی وجہ سے رو رہی تھی۔

میں آئندہ کبھی بنا پوچھے تم سے ملنے نہیں آؤں گا۔۔" وہ معذرت کر رہا تھا۔ ایمان نے گہرا سانس لیا اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔۔اب اسے اپنے بے اختیار رونے پر غصہ آ رہا تھا۔

"میں آپکی وجہ سے نہیں روئی۔۔" اس نے ایمانداری سے بتایا۔

"تو پھر۔۔۔؟؟" وہ چونکا۔

"بس حالات کچھ ایسے بن گئے ہیں۔۔امی کو چھوڑ کر آنے کا دل نہیں کر رہا تھا۔۔" وہ اب سامنے دیکھ رہی تھی۔ دماغ کہیں اور الجھا تھا۔

"تم اسٹرونگ ہو۔۔ہمیشہ ایسے ہی رہنا۔۔" وہ ہولے سے مسکرایا۔

میں ہی کیوں ادھم۔۔۔؟؟؟"اس نے عجیب سے لہجے میں پوچھا۔"

نگاہیں اب بھی سامنے جمی تھیں۔ماثیل نے رخ موڑ کر اسے دیکھا۔۔ایمان اسے بہت سنجیدہ نظر آئی۔

مطلب۔۔؟؟؟"وہ سمجھا نہیں۔"

"آپ کو میں ہی کیوں پسند آئی؟؟؟"

یہ تو وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔۔۔اسے کیا بتاتا۔۔کچھ دیر کے لیے گہری خاموشی چھا گئی۔

مجھے جواب چاہیے۔۔"وہ پھر سے بولی۔"

تم وفادار ہو اس لیے۔۔۔"بالآخر وہ بول ہی پڑا۔"

آپ کو ایسا کیوں لگا کہ میں وفا کروں گی۔۔؟؟" الٹا سوال ابھرا۔"

"کیونکہ تم مذہبی ہو۔۔اور مذہبی لڑکیاں دھوکہ نہیں دیتیں۔۔"

اور۔۔۔؟؟" وہ جانے کیا سننا چاہتی تھی۔"

اور یہ بھی کہ مجھے لگتا ہے میں تمہاری زندگی میں آنے والا پہلا لڑکا"
ہوں۔۔آج سے پہلے کسی نے تمہاری زندگی تک اتنی رسائی حاصل نہیں کی
"ہوگی۔۔
اسے یقین تھا۔۔۔اور یہ بات سنتے ہی ایمان اذیت سے آنکھیں میچ گئی۔

اور میں یہی چاہتا ہوں میں پہلا اور آخری رہوں۔۔۔اور اس کے لیے ”

“ میں کچھ بھی کرنے کو تیار ہوں۔۔

ایمان نے رخ موڑ کر اسے دیکھا۔

ہاں کچھ بھی۔۔۔“اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔”

اولڈ ٹاؤن آگیا تھا۔۔ایمان نے گہرا سانس لیا۔

پر میں تمہیں روتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا اور میں زبردستی تمہاری زندگی ”
میں نہیں گھسنا چاہتا۔۔۔اگر تم کہو گی تو میں سب چھوڑ چھاڑ کر دور چلا جاؤں
“گا۔۔بہت دور۔۔۔

ایمان نے حیرت سے اسے دیکھا۔

میں بہت اذیت سے گزر رہا ہوں ایمان۔۔میں شاید مزید نہیں سہہ پاؤں "
گا۔۔"

کیا وہ اتنی جلدی تھک گیا تھا۔۔ایمان جانچتی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔
کیا وہ اس کی وجہ سے اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جا سکتا تھا؟؟وہ الجھن کا شکا
تھا۔۔کیا واقعی وہ سچ کہہ رہا تھا۔
گاڑی رک گئی تھی۔۔۔ایمان نے سامنے دیکھا تو وہ اپنے ہاسٹل پہنچ گئی تھی۔

میں تمہارے جواب کا انتظار کروں گا۔۔۔"وہ اب ایمان کی جانب نہیں "
دیکھ رہا تھا۔۔۔بنا اس کا جواب سنے وہ گاڑی سے اترا اور اس کا کیری ڈگی سے
نکال دیا۔ایمان بھی گاڑی سے اتر آئی تھی۔

تم مجھے اپنانے کی کوشش تو کر سکتی ہو نا؟؟" وہ اب اس کے سامنے کھڑا"
تھا۔۔ایمان کچھ بول نہ پائی۔۔ جیسے الفاظ سلب کر لیے گئے ہوں۔اس نے
خاموشی سے کیری تھام لیا۔پھر ماثیل اسی سنجیدگی سے گاڑی میں بیٹھااور
اسے ریورس کرتے اسے ہواؤں میں اڑاتا واپس لے گیا۔۔
ایمان نے اسے دور تک جاتے دیکھا تھا۔۔اسے اپنے کندھوں میں کھچاؤ
محسوس ہو رہا تھا۔۔وہ سفر سے لوٹی تھی اور اسے شدید نیند آئی تھی۔۔
ناجانے کتنے دن وہ ٹھیک سے سو نہیں پائی تھی۔وہ بیگ سے چابی نکال کر اپنا
کیری تھامتے دروازے کی جانب بڑھ گئی۔

✿••✿••✿••✿

ولیم کی کہانی

اگلے دن دس بجے وہ اپنی مطلوبہ یونیورسٹی پہنچ گیا تھا۔۔وہاں وہ مطلوبہ شخص سے ملا۔۔کچھ دیر اسٹوڈنٹس کو آڈیٹوریم میں اکٹھا کیا گیا۔۔۔اسٹوڈنٹس بے زار تھے۔۔۔کافی تعداد تو آئی ہی نہیں تھی جبکہ کچھ اسٹوڈنٹس صرف اس لیے آگئے تھے کہ کلاس سے بچ سکیں۔

آڈیٹوریم کافی بڑا تھا۔۔وہ ایک جانب بیٹھا اسٹوڈنٹس کو آتے دیکھ رہا تھا۔۔ اس نے جس شخص سے رابطہ کیا یہ سمینار کرنے کے لیے اسے اعلان کرنے کا کہا کہ جو اسٹوڈنٹس آڈیٹوریم میں نہیں آئیں گے انہیں کلاسز لینی ہوں گی۔۔ اور پھر کیا تھا۔۔اعلان کے فوراً بعد آڈیٹوریم تیزی سے بھرنے لگا۔۔۔

وہ چشمہ لگائے بیٹھا تھا۔۔سیاہ فریم والا چشمہ۔۔۔

کچھ دیر بعد اسٹیج پر مائیک وغیرہ سیٹ کر دیا تھا۔۔اسے یہاں سمینار کرنے کی اجازت صرف اس لیے دی گئی تھی کہ وہ لندن سے النور اکیڈمی کا پروفیسر تھا۔۔

پہلے پہل تو یونیورسٹی کی انتظامیہ کو اسے دیکھ کر یقین نہیں آیا۔۔وہ خود ا نہیں ماسٹر ز کا اسٹوڈنٹ لگا تھا۔۔

جب اسٹوڈنٹس بیٹھ گئے تو اسٹیج پر آیا۔۔ڈائزر کھا ہوا تھا اور مائیک اٹیچ تھا۔۔ ایک مائیکروفون اس نے اپنے کان پر جمار کھا تھا جس کا چھوٹا سا مائیک اس کے منہ کے قریب تھا۔۔اس نے ہاتھ میں وہ چھوٹا سا پزل باکس تھام رکھا تھا۔۔

اس نے ایک نظر ہال پر ڈالی۔۔۔فرسٹ ایئر سے لے کر پی ایچ ڈی تک کے اسٹوڈنٹس اور پروفیسرز اس کے سامنے بیٹھے تھے۔اس کے سامنے اسٹوڈنٹس بہت ہی بے زار تھے۔۔۔خاص طور پر لڑکے جو اپنے فون میں گھسے ہوئے تھے۔۔باقی آدھی سے زیادہ عوام خاص طور پر لڑکیاں اسے پرشوق نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں۔۔۔اسکی ڈریسنگ ہی ایسی تھی۔

"یہ کون ہے؟؟"

''کوئی نیا پروفیسر یا پھر ماڈل۔۔؟؟''

''یہ تو بہت ہینڈ سم ہے۔۔''

''لگتا ہی نہیں پاکستانی ہے۔۔''

لڑکیوں کی سرگوشیاں جاری تھیں۔

وہ پینٹ ڈریس میں تھا۔۔ کوٹ اس نے اتار کر رکھا اور شرٹ کے کف فول-ڈ کر لیے۔ سیاہ پینٹ پر سفید شرٹ۔۔۔ سلیقے سے جمے بال۔۔۔اور اس پر عینک سے جھانکتی اس کی چمکدار گہری آنکھیں۔۔

میں اگر بتاؤں کہ میں یہاں کس مقصد کے لیے آیا ہوں تو آپ سب لوگ ''
یہاں سے اٹھ کر چلے جائیں گے۔۔'' بالآخر اس نے بولنا شروع کیا۔
اس کے برٹش لہجے سے پتہ چل گیا تھا کہ وہ واقعی پاکستانی نہیں تھا یا پھر
پاکستان میں نہیں رہتا تھا۔۔

وہ کمیونیکیشن کے اصول جانتا تھا۔۔ یہاں پاکستان میں اگر وہ اردو میں
بات چیت شروع کرتا تو توجہ نہ کھینچ پاتا۔ وہ جانتا تھا پاکستانی عوام کو متاثر
کرنے کے لیے انگلش کافی تھی۔

لڑکیوں کی توجہ وہ صرف اپنی شخصیت سے کھینچ چکا تھا۔ جبکہ لڑکے اب
بھی اپنے فون میں لگے ہوئے تھے۔۔ چند ایک اس کی جانب متوجہ تھے۔

عام الفاظ میں بتاؤں تو میں یہاں صرف آپ لوگو کی سننے آیا ہوں۔۔۔ وہ ''
''تمام باتیں جو آپ کسی سے نہیں کہہ سکتے۔۔
اس نے پزل باکس گھماتے ان پر نظریں جمائے کہا۔۔۔

یہ بات سنتے ہی ہال میں بیٹھے اسٹوڈنٹس ہنسنے لگے تھے۔

"پاگل واگل لگ رہا ہے۔۔"

"پتہ نہیں کہاں سے آگیا ہے۔۔"

"لگتا ہے مارکیٹ میں کوئی نیا موٹیویشنل اسپیکر آیا ہے۔۔"

کافی لڑکے باقاعدہ اپنی جگہوں سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے انکا ارادہ واپس جانے کا تھا۔۔

لڑکیوں نما لڑکے۔۔لمبے بال۔۔ پھٹی ہوئی پینٹیں۔۔گلے میں پڑی چین۔۔پائنچوں سے پینٹ زمین کو چھو رہی تھی۔۔

کچھ لڑکیاں بھی اٹھی تھیں۔۔رنگ برنگے بالوں والی۔۔۔

اس نے اتنا فیشن لندن میں بھی نہیں دیکھا تھا۔۔جتنا یہاں نظر آگیا تھا۔۔

کچھ لڑکیوں کو اس نے عبایا پہنے بیٹھے بھی دیکھا تھا پر ان کی تعداد کم تھی۔۔

کیسا کیسا حسن تھا جو سر عام پھر رہا تھا۔۔۔شلوار قمیص پہننے والی لڑکیاں بال کھولے دوپٹہ گلے میں ڈالے بیٹھی تھیں۔۔نہایت حسین ترین لڑکیاں۔۔۔

میں لندن سے آیا ہوں۔۔میرے دوست نے مجھے چھوڑ دیا تھا پتہ ہے"

"کیوں۔۔کیونکہ اسے مجھ سے محبت ہوگئی تھی جبکہ مجھے نہیں تھی۔۔۔

اس کی نگاہ دو لڑکوں پر پڑی تھی جو ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے واپس جا رہے تھے۔۔اس کا یہ جملہ بولنے کی دیر تھی کہ وہ دونوں رک گئے۔

ارے ہاں وہی محبت جو آج کل لڑکوں میں عام ہے۔۔۔اور لڑکیاں بھی" آپس میں کرتی ہیں۔۔"وہ اب انگلش سے اردو پر اتر آیا تھا تاکہ سب سنیں۔۔

سب سے آگے بیٹھے پروفیسرز کی رو میں چہ میگوئیاں شروع ہوئیں۔۔۔یہ وہ کیسی باتیں کر رہا تھا۔۔؟؟

"میں آپ لوگوں کو اپنی کہانی سناتا ہوں اس کے بعد آپ لوگ بتایئے گا کہ غلطی کس کی تھی۔۔۔میری یا ولیم کی۔۔"

اب کی بار خاموشی چھا گئی۔۔کچھ لڑکے کھڑے رہ گئے۔۔کچھ واپس بیٹھ گئے۔۔۔موضوع ان کی دلچسپی کا تھا۔۔یہاں وہ خود کو ریلیٹ کر سکتے تھے اس لیے بیٹھ گئے۔

"میں کالج میں تھا جب مجھے ولیم ملا۔۔۔ میرا کوئی دوست نہیں تھا۔ میں اپنی کلاس میں سب سے کم عمر لڑکا تھا۔ میں تھوڑا ذہین تھا۔ ولیم میری جانب متوجہ ہوا۔ میں اکیلا بیٹھتا تھا وہ میرے ساتھ بیٹھنے لگا۔ مجھے لگا میں اسے اچھا لگتا ہوں۔۔۔ اور میں واقعی اسے اچھا لگتا تھا۔۔۔ وہ مجھے اپنی گرل فرینڈ بنانا چاہتا تھا۔۔" وہ ہنس دیا۔۔

ہال میں بھی دبی دبی سی ہنسی گونج گئی۔۔۔

کچھ مذہبی لوگ بھی بیٹھے تھے جنھوں نے استغفار کہا۔۔

"کیسے کیسے لوگوں کو بلا لیتے ہو۔۔" ایچ او ڈی غصے میں تھا۔ وہ اب انتظامیہ کو گھور کر دیکھ رہا تھا۔

"میں جانتا ہوں یہ بات کچھ لوگوں کے لیے بری بات ہے۔۔۔ بے حیائی کی بات ہے۔۔ جبکہ کچھ کے لیے نارمل ہے۔۔۔ ان لوگوں کے لیے جنہیں

لگتا ہے یہ کوئی جرم تو نہیں ہے اگر آپ سیم جینڈر سے محبت کرتے ہیں۔۔۔"

وہ سیچویشن بھانپ چکا تھا۔۔۔اس لیے فوراً بولا۔

پھر کیا ہوا۔۔؟؟"اچانک ہال میں سے کسی نے پوچھا۔۔۔وہ ہولے سے مسکرا دیا۔

"ولیم نے مجھے بلایا اور پرپوز کیا۔۔"

ہال میں خاموشی چھا گئی۔۔۔اس کی نظریں اب پزل باکس پر جمی تھیں جبکہ تصور میں ماضی کا واقعہ کسی فلم کی طرح چل رہا تھا۔

کیا آپ دونوں اب ساتھ ہیں۔۔؟؟"اسٹوڈنٹس اب کنیکٹ ہو گئے تھے۔

"نہیں۔۔۔"اس نے نظریں اٹھائیں۔۔۔

"کیوں۔۔۔؟؟"وہ جاننے کو بے چین تھے۔۔پہلی بار کسی نے اتنی ہمت کی تھی کہ ڈائز پر کھڑے ہو کر اتنی عوام کے سامنے اپنی حقیقت بیان کر سکے۔

"کیونکہ میں مسلمان ہوں۔۔۔میں نے ولیم کو رجیکٹ کر دیا۔۔میں اس وقت نہیں جان پایا کہ اس کے ذہن میں کیا چل رہا تھا۔۔"
یہ بات سننے کی دیر تھی کہ کچھ اسٹوڈنس برہم ہو گئے۔کچھ نے باقاعدہ انگلش میں گالی تھی۔

"مسلم۔۔۔ مسلم۔۔ مسلم۔۔۔مجھے نفرت ہے اس ل-فظ سے بھی۔۔۔یہ
اسلام ہمیں کبھی چین و سکون سے جینے نہیں دے گا۔۔"

ایک لڑکا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔اس کے لہجے میں نفرت کے سواء کچھ نہیں تھا۔

"آگے کی کہانی بھی سن لو۔۔۔" بالآخر اسے بولنا پڑا۔

انتظامیہ اب ایچ او ڈی کو بتا رہی تھی کہ اسٹیج پر کھڑا لڑکا بہت قابل تھا۔۔وہ
یقیناً کچھ اچھا ہی کرنے آیا تھا۔

"میں نے ولیم کو اس لیے انکار نہیں کیا کہ میں مسلمان تھا۔۔بلکہ اس لیے کیا
کیونکہ مجھے لڑکوں میں دلچسپی نہیں تھی۔۔اینڈ آئی تھنک یہ حق سب کو
حاصل ہے کہ وہ اپنی مرضی سے ریلشن شپ بنا سکیں۔۔رائٹ بلو

شرٹ۔۔۔‘‘اس نے اسی لڑکے کو متوجہ کیا جو کچھ دیر پہلے اپنے غصے کا اظہار کر رہا تھا۔۔اور یہ ان دو لڑکوں میں سے ایک تھا جنہوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ تھام رکھے تھے۔۔۔

سب کی نظریں اب اس لڑکے پر جمی تھیں۔۔۔

واٹس یور نیم۔۔؟؟‘‘اس نے لڑکے سے پوچھا۔۔لڑکے کو مائیک دیا" گیا۔۔وہ پھر سے کھڑا ہو گیا۔۔پہلے اس کی آواز پیچھے بیٹھی عوام تک نہیں جا رہی تھی۔

زوبی۔۔۔‘‘لڑکے نے مائیک میں جواب دیا۔۔"

اوکے زوبی۔۔۔آئی نو یو آر انٹرسٹڈ ان بوائز۔۔۔تم کیا کرو گے جب ایک" ‘‘لڑکی تمہیں آ کر پرپوز کرے گی۔۔؟؟

اس کی بات سنتے ہی زوبی کا چہرہ فق ہو گیا۔۔۔۔ وہ کیسے جان گیا تھا؟؟ کیا اس نے چشمے کی جگہ ٹیلی سکوپ لگا رکھی تھی جو انسان کو اندر تک پڑھ سکتی تھی۔۔۔؟؟

وہ سٹپٹا کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔۔۔ سب کی نظریں اس پر ہی جمی تھیں۔ پھر اس نے ہمت کی۔۔ صرف اس لیے کہ لوگ اسے ڈرپوک نہ سمجھیں۔

میں اسے رجیکٹ کر سکتا ہوں۔۔۔ اٹس مائے چوائس۔۔" وہ کانپتی آواز" میں بولا۔

"بالکل۔۔۔ میں نے بھی انکار کیا تھا۔۔ بٹ یو نو واٹ کیا ہوا۔۔۔؟؟"
اس نے تجسس پیدا کیا۔۔۔ سب اسے دم سادھے سن رہے تھے۔

ایک رات ولیم نے مجھے کڈنیپ کر لیا۔۔۔اور اس نے یہ سب کیا۔۔۔اس" نے مجھے جلایا۔۔تاکہ میں ڈر کر اسے ہاں کر سکوں۔۔۔"اس شرٹ کا پہلا بٹن کھول کر رکھا اور اب اس نے شرٹ کو تھوڑا سا کھسکا کر دکھایا۔۔۔بائیں جانب سینے پر جلنے کا نشان تھا۔۔

ہال میں بیٹھی عوام کو سانپ سونگھ گیا۔۔۔موت جیسی خاموشی چھا گئی۔

کیا لندن میں بھی شدت پسند لوگ پائے جاتے ہیں؟؟"زوبی کا سوال" ابھرا۔۔

"ہر جگہ ہیں۔۔۔ہر شہر ہر ملک میں۔۔۔"

اب آپ لوگ بتائیں ولیم نے ایسا کیوں کیا۔۔کیا ولیم ٹھیک تھا یا غلط۔۔؟؟" "کیا محبت میں یہ سب جائز ہے۔۔۔؟؟؟

اس نے ان پزل باکس کو ڈائز کے پیچھے دھرے چھوٹے سے میز پر رکھا اور پانی کی بوتل اٹھائی۔۔۔اور پھر میز پر بیٹھ کر پانی پینے لگا۔

ہال میں سرگوشیوں کا شور اٹھا۔۔

کوئی ولیم کو شدت پسند کہہ رہا تھا۔۔

کوئی اسے غلط کہہ رہا تھا۔۔

کوئی کہہ رہا تھا وہ ٹھیک تھا۔۔

کوئی کہہ رہا تھا کہ اس نے یہ سب محبت میں کیا۔۔

جتنے منہ اتنی باتیں۔۔۔سب کا جواب الگ تھا۔۔۔وہ پانی پینے تک انہیں دیکھتا رہا۔۔اور پھر اٹھ کر درمیان میں آگیا۔

کون کہتا ہے کہ ولیم نے ٹھیک کیا۔۔؟؟"اس نے سوال پوچھا۔۔ڈسکشن" ایسی تھی کہ اب اسٹوڈنٹس آہستہ آہستہ اپنے خول سے باہر نکل رہے تھے۔

ہال میں سے ایک ہاتھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔اس نے مائیک پکڑانے کا اشارہ کیا۔۔

اس لڑکے کو مائیک دے دیا گیا۔

"آئی تھنک ولیم کی غلطی نہیں ہے۔۔۔انسان محبت میں اندھا ہو جاتا ہے۔۔۔وہ اپنی محبت پانے کی پوری کوشش کرتا ہے۔۔شاید وہ انجانے میں یہ سب کر گیا ہو۔۔"

اس نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔

"نام کیا ہے آپکا۔۔؟؟"اس نے سوال پوچھا۔

"دانش۔۔۔"لڑکے نے نام بتایا۔

دانش آر یو مسلم۔۔؟؟" ایک اور سوال ابھرا۔"
لڑکا خاموش ہو گیا۔۔۔ وہ کشمکش میں پڑھ گیا تھا۔

"ڈونٹ وری ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ مذہب سب کا ذاتی معاملہ ہے یونو۔۔۔" وہ ہنسا۔۔۔ طنزیہ ہنسی۔ فنا کر دینے والی۔۔ باندھ لینے والی۔۔

"میں بالکل جج نہیں کروں گا اور اس سمینار کی ریکارڈنگ بھی نہیں ہو رہی اس لی آپ کے پیرنٹس تک یہ بات نہیں جائے گی۔۔"
اس نے پورا یقین دلایا۔

"میں مسلمان ہو۔۔۔ مسلمان گھرانے میں پیدا ہوا ہوں۔۔۔ پر مجھے اسلام نہیں پسند۔۔۔ آئی ہیٹ اٹ ناؤ۔۔۔"

جانے میں لڑکے میں اتنی ہمت کہاں سے آئی تھی۔۔۔پر وہ جھجھکتے ہوئے بھی سچ بول گیا تھا۔

وائے۔۔؟؟وائے یو ہیٹ اسلام۔۔؟؟" وہ اب پوری توجہ سے دانش کو" سن رہا تھا۔

اس میں کچھ بھی اٹریکٹو نہیں ہے۔۔ذرا سا بھی نہیں۔۔۔بس نماز قرآن" کے علاوہ کچھ ہے ہی نہیں ہے۔۔۔ نماز نہ پڑھنے پر بس یہی سننے کو ملتا تھا کہ "جہنم میں جاؤ گے۔۔ جلا دیے جاؤ گے۔۔۔وغیرہ وغیرہ۔۔۔
وہ تپا ہوا تھا۔۔۔اس کی بات سن کر اسٹیج پر کھڑا وہ لڑکا جو کسی ساحر سے کم نہیں تھا ہولے سے مسکرا دیا۔

دانش کیا یہ تھوڑا عجیب نہیں ہے کہ تمہارے انکار کرنے پر اللہ تمہیں ''
جلانے کا کہتا ہے اور اس لیے تمہیں اس سے نفرت ہے۔۔۔ کیونکہ تم آزاد
ہو انکار کا حق رکھتے ہو۔۔۔ پھر بھی تمہیں جلایا جائے تو یہ غلط ہے نا۔۔۔ میں
سمجھ گیا۔۔۔

پرٹیل می ون تھنگ۔۔۔۔ میرے انکار کرنے پر ولیم نے مجھے جلایا۔۔۔

بیشک وہ یہ سب کرنے کے بعد رو پڑا اور اس نے مجھ سے معافی بھی
مانگی۔۔۔ پر اس نے جلایا نا مجھے۔۔ تکلیف تو دی۔۔ پھر بھی وہ تمہاری نظروں
میں ٹھیک کیسے ہو گیا۔۔۔ ؟؟؟ مجھے ایکسپلینشن چاہیے۔۔۔ ؟؟''

اور چہرے دھواں دھواں کیسے ہوتے ہیں یہ کوئی اب دیکھتا۔۔۔۔ کسی نے
سوچا بھی نہیں تھا کہ ایسا ہو گا۔۔۔۔ اس نے کہاں سے پکڑا تھا۔۔

خاموشی اور گہری خاموشی۔۔۔۔ پورے ہال میں بس دھواں سا بھر گیا تھا۔

✿••✿••✿••✿

پوری رات وہ بس خاموشی سے سوچتی رہی۔۔۔روزا سے ملنے کے بعد جا چکی تھی۔۔۔رات کو لیٹ واپس آتی تھی۔جبکہ ایمان اب تک حشام جبیل کی باتوں میں الجھی تھی۔وہ اس کنڈیشن میں نہیں تھی کہ اسے انکار کرتی اور اقرار کرنا تو جان جانے جیسا تھا۔

دوبارہ حشام جبیل نے اسے رابطہ نہیں کیا۔شاید وہ اس کے جواب کا منتظر تھا۔

ایمان نے جانے سے پہلے جاب کے لیے اپلائے کیا تھا۔۔اور آج اسے انٹرویو کا میسج آیا تھا۔۔وہ آج تو جا نہیں سکی البتہ صبح اسے بلایا گیا تھا۔۔صبح اسے یونیورسٹی بھی جانا تھا اور انٹرویو دینے بھی۔۔اب تو اس کا جاب کرنا اور ضروری ہو گیا تھا۔۔اب اسے گھر والوں کا خرچہ اٹھانا تھا۔۔

وہ اسی کشمکش میں سو گئی۔۔صبح اٹھی تو سر بھاری بھاری تھا۔۔اسے اپنا وجود مزید تھکا ہوا محسوس ہوا۔۔

یوں لگا جیسے وہ سوئی ہی نہیں تھی بلکہ پوری رات کام کرتی رہی تھی۔۔اس کے پورے جسم میں درد تھا جسے نظر انداز کرتی وہ سب سے پہلے یونیورسٹی گئی۔۔وہاں اپنے پروفیسر سے ملی۔۔انہوں نے اسے پروجیکٹ کی تیاری کرنے کا کہا تھا۔

"آپکا کام اچھا ہے۔۔اس پر مزید محنت کریں۔۔اگر آپ کا ریسرچ ورک پبلش ہو گیا تو آپ کو ایم فل میں سکالرشپ مل سکتی ہے۔۔۔"پروفیسر نے اسے خوش کر دیا۔۔

اس نے محنت کی تھی۔۔اور اسے یقین تھا محنت کا پھل مل ہی جاتا ہے۔اب اسے اپنی پریزنٹیشن تیار کرنی تھی۔۔

اسکا تین بجے انٹرویو تھا۔۔ایک بجنے والا تھا۔۔اسے بھوک بھی لگی تھی۔۔

اس نے ایک سینڈوچ اور جوس لیا اور جلدی سے یونیورسٹی سے نکل آئی۔۔

فائل اس کے پاس ہی تھی۔۔۔وہ اب انٹرویو دینے جا رہی تھی۔۔

ٹرین میں بیٹھ کر اس نے سینڈوچ کھایا اور انٹرویو کی تیاری کرنے لگی۔۔

ماثیل کے میسجز کو اس نے ن-ظر انداز ہی کیا تھا۔اس کا انٹرویو زیادہ ضروری تھا۔۔

وہ جس کمپنی میں انٹرویو دینے آئی تھی یہ کمپنی سروسز دیتی تھی۔۔ کمپنی کے دو مالک تھے۔۔ایک سی ای او پاکستان سے تھا۔۔اور اس کا انٹرویو بھی انہوں نے ہی لینا تھا۔۔

اسٹڈی کے علاوہ کیا کرتی ہیں؟؟" اس سے آخری سوال پوچھا گیا۔"

”رائٹر ہوں۔۔۔کالمز لکھتی ہوں۔۔“اس نے پورے اعتماد سے جواب دیا۔

”کوئی پبلش بھی ہوا ہے کیا؟؟“اگلا سوال ابھرا۔۔ایمان کی نظریں بار بار بھٹک کر سامنے میز پر پڑے اس میگزین پر جا رہی تھیں جو کھلا ہوا تھااور اس صفحے پر اس کا کالم تھا۔۔وہ ہولے سے مسکرا دی اور میگزین کی جانب اشارہ کیا۔۔

”واٹ۔۔۔؟؟“سامنے بیٹھے شخص نے پوچھا۔

”یہ جو کالم آپ میرے آنے سے پہلے پڑھ رہے تھے یا میں نے ہی لکھا ہے۔۔“

سیریسلی۔۔؟؟"اس نے حیرت سے پہلے ایمان اور پھر میگزین کو"
دیکھا۔۔۔یہ ویلنسیا کا مشہور میگزین تھا۔۔اور وہ شخص ایمان بنت عبداللہ
نامی رائٹر کا ہر کالم پڑھتا تھا۔پر اسے اندازہ نہیں تھا کہ رائٹر اتنی کم عمر ہوگی۔

"پر یہ تو ایمان بنت عبداللہ کا ہے۔۔"

ام ایمان۔۔۔فادر نیم عبداللہ شہاب۔۔۔ قلمی نام ایمان بنت عبداللہ۔۔"
"سر یہ میں ہی ہوں۔۔
وہ ہولے سے مسکرائی تو سامنے بیٹھا شخص کافی متاثر نظر آیا۔۔وہ پچاس
پچپن سالا شخص تھا جو پہلے ہی ایمان کو سلیکٹ کرچکا تھا پر یہ بات جان کر وہ
اب کافی متاثر نظر آرہا تھا۔۔
گو کہ سیلری پیکج بہت زیادہ نہیں تھا پر ایمان یہ جاب کرنے کے لیے تیار
تھی۔

✿••✿••✿••✿

اس نے سب سے پہلے یہ خبر سلمی بیگم کو دی تھی۔اور اسے یونیورسٹی کا بھی بتایا تھا کہ اگر ریسرچ ورک پبلش ہو جاتا تو اسے مزید سکالرشپ مل جاتی۔۔۔وہ اب خوش تھی۔۔اسے لگا تھا سب ٹھیک ہو جائے گا۔باہر موسم ابر آلود تھا۔۔اس نے نوڈلز بنائے اور سلمی بیگم کو فون ملا لیا۔اس کا باہر جانے کا ارادہ نہیں تھا۔

"جب تک میرا رزلٹ نہیں آجاتا میں ادھر جاب کروں گی اور پھر واپس آجاؤں گی۔۔اس کے بعد اگر مجھے سکالرشپ ملتی ہے تو پھر میں سال بعد بھی جوائن کر سکتی ہوں۔۔"وہ سلمی بیگم کو بتا رہی تھی۔سلمی بیگم خوش تھیں۔۔۔وہ تو دن رات ایمان کی کامیابی کی دعائیں مانگتی تھیں۔۔

وہ سلمی بیگم سے ہی بات کر رہی تھی جب اسے کسی اور کا فون آنے لگا۔ اس نمبر دیکھا تو یہ مارتھا تھی۔۔ماثیل کی اسسٹنٹ۔۔اس نے کبھی کبھار کام کے لیے ہی ایمان کو فون کیا تھا۔۔۔پر رات کے اس وقت۔۔۔؟؟اور کیوں۔۔؟؟وہ تھوڑا حیران ہوئی۔اس نے سلمی بیگم کو خدا حافظ کہا اور مارتھا کا فون اٹھایا۔

"صرف۔۔ مسٹر ماثیل۔۔۔ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر۔۔ وہ جا رہے ہیں
تمہاری وجہ۔۔۔"
مارتھا کی آواز نے اس کے پیروں تلے زمین کھینچ لی تھی۔

ماثیل کی حالت ٹھیک نہیں تھی۔۔وہ ایمان کو خود سے دور نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔اس نے کہا تھا وہ چلا جائے گا۔۔
اور وہ جا رہا تھا۔۔۔پتہ نہیں کہاں سب چھوڑ چھاڑ کر۔۔۔

ایمان جہاں بیٹھی تھی ساکت رہ گئی۔۔۔اسے اپنا دماغ جمتا محسوس ہوا۔مارتھا فون بند کر چکی تھی۔

اگر وہ آپکی وجہ سے چلا گیا اور پھر کبھی نہ ملا تو قصور کس کا ہو گا۔۔؟؟"

اسے میسج ملا تھا۔۔ان جان نمبر سے۔۔ میسج کرنے والا کون تھا وہ جان گئی تھی۔۔۔وہ تیزی سے اٹھی۔۔۔اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔اس نے جوتے پہنے اور سکارف اٹھایا۔اسے پہلے ہی بخار تھا۔۔اور اب اچانک اس خبر سے وہ گھوم گئی تھی۔

اب وہ ماثیل کا نمبر ملا رہی تھی جو بند جا رہا تھا۔۔وہ ایئرپورٹ کی جانب نکل چکا تھا۔۔مارتھا نے اس کے جانے کے بعد فون کیا تھا۔

اس نے جلدی سے رائیڈ کروائی اور اس کے پیچھے جانے لگی۔

وہ نہیں چاہتی تھی کوئی اس کی وجہ سے اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر چلا جائے۔۔وہ خود کو کیسے معاف کر پاتی۔۔؟؟

ادھم پلیز مت جائیں۔۔۔"اس نے میسج کیا تھا۔۔پر شاید ماثیل کا فون ہی" بند تھا۔۔وہ اسے بنا بتائے کیسے جا سکتا تھا۔۔؟؟
اسے یاد آیا اس نے ماثیل کے سارے میسجز اگنور کر دیے تھے۔۔وہ جلدی جلدی میسج دیکھنے لگی۔۔گاڑی کے ونڈ گلاس پر بہتی ہلکی ہلکی بارش کی بوندیں اداسی کا پیغام دے رہی تھیں۔۔ایمان کو اس وقت بہت برا لگ رہا تھا۔

"میرا وجود یہ سب برداشت نہیں کر پا رہا ایمان۔۔"
اس کا آخری میسج تھا۔۔اور ایمان نے اب دیکھا تھا۔۔جب وہ ایئرپورٹ پر پہنچی بارش تیز ہو چکی تھی۔۔۔

اس نے مارتھا کو فون کیا۔۔اسکی فلائٹ ٹیک آف کرنے والی تھی۔۔بس پانچ منٹ باقی تھے۔۔۔وہ اسے ایئرپورٹ پر ڈھونڈ رہی تھی اور پھر وہ اسے نظر آگیا۔۔

وہ جا رہا تھا۔۔

ادھم۔۔۔"اس نے اونچی آواز میں پکارہ۔"

لوگوں نے اسے دیکھا جو بارش میں بھیگنے کے بعد اب ٹھنڈ سے کانپنے لگی تھی۔۔بارش کی وجہ سے سردی بڑھ گئی تھی۔۔اوپر سے ٹھنڈی ہوائیں۔۔۔اور رات کے وقت درجہ حرارت ویسے ہی گر جاتا تھا۔

آواز سن کر وہ رکا۔۔۔اسے اس نام سے پکارنے والی پورے ویلنسیا میں صرف ایک ہی تھی۔۔۔ماثیل کو یقین نہ ہوا۔۔وہ پلٹا نہیں۔۔۔ پھر سے چلنے لگا۔۔اسے لگا یہ ایک وہم تھا۔۔

وہ بھلا کب آنے والی تھی۔۔۔؟؟

"ادھم پلیز رک جائیں۔۔"اور اس بار وہ جھٹکے سے پلٹا۔۔۔سامنے ہی دشمن جان کھڑی تھی۔۔وہ باہر اسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے بھیگ گئی تھی۔

وہ کھڑا رہا۔۔بت بن کر۔۔۔اسے یقین نہ آیا۔۔ایمان لرزتے قدموں سے اس کی جانب بڑھی۔وہ اپنا اور اس کا فاصلہ کم کرتی اس تک پہنچی۔۔۔یہ صرف وہ جانتی تھی یہ فاصلہ اس نے کیسے طے کیا تھا۔۔وہ جانتی تھی وہ اب جو کرنے جا رہی تھی اس سے اسکی شناخت ہمیشہ کے لیے ختم ہو جاتی۔۔۔وہ خود کو کھونے جا رہی تھی۔اندھیروں کی دنیا میں۔۔

کہاں جارہے ہیں آپ؟؟"اس نے سوال کیا۔۔ماثیل کی نظریں اس کے"
چہرے پر جمی تھیں۔۔اس کے ہونٹ نیلے پڑ چکے تھے۔اسکا وجود لرز رہا تھا۔۔وجہ ٹھنڈ تھی یا کچھ اور وہ نہیں جانتا تھا۔۔

تمہارے سحر سے بہت دور۔۔"وہ خود پر قابو پاتے بولا۔"

دور جانے سے کیا یہ سحر ختم ہو جائے گا۔۔؟؟"ایمان نے الٹا سوال کیا۔وہ"
اسے ہی دیکھ رہا تھا۔پر بولا کچھ نہیں۔۔
وہ جانتا تھا وہ اس سحر سے نہیں نکل سکتا تھا۔

میری وجہ سے اپنا سب کچھ چھوڑ کر کیوں جارہے ہیں وہ بھی مجھے بنا"
"بتائے۔۔

تمہارے نزدیک میری کوئی اہمیت ہوتی تو اسکی نوبت نہ آتی۔۔میں نہیں"
دیکھ سکتا تمہیں خود سے دور۔۔کسی اور کا ہوتے۔۔۔" وہ تڑپ اٹھا۔

"میں تو اپنی بھی نہیں ہوں۔۔۔کسی اور کی کیسے ہوں گی۔۔؟؟"

ایک بار میری بننے کی کوشش تو کرتی۔۔"اس نے شکوہ کیا۔"

پلیز مت جائیں۔۔میں خود کو کبھی معاف نہیں کر پاؤں گی۔۔"اسکی بات"
سن کر وہ ہنس دیا۔۔استہزائیہ ہنسی۔۔خود کا مزاق اڑاتی ہوئی۔اس نے
بے اختیار چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

"کتنی ظالم ہو نا۔۔ابھی بھی صرف خود کا خیال ہے۔۔"
وہ پلٹ گیا۔۔اور ایمان کو اپنا دل رکتا محسوس ہوا۔۔

ظلم تو وہ کر رہا تھا۔۔وہ کیسے بتاتی اسے۔

پلیز رک جائیں۔۔"ایمان نے اس کا بیگ پکڑ لیا۔"

کس کے لیے۔۔اور کیوں۔۔؟؟"وہ رک گیا پر پلٹا نہیں۔۔۔دل ابھی تک جل رہا تھا۔

میرے لیے۔۔۔"اس کے لبوں سے آزاد ہوئے لفظوں نے ماثیل کے قدموں میں زنجیر ڈالی۔۔اس بار وہ پلٹا۔۔اس نے بے یقینی سے ایمان کو دیکھا۔۔

اسکی رنگت پھیکی پڑ چکی تھی۔۔اس کا وجود جانے کس طوفان کی زد میں تھا۔

پھر سے کہو۔۔"وہ اسکے قریب ہوا۔"

"ایمان" پلیز میرے لیے رک جائیں۔۔میں آپ کی محبت کو اپناتی ہوں۔۔

کو لگا اسکا وجود کسی اٹھا کر جہنم میں پھینک دیا گیا ہو۔۔اسکی پلکیں پھر سے بھیگنے لگیں۔

جبکہ ماثیل کے جلتے وجود کو اس نے دوزخ سے نکال لیا تھا۔۔ماثیل کو لگا کسی نے اس کے سارے زخموں پر مرہم رکھ دیے ہوں۔۔۔اس کی اذیتیں ختم ہو گئی ہوں۔۔جیسے اس بھٹکتے انسان کو پناہ مل گئی ہو۔۔!!

"سوچ لو ایمان۔۔اب تم پیچھے نہیں ہٹ سکتی۔۔مجھ سے انکاری ہوئی تو میں تمہاری جان لے لوں گا۔۔"

وہ مزید قریب ہوا۔۔اور ایمان کو لگا وہ سانس نہیں لے پائے گی۔

جبکہ وہ صرف سر ہلا پائی۔۔۔اس نے کچھ بولنا چاہا پر وہ نہیں بول پائی۔۔ماثیل نے اپنی جیکٹ اتار کر اس کے کندھوں پر ڈالی۔۔اور اس سے

پہلے کہ ماثیل اسے چھوتا یا اسکا ہاتھ تھامتا وہ اپنے وجود کو نہ سنبھال پائی اور لڑکھڑاتے گر گئی۔۔

اگر وہ نہ تھامتا تو اس کا سر بری طرح زمین پر لگنا تھا۔

ایمان۔۔ایمان۔۔۔"وہ اسے پکار رہا تھا جبکہ ایمان کا ذہن"
اندھیروں کی میں ڈوبتا چلا گیا۔

✿••✿••✿••✿

وہ بے چینی سے ٹہل رہا تھا جبکہ ایمان ابھی تک غنودگی کے اثر میں تھی۔۔
اسکا بخار پہلے سے کم تھا پر وہ اتنی گہری نیند میں تھی جیسے برسوں سوئی نہ ہو۔
وہ ایک دو بار کمرے میں آیا پر پھر واپس چلا گیا۔۔۔یقیناً ایمان حواس میں ہوتی تو کبھی نہ چاہتی ماثیل اسے یوں سوتے ہوئے دیکھے۔۔وہ اسے دیکھ رہا

تھا۔۔ کبھی گلاس ونڈو سے جس کا پردہ تھوڑا سا سرکا رکھا تھا تو کبھی جھانک کر دروازے سے۔۔۔

وہ آج خوش تھا۔۔بے انتہا خوش۔۔پر ایمان کی بگڑتی طبیعت نے اسے پوری طرح خوش نہیں ہونے دیا۔۔

"کاش تم اتنی مذہبی نہ ہوتی ایمان کہ کسی غیر کی محبت اپناتے وقت تمہیں بے ہوش ہونا پڑے۔۔"

وہ اسے دیکھتے سوچ رہا تھا۔ وہ کب سے دروازے کے باہر چکر لگا رہا تھا۔۔اس وقت اسے کچھ سمجھ نہ آیا تو وہ اسے سیدھا اپنے گھر لے آیا تھا۔۔ڈاکٹر اس کے آنے تک پہنچ چکا تھا۔۔وہ کافی اسٹریس میں تھی اور اوپر سے بخار اور نا جانے کونسا شاک تھا جسے وہ سہہ نہ پائی تھی۔

مارتھا وہیں تھی۔۔۔ماثیل کے کہنے پر وہ بار بار ایمان کو چھو کر اسکا بخار چیک کر رہی تھی۔۔اور جب مارتھا نے اس کے تپتے جسم کو پر سکون ہوتے دیکھا تو ماثیل کو بتایا۔۔اسے سکون کا سانس آیا تھا۔

اٹھ جاؤ ایمان۔۔مجھے بہت ساری باتیں کرنی ہیں۔۔"وہ اب دروازہ" کھولے بڑبڑا رہا تھا۔پر وہ نہ اٹھی۔

پھر وہ گہرا سانس لیتا دروازہ بند کر کے واپس لاؤنج میں آگیا۔۔مارتھا اس کے کہنے پر وہیں رکی ہوئی تھی۔۔ باہر بارش ابھی تک برس رہی تھی جبکہ رات جیسے رک گئی تھی۔۔وہ بے چین تھا۔۔وہ اسے ہوش میں دیکھنا چاہتا تھا۔۔ اسے سننا چاہتا تھا۔۔اپنی سنانا چاہتا تھا۔۔اس کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔

✿••✿••✿••✿

دانش کیا یہ تھوڑا عجیب نہیں ہے کہ تمہارے انکار کرنے پر اللہ تمہیں"
جلانے کا کہتا ہے اور اس لیے تمہیں اس سے نفرت ہے۔۔۔ کیونکہ تم آزاد
ہو انکار کا حق رکھتے ہو۔۔۔ پھر بھی تمہیں جلایا جائے تو یہ غلط ہے نا۔۔۔ میں
سمجھ گیا۔۔۔

پر ٹیل می ون تھنگ۔۔۔۔ میرے انکار کرنے پر ولیم نے مجھے جلایا۔۔۔
بیشک وہ یہ سب کرنے کے بعد رو پڑا اور اس نے مجھ سے معافی بھی
مانگی۔۔۔ پر اس نے جلایا نا مجھے۔۔ تکلیف تو دی۔۔ پھر بھی وہ تمہاری نظروں
"میں ٹھیک کیسے ہو گیا۔۔۔؟؟؟ مجھے ایکسپلینشن چاہیے۔۔۔؟؟
وہ جواب سننا چاہتا تھا کہ آسانی سے اسٹوڈنٹس کے مائنڈ سیٹ تک پہنچ
جائے۔

اگر کوئی ہمیں تکلیف دینے کے بعد معافی مانگ لے تو ہمیں معاف کر دینا''
''چاہیے۔۔
دانش کو کچھ سمجھ نہ آیا تو اس نے جواب دیا۔

خدا بھی تو ہمیں جنت میں بھیج دیتا ہے جب ہم اپنی سزا بھگت لیتے''
ہیں۔۔۔پھر ہم کیوں اسے قبول نہیں کر پاتے۔۔۔؟؟''وہ اب پر سکون
انداز میں پوچھ رہا ہے۔

میرا ایک سوال ہے۔۔''اس سے پہلے کوئی کچھ بولتا ایک لڑکا کھڑا ہوا''
تھا۔۔اسے مائیک دیا گیا۔

کیوں نہیں۔۔۔۔؟؟''وہ متوجہ ہوا۔''

آپ نے کہا۔۔ بلکہ سب کہتے ہیں کہ خدا جو ہے وہ انصاف کرتا ہے اور وہ لوگوں کو ان کے اعمال کے بدلے جنت یا جہنم میں بھیجتا ہے۔۔ میں اس ذات ریقین نہیں رکھتا۔۔۔ وہ جو بھی ذات ہے میں جاننا چاہتا ہوں کہ وہ کیسے اپنی خدائی میں لوگوں کو جج کر کے انہیں جنت یا جہنم بھیج سکتا ہے؟؟ اس کو یہ حق کس نے دیا۔۔؟؟"

وہ بہت کنفیوز تھا۔۔ الجھا ہوا۔۔ جھنجھلایا ہوا۔

اس نے توجہ سے لڑکے کی بات سنی۔۔ پھر وہ ہولے سے مسکرایا۔

"وہ سب بولیں جو آپ کے ذہن میں چل رہا ہے۔۔ میں سب سننا چاہتا ہوں۔۔" وہ سنجیدہ تھا۔

"کہتے ہیں خدا ہمیشہ سے ہے۔۔ وہ خدا ہے۔۔ وہ کچھ کر کے خدا نہیں بنا۔۔ اسے خدا ہونے کی پاور جہاں سے بھی ملی مجھے اس سے فرق نہیں پڑتا۔۔ لیکن

یہ بات مجھے غصہ دلاتی ہے کہ وہ خدا اپنی پاورز کے غرور میں ہم جیسے انسانوں کو بناتا ہے اپنی عبادت کے لیے اور پھر ہمارے انکار کرنے وہ ہمیں سزا دیتا ہے۔۔ ہم سے بدلے لیتا ہے۔۔ آخر کیوں۔۔۔؟؟ اسے کس نے حق دیا۔۔۔؟؟ مجھے جواب چاہیے۔۔"

اس کی آواز شدت جذبات سے کانپ اٹھی تھی۔۔۔ وہ کافی تپا ہوا لگ رہا تھا۔۔

اور پھر اللہ کہتا ہے جو الجھ جاتے ہیں بھٹک جاتے ہیں بھٹکے ہوئے رہنا چاہتے ہیں میں انہیں بھٹکائے رکھتا ہوں۔ الجھنوں کے بیابان میں۔۔۔ میں انہیں الجھائے رکھتا ہوں۔

"آپ سے کس نے کہا کہ اللہ اپنے بدلے لیتا ہے؟؟" اس نے الٹا سوال پوچھا۔ "کہاں لکھا ہے ایسا۔۔؟؟ کس سے سنا آپ نے؟؟

تو پھر سزا کیوں دیتا ہے وہ ہمیں۔۔؟؟" لڑکا ابھی تک وہیں اٹکا تھا۔"

جب ایک انسان دوسرے انسان کو تکلیف پہنچاتا ہے، دوسرے کو ایزا دیتا"
"ہے۔۔ سزا اس کی نے جاتی ہے۔۔
ہال میں پل بھر کی خاموشی چھا گئی۔

تو میں کیسے مان لوں وہ انصاف کرے گا؟؟ وہ تو ملحد پر ایک مسلمان کو"
اہمیت دے گا نا۔ وہ تو اسی کا ساتھ دے گا۔۔ میں کیسے مان لوں وہ انصاف
"کرے گا۔۔ میں کیسے اس پر یقین کر لوں۔۔؟؟

ہم کسی پر یقین کیوں کرتے ہیں ینگ مین۔۔؟؟" وہ اب پینٹ کی جیبوں"
میں ہاتھ ڈالے پوچھ رہا تھا۔ انداز بہت خاص سا تھا۔

وہ کونسا پیمانہ ہوتا ہے جس پر ہم یقین کر کے کہتے ہیں کہ فلاں انسان میں یہ خوبیاں ہوں گی تو ہم اسے منصف مانیں گے؟؟" عینک سے جھانکتی اس کی ذہین آنکھیں لڑکے پر جمی تھیں۔ لڑکا کشمکش کا شکار تھا۔

"جب کوئی جھوٹ نہیں بولتا۔۔ سچا ہوتا ہے۔۔"

"اگزیکٹلی۔۔۔ اللہ نے تو کھول کر سب بتا دیا ہے۔۔۔ پھر اس سے سچا کون ہے؟؟"

"پر میں یہ کیسے مان لوں وہ میرے ساتھ انصاف کرے گا۔۔؟؟ وہ تو کسی کا بھی ساتھ دے سکتا ہے۔۔"

ہمم۔۔۔"اس نے سر جھکایا اور پھر چند قدم چلتا اس بائیں جانب والی قطار "
کی طرف آیا جہاں وہ لڑکا کھ-ڑا ہوا تھا۔

یو نو واٹ۔۔ قیامت کے دن اگر اللہ آپ کے سامنے نہ بھی ہو تب بھی "
"انصاف ہو گا۔۔
اس نے سرگوشی نما انداز میں کہا۔

کون کرے گا۔۔؟؟"لڑکے کی بھنویں سکڑیں۔"

یہ سب۔۔۔"اس نے اپنے ہاتھ جیبوں سے نکالے اور اٹھائے۔"

"ہمارا جسم۔۔ ہمارے اعضاء۔۔ سب خود بولیں گے۔۔۔"

یہ تو خدا کے تابع ہوں گے۔۔اس کے کہنے پر کچھ بھی کریں گے۔۔“”

لڑکے کا انداز طنزیہ تھا۔۔

وہ سن کر ہولے سے مسکرا دیا۔

”ینگ مین۔۔۔کچھ دیر پہلے آپ باہر لان میں سموکنگ کر رہے تھے۔۔کیا ہال میں بیٹھے یہ سب لوگ جانتے ہیں وہ صرف عام ویپ نہیں تھا بلکہ اس میں ڈرگز بھی تھیں۔۔۔“

اس کے کہنے کی دیر تھی کہ لڑکا ساکت رہ گیا۔۔اسے لگا کوئی دھماکہ ہوا ہو۔

وہ کیسے جان گیا تھا۔۔حاد جب سمینار روم میں آیا تھا اس نے اسی لڑکے کو باہر لان میں سموکنگ کرتے دیکھا تھا پر اس کے آس پاس والی لڑکیاں نہیں جانتی تھیں کہ اس ویپ میں ڈرگز بھی تھیں۔۔وہ ایک پل کی نگاہ تھی جس میں

حاد نے اسے کش لگاتے دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر ابھرنے والا سرور حاد کو سب سمجھا یا گیا تھا۔

اسٹوڈنٹس حیرانی سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔ کھلے عام ڈرگز لینا الاؤ نہیں تھا۔۔ پر وہ لے رہا تھا۔۔ جبکہ کوئی نہیں جانتا تھا۔

یقیناً اس نے اپنے چشمے میں دوربین فٹ کر رکھی تھی۔

"یقیناً کوئی نہیں جانتا ہو گا۔۔ اور کیا ہو گا جب آپکی زندگی کے ایک ایک پل کو کسی فلم کی طرح آپکے سامنے چلایا جائے اور پھر آپ کے جو اعمال تھے آپ جو کام کرتے تھے اس سے باقی لوگ کس طرح ایفیکٹ ہوئے یہ سب سامنے آجائے پھر تو آپ مان لیں گے نا کہ ہاں اب انصاف ہوا ہے۔۔؟؟"

اس کا انداز ایسا تھا کہ ہال میں بیٹھے اللہ والوں کے دل خوف سے لرز اٹھے۔۔

انصاف ایسے ہی ہو گا۔۔ تمام انسان برابر کھڑے ہوں گے۔۔۔ایک نے"

دوسرے کا کتنا نقصان کیا وہ سب دکھایا جائے گا۔۔بتایا جائے گا۔۔آپ دیکھ

رہے ہوں گے۔۔۔سب دیک رہے ہوں گے

۔وہاں پر اگر اللہ نہ بھی موجود ہوا تو انصاف پھر بھی ہو گا۔۔اللہ نے ہمارے

اعضاء کو ایسے ہی ڈیزائن کیا ہے۔۔ ہم بھاگ نہیں سکتے۔۔انصاف سے تو

"بالکل نہیں۔۔

اور دوسری بات کہ اللہ اتنا بے نیاز ہے۔۔اسے غرور ہے۔۔تو آپ بتائیں"

"غرور ہم میں کب آتا ہے ہم عام انسانوں میں۔۔

اس نے ہال کی جانب دیکھا۔۔۔سب خاموش تھے۔۔۔تب ایک حجاب والی

لڑکی نے ہاتھ اٹھایا۔۔اسے مائک دیا گیا۔

جب ہم خود کو پرفیکٹ مان لیتے ہیں کہ مجھ سے بہتر تو یہ کام کوئی کر ہی نہیں سکتا۔۔۔تب ہم غرور میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔۔۔"لڑکی نے اپنی طرف سے کوشش کی تھی۔

"اگزیکٹلی۔۔۔پرفیکشن۔۔۔"وہ ہولے سے مسکرایا۔۔۔یوں جیسے اسے خدا کی یہ جنگ لڑنے میں بہت لطف آرہا ہو۔

"کبھی کائنات دیکھی ہے؟؟ باقی سب چھوڑیں اپنے آپ کو دیکھیں۔۔۔جو خدا اتنی پرفیکٹ کائنات بنا سکتا ہے جو اتنا پرفیکٹ ہے اس کا بے نیاز ہونا تو بنتا ہی ہے نا۔۔۔

اور رہی بات کہ خدا کو خدائی مل گئی ہے۔۔جہاں سے بھی ملی ہم نہیں جانتے۔۔۔تو ہم اسے خدا کیوں مانیں۔۔؟؟"

اس نے سوالیہ نظروں سے اسٹوڈنٹس کو دیکھا۔

"اگر وہ خدا پہلے خدا نہ ہوتا۔۔۔آپ لوگوں کے مطابق اگر وہ انسان سے خدا بنتا۔۔۔پہلے غلطیاں کرتا۔۔۔پھر محنت کر کے خدا بن جاتا تو پتہ ہے ہم پھر بھی اسے جھٹلا دیتے۔۔یہ کہہ کر کہ وہ تو عام انسان سے خدا بنا ہے۔۔میں اسے خدا کیوں مانوں جو پہلے خدا نہیں تھا۔۔۔" وہ نرمی سے مسکایا۔

"ہم انسان ہیں۔۔۔جب ہم نے انکار کرنا ہوتا ہے کسی چیز سے تو ہم ایسے ہی بے تکے لاجک ڈھونڈ لیتے ہیں۔۔"

ہال میں پھر سے گہری خاموشی چھا گئی۔۔

اس نے کلائی میں بندھی گھڑی دیکھی۔۔وقت کم تھا۔۔۔وقت کیسے گزرا پتہ ہی نہیں چلا۔۔اس کی شخصیت نے سب کو باندھ لیا تھا۔وہ جو ایک منٹ بیٹھنے کو تیار نہیں تھے وہ اب دم سادھے سن رہے تھے۔

مجھے اب جانا ہے۔۔ میرے آپ لوگوں کے ساتھ تین سیشن ہیں۔۔ کل" دس بجے میں یہاں ہوں گا۔۔ جو اسٹوڈنٹس ڈسکشن کا حصہ بننا چاہتے ہیں وہ دس بجے یہاں پہنچ جائیں۔۔"

اس نے اپنا کوٹ اٹھا کر داہنے بازو پر ڈالا۔۔۔ ہال میں ایک شور سا تھا اٹھا۔۔ یوں جیسے کوئی طلسم ٹوٹا ہو۔ وہ اپنا پزل باکس اٹھاتا خارجی دروازے کی جانب بڑھا۔۔ اسکے پیچھے انتظامیہ تیزی سے لپکی۔

اوومائے گاڈ۔۔۔"لڑکیاں جیسے ہوش میں آئی تھیں۔"

"کون تھا یہ شخص۔۔ آخر کون ہے یہ حاد۔۔؟؟"

پوری ہال میں ایک ہی سوال گونج رہا تھا۔ ابھی تو اس نے شروع کیا تھا۔ اسے کہیں اور بھی جانا تھا کسی ضروری کام کے لیے اس لیے وہ جلدی چلا گیا تھا۔

✿••✿••✿••✿

ایمان کی جب آنکھ کھلی تو اسے اپنا سر بھاری بھاری محسوس ہوا۔ کئی لمحے وہ یونہی لیٹی رہی گم سم سی۔۔۔ پھر اس نے یاد کرنے کی کوشش کی۔۔اسے یہی لگا وہ اپنے بستر میں ہے پر جب اسے یاد آیا کہ آخر ہوا کیا تھا تو وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔۔ جیسے خواب کوئی خواب تھا۔۔۔ پر جب اس نے آس پاس دیکھا تو خود کو اجنبی جگہ پر پایا۔۔ نرم گرم سا بستر اور کھلا بڑا سا کمرہ۔۔۔

اسکے سانس خشک ہوئے۔۔۔ وہ تیزی سے بستر سے باہر نکلی۔۔ دل زوروں سے دھڑک رہا تھا۔ بیڈ کے پاس ہی پڑے صوفے پر اس کا کوٹ رکھا تھا اور اس کے شوز رکھے تھے۔۔۔ سائیڈ ٹیبل پر اس کا فون پڑا تھا۔

وہ جلدی سے کھڑکی کی جانب بڑھی۔۔اس نے پردہ ہٹایا تو سامنے کا منظر اسے جانا پہچانا لگا۔۔سامنے ہی لان کے اس پار انسٹیٹوٹ کی عمارت تھی۔۔۔یعنی وہ خواب نہیں دیکھ رہی تھی۔۔یہ سب سچ تھا۔۔

وہ واپس بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔۔اپنے دماغ پر زور ڈالنے لگی۔۔

یعنی اس نے سچ میں ماثیل کی محبت کو اپنا لیا تھا۔۔اس نے چہرہ ہاتھوں میں چھپایا۔۔۔اور خود کو کوسنے لگی۔۔وہ کیوں جذباتی ہوئی تھی۔۔۔اسے سب یاد آگیا تھا۔۔اسے یہاں لانے والا ماثیل ہی تھا۔۔اس کے کپڑے وہی تھے جبکہ اوپر ایک گرم جیکٹ تھی۔۔جو مارتھا نے اسے پہنائی تھی پر سوچ سوچ کر اسے کچھ ہو رہا تھا۔۔

اس نے اپنے بکھرے بالوں کو سمیٹا۔۔اور پھر وہ باتھ روم کی جانب بڑھی۔۔کچھ دیر بعد وہ فریش ہو کر باہر نکلی۔

اس نے جیکٹ اتار کر وہیں رکھی۔۔اپنا کوٹ اٹھا کر پہنا اور شوز پہن کر اپنا فون اٹھاتی کمرے سے باہر نکل لائی۔۔ چھوٹی سی راہداری تھی اور پھر لاؤنج تھا۔۔

ماثیل صوفے پر لیٹا تھا۔۔اسکی نظریں اسی جانب تھیں۔۔ جیسے ہی اس نے ایمان کو آتے دیکھا وہ تیزی سے اٹھا۔۔ وہ ساری رات یہیں بیٹھا رہا تھا۔۔ سو نہیں پایا تھا۔۔۔

تم ٹھیک ہو اب۔۔؟؟"اس کے لہجے میں بے چینی واضح تھی۔۔"

میں ٹھیک ہوں۔۔مجھے گھر جانا ہے۔۔"وہ نظریں نہیں ملا پا رہی تھی۔۔" عجیب سی تپش نے اسے اپنی لپیٹ میں لیا تھا۔

میں چھوڑ آؤں گا۔۔آؤ پہلے ناشتہ کرو۔۔"وہ نرمی سے کہنے لگا۔"

نہیں مجھے جانا ہے۔۔۔" وہ ضدی تھی یہ ماثیل جانتا تھا۔۔ تبھی وہاں مارتھا"
آئی۔

ناشتہ لگوادوں۔۔؟؟"اس نے ماثیل سے پوچھا۔مارتھا کو یہاں دیکھ کر"
ایمان کو سکون کا سانس آیا۔وہ سمجھ گئی تھی مارتھا یہاں اسی کی وجہ سے تھی۔

"ٹھیک ہے چلتے ہیں۔۔ریلیکس ہو جاؤ۔۔"
وہ نہیں چاہتا تھا ایمان کی طبیعت پھر سے خراب ہو۔کچھ دیر بعد مارتھا اسکی
دواء کی خوراک لے آئی تھی۔۔

"ناشتہ کرلو پھر دوائی لینی ہے اس کے بعد چلیں گے۔۔"
ماثیل نے پیار سے کہا۔اس کی نظریں پل پل بدلتی ایمان پر جمی تھیں۔

نہیں مجھے ابھی جانا ہے۔۔" وہ ضد کرتی بالکل کسی بچی کی طرح لگ رہی تھی۔ماثیل نے گہرا سانس لیا اور میز پر پڑی چابی اٹھا کر ایمان کو باہر چلنے کا اشارہ کیا۔۔۔

وہ اپنے جسم میں بہت کمزوری محسوس کر رہی تھی۔۔ بھوک تو اسے لگی تھی بہت پر وہ یہاں سے جانا چاہتی تھی۔۔۔وہ تصور نہیں کر پا رہی تھی کہ وہ کسی غیر انسان کے گھر میں تھی۔

باہر آکر وہ خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔ماثیل نے بیٹھتے ہی فوراً گاڑی اسٹارٹ کی۔

مارتھا کی نظریں دونوں پر جمی تھیں۔۔۔اسے ایمان بری لگتی تھی پر اسے ماثیل عزیز تھا اس لیے وہ خاموشی سے اسے برداشت کر رہی تھی۔

گاڑی میں خاموشی چھائی تھی۔۔ جبکہ ماثیل الجھا ہوا تھا۔۔۔ایمان کے رویے میں ذرا بھی لچک نہیں تھی۔

ایمان۔۔۔ایم سوری۔۔"بالآخر اس نے ہی خاموشی کو توڑا۔"

ایمان خاموش بیٹھی رہی۔۔اسکے وجود میں کوئی حرکت نہ ہوئی۔

کیوں سزا دے رہی ہو مجھے۔۔۔؟؟"اس کی خاموشی بری لگ رہی تھی۔۔۔ایمان نے چہرے کا رخ موڑا۔اس کی آنکھوں میں بہت سارے شکوے تھے۔۔شکایتیں تھیں۔۔

آپ کو تو خوش ہونا چاہیے نا۔۔"وہ اپنے اندر کے طوفان کو دباتے بولی۔"

میں ایسے خوش نہیں ہو سکتا۔۔"اس نے گاڑی روک دی۔پھر وہ گاڑی کا" دروازہ کھولتے باہر نکل گیا۔۔ایمان کی نظروں نے اس کا تعاقب کیا تو سامنے ہی بیکری تھی۔۔۔کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں سینڈوچ تھے اور ساتھ میں جوس۔۔

وہ گاڑی میں بیٹھا اور بیگ ایمان کی جانب بڑھایا۔۔وہ سوالیہ نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"تمہاری وجہ سے میں بھی بھوکا ہوں۔۔کچھ کھالو۔۔"

اس کی بات سن کر ایمان نرم پڑی۔۔اسے بالکل اندازہ نہیں تھا کہ ایسے حالات میں کیا کرتے ہیں۔۔۔اس کے اندر بس خوف تھا۔۔۔عجیب سا خوف۔۔۔

پھر اس نے ایک سینڈوچ نکال کر ماثیل کی جانب بڑھایا۔۔

تم کھاؤ پہلے۔۔"اس نے ٹوکا تو ایمان نے ایک نوالا لیا۔وہ سن بیٹھی تھی۔"

ایمان۔۔"پھر سے خاموشی چھانے لگی تو ماثیل نے اسے پکارہ۔"

تمہیں پتہ ہے میرا تعلق مسلم گھرانے سے ہے۔۔۔میں میرج ٹائپ والا" لڑکا نہیں ہوں۔۔لیکن میں تمہارے لیے سب کروں گا۔۔تمہیں کسی کے سامنے سر نہیں جھکانا پڑے گا۔۔"وہ اپنی طرف سے تسلی دے رہا تھا۔۔ جبکہ ایمان کی آنکھیں گود میں رکھے اپنے ہاتھوں پر جمی تھیں جن میں اس نے سینڈوچ تھام رکھا تھا۔۔اسکا دل بھر آیا۔۔

لوگوں کی تو اسے پرواہ نہیں تھا۔اللہ کے سامنے سر جھکنے کا ڈر تھا آخر کیسے اس نے اپنے لیے ایک منکر کو چن لیا تھا۔۔۔آخر کیسے۔۔؟؟؟اگر اس سے پوچھا جاتا تو وہ کیا جواب دیتی۔۔؟؟نوالہ اس کے گلے میں ہی اٹک گیا۔۔

وہ جس اذیت سے گزر رہی تھی ماثیل اسے کبھی نہیں سمجھ سکتا تھا۔۔اس نے تڑپ کر نظر اٹھائی۔۔سامنے سڑک پر گاڑیاں تیزی سے گزر رہی تھیں۔۔اس کی آنکھیں دھندلا گئیں۔

ایمان۔۔۔"اس نے پھر سے پکارہ۔ایمان نے رخ موڑا تو اس کی آنکھوں" میں آنسوں تھے۔۔ماثیل کو اپنا دل کٹتا محسوس ہوا۔کیا تھی وہ لڑکی۔۔؟؟ کیوں تھی وہ ایسی۔۔؟؟

مجھے تھوڑا سا وقت دیں۔۔مجھے سنبھلنے کے لیے وقت چاہیے۔۔میں کہیں" نہیں جاؤں گی۔۔"وہ زبردستی مسکرائی۔اب محبت اپنا ہی لی تھی تو وہ بھاگ نہیں سکتی تھی۔۔اس کی یہ بات سن کر ماثیل کو سکون کا سانس آیا۔جبکہ ایمان کا ذہن کہیں دور الجھا ہوا تھا۔۔۔کیسے ہوگا ممکن سب کچھ؟؟ سلمی بیگم کا چہرہ بار بار تصور کے پردے پر لہرا رہا تھا۔

بہت بہت شکریہ مادام۔۔"وہ مسکرایا۔جبکہ ایمان نے رخ پھیر لیا۔۔"

ماثیل اب پر سکون ہو چکا تھا۔۔وہ جانتا تھا ایمان کہیں نہیں جا سکتی تھی۔۔۔وہ جانے ہی نہیں دیتا۔

✿••✿••✿••✿

وہ بری طرح زخمی ہو چکا تھا۔۔پر اس نے ہار نہیں مانی تھی۔۔چاروں جانب عبدل عبدل کی پکار تھی۔۔۔

وہ جتنا خود زخمی ہوا تھا اپنے سامنے والے کو اس سے تین گناہ زیادہ زخمی کر دیا تھا۔۔۔وہ جیسے اپنے ہوش میں نہیں تھا۔۔ایک سال گزر گیا تھا۔۔۔شاید اس سے بھی زیادہ۔۔۔۔

وہ ایمانے سے نہیں مل پایا تھا۔۔آج بھی اس کے سامنے وہ بھیگی پلکوں والا چہرہ جانے کہاں سے ابھر آتا تھا۔۔۔

اس نے سب چھوڑ کر اب باکسنگ شروع کردی تھی۔۔جسمانی طور پر وہ پہلے سے زیادہ مضبوط بن چکا تھا۔۔پر جانے کیوں وہ ایمانے کو نہیں بھول پایا تھا۔۔

وہ اس کے آخری الفاظ۔۔۔اس نے کتنی بری طرح ایمانے کا دل توڑا تھا۔۔ جانے وہ کہاں تھی۔۔۔کیسی تھی۔۔اس نے کبھی جان سے بھی نہیں پوچھا تھا۔۔وہ اس دن کے بعد کبھی یونیورسٹی نہیں گیا۔۔۔جان جب اس سے ملنے آتا تو اک۔ثرا ایمانے کا ذکر کرتا پر وہ خاموش رہتا۔

وہ کمزور نہیں پڑنا چاہتا تھا۔۔۔بالکل ویسے جیسے آرجے ام حانم کے سامنے ہار گیا تھا۔۔جیسے مون نے اینجل کو چھپ چھپ کر فالو کیا تھا۔۔۔وہ اپنی الگ دنیا میں تھا پر اس دنیا میں بھی ایمانے کسی حقیقت سے کم نہیں تھی۔۔

میں شادی کر رہا ہوں۔۔"اس نے کیسے ایمانے کا دل توڑا تھا۔۔وہ معصوم" لڑکی اسے اپنا دوست مان بیٹھی تھی اور دوست ایسے نہیں کرتے۔۔۔

غصے کی ایک تیز لہر اٹھی اور اس نے پوری طاقت سے ایک زوردار گھونسا اپنے مخالف کو دے مارا تھا۔۔وہ لڑکھڑا کر گرا اور دوبارہ نہیں اٹھ پایا۔۔

اس کے ہاتھ پکڑ کر اونچا کیا گیا۔۔جیت کا اعلان ہو چکا تھا۔۔۔اس پر لگائی گئی شرطیں جیتی جا چکی تھیں۔۔۔

وہ کھڑا تھا۔۔۔اس شور میں اسے وہ نظر آ رہی تھی۔۔سب سے آخر میں کھڑی تھی۔۔خاموش۔۔۔سب سے الگ۔۔۔بھیگی پلکیں لیے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔وہ جھٹکے سے ہاتھ چھڑاتا وہاں سے بھاگا تھا۔

وہ بھاگ جانا چاہتا تھا دور۔۔۔بہت دور۔۔جہاں ایمانے کا خیال بھی اسے چھو نہیں پاتا۔۔

وہ زخمی تھا۔۔۔پر رات کے اس پہر سڑک پر تیز رفتاری سے بھاگ رہا تھا۔۔

اسے لگا جیسے ایمان اس کا پیچھا کر رہی ہو۔۔۔ وہ اب اسے پکار رہی تھی۔۔۔
وہ غصہ تھی۔۔ وہ اسے منحوس کہہ رہی تھی۔۔۔ کبھی جن تو کبھی
ڈریکولا۔۔۔ وہ اب تھک چکی تھی۔۔ اسکی آنکھیں بھر آئی تھیں۔۔ وہ اب
سڑک پر منہ پھلا کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔ اس نے بھاگنے کی رفتار بڑھا دی۔۔ وہ
ایک دو بار سامنے سے آنے والے لوگوں سے ٹکرایا۔۔۔ اور ایک بار گاڑی
سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔۔

وہ جاننا چاہتی تھی وہ آرجے کو کیسے جانتا تھا۔۔۔ پر وہ اس سے دور بھاگ آیا
تھا۔۔ وہ اب رو دینے کو تھی۔۔۔
غصہ کرتی وہ نم آنکھیں لیے واپس پلٹ گئی۔۔۔ اور وہ رک گیا۔۔۔۔ وہ جا
چکی تھی۔۔ جبکہ عبدل سامنے ساحل سمندر پر تھا۔۔

مجھے پریشان کرنا بند کرو ایمانے۔۔" وہ جھکا۔۔دونوں ہاتھ گھٹنوں پر"
جمائے زور سے چلایا۔۔۔ٹھنڈی ہوا اس سے ٹکرائی اور اسے زخم اکڑ گئے۔

اسی لیے مجھے اچھی لڑکیاں نہیں پسند۔۔" وہ غصے سے چلایا۔اور پھر تھک"
کر وہیں گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔

کیا وہ اتنی عزیز ہے تمہیں۔۔۔؟؟" نسوانی آواز پر اس نے چہرہ اٹھا کر"
دیکھا۔ہیزل لہراتے لباس میں اسکے سامنے کھڑی تھی۔۔اس کے بال ہوا
کے رخ کے باعث اڑتے ہوئے اسکے چہرے کو چھو رہے تھے۔

میں جانتی تھی تم یہیں آؤ گے۔۔" وہ گھٹنوں کے بل اس کے قریب"
بیٹھی۔عین اس کے سامنے۔۔

"تم اس سے محبت کرتے ہو؟؟مان کیوں نہیں لیتے۔۔؟؟"

ایسا کچھ نہیں ہے۔۔" وہ پھٹ پڑا۔۔ "محبت کے علاوہ بھی کچھ رشتے" ہوتے ہیں۔۔ کچھ لوگ آپ کو بلاوجہ ہی عزیز ہو جاتے ہیں۔۔ان کا دکھ ہمیں دکھ دیتا ہے۔۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے اس کا بھروسہ توڑا۔۔کائنات نے اس کا بھروسہ توڑا۔۔۔اسے دوستی میں کیا ملا؟ صرف " دھوکا۔۔وہ یہ ڈیزرو نہیں کرتی تھی۔۔

ہیزل رات کے اس پہر عبدل کے چہرے پر جانے کیا ڈھونڈ رہی تھی۔

وہ میرے لیے نہیں بنی۔۔۔وہ جس کے لیے بنی ہے میں اسے بتا چکا"

"ہوں۔۔

ہیزل الجھ گئی۔۔وہ کیا کہہ رہا تھا وہ سمجھ نہیں پائی۔ سمجھ پائی تو صرف یہ کہ عبدل ایمانے کو کبھی نہیں بھول سکتا تھا۔

✿••✿••✿••✿

رومیوجولیٹ

"عبدل یہاں ٹھنڈ ہے۔۔ تمہارے زخموں سے خون بہہ رہا ہے چلو گھر چلتے ہیں۔۔" ہیزل نے اس کے قریب بیٹھتے اس کے چہرے کے زخموں کو چھونا چاہا۔

"میرا کوئی گھر نہیں ہے۔۔" وہ اسکا ہاتھ ہٹاتے بولا۔ چہرے پر اذیت ہی اذیت رقصاں تھی۔ ہیزل کے لیے عبدل ایک معمہ تھا۔۔ایک کہانی۔۔ ایک راز جسے وہ آج تک نہیں جان پائی تھی۔ عبدل کے ہاتھ جھٹکنے کے

باوجود ہیزل نے اس کے چہرے کو چھوا۔اس کی نیلی پڑتی آنکھ۔۔پھٹا ہوا ہونٹ۔۔۔وہ کتنا حسین تھا اور کیسے لاپرواہ رہتا تھا۔

تمہیں ترس نہیں آتا خود پر؟؟"وہ کسی موم کی طرح اسے چھو کر پوچھ رہی تھی۔۔عبدل نے اذیت سے آنکھیں موند لیں۔

ترس بے چارے لوگوں پر کھایا جاتا ہے۔۔میں بے چارہ نہیں ہوں۔۔۔" وہ سرد لہجے میں بولا۔۔چہرے کے تاثرات سخت پڑ چکے تھے۔

"کیوں دے رہے ہو خود کو سزا۔اسے ڈھونڈ لو اور سچ بتا دو۔۔"

ہیزل کی بات پر وہ مسکرا دیا۔استہزائیہ ہنسی۔۔۔خود کا مزاق اڑاتی ہوئی۔

کونسا سچ بتاؤں اسے۔۔جب اسے حقیقت کا پتہ چلے گا اس کی نفرت مجھ" سے مزید بڑھ جائے گی۔۔"اس نے آنکھیں کھول کر ہیزل کو دیکھا۔۔۔ اس کی آنکھوں درد رقصاں تھا۔۔

آخر کس سچ کی بات کر رہا تھا وہ؟؟

کیا چھپایا تھا اس نے ایمانے سے۔۔؟؟

کس بات کی سزا دے رہا تھا وہ خود کو؟؟

وہ ابھی تک جان نہیں پائی تھی۔

✿••✿••✿••✿

"کام ہو گیا ہے۔۔۔لڑکی نے ادھم کو قبول کر لیا ہے۔۔۔اس نے اسے جانے سے روک لیا ہے۔۔"

اس کے لیپ ٹاپ پر پھسلتی انگلیاں رک گئیں۔۔۔آنکھوں کی چمک مزید بڑھ گئی۔۔۔چہرے پر فاتحانہ مسکان ابھری۔

"یہ تو ہونا ہی تھا۔۔۔"اسے جیتنا پسند تھا۔۔اور وہ جیت گیا تھا۔

"وہ کبھی نہ مانتی اگر ہم نے بروقت وہ اہم کام نہ کیا ہوتا۔۔۔"

فون کے اسپیکر سے آواز ابھر رہی تھی۔وہ کسی خاص کام کی جانب اشارہ کر رہا تھا۔۔"وہ اپنی ماں سے بہت محبت کرتی ہے۔۔"

"عام انسان کمزور ہوتے ہیں۔۔۔ان کی کمزوری ہاتھ لگ جائے تو پھر انہیں ٹریک پر لانا مشکل نہیں ہوتا۔۔"وہ لیپ ٹاپ کو بیڈ پر رکھتا بیڈ سے نیچے اتر

آیا۔ ایئر بڈ اسکے کان میں لگا ہوا تھا جبکہ اس کا اپنا موبائل فون بیڈ پر پڑا تھا۔ اس نے پانی گلاس میں ڈالنے کی غرض سے جگ اٹھایا پر وہ خالی تھا۔ وہ جگ اٹھا کر جوتے پہنتا کمرے سے باہر نکل آیا۔

پورے گھر میں خاموشی چھائی تھی۔۔ کوئی گارڈ تک نہیں تھا۔ وہ زیادہ انسانوں میں رہنے کا عادی نہیں تھا۔۔ وہ اکیلے رہنا پسند کرتا تھا۔۔ اس کا ہجوم سے واسطہ پڑتا رہتا تھا پر وہ اپنی ذاتی زندگی تک کسی کو نہیں آنے دیتا تھا۔

وہ سیڑھیاں اترتا نیچے کچن تک آیا۔

دوسری جانب سے مزید کچھ بتایا جا رہا تھا جسے وہ غور سے سن رہا تھا۔۔ جگ پانی سے بھرنے کے بعد وہ واپس کمرے میں آگیا۔۔ اسے کھیلنے کا شوق تھا۔۔ خاص طور پر انسانوں سے۔ کیونکہ وہ ان کی کمزوریاں جانتا تھا۔۔۔ لیکن اس بار وہ جس کھیل میں جیتنے پر خوش تھا وہ نہیں جانتا تھا اس کی یہ جیت ہمیشہ کے لیے اس کی ہار بننے والی تھی۔

✿…✿…✿…✿

ایمان نے نئی جاب جوائن کرنے کے لیے پندرہ دن کا وقت مانگا تھا۔۔۔وہ یہ پندرہ دن اپنے پروجیکٹ پر کام کرنا چاہتی تھی اور اس نے پورا ارادہ کر لیا تھا کہ وہ یہ پندرہ صرف کمرے میں رہ کر کام کرے گی۔۔۔پر وہ اس پر قائم نہ رہ سکی جب ماثیل نے اسے فون کرنا شروع کر دیا۔۔۔جیسے ہی ماثیل نے اسے ہاسٹل چھوڑا تھا اس نے پلٹ کر ماثیل کو میسج تک نہیں کیا۔۔وہ بھول جانا چاہتی تھی جو بھی ہوا تھا۔۔پر بار بار ماثیل کا سامنے آنا اسے یاد رکھنے مجبور کرتا تھا کہ وہ اب ماثیل کو اپنا چکی تھی۔اب پیچھے ہٹنا ممکن نہیں تھا۔

وہ پچھلے دو گھنٹوں سے اپنے کام میں مگن تھی جب ماثیل کا ساتویں بار فون آیا۔۔۔بالآخر اسے اٹھانا ہی پڑا۔ماثیل کی غصے بھری آواز ابھری۔۔۔اس نے پہلی بار اپنی ناراضی کا اظہار کیا تھا۔

"کہاں تھی تم؟؟؟ مجھے اگنور کر رہی ہو؟؟"

پراجیکٹ پر کام کر رہی تھی۔۔" ایمان نے اپنی تنے اعصاب کو ڈھیلا کرنا" چاہا۔ دوسری جانب خاموشی چھا گئی۔

میرا دل کرتا ہے ہر اس چیز کو آگ لگا دوں جو تمہارے میرے درمیان آتی" ہے"۔۔
کچھ دیر بعد وہ بولا تو لہجہ سرد تھا۔ غصے کی تپش ایمان کو یہاں تک محسوس ہوئی تھی۔

ایسی باتیں مت کیا کریں ادھم۔۔" اس کے چاروں جانب بے بسی ہی" بے بسی تھی۔

اور تم مجھ سے دور رہنے کی کوشش مت کیا کرو۔۔" وہ دبی دبی آواز میں "
چلایا۔ "مجھ سے نہیں سہا جاتا۔۔" وہ بھی بے بس تھا۔۔۔ پھر لہجہ نرم پڑ گیا۔
ایمان خاموش رہی۔

خیر میں نے تمہیں کام کے لیے فون کیا تھا۔۔نیو ایڈمیشن شروع ہو گئے "
"ہیں میں چاہتا ہوں تم آکر اسٹوڈنٹس کی لسٹ بنالو۔۔

"میں نہیں آسکتی۔۔ "

وجہ۔۔۔؟؟" وہ چونکا۔ "

"مجھے نئی جاب مل گئی ہے۔۔میں جوائن کر چکی ہوں۔۔ "

اور دوسری جانب ماثیل کے وجود میں اذیت پھیلنے لگی۔

ایمان۔۔۔کیا کہوں اب تمہیں۔۔"اس نے ماثیل کو بتایا تک نہیں تھا۔"

آپ کسی اور کو رکھ لیں جاب پر۔۔"وہ پھر سے بولی۔"

ہر گز نہیں۔۔۔تمہاری جگہ کوئی نہیں لے سکتا۔۔۔تمہیں جاب نہیں" کرنی نہ کرو پر تمہیں ایک گھنٹے کے لیے آنا ہو گا۔۔۔لسٹ تو تم ہی بناؤ گی۔۔ "ورنہ یہ کورس ہی نہیں ہو گا۔۔

اس نے فون بند کر دیا۔۔خفا ہو گیا تھا وہ۔۔جبکہ ایمان نے حیرانی سے فون دیکھا۔۔یہ اچھی زبر ستی تھی بھئی۔۔

پاگل۔۔"اس نے فون دیکھتے کہا اور پھر اسے سائیڈ پر رکھ دیا۔۔لیپ ٹاپ پر نظریں جمائیں پر اب کہاں ذہن کام میں لگنے والا تھا۔وہ تلملا کر رہ گئی۔

✿••✿••✿••✿

وہ نہم کلاس میں تھا جب اس کی کلاس میں ایک نئی لڑکی آئی۔۔ادھم کو وہ لڑکی پہلی ہی نظر میں پسند آگئی تھی۔وہ بہت خوبصورت تھی۔۔اس کے ساتھ ماڈرن بھی۔۔اس کے نین نقش بالکل بھی مشرقی نہیں تھے۔۔۔ادھم کو لگا وہ یورپ سے آئی تھی۔۔پر اس کا نام مشرقی تھا۔۔اسکا لہجہ بھی خالص پاکستانی نہیں تھا۔۔اسکی رنگت شفاف تھی۔۔اونچی پونی ٹیل کیے وہ دبلی پتلی سی لڑکی پہلے ہی دن پورے سکول میں چھا گئی۔۔

ادھم کو بھی وہ پسند آگئی تھی پر اس نے ظاہر نہیں کیا۔۔ لڑکی کی چمکتی آنکھیں اس کی ذہانت کی نشانی تھیں۔

ادھم سب سے آخر میں بیٹھتا تھا۔۔ سکول یونیفارم پہنے عجیب و غریب سی کٹنگ کے ساتھ وہ ہمیشہ ہی خاموش رہتا تھا۔۔ اکثر کہیں نہ کہیں سموکنگ کرتا اور پھر سرور کی سی کیفیت میں جانے کس دنیا میں کھویا رہتا۔۔
وہ ڈرگز لیتا تھا اور یہ اسے اپنے دوستوں سے آسانی سے مل جاتی تھیں۔۔ اس کے دوست کہاں سے لاتے تھے اس میں اسے دلچسپی نہیں تھی۔

کلاس میں ہر لڑکے نے اس نئی لڑکی سے دوستی کرنے کی کوشش کی پر اس نے کسی لڑکے کو تو دور کسی لڑکی کو بھی منہ لگانا ضروری نہیں سمجھا۔۔
وہ دنوں کے اندر سکول میں مشہور ہو گئی۔۔ اسے ڈانس کا شوق تھا۔۔ ہر نئے فیشن کا اسے سب سے پہلے پتہ ہوتا تھا۔۔ لائنر کیسے لگانا تھا۔۔۔ بال کیسے

رکھنے تھے اس پر اس سے کلاسسز لی جا سکتی تھیں۔۔اس کے ساتھ ساتھ وہ پڑھائی میں بھی اتنی ہی آگے تھی۔

اگر پورے سکول میں کوئی لڑکا تھا جس نے اس سے بات کرنے کی کوشش نہیں کی تھی تو وہ ادھم جبیل تھا۔۔

وہ عجیب تھا۔۔ عجیب تر۔۔اور بدتمیز بھی۔۔

وہ کلاس کا ٹاپر تھا۔۔یہ بات اس لڑکی کو کھلنے لگی کہ جب سارے لڑکے اس پر ٹرائے کر چکے تھے تو وہ کیوں نہیں آیا۔۔۔؟؟

ایک دن سردیوں کے موسم میں وہ پلے گراؤنڈ میں ایک بینچ پر بیٹھا سموکنگ کر رہا تھا۔۔اچانک اسے اچھو لگا۔۔اور سانس اکھڑ گیا۔۔اسے استھما تو تھا ہی وہ زیادہ دھواں برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔اس نے اپنی جیب میں انہیلر ڈھونڈنے کے لیے ہاتھ ڈالا پر اسے انہیلر نہیں ملا۔۔وہ اب کھانستے کھانستے اپنی ساری جیبیں ٹٹول رہا تھا۔۔وہ اکیلا ہی بیٹھا تھا۔۔جب اسے لگا وہ سانس

نہیں لے پائے گا تب اچانک کسی نے اس کے سامنے اپنا ہاتھ کیا۔۔
خوبصورت سی ہتھیلی پر اس کا انہیلر رکھا تھا۔۔اس نے جھٹکے سے اٹھا کر انہیل کیا۔۔
وہ وہی لڑکی تھی جواب سینے پر ہاتھ باندھے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔جب اس کا سانس بحال ہوا تو اس نے لڑکی کا شکریہ ادا کیا۔

تمہیں یہ کہاں سے ملا۔۔۔؟؟"ادھم نے سوال کیا۔"

تمہاری پاکٹ سے نکل کر کلاس روم میں گر گیا تھا۔۔میں نے اٹھا لیا۔۔" سوچا جب تمہیں ضرورت ہو گی تب دوں گی۔۔"وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔وہ مسکرا دیا۔

تمہارے ساتھ بیٹھ سکتی ہوں۔۔؟؟"اس نے پوچھا تو ادھم نے ہاں میں " سر ہلادیا۔وہ اس کے قریب بینچ پر بیٹھ گئی۔۔سامنے ہی کچھ فاصلے پر اسٹوڈنٹس کھیل رہے تھے۔

تم باقیوں سے اتنے الگ کیوں ہو؟؟" بالآخر اس نے پوچھ ہی لیا۔۔اس کی " بات سن کر ادھم مسکرادیا۔

میں الگ ہوں۔۔؟؟"اس نے الٹا سوال کیا۔"

نہیں تم عجیب ہو۔۔"اسکی شفاف رنگت دھوپ میں چمک رہی تھی۔۔وہ" ہنس دیا۔

عجیب کیسے ہوں؟؟"اس نے الٹا سوال کیا۔"

تم نے ابھی تک مجھے دوستی کی آفر نہیں کی اس لیے۔۔"وہ صاف گو"
تھی۔۔۔اور کافی دنوں سے انتظار کر کے تھک گئی تھی شاید اسی لیے خود آ گئی
تھی۔

کیونکہ مجھے خود پر اتنا بھروسہ ہے کہ لڑکیاں میری طرف خود بخود کھینچی"
"چلی آتی ہیں۔۔
لڑکی نے رخ موڑ کر اسے دیکھا۔۔اسکے رخ موڑنے پر اس کی پونی ٹیل نے
جھٹکا کھایا تھا۔

"خود پرست ہو۔۔"
ادھم کو سمجھ نہ آیا لڑکی نے تبصرہ کیا تھا یا سوال۔

"میرے خیال سے ہونا چاہیے۔۔۔اور جو انسان سب کا ہو جائے مجھے وہ چاہیے ہی نہیں۔۔"

لڑکی حیران تھی۔۔اس دبلے پتلے سے لڑکے کو جیسے اپنی ذات سے کچھ زیادہ ہی محبت تھی۔

"اینی وے۔۔۔میں تم سے کچھ پوچھنے آئی تھی۔۔کیا تم میرے رومیو بنو گے؟؟" ادھم کو تو حیرت کا جھٹکا لگا۔

"اصل زندگی میں نہیں پوچھ رہی۔۔۔ سکول کے فنکشن پر رومیو جولیٹ پلے میں کیا تم رومیو بننا چاہو گے؟؟"

اس نے پھر سے سوال کیا۔

اور جولیٹ کون ہے ؟؟" وہ حیرانی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ گڑبڑا کر الٹا "
سوال پوچھ لیا۔

"آفکورس میں۔۔۔ بھلا ہیزل کے علاوہ کون جولیٹ بن سکتا ہے ؟؟"
وہ اک ادا سے اپنی پونی ٹیل ہلاتی اٹھی اور چل دی۔۔ بنا اس کا جواب سنے۔

"مجھے جلدی انفارم کر دینا ورنہ۔۔۔"
وہ دور جاتی اونچی آواز میں بولی تھی جبکہ ادھم حیرت سے اس لڑکی کو جاتے دیکھ رہا تھا جسکے پاس آپشنز کی کمی نہیں تھی۔

✿••✿••✿••✿

رات کا نا جانے کونسا پہر تھا۔۔وہ سویا ہوا تھا پھر اچانک عجیب سے احساس سے اٹھ بیٹھا۔۔ایسا ہمیشہ سے ہوتا آیا تھا۔۔وہ کبھی گہری نیند نہیں سو پایا تھا کبھی نہیں۔۔۔ایک پل کے لیے بھی نہیں۔۔

اسی چھٹی حس اسے کسی خطرے سے آگاہ کر رہی تھی۔اسکے کان جیسے کہیں لگے ہوئے تھے۔۔پھر وہ بیڈ سے اتر آیا۔۔جوتا پہنا اور دروازے سے کان لگا کر کھڑا ہو گیا۔۔وہ کچھ سننے کی کوشش کر رہا تھا۔۔اسے کچھ آوازیں سنائی دیں۔۔یقیناً گھر میں کوئی تھا۔۔۔پورا گھر اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔۔اس نے گہرا سانس لیا اور پھر اپنے جوتے پہن کر چشمہ لگا تا بنا آہٹ کے دروازہ کھولتا کمرے سے باہر نکل آیا۔۔اس نے ہلکی زرد روشنی والے لیمپ کو بھی بجھا دیا تھا۔۔وہ سیڑھیوں کی جانب آیا اور جھانک کر دیکھا تو لاؤنج میں ٹارچ تھامے دو نقاب پوش گھوم رہے تھے۔۔یقیناً وہ وہاں چوری کے ارادے سے آئے تھے۔۔وہ اب لاؤنج میں رکھا قیمتی سامان اٹھا رہے تھے۔

انہیں کسی نے خبر دی ہو گی کہ یہ گھر خالی پڑا ہے۔۔تب ہی وہ لوگ وہاں آئے تھے یا پھر کسی ایک انسان کے ہونے سے کون ڈرتا ہے۔۔اس لیے آ گئے تھے۔

وہ سینے پر بازو جمائے انہیں دیکھنے لگا۔۔اب ان میں سے ایک آدمی لاؤنج میں کھلنے والے گیسٹ روم کا دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہا تھا جو لاکڈ تھا۔۔ایک نے ٹارچ تھامی تھی جبکہ دوسرا ہینڈل پر جھکا ہوا لاک توڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔وہ تسلی سے انہیں دیکھتا سیڑھیاں اترنے لگا تھا۔۔اس کی چال یا اس کے چہرے پر کہیں کوئی خوف نہیں تھا بلکہ اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک لیے وہ انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔۔

ہیلو۔۔۔"اس نے سیڑھیاں اترتے اونچی آواز میں کہا۔۔ویران گھر میں "اس کی آواز گونج گئی۔

وہ دونوں نقاب پوش ہڑ بڑا کر پلٹے۔۔ایک نے جانے کہاں سے گن نکال لی تھی۔

وہیں رک جاؤ۔۔"نقاب پوش نے گن اس پر تانتے کڑک دار آواز میں" کہا۔

وہ بنا سنے سیڑھیاں اترنے لگا۔۔۔

میں نے کہا رک جاؤ ورنہ گولی چلادوں گا۔۔"وہ غضب ناک تھا۔"

ارے یار لائیٹ تو آن کرلو۔۔مجھے اندھیرے میں صاف نظر نہیں آتا۔۔"""

وہ ان کی بات کو ہوا میں اڑاتے نیچے اتر آیا۔۔دونوں نقاب پوش اس کی جرأت پر حیران تھے۔۔وہ سیڑھیاں اتر کر دائیں جانب لگے سوئچ بورڈ کی جانب بڑھا۔وہ اتنا تو جان گیا تھا کہ نقاب پوش ابھی اناڑی تھے۔

اس نے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مار کر لائٹس جلادیں۔

وہ دونوں لڑکے اب بھی گن اس پر تانے کھڑے تھے۔

ہلنا مت۔۔" دوسرا نقاب پوش غرایا۔"

اس کمرے میں کچھ بھی نہیں ہے۔۔" وہ سکون سے کہتا لاؤنج میں رکھے" صوفوں کی جانب بڑھ گیا۔۔۔دونوں نقاب پوشوں نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔وہ صوفے کی جانب بڑھ رہا تھا جب ایک نقاب پوش نے ہاتھ میں پکڑا ایک بھاری قیمتی گلدان اسے زور سے دے مارا۔۔

وہ ہلا نہیں تھا۔۔ گلدان اس کی کمر پر لگا تھا اور نیچے گر گیا۔ وہ ٹس سے مس نہیں ہوا۔۔ صوفے کے قریب پہنچ کر اس نے پلٹ کر دیکھا۔۔

نقاب پوش یہ منظر دیکھ کر ساکت رہ گئے۔۔ کوئی اور ہوتا تو ابھی تک نیچے گرا کراہ رہا ہوتا۔۔ جبکہ وہ سکون سے کھڑا تھا۔۔ گلدان نیچے گرنے کے باعث زوردار آواز پورے گھر میں گونج گئی تھی۔

اس نے زمین پر پڑے گلدان کو دیکھا اور پھر نقاب پوشوں کو۔۔

"مرے ہوئے انسان کو کیا مارو گے تم لوگ؟؟" اس نے اتنے عجیب انداز میں کہا کہ وہ دونوں جو پہلے ہی گھبرا گئے تھے اب مزید ڈر گئے۔

"پر تم لوگ بتاؤ تم لوگوں کے ساتھ کیا کیا جائے۔۔ مارا جائے۔۔ پولیس کے حوالے کیا جائے یا پھر۔۔۔"

اس کا انداز ایسا تھا کہ نقاب پوشوں کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی محسوس ہونے لگی۔۔ گن ان کے ہاتھ میں تھی پر وہ ٹریگر نہیں دبا پا رہے تھے۔۔ جانے اس شخص میں ایسی کونسی کشش تھی جس نے دونوں کو باندھ دیا تھا۔۔ وہ چشمہ جمائے اب صوفے پر بیٹھ چکا تھا۔۔ جبکہ ایک نقاب پوش نے اپنا تھیلا نیچے واپس رکھ دیا۔۔ جس میں انہوں نے قیمتی سامان بھرا تھا۔

"تم لوگوں کو کوئی شک ہے تو ٹریگر دبا کر دیکھ لو پر اگر میں نہ مرا تو تم لوگ نہیں بچ پاؤ گے۔۔ لہذا میں تم دونوں کو مشورہ دیتا ہوں کہ الٹے پاؤں لوٹ جاؤ۔۔اور دوبارہ کبھی چوری کی طرف مت آنا۔۔"

عجیب پاگل انسان تھا گن پوائنٹ پر ہونے کے باوجود الٹا انہیں ہی مشورے دے رہا تھا۔ وہ صوفے پر بیٹھا اب گہری نظروں سے انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔

دونوں نقاب پوشوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔ایک دوسرے کو آنکھوں ہی آنکھوں میں کوئی اشارہ کیا۔۔۔جس کے ہاتھ میں گن تھی اس نے سامنے صوفے پر بیٹھے لڑکے کا نشانہ لیا اور ٹریگر دبا دیا۔۔

وہ چست لگاتا سائیڈ پر ہوا۔۔بنا آواز کے چلی ہوئی گولی سامنے دیوار میں لگی تصویر پر لگی۔۔تصویر نیچے گر گئی۔اگلے ہی پل وہ پھرتی سے ان کے سر پر پہنچ گیا۔۔۔گن نقاب پوش کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گئی۔۔

اس نے زوردار ہاتھ اسکی گردن پر مارا۔۔نقاب پوش کراہ کر گر گیا۔۔جبکہ دوسرا بھاگنے لگا۔۔اس نے اسکی پشت پر زوردار لات رسید کی وہ بھی منہ کے بل گرا۔

"مجھے لگتا ہے تم لوگوں کو عزت راس نہیں۔۔"

وہ مارشل آرٹ کا ماہر تھا شاید تبھی اتنی آسانی سے لڑ رہا تھا۔

اس سے پہلے کہ میں پولیس کو بلاؤں یہاں سے غائب ہو جاؤ۔۔"اس کے کہنے کی دیر تھی وہ دونوں گرتے پڑتے وہاں سے باہر کی جانب بھاگے۔

جبکہ اس نے دیوار پر لگی تصویر کو دیکھا۔۔۔اس پر لگا کانچ کا فریم ٹوٹ چکا تھا۔۔کانچ نیچے بکھر گیا تھا۔۔شال اوڑھے صوفے پر بیٹھا وہ شخص کوئی کتاب پڑھنے میں مگن تھا جب اس کی یہ تصویر لی گئی تھی۔۔

وہ نہایت حسین شخص تھا۔۔۔حشام جبیل۔۔۔

اس نے تصویر کو اٹھایا اور اسے لے کر صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔لاؤنج کی اس دیوار پر بہت ساری تصویریں لگی تھیں۔۔

آرجے، مکی، روحان جبیل، مستقیم اور سب سے حسین حشان جبیل۔۔۔

تینوں کی تصویروں سے یہ دیوار بھری ہوئی تھی۔۔

یہ گھر بھی تو ان کا ہی تھا۔۔جہاں وہ چوروں کی طرح رہ رہا تھا۔

✿••✿••✿••✿

وہ فارم سامنے رکھے، لیپ ٹاپ میں ایکسل کی شیٹ اوپن کیے لسٹ بنا رہی تھی۔۔ماثیل بہت خوش تھا۔۔وہ آگئی تھی۔۔۔اسے آنا ہی تھا۔۔

وہ سنجیدگی سے کام کر رہی تھی۔۔باہر پول کے پاس ہلکی دھوپ میں کرسیاں اور میز رکھی گئی تھیں۔۔جہاں وہ دونوں بیٹھے تھے۔جبکہ ماثیل ہتھیلی پر ٹھوڑی جمائے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

وہ سنجیدہ سی کام کرتی کتنی اچھی لگ رہی تھی۔۔اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا۔۔وہ پہلے سے تندرست تھی۔۔پر تھوڑا تھکی ہوئی تھی۔

اسے یوں گھورتا پا کر ایمان نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔وہ مسکرا دیا۔

کیا دیکھ رہے ہیں۔۔؟؟“اس نے ابرو اٹھائے پوچھا۔“

تمہیں۔۔۔اور صرف تمہیں۔۔۔" وہ مسکرایا۔اور پھر ایمان کی گھوری پر" سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"ویسے تھینک یو آنے کے لیے۔۔" اس نے خوش دلی سے کہا۔۔ جبکہ ایمان تیزی سے کام ختم کرنے کے چکر میں تھی۔وہ ماثیل کو کیا کہتی۔۔وہ ایسے ہی آج کل مسکراتا رہتا تھا۔۔مارتھا نے اس کا یہ نیا روپ دیکھا تھا۔۔وہ بہت خوش رہنے لگ گیا تھا۔۔مانو جیسے اسے پوری کائنات ملنے والی ہو۔
ایمان نے لسٹ فائنل کرتے اسے محفوظ کیا اور لیپ ٹاپ ماثیل کی جانب سرکا دیا۔

"یہ ہوگئی آپ کی لسٹ ریڈی۔۔ پینسٹھ اسٹوڈنٹس ہیں۔۔"

وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔۔اس نے لیپ ٹاپ بند کر دیا۔۔۔اسے دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا۔

وہ پھر اس کی جانب متوجہ ہوا۔

جاب کہاں شروع کی ہے؟؟" وہ اب سنجیدہ تھا۔"

ہے ایک کمپنی۔۔" ایمان نے بتانا ضروری نہیں سمجھا۔"

"تمہیں کیا ضرورت ہے جاب کرنے کی؟؟ میں ہوں ناں۔۔"

اسکی بات سن کر ایمان نے غور سے اسے دیکھا۔۔۔پھر وہ مسکرا دی۔۔۔ استہزائیہ مسکراہٹ۔۔وہ سمجھ نہ پایا۔

آپ ہیں تو اس کا مطلب ہے میں جاب نہ کروں۔۔؟؟" ایمان نے الٹا"
سوال کیا۔

میرا یہ مطلب نہیں تھا۔۔"اس نے صفائی دی۔"

آپ کا جو بھی مطلب تھا مسٹر ادھم۔۔میں آپ کی طرح اکیلی نہیں"
ہوں۔۔۔میری ایک فیملی بھی ہے اور میرا کوئی سرپرست بھی نہیں ہے۔۔
"جو میرا خرچہ اٹھا سکے۔۔اس لیے مجھے اپنے پیروں پر کھڑا ہونا ہے۔۔
وہ صاف گوئی سے بولی۔ جبکہ ماثیل لمحہ بھر کو خاموش ہوا۔ وہ اسے دیکھنے
لگا۔۔اس کے چہرے پر کچھ کھوج رہا تھا۔۔یوں جیسے سارے راز اس کے
خوبصورت چہرے پر نقش ہوں۔

میں خود چاہتا ہوں تم اپنے پیروں پر کھڑی ہو جاؤ۔۔ میں بس ویسے ہی کہہ رہا تھا کہ میرے ہوتے ہوئے تمہیں ضرورت نہیں ہے۔۔" وہ خاموش ہو گیا۔۔ مارتھا چائے کی ٹرے اٹھا لائی تھی۔۔ آج کل ماثیل بھی کافی چھوڑ کر چائے پی رہا تھا۔۔ اور وجہ ایمان تھی۔۔۔ صرف ایمان۔۔

ایمان کی نظریں اب پول میں تیرتی بطخوں پر جمی تھیں۔
وہ چائے رکھ کر چلی گئی تو ایمان نے ماثیل کی جانب دیکھا۔

"بہت بہت شکریہ پر میں اپنا خرچہ خود اٹھا سکتی ہوں۔۔" وہ مسکرائی۔ اور پھر چائے کا مگ اٹھا لیا۔۔ نظریں پھر سے پول پر جما دیں۔

"تمہیں پتہ ہے آج کل میری سب سے بڑی خواہش کیا ہے؟؟" ماثیل کا انداز ایسا تھا کہ ایمان نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔

وہ جینز شرٹ میں ملبوس تھا۔۔ بال سلیقے سے سیٹ تھے۔ وہ ہمیشہ کی طرح اچھا لگ رہا تھا۔

آج کل۔۔؟؟" مطلب آپ کی خواہشیں بدلتی رہتی ہیں۔۔؟؟" ایمان کا" انداز ایسا تھا کہ وہ مسکرا دیا۔ وہ لفظوں کو پکڑنا جانتی تھی۔۔ بھاپ اڑاتے کپ کے عقب سے جھانکتی اس کی ذہین آنکھیں ماثیل پر جمی تھیں۔

"ابھی تو لگتا ہے یہی سب سے بڑی ہے اور ہمیشہ رہے گی۔۔"
وہ پھر مسکرایا۔۔ ایمان خاموش نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

میں جب پاکستان میں تھا تب مجھے ایک پروسٹیٹیوٹ ملی۔۔ یو نو" طوائف؟؟" اس نے ایمان کو دیکھا۔۔ جیسے پوچھا ہو وہ طوائف کو جانتی ہے یا نہیں۔۔ وہ خاموش رہی۔

"اس کا شوہر ایک نشئی تھا۔۔اس نے محبت کی شادی کی تھی۔۔پر اس کا شوہر نشئی اور جواری نکلا۔۔وہ کمانا نہیں چاہتا تھا۔۔وہ کما ہی نہیں سکتا تھا۔۔ اور تمہیں پتہ ہے بنا پیسوں کے گزارا نہیں ہوتا۔۔۔محبت سے پیٹ نہیں بھرتا۔۔"

وہ رکا۔۔۔اب اس کی نظریں چائے کے مگ پر جمی تھیں۔۔۔ گرم ہونے کے باعث ایمان نے بھی مگ واپس میز پر رکھ دیا تھا۔

"جب اسے کہیں کام نہیں ملا تو وہ طوائف بن گئی۔۔اپنا اور اپنے شوہر کا پیٹ پالنے لگی۔۔اس کا شوہر نشہ کر کے سارا دن پڑا رہتا۔۔وہ اس کے لیے نشہ بھی لاتی اور اسے جواء کھیلنے کے پیسے بھی دیتی۔۔میں حیران ہوں۔۔"

وہ پھر رکا۔۔۔ جبکہ ایمان اب پوری توجہ سے کہانی سن رہی تھی۔۔۔وہ حیران تھی وہ کیسی لڑکی تھی جو محبت میں اس قدر اندھی ہو چکی تھی۔ کون عورت ایسے کرتی ہے۔۔؟؟

"ایک بار میں نے اس سے پوچھا کہ رَمشاء تم اپنے شوہر سے اتنی محبت کیسے کر سکتی ہو؟؟ کہ تم اسے خود نشہ لا کر دو۔۔اسے جواء کھیلنے دو۔۔؟؟ تو اس نے جواب دیا کہ محبت سب کروا دیتی ہے۔۔اور یقین کرو ایمان میں بہت حیران تھا کہ کوئی کسی سے اتنی محبت کیسے کر سکتا ہے؟؟"
حیران تو ایمان بھی ہوئی تھی پر اسے اب اس لڑکی پر افسوس ہونے لگا تھا۔۔

"میں نے اسے کہا آخر تم ہی اپنا جسم کیوں بیچتی ہو؟؟ یہ کام تمہارا شوہر بھی کر سکتا ہے۔۔ پھر تم ہی کیوں؟؟ پتہ ہے اس نے کیا جواب دیا۔۔؟؟"
اس نے نظریں اٹھا کر ایمان کو دیکھا۔۔دونوں کی نظریں ملیں۔

"اس نے کہا کہ میں یہ گوارہ نہیں کر سکتی میرے شوہر کو کوئی اور چھوئے۔۔۔میں اس سے بے انتہا محبت کرتی ہوں۔۔۔اس لیے میں خود یہ کام کرتی ہوں۔۔اور میں اسے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی۔۔اس لیے میں اسے نشہ بھی لا دیتی ہوں۔۔۔وہ کسی دوسری عورت کی طرف نہ جائے اس لیے میں اسے جواء کھیلنے کے بھی پیسے دیتی ہوں۔۔۔"

وہ بولتے بولتے رکا۔۔۔ایمان کی نظریں اس پر ہی جمی تھیں۔

"کیا کوئی کسی سے اتنی محبت بھی کر سکتا ہے؟؟ مجھے اس مرد کی قسمت پر رشک آتا تھا جس کی بیوی وہ رمشاء تھی۔۔"

اس نے گہرا سانس لیا اور چائے کا مگ اٹھا کر لبوں سے لگا لیا۔

"یہ کہانی سنانے کا مقصد کیا ہے؟؟" ایمان کے چہرے پر الجھن تھی۔

میں چاہتا ہوں کوئی مجھ سے ایسی محبت کرے۔۔بے پناہ محبت۔۔۔"وہ"
فوراً بولا۔

یعنی آپ سے محبت کرنے والی کو آپ کے لیے اگر طوائف بننا پڑے تو آپ"
"کو کوئی اشو نہیں؟؟
اس نے طنزیہ لہجے میں چوٹ کی۔

تم سمجھی نہیں ہو ایمان۔۔۔دیکھو۔۔فرض کرو میں ایک نشئی ہوں۔۔"
اور مجھے نشے کی شدید طلب ہو رہی ہو۔۔میرا نشہ چھڑانے کے لیے مجھے
میری ماں نے ہسپتال میں داخل کرا دیا ہے۔۔اور میری حالت ایسی ہے کہ
"اگر میں نے ذرا سا بھی نشہ کیا تو میں مر سکتا ہوں۔۔تو تم کیا کرو گی؟؟
اس نے ایمان سے پوچھا۔

"جس جس کو آپ سے محبت ہو گی وہ سب یہی چاہیں گے کہ آپ ٹھیک ہو جائیں۔۔"

ماثیل بے ساختہ ہنس دیا۔

"دیکھا یہی فرق ہے۔۔ میری ماں چاہے گی میری جان بچ جائے۔۔ وہ مجھے نشہ کرنے نہیں دے گی۔۔۔ وہ سب لوگ جو مجھ سے محبت کرتے ہیں۔۔ وہ ایسا نہیں چاہیں گے۔۔ یہ ان کی مجھ سے محبت ہے۔۔۔ پر ایک محبت اور بھی ہوتی ہے۔۔ ان کنڈیشنل۔۔ میں چاہتا ہوں تم مجھ سے ویسی محبت کرو کہ بستر مرگ پر اگر میں تم سے ڈر گز مانگوں تو تم میری تکلیف، میری تڑپ نہ دیکھ پاؤ اور میرے لیے ڈر گز لے آؤ۔۔۔"

کیا ڈیمانڈ کی تھی اس نے۔۔ جانے یہ کونسی محبت تھی۔۔۔ ایمان ساکت رہ گئی۔۔۔ اسے اپنے اندر سنسنی سی دوڑتی محسوس ہوئی۔۔ وہ دھواں دھواں سا چہرہ اسے دیکھ رہی تھی جس کی محبت کے اصول ہی الگ تھے۔

"میں چاہتا ہوں تم مجھ سے ویسی محبت کرو کہ بستر مرگ پر اگر میں تم سے ڈر گز مانگوں تو تم میری تکلیف، میری تڑپ نہ دیکھ پاؤ اور میرے لیے ڈر گز لے آؤ"۔۔۔

کیا ڈیمانڈ کی تھی اس نے۔۔ جانے یہ کونسی محبت تھی۔۔۔ ایمان ساکت رہ گئی۔۔۔ اسے اپنے اندر سنسنی سی دوڑتی محسوس ہوئی۔۔ وہ دھواں دھواں سا چہرہ اسے دیکھ رہی تھی جس کی محبت کے اصول ہی الگ تھے۔

اوران لوگوں کا کیا جو آپ سے محبت کرتے ہیں۔۔ آپ کی بھلائی چاہتے ہیں۔۔؟؟"

آئی ڈونٹ کیئر۔۔۔" اس نے لاپرواہی سے جواب دیا۔ ایمان کے لیے سانس لینا مشکل ہو گیا تھا۔

"حد سے زیادہ خود غرض ہیں آپ۔۔" وہ رخ موڑ گئی اور سانس لینے کی کوشش کی۔۔ گہرا سانس۔۔۔ ذہن ماضی میں الجھنے لگا تھا۔۔

"ہر انسان خود غرض ہوتا ہے۔۔ تم بھی تو ہو۔۔ تم بھی کسی ملحد یا کسی منکر سے شادی نہیں کرو گی۔۔ کیونکہ وہ تمہارے معیار پر پورا نہیں اترتا۔۔ ہر انسان خود غرض ہوتا ہے ایمان۔۔ فرق صرف یہ ہے میرے جیسا انسان صاف گوئی سے کام لیتا ہے۔۔" وہ کہہ تو سچ ہی رہا تھا۔ پر سچ کڑوا تھا۔ جبکہ وہ

خاموش رہی۔۔۔دماغ پر جیسے ہتھوڑے پڑ رہے تھے۔۔دور کہیں سرخ ٹائیلوں والے صحن کے گھر میں ایسا ہی شخص تھا جس نے پورے خاندان کا جینا حرام کر رکھا تھا۔۔

عبداللہ شہاب۔۔خود غرضوں میں ایک خود غرض۔۔خود پرستوں میں ایک خود پرست۔۔

کیا سوچ رہی ہو۔۔؟؟"اسے کسی گہری سوچ میں غرق دیکھ کر ماثیل نے" اسے پکارہ۔وہ چونک گئی۔۔جیسے کسی خواب سے باہر نکلی ہو۔۔برے خواب سے۔۔۔چہرے کی رنگت بدلنے لگی تھی۔

مجھے جانا ہے۔۔"وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔۔چائے ویسے ہی چھوڑ دی۔"

"مجھے کسی کی پرواہ نہیں ہے۔۔ کسی کی نہیں۔۔"

عبداللہ شہاب کی نفرت بھری پکار اس کی سماعت سے بار بار ٹکرا رہی تھی۔

ایمان۔۔۔ کیا ہوا؟؟" وہ بھی فوراً اٹھا۔"

میں تھک گئی ہوں۔۔ مجھے جانا ہے۔۔۔" وہ حال میں رہنے کی کوشش کر" رہی تھی پر عبداللہ شہاب اسے ماضی میں کھینچ رہا تھا۔۔۔ وہ شخص جس سے وہ سب سے زیادہ نفرت کرتی تھی۔۔ اسے لگا تھا وہ مزید یہاں بیٹھی تو مر جائے گی۔

ایمان رکو تو۔۔" وہ اسے پکارتا رہ گیا۔۔ جبکہ ایمان اپنا بیگ سنبھالتی بھاگنے" کے انداز میں اس سے دور ہوتی گئی۔۔

ماثیل نے افسردہ نگاہوں سے اسے خود سے دور جاتے دیکھا تھا۔

✿••✿••✿••✿

رومیو نے ہاں کر دی تھی۔۔ پہلی بار وہ سکول کی کسی تقریب میں حصہ لے رہا تھا۔۔اس کی ایکٹنگ اچھی تھی۔۔ جب وہ پلے کی ریہرسل کر رہے تھے ادھم ایکٹنگ سے زیادہ ڈائریکشن پر فوکس کر رہا تھا۔۔ وہ ہر چیز پرفیکٹ چاہتا تھا۔۔ وہ آج کل خوش تھا۔۔ وہ دل سے سارے کام کر رہا تھا۔۔اس نے آج کل مجسمہ سازی پر سے بھی توجہ ہٹائی ہوئی تھی۔۔

دس دن۔۔۔دس دن اس نے اپنے پلے کو دیے تھے۔۔ ہیزل ایکٹنگ میں بہترین تھی۔۔اسے سکول کے سبھی ٹیچرز ایکٹنگ کی طرف جانے کا کہہ رہے تھے۔۔ وہ جتنی خوبصورت تھی اتنی ہی قابل بھی تھی۔۔۔ دونوں ایک دوسرے کی طرف تیزی سے اٹریکٹ ہوئے تھے۔۔۔

اور پھر دس دنوں بعد رومیو جولیٹ کو دیکھ کر پورا اسکول حیران رہ گیا۔۔

دونوں کے ڈائیلاگز۔۔۔دونوں کی باڈی لینگوئج بہترین تھی۔وہ اسٹوڈنٹس کم جبکہ اداکار زیادہ لگ رہے تھے۔

اور یہاں سے دونوں کی دوستی کی شروعات ہوئی تھی۔۔ہیزل اپنے کیریئر کو لے کر بہت سنجیدہ تھی۔دونوں نے سکول ایک ساتھ پاس کیا اور پھر ایک ہی کالج میں ایڈمیشن لے لیا۔۔ادھم اب اپنی پڑھائی پر زیادہ توجہ دینے لگا تھا۔۔

تم کیا بننا چاہتے ہو؟؟"وہ دونوں کیفے میں بیٹھے تھے جب ہیزل نے" پوچھا۔اس کے کھلے بال کندھوں پر بکھرے تھے۔۔وہ فرسٹ ایئر میں تھی پر کسی یونیورسٹی اسٹوڈنٹ سے زیادہ سمجھدار تھی۔

گھر والے چاہتے ہیں میں ڈاکٹر بنوں اور اس فیلڈ میں بہت آگے جاؤں۔۔۔ایک کامیاب سرجن۔۔۔" وہ ہنس دیا۔

"اور تم کیا چاہتے ہو؟؟"

اس کے سوال پر ادھم نے سر اٹھا کر ہیزل کو دیکھا۔

ایک بت ساز۔۔۔" وہ گویا ہوا۔

ضرور بننا۔۔ فیملی جائے بھاڑ میں۔۔" وہ اپنے فیملی سے نفرت کرتی تھی۔۔۔زیادہ تر غصے میں رہتی تھی۔

اور تم کیا بننا چاہتی ہو؟؟" اب کی بار ادھم نے پوچھا۔

"میرے باپ کو جلا کر راکھ کر دے۔۔۔ میں وہ بننا چاہتی ہوں جو میری فیملی کو تکلیف دے، درد دے۔۔۔ سب کو بھسم کر دے" اس نے کس قدر خوفناک انداز میں کہا تھا کہ ادھم چونک گیا۔۔۔ وہ خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ ظالم بھی تھی۔ اس کا چہرہ سپاٹ تھا۔۔ تاثرات سے عاری۔۔۔ البتہ آنکھوں میں شعلے لپک رہے تھے۔

"اسکا کیا مطلب ہوا۔۔؟؟" وہ الجھا۔۔

"یہی کہ کوئی پتہ نہیں۔۔ ڈاکٹر بننے آئی ہوں پر لگتا نہیں بن پاؤں گی۔۔" وہ مسکرادی۔۔۔ چہرے کے تاثرات فوراً ہی نرم پڑ گئے۔ جبکہ ادھم پل پل رنگ بدلتی ہیزل کو دیکھ کر وہ گیا تھا۔۔ جس کے ارادے وہی جانتی تھی۔

✿••✿••✿••✿

وہ دوبارہ سو نہیں پایا تھا۔۔ پزل باکس کو ہاتھ میں تھامے خاموشی سے لاؤنج کے صوفے پر بیٹھا رہا۔۔

اسکا پزل باکس۔۔۔ جسے کھولنے کی کوشش میں وہ لگا ہوا تھا۔۔ ایک دروازہ کھل چکا تھا اب سامنے گھڑی تھی۔۔۔ کوئی وقت درکار تھا۔۔

ایسا وقت جسے وہ گھڑی پر لاتا تو ایک تالا مزید کھل جاتا۔۔ وہ الجھا ہوا تھا۔۔

تھک گیا تھا۔۔ اس نے پزل باکس صوفے پر رکھا اور صوفے کی پشت سے گردن ٹکا دی۔۔ اس کا چہرہ اب اوپر کی جانب تھا۔۔

وہ خاص وقت کونسا تھا جسے اس پزل باکس پر رقم کر دیا گیا تھا۔۔ وہ سوچ رہا تھا۔۔۔ اچانک فجر کی اذان اس کی سماعت سے ٹکرائی۔۔ فجر کا وقت ہو چکا تھا۔۔ وہ چونک کر سیدھا ہو بیٹھا۔۔

مؤذن پورے جذب سے اذان دے رہا تھا۔۔پہلے پہر کی اس خاموشی میں سنائی دیتی خوبصورت اذان کی آواز اسے سکون پہنچانے لگی۔۔اس کی آنکھیں اب بند ہونے لگی تھیں۔

اچانک وہ چونک گیا۔۔

"پہلا پہر۔۔۔" وہ بڑبڑایا۔۔"

"سات پہروں کی کہانی۔۔"

اذان ہو چکی تھی۔۔اس نے پزل باکس اٹھالیا۔عجیب وغریب سا پزل باکس جسے وہ لمبے عرصے سے سلجھانے کی کوشش میں تھا۔

"پہلا پہر کیا تھا۔۔؟؟کیا ہو سکتا تھا۔۔؟؟"

اس کی نظریں لکڑی کے پزل باکس پر جمی تھیں۔

ایک اشارہ مل چکا تھا۔۔وہ تیزی سے اٹھا۔۔۔نماز پڑھنے مسجد جانے کا ارادہ کرتے وہ سیڑھیاں پھلانگتا اوپر اپنے کمرے میں آیا۔۔

پزل باکس کو وہیں چھوڑ کر جیکٹ پہنتے وہ کمرے کو لاک کرتے اب تیزی سے مسجد کی جانب رواں تھا۔۔۔اسکا ذہن جو کچھ دیر پہلے تھکا ہوا تھا اب تیزی سے کام کر رہا تھا۔

✿••✿••✿••✿

آخر مسٹر ماثیل جیت ہی گئے۔۔۔ایما جان محبت کے آگے بڑے بڑے ہار جاتے ہیں۔۔"روز بہت خوش تھی۔۔اسے تو یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔۔

جبکہ ایمان خاموش بیٹھی تھی۔۔اس کی آنکھیں سرخ تھیں۔۔اسے مائیگرین ہو رہا تھا۔۔۔ مسلسل سوچنے اور لیپ ٹاپ پر کام کرنے کی وجہ سے مائگرین کا اٹیک ہوا تھا اور اب وہ تکلیف میں تھی۔

تم نے بہت اچھا کیا ایما۔۔ مسٹر ماثیل تمہیں بہت خوش رکھیں گے۔۔ایم سو ہیپی۔۔" وہ اس کا گال چومتے بولی۔ جبکہ ایمان نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کی۔ وہ اسے کیسے سچ بتاتی۔۔؟؟ وہ اپنے راز اپنے تک رکھتی تھی پھر روز کو کیسے بتا دیتی؟؟ وہ بھی اتنی بڑی بات۔۔۔

گھوم پھر کر دماغ ایک ہی جگہ پر رکتا تھا کہ اسے جاب کرنی تھی اور جلد از جلد حشام جبیل کے پیسے واپس لوٹانے تھے۔

روز اپنے جوش میں جانے کیا کیا بول رہی تھی جبکہ ایمان خالی خالی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔اور ذہن کہیں اور الجھا تھا۔۔

کیا ہو گا جب روز کو حقیقت پتہ چلے گی۔۔۔؟؟

✿••✿••✿••✿

وہ آئینے کے سامنے بیٹھی تھی۔۔۔ غور سے اپنا جائزہ لے رہی تھی۔۔اس کی سبز آنکھوں کے نیچے گہرے ہلکے پڑے ہوئے تھے۔۔اس کی رنگت بھی پہلے کی نسبت ماند پڑ چکی تھی۔۔۔وہ ایک ماڈل تھی اسے اپنا بہت سارا خیال رکھنا پڑتا تھا۔۔ لیکن اس کی ڈرنک کی عادت نے اس کی صحت کو بری طرح متاثر کیا تھا۔۔اس نے کیبن سے سگریٹ کا پیکٹ نکالا۔۔ سگریٹ نکال کر لبوں میں دبایا اور لائٹر جلایا وہ سگریٹ سلگھانے ہی والی تھی کہ اسکی سماعت سے عبدل کا جملہ ٹکرایا۔

آئندہ سموکنگ نہیں کرو گی۔۔" اس کے ہاتھ تھم گئے۔۔اس نے"
سگریٹ پھینک دیا۔

وہ عبدل کو پچھلے دو سالوں سے جانتی تھی۔۔ لیکن اسے آج تک سمجھ نہیں پائی تھی۔۔ وہ پل پل رنگ بدلتا تھا۔۔اس نے ایک مہینہ بھی جاب نہیں کی تھی جب ہیزل نے اسے ڈرائیور رکھا تھا۔۔ وہ ماڈل تھی اسے شوٹنگ کے سلسلے میں دوسرے ملکوں اور شہروں میں آنا جانا پڑتا تھا۔۔اس نے ایک پراجیکٹ کیا تھا جس سے وہ سپر اسٹار بن گئی تھی۔۔ ہیزل اس انڈسٹری میں بہت سوچ سمجھ کر چلی تھی۔۔اس نے یہ سب حاصل کرنے کے لیے بہت محنت کی تھی۔۔ وہ زیادہ کام نہیں کرتی تھی اس کے اسٹنڈرڈ بہت ہائی تھے۔ وہ دو چار مہینوں میں کسی برانڈ کے لیے شوٹ کرتی اور پھر آگ لگا دیتی تھی۔۔ وہ میڈیا سے بچ کر رہتی تھی پر جب اس کا دماغ گھومتا تھا وہ زبان پر کنڑول نہیں رکھ پاتی تھی۔۔۔اور پھر منہ پھٹ ہیزل اخبار کی سرخی بن جاتی

تھی۔اس نے جہاں دوست نہیں بنائے تھے وہاں اسے لگتا تھا اس کے دشمن بھی کم ہی تھے۔۔۔پر وہ حقیقت سے ناواقف تھی۔

اس نے ہر وہ پراجیکٹ ٹھکرا دیا تھا جہاں اسے کسی خطرے کا احساس ہوتا تھا۔۔۔ہیزل ملک نام ہی کافی تھا اس کے پاس پراجیکٹ خود آتے تھے۔۔ اس نے کسی اڈوائزر کو نہیں رکھا تھا۔۔وہ کام خود چنتی تھی۔۔اور جہاں سے عزت اور نفس کا سودا دکھائی دیتا وہ ٹھکرا دیتی تھی۔

وہ شوٹ کے بعد باہر بھی کم ہی نکلتی تھی۔۔زیادہ وقت اپنے بنگلے نما گھر میں گزارتی اور نشے میں بے سدھ رہتی تھی۔۔ایک ہی انسان اس کا خیر خواہ تھا اور وہ شالی تھی۔۔جو اس کے ہر کام کا خیال رکھتی تھی۔۔اس کے اسکن ٹریٹمنٹ سے لے کر اس کے کھانے پینے تک کو وہ دیکھتی تھی۔۔۔اس وقت بھی شالی اسے کسی اچھے اسکن ٹریٹمنٹ کا بتا رہی تھی وہ اس کی بکنگ کروا چکی تھی۔

آج کل ہیزل ڈرنک کم کرتی تھی پر وہ سو نہیں پاتی تھی۔۔۔کئی کئی گھنٹے ٹھنڈے فرش پر لیٹی رہتی تھی۔یہ اس کی ہمیشہ سے عادت تھی۔۔۔وہ اپنے جلتے وجود کو ٹھنڈک پہنچانا چاہتی تھی۔۔پر آج تک کامیاب نہیں ہوئی تھی۔ جب سے عبدل آیا تھا کافی کچھ بدل گیا تھا۔۔وہ پچھلے چھ مہینے سے نیویارک میں تھی اس کی شخصیت کو دیکھتے ہوئے اسے بڑا رول ملا تھا۔۔مین لیڈ کا۔۔۔ اور ہیزل نے یہ دوسرا پروجیکٹ کیا تھا جو اسے پسند آیا تھا۔۔اور جب وہ واپس آئی تو عبدل اسے ایک باکسر کے روپ میں ملا تھا۔۔

اسے آج بھی یاد تھا اس نے روتے ہوئے عبدل سے شادی کا کہا تھا پر عبدل نے صاف انکار کر دیا تھا۔۔وہ ایسا لڑکا نہیں تھا جو اس پر رحم کھا کر اس سے شادی کر لیتا۔۔اس پر ہیزل کے حسن کا جادو بھی نہیں چلا تھا۔۔وہ اسے اس کی حدود تک رکھنا جانتا تھا۔۔پر ہیزل کی سوئی عبدل پر اٹک چکی تھی۔

اس کا نیا پروجیکٹ بہت جلد ریلیز ہونے والا تھا اور وہ جو کافی وقت سے کوئی کام نہیں کر رہی تھی جانتی تھی ایک بار پھر سے اسکرین پر چھا جانے والی

تھی۔۔۔اور اس کے لیے ضروری تھا اب وہ خود پر توجہ دیتی۔۔ہر ماڈل اور اداکارہ کے لیے یہ لازمی ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو پرفیکٹ رکھے۔۔۔ آنکھوں کو جلا بخشنے والا وجود بنائے رکھے۔

اس نے عبدل کے کہنے کے بعد سموکنگ نہیں تھی۔۔انکا رشتہ بہت ہی عجیب سا تھا۔۔نہ وہ اس کی دوست تھی اور نہ اجنبی۔۔۔

اور پھر عبدل کی زندگی میں جانے کہاں سے ایمانے آگئی اور عبدل کا اس سے رشتہ بھی عجیب تھا۔۔۔کچھ دوستی کا تھا۔۔پھر عبدل نے دوستی بھی ختم کر دی۔۔

عجیب پاگل لڑکا تھا سارے رشتے ختم کر دیتا تھا۔۔ہر وہ رشتہ جہاں اسے اپنا آپ کمزور پڑتا محسوس ہوتا تھا۔۔۔وہ گہرا سانس لیتے اٹھی اور شالی کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہو گئی۔۔۔۔

✿••✿••✿••✿

سلفائٹس اور برومائڈز

آج اس کا یونیورسٹی میں دوسرا دن تھا۔۔وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آج ہال اسٹوڈنٹس سے بھرا پڑا تھا۔۔اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔۔یعنی اس کی بات اسٹوڈنٹس تک پہنچ گئی تھی۔وہ کافی پرجوش لگ رہا تھا۔۔۔جینز پر سادہ شرٹ اور جیکٹ پہنے آج پھر وہ لڑکیوں کے دل میں اتر رہا تھا۔۔اس کے ہاتھ میں آج بھی پزل باکس تھا۔۔وہ ڈائز سے ٹیک لگائے کھڑا تھا اور پزل باکس کو گھما رہا تھا۔۔ہال تیزی سے بھرتا جا رہا تھا۔۔سب کرسیاں فل ہو گئیں تو اسٹوڈنٹس نے نیچے بیٹھنا شروع کر دیا تھا۔۔
پوری یونیورسٹی میں ایک ہی بات گھوم رہی تھی کہ کوئی حاد نام کا نیا لڑکا آیا ہے۔۔وہ سب Cool ۔۔۔جانے کون ہے کہاں سے آیا ہے پر وہ بہت سمجھتا ہے۔۔۔اور یہی دیکھنے باقی اسٹوڈنٹس بھی آئے تھے۔اس نے کلائی پر بندی گھڑی دیکھی۔۔جب وقت ہو گیا تو وہ سیدھا ہوا اور چلتا ہوا اسٹیج پر

درمیاں میں آکر کھڑا ہو گیا۔۔۔ پزل باکس کو وہ ڈائز پر رکھ آیا تھا۔۔اس کے پیچھے پراجیکٹر آن ہوا تھا جس پر صاف لکھا نظر آرہا تھا۔۔ سلفائٹس اینڈ برومائیڈز!

یعنی آج کا دن وہ مزید دلچسپ بنانا چاہتا تھا۔

جب سارے اسٹوڈنٹس بیٹھ گئے تو اس نے ہال میں نظریں جمائیں۔۔۔

مائیکروفون اٹیچ تھا۔۔

''آپ میں سے کتنے لوگ سلفائٹ تھیوری کو جانتے ہیں اور خود کو سلفائٹ مانتے ہیں۔۔؟؟''

اس نے پہلا سوال پوچھا۔۔ہال میں خاموشی چھائی رہی۔کوئی نہیں بولا۔۔

یعنی آپ سب لوگ بروِمائڈز ہیں۔۔؟؟" اس نے تعجب کیا۔ تبھی "
اسٹوڈنٹس نے ہاتھ کھڑے کرنے شروع کیے۔۔
کچھ لوگ ہی اس تھیوری سے واقف تھے۔۔اس نے ایک اسٹوڈنٹ کو
مائیک پکڑانے کا اشارہ کیا۔

آپ سلفائٹس کے بارے میں کیا جانتے ہیں۔۔؟؟؟" اس نے لڑکے "
سے سوال پوچھا۔

آرجے۔۔۔" لڑکے نے یک لفظی جواب دیا۔اور وہ مسکرا دیا۔ "

آرجے سلفائٹ تھا۔۔" کافی دیر اس مسکان نے اس کے چہرے کا احاطہ "
کیے رکھا۔یعنی آج بھی سلفائیٹ کی پہچان آرجے تھا۔

سلفائٹس وہ خاص لوگ ہوتے ہیں جو باقیوں سے ہٹ کر چلتے ہیں۔۔۔" باقیوں سے الگ سوچتے ہیں باقیوں سے الگ کرتے ہیں تو اب آپ لوگ بتائیں آپ میں سے کون کون سلفائیٹ ہے۔۔؟؟"

اور اس بار پورے ہال نے ہاتھ کھڑے کر لیے۔۔آج کے سشین کی ریکارڈنگ بھی جاری تھی پر کیمرے کا رخ صرف اسٹیج کی جانب تھا۔۔ اسٹوڈنٹس کا چہرہ نہیں ریکارڈ کیا جا رہا تھا۔سب کے کھڑے ہاتھ دیکھ کر وہ پھر سے مسکرا دیا۔

"چلیں سب باری باری بتائیں کہ آپ میں کیا خاص بات ہے اور آپ لوگ کیا خاص کام کرتے ہیں۔۔۔" دائیں جانب بیٹھی پہلی لڑکی کو مائیک تھمایا گیا۔۔جینز شرٹ پہنے جو حاد کو پر شوق نگاہوں سے دیکھ رہی تھی وہ اس کے بلانے پر خوشی سے پھولے نہ سمائی اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں ولوگر ہوں۔۔ میرے دو لاکھ فالورز ہیں۔۔"

لڑکی کی بات سن کر ہال سے دبی دبی ہنسی کی آواز گونجی۔۔ یہ وہ لوگ تھے جو سلفائیٹ کا اصل مطلب جانتے تھے۔

"آپکی ولوگنگ میں کوئی خاص قابل ذکر بات؟؟ جو آپ کو باقی ولوگرز سے الگ بنائے۔۔؟؟" حادنے اگلا سوال کیا۔۔ لڑکی سوچ میں پڑ گئی۔۔۔ ایسا تو کچھ بھی نہیں تھا۔

"آپ کو لگتا ہے آپ سلفائیٹ ہیں؟؟" اس بار لہجہ تھوڑا طنزیہ تھا۔

"میرے دولاکھ فالورز ہیں۔۔" لڑکی نے سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ جواب دیا۔

محترمہ کیا سکھایا آپ نے اپنے دو لاکھ فالورز کو؟؟یوٹیوب بھرا پڑا ہے" ایسی ویڈیوز سے۔۔یہ کام پاکستان میں اب نیا ہے جبکہ باقی دنیا میں پرانا ہو چکا ہے۔۔"

اور پھر سناٹا چھا گیا۔۔۔

"اور کوئی۔۔۔جو خود کو سلفائیٹ سمجھتا ہے۔۔؟؟"

اس بار ایک لڑکا اٹھا۔

میں ایک سنگر ہوں۔۔"لڑکے نے فخر سے بتایا۔حاد کے جبڑے بھنچ گئے۔

"نیکسٹ۔۔۔؟؟"

"میں ایک آرٹسٹ ہوں۔۔"

"نیکسٹ۔۔"

ایسے اور اس جیسے کئی جواب۔۔۔لوگوں کو پتہ ہی نہیں تھا۔

میں ہمیشہ سوچتی ہوں آخر پاگل خانے سلفائیٹس سے کیوں بھرے ہوتے ہیں۔۔؟؟" ایک لڑکی بولی تھی۔
اور حادر ک گیا۔

"کیونکہ ہمارا معاشرہ خاص لوگوں کے لیے تیار ہی نہیں کیا گیا۔۔"
اسے افسوس ہو رہا تھا۔۔اسٹوڈنٹس کے حالات اس کی سوچ سے بھی زیادہ خراب تھے۔اسلام کو تو چھوڑو وہ مغرب سے متاثر ہونے باوجود بھی ویسے

کے ویسے تھے۔۔۔ برومائڈز۔۔۔عام سے بھی عام تر۔۔ جن کی سوچ سوشل می-ڈیا تک محدود تھی۔۔ جنہیں کچھ نہیں پتہ تھا دنیا میں کیا ہو رہا تھا۔۔؟؟

تو پھر پاکستان جیسے ملک میں رہ کر ہم کیسے خاص سوچ سکتے ہیں؟؟" ایک" لڑکا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

بالکل ویسے ہی جیسے پاکستان جیسے ملک میں رہ کر آپ ولوگر بن سکتے" ہیں۔۔۔ سنگر بن سکتے ہیں اور آپ سارے گناہ آسانی سے کر سکتے ہیں۔۔
"بالک ویسے ہی۔۔
وہ سرد لہجے میں بولا۔۔ کل کی نسبت آج اس کا انداز بدلا ہوا تھا۔۔اور یہ ضروری تھا کیونکہ وہ انہیں جھنجھوڑنے آیا تھا لوری سنا کر سلانے نہیں۔

"آپ کو کیا پتہ ہم کیسے رہ رہے ہیں اس ملک میں ۔۔ آپ تو لندن سے آئے ہیں اور آ کر ہمیں سوچ بدلنے کا کہہ رہے ہیں ۔۔ آپ یہاں رہیں تو آپ کو پتہ چلے ۔۔"

اسٹوڈنٹس کی عزت نفس مجروح ہو گئی تھی بھئی ۔۔ انکا طنز کرنا تو بنتا تھا ۔۔ وہ مسکرا دیا۔

"میں مغرب سے آیا ہوں پر میں نے یہ تھوڑی کہا کہ میں مغرب سے متاثر ہوں ۔۔" وہ اب مسکراتے بول رہا تھا۔

"پر اس ملک میں سب سے بڑا مسئلہ تو ہمارا مذہب ہے۔ جس نے ہمارا سانس بند کیا ہوا ہے ۔۔ ایسے گھٹ گھٹ کر کون جی سکتا ہے ۔۔ یہ نہ کرو وہ نہ کرو ۔۔ اور کیا کریں ہم ؟؟" وہ تپ گئے تھے ۔۔ لوہا گرم ہو چکا تھا ۔۔ اور یہی وہ چاہتا تھا۔

اسلام اور پاکستان کو چھوڑیں آپ لوگ۔۔ آپ لوگوں کو مغربی معاشرہ''
پسند ہے نا۔۔ آپ لوگوں نے ان کے رہن صحن کو پوری طرح اپنا لیا ہے۔۔
جب امی ابو مام ڈیڈ بن گئے ہیں۔۔ جب لڑکی لڑکا لیو نگ ریلشن شپ میں رہ
سکتے ہیں۔۔ جب یونیورسٹیز میں ڈرگز اور ڈانس عام ہو گیا ہے۔۔ جب پردہ
اتار کر لڑکیوں نے مغربی لباس کو اپنی زینت بنا لیا ہے۔۔ جب ہم نے انگلش
بولنا سیکھ لی ہے۔۔ جب ہم نے گوروں کے ساتھ کام کرنا شروع کر دیا
ہے۔۔ جب ہم پڑھائی کرنے باہر جا سکتے ہیں۔۔ جب ہم دوسرے مذہب
کے انسان سے شادی کر سکتے ہیں تو۔۔ جب ہم نے کلب اور کسینو ہم عام
کر دیے ہیں۔۔ تو پھر کیوں ہم گوروں کی اس سوچ سے متاثر نہیں ہو پائے جو
انسان کو چاند پر لے گئی ہے ؟؟ کیوں ہم نے صرف اپنا لباس، اپنا رہن سہن
تبدیل کر لیا ہے جبکہ سوچ کو وہی 'چھوٹی سوچ' رہنے دیا ہے۔۔ ؟؟ آخر
''کیوں۔۔

وہ ایک ہی سانس میں اتنا کچھ کہہ گیا تھا۔ سناٹا مزید بڑھ گیا۔

”آپ لوگوں کو اسلام کول نہیں لگتا آپ لوگ اسی لیے اس سے دور ہیں پر نہیں کہ اسلام اور قرآن کی Cool حقیقت تو یہ ہے آپ لوگ اتنے حکمت تک پہنچ سکیں۔۔ آپ لوگوں نے اپنی سوچ کو بس اتنا سا بدلا ہے کہ آپ لوگ خدا کو ڈھونڈنے کی بجائے اس سے انکاری سے ہو گئے ہیں۔۔۔ واہ۔۔“ وہ استہزائیہ ہنسا۔

”گوروں نے اپنی کتاب سے Genesis اینڈ یو نو واٹ۔۔ کی صرف پانچ آیتوں سے کائنات کا راز پالیا ہے۔۔۔ ارے کہاں دور ہوئے ہیں وہ اپنے مذہب سے ؟؟ وہ لوگ تو خدا ڈھونڈنے نکلے ہوئے ہیں۔۔ کس نے کہہ دیا آپ لوگوں سے کہ وہ لوگ خدا پر یقین نہیں رکھتے۔۔ وہ تو اب ہمارے خدا کو ڈھونڈ رہے ہیں۔۔۔ ؟؟“

Genesis 1:1-5 NIV

In the beginning God created the heavens and the earth. Now the earth was formless and empty, darkness was over the surface of the deep, and the Spirit of God was hovering over the waters. And God said, “Let there be light,” and there was light. God saw that the light was good, and he separated the light from the darkness. God called the light “day,” and the darkness he called “night.” And there

was evening, and there was morning—

the first day.

یہ پانچ آیتیں جس سے انہوں نے آسمان زمین کی پیدائش کو سمجھ لیااور اب
"وہ گوراہماری کتاب قرآن پاک لیے بیٹھا ہے۔۔ خداڈھونے نکلا ہوا ہے۔۔

"پر ہم تو غیب پر یقین رکھنے والے لوگ ہیں ہم کیسے یہ سب کر سکتے
ہیں۔۔؟؟" ایک الجھی ہوئی لڑکی تھی۔

"جتنا اللہ نے کہا غیب ہے اتنا غیب ہے۔۔۔ باقی تو کہا اللہ نے کہ غور کر۔۔
ڈھونڈ۔۔ دیکھ کائنات کیسے بنی ہے۔۔ تو کیوں نہیں ڈھونڈتے ہم۔۔؟؟ آخر
کیوں نہیں سوچتے ہم۔۔؟؟"

اسٹوڈنٹس دم سادھے بیٹھے تھے۔

''کیوں ہم نے اپنے دماغ کو بند کر لیا ہے ؟؟ وائے۔۔؟؟''

''پر ہمیں تو علماء اکرام کہتے ہیں کہ نماز پڑھو روزے رکھو۔۔حج کرو گناہوں سے بچو۔۔۔دین یہی ہے۔۔تزکیہ نفس کرو۔۔کیا کریں ہم ؟؟ یہاں ہزاروں فرقے بنے ہوئے ہیں۔۔کس پر چلے ہم کس کی مانیں۔۔؟؟''
اسٹوڈنٹس کو اتنی بری طرح سے الجھایا گیا تھا کہ وہ اپنی پہچان بھول گئے تھے۔

''یہی تو مسئلہ ہے۔۔آج میں کھلے عام کہتا ہوں آج کے مسلمان کو برباد کرنے کے زمہ دار آج کے علما اکرام ہیں جنھوں نے اپنی اپنی مسجدیں بنا رکھی ہیں۔۔۔''

وہ جانتا تھا وہ کس سسٹم کو ہلانے والا تھا پر اسے یہ کرنا تھا۔۔وہ حق کے راستے پر نکلا تھا۔۔اسے وجہ بیان کرنی تھی۔

دین اور مذہب کو مکس کر دیا گیا ہے۔۔ بھئی آپ نماز نہیں پڑھتے آپ تو" پھر مسلمان ہیں ہی نہیں نا۔۔ یہ تو بیسک ہے۔۔ یہ سب جانتے ہیں۔۔ علما اکرام اس سے آگے کیوں نہیں بڑھتے ہیں۔۔؟؟ یہ کیوں نہیں بتاتے کہ مذہب کیا ہے۔۔؟؟

کیوں ہمارے دماغ پر پٹی باندھ دی گئی ہے کہ اسلام بس یہی ہے۔۔اس سے آگے کچھ نہیں۔۔مجھے افسوس ہوتا ہے۔۔بے حد افسوس۔۔

آپ کو کیا لگتا ہے آپ صرف تزکیہ نفس کرنے سے بچ جائیں گے؟؟اپنے نرم گرم بستر پر بیٹھ کر تسبیح گھمانے سے بچ جائیں گے؟؟ جبکہ آپ کے پڑوس میں کسی بچی کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہو؟؟آپ کے پڑوس میں کوئی لڑکا خدا کے وجود سے انکاری ہو گیا ہو؟؟آپ کو لگتا ہے آپ بچ جائیں

گے ؟؟میں یہ نہیں کہہ رہا کہ علما اکرام غلط کہہ رہے ہیں پر وہ پورا اسلام سامنے کیوں نہیں لا رہے ہیں ؟؟وہ اسلام کو نوجوان نسل کے لیے اتنا مشکل کیوں بنا رہے ہیں ؟میرا ان سے یہ شکوہ ہے۔۔اور رہے گا۔۔"

وہ بولتے بولتے رک گیا جب ایک لڑکی نے ہاتھ کھڑا کیا۔لڑکی کو مائیک دیا گیا۔۔لڑکی نے شرعی پردہ کیا ہوا تھا۔

"سب کہتے ہیں قرآن پاک سکون پہنچانے والی کتاب ہے۔۔اسے پڑھ کو دل کو سکون ملتا ہے تو ہم اس سے کائنات تک کیسے پہنچ سکتے ہیں ؟؟جبکہ تو انسان کے سکون کے لیے بنی ہے۔۔؟؟"

حاد نے گہرا سانس لیا۔

"آپ کو کس سبجیکٹ سے سب سے زیادہ نفرت ہے۔۔جو آپ کو نہیں پسند۔۔؟؟" حاد نے لڑکی سے پوچھا۔

"میتھس۔۔۔اکثر لڑکیوں کو سمجھ نہیں آتا۔۔"لڑکی نے جواب دیا۔

"اگر میں آپ کو یہاں میتھس کی کتاب دوں اور کہوں کہ کچھ پرابلمز کو حل کرنا ہے۔۔ایسے پرابلمز جن کی آپ کو سمجھ ہی نہیں ہے تو آپ کیا کریں گی؟؟"

"جب مجھے سمجھ نہیں آئے گی تو میں تھک جاؤں گی۔۔شاید تھک کر سو جاؤں گی۔۔کیونکہ یہ میرے بس کا کام ہی نہیں ہے۔۔"لڑکی نے صاف گوئی سے کام لیا۔

"اگزیکٹلی۔۔۔جب ہم سمجھ نہیں پاتے یا ہمیں سمجھ نہیں آتی تو یہ ہمارا دماغ سو جاتا ہے۔۔"اس نے کنپٹی کی جانب اشارہ کیا۔

"وہ کونسا انسان ہے جو منافقوں کی نشانیاں پڑھ رہا ہے قرآن پاک میں، وہ کونسا انسان ہے جو جہنم کے خوفناک مناظر پڑھ رہا ہے اور کہے کہ مجھے سکون مل رہا ہے۔۔ کیا یہ ممکن ہے؟؟ اللہ کہہ رہا ہے اٹھ دیکھ۔۔ کھوج کر۔۔ اور ہم سو جاتے ہیں کیونکہ ہمیں سکون ملتا ہے۔۔۔ ایسا ہی ہے نا۔۔؟؟"

لڑکی نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ایسا پتہ ہے کیوں ہوتا ہے کیونکہ ہم سمجھ نہیں پاتے۔۔ ہمیں قرآن پاک کی سمجھ نہیں ہے۔۔ ہم سمجھ کر نہیں پڑھتے ہیں۔۔ ہم پڑھتے ہیں تھک جاتے ہیں سو جاتے ہیں اور کہتے ہیں سکون مل گیا ہے۔۔۔ کیسے مل گیا سکون آپ کو؟؟ جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہما قرآن پاک پڑھتے وقت رویا کرتے تھے۔ کیوں روتے تھے وہ لوگ۔۔؟؟ کیونکہ وہ جانتے تھے سمجھتے تھے۔۔۔ اگر تو آپ کو قرآن پاک کے ایک لفظ پڑھنے پر دس نیکیاں چاہئیں

توآپ پڑھیں اور پھر سکون سے سو جائیں پر اگر آپ کو جاننا ہے کیا لکھا ہے ہم سے کیا فرمایا گیا ہے تو آپ کو سمجھنا ہوگا۔۔ جاننا ہوگا۔۔

ہمارا المیہ بھی تو یہی ہے ہم نے سمجھنا چھوڑ دیا ہے۔۔۔ ہم بس یوٹیوب دیکھ رہے ہیں۔۔ سوشل میڈیا پر سلیبریٹی بنے ہوئے ہیں پر ہمیں آتا جاتا کچھ نہیں۔۔ ہم نے اپنے دماغ کو بند کر لیا ہے۔۔ اور ہم نے دراصل خود کو تباہ کر لیا ہے۔۔۔"

تو ہم کیا کریں۔۔ کہاں جائیں۔۔ اس سسٹم سے کیسے نکلیں باہر؟؟" وہ سب پریشان تھے۔

"میں آج صرف یہ کہنا چاہوں گا چھوڑیں دین کو مذہب کو اسلام کو پاکستان کو۔۔ سب کو چھوڑ دیں صرف خود کو دیکھیں۔۔ کون ہیں آپ؟؟ کیا کر رہے ہیں؟؟؟ کیا آپ خاص ہیں؟؟ اگر ہیں تو کیسے؟؟ اور اگر نہیں ہیں تو

کیوں۔۔؟؟آج صرف خود کو پہچانیں۔۔۔اپنی پہچان کریں پھر سمجھنے لگیں گے کہ آخر ہم کس کھیل کا حصہ بنے ہوئے ہیں۔۔ چلیں تزکیہ نفس نہیں تو خود کی پہچان ہی کر لیں۔۔میں اسلام کی تبلیغ کرنے نہیں آیا وہ علما اکرام کر رہے ہیں۔۔میں تو آپ لوگوں کے لیے آیا ہوں۔۔آپ لوگوں کو جگانے۔۔۔جاگ جائیں۔۔میں چاہتا ہوں آپ لوگ مجھے چیلنج کریں مجھے ہی نہیں پوری دنیا کے دانشوروں کو۔۔اپنی سوچ بدلیں۔۔

یہاں سے سلفائیٹ بنیں۔۔۔اس دنیا کو سلفائٹس کی بہت ضرورت ہے۔۔!!

اور یقین کریں جب آپ لوگ خود کی تلاش میں نکلیں تب آپ اپنے بنانے والے کو بھی ڈھون-ڈنے نکلیں گے بھئی مجھے کس نے اور کیوں بنایا ہے۔۔

اور جب ایسا ہو گا تب آپ ان گوروں کی طرح قرآن پاک کی طرف آئیں گے یہ سب سمجھنے کے لیے پھر آپ کو اسلام بھی Cool لگے اور پھر آپ کو پتہ چلے گا اصل کول ہونا لباس، لہجہ اور رہن سہن بدلنے کو نہیں کہتے۔۔

بدلتے اس بدلنے کو کہتے ہیں سوچ کو۔۔ذہن کو۔۔اور مجھے امید ہے کل آپ لوگ تیار ہو کر آئیں گے۔۔"

✿••✿••✿••✿

وہ اپنا اسکن ٹریٹمنٹ کروانے کے بعد وہیں سے اچھے سے تیار ہوئی بالکل کسی سلیبریٹی کی طرح۔۔اور جب باہر نکلی تو وہاں رپوٹرز کا ہجوم اکٹھا ہو چکا تھا۔۔

اس نے اپنی گہری سبز آنکھو پر چشمہ لگایا اور تیزی سے چلنے لگی۔۔

اسکا ڈرائیور باہر ہی کھڑا تھا۔۔جبکہ شالی اس کے پیچھے پیچھے تھی۔۔

"میم ہیزل ہم نے سنا ہے آپ کا نیا پروجیکٹ آرہا ہے۔۔وہ بھی ہالی ووڈ کا۔۔کیا یہ خبر سچ ہے۔۔؟؟"

شیطان کا دوسرا نام رپوٹر تھا۔۔جن کے پاس جانے کہاں سے خبریں آجاتی تھیں۔۔۔

دھڑا دھڑ اس کی تصویریں بنائی جا رہی تھیں۔۔اسے ایک پرائیویٹ کلب جانا تھا۔۔اسی لیے وہ بالکل تیار تھی۔

اس نے سرخ آف شالڈر شرٹ پہن رکھی تھی اور نیچے اسکرٹ تھی جو نہایت تنگ اور ایک طرف سے کھلی تھی۔۔چلتے ہوئے اس کی ایک ٹانگ صاف دکھائی دے رہی تھی۔۔شام کا وقت تھا پھر بھی اس نے اپنی آنکھیں چھپانے کے لیے سن گلاسز لگا رکھے تھے۔۔بال اونچی پونی ٹیل میں قید تھے جو چلتے ہوئے ایک ادا سے ہل کر اسکے برہنہ خوبصورت شانوں کو چھو رہے تھے۔۔کانوں میں باریک سے ڈائمنڈ چمک رہے تھے جبکہ پیروں میں اس نے اونچی ہیل والے بوٹ پہن رکھے تھے۔۔۔وہ تیزی سے چلتی اپنی گاڑی کی جانب بڑھ رہی تھی۔اس نے کوئی ذاتی گارڈ نہیں رکھا تھا۔۔اس کی زندگی بہت ہی پرائیویٹ تھی۔۔اس کا ڈرائیور ہی اسے ایسے ہجوم سے بچاتا

تھا۔۔ابھی بھی لمبا چوڑا اساڈرائیور بھاگتے ہوئے آیا اور اسے ہجوم سے نکال کر لے گیا۔۔

اس نے کسی ایک رپوٹر کے کسی بھی ایک سوال کا جواب نہیں دیا تھا۔

گاڑی میں بیٹھ کر اس نے گہرا سانس لیا اور ڈرائیور گاڑی تیزی سے گھما لے گیا۔۔۔

آپ کی شہرت دن بدن بڑھتی جا رہی ہے آپ کو گارڈز رکھ لینے "چاہئیں۔۔"شالی نے مشورہ دیا۔۔جبکہ وہ خاموشی سے باہر دیکھتی رہی۔۔ پتہ نہیں اسے سیاہ شیشوں کے اس پار کیا نظر آرہا تھا۔

عبدل کے اپارٹمنٹ کی طرف لے چلو۔۔"ہیزل نے کہا تو شالی نے" چونک کر دیکھا۔۔وہ آگے ڈرائیور کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔لیڈیز بلیزر پہنے اور بڑا سا بیگ تھامے وہ ہمیشہ اسکے ساتھ ہوتی تھی۔

عبدل۔۔؟؟پر آپ نے تو پارٹی میں جانا تھانا۔۔؟؟"عبدل کا نام سنتے ہی شالی کی تیوری چڑھی۔

"جو کہا ہے وہ کرو۔۔" وہ سرد لہجے میں بولی تو شالی ڈرائیور کو ہدایات دینے لگی۔۔۔گاڑی تیزی سے منزل کی جانب رواں تھی۔وہ نسبتاً گم پوش ایریا میں رہتا تھا جہاں اپارٹمنٹس بنے ہوئے تھے۔۔بلند عمارت کے سامنے گاڑی رک گئی۔۔عبدل کا اپارٹمنٹ کافی اوپر تھا۔

"تم لوگ یہیں رکو۔۔" وہ بیگ تھامتی گاڑی سے باہر نکل آئی اور پھر عمارت کی جانب بڑھی۔۔اندر داخل ہوتے ہی اسے لفٹ نظر آئی۔۔یہاں کافی خاموشی اور ویرانہ تھا۔۔۔لفٹ میں کھڑی وہ سوچ رہی تھی عبدل اس کے یہاں آنے پر جانے کیا ری ایکٹ کرنے والا تھا۔کچھ دیر بعد وہ اس کے

اپارٹمنٹ کے سامنے کھڑی تھی۔اس نے گہرہ سانس لیااور پھر بیل بجائی۔۔ کوئی نہیں آیا۔۔اس نے چشمہ اتارااور دوبارہ بیل دینے لگی اور تب تک بیل سے ہاتھ نہیں اٹھایا جب تک عبدل نے دروازہ نہیں کھول دیا۔۔وہ کافی برہم لگ رہا تھا پر اپنے سامنے ہیزل کو دیکھ کر چونک گیا۔اس نے سر سے پاؤں تک ہیزل کو دیکھا اور پھر دروازہ کھلا چھوڑ کر واپس مڑ گیا۔۔اس کی خاموشی پر ہیزل نے سکون کا سانس لیا اور اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا۔ اپارٹمنٹ اس کی توقع کے خلاف بہت صاف ستھرا تھا۔۔وہ اک ادا سے چلتی اس کے سامنے صوفے پر بیٹھ گئی۔وہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا۔

میرا یہاں آنا اچھا نہیں لگا۔۔؟؟" ہیزل نے خاموشی کو توڑا۔عبدل نے " آنکھیں کھولیں اور اس کے قیامت خیز سراپے کو دیکھا۔۔پھر وہ اٹھا اور سامنے ہی کھلی کھڑکی میں جا کر کھڑا ہو گیا۔

یہ نازیبالباس پہن کر تم کیوں بار بار میراایمان خراب کرنے آجاتی ”
ہو۔۔؟؟“ وہ سرد و سپاٹ لہجے میں بولا تو ہیزل اپنی جگہ سن رہ گئی۔۔۔۔اس
کے چہرے کی رنگت یکلخت بدلی۔۔ہتک سے اسے اپنے چہرے سے آگ
نکلتی محسوس ہوئی۔۔پہلے پہل وہ کچھ بول نہیں پائی اور پھر کھلکھلا کر ہنس
دی۔وہ ابھی تک کھڑکی میں ہی کھڑا تھا۔۔

ایمان۔۔۔؟؟ جیسے تم بہت مذہبی ہو۔۔۔۔۔“ وہ اب اس کا مزاق اڑا رہی ”
تھی۔

میں اگر مذہبی نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے میرے پاس ایمان نہیں ”
ہے۔۔۔کچھ اخلاقیات بھی ہوتی ہیں۔۔ایسے کپڑے پہن کر ایک عورت
کسی غیر مرد کے اپارٹمنٹ کیا کرنے آسکتی ہے؟؟“ لہجہ طنزیہ تھا۔۔۔یعنی وہ

سنجیدہ تھا۔ ہیزل کی ہنسی کو بریک لگی۔۔ وہ اب تک رخ موڑے کھڑا تھا۔۔ وہ اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔۔ وہ اس سے رخ موڑے کھڑا تھا۔ اس نے پلٹ کر دیکھنا گوارہ نہیں کیا۔۔ ہیزل کی نظریں اس کی پشت پر جمی تھیں اس نے بال پہلے سے چھوٹے کروا لیے تھے۔ عبدل اس کی نظروں کو اپنی پشت پر محسوس کر سکتا تھا۔

ایک دم ہی ہیزل کو اپنا آپ برا محسوس ہونے لگا۔۔ وہ کسی برے ارادے سے تو نہیں آئی تھی۔ وہ بس اس سے ملنے آئی تھی۔

"میں شراب نہیں پیتا، جواء نہیں کھیلتا، کسی لڑکی کو نہیں چھوتا۔۔ اس کا مطلب کچھ تو ایمان بچا ہوا ہے نا۔۔" وہ سانس لینے کو رکا۔

"اب جاؤ ہیزل میں اپنا بچا ہوا ایمان خراب ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔۔" اس کے لہجے میں التجا تھی۔۔۔

ہیزل نے شدت سے چاہا کہ زوردار زلزلہ آئے اور یہ عمارت گر کر تباہ ہو جائے اور تباہ ہونے والی چیزوں میں اس کا یہ قیامت خیز وجود سر فہرست ہو۔

✿••✿••✿••✿

لاس فالاس کے نوٹس

(بنا اجازت کاپی پیسٹ کرنا، کسی گروپ یا ویب سائٹ پر اپلوڈ کرنا منع ہے!)

عبدل کے اپارٹمنٹ سے کار تک کا فاصلہ اس نے کیسے عبور کیا تھا یہ صرف وہی جانتی تھی۔۔اسے اب تک یقین نہیں آ رہا تھا کہ عبدل نے اسے

"ایمان خراب کرنے" والی کہا تھا۔۔گاڑی کی طرف بڑھتے اس کے قدموں میں واضح لرزش تھی۔۔اور سانس تو ابھی تک سینے میں ہی اٹکا تھا۔۔ڈرائیور نے اسے آتے دیکھ کر دروازہ کھولا اور وہ کسی روبوٹ کی طرح گاڑی میں بیٹھ گئی۔

جلدی چلو ہم لیٹ ہو رہے ہیں۔۔"شالی نے ڈرائیور سے کہا تو وہ فوراً بول" پڑی۔

واپس چلو۔۔" میکانکی انداز تھا۔۔اس کی نظر گود میں رکھے اپنے ہاتھوں" پر جمی تھی۔۔شالی نے چونک کر پیچھے دیکھا۔وہ جو پہلے ہی اس کے اتنی جلدی واپس آنے پر حیران تھی اب اس کی اڑتی رنگت دیکھ کر پریشان ہوئی۔

"لیکن میم ہم تو۔۔"

کہاں واپس چلو۔۔"وہ اتنی زور سے چیخی کہ شالی گڑبڑا گئی۔۔ڈرائیور نے" گاڑی واپس موڑلی۔۔عبدل نے اپنی کھڑکی سے اسے گاڑی میں بیٹھتے دیکھا تھا۔۔پھر اس نے گہرا سانس خارج کیا۔۔گاڑی فراٹے بھرتی اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

✿••✿••✿••✿

آخر کار ایک لمبی محنت کے بعد ایمان نے اپنا پروجیکٹ آج پیش کر دیا تھا۔۔ بلاشبہ اس کا کام ستائش بخش تھا۔۔اس نے بہت محنت کی تھی اور اس میں اس کے پروفیسر کا برابر کا ہاتھ تھا۔۔انہیں ایمان ذہین لگتی تھی ان کا ماننا تھا کہ اگر وہ تھوڑی محنت مزید کرتی تو بہت آگے تک جا سکتی تھی۔۔آج اس نے

کانفرنس ہال میں اپنی پریزنٹیشن پیش کی تھی اور وہ حیران تھی کہ اتنے بڑے بڑے پروفیسروں کے بیچ اس نے یہ کیسے کر لیا تھا۔۔۔؟؟

یہ وہ تجربہ تھا جو اسے ماثیل انسٹیٹوٹ میں جاب سے ملا تھا اگر اس نے جاب نہ کی ہوتی۔۔ لوگوں سے بات چیت نہ کی ہوتی تو وہ یہ کبھی نہ کر پاتی۔۔۔

جاب انسان میں اعتماد لاتی ہے اور یہ اعتماد ایمان میں بھی آیا تھا۔۔ اس کی پریزنٹیشن کے آخر میں ہال تالیوں سے گونج اٹھا تھا۔۔ اس کے پاس ہر سوال کا جواب تھا۔۔ وہ بائیوڈائیورسٹی میں ایسے ہی نہیں آئی تھی۔۔ اسے گزرے زمانوں تک سے دلچسپی تھی تو پھر زمانوں کی مخلوق سے کیوں نہ ہوتی۔۔۔؟؟

وہ پریزنٹیشن دے کر باہر نکلی تو اس کا چہرہ تمتما رہا تھا۔۔ وہ اس وقت پیروں کو چھوتی سرمئی رنگ کی گرم فراک پہنے ہوئی تھی۔۔ موٹے کپڑے کی فراک جس کے اوپر اس نے سیاہ بلیزر پہن رکھا تھا جو اسے آفیشل لک دے رہا تھا۔۔ سرمئی اور سیاہ رنگ کے سکارف کو سر پر اوڑھے وہ بھلی لگ رہی تھی اور

جن کی ہیل ایک انچ کی Loafer پیروں میں سیاہ جوتے تھے۔۔ سیاہ تھی۔۔ وہ فلیٹ جوتے نہیں پہنتی تھی سوائے اسنیکرز کے۔۔ اس کے پاؤں اور ایڑھیاں فلیٹ جوتوں میں درد کرنا شروع ہو جاتی تھی۔۔ یونیورسٹی کے شروع کے دنوں میں جب اس کے پاؤں میں مسلسل درد رہنے لگا تو ڈاکٹر نے اسے ہمیشہ ایک انچ اونچی آرام دہ ہیل والے جوتوں کا مشورہ دیا۔۔ وہ جرابیں نہیں پہن کر نہیں آئی تھی۔۔ سیاہ جوتوں میں اب اس کے پاؤں چمک رہے تھے۔۔ اس کی فراک پاؤں کو چھو رہی تھی۔۔ یہ عام فراک جیسی نہیں تھی یہ میکسی اسٹائل تھا۔۔ وہ اچھی ڈریسنگ کرتی تھی۔۔ اس کی پسند کپڑوں کے معاملے میں اچھی تھی۔

تم نے اچھا کام کیا ہے۔۔" یہ جان تھا۔۔ اسے حیرت ہوتی تھی کہ وہ اب" تک یونیورسٹی میں کیا کرنے آتا تھا۔۔ اس کا ایم فل مکمل ہو چکا تھا۔۔ کائنات اور عبدل اس کے ہی کلاس فیلوز تھے۔۔ وہ دونوں جا چکے تھے پر جان یہاں

کیا کر رہا تھا۔ایمان نے بھی جان سے کبھی عبدل کا نہیں پوچھا۔۔اسے یقین تھا وہ اپنی زندگی میں خوش ہو گا۔۔

آج پندرہ مارچ تھی۔۔ سردی کی شدت میں واضح کمی ہوئی تھی۔۔ باہر نکل کر اس نے بلیزر یعنی کوٹ اتار لیا۔۔ کوٹ زیادہ موٹا نہیں تھا۔۔پر اسے اب گرمی کا احساس ہونے لگا تھا۔۔ یہ پندرہ دن اس نے جیسے باہری دنیا سے کٹ کر گزارے تھے۔۔۔ سوائے سلمی بیگم اور پروفیسر اس کی کسی سے اتنی بات نہیں ہوئی تھی۔۔ ماثیل سے بھی نہیں۔۔ وہ باقاعدگی سے اسے میسج کرتا تھا اور کھانا وقت پر کھانے کی تلقین کرتا اور خیال رکھنے کا کہتا تھا۔

وہ جیسے اولڈ ٹاؤن پہنچی تو وہاں کی گلیاں دیکھ کر اسے خوشی کا احساس ہوا۔۔۔ لاس فالاس Las Fallas تہوار کے لیے ساری گلیاں سجی پڑی تھیں۔

ہسپانوی تہواروں میں سے ایک مقبول ترین تہوار ویلنسیا میں لاس فالاس تھا، ایک پانچ دن کی اسٹریٹ پارٹی جس میں شاندار آتش بازی اور لائٹ شوز ہوتے تھے جس کا اختتام ہر چیز کو آگ لگانے کے ساتھ ہوتا تھا۔ اولڈ ٹاؤن سے بھری پڑی تھیں۔۔ خوبصورت Ninots کی تمام گلیاں نوت نوت جو دیکھنے سے تعلق رکھتے تھے۔۔ پتھریلی زمین پر وہ قدم قدم آگے بڑھ رہی تھی۔۔ بیگ کندھے پر جبکہ اپنا کوٹ بازو پر ڈالے وہ پر شوق نگاہوں سے سب کچھ دیکھ رہی تھی۔

اس تہوار کی ابتداء غیر یقینی تھی یعنی کسی کو نہیں پتہ تھا یہ کب کہاں سے شروع ہوا، لیکن چند اہم نظریات موجود تھے۔ سب سے مشہور ورژن میں کہا گیا کہ لاس فالاس ایک صدیوں پرانی ویلنسیائی روایت سے آیا ہے جس میں شہر کے بڑھئی یعنی کارپینٹر پرانے سامان کو جلا دیتے تھے جس کی انہیں ضرورت نہیں ہوتی تھی سینٹ جوزف کے دن سے پہلے پہلے۔ وہ لکڑی کے ان آلات کو بھی جلا دیتے تھے جو تیل کے لیمپوں کو جلانے کے لیے استعمال

ہوتے تھے جن کا استعمال انہیں رات کو کام کرنے کے لیے کرنا تھا (مشعلوں میں جلنے والے یہ آلات بالکل طوطوں کی شکل کے ہوتے تھے)۔ چونکہ یہ تہوار موسم بہار کے ایکوینوکس کے آس پاس منایا جاتا ہے، اس لیے سال کے اس موڑ پر دن زیادہ لمبے ہوتے جاتے ہیں اور سورج کی روشنی کے اضافی گھنٹوں کا مطلب یہ تھا کہ بڑھئیوں کو دیر گئے تک کام کرنے کے لیے تیل کے لیمپ کی روشنی کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔

ایک اور نظریہ کا دعویٰ ہے کہ یہ عمل قدیم زمانے سے تعلق رکھتا تھا، اس قدیم روایت سے ہے کہ سماوی اور سالسٹیز (یعنی موسموں کی تبدیلی) کو منانے کے لیے آگ لگائی جاتی تھی اس خیال میں، لاس فالاس موسم بہار کا جشن منانے والی آگ کی ایک پرانی روایت سے آتا ہے۔ آخر میں، ایک پرانی یورپی روایت ہے جس میں کسی چیز یا شخصیت کی نمائندگی کرنے والی گڑیا یعنی ننوت کو آگ میں پھینکنے سے پہلے بالکونیوں یا پوسٹوں سے لٹکا دیا جاتا

تھا۔ یہ نظریہ لاس فالس کی طنزیہ نوعیت کی وضاحت کرتا ہے جیسا کہ یہ آج منایا جاتا ہے۔

اب فالاس کی تقریبات آرٹ کے عارضی کاموں میں تبدیل ہو گئی ہیں جن پر بعض صورتوں میں لاکھوں یورو لاگت آتی ہے۔ شہر کے ہر محلے میں لوگوں کا ایک منظم گروپ ہوتا Casal faller کے نام سے تھا جو سارا سال فنڈ ریزنگ کرتا تاکہ پارٹیوں اور ڈنر کے انعقاد کا انعقاد کر سکے۔ جس میں عام طور پر مشہور ڈش پائیلا بنائی جاتی۔ ہر کیسل فالر ایک ایسی ننوت تیار کرتا تھا جسے فالہ کہا جاتا ہے جسے آخر کار جلا دیا جاتا تھا ایک casal بھی کہا جاتا ہے اور اس وقت Comissió fallera کو faller والنسیا میں تقریباً چار سو رجسٹرڈ ہیں۔

ویلنسیا، تقریباً اسی لاکھ کی آبادی کے ساتھ ایک پر سکون شہر تھا جس کا سائز دگنا سے بھی زیادہ ہو جاتا تھا جب آگ سے محبت کرنے والے دس لاکھ سے

زیادہ لوگ لاس فالاس کی تقریبات کی طرف متوجہ ہوتے تھے بالکل ایسے ہی جیسے کیڑے شعلے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

یہ تہوار پانچ دن، پندرہ سے انیس مارچ تک جاری رہتا تھا لیکن فضا کچھ ہفتوں پہلے بننا شروع ہو جاتی تھی یعنی یکم مارچ سے شروع ہو کر انیس مارچ تک جاری رہتا تھا ایک گرجدار آتش بازی کا شو جسے mascletà کہا جاتا تھا ہر روز دوپہر دو بجے منعقد کیا جاتا تھا پلازہ ڈیل آیونٹیمینٹو میں۔ پٹاخے اگلے دس منٹ تک زمین کو ہلاتے تھے، کیونکہ mascletá بصری کے بجائے ایک آڈیٹو یعنی سماعتی تجربہ تھا۔ پندرہ سے انیس مارچ تک ہر رات ناقابل یقین بصری آتش بازی کا مظاہرہ بھی کیا جاتا تھا جو دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔

تہوار پندرہ مارچ کو لا پلانٹا کے ساتھ شروع ہو جاتا تھا جب شہر کے ارد گرد ساتا سو سے زیادہ ننوٹس (کٹھ پتلی یا گڑیا) لگائے جاتے تھے۔ اور زیادہ تر سڑکیں ٹریفک کے لیے منقطع ہو جاتی تھیں۔

بہت سے لوگوں کے لیے، لاس فالس کا بنیادی مرکز نینوٹس کی تخلیق اور تباہی تھا۔ جو پیپر ماچ، گتے، لکڑی یا پلاسٹر سے بنے ہوئے بڑے مجسمے ہوتے تھے۔ ننوٹس انتہائی جاندار لگتے تھے یوں جیسے وہ بالکل زندہ ہوں اور عام طور پر کسی بد تمیزی، طنزیہ مناظر اور موجودہ واقعات کی عکاسی کرتے تھے بہت سے ننوٹس کئی منزلہ لمبے ہوتے تھے، اور انہیں ویلنسیا کے پارکوں، پلازوں اور چوراہوں میں ان کے آخری مقامات پر لے جانے کے لیے کرینوں کی ضرورت پڑتی تھی ہر فال کی کثیر جہتی کہانی بنانے کے لیے کئی نینوٹس کو ایک ساتھ ترتیب دیا جاتا تھا۔

اگلے چند دنوں میں، لوگ شہر کے ارد گرد چہل قدمی کرتے ہوئے، تخلیقی شاہکاروں کی فنکاری اور مزاح کی تعریف کرتے ہوئے اور ہر گلی کے کونے

پر (بظاہر) فروخت ہونے والی روایتی پیسٹریوں سے لطف اندوز ہوتے تھے۔ لوگ انتہائی مستند مقامی تجربے کے لیے، ایک کپ چاکلیٹ کے ساتھ ویلنسیئن کلاسک بنیولز ڈی کارابسا (کدو کے پکوڑے) کھاتے پائے جاتے تھے۔

انیس مارچ کو تمام فالوں کو آگ لگانے تک نینوٹس اپنی جگہ پر رکھے جاتے تھے اور اس دن کو لا کریما (جلنے والا) کہا جاتا تھا۔

ہر سال، ننوٹس میں سے ایک ننوت کو مقبول ووٹ کے ذریعے تباہی سے بچایا جاتا تھا اسے نینوٹ انڈلٹ (معافی شدہ نینوٹ) کہا جاتا تھا اور اسے گزشتہ برسوں کے دیگر پسندیدہ اور بچے ہوئے ننوتس کے ساتھ مقامی فالاس میوزیم میں نمائش کے لیے رکھا جاتا تھا۔

روزانہ پٹاخے کے اسراف اور ننوٹس کے جلانے کے علاوہ، ہزاروں دیگر واقعات بھی لاس فالس کا حصہ بنتے تھے۔ تہوار میں جانے والے لوگ شہر

بھر میں بلفائٹس، موسیقی، پریڈ، پائیلا مقابلوں، پھولوں کی پیشکش، اور خوبصورتی کے مقابلوں کے ایک وسیع روسٹر سے لطف اندوز ہو سکتے تھے۔

آج پندرہ مارچ تھی یعنی پلانٹا کا آغاز۔ پندرہ مارچ کی رات سر گرمیوں سے بھرپور رات ہوتی تھی۔ اس دن فالاس کمیشن شفٹوں میں کام کرتے تھے کیونکہ ویلینسیا میں بنائی گئی تمام ننوٹس کو سولہ مارچ کی صبح تک جلایا جانا لازمی تھا۔ یہی وہ دن ہوتا تھا جب جج بہترین لوگوں کو انعام دیتے تھے۔۔ یعنی آج پوری رات اولڈ ٹاؤن میں آتش بازی ہونی تھی اور اولڈ ٹاؤن سے کسی ایک ننوت کو جلانے سے بچایا جانا تھا اور وہ ننوت میوزیم کا حصہ بننے والا تھا۔ اس کے ساتھ جن کے ننوت قابل ستائش ہوتے انہیں میئر کی طرف سے انعام دیا جانا تھا۔۔

وہ کتنی ہی دیر اولڈ ٹاؤن کی گلیوں میں گھومتی رہی اور اس نے بھوک مٹانے کے لیے اسٹریٹ فوڈ کھایا۔۔ وہ رنگ برنگے ننوت کو دیکھ رہی تھی۔ کہیں

کوئی جو کھڑا تھا۔۔ کہیں فیری ٹلیز کی شہزادیاں، کہیں باربی ڈولز، کہیں معروف شخصیات تو کسی خوفناک چڑیلیں۔۔۔

یہ سب دیکھ کر ایمان کی آنکھیں چمک اٹھیں اور وہ ان کے بنانے والوں پر حیران ہوتی تھی۔ کہیں پر ڈھیروں نوتس ایک ساتھ کام کرتے کسی خاص کہانی کو پیش کر رہے ہوتے تھے۔ کہیں بوڑھے دادی دادی اپنے پوتے کو پکڑے بیٹھے ہوتے۔۔ کئیں نوٹس خوش تھے تو کئی اداس۔۔۔ کہیں راپنزل اپنے لمبے بالوں کے کٹ جانے پر دکھی تو کہیں کوئی مرمی-ڈ پانی سے نکل کر زمین پر پھنس گئی تھی۔۔

وہ رک گئی۔۔ یہ واقعی ایک مرمیڈ تھی۔۔ جو زمین پر خوفزدہ سی پڑی تھی۔۔ جانے کیسے وہ سمندر سے خشکی تک پہنچ گئی تھی۔۔ اس کے پاس لوگوں کا ہجوم تھا جو اسے حیرانی سے اسے دیکھ رہے۔۔ یہ منظر نوٹس سے

بنایا گیا تھا۔۔وہ حیرانی سے دیکھنے لگی۔۔وہ ہر بار اس تہوار اس میں بننے والے نوٹس کو اتنی ہی دلچسپی سے دیکھتی تھی۔۔۔

وہ ایک اسٹریٹ فوڈ کے اسٹال کے پاس کھڑی پکوڑے کھا رہی تھی جب اس کی نظر سامنے پڑی تو وہ حیران ہوئی۔۔سامنے ہی ماثیل سینے پر دونوں ہاتھ باندھے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔وہ کھسیا گئی۔۔پچھلے تین گھنٹوں میں جانے اس نے کتنی بار ایمان کو فون کیا تھا اس کے پریزنٹیشن پوچھنے کی خاطر اور وہ میڈم نوٹس انجوائے کر رہی تھی۔۔اس نے فون اٹھانے کی زحمت نہیں تھی۔۔وہ خفگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔ایمان زبردستی مسکرائی۔۔وہ رنگے ہاتھوں پکڑی گئی اور اب بعد میں بہانہ نہیں بنا سکتی تھی کہ وہ یونیورسٹی سے لیٹ فری ہوئی۔۔۔آخر کار ماثیل نے روز کو فون کیا تو اس نے کہا۔

آج پندرہ مارچ ہے ایمان آپ کو اولڈ ٹاؤن کی گلیوں میں بھٹکتی ملے گی۔۔" اور ایسا ہی ہوا تھا۔۔آدھے گھنٹے کی خواری کے بعد وہ اسے پکوڑے کھاتی مل گئی تھی۔۔وہ کتنی خوش تھی کسی بچی کی طرح جو اپنے آس پاس

رنگ برنگی گڑیاؤں کو دیکھ کر خوش ہو جاتی ہے۔ وہ سفید پینٹ پر آسمانی رنگ کی بند گلے والی شرٹ پہنے ہوئے تھا۔۔ بازو فولڈ کیے ہوئے تھے۔۔ یہ جرسی کی شرٹ تھی جس میں وہ کافی وجیہہ لگ رہا تھا۔

کوئی اتنا لاپرواہ کیسے ہو سکتا ہے؟؟" وہ اس کے قریب آیا۔"

وہ فون بیگ میں تھا پتہ نہیں چلا۔۔" وہ اب شرمندہ ہو گئی تھی۔۔ ہاتھ" میں پکڑا پکوڑا ہاتھ میں ہی رہ گیا تھا۔ شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے۔۔ ماثیل نے سر سے پاؤں تک اسے دیکھا۔۔ وہ سرمئی رنگ پہنے کس قدر دلکش لگ رہی تھی۔ اسکی رنگت نمایاں تھی۔ جیسے جیسے شام گہری ہو رہی تھی روشنیوں کا جہاں امڈ آیا تھا۔ نوجوان آس پاس مختلف قسم کے بینڈ باجے بجا رہے تھے۔ اس سے پہلے وہ کچھ کہتا باجے کی آواز سنائی دی اور ساتھ ہی آسمان پر آتش بازی شروع ہو گئی۔۔۔۔

لوگوں کی ہوٹنگ بھی ساتھ ہی شروع ہوئی۔۔کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔۔

چلیں۔۔؟؟"ماثیل نے پوچھا تو وہ اپنے پکوڑوں کی پلیٹ واپس رکھتی اس" کے ساتھ چل پڑی۔وہ دونوں اولڈ ٹاؤن برج کی جانب جا رہے تھے۔۔ ٹاؤن کے بیچوں بیچ نوٹس کی تقریب کا آغاز ہو چکا تھا۔وہ دلچسپی سے آس پاس سے گزرتے لوگوں کو دیکھ رہی تھی۔۔توجہ کا مرکز ان کے لباس تھے۔ اس تقریب کے لیے لوگ خوبصورت لباس بنواتے تھے۔مردوں کا روایتی لباس سیاہ پتلون اور سفید قمیض اور سیاہ جیکٹ سے بدل کر رنگین اور بہت سی سجاوٹ کے ساتھ ایک روایتی اور تاریخی رواج بن گیا تھا۔۔مرد حضرات رنگ برنگے لباس پہنے گھومتے تھے یہ ملبوسات بہت مہنگے ہوتے لیکن اتنے نہیں جتنے "ریزفیلیرس"(تہوار کی ملکہ)اور رائل کورٹ کے ملبوسات۔۔ خواتین کے روایتی ملبوسات کی قیمتیں دو ہزار یورو سے بیس ہزار یورو تک

ہوتی تھیں ان میں سے کچھ خوبصورتی میں حیران کن تھے۔ وہ انہی عورتوں کو دیکھ رہی تھی۔۔ فیری ٹیلز کی شہزادیوں کی طرح لباس پہنے یہاں کی عورتیں بہت خوبصورت لگ رہی تھیں۔۔اوپر سے ان کے ہیئر اسٹائل اور زیورات انہیں کسی ملکہ سے کم نہیں بنا رہے تھے۔۔۔

وہ شاید ان سب میں سب سے الگ لباس میں تھی۔۔ صرف وہی نہیں بلکہ ماثیل بھی۔

وہ آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے برج کی جانب بڑھ رہے تھے جہاں لوگ ہاتھوں میں رنگ برنگی الیکٹرک لائیٹس تھامے ماحول کو الگ رنگ بخش رہے تھے۔

تم نے بتایا نہیں۔۔" گفتگو آغاز ماثیل نے کیا۔"

"تم اپنے ڈیڈ سے نفرت کیوں کرتی ہو؟؟" وہ رک گیا اور پلٹ کر ایمان کو دیکھا۔۔خوبصورت روشنیوں کے سنگم میں اس کے چہرے کا رنگ بدلا۔

"میں ان کے بارے میں بات نہیں کرنا چاہتی۔۔"اس کا چہرہ سپاٹ تھا۔۔ اس کے بدلتے رویے کو دیکھ کر ماثیل کو لگا اس نے غلط سوال پوچھ لیا تھا۔۔ وہ اب برج پر کھڑے تھے۔۔آتش بازی جاری تھی لیکن یہاں وہ اب ایک دوسرے کی بات سن سکتے تھے۔وہ آسمان کو دیکھ رہی تھی۔۔اس کی آنکھوں میں اب پہلی سی چمک نہیں رہی تھی بلکہ نمی کی ہلکی سی تہہ تھی۔وہ غور سے اسکے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

"تمہارا کوئی دوست نہیں بنا یونیورسٹی میں؟؟مطلب تم اکیلے کیسے گھوم لیتی ہو۔۔؟؟"
وہ کبھی کبھی اس کے اکیلے رہنے کی عادت سے خائف ہو جاتا تھا۔۔

”روز بزی تھی۔۔“ایمان نے بنا کسی تاثر کے جواب دیا۔

”یونیورسٹی فرینڈز؟؟“وہ اچھی لڑکی تھی ایسے کیسے ہو سکتا تھا کوئی اس کا دوست نہ ہو؟

”ایمانے۔۔۔“اس کی سماعت سے عبدل کی آواز ٹکرائی۔

”تھا نا۔۔ایک۔۔عبدل۔۔“وہ ابھی تک آسمان کو دیکھ رہی تھی۔۔جیسے وہاں کچھ کھوج رہی ہو۔

”اب کہاں ہے؟؟“

"اس نے شادی کرلی۔۔" اگر دکھ تھا تو بھی اس نے اپنے چہرے پر آنے نہیں دیا۔

"اوہ۔۔" وہ بس اتنا ہی کہہ پایا۔۔ کبھی کبھی اس سے بات کرنا اتنا مشکل کیوں لگتا تھا۔

"ایسا کیا خاص تھا اس میں۔۔؟؟" جانے وہ کیوں پوچھ رہا تھا۔۔ ایمان نے چونک کر اسے دیکھا۔ پھر وہ مسکرا دی۔

"وہ اچھا تھا۔۔"

"کیا اچھا تھا اس میں۔۔؟؟" وہ سوال جواب کر رہا تھا۔

اس کا کردار۔۔“عبدل کا سراپہ چھم سے سامنے آیا۔۔وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھے جھکا ہوا کچھ کہہ رہا تھا یوں جیسے وہ اس کے لیے بہت قابل احترام ہو اور کبھی جیسے چھوٹی سی بچی ہو۔اس کی بات سن کر ماثیل ہنس دیا۔

”یعنی تمہیں نیک لوگ پسند ہیں۔۔“انداز مزاق اڑانے والا تھا۔۔ایمان کی بھنویں سکڑ گئیں۔

”اس میں غلط کیا ہے؟؟“اس نے الٹا سوال کیا۔

”غلط کچھ نہیں ہے پر یہ کانسیپٹ پرانا ہو چکا ہے۔۔اپنے لیے نیک پارٹنر ڈھونڈنا۔۔جس نے کبھی کسی کو چھوا نہ ہو۔۔“وہ ایسے لوگوں سے چڑتا تھا۔

یہ سب کا ذاتی معاملہ ہے۔۔آپ کسی کا مزاق نہیں اڑا سکتے۔۔" وہ خفا" ہوئی۔۔رخ پھیر لیا۔وہ گھوم کر اس کے سامنے آیا۔

کہیں تمہیں تو کوئی نیک انسان نہیں چاہیے۔۔؟؟" تھوڑا خوف تھا تھوڑی" بے یقینی۔۔وہ پوچھ رہا تھا۔

میری ایسی قسمت کہاں۔۔" ایمان اسے دیکھ نہیں پائی۔۔وہ بس ہولے" سے بڑبڑادی۔۔وہ دونوں جہاں نوٹس کو جلایا جارہا تھا اس جانب بڑھ گئے تھے۔۔وہ انہیں جلتے ہوئے دیکھنا چاہتی تھی۔دونوں کے ذہن میں الگ الگ سوچ تھی۔اپنی اپنی سوچوں میں سرگداں وہ خاموشی سے چلتے رہے۔
اس کا فون پھر سے بجنے لگا تو اس نے کال اٹھائی۔۔دوسری جانب سلمی بیگم تھیں۔وہ اب انہیں بتا رہی تھی کہ اس کا پروجیکٹ اچھا گیا تھا۔۔پھر اس نے اپنے باہر ہونے کا بتایا اور فون بند کر دیا کیونکہ شور کی وجہ سے آواز نہیں

آ رہی تھی۔ وہ اب اپنے فون کو دیکھنے لگی۔۔ وہ ایسے موقعوں کو کم ہی ریکارڈ کرتی تھی پر وہ میزو کا سوچ کر جلتے نوٹس کی ویڈیو بنانے لگی۔۔ تاکہ اسے دکھا سکے۔

ماثیل کی نظریں اس کے چہرے پر جمی تھیں۔۔ وہ اسے ہمیشہ سے ہی خالص لگتی تھی اور وہ چاہ کر بھی اسے چھو نہیں پاتا تھا۔۔ وہ اب بھی اس کے چہرے کے Chin Scar عجیب رنگوں کو دیکھ رہا تھا۔۔ اس کا گول بیضوی چہرہ، اور بڑی بڑی آنکھیں اور اس کا لباس اس وقت اس کو کوئی نوت ہی بنا رہا تھا۔۔ بالکل ایک گڑیا۔۔

وہ ویڈیو بنا رہی تھی جب اسے نوٹیفیکشن موصول ہوا۔ اس نے نوٹیفکشن بار سے ہی چیک کیا۔۔ مسٹر گرے نے کوئی اسٹیٹس اپڈیٹ کیا تھا۔ اس نے آئی ڈی نہیں کھولی۔۔ وہ نوٹیفکشن سے ہی جان گئی تھی کہ کیا اسٹیٹس اپڈیٹ ہوا تھا۔۔ سورہ النور کی آیت تھی۔

خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لائق ہیں اور خبیث مرد خبیث ”
عورتوں کے لائق ہیں اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لائق ہیں اور پاک
“مرد پاک عورتوں کے لائق ہیں۔۔
وہ ساکت سی کھڑی تھی۔۔ نظریں موبائل پر جمی تھیں۔۔اکاونٹ کھول کر
مزید آگے دیکھنے کی ہمت نہیں ہوئی۔اس کے آس پاس چاروں جانب آگ
تھی۔وہ اس وقت اس آیت کا مطلب سمجھ نہیں پائی۔

ایمان۔۔۔“ماشیل نے اسے موبائل میں غرق دیکھا تو پکارہ۔۔وہ چونکی۔۔”
لوگ ڈھول پیٹ رہے تھے۔۔اور پھر خاموشی چھائی۔۔ڈھول اور بینڈ
باجوں کی آواز رک گئی۔

میں کوئی پاک صاف مرد نہیں ہوں۔۔اور نہ میں اس پر یقین رکھتا”
ہوں۔۔۔تم خالص ہو میں جانتا ہوں۔۔لیکن اگر نہ بھی ہوتی تو شاید مجھے

فرق نہیں پڑتا۔۔ میرے نزدیک ان سب باتوں کا کوئی وجود نہیں ہے۔۔ جو

''کچھ ہے وہ آج ہے ابھی ہے۔

وہ کیا کہہ رہا تھا۔۔۔ اور نوٹس کو آگ نے پکڑ لیا۔۔۔ اب وہ دھکڑ دھکڑ جلنے لگے تھے اور ایسی ہی آگ ایمان کو اپنے وجود کے ارد گرد محسوس ہوئی تھی۔

اسے کچھ بھی سنائی نہیں دے رہا تھا۔۔۔ چاروں جانب آگ تھی بس۔۔

میرے نزدیک یہ سب نارمل ہے لیکن شاید تمہارے نزیک میں ایک''

زناکار ہوں۔۔۔ ربش۔۔۔'' وہ استہزائیہ ہنسا۔۔۔ مزاق اڑاتی ہنسی۔۔ لفظ زنا کا مزاق اڑاتا ماشیل دی بت ساز۔۔ اور خود کا مزاق اڑاتا ادھم جبیل۔۔۔

وہ کتنے آرام سے بتا رہا تھا۔ اپنے زانی ہونے کا اعلان کر رہا تھا۔۔۔ وہ جھوٹ نہیں بولتا تھا۔۔ وہ صاف گو تھا۔۔۔ پر اتنی صاف گوئی۔۔۔ اور یہ سچ تو قتل کرنے جیسا تھا۔

خبیث مرد خبیث عورتوں کے لائق ہیں۔۔۔اور پاک عورتیں پاک"
مردوں کے لائق ہیں۔۔"
اس کے ذہن میں آیت کے الفاظ گونجے۔

کون تھی وہ؟؟کیا وہ اتنی خبیث تھی کے اسے ایک زانی ملتا؟؟؟یا وہ پاک"
مردوں کے لیے نہیں تھی۔۔"اس کا وجود لرز گیا۔۔۔وہ خوبصورت گڑیا
جلنے لگی تھی۔۔۔دھڑ دھڑ دھڑ۔۔۔

وہ اسے دیکھ تو رہا تھا لیکن اس کے اندر چلتے طوفان سے ناواقف تھا۔

"اللہ جی میں نے ایسا کب چاہا تھا۔۔؟؟"لبالب آنکھیں بھرنے لگیں۔۔۔
اس نے سر اٹھا کر آسمان کو دیکھا۔۔اس بار وہ آتش بازی نہیں دیکھ رہی تھی۔۔دور بادلوں کے پرے آسمان کے اس پار موجود ذات کو پکارہ۔
ماثیل سمجھنے سے قاصر تھا۔۔وہ کیا کر رہی تھی۔

"کیا میں اتنی ناپاک ہوں؟؟"آنسوں پلکوں کی باڑ توڑ کر نکلنے کو تیار تھا۔
پہلے اسے فرق نہیں پڑتا ماثیل کون تھا کیا کرتا تھا پر اب جب وہ اسے اپنا چکی تھی اور جانتی تھی اسے چھوڑ نہیں سکتی تھی۔۔اب اس کے کام اس کے اعمال تکلیف کا باعث تھے۔

"اور انسان اپنے اعمال کا خود زمہ دار ہے۔۔" سلمی بیگم کے الفاظ اس کی سماعت سے ٹکرائے۔۔

اس کا سر جھک گیا۔۔ شرمندگی کے باعث۔۔۔ نازک وجود اب لرزنے لگا تھا۔

ہاں وہ خود زمہ دار تھی۔۔اس نے خود چنا تھا ماثیل کو۔۔

اپنے سامنے کھڑا وہ شاندار شخص اسے اس وقت بہت برا لگا تھا۔۔۔اس کے ساتھ ہونے کا مطلب ایمان کو صاف سمجھ آرہا تھا۔۔اس کے وجود پر سوالیہ نشان چھوڑ رہا تھا۔۔؟؟ کون تھی وہ پاک یا ناپاک ؟؟؟ حلق میں کچھ اٹک چکا تھا۔

تم ٹھیک ہو۔۔؟؟" وہ اس کے قریب ہوا پر ایمان تب تک جل چکی تھی۔۔اس نے ایمان کو چھونا چاہا۔۔اس کا بازو تھامنا چاہا۔۔وہ ڈر کر پیچھے ہوئی۔۔ جیسے ماثیل کا وجود اسے مزید جہنم میں دھکیل دے گا۔

"ایمان۔۔۔" وہ ساکت ہوا۔۔۔

"دور رہیں مجھ سے۔۔ پلیز۔۔" ٹوٹا پھوٹا وجود لیے وہ ڈبڈبائی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہوا ہے تمہیں۔۔؟؟" وہ پریشان تھا۔۔ جانے اس نے فون میں کیا دیکھ لیا تھا۔

"""آپ کا وجود میرے لیے جہنم جیسا ہے۔۔ آپ کا ہونا جلا رہا ہے مجھے۔۔" وہ چلانا چاہتی تھی اسے بتانا چاہتی تھی۔۔ پر الفاظ گلے میں ہی اٹک گئے۔ وہ تیزی سے اس کے پاس سے نکلتی چلی گئی۔۔۔ لوگوں کے ہجوم میں وہ بھاگتے بھاگتے اب اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو چکی تھی۔

وہ اکیلا کھڑا رہ گیا تھا۔۔اپنی شاندار شخصیت لیے۔۔ بالکل اکیلا۔۔۔ شاید یہ وہ زمانہ نہیں تھا جہاں صاف گوئی کام آتی۔۔ ایمان کا وجود اس کے لیے ناقابل تسخیر تھا۔۔ وہ پل پل رنگ بدلتی تھی۔۔۔

نوٹس جل رہے تھے۔۔ جل جل کر بجھ کر نیچے گر رہے تھے۔۔۔ اور وہ بھاگتی جا رہی تھی۔۔ جہاں ماثیل کا سایہ بھی اس کے آس پاس نہ ہوتا۔

✿••✿••✿••✿

وہ چار سال ساتھ رہے تھے۔۔ ایف ایس سی کے بعد ہیزل میڈیکل کالج چلی گئی تو ادھم بائیو ٹیکنالوجی کی جانب آ گیا۔۔ اسے سرجن بننے میں دلچسپی نہیں تھی۔۔ وہ چار سال بہت اچھے سے ساتھ رہے تھے۔۔ لوگ انہیں کپل سمجھتے تھے اور ادھم کو اس پر اعتراض نہیں تھا۔۔ ہیزل اسے پسند تھی وہ باقی لڑکیوں سے الگ تھی اگر وہ اس کی پارٹنر بن جاتی تو اسے کوئی اعتراض نہ

ہوتا۔۔ وہ اسے پسند کرنے لگا تھا۔۔ وقت کے ساتھ ساتھ اسکی پسندیدگی بڑھتی جا رہی تھی۔۔ لیکن پھر ہیزل بدلنے لگی۔۔ وہ میڈیکل کالج جانے کے بعد بہت مصروف ہو گئی تھی وہ اب ادھم کو نظرانداز کرنے لگی تھی۔۔ ادھم کے کچھ اور کلاس فیلوز جو ہیزل کے ساتھ تھے وہ اسے عجیب و غریب خبریں سنا رہے تھے۔۔۔ ان کا کہنا تھا کہ پہلے ہی سال میں ہیزل نے میڈیکل کالج کے ٹاپ ڈاکٹر اور پروفیسر کو اپنی طرف مائل کر لیا تھا۔۔ ادھم نے سنا پر یقین نہ آیا۔۔ پھر ایک دن وہ ہیزل سے ملنے اس کے کالج گیا تو حیران رہ گیا۔۔ اس نے ہیزل کو کسی آدمی کے ساتھ اس کی گاڑی میں جاتے دیکھا تھا۔۔ اس نے کبھی ایسا سوچا بھی نہیں تھا۔۔ غصے اور تکلیف سے اس کی حالت بری ہو گئی تھی۔۔۔ وہ اٹھارہ سال کی تھی۔۔۔ اپنے فیصلے خود کر سکتی تھی۔۔ اور پھر اسی شام جب ادھم نے اسے فون کر کے پوچھا تو ہیزل نے صاف کہہ دیا کہ وہ اپنی زندگی میں آگے بڑھ جانا چاہتی ہے کسی رشتے میں نہیں بندھنا چاہتی۔۔

ادھم حیران رہ گیا۔۔۔یہ وہ ہیزل نہیں تھی جسے وہ جانتا تھا۔۔اس کا دل ٹوٹا تھا۔۔۔وہ پھر سے اکیلا ہو گیا تھا۔۔اور اس بار چوٹ گہری لگی تھی۔۔پہلی عورت۔۔پہلا دھوکا۔۔

وہ زخمی تھا۔۔اس کے کلاس فیلوز جان بوجھ کر اسے جلانے کے لیے ہیزل کی روز کی خبریں اسے سناتے تھے۔۔

وہ اب فون بند رکھتا۔۔زیادہ تر سموکنگ کرتا۔۔اور پھر سے ڈرگز لینے لگا تھا۔۔اور پھر کچھ وقت بعد اسے پتہ چلا کہ ہیزل غائب ہو گئی تھی وہ گھر سے بھاگ گئی تھی۔۔

اسے فرق نہیں پڑتا تھا جب وہ اسے چھوڑ چکی تھی تو جہاں مرضی جاتی۔۔پر ادھم کے لیے یہ برا ہوا تھا۔

اسے ایک دن حویلی کے اسٹور روم سے پرانی کتابیں ملیں۔۔۔فلسفے کی کتابیں۔۔نفسیات کی کتابیں۔۔۔اور ان کتابوں نے اس کے ذہن کو مزید

بدل ڈالا۔۔۔ کتابیں جو آباد کرتی ہیں۔۔اور کتابیں جو تباہ کر دیتی ہیں۔۔۔!!

✿••✿••✿••✿

وہ اب حویلی میں کسی کی نہیں سنتا تھا۔۔وہ خود سر اور ضدی بن چکا تھا۔۔ کئی بار اسے بڑے بھائی ابو حنیفہ نے سمجھانا چاہا پر وہ اپنی دنیا میں گم رہتا۔۔۔۔ اس نے کالج جانا بھی چھوڑ دیا تھا۔۔اس کے مطابق یہ دنیا رہنے کے لائق نہیں تھی۔۔۔اس نے ایسا فلسفہ پڑھا تھا جس نے اس کا مزید برین واش کر دیا تھا۔۔اسے اب خدا برا لگتا تھا اپنا دشمن لگتا تھا جس نے انسانوں کو دنیا میں سسکنے اور تڑپنے کے لیے بھیج دیا تھا۔۔۔

ایک بار وہ کئی دن غائب رہا۔۔ پھر سید جبیل کو اس کے ریڈ لائٹ ایریا میں ہونے کی خبر ملی۔۔۔وہ اسے برستی بارش میں وہاں سے نکال کر لائے تھے

جہاں وہ نشے میں دھت تھا۔۔ یہاں اسے رمشاء ملی تھی۔۔ جس کی کہانی نے اس کی محبت کا رخ بدل دیا تھا۔۔

سید جبیل کو کبھی سکون کا سانس نہیں آیا تھا۔۔ پہلے انکا اپنا بیٹا آرجے تھا۔۔ جس نے ان کے ناک میں دم کر کے رکھا تھا اور اب سالوں بعد ادھم نے پھر سے کہانی دہرادی تھی۔۔ وہ لوگوں سے لڑتا جھگڑا نہیں تھا پر اس کی ڈر گز لینے کی عادت بری تھی۔۔۔ اس رات ادھم کو زوردار تھپڑ پڑا تھا۔۔ حنیفہ بھائی نے صاف کہہ دیا تھا کہ اگر یہاں رہنا ہے تو خاندان کی عزت کا خیال رکھنا ہو گا۔۔ ورنہ۔۔۔

اور پھر اگلے دن جب وہ ہوش میں آیا تو اپنے بستر پر اوندھا پڑا تھا۔۔ سر میں شدید درد تھا۔۔ اس کا فون بج رہا تھا۔۔ اس نے بنا نمبر دیکھے فون کان سے لگا یا۔۔

ہیلو ادھم۔۔یہ میں ہوں۔۔"چھ مہینے بعد اس کا فون آیا تھا۔۔۔وہ ہیزل"
کی آواز کیسے بھول سکتا تھا۔

رانگ نمبر۔۔اور ہاں آئندہ مجھے کال مت کرنا۔۔یو آر ڈیڈ فار می۔۔"وہ
اس عمر میں تھوڑا جذباتی تھا۔اور پھر کبھی ہیزل کا فون نہیں آیا۔اور پھر وہ
بھی کچھ دنوں بعد ہی پاکستان چھوڑ گیا۔۔۔بنا بتائے۔۔۔وہ جانے کہاں چلا
گیا تھا۔۔بس یہ لکھ کر رکھ گیا تھا اسے ڈھونڈا نہ جائے۔۔

اس کا اب یہاں دم گھٹتا تھا۔۔آس پاس سب اسے عجیب نظروں سے دیکھتے
تھے جیسے اس کا اپنی مرضی سے جینا کوئی بڑا جرم ہو۔۔۔۔

وہ اسپین آگیا۔۔۔اس نے کڑی محنت کی۔۔۔اس نے شروع ہی مجسمہ سازی
سے کیا تھا۔۔۔اور پھر آٹھ سالوں بعد آج وہ ماثیل دابت ساز کے نام سے
جانا جاتا تھا۔۔۔اس نے جلد شہرت کمائی تھی۔۔صرف چار سالوں میں ہی وہ
بلندیوں پر پہنچ گیا تھا۔۔اس نے نہ صرف مجسمہ گری میں نام کمایا بلکہ وہ بہت

پر اثر شخصیت بن گیا تھا۔۔اس نے کبھی پلٹ کر کسی کی خبر نہیں لی۔۔۔ باہر کے تجربے نے اسے جذباتی سے سمجھدار بنادیا تھا۔۔۔ہزاروں لڑکیاں آئی گئیں نہ وہ محبت کر سکا اور نہ کوئی رشتہ بنا سکا۔۔ صرف شنایا ملی تھی دوست کے روپ میں۔۔۔اور وہ اسے دوست ہی مانتا تھا اور پھر ایک سال پہلے اس کی زندگی میں وہ آئی۔۔۔ام ایمان۔۔۔۔جواب اسے اپنی زندگی لگنے لگی تھی۔

✿••✿••✿••✿

وہ ٹھنڈے یخ بستہ فرش پر لیٹی تھی۔ سوئمنگ پول کے پاس آسمان تلے۔۔۔ چمچماتا ماربل۔۔۔ سلک کا چھوٹا سا شب خوابی کا لباس پہنے۔۔۔ بنا آسینوں کے پنڈلیوں تک آتا سفید سلک کا گاؤن۔۔۔

اسکی نظریں آسمان پر جمی تھیں جبکہ سبز آنکھوں میں آنسوں تھے جو پلکوں کی باڑ توڑ کر باہر نکلنے کو بے تاب تھے پر وہ نکلنے نہیں دے رہی تھی۔۔۔اس کی سماعت میں عبدل کے الفاظ کسی ہتھوڑے کی طرح لگ رہے تھے۔۔۔اس نے کبھی سوچا نہیں تھا کوئی شخص اس کے قیامت خیز حسن کو ایمان خراب کرنے کی چیز کہے گا۔۔

کیا کچھ نہیں کیا تھا اس نے یہاں تک پہنچنے کے لیے۔۔اور اس نے زندگی صرف اپنے باپ کو اذیت دینے کے لیے چنی تھی۔۔۔

وہ جس خاندان سے تھی اسے اس خاندان سے نفرت تھی۔۔سلطان ملک کی بیٹی تھی وہ۔۔اور اس خاندان سے آزاد ہونا چاہتی تھی۔۔وہ ساکت لیٹی تھی جبکہ ماضی کسی فلم کی طرح اس کے سامنے چلنے لگا تھا۔۔

اسکی ماں اس کے پیدا ہوتے ہی مر گئی تھی۔۔۔اس نے ہوش سنبھالا تو ایک بوڑھی نینی اس کی دیکھ بال کرتی تھی۔۔۔وہ نینی کے ساتھ اکیلی رہتی تھی۔۔ نینی اس کے کھانے پینے کا خیال رکھتی اسے سکول لے جاتی واپس لاتی۔۔اس

کا باپ سلطان ملک کبھی کبھی ہی آتا تھا۔۔وہ ڈری سہمی رہتی تھی اور پھر ایک دن اس کا باپ اسے پاکستان لے آیا۔۔اپنے ابائی گھر میں۔۔اپنے خاندان میں جہاں اس کی کوئی جگہ نہیں تھی۔۔اس کے دادا اور تایا نے خوب ہنگامہ کیا۔

یہ میری بیٹی ہے میں اسے کہیں باہر نہیں پھینک سکتا۔۔''سلطان ملک نے'' اپنے گھر والوں سے کہا۔۔اس کی ایک اور بیوی تھی۔۔۔ہیزل کی سوتیلی ماں اور ایک بھائی۔۔وہ دونوں اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔

زمان ملک۔۔اس کے تایا۔۔ان کے دو ہی بچے تھے۔۔ایک بارہ سالا عبید ملک اور ایک چار سالا کائنات جو کسی گڑیا جیسی تھی اور ہیزل سے دو سال چھوٹی تھی۔۔وہ خود اس وقت چھ سال کی تھی۔ بارہ سالا عبید ذہنی طور پر معزور تھا۔۔

اسے خاندان میں ایک شرط پر اپنا گیا تھا۔۔

اس لڑکی کو اس خاندان میں تب ہی جگہ ملے گی جب اس لڑکی کی شادی" میرے عبید سے ہو گی۔۔"زمان ملک نے اپنے چھوٹے بھائی سلطان کے سامنے شرط رکھی تھی اپنے معزور بیٹے کے لیے ہیزل ملک کو ابھی سے مانگ لیا تھا۔۔۔وہ نہیں جانتی تھی یہ سب کیا تھا۔

وہ وہاں آتو گئی تھی اسے کبھی پیار نہیں ملا تھا۔۔صرف ایک کائنات سے اس کی دوستی ہوئی تھی۔۔کائنات بھی ڈری سہمی رہتی تھی کیونکہ ان کے گھر کی عورتوں کو اتنی زیادہ آزادی حاصل نہیں تھی۔۔۔جب وہ بارہ سال کی تھی اور کائنات دس سال کی تھی ہیزل کی منگنی کائنات کے معزور بھائی سے جبکہ کائنات کی منگنی ہیزل کے سوتیلے بڑے بھائی سے کر دی گئی تھی۔۔۔

ہیزل جلد سمجھدار ہو گئی تھی۔۔۔اسے بس نفرت ملی تھی اور اس کے اندر نفرت بڑھتی جا رہی تھی۔۔اسے اپنے باپ سے،اپنے دادا سے اپنے تایا سے

یہاں تک کہ اپنے سوتیلے بھائی سے بھی نفرت تھی اور اپنے منگیتر کو تو وہ کسی خاطر میں لاتی ہی نہیں تھی۔۔

وہ جیسے جیسے بڑی ہو رہی تھی ضدی اور خو سر بنتی جا رہی تھی۔۔۔اسے جواب دینے آتے تھے۔۔۔وہ باز نہیں آتی تھی۔۔۔اسے اکثر گھر کے کسی نہ کسی مرد کے ہاتھوں مار پڑتی رہتی تھی پر وہ مار کھا کھا کر ڈھیٹ ہو گئی تھی۔

کائنات اسے سمجھاتی کہ ایسا نہ کیا کرو پر وہ کسی کی نہیں سنتی تھی۔۔۔پندرہ سال کے ہوتے ہی اسے پردہ کرنے کا کہا پر وہ نہیں مانی۔۔وہ بھی سلطان ملک کی بیٹی تھی۔۔ڈھیٹ تھی۔۔اس نے اپنے سوتیلے بھائی سے مار کھائی پر مانی نہیں۔۔

اور پھر سب کو ہارنا پڑا۔۔۔ہیزل ملک کے سامنے۔۔اس کی ضد اور خودسری کے سامنے۔۔اور پھر کہانی میں موڑ تب آیا جب اسے نئے سکول

میں عجیب لڑکا ملا۔۔۔ادھم جبیل نامی یہ لڑکا باقیوں سے الگ تھا۔۔۔وہ جلد دوست بن گئے۔۔

اسے ادھم کی سوچ پسند تھی باقی روایتی مردوں سے الگ۔۔۔اپنی مرضی سے جینے کی خواہش کرنے والا ادھم اس کے لیے پرفیکٹ تھا۔۔پر وہ اس سے اپنی ذاتی زندگی کبھی ڈسکس نہ کر پائی۔۔وہ اسے بتا نہیں پائی کہ جب وہ بچپن میں بھوکی ہوتی تھی اور رو رو کر اپنے باپ کو فون کرتی جو زیادہ تر ملک سے باہر رہتا تھا تو اس کا باپ اس کے لیے کچھ نہیں کر پاتا تھا۔۔۔

اس نے ہمیشہ نفرت سہی تھی سوائے کائنات کے جو اسے عزیز تھی۔۔اور جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا اس کے راستے مزید کھٹن ہو رہے تھے۔۔اٹھارہ سال کے ہوتے ہی اس کا نکاح عبید سے ہو جانا تھا جو پاگل تھا۔۔جبکہ کائنات کا اس کے بھائی سے۔۔۔پر اس سے پہلے اسے یہاں سے نکلنا تھا۔۔

اس نے سب سے پہلے تائی کو اپنی جانب کیا۔۔اس کا رویہ بدلنے لگا۔۔اس نے سوچ لیا تھا اس نے کیا بننا تھا۔۔اور اب وہ یہی کر رہی تھی اداکاری۔۔

اس نے تائی کو کہا کہ میں ڈاکٹر بن کر سب سے پہلے آپ کے بیٹے کا علاج کروں گی۔۔اس نے آہستہ آہستہ سب کا بھروسہ جیتا۔۔اور پھر جب اسے میڈیکل میں جانے کی اجازت مل گئی تو وہاں سب سے پہلے ایک سنیئر ڈاکٹر اور پروفیسر اس پر عاشق ہوا تھا۔۔ہیزل نے اس بات کا فائدہ اٹھایا۔۔۔اپنا پاسپورٹ بنوایا۔۔

اس پروفیسر نے اس کی قیمت ایک رات مانگی تھی۔۔وہ اسے ملک سے باہر بھیجنے کے لیے راضی ہو گیا تھا پر سودا عزت کا تھا۔۔صرف ایک رات کا۔۔ وہ ڈر گئی تھی۔۔۔گھبرا گئی تھی۔۔پھر اس نے پلان بنایا۔۔۔کائنات یہ راز جان گئی تھی۔۔اس نے کسی کو نہیں بتایا۔۔۔

تم جاؤ اور آزادی سے جیو۔۔"اس نے ہیزل کو گلے لگایا۔"

اور ہیزل اس دن کائنات کو خدا حافظ کہہ کر کالج آئی وہاں سے پروفیسر کے ساتھ بیٹھ کر اس کے ساتھ ہوٹل گئی۔۔وہ نہیں جانتی تھی ادھم اسے دیکھ چکا تھا۔۔۔کسی غیر مرد کے ساتھ ہوٹل میں ایک لڑکی کیا کرنے جاتی ہے؟؟؟
پر وہ پلان بنا کر آئی تھی۔۔اللہ نے ذہن دیا تھا تو وہ اس کا استعمال کرنا جانتی تھی۔۔آج صبح تین بجے کی اسکی ٹکٹ تھی۔۔
اسے ہوٹل جاتے ہی پہلے اپنے پاسپورٹ اور ٹکٹ کا اگلوایا کہ کہاں رکھے تھے کس قدر خوفناک تجربہ تھا۔۔پروفیسر اس کا ہاتھ تھامے بیٹھا تھا۔۔اس کے سامنے ڈرنکس پڑی تھیں جس میں اس نے نظر بچا کر نیند آور دوا ملا دی تھی۔۔

اس سے پہلے کہ وہ اس کے وجود تک بڑھ پاتا وہ وہیں ڈھے گیا۔۔اگلے بارہ پندرہ گھنٹوں تک وہ اٹھ نہیں سکتا تھا۔۔

اس نے روتے ہوئے بیگ اٹھایا۔۔پاسپورٹ وغیرہ ڈالا اور نقاب لپیٹ کر وہاں سے نکل آئی۔۔

شاید اس نے پہلی اور بار آخری بات خدا کو یاد کیا تھا۔۔کہ وہ اس کی مدد کرے۔۔۔اور بچ بچا کر نکل آئی تھی۔۔وہ فرانس چلی گئی تھی۔۔اور یہاں سے اس کا سفر شروع ہوا تھا۔۔وہ اکیلی تھی ڈری ہوئی۔۔وہ اپنا بندوبست کر کے آئی تھی اسے پتہ تھا اسے کیا بننا تھا۔۔۔اسے ماڈلنگ کرنی تھی۔۔۔اس نے یہاں آکر ویٹرس کی جاب کی۔۔جانے کیا کچھ کیا۔۔۔لوگوں سے بچتی پھری۔۔ڈر تھا اسے کوئی ڈھونڈ نہ لے۔۔۔پر کوئی نہیں آیا ڈھونڈنے۔۔اس نے ادھم سے رابطے کی کوشش کی تاکہ سچ بتا سکے۔۔۔پر وہ اس کے لیے مر چکی تھی۔۔فرانس میں ایک سال گزارنے کے بعد وہ اسپین آئی۔۔

یہاں مختلف جگہ آڈیشن دیے۔۔ بہت کوشش کی پر ہر جگہ قیمت تھی۔۔ بدلے میں ایک ہی چیز مانگی جاتی تھی۔۔۔ اور وہ تھی عزت۔۔۔ اسے اس کا سودا کرنا تھا پھر جلد اپنی منزل تک پہنچ جاتی پر وہ کر نہ پائی۔۔

اس نے پہلی سیڑھی سے آغاز کیا۔۔ وہ ایک ماڈل کی اسسٹنٹ بن گئی۔۔ اس کے حسن کو دیکھ کر اسے فوٹو شوٹ کی پیشکش ہوئی اور اسے لگا اس نے اپنی منزل کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھ لیا تھا۔۔۔ پھر وہ رکی نہیں۔۔۔ جب وہ ٹاپ کی ماڈل بن گئی تب ایک دن سلطان ملک کا فون آیا۔۔ وہ غصے تھے ناراض تھے۔۔ پر وہ اب مطلبی بن گئے تھے۔۔ ایک باپ اپنی بیٹی کو اپنے مقصد کے لیے استعمال کرنا چاہتا تھا۔۔

وہ سب جانتی تھی پھر بھی اپنے باپ سے منہ نہ موڑ سکی۔۔ اور پھر ایک دن کسی طوفان کی طرح عبدل آیا۔۔ جانے کس دنیا سے آیا تھا کیا کرتا تھا۔۔ وہ سب سے الگ تھا۔۔ اپنے کردار میں۔۔۔

جھگڑالو تھا۔۔ غصے والا تھا۔۔ لیکن عزت دینا جانتا تھا۔۔۔

وہ اسے بچانے والا تھا۔۔۔اس کی حفاظت کرنے والا تھا۔۔پہلی بار محبت نے دل پر دستک دی۔۔۔اور پھر آہستہ آہستہ وہ پوری آب وتاب سے اس کے دل کے تخت پر براجمان ہو گیا حالانکہ وہ کسی ایمانے کو زیادہ اہمیت تھا تب بھی اس کی محبت میں کمی نہیں آئی۔۔

وہ جو چاہتی تھی بن گئی تھی۔۔۔اس نے اپنے باپ کو جلا کر اپنے خاندان سے سارے بدلے لے لیے تھے۔۔۔وہ ان کی پہنچ سے دور نکل آئی تھی۔۔وہ آسمانوں کو چھو رہی تھی۔۔ہالی ووڈ میں کام کر آئی تھی۔۔۔وہ عام انسانوں سے بہت اوپر چلی گئی تھی پر آج عبدل کے لفظوں نے اسے آسمان سے زمین پر لا پٹخا تھا۔۔وہ دھڑام سے گری تھی۔۔وجود کانچ کی طرح ٹوٹ پھوٹ گیا تھا۔

وہ اس کے لیے کچھ بھی نہیں تھی سوائے "ایمان خراب" کرنے والی چیز کے۔۔۔!!

✿••✿••✿••✿

حاد کے نام

"اپنے گھر سے آغاز کریں، اپنے محلے کی مسجد سے، اپنے محلے کے امام سے۔۔۔ پھر دیکھیں سچ کیسے باہر آتا ہے۔۔"

وہ حاد تھا۔۔ وہ حادثاتی طور پر نہیں آیا تھا اسے لایا گیا تھا۔۔ وہ سوچ سمجھ کر آیا تھا اور اس کے ان لفظوں نے دماغ والوں کو سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔ وہ سوچ ہی تو بدلنے آیا تھا۔۔۔ اور یہ پہلے سوال تھا جب اس کی دی گئی نئی سوچ پر ایک لڑکے نے اپنے محلے کے امام مسجد سے پوچھا۔۔ یہ ایک نوجوان لڑکا تھا جو نماز پڑھنے آیا تھا۔۔ دعا کے بعد اس نے امام کو مخاطب کیا۔

"امام صاحب میرا آپ سے ایک سوال ہے۔۔"لوگوں کی بھیڑ میں اس نے پوچھ لیا۔ کچھ لوگ بھی رک گئے۔۔ امام نے چونک کر لڑکے کی جانب

دیکھا۔۔وہ حیران ہوئے۔۔لڑکے کو وہ پہلی بار مسجد میں دیکھ رہے تھے۔ محلے کے نمازی بھی حیران تھے۔

پوچھو۔۔"امام کے چہرے پر مسکراہٹ ابھری۔"

"آپ نے جمعے کے خطبے میں فرمایا تھا کہ پاکستان کے حالات بہت بد تر ہو چکے ہیں۔۔بالکل ویسے ہی جیسے مکہ میں تھے جب لوگوں کو چھپ کر نمازیں پڑھنا ادا کرنا پڑھتی تھیں۔۔۔کیا یہ سچ ہے۔۔؟؟"
لڑکا سوچ سمجھ کر آیا تھا۔

"بالکل ایسا ہی ہے۔۔ہم جس قدر برے معاشرے میں رہ رہے ہیں، جہاں رشوت عام ہے سود عام ہے قتل وغارت عام ہے۔۔جہاں سیاستدانوں نے ملک کا بیڑہ غرق کر دیا گیا ہے۔۔جہاں سچ بولنے پر پابندی ہے جان جانے کا

خطرہ ہے۔۔وہاں یہ لازم ہو گیا ہے کہ ہم اپنے ایمان کو بچائیں جیسے مکہ میں بچاتے تھے۔۔تزکیہ نفس کریں اور اللہ کو یاد کرتے رہیں۔۔"امام نے افسوس کے ساتھ جواب دیا۔۔

"اللہ ہمارے ایمان کو بچائے۔۔"امام صاحب نے آمین کہا تو اس کے ساتھ ہی باقی مردوں نے بھی آمین کی صدا لگائی۔۔لڑکے نے افسوس سے سب کو دیکھا۔۔اس کی آنکھوں اس کے چہرے پر افسوس ہی افسوس تھا۔۔

"آپ کی بیٹی پردہ کرتی ہے امام صاحب۔۔؟؟"اگلا سوال عجیب تھا۔۔۔امام کے ساتھ ساتھ باقی مردوں نے بھی حیرت سے اسے دیکھا۔

"الحمداللہ۔۔میری بیٹی شرعی پردہ کرتی ہے۔۔"امام کے لہجے میں فخر ہی فخر تھا۔لڑکے نے امام کے پیچھے بیٹھے ایک کمزور اور ضعیف آدمی کو دیکھا تھا جس کا سر جھکا ہوا تھا۔۔وہ ناتواں مرد سر اٹھانے کے قابل نہیں تھا۔۔۔ابھی

دو دن پہلے اس کی بیٹی کا قتل ہوا تھا۔۔ قتل کرنے والا اور کوئی نہیں اس کا اپنا بیٹا تھا۔۔ بھائی نے غیرت کے نام پر اپنی بہن کو مار ڈالا تھا۔ وہ آدمی سر اٹھانے کے قابل نہیں رہا تھا۔

"میرے خیال سے امام صاحب۔۔ آپ کو اپنی بیٹی کا حجاب اتروا دینا چاہیے۔۔ کیونکہ اگر آپ آج کل کے حالات کو مکہ کے حالات سے ملا رہے ہیں تو مکہ میں پردے کی اجازت نہیں تھی۔۔ پردہ کرنے سے منع کریں اپنی بیٹی کو، یہ مسجدیں ہٹا دیں۔۔۔ اور پھر تو کسی کافر کو چاہیے کہ آپ کو گرم ریت پر ڈالے۔۔ آپ کی کھال جلا ڈالے۔۔ جیسے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ڈالا گیا تھا۔۔ مکہ کا ماحول تو ایسا تھا۔۔۔"

لڑکے بولا تو بولتا چلا گیا۔۔۔ امام مسجد دھواں دھواں ہوتے سامنے بیٹھے لڑکے کو دیکھ رہے تھے۔۔

"خاموش گستاخ۔۔۔ خبردار جو ایسی باتیں دہرائیں۔۔"

امام گرج اٹھے۔

"آپ لوگوں کو ڈر نہیں لگتا اللہ سے۔۔؟؟ کیا سمجھتے ہیں آپ تزکیہ نفس سے بچ جائیں گے۔۔؟؟ آپ کے پڑوس میں ایک ایک بھائی نے اپنی بہن کا قتل کر ڈالا تب کیوں نہیں ڈرایا آپ نے۔۔۔؟؟ یہ سبق کیوں نہیں دیا تھا آپ نے کہ ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے۔۔ کہاں سو رہی تھیں آپ کی تعلیمات جب ایک باپ اپنی بیٹی کا زبردستی نکاح کرنا چاہتا تھا۔۔اور اس کے نا ماننے پر اس کا قتل کر دیا گیا؟؟ آپ نے کیوں نہیں سکھایا جو پورا اسلام تھا؟؟ آپ کو کیا لگتا ہے یہ روزانہ کے وظائف کا بتا کر آپ بچ جائیں گے؟؟؟ نکاح کیسے کرنا ہے طلاق کیسی دینی ہے۔۔ طلاق ہو گئی یا نہیں ہوئی۔۔ پہلی بیوی کی اجازت کے بغیر دوسری شادی جائز ہے یا نہیں بس یہ سکھایا آپ نے؟؟ کون سا فرقہ کافروں کا کونسا مسلمانوں کا ہے آپ عالموں

نے آج کے نوجوان نسل کو اتنا کنفیوژڈ کر دیا ہے کہ ہم نوجوان ایسے اسلام کو

گئے ہیں۔۔ کیوں امام صاحب۔۔۔ کیوں آپ دیکھ کر اس سے دور بھاگ

''لوگوں نے اسلام کو اتنا مشکل بنا دیا ہے؟؟

وہ آج رکنے والا نہیں تھا اور یہ کسی اور کا نہیں حاد کا اثر تھا۔۔ جو بہت سارے

لوگوں پر سر چڑھ کر بول رہا تھا۔ اور مسجد میں خاموشی چھا گئی۔۔ موت جیسی

خاموشی۔

باپ سے سوال کرتا ہے شرم نہیں آتی۔۔؟؟'' امام سے جب کچھ جواب ''

نہ بن پایا تو وہ غصے سے دھاڑے۔

بالکل نہیں۔۔۔ میں آپ کا بیٹا باہر ہوں یہاں میں ایک امام مسجد سے ''

سوال کرنے آیا ہوں جس نے اس امانت کو آگے پہچانے کا کام سنبھال رکھے

جس کو لینے سے پہاڑوں نے انکار کر دیا تھا۔۔۔'' لڑکے کے لہجے میں ذرا بھی

لچک نہیں آئی۔ وہ امام کا بیٹا تھا۔۔۔اسے پھر بھی اسلام میں دلچسپی نہیں تھی۔۔اور آج وہ مسجد آیا تو کس لیے ؟؟؟سوال کرنے۔۔۔

کسی نے تو آغاز کرنا ہی تھا نا۔

"اس دن سے ڈریں جب اللہ پوچھے گا کہ تم نے میرا پیغام پورا کیوں نہیں پہنچایا۔۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"اگر صرف تزکیہ نفس ہی آپ کا اسلام ہے تو بقول آپ کے میں کافر ہی ٹھیک ہوں کیونکہ مجھے احساس ہو گیا ہے کہ میں کیا وعدہ کر کے آیا تھا۔۔ میں اسی وعدے کو پورا کرنے نکل چکا ہوں۔۔ آپ اپنا اسلام درست کر لیں یہ نہ ہو مکہ کے ان حالات میں کہیں آپ پر کافرانہ فتویٰ لگ جائے۔۔۔" وہ پھر رکا نہیں اٹھا اور چلا گیا۔۔۔امام مسجد تلملا کر رہ گیا تھا۔۔

اسکی نظر میں بیٹا کافر تھا جو لاکھ چاہنے کے باوجود اللہ کے آگے نہیں جھکتا تھا۔۔مار کھانے کے باوجود کبھی مسجد نہیں آیا اور اگر آج آگیا تھا تو اپنے باپ کی ہی بنیاد ہلا کر چلا گیا تھا۔

✿••✿••✿••✿

تیسرے سیشن کے بعد تو جیسے بنیاد ہی ہل گئی تھی۔۔ہر جانب صرف حاد تھا۔۔۔تیسرے سیشن میں اس نے علما کرام کو مخاطب کیا تھا۔۔آج کے امام کو آج کے اسلام کو۔۔۔کیا بنا دیا تھا انہوں نے اسلام کو۔۔

اور دوسرے سیشن سے کی سوشل میڈیا پر ایک ہلچل سی مچ گئی تھی جب ریکارڈنگ سامنے آئی تھی۔اور پھر تیسرا سیشن تو تھا ہی ایسا کہ علما کرام تک ہل گئے تھے۔۔۔

وہ اسٹڈی روم میں بیٹھا تھا۔۔ آج اس نے پہلی دفعہ سوشل می-ڈیا پر لائیو آنا تھا۔۔ جس مقصد کا آغاز وہ کر چکا تھا اس کے لیے ضروری تھا کہ گرم لوہے پر لگاتار ہتھوڑے مارے جائیں۔۔ وہ اسی تیاری میں لیپ ٹاپ آن کر کے بیٹھا جب اس کا فون بجنے لگا۔۔ یہ وہ نمبر تھا جس کے ذریعے وہ مختلف یونیورسٹیوں اور تنظیموں سے رابطہ کر رہا تھا۔۔

کوئی انجان نمبر تھا۔۔ اس نے فون اٹھا کر کان سے لگایا۔

ہیلو۔۔۔" محتاط انداز میں کہا گیا۔"

"سمجھتا کیا ہے تم اپنے آپ کو؟؟ آج کل کے لڑکے ہو کر ہمیں اسلام سکھانے چلے ہو؟؟" یہ ایک مشہور اسلامی سکالر تھا جو غصے میں لگ رہا تھا۔

اسی اندازہ تھا کہ ایسا ہو گا۔۔ اتنی جلدی ہو گا اس کا اسے اندازہ نہیں تھا۔۔ وہ ہولے سے مسکرا دیا۔

"دس سال لگائے ہوں گے آپ نے اسلام کی پڑھائی میں۔۔۔ پچھلے پانچ سالوں سے آپ اسلام سکھا رہے ہوں گے یقیناً۔۔ میری عمر اٹھائیس سال ہے۔۔ اٹھائیس سال صرف میں نے سیکھا ہے اور سیکھ رہا ہوں۔۔ ان اٹھائیس سالوں میں ایک بھی دن ایسا نہیں گزرا جب میری ماں نے مجھے اللہ سے کیا ہوا وعدہ یاد نہ دلایا ہو۔۔ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ میں کل کا لڑکا ہوں اور میں آپ سے کم اسلام جانتا ہوں۔۔؟؟؟"

وہ پر سکون انداز میں کہتا اگلے کو سلگا گیا تھا۔

"جو کرنے آئے ہو اس پر دھیان دو۔۔ مشہور ہونا ہے تو ناچ گانا کرو۔۔ اسلام میں مت پڑو یہ تمہاری لائن نہیں ہے۔۔ ورنہ بہت نقصان اٹھاؤ گے۔۔" دوسری جانب موجود شخص کا لہجہ تنبیہہ تھا۔

بالکل۔۔میری لائن آپ سے الگ ہے۔۔۔میں فرقہ بازی کرنے نہیں ”
آیا۔۔۔نہ کسی پر فتوے لگانے آیا ہوں۔۔میں پورے اسلام کو منظر عام پر
لانے آیا ہوں۔۔۔“اس نے نارمل لہجے میں صاف صاف اپنی بات
سمجھائی۔۔۔دوسری طرف سے فون کاٹ دیا گیا۔اس نے گہرا سانس لے
کر فون واپس رکھ دیا۔۔اب وہ لیپ ٹاپ کی جانب متوجہ ہو چکا تھا۔۔جہاں
اس کا واحد سوشل می-ڈیا اکاونٹ اوپن تھا۔۔”مسٹر گرے“وہ پچھلے پانچ
سالوں سے اپنے اکاؤنٹ پر ہر طرح کی تعلیمات دے رہا تھا۔۔۔چاہے وہ
سائنس سے مطلق ہو،نفسیات سے یا پھر اسلام سے۔۔آج وہ پہلی بار سامنے
آرہا تھا۔۔۔

آج کے دور کا سب سے بڑا ہتھیار۔۔۔سوشل میڈیا۔۔۔

اور وہ اسے ہی استعمال کرنے والا تھا۔

✿••✿••✿••✿

شالی کب سے ہیزل کو فون کر رہی تھی لیکن وہ جواب نہیں دے رہی تھی۔۔۔ مسلسل بجنے والی فون کی گھنٹی اسے ماضی کی یادوں سے کھینچ لائی تھی۔۔ آج بھی اگر اسے کوئی یاد آتا تھا تو وہ کائنات تھی۔۔ جانے اس کے گھر چھوڑنے کے بعد اس پر کتنا ظلم ہوا ہوگا۔۔ وہ اکثر یہ سوچتی تھی۔ پر کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ فون نے توجہ کھینچی تو اس نے برف ہوتے وجود کے ساتھ اپنے پاس فرش پر رکھا فون اٹھایا اور کان سے لگالیا۔۔

ہیلو میم۔۔۔ ڈائریکٹر صاحب کافی ناراض ہیں۔۔ آج کی میٹنگ نہیں ہوئی" میں نے ان سے آپ کی خراب طبیعت کا بہانہ بنایا ہے۔۔۔ مجھے بتائیں اگلی میٹنگ کب کرنی ہے۔۔؟؟ آپ کے بہت سارے فوٹو شوٹس ہیں۔۔ "شیڈول بزی جارہا ہے۔

فکر مند سی شالی بول رہی تھی۔۔

"کینسل کردو۔۔"اس نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

"کک۔۔کیا مطلب؟؟"شالی الجھی تھی۔

"سارے پروجیکٹس سارے شوٹس کینسل کردو۔۔۔"ٹھنڈے لہجے میں کہتی وہ اٹھ بیٹھی۔۔ہونٹ،ہاتھ اور پیر نیلے پڑ چکے تھے۔۔۔دوسری جانب شالی کو شاک لگا تھا۔۔وہ جان گئی تھی ہیزل ہوش میں نہیں تھی۔

"میم آئی تھنک آپ ہوش میں نہیں ہیں۔۔۔میں کل صبح آکر بات کرتی ہوں۔۔"وہ سمجھتے ہوئے بولی تو ہیزل چلائی۔

میں نے کہہ دیا ناسب کینسل کر دو۔۔ کچھ نہیں چاہیے مجھے۔۔۔ آج سے سب ختم۔۔۔ ہیزل ختم۔۔۔" وہ واقعی اپنے حواس میں نہیں تھی۔۔ وہ پوری وقت سے چلائی تھی اور پھر فون بند کر کے اپنے دائیں جانب سوئمنگ پول میں پھینک دیا۔۔۔ پھر وہ اٹھی۔۔۔ پاؤں اتنے سن ہو چکے تھے کہ وہ گرتے گرتے بچی اور پھر وہ خاموشی سے اندر کی جانب بڑھ گئی۔۔

جبکہ دوسری جانب شالی سن بیٹھی رہ گئی تھی۔۔ اسے یقین نہیں ہوا تھا کہ یہ سب ہیزل نے کہا تھا۔۔ ہیزل ملک نے۔۔!!

✿••✿••✿••✿

یہ ایک چھوٹا سا پلے تھا۔۔ عبدل سے بار بار ڈائریکٹر کانٹیکٹ کر رہا تھا۔۔ فالن اینجل کے نام پر ایک گانا تھا جسے پلے کی فارم میں پیش کیا جانا تھا۔۔

آپ اچھا گاتے ہیں اس سے اچھا آپ پر فارم کر لیں گے۔۔ ہم آپ کو منہ مانگی قیمت دیں گے آپ بس فالن اینجل کا رول پلے کر لیں۔۔" عبدل سے بار بار ایک ہی درخواست کی جا رہی تھی۔

"میں کسی عورت کے ساتھ کام نہیں کر سکتا۔۔" اس نے عجیب وجہ بتائی تھی۔ ڈائریکٹر کچھ دیر خاموش رہا پھر سوچنے کے بعد بولا۔

"ٹھیک ہے ہم اس میں سے ہیروئن نکال دیتے ہیں۔۔ یہ کہانی صرف فالن اینجل کی ہے۔۔ صرف آپ کی ہو گی۔۔ آپ سے بہتر یہ کردار کوئی ادا نہیں کر سکتا۔۔" عبدل نے پیسوں کی جگہ یہی ڈیمانڈ رکھی تھی کہ اس کے ساتھ کوئی لڑکی نہ ہو۔۔ اور اسکی یہ شرط مان لی گئی تھی۔۔۔ وہ پہلی بار کسی پلے کا حصہ بننے جا رہا تھا۔۔ اس کے چہرے پر چھائی سرد مہری ابھی تک کم نہیں ہوئی تھی۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا کوئی لڑکی ہو جسے اسے چھونا پڑے۔۔

اسے ڈائریکٹر نے میٹنگ کے لیے وینیو بھیج دیا تھا۔۔۔

کتنی عجیب بات تھی۔۔ایک کردار اپنا سب کچھ کھونے جا رہا تھا۔۔۔۔

اور ایک کردار نے آغاز کیا تھا۔۔۔

✿••✿••✿••✿

وہ خاموشی سے بستر میں دبکی پڑی تھی۔۔اتنی سردی نہیں تھی جتنی اسے لگ رہی تھی۔۔۔اس کا وجود کانپ رہا تھا وجہ جو بھی تھی پر وہ آیت اس کے ذہن سے نہیں نکل رہی تھی۔۔وہ نا چاہتے ہوئے بھی ایسے دلدل میں دھنستی جا رہی تھی جہاں سے نکلنا ناممکن تھا۔۔

وہ خالی خالی دماغ لیے چھت کو گھور رہی تھی جب اسکا فون تھرتھرایا۔۔اس نے دیکھا تو اس کے اکاؤنٹ میں ایک بڑی رقم ٹرانسفر ہوئی تھی۔۔وہ حیرت اور اچنبھے سے موصول ہونے والے پیغام کو دیکھنے لگی۔۔ بھنویں سکڑ

گئیں۔۔آخر اتنی بڑی رقم کون بھیج سکتا تھا؟؟ کہیں غلطی سے تو نہیں آ گئی تھی؟؟

وہ اسی کشمکش میں تھی کہ فون بج اٹھا۔یہ وہ نمبر تھا جس سے اسے اس دن میسج ملا تھا جب ماثیل سب چھوڑ کر جا رہا تھا اور ایمان سے پوچھا گیا تھا کہ اگر وہ چلا جاتا تو اس کا زمہ دار کون ہوتا؟؟

اس کا دل کیا فون دیوار میں دے مارے۔۔۔فون نہ اٹھائے۔۔دور کہیں چھپ جائے۔۔یقیناً وہ حشام جبیل تھا جو نمبر بدل کر رابطہ کر رہا تھا۔اس نے دوبارہ فون نہیں کیا تھا پھر آج؟؟

السلام علیکم!''اس نے فون کان سے لگایا۔''

وعلیکم السلام۔۔رقم مل گئی آپ کو؟؟''دوسری جانب سے پیشہ ورانہ'' طور پر پوچھا گیا جیسے اسے اس کی تنخواہ دی گئی ہو۔

"آپ حشام جبیل ہیں؟؟" وہ آوازیں نہیں پہچان پاتی تھی۔اس معاملے میں وہ تھوڑی کچی تھی اسی لیے پوچھا تھا۔

"باس بزی ہیں۔۔میں ان کا اسسٹنٹ ہوں۔۔آج سے میں ہی یہ سب دیکھوں گا۔۔آپ مجھے کنٹیکٹ کر سکتی ہیں۔۔"

اس کا دل بجھ گیا۔۔۔مزید دکھی ہو گیا۔۔وہ اس خاندان کے لیے اتنی اہمیت نہیں رکھتی تھی۔۔اپنا کام نکلتے ہی حشام جبیل نے اسے فون کرنا بھی گوارہ نہیں کیا تھا۔۔وہ جذباتی تھی۔۔۔اور اس وقت اس کی آنکھیں لبالب آنسوؤں سے بھرنے لگی تھیں۔

"مجھے پیسے نہیں چاہئیں۔۔" گلے میں کچھ اٹک گیا تھا۔۔وہ سرخ چہرے کے ساتھ بولی۔

”تو پھر کیا چاہیے آپ کو؟؟“ دوسری جانب سے حیرانی سے پوچھا گیا۔

”کچھ بھی نہیں چاہیے۔۔میں یہ سب پیسوں کے لیے نہیں کر رہی ہوں۔۔مجھے اپنا احسان اتارنا تھا۔۔“ دوسری جانب خاموشی چھا گئی۔

”آپ اپنے باس کو بتا دیجیے گا۔۔میں کوئی غلام نہیں ہوں جسے وہ خرید لیں گے۔۔اپنے پیسے اپنے پاس رکھیں۔۔“ اس نے کھٹاک سے فون بند کر دیا۔اسے اب سانس لینے میں مشکل پیش آ رہی تھی۔۔وہ اٹھ بیٹھی۔۔آنسوؤں کو گرنے نہیں دیا۔۔گہرے سانس لے کر خود کو نارمل کرنا چاہا۔وہ شدید دکھ میں تھی۔۔کون کسی کے ساتھ ایسا کرتا ہے۔۔؟؟

وہ اٹھی اور اٹھ کر اپنے کپڑے استری کرنے لگ گئی۔۔۔اسے صبح آفس جانا تھا۔۔وہ خود کو ان سب چیزوں سے آزاد کرنا چاہتی تھی۔۔جب تک اس کا رزلٹ نہیں آجاتا اسے یہاں رکنا تھا۔۔اور اس کے لیے جاب لازمی تھی۔۔کپڑے استری کرنے تک وہ خود کو کافی حد تک نارمل کر چکی تھی۔۔پر اس کا فون پھر سے بج اٹھا۔۔

ماثیل کا نمبر جگمگ کر رہا تھا۔۔۔وہ خالی دماغ لیے بیٹھ گئی اور فون کو گھورنے لگی۔سوچتی رہی کہ فون اٹھائے یا نا۔۔ لیکن وہ بھی شاید ضد کر کے بیٹھا تھا کہ اس سے بات کر کے ہی سکون لے گا۔۔۔

بالآخر اس فون اٹھا ہی لیا۔۔

کافی پیو گی؟؟" وہ نارمل انداز میں بولا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔۔جیسے وہ ذکر ہی نہ کرنا چاہتا ہو کہ وہ اس سے کیسے دور بھاگی تھی۔"

کیا تم مجھے کچھ اپنے بارے میں بتاؤ گی؟؟" ماثیل نے پہلی بار اس سے اس کی ذات کے بارے میں پوچھا تھا۔۔ وہ اپنے بستر میں بیٹھ گئی۔۔ بیڈ سے ٹیک لگا کر۔۔ کمبل کو اپنے ارد گرد لپیٹ لیا۔

میں چابی والی گڑیا جیسی ہوں جسکی چابی لگا دی جائے تو وہ ہنستی ہے بولتی ہے۔۔ اور چابی نکال لیں تو بے جان پڑی رہتی ہے اور جس کی چابی چند ایک لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔۔ جیسے کہ میری ماں۔۔" وہ کسی ٹرانس کے زیر اثر بول رہی تھی۔۔ جیسے کوئی بچی رات کے اس پہر کسی خوف سے اپنے بستر میں دبکی پڑی ہو۔

اور۔۔۔ بولو۔۔ میں سننا چاہتا ہوں۔۔" وہ اپنی بالکونی میں کافی کا کپ تھامے کھڑا تھا۔

اجنبی اور ایسے لوگ جو مجھے پسند نہیں ان کی میری زندگی میں کوئی جگہ "
"نہیں ہوتی۔۔ان کے لیے میں پتھر جیسی ہوں۔۔

وہ ہولے سے مسکرادیا۔۔وہ اس کے لیے پتھر ہی تھی۔۔یا تو وہ اب تک ایمان کے لیے اجنبی تھا اس کی زندگی میں اب تک ماثیل کی جگہ نہیں بن پائی تھی۔

کیسے لوگ پسند ہیں۔۔؟؟" اگلا سوال ابھرا۔ "

اپنے جیسے۔۔۔" ہولے سے جواب دیا گیا۔ "

"اور تم کیسی ہو؟؟"

"جسے کوئی ناپسندیدہ انسان یا پھر ایسا کوئی انسان جسے میں ناپسند ہوں،
مجھے چھوئے تو جل کر خاک ہو جاؤں گی۔ایسی ہوں میں۔۔" وہ شدت پسند
تھی۔۔۔اتنی پسند کہ اپنی پسند کے علاوہ کسی کو دیکھتی ہی نہیں۔۔

"اور اگر میں چھوؤں؟؟" وہ پتہ نہیں کیا سننا چاہتا تھا۔

"تو مر جاؤں گی۔۔۔" ایمان نے اذیت سے آنکھیں موندھ لیں۔

"آخر کیوں۔۔؟؟؟" دوسری جانب بھی ایسی ہی گہری اذیت تھی جس
سے ماثیل کا وجود کٹ رہا تھا۔

"اتنا برا ہوں میں؟؟" اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔

اچھائی برائی کی بات نہیں ہو رہی۔۔ صحیح غلط کی بات ہو رہی ہے۔۔" وہ ہولے ہولے بول رہی تھی۔۔۔اس نے آنکھیں بند ہی رکھیں۔۔۔ذہن کو سکون مل رہا تھا۔

"تمہیں لگتا ہے تم صحیح ہو؟؟"

ہاں۔۔۔ جیسے آپ کو لگتا ہے آپ صحیح ہیں۔۔" وہ بیٹھی تھی پھر دھیرے دھیرے سرک کر وہیں لیٹ گئی۔

کبھی سوچا ہے کیا ہو گا اگر یہ سب جھوٹ ہوا تو؟؟" ماثیل نے سوال کیا۔"

یہ سب۔۔ جنت جہنم۔۔ خدا۔۔۔ سب جھوٹ ہوا تو۔۔؟؟ مرنے کے بعد کوئی زندگی نہ ہوئی کوئی حشر نہ ہوا تو؟؟ کیا ملے گا تمہیں اپنی عبادتوں سے؟؟ اپنی نیکیوں کے عوض پھر کیا ملے گا۔۔؟؟

"اگر یہ سب جھوٹ بھی ہوا تو مجھے کوئی نقصان نہیں ہو گا۔۔۔ لیکن آپ سوچیں اگر یہ سب سچ نکلا تو کیا ہو گا؟؟ حشر واقعی ہوا تو کیا ہو گا۔۔۔؟؟" اس نے الٹا سوال کیا تو ماثیل خاموش رہ گیا۔

"آپکا نقصان ہو گا۔۔۔۔ پتہ ہے کیا نقصان ہو گا۔۔؟؟" وہ نیند کی کیفیت میں گویا ہوئی۔۔ اس کا سر بھاری ہو رہا تھا۔

"جانتا ہوں جنت نہیں ملے گی۔۔" وہ ہنسا تھا۔۔ اذیت بھری ہنسی۔

نہیں۔۔۔جنت شاید مل جائے۔۔۔آپ کی کسی نیکی کے"
بدلے۔۔۔پر۔۔"وہ رک گئی۔

پر۔۔؟؟"ماثیل الجھا۔"

"آپ کو ایمان نہیں ملے گی۔۔۔"
اور ماثیل کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی۔۔ کیا تھی وہ لڑکی۔۔۔ایک پل کو اس نے سوچا اور پھر جھرجھری سی لی۔۔وہ ایسا سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔۔ مسکراہٹ غائب ہو چکی تھی۔
کتنے ہی پل خاموشی چھائی رہی۔۔ پھر اس نے ایمان کو پکارا۔۔ لیکن کوئی جواب نہ آیا۔۔۔یقیناً وہ سو چکی تھی۔۔۔ماثیل نے فون بند کر دیا کہ کہیں شور سے اسکی آنکھ نہ کھل جائے۔

آخر آپ نے ایسا کیا کیا ہے مسٹر عبداللہ کہ آپ کی بیٹی مرد ذات سے اتنی بدگمان ہو چکی ہے۔۔" وہ بالکونی میں کافی کا مگ تھامے کھڑا تصور میں عبداللہ شہاب سے مخاطب تھا۔

✿••✿••✿••✿

عبداللہ شہاب دین

خود غرضوں میں ایک خود غرض۔۔۔خود پرستوں میں ایک خود پرست۔۔

وہ عبداللہ تھا۔۔۔منتوں مرادوں سے مانگا گیا بیٹا۔۔۔

میر شہاب دین کی شادی مرہ سکینہ سے ہوئی تھی جو خوبصورتی میں کسی جمیلہ سے کم نہیں تھی۔۔۔شادی کے پانچ سال تک کوئی اولاد نہیں ہوئی۔۔پھر اوپر تلے اللہ نے تین بیٹیاں دیں۔۔سکینہ بی بی کو بیٹے کا شوق تھا۔۔اللہ سے دعائیں کی، عبادتیں کی منتیں مانی، درگاؤں کے چکر لگائے پھر کہیں جا کر اللہ

نے بیٹا دیا۔۔ چاند سا خوبصورت بیٹا۔۔ نہایت حسین۔۔۔ جس کے نام پر جنگ چھڑ گئی تھی خاندان میں۔۔ اور پھر آخر میں عبداللہ نام رکھا گیا۔۔ عبداللہ یعنی اللہ کا بندہ۔۔ جسے اللہ نے حسن اور ذہن بہت دیا تھا۔۔۔ وہ بچپن سے ہی ذہین تھا۔۔ آرٹسٹ بننے کا شوق تھا جبکہ گھر والے چاہتے تھے پڑھ لکھ کر فوج میں چلا جائے۔۔۔ پر آرٹ سے جڑے لوگ باقی دنیا سے کٹ جاتے ہیں۔۔ عبداللہ شہاب کو لکھنے کا شوق تھا اس کے علاوہ وہ ایک اچھا پینٹر تھا۔۔ دن بھر کتابیں پڑھنا، اچھا کھانا اچھا پہننا۔۔ بابو بن کر گھومنا۔۔ اس کے علاوہ اسے کچھ آتا ہی نہیں تھا۔۔ نہ وہ فوج میں جا سکتا تھا نہ ہی جاب کر سکتا تھا۔۔ اس کے شوق الگ تھے۔۔۔ سردیوں میں لمبا اوور کوٹ پہن کر سگار سلگائے گھومتا تھا۔۔۔ شہاب دین کو باتیں سننے کو ملتی تھیں کہ خود تو نماز روزہ کرتا تھا۔۔ جبکہ بیٹا گوروں سے متاثر تھا۔۔ رنگ برنگی عورتوں کی تصویریں بناتا تھا۔۔ بیس بائیس سال کا ہوا تو گھر والوں نے تنگ آکر شادی کر دی۔۔ ان کا ماننا تھا کہ شادی کے بعد سدھر جائے گا۔۔۔ لیکن نتیجہ الٹ نکلا۔۔ سلمیٰ

بیگم، عبداللہ شہاب کو ایک آنکھ نہ پسند آئی۔۔ سانولے رنگ کی ان پڑھ سلمی بھلا عبداللہ جیسے نوجوان کو کیسے پسند آتی۔۔ خیر بیوی تو تھی ہی چوں چراں کے بعد عبداللہ شہاب نے سلمی بیگم کو بیوی مان ہی لیا۔۔ لیکن اسے بیویوں والی عزت اور مان کبھی نہ دیا۔۔ غصہ جس کا بھی ہوتا سلمی بیگم پر اترتا۔۔ یہاں تک کہ شادی کے چھ مہینوں ہی عبداللہ شہاب نے اپنی بیوی پر ہاتھ اٹھانا شروع کر دیا تھا۔۔۔ وہ گاؤں کی سیدھی سادی لڑکی تھی جو خاموشی سے سب سہہ جاتی اور پھر اپنی ساس کو شکوہ کناں نظروں سے دیکھتی جس نے اپنے بیٹے کی جھوٹی تعریفیں کر کے سلمی بیگم کا رشتہ لیا تھا۔۔ اپنے بیٹے کو محنتی بنا کر پیش کیا تھا۔۔ چھپایا تھا کہ وہ عیاش تھا۔۔ وہ جواری تھا۔۔ کچھ نہیں بتایا تھا۔

شادی کے بعد تو جیسے عبداللہ شہاب اور آزاد ہو گیا تھا۔۔ کسی دوسرے شہر میں آرٹ کا کوئی بڑا مقابلہ چل رہا تھا۔۔ عبداللہ اپنی بیوی اور ہونے والے بچے کو چھوڑ کر چلا گیا۔۔

اور پھر چھ ماہ تک واپس نہ آیا۔۔۔ یہ مقابلہ کراچی میں تھا۔۔ چھ ماہ تک عبداللہ نے پلٹ کر اپنے گھر والوں کی کوئی خبر نہ لی۔۔۔اس کی بیوی زندہ تھی یا مر گئی تھی کوئی رابطہ نہیں کیا۔۔

کراچی میں عبداللہ کو ایمانے ملی۔۔۔۔وہ برطانیہ سے آئی تھی۔۔۔ہاتھ لگائے میلی ہونے والی گوری Emmany Robert.. جو شخص یہ مقابلہ کروا رہا تھا ایمانے اس کی خاص مہمان تھی۔۔اس کا بولنا اس کا ہنسنا عبداللہ شہاب کو پاگل کر گیا تھا۔۔۔ایمانے بھی عبداللہ شہاب کی وجاہت اور ذہانت دونوں سے متاثر ہوئی تھی۔۔وہ دونوں جلد قریب آ گئے۔۔۔ عبداللہ نے اپنی آرٹ کے بڑے بڑے نمونے پیش کیے۔۔۔وہ فائنل راؤنڈ میں پہنچ گیا تھا۔۔

وہ دونوں اکثر ساحل سمندر پر گھومتے پائے جاتے تھے۔۔ایک دن بھی عبداللہ شہاب کو سلمی بیگم کا خیال نہیں آیا تھا۔۔۔ایمانے جس شخص کی مہمان تھی وہ ایمانے کا جھکاؤ عبداللہ کی جانب دیکھ چکا تھا۔۔اور یہ اس سے

برداشت نہ ہوا۔ عبداللہ بہت خوش تھا۔اسے یہ مقابلہ جیتنے کا بھوت سوار تھا۔ وہ ملک کا سب سے بڑا مصور بننے کا خواب دیکھ رہا تھا۔ پر خواب چکنا چور ہو گیا تھا۔ جب اسے جان بوجھ کر ہرا دیا گیا تھا۔

اسی شام اسے ایمانے نے بتایا وہ جلد شادی کر رہی ہے۔۔ وہ اپنے ہونے والے شوہر کے ساتھ واپس جا رہی تھی۔

عبداللہ شہاب کے لیے یہ صدمہ بہت بڑا تھا۔۔ ایمانے چلی گئی اور وہ اپنی محبت اور اپنی مصوری دونوں ہار گیا۔۔

وہ ٹوٹے دل کے ساتھ واپس آیا تو سانولی سی سلمی بیگم ایک بچے کو تھامے بیٹھی تھی۔ خوبصورت سا بچہ جو اب بیمار دکھائی دے رہا تھا۔۔ وہ رنگ و روپ میں باپ کی پرچھائی تھا۔۔ وہ اچانک ہی بیمار پڑ گیا تھا۔ عبداللہ واپس تو آ گیا تھا لیکن گھر نہ آتا۔ آئے دن گھر میں اس کے نہ کمانے کی وجہ سے لڑائیاں ہوتی تھیں۔ سکینہ نے سلمی بیگم کو الگ کر دیا تھا۔ شہاب دین کے دو اور بیٹے تھے جو عبداللہ سے چھوٹے تھے اور سب ایک ساتھ رہتے

تھے۔۔پر سلمی بیگم اور ایک شیر خوار بچے کا رزق سب پر بھاری پڑ گیا۔۔
سلمی بیگم نا جانے کتنے کتنے دن بھوکی رہتی تھیں پر اپنے بچے کو بھوکا نہیں دیکھ سکتی تھیں۔۔وہ اپنے مائیکے چلی گئیں۔۔۔بچے کا بہت علاج کروایا پر اللہ کے حکم سے وہ بچ نہ پایا اور اللہ کو پیارا ہو گیا۔۔

عبداللہ شہاب کا بت پھر بھی نہ ٹوٹا۔۔۔اس کا غصہ بھی سلمی بیگم پر اترا تھا۔۔۔وہ بیچاری خاموشی سے سہتی رہی۔۔اسکا قصور تھا کہ وہ اپنے شوہر کی ناپسندیدہ بیوی تھی۔۔۔اسے تو ایمانے رابرٹ چاہیے
تھے۔۔۔افسوس۔۔۔جو نہ مل سکی۔۔

عبداللہ شہاب پھر سے کتابوں میں غرق ہو گئے۔۔۔کبھی کبھی جواء کھیلنے چلا جاتا تھا۔۔جیت جاتا تو گھر میں عید ہو جاتی اور اگر ہار جاتا تو تشدد کا شکار سلمی بیگم ہوتی تھیں۔۔جانے کتنی عجیب و غریب کتابیں پڑھی تھیں عبداللہ شہاب نے اسے خدا پر ہی شک ہونے لگا تھا۔۔

اب ان کا دھیان لکھنے کی طرف تھا۔۔ سلمی بیگم پھر امید سے ہو گئیں۔۔۔اس دوران عبداللہ شہاب نے ایک کتاب لکھی تھی۔۔۔ایمانے کے نام سے لکھی گئی یہ کتاب بہت مشہور ہونے والی تھی۔۔۔وہ جانتا تھا وہ اب ملک کا نامور رائٹر بننے جا رہا تھا۔۔ عبداللہ شہاب بہت خوش تھا۔۔ وہ اپنی لکھی ہوئی کتاب لے کر دوسرے شہر گیا۔۔ وہ کسی بڑے پبلشر کو کتاب دے آیا تھا۔۔۔ان کے ساتھ اگریمنٹ کر لیا تھا۔۔ ابھی کوئی پیسے بھی نہیں لیے تھے۔۔ پر شاید ان کی قسمت اچھی نہیں تھی۔۔ عبداللہ شہاب کی کتاب ایمانے چھپ تو گئی تھی پر عبداللہ شہاب کے نام سے نہیں بلکہ کسی اور رائٹر کے نام سے۔۔۔ عبداللہ شہاب کے ساتھ پھر سے دھوکا ہوا تھا اور یہ دھوکا ان سے برداشت نہ ہوا۔۔

کسی نے ان کا یقین نہیں کیا۔۔۔ان کے پاس ایسا کوئی پکا ثبوت بھی نہیں تھا۔۔ وہ ایک اور صدمہ لے کر واپس آ گیا۔۔۔اس بار سلمی بیگم کے ہاتھوں

میں ایک چھوٹی سی ننھی پری تھی۔۔ جس کا نام عبداللہ شہاب نے کتاب لکھتے وقت ہی سوچ لیا تھا کہ اگر بیٹی پیدا ہوئی تو اس کا نام ام ایمان ہوگا۔۔

سلمی بیگم نے یہی نام درج کروایا تھا۔ سلمی بیگم کو اپنے شوہر سے انسیت تھی۔۔ گھر والوں کے کہنے پر بھی انہوں نے طلاق نہیں لی تھی۔۔۔ وہ اپنے دوسرے بچے کو نہیں کھونا چاہتی تھیں۔۔۔ ام ایمان نے عبداللہ اور سلمی بیگم دونوں کا رنگ روپ چرایا تھا۔۔ وہ جسمانی لحاظ سے کمزور تھی کیونکہ اسے پینے کو کبھی دودھ بھی نہیں ملتا تھا۔۔ جو گھر والے دے دیتے وہ سلمی بیگم اپنی بچی کو پلا دیتی تھیں۔۔ سارا زیور، سارا قیمتی سامان عبداللہ شہاب جوئے میں ہار چکا تھا۔

عبداللہ شہاب نے پہلی بار بیٹی کو اٹھایا۔۔۔ وہ بہت چھوٹی تھی نازک سی معصوم سی۔۔۔ جو ہر طرح کی نفرت سے پاک تھی۔۔ پھر عبداللہ شہاب کی نظر بچی کی گردن پر پڑی۔۔ دائیں جانب کندھے سے تھوڑا اوپر گردن پر مٹر کے دانے جتنے دو نشان تھے۔۔۔ سفید نشان۔۔ ان کا رنگ باقی جلد سے

زیادہ سفید تھا۔۔ وہ دونوں ٹیڑھ میں اوپر نیچے تھے۔۔ عبداللہ شہاب چونک گیا۔۔انہوں نے بچی کی گردن کو چھو کر دیکھا کہ کہیں پاؤڈر تو نہیں لگا ہوا پر وہ حقیقی نشان تھے۔۔۔ عبداللہ شہاب نے سوالیہ نظروں سے سلمی بیگم کو دیکھا۔

مجھے لگتا ہے پیدائشی نشان ہے۔۔'' سلمی بیگم نے آہستہ سے جواب دیا۔۔'' اور اس کے ساتھ ہی عبداللہ نے پھینکنے والے انداز میں ننھی گڑیا کو خود سے دور کیا۔ سلمی بیگم نے تڑپ کر اسے تھاما۔۔۔ عبداللہ شہاب کے چہرے پر نفرت تھی۔۔۔ بلا کی نفرت۔۔۔اور پھر کبھی عبداللہ شہاب نے اپنی بیٹی کی جانب نہیں دیکھا۔۔۔یوں جیسے وہ کوئی غلیظ چیز ہو۔۔ نفرت کے قابل۔۔ اور اس کے بعد ام ایمان کو اپنے باپ عبداللہ شہاب دین سے صرف نفرت ہی ملی تھی۔ وجہ وہ نہیں جانتی تھی۔

✿••✿••✿••✿

آج اس کا آفس میں پہلا دن تھا۔۔ صبح صبح سلمی بیگم سے دعائیں لے کر وہ آفس چلی آئی تھی۔۔اسے ایڈ من میں رکھا گیا تھا وجہ وہ پہلے انسٹیٹیوٹ میں اس کا تجربہ حاصل کر چکی تھی۔۔یہ کمپنی ب-ڑی تھی۔۔پہلے ہی دن کام کی نوعیت دیکھ کر وہ حیران رہ گئی۔۔اتنا زیادہ کام تھا جو صرف اسے ہی کرنا تھا۔۔اسے یہ سب سیکھنا تھا۔۔بہت کچھ اس کے لیے نیا تھا۔۔وہ پوری توجہ سے کام پر فوکس کرنے لگی۔۔

اسے ایک لڑکی یہ سب کام سکھا رہی تھی۔۔اور وہ جلد سب سیکھ لینا چاہتی تھی۔۔

لنچ آفس کی طرف تھا۔۔اس نے لنچ کیا اور اس کے بعد پھر سے اپنی سیٹ پر آگئی۔۔اسے جو لڑکی کام سکھا رہی تھی وہ اچھی تھی۔۔اس کی نیت صاف تھی۔۔۔اس نے جو سیکھا تھا وہ جانے سے پہلے سب ایمان کو سکھا دینا چاہتی

تھی۔ وہ لنچ کے بعد چائے پی رہی تھی جو انہیں ان کے ٹیبل پر مل گئی تھی۔۔۔اچانک ہی اڈھیر عمر آدمی ان کے پاس آیا۔۔

آپ دونوں میں سے رائٹر کون ہے؟؟"آدمی نے سوالیہ نظروں سے" دونوں کو دیکھا۔۔ یہ شخص بھی پاکستانی تھا۔

جج۔۔جی میں ہوں۔۔"ایمان کھڑی ہو گئی۔"

گڈ جاب بیٹا۔۔ میں آپ کا لکھا شوق سے پڑھتا ہوں۔۔"انہوں نے" تھمب اپ کا نشان بنا کر ایمان کی تعریف کی۔۔۔ایمان پہلے تو حیران ہوئی اور پھر اس کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔۔ کبھی کسی نے یوں اس کے کام کی تعریف نہیں کی تھی۔۔اسے اپنا آپ تروتازہ محسوس ہوا۔اور وہ دوبارہ توجہ کام کی جانب مبزول کرتی بیٹھ گئی۔پر چہرے پر مسکان تھی۔

✿••✿••✿••✿

”آپ لوگ مجھے بتائیں کہ آپ لوگ ایک ٹرین میں بیٹھے ہیں اور وہ ٹرین سیدھا جا رہی ہے اچانک آپ لوگوں کو خبر ملے کہ ٹرین آگے کھائی میں گرنے والی ہے تو آپ لوگ کیا کریں گے ؟؟“ وہ لائیو تھا۔۔۔بہت ساری عوام اسے سن رہی تھی۔۔ جن میں زیادہ نوجوان تھے۔۔۔اور النور اکیڈمی کے بہت سارے اسٹوڈنٹس جو اسے دل وجان سے سنتے تھے اس وقت سوال وجواب کر رہے تھے۔

”اس ٹرین کا ڈرائیور مر چکا ہے۔۔ کھڑکیاں دروزے کھل چکے ہیں۔۔ اب بتائیں آپ لوگ کیا کریں گے ؟؟؟ٹرین کے ساتھ ہی کھائی میں گر جائیں گے، کھڑکیوں سے کود جائیں گے یا پھر کیا کریں گے ؟؟“ وہ سوال

پوچھ رہا تھا اور کمینٹس میں لوگ اپنی رائے کا اظہار کر رہے تھے۔۔ سب سے نے ٹرین سے کود جانے کا کہا تھا۔

"ان کمزور بچوں اور بزرگوں کا کیا جو کودنے کی طاقت نہیں رکھتے؟؟ کیا آپ انہیں مرنے دیں گے؟؟ کھائی میں گرنے دیں گے۔۔؟؟" اس نے اگلا سوال کیا۔

"ہمیں نہ تو کودنا ہے نہ ہی ٹرین کے ساتھ کھائی میں گرنا ہے ہم نے ٹرین کا رخ بدلنا ہے۔۔ سمجھ آ رہا ہے نا؟؟ اس وقت امت مسلمہ اسی ٹرین میں سوار ہے جو تیزی سے جہنم کی جانب بڑھ رہی ہے۔۔ ہم اپنا اپنا سوچ کر تزکیہ نفس کرنے نہیں بیٹھ سکتے۔۔ ہم ان لوگوں کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتے جیسے ہمارے ماں باپ جنہیں اسلام کا صحیح رخ پتہ ہی نہیں ہے۔۔ ہمیں اپنا ٹریک بدلنا ہے۔۔ ہمیں صحیح اسلام سامنے لانا ہے۔۔۔ ہم کس گیم کا حصہ بن چکے

ہیں اور کون یہ گیم کھیل رہا ہے ہمیں اس سب کا پتہ لگانا ہے اور یہ آپ لوگ کر سکتے ہیں۔۔ پاور آف نمبرز کا اصول پتہ ہے نہ آپ کو؟؟ آپ لوگ دنیا ہلا سکتے ہیں پر پہلے خود کی پہچان کر لیں۔۔ خود کو پہچان لیں۔۔" وہ بولتا تھا تو رکتا نہیں تھا۔

" سر میرے والد نے آج مجھے گھر سے نکال دیا ہے صرف اس وجہ سے کہ میں نے ان سے صحیح اسلام کو پوچھا۔۔ مجھے بتائیں میں کیا کروں۔۔ میں آپ کے ساتھ چلنا چاہتا ہوں۔۔۔ میں صحیح اسلام کو جاننا چاہتا ہوں۔۔" سعد نامی لڑکے نے کمینٹ کیا تھا۔ حاد کی نظر پڑ گئی تھی۔

" سعد۔۔۔ سعد۔۔" اس نے سعد کو مخاطب کیا۔

اگر رہنے کا کوئی مسئلہ ہے تو میرے گھر کے دروازے کھلے ہیں۔۔۔پر اپنے ماں باپ کا احترام کبھی نہ بھولنا۔۔وہاں تک کرو جہاں تک اللہ کی نافرمانی نہ ہو رہی ہو۔۔"سیشن پچھلے دو گھنٹے سے جاری تھا لیکن اس سیشن میں وہ نہیں تھی جو مسٹر گرے سے اپنے سارے سوال پوچھتی تھی۔اپنی الجھنیں لے کر آجاتی تھی۔۔۔اس نے آنلائن نہیں آئی اور نہ وہ دیکھ پائی تھی کہ مسٹر گرے اصل میں کون تھا۔

✿••✿••✿••✿

اسکا آفس کا پہلا دن اچھا گزر گیا تھا۔۔وہ جب واپس اولڈ ٹاؤن پہنچی تو اسٹیشن پر ہی ماثیل اسے مل گیا تھا۔۔۔وہ اس کا انتظار کر رہا تھا۔۔ایمان اسے دیکھ کر حیران ہوئی۔۔شام کے وقت ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔۔اس نے اپنی شال کو درست کیا اور آگے بڑھی۔

"کیسا گزرا پہلا دن؟؟" وہ اسے دیکھتے پوچھ رہا تھا۔ آج اس نے ایک کھلا ٹراؤزر اور قمیص پہن رکھی تھی اوپر موٹا سکارف سلیقے سے لے رکھا تھا جبکہ ایک شال کندھوں پر ڈال رکھی تھی۔ وہ کافی تھکی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

"اچھا تھا۔" ایمان نے اسے اپنا آف ٹائم بتایا تھا اور اسی وقت وہ اس کا انتظار کرتے پایا گیا تھا۔

"میں نے سوچا تم اکیلے واک کر کے آؤ گی تو تمہیں لینے آجاتا ہوں۔" وہ دونوں اب ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔

"پیدل ہی لینے آ گئے؟؟" ایمان نے سوال کیا۔

ہاں کیونکہ گاڑی نہیں رہی۔۔" وہ صاف گوئی سے بولا۔"

نہیں رہی مطلب۔۔؟؟" ایمان نے رک کر حیرت سے پوچھا۔"

کل رات میں جوئے میں ہار گیا۔۔" وہ سر پر ہاتھ پھیرتے بتا رہا تھا۔۔ جبکہ" ایمان تو ساکت رہ گئی۔۔ وہ اب بے یقینی سے ماثیل کو دیکھ رہی تھی جس کے چہرے پر اپنی اتنی مہنگی گاڑی کھونے کا افسوس تک نہیں تھا۔

تمہیں پتہ ہے انسان کے بعد کائنات کا دوسرا بڑا نشہ Gambling" یعنی جواء ہے۔۔ بہت برا نشہ ہے یہ۔۔" وہ ایمان کے اندر چلتے طوفانوں سے بے خبر آرام سے بتا رہا تھا۔۔ رات اس کے سو جانے کے بعد وہ جواء کھیلنے چلا

گیا تھا۔۔۔وہ جب ذہنی طور پر پریشان ہوتا تھا تو ہار جاتا تھا۔۔اور وہ کل رات اپنی قیمتی گاڑی ہار گیا تھا۔۔

منظر جیسے بدل گیا۔۔۔ویلینسا غائب ہوا اور ماثیل بھی۔۔وہ اب اپنے سرخ ٹائیلوں کے صحن والے گھر میں تھی۔۔

اس کا باپ لڑ رہا تھا۔۔جھگڑ رہا تھا

"گھٹیا عورت مجھے انکار کرتی ہے۔۔۔مجھے پیسے دینے سے منع کرتی ہے۔۔۔مجھے جواء کھیلنے سے روکتی ہے۔۔"اس کا باپ سب کچھ جوئے میں اڑا چکا تھا۔۔ سلمی بیگم کے پاس صرف ایک انگوٹھی بچی تھی جو انہوں نے ایمان کے لیے سنبھال کر رکھی تھی۔۔اس کے باپ کو پتہ چل گیا تھا اور اب وہ جواء کھیلنے کے لیے انگوٹھی مانگنے آیا تھا۔۔انکار کرنے پر اب وہ سلمی بیگم کو مار رہا تھا۔۔ سلمی بیگم نے ایمان کو کمرے میں بند کر دیا تھا۔۔

وہ دروازے کے ساتھ سہمی ہوئی بیٹھی تھی۔۔ چھوٹی سی بچی جو اپنی ماں کو مار کھاتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔ جو اپنے پڑھے لکھے باپ کی جاہلانہ زبان سن رہی تھی۔۔۔

وہ اب وہ گھٹنوں میں منہ چھپائے رو رہی تھی۔۔ اس کا جسم کانپ رہا تھا۔۔ خوف سے اس کے چہرے کی رنگت پیلی پڑ چکی تھی۔

ایمان۔۔۔ ایمان۔۔۔ "ماثیل کے بار بار پکارنے پر وہ ہوش کی دنیا میں" واپس لوٹی تھی۔۔ اس کا حلق سوکھ چکا تھا۔۔ پیاس سے کانٹے اگ آئے تھے۔۔۔ پیشانی پر پسینے کی بوندیں نمودار ہوئی تھیں۔۔ وہ اب بے یقینی سے اپنے چاروں جانب دیکھنے لگی۔

بچپن تھا گزر گیا تھا پر وہ اسی بچپن میں کہیں کھو کر رہ گئی تھی۔۔

تم ٹھیک ہو۔۔؟؟" ماثیل نے اسکا ہاتھ تھامنا چاہا۔۔وہ ایک قدم پیچھے "
ہو گئی۔۔۔ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔۔

اس کے سامنے کھڑا وہ شاندار شخص گیمبلنگ کرتا تھا۔۔وہ ایک جواری تھا۔۔
ایمان کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا تھا۔۔وہ اس زندگی کو دوبارہ نہیں
جینا چاہتی تھی۔۔وہ اپنی ماں جیسی زندگی نہیں گزارنا چاہتی تھی۔۔۔وہ اپنی
زندگی میں ایک اور عبداللہ شہاب کو نہیں برداشت کر سکتی تھی۔

میں ٹھیک ہوں۔۔۔" اس نے بمشکل خود پر قابو پایا۔پیشانی پر آیا پسینہ "
صاف کیا اور پھر سے چلنے لگی۔۔دس منٹ کی واک میں اسکا ذہن الجھا رہا۔۔
جبکہ ماثیل اب کسی اور موضوع پر گفتگو کر رہا تھا۔۔وہ جان گیا تھا ایمان اس
کے جواء کھیلنا کا سن کر پریشان ہو گئی تھی اسی لیے اس نے اب موضوع بدلنا
چاہا۔

ادھر دیکھو میری جانب۔۔" اسکی بات پر ایمان نے پلٹ کر اسے دیکھا جو اس سے دو قدم پیچھے کھڑا تھا، پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ فرصت سے اسے ہی دیکھ رہا تھا، ایمان کی آنکھوں میں الجھن ابھری۔

"غور سے دیکھ لو مجھے، کتنا ہینڈسم ہوں نا، یقین کرو مجھ سے زیادہ ہینڈسم اور چاہنے والا تمہیں نہیں ملے گا۔۔" وہ زیر لب مسکراہٹ دبائے اسے تنگ کر رہا تھا، ایمان سٹپٹا کر چہرے کا رخ موڑ گئی۔

"آپ سے کس نے کہا مجھے ہینڈسم چاہیے؟"

"ہینڈسم نہیں چاہیے؟" اس نے ایمان کے ہمراہ چلتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔۔"

''ذہین۔۔؟''

''نہیں۔۔۔''

''تعلیم یافتہ؟''

نہیں۔۔''ایمان نے گہرہ سانس لیا۔''

اب وہ سوچ میں پڑ گیا تھا۔

''محبت کرنے والا؟؟''

اس بار ایمان کے قدم ساکت ہوئے۔شوہر کو اپنی بیوی سے محبت ہونی چاہیے۔۔۔ورنہ زندگی گزارنا مشکل ہو جاتی ہے۔

ہاں شاید محبت کرنے والا چاہیے۔۔"وہ بے یقینی کی سی کیفیت میں بولی۔"

"ہاں تو محبت بھی تو کرتا ہوں تم سے۔۔"

وہ پر سکون ہوا تھا۔

"آپکو لگتا ہے آپ محبت کرتے ہیں؟؟"

سوال کیا گیا۔وہ اب اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"میری محبت پر کوئی judgement مت دینا ایمان ورنہ میں برا پیش آؤں گا۔۔"اسکی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے وہ تپا۔

"اچھا نہیں کر رہی جج۔۔"

وہ گہرا سانس فضا میں خارج کرتے ہوئے بچوں کو دیکھنے لگی جو کچھ فاصلے پر اپنے گھر کے لان میں کھیل رہے تھے۔

"ہمارے بچے بھی اتنے پیارے ہو سکتے ہیں، سوچ لو۔۔"
وہ اسکی نظروں کے زاویے میں دیکھتے ہوئے بولا۔

"یہ کس نے کہا؟"

"میں نے۔۔"

"آپکو کیسے پتہ؟"

''میں اتنا ہینڈسم اور تم بھی ٹھیک ٹھاک ہو تو۔۔''

ایمان کی طرف دیکھتے ہوئے شرارت بولا اور بات ادھوری چھوڑ دی۔

وہ اب تیوری چڑھائے اسے گھور رہی تھی۔

کیا ہوا۔۔''اس نے کندھے اچکاتے ہوئے پوچھا۔''

''ٹھیک ٹھاک مطلب۔۔؟''

مطلب میں زیادہ ہینڈسم ہوں، تم پیاری ہو لیکن میرے جتنا نہیں، خیر''

''کوئی بات نہیں گزارا ہو جائے گا۔۔

وہ اب اسے جان بوجھ کر تنگ کر رہا تھا تا کہ وہ اپنی سوچ سے باہر نکل سکے۔

''امیزنگ۔۔ تو جائیں پھر کوئی حسین ترین لڑکی ڈھونڈ لیں نا۔۔''

وہ پھر سے چلنے لگی۔ وہ اسکے پیچھے لپکا۔

"نہیں میں کافی ہینڈسم ہوں تو ایسے ہی بیلنس ہو جائے گا۔۔"
وہ مسکراہٹ دبائے کہہ رہا تھا۔

"نہیں اب خوبصورت ہی ڈھونڈیں اس سے پہلے کہ دیر ہو جائے۔۔" وہ سنجیدہ تھی۔

"یقین کرو میں نے تو تمہیں ڈھونڈا ہے اور بہت وقت لگا ہے، اب میرے پاس وقت نہیں ہے تم ڈھونڈ دو۔۔" وہ اسے تنگ کرنے کا پورا ارادہ کر کے آیا تھا۔

"کیسی لڑکی چاہیے آپکو؟"

"تمہارے جیسی۔۔"

"یعنی فیک (fake)"

وہ طنزیہ لہجے میں بولی، ماثیل کا قہقہہ بلند ہوا تھا، اب وہ خشمگیں نگاہوں سے اسے گھور رہی تھی۔ اسے یاد تھا ماثیل نے اسے فیک کہا تھا۔۔ وہ کہتا تھا جو تم اندر سے اسے چھپا کر رکھتی ہو۔

"ہاں فیک بھی چلے گی، جب وہ میرے ساتھ رہے گی تو خود ہی ٹھیک ہو جائے گی۔۔"

"آپ سے شادی کرنا کون چاہے گا؟"

"یقین کرو بہت سی حسینائیں ایسا چاہتی ہیں۔۔"

"ہاں تو کرلیں، روکا کس نے ہے آپ کو؟"

"مجھے کسی میں دلچسپی نہیں رہی۔۔"
وہ صاف گوئی سے بتا رہا تھا۔

"تو آپ کو کیا چاہیے؟"
وہ بے بسی سے بولی تھی، مقابل سے وہ کبھی جیت نہیں سکتی تھی۔

"تم۔۔۔!!" تم نے سینے پر بازو جمائے فرصت سے کہا۔ "کیونکہ ادھم کو ایمان کے علاوہ کچھ نہیں چاہیے۔۔ ایمان کی وہ روشنی جو ادھم کے اندھیرے کو کم کر سکے۔۔۔"

وہ اب پوری سنجیدگی سے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا تھا، وہ اسکی سچائی سے نظریں چرا گئی، بلا وجہ ہی اُدھر اِدھر دیکھنے لگی۔۔

"اوکے اب میں چلتا ہوں کچھ کام ہے، بائے۔۔"
وہ سنجیدگی سے کہتا بنا اسکی بات سنے واپس مڑ گیا تھا۔ ایمان نے بے بسی سے اسے جاتے دیکھا تھا، وہ ایسا ہی تھا کبھی چھاؤں تو کبھی دھوپ سا۔ اس کا ہاسٹل بھی آ گیا تھا۔

سردی کا احساس ہوا تو وہ شال درست کرتی آگے بڑھ گئی تھی۔
وہ کس منزل کی راہی تھی
اور اب کن راہوں پر بھٹک رہی تھی
"!! وہ خود نہیں جانتی تھی۔۔

✿••✿••✿••✿

وہ اس وقت اپنے کریئر کے عروج پر تھی اور کیسے اپنی مرضی سے اپنے زوال کا فیصلہ کر رہی تھی۔۔ شالی پھٹی پھٹی نگاہوں سے ہیزل کو دیکھ رہی تھی جو کہیں سے بھی نشے میں نہیں تھی۔

"میں نے آج سے ابھی سے یہ انڈسٹری چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔۔ میں شوبز کو ہمیشہ کے لیے خیر آباد کہہ رہی ہوں۔۔" وہ سنجیدہ تھی۔۔ شالی کو اپنے دل پر گھونسا پڑتا محسوس ہوا۔۔۔ اس کے سامنے بیٹھی حسین ترین لڑکی کیسے اپنی قسمت کو ٹھکرا رہی تھی۔۔ شالی نے پہلی بار اسے اتنے عام لباس میں دیکھا تھا۔ ایک کھلا سا ٹراؤزر شرٹ پہنے بکھرے بالوں اور بکھرے وجود کے ساتھ وہ جانے کیسے کیسے فیصلے کیے بیٹھی تھی۔۔

آپ ایسا کیوں کر رہی ہیں۔۔؟؟'' شالی بے یقینی کی کیفیت میں تھی۔''

دل بھر گیا ہے شابز سے۔۔'' سپاٹ چہرے پر کوئی تاثرات نہ تھے۔۔'' آنکھوں میں سرد پن اور ویرانی تھی۔۔اسے کائنات یاد آئی۔۔۔جو اپنے ہاتھ پاؤں تک چھپا کر رکھتی تھی۔۔وہ کتنی خوبصورت تھی۔۔۔اسے کوئی نہیں جانتا تھا۔۔۔پر اسے کوئی ایمان خراب کرنے والی چیز نہیں سمجھتا ہو گا۔۔۔
جبکہ ہیزل جسے پوری دنیا جانتی تھی۔۔وہ کیا تھی؟؟
عبدل کے لفظوں کی بازگشت اسے آج بھی ویسے ہی سنائی دیتی تھی۔۔۔اس نے اذیت سے آنکھیں میچیں۔

میم ایک بار اور سوچ لیں۔۔'' شالی نے جھجکتے کہا۔۔''میرے خیال'' سے ہمیں اتنی جلدی پریس کانفرنس نہیں کرنی چاہیے۔۔میں سب سے کہہ

دیتی ہوں آپ چھٹیوں پر گئی ہیں۔۔۔کچھ وقت سوچیں گے کیا کرنا ہے۔۔"
وہ اس کی خیر وخواہ تھی اسی لیے پریشان تھی۔

"جو کام کل کرنا ہے وہ آج کیوں نہیں شالی؟؟ میں فیصلہ کر چکی ہوں۔۔ تم اب اسے جیسے مرضی ہینڈل کرو۔۔"اس نے آنکھیں کھول کر شالی کی آنکھوں میں جھانکتے جواب دیا۔۔ سبز آنکھوں میں واضح پیغام تھا۔۔۔
شالی خاموش ہو گئی۔

"جتنی جلدی ہو سکے اس کانفرنس کا اعلان کرو۔۔"اس نے نگاہیں موڑ لیں۔۔ وہ اب دیوار پر لگی پینٹنگ کو دیکھ رہی تھی۔ جبکہ شالی مایوسی سے سر جھکا کر چلی گئی۔

اسے افسوس تھا۔۔ گہرا افسوس تھا۔۔ یہ سب اس دن سے شروع ہوا تھا جب ہیزل عبدل سے ملنے اس کے اپارٹمنٹ گئی تھی۔۔۔ شالی کو عبدل اب مزید زہر لگنے لگا تھا۔اسی کی وجہ سے یہ سب ہو رہا تھا۔

اس کی اصلیت تو اب میں میڈم کے سامنے لاؤں گی۔۔" وہ نفرت سے "سوچتی گھر سے باہر نکل آئی پھر اس نے فون نکالا اور دوسری جانب وہ کسی سے ملنے کا کہہ رہی تھی۔۔ جبکہ ہیزل پیچھے اکیلی بیٹھی رہ گئی تھی۔

✿••✿••✿••✿

جیسے ہی حاد نے آنلائن سیشن ختم کیا ویسے ہی دروازے پر دستک ہوئی۔۔۔ وہ لاؤنج میں بیٹھا تھا۔۔ اکیلے گھر میں اکیلا رہتا تھا۔۔ اس نے لیپ ٹاپ بند کیا اور جا کر دروازہ کھولا۔۔ سامنے ہی ایک نوجوان ل-ڑکا کھڑا تھا۔

"السلام علیکم! میں سعد ہوں۔۔ آپ نے مجھے یہاں آنے کا کہا تھا۔۔" وہ تھوڑا ہچکچا رہا تھا۔ حاد اس کی بات سن کر ہولے سے مسکرایا اور اسے اندر آنے کا اشارہ کیا۔ سعد اندر داخل ہوا تو اس نے دروازہ بند کر دیا۔ سعد تھوڑا گھبرایا ہوا تھا وہ حاد کے پیچھے چلتا لاؤنج تک آیا۔ حاد نے اسے بیٹھنے کا کہا اور خود اس کے پانی لے آیا۔

"ارے آپ کیوں تکلف کر رہے ہیں۔۔" اتنے ذہین، اتنے بڑی شخصیت کو اپنے لیے پانی لاتا دیکھ کر وہ سٹپٹا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"کسی عام انسان کی تعظیم میں کھڑے نہیں ہوتے۔۔ بلکہ کسی بھی انسان کے لیے نہیں۔۔ بیٹھے رہو۔۔" کتنا رعب تھا اس میں۔۔۔ وہ فوراً بیٹھ گیا۔۔ دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔۔ سعد چوبیس سال کا تھا اور ایم فل کر رہا تھا۔ وہ

ہمیشہ سے اپنے باپ کے بتائے گئے دین کے خلاف تھا اور اب جب کوئی سچ کو اس کے سامنے لایا تھا وہ بھلا کیوں نہ اس کا ساتھ دیتا؟؟

حاد اس کے سامنے ہی بیٹھ گیا۔۔ وہ گرے پینٹ پر سیاہ ڈریس شرٹ پہنے ہوا تھا جس کے کف اس نے فولڈ کر رکھے تھے۔۔ اس کے بال سلیقے سے جمے تھے اور پیچھے کان کی لو کو چھو رہے تھے۔ اس کے چہرے پر ہلکی داڑھی تھی۔۔ جو اس کے چہرے کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہی تھی۔۔ اس کی بالوں اور داڑھی یہاں تک کے پلکوں کا رنگ بھی ہلکا سا بھورا تھا۔ سفید چمکتی ہوئی جلد اور اس پر گرے چمکتی ذہین آنکھیں۔۔ وہ تھوڑا سا جھک کر بیٹھا تھا۔۔ جیسے سعد کی جانب متوجہ ہو۔۔ اس نے دو گھونٹ پانی پیا اور گلاس واپس رکھ دیا۔۔ سعد کی نظریں اس کے سراپے سے ہوتی اب اس کے ہاتھوں پر جم گئی تھیں۔۔ خوبصورت ہاتھ۔۔ صاف ستھرے، تراشی ہوئی انگلیاں جو نہ زیادہ لمبی تھیں نہ زیادہ موٹیں۔۔ اور ہاتھوں کی رنگت سرخی

مائل تھی۔۔ چمکتے ناخن۔۔ پھر اس کی نظریں پاؤں پر آ جمی۔۔۔ ایسے ہی صاف و شفاف پاؤں۔۔۔

کوئی اتنا صاف ستھرا کیسے ہو سکتا ہے کہ اسے دیکھ کر صرف پاکیزگی کا خیال آئے۔۔۔؟؟

وہ بے دھیانی میں سوچ رہا تھا۔ حاد اس کے ایسے دیکھنے پر حیران نہیں ہوا۔۔ کوئی اسے جب قریب سے دیکھتا تھا ایسے ہی نظریں ہٹا نہیں پاتا تھا۔

پاکستانی ہی ہوں یقین رکھو۔۔" حاد نے کہا تو سعد کھسیا گیا۔"

ماشاءاللہ آپ کو دیکھ کر لگتا نہیں ہے۔۔ آپ اتنے مکمل انسان ہیں شبہ سا" ہو رہا تھا۔۔" سعد چھپا نہیں پایا تھا۔

”میرا کوئی کمال نہیں ہے یہ سب وراثت میں ملا ہے اور بنانے والا اللہ ہے۔۔“وہ نرم لہجے میں بولا۔ تبھی سعد کی نظر حاد کے پیچھے دیوار پر گئی۔۔ پوری دیوار تصویروں سے بھری ہوئی تھی۔۔

”یہ آر جے۔۔۔؟؟“سعد نے حیرانی سے دیوار کی جانب اشارہ کیا۔

”انہی کا گھر ہے میں بس یہاں رہ رہا ہوں۔۔“وہ گھور سے سعد کو دیکھ رہا تھا جیسے جانچ رہا ہو کہ وہ کب تک اپنے فیصلے پر قائم رہ سکتا تھا۔

”میں آپ کی ٹیم میں آنا چاہتا ہوں۔۔“سعد اب اس کی جانب متوجہ تھا۔

میری کونسی ٹیم ہے؟؟" وہ جیسے انٹرویو لے رہا تھا۔ جانچتی نگاہیں اسے اندر تک ٹٹول رہی تھیں کبھی کبھی لگتا تھا وہ آنکھیں نہیں ایکسرے مشین فٹ کروا کر آیا تھا۔۔ اس کا چشمہ سامنے ہی میز پر رکھا تھا۔

"جہاں میں اسلام کا صحیح رخ جان سکوں۔۔ اور جو ہمیں ہمارا عہد یاد دلانے میں مدد کر سکے۔۔" وہ سچ کہہ رہا تھا۔۔ حاد نے گہرا سانس لیا اور چشمہ اٹھا کر آنکھوں پر لگا لیا۔۔ ایسے کرنے سے اس کی آنکھوں کا وہ رنگ چھپ گیا تھا جو اسے سرد بناتا تھا۔۔ اس کے اندر کی سرد مہری جسے وہ باہر نہیں آنے دیتا تھا۔

"یہ سب اتنا آسان نہیں ہے۔۔" وہ سیدھا ہو بیٹھا۔

اسی لیے تو آیا ہوں۔۔ حق کے راستے مشکل ہی ہوتے ہیں۔۔ آج سے میں" ہر جگہ آپ کے ساتھ جاؤں گا۔۔" وہ کشتیاں جلا آیا تھا۔۔۔ اس کے ساتھ چلنے والا پہلا قدم۔۔ اس کی آنکھیں مسکرائیں پر چہرہ سپاٹ رہا۔

میں امید کرتا ہوں تم اس پر قائم رہو گے۔۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا قد" دراز تھا۔۔

حاد بھائی۔۔" سعد نے اسے پکارہ۔۔۔ اس کے پاؤں رک گئے۔۔ ساکت" ہو گئے۔۔ اس نے پلٹ کر دیکھا۔ احساسات عجیب تھے پر اس نے ظاہر نہ ہونے دیے۔

"میں ہمیشہ ساتھ نبھاؤں گا۔۔ یہ سعد کا وعدہ ہے۔۔"

اور اس کے چہرے کے تاثرات نرم پڑ گئے۔۔وہ اسے چھوڑ کر کچن میں چلا گیا تھا تاکہ کچھ کھانے کے لیے لا سکے۔ جبکہ سعد کی نظریں دیوار پر لگی ان تصویروں پر جمی تھیں۔

✿••✿••✿••✿

ہاں بھئی برخوردار کس ارادے سے آئے ہو وہ بھی بنا بتائے؟؟" سید جبیل کا فون تھا۔۔ایئر بڈ کان میں لگائے وہ اپنے بیڈ پر بیٹھا سامنے بہت سارے کاغذات پھیلائے جانے کیا ڈھونڈ رہا تھا جب اسے سید جبیل کا فون آیا۔۔سید حیدر جبیل ملک کا ایک بڑا سیاسی اور سماجی نام!

وہی جس کے لیے پیدا ہوا ہوں۔۔"اس نے سادہ لہجے میں جواب دیا۔"

ہیش ٹیگ کے ساتھ تمہارا نام ہر جگہ گھوم رہا ہے۔۔ ارادے مجھے" خطرناک لگتے ہیں۔۔" دوسری جانب خدشہ ظاہر کیا گیا۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

"ارے نہیں۔۔ ارادہ تو نیک ہے۔۔ پر مجھے حیرت ہو رہی ہے آپ کب سے سوشل میڈیا پر اتنے ایکٹیو ہو گئے ہیں۔۔؟؟" وہ جلدی ہاتھ آنے والا نہیں تھا۔

"ارادہ اور مقصد چاہے نیک ہی کیوں نہ ہو۔۔۔ پاکستان جیسے ملک میں کسی ٹھیک انسان کا زیادہ دیر ٹکنا ذرا مشکل ہے۔۔" وہ اپنے تجربے کی بنا پر اسے سمجھانے لگے۔

"میں کوئی سیاسی لیڈر نہیں ہوں بابا جان۔۔ جسے ہٹایا جا سکے۔۔ میں پاکستان کی عوام کو جانتا ہوں پر شاید یہ لوگ مجھے نہیں جانتے۔۔ یہ لوگ حاد جبیل کو نہیں جانتے۔۔"

"پھر بھی میں تمہیں چوکنا رہنے کا مشورہ دوں گا۔۔ کبھی بھی کچھ بھی ہو سکتا ہے۔۔ علما اکرام اور سکالرز سے دور رہنے کی کوشش کرنا۔۔ ان سے پنگا لینے کا نتیجہ برا نکل سکتا ہے۔۔"

"مجھے تو پیغام پہنچانا ہے۔۔ صحیح پیغام۔۔ باقی مجھے کسی سے کوئی مسئلہ نہیں۔۔" بلا کا پر سکون لہجہ۔

"یہ مت بھولو کہ تم پاکستان کے ساتھ ساتھ انگلینڈ کی نیشنلٹی رکھتے ہو۔۔ اسے تمہارے خلاف استعمال کیا جا سکتا ہے۔۔ تمہیں کچھ بھی بنایا جا سکتا

ہے۔۔ایک جاسوس، ایک دشمن یا پھر کچھ بھی۔۔" سید جبیل کے دل میں ڈر بھی تھا۔۔پر نا جانے کیوں ان کی نوجوان نسل ہمیشہ اس ڈر سے بری رہی تھی۔

"مجھے کچھ نہیں ہو گا۔۔یہی نیشنلٹی میرے کام آئے گی۔۔"

اس کی بات سن کر سید جبیل نے گہرا سانس لیا۔

ماننے والے دن پیدا ہی نہیں ہوئی تھی میری اولاد۔۔" وہ اب خفا ہو گئے تھے۔۔۔لاکھ سمجھانے کے باوجود بھی سب اپنی مرضی کرتے تھے۔ وہ ان کے خفا ہونے پر محظوظ ہوا۔

"آپ خواہ مخواہ ڈر رہے ہیں۔۔"

یہ تم سب عام انسانوں کی طرح زندگی کیوں نہیں گزار سکتے؟؟جبیل خاندان کا نام لوگوں کے ذہن سے محو ہو ہی نہیں سکتا نا۔۔"وہ خفا ہو کر اسے سناتے فون بند کر گئے۔۔۔جبکہ اس نے اپنی پوری کوشش کی تھی سید جبیل کو اس کی طرف سے کوئی پریشانی نہ آئے۔۔اس نے تو جبیل خاندان کا نام تک استعمال نہیں کیا تھا پر سید جبیل کو اپنی اولاد کی وجہ سے کوئی پریشانی نہ آئے ایسا ہو ہی نہیں سکتا تھا۔۔

اس وقت بھی سید جبیل اپنے کمرے میں تھے۔۔سامنے ٹی وی پر خبریں چل رہی تھیں۔۔۔ایک ٹاک شو تھا جہاں اس کا ذکر کیا جا رہا تھا۔۔

ایک بڑے مشہور اسکالر کہہ رہے تھے ایسے بہت سے نوجوان آتے جاتے رہتے ہیں۔۔ان کے مطابق یہ نیا لڑکا صرف توجہ کے لیے یہ سب کر رہا تھا۔۔

سید جبیل نے غصے سے چینل بدلا۔۔۔اور سامنے منظر کا دیکھ کر ان کا منہ مزید کھل گیا۔۔اسکرین پر نظر آتے لڑکے کو وہ فون پہچان گئے تھے۔

ادھم۔۔۔"ان کے لب ہولے سے پھڑ پھڑائے۔"
کسی شو کی ریکارڈنگ چل رہی تھی جہاں ماثیل نامی ایک بڑے آرٹسٹ کو اس کے فن کی بنا پر ایوارڈ سے نوازہ جا رہا تھا۔۔سیاہ ڈریس پینٹ میں ملبوس ایوارڈ ہاتھ میں تھامے وہ شخص کس قدر پیارا الگ رہا تھا۔اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں یوں جیسے اس نے سب کچھ پا لیا ہو۔

یہ لڑکے مشہور ہوئے بنا جی ہی نہیں سکتے۔۔"انہوں نے جل کر ٹی وی بند کر دیا۔اب وہ غصے سے کچھ بڑ بڑا رہے تھے۔

✿••✿••✿••✿

وہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنا جائزہ لے رہی تھی جب روز نے دروازے سے جھانکا۔۔

کہاں جانے کی تیاری ہو رہی ہے؟؟" وہ اسے دیکھتے اشتیاق سے پوچھنے " لگی۔

آپکے وہ دل پھینک ٹیچر، مسٹر ماثیل صاحب ایوارڈ جیتنے کی خوشی میں مجھ " سے چائے کی فرمائش کر رہے ہیں۔۔۔" اس نے ڈوپٹہ اٹھاتے جواب دیا۔

وہ تو پورے کے پورے تمہارے ہیں۔۔ میرے کب سے ہو گئے۔۔" وہ " اب اندر آ گئی تھی۔ "ویسے میں بہت خوش ہوں۔۔ چوتھا سال ہے انہیں بیسٹ آرٹسٹ کا ایوارڈ جیتتے ہوئے۔۔ آئی وش کہ میں ان سے تھوڑا پہلے ملی

ہوتی۔۔" وہ اب اس کے پیچھے کھ-ڑی تھی۔۔آئینے میں ایمان کا وجود خوبصورت لگ رہا تھا۔۔درمیانہ قد، نازک سراپہ، صاف رنگت۔۔۔اور اوپر سے ذہانت۔۔۔ہاں ذہانت جو سب پر بھاری تھی۔ایمان خاموشی سے دوپٹہ سیٹ کرتی رہی۔

"ویسے مجھے یقین نہیں ہو رہا تم ڈیٹ پر جا رہی ہو۔۔" اور ایمان کو لگا کسی نے کھینچ کر تھپڑ مارا ہو۔۔اس کے ہاتھ تھم گئے۔۔وہ بے یقینی سے آئینے میں اپنے پیچھے کھڑی روز کو دیکھنے لگی۔۔اس کی بدلتی رنگت دیکھ کر روز کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

"میرا مطلب ہمارے ہاں کب کوئی کپل اسپیشل ملتے ہیں تو اسے ڈیٹ کہتے ہیں۔۔" وہ زبردستی مسکرائی۔۔۔سر پر دوپٹہ اوڑھتا اس کا ہاتھ ہوا میں ہی معلق تھا۔

ڈیٹ۔۔۔'' یہ لفظ لگاتار اس کی سماعت سے ٹکرانے لگا۔"

کیا وہ دوپٹہ اوڑھ کر ڈیٹ پر جارہی تھی؟؟'' اس کی اپنی سوچیں اب اسے" کچلنے لگی تھیں۔

میری بات کو اتنا سیریس مت لو۔۔ میں تمہیں اچھے سے جانتی ہوں۔۔" مزاق کررہی تھی۔۔'' روز اس کی بدلتی رنگت دیکھ کر اب شرمندہ ہوگئ تھی۔

میں جانتی ہوں ڈیٹ کیسے کہتے ہیں۔۔ پر میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔۔"'' وہ جو پہلے ہی منتوں سے مانی تھی اس کا دل پھر بدل گیا تھا۔اب وہ بیڈ پر بیٹھ گئی تھی اب پیروں میں جرابیں پہنتی اپنے اسنیکرز پہننے لگی تھی۔

روزا سے ہی دیکھنے لگی۔۔اس کا حلیہ کسی سے بھی ایسا نہیں تھا کہ وہ ڈیٹ پر جا رہی تھی۔۔۔وہ ہمیشہ کی طرح ایک ہی حلیے میں تھی۔

"سوری ایما۔۔میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔"روز افسردہ ہو گئی۔جبکہ ایمان خود پر قابو پانے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔

"ڈونٹ وری۔۔۔اب تم نے ہمیں کپل مان ہی لیا ہے تو یہ بھی مان لو کہ میں ڈیٹ پر جا رہی ہوں۔۔"وہ اس کے عین سامنے کھڑی ہو گئی۔۔۔زبردستی مسکرانے کی کوشش کرتی ہوئی نم آنکھوں والی ایما اسے اپنے دل کے بہت قریب محسوس ہوئی۔۔۔روز نے بے اختیار اسے گلے لگا یا۔

"تمہیں مسٹر ماشیل یا میری خوشی کے لیے یہ سب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔تم وہی کیا کرو جو تمہارا دل کرے۔۔"روز نے اس کے کان میں

سر گوشی کی جبکہ وہ یوں ہی ساکت کھڑی رہی۔۔۔اس نے پلٹ کر روز کو گلے بھی نہیں لگایا تھا۔دل اندر ہی اندر کہیں کرلایا تھا۔۔۔وہ مجبور تھی۔یہ سب کرنے کے لیے مجبور تھی۔۔۔وہ کیسے اسے بتاتی۔۔؟؟

✿••✿••✿••✿

وہ دونوں لاس ایرینا بیچ پر بنے ایک پرائیویٹ کیفے میں بیٹھے تھے۔ایمان نے بس ایک بار اسے مبارک باد دی۔وہ اس کے سامنے مختلف حلیے میں تھا۔۔اس ایوارڈ کے بعد اسے بہت سارے لوگ جاننے لگے تھے۔۔۔کیونکہ اس نے یہ ایوارڈ پہلی دفعہ خود جا کر لیا تھا ورنہ پہلے وہ اپنی جگہ کسی نہ کسی کو بھیج دیتا تھا۔۔۔اور ماثیل نے یہ سب ایمان کے لیے کیا تھا تاکہ اس لڑکی کو یہ نہ لگے کہ وہ کسی عام شخص کی محبت تھی۔۔۔وہ ایسے شخص کی محبوبہ تھی جسے پوری دنیا دی بت ساز کے نام سے جانتی تھی اور اب پہچاننے بھی لگی تھی۔۔اس

کے چہرے سے۔۔۔اسی لیے ماثیل نے بکنگ ایسی جگہ کی تھی جہاں انہیں پرائیویسی مل سکے۔

تم خوش ہو میرے جیتنے پر؟؟" ماثیل نے سوال کیا۔۔۔وہ دور اڈتی" لہروں پر نظریں ٹکائے بیٹھی تھی۔

آپ خوش ہیں۔۔؟؟" ایمان نے الٹا سوال کیا۔"

میرے لیے یہ پہلی بار نہیں ہے۔۔میں پہلے بھی یہ ایوارڈ جیت چکا" ہوں۔۔۔" وہ نرم لہجے میں بولا۔۔وہ اسی حلیے میں تھا جس میں وہ ایوارڈ لینے گیا تھا۔کوئی اور لڑکی ہوتی تو اس سے نظریں نہ ہٹا پاتی۔۔پر محبوب تو ظالم ہوتا ہے۔اور وہ بھی ظالم تھی اسے فرق ہی نہیں پڑتا اس کا چاہنے والا کس قدر شاندار شخص تھا۔

ایمان نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔۔۔آنکھوں میں محبت کی الوہی چمک لیے وہ ایمان کو ہی تک رہا تھا۔

مجھے خوش کرنا اتنا آسان نہیں ہے۔۔" وہ نظریں اپنی چائے کی جانب" جماتے بولی۔

یہ مجھ سے بہتر کون جان سکتا ہے۔۔۔" وہ دھیرے سے مسکرا دیا۔"

انسانوں کو خوش کرنے کی کوشش بے کار ہے۔۔" وہ اب چائے کا گھونٹ" بھرتے کہہ رہی تھی۔

میں ایسی کوششیں کرتا بھی نہیں ہوں۔۔یہ تو صرف تمہارے لیے کر رہا" ہوں۔۔"

"نہ کیا کریں۔۔" وہ فوراً بولی۔"

"کیوں نہ کروں۔۔۔؟؟ تم اپنے خدا کو خوش کرنے کے لیے جانے کیا کیا کرتی رہتی ہو۔۔۔ تو میں اپنے محبوب کو خوش کرنے کے لیے اتنا تو کر رہی سکتا ہوں۔۔" اس کے پاس ہر بات کا جواب تھا۔

"آپ خدا والے نہیں ہیں نا اس لیے۔۔" وہ بھی کم از کم اس گفتگو میں تو چپ نہیں رہ سکتی تھی۔

"مذہبی نہیں ہوں اس لیے۔۔"

"خدا کے اقرار کے لیے کسی مذہب میں تو آنا پڑتا ہی ہے۔۔"

مذہب میری لائن نہیں ہے۔۔" وہ صاف گوئی سے بولا۔"

کیا کبھی ایسے دو لوگوں کو دیکھا ہے جو خوبصورت رات کے اس پہر اتنی خوبصورت جگہ پر بیٹھ کر ایسے بحث کر رہے ہوں؟؟

"آپ کے کہنے کا مطلب ہے آپ کو آج تک کسی مذہب میں دلچسپی نہیں ہوئی؟؟" وہ بھوئیں سکیڑے پوچھنے لگی۔

"نہیں ایسی بھی بات نہیں ہے۔۔مجھے بدھ مت کی کافی تعلیمات نے متاثر کیا ہے تھا، اس مذہب سے انسانی کو اندرونی سکون ملتا ہے۔۔انسان کا وجدان مضبوط ہوتا ہے۔۔" وہ جھوٹ بول ہی نہیں سکتا تھا اس لیے جو سوچتا تھا کہہ دیتا تھا۔

"اسلام بھی انسان کو امن کا درس دیتا ہے۔۔" وہ ہولے سے بڑبڑائی۔

"ہاں لیکن انسان کو اتنا مضبوط نہیں کرتا۔۔" وہ جانے کیا کہنا چاہتا تھا۔

"کوئی ایک مثال دیں جس سے یہ بات ثابت ہو۔۔" وہ آج پہلی بار مذہب پر اس سے یوں بحث کر رہی تھی۔

"جیسے ابھی کچھ سالوں پہلے بدھ مت کے ایک پیروکار نے خود کو سب کے سامنے آگ لگالی تھی۔۔ میڈیا نے اس واقعے کو live coverage کیا تھا۔۔ میں حیران ہوں وہ انسان جب جل رہا تھا ہلا تک نہیں۔۔۔ اس نے مجھے متاثر کیا تھا۔۔۔" وہ خطرناک حد تک صاف گو انسان تھا۔ جو محسوس کرتا فوراً بول دیتا تھا۔

"کسی نے روکا نہیں اسے ؟ یہ تو خودکشی کرنے جیسا ہے اور کونسا مذہب اسکی اجازت دیتا ہے۔۔؟؟" وہ خفاسی بولی۔اسے یہ بات پسند نہیں آئی تھی۔

"اس آدمی نے باقاعدہ لکھ کر دیا تھا کہ وہ یہ کام اپنی مرضی سے کرنے جارہا ہے کوئی اسے روکے مت۔۔۔ کبھی کبھی اپنے مذہب کو سچا ثابت کرنے کے لیے قربانی دینی پڑتی ہے۔۔"

"ایسے تو میرے مذہب میں بھی بہت سے ایسے واقعات گزرے ہیں جب معجزے ہوئے ہیں۔۔۔"

"اچھا کوئی ایک بتاؤ۔۔۔" ماثیل نے لفظ ایک پر زور دیتے کہا۔

"جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے آگ میں چھلانگ لگادی تھی۔۔۔وہ رونگٹے کھڑے کردینے والا منظر تھا۔۔" یہ بات کہتے ایمان واقعی لرز گئی تھی۔

"اس واقعے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ سنی سنائی بات لگتی ہے ہم جیسوں کو۔۔" اس نے کتنے آرام سے کہا تھا جبکہ ایمان کو آگ سی لگ گئی۔

"اور جس ویڈیو کی آپ بات کررہے ہیں کیا ثبوت ہے کہ وہ اصلی ہے؟؟؟ سوشل میڈیا کا دور ہے آج کل تو کچھ بھی ممکن ہے۔۔ نقلی وی۔ڈیو بنائی جا سکتی ہے۔۔ کچھ بھی کیا جاسکتا ہے۔۔۔" وہ بھڑک اٹھی تھی۔

اوہ پلیز مس ایمان ! یہ واقعہ لوگوں نے لائیو دیکھا تھا کوئی مذاق نہیں ہے"
یہ۔۔۔" وہ پہلی بار خفا ہوا۔۔ جو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا اسے جھٹلا
نہیں سکتا تھا۔ وہ ان لوگوں میں سے تھا جو غیب پر یقین نہیں رکھتے تھے۔

"ہاں تو آپ کو کس نے حق دیا آپ دوسروں کے مذہب کا مذاق اڑائیں۔۔
اسکے معجزات کو نقلی کہیں۔۔۔؟ جس واقعے کو لوگوں نے آج دیکھا ہے شاید
کچھ سالوں بعد اس کے دیکھنے والے سبھی مر جائیں اور تب آپ جیسے لوگ
اسی بدھ مت کے واقعے کو کہیں گے اسکا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ یہ نقلی
ہے۔۔ سب نقلی ہے۔۔ تب کیا جواب ہو گا اس بات کا؟؟"
وہ خفا ہوتے غصے سے بولی۔۔۔ اسے پتہ ہی نہیں تھا کہ ماثیل کو مذہب کو لے
کر نظریہ اتنا بگڑ چکا تھا۔

میں اس پر یقین رکھتا ہوں جو میں دیکھتا ہوں۔۔جو میں سنتا ہوں۔۔اور"

"مجھے لگتا ہے تمہیں بھی غیب کی پٹی اتار دینی چاہیے۔۔

اور یہ بات ایمان کے دل پر لگی تھی۔۔۔عبداللہ شہاب کی کاپی تھا وہ شخص۔۔۔وہ عبداللہ شہاب جس نے اپنی آنکھوں اپنے کانوں پر یقین کر کے ایمان کو بہت سی اذیتوں سے نوازہ تھا۔

"کچھ باتوں کا تعلق ثبوت سے نہیں بلکہ غیب سے ہوتا ہے۔ان پر بس یقین کیا جاتا ہے۔اور آپ اپنا نظریہ اپنے تک رکھیں میں نے کبھی آپ سے مذہب پر بحث نہیں کی،آپ بھی اپنے نظریات مجھ پر نہ تھوپیں تو اچھا ہوگا۔۔۔"وہ سپاٹ لہجے میں کہتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ماثیل کو امید نہیں تھی کہ وہ اتنا برا مان جائے گی۔

ایمان۔۔۔ڈونٹ بی سلی۔۔''وہ بھی اٹھا اور اس کا ہاتھ پکڑا تاکہ اسے جانے سے روک سکے۔ایمان نے جھٹکے سے اپنی کلائی چھڑائی۔وہ جانتی تھی دو الگ نظریات، دو الگ سوچ کے لوگوں کا ایک ساتھ رہنا کتنا مشکل تھا۔وہ سلمی بیگم اور عبداللہ شہاب کو نہیں بھولی تھی۔وہ ان جیسی زندگی نہیں گزارنا چاہتی تھی۔

''ڈونٹ ٹچ می۔۔کبھی کوشش بھی مت کیجیے گا۔۔''اس کا لہجہ اتنا سرد تھا کہ ماثیل کا دل رک سا گیا۔۔اس نے بے یقین سے ایمان کو دیکھا۔۔۔وہ ایسا نہیں چاہتا تھا۔

وہ تیزی سے وہاں سے نکلتی چلی گئی جبکہ ماثیل نے اپنا سر پکڑ لیا۔۔۔وہ چاہ کر بھی اس لڑکی کو اپنے جیسا نہیں بنا سکتا تھا۔وہ اکیلا بیٹھا رہ گیا تھا۔

✿••✿••✿••✿

نیا اور پرانا الحاد

آج وہ کسی اور یونیورسٹی میں موجود تھا۔اس نے انفارمیشن ٹیکنالوجی سے متعلقہ کام سعد کے حوالے کر دیا تھا جو اب اس کے ساتھ ہوتا تھا۔اور اسکی ٹیم میں آنے کے بعد سعد کو پتہ چلا تھا کہ حاد کون تھا۔۔؟؟

وہ النور اکیڈمی کا ایک بہت بڑا پروفیسر تھا۔۔وہ صرف مذہب ہی نہیں بلکہ ہر موضوع پر لیکچرز دیتا تھا۔۔۔یو کے میں اس کے اسٹوڈنٹس کی ایک کثیر تعداد موجود تھی جسے دیکھ کر سعد حیران رہ گیا تھا۔۔

نفسیات، سیاست، معاشرت، بزنس، سائنس اور نا جانے کیا کیا۔۔اس کے ریکارڈ سیشنز سن کر سعد کا دماغ کھل گیا تھا۔۔اس کے دل میں حاد کی عزت

مزید بڑھ گئی تھی۔اس وقت بھی وہ اسپاٹ لائٹ کی روشنی میں اسٹیج پر کھڑا نئے اور پرانے الحاد کے بارے میں ڈسکس کر رہا تھا۔

خدا کے وجود کا سوال ایک ایسا سوال ہے جو پوری انسانیت کو پریشان کرتا ہے۔ Theist دلیل دیتے ہیں کہ وہ حقیقت میں موجود ہے، جبکہ Atheist کا کہنا ہے کہ وہ نہیں ہے۔۔“ وہ سنجیدگی سے بول رہا تھا۔

”الحاد کی کم از کم دو قسمیں ہیں، پرانا، روایتی الحاد، اور نیا الحاد۔ پرانا الحاد الٰہیاتی دلائل کو ان کا حق دیتا ہے، انہیں سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کرتا ہے، اور منطقی استدلال اور استدلال کے اصولوں کے مطابق ان کا جائزہ لیتا ہے۔۔۔ یوں کہہ لیں کہ پرانا الحاد منطق پر چلتا ہے۔۔آپ لوگوں نے نوٹ کیا ہو گا کہ کچھ سال پہلے جو ملحد تھے ان کے پاس منطقیں ہوتی تھیں چاہیں کیسی بھی

ہوں۔۔ وہ ان کو لے کر بحث و مباحث کرتے تھے۔۔ وہ کم جذباتی ہوتے تھے۔۔۔“ وہ سانس لینے کو رکا۔

جبکہ نئے الحاد کو بیان بازی، ناقص یا گمشدہ دلائل، اور جذبات کی اپیل ” سے نشان زد کیا گیا ہے۔۔ بلاشبہ یہ نئے الحاد کے نتائج کو غلط نہیں بناتا۔۔ تاہم، یہ تجویز کرتا ہے کہ نیا الحاد بہت ہی دیوالیہ قسم کا الحاد ہے اور اس کے دلائل اتنے قابل نہیں کہ منطقی طور پر آگے بڑھ سکیں۔ تمام نئے ملحدوں کا سروے نہیں کیا گیا ہے البتہ وہ اپنی فلسفیانہ صلاحیت کی سطح میں مختلف ہیں۔۔۔ این۔ڈیونو واٹ۔۔۔؟؟“ اس نے تجسس پیدا کیا۔۔ وہ سامنے بیٹھی عوام کے اندر تک اپنی بات پہنچانا چاہتا تھا۔

"یہ جو نئے مل-حد نکل رہے ہیں نا مارکیٹ میں انہیں الحاد کا معنی تک نہیں پتہ۔۔۔ صرف کول دکھنے کے چکر میں اور کبھی کبھی اپنے سے اونچے لوگوں کی پیروی کے چکر میں یہ اندھے میں کنویں گر رہے ہیں۔۔"

وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا۔۔ وہ سائیکولوجی جانتا تھا اور یہ بھی جانتا تھا لوگ کیسے دوسرے لوگوں کی سائیکولوجی سے کھیلتے تھے۔

"مسٹر حاد میرا ایک سوال ہے۔۔" یہ ایک نوجوان لڑکی تھی۔۔ جس کے بال کھلے تھے اور دوپٹہ تک نہیں تھا۔

"میں نے آپ کے سارے سیشنز سنے ہیں۔۔ آپ کہتے ہیں کہ انسان کو اپنی پہچان کرنی چاہیے۔۔۔ آپ کو نہیں لگتا پاکستان جیسے ملک میں جہاں عوام کے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہے۔۔۔ جو بس یہ سوچتے ہیں کہ دو وقت پیٹ

بھرنے کو روٹی مل جائے وہ لوگ کیسے اپنی پہچان کے بارے میں بات کریں گے جبکہ بہت سارے بڑے فلاسفرز کہتے ہیں کہ انسان اس وقت ہی اپنی پہچان کے لیے نکلتا ہے جب وہ محفوظ ہوتا ہے۔۔آپ کا کیا خیال ہے؟؟" حادنے غور سے لڑکی کی بات سنی اور پھر ہولے سے مسکرادیا۔۔وہ یوں مسکراتا ہوا بہت دلکش لگا تھا۔۔اس کے لبوں کے قریب مائکروفون تھا۔۔

"میں اکثر حیران ہوتا ہوں کہ ہم اس عجیب گیم کا حصہ ہیں جہاں سمجھا جاتا ہے کہ اسٹوڈنٹس کے ہاتھوں میں صرف کتابیں اچھی لگتی ہیں۔۔۔اور کتابیں بھی صرف سلیبس کی کتابیں۔۔۔اور یہ صرف مسلمانوں کے بچوں کے ساتھ ہی کیوں ہے؟؟پھر میں سوچتا ہوں کہ ہماری جنریشن مجبوری کی وجہ سے سلیبس یعنی کورس کی کتابیں پڑھتی ہے۔۔پھر میں نے جانا کہ نہیں ان میں کچھ عوام ایسی بھی ہے جو کتابیں پڑھتی ہے۔۔لڑکیوں کے لیے ناولز

اور لڑکوں کے لیے وہ کتابیں جوان کا برین واش کر سکیں۔۔یو نو۔۔۔فلسفہ۔۔۔سو کالڈ فلسفہ۔۔۔"اس کے لہجہ میں طنز تھا۔

"تو ایٹ لیسٹ لڑکیوں نے ناول سے ہٹ کر کتابیں پڑھنا شروع تو کی ہیں جہاں سے وہ تھوڑا ریشنل ہو کر سوچ سکیں"اس نے مائیک تھامے کھڑی لڑکی کی جانب دیکھا۔

"آپ Maslow کی بات کر رہی ہیں۔۔اور میں حیران ہوں میں جانتا ہوں کہ آپ مسلمان ہوتے ہوئے اس تک تو پہنچ گئی ہیں پھر اسلام کے بیسک تک کیوں نہ پہنچ پائیں؟؟"

اس کا سیشن انگلش میں تھا۔اور اس کا ایکسنٹ برٹش تھا۔۔بہت ساری ایسی ل-ڑکیاں جنہیں اس سیشن میں کوئی دلچسپی نہیں تھی وہ صرف اسے دیکھنے اسے سننے آتی تھیں۔

”آپ لوگوں میں سے کون کون میز لو کو جانتا ہے؟؟“اس کے سوال پر چند ایک نے ہاتھ کھڑا کیا تھا۔

”وہ کہتا ہے کہ ایک انسان تب ہی خود ہی پہچان کی جانب بڑھ سکتا ہے جب اس کے پاس کھانے کو کچھ ہو گا، جب وہ محفوظ ہو گا، جب لوگ اس سے محبت کریں گے، جب وہ کسی مقام پر ہو گا اسکی کچھ عزت ہو گی تب ہی وہ اپنی پہچان کی جانب بڑھے گا۔۔یہ بیسک سا اصول ہے آپ لوگوں نے سلیبس میں بھی پڑھا ہو گا۔۔یعنی پہچان کا مرحلہ سب سے آخر میں آتا ہے۔۔۔ایسا کیوں؟؟“

اس نے ہال میں بیٹھی عوام کی جانب دیکھا۔

”ہمارے پیٹ بھر جائے تو ہم کیا کرتے ہیں؟؟“ایک اور سوال کیا۔

ہم بے فکر ہو جاتے ہیں۔۔۔اور بے فکر اانسان کیسے خود کی پہچان کر سکتا"

ہے ؟؟ بہت سادہ سی بات ہے ایک انسان اپنی صلاحیتوں کا استعمال تبھی کر

سکتا ہے جب وہ کسی مشکل میں ہوتا ہے۔۔آپ لوگوں نے اک-ثر دیکھا ہو گا

کہ ایک کمزور لڑکی کو اگر کوئی قتل کرنے کی کوشش کرے تو وہ بھی اپنی

پوری جان لگا دیتی ہے تاکہ اپنا بچاؤ کر سکے۔۔۔ایک ہرن شیر سے بچنے کے

لیے بہت تیزی سے بھاگتی ہے۔۔ ہم اپنی جان بچانے کے لیے کسی حد تک

چلے جاتے ہیں۔۔۔ پھر کیوں ہم آخر اس بات پر ضد کر کے بیٹھ جاتے ہیں کہ

میرے پاس تو کھانے کو روٹی نہیں مجھے کیا لینا دینا خدا سے ؟؟ میرے پاس

سب کچھ ہو گا تب ہی میں خود کی پہچان کرنے کے لیے نکلوں گا؟؟ یہ غلط

ہے۔۔۔ یاد رکھیں فلاسفر بھی انسان ہی ہیں۔۔۔ان کی ہر بات کو آنکھیں

بند کر کے مان لینے کی ضرورت نہیں ہے۔۔آپ بھی انسان ہیں آپ کے

پاس بھی اتنا ہی دماغ ہے، آپ بھی اتنا ہی سوچ سکتے ہیں۔۔۔ پھر کیوں ہم

تباہ کر دینے والی کتابیں پڑھ کر خود کو تباہ کر لیتے ہیں۔۔؟؟ کیوں ہم اپنے دماغ سے نہیں سوچتے ؟؟"

وہ سانس لینے کو رکا۔۔

"جب ہم سے اللہ نے رزق کا وعدہ کیا ہے پھر کیوں ہم سوچتے نہیں ہیں؟؟ کیوں بھول جاتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ اسلام نے اپنی خودی کے لیے کیا کچھ نہیں کیا؟؟ وہ تھی اصلی پہچان۔۔ان کی دعا بھول گئے ہیں ہم، یہی ہمارا المیہ ہے یہی ہمارا زوال ہے۔۔"

"یعنی آپ کہنا چاہتے ہیں کہ انسان کے پاس کچھ بھی نہ ہوا گر وہ بھی خود کی پہچان کر سکتا ہے؟؟"

دیکھیں ناخودی تو آپ کے اندر رہے۔۔جو چیز آپ کے اندر پہلے سے "
موجود ہے آپ کو اسے باہر لانے کے لیے باہر کے Factors کیوں
چاہئیں؟؟؟وائے؟؟"

اس کے سوال کا کسی کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

✿••✿••✿••✿

عبدل کے پلے کی شوٹنگ چل رہی تھی۔۔اس نے بالوں کی چند لٹیں اب سبز، نیلی اور جامنی رنگوالی تھیں۔اس کے ایک کان میں ابھی تک بالی تھی۔ اپنے کردار کے حساب سے اس نے اپنی گردن کے داہنی جانب ایک فالن اینجل کا ٹیٹو بنوالیا تھا۔

آج اس کا پہلا دن تھا۔۔اور جب وہ کردار کے مطابق تیار ہو کر آیا تو ایک پل کو ڈائریکٹر حیران رہ گیا۔۔۔

اتنا اچھا فالن اینجل عبدل کے علاوہ اور کون ہو سکتا تھا۔۔؟؟
وہ پینٹ کے اوپر کیمسول پہنے ہوئے تھا اس کے کسرتی بازو نمایاں تھے۔۔۔ان پر بنے ٹیٹو اور اس کا باکسر کا جسم اسے مضبوط ترین بنا رہا تھا۔۔ اس کی گرے آنکھیں جنہیں کسی بھی لینز کی ضرورت نہیں تھی اسے الگ ہی روپ بخشتی تھیں۔۔

وہ بھلا کیوں باکسنگ کرتا تھا؟ اسے تو ماڈل ہونا چاہیے تھا۔ "بہت سارے لوگوں نے اسے دیکھ کر سوچا تھا۔

تمہیں ماڈل ہونا چاہیے۔۔ تم ماڈلنگ اچھی کر لو گے۔۔ "سیٹ پر ایک لڑکے نے مفت میں مشورہ دیا تھا۔

مجھ پر کافی کیسز ہیں کیونکہ میں ہڈیاں بھی اچھی توڑ لیتا ہوں۔۔" اس کے سرد لہجے پر مقابل ڈر کر کھسک گیا تھا۔ وہ کسی سے دوستی نہیں چاہتا تھا۔ وہ ایمانے ہی تھی جس کے لیے وہ ڈھیر سارے تحفے لاتا تھا۔

وہ شوٹس سے فارغ ہوا تو اس نے اپنا فون دیکھا۔۔ کسی انجان نمبر سے کئی فون آئے تھے۔ وہ کال بیک کرنے کا عادی نہیں تھا۔۔ وہ اپنا بیگ اٹھاتا ڈریسنگ روم میں جانے لگا تو فون پھر سے بجنے لگا۔۔

ہیلو۔۔" اس نے فون کام سے لگایا۔"

تمہاری وجہ سے۔۔۔ صرف تمہاری وجہ سے میڈم ہیزل نے اپنا سب کچھ" چھوڑ دیا ہے۔۔ سمجھتے کیا ہو تم خود کو۔۔ کوئی بڑی توپ ہو؟؟" شالی غصے سے پھنکار رہی تھی۔۔ اس کی پیشانی پر لکیریں ابھریں۔

بالکل ہوں۔۔۔بس خیال رکھنا تم نہ اڑ جاؤ میرے کسی دھماکے سے۔۔"""

اس کی شالی سے نہیں بنتی تھی۔۔ایمانے کے بعد تو وہ جیسے بارود ہی بن گیا تھا۔۔ہر وقت پھٹنے کو تیار۔۔

تم۔۔تم۔۔انتہائی خبیث۔۔"وہ تلملائی۔"

بائی داوے تم بھی کسی خبیثہ سے کم نہیں ہو۔۔۔"اس نے ٹک سے فون" بند کر دیا۔مگر وہ نہیں جانتا تھا دوسری جانب شالی کا جل بھن کر کوئلہ بن گیا تھا۔

✿••✿••✿••✿

"یہ سب کیا ہے؟؟"عبدل اس کے سر پر کھڑا تھا۔اس کی بھنویں سکڑی ہوئی تھیں اور چہرے کے تاثرات سرد تھے۔ہیزل کی پریس کانفرنس کے بعد ہی وہ یہاں آیا تھا۔پہلے تو اسے دیکھ کر ہیزل حیران ہوئی پھر اس نے جلد ہی اپنے احساسات پر قابو پالیا۔

"کیا سب؟؟"وہ انجان بنتے ہوئے بولی۔

"تم شوبز چھوڑ رہی ہو؟؟"

"چھوڑ دیا ہے۔۔"تصیح کی گئی۔

"کیوں۔۔۔؟؟"اس کے لہجے میں ذرا فرق نہیں آیا۔

میری مرضی۔۔" وہ اپنے لہجے کو اس کے جیسا بنانے کی کوشش کر رہی" تھی۔ عبدل نے سانس روکے اسے گھورتا رہا۔۔۔ وہ اس کے چہرے سے سچ جان لینا چاہتا تھا۔ جبکہ ہیزل خود پر اپنے جذبات پر، اپنے احساسات اور اپنی ناقدری پر بہنے والے آنسوؤں کو پینے کی کوشش کر رہی تھی۔

وہ اسے گھورتا رہا اور وہ سوئمنگ پول میں پاؤں لٹکائے بیٹھی رہی۔۔ نظریں صاف شفاف پانی سے نظر آتی پتھریلی زمین پر جمی تھیں۔۔ وہ کہہ نہیں پائی کہ وہ کسی کا ایمان خراب کرنے والی چیز نہیں بننا چاہتی۔۔۔ وہ کسی ہرجائی سے کم نہیں تھا۔۔ پھر وہ کیوں اپنے جذبات کی ناقدری کرواتی رہتی۔

وہ جانتا تھا ہیزل کے اس جذباتی فیصلے سے ہیزل کو خود کتنا نقصان ہونے والا تھا۔۔ پر وہ نہیں جانتا تھا کہ ہیزل کے پاس کھونے کو کچھ نہیں تھا۔۔ وہ نفع نقصان نہیں دیکھتی تھی۔۔۔ اس کا جو من میں آتا تھا وہ کرتی تھی۔ وہ کچھ دیر جبڑے بھینچے اسے دیکھتا رہا اور پھر سپاٹ لہجے میں بولا۔

تو پھر اپنی پی اے کو بھی سمجھا دو کہ وہ مجھے بے کار میں فون کر کے ڈسٹرب نہ کرے۔۔اسے بتاؤ کہ یہ سب تم نے اپنی مرضی سے کیا ہے۔۔اب اگر اس نے میرا دماغ خراب کیا تو اچھا نہیں ہو گا۔۔" وہ غصے سے کہتا پلٹ گیا۔۔

ہیزل نے نظریں اٹھائیں۔۔۔وہ دور جا رہا تھا۔۔گیٹ کی جانب۔۔۔تیز تیز قدم اٹھاتا۔۔کیا ہوتا اگر وہ پاس بیٹھ کر محبت سے پوچھ لیتا؟؟کیا ہوتا اگر وہ ہاتھ تھام کر سارے تکلیفیں جان لیتا؟؟پر وہ عبدل تھا۔۔اسے یہ سب نہیں آتا تھا۔۔اس نے تو اپنی ایمانے کا دل توڑ دیا تھا۔۔

نم آنکھوں میں اس کا عکس دھندلا گیا تھا۔کتنا پتھر دل تھا وہ جسے ذرا بھی پرواہ نہیں تھی۔۔

جبکہ عبدل نے گیٹ سے باہر آکر گیٹ کو ایک زوردار لات رسید کی۔۔

ڈیم اٹ۔۔" اسے ہیزل سے اس بے وقوفی کی امید نہیں تھی۔اب جبکہ اس کی ہالی موڈ کی مووی آرہی تھی اس کا یوں پریس کانفرنس کرکے خیر آباد کہہ دینا کتنے سنگین نتائج نکال سکتا تھا وہ نہیں جانتی تھی۔

بے وقوف لڑکی۔۔" وہ پھر رکا نہیں اپنے بائیک پر بیٹھا اور ایک کک مارتا وہاں سے فراٹے بھرتا غائب ہو گیا۔۔ گیٹ پر موجود گارڈ نے اس کی اس حرکت پر اسے کچھ نہیں کہا تھا۔۔۔ شاید ہیزل نے سب کو سکھا رکھا تھا کہ عبدل کو کسی قسم کی اجازت کی ضرورت نہیں تھی۔۔ وہ جو چاہے کر سکتا تھا۔

✿••✿••✿••✿

ماثیل نے ایمان کو کتنی مشکل سے منایا تھا یہ وہی جانتا تھا۔اس نے وعدہ کیا تھا آج کے بعد وہ کبھی مذہب پر بحث نہیں کریں گے۔۔

لیکن کیا یہ ممکن تھا۔۔ کیا دو لوگ جو مستقبل میں ایک دوسرے کے پارٹنر بننے جارہے تھے وہ یوں رہ سکتے تھے؟؟

"تمہیں پتہ ہے مجھے تمہارا مذہبی ہونا پسند ہے۔۔"

ایک مذہبی لڑکی سے شادی کرنے سے کیا فائدہ ہوگا آپ کو؟؟"ایمان" نے سوال کیا۔

وہ اچھی وائف بنے گی۔۔۔بچوں کی اچھی پرورش کرسکے گی۔۔لڑکے اور" لڑکوں کو اخلاقیات سکھائے گی اور پھر وہ جب بڑے ہوجائیں گے تو انہیں Suffer نہیں کرنا پڑے گا۔میری طرح۔۔"وہ مسکرایا۔

"آپ کے کہنے کے مطابق مذہبی لوگوں کو Suffer نہیں کرنا پڑتا۔۔؟؟"

"بالکل۔۔۔وہ خدا پر یقین رکھتے ہیں پھر اس کے فیصلوں کو کھلے دل سے مان لیتے ہیں۔۔کوئی سوال نہیں کرتے۔۔پر سکون رہتے ہیں بالکل تمہاری طرح۔۔" وہ فون کان سے لگائے بول رہا تھا۔جبکہ ایمان حیرانی سے سن رہی تھی۔

"جانتے ہی کتنا ہیں آپ مجھے؟؟" اسے تعجب ہو رہا تھا۔

"اتنا تو جانتا ہوں کہ تمہاری خدا سے کوئی لڑائی نہیں ہے۔اس لیے تم پر سکون رہتی ہو تمہاری زندگی ایک ٹریک پر چل رہی ہے۔۔" اور ایمان کا

دل کیا کہ زوردار قہقہہ لگائے۔۔۔اور اسے بتائے کہ اس کی زندگی کتنی ڈی ٹریک ہو چکی تھی۔

مسٹر ماثیل اگر کوئی انسان اپنی تکلیفوں کا رونا نہیں روتا تو اس کا یہ مطلب" نہیں کہ اسے کوئی تکلیف نہیں ہے۔۔اس نے کبھی کچھ نہیں جھیلا۔۔اسے کبھی Suffer نہیں کرنا پڑا۔۔"اس کا لہجہ خود بخود طنزیہ ہو گیا۔

تم مطلب تم مان رہی ہو تم خوش نہیں ہو۔۔؟؟"وہ جانے کیا اگلوانا چاہتا" تھا۔

الحمدللہ میں بہت خوش ہوں۔۔"وہ فوراً بولی۔"

سی۔۔ڈیٹس دی پرابلم۔۔۔یہی مسئلہ ہے۔۔ تم مذہبی لوگ کتنے فیک ہوتے ہو خاص طور پر تم ایمان۔۔ تم مان کیوں نہیں لیتی کہ خدا نے تمہارے ساتھ اچھا نہیں کیا۔۔ تم کیوں ہر وقت الحمداللہ بول کر فیک بنی رہتی ہو۔۔ عجیب ہے یار۔۔" وہ چڑ گیا۔۔اور ایمان نے اپنے لب آپس میں پیوست زور سے کر لیے۔

"خدا کے بنائے ہوئے انسانوں نے برا کیا ہے ادھم۔۔۔خدا نے کچھ نہیں کیا۔" وہ ہار مان لینے والوں میں سے نہیں تھی۔

"انسان مجبور ہیں۔۔خدا کے ہاتھوں مجبور ہیں ہم سب۔۔" وہ جس موضوع پر بات نہیں کرنا چاہتے تھے پھر اسی پر بحث کر رہے تھے۔

آخر کب تک ہم اپنے گناہوں اپنے ظلم و جبر کا بوجھ خدا پر ڈالتے رہیں گے؟؟ ہم انسان آگے بڑھ کر اپنی زمہ داری کیوں نہیں لیتے آخر؟؟ کل کو "میں آپ کو دھوکا دے جاؤں تو کیا آپ اس کا الزام اللہ پر ڈال دیں گے۔۔"

آفکورس۔۔ تم وہی کرو گی جو وہ چاہے گا۔۔ تم اس کی غلام ہو۔۔ تم اس کے حکم سے پھر نہیں سکتی۔۔" وہ صاف گوئی سے بولا۔ ایمان کے جبڑے بھینچ گئے غصے سے افسوس سے۔

اور اگر آپ میرے ساتھ برا کریں تو کیا اس کا الزام میں اپنے اللہ پر ڈال دوں؟؟ آپ تو اس کے غلام نہیں ہیں نا۔۔"

"میں کبھی تمہیں ہرٹ نہیں کروں گا۔۔"

"یہ تو وقت بتائے گا مسٹر ادھم۔۔ اگر آپ برا کر بھی لیں تو اس کا الزام میں آپ کو نہیں بلکہ خود کو دوں گی۔۔ کیونکہ میں نے چنا آپ کو۔۔۔ انسان دوسرے انسانوں کا انتخاب کرتے ہیں۔۔۔ انسان اپنی حدوں سے باہر نکلتے ہیں۔۔ انسان حکم ٹالتے ہیں۔۔ انسان نافرمانی کرتے ہیں انسان اپنے مقام سے گرتے ہیں اور پھر سارے الزام خدا پر ڈال دیتے ہیں۔۔"

"مجھ جیسے لوگ بے ضرر ہوتے ہیں ایمان۔۔ ہماری لڑائی انسانوں سے نہیں انسانوں کو بنانے والے سے ہوتی ہے۔۔۔ ہم انسانوں کو کچھ نہیں کہتے۔۔"

"یہ سب کہنے کی باتیں ہیں۔۔۔ اور اگر ایسا ہوتا تو آپ کبھی مجھے جج نہ کرتے۔۔ میں فیک ہوں یا ریئل۔۔۔ یہ آپ جج نہ کرتے۔۔ یو نو واٹ۔۔ آپ نے ایک بار پوچھا تھا کہ میں ایمان بنت عبداللہ ہوں تو میں نے کہا تھا نہیں۔۔ میں ام ایمان ہوں۔۔ کیونکہ میں جانتی تھی ایمان بنت عبداللہ جو

ایک کالم نگار ہے آپ اس کے کالموں سے اس کی زندگی کو کمپیئر کریں گے اور پھر آپ جج کریں گے کہ میں اپنی لکھے گئی تحریروں سے کتنی مختلف ہوں۔۔۔ کتنی فیک ہوں۔۔اور آپ نے وہی کیا۔۔" وہ ہولے سے ہنس دی۔۔طنزیہ ہنسی۔۔

ماثیل کو اب افسوس ہو رہا تھا کہ وہ کیوں ایمان تک اپنا صحیح رخ نہیں پہنچا پاتا تھا۔۔آخر کیوں وہ ہمیشہ برا بن جاتا تھا۔۔۔؟؟ کیوں؟؟

✿••✿••✿••✿

دائمہ چائے لے کر اسٹڈی روم میں آئی تو سید جبیل اسے دیکھ کر کھل اٹھے۔

ماشاءاللہ۔۔آج چاند کدھر سے نکل آیا ہے۔۔" وہ ان کی بات سن کر" مسکرا دی۔

"آج میں آفس نہیں گئی تو میں نے سوچا کیوں نہ چائے ہو جائے۔۔" وہ مسکراتا چہرہ لیے ان کے سامنے بیٹھ گئی۔اس کے خوبصورت بال کمر پر بکھرے ہوئے تھے اور دوپٹے کو اس نے سر پر اوڑھ رکھا تھا جو بار بار سلکی بالوں سے پھسل رہا تھا۔دودھیا رنگت والی دائمہ دیکھنے سے میلی ہوتی تھی۔۔ وہ بہت خوبصورت تھی۔۔۔بالکل اپنی ماں جیسی۔

"بہت اچھا کیا۔۔ کبھی کبھی اپنے لیے بھی وقت نکال لینا چاہیے۔۔اور بتاؤ آفس کیسا جا رہا ہے۔۔" سید جبیل نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے پوچھا۔

"بہت اچھا۔۔الحمداللہ۔۔بہت جلد بابا اور نانا ابو مجھے ایم ڈی بنانے والے ہیں۔۔" اس کی آنکھوں کے ستارے چمک اٹھے۔پچیس سال کی عمر میں وہ اپنی عمر کی باقی لڑکیوں سے بہت آگے تھی۔بہت مضبوط اور بہت پریکٹیکل۔

اگر کوئی بنا ڈرے سید جبیل سے ہر قسم کی گفتگو کر سکتا تھا تو وہ دائمہ جبیل تھی۔۔ضیاء جبیل کی پوتی، حشام جبیل کی بیٹی۔۔

ماشاءاللہ۔۔ جیتی رہو خوش رہو۔۔" سید جبیل نے چائے کا کپ اٹھا کر" لبوں سے لگالیا۔۔وہ غور سے دائمہ کو دیکھ رہے تھے جو بظاہر تو چائے پی رہی تھی لیکن اس کی آنکھوں میں پریشانی کے ڈورے تھے۔کچھ کچھ تو وہ اس کے یہاں آنے کی وجہ سمجھ چکے تھے۔

کوئی پریشانی ہے۔۔؟؟" سید جبیل نے پوچھ ہی لیا۔"

عبدل یہاں حاد بن کر کیوں آئے ہیں؟؟اور کس مقصد سے۔۔" وہ الجھی" ہوئی تھی۔۔پریشان تھی بہت۔۔۔وہ شخص اس کا منگیتر ہی نہیں اس کی اولین محبت تھا۔اس کی بات سن کر سید جبیل نے گہرہ سانس لیا۔

"آپ جانتے ہیں نا چھوٹے بابا یہاں کے حالات کتنے خراب ہیں۔۔ پھر وہ یہ سب کیوں کر رہے ہیں۔۔؟؟" وہ رو دینے کو تھی۔۔اس شخص کے پاس ساری دنیا کی بھلائی کے لیے وقت تھا بس اپنی فیانسی کی خوشی کے لیے کوئی وقت نہیں تھا۔۔ وہ اس کا فون تک نہیں اٹھاتا تھا۔۔اس کے میسجز کا مہینے بعد رپلائے دیتا تھا۔۔

"بیٹا وہ اپنی مرضی کا مالک ہے۔۔نہ اس نے مجھ سے آنے سے پہلے پوچھا۔۔اور نہ کچھ بتایا ہے۔۔ وہ جو ٹھان لے اس سے پیچھے نہیں ہٹتا۔۔ تم تو جانتی ہو نا۔۔"

"پھر اگر کچھ برا ہو گیا تو؟؟" اس کا دل ڈرا ہوا تھا۔

اسے کچھ نہیں ہو گا۔۔ تم پریشان مت ہو۔۔"سید جبیل نے اس کا گال تھپتھپایا۔"اور تم تو دائمہ جبیل ہونا۔۔اس شخص کی ہونے والی بیوی۔۔ پھر کیسے ڈر سکتی ہو۔۔؟؟اس کی طرح مضبوط بنو۔۔ سمجھ آئی۔۔"ہونے والی بیوی کے لفظ پر وہ جھینپ گئی۔۔کتنے گلال اس کے چہرے پر کھل اٹھے تھے۔

یوں جیسے ساری اذیتیں دھل گئی ہوں۔۔ تکلیفیں ختم ہو گئی ہوں۔۔

"اور ادھم بھیا کا کچھ پتہ چلا؟؟"اس نے فوراً بات بدل دی۔

"ابھی کچھ دن پہلے ہی دیکھا تھا ٹی وی۔۔"سید جبیل نے گویا دھماکہ کیا۔

"کب کہاں۔۔۔؟؟"دائمہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔

کچھ دن پہلے۔۔ایوارڈ ملا تھا اسے کوئی۔۔''سید جبیل کی نظروں میں ادھم''
کا شاندار سراپا ابھرا۔

جو بننا چاہتا تھا وہ بن گیا ہے۔۔''سید جبیل کے چہرے پر اب سختی ابھری۔''
وہی سختی جو آرجے کے لیے ابھرا کرتی تھی۔

آپ لوگ اسے معاف نہیں کر سکتے۔۔۔؟؟''دائمہ دکھی ہو گئی تھی۔''

ہمیں اس سے کوئی شکوہ نہیں ہے۔۔اس گھر کے دروازے اس کے لیے''
کھلے ہیں۔۔پر۔۔۔''انہوں نے بات ادھوری چھوڑ دی۔۔دائمہ جانتی تھی
پر کے آگے کیا بولتے بولتے رک گئے تھے وہ۔۔۔آج بھی سید حویلی میں کسی
ملحد کی کوئی جگہ نہیں تھی۔دائمہ افسوس سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

فکر مت کرو۔۔ سدھر جائے گا وہ۔۔ سدھرنا تو پڑے گا۔۔ جب آرجے کی زندگی میں کوئی ام حانم آجائے تو وہ زیادہ دیر آرجے بن کر نہیں رہ سکتا۔۔ اسے روحان جبیل بننا ہی پڑتا ہے۔۔" سید جبیل کے لہجے میں آج بھی ویسی ہی کڑک تھی جیسی سالوں پہلی۔۔ دائمہ چونک گئی۔

"کک کیا مطلب۔۔۔؟؟" وہ الجھ گئی۔

"دامی بیٹا تم جاؤ اور اطیمنان رکھو۔۔۔ عبدل اسے لے آئے گا۔۔" سید جبیل نے نرم لہجے میں کہا تو دائمہ نا سمجھی کے عالم میں اسٹڈی روم سے باہر نکل گئی۔۔۔

✿••✿••✿••✿

!!ایبل کی کہانی۔۔۔

میری پرورش مذہب کے بغیر ہوئی اور مجھے نہیں معلوم تھا کہ خدا ہے یا" نہیں۔اپنے آپ کے علاوہ، میں ایک اعلیٰ اور بہت بڑی طاقت کے ساتھ باقاعدہ گفتگو کرتا رہتا تھا۔۔ جس کے بارے میں مجھے یقین سے نہیں معلوم "تھا کہ اسکا کوئی موجود ہے یا نہیں۔۔

آج حاد کا لائیو سیشن تھا۔۔وہ اپنے لندن کے ایک اسٹوڈنٹ کے ساتھ لائیو آیا تھا۔تاکہ آج کی جنریشن ایبل کی کہانی جان سکے کہ لندن جیسے شہر میں رہتے ہوئے اس نے خدا کی پہچان کیسے کی۔

لاکھوں کی تعداد میں لوگ انہیں جوائن کر چکے تھے۔

ایبل۔۔۔لندن میں رہتے ہوئے آپ کو خدا کی ضرورت کیوں محسوس
ہوئی۔۔؟؟؟میرا مطلب وہاں تو سب کچھ ہے۔۔۔پھر خدا کیوں۔۔؟؟؟" حاد
نے سوال کیا۔

"میری زندگی میں ہر وقت جب جب میں نے محسوس کیا کہ میرے پاس
اختیارات ختم ہو گئے، جب میرے پاس کرنے کے لیے کچھ نہیں بچا تو میں
"ہتھیار ڈال دیتا تھا۔۔

وہ خالص انگلش میں بات کر رہا تھا۔۔۔اپنے بارے میں بتا رہا تھا۔ایبل کی
کہانی اس کی زبانی سب سن رہے تھے۔

"اور "ہتھیار ڈالنے" سے میرا مطلب یہ نہیں کہ "میں ہار مان" لیتا تھا بلکہ
میں اس تصور کو تسلیم کرتا تھا کہ اب میری بس ہو چکی ہے اور یہاں سے کسی
(خدا) کو آگے حالات اپنی مرضی کے مطابق چلانے کی ضرورت ہے۔۔
میں نہیں جانتا تھا خدا ہے یا نہیں لیکن مجھے ایک الگ احساس ہوتا تھا کہ جب

میں چیزوں کو مزید سنبھال نہیں سکتا تھا تو میں انہیں اسی طرح اس ذات کو دے دیتا تھا۔۔اس کے حوالے کر دیتا تھا جو سب سنبھال سکے۔۔اور یہ وہم، ءی خیال کہ خدا سب سنبھال لے گا مجھے گہری ترین قسم کا سکون عطا کرتا تھا۔۔"

"تو آپ کے مطابق آپ نے خدا کو پانے کے بعد سکون پایا؟؟"

بالکل۔۔۔میں میں بتا نہیں سکتا۔۔میں سکون کے لیے کہاں کہاں نہیں پھرا۔۔میں سارا سارا وقت شراب اور شباب میں گرا رہتا تھا۔۔میں۔۔میں جسمانی سکون حاصل کرنے کے نت نئے طریقے اپناتا تھا۔۔۔میں نے بہت غلط کام کیے۔۔۔۔مم۔۔میں۔۔"وہ ہاتھ اٹھا کر بات کر رہا تھا۔۔اور حاد سمیت سب نے اس کے ہاتھوں میں لرزش محسوس کی تھی۔۔اس کی آنکھیں نم تھیں۔۔۔چہرے پر ندامت تھی۔

لوگ پوچھ رہے تھے کہ اس کے ماں باپ نے اسے کچھ نہیں کہا کیا؟؟

"میرا باپ ایک کامیاب بزنس مین تھا۔۔پر وہ ملحد تھا۔۔میری ماں کو بھی مذہب میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔۔انہوں نے ہمیں سب کچھ سکھایا۔۔بس یہ نہیں بتایا کہ خدا کون ہے؟ وہ ہے یا نہیں۔۔؟؟میرے کچھ دوست کرسچن تھے۔۔میں جب اپنی زندگی سے تھک گیا تو میں نے ان کے ساتھ چرچ جانا شروع کر دیا۔۔۔پھر میں نے اس مذہب کی اسٹڈی کی۔۔پر میں مطمئن نہ ہوا۔۔اور ایک دن وہ ہوا جس کا میں نے تصور بھی نہیں کیا تھا۔۔مجھے کڈنیپ کر لیا گیا۔۔میری لڑائی ہو گئی تھی۔۔مجھ سے بدلا لینے کے لیے ان لڑکوں نے مجھے اغوا کر لیا تھا۔۔انہوں نے مجھے مارا بہت مارا۔۔انہوں نے ایک بڑے ڈرم میں پانی ڈال کر، مجھے ننگا کر کے اس میں ڈال دیا۔۔وہ سب ڈرگز کے نشے میں تھے۔۔وہ میرے سامنے ڈرگز لے رہے تھے۔۔پھر وہ ایک ننگی بجلی کی تار لے آئے۔۔وہ تار پانی میں پھینک کر مجھے

لوگ ذہنی طور پر کرنٹ لگا کر تڑپتے ہوئے دیکھنا چاہتے تھے۔۔۔ وہ سب بیمار تھے۔۔ شاید میری طرح۔۔۔ جو اپنے آپ کو سکون دینے کے لیے میرے ساتھ یہ سب کرنا چاہتے تھے۔۔ وہ مجھے تڑپتے ہوئے دیکھ کر خوش ہونا چاہتے تھے۔۔۔ میرا دل خوف سے بھر گیا۔۔ اس لیے نہیں کہ میں مرنے والا تھا۔۔ بلکہ اس لیے کہ میں یہ جانے بنا مرنے والا تھا کہ خدا ہے یا نہیں۔۔۔؟؟ میں ڈر گیا تھا۔۔ اور اس دن میں نے اس ذات کو پوری شدت سے پکارا جسے میں اک۔ثر محسوس کرتا تھا۔ میں نے کہا کہ اے خدا اگر تو ہے ”تو آج مجھے بچا لے۔۔ میں تجھے ڈھونڈ لوں گا۔۔

وہ سانس لینے کو رکا۔۔ اس کے چہرے پر اس منظر ک دہشت نمایاں تھی۔۔۔ یوں جیسے وہ سب کسی فلم کی طرح چل رہا ہو۔

وہ لوگ مجھ سے کچھ فاصلے پر تھے کہ چھت گر گئی۔۔۔ کیسے کیوں مجھے ” نہیں پتہ۔۔ پر میں بچ گیا تھا۔۔ اور پھر میں اس کی تلاش میں نکل پڑا۔۔ پھر

میں نے سارے مذہبوں کا مطالعہ کیا۔۔ خدا کہیں بھی ایک نہیں تھا۔۔ جبکہ میرا دل ایک ذات پر اڑا تھا۔۔۔ پھر مجھے ایک کتاب ملی۔۔ سیرہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔۔۔ میں نے وہ پڑھی۔۔ پھر میں نے قرآن پاک پڑھا۔۔ اور تب میں نے جانا یہی تو تھا جس کی مجھے تلاش تھی۔۔۔ اور آج میں ایبل علی ہوں۔۔۔" وہ آخر میں مسکرایا اور پھر کچھ دیر بعد سیشن سے چلا گیا۔ اب حاد اکیلا تھا۔۔ وہ اپنی سحر انگیز شخصیت لیے بیٹھا تھا۔

مجھے افسوس بس اس بات کا ہے کہ لندن کے ایک ایبل نے ہمارے اللہ کو" "پالیا۔۔۔ اور ہم۔۔۔ جن کا اللہ تھا ہم نے اسے کیسے گنوادیا۔۔ کیسے؟؟

وہ بول رہا تھا۔۔ پورے دل سے۔۔ جذب سے۔۔۔ لاجکس سے۔۔۔ اور دور کہیں ویلنسیا میں ایک لڑکی اپنا لیپ ٹاپ کھولے رات کے اس پہر اسے لائیو دیکھ رہی تھی۔۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل چکی تھیں۔۔ وہ جانے

کتنے مہینوں بعد اپنے اکاؤنٹ پر ایکٹیو ہوئی تھی اور کتنے دنوں بعد اس نے مسٹر گرے کے نوٹیفیکشن اوپن کیے تھے۔۔۔ پر سامنے موجود شخص کو دیکھ کر اس کا سانس اٹک چکا تھا۔۔ سینے کے مقام پر چبھن ہو رہی تھی۔۔۔

مسٹر گرے کے ساتھ بریکٹس میں اب حاد لکھا تھا۔۔

وہ الجھنوں کا شکار تھی۔۔۔بے یقینی کے زیر اثر تھی۔۔۔
وہ جس شخص سے پچھلے چار سالوں سے اپنی ہر الجھن کا جواب مانگ رہی تھی۔۔ہر سوال کر رہی تھی وہ نکلا بھی تو کون؟؟ جسے اسے دیکھنے کی بھی اجازت نہیں تھی۔۔۔۔
انٹرنیٹ نے جہاں فاصلے ختم کیے تھے وہیں تکلیفیں بڑھادی تھیں۔۔۔اور وہ کس تکلیف میں تھی وہ کسی کو نہیں بتا سکتی تھی۔۔

لاکھوں لوگوں نے اسے جوائن کر رکھا تھا اور وہ لاکھوں میں اسے بھلا کہاں نظر آتی۔۔۔؟؟

دل پر ڈھیروں بوجھ آ گرا۔۔۔ بہت سارے شکوے ابھرے جنہیں وہ زبان تک نہ لائی۔۔۔ ورنہ ماثیل جیت جاتا کہ وہ خوش نہیں تھی۔۔۔ وہ تو خوش تھی۔۔۔ اللہ نے اسے خوش رکھا تھا۔۔۔ بے چینیاں تو انسان اپنے لیے خود خریدتا ہے۔

بینش کا کزن عبدل، مسٹر گرے یا پھر حاد؟؟ آخر کون تھا وہ شخص؟؟ وہ بری طرح الجھی ہوئی تھی۔۔۔ اور اب خود کو کوس رہی تھی کہ کتنا عرصہ ہو گیا تھا وہ ان سب سے دور تھی۔۔۔ اسے ماثیل نے اور پھر گھر کے حالات نے بری طرح الجھا کر رکھ دیا تھا۔۔۔ وہ پچھلے چھ مہینے سے کوئی کالم نہیں لکھ

پائی تھی۔۔وہ کسی روبوٹ کی زندگی جی رہی تھی۔۔اور آج جب وہ اسے نظر آیا بھی تھا تو کیسے۔۔؟؟

اس کے روبوٹک وجود میں جنبش ہوئی۔۔۔اس کا دل بری طرح مچل اٹھا تھا اور اس کی تکلیف بڑھتی جا رہی تھی۔وہ سفید سے سفید تر ہوتا جا رہا تھا۔۔اور وہ کیا بن گئی تھی۔۔۔مکمل سیاہی میں ڈوب چکی تھی۔۔

اس نے بے دلی سے لیپ ٹاپ بند کر دیا۔۔۔وہ اس شخص کو گھنٹوں سن سکتی تھی۔۔۔اس نے اسے پہلی بار بولتے دیکھا اور سنا تھا۔۔۔وہ جا بجا تھا۔۔

انٹرنیٹ اس کے سیشنز اور ویڈیوز سے بھرا پڑا تھا۔۔پر اس کے راستے میں ماثیل کھڑا تھا۔۔ایک بت ساز۔۔۔

وہ کافی عرصے بعد سسکیوں سے روئی تھی۔

یہ کیا کر دیا میں نے؟؟ کیوں کیا اپنے ساتھ۔۔؟؟" وہ رو رہی تھی اور خود کو قصوروار ٹھہرا رہی تھی۔

✿••✿••✿••✿

اگلے دن وہ آفس گئی تو اس کی آنکھیں بری طرح سوجھن کا شکار تھیں۔۔ نئے آفس میں اپنی جگہ بنانا کس قدر مشکل ہوتا ہے یہ وہی جانتا ہے جو اس دور سے گزرتا ہے۔۔ وہ صبح سے شام تک کام کرتی رہتی۔۔ درمیان میں بریک ہوتی تو وہ بھی ایسے ہی گزر جاتی۔۔ ایک شخص تھا جو اسے نوٹ کرتا تھا۔ پچاس سالا یہ شخص سی ای او کا پرسنل ملازم تھا جو وہ اپنے ساتھ پاکستان سے لائے تھے۔۔۔ وہ سالوں سے یہاں کام کر رہا تھا۔۔ یہ وہی شخص تھا جس نے پہلے دن ایمان سے اس کے رائٹر ہونے کا پوچھا تھا۔ بریک ٹائم ہوا وہ راؤنڈ لگاتا اس کے پاس آیا۔

السلام علیکم۔۔"اس نے کھوئی کھوئی ایمان کو سلام کیا۔"

وعلیکم السلام۔۔ حجاز بھائی کیسے ہیں آپ۔۔؟؟" ایمان نے زیادہ تر لوگوں کو انہیں اسی نام سے پکارتے سنا تھا۔

میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔بچے یہ بتاؤ آج کل کیا لکھ رہی ہو؟؟" سوال ایسا تھا کہ اس کے چہرے کی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔۔وہ تو کچھ نہیں لکھ رہی تھی۔

آج کل کچھ نہیں لکھ رہی ہوں۔۔وقت ہی نہیں ملتا۔۔" وہ پھیکا سا مسکرائی۔۔سوجھی آنکھوں سمیت وہ مسکراتی کتنے اچھے سے دھوکا دے رہی تھی۔

کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔۔جب وقت ملے تب لکھو۔۔ہاں سوچا کم " کرو۔۔۔ تمہاری عمر نہیں ہے اتنا سوچنے والی۔۔خوش رہا کرو۔۔ٹھیک ہے نا۔۔" وہ اسے نصیحت کرتے جا چکے تھے۔۔بریک ٹائم تھا۔۔ایمان ان کے جانے کے بعد وہ ایپ اوپن کی جہاں اس کے سارے لکھے گئے کالم پڑے تھے۔۔اور پھر اس کی انگلیاں تیزی سے کی بورڈ پر پھسلنے لگیں۔۔۔وہ بنا سوچے سمجھے لکھ رہی تھی۔۔۔دنیا سے بے گانہ۔۔یوں جیسے پوری دنیا میں کوئی نہ ہو۔۔صرف وہ اکیلی ہو۔۔۔اور بادلوں کے اس پار آسمانوں کے اوپر موجو ایک ہستی اسے دیکھ رہی ہو۔۔!

جب میں ہشتم کلاس میں تھی میری ایک سکول ٹیچر، جو مجھے بہت پسند کرتی تھیں شاید کم بولنے اور اچھے پڑھنے کی وجہ سے یا شاید میری تابعداری کی وجہ سے ،انہوں نے میری ڈرائنگ کی کاپی پر اپنا آٹو گراف دیا تھا پہلا اور آخری

آٹو گراف جو انہوں نے خود دیا تھا اس کے بعد نہ کبھی کسی سے لیا اور نہ کبھی کسی نے دیا نہ میں نے مانگا۔۔

انہوں نے لکھا،

ماضی راکھ کا سمندر ہے جو مکمل تو نہیں لیکن کچھ حد تک بُجھ چکا ہے، جبکہ " مستقبل ایک خوشنما خواب کی مانند ہے، ایک ایسا خواب جو اچانک سے بدرنگ ہو کر ایک برے عکس میں تبدیل ہو جاتا ہے جبکہ حال! ہاں یہی حال یہ ایک ریت کے دریا کی مانند ہے جو تیزی سے پھسل رہا ہے، اس پر اپنے قدم مضبوط رکھو نہ رکھ پائی تو پھسل جاؤ گی۔۔ اگر توازن بگڑا یا پیچھے کی جانب گری تو وہ آدھی بجھ چکی راکھ کسی خوفناک آگ اگلتے اژدھے کا روپ دھار کر تمہیں نگل جائے گی۔۔ جلن اتنی ہو گی کہ جینا محال ہو جائے گا دم گھٹنے لگے گا اور خود بھی جل کر راکھ ہو جاؤ گی۔۔! ! اور اگر پھسل کر آگے پہنچ گئی تو وہ

خوشنما سیراب نما خواب تپتے تمہیں صحرا میں چھوڑ آئیں گے اور وہاں بھٹکتے برے سائے تمہیں کبھی چین سے سونے نہیں دیں گے۔۔!!

میں پھر کہتی ہوں اپنے قدم مضبوط رکھو،

خود کو پھسلنے مت دو اپنے قدم مضبوط رکھو۔۔!!

یہ الفاظ اتنے گہرے تھے کہ میرا ننھا دماغ اس وقت ان کے مفہوم کو سمجھ ہی نہیں پایا۔۔بس آخری سطر یاد رہ گئی کہ اپنے قدم مضبوط رکھو انہیں مضبوطی سے گھاڑے رکھو۔آج تقریباً آٹھ سال بعد ان کے لفظوں کی سمجھ آئی ہے اور اب میں انہیں ملنا چاہتی ہوں اور بتانا چاہتی ہو کہ "میں اپنے قدم مضبوط نہیں رکھ پائی میم۔۔نہیں رکھ پائی۔۔میں پھسل گئی ہوں۔۔!!"

کبھی ماضی کی بجھ چکی راکھ کی چنگاریاں میرا وجود جلانے لگتی ہیں تو کبھی مستقبل کے برے سائے، وہ برے خواب مجھے سونے نہیں دیتے و مجھے لگتا

ہے میں لمحہ بہ لمحہ ختم ہو رہی ہوں، میرا جسم بھر بھرا ہو کر ریت کی مانند بہہ

رہا ہے۔

سب ختم ہوتا جا رہا ہے دھیرے دھیرے میرے اندر باہر سے سب ختم ہو رہا

ہے۔ لیکن کبھی کبھی ان اندھیری گلیوں میں دور کہیں بہت دور ایک مدھم

سی ٹمٹماتی روشنی نظر آتی ہے کسی جگنو کی مانند۔۔!!

کسی بھٹکے ہوئے کو راستہ دکھانے کی غرض سے اور میں بے ساختہ اسکے پیچھے

بھاگنا شروع کر دیتی ہوں، اس اندھیر نگری سے خوف آنے لگا ہے اب مجھے

لیکن جتنا میں اس روشنی کے پیچھے بھاگتی ہوں اتنا ہی وہ مجھ سے دور ہوتی

جا رہی ہے، کبھی کبھی تو نظر آنا بند ہو جاتی ہے جب تھک ہار کر بیٹھ جاتی ہوں

تو وہ پھر سے اپنی جھلک دکھلاتی ہے میں پھر سے اٹھتی ہوں پھر سے بھاگتی ہوں

لیکن اس تک نہیں پہنچ پا رہی ہوں۔

ایسا لگتا ہے جیسے وہ کوئی کھیل کھیل رہی ہے میرے ساتھ، خود ہی غائب ہو جاتی ہے اور جب میں بری طرح ہارنے لگتی ہوں تو پھر اپنی جھلک دکھلا کر مجھے مکمل طور پر ہارنے سے باز رکھتی ہے۔

کبھی کبھی لگتا ہے یہ اندھیری گلیاں جن میں میں بھٹک رہی ہوں یہ باہر نہیں ہیں یہ تو میرے اندر کا اندھیرا ہے جو مجھے بھٹکائے ہوئے ہے۔ہاں میرے اندر کا اندھیرا کبھی نہ ختم ہونے والا اندھیرا۔۔!!

کیا ہی اچھا ہو اگر کوئی ٹمٹماتا چراغ مل جائے جیسے اندھے کو روشنی مل جائے، گونگے کو زبان اور بہرے کو سماعت

جیسے کسی معذور کو مضبوط سہارا

کسی بھٹکے ہوئے کو راہنما۔۔!!

شاید بھٹکنا مقدر میں لکھ دیا گیا ہے۔ لیکن میں جاننا چاہتی ہوں اس اندھیر نگری میں وہ کون سی ذات ہے جو مجھے مکمل طور پر بھٹکنے بھی نہیں دیتی؟ کون

ہے وہ جو ایک مدھم سی روشنی کی جھلک دکھلا کر مجھے پھر سے سیدھے راستے پر چلنے پر مجبور کر دیتی ہے؟

کون سی ذات ہے وہ جو مجھے گرنے کے بعد اٹھنے پر مجبور کر دیتی ہے؟

آخر کیوں؟ کیا رشتہ ہے میرا اس سے؟ جو اندھیری نگری میں مجھے اکیلا نہیں چھوڑتا کون ہے وہ؟

وقت کم ہے اور سوال زیادہ ہیں، اور جواب جیسے ناممکن۔۔!!

کیا کوئی ہے جو اس اندھیری نگری میں میری راہنمائی کو آئے جو مجھے مجھ سے ملائے؟ کوئی ہے؟ شاید کوئی نہیں ہے۔۔!!

اور تم کہتے ہو میں Fake ہوں، میں وہ نہیں جو دکھتی ہوں جو کہتی ہوں۔ ہاں تم سچ کہتے ہو میں فیک ہوں کیونکہ میں جو ہوں وہ تم کبھی دیکھ نہیں پاؤ گے۔ میں کیا ہوں تم کبھی محسوس نہیں کر پاؤ گے۔ میں ایمان بنت عبداللہ وہ نہیں رہی جو میں تھی۔ جو میں تھی تم اس تک نہیں پہنچ پاؤ گے اور جو میں

ہوں تم اسے محسوس نہیں کر پاؤ گے۔ میں تمہاری دسترس سے بہت باہر ہوں۔ کیونکہ میں اپنی دسترس میں بھی نہیں رہی۔ میں بھٹک گئی ہوں ہاں میں بھٹک گئی۔ مبارک ہو تمہیں تم جیت گئے میں ہار گئی میں بھٹک گئی ہوں تم جیسی ہو گئی ہوں ایسا ہی چاہتے تھے نا تم اور اب دھیرے دھیرے ختم ہو رہی ہوں۔۔۔!!

✿••✿••✿••✿

"ہم شادی کب کریں گے؟؟" وہ پھر سے سوال لے آیا تھا۔ ایمان نے رک کر اسے دیکھا۔۔ ہمیشہ کی طرح وہ واک کرتے ہوئے ایمان کے ہاسٹل کی جانب جا رہے تھے۔

پہلے آپ کوئی جاب وغیرہ تو کرلیں۔۔میرے گھر والے ایسے مانیں گے"

"نہیں۔۔

کیا مطلب جاب کرلوں؟؟میں کماتو رہا ہوں۔۔"اس نے اچنبھے سے

پوچھا۔۔ بھنویں سکڑ گئی تھیں یوں جیسے ایمان نے پتہ نہیں کیا کہہ دیا ہو۔

اچھا۔۔اور اگر میں کہوں کہ مجسمہ سازی چھوڑ دیں تو؟؟"ایمان نے الٹا"

سوال کیا۔۔۔ماثیل ساکت ہوا۔۔۔کیا مانگ رہی تھی وہ؟؟اس سے کوئی

جواب نہیں بن پایا۔

"تم کہو تو جواء چھوڑ دوں گا۔۔"

اونہوں۔۔۔میں نے مجسمہ سازی کی بات کی ہے۔۔اگر میں یہ شرط رکھ ''
''دوں تو؟؟؟ کیا کریں گے آپ؟؟
اس نے پہلی بار ماثیل کے چہرے پر بے بسی دیکھی تھی۔۔کیسے چنتا وہ؟؟
ایمان یا پھر اپنی شناخت۔۔؟؟

پر کوئی وجہ بھی تو ہونا؟؟'' وہ احتجاجاً بولا۔''

بس میں کہہ رہی ہوں اس لیے۔۔'' وہ جان بوجھ کر اڑی رہی۔۔جاننا''
چاہتی تھی کہ کیا وہ اپنی شناخت آسانی سے چھوڑ دیتا۔۔۔؟؟؟

ہاں میں چھوڑ دوں گا۔۔'' وہ جو اپنی خوشی پر کسی کی جان بھی قربان کر سکتا''
تھا، وہ اس کی خوشی کے لیے اپنی شناخت قربان کرنے کو تیار تھا۔۔ایمان نے
حیرت سے اسے دیکھا۔

"تو پھر؟؟ کیا کمائیں گے کیا کھائیں گے۔۔؟؟" وہ اب ٹریک پر آرہی تھی۔

"دیکھو ایمان۔۔مجھے جاب کرنا نہیں پسند۔۔میں نے اٹھارہ انیس سال کی عمر میں، ویلنسیا آنے سے پہلے ایک بہت بڑی گورنمنٹ جاب حاصل کی تھی۔۔ٹیسٹ پاس کرکے۔۔۔پر وہ میرے بس کا کام نہیں۔۔میں جاب کرنے والا بندہ نہیں ہوں۔۔" وہ کتنی آسانی سے بتا رہا تھا۔ جبکہ ایمان افسردہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔عبداللہ شہاب کی ایک اور نشانی پوری ہو چکی تھی۔ وہ کما نہیں سکتا تھا۔ حلال رزق تو بالکل نہیں۔۔

"تو پھر مجھے کیا کھلائیں گے؟؟" وہ چڑ گئی۔۔عبداللہ شہاب کا خیال اس کے زخم ادھیڑ دیتا تھا۔ اس کے چڑنے پر ماثیل نے گہری نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔

''تمہارے لیے میں جاب کرلوں گا۔۔''

آخر کب تک ؟؟ چند مہینے۔۔۔ پھر آپ کہیں گے مجھ سے نہیں ہوتا۔۔ پھر کیا کریں گے ہم۔۔؟؟'' وہ سراپہ سوال تھی۔ وہ خاموش رہا۔

''یا پھر آپ چاہتے ہیں کہ میں جاب کروں گی اور ہم دونوں کا پیٹ پالوں گی۔۔؟؟'' وہ طنزیہ لہجہ میں بولی۔۔اس کے چہرے تک پر کڑواہٹ تھی۔

''ویسے تو اس میں کوئی برائی نہیں ہے۔۔پر میں ایسا نہیں چاہوں گا۔۔'' وہ گہرا سانس لیتے گویا ہوا۔ نظریں ایمان سے ہٹا کر اب ادھر ادھر جمادی تھیں۔۔

تو پھر جواء کھیلیں گے؟؟ یا ڈاکہ ڈالیں گے۔۔؟؟ مجھے حرام کھلائیں گے۔۔؟؟" وہ پتہ نہیں کیوں اتنی کڑوی ہو رہی تھی۔ اس کا مزاق اڑا رہی تھی یا اپنا۔۔۔ ہاں شاید اپنا کہ اس نے خود کے لیے کس شخص کی محبت کو اپنا لیا تھا۔۔ ایسا شخص جو اسے حلال رزق تک نہیں کھلا سکتا تھا۔

"ایمان۔۔ پلیز یار اتنا مت سوچا کرو۔۔" وہ اس کی اور تھنکنگ سے پریشان تھا اس لیے بے بسی سے بولا۔

"مسٹر ماثیل ایک بت بنانے کے علاوہ آپ کے پاس ہے ہی کیا؟؟ کوئی خوبی۔۔؟ کوئی ہنر۔۔۔؟ مجسمہ گری کو آپ سے چھین لیا جائے تو آپ کے پاس کیا بچتا ہے۔۔؟؟"

ماثیل کے دل پر گھونسا پڑا تھا۔۔ وہ ماثیل دی بت ساز کو کہہ رہی تھی کہ اس کے پاس کچھ نہیں تھا۔۔ کوئی ہنر نہیں تھا۔۔ وہ بے یقینی سے اس کا چہرہ تکنے

لگا۔۔وہ بہت اکھڑی اکھڑی سی تھی۔۔چہرے پر ذرا بھی تازگی نہیں تھی۔۔جاب کے بعد وہ زیادہ چڑچڑی ہو گئی تھی۔

"پلیز ایمان۔۔۔ایسے مت کہو۔۔تم تو مجھے جانتی ہو۔۔"
اس کا دل کیا ایمان کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے دل کے جذبوں کی گہرائیوں تک محسوس کروائے۔

"آپ کو کیا لگتا ہے جاب کرنا صرف آپ کے لیے مشکل ہے باقیوں کے لیے بہت آسان ہے؟؟"
وہ دونوں پتھریلی سڑک کے بیچ کھڑے تھے۔

"یہ دیکھیں۔۔"ایمان نے شوز کے اندر سے اپنا داہنا پاؤں نکالا۔۔۔اس نے موزے نہیں پہن رکھے تھے۔۔اس کے پاؤں سوجھے ہوئے تھے۔

"جاب صرف مجھے ذہنی طور پر ہی نہیں بلکہ جسمانی طور پر بیمار کر رہی ہے
ہے۔۔ یہ میرے پاؤں سارا دن کرسی بیٹھنے کی وجہ سے سوجھ چکے ہیں۔۔
میرا مائیگرین مسلسل اسکرین پر کام کرنے کی وجہ سے نہیں جاتا۔۔ میرے
کندھے اتنے اکڑے ہوئے ہیں کہ ہاتھ لگانے سے درد کرتے ہیں۔۔ ایک
پوزیشن میں بیٹھنے کی وجہ سے میری ٹانگوں کا درد نہیں جاتا۔۔ میں دن میں سو
بار بھی کرسی سے اٹھوں تو وہ مجھے فائدہ نہیں دیتا بلکہ مجھے تھکا دیتا ہے۔۔ آپ
کو کیا لگتا ہے میں جاب کرنے کے لیے بنی ہوں ؟؟ اتنا کچھ سہنے کے بعد میں
پھر بھی جاب کر رہی ہوں صرف اس لیے کہ حلال کما سکوں۔۔۔ اور آپ
مجھے حلال کھلا نہیں سکتے۔۔۔ واؤ"

آخری بات پر جیسے اس نے رکھ کر چپیڑ ماری تھی۔۔۔ ماثیل حیرت سے اسے
دیکھ رہا تھا۔۔ وہ واقعی چہرے سے بیمار لگ رہی تھی۔

ایمان۔۔۔"اس نے ایمان کو پکارہ۔"

میرے باپ نے ساری عمر یہی کیا تھا۔۔"اس کا لہجہ سرد تھا۔"

میں ایسا نہیں کروں گا۔۔"اس نے دہائی تھی۔ایمان نے خاموشی سے"
اپنے پاؤں بند جوتوں میں اڑس لیے۔

انہوں نے محبت کی دوسری شادی کی اور اپنی محبوبہ بیوی سے یہی وعدے"
کیے تھے۔۔"ایمان نے نگاہیں اٹھا کر اس کی آنکھوں میں گاڑ دیں۔"پر
افسوس وہ اپنی بات پر قائم نہیں رہ پائے۔۔"اس کی آنکھوں میں نفرت ہی
نفرت تھی۔ماثیل ساکت کھڑا اسے سن رہا تھا۔

دو مختلف لوگوں کا ایک ساتھ زندگی گزارنا کسی عذاب سے کم نہیں ہوتا"

مسٹر ادھم۔۔ یہ بات مجھ سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔۔" پھر وہ رکی نہیں۔۔

اس کے پاس سے نکلتی چلی گئی۔۔۔اور پھر پیچھے ماثیل اپنا سر پکڑ کر رہ گیا تھا۔

وہ اسے بتانا چاہتا تھا کہ وہ کسی کی غلامی نہیں کر سکتا۔۔۔وہ تو اس لیے خدا سے

بھی لڑتا رہتا تھا جو انسانوں کو اپنے احکامات پر چلنے کا کہتا ہے۔۔پر وہ کہاں سننے

والی تھی۔

✿••✿••✿••✿

والدین، ہمارے پہلے قصوروار

آج کے پیرنٹس۔۔۔ہمارے پیرنٹس۔۔۔ہمارے پہلے دشمن ہیں۔۔"
اس کا یونیورسٹی میں سیشن تھا۔۔بہت سارے اسٹوڈنٹس اس کا سیشن لینے آئے تھے۔اوراب خاموشی سے بیٹھے اسے سن رہے تھے۔

"آپ لوگوں کو لگے گا میں غلط بول رہاہوں پر میں بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں۔۔لیکن کیسے یہ میں آپ کو ابھی بتا دیتا ہوں۔۔"
کیا کسی نے بتایا تھا اسے کہ وہ سیاہ پینٹ پر گھرے زیتون رنگ کی شرٹ پہنے کس قدر دلکش لگ رہا تھا۔۔سیاہ جوتے چم چم کر رہے تھے۔۔۔اور ایسے ہی اس کا وجود چمکتا تھا۔

"آپ کو کیا لگتا ہے آپ اپنے بچوں کو دو تین سال کی عمر میں موبائل پکڑا دیں گے ،اسے یوٹیوب کے کھول کر دے دیں گے اور پھر یہ توقع کریں گے کہ آپ کے بچے تو بہت ہی شریف اور معصوم ہیں اور رہیں گے ؟؟آپ کو کیا

لگتا ہے آپ کا گمان سچا ہے ؟ یا پھر آپ نے آنکھوں پر پٹی باندھ لی ہے۔۔؟؟"

وہ آج براہ راست والدین سے مخاطب تھا۔۔ سامنے بیٹھی نسل بھی چند سالوں بعد اسی رتبے پر فائز ہونے والی تھی اور وہ چاہتا تھا کہ انہیں سمجھا دے آخر والدین کی زمہ داریاں کیا ہوتی ہیں۔

"جس عمر میں آپ کو چاہیے اپنے بچے کو باہر لے کر جائیں یا اسے مٹی میں کھیلنے دیں۔۔ اسے قدرت سے قریب ہونے دیں۔۔۔ انہیں چرند پرند اور حشرات دیکھنے دیں تا کہ وہ کائنات پر غور سکے، چلیں باہر نہ سہی پر اپنے گھر کے باغیچے میں ہی۔۔ اس عمر میں آپ نے اسے موبائل فون پر لگا دیا ہے۔۔ اور آپ چاہتے ہیں کہ وہ ایک بڑا سائنسدان بن جائے۔۔۔ کیا آپ نے دماغ پر بھی پٹی باندھ لی ہے ؟؟ وہ فون پر ناچ گانہ دیکھ کر بڑا ہو گا اور پھر آپ امید

رکھیں گے کہ آپ کا بیٹا ایک بڑا انسان بنے گا۔۔ کیا بڑے انسان کا مطلب بھی پتہ ہے آپ لوگوں کو؟؟" وہ لمحے بھر کو خاموش ہوا۔

"آپ نے اپنے بچوں کو ذہنی بیماری میں مبتلا کر کے جوان کیا ہے اور آپ یہ توقع کرتے ہیں کہ آپ کا بیٹا بڑا ہو کر آئن سٹائن بنے گا آپ کا نام روشن کرے گا۔۔؟؟ مضحکہ خیز!

آپ کو کیا لگتا ہے جب آپ نے اپنے بچوں کو بچپن میں ہی فون دے کر اسے گھر کی چار دیواری میں بند کر دیا تھا اسے آپ نے ڈرپوک انسان بنا کر بڑا کیا ہے۔۔ تو کیسے آپ کا بیٹا یا بیٹی بہادر ہوں گے؟؟ یہ مائیں۔۔ یہ آج کل کی مائیں۔۔ انہوں نے اپنے بچوں کو زنگ لگا دیا ہے۔۔ ہماری پچھلی دو نسلیں ان ماؤں نے تباہ کر کے رکھ دی ہیں۔۔"

اس کا لہجہ آج سخت تھا۔

آپ کہنا کیا چاہتے ہیں کہ ہماری پرورش ٹھیک سے نہیں ہوئی۔۔؟؟“ پہلا” سوال ابھرا تھا۔

آپ کی تعلیم و تربیت ٹھیک سے نہیں ہوئی۔۔پرورش میں تو آپ لوگوں” کو سب ملا ہے۔۔“اس نے نگاہ ہال پر ڈالی۔

پتہ ہے آج سے دو نسلیں پہلے تک ہماری مائیں اتنی بھولی تھیں کہ انہیں” دنیا کا کچھ نہیں پتہ تھا۔۔وہ پڑھی لکھی نہیں تھیں پر انہوں نے اپنی اولاد کو غلط اور صحیح کی تمیز سکھائی۔۔انہیں چند اسلامی واقعات پتہ تھے انہوں نے اپنے بچوں کو مضبوط بنایا۔۔پر پچھلی دو نسلوں میں جو ریڈی می-ڈ سی مائیں مارکیٹ میں آگئی ہیں ان کی وجہ سے آج ہماری نوجوان نسل اس قدر بزدل ہو گئی ہے کہ حق بات کرنا تو دور انہیں پتہ ہی نہیں کہ حق ہوتا کیا ہے۔۔؟

کیا سکھایا ہے آپ نے اپنے بچوں کو؟؟ کبھی سوچا ہے کہ حشر کے روز جب آپ کی پکڑ ہو گئی کہ میں نے انسان کو اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا۔۔۔اسے کائنات سر کرنے بھیجا اور تم نے اس انسان کو چھوٹا سا ڈرپوک سا بے بی بنا دیا۔۔

"کیوں کیا تم نے ایسا تو کیا جواب دیں گی آپ۔۔؟

وہ سانس لینے کو رکا۔

آج کے باپ کو خیر پیسوں کے علاوہ کچھ سوجھتا ہی نہیں ہے۔۔۔وہ اپنے" بچوں کے بہتر مستقبل کے لیے پتہ نہیں کیا کیا کر رہا ہے یہاں تک کہ حرام کما کر اپنے بچوں کو آج کی مادیت پرستی کی دوڑ میں شامل کر رہا ہے۔۔وہ جو دنیا دیکھ چکا ہے پھر بھی وہ اپنے بچوں کو کچھ نہیں سکھا رہا۔سوائے اس کے بڑی ڈگری لو۔۔بڑا بزنس کرو۔۔اور خوب پیسا کماؤ۔۔۔کیا ہم بس یہی کرنے آئے تھے؟؟

یو نو واٹ ہم نے اپنے بچوں کو گوروں کی طرح کا رہن سہن تو دے دیا ہے۔۔۔اپنے بچوں کو ہر طرح سے ویسا تو بنا دیا ہے پھر کیا وجہ ہے ہم اپنت بچوں کو ویسا مائنڈ سیٹ نہیں دے پائے۔۔۔کیوں ہمارے بچے ان جیسے ماحول میں رہ کر بھی آسمانوں کی بلندیوں کو دیکھنے کی بجائے صرف مادیت پرست چیزوں کو دیکھ رہے ہیں۔۔؟؟ ہمارے ماں باپ ہمیں کورس کی کتابیں پڑھنے کا تو کہتے ہیں۔ کم مارکس لانے پر ہمیں لعنت ملامت تو کرتے ہیں پر کیوں ہمیں وہ کتابیں پڑھنے کو نہیں کہتے جو ہمارے ذہن کو کھولنے میں مدد دیں۔۔کیا آپ کا مقصد صرف اچھی زندگی جینا اور مر جانا ہے۔۔۔؟؟ میرا سوال ہے آج کی ماؤں سے کہ آپ کو کیا لگتا ہے آپ اپنے بیٹے کو خود سے اس قدر قریب کر کے کب تک اپنا بنا کر رکھ لیں گی۔۔۔؟؟ آج کی مائیں بارش بھی ہو تو کہتی ہیں کہ سکول نہ جاؤ۔۔کالج نہ جاؤ۔۔۔دن میں ہزاروں فون کرتی ہیں۔۔میں یہ نہیں کہتا کہ ماں کو کہ اپنی محبت کم کر دینی چاہیے۔۔پر آپ کو اتنا تو پتہ ہونا چاہیے کہ آپ کو اپنے بچوں کو سروائیو کرنا

کیسے سکھانا ہے۔۔ مشکل وقت میں۔۔ مشکل حالات میں کیسے رہنا ہے۔۔۔ارے سروائیو کرنا تو دور کی بات ہے آج کی نسل کا نوجوان لڑکا اب اتنا نازک ہو چکا ہے کہ وہ آفس میں اے سی کے نیچے بیٹھ کر کام بھی نہیں کر پاتا۔۔۔وہ کہتا ہے مجھ سے جاب نہیں ہوتی۔۔ میں ویڈیوز بناؤں گا۔۔۔پیسہ کمالوں گا۔۔۔ میرے پاس تو الفاظ نہیں ہیں جس میں آج کی نوجوان نسل کی پستی کو بیان کر سکوں۔۔ان حالات میں ہم کیسے لڑیں گے کوئی جنگ؟ کیا سب مائیں بھول گئی ہیں ہمیں ایک جنگ لڑنی ہے۔۔ آخری وقت میں فتنوں کے خلاف۔۔۔کیسے لڑیں گے ہم وہ جنگ۔۔۔۔ جبکہ ہم تو خود اپنی اولاد کی شکل میں فتنہ پیدا کر رہے ہیں۔۔ کبھی سوچا ہے آپ نے؟؟"

وہ بولا تو بولتا چلا گیا۔

میں آپ لوگوں کو ایک بات بتاؤں۔۔ تمام مائیں ایک بار میری بات غور "
"سے سن لیں۔
اس نے سنجیدگی سے کہا۔

یقین کریں آج آپ پریشان ہیں کہ آپ کے بچے آپ کے ہاتھوں سے نکل "
چکے ہیں، کچھ ڈر گز لیتے ہیں کچھ برے کاموں میں ملوث ہیں۔۔ لیکن وہ وقت دور نہیں جب یہ بچے اس قدر پستی میں گر جائیں گے کہ آپ سے لڑائی کریں گے جانتے ہیں کس لیے؟؟ ایک لڑکا اپنے میل بیسٹ فرینڈ سے شادی کرنا چاہے گا۔۔۔ ایک لڑکی لڑکیوں میں انٹرسٹڈ ہو گی۔۔ اس کی شروعات ہو چکی ہے۔۔۔ اور وہ وقت دور نہیں جب یہ کھلے عام ہو گا۔۔ ایک اور بات بتادوں میں آپ کو۔۔ آپ آج چاہ رہے ہیں کہ آپ کے بچے باہر چلیں گے۔۔ لندن امریکا یورپ میں سیٹلڈ ہو جائیں۔۔ کیا آپ نے کبھی وہاں رہنے والے پاکستانیوں سے۔۔ چلیں مسلمانوں سے ہی سہی پر پوچھا ہے کہ

ان کے بچے کیا کر رہے ہیں۔۔؟؟یقین کریں وہ ماں باپ رو رہے ہیں کیونکہ ان کے بچے گہری کھائیوں میں چھلانگیں لگا چکے ہیں۔۔"

وہ جب لندن میں تھا تو اکیڈمی میں اس کے پاس ایسے بہت سارے کیس آئے تھے جہاں ماں باپ اپنے بچوں کو لے کر بہت پریشان تھے۔

"ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہونے والا مسلمان لڑکا خودکشی کر رہا ہے صرف اس لیے کہ وہ کسی جارج سے شادی کرنا چاہتا ہے۔۔ماں باپ کے لیے یہ کسی موت سے کم نہیں ہے۔۔یہ وہاں کھلے عام ہو رہا ہے۔۔۔اور آپ نے اپنی اولاد کو اسی جانب راغب کر دیا ہے۔۔افسوس کی بات ہے۔۔۔"

وہ دنیا دیکھ کر آیا تھا۔۔وہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔

مجھے یہ سمجھ نہیں آتا کہ ہم ٹیکنالوجی کو کتنی آسانی سے استعمال کر رہے ہیں" وہ بھی غلط کاموں میں۔۔ کیوں ہمارے بچے یہ نہیں سوچتے کہ یہ ٹیکنالوجی کیسے بنتی ہے کون بناتا ہے ؟؟ کیوں ہمارے دماغوں سے سوال مٹ چکے ہیں۔۔ کیوں ہم اتنے الجھ گئے ہیں کہ سوال کرنا ہی بھول چکے ہیں۔۔؟؟"

"پر ان ماؤں کا کیا قصور ہے جنہیں اپنے بچوں کی اچھی تعلیم و تربیت کے لیے آج کے اس مہنگائی کے دور میں خود جاب کرنا پڑتی ہے۔۔ ان کا کیا قصور ہے ؟؟ اور اگر ہم جاب نہ کریں تو ہمارے پڑے لکھے ہوئے کا کیا فائدہ۔۔؟؟ یہاں تک کہ اگر ہم پاکستان سے باہر رہیں اور جاب نہ کریں تو وہاں ہمیں یوزلیس سمجھا جاتا ہے۔۔ ہماری کوئی ویلیو نہیں ہے۔۔" یہ ایک پروفیسر تھی جو اسی یونیورسٹی میں پڑھاتی تھی۔

جاب کرنے سے منع نہیں کیا کسی نے۔۔۔پر آپ خود دیکھیں آپ ٹیچر"
ہیں۔۔ ہمارا تعلیمی نظام ہمیں صرف ڈگری دے رہا ہے۔۔ وہ کچھ سکھا نہیں
رہا۔۔ کوئی تربیت نہیں کر رہا۔۔ اگر آپ دن رات محنت کر کے اپنے بیٹے کو
صرف ایک ڈگری دلواتی ہیں اسے کچھ سکھا نہیں پاتیں تو اس سے بہتر ہے
آپ اسے کم ڈگریاں دلوالیں، اس کے ساتھ رہ کر اسے وہ سکھائیں جو ایک
انسان کو علم ہونا چاہیے۔۔ وہ انسان جسے علم دیا گیا۔۔۔ اسے وہ انسان
بنائیں۔۔ اسے وہ مسلمان بنائیں۔۔۔ فرق پھر آپ خود دیکھیں گی۔۔

اور دوسری بات اگر آپ باہر رہ کر اپنے بیٹے کو وہ نازک حسینہ بنا رہی ہیں جو
کل کو کسی مرد سے شادی کر لے گا تو اس سے بہتر ہے آپ لوگ گھر میں ہی
رہ رلیں پر اپنے بچوں کو کچھ سکھائیں۔۔ خدا کا واسطہ ہے اس مادیت پرستی سے
نکل آئیں۔۔ آپ کے بیٹے بچپن سے دوسرے مردوں کی جانب راغب
نہیں ہوتے۔۔ بلکہ وہ یہ سب دیکھتے ہیں اور عام سمجھ کر اس کی جانب بڑھتے
ہیں۔۔۔ یہ زہر آپ لوگ ان کے اندر گھول رہے ہیں۔۔ آپ لوگ کیوں

نہیں سمجھ رہے ہیں۔۔آخر کب آپ تک اپنی اولاد کے پہلے دشمن بنے رہیں گے۔۔۔آخر کب تک۔۔؟؟"

✿••✿••✿••✿

"یہ میری ہے۔۔۔"

نوشی ازمائن۔۔"دو خوبصورت سے بچے ہسپتال کے اس کمرے میں ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے۔ان میں سے ایک جھگڑالو تھا جبکہ دوسرا خاموش طبع تھا۔وہ دونوں ایک ننھی سی بچی کے کاٹ کے پاس کھڑے تھے۔۔پہلی بار کم گو بچے نے ضد کی تھی۔وہ دونوں چھ سال کے تھے۔دونوں کی آنکھیں ایک جیسی تھیں۔

وہ ہسپتال میں اپنی آنی سے ملنے آئے تھے جنہیں اللہ نے چھوٹی سی پری سے نوازہ تھا۔۔ان کی ماں کمرے کے دروازے پر کھڑی ڈاکٹر سے کچھ پوچھ رہی

تھیں۔۔اس پورے کمرے میں دو صرف دو بیڈ رکھے تھے۔۔۔ایک بیڈ خالی تھا جبکہ دوسرے پر ایک عورت لیٹی تھی۔۔اور دو کاٹ رکھے جن میں دو بچے تھے۔۔بلکہ بچیاں تھیں۔۔وہ دونوں بھاگتے ہوئے پہلے کاٹ کے قریب رک گئے۔۔اندر پڑی بچی نے دونوں کی توجہ بروقت کھینچی تھی۔ کم گو بچہ پہلے متوجہ ہوا تھا۔۔اس سے پہلے وہ بچی کو چھوتا دوسرا بچہ غصے سے پھنکارا۔۔

شی از مائن۔۔ڈونٹ ٹچ ہر۔۔(وہ میری ہے اسے مت چھوؤ۔۔)"اس" نے پہلے بچے کا ہاتھ جھٹک دیا۔

یہ کتنی پیاری ہے نا۔۔"اس کے روکنے کے باوجود پہلے بچے نے اس پری" کے گال کو چھوا۔ جبکہ بیڈ پر لیٹی عورت حیرانی سے دو بچوں کو اپنی بچی کے لیے لڑتے دیکھ رہی تھی۔

"عبدل۔۔حاد۔۔۔بیٹا آنی ادھر ہیں۔۔۔" تبھی وہاں نرس آئی اور اس نے بچوں کی ماں کو بتایا کہ وہ غلط کاٹ کے پاس کھڑے تھے۔ تبھی ماں نے اپنے بچوں کو آواز دے کر انہیں انگلی کے اشارے سے دوسرے بیڈ کی جانب اشارہ کیا۔۔اس کاٹ میں لیٹی بچی اب رو رہی تھی۔۔

واشروم کا دروازہ کھلا اور ماہم باہر آئی۔

"عبدل۔۔حاد۔۔۔" وہ ان کی آنی تھی۔۔جس نے دونوں کو دیکھتے ہی خوشی سے پکارہ۔دونوں نے اپنی آنی کو دیکھا لیکن وہ بچی کے کاٹ کے پاس سے نہیں ہلے۔۔۔

ماہم اب انہیں حیرت سے دیکھ رہی تھی۔۔۔پہلی بار ایسا ہوا تھا وہ بھاگتے ہوئے اس کی جانب نہیں گئے۔۔۔ماہم نے حیرت سے اپنی بہن کی طرف

دیکھا جواب کمرے میں داخل ہوئی جبکہ بیڈ پر بیٹھی وہ عورت دلچسپ نگاہوں سے یہ منظر دیکھ رہی تھی۔اس نے بچوں کو نہیں روکا۔

کیا کر رہے ہیں آپ لوگ۔۔۔"ان کی ماں اپنی بہن سے ملنے کے بعد چلتے" ہوئے ان کے قریب آئی۔وہ تھوڑا جھک کر بچی کو دیکھنے لگی۔

شی از کیوٹ نا۔۔ماشاءاللہ۔۔"وہ اب اپنے بچوں سے پوچھ رہی تھی۔"

میں نے اسے پہلے دیکھا ہے۔۔میں اسے پہلے اٹھاؤں گا۔۔"کم گو بچہ پہلی" بار کسی بات پر اڑا تھا۔۔ماں نے حیرت سے اپنے بیٹے کو دیکھا۔

پر یہ ہماری نہیں ہے۔۔۔ہماری منحہ ادھر ہے۔۔"ماں نے دوسرے" کاٹ کی جانب اشارہ کیا۔

نوشی ازمائن۔۔۔ ’’غصیلہ بچہ اتنی زور سے چیخا کہ اس بار بچی کی ماں بھی ڈر گئی۔۔ وہ دونوں کاٹ کے دونوں جانب کھڑے تھے۔۔۔ کم گو بچے کی نگاہیں بچی پر جمی تھیں۔۔۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔۔ بچی جو دوسرے بچے کے چیخنے پر ڈر گئی تھی وہ اب ادھر ادھر گردن ہلا رہی تھی۔۔ کم گو بچے نے بچی کی گردن پر دو سفید نشان دیکھ لیے تھے۔۔۔ وہ اس کے لیے دلچسپی کا باعث تھے۔۔۔ جبکہ دوسرا بچہ غصے سے اپنے بھائی کو گھور رہا تھا۔ اس نے بچی کو چھونے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا تبھی کم گو بچے نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔ پہلی بار اس نے اپنے بھائی کو کسی کام سے روکا تھا۔۔ وہ اس کے بڑے بڑے نقصان کر دیتا تھا پر اس نے کبھی اسے کچھ نہیں کہا تھا۔

تم اسے ہرٹ کر دو گے۔۔ یہ بہت معصوم ہے۔۔۔ اسے مت چھوؤ۔۔ ‘‘’’

اور پھر کیا تھا۔۔ غصیلے بچے نے جھٹکے سے اپنا بازو چھڑایا۔۔

ان کی ماں یہ سب دیکھ رہی تھی۔۔اس نے بی-ڈ پر بیٹھی بچی کی ماں کو دیکھا جو تھوڑا پریشان لگ رہی تھی۔

معذرت۔۔بچوں کو لگ رہا ہے یہ ہماری بچی ہے۔۔"اس نے اپنے بچوں" کی طرف سے معذرت کی۔

کوئی بات نہیں۔۔"بچی کی ماں مسکرائی۔ "

حاد بیٹا۔۔۔"اس نے اب اپنے کم گو بیٹے کو پکارہ۔۔بچے نے سر اٹھا کر اپنی" ماں کو دیکھا۔۔اس کی ماں کی ٹھوڑی پر عجیب سا نشان تھا۔۔چمکتا ہوا نشان۔۔اسے وہ نشان کہیں اور دیکھنے کو نہیں ملا تھا۔لیکن آج اسے کاٹ میں لیٹی بچی کی گردن پر دو سفید نشان نظر آئے تھے اور وہ اسے بھلے لگے تھے۔

بھائی کو بھی دیکھنے دو۔۔"ماں نے پیار سے اپنے بچے کو پچکارہ۔"

اگراس نے ہرٹ کیا تو؟؟"وہ پریشان ہوا۔"

نہیں کروں گا میں ہرٹ۔۔"غصیلہ بچہ تیزی سے بولا اور پھر فٹا فٹ بچی کو اٹھانے لگا۔۔اس کی ماں نے بچی اٹھا کر دینے میں مدد کی۔ جبکہ کم گو بچے کے چہرے پر پریشانی واضح تھی۔۔اسے اپنے بھائی عبدل پر پہلی بار غصہ آیا تھا جسے وہ خاموشی سے ضبط کر رہا تھا۔بچی کی ماں خاموشی سے یہ منظر دیکھ رہی تھی۔

عبدل اب بچی کو اپنے ننھے بازوؤں میں اٹھائے دوسرے بی-ڈ کی جانب گیا۔

آنی دیکھیں۔۔۔ شی از سو کیوٹ۔۔" وہ اب اپنی آنی کے پاس کھڑا انہیں" ننھی پر دکھا رہا تھا۔ وہ بہت خوش تھا۔۔ جبکہ کم گو بچہ اپنی جگہ سے نہیں ہلا تھا۔۔ وہ کاٹ کے پاس ہی کھڑا تھا۔۔ پھر اس نے چہرہ گھما کر بچی کی ماں کی جانب دیکھا۔

اسکا نام کیا رکھا ہے آپ نے۔۔۔؟؟" وہ ایسے بات کر رہا تھا جیسا کوئی چھ" سالہ بچہ نہیں بلکہ چھبیس سال کا نوجوان لڑکا ہو۔ اس سے پہلے بچی کی ماں نام بتاتی۔

اس کا نام ہم ایمانے رکھیں گے۔۔" بچی کو گود میں اٹھائے عبدل اب اپنے" بھائی کی جانب آیا۔ وہ بچی کو لے کر خوش ہو گیا تھا۔

"دیکھونا آنی نے اپنی بیٹی کا نام منحہ رکھ دیا ہے۔۔ جبکہ ہمیں تو ایمانے چاہیے تھی نا۔۔"اس کا غصہ جیسے کہیں غائب ہو گیا تھا۔۔۔ پاکستان آنے سے پہلے دونوں بھائیوں نے پہلی بار مل کر کوئی پلان بنایا تھا بلکہ عبدل نے اپنے بھائی کے سر پر تھوپہ تھا۔

"آنی کی بیٹی ہوئی تو ہم اس کا نام ایمانے رکھیں گے۔۔۔"وہ پورا دن اپنی ماں کا سر کھاتا۔ پر ان کے آنے سے پہلے ہی اس کا نام منحہ رکھا جا چکا تھا۔ پر اسے تو ایمانے چاہیے تھی۔ جانے کیوں اسے ایمانے نام سے اتنی رغبت کیوں تھی۔

"یہ لو تم بھی دیکھ لو۔۔"عبدل کا جب دل بھرا تو اس نے بچی اپنے بھائی کو تھما دی۔ اسے بانہوں میں لیتے ہی حاد کے چہرے پر عجیب سی خوشی ابھری۔

اس نے جھک کر بچی کی پیشانی کو چھوا۔ بہت ہی محبت سے بہت ہی عقیدت سے۔۔۔

"آپ کی بیٹی بہت اچھی ہے۔۔ بہت پیاری ہے۔۔ ذرا بھی نہیں روتی۔۔ جبکہ منحے روئی جا رہی ہے۔۔" وہ بچی کو تھامتا اس کی ماں کے قریب گیا۔ وہ دونوں اب منحہ کو منحے بنا چکے تھے۔ انہیں اپنی مرضی کے نام پسند آتے تھے۔

"آپ اس ہسپتال میں کب تک ہیں۔۔؟؟" اس نے بچی کی ماں سے پوچھا۔

"شاید شام تک۔۔" ماں حیرانی سے اس بچے کو دیکھ رہی تھی جو کتنا عجیب تھا اور اب کسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔

"آپ مجھے اپنا فون نمبر دے دیں۔۔میں جب تک یہاں ہوں ایمانے سے ملنے آتا رہوں گا۔۔" وہ اب سنجیدہ سے اپنی ماں سے کہہ رہا تھا کہ وہ بچی کی ماں کا نمبر لے لے۔

"میرے پاس موبائل فون نہیں ہے۔۔" بچی کی ماں پھیکا سا مسکرائی۔

"اوہ۔۔۔" اس نے اب بچی کو واپس کاٹ میں لٹایا۔

"آپ اپنے گھر کا پتہ بتادیں۔۔ہم آجائیں گے۔۔"
وہ اپنی بات پر قائم تھا۔۔بچی کی ماں ذرا ڈری سہمی سی تھی اس نے پھر بھی اپنے گھر کا پتہ بتادیا۔

ایمانے کا خیال رکھیے گا۔۔۔ یہ بہت خاص ہے۔۔ بالکل میری مام کی طرح۔۔" بچے نے اپنی ماں کی جانب دیکھا جو اپنی بہن سے باتیں کر رہی تھی۔

"گڈ بائے ایمانے۔۔ میں تم سے جلد ملنے آؤں گا۔۔" اس نے جھک کر پھر سے بچی کو پیار کیا اور پھر وہ اپنی ماں کی جانب بڑھ گیا۔۔ اب وہ منحہ کو دیکھ رہا تھا۔ جبکہ عبدل کافی خوش نظر آ رہا تھا۔۔ وہ کبھی منحہ کو دیکھتا تو کبھی ایمانے کو۔۔ دونوں میں ایک دن کا فرق تھا اور دونوں اسے پیاری لگ رہی تھیں۔

"تم نے ایمانے کی مام کا نمبر لے لیا تھا۔۔۔؟؟" وہ اب واپس جا رہے تھے جب عبدل نے حاد سے پوچھا۔

"ان کے پاس موبائل فون نہیں تھا۔۔" اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

تم ہم اس سے کیسے ملیں گے۔۔؟؟“ اسے حاد سے یہ امید نہیں تھی کہ وہ ”
بنا فون نمبر لیے آ جائے گا۔اس کی تیوری چڑھ چکی تھی۔ناک بھول چکی
تھی۔

میں نہیں جانتا۔۔۔“ حاد نے اسی سنجیدگی سے جواب دیا۔وہ دونوں گاڑی ”
میں بیٹھے اب اپنی آنی کے گھر جا رہے تھے۔۔منحہ ان کے ساتھ تھی پر وہ دو
تھے۔۔انہیں ایمانے بھی چاہیے تھی۔عبدل تو ضدی تھا۔۔واپسی کے وقت
اس نے جتنا بڑا ڈرامہ کیا تھا وہ ہسپتال والوں کو، بچی کی ماں کو یہاں تک ان کی
اپنی ماں کو ساری عمر یاد رہنے والا تھا۔۔وہ ایسا ہی تھا اس کا دماغ کبھی بھی کہیں
بھی الٹ جاتا تھا۔

آپ ایمانے کو ہمیں دے دیں۔۔ ہم اس کا خیال رکھیں گے۔۔" وہ اس" کے پاس سے ہل نہیں رہا تھا۔۔

عبدل غلط بات ہے۔۔" جب اس کی ماں تنگ آگئی تو گھوری سے نوازہ۔"

نہیں۔۔ ہم ایمانے کو لے کر جائیں گے۔۔" اور پھر اگلے ہی پل اس کی" چیخوں سے پورا ہسپتال جیسے کمرے کے باہر اکٹھا ہو گیا تھا۔۔ وہ ڈرامے باز تھا۔ لیکن اتنا بڑا ڈرامے باز تھا یہ حاد نے آج دیکھا تھا۔

وہ وہاں سے نہ ہلتا اگر حاد اس کے کان میں سرگوشی نہ کرتا۔ اور اب وہ گاڑی میں بیٹھے تھے۔۔ وہ ایمانے کو چھوڑ آئے تھے۔

تم نے جھوٹ کیوں بولا۔۔۔ تم نے کہا تم ایمانے سے ملنے کا طریقہ جانتے ہو۔۔"عبدل اب کھا جانے والی نظروں سے اپنے بھائی کو دیکھ رہا تھا۔اسے لگا تھا حاد کے پاس ضرور کوئی طریقہ ہو گا۔اس نے اس کے کان میں یہی سرگوشی کی تھی۔

"ایمانے اگر ہماری ہوئی تو ہمیں مل جائے گی۔۔" حاد کے چہرے پر سکون ہی سکون تھا۔۔ جبکہ عبدل کا دل کر رہا تھا اپنے بھائی کو اٹھا کر باہر پھینک دے۔وہ آج ایمانے کو اپنے ساتھ لے کر ہی آتا پر اس کے بھائی نے بیچ میں آکر کام خراب کر دیا تھا۔۔وہ اسے کبھی معاف کرنے والا نہیں تھا۔

✿••✿••✿••✿

ایمان کو گریزی بہت پسند ہے۔۔میں سوچ رہا ہوں پورے لان میں" درخت لگوادوں۔۔اور پورے انسٹیٹیوٹ کو بیلوں سے بھر دوں۔۔"وہ ٹیرس پر کھڑا مارتھا سے ڈسکس کر رہا تھا۔۔وہ بھول چکا تھا کہ ایمان نے اس سے حلال رزق کو لے کر کس قدر بحث کی تھی۔۔اسے لگتا تھا کچھ بھی ہو جائے،ایمان کتنا ہی جھگڑ لے پر اسے ہونا تو ماثیل کا ہی تھا نا۔۔بھئی وہ اس کی محبت کو اپنا جو چکی تھی۔

وہ ایمان کو اپنی سمجھتا تھا۔۔اس نے اپنی آنکھوں میں جانے کتنے خواب سجا لیے تھے۔

جبکہ وہ نہیں جانتا تھا ایمان کوئی راستہ ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔وہ راستہ جو اسے ماثیل سے الگ کر سکے۔۔کیونکہ وہ ایک اور عبداللہ شہاب کو برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

پر وہ دماغ اور دل کی عجیب جنگ کے زیر اثر تھی۔۔۔وہ ماثیل کے خواب بھی نہیں توڑنا چاہتی تھی۔اور وہ اس کے ساتھ رہ بھی نہیں سکتی تھی۔۔اس نے اپنی پوری کوشش کرلی تھی پر وہ دونوں مشرق اور مغرب جیسے تھے۔۔۔ایک کا عروج دوسرے کا زوال تھا۔

وہ ہر وقت سوچتی رہتی کہ آخر کیسے سلمی بیگم کو بتائے گی کہ وہ کسی پرائے شخص کی محبت اپنا چکی ہے۔۔۔وہ اپنے ہاتھوں سے اپنے پیروں پر کلہاڑی مار چکی ہے۔

ابھی تک اس نے سلمی بیگم سے اس بات کا ذکر نہیں کیا تھا۔پر ایک نہ ایک دن تو کرنا ہی تھا۔۔

اس کے پاس بس ایک مہینہ رہ گیا تھا۔۔صرف ایک مہینہ۔۔۔

وہ واپس چلی جاتی۔۔شاید ہمیشہ کے لیے۔۔وہ کبھی پلٹ کر نہ آپاتی۔۔۔اور اسی خوف سے اسے اکیڈمی کا یاد آیا۔۔وہ یہ ایک مہینہ اکیڈمی جوائن کرنا چاہتی تھی۔اس نے اپنے آفس بات کرلی تھی۔۔ویلنیسا آفس سے اسے

پاکستان میں موجود آفس میں ٹرانسفر کر دیا جاتا۔اس کا یہ مسئلہ تو حل ہو گیا تھا۔۔وہ اب مزید دیر نہیں کرنا چاہتی تھی اسی لیے اسے اکیڈمی کی طرف سے جوای میل کائنات کے ہوتے ہوئے موصول ہوئی تھی اس نے اسی ای میل پر اب جوائننگ کا پوچھا تھا اور اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہی جب اکیڈمی والوں نے اسے بلا لیا تھا۔۔

وہ کل سے اکیڈمی جوائن کرنے والی تھی۔۔اسی خوشی میں وہ پوری رات ٹھیک سے نہیں سو پائی۔۔۔وہ بے چین رہی تھی۔پر وہ نہیں جانتی اگلی صبح اس کی زندگی میں ایک بھیانک موڑ لانے والی تھی۔

✿••✿••✿••✿

میں لائیو آتا رہوں گا۔۔تم پریشان مت ہونا۔۔"وہ اپنی پیکنگ کر رہا" تھا۔حاد کچھ دنوں کے لیے ویلنسیا جا رہا تھا۔۔اسے وہاں کی اکیڈمی وزٹ کرنی تھی۔وہ سعد کو کچھ ہدایات دے رہا تھا۔

میں بھی آپ کے ساتھ چلوں۔۔؟؟"سعد نے بالآخر پوچھ ہی لیا۔۔۔اسے حاد سے عجیب سی انسیت ہو گئی تھی۔

"جب میں ورڈ ٹوور پر جاؤں گا تمہیں ضرور لے کر جاؤں گا۔۔پر ابھی یہاں کا پلیٹ فارم تم دیکھو۔۔میں جلد واپس آؤں گا۔۔میں چاہتا ہوں میرے آنے تک تم اسکول کی جگہ کنفرم کر لو۔۔"

سعد نے اس کی بات سن کر ہاں میں سر ہلایا۔۔واقعی یہ کام تو سب سے ضروری تھا۔

حاد کا ارادہ اسپیشل بچوں کے لیے ایک اسکول بنانے کا تھا۔اور یہ بہت بڑا پروجیکٹ تھا جن کی شروعات انہیں ابھی سے کرنی تھی۔حاد نے ایک دو جگہ دیکھی تھیں جنہیں اب وہ سعد کے حوالے کر کے جا رہا تھا تا کہ وہ وزٹ کر کے کنفرم کر لے۔سعد بہت سمجھداری سے اس کے ساتھ چل رہا تھا۔وہ

حاد سے بہت متاثر تھا اور اسی کی طرح اب اپنے ذہن کو ایکٹیو رکھنے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔۔ سعد چلا گیا جبکہ حاد ایک ضروری کام میں مصروف ہو گیا۔۔ وہ رات ایک بجے فری ہوا۔۔ اگلی صبح اس کی فلائیٹ تھی۔۔ ایک بجے کے قریب وہ سونے کے لیے لیٹ گیا۔۔ وہ کافی تھکا ہوا تھا اس لیے جلد ہی نیند کی وادی میں اتر گیا۔۔ پر وہ گہری نیند کبھی نہیں سویا تھا اور اس وقت بھی وہ کچی نیند کے ہی زیر اثر تھا جب اسے وہ خواب پھر سے نظر آیا۔۔ دلدل میں دھنستی وہ ل-ڑکی بری طرح چیخ رہی تھی۔۔۔ سیاہ بارش میں اس کا آرجے والا بھیگ دلدل کے باہر پڑا رہ گیا تھا۔

عبدل کی ایک زوردار پکار پر وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔ اس نے گہرے سانس لے کو خود کو نارمل کرنے کی کوشش کی۔ وہ جانتا تھا یہ خواب تھا۔ پر وہ اس خواب سے نہ پیچھا چھڑا پاتا تھا اور نہ اس خوف سے باہر نکل سکتا تھا۔

وہ بیڈ سے پاؤں نیچے لٹکا کر سر تھا کر بیٹھ گیا۔۔ سفید رنگ کی ٹی شرٹ اور کھلے سے ٹراؤزر میں وہ پسینے سے بھیگا ہوا تھا۔

اسے جب بھی یہ خواب نظر آتا وہ عجیب خوف میں مبتلا ہو جاتا تھا۔۔۔وہ کسی سے نہ ڈرنے والا ایک خواب سے ڈر جاتا تھا۔

پھر کچھ یاد آنے پر اس نے مس ایلف کی وہ چیٹ اوپن کی جہاں انہوں نے کسی ام ایمان نامی لڑکی کا نمبر سینڈ کیا تھا جس کا وہ بیگ تھا۔۔اس نے نمبر ملایا پر وہ بند جا رہا تھا۔اس نے فون واپس رکھ دیا۔۔۔اس کے لیے وہ لڑکی اتنی اہم نہیں تھی کہ وہ بار بار فون کرتا۔۔ایک بار اس نے پہلے کال کی تھی پر اچانک ہونے والے روڈ حادثے کی وجہ سے وہ بات نہیں کر پایا تھا۔۔اور آج اس کا نمبر بند تھا۔۔۔

آخر کون ہے یہ لڑکی۔۔کیوں نظر آتی ہے بار بار۔۔" وہ جھنجلا اٹھا تھا۔۔"

صبح کے چار بج رہے تھے۔آٹھ بجے اس کی فلائیٹ تھی۔۔وہ تین گھنٹے ہی سو پایا تھا اس میں اس نے یہ خواب دیکھ لیا تھا۔۔اسے اب نیند نہیں آنی تھی وہ جانتا تھا۔۔کچھ دیر ادھر ادھر ٹہلنے کے بعد وہ اب لیپ ٹاپ کی جانب متوجہ ہو گیا۔۔اس کا میل باکس سینکڑوں ای میلز سے بھرا پڑا تھا۔وہ اب کام کی ای میلز کو پوری توجہ سے دیکھ رہا تھا۔کچھ دیر بعد وہ خواب اس کے ذہن سے محو ہو چکا تھا اور ای میلز پڑھنے کے بعد وہ یہ فیصلہ کر چکا تھا کہ اگلا لائیو سیشن اسے کس موضوع پر کرنا تھا۔

✿••✿••✿••✿

قصہ گو ریلوے اسٹیشن

اس روز وہ کالج سے سیدھا ریلوے اسٹیشن آئی تھی۔ بارش تیزی سے جاری تھی جیسے آج برس کر پھر کبھی نہ برسے گی۔۔ سلمی بیگم نے اسے فون کیا تھا۔۔اس کے نانا ابو ٹرین سے آ رہے تھے۔اور ایمان اس وقت انہیں لینے آئی تھی۔

بارش کے باعث اس کی سیاہ ویلوٹ کی موٹی شال بھیگ چکی تھی۔۔ موسم سرما کے آغاز میں ہونے والی بارش ٹھنڈ میں اضافہ کر رہی تھی۔۔۔وہ اب اسٹیشن پر کھڑی ٹرین آنے کا انتظار کر رہی تھی۔ بھیگ کندھے پر ڈالے سفید یونیفارم میں وہ سیاہ شال لپیٹے کھڑی تھی۔ پاؤں میں سیاہ جوتے تھے۔ ہوا چلنے کے باعث شال اڑ رہی تھی۔جب ٹھنڈ بڑھنے لگی تو ویٹنگ کے لیے رکھی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گئی۔چہرے پر اس نے ماسک لگا رکھا تھا۔شال گیلی ہونے کی وجہ سے اسے ہوا مزید ٹھنڈی لگ رہی تھی۔

وہ پہلی بار اسٹیشن آئی تھی اور کافی گھبرائی ہوئی لگ رہی تھی۔ سلمی بیگم بار بار فون کر رہی تھیں۔

"امی میں اسٹیشن پر ہی ہوں۔۔۔ہاں میں نانا ابو کو ڈھونڈ لوں گی۔۔آپ پریشان مت ہوں۔۔"

وہ فون پر زور زور سے بول رہی تھی کیونکہ نیٹ ورک مسئلہ کر رہا تھا۔

"شال ہے میرے پاس۔۔ تھوڑی بھیگ گئی ہے پر گزارا ہو جائے گا۔۔" وہ جواب سردی سے کانپ رہی تھی جلدی جلدی بولتی فون بند کر گئی۔اس نے اپنی شال کو ہاتھ لگایا جس سے پانی ٹپک رہا تھا۔۔اس نے فوراً شال اتاری اور اسے تہہ لگا کر بازو پر ڈال لیا۔۔اس کے سر پر اب ایک پتلا سا سفید ڈوپٹہ تھا۔ ٹرین آکر رک گئی۔۔وہ کھڑی ہو گئی اور اترنے والی سواریوں میں اپنے نانا ابو کو ڈھونڈنے لگی۔

اور تبھی اسے ایک جھٹکا لگا۔۔ کسی نے ہولے سے اس کے کندھوں پر ایک بڑی کھلی سی ڈینم کی جیکٹ ڈال دی تھی۔ وہ پہلے ڈری اور پھر حیران رہ گئی۔۔ اس کے دائیں جانب گیلے بالوں والا ایک لڑکا کھڑا تھا۔۔ سفید شرٹ پر اس نے آسمانی رنگ کی ڈینم کی جیکٹ پہن رکھی تھی جواب اتار کر ایمان کے کندھوں پر ڈال دی تھی۔۔ یہ اتنا اچانک ہوا تھا کہ وہ حیران رہ گئی۔ شاید وہ اسے کافی دیر سے دیکھ رہا تھا۔

اسے پہن لیں۔۔" وہ اس کے جانب دیکھے بنا کہتے آگے بڑھ گیا۔۔ یوں" جیسے بھیڑ میں گم ہو گیا ہو۔۔ وہ حیران تھی پریشان بھی۔۔ کہیں کسی نے دیکھ نہ لیا ہو۔۔ کوئی دیکھ لے گا تو کیا ہو گا۔۔؟؟ سو طرح کے وسوسے اس کے دل میں منڈلانے لگے۔۔ پر لوگ بارش کی وجہ سے اتنی ہڑبڑاہٹ میں تھے کہ کسی نے محسوس تک نہ کیا۔۔ ایمان کی نظریں اس کے گم ہونے تک اسے تکتی رہیں۔۔ دل اتنی تیزی سے دھڑک رہا تھا کہ اس کی آواز صاف سنائی

دے رہی تھی۔۔اس نے خشک لبوں پر زبان پھیری اور پھر جیکٹ کو پہنتے آگے بڑھ گئی۔۔ نانا ابو اسے کہیں بھی نظر نہیں آئے تھے۔

✿••✿••✿••✿

قرآن اکیڈمی اس کی سوچ سے زیادہ بڑی تھی۔وہاں ایڈمیشن لینے والے اسٹوڈنٹس کی فیس کچھ وقت بعد واپس کر دی جاتی تھی۔۔وہ یہ راز جان کر حیران رہ گئی تھی۔اندر دو بڑی لائبریریاں تھیں۔ایک بڑا سیمنار ہال۔۔ اتنے اسٹوڈنٹس۔۔وہ دیکھ کر حیران رہ گئی۔۔۔یہاں صرف قرآن کی تعلیم نہیں دی جاتی تھی بلکہ ایک پورا سسٹم بنا ہوا تھا۔۔جہاں ماڈرن دور کو سمجھنے میں آسانی ملتی تھی۔

ٹیکنالوجی، سائنس اور قرآن وہ سب ایک ساتھ لے کر چل رہے تھے۔ آج اکیڈمی سے پہلے سے زیادہ چہل قدمی تھی۔۔ کوئی خاص لیکچرر آرہا تھا۔۔ کوئی بڑاا سپیکر۔۔۔

اس کا تو پہلا دن تھا اسے یہی لگا کہ روز ایسا ہی ہوتا ہے۔ اس نے فارم فل کر کے جمع کروایا۔۔ اسے رجسٹر کر لیا گیا تھا۔۔ یہاں بہت سے نان مسلم اسٹوڈنٹس تھے جو اسلام کے بارے میں جاننے آئے تھے۔

وہ سیمنار ہال میں بیٹھے تھے۔۔ اس کے سامنے اسٹیج پر کسی کو آنے کی دعوت دی جا رہی تھی۔ اس اکیڈمی کا چیف ڈائیریکٹر جو اسے اپانسر بھی کر رہا تھا۔ اکیڈمی کو بنے ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا لیکن محنت کی وجہ سے یہ چند سالوں میں ہی بڑی اکیڈمی بن گئی تھی۔ حاد کے نام پر وہ تھوڑا حیران ہوئی۔۔ البتہ اسے اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئیں جب اس نے حاد کو اسٹیج پر آتے دیکھا۔۔ وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

دل رکنا کسے کہتے ہیں اسے پہلی بار محسوس ہوا تھا۔۔ وہ اس کے سامنے تھا۔۔۔ عین سامنے۔۔ سب کی توجہ کا مرکز۔۔ حاد۔۔ خوبصورت سا شخص۔۔ شاندار سراپہ لیے اس کے سامنے کھڑا تھا۔۔ وہ ڈریس پینٹ میں ملبوس تھا۔۔ اس نے ٹائی نہیں لگا رکھی تھی۔۔ سفید شرٹ پر Olive رنگ کا کوٹ پہنے ہوئے تھے۔۔ وہ اسے دیکھے گئی۔۔ بے یقینی کی سی کیفیت میں۔۔ وہ اسے کیسے بھول سکتی تھی۔۔۔ پچھلے چار پانچ سالوں میں ایک بھی دن بھول نہیں پائی تھی۔

وہ اسے واضح نظر آ رہا تھا۔ پر اسے اتنے ہجوم میں بھلا ام ایمان کہاں نظر آتی؟

✿••✿••✿••✿

وہ نانا ابو کا ہاتھ تھامے انہیں پکڑ کر اسٹیشن سے باہر نکل رہی تھی۔۔ بارش پہلے سے کم ہو چکی تھی۔۔ اسے جیکٹ پہننے کے بعد کافی سکون محسوس ہوا تھا۔ گو کہ یہ موٹی اور گرم نہیں تھی پر وہ پر سکون تھی کہ گیلی قمیص سے کہیں کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ جیکٹ نے شال جیسا کام کیا تھا۔۔ اس نے رائیڈ کروائی تھی۔۔ اس کی کیب پہنچ چکی تھی۔۔ وہ نانا ابو کو گاڑی میں بٹھا رہی تھی جبکہ اس کی نظر سڑک کے دوسری جانب پڑی۔۔ سامنے ہی بینش اس شخص کے ساتھ کھڑی تھی جو اسے اپنی جیکٹ دے کر گیا تھا۔ وہ کسی بات پر ہنس رہی تھی۔۔ وہ ٹھٹک گئی۔

"کیا یہ وہی شخص تھا جس کے گن گاتے بینش تھکتی نہیں تھی۔۔۔ یا پھر کوئی اور۔۔۔؟؟" اس نے پل بھر کو سوچا۔ وہ کئی لمحے دیکھتی رہی۔

کوئی اور بھی تو ہو سکتا ہے۔۔۔" وہ بڑبڑائی۔۔اور پھر گہرا سانس لیتے اندر" بیٹھ گئی۔اس کے دماغ نے بینش اور اس لڑکے کو لے کر جانے کیا کیا سوچ لیا تھا۔اس کا دل خاموش ہو گیا۔۔۔اس نے سر جھکا کر اس جیکٹ کو دیکھا جس سے اٹھتی مسحور کن خوشبو اسے اپنے حصار میں لے رہی تھی۔۔۔یوں لگا جیسے وہ اس خوشبو سے سالوں سے واقف ہو۔۔جیسے یہ جیکٹ اسی کی ہو۔ نانا ابو اب کچھ بات کر رہے تھے۔۔اس نے سر جھٹک کر اس گرے آنکھوں والے لڑکے کو اپنے ذہن سے نکالنا چاہا۔۔۔

وہ اب نانا ابو کی جانب متوجہ ہو چکی تھی پر لاشعور میں وہ جیسے چپک کر رہ گیا تھا۔

پھر اس نے باتوں باتوں میں بینش سے اپنے ریلوے اسٹیشن جانے کا ذکر کیا۔۔اور پھر اسے کنفرم ہو گیا تھا کہ ریلوے اسٹیشن پر جو شخص بینش کے ساتھ وہ اس کا کزن عبدل ہی تھا۔۔۔چاروں جانب اوس پڑ چکی تھی۔

اس نے جیکٹ کو بنا دھوئے ہی اپنے صندوق میں رکھ دیا۔ وہ جذبات کو دبا دینے کی عادی تھی۔۔۔اس کے مطابق جو احساسات آپ کے لیے تکلیف کا باعث بنیں انہیں قید کر دو۔ اور اس نے قید کر دیے تھے۔ اپنے تمام جذبات کو۔۔ تمام احساسات کو۔۔ اور یہ احساسات تب تب جاگ اٹھتے تھے جب جب بینش اس کا ذکر کرتی تھی۔۔۔اس نے تنگ آکر بینش سے رابطہ ختم کر دیا تھا۔۔۔ رابطہ نہ ہونے کے برابر رہ گیا تھا۔۔ پر بینش اسے بھولی نہیں تھی۔۔ وہ اس کے لیے سب سے الگ اور منفرد بیگ لائی تھی۔ پر جب وہ ویلنیسا آگئی تو اس نے بالکل ہی بات کرنا چھوڑ دی تھی۔

اور پھر وہ اسے دوبارہ نظر آیا۔۔۔ وہ پاکستان سے لوٹ رہی تھی۔۔ اور وہ پاکستان میں داخل ہوا تھا۔۔ وہ گرے آنکھوں والا شخص اسے تمام جزئیات سے یاد تھا۔

کتنا مشکل تھا دل کو سمجھانا جو اڑ کر کھڑا ہو جاتا تھا۔ جو ضد پر اتر آتا تھا اور پھر وہ شخص مسٹر گرے نکلا۔۔۔ مسٹر گرے۔۔۔ جس سے وہ اپنی ہر الجھن کا حل

پوچھنے جاتی تھی۔۔۔ جس سے وہ اپنے ہر سوال کا پچھلے چار سالوں سے جواب مانگ رہی تھی۔۔۔ وہ مسٹر گرے جس نے اس کی بہت ساری الجھنوں کو سلجھایا تھا۔۔ وہ جب لائیو آیا تو اور کوئی نہیں عبدل تھا۔۔ وہ عبدل جس کے بارے میں وہ برسوں سے سنتی آئی تھی۔۔۔ وہ عبدل جو اسے اپنی جیکٹ دے گیا تھا بنا اس کی جانب دیکھے۔۔۔ وہ عبدل جو دنیا کے لیے حاد تھا۔۔ اگر وہ حاد تھا تو عبدل کون تھا؟ اور اگر وہ عبدل تھا تو حاد کون تھا۔۔؟؟ وہ بری طرح الجھی ہوئی تھی۔

✿••✿••✿••✿

"میں حاد ہوں۔۔ آپ لوگوں میں سے کچھ لوگ مجھے جانتے ہوں گے جبکہ کچھ لوگوں کے لیے میں بالکل نیا ہوں۔۔ میں نے اس اکیڈمی کی بنیاد کافی سالوں پہلے رکھی تھی جب مجھے لگا کہ ہر ملک میں ایسا کوئی نظام ہونا چاہیے جو

لوگوں کی الجھنوں کو سلجھا سکے۔۔ جہاں آپ اور میرے جیسے لوگ وہ سب جان سکیں جس کی ہم تلاش میں ہیں۔۔ پہلا قدم مشکل تھا۔۔ میں بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں ان سب لوگوں کا جو اس وقت اس اکیڈمی کو چلا رہے ہیں اسے دیکھ رہے ہیں۔۔ میری غیر موجودگی میں بھی جنہوں نے اس اکیڈمی کا وقار برقرار رکھا ہے۔۔"

وہ شائستگی سے بول رہا تھا۔ جبکہ ایمان وہاں بیٹھی تو تھی پر اس کا دماغ کہیں اور تھا۔۔۔ وہ یہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ اللہ نے اس شخص کو اس قدر قریب کیوں بھیج دیا تھا۔۔۔ سب جانتے ہوئے بھی۔۔۔ اب جبکہ اس کی زندگی میں ماثیل تھا۔۔ جس نے آج صبح ہی اسے سفید پھولوں کا گلدستہ بھیجا تھا۔ جب ماثیل اس کی زندگی میں آگیا تھا تو پھر حاد کیوں؟؟؟ اسے تقدیر کی اس بے رحمی پر رونا آیا تھا۔

اپریل کا مہینہ تھا۔۔ موسم بہار آچکا تھا۔۔اب گرم کپڑوں کی ضرورت نہیں رہی تھی۔اور ایمان نے پہلی بار بہار کو محسوس کیا تھا۔۔اسے موسم بہار کبھی اٹریکٹ نہیں کر پایا تھا۔۔۔اسے پھول کچھ خاص پسند نہیں تھے حالانکہ اسے سبزہ بہت پسند تھا پر اسے ہمیشہ سے موسم خزاں پسند تھا۔۔۔۔موسم برسات میں درختوں کے زرد پتوں سے ڈھکی سڑکیں اسے ہمیشہ اٹریکٹ کرتی تھیں۔

وہ بول رہا تھا۔۔۔جانے کتنی دیر بولتا رہا۔۔جانے لوگوں نے کیا کیا پوچھا۔۔۔وہ خاموش بیٹھی رہی۔۔کسی بت کی مانند۔۔کسی مورت کی طرح۔۔۔

چونکی تب جب کسی نے اس کا نام پکارہ۔۔اس کا نام بار بار لیا جارہا تھا۔وہ جیسے ہوش کی دنیا میں لوٹی۔۔ہال میں ہلکا اندھیرا تھا جبکہ اسٹیج پر زیادی روشنی تھی۔

ایمان بنت عبداللہ۔۔۔''وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔۔حالانکہ وہ اٹھنا نہیں چاہتی'' تھی۔۔۔اس کا گلا خشک ہو چکا تھا۔۔۔کانٹے اگ آئے تھے۔۔۔وہ اس شخص کے سامنے نہیں آنا چاہتی تھی۔۔وہ گمنام رہنا چاہتی تھی۔۔کم از کم اس شخص کے سامنے۔۔

مسٹر حاد۔۔شی از دی گرل۔۔جس کا آپ اکثر ذکر کرتے ہیں کہ وہ اچھا'' لکھتی ہیں۔۔آج ان کا اکیڈمی میں پہلا دن ہے۔یہ وہی لڑکی ہیں جو پچھلے چند سالوں سے مسلسل اپنے اندر کی آواز کو لوگوں تک پہنچا رہی ہیں۔۔''سپاٹ لائیٹ اس پر آکر رک گئی تھی۔ڈائز پر کھڑی حجاب اوڑھے ہوئے وہ لڑکی

اسٹیج پر کھڑے حاد سے اس کا تعارف کروا رہی تھی۔ وہ اس وقت کھلے ٹراؤزر اور پاؤں تک چھوتی کھلی لمبی قمیص پہنے ہوئے تھی۔۔۔ جو پستہ رنگ کی تھی اور ہم رنگ سکارف اس کے سر پر جما تھا۔

حاد کی نظر اس پر پڑی۔۔۔ ایمان نے ناچاہتے ہوئے بھی نظریں اٹھائی تھیں۔۔ اس نے حاد کے چہرے پر عجیب تاثرات کو دیکھا۔۔ پر اگلے ہی پل سب نارمل تھا۔

"ویلکم مس۔۔۔ ؟؟" اس نے نام جاننا چاہا۔

"ایمان بنت عبداللہ۔۔۔۔" ڈائز پر کھڑی لڑکی نے متعارف کروایا۔ حاد اسے دیکھ رہا تھا جس کے چہرے کا رنگ اڑا ہوا تھا۔۔۔ وہ ان نروس لگ رہی تھی۔ اور پھر باری باری نئے آنے والے اسٹوڈنٹس کو متعارف کروایا

گیا۔۔۔ایمان نے سکون کا سانس لیا کہ حاد نے اس سے کوئی سوال نہیں کیا تھا۔

کتنی دیر لگی اسے خود کو نارمل کرنے میں۔۔۔پھر اسے سوال یاد آیا۔۔۔پتہ نہیں وہ اس شخص سے دوبارہ مل پاتی یا نہیں۔۔۔اسی لیے اس نے سوال کرنا ضروری سمجھا تھا۔اسے یاد تھا حمیزہ نے اس سے سوال کیا۔۔قوم عاد سے متعلق۔۔جن پر ہواؤں کا عذاب بھیجا گیا تھا۔۔۔جس کا ایک حصہ وہ مکمل کر چکی تھی جبکہ ایک رہتا تھا۔۔شاید یہی وہ وقت تھا جب اسے اپنے سوال کا جواب ملنا تھا۔

✿••✿••✿••✿

ارم والے

"ارم والے کون تھے۔۔۔اور انہیں کیوں تباہ کیا گیا۔۔۔؟؟"

ایمان بنت عبداللہ کا سوال تھا۔حاد پر و جیکٹر پر ابھرنے والے سوال کو پڑھ کر مسکرا دیا۔

"مجھے لگتا ہے ہر انسان کے ذہن میں یہ سوال ضرور ابھرنا چاہیے جو اس وقت اسپین میں موجود ہے۔۔جو عالیشان مجسموں کو دیکھتا ہو۔۔۔جو عالیشان آرٹ ورک کو دیکھتا ہو کہ ارم والے آخر کون تھے۔۔"اس نے اپنا کوٹ اتار دیا۔شرٹ کے کف فول-ڈ کر لیے تھے۔۔۔وہ اسے دیکھ رہی تھی۔لوگوں کے ہجوم میں بیٹھی سوچ رہی تھی کہ کیا اس شخص کو یاد تھا کہ اس نے کسی لڑکی کو اپنی جیکٹ دی تھی۔۔۔؟؟اور اس پاگل لڑکی نے وہ جیکٹ آج بھی سنبھال کر رکھی تھی۔

ناجانے کیوں ایمان کی آنکھیں بار بار دھندلا رہی تھیں۔ اسٹیج پر کھڑے اس شخص کا وجود ایمان کے وجود کو جھلسا رہا تھا۔

"ارم ذات العماد"

اس چھوٹی سی آیت کا پرفیکٹ اردو ترجمہ تو شاید ناممکن ہے لیکن اس کا قریب ترین ترجمہ دو طرح سے ہو سکتا ہے۔

"ارم والے، جو اپنے آپ میں ستون تھے"

یا پھر

"ارم والے، جن کے ستون تھے"

اور اگر آپ اس کے آگے اور پیچھے والی آیات سٹڈی کریں تو ترجمہ کچھ ایسے ہو گا۔

"اہل عاد، ارم، ستونوں والے، جن جیسا اور کوئی بھی نہیں بنایا گیا تھا"

وہ اب پروجیکٹر پر ابھرنے والی آیت کا ترجمہ بتا رہا تھا۔

"کون تھے یہ عاد؟ اور ان جیسا کوئی اور کیوں پیدا نہیں کیا گیا؟"
وہ اسٹیج کے درمیان میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر سوچ کی گہرے آثار تھے۔

کبھی آپ لوگوں نے سوچا ہے کہ آخر اس ایک قوم جیسی دوسری قوم "کیوں نہیں آئی۔۔؟؟" وہ سوالیہ نظروں سے اپنے سامنے بیٹھی عوام کو دیکھ رہا تھا۔

"آپ لوگوں جانتے ہیں یہ ایک پہیلی ہے اور قرآن کی پہیلیوں کے Clues بھی قرآن پاک میں ہی ہوتے ہیں۔۔ آپ لوگ ہمیشہ ایک بات یاد رکھیے گا کہ اللہ نے ہر چیز کو غیب میں نہیں رکھا۔۔ جتنا غیب کہا ہے اتنا ہی غیب ہے۔۔ باقی سب واضح ہے بس ہمیں وہ دکھائی نہیں دیتا۔۔۔ ہمیں وہ آنکھ چاہیے جو دیکھ سکے۔۔۔ وہ کان چاہئیں جو سن سکیں۔۔ وہ ذہن چاہیے جو سمجھ سکے۔۔

اگر آپ سورہ اعراف پڑھیں تو آپ جانیں گے کہ وہاں قوم عاد کے بارے میں لکھا ہے کہ عاد، بہت زمانے پہلے گزری ایک خوشحال قوم تھی جنہیں اللہ

نے وہ دے رکھا تھا جو ان سے پہلے کسی کو نہیں دیا گیا، لیکن ان کا نام صفحہ ہستی سے ایسے مٹ گیا کہ آج ماڈرن ایج اسے ایک myth سمجھتی ہے۔ اس کا کوئی نام ونشان، کوئی باقیات کچھ بھی نہیں بچا۔ یہاں تک کہ یہ لوگ کس علاقے میں آباد تھے اس کا بھی کوئی نام زندہ نہیں۔۔"

کبھی سوچا ہے آخر کیوں؟؟ اتنا سب کچھ ملنے کے بعد بھی وہ لوگ صفحہ ہستی سے کیوں مٹ گئے۔۔؟؟

وہ سانس لینے کو رکا۔۔۔ جبکہ ایمان سانس روکے اسے سن رہی تھی۔

"کیا آپ انہیں جانتے ہیں۔۔۔؟؟" وہ اب پروجیکٹر کی جانب اشارہ کرتے پوچھ رہا تھا۔ اسکرین پر پرانی پتھر اور مٹی کی بنی اینٹوں جیسی ٹیبلٹس یعنی تختیاں تھیں جن پر قدیم زبانوں میں نقش بنے تھے اور قدیم زبان میں کچھ لکھا گیا تھا۔

انہیں ایبلا ٹیبلٹس کہا جاتا ہے۔۔ ایبلا ٹیبلس تقریباً اٹھارہ سو مکمل مٹی کی "
تختیوں، سنتالیس سو ٹکڑوں اور کئی ہزار چھوٹی چھوٹی چپس کا مجموعہ ہیں جو
شام کے قدیم شہر ایبلا کے محل کے آرکائیوز Archives میں پائی جاتی
ہیں۔۔ یہ تختیاں اطالوی ماہر آثار قدیمہ پاولو میتھیا اور ان کی ٹیم نے
75/1974 میں قدیم شہر تل مردیخ میں کھدائی کے دوران دریافت کی
تھیں۔ آج یہ تختیاں شام کے شہروں حلب، دمشق اور ادلب کے عجائب
گھروں میں رکھی گئی ہیں۔۔"

اسکرین پر مختلف قسم کی تختیوں کی ویڈیوز ابھر رہی تھیں۔

"پتہ ہے حیران کن بات کیا ہے۔۔ اگر آپ کبھی گہرائی سے کسی چیز پر تحقیق
کریں۔۔ باقی سب پر چھوڑیں صرف ان ایبلا ٹیبلٹس پر ریسرچ کریں تو آپ
کو پتہ چلے گا کہ ان ٹیبلٹس پر قوم عاد کا تذکرہ ملتا ہے۔۔۔ لیکن صرف "عاد-

موسیٰ کم سے کم یہ لوگ کہ ہے چلتا پتہ سے جس ۔۔ تک حد کی نام کے ’’ دہ
’’علیہ السلام سے پہلے کے زمانے میں تھے۔۔

وہ پھر سے رکا۔۔ سانس لینے کو۔۔۔ کچھ سوچتے ہوئے۔۔ سمجھتے ہوئے۔۔

’’عاد کہاں رہتے تھے۔۔۔؟؟ اگلا سوال یہ بنتا ہے۔۔‘‘

اور قوم عاد کے بھائی کا ذکر کر جب اس نے اپنی قوم کو (وادی) احقاف میں ڈرایا اور اس سے پہلے اور پیچھے کئی ڈرانے والے گزرے کہ سوائے اللہ کے کسی کی عبادت نہ کرو، بے شک میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ سورہ احقاف آیت نمبر 21

اگر آپ مطالعہ کریں تو اس آیت میں عاد کے بھائی ہود کا ذکر ہے جنہوں نے عاد کو ''احقاف'' کے قریب ڈرایا، احقاف ریت کے ان ٹیلوں کو کہتے ہیں جو قدرتی طور پر ہوا سے بنے ہوں۔ علی ابن طالب رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث ہے۔

علی ابن طالب رضی اللہ عنہ نے حضرموت سے آئے ایک شخص سے پوچھا کہ کیا تم نے حضرموت میں کوئی ایسا سرخ ٹیلہ دیکھا ہے جس کی مٹی راکھ جیسی ہو؟ اس شخص نے کہا کہ آپ تو ایسے بتا رہے ہیں جیسے آپ خود بھی وہاں گئے ہوں، اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں وہاں گیا تو نہیں لیکن مجھ تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ وہیں ہود علیہ السلام کی قبر ہے۔ کیوں کہ عاد کے طرف بھیجے جانے والے نبی ہود علیہ السلام ہی تھے۔

کیا آپ لوگ بٹرام تھومس کو جانتے ہیں؟؟ وہ یکلخت ہی پلٹا۔۔ جیسے کچھ یاد آیا ہو؟؟

مسٹر تھومس وہ شخص تھا جو نے ربع الخالی صحراء کو اونٹ پر کراس کرنا چاہتا تھا۔۔ یہ قریباً 93 سال پرانی بات ہے۔۔ قریباً انیس سو تیس کی۔ اس نے اپنی ڈائری میں لکھا۔

”حضرموت سے گزرتے ہوئے مجھے میرے بدو ملازم نے بتایا کہ کسی زمانے میں اس جگہ ارم نام کا ایک شہر ہوا کرتا تھا جس پر عذاب الٰہی آیا تھا۔ پھر 1948 میں اومان کی ایک جیولوجیکل پارٹی اونٹوں پر زمین کا نامی جگہ ash-shisr سروے کر رہی تھی، اپنے سروے کے دوران وہ پہنچے جہاں انہیں دور سے ایک عام سی سفید دیوار نظر آئی لیکن قریب پہنچنے پر پتہ چلا کہ دراصل وہ زمین میں دھنسا ایک مینار یا ٹاور تھا جسے ریت کے ٹیلوں نے نظروں سے چھپا رکھا تھا۔

لیکن یہ ارم کا قلعہ نہیں تھا، یہ صرف دو ہزار سال پہلے بنا تھا۔ البتہ اس قلعے کے نیچے دفن راستوں کی سیٹلائیٹ ایکسرے تصویروں سے کافی حد تک اندازہ ہوتا ہے کہ ارم کا گمشدہ شہر صحراء کے اسی حصے میں کہیں آباد تھا جہاں بعد میں مزید قلعے بھی بنے لیکن اہل عاد کی آخر کیا ایسی achieve-ment تھیں کہ بعد میں آنے والے ان جیسے نہ ہو سکے؟ انہوں نے ایسا کیا حاصل کیا تھا کہ قرآن نے انہیں ”ان کی کوئی مثال نہیں ہوئی“ کہہ دیا؟؟ ہے نا سوچنے والی بات؟؟

”ہم نے انہیں اس طریقے کا مکین بنایا تھا کہ جیسا تمہیں نہیں بنایا“ سورہ احقاف

کیا ان کے مساکن یعنی رہنے کی جگہوں کا ان کی achievements سے کوئی تعلق ہے؟؟ تو جواب ہے، ہاں ہے۔

آپ کو "ارم ذات العماد" یاد ہے؟ اسکا دوسرا ترجمہ یاد کریں "ارم والے، جن کے ستون تھے"

اہل عاد اپنی تعمیرات میں انتہائی اونچے ستون بنایا کرتے تھے اور اتنے اونچے ستونوں کی وجہ کیا تھی؟؟

اور یہ ستون کیا ہیں؟؟ ستون کو انگلش میں کالم یا پلر کہتے ہیں۔

قدیم انسان نے اپنی تعمیرات میں کالمز بنانے کا آغاز صرف ایک وجہ سے کیا تھا۔ یہ ہوا اور زلزلے سے پیدا ہونے والی lateral force سے عمارت کو بچا لیتے تھے۔

پھر آہستہ آہستہ ان کا استعمال beams اور arches کو سپورٹ دینے کے لیے بھی ہونے لگا۔ اور جیسے جیسے آرکیٹیکچر میں انسان کی پسندیدگی بڑھتی گئی، کالمز کا استعمال عمارت کی خوبصورتی کے لیے بھی ہونے لگا۔

اسکرین پر ہر چیز کی تصویریں ابھر رہی تھیں تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو سکے۔

ہمارے پاس جو ریکارڈ موجود ہے اس کے مطابق فرعون بادشاہ کالمز کو بلندی اور طاقت کی علامت سمجھتے تھے۔

یاد ہے آپ کو جب فرعون نے ہامون سے کہا تھا کہ او ہامون بنانا سیڑھی۔۔۔چل موسی کے خدا کو دیکھتے ہیں۔۔
فرعون آسمان تک لمبی سیڑھی اور پلر بنوانے کی دھن میں تھا۔

کالمز کو طاقت اور رتبے کی علامت مانتے ہوئے قدیم مذہبی عمارتوں میں بھی آپ کو کالمز زیادہ تعداد میں نظر آئیں گے۔ کالمز کے دو حصے ہوتے ہیں، نیچے والے حصے کو شافٹ اور اوپر والے حصے کو کیپیٹل کہتے ہیں میں آپ کو تصویر

کے ذریعے سمجھا دیتا ہوں اور آپ کو یہ دیکھ کر شاید حیرت ہو کہ پاکستان میں بھی بہت سی جگھوں پر ایسے کالمز موجود ہیں جن کا کیپیٹل کنول کے پھول کی طرح ہوتا ہے۔ یہ سٹائل بیسکلی مصریوں نے چار ہزار سال پہلے ڈیزائین کیا تھا کیوں کہ وہ دریائے نیل میں اُگے کنول کے پھولوں کی عبادت کیا کرتے تھے۔

کالمز کے حوالے سے سب سے زیادہ واضح ڈیزائین قدیم فارس یعنی ایران میں نظر آتے ہیں، ایران کا ''سو ستونوں والا ہال'' بہت مشہور ہے جو بادشاہ xerxes نے بنوایا تھا۔ ایرانی اپنے کالمز کے کیپیٹل میں عموماً دو جانور بناتے تھے بالخصوص بیل۔ کبھی سوچا ہے کیوں؟؟

کیوں کہ دو بیلوں والا کیپیٹل ان کے نوروز کے دن کی علامت ہے یعنی ایرانی نیو ایئر۔ ان میں سے ایک بیل سورج کی علامت ہے اور دوسرا بیل چاند کی، اور دونوں ایک نہ ختم ہونے والی لڑائی یعنی رات اور دن کے بدلنے میں لگے ہیں، یہی لڑائی دنوں، مہینوں اور سالوں کی گردش ہے اور یہی لڑائی

نوروز کے آنے کا باعث ہے۔ یہاں آپ کچھ نوٹس کر رہے ہیں؟؟" اس نے ہال میں دم سادھے بیٹھی عوام کو دیکھا۔

یہ کالمز صرف عمارت کی خوبصورتی نہیں ہوتے بلکہ ان میں پورے کے پورے میسجز، نظریات اور idealogies چھپی ہوتی ہیں۔

عظیم الشان ستونوں کے ڈیزائین کرنے والے، جن کے بارے میں پہلے بتایا گیا کہ ہم نے انہیں اس طریقے کا مکین بنایا جس طرح تمہیں نہیں بنایا، ان کی مثال کوئی اور نہیں ہوئی انہوں نے اپنے ستون بنانے کے بعد ایک بڑی غلطی کر دی، کہ وہ کہہ بیٹھے "کون ہے قوت میں ہم سے زیادہ"

وہ کیسے ستون ہوتے ہوں گے، جو ان کے بعد کسی کو نہیں دیے گئے جنہیں بنانے کے بعد انہوں نے کہا کہ کون ہے قوت میں ہم سے زیادہ، یہ بات ہم صرف تصور کر سکتے ہیں۔

یہاں ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ کالمز کا ڈیزائین صرف مصر اور ایران تک محدود نہیں رہا بلکہ تئیس سو سال پہلے سکندر اعظم ان ڈیزائینز کو لے کر انڈیا اور پاکستان تک بھی آیا۔ پاکستان میں تو خیر اتنے نہیں ہیں لیکن انڈیا کی karla اور nasik غاروں میں بنے مندروں کے کالمز میں پوری پوری آئیڈیولوجیز پوشیدہ ہیں۔

اسکرین پر اب کریلا اور ناسک کے مندروں کی تصویریں ابھر رہی تھیں۔

لیکن ایک سوال ہے کہ کیا صرف اونچے اور بڑے بڑے خوبصورت ستون ہی اہل ارم کی achievement تھے؟ آپ کو اوریجنل آیت یاد ہے "جہاں سے ہم نے آغاز لیا تھا؟" ارم ذات العماد

جس کا ایک دوسرا ترجمہ یہ بھی بنتا ہے۔

"ارم والے جو اپنے آپ میں ستون تھے"

"ارم والے جو اپنے آپ میں ستون تھے"

اور اس ترجمے نے مجھے سوچنے پر مجبور کیا کہ یہ بات شاید صرف بڑے بڑے ستونوں تک کی نہ ہو۔

ہود علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اللہ نے تمہیں نوح کے بعد جانشین بنایا ہے اور جسامت میں تمہیں بڑھا دیا ہے۔۔" سورہ اعراف آیت نمبر 60

وہ خاموش ہو گیا۔۔۔ گہری خاموشی تھی۔ جبکہ ایمان حیران پریشان سی بیٹھی تھی۔۔۔اس نے سوچا نہیں تھا کہ یہ معاملہ اتنا گہرا ہو سکتا تھا۔اتنی گہرائی میں جا کر سوچا جا سکتا تھا۔

nephilim ، انجیل کے عہد نامہ قدیم میں ایک لفظ استعمال ہوا ہے کئی جگہ اس لفظ کو ترجمے کے بغیر ہی چھوڑ دیا گیا ہے لیکن جہاں اس لفظ کا ترجمہ ہوا ہے وہاں ''انتہائی اونچے قد کے لوگ'' جیسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

یعنی نِفِل n-p-l اہل کتاب کہتے ہیں کہ اس لفظ کا ماخذ قدیم عبرانی لفظ ہوتا ہے اور یہیں سے انہوں "fall" ہے جس کا مطلب ''گرنا''یعنی fallen angel جیسے کانسیپٹس لیے ہیں لیکن مزید سٹڈیز دکھاتی نے

ہے جس کا مطلب "کسی کو hiff-il ہیں کہ اس کا اصل ماٰخذ لفظ دراصل پکڑ کر گرانا" ہوتا ہے۔

سورۃ شعراء میں، جہاں ہود علیہ السلام اپنی قوم اہل عاد کو کہتے ہیں کہ جب تم کسی کی پکڑ کرتے ہو تو بہت شدید طریقے سے کرتے ہو، یہاں اوریجنل عربی الفاظ پر غور کیا جائے تو، "بطش" کا لفظ استعمال ہو رہا ہے، اس کا literal معانی اچانک کسی کو ہاتھ سے پکڑنا ہوتا ہے، بیشک وہ لوگ جسامت میں بہت بڑے تھے اور شاید یہی وہ وجہ تھی کہ ان کے ستون بھی اتنے ہی بڑے بڑے ہوتے ہوں گے۔ کچھ سمجھ آیا؟؟

"ارم ذات العماد"

"ارم والے، جو اپنی ذات میں ستون تھے۔۔"

جب موسیٰ علیہ السلام یہودیوں کو مصر سے نکال کر فلسطین تک لائے لیکن وہاں پہنچ کر یہودیوں نے موسی علیہ السلام کو کہا کہ ہم اس شہر میں نہیں جا رہے، آپ اور آپ کا خدا جا کر ان سے لڑو۔

انہوں نے ایسا کیوں کہا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہودیوں کے بارہ قبیلوں میں سے بارہ جاسوس فلسطین بھیجے تھے تا کہ وہ وہاں کی خبر لائیں اور انہی جاسوسوں نے واپس آ کر بتایا کہ ہم نے بہت بڑے اور بہت طاقتور لوگ دیکھے ہیں جن کے سامنے ہم بہت حقیر تھے۔

وہ کون لوگ تھے ؟؟ وہ عمالیق یا عمالقہ نامی قوم کے لوگ تھے جو اہل عاد کے بچ جانے والوں کی نسل میں سے تھے اور انہی سے خوفزدہ ہو کر یہودیوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ ہم نے ان سے نہیں لڑنا، بلکہ آپ اور آپ کا خدا جا کر ان سے لڑو۔ کئی سال گزرنے کے بعد یعنی یہودی صحراء میں بھٹکتے سزا کاٹنے کے بعد بالآخر جب عمالقہ سے لڑنے کے لیے پہنچے تو ان کا سامنا جالوت سے ہوا اور یہ شخص نام کے ساتھ قرآن میں مینشن ہے۔ یہ جالوت کون تھا؟

اسے انجیل میں goliath نام سے بلایا گیا ہے۔ goliath ایک

انتہائی اونچا، لمبا، تڑنگا اور طاقتور مرد تھا اور masoretic text میں

اس کی اونچائی six cubits and a span لکھی ہے یعنی کہ

تقریباً دس فُٹ اونچا آدمی۔ جالوت کا قتل حضرت داؤد علیہ السلام نے کیا

تھا۔

یہاں تک پہنچنے کے بعد ہمیں کافی حد تک اندازہ ہو گیا کہ اہل عاد ربع الخالی

صحراء میں بسنے والے انتہائی اونچی جسامت اور قد کے لوگ تھے، وہ اپنی

جسامت ہی کے مطابق عالیشان ستونوں والی تعمیرات کیا کرتے تھے، اور ان

ہی باتوں پر تکبر کی وجہ سے وہ کہہ بیٹھے کہ کون ہے جو قوت میں ہم سے زیادہ

ہو۔

سورۃ حم السجدۃ میں اللہ نے فرمایا۔

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ جس اللہ نے انہیں بنایا ہے وہ اپنی قوت میں "
"ان سے کہیں زیادہ ہے

قوم عاد پر آنے والا عذاب ایک تیز، چیختی چلاتی، کڑک والی ہوا کا تھا جو آٹھ
راتیں اور سات دن تک چلتی رہی، اور وہ جس بھی چیز سے گزرتی اسے ریت
کی طرح کر دیتی تھی۔

اپنے نبی ہود علیہ السلام کو deny کر دینے کے بعد، اہل عاد کا اختتام ایک
قحط سے شروع ہوا۔ اس قحط سے تنگ آکر انہوں نے ایک شخص سے فریاد کی
کہ وہ بارش کی دعا مانگے۔ اس شخص نے تہامہ کے پہاڑوں میں جاکر دعا مانگی
کہ ہم پر ویسی بارش برسے جیسے پہلے برسا کرتی تھی اور آسمان میں ایک
گہرے سیاہ بادل کو دیکھ کر کہا کہ کاش یہ ہم پر برس جائے۔
اور جب وہ برسا تو سب تہس نہس ہو گیا۔

قوم عام کو تباہ کرنے کے پیچھے ایک بڑی وجہ ان کا تکبر تھا۔۔انہیں لگا جو ان کے پاس ہے کسی اور کے پاس نہیں ہے۔۔وہ اپنے آپ کو سب سے خاص سمجھتے تھے۔۔۔خاص سمجھ لینا تکبر لے آتا ہے۔۔کیونکہ ہم بھول جاتے ہیں ہمیں خاص بنانے والی ایک بہت بڑی ذات موجود ہے۔ہم خود کو دوسروں سے اوپر مان لیتے ہیں۔

اگر تم چاہتے ہو تم تباہ نہ ہو تو ہمیشہ یاد رکھو کہ خاص ہونے کے باوجود جھک کر جانا سیکھو۔۔۔اپنے خدا کے سامنے۔۔جس نے تمہیں بنایا۔۔۔ورنہ توڑ دیے جاؤ گے۔۔۔مٹا دیے جاؤ گے۔۔۔ہمیشہ کے لیے۔

✿••✿••✿••✿

وہ جن پانچ لوگوں کے ہجوم میں آیا تھا انہی میں واپس چلا گیا۔۔۔۔جبکہ ایمان اکیلی بیٹھی رہ گئی تھی۔وہ اللہ سے پوچھنا چاہتی تھی آخر اُس نے ایسا

کیوں کیا؟؟ وہ تو اپنی خاموش یک طرفہ محبت کو کہیں اندر دفنا چکی تھی پھر کیوں اس موقع پر اللہ اس شخص کو سامنے لایا تھا جب وہ خود ایک سیاہ کے ساتھ تھی۔۔۔۔اسے اپنی آنکھیں نم ہوتیں محسوس ہوئیں۔۔وہ اکیڈمی سے نکل آئی۔ باہر اندھیرا تھا اور خوشگوار ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔اس نے حاد سے بات کرنے کی کوشش نہیں کی تھی اور نہ وہ ایسا چاہتی تھی۔

پر وہ ہاسٹل نہیں جانا چاہتی تھی۔۔جو دھماکہ اس کے سر پر ہوا تھا اس کے لیے ضروری تھا وہ باہر ہی رہ کر خود کو نارمل کرتی۔۔۔کوئی اس کا ہمراز نہیں تھا وہ کس سے جا کر اپنی تکلیف بیان کرتی۔۔۔کس سے مدد مانگتی۔۔۔؟؟ کس کے سامنے اپنا دل ہلکا کرتی۔۔؟؟ وہ اپنے اندر اترتی خاموشی کے ساتھ ایک کافی شاپ میں آ کر بیٹھ گئی۔۔۔گلاس ونڈو کے پاس رکھی کرسی پر بیٹھ کر وہ باہر روشنیوں سے بھری اسٹریٹ دیکھنے لگی۔۔۔لوگ آ جا رہے تھے۔۔۔ سیاہ چہل قدمی کر رہے تھے۔اسے شکوہ تو ہوا تھا اللہ سے پر اس نے زبان سے کچھ نہیں بولا۔۔۔دماغ میں عجیب سی درد کی ٹیس اٹھی تھی۔۔وہ کئی لمحے

بیٹھی رہی۔۔۔ ویٹر اس کے پاس آیا تو اس نے ہاٹ کافی کا آڈر دیا اور میز پر رکھے گلاس کو گھورنے لگی۔۔ اس کے ہاتھ جھولی میں رکھے تھے۔۔۔ بیگ کی اسٹریپ اب تک کندھے پر تھی۔۔ جبکہ وہ نیچے لٹک رہا تھا۔ وہ جیسے بیٹھی تھی ویسے ہی جھکتے ہوئے اس نے دائیں جانب سے سر میز پر ٹکا دیا۔۔ خاموشی اس کی ذات کا حصہ تھی۔۔ وہ اب بنا پلکیں جھپکائے گلاس ونڈو سے نظر آتے آسمان کو دیکھ رہی تھی جہاں تارے ٹمٹما رہے تھے۔۔

ایک تھا ماثیل جو اس پر دل و جان سے مرتا تھا۔ اور اسے لگتا تھا ایمان اس کے لیے روشنی بن کر آئی تھی۔

اور ایک تھا حاد جو اسے جانتا تک نہیں تھا، اور وہ اس کی چاہت تھا۔۔ خاموش محبت۔۔۔ جسے اس نے خود سے بھی چھپا کر رکھا تھا۔۔ کبھی کبھی اسے لگتا تھا یہ محبت نہیں ہے صرف عقیدت ہے۔۔ پر جب جب وہ سامنے آیا اس کے دل نے بغاوت کر دی تھی۔

ایمان کے ساتھ رہتے ہوئے کبھی کوئی جان ہی نہیں پایا کہ اس پر کسی شخص کا بسیرا تھا، جو اسے کسی اور جانب دیکھنے ہی نہیں دیتا۔۔۔ماثیل سے گریز کی ایک وجہ وہ سفید شخص بھی تھا جو اسے کسی اور کا ہونے نہیں دیتا تھا۔
کوئی جان ہی نہیں پایا وہ ہر جگہ اس سفیدی کو ڈھونڈتی تھی جو اس شخص سے جڑی تھی۔۔۔یہ تب مزید بڑھ گئی تھی جب اس نے پہلی بار حاد کو مسٹر گرے والے اکاؤنٹ پر لائیو دیکھا تھا۔وہ ویسا ہی تھا جیسا انسان اسے چاہیے تھا۔۔وہ اس کے دل بسنے والے اس بت پر پورا اترتا تھا جو اس کے لاشعور میں اس کے ہمسفر کا بن چکا تھا۔

یا اللہ پاک۔۔۔مجھے ہمت دے کر رکھنا۔۔"اس نے خاموشی سے آسمان" کو تکتے نم آنکھوں اور خاموش لبوں سے التجا کی تھی۔
اس نے محبت کو خود سے چھپا کر رکھا تھا۔۔۔اس نے کبھی اللہ سے بھی اس بارے میں کوئی بات نہیں کی تھی۔۔کیونکہ اسے اللہ سے حیا آتی

تھی۔۔۔اسے شرم محسوس ہوتی تھی کہ وہ کیسے کسی شخص کا نام دھڑلے سے اللہ کے نام لے اور اسے کہے کہ اللہ جی مجھے یہ پسند ہے۔۔جب اس نے اتنا چھپایا تھا پھر کیسے وہ شخص اس کے سامنے آ کر اس کی ذات کا بھرم توڑ سکتا تھا۔

وہ جانے کب تک بے جان یونہی لیٹی رہی۔۔۔ویٹر اس کا آڈر رکھ کر جا چکا تھا۔جب اس کی نظر آسمان سے پلٹی تو گلاس ونڈو کے پار کھڑے شخص کو دیکھ کر وہ ساکت رہ گئی۔۔۔ہاں وہ وہی تھا۔۔۔بد تمیز، گستاخ اور ظالم عبدل۔۔۔وہ اپنے ازلی حلیے میں ونڈو کے پار کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔۔وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔۔ابھی تک اس کا سونگ پلے ریلیز نہیں ہوا تھا۔۔ڈیڑھ سال ہونے والا تھا۔۔اس نے ڈیڑھ سال بعد عبدل کو دیکھا تھا۔۔اس کی آنکھوں میں حیرانی تھی۔۔۔عبدل بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔جانے وہ کب وہاں کسی جن کی طرح آیا تھا۔۔جب اس نے ایمان کو اٹھ کر بیٹھتے دیکھا تو وہ داخلی دروازے کی جانب بڑھ گیا اور پھر اگلے چند پلوں میں وہ اس کے سامنے بیٹھا

تھا۔۔ایمان حیرت کے گہرے سمندر میں تھی۔۔وہ پہلے سے زیادہ مضبوط حلیے میں تھا۔۔۔ایک باکسر کے حلیے میں۔۔۔

دونوں ایک دوسرے کے سامنے خاموش بیٹھے تھے۔اسے آج ایمان کا خیال کیوں آیا تھا؟؟

"کیسی ہو ایمانے۔۔۔؟؟" بالآخر اس نے ہی خاموشی کو توڑا۔

"زندہ ہوں۔۔" وہ ہولے سے بڑبڑائی۔۔۔عبدل اسے دیکھ رہا تھا جبکہ ایمان کی نظر ہاٹ کافی کے مگ پر تھی۔اس نے نہیں پوچھا وہ کیسا تھا۔۔؟؟ نہ پوچھا وہ کہاں تھا۔۔؟نہ پوچھا اس کی وائف کیسی تھی۔۔اس نے کچھ نہ پوچھا۔۔اسے پوچھنا ہی نہیں تھا۔

"میں تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔۔" وہ سنجیدہ تھا۔

میں سننے میں دلچسپی نہیں رکھتی۔۔۔" سپاٹ، تاثرات سے عاری"

چہرہ۔۔۔ عبدل نے تڑپ کر اسے دیکھا۔۔وہ جانے کہاں کھو گئی تھی۔وہ پہلے والی ایمانے نہیں لگ رہی تھی۔اس کی رنگت۔۔اس کا غصہ اس کی ہنسی۔۔ اس کی خفگی بھری گھوری۔۔کچھ بھی پہلے جیسا نہیں تھا۔ڈیڑھ سال نے اسے کافی بدل دیا تھا۔

میں پھر بھی سنانا چاہوں تو۔۔؟؟" عبدل نے ڈرتے دل کے ساتھ پوچھا۔"

کہیں وہ کڑک سا جواب دے کر دل ہی نہ توڑ دے۔اس پر ایمان نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

ضبط سے سرخ ہو چکی سیاہ آنکھیں اسے گھور رہی تھیں۔۔ان آنکھوں میں بہت سارے شکوے تھے پر اس کے لب خاموش رہے۔

"دوستی کے نام پر پھر سے دھوکا دینا چاہتے ہیں۔۔؟؟"

سوال ایسا تھا کہ عبدل کے دل پر گھونسا سا پڑا۔ وہ تڑپ اٹھا تھا وہ اسے سب بتانا چاہتا تھا۔۔ وہ اسے بتانا چاہتا تھا وہ کیوں چلا گیا تھا۔۔ وہ اسے بتانا چاہتا تھا وہ اس کی ان سیاہ آنکھوں میں کسی اور کا عکس دیکھ چکا تھا۔ پر وہ بھی کچھ نہ بتا پایا۔ ایمان ابھی تک اسے دیکھ رہی تھی۔۔ وہ حاد سے مشابہ تھا۔۔ اس کی گرے آنکھیں بالکل ویسی تھیں۔۔ اس کا چہرہ کافی حد تک ملتا جلتا تھا۔۔ پر جو نہیں ملتا تھا وہ ان کا حلیہ تھا۔۔ اسی لیے وہ دونوں ایک دوسرے سے بالکل الگ دکھتے تھے۔۔۔ پر ایمان کو عبدل کے چہرے میں کسی اور جھلک نظر آ گئی تھی۔ اسی لیے اس نے عبدل سے ایک بار کیفے سینٹ جاؤمے کے باہر بیٹھے کچھ کہا تھا۔

"ایسا کیوں لگتا ہے جیسے یہ چہرہ میں پہلے بھی دیکھ چکی ہوں۔۔

"اچھا کہاں دیکھا تھا۔۔؟؟"

"پاکستان میں۔۔ریلوے اسٹیشن پر۔۔۔۔"

ماضی کی یاد کسی فلم کی طرح چلنے لگی۔۔۔سب کچھ کتنا اچھا تھا۔۔نہ کوئی ماثیل تھا۔۔نہ کوئی حاد تھا۔۔نہ سیاہی تھی نہ سفیدی۔۔بس وہ دونوں تھے۔۔ اچھے دوست۔۔اس روز عبدل جان گیا تھا اس نے ریلوے اسٹیشن پر کسے دیکھا تھا۔۔اور وہ شاید یہ بھی جان گیا تھا کہ ایمان کے لیے وہ چہرہ کس قدر اہم تھا۔۔۔پر ایمان آج تک نہیں جان پائی تھی کہ دونوں کی آنکھیں کیسے اتنا ملتی تھیں۔

کیا اس نے تمہیں ڈھونڈ لیا۔۔۔؟؟" وہ سنجیدہ تھا۔"

"کس نے؟؟" وہ الجھی۔۔۔ جبکہ عبدل ٹھٹک گیا۔۔

"کس کی بات کر رہے ہو؟؟" ایمان کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔۔۔اس کی چھٹی حس کسی خطرے کی گھنٹی بجا رہی تھی۔ جبکہ عبدل خاموش رہا۔۔۔اسے سمجھ نہ آیا کہ ایمانے کا نام لینے کے باوجود وہ اسے کیسے ڈھونڈ نہ پایا۔۔؟؟

"کیا تم ماثیل کو جانتے ہو۔۔؟؟" وہ دھڑکتے دل کے ساتھ بولی۔ چہرے پر خوف کے سائے ابھر آئے تھے۔ جبکہ عبدل کہیں اور الجھا تھا۔

"ماثیل۔۔۔" عبدل زیر لب بڑبڑایا۔ یہ نام اس نے کہیں سنا تھا۔

ہاں ادھم جبیل عرف ماثیل۔۔۔ کیا تم اسے جانتے ہو۔۔؟؟" ایمان نے خشک لبوں پر زبان پھیرتے تیزی سے پوچھا تو عبدل کو کافی شاپ کی بلڈنگ اپنے سر پر گرتی محسوس ہوئی۔۔ وہ اب حیرت سے ایمان کو دیکھ رہا تھا۔۔ وہ کیسے ادھم کو جانتی تھی۔۔۔؟؟ اس نے آج ہی ایمان کی تلاش کی تھی کیونکہ وہ اسے بتانا چاہتا تھا وہ کون تھا؟ اس کا آرجے سے کیا تعلق تھا اور وہ کیوں غائب ہو گیا تھا۔ وہ اسے مل بھی گئی تھی۔ پر ادھم۔۔۔۔؟؟ وہ کہاں سے آگیا تھا۔۔۔؟؟ وہ اب بے یقینی سے ایمان کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔

✿••✿••✿••✿

"عبدل کے ساتھ جو پلے سونگ ریکارڈ کیا گیا ہے اس کی ریلیز روک دو۔۔" وہ کمرے کی کھڑکی میں کھڑا تھا جہاں سے پورا ویلنسیا نظر آرہا تھا۔۔ وہ فون کان سے لگائے سرد و سپاٹ لہجے میں کسی کو حکم دے رہا تھا جبکہ

دوسری جانب فون سننے والے کے سر پر گن رکھی تھی۔۔ایک شخص سوٹ بوٹ میں ملبوس چہرہ ماسک میں چھپائے اس کے سر پر کھڑا تھا۔۔یہ وہی ڈائریکٹر تھا جس نے ابھی ابھی عبدل کے ساتھ فالن اینجل پر اپنی شوٹنگ مکمل کی تھی۔۔پر اسے سمجھ نہ آیا تھا اچانک اس کے گھر میں کوئی کیوں گھس آیا تھا اور اب اس کے سر پر گن تانے کھڑا تھا۔اس نے خاموشی سے ڈائکریکٹر کو فون پکڑا دیا تھا۔وہ اب کانپتی ٹانگوں سے فون کی دوسری جانب موجود شخص کا حکم سن رہا تھا۔

"لک۔۔لیکن میں ایسا کیوں کروں میں نے بہت پیسہ لگایا ہے اس پر۔۔"
ڈائریکٹر نے احتجاج کیا۔۔اسے اتنا سمجھ آگیا تھا کہ یہ عبدل کا کوئی دشمن تھا۔

"جتنا لگایا ہے اس سے ڈبل تمہیں مل جائے گا۔۔پر یاد رہے اگر یہ سونگ ریلیز ہوا تو تم نہیں بچو گے۔۔۔"

اس نے فون پر دھمکی دی۔

”اگر ریلیز نہ ہوا تو عبدل مجھے مار ڈالے گا۔۔“ڈائریکٹر کے چہرے پر خوف واضح تھا۔

”عبدل آئے تو اسے یہ سب جو تمہارے ساتھ ہو رہا ہے صاف صاف بتا دینا۔۔۔“

ٹوں ٹوں کی آواز سے فون بند ہو گیا۔۔ماسک نے والے شخص نے گن ابھی تک اس کی کنپٹی پر رکھی ہوئی تھی۔ڈائریکٹر کے پسینے چھوٹ گئے تھے۔۔وہ اب اس وقت کو کوس رہا تھا جب اس نے عبدل کو سائن کیا تھا۔

اکاؤنٹ نمبر لکھو۔۔“ ماسک والے شخص نے اپنا فون ڈائریکٹر کے سامنے کیا۔ کل سونگ کی ریلیز ڈیٹ تھی۔ ڈائریکٹر نے کانپتے ہاتھوں سے اس کے فون میں اپنا اکاؤنٹ نمبر ٹائپ کیا۔

”آج شام تمہیں پیمنٹ مل جائے گی۔۔۔ پر یاد رکھنا یہ پلے سونگ اگر ہماری مرضی کے بنا ریلیز ہوا تو تم نہیں بچو گے۔۔“ ماسک والے شخص نے پھنکارتے کہا اور پھر گن اس کے سر پر اس انداز میں ماری کہ وہ وہیں ڈھے گیا۔

✿••✿••✿••✿

عبدل چلا گیا تھا بنا کچھ بتائے بنا کچھ بولے جبکہ وہ وہیں بیٹھی رہ گئی۔۔ کئی لمحے وہ الجھے ذہن کے ساتھ یونہی بیٹھی رہی چونکی تب جب ماثیل کا فون آیا۔۔ اس کا فون بار بار بج رہا تھا۔۔ بالآخر اسے اٹھانا پڑا۔

"کہاں ہو۔۔۔؟؟" بے تابی سے پوچھا گیا۔۔ ایمان نے کافی شاپ کا نام بتا کر فون بند کر دیا۔ کچھ دیر بعد وہ اس کے سامنے بیٹھا تھا۔۔۔ ایمان کی کافی ویسے ہی رکھی تھی۔

"مجھے بلا لیا ہوتا۔۔ اکیلی کیوں بیٹھی ہو؟؟" وہ اب اس پر نظریں جمائے کہہ رہا تھا۔ جبکہ ایمان خاموش بیٹھی رہی اسے سمجھ نہیں آ رہا زندگی اس کے ساتھ کیا کھیل کھیل رہی تھی۔

اگر میں کہوں میں کسی سے محبت کرتی ہوں تو؟؟" ایمان نے نظریں اٹھا کر" اسے دیکھا۔۔ وہ جو مینیو چیک کر رہا اس کے ہاتھ تھم گئے۔۔۔ اس نے بے اختیار ایمان کو دیکھا دونوں کی نظریں ملیں۔ وہ کسی مزاق کے موڈ میں نہیں تھی۔ وہ کچھ ثانیے دیکھتا رہا۔

اونہوں۔۔ تم محبت نہیں کر سکتی ایمان۔۔" وہ استہزائیہ ہنستا پھر سے" مینیو کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"اگر میں کہوں تو۔۔۔؟؟"

تم محبت نہیں کر سکتی ایمان! تم دل میں بھی ایک دماغ رکھتی ہو، حواس میں" رہنے والا شخص محبت نہیں کر سکتا اور تمہارا تعلق اس ذات سے جڑا ہے جو

تمہیں مدہوشی میں بھی ہوش کھونے نہیں دیتا، تم بھلا محبت کیسے کر سکتی ہو؟
تم محبت کر ہی نہیں سکتی۔۔۔!!"

اس کی نظریں ابھی تک مینیو پر تھیں پر اس کا لہجہ اس کے اندر کی تکلیف کو بیان کر رہا تھا۔۔ماثیل دی بت ساز ایک لڑکی کی محبت نہیں جیت پایا تھا۔
وہ کتنے یقین سے کہہ رہا تھا۔۔ایمان اسے دیکھتی رہی۔ماثیل نے ویٹر کو بلا کر دونوں کے لیے فریش کافی کا آڈر دیا۔۔اور پھر جسے گہرا سانس لیتے اپنے اندر کی تکلیف کو دبا کر اس کی جانب دیکھا۔۔۔وہ مسکرا دی۔۔پھیکی سی مسکراہٹ۔۔۔
ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا۔۔وہ بھلا کسی سے محبت کیسے کر سکتی تھی۔شاید یہ سب بس وقتی تھا۔۔وہ سوچ کر رہ گئی۔۔پر وقتی احساسات سالوں آپ سے چمٹے نہیں رہتے ہیں۔

آپ کو کوئی مسئلہ نہیں؟؟ مجھے آپ سے محبت نہ ہوئی تو۔۔؟" وہ سوالیہ "
نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

ہاں کوئی مسئلہ نہیں پر شرط یہ ہے کہ تمہیں کسی اور سے محبت نہ ہو۔۔"" "
وہ اب سنجیدہ تھا۔ ایمان کی پھیکی سی مسکان بھی غائب ہوئی۔ اس نے زبردستی مسکرانے کی کوشش بھی نہ کی۔ وہ بس خالی نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی۔

ہوگئی تو۔۔۔؟؟" اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا۔ ماثیل نے "
چونک کر اسے دیکھا۔

کم از کم جب سے تم میرے ساتھ ہو تب میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جس پر تم جیسی لڑکی کا دل آجائے۔۔ نو نیور۔۔ تو مطلب ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔۔۔"

پر ماثیل یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ شخص تو ہمیشہ سے تھا۔۔ ہمیشہ سے۔۔ ہر جگہ ہر کہانی میں۔۔ آنکھوں سے اوجھل۔۔ پر وجود رکھنے والا۔۔

✿••✿••✿••✿

"تم ایمانے کو ڈھونڈنے کب جاؤ گے۔۔؟؟" وہ دونوں سکول میں تھے۔۔ جب سے وہ پاکستان سے واپس آئے تھے عبدل کی زبان بس ایک ہی نام لیتی تھی۔

ایمانے۔۔۔ ایمانے۔۔ ایمانے۔۔

اس وقت بھی وہ سکول کے گیٹ سے اندر داخل ہی ہوئے تھے جب عبدل نے پھر سے اس کا ذکر چھیڑ دیا۔

بھول جاؤ اسے۔۔" سنجیدہ سا حاد سپاٹ لہجے میں بولا۔"

کیا مطلب بھول جاؤں؟؟اور کیوں بھولوں۔۔؟؟" اس کی پیشانی پر" سلوٹیں ابھریں۔

کیونکہ وہ ہماری نہیں ہے۔۔۔اور اب میرا دماغ کھانا بند کرو۔۔" وہ اکتا چکا" تھا۔

دونوں موٹے موٹے کپڑے پہنے برف سے بنے قالین پر چل رہے تھے۔۔ دونوں کے ناک سرخ پڑ چکے تھے اور دونوں جڑواں ہونے کی وجہ سے کافی حد تک ایک دوسرے سے مشابہ تھے۔

حاد تیز تیز قدم بڑھاتا کلاس کی جانب جا رہا تھا۔

"ایما نے ہماری ہے سنا تم نے۔۔۔ وہ ہماری ہے تمہیں اسے لانا ہی ہو گا۔۔ نہیں تو اچھا نہیں ہو گا۔۔" وہ پیچھے کھڑا زور سے چلایا اور پھر تیزی سے مٹھی بھر کر برف کا گولا بنایا اور اپنی قوت سے حاد کو دے مارا۔۔ حاد نہ رکا نہ پلٹا۔۔ وہ اسی رفتار سے آگے بڑھتا رہا۔ جبکہ عبدل کا چہرہ غصے سے مزید سرخ ہوا۔۔۔ ایسے کیسے وہ مکر سکتا تھا۔۔ حاد ایما نے نہیں مکر سکتا تھا۔۔ وہ اسے مکرنے ہی نہیں دیتا۔۔

اور پھر اس رات حاد اپنے اور عبدل کے مشترکہ کمرے میں آیا تو یہ دیکھ کر ٹھٹک گیا۔

عبدل نے دونوں کے سنگل بیڈ کے درمیان رکھے سفید رنگ کے سائیڈ ٹیبل پر ایمانے کی تصویر (جو اس نے ہسپتال میں بنائی تھی) فریم کروا کر رکھی ہوئی تھی۔۔ وہ دونوں عمر میں چھوٹے تھے پر ذہنی طور پر وہ اپنے آپ کو کسی نوجوان سے کم نہیں سمجھتے تھے۔ حاد کو اپنے کمرے میں انسانوں یا جانوروں کی تصویریں نہیں پسند تھیں۔

وہ گہرا سانس لیتے آگے بڑھا اور اس نے فریم کو الٹ کر رکھ دیا۔۔ وہ جھک کر اپنے جوتے اتار رہا تھا جب عبدل کمرے میں آیا۔۔ وہ اپنے ننھے ہاتھوں میں فٹبال تھامے ہوئے تھا۔۔ اس نے جیسے ہی فریم کو الٹا رکھا دیکھا تو اس کی تیوری چڑھ گئی۔

اس نے تیزی سے آگے بڑھ کر فریم سیدھا کر کے رکھا۔ حاد نے اسے گھور کر دیکھا پر کہا کچھ نہیں۔

اگر تم نے دوبارہ ایمانے کی تصویر کو ہاتھ لگایا تو میں تمہارا گلا کاٹ دوں گا۔۔" کسی پیشہ ور قاتل کی طرح وہ اسے دھمکی دے کر جا چکا تھا جبکہ حاد ایمانے کو گھور کر رہ گیا۔ یہ تو طے تھا عبدل اسے کبھی ایمانے کو بھولنے نہیں دے سکتا تھا۔

✿••✿••✿••✿

حاد اکیڈمی کے لان میں دھری کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھا تھا۔۔ وہ اس اکیڈمی کے ایم ڈی کے ساتھ بیٹھا جو اس کا کلاس فیلو رہ چکا تھا۔۔ایم ڈی کا نام مرتضے تھا اور وہ ترکی سے تھا۔ حاد کی اس سے اچھی بول چال تھی۔۔ وہ دونوں اس وقت ڈوبتے سورج کی کرنوں تلے بیٹھے تھے۔۔ میز پر کافی کے دو مگ پڑے تھے۔۔ ساتھ ہی لمبی راہداری تھی جو سیدھا سیمنار روم تک جا رہی تھی۔۔۔ وہ دونوں کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے جب مرتضے کی نظر سامنے سے آتی ایمان پر پڑی تھی۔

وہ سیاہ سادہ شلوار قمیص پہنے ہوئے تھی، سیاہ شال اس کے کندھوں پر تھی جبکہ پاؤں پر سیاہ جوتوں میں قید تھے۔۔اس کا بیگ کندھے پر تھا۔۔وہ آفس سے سیدھا اکیڈمی آتی تھی۔اس کے سر پر کریم کلر کا سکارف تھا۔اس نے پونی ٹیل کر رکھی تھی اور اسکارف اچھے سے سر پر جما تھا۔۔وہ اس حلیے میں آتی بہت اچھی لگ رہی تھی۔مرتضے کی نظر جیسے ہی اس پر پڑی اس نے فوراً کہا۔

"حاد۔۔شی از دی ون۔۔یہ وہی ہے ایمان بنت عبداللہ جس کے کالمز اور آرٹیکل تمہیں پسند آئے تھے۔۔"اس کے کہنے پر حاد نے ذرا سا رخ موڑ کر ایمان کو دیکھا۔۔وہ اب فون پر مصروف تھی۔وہ اسے پہچان چکا تھا۔۔وہ چہرے نہیں بھولتا تھا۔۔اسے وہ چہرہ یاد تھا۔۔بیشک یہ کافی سال پہلے کی بات تھی پر اس نے زندگی میں پہلی بار کسی لڑکی کو اپنی جیکٹ دی تھی۔۔۔

کافی ذہین لڑکی ہے۔۔میں نے اس کا فارم چیک کیا تھا پاکستان سے تعلق"
"ہے۔دن میں جاب کرتی ہے اور شام میں یہاں آتی ہے۔۔۔

دونوں کی نظریں اسی پر جمی تھیں۔وہ قدم قدم بڑھاتی ان کے قریب آرہی تھی۔۔۔

اگر تھوڑی سی محنت کی جائے تو یہ لڑکی لکھنے کے ساتھ ساتھ اچھا بول بھی"
"لے گی۔۔

وہ قریب آئی اور بنا ان کی جانب دیکھے آگے بڑھ گئی۔مرتضے کو تھوڑی حیرانی ہوئی۔۔کیا وہ واقعی دو خوبصورت مردوں کو بنا دیکھے گزر گئی تھی؟؟اس نے سلام تک نہیں کیا تھا۔ایسا نہیں تھا ان میں سے کوئی بھی دل پھینک تھا۔۔۔پر مرتضے کو اتنا تو یقین تھا کہ وہ انہیں سلام کرے گی۔۔عموماً مسلمان لڑکیاں ان کے احترام میں گزرتے ہوئے سلام ضرور کرتی تھیں اور غیر مسلم جو سیکھنے آتی تھیں وہ ہر طرح سے گفتگو کی کوشش کرتی تھیں۔

وہ جا چکی تھی۔۔۔۔اس نے پلٹ کر بھی نہیں دیکھا۔۔حاد نے گہرا سانس فضا میں خارج کیا۔

کیا اس نے ابھی ابھی ہمیں نظر انداز کیا ہے۔۔؟؟“ مرتضٰے نے حیرت ” سے حاد کو دیکھا۔

اب تم اس کی اتنی تعریف کر رہے تھے۔۔اگر وہ یہاں رک کر ہم سے ” بات کرنے کی کوشش کرتی تو میں ڈس اپاؤنٹ ہو جاتا۔۔اچھا ہوا وہ گزر گئی۔۔“ حاد کی الگ ہی منطق تھی۔۔۔اسے فین گرل ٹائپ لڑکیاں کبھی اچھی نہیں لگی تھیں۔اس کی بات سن کر مرتضٰے ہولے سے مسکرا دیا۔

پس ثابت ہوا اسے احمد مرتضٰے اور حماد جبیل میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔۔“

وہ سوچتے ہوئے بولا تو حماد مسکرائے بنا نہیں رہ پایا۔

✿••✿••✿••✿

وہ دونوں اب دس سال کے تھے۔۔ حماد لائبریری میں بہت ساری کتابیں کارپیٹ پر پھیلائے بیٹھا۔۔ وہ کسی سوال کا جواب ڈھونڈ رہا تھا۔۔ اچانک کسی آندھی طوفان کی طرح بھاگتا ہوا عبدل اندر داخل ہوا۔۔ اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔۔

وہ جس تیزی سے آیا تھا آتے ہی دروازے کے ساتھ رکھے ٹیبل سے ٹکرایا۔۔ کانچ کا بھاری گلدان نیچے گرا۔۔۔ زمین پر کارپٹ بچھے ہونے کی وجہ سے وہ بچ گیا۔۔

وہ ہمیشہ ایسے ہی آتا تھا۔۔ باہر ہوتا تو مار پیٹ کرتا اور گھر ہوتا تو توڑ پھوڑ۔۔۔

یہ دیکھو۔۔میں نے کیا بنایا ہے۔۔" وہ ہاتھ میں ٹیبلٹ تھامے پر جوش سا"
اس کی جانب بڑھا۔وہ سامنے ہی بیٹھ گیا
اور ٹیبلٹ کو حاد کے سامنے کیا۔۔اسکرین پر ایک چھوٹی سی بچی کی تصویر
تھی۔۔کوئی چار سالا بچی تھی۔
حاد نے اسکرین دیکھ کر سوالیہ نظروں سے عبدل کو دیکھا۔۔وہ منہ سے کم ہی
بولتا تھا۔۔اس کے سوال جواب اک۔ثر اس کی نگاہوں سے یا پھر چہرے کے
تاثرات سے ہوتے تھے۔ابھی بھی اس کی نگاہیں عبدل سے یہی پوچھ رہی
تھیں کہ اس میں کیا دیکھوں۔۔؟؟

یہ ایمانے ہے۔۔میں نے ایک ایپ پر اس کے چہرے کی تصویر ڈالی"
تھی۔۔وہی بے بی ایمانے۔۔ایپ نے یہ چہرہ بنا کر دکھایا ہے۔۔دیکھو
ایمانے اب چار سال کی عمر میں ایسی دکھتی ہو گی۔۔"اس کی آنکھوں میں
ستاروں جیسی چمک تھی۔حاد نے اسے ایسے دیکھا جیسے وہ کوئی بہت بڑا

بے وقوف ہو۔۔۔وہ خاموش رہا۔۔کوئی ایسا دن نہیں گزرتا تھا جب عبدل ایمانے کا نام نہ لیتا ہو۔عبدل کی نظریں اسکرین پر تھیں جبکہ حاد اسے افسوس سے دیکھ رہا تھا۔۔۔اس کی جانب سے خاموشی پا کر عبدل نے سر اٹھایا۔۔دونوں کی نظریں پل بھر کو ٹکرائیں۔اسکے تاثرات فوراً بدلے۔۔پر جوش سے عبدل کا ناک اب غصے سے پھول چکا تھا۔۔وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔حاد نے اس کے اٹھنے پر سکون کا سانس لیا کہ وہ جلد جا رہا تھا ورنہ اس کا دماغ کھاتا رہتا۔

"تمہاری آنکھیں چیخ چیخ کر مجھے ایڈیٹ کہہ رہی ہیں۔انہیں منع کر و ورنہ نکال کر جارج کے کتے کو ڈال دوں گا۔۔"

وہ غصے سے پھنکارتا دروازے کی جانب بڑھا اور پھر باہر نکل گیا۔۔جارج ان کا ہمسایہ تھا۔حاد کی نگاہیں دروازے پر جمی تھیں۔۔وہ تھوڑا حیران تھا۔۔۔

عبدل بنا کسی چیز کو ٹھوکر مارے چلا گیا تھا۔۔۔پر اگلے ہی لمحے وہ دروازے میں ابھرا۔۔ جس سائیڈ ٹیبل سے اس کے آنے پر گلدان گرا تھا اس نے زوردار لات ٹیبل کو دے ماری۔۔۔اور پھر غائب ہو گیا۔

ٹیبل زمین بوس تھا۔حاد نے اپنا رکا ہوا سانس بحال کیا۔اب اگلا پورا ہفتہ عبدل اسے ٹارچر کرنے والا تھا۔اس کی کیا مجال وہ عبدل کی ایمانے کو اگنور کر دے۔

✿••✿••✿••✿

تیرہ سال بعد

دو دن ہو گئے تھے ڈائریکٹر عبدل کا فون نہیں اٹھا رہا تھا۔ کہاں تو پلے سونگ ریلیز ہونے سے پہلے وہ عبدل کے پیچھے پڑا ہوا تھا اور اب وہ غائب ہو چکا تھا۔۔۔

عبدل کا نمبر شاید اس نے بلاک کر دیا تھا۔ عبدل کا تو دماغ گھوم گیا۔ اس نے محنت کی تھی۔۔۔ وہ کبھی اپنی محنت کو ضائع نہیں جانے دیتا تھا۔۔ یہ تو اس کا فیورٹ کام تھا۔۔ اس کے فالن اینجل کا پلے سونگ۔۔۔
اس نے کسی طرح ڈائریکٹر کے اسسٹنٹ کو ڈھونڈا۔۔ کیونکہ ڈائریکٹر کہیں چھپا ہوا تھا۔۔ اسسٹنٹ کا ناک پھوڑ کر اس نے ڈائریکٹر کا پتہ اگلوا لیا۔۔ اور پھر ایک گھنٹے بعد وہ ڈائریکٹر کے سر پر پہنچ چکا تھا۔
عبدل کو دیکھ کر ڈائریکٹر کو اپنی موت نظر آنے لگی تھی۔

خود بتاؤ گے سب یا جبڑا توڑ دوں۔۔۔؟؟" اس کا لہجہ غضبناک تھا۔ ڈائریکٹر" نے بے اختیار تھوک نگلا۔۔ اسے عبدل کی یہاں آنے کی امید نہیں تھی۔۔

اس نے اپنے فلیٹ کے باہر گارڈ کھڑے کر رکھے پر عبدل باکسر تھا۔۔

ڈائریکٹر شاید کہ بھول گیا تھا۔

اگلے پی پل ڈائریکٹر نے سب اگل دیا۔۔عبدل خاموشی سے سنتا گیا اور اس کی کنپٹی کی رگیں ابھرتی گئیں۔

"پیسے کس اکاؤنٹ سے ٹرانسفر ہوئے تھے۔۔۔؟"اس نے خود پر قابو پاتے بس یہی سوال کیا۔ڈائکریکٹر نے بنا چوں چراں اسے اکاؤنٹ نمبر دے دیا۔

عبدل جھٹکے سے اٹھا۔

"مم۔۔مجھے کچھ ہو گیا تو؟؟"ڈائکریکٹر خوفزدہ تھا۔۔ماسک والا شخص پستول تانے اسے سوتے جاگتے ہر جگہ نظر آتا تھا۔

تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔۔ جس نے بھی یہ سب کیا ہے وہ یہی چاہتا ہے میں اس تک پہنچوں ورنہ وہ تمہیں کیش دیتا، رقم اکاؤنٹ سے ٹرانسفر نہ کرتا۔۔"

وہ کہتا تیزی سے نکل گیا جبکہ ڈائریکٹر نے اٹکا ہوا سانس بحال کیا۔

اور پھر ایک گھنٹے بعد وہ یہ پتہ لگانے میں کامیاب ہو گیا تھا کہ ڈائریکٹر کو کس نے رقم بھیجی تھی۔

اس کا فون نمبر تک عبدل نے نکلوالیا تھا۔۔ عبدل نے نمبر ملایا۔۔ دوسری جانب سے دوسری بیل پر فون اٹھالیا گیا۔

"عبدل۔۔۔" دوسری جانب سے فون اٹھاتے ہی کہا گیا۔ جیسے اسی کے فون کا انتظار ہو۔

"کون ہو تم۔۔؟؟" عبدل نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"لوکیشن بھیج رہا ہوں۔۔ ملنا ہے تو آ جاؤ۔۔۔"

اتنا کہہ کر فون بند کر دیا گیا۔۔ کچھ دیر بعد اسے لوکیشن کا میسج موصول ہوا تھا۔۔ وہ جبڑے بھینچتا اپنے بالو کو پونی میں باندھتے اپنی ہیوی بائیک پر بیٹھ کر اسے ہوا کی اسپیڈ سے بھگا لیا گیا۔ لوکیشن زیادہ دور کی نہیں تھی۔

یہ ایک مشہور ہوٹل کی لوکیشن تھی۔۔ کمرہ نمبر بھی لکھا ہوا تھا۔۔ وہ بھاگتے ہوئے ہوٹل میں داخل ہوا اور سیڑھیاں چڑھتا اوپر کی جانب بھاگا۔۔

سیکیورٹی نے اسے روکنے کی کوشش کی تھی پر وہ نہیں رکا۔۔

جیسے ہی وہ مطلوبہ کمرے کے سامنے پہنچا اس نے لات مار کر دروازہ کھولا۔۔ سامنے ہی بیڈ کے ساتھ رکھی کرسی پر کوئی بیٹھا تھا۔۔۔ کمرے میں اندھیرا تھا۔۔ بالکل ہلکی سی روشنی تھی جس میں ایک شخص کا سراپا نظر آ رہا تھا پر واضح نہیں تھا۔ سیکیورٹی والے اس کے پیچھے پیچھے اوپر بھاگے آئے تھے۔۔۔ عبدل کا سانس پھولا ہوا تھا۔۔۔ وہ بنا آستینوں کی ٹی شرٹ پہنے ہوا تھا۔

اس نے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مار کر لائیٹ آن کی۔۔۔وہ جانتا تھا وہ کسی کا جبڑا توڑنے والا تھا پر جیسے ہی اس کی نظر
کرسی پر بیٹھے شخص پر پڑی وہ ساکت رہ گیا۔۔
سامنے ہی کرسی پر حاد بیٹھا تھا۔۔پر سکون سا۔۔ہمیشہ کی طرح خاموش اور پر اسرار۔۔۔
ہاں وہ حاد تھا۔۔حاد جبیل۔۔عبدل جبیل کا جڑواں بھائی۔۔وہ دونوں ایک دوسرے سے تیرہ سال بعد مل رہے تھے۔

سیکیورٹی والے کمرے تک پہنچ چکے تھے۔۔

آپ لوگ جائیں۔۔۔یہ مجھ سے ملنے آئے ہیں۔۔" حاد نے کہا تو گارڈ" واپس پلٹ گئے۔۔۔عبدل کے جبڑے مزید بھنچ گئے۔۔۔وہ کرسی سے اٹھ

کھڑا ہوا۔ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ پر سکون سا کھڑا تھا۔۔۔ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے تھے۔۔۔ دونوں کا قد ایک جتنا تھا۔۔ البتہ عبدل کا جسم کسرتی تھا۔۔ آج بھی ہمیشہ کی طرح عبدل غصے سے بھرا ہوا تھا جو کسی بھی وقت پھٹ سکتا تھا اور حاد اتنا ہی پر سکون اور بولتی آنکھوں کے ساتھ سامنے والے کو جلا کر راکھ کرنے کا ہنر رکھتا تھا۔

"تو میں نے تمہیں ڈھونڈ ہی لیا۔۔۔"

حاد فاتح تھا۔۔ اس نے ہارنا نہیں سیکھا تھا۔۔۔۔ اسے جن لوگوں کی تلاش ہوتی تھی وہ خود اس تک چل کر آتے تھے۔

ہاں وہ وہی تھا جو منظر عام پر نہیں تھا پر شطرنج کے مہرے اس کی مرضی سے چلتے تھے۔

"تو میں نے تمہیں ڈھونڈ ہی لیا۔۔۔"

وہ ویسا ہی تھا۔۔۔صاف شفاف حاد جبیل۔۔ہمیشہ جیسا۔۔
کتنے لمحے عبدل اسے حیرانی سے دیکھتا رہا اور پھر غصے سے مٹھیاں بھینچتا اس کی جانب بڑھا۔۔

تم یہاں کر رہے ہو؟؟" اس نے حاد کا گریبان پک-ڑا۔۔اس سے پہلے کہ" وہ اسے ایک مکا جڑتا۔۔حاد فوراً بولا۔

اگر یہاں کی کوئی چیز ٹوٹی تو بھرپائی تمہیں کرنی پڑے گی۔۔میرے" جبڑے سمیت۔۔۔" عام لہجہ۔۔نارمل انداز۔۔جیسے اسے کوئی فرق ہی نہ پ-ڑتا ہو۔عبدل کا مکا ہوا میں ہی معلق ہو گیا۔۔۔
کسی کی سیاہ آنکھوں میں اسے اپنے سامنے کھڑے شخص کا سراپا نظر آیا تھا۔۔
اس نے جھٹکے سے حاد کا گریبان چھوڑ دیا۔۔دھیمی سی مسکان حاد کے لبوں کو چھو گئی۔اس نے جھاڑنے والے انداز میں اپنی شرٹ کا کالر درست کیا۔وہ

ہمیشہ کی طرح پر سکون تھا۔اور اس کا یہ پر سکون انداز عبدل کو آگ لگاتا تھا۔ اب وہ ضبط کے کڑے مراحل سے گزر رہا تھا۔۔اس نے کبھی سوچا نہیں تھا حاد اسے ڈھونڈ لے گا۔۔

خاموش رہنے والا حاد بولنے سیکھ گیا تھا۔۔

باہر چل کر بات کریں۔۔۔؟؟“ حاد نے اپنا فون اٹھاتے نرم لہجے میں کہا تو” عبدل نے اسے گھوری سے نوازہ اور پھر دروازے کو ٹھوکر مارتے کمرے سے نکل گیا۔۔حاد نے اس کی حرکت پر گہرہ سانس لیا اور فوراً اس کے پیچھے لپکا اس سے پہلے کہ وہ غائب ہو جاتا۔

✿••✿••✿••✿

آپ کو سب سے زیادہ خوف کس چیز سے آتا ہے۔۔؟؟ کوئی فوبیا۔۔ سب سے بڑا فوبیا۔۔۔؟؟"

اس نے ماثیل کو میسج کیا تھا۔

"اکیلے رہ جانے سے۔۔۔" کچھ دیر بعد اس نے جواب دے دیا تھا۔

"ہزاروں چاہنے والے ہیں آپ کے۔۔ پھر کیسا ڈر۔۔؟؟"

وہ الجھی تھی۔

"مجھ جیسے لوگ آخر میں اکیلے رہ جاتے ہیں۔۔"

ہاں وہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔۔ عبداللہ شہاب بھی آج اکیلا تھا۔۔ کوئی نہیں تھا اس کے پاس۔ وہ خاموش ہو گئی۔۔ ذہن بری طرح الجھا ہوا تھا۔۔ حاد کا آنا۔۔ اور پھر عبدل کا ملنا۔۔

اس کی سمجھ سے یہ سب باہر تھا۔۔ روز حاد کو اپنے سامنے دیکھ کر وہ کیسے بکھر جاتی تھی یہ وہی جانتی تھی۔۔ پتا نہیں وہ شخص واپس کیوں نہیں جا رہا تھا۔

"اور تم مستقبل میں کس بات کو لے کر خوفزدہ ہو۔۔۔؟؟"

ماثیل پوچھے بنا نہیں رہ پایا تھا۔

"پاگل ہو جانے سے۔۔۔" اس نے نہیں چھپایا۔ صاف صاف بتا دیا۔

"مجھے خوف آتا ہے۔۔ مجھے ڈر لگتا ہے کبھی کبھی۔۔ کبھی کبھی خود کو کسی پاگل خانے میں پاتی ہوں۔۔۔ یہ خوف میرا پیچھا نہیں چھوڑتا۔۔"

اوہ کم آن ایمان۔۔ تم بہت اسٹرونگ ہو۔۔ تمہیں خود پر پورا کنٹرول ہے۔۔ تم پاگل نہیں ہو سکتی۔۔" ماثیل کا مسیج پڑھتے وقت اس کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

وہ کہہ نہ پائی کہ اسے عبداللہ شہاب کی طرح بے وفائی کرنے سے ڈر لگتا تھا جیسے اس نے کی تھی۔۔اپنی بیوی سے۔۔۔اور ایمان کو آج کل یہ خوف ستا رہا تھا کہ اس کا انجام عبداللہ شہاب جیسا نہ ہو۔۔

وہ بھی اپنے دل کو ہزار چاہنے کے باوجود ادھم جبیل کی طرف مائل نہیں کر پائی تھی۔۔وہ اس کی محبت کو اپنا کر اب ان زنجیروں سے آزادی چاہتی تھی۔ اور وجہ بہت ساری تھیں۔۔۔ماثیل وہ شخص نہیں تھا جس کی اس نے کبھی چاہ کی تھی۔اور اسے یہ خوف تھا اگر وہ بے وفا ہوئی تو حواس کھو دے گی۔

وہ اب اسے کال کر رہا تھا۔۔وہ اس سے بات کرنا چاہتا تھا جبکہ ایمان نے فون بند کر دیا۔

اسے آج کل اپنا آپ بہت گرا ہوا محسوس ہوتا تھا۔۔حاد کی سچائی پر مبنی باتیں اسے آئینہ دکھاتی تھیں کہ وہ غلط راستے پر تھی۔۔پر واپسی کا کوئی سرا مل نہیں رہا تھا۔وہ آگے بڑھنا نہیں چاہتی تھی اور پیچھے ہٹ نہیں سکتی تھی۔۔۔وہ پھنس چکی تھی۔۔اور اب حالات کی چکی میں بری طرح پس رہی تھی۔

✿••✿••✿••✿

کیا کرنے آئے ہو یہاں۔۔؟؟"وہ دونوں تقریباً سنسان ہوئی پھتریلی" سڑک پر چل رہے تھے۔عبدل کا ناک غصے سے اب تک پھولا ہوا تھا۔

تم سے ملنے۔۔۔تمہیں ڈھونڈنے۔۔۔"وہ دونوں قدم ملاتے چل رہے" تھے۔۔اسٹریٹ لیمپوں کی روشنی میں ان کے سائے لمبے ہوتے جا رہے تھے۔

وجہ۔۔۔؟؟"عبدل نے نخوت سے پوچھا۔"

تیرہ سالوں سے عبدل بن بن کر تھک گیا ہوں۔۔"وہ رک گیا۔"
"مجھے میری شناخت اب واپس چاہیے۔۔"
اس بار عبدل کو بھی رکنا پڑا۔وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔بال نفاست سے سیٹ تھے۔صاف ستھرے کپڑے اور مہکتا سراپا۔

کیوں۔۔؟؟تم تو خاص ہو۔۔عام انسانوں سے الگ۔۔ تمہیں درد بھی" نہیں ہوتا۔۔تم کیسے تھک سکتے ہو۔۔؟؟"عبدل کا لہجہ طنزیہ تھا۔۔اسے ہمیشہ سے جو بات آگ لگاتی تھی وہ اس کا خاص ہونا تھا۔۔جو باقیوں سے الگ ہوتا ہے وہ خاص بن جاتا ہے۔۔اور عبدل کو اپنا بچپن یاد تھا جب لوگوں نے حاد کے پیچھے جانے بہت کیا کچھ نہیں کیا تھا۔ تیرہ سال گزارنے کے بعد

بھی وہ اپنی پندرہ سالا وہ زندگی نہیں بھولا تھا جو اس نے حاد کے ساتھ گزاری تھی۔

میرا خاص ہونا میں نے نہیں چنا تھا۔۔" حاد نے سپاٹ لہجے میں کہا۔اس کی بات سن کر عبدل دو قدم چل کر واپس آیا۔

پر تمہیں ملا۔۔خاص ہونا۔۔ تمہیں عطا کیا گیا۔۔ صرف تمہیں۔۔" وہ اس کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔۔دونوں کی نظریں پل بھر کو ٹکرائیں۔حاد کی آنکھیں بے تاثر تھیں جبکہ عبدل کی آنکھوں میں غصہ نفرت اور نا جانے کیا کیا تھا۔وہ آج بھی نہیں بدلا تھا۔پھر وہ جھٹکے سے پلٹا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اس سے دور جانے لگا۔

"واپس چلو عبدل۔۔سب تمہاری راہ تک رہے ہیں۔۔"

"مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔۔"

"ماں تمہیں یاد کرتی ہیں۔۔"

"ماں مضبوط عورت ہے۔۔ جو اپنے شوہر کے بنا عمر گزار سکتی ہے وہ میرے بنا بھی عمر گزار دے گی۔۔"
وہ رکا نہیں تھا تڑا تڑ جواب دیتا آگے بڑھ رہا تھا۔ حاد وہیں کھڑا رہا۔۔ البتہ عبدل تک اپنی بات پہنچانے کے لیے اسے اپنی آواز اونچی کرنا پڑی تھی۔

"میں انہیں ڈھونڈ لوں گا۔۔ میرے پاس ڈیڈ کو ڈھونڈنے کا کا راستہ ہے۔۔"
عبدل کے قدم ساکت ہوئے۔

تم جھوٹے ہو۔۔ تم نے بچپن میں بھی یہی کہا تھا کہ تم ایمانے کو ڈھونڈ لو گے۔۔ تم آج تک نہیں ڈھونڈ پائے۔۔

پھر وہ رکا نہیں۔۔ بھاگتے ہوئے۔۔ وہ دور جا رہا تھا۔۔ پھر اس کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔۔۔ جبکہ حاد اکیلا کھڑا رہ گیا تھا۔۔ اکادکا لوگ گزرے تھے۔۔ جو ان کی زبان نہیں سمجھ پائے تھے۔

خوشگوار ٹھنڈی رات میں حاد نے گہرا سانس خارج کیا اور آسمان کی جانب دیکھا۔۔ لاکھوں کروڑوں ستارے ٹم ٹم کر رہے تھے۔

عبدل آج بھی ایمانے کو نہیں بھولا تھا۔ آج بھی اس نے ایمانے کا طعنہ دیا تھا۔ اس نے گہرا سانس فضا میں خارج کیا۔۔۔ اس کے ہاتھ اب تک پینٹ کی جیبوں میں تھے۔۔ پھر اس نے واپس ہوٹل کی جانب قدم بڑھا دیے۔

✿••✿••✿••✿

بریک ٹائم تھا اور وہ اکیلی بیٹھی تھی۔۔ گلاس ونڈو سے نظر آتے باہر کا نظارہ کر رہی تھی۔۔ وہ اب تک آفس میں کوئی دوست نہیں بنا پائی تھی۔۔ وہ زیادہ خاموش ہی رہتی تھی۔ بمشکل کسی سے بات کرتی تھی۔

آفس میں اسے سب سے زیادہ نوٹ کرنے والا ایک ہی شخص تھا۔۔۔ حجاز بھائی۔۔ ابھی جب انہوں نے ایمان کو اکیلے کھڑے دیکھا تو وہ اس کے پاس آگئے۔۔۔ وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی۔۔ اس کی آنکھوں سے اس کا درد نظر آتا تھا پر دیکھنے والی آنکھ بس شاید حجاز بھائی کے پاس تھی۔

محبت ایک حقیقت ہے۔۔۔ ''اپنے عقب سے آنے والی آواز پر وہ جھٹکے '' سے پلٹی۔

''السلام علیکم ! کیسے ہیں آپ۔۔؟؟''

شلوار قمیص پہنے اور سر پر ٹوپی اوڑھے وہ شخص اپنی دنیا میں مگن رکھتا تھا۔۔
اس وقت بھی ایمان کے سلام کا ہولے سے جواب دیا۔

”محبت ایک حقیقت ہے تم اس سے مکر نہیں سکتی۔۔اسے قبول کرنا سیکھو۔۔اسے جھٹلاؤ گی تو یہ تنگ کرے گی۔۔ محبت کو قبول کرو پر پانے کی چاہ مت رکھو۔۔“ کبھی کبھی وہ اس قدر گہرائی میں مشاہدہ کر لیتے تھے کہ ایمان حیران رہ جاتی تھی۔

”ایک عمر ہوتی ہے جب انسان ضدی بن جاتا ہے وہ چاہتا ہے بس ہمیں وہی ایک شخص ملے۔۔بس وہی چاہیے۔۔جو کہ جائز ہے کیونکہ محبت ایسی نہ ہو تو پھر وہ کیسی محبت۔۔؟؟“
وہ ان کی باتیں غور سے سن رہی تھی۔

پر ایک عمر آتی ہے جب انسان سوچتا ہے جو بھی ملے بس اچھا ہو۔۔۔ ہم "
"اتناڈ سے جا چکے ہوتے ہیں کہ کسی اچھے انسان کی دعا کرنے لگتے ہیں۔۔
وہ ایمان کو ہی دیکھ رہے تھے۔۔اور ایمان ان کی باتیں سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

اور پھر ایک عمر آتی ہے، ہاں یہ جو میری عمر ہے۔۔ جس میں انسان کہتا ہے "
"میرے پاس جو ہے بس یہی سب کچھ ہے۔۔۔
وہ ہولے سے مسکا دیے۔۔۔بہت دھیمی سی مسکان۔۔۔
ایمان کو اپنے ذہن میں جھما کہ سا محسوس ہوا تھا۔۔بس تین جملوں میں انہوں نے کتنی گہری بات سمجھا دی تھی۔ گہرا فلسفہ تھا۔۔۔ "صرف وہی" سے شروع ہو کر "جو ہے بس یہی ہے" تک کا سفر تھا۔
اس وقت ایمان پہلے مرحلے پر تھی۔۔۔اسے صرف ایک انسان سے زیادہ کوئی دکھتا نہیں تھا۔۔

ابھی تو مرحلے باقی تھے۔۔ابھی تو بہت کچھ جھیلنا تھا۔۔

جو ہے اسے قبول کر لینا۔۔خاموشی سے۔۔بنا احتجاج کیے۔۔بنا سوال کیے۔۔۔یہ صفت انسان میں اتنی جلدی نہیں آتی۔۔یہ وقت لیتی ہے۔

✿••✿••✿••✿

کائنات کی زبان

"مسٹر حاد۔۔میرا ایک سوال ہے۔۔"

یہ ایک پچیس سالا لڑکی تھی جس کا تعلق غرناطہ سے تھا۔۔وہ صرف حاد کی کلاس لینے آئی تھی۔

آج کل بہت سارے نان ملسمز صرف اس لیے اسلام قبول کر رہے ہیں" کہ انہیں قرآن پاک میں جو باتیں لکھی ہیں وہ سائنس کے ذریعے مل رہی ہیں۔۔ کیا یہ صحیح ہے۔۔ کیا ہم صرف اس لیے خدا پر ایمان لا سکتے ہیں کہ اس کی بھیجی گئی کتاب آج چودہ سو سال بعد سائنس کے ذریعے سچ ثابت ہو رہی ہے۔۔ جو کائنات کے بارے میں بتایا گیا ہے۔۔ یہ سب سچ ہو رہا ہے۔۔ "آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے۔۔؟؟

آج وہ ہلکے آسمانی رنگ کی ڈریس شرٹ میں تھا۔ کف فولڈ کر رکھے تھے اور وہ اپنے ازلی انداز میں مائیکروفون لگائے اسٹیج کے درمیان کھڑا تھا۔۔اس کے پاس آج بھی پزل باکس تھا۔ اس نے غور سے لڑکی کی بات سنی۔۔ وہ ماڈرن کپڑے پہنے ہوئے تھی اور وہ مسلمان نہیں لگ رہی تھی۔

پہلے تو ہمیں سمجھنا ہو گا کہ سائنس کیسے کام کرتی ہے۔۔؟؟سائنس ”
“مشاہدہ سے شروع ہوتی ہے۔۔۔

وہ پزل باکس کو گھماتے گویا ہوا۔۔اس نے نظریں اٹھا کر لڑکی کو نہیں دیکھا تھا۔۔اس نے سوال سن لیا تھا اتنا کافی تھا۔

مشاہدہ انسان کی سرشت میں ہے۔بچہ پیدائش کے بعد جب بولنا نہیں جانتا سن کر سمجھ نہیں سکتا، صرف اور صرف اپنے مشاہدے کی بنیاد پر، آنکھ کھولنے سے لے کر شعور کی ابتدائی دہلیز پر قدم رکھنے تک کی تمام منازل بخوبی طے کر لیتا ہے۔سائنس کی بنیاد اسی مشاہدہ پر ہے۔انسان جب کسی طبعی چیز یا عمل کو دیکھتا ہے اس کے بارے اپنے موجودہ علم کی بنیاد پر اسے سمجھ کر ایک رائے قائم کرتا ہے۔پھر وہ اس رائے کو مختلف تجربات کی کسوٹی پر پرکھتا ہے۔نتائج کی درستگی کی بنیاد پر وہ اس خاص سوچ یا نظریہ کو سائنس کا نام دے دیتا ہے۔

اینڈیونوواٹ۔۔ سائنس کی ایک خوبصورتی ہے کہ سائنسدان اپنے کسی بھی نظریہ کو کبھی بھی قطعی قرار دینے پر اسرار نہیں کرتا۔ وہ اپنے نظریات کو تھوپتا نہیں ہے۔ اسے معلوم ہے کہ مشاہدات مسلسل تغیرات کا شکار رہتے ہیں اور لمحہ بہ لمحہ بڑھتے علم کی بنیاد پر ہر نئی آنے والی صبح ہماری سوچ فکر اور مشاہدہ کو نئی جلا بخشتی ہے۔ اور ہم دوبارہ اپنے نظریہ سے رجوع کرتے ہوئے اسے نئی بلندیوں پر پہنچا سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سائنس تیزی کے ساتھ ترقی کا سفر طے کر رہی ہے۔

موجودہ فزکس کے بانی نیوٹن کی نظریات کو دیکھتے ہوئے اس وقت کے کچھ لوگ یہ سوچنا شروع ہو گئے تھے کہ سائنس تقریباً مکمل ہو چکی ہے اور پھر یوں ہوا ہمیں آئن سٹائن جیسا بہترین دماغ ملا جس نے مشاہدہ کی بنیاد پر سائنس کو ایک نئی جہت دی۔ کیا بوہر کے نظریات کو لے کر اس پر آئن سٹائن کی تنقید نے کوانٹم فزکس کا باب مکمل بند کیا؟ نہیں بالکل بھی

نہیں۔سائنس کا ہر طالب علم یہ بات جانتا ہے کہ ہر نظریہ قطعی نہیں ہوتا اس میں ہمیشہ بہتری کی گنجائش موجود رہتی ہے۔یعنی سائنس مکمل نہیں ہے۔۔۔یہ بات دماغ میں بٹھالیں کہ سائنس مکمل نہیں ہے۔۔۔سائنس لمحہ بہ لمحہ تبدیل ہو رہی ہے۔

وہ سانس لینے کو رکا۔

تواس کا مطلب وہ سب لوگ جو سائنس کے ذریعے ثابت ہونے والی" مذہب کی باتوں پر یقین کر کے ایمان لے آتے ہیں کیا وہ نقصان میں ہیں۔۔۔؟؟"

لڑکی نے اگلا سوال کیا۔

" مذہب کی بنیاد مشاہدات سے مبرا خالق کی قطعی پہچان پر ہے۔ماضی میں انسان جب بھی کسی طاقتور چیز کو دیکھتا تھا تو اپنے مشاہدات سے اسکی برتری کو تسلیم کرتے ہوئے اسے اپنا خالق تسلیم کرتا رہا ہے۔انسان کی بشری کمزوری کو جانتے ہوئے الہام کے ذریعے خالق نے اپنی پہچان کروائی۔

جب ہم کسی بھی نئی سائنسی تحقیق یا ایجاد کو اسلام پہ لاگو کرتے ہوئے اسے اسلام کی حقانیت کا ثبوت گردانتے ہیں تو یہ مذہب کے ساتھ ذیادتی ہے۔۔"

اس کی یہ بات سن کر ہال میں بیٹھے اسٹوڈنٹس الجھ گئے۔

کوئی بھی سائنسی نظریہ، جسے لوگ آج مذہب سے جوڑ کر حق ثابت کرنے کے لیے رطب اللسان ہیں، اگر کل کو غلط ثابت ہو گیا تو کیا یہ مذہب پر شکوک و شبہات میں اضافہ کا موجب نہیں ہو گا؟؟ آپ کو کیا لگتا ہے وہ لوگ اپنے

عقیدے پر قائم رہ پائیں گے اس وقت جب سائنس مذہب سے ٹکرا جائے گی۔۔۔؟؟"

قرآن مجید میں بارہا مشاہدے کی دعوت اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ جس چیز کے بارے انسان سوچ اور سمجھ سکتا تھا اسے انسان کی عقل پر چھوڑ دیا گیا یعنی سائنسی علوم۔

ایک بات کی نشاندھی بہت ضروری ہے کہ جب سائنس قطعی نہیں ہے تو اسے دلیل بنا کر مذہب کو ہٹ نہیں کیا جا سکتا۔ سائنسی حلقوں کی جانب سے کسی بات کا تمسخر جسے مذہب نے اشارتاً ذکر کیا ہو بالکل ہی غلط اور بے بنیاد ہے۔ جیسے قرآن میں سات آسمان کا تذکرہ آیا ہے جسے سائنس ابھی تسلیم کرنے سے قاصر ہے، اسکی وجہ ہمارا سطحی مشاہدہ ہے۔ ابھی ہم سائنس کی اس معراج تک نہیں پہنچے جس کی بنیاد پر ہم کوئی قطعی فیصلہ صادر کر سکیں۔ جیسے آئین سٹائن کی تھیوری سے پہلے کئی صدیوں تک ارسطو کا دیا گیا ایتھر کا

نظریہ کئی سائنسی نظریات میں کامیابی کے ساتھ استعمال ہوتا رہا ہے۔ پھر نظریہ اضافیت نے اسے غلط ثابت کیا اور اسی پرانے اصول پر قائم سائنسی نظریات کو ایک نئی سمت کی طرف گامزن کیا۔

بس اسی فرق کو پہچاننے اور سمجھنے کی ضرورت ہے کہ سائنس اور مذہب کی عمارت اس وقت تک دو الگ قسم کے اصولوں پر استوار رہے گی جب تک ہم سائنس کی معراج کو نہیں پہنچ جاتے۔ میرا ماننا یہی ہے کہ اسلام کسی بھی سائنسی وضاحت کا محتاج نہیں ہے۔ اسے من و عن تسلیم کرتے ہوئے سائنس میں بہتر سے بہترین کا سفر جاری رکھا جا سکتا ہے۔ بجائے اس کے کہ آپ اس بات سے متاثر ہو اسلام میں داخل ہوں کہ یہ مذہب سائنس کے ذریعے ثابت ہو رہا ہے۔

وہ خاموش ہو گیا۔۔ وہ سائنس کا اسٹوڈنٹ تھا پر اس کا پیروکار نہیں۔۔ کیونکہ وہ جانتا تھا سائنس مکمل نہیں ہے جبکہ خدا کی ذات کامل ہے۔

اور آخری بات۔۔۔اگر آپ سائنس سے متاثر ہو کر اسلام میں داخل ”ہوتے ہیں کہ اب تو سائنس نے بھی قرآن پاک کی آیتوں کو سچ قرار دے دیا ہے تو آپ کو نظر ثانی کرنے کی ضرورت ہے۔۔کیونکہ یہاں آپ نے اسٹینڈرڈ سائنس کو بنایا ہے۔۔اسلام کو نہیں۔۔آپ سائنس پر ایمان لائے ہیں۔۔اللہ پر نہیں۔۔آپ ضرور سوچیں آپ کس کے پیروکار ہیں۔۔“

وہ بول رہا تھا پر ایمان کا ذہن اس ایک لفظ پر اٹک گیا تھا۔۔لفظ ایتھر پر۔۔۔

اسے یاد تھا اس نے پڑھا تھا۔ارسطو کا ماننا تھا۔

”کائنات ایتھر سے بھری ہے۔یہ شفاف ہے اور تبدیل نہ ہونے والا ہے۔نہ سرد ہے اور نہ گرم، نہ خشک ہے اور نہ گیلا۔زمین کائنات کا مرکز ہے۔اس کے گرد مادی کرے ہیں۔کائنات کرے کی شکل میں اور محدود ہے۔

اس میں اوپر، نیچے، دائیں، بائیں کے تصورات موجود ہیں۔ خالی کوئی شے نہیں ہو سکتی۔ خلا غیر فطری شے ہے۔۔"

"کوئی اور سوال۔۔۔؟؟" اس نے ہال میں نظر گھمائی۔ اور تبھی ایمان نے ہاتھ کھڑا کیا۔۔ وہ پہلی بار براہ راست اس سے کوئی سوال کر رہی تھی۔ حاد کو خوشگوار حیرت ہوئی۔

"یس پلیز۔۔۔" وہ پورا متوجہ ہوا۔

"آپ نے ابھی ایک لفظ استعمال کیا ہے ایتھر۔۔۔ کائنات ایتھر سے بھری پڑی ہے۔۔ اس کا کیا مطلب ہے۔۔؟؟"

اور حاد آوازیں بھی نہیں بھولتا تھا۔۔اسے لگا اس نے یہ آواز کہیں سنی تھی۔۔پہلے بھی۔۔۔پر اسے فوراً یاد نہ آیا کہ کہاں۔وہ سیشن بس سنتی تھی۔۔خاموشی سے اور پوری توجہ کے ساتھ۔۔ابھی وہ سننے کے مراحل میں تھی۔۔وہ کسی سے بات بھی کم ہی کرتی تھی۔

"گریٹ۔۔۔مطلب آپ کے پاس سننے کی صلاحیت ہے۔۔"

اسے ایسے لوگ پسند تھے جو مکمل طور پر اپنے حواسوں میں رہتے ہوں۔۔اور ایمان ان میں سے ایک تھی۔

"ایتھر کی اصطلاح قدیم یونانیوں سے نکلی ہے۔اس کا مطلب تھا خلا کے اوپری علاقے، یا آسمان؛ یا وہ مادہ جس نے ان بالائی علاقوں کو بھر دیا ہے۔ کچھ یونانی فلسفیوں، خاص طور پر ارسطو، نے ایتھر کو پانچواں کلاسیکی عنصر (پانی، آگ، ہوا اور زمین کے ساتھ) کہا۔ارسطو نے دعویٰ کیا کہ آسمان (یعنی

جنت) کسی زمینی مادے سے نہیں بن سکتے کیونکہ وہ غیر تبدیل ہوتے ہیں، اس لیے انہیں آسمانی مادہ یعنی ایتھر سے بنا ہونا چاہیے۔ بعد میں اس اصطلاح کو طبیعیات دانوں نے کسی مادے، میڈیم یا فیلڈ کو بیان کرنے کے لیے استعمال کیا، جو پوری جگہ کو بھرتا ہے، اور جس کے ذریعے مخصوص لہریں یا قوتیں پھیل سکتی ہیں اور سفر کرتی ہیں۔

یہ بہت سے نظریات میں واضح مسائل پر قابو پانے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ مثال کے طور پر، نیوٹن کے گریویٹی کے قانون کے مطابق گریویٹی فوری طور پر اور ایک خاص فاصلے پر کام کرتی ہے۔ یہ انسانی عقل کے خلاف ہے۔

اور پھر ایک میڈیم جو متعارف کروایا گیا، وہ تھا گریویٹیشنل ایتھر، جس کے ذریعے گریویٹی کی طاقتیں پھیلتی ہیں۔ یعنی ایتھر ایک میڈیم طور پر کام کرنے

لگا۔اور یوں ایتھر پوری کائنات میں پھیل گیا۔۔یا کہہ لیں کائنات ایتھر سے بھری ہوئی کہلائی جانے لگی۔

اور پھر آئن سٹائن نے اس نظریے کو اپنے نظریے سے رد کر دیا۔۔آپ لوگ اس پر غور کریں کہ سائنس کا نظریہ کتنا کی بڑا کیوں نہ ہو وہ رد ہو جاتا ہے۔۔۔بعد میں آنے والوں نے اپنے سے پہلے والوں کو رد کر دیا۔

یاد رکھیں کائنات کی زبان فلسفہ نہیں ہے۔ہم فلسفوں کی بنا پر کائنات کو بیان نہیں کر سکتے۔اس کائنات کو ہماری منطق کی پرواہ نہیں۔ہم اس کو نہیں جانتے، لیکن جاننے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ہم اس سے بات کرنے کا گر سیکھ سکتے ہیں۔۔۔!!

✿••✿••✿••✿

وہ سیشن کے بعد کچھ کتابیں ڈھونڈنے لائبریری آگئی۔اس کا دل ابھی تک دھڑک رہا تھا۔۔اس شخص سے بات کرنا کس قدر مشکل تھا۔وہ شیلفوں پر رکھیں کتابوں کو گھورتے خود کو نارمل کرنے کی کوشش کررہی تھی جب اسے کسی نے عقب سے مخاطب کیا۔

"ایمان بنت عبداللہ۔۔۔"

اس نے پلٹ کو دیکھا تو سامنے ہی مرتضٰی کھڑا تھا۔۔وہ تھوڑا حیران ہوئی۔

"جج۔۔جی۔۔؟؟"

"کیا آپ ہماری ٹیم کا حصہ بنیں گی۔۔؟؟ ہم چاہتے ہیں ہم لڑکیوں کو بھی آگے لائیں انہیں اس پلاٹ فارم کا حصہ بنائیں تاکہ وہ آگے بڑھ کر بولنا سیکھیں۔۔"

سوال ایسا تھا کہ وہ حیران رہ گئی۔اسے اس کی توقع نہیں تھی۔پر اکیڈمی کا مینجنگ ڈائریکٹر اگر بات کرنے آیا تھا تو یقیناً کوئی خاص بات ہی تھی۔

"میں۔۔۔؟؟" اسے جیسے اپنے کانوں پر یقین نہ آیا۔

"ہاں آپ۔۔ ہم آپ کو اپنی اسپیشل کلاس میں داخل کرنا چاہتے ہیں۔۔پر اس کے لیے آپ کو وقت دینا ہوگا۔۔ صبح سے شام تک یہاں سیکھنا ہوگا۔۔"

وہ اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔ وہ ایسا ہی تھا۔۔ خود اسٹوڈنٹس سے بات کرتا ان سے سوال کرتا تاکہ اسے پتہ چلتا رہے کہ اکیڈمی کے حالات کیسے چل رہے تھے۔

پر میں کیسے۔۔۔؟؟" اسے جیسے ابھی تک یقین نہیں آیا تھا۔"

آپ اپنی قابلیت کے بارے میں نہیں جانتی ہیں۔۔ آپ بہت کچھ کر سکتی ہیں۔۔ میں نے اور مسٹر حاد نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم پرمانٹ آپ کو اپنی ٹیم میں لے لیں۔۔"

اس کا دل جیسا دھڑکنا بھول گیا۔۔

کیا اس شخص کی زبان پر کبھی ام ایمان کا نام بھی آیا تھا؟؟

اس نے خشک لبوں پر زبان پھیری۔۔آنکھوں میں ایک دم ہی نمی امڈ آئی۔۔کتنے خواب تھے اس کے۔۔وہ خود کسی ایسی ٹیم کا حصہ بننا چاہتی تھی۔۔پر گھر کے حالات نے اسے در در کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور کر دیا تھا۔۔سچ کہا تھا کسی نے کہ حقیقت بڑی ظالم ہوتی ہے۔۔آپ کے سارے خوابوں کو پل بھر میں چکنا چور کر دیتی ہے۔۔۔وہ کیا بننے آئی تھی گھر سے اور اب کہاں بھٹک رہی تھی۔

پر میں جاب کرتی ہوں۔۔پورا دن نہیں دے پاؤں گی۔۔"اس نے صاف" صاف بات کرنا مناسب سمجھا۔اس کی بات سن کر گلابی رنگت والے مرتضے کے ہونٹ اوہ کے انداز میں سکڑے۔

"کیا آپ جاب نہیں چھوڑ سکتیں۔۔؟؟"

اس سوال پر ایمان کے لب بھنچ گئے۔

چھوڑ سکتی تو کب کی چھوڑ چکی ہوتی۔۔"اس نے حقیقت سے بھاگنا چھوڑ دیا" تھا۔۔جو تھا وہ تھا۔۔

ہمم۔۔۔"مرتضے نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا۔"

چلیں میں دیکھتا ہوں کوئی حل نکالتا ہوں۔۔"وہ سنجیدہ تھا۔"آپ سیکھنا جاری رکھیں۔۔"پھر وہ ہولے سے مسکرا کر خدا حافظ کہتا چلا گیا۔۔جبکہ وہ وہیں کرسی پر ڈھے سی گئی۔

کیا حاد نے اسے اپنی ٹیم میں لانے کی اجازت دے دی تھی۔کیا اس شخص نے انجانے میں ہی سہی کبھی اسے سوچا تھا؟؟کتنے سوال تھے جواب اس کا پیچھا نہیں چھوڑنے والے تھے۔

✿••✿••✿••✿

"ڈویولوایمانے۔۔۔؟؟" وہ دونوں اب بارہ سال کے تھے۔شام چار بجے عبدل فٹبال کھیلنے جاتا تھا جبکہ حاد لائبریری جاتا تھا۔وہ دونوں اکٹھے گھر سے نکلتے تھے اور اکٹھے واپس آتے تھے تاکہ ان کی ماں کو لگے کہ دونوں میں اتفاق تھا۔

ابھی وہ دونوں پتھریلی سڑک پر چل رہے تھے جب عبدل نے عجیب و غریب سوال پوچھا۔حاد نے رک کر تعجب سے اسے دیکھا۔۔وہ دونوں اتنے بڑے تو نہیں ہوئے تھے کہ پیار محبت کو ڈسکس کر سکیں۔حاد کی نگاہیں اس وقت بھی چیخ چیخ کر اسے اسٹوپڈ بلا رہی تھیں۔

"ہولڈ آن۔۔مجھے ان آنکھوں سے مت دیکھو۔۔"عبدل کا ناک پھر سے پھیلا۔جبکہ حاد پھر سے چلنے لگا۔۔اس نے عبدل کی بات کا جواب دینا ضروری نہیں سمجھا۔

میں نے دیکھا تھا۔۔تم نے ایمانے کے فارہیڈ پر کس کیا تھا۔ماں کے بعد" پہلی اور آخری بار تم نے کسی اور لڑکی کو کس کیا تھا۔۔وہ کیا تھا۔۔؟؟" حاد رک گیا۔۔۔اسے رکنا پڑا تھا۔۔عبدل سچ کہہ رہا تھا۔۔اس نے کبھی کسی کا بوسہ نہیں کیا تھا۔۔۔سوائے اپنی ماں کے۔البتہ چھ سال پہلے اس نے بے اختیار ایمانے کی پیشانی کو چھوا تھا۔۔۔وہ یہ سب بھول بھی جاتا تو عبدل اسے بھولنے نہیں دیتا تھا۔۔پتہ نہیں اس کی یادداشت اتنی تیز کیوں تھی۔

وہ بے بی تھی اس لیے۔۔" حاد نے جواب دیا۔"

"بے بی تو منحے بھی تھی۔۔تم نے اسے نہیں کس کیا۔۔۔"
عبدل باز آجاتا ایسا ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

"مجھے ایسا کچھ یاد نہیں ہے۔۔۔"اس نے انکار کرتے اپنی رفتار بڑھا دی۔

"پر مجھے سب یاد ہے۔۔۔تم کیسے بھول سکتے ہو۔۔"عبدل چڑ گیا۔اور اس بار حاد کو پھر سے رکنا پڑا۔

"تم چاہتے کیا ہو۔۔؟؟"اس نے پلٹ کر عبدل کو دیکھا۔وہ اپنی فٹبال ٹیم کا یونیفارم پہنے ہوئے تھا۔قدم قدم چلتا اس کے قریب آیا۔

"ینگ مین۔۔میں بس چاہتا ہوں کہ تم مان لو کہ تم بھی ایمانے کو یاد کرتے ہو۔۔"اس نے حاد کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔یوں جیسے بڑا بزرگ حوصلہ دے رہا ہو اپنی غلطی ماننے کا۔حاد حیرت سے اسے تکنے لگا ہونقوں کی طرح۔

آئی نو شی از یور فرسٹ لو (میں جانتا ہوں وہ تمہاری پہلی محبت ہے۔۔)“ وہ ”
اب اس کا گال تھپتھپا کر آگے بڑھ گیا جبکہ حاد بس اسے جاتے دیکھتا رہا۔

آہ ایمانے۔۔۔“ وہ تلملایا۔۔ وہ اب اسے اریٹیٹ کرنے لگی تھی۔ ”

✿••✿••✿••✿

سچائی سے آگاہی

عبدل کے الفاظ بار بار اس کی سماعت میں گونج رہے تھے۔۔ وہ چاہ کر بھی ”
سامنے رکھی کتاب پر توجہ نہیں دے پا رہا تھا اور آخر وہ جھٹکے سے اٹھا اپنا بیگ کندھے پر ڈالا اور لائبریری سے باہر نکل گیا۔۔ کچھ دیر بعد وہ پلے گراؤنڈ

کے سامنے کھڑا تھا۔ عبدل باقی لڑکوں کے ساتھ سرخ رنگ کی شرٹ اور شورٹس میں فٹبال کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔

عبدل تمہارا بھائی آیا ہے۔۔" اچانک ہی کسی نے عبدل کو پکارا۔ وہ رک" گیا۔۔اور پھر گول کرنے والے نیٹ کے قریب آیا۔اس کے پار حاد کھڑا تھا۔

سارے لڑکے انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔ جس جذبے سے وہ کھیلتا تھا اس کی وجہ سے اس کا چہرہ سرخ پڑ چکا تھا۔ عبدل کے ساتھ ساتھ اس کے سب دوست بھی حاد کی وہاں موجودگی پر حیران تھے۔۔۔وہ اسپورٹس میں کم دلچسپی لیتا تھا۔ زیادہ وقت کسی کھوج میں رہتا تھا۔

اب کیا ہوا۔۔۔؟؟" وہ آمنے سامنے کھڑے تھے۔۔درمیان میں نیٹ" تھا۔

"تم غلط ہو۔۔۔اور غلط رہو گے۔۔۔" حاد نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ جبکہ عبدل نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔

"میرا فرسٹ لو مام ہیں۔۔اور ہمیشہ رہیں گی۔۔۔" اس نے واضح کر دیا۔۔ عبدل حیران ہوا وہ گھنٹے بعد یہ بات بتانے آیا تھا بلکہ کلیئر کرنے آیا تھا۔

"یو آر رونگ۔۔میں کسی ایمانے کو نہیں جانتا اور نہ جاننا چاہتا ہوں۔۔" وہ سپاٹ لہجے میں کہتا جھٹکے سے مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ان سے دور جانے لگا۔۔ عبدل کمر پر ہاتھ جمائے کھڑا تھا۔ وہ حاد تھا۔۔وہ کسی کے سحر میں کم ہی آتا تھا۔

ہی از جینٹل مین۔۔"اس کے دوستوں میں سے کسی ایک نے تبصرہ" کیا۔۔وہ جس حلیے میں تھا۔۔جس نفاست سے اس کے بال سیٹ تھے۔اسکے چمکتے جوتے،اس کا بولنے کا چلنے کا اندازا سے کسی جنٹل مین سے کم نہیں بناتا تھا۔

✿••✿••✿••✿

وہ اکیڈمی کی لائبریری میں بیٹھی حساب کتاب کر رہی تھی۔اس کے بال ہمیشہ کی طرح پونی ٹیل میں تھے اور سر پر دوپٹہ تھا۔وہ اپنے کام میں اتنا مگن تھی کہ آنے والے قریب حاد کا پتہ ہی نہیں چلا۔۔

"مس ایمان۔۔۔"

آواز پر وہ چونک اٹھی۔۔۔ سر اٹھا کر دیکھا تو حاد سامنے کھڑا تھا۔ اس نے ابھی تک مرتضے سے دوبارہ ان کی ٹیم میں شامل ہونے والے موضوع پر بات نہیں کی تھی۔

وہ شخص اس کے سامنے ہی کھڑا تھا جس سے اس کی بہت ساری یادیں جڑی تھیں۔۔ ایسی یادیں جن سے صرف وہ واقف تھی۔ سامنے کھڑا شخص نہیں جانتا تھا۔

جج۔۔جی۔۔" اس نے کھڑے ہونا چاہا۔"

پلیز سٹ ڈاؤن۔۔" اس کا لہجہ ایسا تھا کہ وہ اٹھتے اٹھتے بیٹھ گئی۔۔ سیاہ پینٹ" پر سیاہ شرٹ پہنے وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔۔ یہ اس کا انداز تھا۔ پھر وہ کرسی کھینچ کر میز کے دوسری جانب بیٹھ گیا۔۔ جس کی لمبائی زیادہ اور

چوڑائی کم تھی۔ وہ اسے اپنے سامنے دیکھ کر حیران ہوئی اور وہیں خوشگواریت آس پاس بکھر گئی۔

آپ یہاں جاب کرتی ہیں؟؟" پہلا سوال ابھرا تھا۔"

جی۔۔۔" اس نے دھڑکتے دل پر قابو پانے کی کوشش کی۔ پہلی بار وہ اسے" اتنا قریب سے دیکھ رہی تھی۔ وہ اس کے سامنے بیٹھا اسی سے مخاطب تھا۔ ایمان کو لگا جیسے چاروں جانب روشنی پھیل گئی ہو۔

پاکستان واپس کب جائیں گی؟؟" اگلا سوال ابھرا۔"

"کچھ دنوں بعد کی ٹکٹ ہے۔۔"

"اور واپسی۔۔۔؟؟"

نہیں جانتی۔۔اگر ایم فل میں ایڈمیشن لیا تو آؤں گی واپس ورنہ نہیں۔۔""

اس نے صاف گوئی سے جواب دیا۔

حاد کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔۔وہ سوچ کے تانوں بانوں میں الجھا تھا۔

اگر آپ پاکستان میں ہماری ٹیم جوائن کریں تو۔۔۔؟؟میرے خیال سے"

پھر آپ کو جاب کی ضرورت نہیں پڑے گی۔۔"شاید مرتضے نے حاد کو اس کی مشکل بتادی تھی۔

ایمان نے خاموشی سے اس کی بات سنی۔۔جاب کی ضرورت اسے ہمیشہ رہتی یہ وہ اسے کہہ نہ پائی۔

میں سوچ کر بتاؤں گی۔۔"اس نے بس اتنا ہی کہا۔ وہ اپنا بھرم نہیں توڑ سکتی۔

"اوکے گریٹ۔۔۔ ضرور سوچیے گا۔۔ ہمیں آپ جیسے لوگوں کی اشد ضرورت ہے۔۔"

وہ پیشہ ورانہ انداز میں مسکرایا اور پھر اٹھ کر اسی انداز میں واپس چلا گیا۔ جبکہ ایمان اسے دیکھتی رہ گئی۔

جو بات اسے حاد کی اب سب سے زیادہ اچھی لگتی تھی وہ اس کا کانفیڈنس تھا۔۔اس کا پر اعتماد ہونا۔

خود پر بھروسہ رکھنا۔اور وہ خود میں اتنا اعتماد لانا چاہتی تھی کہ اپنے بڑے بڑے فیصلے خود کر سکے۔ وہ پر اعتماد نظر تو آتی تھی۔۔ کبھی کبھی بڑے بڑے کام کر جاتی تھی پر کئی جگھوں پر وہ کمزور تھی۔۔۔اموشنلی ویک۔۔اپنے سے جڑے لوگوں کو لے کر وہ ہمیشہ کمزور پڑ جاتی تھی۔

✿••✿••✿••✿

اس رات وہ بہت خوش تھی۔۔۔خود کو پر جوش محسوس کر رہی تھی۔۔
اکیڈمی کے بعد وہ سیدھا ہاسٹل آئی۔۔
مسکراتے ہوئے اس نے اپنے لیے کھانا بنایا اور اپنے کمرے میں آگئی۔۔روز ابھی آئی نہیں تھی۔۔۔ماثیل کا خیال دور دور تک نہیں تھا۔۔ابھی وہ کھانا کھانے بیٹھی ہی تھی جب سلمی بیگم کا فون آگیا۔ویڈیو کال تھی۔

السلام علیکم امی۔۔۔''اس نے خوشدلی سے سلام کیا۔"

وعلیکم السلام۔۔۔کیسی ہو ایمان۔۔'' سلمی بیگم نے پوچھا۔ایمان نے" انہیں اپنے پاکستان کا بتا دیا تھا۔تقریباً ایک ہفتے بعد اس نے جانا تھا۔

میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔ کھانا کھا رہی ہوں۔۔" وہ کچھ دیر ادھر ادھر کی باتیں کرتی رہیں۔۔ پھر اچانک سلمی بیگم سنجیدہ ہو گئیں۔

"مجھے تم سے ضروری بات کرنی تھی۔۔"
وہ تھوڑی کشمکش کا شکار تھیں۔

"تمہارے لیے ایک رشتہ آیا ہے۔۔ لڑکا بہت اچھا ہے۔۔"
وہ نوالہ نہیں لے پائی۔ ہاتھ ہوا میں ہی رک گیا۔ وہ اب بے یقینی سے سلمی بیگم کو دیکھنے لگی۔

"میں نے کہا تھا تمہارے پاس تین سال ہیں۔۔ وقت گزر چکا ہے۔۔ اب میں تمہاری شادی کرنا چاہتی ہوں۔۔۔"

پر امی۔۔۔‘‘اس نے کچھ کہنا چاہا۔’’

تمہیں پتا ہے لڑکا وہیں رہتا ہے جہاں تم ہو۔۔پڑھا لکھا ہے۔اور مجھے تو’’ بہت پسند آیا ہے باقی تم جب آؤ گی تو دیکھ لیں گے۔۔۔پہلے اس لیے بتا رہی ‘‘ہوں تاکہ تم ذہنی طور پر تیار ہو کر آؤ۔۔

وہ خاموشی سے سنتی رہی۔۔ساری خوشی غائب ہو چکی تھی۔کچھ دیر بعد فون بند ہو گیا اور وہ اکیلی بیٹھی رہ گئی۔

مطلب وہ کسی ٹیم کا حصہ نہیں بن پائے گی اور شادی کے بعد ایک عام لڑکی کی زندگی گزارے گی۔۔

سارے خواب پھر سے چکنا چور ہو گئے۔۔۔ماثیل کا خیال پھر نہ آیا۔۔دل میں عجیب سا درد تھا۔اس نے منہ کھول کر گہرا سانس لینے کی کوشش کی تبھی اس کی نظر دائیں جانب لگے آئینے پر پڑی۔وہ ہڑبڑا گئی۔۔بلکہ ڈر گئی۔۔

سامنے ہی آئینے میں وہ کھڑی تھی۔۔

ام ایمان۔۔۔ہاں وہی تھی۔۔جو غصے بھری نظریں لیے اسے دیکھ رہی تھی۔
وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

کیا کر رہی ہو اپنے ساتھ؟؟ماثیل کے ساتھ۔۔؟؟"اس کا اندر اس سے"
سوال کر رہا تھا۔

اور اب کیا کرو گی؟؟خاموشی سے جا کر شادی کر لو گی۔۔؟؟ماثیل کو بنا"
"بتائے۔۔۔؟؟
وہ کچھ بول نہ پائی۔

تم کبھی اتنی کمزور تو نہ تھی۔۔اتنی غائب دماغ جسے اپنے زندگی کا ہی نہیں پتا"

"کہ کس طرف جارہی ہے۔۔

اب کی بار اس کی آنکھیں بھرنے لگیں۔

ادھم کو خواب مت دکھاؤ۔۔کیونکہ تم اپنے لیے نہیں لڑ سکتی۔۔۔اور تم"

اتنی بھی سیاہ نہیں ہوئی جتنا تم نے خود کو سمجھ لیا ہے اور خود کو غائب دماغ ہی

"کر لیا ہے۔۔۔

اس کے اندر کی لڑکی اس پر خفا تھی۔

پر میں امی کو منع کیسے کروں۔۔؟؟"وہ رونا نہیں چاہتی تھی۔"

انکار کرنا سیکھو۔۔۔ماں کو نہ سہی پر ادھم کو ہی سہی۔اسے انکار کرو کہ تم" چاہ کر بھی اپنے دل میں اس کی جگہ نہیں بنا پائی ہو۔۔سچ کا سامنا کرنا سیکھو۔۔۔"

آئینے میں نظر آتا وہ ہیولا غائب ہو گیا۔۔اور وہ پھر سے اکیلی رہ گئی۔

✿••✿••✿••✿

اگلے دن وہ آفس میں اسی کشمکش کا شکار رہی۔۔ بریک ٹائم تک اسے میزو نے لڑکے کی تصویر بھیج دی تھی۔وہ دیکھنے میں خوش شکل تھا۔۔مشارب حسن نام تھا۔۔اس نے ایک نظر دیکھا اور فون رکھ دیا۔

اگر اسے حسن سے ہی متاثر ہونا تھا وہ ادھم اور حاد کے پاس بہت تھا۔۔۔

"امی بہت خوش ہیں آپی انہیں لڑکا بہت پسند آیا ہے۔۔"

یہ وہ جملہ ہوتا تھا جہاں ایمان بنت عبداللہ اپنی کائنات ہار سکتی تھی۔

وہ اگر کمزور پڑتی تھی تو اپنی ماں کی وجہ سے۔۔اپنے سے جڑے لوگوں کی وجہ سے۔۔۔اور اسی لیے اس نے ماثیل کو ہاں کہا تھا۔۔۔کیونکہ وجہ اس کی ماں تھی۔۔

وہ کتنی دیر سوچتی رہی پھر اس نے ماثیل انسٹیٹیوٹ جانے کا فیصلہ کیا۔
وہ اسے سب سچ بتانا چاہتی تھی۔وہ مزید یہ بوجھ لے کر نہیں جی سکتی تھی۔
آفس سے سیدھا وہ انسٹیٹوٹ پہنچ گئی۔۔پر سامنے ہی اسے لان میں ماثیل کے ساتھ شنایا بیٹھی نظر آئی۔اسکا دیا گیا زخم آج بھی ایمان کی پیشانی پر تھا۔
ماثیل اسے دیکھ کر حیران ہوا جبکہ شنایا کے نین نقش جیسے تن سے گئے۔

"مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔۔"

وہ واپس نہیں پلٹی۔اسے آج سب کلیئر کرنا ہی تھا۔اس کی شادی ہوتی نہ ہوتی۔۔اسے اس کی محبت ملتی یا نہیں ملتی پر اسے آج اپنے سر سے یہ بوجھ اتارنا تھا۔

ہاں ہاں آؤ۔۔۔“ ماثیل خوشدلی سے بولا۔ ”

اکیلے میں۔۔“ وہ اپنی جگہ پر جمی رہی تو ماثیل نے بے اختیار شنایا کو دیکھا۔ ”

ٹھیک ہے میں چلتی ہوں۔۔ پھر آجاؤں گی۔۔“ پتہ نہیں اس نے کب ” ماثیل سے صلح کی کب آنا جانا شروع کیا تھا۔۔ ایمان کو خبر نہیں تھی۔ جب وہ چلی گئی تو ایمان گول میز کے قریب رکھی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گئی۔

آپ نے بتایا نہیں کہ آپ کی شنایا سے صلح ہو گئی ہے۔۔“ اس کے ہاتھ ” جھولی میں رکھے تھے۔ وہ ماثیل کو نہیں دیکھ رہی تھی۔ وہ اس کا دل توڑنے آئی تھی اچھے سے جانتی تھی۔

آئی تھنک یہ پرسنل ہے۔۔ جیسے تم آفس کے بعد کہاں جاتی ہوں وہ تمہارا" پرسنل ہے۔۔"اس نے چونک کر سر اٹھایا۔

شاید ماثیل نے اس پر طنز کیا تھا۔۔ کیوں کیا تھا یہ وہ نہیں جانتی تھی۔۔ شاید اس لیے کہ وہ اسے نظرانداز کر رہی تھی۔یا شاید اس لیے کہ سارے خواب ماثیل کو اکیلے دیکھنے پڑ رہے تھے۔

میں کچھ کہنا چاہتی ہوں۔۔"اس نے پھر سے نظریں جھکائیں۔۔ ذہن" تیزی سے کام کر رہا تھا۔

ہاں ہاں بولو سن رہا ہوں۔۔" وہ متوجہ تھا۔ایمان خود چل کر آئی تھی اس" کا مطلب کچھ ضروری بات تھی۔پل بھر کی خاموشی چھا گئی۔۔ ایمان الفاظ تلاشنے لگی جن سے ماثیل کو کم تکلیف ہوتی۔

بولو ایما۔۔۔" وہ اب ٹھوڑی پر ہاتھ جمائے اسے تکنے لگا۔ خاموشی چبھنے لگی" تھی۔

"میں آپ کے ساتھ مزید نہیں چل سکتی۔۔۔"

ماثیل کے دل پر پہلا پتھر پڑا۔۔وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر ہنس دیا۔ وہ ہنستا رہا۔۔ایمان نے سر نہیں اٹھایا۔

"تو میں چل لوں گا نا تمہارے ساتھ۔۔"
کچھ دیر بعد وہ گویا ہوا۔

"نہیں۔۔۔"

کیا نہیں۔۔۔؟؟" اسے لگا ایمان ذہنی طور پر پریشان ہو گی اسی لیے ایسا" کہہ رہی تھی۔ وہ اکثر کہتی تھی کہ ان دونوں کا ساتھ ناممکن تھا۔۔پر وہ ممکن بنانا چاہتا تھا۔

میں نے بہت کوشش کی۔۔پر۔۔ مجھ سے نہیں ہو گا مزید۔۔" گلے میں" کچھ اٹکنے لگا تھا۔۔آنسوؤں کا گولا سا۔۔

ماثیل کو سنجیدہ ہونا پڑا۔

"اور ایسا کیوں ہے۔۔۔؟؟"

کیونکہ آپ میری پسند نہیں ہیں۔۔" اس نے نظریں اٹھائیں۔۔اور دوسرا" پتھر پڑنے سے کانچ ٹوٹ کر دور دور تک بکھرا تھا۔پر آواز ایمان نہیں سن

پائی تھی۔ وہ اب اسے دیکھ رہا تھا۔۔ بے یقینی سے۔۔ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

"میں تمہاری پسند کیوں نہیں ہوں۔۔۔؟؟" اس کے چہرے پر نظریں جمائے ماثیل نے اگلا سوال کیا۔ پر اندر کچھ چبھنے لگا تھا۔

"کیونکہ میری پسند کوئی اور ہے۔۔" وہ چہرے کا رخ موڑ گئی۔۔ پول کی جانب۔۔ تیرتی بطخوں کی جانب۔۔

"ڈونٹ سے دز۔۔ (ایسا مت کہو۔۔)" وہ جیسے تڑپ اٹھا تھا۔

"میں کسی اور سے محبت کرتی ہوں۔۔" وہ نہ رکی۔

آئی سیڈ ڈونٹ سے دز۔۔(میں نے کہا یہ مت کہو)۔۔"وہ چلاتے ہوئے" اٹھ کھڑا ہوا۔۔دل کی دھڑکن جیسے رکنے لگی تھی۔وہ اب خود پر ضبط کر رہا تھا۔۔ضبط کے کڑے مراحل سے گزر رہا تھا۔جبکہ ایمان ویسے ہی بیٹھی رہی۔۔اگر وہ بتا دیتی کہ سلمی بیگم اس کے لیے لڑکا پسند کر چکی تھیں تو ماثیل اس کا مزاق اڑاتا۔۔وہ اس پر ہنستا کہ اکیلی سات سمندر پڑھنے تو آگئی ہو پر شادی اپنی مرضی سے نہیں کر سکتی۔۔

پر وہ کیسے بتاتی۔۔۔مشرقی ماں باپ ساری خوشیاں دے کر یہ خوشی اپنے پاس رکھ لیتے ہیں۔۔اسے اپنی خوشی بنا لیتے ہیں۔

"میں پاکستان واپس جا رہی ہوں۔۔۔شاید جلد شادی بھی کر لوں۔۔" اس نے نہیں کہا کہ "محبت کی شادی" کر لوں۔۔جبکہ ماثیل رخ موڑے کھڑا تھا۔۔۔وہ سانس لینے کی کوشش کر رہا تھا۔

تو اس کا مطلب اس دن کیفے میں وہ سچ کہہ رہی تھی۔ وہ واقعی کسی اور سے محبت کرتی تھی۔

”ادھم ایم سوری۔۔۔“ وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔۔ اس کے عقب میں۔

”گیٹ آؤٹ۔۔۔“ اس نے دبے دبے لہجے میں کہا۔ وہ غصے پر قابو پا رہا تھا۔۔ اپنے غصے پر۔۔۔

”ادھم۔۔۔“ اس نے پکارنا چاہا۔

”آئی سیڈ گیٹ آؤٹ ایمان۔۔۔“ وہ اتنی زور سے دھاڑا کہ ایمان ڈر کر پیچھے ہوئی۔

اس نے کہا تھا اگر تم اب مجھ سے مکری تو میں تمہاری جان لے لوں گا۔۔۔پر اس وقت تو ماثیل کی اپنی جان پر بن آئی تھی۔

وہ کبھی اونچی آواز میں نہیں بولا تھا۔۔پر اس وقت وہ جس کنڈیشن سے گزر رہا تھا ایمان اس سے واقف نہیں تھی۔

وہ کتنے خواب دیکھ چکا تھا اور وہ بتانے آئی تھی کہ وہ کسی اور سے محبت کرتی تھی۔ماثیل نے آنکھیں میچ لیں۔۔۔جبکہ ایمان خاموشی سے پلٹ گئی۔۔ اسے افسوس ہو رہا تھا۔۔۔خود پر، ماثیل پر اور اپنے حالات پر۔ لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ ماثیل اسے اتنی آسانی سے جانے نہیں دے سکتا تھا۔آنے والے کل سے وہ بالکل ناواقف تھی۔

✿••✿••✿••✿

وہ اکی-ڈمی آگئی۔۔پر ذہن وہیں اٹکا تھا۔۔چاہے جانے کا سرور الگ ہوتا ہے پر اپنے من پسند شخص سے۔۔ایمان وہ لڑکی نہیں تھی جس کی تعریفیں کر کے اس کے دل میں جگہ بنالی جاتی۔۔وہ حاد کے سامنے بھی بالکل نارمل انداز میں رہتی تھی۔وہ اپنا ویک پوائنٹ مزید کسی کو نہیں دکھا سکتی تھی۔جتنے دن وہ یہاں تھی سیشن لینا چاہتی تھی۔اس کی آج حاد سے بات نہ ہو پائی۔۔ سیشن میں بھی اس کا ذہن ماثیل کی جانب اٹکا رہا۔

اسے افسوس بھی تھا کہ جس خاندان کے ایک شخص سے ملنے کی امید لیے وہ ویلنسیا آگئی تھی اسی خاندان کے دوسرے شخص کا اس نے دل توڑ دیا تھا۔وہ ادھم جبیل کو جتا آئی تھی کہ وہ اس کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتی تھی۔

وہ جب توجہ نہ دے پائی تو خاموشی سے اٹھ کر باہر آگئی۔۔آج سیشن مرتضے لے رہا تھا حاد نہیں۔۔حاد نے سامنے بنے مرتضے کے آفس میں بیٹھے ایمان کو ہال سے باہر نکلتے دیکھا۔۔وہ کوئی سیشن ادھورا نہیں چھوڑتی۔

اس کا ذہن بار بار فون کی جانب تھا۔۔اسے لگ رہا تھا کہ ماثیل اسے ضرور فون کرے گا یا پھر حشام جبیل۔۔

پر کسی کا فون نہیں آیا۔۔۔وہ ہاسٹل واپس آگئی۔۔رات ایسے ہی گزر گئی۔وہ جانے کیا کیا سوچتے سو گئی تھی۔

صبح اٹھی تو جیسے ذہن سے بوجھ ہٹ چکا تھا۔۔۔اسے ماثیل کی اتنی بھی پرواہ نہیں تھی کہ وہ اسے ہی سوچتی رہتی۔۔البتہ اسے اپنے کیے گئے کام پر افسوس تھا۔وہ آفس میں تھی جب اسے عبدل کا فون آیا۔۔

"میں تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔۔پلیز ایمانے یہ بہت ضروری ہے۔۔"

حاد ویلنسیا میں تھا۔عبدل اسے اب صاف صاف بتانا چاہتا تھا وہ کون تھا۔۔ حاد سے اس کا کیا رشتہ تھا۔۔وہ اتنا باغی کیوں تھا۔۔۔وہ ایمان کو سب سچ بتانا چاہتا تھا۔

وہ آفس سے نکلی تو سیدھا اسی کافی شاپ پر آ گئی جہاں وہ کچھ دن پہلے عبدل سے ملی تھی۔

وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔

"تم ادھم جبیل کو کیسے جانتی ہو؟؟" عبدل نے سوال کیا۔

"اس کے انسٹیٹیوٹ میں میں نے جاب کی تھی۔۔" وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔

"اور۔۔۔؟؟" وہ متجسس تھا۔

"اور کیا۔۔۔؟؟" ایمان نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تو عبدل نے بے چینی سے پہلو بدلا۔ اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتی اس کا فون بجنے لگا۔ روز کا فون تھا۔۔ فون کی اسکرین مسلسل بلنک کر رہی تھی۔ اس نے فون اٹھالیا۔

"کہاں ہو تم۔۔۔؟؟" روز کی سنجیدہ سی آواز ابھری۔

"ضروری کام سے آئی ہوں۔۔" ایمان نے فون بند کرنا چاہا۔

"کس جگہ۔۔؟؟" وہ جانے کیوں پوچھ رہی تھی۔

ایمان نے جلدی سے کافی شاپ کا نام بتا کر فون بند کر دیا۔

اب وہ عبدل کی جانب متوجہ ہوئی۔

"تم جانتے ہو ادھم کو؟؟" وہ اب پریشان ہو گئی تھی۔

"میں نے شادی نہیں کی۔۔۔" عبدل نے بم پھوڑا۔

ایمان حیرت سے اسے تکنے لگی۔

”میری کوئی فیانسی نہیں ہے اور نہ میں نے کوئی شادی کی ہے۔۔۔“وہ سچ بول رہا تھا۔۔شاید سچائی سے آگائی کا وقت آ چکا تھا۔۔۔ہر انسان کا سچ دوسرے کے سامنے آنا تھا۔

”وہ لڑکی میری فیانسی نہیں تھی۔۔میں نے جان بوجھ کر وہ سب کیا تھا۔۔“

ایمان اسے دیکھ رہی تھی جبکہ عبدل بول رہا تھا۔

”میں جانتا تھا کائنات مجھے پسند کرنے لگی تھی۔۔اسی لیے میں نے تمہارے سامنے وہ ڈرامہ کیا۔۔“

ایمان کی نظروں کے سامنے ڈیڑھ سال پہلے کا منظر گھوم گیا۔۔کتنا سچا دوست مان چکی تھی وہ عبدل کو۔۔اور کیا کیا تھا عبدل نے۔۔

دوست ڈرامے نہیں کرتے۔۔۔" وہ بس اتنا کہہ پائی۔"

"میں چاہتا تھا تم مجھ پر اندھا بھروسہ مت کرو۔۔ تم لوگوں پر یقین کرنا چھوڑ دو۔۔اسی لیے وہ سب کیا۔۔اور۔۔۔"
وہ جیسے سانس لینے کو رکا۔۔ جبکہ خالی خالی نظروں سے اسے دیکھتی رہی۔

"اور اگر تمہیں پتا چل جاتا کہ میں کون ہوں تو تمہیں دکھ ہوتا۔۔"

اور تب ہی ایمان کی نظر کافی شاپ کے اندر داخل ہوتے ماثیل پر پڑی۔وہ ساکت رہ گئی۔وہ اسی جانب آرہا تھا۔۔ایمان کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا۔ اس کے چہرے کی رنگت اور تاثرات دیکھ کر عبدل ٹھٹکا۔۔وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

وہ بکھرے بکھرے حلیے میں اس کے سامنے تھا۔۔پوری رات میں جانے کتنی سگریٹیں پھونکی تھیں۔
اور وہ کتنے آرام سے کسی اور لڑکے کے پاس بیٹھی تھی۔

تو یہ ہے وہ لڑکا جس کی خاطر تم نے۔۔۔" وہ طنزیہ لہجے میں کہتا بات ادھوری چھوڑ گیا۔۔عبدل بھی اپنی جگہ سے اٹھا۔۔جبکہ ایمان کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔یقیناً روز نے ماثیل کو اسکی لوکیشن بتائی تھی۔

کانگریچولیشنز مین۔۔!!" ماثیل نے عبدل کی جانب دیکھتے کہا۔جبکہ ایمان" کا گلا خشک ہو گیا تھا۔

تمہاری وجہ سے اس نے مجھے چھوڑ دیا۔۔" وہ جانے کس کرب سے گزر" رہا تھا۔۔وہ اپنے حواسوں میں نہیں لگ رہا تھا۔

ادھم آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔۔۔" ایمان نے خشک ہو چکے لبوں پر زبان" پھیرتے کہا۔۔ جبکہ عبدل ماثیل کو دیکھ رہا تھا۔۔اپنے سے ڈیڑھ دو سال بڑے اپنے فرسٹ کزن کو۔۔ادھم جبیل کو۔۔جو ماثیل دی بت ساز کہلاتا تھا۔

میں بس یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا۔۔ تم نے" مجھے تب کیوں روکا جب میں جا رہا تھا۔۔اپنا کر چھوڑ دیا۔۔بتاؤ ایسا کیوں کیا۔۔" وہ چاہ کر بھی آواز نیچی نہ رکھ پایا۔ جبکہ ایمان کا وجود کانپنے لگا تھا۔اس نے گھبرا کر عبدل کو دیکھا۔

ادھر دیکھو میری جانب۔۔۔ گزار لینا اس کے ساتھ پوری زندگی۔۔پر" مجھے میرے سوال کا جواب دو۔۔ کیوں کیا تم نے ایسا۔۔۔؟؟" وہ واقعی اپنے حواسوں میں نہیں تھا۔

ادھم۔۔ مم۔۔ میں مجبور تھی۔۔۔" وہ ہکلائی۔"

"کیا مجبوری تھی تمہاری۔۔۔؟؟"

کیونکہ آپ کے اس فادر نے جسے آپ سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں" مجھے فون کیا تھا۔۔ میری منتیں کی تھیں کہ میں آپ کو جانے سے روک لوں۔۔" وہ پوری قوت سے چلانا چاہتی تھی پر چلا نہ پائی۔ اس کی یہ بات سن کر عبدل اور ادھم نے بیک وقت حیرانی سے اسے دیکھا۔۔ اور پھر چند لمحوں

بعد ادھم کا بے ساختہ قہقہہ ابھرا تھا۔ وہ ہنسا اور ہنستا چلا گیا۔۔ ایمان بے بسی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ جبکہ عبدل حالات سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"مجھے نہیں پتہ تھا ایمان کہ تم جھوٹی بھی ہو۔۔" وہ نم آنکھوں سے مسکرانے کی کوشش کرنے لگا۔۔ چہرے پر بے اختیار ہاتھ پھیرا۔

"میں جھوٹ نہیں بول رہی۔۔ مجھے حشام جبیل کا فون آیا تھا۔ بلکہ آ تا رہا ہے۔۔۔"

"تو تم نے ان کی بات کیوں مانی۔۔؟؟" ماثیل نے اس کی بات کاٹی۔

کیونکہ میری ماں بیمار تھی ہاسپٹل میں ایڈمٹ تھی۔۔ان کا آپریشن ہونا"
تھا۔۔آپ کے فادر حشام جبیل نے ان کے علاج کے لیے پیسے دیے۔۔اور
پھر انہوں نے بدلے میں مجھ سے یہ مانگا۔۔"

شٹ اپ۔۔۔"اس بار وہ دھاڑا۔۔لوگ آس پاس تھے پر کسی کو سمجھ
نہیں آرہا تھا وہ کیا باتیں کر رہے تھے۔

بند کرو یہ ڈرامہ۔۔تم اتنا کیسے گر سکتی ہو۔۔۔اتنی جھوٹی کیسے ہو سکتی"
ہو۔۔؟؟"

یہ وہ نرم مزاج ماثیل نہیں تھا۔ایمان نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔وہ اسے
جھوٹی کیسے کہہ سکتا تھا۔

"میں جھوٹ نہیں بول رہی۔۔۔"اس بات وہ خود پر قابو نہیں رکھ پائی۔۔
آنکھوں میں لبالب آنسوں بھرنے لگے تھے۔

"یو نو۔۔ میرا ڈیڈ اس وقت اس دنیا سے چلا گیا تھا جب میں نائنتھ کلاس میں
تھا۔ایٹ لیسٹ ان پر تو الزام مت لگاؤ۔۔۔"
ادھم نے اس کے قریب ہوتے دھیمی آواز میں گویا دھماکہ کیا۔ایمان کو لگا
ویلنسیا ہل گیا ہو۔وہ اب بے یقینی سے ماثیل کو دیکھ رہی تھی۔

"مجھے یقین نہیں ہو رہا ایمان یہ تم ہو۔۔۔"وہ مزید قریب ہوا۔پر اس سے
پہلے وہ اسے چھوتا عبدل نے اس کا بازو پکڑ لیا۔

"یہ سچ کہہ رہی ہے۔۔۔"عبدل نے کہا تو ماثیل نے پلٹ کر اسے دیکھا۔

سیریسلی۔۔۔اب تم کون ہو؟؟"انداز میں حقارت تھی۔"

"عبدل جبیل۔۔۔روحان جبیل کا بیٹا۔۔"

وہ اس کے سامنے آن کھڑا ہوا۔اپنا کسرتی جسم لیے۔۔اپنی گرے آنکھیں ماثیل کی سرمئی آنکھوں میں گاڑھ دیں۔اسے ایمان پر یقین تھا۔۔وہ جھوٹ نہیں بول رہی تھی۔

ایمان تو جیسے بت بن چکی تھی۔۔اسکی لوگوں سے بے خبر رہنے کی عادت اسے لے ڈوبی تھی۔۔۔اس نے کبھی جاننے کی کوشش نہ کی عبدل کون تھا۔۔پر آج تو جیسے ویلنسیا زلزلوں کی ضد میں تھا۔

اوہ مائی۔۔۔"ماثیل نے جھٹکے سے اپنا بازو چھڑایا۔اسے اپنے خاندان کے" لوگوں میں کم ہی دلچسپی ہوتی تھی اور اس کے دو کزنز تھے۔۔۔فرسٹ کزنز جن سے وہ ہمیشہ ہی غافل رہا تھا۔۔کیونکہ وہ لندن میں تھے۔

''مطلب تم دونوں نے مل کر مجھے بے وقوف بنایا۔۔''

ماثیل کو اپنے اتنی آسانی سے بے وقوف بن جانے پر افسوس ہو رہا تھا۔

اور تم ایک جبیل کو دھوکا دے دوسرے جبیل کے ساتھ زندگی گزارنا''

''چاہتی ہو؟؟آئی کانٹ بلیواٹ۔۔

وہ اسے کہہ رہا تھا جبکہ ایمان اب بے یقینی سے عبدل کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

تو یہ سچ تھا عبدل کا۔۔۔وہ آرجے کا بیٹا تھا۔۔۔روحان جبیل کا۔۔۔۔ تبھی وہ ام حانم کو جانتا تھا۔۔اس کی آنکھوں میں بے اختیار آنسوں بھرنے لگے۔۔ بے وقوف تو وہ تھی۔۔ کتنی آسانی سے جبیل خاندان کے ہاتھوں بے وقوف بن گئی تھی۔

اگر حشام جبیل مر چکا تھا تو اسے کال کرنے والا کون تھا؟؟ذہن اب تڑخنے لگا تھا۔اسے لگا تھا وہ گر جائے گی اگر اس پر مزید کوئی دھماکہ ہوا۔

اور تم پیسوں کے لیے یہ سب کرتی رہی۔۔۔پیسوں کی خاطر میری محبت" کو اپنایا۔۔تم نے یہ سب پیسوں کے لیے کیا۔۔؟؟"وہ سب اپنی اپنی جگہ ساکت تھے۔۔ڈسے ہوئے اور حیران پریشان۔۔ایمان نے ایک نظر اٹھا کر ماثیل کو دیکھا۔۔

وہ بے اعتبار ہو چکا تھا۔۔۔وہ کیسے اپنی صفائی دیتی۔۔اس نے اپنا منہ بند ہی رکھا۔۔

میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا۔۔۔"وہ اسے نفرت سے دیکھتے" پلٹ گیا۔۔وہ آگ کی لپیٹ میں تھا۔۔یہاں رہتا تو کچھ غلط کر دیتا تھا۔۔

عبدل وہیں تھا۔۔وہ ایمان کی حالت سے واقف تھا۔۔وہ جانتا تھا یہ سب کس نے کیا تھا اور کیوں کیا تھا۔۔اس کے غصے سے جبڑے بھینچ گئے۔

میں سب تمہیں بتانا چاہتا تھا۔۔۔"ایمان کو بے یقینی سے اپنی جانب تکتا" پا کر عبدل قدم بڑھا کر اس کے قریب آیا۔

"یہ سب تم نے کیا۔۔۔؟؟"

نن۔۔نہیں۔۔۔ایمانے۔۔میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔۔۔ لیکن ادھم "

"ٹھیک کہہ رہا ہے۔۔ حشام انکل واقعی بہت سال پہلے انتقال کر گئے تھے۔۔ اور ایمان نے ضبط سے آنکھیں میچیں۔

یہ سب کیا ہو رہا تھا۔۔ کیوں ہو رہا تھا۔۔۔؟؟ سر میں درد کی شدید ٹیسیں میں اٹھنے لگی تھیں۔

✿••✿••✿••✿

وہ عبدل کو وہیں چھوڑ آئی تھی۔۔ماثیل کی باتیں ابھی تک سماعت میں کسی ہتھوڑے کی مانند لگ رہی تھیں۔کیا تھی وہ گری ہوئی پیسے کے پیچھے بھاگنے والی لڑکی؟؟

سینے کے مقام پر بہت زیادہ جلن تھی۔۔وہ روئی نہیں۔۔اسے رونا نہیں تھا۔۔آخر کیوں روتی وہ۔۔اور کب تک؟؟

جو ہونا تھا وہ ہو گیا تھا۔۔ہونی کو کون ٹال سکتا تھا۔۔وہ خاموشی سے اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔رات کو اس نے اپنا سامان پیک کیا۔۔بس کچھ دن باقی تھے۔۔وہ مزید یہاں نہیں رہنا چاہتی تھی۔

انسان صرف اپنی تکلیف دیکھتا ہے۔۔اسے دوسرے کی تکلیف نظر نہیں آتی۔۔ جیسے ماثیل کو اس کی نظر نہیں آئی تھی۔۔اور اسے ماثیل کی نہیں۔

پر وہ شخص تو محبت کا دعوی کرتا تھا نا۔۔۔ محبت کرنے والے اعتبار بھی کرتے ہیں وہ کیسے بے اعتبار ہو گیا تھا؟؟

جبکہ ایسی ہی کچھ حالت ماثیل کی بھی تھی۔۔۔وہ ساحل سمندر پر آ گیا تھا۔۔ موسم ابر آلود تھا۔۔ ٹھنڈی ہوائیں سائیں سائیں کرتی گزر رہی تھیں۔۔آج پھر ایمان نے اس کا دل توڑ دیا تھا۔۔دل کے ساتھ ساتھ اس کا یقین بھی۔۔۔

وہ چیخنا چاہتا تھا چلانا چاہتا تھا۔۔۔وہ سب برداشت کر سکتا تھا پر اپنے ڈیڈ پر الزام نہیں۔۔

نفرت ہے مجھے تم سے۔۔۔اور تم سے بھی۔۔۔" وہ آسمان کی جانب منہ کر کے چلایا۔اس کی خدا سے نفرت مزید بڑھ گئی تھی۔۔

وہ گھٹنوں کے بل جھکا چیخ رہا تھا۔

"میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا۔۔۔"

وہ ریتلی زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔۔ تبھی اس کے کندھے پر کسی نے ہاتھ رکھا۔۔۔اس نے سر اٹھا کر تو دیکھا تو شنایا اس کے پاس بیٹھی تھی۔وہ تڑپ کر اس سے لپٹ گیا۔

اس نے میری محبت اپنانے کے پیسے لیے شنایا۔۔یہ تصور جان لیوا ہے۔۔""" وہ سسک رہا تھا جبکہ شنایا کا دل چاہا وہ اسے پوری دنیا سے چھپا کر کہیں دور لے جائے۔

✿••✿••✿••✿

ایمان کی پوری رات آنکھوں میں گزر گئی۔۔ صبح ہوئی تو سر درد سے پھٹ رہا تھا۔۔ وہ تیار ہوئی اور آفس چلی گئی۔۔۔ روز نے اس سے بات کرنا چاہی پر وہ بنا کچھ بولے نکل آئی۔۔ موسم خراب تھا تو اس نے اپنے بیگ میں چھوٹا سا چھاتہ رکھا ہوا تھا۔ سیاہ رنگ کی شال اس کے کندھوں پر تھی جبکہ وہ خود ٹی پنک کلر کے پلازو اور شرٹ میں تھی۔ آفس میں بھی پورا دن خاموشی کی نظر ہو گیا۔۔ وہ لاشعور میں انتظار کرتی رہی کہ اب ماثیل کا فون آئے گا اور وہ کہے گا کہ "مجھے تم پر بھروسہ ہے ایمان۔۔۔

پر کوئی فون نہ آیا۔۔ دل کی حالت عجیب ہو چکی تھی۔

شام ہوئی تو ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہو گئی۔۔ وہ آفس سے سیدھا اکیڈمی آگئی۔ چھاتہ سر پر تانے وہ گیٹ سے اندر داخل ہوئی تو راہداری میں کافی کا

کپ تھامے ہلکی ہلکی بارش انجوائے کرتا مرتضٰے اسے دیکھ کر حیران ہوا۔۔وہ کل آئی نہیں تھی۔۔

وہ آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔بارش سے بے خبر۔۔کہیں کھوئی ہوئی تھی۔

"السلام علیکم۔۔۔"جب وہ راہداری میں پہنچی تو اس نے مرتضٰے کو دیکھ کر سلام کیا۔

"وعلیکم السلام۔۔۔"وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔آج اکیڈمی میں غیر معمولی خاموشی تھی۔

"آپ ٹھیک ہیں مس عبداللہ۔۔آپ کل آئیں نہیں تھیں۔۔"

وہ اب پوچھ رہا تھا۔

میں ٹھیک ہوں۔۔" وہ جواب دے کر آگے بڑھنے لگی تو مرتضٰے کی آواز"
پر اسے رکنا پڑا۔

آج سیشن نہیں ہے۔۔آج آف ہے۔۔آپ کل آئی نہیں تھیں تو اسی"
لیے آپ کو پتا نہیں چلا۔۔۔"
وہ رک گئی۔۔اور اب خالی خالی نگاہوں سے مرتضٰے کو دیکھنے لگی۔

کیا ابھی تک آپ کی کسی سے دوستی نہیں ہوئی۔۔؟؟" وہ پوچھ رہا"
تھا۔ جبکہ ایمان کا دماغ جیسے سن ہو چکا تھا۔۔وہ مرتضٰے کو بولتے دیکھ رہی
تھی پر سن نہیں پا رہی تھی۔

"میں عبدل جبیل ہوں روحان جبیل کا بیٹا۔۔۔"
اس کی سماعت میں اب تک ملی جلی آوازیں گونج رہی تھیں۔

''میں حشام جبیل ہوں۔۔ادھم جبیل کا باپ۔۔۔''

''مس عبداللہ۔۔۔آر یو اوکے۔۔۔؟؟''
وہ تھوڑا اونچا بولا تو ایمان کسی ٹرانس سے نکلی۔وہ واپس پلٹنے لگی تو مرتضے نے پھر سے اسے پکارا۔

آپ اسپیشل کلاس لے لیں۔۔حاد لے رہا ہے۔۔۔آج صرف وہی کلاس ہے۔۔''وہ رک گئی۔۔ سمجھ نہ آیا کیا کرے۔۔۔اور تبھی مرتضے نے آگے بڑھ کر ایک راہدری میں موجود ایک دروازے کو ہاتھ کی مدد سے کھول دیا۔۔سامنے ہی حاد بیٹھا تھا۔۔دائرے میں کرسیاں رکھی تھیں جن پر پندرہ بیس اسٹوڈنٹس موجود تھے۔۔۔جبکہ وہ درمیان میں بیٹھا تھا۔

ہمیشہ کی طرح پرفیکٹلی تیار۔۔۔ایمان نے کبھی اسے رف حلیے میں نہیں دیکھا تھا۔۔ٹی شرٹ پہنے، بکھرے بالوں یا پھر چپل جوتوں میں۔۔۔

"گو۔۔۔" مرتضے نے اشارہ کیا تو وہ اندر داخل ہوگئ۔

"مس ایمان۔۔ہماری ٹیم کا نیا حصہ ہیں۔۔" مرتضے اعلان کر کے چلا گیا جبکہ وہ دائرے میں رکھی گول کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گئ۔

"اپنے بارے میں کچھ بتائیں مس ایمان۔۔۔" حادنے تو کہا تو سب اس کی جانب متوجہ ہوگئ۔

"میں ام ایمان بنت عبداللہ ہوں۔۔میں نہیں جانتی میں کون ہوں۔۔میں بھٹک گئی ہوں۔۔پتہ نہیں سفید ہوں یا سیاہ۔۔یا پھر گرے۔۔۔اچھا برائی کا مکسچر۔۔۔"

اس کی نگاہیں فرش پر جمی تھیں۔

"اچھا برا کچھ نہیں ہوتا۔۔ صحیح غلط ہوتا ہے۔۔۔اور ضرور نہیں جو اچھا ہو وہ صحیح بھی ہو۔۔"

حاد نے اس کی تصیح کی۔۔۔اس نے نظر اٹھا کر حاد کو دیکھا۔۔اور پھر سے نظریں جھکا لیں۔

"میں نے ایک سیاہ کو اپنایا اور خود سیاہ بن گئی۔۔۔پتہ نہیں میں غلط ہوں یا صحیح۔۔۔پر بری نہیں ہوں۔۔۔مجھے برا بنا دیا گیا۔۔"

"ہم ہر کسی کی کہانی میں ہیرو نہیں بن سکتے۔۔۔اور ضروری تو نہیں جو اچھا ہے وہ صحیح بھی ہو۔۔"

وہ پھر سے بولا۔

"کیسے پتہ چلے گا ہم صحیح ہیں یا غلط۔۔؟؟"

"جب تم رپورٹ جمع کروانے سے خوفزدہ نہ ہو۔۔۔جب تمہیں اس بات سے ڈر نہ لگے کہ تم جو کر رہے ہو اس کی رپورٹ دینی پڑے گی۔۔۔اور تمہیں شرمندہ ہونا پڑا گا۔۔۔"

"کیا ہم کسی ان چاہے رشتے کو چھوڑ سکتے ہیں جس میں ہم کسی مجبوری کی وجہ سے بندھے ہوں۔۔" وہ جان لینا چاہتی تھی۔

"فرق اس سے پڑتا ہے کہ رشتہ کیا ہے؟؟اور آپ اس رشتے میں کتنا انوالو رہے ہیں۔۔ان کیس اگر آپ مسلمان ہیں تو آپکا رشتہ حلال ہے یا حرام۔۔۔حلال رشتوں میں گنجائش نکل آتی ہے۔۔کچھ رشتے کبھی ختم نہیں ہو

سکتے۔۔ جیسے خون کے رشتے۔۔۔ باقی اگر آپ صحیح ہیں تو تمام رشتے خود بخود آپ کو چھوڑ جائیں گے۔۔ کیونکہ صحیح ہونے کے پر آپ سب سے پہلے اکیلے پڑ جائیں گے۔۔۔''

وہ کوئی چالیس پچاس سالا شخص نہیں تھا۔۔۔ پتہ نہیں وہ اتنا کچھ کہاں سے سیکھ کر آیا تھا۔۔ ایمان حیرت سے اسے تکنے لگی۔

اور وہ سچ کہہ رہا تھا۔۔ جب آپ اچھائی برائی سے نکل کر صحیح اور غلط کے مقام پر آجاتے ہیں تو آپ سب سے پہلے تنہا پڑتے ہیں اور پھر اجنبی بن جاتے ہیں۔۔۔ اور تنہا اجنبیوں میں حاد جبیل سر فہرست تھا۔

✿••✿••✿••✿

وہ جب اکیڈمی سے واپس آئی تو دل سے بہت سارا بوجھ اٹھ چکا تھا۔۔ ہم ہر کسی کی کہانی میں ہیرو نہیں ہو سکتے۔۔ حاد نے ٹھیک کہا تھا۔۔ تو پھر وہ کیوں سب ٹھیک کرنے میں لگی رہتی تھی۔۔۔ وہ کیوں ہیرو بننا چاہتی تھی؟؟

یہی سوچتے ہوئے اس نے بیگ سے چابی نکالی اور دروازے کا تالا کھولنا چاہا۔۔ پر تالا نہ کھلا۔۔ اس کے اور روز کے پاس الگ الگ چابی تھی۔ وہ تھوڑا حیران ہوئی۔۔ اس نے پھر سے کوشش کی پر تالا نہ کھل پایا۔۔ پھر اس نے بیل دی۔۔ آج روز ادھر ہی تھی۔ وہ اب روز کو فون کر رہی تھی۔۔ پر روز نے فون نہ اٹھایا۔۔ کئی بار بیل بجانے پر دروازہ کھلا۔۔

روز سامنے ہی کھ-ڑی تھی۔۔ اس کا چہرہ سپاٹ تھا۔ اس نے ایمان کو اندر جانے کی جگہ نہ دی۔

کیا ہوا ہے سب ٹھیک ہے؟؟"اس نے پہلی بار روز کو اتنا سنجیدہ دیکھا تھا۔"

”تمہاری آج سے یہاں کوئی جگہ نہیں ہے۔۔اپنا ٹھکانہ ڈھونڈلو۔۔“روز نے کہا تو ایمان کو چہرہ پھیکا پڑ گیا۔۔وہ حیرانی سے اسے دیکھنے لگی۔

”ایسے کیوں کہہ رہی ہو؟؟“اس نے مرے مرے انداز میں پوچھا۔

”بہت پیسہ ہے نا تمہارے پاس۔۔ مسٹر ماثیل کی پوری قیمت لی ہے نا تم نے۔۔۔تو آج سے اپنا ٹھکانہ ڈھونڈلو۔۔“وہ حقارت سے بولی تو ایمان کا دل ڈوب گیا۔

”میں تمہیں سب بتاتی ہوں۔۔۔“وہ روز کو نہیں کھونا چاہتی تھی جس نے ہر مشکل میں اس کی مدد کی تھی۔

مجھے صرف ایک بات بتاؤ۔۔۔ تم نے مسٹر ماثیل کے ساتھ رہنے کے پیسے" لیے۔۔؟؟" یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی تھی۔

روز۔۔۔" وہ کچھ کہنا چاہتی تھی۔"

"ہاں یاناں۔۔۔؟؟"

ہاں۔۔۔" اور ایمان کا سر جھک گیا۔۔ جو سچ تھا وہ سچ تھا۔۔ اس نے وہ" سارے پیسے واپس اسی اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر دیے تھے جو اسے ہر مہینے ملتے تھے۔۔۔ اس نے کبھی استعمال نہیں کیے تھے پر جو سچ تھا وہ سچ تھا۔۔ ابھی وہ قرضدار تھی۔۔ اپنی ماں کے علاج کے پیسے اسے واپس کرنے تھے۔

تم ایسا کیسے کر سکتی ہو؟؟" روز نے اس کا جھکا سر دیکھا پر ان آنکھوں میں "
آنسوں نہیں دیکھ پائی۔۔ ایمان ویسے ہی کھڑی رہی۔ کچھ دیر بعد وہ اپنے منہ
پر لگنے والے بیگ کی وجہ سے لڑکھڑا کر گرتے گرتے بچی تھی۔ یہ آر جے
والا بیگ تھا۔۔ جو روز نے اس کے منہ پر مارا تھا۔

جاؤ یہاں سے اور آئندہ مجھے اپنی شکل مت دکھانا۔۔" اس نے دروازہ "
بند کرنا چاہا۔۔

اور ہاں تم میری قرضدار ہو۔۔ جب مجھے رقم واپس کرو گی تو اپنا سامان لے "
جانا۔ اور ہاں پلیز محنت سے کما کر پیسے واپس کرنا۔۔ کیونکہ میں نے تمہیں
" اپنی محنت کے پیسے دیے تھے۔۔۔

اور ٹھاہ کی آواز سے دروازہ بند ہو گیا۔۔۔ وہ کسی مجرم کی طرح رات کے اس
پہر طوفانی موسم میں اکیلی کھڑی رہ گئی۔ اس ایک بیگ میں اس کی ضرورت

کی چند چیزیں تھی جو روزا سے دے گئی تھی۔اس کا دل کیا وہ روئے چلائے۔۔۔پر اس نے ایک آنسوں نہ بہنے دیا۔اس نے سارے حساب کتاب کر رکھے تھے وہ جانے سے پہلے اس کے سارے پیسے لوٹانے والی تھی۔ پر روز نے موقع ہی نہ دیا۔

کسی بھی وقت تیز بارش ہو سکتی تھی۔۔اس نے شال کو مضبوطی سے لپیٹا۔۔اور آس پاس دیکھنے لگی۔۔گلی سنسنان تھی۔۔۔اور گلی کے آخر میں وہ تھا۔۔ٹیرو کا گھر۔۔جس کے دکان میں وہ روز کے ساتھ گئی تھی۔۔۔جس نے ایمان کو تنبیہہ کی تھی۔

"اکاروس سے بچ کر رہنا اور خود اکاروس نہ بن جانا۔۔"

کیا وہ اپنی حدوں سے نکل گئی تھی۔۔ یا پھر وہ اکاروس سے نہیں بچ پائی تھی جو سالوں پہلے اپنی حدوں سے نکل گیا تھا۔۔۔

وہ اکیلی کھڑی سوچتی رہی۔۔ کہاں جاتی۔۔ کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔۔ پھر اس نے کچھ سوچتے ہوئے موبائل نکالا۔۔ وہ کوئی سستا ہوٹل دیکھنا چاہتی تھی پر تبھی اس کا فون تھر تھرانے لگا۔ عبدل فون تھا۔ وہ فون اٹھانا نہیں چاہتی تھی پر وہ بجتا رہا۔

کیا تم جاننا چاہتی ہو تمہارے ساتھ یہ سب کس نے کیا؟؟"عبدل کی آواز" ابھری۔

نہیں۔۔۔"یک لفظی جواب دیا گیا۔"

جان لو ورنہ ساری عمر ایک غلط شخص کو یاد کرتی رہو گی۔۔"اس کا انداز ایسا تھا وہ دوبارہ انکار نہ کر پائی۔۔۔

"تمہیں لوکیشن بھیج دی ہے۔۔آجاؤ۔۔۔"

اس نے فون بند کر دیا۔۔ایمان نے لوکیشن دیکھی تو زیادہ دور کی نہیں تھی۔ اس نے رائیڈ کروائی اور خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ کر چلی گئی۔۔اس کی نظروں نے دیر تک اس دروازے پر جمی رہی تھیں جس پر وہ دوبارہ کبھی دستک نہیں دینے والی تھی۔اس جگہ سے اس کی بہت ساری یادیں جڑی تھیں۔۔۔پر سب کچھ خواب بن گیا تھا۔۔ حقیقت بہت خوفناک تھی۔ کچھ دیر بعد وہ ایک اسٹیڈیم کے باہر کھڑی تھی۔ایک بیگ کندھے ہر ڈالے ایک ہاتھ میں تھامے وہ عبدل کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔عبدل کے پاس اسٹڈیم کا پاس تھا۔۔اسے اب ڈر بھی لگ رہا تھا کہ وہ یہاں کیوں آ گئی تھی۔۔۔

لیکن عبدل کے کردار پر اسے اتنا تو بھروسہ تھا۔۔۔وہ اسے اندر لے گیا۔۔۔اور پھر پلے گراؤنڈ کے دائیں جانب رکھی کرسیوں میں سے پہلی قطار والی کرسی پر بیٹھ گئی۔۔یہاں تھوڑا اندھیرا تھا جبکہ گراؤنڈ میں کافی روشنی تھیں۔نیٹ کے اس پار عبدل کھڑا تھا۔جو گارڈ سے کچھ کہہ کر آیا تھا۔ وہ شال لپیٹے بیٹھی تھی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی جبکہ عبدل نے فون نکال کر کسی کو پیغام بھیجا۔۔

"اگر تم چاہتے ہو کہ میں لوٹ چلوں مام کے پاس، تو جتنی جلدی ہو سکے مجھ سے ملنے آؤ۔۔"

اس نے فون واپس جیب میں ڈال لیا۔۔۔اب وہ غصے سے فٹبال کو نیٹ پر مار رہا تھا۔۔وہ جنون میں تھا۔۔اتنا جنون کہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔

وقت گزرنے لگا۔۔۔موسم مزید خراب ہوتا گیا۔۔کسی بھی پل بارش ہو سکتی تھی۔۔پانچ سے دس اور پھر پندرہ منٹ گزر گئے۔۔اور تب ایمان

نے کسی کو اسٹیڈیم کے گراؤنڈ میں داخل ہوتے دیکھا۔۔اوپر سے نیچے تک سیاہ لباس پہنے وہ شخص اندر آ رہا تھا۔۔اس نے سیاہ برساتی کوٹ پہن رکھا تھا۔۔جبکہ چہرہ بڑی سی سیاہ ہیٹ میں چھپا تھا۔اس کا برساتی کوٹ ہوا چلنے کے باعث اڑ رہا تھا۔

اس نے دیکھنے کی کوشش کی پر وہ چہرہ نہ دیکھ پائی۔۔وہ شخص پر قار چال چلتا اب عبدل کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔دونوں ہاتھ برساتی کوٹ کی جیبوں میں تھے۔

اس نے عبدل کے قریب پہنچ کر ہیٹ اونچا کیا۔۔

ہائے۔۔۔" وہ عبدل کی رفتار دیکھنے لگا۔۔ فٹبال سامنے ٹکراتا اور تیزی" سے واپس عبدل کی جانب آتا اور عبدل پوری طاقت سے فٹبال کو کک مار رہا تھا۔۔۔وہ جیسے اپنا غصہ نکال رہا تھا۔

جیسے ہی اس شخص نے اپنا ہیٹ اونچا کیا تو ایمان کو لگا وہ سانس نہیں لے پائے گی۔۔ہاں وہ وہی تھا۔۔حاد۔۔۔حاد جبیل۔۔

لوگوں کو لگتا تھا وہ کہانی میں سب سے آخر میں آیا تھا۔پر وہ تو وہیں تھا ہمیشہ سے۔۔شروع سے۔۔۔

وہ حاد تھا۔۔۔حاد جبیل

جس کا دماغ آرجے جیسا تیز تھا۔

جس کا ایمان روحان جبیل جیسا تھا۔

جس کا کردار حشام جبیل جیسا تھا۔

جو فائٹنگ میں جورڈن جبیل جیسا تھا۔

وہ اس کہانی کا ماسٹر مائنڈ تھا۔وہی تھا جس نے ماثیل پر نظر رکھی۔۔۔وہی تھا جس نے ایمان کو ماثیل کے پاس بھیجا۔۔تاکہ ماثیل واپس آ سکے۔۔۔

وہی تھا جس نے مختلف ملکوں کے مختلف شہروں میں بڑے بڑے میوزک شو کروائے تاکہ اپنے بھائی عبدل کو ڈھونڈ سکے۔۔

اور اس نے ڈھونڈ لیا تھا۔

وہ وہی تھا جو عبدل کے جانے کے بعد پچھلے تیرہ سالوں سے عبدل بنا ہوا تھا۔۔

ہاں وہ وہی تھا جو اپنی فیملی کے ساتھ ساتھ دنیا بچانے نکلا تھا پر وہ سب کی کہانی میں ہیرو نہیں تھا۔

اور وہ وہی تھا جو خود روشن تھا پر سیاہی میں رہتا تھا۔اسی لیے وہ مسٹر گرے تھا۔

تم آج بھی فٹبال کے لیے اتنا ہی کریزی ہو۔۔۔"عبدل کی خاموشی پر اس" نے خود ہی بات شروع کی۔

ایما کون ہے۔۔۔؟؟"عبدل نے آخری کک ماری اور پھر اس کی جانب" متوجہ ہو گیا۔۔ فٹبال کتنی دیر گراؤنڈ میں گھومتا رہا اور پھر رک گیا۔

ایکسکیوز می۔۔؟؟"وہ کون ہوتا تھا یہ سوال پوچھنے والا۔"

وہی ایما جس کو تم نے ادھم کے پاس بھیجا۔۔ جس کا تم نے پورا نام تک" جاننے کی کوشش نہ کی۔۔۔ جسے تم نے کسی مہرے کی طرح استعمال کیا۔۔" عبدل ضبط کے کڑے مراحل سے گزر رہا تھا۔

"تم کیا بول رہے ہو مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔۔"
البتہ وہ ٹھٹک گیا۔۔ عبدل کو یہ سب کیسے پتہ چلا تھا؟؟اس کے آدمی بہت رازداری سے کام کرتے تھے بلکہ ہر کام تو وہ اپنے آدمیوں سے کرواتا بھی نہیں تھا۔

"تم نے ایک لڑکی کی مجبوری کا فائدہ اٹھایا اپنے مقصد کے لیے۔۔ تمہیں ذرا بھی احساس نہیں ہے۔۔؟؟" عبدل نے جبڑے بھینچتے کہا۔

"جانتے ہو وہ ایما کون ہے؟؟ وہ وہی ایمانے ہے جس کو ڈھونڈ لانے کا تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔۔" وہ چلایا۔

"مجھے ان باتوں سے فرق نہیں پڑتا۔۔۔ میں کسی ایمانے کو نہیں جانتا۔۔"

وہ سرد تھا۔۔ سرد ترین۔۔ وہ شطرنج کا کھلاڑی تھا۔ مہرے اس کی مرضی سے چلتے تھے۔ وہ جانتا تھا کب کس مہرے کو سامنے لانا تھا۔ پر وہ نہیں جانتا تھا اس بار اس نے غلط مہرہ چن لیا تھا۔۔۔ وہ مہرہ جس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ اس کا بدلا تقدیر خود لیتی تھی۔

"ہاں تمہیں کیسے فرق پڑے گا۔۔ تم تو ہو ہی پتھر۔۔"

وہ ہنس دیا۔۔۔ زخمی ہنسی۔۔۔ جبکہ حاد نے سر اٹھا کر آسمان کو دیکھا۔ آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ حد درجہ سپاٹ تھا اور آنکھیں سرد۔۔ اس کا ہاتھ ہیٹ پر جما ہوا تھا تاکہ وہ اڑ نہ جائے۔

"پر تمہیں کیا لگتا ہے تم ایک منکر کو واپس لانے کے لیے ایک لڑکی کو مہرہ بناؤ گے؟؟ تمہیں کیوں لگا کہ لڑکی کی محبت اسے بدل دے گی؟؟ تمہیں کیوں لگا وہ روحان جبیل بن جائے گا۔۔ سب کی کہانیاں ایک جیسی نہیں ہوتیں مسٹر حاد جبیل۔۔۔"

ایمان ساکت بیٹھی یہ سب دیکھ رہی تھی۔۔ اس تک ان دونوں کی آواز پہنچ رہی تھی۔۔ وہ اندھیرے میں تھی حاد اسے نہیں دیکھ پایا تھا۔

تو وہ صرف حماد نہیں حماد جبیل تھا۔۔۔ عبدل جبیل کا جڑواں بھائی۔ ایمان کو جیسے سکتا ہو گیا تھا۔

فری میں کچھ نہیں کیا اس نے، ہر مہینے ایک اچھی خاصی رقم اسے ملتی رہی ہے۔۔"

"نیٹ کے پار بیٹھی ایمان کا دل ہزار ٹکڑوں میں بٹا۔

تمہیں لگتا ہے تم پیسوں سے لوگوں کو خرید سکتے ہو۔۔۔؟؟" عبدل" چلایا۔

میں خرید لیتا ہوں۔۔۔" آگ لگا کر سلگا دینے والا ٹھہرتا لہجہ۔۔۔ عبدل" آگ تھا تو وہ برف۔۔ سرد تر۔۔ خون جما کر مار دینے والی برف جیسا بے رحم۔۔۔

خوبصورت لوگ اک-ثر خوفناک ہوتے ہیں۔۔۔ایمان نے پڑھا تھا اور آج دیکھ بھی لیا تھا۔۔
حاد کا یہ کونسا روپ تھا وہ نہیں جانتی تھی۔۔پر یہ خوفناک تھا۔

"تمہیں لگتا ہے تم ام ایمان بنت عبداللہ کو خرید لو گے۔۔۔؟؟"
اور اس بار وہ چونکا ضرور تھا۔ام ایمان کا ان سب سے کیا تعلق۔۔۔پہلے ہی اس کے ذہن میں سوال گونج رہے تھے۔اس نے ایما سے تب تک حشام جبیل بن کر بات کی تھی جب تک اس کا کام نہیں ہو گیا تھا اس کے بعد ایمان نے چاہا بھی تو اس کے آدمی نے ایمان کی بات نہیں کروائی تھی۔ایمان کو موصول ہونے والا آخری میسج بھی حاد کے آدمی نے کیا تھا جس دن ادھم سب چھوڑ کر جا رہا تھا۔اور ایمان کو اسے روکنے پڑا تھا۔

"تم نے اسے تباہ کر دیا ہے مسٹر حاد جبیل۔۔۔"

"انسان اپنی تباہی خود چنتے ہیں، انسان خود اپنے ساتھ ظلم کرتے ہیں۔۔ کوئی دوسرا ان کی تباہی کا ذمہ دار نہیں ہوتا۔۔"

اور بس عبدل مزید نہیں سن سکتا تھا۔۔۔ وہ کتنا ڈھیٹ تھا۔ اپنے کیے پر ذرا بھی شرمندہ نہیں تھا۔ اس نے پوری وقت سے مکا گھما کر حاد کے منہ پر مارنا چاہا پر حاد نے پھرتی سے اس کا طاقت ور مکا روک لیا۔

"اونہوں عبدل۔۔۔ مجھے آج بھی نہیں پسند کوئی مجھے چھوئے۔۔۔"
کتنا عجیب تھا وہ دوسروں کی زندگیوں سے بنا پوچھے کھیل گیا تھا اور کوئی اسے چھوئے بھی تو برداشت نہیں کر سکتا تھا۔
عبدل نے لات گھما کر مارنا چاہی پر وہ پلٹ گیا۔

فضول کوششیں مت کرو عبدل ورنہ ایک باکسر ہونے کے باوجود تم ہار "

" جاؤ گے ۔۔۔

اس نے تیرہ سالوں میں بہت کچھ سیکھ لیا تھا ۔۔ اپنا دفاع کرنا بھی ۔۔ اور

عبدل اس وقت اتنے غصے میں تھا کہ وہ کم از کم بھی اسے جان سے مار دیتا ۔۔

اس کی ہیٹ اڑ کر دور جا گری ۔۔ چہرہ مزید واضح ہو گیا ۔

بارش شروع ہو چکی تھی ۔۔۔ جیسے ہی بوندوں نے ایمان کے چہرے کو چھوا

وہ جیسے ہوش میں آئی ۔۔ وہ کسی روبوٹ کی مانند اٹھی ۔۔ کندھے پر شال لپیٹے

آر جے والا بیگ ہاتھ میں پکڑے وہ گراؤنڈ میں داخل ہونے والے

دروازے کی جانب بڑھ گئی ۔

وہ دونوں لڑ رہے تھے ۔۔ عبدل مار رہا تھا تو حاد صرف اپنا بچاؤ کر رہا تھا ۔۔

عندل کا دل کر رہا تھا وہ پوری دنیا کو آگ لگا دے اور شروعات اپنے بھائی سے

کرے ۔

وہ چلتی ہوئی گراؤنڈ میں آئی۔۔اور تبھی حاد کی نظر ایمان پر پڑی۔وہ اسے وہاں دیکھ کر ساکت ہوا۔وہ یہاں کیا کر رہی تھی؟؟

اور یہی وقت تھا جب حاد جاذہن بھٹکا۔۔اور عبدل نے ایک زوردار مکا اس کے جبڑے پر مارا۔۔حاد پورا گھوم گیا۔۔۔

اس کی نظریں ایمان پر جمی تھیں۔۔تیز ہوا کے باعث بارش کی ننھی بوندوں کی بوچھاڑ ہونے لگی۔

"دیکھو اسے۔۔۔یہی وہ ایما جسے تم نے اپنے مقصد کے لیے استعمال کیا۔۔"عبدل نے لات اس کے پیٹ میں ماری۔۔وہ دہرا ہو گیا پر نظریں ایمان سے نہ ہٹائیں۔۔

آخر کیوں اس نے لڑکی کو اتنا نظر انداز کیا تھا؟؟؟

کیسے اس نے غلط مہرہ چن لیا تھا۔۔۔؟؟

غور سے دیکھو یہی وہ ایما ہے جسے تم بچپن میں مجھے چھونے بھی نہیں دے
رہے تھے اور خود نے تم نے اسے ادھم کے پاس بھیج دیا۔۔"

عبدل اسے بری طرح مار رہا تھا۔۔اور ایمان کے چہرے اور بالوں پر پڑی ننھی بوندیں موتیوں کی مانند چمک رہی تھیں۔

آج ہی وہ اسے بتا رہی تھی کہ وہ کیسے سیاہ ہو گئی تھی۔۔وہ کیسے بھٹک گئی۔۔وہ کیسے کسی ان چاہے رشتے میں پھنس گئی تھی۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔۔حیرانی سے۔۔۔کسی نے غور نہ کیا کہ حاد کی سرد آنکھیں اسے دیکھ کر نرم پڑ چکی تھیں۔۔نرمی کا وہ تاثر کوئی نہ دیکھ پایا۔۔

یہی ہے وہ ام ایمان جس کی ماں کا علاج کروا کر تم نے اسے خریدنا"

"چاہا۔۔۔

حاد کے منہ سے خون ابل رہا تھا۔۔۔ایمان کے ساتھ ساتھ وہ دونوں بھی بھیگ رہے تھے۔۔گارڈز کی اتنی ہمت نہیں تھی وہ عبدل کے راستے میں آتے۔۔اور بادلوں کی گرج چمک میں اس کی آوازیں کہیں دب کر رہ جاتی تھیں۔

یہی ہے وہ لڑکی جس نے اگر کسی مرد کو پسندیدگی سے دیکھا تو وہ صرف تم"

تھے حاد جبیل۔۔صرف تم۔۔۔"اس بار پڑنے والا مکا اس نے روک لیا۔

بجلی کی چمک میں ایمان کا وجود نہا گیا۔۔

وہ اپنی جگہ پر کھڑی جیسے کانپ رہی تھی۔

عبدل۔۔۔مجھے ان سے بات کرنی ہے۔۔۔"اس نے خود پر قابو پاتے کہا"
تو عبدل جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑاتا وہاں سے نکل گیا۔۔۔وہ دونوں اب اکیلے رہ گئے تھے۔۔۔بالکل اکیلے۔۔۔

خوفناک رات کے سائے تلے دونوں اکیلے کھڑے تھے۔۔۔

حاد کے چہرے پر ابھی بھی ویسا ہی سپاٹ پن تھا۔۔ایمان قدم قدم چلتی اس کے قریب آئی۔

اس کے ہاتھ میں وہی بیگ تھا۔۔آر جے والا بیگ۔۔۔۔۔

وہی بیگ جسے وہ خواب میں دیکھ چکا تھا۔۔تو کیا وہ لڑکی ایمان تھی جو اسے نظر آتی تھی؟جو اسے سونے نہیں دیتی تھی۔۔۔۔

اتنا کچھ کیسے اس کی نظروں سے چھپ گیا۔۔۔۔

اس نے بے اختیار ایمان کو دیکھا۔۔

کون تھی وہ لڑکی۔۔؟؟کون تھی ام حانم۔۔۔؟؟؟

وہ اس کے عین سامنے کھڑی تھی۔

"پتا ہے میں نے آپ کو پہلی بار کب دیکھا تھا۔۔؟؟"

وہ جبڑے بھینچے کھڑا تھا۔ اس کا خون بارش کے ساتھ ہی نیچے بہہ رہا تھا۔۔ عبدل نے اس کے ذہن بھٹکنے کا اچھا خاصا فائدہ اٹھایا تھا۔ وہ خاصا زخمی تھا۔ پر ایسے کھڑا تھا جیسے اسے سوئی بھی نہ چبھی ہو۔

"سالوں پہلے جب پہلی بار میرے باپ نے کہا تھا کہ اسے خدا پر یقین نہیں۔۔"

یہ کافی سال پہلے ہی بات تھی وہ فرسٹ ایئر میں تھی۔ نیا نیا کالج جوائن کیا تھا۔۔ جہاں اسے بینش ملی تھی۔

اسے یاد تھا وہ دن۔۔۔ جمعے کا دن تھا۔۔ عبداللہ شہاب کمرے میں لیٹے کسی کتاب کہ ورق گردانی کر رہے تھے۔۔ گھر کے سارے مرد جمعہ پڑھنے جا چکے تھے۔۔۔ قریب کی مسجد میں خطبہ ہو رہا تھا۔

"آپ جمعہ پڑھنے نہیں جائیں گے؟؟"
اس نے ہمت کر کے عبداللہ شہاب سے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔"

کیوں۔۔۔؟؟" وہ وجہ جانے بنا نہیں رہ پائی۔۔ اس نے اپنے باپ کو مسجد" جاتے نہیں دیکھا۔۔ نہ نماز پڑھتے نہ جمعہ پڑھتے یہاں تک کہ عید کی نماز پڑھنے بھی نہیں جاتا تھا وہ شخص۔

کیا مطلب کیوں۔۔۔؟؟ مجھے اس پر یقین نہیں۔۔ میں نہیں جاتا۔۔ جب"
"یقین آجائے گا چلا جاؤں گا۔۔

الفاظ ایسے تھے کہ وہ سن کر ساکت رہ گئی۔ اکثر وہ چھپ چھپ کر عبداللہ شہاب کی کتابیں پڑھتی رہتی تھی۔ کچھ سمجھ آتی تھیں اور کچھ اوپر سے گزر جاتی تھیں۔

خدا کو نہ ماننے والا کون ہوتا ہے یہ وہ جان گئی تھی۔۔

بہت بات عبداللہ شہاب نے اس کا دل توڑا تھا۔۔ ایک بار آج پھر بھی توڑ دیا تھا۔۔

اس نے اپنی دادی ماں کو اللہ کے بہت قریب دیکھا تھا۔۔ وہ اکثر ایمان کو کہتی تھیں،

جو اللہ کو نہیں مانتے ان سے دور رہنا چاہیے۔۔ان میں خوف نہیں ہوتا اور" جن میں خوف نہیں وہ اپنے مقام سے آسانی سے گر جاتے ہیں۔۔اور سیاہ "ہو جاتے ہیں۔۔

اس رات وہ اسی بات کو سوچ سوچ کر روتی رہی کیونکہ اس رات عبداللہ شہاب کئی گھنٹے اللہ سے تکرار کرتا رہا تھا۔۔جانے وہ شخص وہ اپنا ذہنی توازن کھو رہا تھا یا کچھ اور۔۔پر ایک نارمل انسان ایسی حرکتیں نہیں کرتا۔۔

اس رات اس نے سیاہی دیکھی تھی اور وہ خوفزدہ ہو گئی۔وہ سو نہیں پائی تھی۔اور اگلے دن جب وہ کالج گئی۔۔۔وہ کالج جہاں اسے سکالرشپ پر ایڈمیشن ملا تھا۔بینش اپنا لیپ ٹاپ لائی تھی۔وہ دونوں کینٹین میں بیٹھی تھیں۔وہ کھانے پینے کے لیے کچھ لینے گئی تھی جب ایمان نے وہ ویڈیو دیکھی۔۔۔

ویڈیو میں ایک لڑکا تھا۔۔جو رات کی تاریکی میں سفید لباس پہنے لان میں جائے نماز بچھائے نماز ادا کر رہا تھا اور کسی نے یہ ویڈیو اپنے کمرے کی کھڑکی

سے بنائی تھی۔۔۔وہ دیکھتی رہی۔۔۔بار بار۔۔جب تک بینش واپس نہیں آگئی۔

”جو اللہ کو مانتے ہیں وہ اس سے ڈرتے ہیں اور جو ڈرتے ہیں وہ قائم رہتے ہیں۔۔۔وہ سفید ہوتے ہیں۔۔“

اور اس نے پہلی بار اتنی سفیدی دیکھی تھی۔۔اس چیز نے اٹریکٹ کیا تھا وہ سفید ہالہ تھا۔۔جو اسے دکھائی دے رہا تھا۔۔اس لڑکے کے ارد گرد۔۔۔

”یہ عبداللہ بھائی ہیں۔۔میرے کزن۔۔۔لندن میں رہتے ہیں۔۔انہیں رات کے پچھلے پہر کھلے آسمان تلے عبادت کرنا بہت پسند ہے۔۔میں نے چھپ کر ویڈیو بنائی تھی۔۔“

وہ اسے بتا رہی تھی اور ایمان تجسس سے سننے لگی۔۔اس نے مردوں کو ہمیشہ بھیانک اور سیاہ پایا تھا۔۔

کوئی اتنا سفید کیسے ہو سکتا ہے۔۔؟؟؟

اور پھر یہ سلسلہ رکا نہیں۔۔وہ سفیدی بڑھتی گئی۔۔۔اتنا بڑھ گئی کہ اسے لگا وہ اس شخص سے محبت کرنے لگی تھی۔

اور وہ شخص کتنی سیاہی لایا تھا اپنے ساتھ۔۔

میں ہمیشہ سوچتی رہی کہ مجھے ایک ایسے شخص سے محبت کیسے ہو سکتی ہے؟؟" کیسے؟؟جو مجھے جانتا بھی نہیں۔۔۔"وہ اس کے سامنے کھڑی تھی۔۔جبکہ حادیوں کھڑا تھا جیسے کوئی روبوٹ ہو۔۔جیسے وہ سانس نہ لیتا ہو۔۔

پر مجھے آج سمجھ آیا۔۔۔مجھے تو اس محبت سے محبت تھی جو آپ اللہ سے "
"کرتے ہیں۔۔۔

اسے اللہ والے پسند تھے۔۔۔پر آج ایک اللہ والے نے بھی اس کا دل توڑ دیا
تھا۔۔۔شاید وہ اپنی کہانی میں صحیح تھا۔۔۔پر ایمان کی کہانی میں وہ ولن بن کر
آیا تھا۔

✿••✿••✿••✿

!انسان خود اپنے مقام سے گرتے ہیں

"مجھے تو اس محبت سے محبت تھی جو آپ اللہ سے کرتے ہیں۔۔۔"

زندگی میں پہلی بار حاد جبیل نے محسوس کیا تھا سانس رکنا کسے کہتے ہیں۔۔۔وہ روبوٹ کی مانند کھڑا تھا پر ایمان کے لفظوں نے اس کی دنیا ہلا دی تھی۔اس کی ساکن پتلیاں سکڑنے پھیلنے لگی۔۔۔پیوست لبوں میں جنبش ہوئی۔۔۔

"وہ اس سے محبت کرتی تھی؟؟؟وہ کیسے نہ جان پایا۔۔؟؟"

"میں سوچتی تھی میں کمزور دل ہوں کیسے سہہ پاؤں گی میرا پسندیدہ شخص جب کسی اور کا ہوگا۔۔پر میں نے یہ نہیں سوچا تھا میرا پسندیدہ شخص جب میرا دل توڑے گا تو کیسے سہوں گی؟؟"

اس کے ہونٹ نیلے پڑنے لگے۔حاد جبیل اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔۔وہ دیکھ ہی نہیں سکتا تھا۔۔اس کی نظریں سامنے جمی تھیں۔۔۔نیٹ کے جال پر۔۔

جبکہ ایمان کی نظریں اس پر تھیں۔۔۔اس کے پھٹے ہونٹ سے بہتے خون پر۔۔۔اس کی نیلی پڑتی آنکھ پر۔۔۔

”ذہانت جب چالاکی میں بدلنے لگے تو انسان شیطان بننے میں زیادہ وقت نہیں لیتا۔۔۔“

اس نے سینے کے مقام پر ہوتی جلن کو دباتے کہا۔پھر وہ پلٹ گئی۔۔۔حاد نے پہلی بار پلکیں جھپکیں۔۔۔یوں جیسے روبوٹ میں جان پڑ گئی ہو۔۔ایمان کے ہاتھ میں وہی بیگ تھا۔۔آر جے والا بیگ۔۔۔اس کا وجود بھیگ چکا تھا۔وہ دو چار قدم چلی پھر رک گئی۔۔اس نے جھٹکے سے پلٹ کر حاد کو دیکھا۔۔۔وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔دونوں کی نظریں ٹکرائیں۔

”ہمیں اپنے حصے کی محبت اللہ سے خود کرنی پڑتی ہے، میں یہ بھول گئی تھی۔۔۔“وہ سانس لینے کو رکی۔

اور آج سے میں یہ بھی بھول گئی کہ حاد جبیل کون ہے۔۔"اس کا لہجہ نارمل تھا۔۔حاد جبیل خاص تھا۔۔پر آج وہ عام لڑکی اس خاص کو عام کر گئی تھی۔

کوئی شکوہ کوئی شکایت کوئی حقارت نہیں تھی۔۔۔بس اقرار سے انکار تک محبت کی عجیب حقایت تھی۔۔۔ میٹھی چبھن سے شروع ہو کر جلا کر بھسم کر دینے والی روایت تھی۔

وہ قدم قدم چلتی دور ہوتی گئی۔۔۔اس نے پلٹ کر نہ دیکھا۔۔اسے پلٹ کر دیکھنا ہی نہیں تھا۔

ابھی کچھ دیر میں محسن وہ پتھر ٹوٹ جائے گا

میں اس کی سرد مہری پر محبت مار آیا ہوں۔۔۔!!

✿••✿••✿••✿

وہ اس کے سامنے نہیں روئی تھی پر اسٹیڈیم سے باہر نکلتے ہی اس کا دل چاہا شدت سے چلائے۔۔ ساری دنیا کو بتائے کہ اس کے ساتھ کیا ہوا تھا کیوں ہوا تھا۔۔۔؟؟

ہاتھ میں پکڑا آر جے والا بیگ وہیں سڑک پر گر گیا۔۔ عبدل کہیں نہیں تھا۔۔ وہ فٹ پاتھ پر چلتی جا رہی تھی جب اچانک ایک گاڑی جھٹکے سے اس کے قریب رکی۔۔ وہ چلتی رہی۔۔۔ اس کے آنسوں بارش کے پانی میں گھل مل گئے تھے۔۔ کوئی گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلا تھا۔۔

ایمانے۔۔۔"کسی نے اسے پکارہ پر وہ سن نہیں رہی تھی۔"

"ایمانے چلو میرے ساتھ۔۔"اچانک کسی نے اس کے سامنے آتے اسے کندھوں سے تھام کر کہا۔۔ایمان نے سر اٹھا کر دیکھا۔۔اس کے سامنے ہیزل کھڑی تھی۔اسے وہاں بھیجنے والا عبدل تھا۔۔پر وہ خود پتہ نہیں کہاں چلا گیا تھا۔

"چلو چلتے ہیں۔۔"روبوٹ بن چکی ایمان کو اس نے گاڑی میں بٹھایا اور پھر فراٹے بھرتی گاڑی وہاں سے بھگا کر لے گئی۔

اسٹیڈیم کی کرسیوں میں سے ایک پر وہ بیٹھا تھا۔۔۔سر جھکائے۔۔۔ہونٹ اور منہ سے بہتا خون بند ہو چکا تھا۔اس کا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔جو کچھ ابھی ہوا تھا وہ خود سمجھ نہیں پایا تھا۔

ایما۔۔ایمانے۔۔۔ام ایمان۔۔آخر کون تھی وہ لڑکی۔۔؟؟" وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔

✿••✿••✿••✿

عبدل کہاں گیا تھا کچھ پتہ نہیں تھا۔۔وہ جیسے غائب ہو گیا تھا۔۔ہیزل ایمان کو لے کر اپنے گھر آگئی تھی۔ایمان کا دماغ جیسے جم سا گیا تھا۔۔وہ سپاٹ چہرہ لیے کھڑی تھی۔

"ایمانے۔۔۔" بالآخر ہیزل نے اسے دوبارہ پکارہ۔وہ اسے کمرے میں لائی تھی تاکہ وہ اپنے کپڑے تبدیل کر سکے۔وہ بھیگی ہوئی تھی۔

کپڑے بدل لو۔۔'' ہیزل اس کے سامنے کھڑی تھی۔ایمان نے حیرانی سے اسے دیکھا۔۔۔وہ اس کے بارے میں زیادہ نہیں جانتی تھی۔ہیزل اس وقت سادہ سے ٹراؤزر شرٹ میں تھی۔بال بندھے ہوئے تھے اور چہرہ میک اپ سے عاری تھا۔
یہ اس ہیزل سے بہت مختلف تھی جسے ایمان نے کافی عرصہ پہلے دیکھا تھا۔

''یہ نئے کپڑے ہیں۔۔''اس نے بیڈ پر رکھے شاپنگ بیگز کی جانب اشارہ کیا۔

''ٹھیک ہے۔۔۔''ایمان نے سر جھکا لیا۔اسے روز یاد آئی تھی۔وہ اتنی ظالم تو نہیں تھی جو ایسا کرتی۔۔پھر اس نے کیوں کیا تھا ایسا۔۔۔کیوں اس کا یقین نہیں کیا تھا۔۔

وہ آنسوؤں کو پینے لگی۔ ہیزل اس کی ایک ایک حرکت نوٹ کر رہی تھی۔ وہ دونوں دوسری بار ایک دوسرے سے مل رہی تھیں اور دونوں بدل چکی تھیں۔ جب ایمان بیگ اٹھا کر ڈریسنگ روم میں چلی گئی تو ہیزل نے گہرہ سانس خارج کیا۔۔ وہ کمرے سے باہر نکل آئی۔۔ اسے اب ایمان کے لیے کچھ کھانے کو بھی بنانا تھا۔

اس نے سارے ملازموں کی چھٹی کر دی تھی۔ اب وہ اپنے اکثر کام خود کر رہی تھی۔

وہ میگی کے لیے باریک باریک سبزیاں کاٹتی ایمان کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی۔

جانے کیوں ہیزل کو اس سے ایک پل کے لیے بھی نفرت محسوس نہیں ہوئی تھی۔ وہ عبدل کی ایک کال پر بھاگی چلی گئی تھی۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس نے ایمان کو سیڑھیاں اترتے دیکھا۔۔

وہ بہت ہی کھلے ٹراؤذر پر گھٹنوں تک آتا ٹی پنک گھیرے دار ٹاپ پہنے ہوئے تھی۔۔ ہم رنگ سکارف سر پر جما تھا۔۔ بال فولڈ تھے۔۔۔ ہیزل اسے دیکھے گئی۔

عبدل کتنے اچھے سے جانتا تھا کہ وہ کن کپڑوں میں آرام دہ محسوس کرتی تھی۔ وہ خاموشی سے آکر لاؤنج میں رکھے صوفوں میں سے ایک پر بیٹھ گئی۔

کھانا لاؤں۔۔؟؟" ہیزل نے سوال کیا۔ ایمان اسے خالی خالی نظروں سے دیکھنے لگی۔

مجھے بھی بھوک لگی ہے کافی۔۔ مجھے بس میگی بنانی آتی ہے وہی بنائی " ہے۔۔" سپر اسٹار دی ہیزل ملک عام انسانوں کی طرح اس کے سامنے کھڑی تھی۔۔ ایمان نے ہاں میں گردن ہلا دی۔ اور کچھ دیر بعد ہیزل دو باؤل اس کے سامنے رکھی بیٹھی تھی۔

عبدل کہاں ہے۔۔؟؟‘‘ ایمان پہلی بار کچھ بولی۔ ہیزل خاموشی سے اسے ’’ دیکھنے لگی۔۔اس کی آنکھیں سوجھی ہوئی تھیں اور چہرے پر ذرا بھی تازگی نہیں تھی۔ کچھ بارش میں بھیگنے کی وجہ سے اس کی حالت اب غیر ہو رہی تھی۔

میں نہیں جانتی۔۔۔‘‘ ہیزل نے ہولے سے جواب دیا۔ ’’اس نے کبھی ’’ ‘‘بتایا نہیں۔۔۔

ایمان بھی سر جھکائے سنتی رہی۔اس نے تھوڑا سا کھایا اور پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔ایسے موسم میں وہ روز کے ساتھ مل کر کوکنگ کرتی تھی۔۔

تم یہاں محفوظ ہو ایمانے۔۔۔‘‘ ہیزل نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ جبکہ ایمان ’’ دل چاہا وہ پھٹ پڑے اور چیخ چیخ کر اسے بتائے وہ کہیں محفوظ نہیں

تھی۔۔۔اسے محفوظ ٹھکانے سے نکال کر پتھریلے راستوں پر بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیا گیا تھا۔

"تھینک یو۔۔۔میں بس آج رات یہاں رکنا چاہتی ہوں۔۔ صبح ہوتے ہی چلی جاؤں گی۔۔" اس نے سہولت سے اپنا ہات چھڑایا اور پھر تیزی سے سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی۔

اسے نئی جگہوں پر نیند نہیں آتی تھی۔۔وہ جانتی تھی اس کی یہ رات آنکھوں میں کٹنے والی تھی۔

✿••✿••✿••✿

ساری رات برسنے کے بعد اگلی صبح مطلع صاف تھا۔۔۔ساری رات آنکھوں میں کاٹنے کے بعد جانے کب اس کی آنکھ لگ گئی اور جب آنکھ کھلی تو سفید پردوں سے سورج کی روشنی اندر آرہی تھی۔۔اس نے آنکھیں کھول کر دوبارہ بند کرنے کی کوشش تو جلن کے باعث وہ کراہ کر اٹھ بیٹھی۔۔

آنکھوں میں شدید قسم کی درد اور جلن تھی۔۔اس نے ہاتھوں سے اپنی آنکھوں کھو چھوا تو اسے تکلیف کا احساس ہوا۔۔

کل رات جو ہوا اس کا اثر کسی حد تک کم تھا۔۔شاید اس لیے کہ رات گزر چکی تھی۔۔۔رات کے پہر انسان کی تکلیف چار گنا بڑھ جاتی ہے۔۔۔انسان چار گنا کمزور پڑ جاتا ہے۔۔۔روشنی اور اجالا انسان کو ہمت اور طاقت بخشتا ہے۔اس نے گہرہ سانس لیا اور سر جھٹک کر حاد کے خیال سے پیچھا چھڑانا چاہا۔۔پر وہ ایک بھی پل اس کے دماغ سے نہیں نکلا تھا۔۔

وہ فریش ہو کر نیچے آئی تو ہیزل کسی سے فون پر بات کر رہی تھی۔

ہیزل ملک جو فیصلہ کر لے اس سے پیچھے نہیں ہٹتی۔۔۔میں کسی سے ڈرتی نہیں ہوں۔۔" وہ غصے میں تھی۔

"میں نے کہانا شابز چھوڑ دیا ہے تو مطلب چھوڑ دیا۔۔"
جیسے ہی اس کی نظر ایمان پر پڑی اس نے فون بند کر دیا۔

"آؤ ایمانے۔۔اب کیسی ہو؟؟"
وہ مسکرا کر پوچھنے لگی۔

"مجھے ایک کام سے جانا ہے۔۔ کیا آپ مجھے لے جائیں گی۔۔؟؟"
پچھلے دس گھنٹوں میں اس نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ ماثیل کو جانے سے پہلے سچ بتا کر جائے گی۔۔وہ اسے بتائے گی آخر ہوا کیا تھا،اس لیے نہیں کہ وہ اس کا اعتبار کرے بلکہ اس لیے کہ وہ لوٹ جائے۔۔اس لیے کہ وہ سچ جان

لے۔۔۔اس لیے کہ اس کی تکلیف میں کمی آجائے۔۔۔اس لیے کہ اس کے اپنے اس کے لوٹ آنے کا انتظار کرتے تھے۔۔اور اس لیے بھی کہ وہ مجبور تھی۔۔اور اس لیے بھی کہ اسے ماثیل سے کوئی شکایت نہ تھی۔۔

”ہاں ہاں بولو کہاں جانا ہے۔۔ابھی چلتے ہیں۔۔“ہیزل خوشدلی سے مسکرائی تو ایمان کو حوصلہ ہوا۔

اور پھر ایک گھنٹے بعد وہ ماثیل انسٹیٹیوٹ کے سامنے کھڑی تھی۔۔یہاں سے اس کی بہت ساری یادیں جڑی تھیں۔۔پر وہ یاد نہیں کرنا چاہتی تھی۔ہیزل کو گاڑی میں انتظار کرنے کا کہہ کر وہ اندر چلی گئی۔۔

لاؤنج میں ہی اسے مارتھا مل گئی۔اسے دیکھ کر مارتھا جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ادھم کہاں ہیں۔۔۔؟؟" ایمان کے سوال پر مارتھا نے بے ساختہ لاؤنج سے ملحقہ کمرے کی جانب دیکھا۔اس کی آنکھوں میں عجیب سا خوف تھا۔

"مجھے ان سے ضروری بات کرنی ہے۔۔" ایمان نے اس کی نظروں کے تعاقب میں کمرے کی جانب دیکھتے کہا۔

"وہ سو رہے ہیں۔۔آپ جائیں یہاں سے۔۔" مارتھا گھبراہٹ کا شکار تھی۔

"میرے پاس وقت نہیں ہے۔۔۔مجھے آج ہی بات کرنی ہے۔۔" وہ کمرے کی جانب بڑھی۔

"رک جاؤ۔۔۔" مارتھا اس کے پیچھے لپکی۔

پہلی بار وہ ایسے ہی زبردستی کلاس روم میں داخل ہوئی تھی۔۔۔اسے ماثیل ملا تھا۔۔۔اور آج پھر وہ زبردستی اس کے روکنے کے باوجود کمرے کی جانب بڑھتی گئی۔

اس نے مارتھا کے روکنے کے باوجود جھٹکے سے کمرے کا دروازہ کھولا۔۔

سامنے کا منظر دیکھ کر وہ جیسے بت بن گئی۔۔۔

شنایا اس کے پہلو میں لیٹی تھی۔۔وہ دونوں ایک چھت تلے ایک بیڈ پر تھے۔۔۔وہ بے سدھ سو رہا تھا جبکہ شنایا کے چہرے پر فخریہ مسکراہٹ تھی۔۔اس نے پہلے ایمان کو حیرت سے دیکھا اور پھر مسکرا دی۔۔وہ جیسے چاہتی تھی حاصل کر چکی تھی۔جیت کی خوشی سے سرشار وہ ایک ایسے شخص کے ساتھ رات بتا چکی تھی جس کا اس سے کوئی جائز رشتہ نہیں تھا۔

جو اللہ کو نہیں مانتے ان سے دور رہنا چاہیے۔۔ان میں خوف نہیں ہوتا اور "جن میں خوف نہیں وہ آسانی سے گر جاتے ہیں۔۔

دادی اماں کے الفاظ چیخ چیخ کر اس کی سماعت سے ٹکرانے لگے۔۔۔اس نے جھٹکے سے دروازہ بند کر دیا۔۔اس نے اپنے دل کی دھڑکن پہلی بار اتنی واضح محسوس کی تھی۔

"اور جن میں خوف نہیں ہوتا وہ آسانی سے گر جاتے ہیں۔۔۔"

"وہ آسانی سے گر جاتے ہیں۔۔"

"وہ آسانی سے گر جاتے ہیں۔۔"

اس کا وجود کانپنے لگا۔۔۔ بار بار یہی الفاظ اس کی سماعت سے ٹکرانے لگے تھے۔۔۔اس نے بہت عرصے بعد اپنے وجود کو کانپتے دیکھا تھا۔۔وہ جھٹکے سے مڑی اور تیز تیز چلنے لگی۔

"وہ گر گیا تھا۔۔۔"

"وہ اکاروس تھا جسے اپنی حدوں میں رہنا نہیں آیا تھا۔۔۔"

یہ سب۔۔۔ جنت جہنم۔۔۔ خدا۔۔۔ سب جھوٹ ہوا تو۔۔؟؟ مرنے کے بعد کوئی زندگی نہ ہوئی کوئی حشر نہ ہوا تو؟؟ کیا ملے گا تمہیں اپنی عبادتوں سے؟؟ "اپنی نیکیوں کے عوض پھر کیا ملے گا۔۔؟؟

اگر یہ سب جھوٹ بھی ہوا تو مجھے کوئی نقصان نہیں ہو گا۔۔۔ لیکن آپ ''
سوچیں اگر یہ سب سچ نکلا تو کیا ہو گا؟؟ حشر واقعی ہوا تو کیا ہو گا۔۔۔؟؟ ''آپکا
نقصان ہو گا۔۔۔۔ پتا ہے کیا نقصان ہو گا۔۔؟؟ ''

''جانتا ہوں جنت نہیں ملے گی۔۔''

نہیں۔۔۔۔ جنت شاید مل جائے۔۔۔ آپ کی کسی نیکی کے ''
بدلے۔۔۔پر۔۔ ''

''پر۔۔۔۔؟؟''

''آپ کو ایمان نہیں ملے گی۔۔۔''

✿••✿••✿••✿

ایک عورت کی دی گئی تکلیف دوسری عورت ہی کم کر سکتی ہے۔۔۔شنایا یہ جانتی تھی اور اسے یہ موقع ملا تھا۔۔ماثیل اس کی بانہوں میں بکھرا تو اسے سمیٹنے کا موقع مل گیا۔۔وہ ٹوٹ گیا تھا۔۔بری طرح سے۔۔۔وہ بھلا کیسے جڑا رہتا۔۔؟؟ٹوٹ کر جڑا رہنے کا ہنر تو خدا والوں کے پاس ہوتا ہے۔۔جو انہیں تھام کر رکھتا ہے۔۔جبکہ تو کسی خدا کو مانتا ہی نہیں تھا۔۔اس کا گرنا تو طے تھا۔

وہ جب کسمسا کر اٹھا تو شنایا کو محبت پاش نظروں سے خود کی جانب دیکھتے پایا۔۔وہ اس کے بے انتہا قریب لیٹی تھی اور جانے کب سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔پہلے پہل تو ماثیل کو خواب لگا۔۔اس نے آنکھیں بند کر کے دوبارہ کھولیں تو شنایا خوبصورتی سے مسکرا دی۔۔۔

اس بار ماثیل کی پوری آنکھیں کھل گئیں۔۔ وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔۔اس کے جسم پر شرٹ نہیں تھی۔۔۔

وہ گزری رات یاد کرنے لگا۔۔

ایمان سے ملنے بعد وہ ساحل سمندر پر گیا تھا اور وہاں سے بار۔۔۔اس نے شنایا کو کہا تھا اور وہ اسے لے گئی تھی۔۔ وہ ڈرگز لینا چاہتا تھا اور شنایا نے اسے ایسا کرنے دیا تھا۔۔ایمان کی اس کی زندگی میں آنے کے بعد اس نے نشہ آور ادویات نہیں لی تھیں۔۔۔پر وہ جس قدر ٹوٹا تھا اسے لگتا تھا یہ نشہ اس کی تکلیف کم کر دے گا۔۔

شنایا اس کے ساتھ تھی۔۔۔وہ اس سے ویسی ہی محبت کرتی تھی جیسی وہ چاہتا تھا۔۔ ساری رات اس نے بار میں گزاری۔۔ صبح شنایا اسے گھر لے آئی۔۔

شام کو اسے ہوش آیا تو اس کی حالت بگڑنے لگی۔۔

ہوش میں آنے کے بعد اسے صرف ایک چہرہ نظر آتا تھا اور وہ ایمان کا تھا۔۔

ایک خیال آتا تھا کہ ایمان نے اس کی قیمت وصول کی تھی۔۔اور یہ خیال اس کی نسیں چیرنے کی مانند تھا۔۔موسم خراب ہوا تو شنایا نے گھر جانے سے منع کر دیا۔۔۔وہ جو کہہ رہا وہ کر رہی تھی۔۔اس نے شراب پی اور اس قدر پی کہ اپنے حواس کھونے لگا۔۔اور یہ موقع شنایا کے لیے اچھا تھا۔۔۔شنایا نے پورے ہوش و حواس میں اسے قبول کیا۔۔وہ حواسوں میں ہوتا بھی تو یہی کرتا۔۔ایمان کا خیال اسے آری کی طرح کاٹ رہا تھا۔۔۔اس کے جسم میں وحشت پنپنے لگی تھی۔۔

"ایمان۔۔۔میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا۔۔"

وہ مدہوشی میں بھی اس کا نام لے رہا تھا۔

"ششش۔۔۔میں ہوں نا۔۔مجھے دے دو اپنے سارے دکھ درد۔۔میں سمیٹ لوں گی۔۔"شنایا نے اس کے لبوں پر انگلی رکھی۔

اسے اپنے قریب دیکھ کر ماثیل کو یاد رہا تو صرف یہ کہ اس نے اپنی وفائیں جس لڑکی کے نام کی تھیں وہ بے وفا نکلی تھی۔۔

اور وہ بھی بے وفا ہو جاتا تو کیا تھا۔۔؟؟

وہ جو شنایا کو دوست کہتا تھا اب ساری حدیں پار کر گیا تھا۔۔۔

اور جب ہوش میں لوٹا تو بے یقینی سے اسے دیکھنے لگا۔

میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں ماثیل۔۔" وہ اس کے قریب ہوئی تو وہ" جھٹکے سے بیڈ سے نیچے اترا۔۔ شنایا نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

مم۔۔میں فریش ہوتا ہوں۔۔" وہ تیزی سے کمرے سے نکل گیا۔۔۔اور" شنایا اکیلی بیٹھی رہ گئی۔

آپ اتنی خالص کیوں لگتی ہیں۔۔۔اتنی خالص۔۔۔اتنی مقدس کہ ”
چھونے کا دل کرے اور چھونے سے ڈر لگے۔۔۔“ وہ شاور کے نیچے کھڑا تھا۔۔ٹھنڈہ پانی اس کے جسم پر بہہ رہا تھا۔۔اسے تو لگا اس کی ساری اذیت کم ہو جائے گی پر اب اسے لگ رہا تھا جیسے اس کا وجود کسی نے جلتے تنور میں پھینک دیا ہو۔۔وہ جتنا خود پر پانی گرا رہا تھا جلن اتنی ہی بڑھتی جا رہی تھی۔

✿••✿••✿••✿

ماثیل۔۔۔آر یو او کے۔۔۔؟؟“ شنایا نے اس کی تپتی پیشانی کو چھوا۔وہ بری ”
طرح بخار میں پھنک رہا تھا۔

چلیں ہاسپٹل چلتے ہیں۔۔“ وہ اپنے کمرے میں تھا۔۔بیڈ پر بے سود پڑا ”
تھا۔۔یہ وہ کمرہ نہیں تھا جہاں اس نے پچھلی رات شنایا کے ساتھ گزاری

تھی۔۔۔یہ اس کا ذاتی کمرہ تھا اور اس نے کئی مرتبہ ایمان کو اپنے تصور میں اس کمرے میں گھومتے پھرتے دیکھا تھا۔

جاؤ یہاں سے۔۔"ماثیل نے غنودگی کی کیفیت میں کہا۔"

نہیں میں نہیں جاؤں گی۔۔ہمیں ہاسپٹل جانا ہے۔۔"وہ ضدی ہوئی۔"

پلیز جاؤ یہاں سے۔۔"اس کا ہاتھ اپنی پیشانی سے ہٹاتے وہ کراہا۔" پورا جسم جیسے دہک رہا تھا۔

محبت تو ہمیں پابند کرتی ہے کسی اور کا ہونے نہیں دیتی۔۔۔بلکہ یکطرفہ" خاموش محبت میں تو کوئی خسارہ ہوتا ہی نہیں ہے۔۔نہ پانے کی چاہ نہ کھونے کا ڈر۔۔"

ایمان کی باتیں چاروں جانب گونج رہی تھیں۔ماضی کسی فلم کی طرح تصور کے پردے پر چل رہا تھا۔

"فرض کرو تمہیں کسی سے یکطرفہ محبت ہو جائے۔۔ جیسے میں تم سے کرتا ہوں تو کیا کرو گی۔۔؟؟"

"پابند رہوں گی۔۔۔"

"کب تک۔۔۔؟؟"

"جب تک محبت رہی۔۔۔"

کتنی عجیب منطق تھی اس کی محبت کو لے کر۔۔۔اس کا ماننا تھا محبت انسان کو مضبوط بناتی ہے۔۔یکطرفہ خاموش محبت انسان کو بھٹکنے نہیں دیتی۔۔۔

تو پھر آج وہ کیا تھا؟؟کیا اس کی محبت ختم ہو گئی تھی؟؟کیا وہ اب ایمان سے محبت نہیں کرتا تھا؟؟وفا یا بے وفائی کرنا تو ہر انسان کا اپنا ظرف ہوتا ہے۔۔۔

ایمان بے وفا تھی تو وہ کیوں قائم نہ رہ پایا؟؟جبکہ ایمان نے تو کبھی محبت کا دعوی نہیں کیا تھا۔پر اسے تو محبت تھی نا۔وہ کیسے بھٹک گیا تھا۔وہ کیسے گر گیا تھا؟؟

اسے لگا وہ سانس نہیں لے پائے گا۔پورا جسم پسینے میں بھیگنے لگا۔۔

وہ کیسے بھٹک گیا تھا؟؟؟وہ کیسے گر گیا تھا۔۔؟؟آخر کیوں؟؟اس کا ضمیر اسے کچوکے لگا رہا تھا۔۔حالانکہ اس نے پہلی نار زنا نہیں کیا تھا۔۔اس کے نزدیک تو یہ زنا تھا بھی نہیں۔۔وہ تو اس سب کا عادی تھا۔۔پر کیوں اسے اتنی تکلیف ہو رہی تھی۔۔آخر کیوں۔۔۔؟؟

!!اور جن میں خوف نہیں ہوتا وہ آسانی سے گر جاتے ہیں۔۔

✿••✿••✿••✿

تم رات بھر کہاں تھے؟؟؟"مرتضے اس کی نیلی آنکھ اور پھٹے ہوئے ہونٹ" کو دیکھتے پوچھنے لگا۔

ادھر ہی تھا۔۔۔" حاد نے الماری میں رکھا وہ بیگ کوئی بیسویں بار دیکھا" تھا۔۔ آر جے برینڈ کا وہ بیگ جو ایمان کی ملکیت تھا۔۔ وہ سڑک پر ہی کہیں گر گیا تھا۔۔ جسے وہ اٹھا لایا تھا اور بار بار نکال کر دیکھ رہا تھا۔۔ خود کو یقین دلانے کی کوشش کرتا کہ یہ وہ بیگ نہیں ہے جو اسے خواب میں نظر آتا تھا۔۔ پر ہر بار اسے مایوسی کا سامنا کرنا پڑتا۔۔ کیونکہ یہ وہی بیگ تھا۔۔۔

یہ سب کیا ہے حاد۔۔؟؟"اس کے بگڑے چہرے کو دیکھ کر مرتضٰے نے" تشویش سے پوچھا۔

کچھ نہیں اپنے باکسر بھائی سے مار کھا کر آیا ہوں۔۔۔" سپاٹ سے لہجے میں" جواب دیتا وہ اب اس کی جانب متوجہ ہوا۔ جبکہ مرتضٰے حیرت سے اسے تکنے لگا۔

"عبدل۔۔۔؟؟سیریسلی۔۔یہاں پر۔۔۔؟؟" مرتضٰے کو یقین نہ آیا۔

"ہاں۔۔۔عبدل۔۔۔" اس نے اب آئینے کے سامنے کھڑے ہوتے اپنے زخم پر دوا لگائی۔ مرتضٰے اسے دیکھے گیا۔۔۔اتنا گہرا زخم تھا کہ اسے ٹانکے لگتے۔۔پر وہ حاد تھا۔۔جس کے ہاتھ ذرا سے بھی نہیں لرزے تھے۔

"تو تم ہمیشہ سے جانتے تھے کہ عبدل یہاں ہے۔۔؟؟" حاد اس کا دوست تھا۔۔وہ حاد کو دوست مانتا تھا پر حاد نے کبھی اسے دوست نہیں کہا تھا۔۔۔اسے دوست بنانے نہیں آتے تھے۔۔وہ دوست بناتا نہیں تھا۔۔۔اسے دوستوں کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔

"کب ملواؤ گے عبدل سے۔۔۔؟؟" اس کی خاموشی پر مرتضٰے نے اگلا سوال کیا۔

"اگر تم چاہتے ہو تمہاری ہڈی پسلی ٹوٹے تو جب چاہے مل لو۔۔"

کیسی خوفناک باتیں کر رہے ہو۔۔" مرتضٰے کے چہرے کے زاویے بگڑے۔

مجھے ابھی کام سے جانا ہے۔۔۔میں کل اکیڈمی میں ملوں گا۔۔" وہ اب اس کی جانب متوجہ ہوا۔ مرتضٰے اس سے ملنے ہوٹل آیا تھا رات کو بھی آیا تھا پر وہ ہوٹل میں نہیں تھا۔۔ حادا ابھی تک ہوٹل میں رکا ہوا تھا۔ اگر وہ اکیڈمی کے ریسٹ ایریا میں رکتا تو مرتضٰے کی وجہ سے وہ اپنے باقی کام نہ کر پاتا۔۔ جبکہ اسے بہت کچھ کرنا تھا۔

"اس بگڑے ہوئے چہرے کے ساتھ جاؤ گے؟؟"

آفکورس۔۔۔اتار کرر کھ کے جانے سے تو رہا۔۔۔''سرد سپاٹ سے''
لہجہ۔۔مرتضے نے بمشکل ہنسی چھپائی۔

''اوکے اپنا خیال رکھنا۔۔۔''
وہ خدا حافظ کہتا کمرے سے نکل گیا۔۔جبکہ حاد گہرہ سانس خارج کرتا بیڈ پر بیٹھ گیا۔اس کا تھر تھرا رہا تھا۔۔جیسے ہی اس نے فون اٹھایا تو چہرے کے تنے ہوئے تاثرات نرم پڑ گئے۔

السلام علیکم مام۔۔۔''اس نے چہرے پر بشاشت لاتے ویڈیو کال اٹھائی۔۔''
دوسری جانب اس کی ماں تھی۔

''وعلیکم السلام۔۔۔یہ کیا ہوا۔۔۔؟؟''

"عبدل سے مار کھا کر آیا ہوں۔۔ہمیشہ کی طرح۔۔۔"

دوسری جانب بیٹھی ہستی ساکت رہ گئی۔

"وہ مل گیا۔۔۔؟؟"

کیسے نہ ملتا۔۔۔؟؟"ڈھونڈنے والا حاد تھا۔"

دوسری جانب خاموشی چھا گئی۔

"تیرہ سالوں بعد میں نے تمہیں جھنجھلایا ہوا دیکھا ہے وجہ کیا ہے۔۔؟؟"

وہ ماں تھی۔۔بھانپ گئی تھی۔وہ نظریں جھکائے ہوئے تھا۔

یہی جاننے کی کوشش کررہا ہوں۔۔" وہ خود پر قابو پاتے بولا۔اتنی جلدی" وہ کسی کو اپنے اندر جھانکنے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔

تھوڑی دیر جب اندھیرا چاروں جانب پھیل گیا تو وہ سیاہ رنگ کی baggy پینٹ پر ہلکے نیلے رنگ کی اوور شرٹ پہنے، سر پر کیپ جمائے باہر نکل آیا۔۔

کیپ کو اس نے اس انداز میں لے رکھا تھا کہ اس کا چہرہ چھپا ہوا تھا اور اس نے ایسی ڈریسنگ کر رکھی تھی جو کسی کی توجہ نہ کھینچتی۔۔۔

اسے اب اپنے چند ضروری کام نبٹانے تھے۔

✿••✿••✿••✿

شام کے سائے چاروں جانب پھیل چکے تھے۔۔۔پرندے اپنے اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔۔۔پارک میں کھیلتے بچے بھی اب واپس جانے جا رہے تھے۔۔۔آہستہ آہستہ پورا پارک خالی ہو گیا۔۔وہ اکیلی بیٹھی رہ گئی۔۔دن

میں مطلع صاف تھا جبکہ اب پھر سے بارش کے آثار تھے۔۔۔وہ پچھلے تین گھنٹوں سے اس پارک میں بیٹھی تھی۔۔آج جو اس نے دیکھا تھا وہ ناقابل یقین تھا۔۔حالانکہ وہ ماثیل کو جانتی تھی پر شاید اسے یہ توقع نہیں تھی کہ وہ اتنی جلدی یہ سب کر جائے گا۔۔۔

وہ اپنے لرزتے وجود کے ساتھ جب ماثیل انسٹیوٹ سے باہر نکلی تو ہیزل وہاں نہیں تھی۔۔اس کی گاڑی کھڑی تھی جبکہ وہ خود جانے کہاں چلی گئی تھی۔۔ایمان کے پاس نہ اس کا نمبر تھا نہ گھر کا پتہ۔۔۔وہ اسے کیسے ڈھونڈتی؟؟اور جو اس وقت اس کی حالت تھی وہ وہاں سے پیدل ہی بھاگنے لگی۔

اسے بہت دور جانا تھا۔۔۔ماثیل کی سیاہی سے۔۔۔بہت دور نکل جانا چاہتی تھی وہ جہاں اس کا نام بھی نہ ہو۔۔۔جانے وہ کتنی دیر چلتی رہی۔۔۔

کندھوں پر شال لپیٹے وہ اب پارک میں بیٹھی تھی۔۔دماغ بری طرح فریز ہو چکا تھا یوں جیسے

سن ہو گیا ہو۔۔ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھو چکا ہو۔۔۔
مغرب ہوئی تو اس نے آسمان کی جانب دیکھا۔۔۔

میں آج تک یہ سوچتی رہی کہ آخر مجھے ادھم جبیل سے محبت کیوں نہیں " ہوئی؟؟ اس کی اتنی محبت کے باوجود وہ میرے دل میں جگہ کیوں نہ بنا پایا۔۔ مجھے اس سے ہمدردی ہوتی تھی اے رب!! پر آج سمجھ آیا۔۔ میرے دل تو تُو بھی رہتا ہے نا۔۔۔ آج سمجھ آیا وہ اس دل میں اپنی جگہ کیوں نہ بنا پایا۔۔۔ آج سمجھ آیا مجھے اس سے محبت کیوں نہ ہوئی۔۔ آج سمجھ آیا حاد جبیل اس دل سے کیوں نہ گیا۔۔۔ آج مجھے بہت کچھ سمجھ آگیا۔۔ اور آج میرے سارے شکوے ختم۔۔۔ اب نہ ادھم جبیل سے کوئی شکوہ ہے نہ حاد جبیل سے۔۔۔ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے میرے مالک تو نے لوگوں کی سچائی میرے سامنے رکھی۔۔۔"
وہ نم آنکھیں لیے اپنے دل ہی دل میں اللہ کو پکارنے لگی۔

!!آگہی عذاب ہوتی ہے۔۔آگہی انعام بھی ہوتی ہے

✿••✿••✿••✿

ایمان کو اس مہینے کی سیلری ٹرانسفر ہو گئی تھی۔وہ آج آفس نہیں گئی تھی۔۔ اس نے جو پیسے بچا کر رکھے تھے ان میں سے جوروز کے دینے تھے وہ اس کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرنے کے بعد وہ ایک ہوٹل میں آگئی۔۔یہ اس کی آفس کی لوکیشن کے قریب تھا۔۔رات ہو چکی تھی۔اس کے جانے میں بس پانچ دن باقی تھے۔۔اور اسے ان دنوں میں بھی آفس جانا تھا۔اس نے ایک سستے سے ہوٹل میں کمرہ بک کیا۔۔پانچ دن کی پیمنٹ اڈوانس کرنے کے بعد وہ مارکیٹ آگئی۔۔۔

وہ نہ ہیزل کو ڈھونڈ پائی تھی اور نہ ہیزل اسے ڈھونڈ پائی تھی۔ نہ اس نے عبدل کو کال کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس کے پاس اب بہت کم پیسے بچے تھے۔ اگر وہ ہوٹل سے کھاتی تو گزارہ نہ ہوتا۔۔ اسی لیے وہ مارکیٹ آگئی۔۔

اس نے ایک اسٹور سے کھانے پینے کا کچھ سامان خریدا۔ اس بات سے انجان کے کیپ اوڑھے ایک شخص اس پر نظر رکھے ہوئے تھے۔ اس وقت بھی اسٹور کے باہر کھڑے وہ اسے خریداری کرتے دیکھ رہا تھا۔۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔۔ اور بارش کبھی بھی ہو سکتی تھی۔ وہ اسٹور سے باہر نکلی تو ٹھنڈی ہوا کے جھونکے نے اس کا استقبال کیا۔ اس نے آسمان کی جانب دیکھا۔۔ پورا آسمان سیاہ بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔۔ وہ خاموشی تھی اور پرسکون بھی۔۔۔

وہ پوری توجہ سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔اس نے اتنا پر سکون چہرہ کم کم ہی دیکھا تھا۔۔ طوفون ختم ہونے کے بعد والی خاموشی۔۔۔۔۔سب کے کھودینے کے بعد "کچھ نا کھونے کے ڈر" جیسا سکون۔۔۔

وہ شال لپیٹتی سیڑھیاں اتر کر فٹ پاتھ پر آئی تو باہر رکھے پتھر کے بینچ پر بیٹھ گئی۔۔ ٹھنڈی ہوا اسے سکون بخش رہی تھی۔۔ ویسے بھی وہ اس شہر میں اب مہمان تھی۔۔۔وہ جلد یہاں سے جانے والی تھی۔۔ ویلنسیا اسے زیادہ راس نہیں آیا تھا۔۔ یہاں کے لوگوں نے اسے دکھ دیا تھا۔۔ پر اس شہر کا کیا قصور تھا۔ کچھ دیر یونہی بیٹھی رہی۔۔۔روشنیوں کے جال میں چلتے پھرتے لوگوں کو دیکھنے لگی۔

اسے بھوک لگی تھی اس نے کھانے کے لیے بریڈ نکالے اور پھر اچانک رک گئی۔۔اس نے ہاتھ کی انگلیوں پر گنتی کی۔۔اسکے پاس پانچ دن کے بریڈ تھے۔۔یقیناوہ ناشتے کے لیے لائی تھی تاکہ ناشتہ کر کے آفس جاسکے۔۔پر اگر وہ ابھی کھالیتی تو اسکے پاس ایک دن کا ناشتہ کم پڑ جاتا۔۔۔۔وہ کتنی ہی دیر

سامنے رکھے سامان کو گھورتی رہی جو مشکل سے پانچ دن کا تھا۔۔ پھر اس نے ایک گہری سانس لی اور ایک جوس کا ڈبہ نکال کر جوس پینے لگی۔ وہ وہاں بینچ پر پورا گھنٹہ بیٹھی رہی۔۔۔ اس نے مزید کچھ نہیں کھایا۔۔ جانے وہ کن خیالوں میں گم تھی یہاں تک کہ ابر آلود موسم برسنے لگا۔۔ وہ اٹھ کر چل پڑی۔۔

تبھی اس نے دیوار کے پاس کھڑے ایک چھوٹے سے بچے کو دیکھا۔۔ یقیناوہ بھوکا تھا۔۔ اس کے قدم رک گئے۔۔۔ وہ آگے نہیں بڑھ پائی۔۔ وہ جیسے پتھر کی ہو گئی۔۔ اس نے اپنے تھیلے کو ہاتھ لگایا جس میں اسکا تھوڑا سا سامان تھا۔۔ وہ بچہ سامنے سڑک کی دوسری جانب شیشے کے اُس پار رکھے کھانے پینے کی اشیاء کو حسرت سے تک رہا تھا۔۔ وہ اسکی جانب بڑھی اور جا کر اپنے بیگ سے بریڈ کے دو پیکٹ نکال کر اس بچے کو دے دیے۔۔ بچے کی آنکھوں میں پہلے حیرت اور پھر تشکر کے جذبات ابھرے۔۔۔ اسکی آنکھوں میں نمی تھی۔

وہ اس کے پیچھے پیچھے تھا۔

''تم بھیگ جاؤ گے۔۔ میرے پاس چھاتہ نہیں ہے۔۔۔ یہ لے لو۔۔''

اس نے اپنے کندھوں پر پڑی موٹی شال اتار کر اس بچے کو دے دی۔ وہ شال اسے کتنی عزیز تھی۔ ویسے بھی وہ ویلنسیا سے کچھ نہیں لے جا رہی تھی۔۔۔ سارا سامان یہاں ہی رہ گیا تھا۔

پھر اس نے اپنے بیگ سے والٹ نکالا۔۔ جو اس وقت بالکل خالی تھا۔ اسکے چہرے پر موت جیسا دکھ تھا۔ اسکا والٹ خالی ہو چکا تھا۔ اسکے پاس کسی کو دینے کے لیے کچھ بھی نہیں تھا۔۔ وہ تیزی سے وہاں سے بھاگتی چلی گئی۔۔

کیپ اوڑھے آدھے چھپے چہرے کے ساتھ کھڑا حادا اسے دیکھتا رہا۔۔۔۔۔ اسے پہلی بار اپنے سینے کے مقام پر عجیب سی جلن محسوس ہوئی تھی۔ سانس لینا اسے پہلی بار مشکل لگا تھا۔

✿••✿••✿••✿

!!آگاہی انعام ہے۔۔

وہ جب حواسوں میں لوٹی تو خود کو ایک اندھیری جگہ پر پایا۔۔۔ کئی لمحے تو ہیزل کو یہ سمجھنے میں لگ گئے کہ وہ جاگ رہی ہے یا خواب دیکھ رہی ہے۔۔ پر سر میں اٹھنے والی درد کی ٹیس نے اسے کراہنے پر مجبور کر دیا۔۔ یہ گودام نما جگہ تھی جہاں چاروں جانب عجیب سی بو پھیلی تھی۔

اسے یاد تھا وہ گاڑی میں بیٹھی ایمان کا انتظار کر رہی تھی جب ایک مانگنے والے نے گاڑی کے شیشے پر دستک دی۔۔۔ اسکے دروازہ نہ کھولنے پر وہ بار بار ہاتھ مارتا رہا۔۔ اور جیسے ہی اس نے شیشہ نیچے کیے کسی نے فوراً اس کے سر پر بھاری وزنی چیز ماری۔۔ وہ کراہ اٹھی۔۔ وہ مزاحمت ہی نہ کر پائی اور پھر اگلے ہی پل اسے بے ہوشی کی دواء سونگھا کر اغواء کر لیا گیا تھا۔۔۔ جہاں ماثیل

انسٹیٹوٹ تھا وہاں زیادہ آبادی نہیں تھی۔۔اس وقت گلی سنسان تھی جب اسے اغواء کیا گیا۔۔ کس نے کیا تھا کیوں کیا تھا یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔۔وہ خود بھی نہیں۔۔

اسے کرسی سے باندھا گیا تھا۔وہ اندر سے بری طرح ڈر چکی تھی۔۔۔اس کے بہت سارے دشمن بن چکے تھے۔۔۔۔ شابز چھوڑنے پر اس نے جن لوگوں کو کام کرنے سے منع کیا تھا وہ سب ڈائریکٹرز اور پروڈیوسرز بری طرح تپے پڑے تھے۔۔ وہ ایسے ہی کسی موقع کی تلاش میں تھے۔۔۔اسے شالی نے سمجھایا تھا کہ وہ اکیلی کہیں نہ جائے۔۔۔اسے عبدل نے بھی خبردار کیا تھا۔۔۔پر اس نے سر سے ٹال دیا تھا۔۔اور آج وہ قید میں تھی۔

کون ہو تم لوگ۔۔۔ کھولو مجھے۔۔۔"وہ ہاتھ پاؤں ہلاتی زور سے چلائی۔"

کچھ دیر گودام کی ساری بتیاں جل اٹھیں۔

تیز روشنی اس کی آنکھوں سے ٹکرائی تو اس نے فوراً آنکھیں بند کیں۔۔۔
کچھ دیر بعد کھولیں تو چاروں جانب دیکھا۔۔وہاں کوئی نہیں تھا۔۔یہ ایک
گودام تھا۔۔جہاں چاروں جانب گندم اور چاول کے تھیلے رکھے ہوئے
تھے۔۔اچانک اسے اپنے پاؤں کے انگوٹھے پر چبھن کا احساس ہوا۔۔اس نے
نیچے دیکھا تو ایک موٹا تازہ چوہا اسے کاٹنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔
ہیزل کی دل دہلا دینے والی چیخ ابھری تھی۔۔اس نے پاؤں کو جھٹکا دیا اور
دونوں پاؤں اوپر اٹھا لیے۔۔۔اس نے بہت سارے موٹے چوہوں کو
چاروں جانب بھاگتے دوڑتے دیکھا تھا۔۔۔پہلے تو اسے ابکائی آئی پر اگلے ہی
پل اس کی آنکھیں خوف سے ابل پڑیں۔۔وہ کرسی سے بندھی ہوئی
تھی۔۔۔نہ اٹھ سکتی تھی کہ بھاگ سکتی تھی۔۔کیا ہوتا اگر وہ سارے چوہے
اس کی جانب آنے لگتے۔۔۔؟؟اس کے جسم پر رینگتے یا پھر اسے
کاٹتے۔۔۔؟؟

کوئی اس کے سر پر گن رکھ کر گولی مار دیتا تو شاید وہ اتنا نہ ڈرتی جتنا جان لیوا یہ احساس تھا کہ کیا ہوتا اگر چوہے اسے کاٹنے اور کترنے لگتے۔۔۔۔؟؟

"مجھے یہاں سے باہر نکالو۔۔پلیز۔۔۔"

دہشت سے اس کا جسم پسینے سے بھیگنے لگا۔دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو تیار تھا۔۔اس کا خوبصورت نرم ملائم جسم کانپ رہا تھا۔۔۔۔

چاروں جانب پھیلی بدبو اور موٹے موٹے بھاگتے چوہے اس کی جان نکال رہے تھے۔۔

وہ چیختی رہی پر کوئی نہ آیا۔۔اور پھر اس نے دیکھا وہ چوہے اس کی جانب بڑھ رہے تھے۔۔

وہ اچھلنے لگی۔۔خود کو چھڑانے لگی۔۔ حلق کے بل چلانے لگی۔۔کوئی نہ آیا۔۔۔۔نہ وہ خود کو چھڑا پائی۔۔۔

اس وقت خوفناک منظر اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا جب اس نے چوہوں کو کرسی سے اوپر کی جانب چڑھتے دیکھا۔ایک اس کی ٹانگ پر چڑھ رہا تھا۔۔۔۔ہیزل کو لگا وہ اب سانس نہیں لے پائے گی۔۔۔اسے لگا تھا اسے ہارٹ اٹیک ہو جائے گا وہ مر جائے گی۔۔۔اس نے شدت سے چاہا تھا وہ مر جائے۔۔۔پر وہ نہ مری۔۔۔وہ گلا پھاڑ کر چلاتی رہی۔۔۔اس نے پوری ہمت کر کے کرسی کو جھٹکا دیا۔۔۔۔

وہ دائیں جانب گری۔۔چوہے بھاگ گئے۔۔۔اس کا سر زمین پر لگا۔۔۔سر پھٹ چکا تھا۔۔وہ اب کرسی سے بندھی ایک جانب پڑی تھی۔۔۔شور کی آواز سن کر سارے چوہے ادھر ادھر بھاگ گئے تھے۔۔۔وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے پڑی رہی۔۔۔پیشانی سے خون بہہ رہا تھا۔۔

ہیزل ملک۔۔۔دی سپر اسٹار۔۔۔جو اپنی مرضی کی مالک تھی۔۔۔جس نے لوگوں کو ہمیشہ اپنے فائدے کے لیے تب تک استعمال کیا جب تک اسے ضرورت تھی۔۔۔وہ ہیزل ملک جو جادوگرنی کے نام سے مشہور تھی۔۔جو

گھمن-ڈی تھی۔۔۔ جس کی ایک اشارے پر سب رک جاتا تھا۔۔وہ ہیزل ملک جس نے اپنی مرضی سے شہرت چنی اور اپنی مرضی سے ٹھکرادی وہ ہیزل ملک آج اس مقام پر تھی کہ اس کے جسم پر چوہے رینگ رہے تھے۔۔۔

وہ کئی لمحے سن لیٹی رہی اور پھر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔ چھبیس ستائیس سالا زندگی آنکھوں کے سامنے فلم کی طرح چلنے لگی تھی۔

یہ تو طے تھا اسے جس نے بھی وہاں قید کیا تھا اس کا مقصد صرف ہیزل کو ڈرانا تھا تاکہ وہ اپنی بات منوا سکے۔۔۔ پر یہ کون تھا اور یہ سب کیوں کر رہا تھا وہ نہیں جانتی تھی۔۔۔

وہ پہلی بار بے طرح روئی تھی۔۔ پہلی بار اس نے پورے دل سے اتنا خوف محسوس کیا تھا۔۔ پہلی بار اسے کسی سے اتنا ڈر لگا تھا۔۔اور وہ ذات خدا کی تھی۔۔۔۔

اور پھر ٹک کی آواز سے مزید روشنیاں جل اٹھیں۔۔اس نے لیٹے لیٹے
بھاری بوٹوں کو اپنی جانب بڑھتے دیکھا۔۔۔

ایک دو تین چار۔۔۔جانے کتنے لوگ اس کی جانب بڑھ رہے تھے۔۔۔وہ
یونہی پڑی روتی رہی۔۔۔

چچچچچ۔۔۔ذرا دیکھو تو۔۔۔۔ہیزل ملک کو۔۔۔ہالی ووڈ کی مووی کرنے "
"والی دی سپر اسٹار کو۔۔۔کیسے بے بس پ-ڑی ہے۔۔
ایک گنجا شخص افسوس سے کہتا اس پر جھکا۔۔۔وہ اس کی آواز سے اسے پہچان
گئی تھی۔یہ ڈائریکٹر کے ساتھ ساتھ ہیزل کا ایک پرانا دوست تھا جس سے وہ
بہت پہلے پرسنل اور پروفیشنل دونوں تعلق ختم کر چکی تھی۔
حال ہی میں اس نے ہیزل سے اپنے تعلقات استوار کرنے کی کوشش کی
تھی۔۔اس نے ہیزل کو ایک فلم آفر کی تھی جس میں کچھ ایسے سینز تھے جن

کی بناپر ہیزل نے انکار کر دیا۔۔ یہ ڈائریکٹر لوپز تھا جس کے بہت سے فوٹو شوٹ اس نے رد کیے تھے۔

صرف تمہاری وجہ سے میرا جتنا نقصان ہوا ہے تم سوچ بھی نہیں سکتی۔۔۔"
"تمہیں یہ سارا نقصان بھرنا ہو گا۔۔۔
لوپز اچھا انسان نہیں تھا تبھی ہیزل نے اس سے دوستی ختم کی تھی پر وہ اس قدر گرا ہوا تھا یہ اسے آج پتہ چلا تھا۔اس نے اپنی سسکیوں پر قابو پاتے سرخ آنکھوں اور خون آلود پیشانی سے اسے گھورا۔۔۔

"رسی جل گئی پر بل نہ گئے۔۔"
وہ جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آج یہاں ہر طرح کا فوٹو شوٹ ہو گا۔۔۔ کیمرے لگاؤ۔۔۔"

وہ پر لطف انداز میں بولا۔۔۔ دو لڑکوں نے آگے بڑھ کر اس کی کرسی اٹھا سیدھی کی۔۔۔

"ویسے بھی تم شو بز چھوڑ چکی ہو۔۔ جاتے جاتے میرا کام ہی کر جاؤ۔۔۔" وہ ایک آنکھ دباتے خباثت سے مسکرایا۔

"تمہارے پاس دو آپشنز ہیں۔۔۔ میری مووی کر وان تمام سینز کے ساتھ جن کی بنا پر تم نے مووی ریجیکٹ کی تھی۔۔ یا پھر اسی گودام میں تمہیں چوہوں کا شکار بننا پڑے گا۔۔۔ پر اس سے پہلے ہم تمہارے ایسے فوٹو شوٹس کریں گے کہ تم سوچ بھی نہیں سکتی۔۔۔"

دوست جب دشمن بن جائے تو وہ شیطان کو بھی پیچھے چھوڑ دیتا ہے۔۔ اور اس لوپز انسانیت کے درجے سے بہت نیچے گر چکا تھا۔ ہیزل خاموشی سے سب سنتی رہی۔۔۔

اس کی آنکھوں میں آنسوں کسی انسان کے ڈر سے نہیں تھے۔۔۔بلکہ آج اسے کوئی اور ذات شدت سے یاد آرہی تھی۔

یہ توطے تھا کچھ بھی ہو جاتا ہیزل واپس نہیں جانے والی تھی۔۔۔وہ جس فیلڈ کو چھوڑ آئی تھی وہ دوبارہ اس میں قدم نہی رکھنا چاہتی تھی۔

تمہیں لگتا ہے تم مجھے ڈرا کر اپنا مقصد پورا کر لو گے۔۔؟" وہ کسی زخمی ناگن " کی طرح پھنکاری۔

"ڈر تو تم چکی ہو۔۔۔بس اب تمہاری ہاں باقی ہے۔۔"

اس نے ایک لڑکے کو اشارہ کیا تو وہ کنٹریکٹ لے کر آگے بڑھا۔۔

"اس پر سائن کرو اور عزت کے ساتھ واپس جاؤ۔۔۔"

یہ مووی کا کنٹریکٹ تھا جو وہ اس سے سائن کروانا چاہ رہا تھا۔۔

تبھی کسی نے گودام کا دروازہ جھٹکے سے کھولا۔۔۔وہ سب چونک گئے۔۔۔

دو چار آدمیوں نے اپنی پستولیں تان لیں۔آنے والے اندر آتے ہی دروازہ بند کر دیا۔

"ہلنا مت ورنہ گولی مار دوں گا۔۔۔"ٹریگر پر انگلی رکھتے ایک ہٹے کٹے بدمعاش نے دروازہ پر کھڑے شخص سے کہا جس کے سر پر ٹوپی جمی تھی۔

اس نے گردن اٹھا کر ان لوگوں کو دیکھا۔۔۔

"اومائی گاڈ۔۔۔تم لوگ اتنی بدبو میں کیسے کھڑے ہو۔۔"وہ ناک پر ہاتھ رکھتا آگے بڑھا۔۔

"میں نے کہا وہیں رکو۔۔۔"

گن تھامے شخص نے گولی چلائی پر نشانہ دیوار کا لیا تا کہ وہ ڈر کر رک جائے۔

وہ ان سب کے لیے انجان شخص تھا جس کے ہونٹ اور آنکھ پر بندھی تھی۔۔ بال پیشانی پر بکھرے پڑے تھے۔۔۔ حلیے سے وہ کوئی ٹین ایج لڑکا لگ رہا تھا۔

"ہاں ٹھیک ہے میں رک جاتا ہوں پر مجھے مسٹر لوپز کو کچھ دکھانا ہے۔۔ یہ ایک ویڈیو ہے۔۔"

اس نے پینٹ کی جیب سے فون نکالا۔۔ کوئی ویڈیو تھا۔۔ اس نے فون آگے کیا۔۔ لوپز کے چہرے پر پریشانی کے آثار تھے۔۔۔ انہوں نے اتنی رازداری سے یہ کام کیا تھا پھر وہ ل-ڑکا وہاں کیسے پہنچ گیا تھا۔۔ اور اسے پتہ کیسے چلا۔

"دیکھ لیں یہ آپ کے کام کی ویڈیو ہے۔۔"

ایک لڑکا آگے آیا۔۔۔اس سے فون لے کر لوپز کے پاس گیا۔۔ جیسے ہی لوپز نے ویڈیو دیکھا اس کی آنکھیں پھٹ پڑیں۔

"پاپا۔۔۔ پاپا پلیز ہیلپ می۔۔۔"

یہ لوپز کی آٹھ سالا بیٹی تھی جو کرسی پر بندھی تھی۔لوپز کے پیروں تلے زمین نکل گئی تھی۔

میری بیٹی کہاں ہے۔۔۔؟؟"لوپز نے فون زمین پر دے مارا۔۔۔وہ اس" کی جانب غصے سے بڑھا۔

اونہوں۔۔۔ تم آگے بڑھے تو اپنی بیٹی کے لیے مشکلیں بڑھا دو" گے۔۔۔"اس بار اس کا لہجہ بہت ہی سرد سپاٹ سا تھا۔۔۔کچھ دیر پہلے نظر

آنے والا ٹین ایج لڑکا غائب ہو چکا تھا اور اب ان کے سامنے ماسٹر مائنڈ کھڑا تھا۔۔ جو نہ کسی کو ہاتھ لگاتا تھا اور نہ خود کو لگانے کی اجازت دیتا تھا۔

جان کے بدلے جان۔۔۔ اگر تم چاہتے ہو تمہاری بیٹی بچ جائے تو ہیزل کو" "عزت کے ساتھ جانے دو۔۔

لوپز نے غصے سے مٹھیاں بھینچیں۔ اس نے سوچا ہی نہیں تھا ایسا بھی کچھ ہو گا۔ بیٹی سے بڑھ کر تو کچھ نہیں تھا۔۔۔ اس نے ہیزل کو کھولنے کا اشارہ کیا۔۔۔ جو حیرت سے اس کیپ والے لڑکے کو دیکھ رہی تھی کو پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔۔۔ وہ اپنی جگہ سے نہیں ہلا تھا۔۔۔ اسے ضرورت ہی نہیں تھی۔۔ وہ جانتا تھا ہیزل وہ خود اس تک لے آئیں گے۔ اور یہی ہوا۔۔۔ ایک لڑکا اسکی رسیاں کھول کر اسے سہارا دیتا اس تک لایا۔

میری بیٹی کہاں ہے۔۔۔؟؟''لوپز نے اپنے خوف پر قابو پاتے جبڑے ''
بھینچتے کہا۔

''تمہاری بیٹی تمہارے گھر پہنچ جائے گی اگر تم نے کچھ غلط حرکت نہ
کی۔۔''
سرد لہجے میں انہیں وارن کرتا وہ ہیزل کو لے کر باہر نکل آیا۔ کوئی اسے
روک نہ پایا۔۔۔کوئی روک سکتا ہی نہیں تھا۔

اس نے باہر نکل کر ہیزل کو رومال دیا جسے ہیزل نے اپنی پیشانی پر رکھا جہاں
تک خون بہہ کر خشک ہو چکا تھا۔وہ اسے لے کر گاڑی کی جانب
بڑھا۔۔ہیزل اسے نہیں جانتی تھی پر یہ سمجھ گئی تھی وہ اس کے لیے مسیحا
بن کر آیا تھا۔۔۔

وہ سارے راستے خاموش رہی۔۔ سیٹ سے ٹیک لگائے آنکھیں موندھے بیٹھی رہی۔۔۔وہ خاموشی سے ڈرائیونگ کرتا رہا۔۔۔اب اس نے چہرے سے پٹی اتار پھینکی تھی۔

ہیزل کے دماغ میں اب تک وہی منظر چل رہا تھا۔

مجھے لگا تھا میں قبر میں ہوں۔۔" وہ بند آنکھوں سے ہولے سے بڑبڑائی۔"

"قبر کے مناظر اس سے بھی خوفناک ہوتے ہیں۔۔۔"

ہیزل نے تڑپ کر آنکھیں کھول دیں۔۔اسی خوف نے اسے حلق کے بل چلا کر رونے پر مجبور کیا تھا۔۔۔اسی خوف نے اس کی جان نکال دی تھی۔

"قائم رہنا۔۔۔۔۔دنیا کا سب سے مشکل کام۔۔۔"

وہ سامنے دیکھتے گاڑی چلارہا تھا۔

''میں قائم رہنا چاہتی ہوں۔۔۔''

وہ ڈبڈبائی آنکھوں کے ساتھ بولی۔

''جو قائم رہتے ہیں خدا انہیں رسواء نہیں ہونے دیتا۔۔۔ تم قائم رہنا چاہتی ہو اسی لیے مجھے تمہاری مدد کے لیے بھیجا گیا۔۔۔''

''کون ہو تم۔۔۔؟؟''

گاڑی ایک جھٹکے سے رکی۔

''حاد جبیل۔۔۔ عبدل جبیل کا بھائی۔۔''

وہ سپاٹ لہجے میں بولا۔۔۔ جبکہ آنکھیں سامنے سڑک پر جمی تھیں۔

✿••✿••✿••✿

ایک مہینے بعد۔۔۔۔

وہ عبدل تھا۔۔۔ جس کے ریلیز پلے سونگ نے دنیا میں ہلچل مچادی تھی۔۔۔اس کی آواز، اس کی ایکٹنگ، اس کا فالن اینجل کا کردار، اس کا درد اور اس کا حلیہ۔۔۔

لوگوں کو آرجے یاد آگیا تھا۔۔۔۔ وہ راتوں رات جیسے پورے سوشل میڈیا پر چھا گیا تھا۔

چاروں جانب ایک ہی نام تھا۔۔۔ عبدل دی فالن اینجل۔۔۔

آج اس کا کنسرٹ تھا۔۔۔اتنی عوام اس نے پہلے نہیں دیکھی تھی۔۔ وہ اسٹیج پر کھڑا تھا۔۔ سپاٹ لائٹ کی روشنیوں میں۔۔۔ایک مہینہ گزر گیا تھا اس

واقعے کو۔۔۔اس نے ایک مہینے سے ایمانے کی خبر نہیں لی تھی۔۔۔وہ حاد سے نہیں ملا تھا۔۔اس نے ہیزل کو فون کیا تھا۔۔۔

وہ گم ہو گیا تھا ایک ایسی دنیا جہاں وہ اپنے سارے درد بھول جانا چاہتا تھا۔۔۔

جہاں وہ بھول جانا چاہتا تھا کہ ایمانے نامی لڑکی کے ساتھ کیا ہوا تھا۔۔۔

پر وہ بھول نہیں پاتا تھا۔۔ایک پل کو نہیں۔۔۔وہ ایک پل بھی اسے ذہن سے نہیں نکال پایا تھا۔۔

وہ حیران تھا۔۔۔اس نے اتنا اطمینان کبھی کسی کے چہرے پر نہیں دیکھا تھا جتنا اسے ایمانے کے چہرے پر نظر آتا تھا۔۔پتا نہیں ایمانے نے حاد کو کیا سزا سنائی تھی۔۔پتا نہیں وہ واپس جا چکی تھی یا نہیں۔۔۔پتا نہیں ادھم جبیل سہہ پایا تھا یا نہیں۔۔پتا نہیں حاد جبیل کیا پلان کر رہا تھا۔۔۔

وہ کچھ نہیں جانتا تھا۔۔وہ جاننا چاہتا بھی نہیں تھا۔۔

وہ تو خود الجھا ہوا تھا۔۔۔

تیز اسپاٹ لائٹ کی روشنی اور بے پناہ ابھرتے شور میں وہ چونک کر جیسے حال میں پلٹا۔۔۔اس کے سامنے ایک بڑا مجمع تھا۔۔۔۔ایک مہینے میں اس نے بے پناہ شہرت حاصل کی تھی اور آج اس کا کنسرٹ تھا۔۔اس کے چاروں جانب لاتعداد عوام تھی پر اتنی عوام میں بھی وہ اکیلا تھا۔۔

اس کے لمبے بال آدھے پونی میں قید تھے تو چند نیلی لٹیں چہرے کے دونوں جانب بکھری ہوئی تھیں۔

آنکھوں پر چشمہ لگائے وہ اپنی خوبصورت آنکھوں میں ابھرتے درد کو سب سے چھپا گیا تھا۔

ٹیٹو والے کسرتی بازو اور بھرپور سراپا لوگوں کو ہوٹنگ پر مجبور کر رہا تھا۔

وہ کافی شاپ پر بیٹھی تھی۔۔کرسی سے ٹیک لگائے۔۔۔نظریں جھکی ہوئی تھیں۔وہ کچھ لکھنے میں مگن تھی۔

جھکی تیری پلکوں میں

مل جائے مجھے پناہ۔۔۔

اس نے آواز کا ایسا جادو جگایا کہ لوگوں کو ہیپناٹائز کر دیا۔۔

لوگوں کے ہجوم سے دور۔۔بہت دور۔۔۔وہ اکیلی کھڑی تھی۔۔کندھے پر آرجے کا بیگ لٹکائے۔۔۔وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔اس کی کامیابی پر دل وجان سے خوش تھی۔

پلکیں گھرے آنکھوں بھری

رہ جائے میرے نشاں۔۔۔

صرف گٹار کی دھن پر گاتا عبدل عوام کو پاگل کر گیا تھا۔

ٹوٹے دل کی مت کر

تو فکر میرے ہمنواء۔۔۔

وہ مسکرا کر اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔اتنی مسکراہٹ اتنی پر خلوص تھی جتنی وہ خود۔۔۔

حاد نے اس کا دل توڑ دیا تھا۔۔۔اس پرفیکٹ لڑکے نے جو اسے ہمیشہ سے عزیز تھے۔۔۔وہ ٹوٹے دل کے ساتھ کھڑی مسکا رہی تھی۔

خاک میں مل جاؤں میں

جیسے کہ اک لمحہ۔۔۔

وہ پلٹ گئی تھی۔۔۔اسے پلٹ جانا تھا۔۔۔وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی اس سے بہت دور جا رہی تھی۔

عبدل نے پٹ سے آنکھیں کھول دیں۔۔وہ کہیں بھی نہیں تھی۔۔۔۔وہ اسے ہجوم میں ڈھونڈ رہا تھا۔۔

پر وہ ایمانے تھی۔۔۔وہ اسے ہجوم میں نہیں ملنے والی تھی۔

✿••✿••✿••✿

ایک مہینے میں تیس دن ہوتے ہیں۔۔۔ایک دن میں چوبیس گھنٹے۔۔۔اور ایک گھنٹے میں کئی لمحے۔۔۔اور وہ ہر لمحہ مری تھی۔۔۔پل پل۔۔۔ سلمی بیگم کا چہرہ اسے ہمیشہ وہ وعدہ یاد دلاتا تھا جو اس نے ان سے کیا تھا کہ وہ کبھی نہیں

بھٹکے گی۔۔۔وہ کبھی کسی غیر شخص کو اپنی زندگی میں جگہ نہیں دے گی۔۔۔یہ کہ وہ قائم رہے گی۔۔۔

اسے یاد تھا جب وہ واپس آئی تھی اسے پاکستان آئے ابھی دس دن ہوئے تھے۔۔۔وہ نماز پڑھ رہی تھی جب اس کا فون بجنے لگا۔۔۔بیڈ پر پڑا اس کا فون مسلسل بج رہا تھا۔۔۔سلمی بیگم نے جب دیکھا تو فون اٹھالیا۔۔۔

"بہت سکون میں ہو نا تم۔۔۔میرا چین برباد کر کے۔۔۔"

ماثیل کی آواز ابھری تھی۔۔۔اور اس آواز میں بہت کچھ تھا۔۔۔غصہ درد اور شکوے سب کچھ۔۔۔

"کون۔۔۔؟؟"

سلمی بیگم کی پیشانی پر شکنیں پڑ گئیں۔دوسری جانب وہ ٹھٹک گیا۔۔۔آواز تو ایمان کی تھی۔

''ایمان سے بات کرنی ہے۔۔۔''

وہ اخلاقیات کا قائل نہیں تھا۔۔اس نے پوچھنا بھی گوارہ نہیں کیا کہ وہ کون تھیں۔

''ایمان نماز پڑھ رہی ہے۔۔''

سلمی بیگم نے سادہ لہجے میں جواب دیا۔

نماز۔۔۔واؤ۔۔۔''دوسری جانب سے تضحکہ آمیز لہجے میں کہا'' گیا۔۔۔اور پھر اس کا قہقہہ ابھرا۔۔

"اس سے پوچھنا ایسے نمازیں قبول ہو جاتی ہیں۔۔۔؟؟"

طنز ہی طنز تھا۔ سلمی بیگم نے نماز پڑھتی ایمان کو دیکھا۔ وہ خاموش ہو گئیں۔

آپ یقیناً وہی ہستی ہیں جس کے لیے اس نے میرے دل سے کھیلا۔۔۔"

یقیناً آپ اس کی مدر ہیں۔۔ اسے بس اتنا کہہ دیجیے گا کہ وہ میری خدا سے

"نفرت کی ایک اور وجہ ہے۔۔۔

کہہ کر فون بند کر دیا گیا۔۔۔ سلمی بیگم نے حیرانی سے فون کو دیکھا۔۔۔

ایمان نے سلام پھیرا۔۔۔ پھر اس نے سلمی بیگم کو دیکھا۔۔

"یہ کون تھا کیا کہہ رہا تھا؟؟"

سلمی بیگم کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا تھا۔۔۔ وہ یہ تصور ہی نہیں کر سکتی

تھیں کہ ان کی بیٹی کبھی کچھ غلط کر سکتی تھی۔ ایمان نے اپنی ماں کے چہرے

کو دیکھا۔۔۔ جن کے چہرے پر خوف کے آثار واضح تھے۔۔۔ یہ تو ہونا ہی تھا جلد یا بدیر۔۔۔

نماز پڑھ کر بتاتی ہوں۔۔" اور ام ایمان بنت عبداللہ اپنی ماں سے جھوٹ" نہیں بول سکتی تھی۔

اس نے پھر سے نیت باندھ لی۔۔۔۔ سلمی بیگم اسے دیکھتی رہی۔۔ وہ اسی جگہ بیٹھی اس کا انتظار کرتی رہیں۔۔

ایمان نے نماز پڑھی اور دعا مانگ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔ اس کے پاس اب مانگنے کو زیادہ کچھ نہیں تھا۔۔۔ سوائے اس کے

"اے اللہ مجھے بخش دے۔۔۔"

وہ اٹھ کر ان کے قریب جا کر بیٹھ گئی۔۔

"یہ کون تھا کیا کہہ رہا تھا۔۔۔میرا دل بہت ڈر رہا ہے۔۔۔"

اور ایمان جو اپنی ماں کو اس پریشانی سے بچانا چاہتی تھی۔۔۔اس نے انہیں سب سچ بتا دیا۔۔۔

کیسے ادھم جبیل کے باپ نے اسے فون کیا۔۔۔کیسے سلمی بیگم کے آپریشن کے پیسے دیے۔۔کیسے اس کا باپ چاہتا تھا کہ وہ واپس پلٹ آئے۔۔۔اور کیسے ایمان اسے اپنا نہیں پائی۔۔

حاد جبیل والے حصے کو وہ بالکل چھپا گئی۔۔۔نہ یہ بتایا کہ اسے استعمال کیا گیا۔۔۔نہ یہ بتایا کہ اس کے ساتھ کیا کیا ہوا۔

وہ اچھا انسان ہے امی۔۔۔پر میں ایک اور عبداللہ ہاشم کو برداشت نہیں کر" سکتی۔۔۔"

وہ سر جھکائے کہہ رہی تھی جبکہ سلمی بیگم حیرانی سے اسے دیکھے جا رہی تھیں۔

انہوں نے یہ کیسے سوچ لیا تھا کہ ان کی بیٹی کی زندگی میں کوئی مرد نہیں آئے گا؟؟

وہ کیسے بھول گئیں تھیں کہ باہر کی دنیا گھر کی چار دیواری سے الگ ہوتی ہے۔۔۔اب تو لڑکیاں گھروں میں، چار دیواری کے اندر رہتے ہوئے اتنا کچھ کر جاتی ہیں کہ والدین کو خبر ہی نہیں ہوتی۔۔۔

وہ تو پھر سات سمندر پار اکیلے رہ رہی تھی۔۔۔وہ تو پھر ایسی لڑکی تھی جس کا گریز۔۔۔جس کا دائرہ۔۔۔لوگوں کو اس کی طرف کھینچتا تھا۔۔۔

میں محنت کر رہی ہوں۔۔۔میں ان کے سارے پیسے لوٹا دوں گی۔۔آپ ’’

پریشان نہ ہوں۔۔۔‘‘

شنایا کے پہلو میں سویا ادھم جبیل اسے پوری جزئیات سے یاد تھا۔۔۔وہ بھولنا

چاہتی تھی پر اس منظر کو بھول نہیں پاتی تھی۔۔

کیا محبت کرنے والے ایسے ہوتے ہیں۔۔۔؟؟

اگر ایسے ہوتے ہیں تو شدت سے خواہش کی تھی اسے کوئی محبت کرنے والا نہ

ملے۔۔۔

سلمی بیگم اٹھ کر چلی گئیں اور وہ بیٹھی رہی۔۔۔۔خاموشی کے ساتھ۔۔۔

جانے اب تقدیر کونسا فیصلہ سنانے والی تھی۔

✿••✿••✿••✿

"مجھے کہیں سکون نہیں ہے۔۔۔ایک پل کے لیے بھی نہیں۔۔میں جتنا اس کے خیال کو دل سے نکالتا ہوں وہ اتنا مجھ پر حاوی ہوتی ہے۔۔"

وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔۔۔وہ دونوں جنہیں ایما عزیز تھی پر وہ دونوں اسے رکھ نہ پائے۔۔۔

ماثیل نے اسے اپنی زندگی سے نکالا تھا اور روز نے گھر سے۔۔۔

پر کیا ان کے نکالنے پر وہ زندہ نہ رہ پائی۔۔۔کیا وقت نہیں گزرا تھا۔۔۔پتہ نہیں ہمیں کیوں لگتا ہے اگر ہمارے ساتھ کچھ برا ہوا تو ہم سہہ نہیں پائیں گے۔۔۔

وہ سب سہہ گئی تھی۔۔۔بہت خاموشی کے ساتھ۔۔۔

وہ نم پلکوں سے ویلنسیا کو خیر آباد کہہ کر گئی تھی۔۔۔وہ کبھی یہاں پلٹ کر نہیں آنا چاہتی تھی۔

واٹ اباؤٹ شنایا۔۔؟؟“ روز سنجیدہ تھی۔۔۔ایمان کے جانے کے بعد وہ بھی پہلے جیسی نہیں رہی تھی۔۔اسے لگا وہ اپنا سامان لینے آئے گی۔۔۔پر وہ نہیں آئی۔۔۔اس کے سارا قرضہ اتار کر وہ اپنا سامان وہیں چھوڑ گئی تھی۔۔۔ وہ خاموشی سے ان کی زندگیوں سے نکل چکی تھی پر سچ تو یہ تھا وہ جا کر بھی نہیں گئی تھی۔۔۔

اولڈ ٹاؤن کی گلیوں وہ ان دونوں کو گھومتی پھرتی نظر آتی تھی۔

شنایا کے ذکر پر اس کا جسم پھر سے جل اٹھا تھا۔۔۔عورت کی قربت ایسی ہی ہوتی ہے۔۔۔اچھا بھلا انسان بھٹک جائے۔۔۔وہ تو پھر پہلے سے بھٹکا ہوا تھا۔ اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔۔۔وہ خاموش رہا۔

”میں حاد جبیل سے ملنا چاہتی ہوں۔۔۔“

ہنہہ۔۔۔دی پرفیکٹ مسٹر جبیل۔۔۔پوری کہانی میں جس کا کوئی نقصان نہیں ہوا تھا۔۔۔اس سے مل کر کیا کرو گی۔۔۔؟؟''

''سچ جاننا چاہتی ہوں۔۔۔''

جانے کیوں وہ یہ سچ پہلے نہیں جان پائی۔۔۔اسے اب گلٹ محسوس ہوتا تھا۔۔۔اسے لگتا تھا اس نے ایما کے ساتھ برا کیا۔۔۔پر اب پچھتانے کا کیا فائدہ۔۔۔جو ہونا تھا وہ ہو گیا تھا۔

''کیسا سچ۔۔۔؟؟''

''سچ۔۔۔جو سچ ہے۔۔۔بس وہ جاننا چاہتی ہوں۔۔۔''

وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ماثیل خاموش رہا۔۔

وہ بہت ٹھنڈے مزاج کا انسان تھا پر اس بار اس نے بہت جلدی کر دی تھی۔۔۔اتنی جلدی کہ اب پچھتا رہا تھا۔۔۔

پر اب پچھتانا کیسا۔۔۔؟؟

روز چلی گئی۔۔۔وہ بیٹھا رہ گیا۔۔

اچانک ٹرین ایک جھٹکے سے رکی۔۔۔اور وہ جیسے ہوش کی وادی میں لوٹا۔۔۔ ٹرین کراچی سے چلی تھی۔۔۔اور تقریباً تیس اسٹیشن عبور کرنے کے بعد وہ اب لاہور اسٹیشن پر پہنچ چکی تھی۔وہ اس کے سامنے والی سیٹ پر بیٹھی تھی۔۔۔

کہانی ایسے بھیانک موڑ لے گی وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔رات کے ساڑھے آٹھ بجے کا ٹائم تھا۔۔ٹرین لاہور سے نو بجے نکلنے والی تھی۔۔۔ان کے پاس آدھا گھنٹا تھا۔

اس نے شال کو اچھے سے لپٹ لیا۔

"مجھے لگتا تھا دنیا میں سب سے زیادہ نفرت صرف میں کر سکتا ہوں اور وہ میں نے اُس لڑکی سے کی جس سے میں بے پناہ محبت کرتا تھا۔۔پر حقیقت تو یہ ہے اُس کی محبت کبھی میرے دل سے نکلی ہی نہیں۔۔۔اُم ایمان تم نے مجھے کن راہوں کا مسافر بنا دیا ہے۔۔۔تم سے نفرت کرنا چاہتا ہوں، محبت آڑے آجاتی ہے۔۔تم تک پہنچنا چاہتا ہوں پر نفرت راستہ روک لیتی ہے۔۔تم بتاؤ میں کہاں جاؤں؟؟"

وہ تصور میں اس سے مخاطب تھا۔۔۔پر وہ اسے سن نہیں سکتی تھی۔۔۔وہ اسے کبھی سننا چاہتی ہی نہیں تھی۔

اس نے گھٹنوں نے میں چہرہ چھپا لیا۔۔۔

لاہور ریلوے اسٹیشن۔۔۔بے وفاؤں کا شہر۔۔۔وہ اسٹیشن پر نہیں اترنا چاہتا تھا۔

اسے نہ جیت سکے گا غم زمانہ اب
جو کائنات تیرے در پر ہار دی ہم نے۔۔

✿••✿••✿••✿

!دی پرفیکٹ مسٹر جبیل

جس کا کوئی نقصان نہیں ہوا تھا۔۔۔وہ لندن میں تھا۔۔۔اپنے گھر میں جہاں اس نے بچپن کے کافی سال بتائے تھے۔۔۔جو گھر سالوں سے بند پڑا تھا۔۔۔اسے پاکستان واپس جانا تھا پر اس سے پہلے اسے یہاں آنا پڑا تھا۔۔۔آنا ضروری تھا ورنہ وہ جی کیسے پاتا۔

رات کے اس پہر وہ دبے پاؤں گھر کی پچھلی جانب سے دیوار کود کر اندر داخل ہوا۔۔۔گھر کے پچھلے لان میں درخت ہی درخت تھے۔۔۔یوں جیسے جنگل اگ آیا ہو۔۔۔سالوں سے یہاں کی صفائی نہیں ہوئی تھی پر حیرانی کی بات یہ تھی لان میں لگی بیلیں جو گھر کے اوپر تک چڑھ گئی تھیں وہ سوکھی نہیں تھی۔۔۔وہ ہری بھری تھیں اور ان بیلوں نے پورے گھر کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا۔۔۔

دوسرے وہ گھر کوئی آسیب زدہ لگتا تھا۔۔۔آس پاس اپنی سائیکلوں پر گزرتے بچے اسے ہانٹڈ ہاؤس کہتے تھے۔۔۔

وہ پچھلے حصے میں سوکھے پتوں سے گزرتا اندر کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔اور کمال یہ تھا کہ پتوں کی آواز تک نہیں آ رہی تھی۔۔۔آگے جا کر وہ رک گیا۔۔۔سامنے ہی بیل نے پورا جال بنا رکھا تھا۔۔۔جسے اس نے ہاتھ سے پرے کیا اور دوسری جانب چلا گیا۔۔۔آگے سیڑھیاں تھیں جو نیچے کی طرف تہہ خانے میں جا رہی تھیں۔

وہ اندھیرے میں سیڑھیاں اترتا نیچے جانے لگا۔۔۔۔سیڑھیاں ختم ہو گئی پر سامنے کی دیوار تھی۔۔۔اینٹوں کی دیوار۔۔۔اس نے مخصوص اینٹوں پر ہاتھ لگایا اور ایک پیٹرن لگایا۔۔۔ٹک کی آواز سے دروازہ کھل گیا۔۔۔اندر اندھیرا تھا۔۔۔

وہ اندر داخل ہوا اور دروازہ بند ہو گیا۔۔۔پورا لان سنسان اور ویران پڑا تھا۔۔۔

"لائٹس پلیز۔۔۔"

اندر داخل ہوتے ہی اس نے مخصوص لہجے میں کہا اور بتیاں جل اٹھیں۔۔۔۔ یہ ایک لاؤنج تھا۔۔۔ جہاں صوفے رکھے تھے۔۔۔ بائیں جانب دیوار پر بڑا سا شیلف تھا جس میں کتابیں رکھی تھیں۔۔۔ آتش دان تھا جس میں بجھی ہوئی لک-ڑیاں پڑی تھیں اور ایک فریج رکھا تھا جس میں کھانے پینے کی چیزیں تھیں۔

کوئی یہاں آ بھی جاتا تو اسے یہ ایک لاؤنج ہی لگتا۔۔۔ یہاں کچھ بھی پر اسرار نہیں تھا۔۔۔ سب کچھ نارمل۔۔۔

"ہے ایمانے۔۔۔ مجھے اپنا ڈوز چاہیے۔۔۔ اوپن دی لیب۔۔۔"

اس کی یہ خاص پچ، خاص لہجہ، خاص آواز کسی پاسورڈ کی طرح کام کرتا تھا۔۔۔

شیشے جیسی ایک دیوار نمودار ہوئی۔۔۔اور دائیں جانب ایک سفید رنگ کی بڑی سی لیب ابھر آئی تھی۔۔۔۔

وہ شیشے کے دروازے کو پار کرتا لیب میں داخل ہو گیا۔۔۔اور لاؤنج میں نظر آنے والا یہ منظر بالکل غائب ہو گیا۔۔

وہ لیب میں تھا جہاں سے وہ لاؤنج کو دیکھ سکتا تھا۔۔۔پر لاؤنج میں بیٹھا یا کھڑا شخص اس خفیہ لیب کو کبھی نہ ڈھونڈ پاتا۔۔۔۔

چاروں جانب رنگ برنگے مائع جات پڑے تھے۔

''گڈ ایوننگ مسٹر جبیل۔۔۔''

یہ اس کی اسسٹنٹ تھی۔۔۔اے آئی اسسٹنٹ۔۔۔جس کا نام اس نے اختیار رکھا تھا بنا سوچے سمجھے۔۔۔

اس کے ذہن میں پہلا نام یہی آیا تھا۔

اس نے ایک الماری سے ڈبا نکالا اور اسے کھولا۔۔۔اندر چند انجیکشن پڑے تھے۔۔۔

اس نے ایک انجیکشن بھرا اور اپنے داہنے بازو کی نبض میں گاڑھ دیا۔۔۔وہ یہ کام بڑی سنجیدگی سے کر رہا تھا۔۔۔

چند پل وہ یونہیں بیٹھا رہا۔۔۔ پھر آہستہ آہستہ اس کا جسم کانپنے لگا۔۔۔
انجیکشن ہاتھ سے چھوٹ کر گر گیا۔۔۔

اس کا جسم بری طرح ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھا۔۔۔ چہرہ سرخ پڑ گیا۔۔۔وہ ضبط کے باعث جھک گیا۔۔۔وہ جس سٹول پر بیٹھا تھا اس سے نیچے گرا اور بے جان پڑا رہا۔۔۔

کئی لمحے یونہی گزر گئے۔۔۔

"مسٹر جبیل۔۔۔آر یو او کے۔۔۔؟؟"

آواز گونج رہی تھی۔۔۔

جبکہ وہ اپنی گرے ساکت پتلیوں سے چھت کو گھور رہا تھا۔۔۔

!ہاں یہ میں ہوں حاد جبیل

!میں عام لوگوں کی دنیا میں پھنس چکا ہوں

!!جس کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔۔۔

آپ لوگ میری کہانی سے ناآشنا ہیں۔۔۔

ایک بات بتاؤں؟؟خاص ہونا اتنا آسان نہیں ہوتا۔۔۔ کبھی کبھی بہت کچھ

!!کھونا پڑجاتا ہے۔۔۔یہاں تک کہ اپنی جان بھی

✿••✿••✿••✿

دروازے پر مسلسل دستک جاری تھی۔وہ نماز پڑھ رہی تھی۔جبکہ زوئی (ملازمہ) سو چکی تھی۔موسم طوفانی تھا۔اسے حیرت ہوئی رات کے اس پہر کون آسکتا تھا؟؟

اس نے سلام پھیرا اور جا کر دروازہ کے سوراخ سے جھانک کر باہر دیکھا۔۔ باہر وہ کھڑا تھا۔۔حاد جبیل۔۔۔اس نے فٹ سے دروازہ کھول دیا۔ وہ بھیگا ہوا تھا۔۔سر سے پاؤں تک۔۔ایسا پہلی بار ہوا تھا۔۔اس کے پاس برساتی کوٹ نہیں تھا۔۔ورنہ اسے بھگینے سے کوفت ہوتی تھی۔

ماں۔۔۔"وہ اسے دیکھتے ہی فوراً بولا۔اور پھر آگے بڑھ کر اس ہستی کے " گلے لگ گیا جس سے وہ بے پناہ محبت کرتا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ ان کے کمرے میں تھا۔۔ کپڑے بدل لیے تھے جبکہ بال تولیے سے صاف کرنے کے باوجود گیلے تھے۔ وہ ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹا تھا۔۔ اس ہستی نے پہلی بار اپنے بیٹے کو اتنا تھکا ہوا محسوس کیا تھا۔

کیا ہوا ہے حاد؟؟ پریشان کیوں ہو۔۔" اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے" ماں نے محبت سے پوچھا۔

"کیونکہ وہ مجھے پریشان کرتی ہے۔۔۔"

بالوں میں انگلیاں پھیرتا ان کا ہاتھ رک گیا۔۔۔ پہلے ہی ان کا دل کسی انہونی کی خبر دے رہا تھا۔۔ کیونکہ حاد تقریباً پندرہ سولا سال بعد ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹا تھا۔۔۔ پہلی بار اسے کسی سہارے کی ضرورت محسوس ہوئی تھی۔۔۔ پہلی بار وہ اتنا پریشان ہوا تھا۔

"کون۔۔؟؟کون پریشان کرتی ہے"

ماں نے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا۔

"She Haunts Me.. وہی۔۔ام ایمان۔۔۔ایمانے۔۔۔"

وہ یوں شکایت کرتا بالکل بچہ لگ رہا تھا۔

"وہ مجھے سونے نہیں دیتی ہے۔۔اس کے الفاظ میرا پیچھا نہیں چھوڑ رہے ہیں۔۔پہلی بار میں فوکس نہیں کر پا رہا ہوں۔۔میں اپنے مقصد سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔۔۔پلیز عبدل سے کہیں کہ وہ ایمانے کو سمجھائے وہ میرا پیچھا چھوڑ دے۔۔"

وہ کسی سحر کے اثر بول رہا تھا۔ماں کی پیشانی پر لکیریں نمودار ہوئیں۔۔

ذہانت جب چالاکی میں بدلنے لگے تو انسان شیطان بننے میں زیادہ وقت " نہیں لیتا۔۔"

اس کے الفاظ مسلسل گونجتے تھے۔۔۔

وہ تو سچائی کے راستے پر چل رہا تھا۔۔اس نے کبھی کسی کا برا نہیں چاہا تھا۔۔وہ تو اللہ والا تھا۔۔وہ تو شیطان کے خلاف جنگ لڑ رہا تھا۔۔۔وہ کیسے شیطان بن سکتا تھا؟؟

وہ جانے کتنی راتوں کا جاگا تھا کہ کچھ دیر بعد گہری نیند سو گیا۔۔جبکہ ماں پریشانی سے اس کے بالوں کو سہلاتے سامنے گلاس ونڈو پر بہتی بارش کو دیکھ رہی تھی۔

آخر ایسا کونسا راز تھا ایسا کون سا کام تھا اور ایسا کون سا انسان تھا جس نے حاد جبیل کو پریشان کر دیا تھا۔۔۔؟؟

ماں کا ذہن ماضی کی بھول بھلیوں میں بھٹکنے لگا تھا۔

✿••✿••✿••✿

وہ فریش ہو کر باہر نکلی تو روحان کو بے چینی سے ٹہلتے پایا۔۔۔آج کل وہ ایسے ہی بے چین تھا۔۔۔

آپ سوئے نہیں۔۔؟؟" وہ بھیگا چہرہ لیے فکر مندی سے پوچھنے لگی۔اس" کی آواز پر وہ رک گیا اور گہری نظروں سے اپنی متاع جاں کو دیکھنے لگا۔۔اس کی آنکھوں میں عجیب سا رنج تھا۔

حانم چلتے ہوئے اس کے قریب آئی۔

کیا آپ خوش نہیں ہیں۔۔؟؟" گرے آنکھیں بجھ سی گئی تھیں۔۔وہ"
سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔روحان نے اسے دونوں کندھوں سے
تھام کر بیڈ پر بٹھایا۔۔
اس کے شہد رنگ بال چٹیا سے نکلے ہوئے تھے۔شفاف چہرے پر پانی کی
بوندیں تھیں۔۔اور گرے آنکھیں جیسے چمک رہی تھیں۔وہ اس کے
قدموں میں بیٹھ گیا۔اور پورے جذب سے اس کے خوبصورت روپ کو
دیکھنے لگا۔۔جبکہ حانم ابھی تک اس کی پریشانی نہیں سمجھ پائی تھی۔
اس نے روحان کو باپ بننے کی خوشخبری دی تھی۔۔بجائے خوش ہونے کے
وہ پچھلے کئی دنوں سے بہت پریشان تھا۔

"خوش ہوں بہت خوش ہوں۔۔"

اس نے گھٹنوں کے بل اٹھتے ہوئے اس کی پیشانی کو عقیدت سے چھوا۔

خوشی نظر کیوں نہیں آرہی۔۔؟؟" وہ فوراً بولی۔"

کیونکہ میں خوفزدہ ہوں۔۔" اس نے حانم کے دونوں ہاتھوں کو تھامتے" جواب دیا۔

"پر کیوں۔۔؟؟ خوفزدہ کیوں ہیں۔۔؟؟"
وہ جاننا چاہتی تھی آخر اس کے شوہر کے دماغ میں کیا چل رہا تھا۔

اس بات سے خوفزدہ ہوں کہ اللہ نہ کرے اگر ہمارا بچہ ٹرائسومک ہوا" تو؟؟ اگر اسے وراثت میں مجھ سے یہ بیماری مل گئی تو؟؟" اس کا خوف بجا

تھا۔۔پر حانم کے چہرے پر مسکان ابھری جسے وہ کمال مہارت سے چھپا گئی تھی۔

”تو کیا؟؟ایک اور آر جے ہو گا ایک اور حانی کی زندگی مصیبت میں پڑ جائے گی۔۔“

وہ مسکراہٹ چھپاتے شرارت سے بولی تو روحان نے خ۔فگی سے اسے دیکھا۔

”ایم سیریس۔۔“وہ خفا ہوا۔

”وہ تو میں بھی ہوں۔۔“اس نے روحان کے ہاتھوں کو تھاما۔

یہ دنیا مجھے نہیں جینے دے رہی۔۔۔اسے کیسے جینے دے گی۔۔۔"وہ"
واقعی پریشان تھا۔

آپ ہی تو کہتے ہیں اللہ جو کرتا ہے اس میں کوئی نہ کوئی بھلائی ہوتی ہے۔۔"
آپ ویسے بھی جینیاتی بیماریوں کو لے کر ویکسین بنانے میں لگے ہوئے
ہیں۔۔۔اگر ہمارا بچہ ایسا ہوا تو اس کی بھی بنا لینا اور ہم کسی کو بتائیں گے ہی
"نہیں کہ ہمارا بچہ خاص ہے۔
وہ خود بھی اندر سے خوفزدہ تھی لیکن پوری بشاشت سے مسکائی۔
وہ اس کی سادگی پر مسکرا دیا۔

"!!تمہیں پتہ ہے تم میری طاقت ہو۔۔"
اس نے گہری سانس فضا کے حوالے کرتے کہا۔۔۔۔

ظاہری طور پر وہ پر سکون ہو گیا تھا پر حانم نے اسے ایک بھی رات ٹھیک سے سوتے نہیں دیکھا تھا۔

✿••✿••✿••✿

اس کی زندگی سے سکون جیسے غائب ہو چکا تھا۔۔اور اس کی وجہ مشارب حسن سے اس کا نکاح تھا۔۔جانے یہ کیسا نکاح تھا جس میں اسے اپنے منکوح کی طرف ذرا بھی کشش محسوس نہیں ہوتی تھی۔۔۔وہ چاہ کر بھی اس سے بات نہیں کر پاتی تھی۔

شاید اسی لیے کہ اس کا دل راضی نہیں تھا۔۔۔اس نے اپنی ماں کے کہنے پر سرہاں میں تو جھکا دیا تھا پر دل کا راز تو اللہ ہی جانتا تھا۔۔۔

وہ اس بات کو اب اچھے سے سمجھ گئی تھی کہ اسلام میں لڑکی کی دلی رضامندی کس قدر ضروری ہوتی ہے۔۔!!

ضروری نہیں وہ کسی اور کو پسند کرتی تھی اس لیے ایسا تھا بلکہ مشارب حسن کی سوچ سے، جس کا اسے ابھی تک پتا چلا تھا، وہ سمجھ گئی تھی وہ ویسا مسلمان شوہر نہیں تھا جیسا وہ چاہتی تھی۔ وہ ویلنسیا واپس جا چکا تھا جبکہ ایمان ابھی لاہور میں ہی تھی۔۔ اس نے اپنی پرانی کمپنی جوائن کرنے کا فیصلہ کیا تھا پر لاہور میں نہیں بلکہ اسلام آباد میں جہاں نیا آفس بن رہا تھا۔ وہ جلد اسلام آباد جانے والی تھی پر اس سے پہلے ہی اس کی زندگی میں ایک عجیب قسم کا طوفان آگیا تھا۔

وہ اپنے غم میں میزو پر دھیان ہی نہ دے پائی۔۔۔ ایک دن وہ اسے چھوٹے کمرے میں جہاں میزو اپنے اسکیچز بناتی تھی وہاں بے ہوش ملی تھی۔ وہ اسے ہسپتال لے گئے۔۔

ڈاکٹرز نے ذہنی دباؤ اور جسمانی کمزوری کا کہہ کر اسے ڈرپ لگا دی اور کچھ دوا دے دی۔ شام میں وہ لوگ واپس آگئے۔۔۔

اس نے بہت سارے نئے اسکیچز بنائے تھے۔۔۔اور اس کے اسکیچز دیکھ کر ایمان حیران رہ گئی تھی۔۔

وہ سارے Demons۔۔۔ ہمارے اندر کے ڈیمنز۔۔۔تھے۔۔۔

ایک معصوم بچی ڈری سہمی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔۔اور بڑا سا کالا سایہ اس پر جھکا ہوا تھا۔۔۔وہ اسے کچھ کہہ رہا تھا۔۔

ایسے اور اس طرح کے بہت سارے اسکیچز تھے۔۔۔

وہ ٹین ایج لڑکی تھی۔۔۔اور ٹین ایج سب سے زیادہ vulnerable ہوتی ہے۔۔جہاں ہم لڑکیاں آسانی سے شکار ہو جاتی ہیں۔۔۔اپنے ڈریمز اور اپنے نائٹ میرز کی۔اپنے ذہن میں پلنے والی کہانیوں کی۔۔اور اپنے خوف کی۔۔۔!!

وہ بھی کسی ایسے ہی خوف کا شکار تھی جس سے ایمان ابھی تک ناواقف تھی۔۔

شام کو اس کی حالت بہتر ہوئی تو ایمان نے پیار سے ہاتھ پکڑتے پوچھا۔۔

"کیا ہوا ہے میزو؟؟ تم تو ایسی نہیں تھی۔۔"
اور میزو کی آنکھوں میں نمی ابھرنے لگی۔

"مجھے ڈر لگتا ہے آپی۔۔۔ وہ مجھے سونے نہیں دیتے۔۔۔ وہ ہر وقت میرے آس پاس رہتے ہیں۔۔۔ وہ ہر وقت بولتے رہتے ہیں۔۔"
وہ پریشانی سی بتا رہی تھی۔۔۔ جبکہ آنسوں ٹپ ٹپ بہنے لگے تھے۔

"میں تمہارے پاس ہوں۔۔۔ کس سے ڈر لگتا ہے تمہیں۔۔؟؟" ایمان نے اس کے ہاتھوں کو محبت سے دبایا۔

وہ سب مجھے کہتے ہیں تم بھی بھٹک جاؤ گی۔۔۔ تم بھی ایمان آپی کی طرح "بن جاؤ گی۔۔۔اور پھر تمہارا انجام بہت برا ہو گا۔۔۔اور اور۔۔۔

وہ کسی خوف کے زیر اثر بتا رہی تھی۔

تنہائی۔۔۔ تنہائی جہاں انسان کی دوست ہے وہیں اس کی دشمن بھی۔۔۔ دنیا میں زیادہ تر نفسیاتی مریض تنہائی کا شکار رہے ہیں۔۔۔اور یہ تنہائی لوگوں کی کمی کی نہیں بلکہ وہ تنہائی ہے جب ہم اپنے ذہن میں اکیلے رہ جاتے ہیں۔۔!!

جب ایسا ہوتا ہے تو ہمارے اندر کے ڈیمن ہم پر حاوی ہو جاتے ہیں۔۔۔اور ایسا ہی حمیزہ کے ساتھ ہوا تھا۔۔بظاہر تو وہ ٹھیک تھی پر وہ اپنے ذہن میں کہیں قید ہو کر رہ گئی تھی۔۔۔

یہ وہ خوف تھا جو اسے وراثت میں ملا تھا۔۔۔وہی خوف جس کا ایمان کو دھڑکا لگا رہتا تھا۔۔۔اسے لگتا تھا وہ ایک دن پاگل ہو جائے گی۔۔اور یہی وہ خوف تھا جس کا شکار اس وقت میزو تھی۔۔

بروکن فیملی۔۔۔ماں باپ سے ملنے والی ادھوری محبت اور پھر پرفیکٹ بن کر سب ٹھیک کر دینے کی چاہ لڑکیوں کو نفسیاتی بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔۔

مائیں سوچتی ہیں بیٹیاں کوئی ایسا کام نہ کر جائیں جس سے ان کی تربیت پر حرف آئے کہ وہ طلاق شدہ ماں کی بیٹیاں ہیں یا پھر لوگ انہیں طعنے دیں۔۔۔

اسی خوف سے وہ اپنی بیٹیوں سے پرفیکٹ ہونے کی توقع کرتی ہیں اور اسی توقع پر پورا اترنے کی چکر میں بیٹیاں جانے کیسے کیسے خوف کا شکار ہو جاتی ہیں۔۔۔ان کی شخصیت اندر سے ٹوٹ پھوٹ کر شکار ہو جاتی ہے۔

ایمان خاموشی سے حمیزہ کی باتیں سن رہی تھی جبکہ اس کا فون بج بج کر بند ہو چکا تھا۔۔

مشارب حسن کا فون تھا۔۔۔ وہ بے خبر تھی۔۔۔ فون کا پتا بھی چلتا تو بات نہ کر پاتی۔۔۔

جبکہ سلمی بیگم باہر محلے کی دو تین عورتوں کے پاس بیٹھی تھی جو حمیزہ کی عیادت کو آئی تھیں۔۔

"بچی کو دم درود کرواؤ۔۔۔ سائے کا چکر لگتا ہے۔۔۔ ارے اچھی بھلی لڑکی اچانک ایسی باتیں کرنے لگے تو سمجھ جاؤ کہ سایہ ہے۔۔"
سلمی بیگم صدق دل سے مان چکی تھیں کہ ان کی بیٹی پر یقیناً سایہ ہو گیا تھا تبھی تو وہ ایسی خوفناک شکلیں اسکیچ کر رہی تھی۔

✿••✿••✿••✿

چار بار کال کرنے پر بھی جب اس نے فون نہ اٹھایا تو مشارب حسن نے فون صوفے پر پھینک دیا۔

وہ اپنے فلیٹ میں تھا۔۔اس کے ساتھ اس کا فلیٹ میٹ بھی تھا۔

”عجیب پاگل لڑکی ہے۔۔پتا نہیں خود کو کیا سمجھتی ہے۔۔“

اس کا چہرہ غصے سے لال بھبوکا ہو چکا تھا۔

ریلیکس یار۔۔۔کہا تو تھا شادی مت کروا بھی۔۔۔پر نہیں تمہیں تو پاکستانی“

”لڑکی سے ہی شادی کرنی تھی۔۔

اس کا فلیٹ میٹ جو دوست بھی تھا فوراً بولا۔

مشارب حسن پڑھا لکھا ماڈرن لڑکا تھا۔اس نے جیسا ایمان کو تصور کیا تھا وہ ویسی نہیں تھی۔

"امی کی خواہش تھی یار کہ میں پاکستانی لڑکی سے شادی کروں۔۔۔مجھے لگا تھا لڑکی ویلنسیا رہ کر گئی ہے تو کافی ماڈرن ہو گی۔۔اس کی سوچ روایتی لڑکیوں سے الگ ہو گی۔۔پر مجھے آئیڈیا نہیں تھا ایسا ہو گا۔۔"

وہ شدید قسم کی کوفت میں مبتلا تھا۔

"تمہیں پہلے مل لینا چاہیے تھا۔۔"

"ملنا چاہتا تھا پر امی نے منع کر دیا کہ لڑکی والے کیا سوچیں گے۔۔۔ان کے نزدیک وہ اپنی بیٹی کی شادی کسی شریف لڑکے سے کرنا چاہتے ہیں۔۔"

مشارب کی بات پر اس کے دوست نے قہقہہ لگایا۔

بیٹھے بٹھائے ان کو تمہارے جیسا داماد مل گیا جوان کی نظر میں شریف بھی "

" ہے اور ان کو کیا چاہیے۔۔

اسی لیے میں نے رخصتی نہیں کی۔۔۔میں پہلے دیکھنا چاہتا تھا جس سے "

"میری ماں میرا نکاح کر رہی ہے وہ میرے معیار کی ہے بھی یا نہیں۔۔؟؟

"تو اب تک کیا دیکھا تم نے؟؟"

اس نے کے دوست نے ایک آنکھ دباتے لوفرانہ انداز میں پوچھا۔

خاک۔۔۔"وہ چڑ کر بولا۔"

محترمہ کے نخرے ہی ختم نہیں ہوتے۔۔ نکاح کے بعد میں نے ہنی مون پر" چلنے کا کہا تو فوراً انکار کر دیا۔۔۔ حالانکہ ہم اب میرڈ ہیں۔۔۔ میں اس کے ساتھ وقت گزارنا چاہتا تھا۔۔۔ میں اسے ویڈیو کال کا کہتا ہوں تو نہیں کرتی ہے کہ گھر میں ماں بہن ہوتی ہیں ان کے سامنے وہ بے حیائی والی باتیں نہیں کر سکتی۔۔۔ واٹ دا ہیل۔۔۔ کونسی بے حیائی۔۔۔؟؟ میاں بیوی میں کونسی بے حیائی ہوتی ہے؟؟ اگر کسی کے سامنے ہم کچھ بھی کریں تو ہمیں جائز ہے۔۔۔ ہم کر سکتے ہیں۔۔۔ چاہے وہ گفتگو ہو یا کچھ اور۔۔۔ میاں بیوی میں سب جائز ہے۔۔ دیکھتے نہیں ہو تم آج کل کے ولاگرز کو۔۔۔ نکاح کے بعد سب کرتے ہیں سب کے سامنے۔۔۔ بھئی جائز ہو جاتا ہے۔۔ میں بھی ایسا ہی چاہتا تھا۔۔ پر پتا نہیں کس زمانے کی لڑکی باندھ دی ہے میرے ساتھ۔۔"

دو مہینے میں ہی وہ ایمان کی سوچ سے اس کی باتوں سے تنگ آ چکا تھا۔

اچھا چل چھوڑ ویک اینڈ ہے کہیں انجوائے کرنے چلتے ہیں۔۔"اس نے" مشارب کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

مشارب اپنے آپ کو ٹھیک سمجھتا تھا۔۔وہ اپنی جگہ اپنی نظروں میں ٹھیک تھا۔۔۔کیونکہ ان کا نکاح ہو چکا تھا سب جائز تھا۔۔۔۔

اس نے نکاح صرف اپنے مقصد کے لیے کیا تھا۔اور اب اسے اپنا مقصد پورا ہوتے نظر نہیں آرہا تھا۔

وہ آج کل کے سوشل میڈیا بہت متاثر تھا۔۔سوشل میڈیا اور پر موجود عجیب غریب جوڑوں سے۔۔۔جو نکاح کے بعد سب کرتے ہیں اور پھر جب دل بھر جاتا ہے تو الگ الگ ہو جاتے ہیں۔۔۔افسوس۔۔۔وہ بھی اسی سوچ کے ساتھ ایمان کی زندگی میں داخل ہوا تھا۔

✿••✿••✿••✿

ایمان کے نکاح کی خبر نے جیسے اسے پتھر کا بنا دیا تھا۔۔۔پہلے وہ بت بنا رہا۔۔۔ پھر ہنسا اور ہنستا چلا گیا۔۔۔اپنی قسمت پر۔۔۔وہ اس جنگ ہار گیا تھا۔۔۔وہ جنگ جو اس کی خدا کے ساتھ تھی۔۔۔اسے نفرت ہو رہی تھی۔۔۔خدا سے بھی اور اس کی ایمان سے بھی۔۔۔پر یہ نفرت چند لمحوں کی تھی۔۔۔رات ہوتے ہی اس کا اپنا وجود جلنے لگا تھا۔۔۔اور یہی وہ رات تھی جب اس نے ایمان کو دیکھا تھا۔۔۔دلہن بنے اپنے خواب میں۔۔۔اس کی تکلیف وہ اپنے خواب میں بھی نظر انداز کر گیا تھا۔۔۔

وہ دلہن کے لباس میں سجی سنوری پہاڑ کی چوٹی پر کھڑی تھی۔۔نیچے ٹھاٹے مارتا سمندر دور دور تک نظر آ رہا تھا۔وہ دور تک پھیلے سمندر کو نم آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ کتنی گہرائی تھی نا اس سمندر میں اگر وہ یہاں سے چھلانگ لگاتی تو دوبارہ کبھی ابھر نہ پاتی۔ لیکن وہ چاہ کر بھی ایسا نہیں کر سکتی تھی۔ آنسو

اسکی آنکھوں سے بے اختیار بہہ رہے تھے۔اسکا نازک وجود سرخ لہنگے میں ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔اور تبھی اسکے عقب سے آواز ابھری۔۔

”خودکشی کرنے آئی ہو یہاں۔۔؟؟لیکن میں جانتا ہوں تم کرو گی نہیں۔۔“وہ کاٹ دار لہجے میں کہہ رہا تھا۔
دلہن بنی ایمان نے آنکھیں میچ کر اس اذیت کو اپنے اندر انڈیلا تھا جو یہ آواز سن کر اسکے وجود سے ابھر کر اسکی آنکھوں سے بہنے لگتی تھی۔وہ کچھ نہ بولی۔

”ویسے رات کے اس پہر تمہیں یہاں نہیں ہونا چاہیے۔۔تمہاری شادی ہو چکی ہے۔شوہر انتظار کر رہا ہو گا جاؤ اسے خوش کرو۔۔۔“یہ الفاظ نہیں بلکہ وہ کیل تھے جو اسکے نازک وجود میں ٹھونکے جا رہے تھے۔
وہ اپنے خواب میں بھی اتنا ہی ظالم بن گیا تھا جتنا وہ اس دن بنا تھا جب اسے سچائی کا پتا چلا تھا۔

"تم مشرقی لوگوں کی روایت یہی ہے نا کسی انجان مرد سے شادی کرنا اور پھر اسے خوش کرنے میں لگ جانا۔۔"کتنا زہر بھرا تھا نا اسکے اندر۔

"ویسے مجھے افسوس ہو رہا ہے اس شخص پر جس نے تمہیں اپنا لیا۔۔"وہ خود اس وقت اتنا جل رہا تھا کہ اسکی یہ جلن لفظوں کی صورت باہر نکل رہی تھی۔ اسکی آنکھیں شعلے ابل رہی تھیں۔

"سنو اسکے ساتھ بے وفائی مت کرنا جیسے میرے ساتھ کی ہے۔آخر کو وہ تمہارا شوہر ہے۔۔"غصہ اور غم دونوں ہی تھے اس جملے میں۔
ایمان کے وجود میں جنبش ہوئی۔اور رات کی خاموشی میں چوڑیوں کی آواز گونج کر رہ گئی۔۔وہ دھیرے سے پلٹی۔۔اور اس شخص کو لگا تھا کہ وہ پتھر

ہو جائے اگر اس نے اس لڑکی کو اس روپ میں دیکھ لیا اور پھر وہ پتھر بھر بھری ریت کی طرح ڈھے جائے گا۔۔

اس نے ایک پل کو چاہا تھا وہ کبھی نہ پلٹے۔۔۔ وہ اسے کبھی نہ دیکھے حالانکہ وہ اسے دیکھنے کی خواہش لیے یہاں آیا تھا۔

لیکن وہ پلٹ گئی۔ اور پھر وہ سچ میں پتھر کا ہو گیا۔۔۔۔

کتنے ہی پل گزر گئے۔۔ وہ کچھ کہہ رہی تھی لیکن وہ سن کب رہا تھا اور پھر ایک جملہ ایسا تھا جو اسے یاد رہ گیا۔۔

میں کبھی تمہیں کسی پاگل خانے قید میں نظر آئی جو جان لینا اسکی وجہ تم ہو "گے۔۔۔"

اذیت اور بے بسی۔۔۔اسکے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا ان لفظوں میں اور پھر وہ چلی گئی۔۔وہ اسے روکنا چاہتا تھا۔وہ چاہتا تھا وہ اسی سجے سنورے روپ میں اسکے سامنے بیٹھی رہے اور وہ اسے قیامت تک دیکھتا رہے۔

پر یہ خیال کہ وہ کسی اور کی ہو چکی تھی اسکی روح کو جھلسا رہا تھا۔

اسکی نظروں نے اس وجود کا پیچھا تب تک کیا تھا جب تک کہ وہ نظروں سے اوجھل نہیں ہو گئی تھی۔۔اسکی آنکھیں جل اٹھی تھیں۔وہ نم آنکھیں لیے اکیلا کھڑا رہ گیا تھا۔

اسے نہ جیت سکے گا غم زمانہ اب

!جو کائنات تیرے در پر ہار دی ہم نے

اور خواب میں بھی وہ اس سے دور چلی گئی تھی۔۔۔وہ جو نیند کی دوا لے کر سویا تھا ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا تھا۔وہ وہاں نہیں تھی۔۔۔وہ کہیں بھی نہیں

تھی۔۔۔وہ اس کی زندگی سے بہت دور جا چکی تھی۔۔۔ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔۔۔!!

✿••✿••✿••✿

صبح ہونے سے پہلے وہ جا چکا تھا۔۔۔وہ ایسا ہی تھا۔۔اگر وہ ڈوز کے زیر اثر کبھی اپنی ماں کے سامنے اپنے جذبات کا اظہار کر بھی دیتا تو اس کے بعد کئی کئی دن غائب رہتا تھا۔۔۔

یقیناً رات کو بھی وہ اپنی ڈوز کے زیر اثر تھا تبھی اپنی ماں کے پاس آگیا تھا۔۔۔ورنہ حاد کبھی بھی کسی کے سامنے خود کو کمزور ظاہر نہیں کر سکتا تھا۔۔

اور لوگوں کا ماننا تھا وہ کمزور تھا ہی نہیں۔۔۔۔

وہ کمزور کیسے ہو سکتا تھا کیونکہ اسے درد تو ہوتا ہی نہیں تھا۔

✿••✿••✿••✿

"وہ زندہ ہے۔۔"

کون۔۔۔؟؟" دوسری جانب سے پوچھا گیا۔۔۔ سیاہ گھپ اندھیرے میں" جلتی بہت ساری اسکرینیں نظر آرہی تھیں اور ہر اسکرین پر الگ الگ ریکارڈنگز چل رہی تھیں۔

"وہی خاص لڑکا۔۔۔ حاد جبیل۔۔۔"

"ناممکن۔۔۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔"

"وہ خود سامنے آ چکا ہے۔۔۔وہ اپنے باپ کی طرح سیشنز لیتا ہے۔۔۔۔"

"ضروری نہیں کہ یہ وہی ہو۔۔۔"

دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ایک وقت پر دو ایک جیسے چہرے دو مختلف جگہوں پر کیسے ہو سکتے ہیں۔۔۔؟؟"

ایک اسکرین پر اس کی لائیو ویڈیو کی ریکارڈنگ چل رہی تھی تو دوسری پر عبدل کے شو کی ریکارڈنگ۔۔۔دونوں پر ایک دن کی ہی تاریخ تھی۔

"تم شیور ہو؟؟"

بہت وقت لگایا ہے میں نے یہاں تک پہنچنے میں۔۔۔وہ دونوں بھائی" ہیں۔۔دونوں کے چہرے کافی حد تک ملتے ہیں۔۔بس دونوں کا حلیہ مختلف ہے۔۔۔اگر ان میں سے ایک مر گیا تھا تو اب وہ دو کیسے ہیں؟؟وہ کبھی مرا ہی نہیں تھا۔۔۔ہمیں اتنے سال بے وقوف بنایا گیا ہے۔۔"کرسی پر بیٹھا وہ شخص کافی غصے میں لگ رہا تھا۔

"کیا لگتا ہے تمہیں دونوں میں سے ہمارا شکار کون ہے؟؟؟"

"وہ جس کے سسٹمز تک میں پہنچ نہیں پا رہا ہوں۔۔۔"
اسکرین پر حاد جبیل کا چہرہ واضح تھا۔

کیسے واضح ہوگا کہ ان لڑکوں کا تعلق جبیل خاندان سے ہے۔۔؟؟""
دوسری طرف سے سوال کیا گیا۔

"یہ تم مجھ پر چھوڑ دو۔۔۔"

لبوں کے کنارے شاطر مسکان میں پھیلے۔۔۔۔یقیناً وہ کچھ بڑا کرنے والا تھا۔

✿••✿••✿••✿

"امی حمیزہ کو ذہنی سکون کی ضرورت ہے۔۔ڈاکٹر اس کا علاج اچھے سے کر سکتے ہیں۔۔" ایمان سلمی بیگم کو سمجھا رہی تھی جبکہ سلمی بیگم اسی بات پر قائم تھیں کہ حمیزہ کو کسی پیر یا عامل کو دکھانا چاہیے۔ایمان نے بہت کوشش کی لیکن وہ اپنی ماں کے سامنے کمزور پڑ گئی تھی۔

لاکھ سمجھانے کے باوجود جب وہ نہ مانیں تو ایمان ان کے ساتھ حمیزہ کو لے کر کسی کے بتائے گئے عامل کے پاس چلی گئی۔۔۔۔عامل کے گھر کے باہر

عورتوں کا رش دیکھ کر اسے لگا کہ جیسے ساری دنیا کے مسائل یہ عامل حل کرتا ہو۔۔ وہ ان سب چیزوں پر یقین نہیں رکھتی تھی۔

کافی دیر انتظار کرنے کے بعد جب ان کی باری آئی تو وہ اندر چلی گئیں۔ عامل نے فوراً کہہ دیا۔

"لڑکی پر بہت برا سایہ ہے۔۔۔ لمبا علاج چلے گا۔۔"
یہ سنتے ہی ایمان کا دماغ خراب ہوا۔

لمبا علاج چلے گا مطلب ؟؟ اور پیسے کتنے لیں گے آپ ؟؟" اس سے رہا نہیں گیا تو پوچھ لیا۔ عامل نے گھور کر اسے دیکھا۔ ایمان کی آنکھیں اسے اپنا مزاق اڑاتی محسوس ہوئیں۔

"یہ تمہاری بیٹی ہے؟؟" اس نے سلمی بیگم سے پوچھا۔

"جی جی میری بیٹی ہے۔۔۔"

"خوار ہو گی۔۔۔ تجھے بھی خوار کرے گی۔۔۔" نفرت آمیز لہجے میں اس نے کہا تو سلمی بیگم کے ساتھ ساتھ ایمان بھی دھک سے رہ گئی۔

"کک کیا مطلب؟؟" سلمی بیگم ڈر گئی تھیں۔۔۔ وہ سادہ سی عورت تھی دین دنیا سے زیادہ واقفیت نہیں تھی۔۔۔ بددعاؤں سے ڈرنے والی۔

"کبھی خوش نہیں رہے گی۔۔۔ نہ تجھے رہنے دے گی۔۔۔ کبھی گھر نہیں بسائے گی۔۔۔ نہ اس کا گھر بسے گا۔۔۔"

کتنے آرام سے وہ ایمان کے مستقبل کا نقشہ کھینچ رہا تھا۔۔۔ایمان تو کچھ بول ہی نہیں پائی۔

ارے نہیں نہیں۔۔۔ باباجی میری بیٹی کا نکاح ہو گیا ہے۔۔۔ماشاءاللہ ”
“میری بیٹی بڑی نیک شریف بچی ہے۔۔۔

“نہیں رہے گا نکاح۔۔۔نہ پہلا نہ دوسرا۔۔۔”

ایمان کا دل کیا وہ اٹھ کر بھاگ جائے۔۔۔یہ لوگ کون ہوتے ہیں کسی کی تقدیر بتانے والے۔۔۔
پر وہ سلمی بیگم کی وجہ سے خاموش رہی۔۔۔اس رات حمیزہ تو کافی حد تک ٹھیک تھی جبکہ سلمی بیگم پوری رات نہیں سو پائی۔۔۔عامل کی باتیں ان کے

ذہن میں گونجتی رہیں۔۔۔ جبکہ ایمان خود انجانے خوف کا شکار تھی لیکن اس کو اللہ پر بھروسہ تھا کہ جو ہونا تھا اسی کی مرضی سے ہونا تھا۔

✿••✿••✿••✿

"ہے ایمانے۔۔۔ دیکھو یہ میں ہوں۔۔" وہ کیمرے کے سامنے بیٹھا تھا۔۔ کیمرہ اس کی ویڈیو ریکارڈ کر رہا تھا۔

"دیکھو میں ایک راک اسٹار بن گیا ہوں۔۔"

وہ گھوم کر خود کو دکھانے لگا۔

"پتہ نہیں تمہیں اچھا بھی لگوں گا یا نہیں۔۔" وہ تھوڑا اداس ہوا۔"

مجھے تم سے کچھ کہنا ہے۔۔۔ بہت ساری باتیں ہیں۔۔ جنہیں رو برو نہیں"
کر پاؤں گا اور پتا نہیں کبھی تم سے مل بھی پاؤں گا یا نہیں۔۔اس لیے سب
"ریکارڈ کر رہا ہوں۔۔اور پتا نہیں کب تک کرتا رہوں گا۔۔

وہ دھیرے سے مسکرا دیا۔۔افسردہ مسکراہٹ اس کے خوبصورت چہرے پر
پھیلی تھی۔اور اس کی آنکھوں کی اداسی نے سارے منظر اداس کر دیے
تھے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ میں تمہیں بہت مس کرتا ہوں۔۔۔ایسا نہیں ہے کہ"
میں تم سے کوئی طوفانی محبت کرتا ہوں یا پھر مجھے تم سے عشق ہے۔۔کیونکہ
محبت عبدل کے بس کی بات نہیں ہے۔ لیکن تم بس یاد آتی ہو۔۔تم یاد رہتی
ہو۔۔ویسے ہی جیسے بچپن میں رہتی تھی اور میں حاد کو تنگ کرتا تھا کہ وہ
تمہیں ڈھونڈ کر لائے کیونکہ اس نے تمہیں ڈھونڈنے کا وعدہ کیا تھا۔۔"

وہ خاموش ہو گیا۔۔۔اب وہ نیچے دیکھ رہا تھا۔۔ سامنے کیمرے میں نہیں۔۔۔شاید نظریں ملانے کی ہمت نہیں تھی۔

میں نہیں جانتا تم حاد کو کتنا جانتی ہو۔۔پر اب وہ سب سے زیادہ تمہیں جان لے گا۔۔۔''وہ پھر مسکرا دیا۔

اور بتاؤ پھر کیسا تھا میرا مکا۔جو میں نے اس دن اسے مارا تھا۔۔آخر کو یہ ایک باکسر کا ہاتھ ہے''اس نے ہاتھ کا مکا بنایا اور شرارت سے پوچھنے لگا۔۔پر اس کی آنکھیں ابھی بھی اداس تھیں۔

''کیا اس دن تم نے کچھ نوٹس کیا تھا۔۔۔؟؟؟''

(بنا اجازت کاپی پیسٹ کرنا، کسی گروپ یا ویب سائٹ پر اپلوڈ کرنا منع ہے!)

"اور بتاؤ پھر کیسا تھا میرا مکا۔جو میں نے اس دن اسے مارا تھا۔۔آخر کو یہ ایک باکسر کا ہاتھ ہے" اس نے ہاتھ کا مکا بنایا اور شرارت سے پوچھنے لگا۔۔پر اس کی آنکھیں ابھی بھی اداس تھیں۔

"کیا اس دن تم نے کچھ نوٹس کیا تھا۔۔؟؟؟" کچھ پل کی خاموشی چھائی۔

"میں بھی کتنا پاگل ہوں۔۔کیا پوچھ رہا ہوں۔۔تم بھلا کیسے نوٹ کرو گی۔۔" وہ خود ہی سوال جواب کر رہا تھا۔

زندگی میں بہت بار میں نے حاد کو مارا ہے۔۔۔ بلاوجہ، جان بوجھ کر، غصے" میں اور اسے ٹارچر کرنے کے لیے۔۔۔۔ اس نے کبھی مقابلہ نہیں کیا۔۔۔ کرنا ہی نہیں چاہا۔۔۔ اس کے سامنے یہ بہت ہی فضول سا کام تھا۔۔ اور پہلی بار وہ میرے مقابل آیا تھا۔۔" جانے وہ کیا کہنا چاہ رہا تھا۔۔اس کا ذہن آج بھی اس طوفانی رات میں اٹکا تھا۔

میں پہلی بار حیران ہوا۔۔۔ وہ مجھ سے اچھا فائٹر ہے یہ میں اگلے پل میں ہی" "جان گیا۔۔۔ پر اُس نے اس بار مار کھائی تو وجہ تم تھی۔۔۔

وہ سر جھکا کر ہنس دیا۔

اس کی نظریں تم پر تھیں۔۔۔۔ وہ حیران تھا۔۔ میں نے حاد جبیل کو" "زندگی میں پہلی بار حیران دیکھا تھا۔۔۔

وہ مزید کچھ بولتا اس سے پہلے ہی اس کا فون بج اٹھا۔اس نے فون کو دیکھا۔

اوکے ایما نے مجھے جانا ہو گا۔۔۔پھر ملتے ہیں۔۔۔ٹیک کیئر۔۔"ہاتھ بڑھا"
کر اس نے کیمرہ بند کر دیا۔

✿••✿••✿••✿

You Are Mine.. 156

رات کا پچھلا پہر۔۔۔

پرائیویٹ کلب کان کے پردے پھاڑ دینے والے میوزک سے گرج رہا
تھا۔۔عجیب و غریب لباس پہنے عورتیں اور مرد ایک ایسے نشے میں ڈوبے

تھے جو چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ زندگی بس یہی سب کچھ ہے۔۔۔اس کے علاوہ کچھ نہیں۔۔۔!

رنگ برنگی روشنیوں اور بے ہنگم اچھلتے کودتے جسموں کے درمیان بیٹھا وہ شخص شیشے کی میز پر جھکا سفید پاؤڈر نیک کے ذریعے اپنے اندر اتارنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔
لڑکیاں اس کے ارد گرد منڈلا رہی تھیں پر اس کا سارا دھیان اس سفید زہر پر تھا جس سے وہ اپنا کھویا ہوا سکون واپس پانا چاہتا تھا۔اسے کیا معلوم تھا کہ سکون کھو جائے تو واپس کب ملتا ہے۔

"میں چاہتا ہوں تم مجھ سے ایسی محبت کرو اگر میں بستر مرگ پر تم سے ڈر گز مانگو تو تم میری تکلیف میری تڑپ دیکھ نہ پاؤ اور ڈر گز لے آؤ۔۔"

اس کے اپنے الفاظ اس کی سماعت سے ٹکرائے اور اس کے وجود میں بے چینی مزید بڑھ گئی۔

کون کرتا ہے کسی سے ایسی محبت ؟؟؟ کوئی بھی نہیں۔
اور جو کر لے ہمیں اس کی محبت چاہیے ہی نہیں ہوتی۔۔انسانی المیہ ہے کہ ہمیں من پسند محبت بھی من پسند شخص سے چاہیے ہوتی ہے۔۔۔

وہ من پسند شخص جس کو خود اس نے اپنی زندگی سے نکالا تھا۔

پرائیویٹ کلب میں شور بڑھتا جا رہا تھا اور کئی لمحے خود سے جنگ لڑنے کے بعد وہ اسی میز پر بے سود گیا۔۔۔!!

✿••✿••✿••✿

وہ لاکھوں کی بھیڑ میں اکیلا کھڑا تھا۔۔۔ بالوں کو چھوٹی سی پونی میں قید کیے۔۔۔ ہاتھ میں مائیک تھامے۔۔۔ اسپاٹ لائٹس روشنیوں میں سب کی توجہ کا مرکز۔۔

Late at night I could hear the crying
I hear it all, trying to fall asleep
When all the love around you is dying

اس کے ہونٹ کے کنارے پر چھوٹا سا موتی چمک رہا تھا جسے اس نے چھید کروا کر پہنا تھا۔۔۔ اس کے ٹیٹوز سے بھرے ہاتھ اور بازو سننے والوں کو اپنی جانب کھینچ رہے تھے۔

How do you stay so strong?

How did you hide it all for so long?

How can I take the pain away?

How can I save.....!!

اس کے سامنے ہمیشہ وہ رہتی تھی اکیلے سب سنبھالتی ہوئی۔۔۔وہ اسے بچانا چاہتا تھا پر نہیں بچا پایا تھا۔

وہ چاہ کر بھی واپس نہیں جا سکتا تھا کیونکہ وہ پہلے۔۔بہت پہلے۔۔۔اس کی زندگی سے خود نکل آیا تھا۔۔!!اس نے ایک اچھی لڑکی کی زندگی سے Exit لے لیا تھا۔

✿••✿••✿••✿

ہم کیسے مان لیں کہ اللہ ہمارا ہے؟؟اس نے کبھی کہا ہی نہیں۔۔۔پھر کیسے" ہم یقین کر لیں وہ مہربان ہے۔۔وہ ہمیں اپنا لے گا۔۔جب ہم اس کی جانب پلٹیں گے؟؟کیسے مان لیں کہ سب بدل جائے گا۔۔؟؟"

ایک ایسی لڑکی کا سوال تھا جو بھٹک گئی تھی۔۔جس سے بے پناہ گناہ ہو گئے تھے۔۔۔اور اب وہ سب چھوڑنا چاہتی تھی پر خوفزدہ تھی کہ اللہ اسے دھتکار دے گا۔۔۔اس کا ہاتھ جھٹک دے گا۔۔اسے نہیں اپنائے گا۔۔۔اسی لیے وہ اس کے سیشن میں اپنا سوال لے آئی تھی۔

حاد نے خاموشی سے اس کا سوال سنا۔۔۔اور پھر سر جھکا دیا۔۔۔اکثر وہ سر جھکا کر نظریں اپنے جوتوں پر گاڑھ دیتا تھا۔۔۔پتا نہیں وہ کیا سوچتا تھا کیا کھوجتا تھا۔۔۔

اس سوال سے اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکان ابھری تھی۔

الَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَصَابَتۡهُمۡ مُّصِیۡبَةٌ ۙ قَالُوۡۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡهِ
رٰجِعُوۡنَ ﴿۱۵۶﴾ ؕ

اس نے عربی میں قرآن کی آیت پڑھی۔

(They are the ones) who, when afflicted with some distress, say: ‘Indeed, to Allah we belong and to Him we shall return.’

اور وہ لوگ جن پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو کہتے ہیں: بیشک ہم بھی اللہ ہی کے ہیں اور ہم بھی اسی کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں۔

(البَقَرَۃ، 156:2)

اس نے عربی انگلش اور اردو تینوں زبانوں میں اس آیت کو سنایا تھا۔۔۔

"کیا آپ لوگوں نے کبھی غور کیا ہے کہ اللہ اس آیت میں ہم سے کیا کہہ رہا ہے؟؟ڈائریکٹلی ان ڈائریکٹلی؟؟"

وہ خاموش ہو گیا۔۔۔سب خاموش تھے۔

"کس نے کہا کہ اللہ ہمارا نہیں ہے؟؟اللہ آپکا نہیں ہے؟؟ایسا کیوں لگتا ہے آپ لوگوں کو؟؟"

اب وہ الٹا سوال پوچھ رہا ہے۔

اگر آپ لوگ سننا چاہیں سمجھنا چاہیں تو اللہ خود کہہ رہا ہے تم لوگ مجھ سے ”
کرتے ہو۔۔ تم میرے ہو۔۔ یو آرمائن۔۔۔اور تمہیں میری Belong
طرف ہی لوٹنا ہے۔۔۔۔ یو آرمائن۔۔۔یو آرمائن۔۔۔“
اس کا سر پھر سے جھک گیا تھا۔۔۔ کچھ ایسا تھا الفاظ میں۔۔۔اس کے لہجے
میں۔۔۔اس کے جھکتے سر میں کہ اسے سنتا ہر شخص کا دل مچل اٹھا تھا۔۔۔

یور آرمائن۔۔۔ تم میرے ہو۔۔۔ تمہیں میری طرف ہی لوٹنا ہے!!

یعنی اللہ تعالیٰ I am the greatest اس کا سر تب ہی جھکتا تھا جب
کی بڑائی پر بات آتی تھی۔۔۔اور یہ بہت سارے لوگوں نے محسوس کیا
تھا۔۔۔

سیشن ختم ہو چکا تھا۔۔۔رات کا پچھلا پہر تھا۔۔۔رات ایک ہی تھی کو مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک پھیلی تھی۔۔۔اسی ایک رات میں وہ اللہ سے بہت کچھ منوا سکتا تھا۔

سفید شلوار قمیص پہنے وہ وضو کر کے جب باہر نکلا تو اس کا شفاف چہرہ وضو کے پانی میں موتیوں کی طرح چمک رہا تھا۔اس نے بازو کے کف نیچے کیے۔ سر پر ٹوپی اوڑھی اور جائے نماز بچھا کر اس پر کھڑا ہو گیا۔۔۔

وہ جتنا بڑا گیمر سہی پر وہ ایک انسان تھا اور ایسا انسان جس کو سر صرف ایک خدا کے سامنے جھکتا تھا۔۔

وہ جانتا تھا ادھم جبیل اس وقت کہاں تھا۔۔وہ یہ بھی جانتا تھا عبدل جبیل کا کنسرٹ چل رہا تھا۔۔۔وہ چاہتا تو کلب میں آگ لگوا سکتا تھا۔۔۔وہ چاہتا تو کنسرٹ رکوا سکتا تھا۔۔پر اس سے پہلے وہ اللہ سے کچھ گفتگو کرنے آیا تھا۔۔۔ بہت ضروری گفتگو تھی۔

اس نے نیت باندھی۔۔۔اس کی پیشانی سے ننھی بوندیں ٹپک رہی تھیں۔ اس کے پاؤں اتنے صاف شفاف تھے کہ اگر کوئی دیکھ لیتا تو نظریں پاؤں سے اٹھا کر سر تک نہ لے جاتا۔۔۔

وہ رکوع کے بل جھکا۔۔ پھر کھڑا ہوا۔۔۔ پھر وہ جھکا اور سجدے میں چلا گیا۔۔۔اس کا سجدہ لمبا ہو گیا۔۔۔۔

وقت گزرتا گیا۔۔۔اس نے تہجد کے نوافل پڑھے اور اس کے بعد دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔۔۔۔

"زہانت جب چالاکی میں بدلنے لگے تو انسان شیطان بننے میں زیادہ وقت نہیں لیتا"۔۔۔

اس کے سینے کے مقام پر تکلیف ہوئی تھی۔

"یا میرے مالک! تو جانتا ہے میں کیا ہوں۔۔۔ میں کیوں ہوں اور میں کب تک ہوں۔۔۔۔ پر میں شیطان نہیں ہوں!!

اے میرے مالک! میں نے آج تک جو کیا سب کی بھلائی کے لیے کیا ہے اور میں جو آج کرنے جا رہا ہوں اس سے بھی تو واقف ہے۔۔!!

ہر لذت کی انتہا بے زاری ہے۔۔۔ اے میرے مالک عبدل اور ادھم کو اس لذت سے بے زار کر دے جس میں وہ مبتلا ہیں۔۔۔۔ میں ان کا دل نہیں بدل سکتا۔۔۔۔ دل بدلنے کی طاقت صرف تیرے پاس ہے۔۔۔ یااللہ تو ان کا دل بدل دے۔۔۔۔!!

وہ سر جھکائے نم آنکھوں سے گڑ گڑا کر دعا مانگ رہا تھا۔۔ وہ حاد جبیل جو ایک اشارے سے بہت کچھ کر سکتا تھا اس حاد جبیل کو صرف اللہ سے مدد مانگنا پسند تھا۔۔

وہ عبدل کو اگر سنگنگ تک لایا تھا کہ اسے ڈھونڈ سکے تو وہ آسانی سے اسے اس سے دور بھی کر سکتا تھا۔۔

دعا مانگنے کے بعد وہ اٹھا اور فون اٹھایا۔۔۔

جس کلب میں ادھم جبیل تھا وہاں آگ لگ گئی تھی۔۔۔ کچھ دیر بعد وہاں پولیس موجود تھی۔۔۔ لوگ جان چھڑا کر بھاگے تھے۔
جس جگہ عبدل کا کنسرٹ تھا وہاں ٹائٹ سیکیورٹی کے باوجود ہوائی فائرنگ ہوئی تھی۔۔۔ عوام بوکھلا کر بھاگنے لگی تھی۔۔۔

کوئی جانی نقصان نہیں ہوا تھا۔۔البتہ دونوں چیزیں رک چکی تھیں۔۔۔۔

خبر سننے کے بعد اس نے فون بند کر کے واپس رکھ دیا۔۔۔

!! وہ حاد جبیل تھا۔۔۔وہ برائی کو ہاتھ سے روکنے کی طاقت رکھتا تھا۔۔

✿••✿••✿••✿

صحن ہجراں میں تیری یاد کے جگنو چمکیں
دشت امکاں میں تیری شکل سی آبنتی ہے
آنکھ سے خون بہے، جسم جلے، راکھ اڑے
!! اب تیرے عشق میں اتنی تو سزا بنتی ہے۔۔

"ایما کی شادی ہو چکی ہے۔۔"

الفاظ تھے یا خنجر۔۔۔اس کا دل زخمی زخمی ہوا تھا۔

"لاسٹ ٹائم میری اس سے بات ہوئی تو یہی پتا چلا۔۔۔اس نے کہا کہ میں دوبارہ اس سے کبھی کنٹیکٹ نہ کروں۔۔"

روز گود میں رکھے ہاتھوں کی انگلیاں مروڑتے بتا رہی تھی۔

وہ سر جھکائے سن رہا تھا۔لاکھ کوشش کے باوجود وہ خود کو نہیں سمجھا پا رہا تھا کہ وہ لڑکی اب کسی اور کی ہو چکی تھی۔

"ہم نے اسے گنوا دیا۔۔۔"وہ افسردہ تھی۔

"اس کا نمبر بند جا رہا ہے۔۔۔"

ماثیل نے گہرہ سانس لیا۔انسٹیٹیوٹ تب سے بند تھا جب سے وہ گئی تھی۔وہ لاکھ چاہنے کے باوجود کوئی مجسمہ نہیں بنا سکا تھا۔۔وہ کورس جاری نہ رکھ پایا۔

"اس نے آپ کے لیے ایک پیغام دیا ہے۔۔"

اس نے بار ماثیل نے جھٹکے سے سر اٹھا کر روز کو دیکھا۔۔اس ستم گر کی طرف سے کوئی تو پیغام آیا۔۔اسے کچھ تو یاد تھا وہ۔۔اس کی آنکھیں بے تابی سے روز کے چہرے کو جانچ رہی تھی جیسے سب کچھ وہاں لکھا ہو۔

"ادھم کو کہنا کہ لوٹ جائے۔۔ادھم جبیل کو کہنا کہ جبیل خاندان اس کا منتظر ہے۔۔۔"

اس نے کرب سے آنکھیں میچ لیں۔ روزا سے یوں بیٹھے دیکھ کر اٹھی اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی اس سے دور ہوتی گئی۔

آنکھ سے خون بہے، جسم جلے، راکھ اڑے
اب تیرے عشق میں اتنی تو سزا بنتی ہے۔

ہاں وہ جل رہا تھا۔۔۔اور یہ آگ اس کے خود کی لگائی ہوئی تھی۔ یہ صرف عشق کی نہیں عشق میں بے وفائی کی سزا تھی۔ اسے ابھی مزید جلنا تھا۔

✿••✿••✿••✿

اسی وقت ٹی وی پر ایک عجیب سی خبر گردش کر رہی تھی جو سعد کے لیے کافی پریشان کن تھی۔ اس نے حاد کا نمبر ملایا۔۔ کچھ دیر بعد فون اٹھا لیا گیا۔

بولو سعد۔۔"مصروف سی آواز ابھری تھی۔"

حاد بھائی نیوز دیکھیں۔۔"اس نے چینل کا نام بتایا اور فون بند کر دیا۔ کچھ دیر بعد حاد نے ٹی وی آن کیا۔
مطلوبہ چینل پر ایک خبر چل رہی تھی اور ایک ریکارڈ ویڈیو بار بار دکھایا جارہا تھا۔

"ناظرین یہ ہے جانے مانے بنگسٹر حاد کا اصل چہرہ۔۔جسے دنیا ہیرو سمجھ رہی ہے۔۔اس نے ڈرا دھمکا کر اس آدمی سے زمین اپنے نام کروالی ہے۔۔"
حاد کی بھنویں سکڑیں۔۔اس نے اسکول کے لیے جس آدمی سے زمین خریدی تھی وہ اس وقت رو رو کر بتا رہا تھا کہ کیسے اسے ڈرا دھمکا کر گن پوائنٹ پر حاد نے زمین ہتھیا لی تھی۔

حد ہے۔۔۔''اس نے ٹی وی بند کر دیا۔اس کے دشمن آج کل ایکٹیو''
ہو گئے تھے اور اب اس تک پہنچنے کے لیے وہ کسی بھی حد تک جا سکتے تھے۔
حاد اس سب کے لیے پہلے سے تیار تھا۔البتہ سید حویلی میں جب سید جبیل
نے یہ خبر سنی تو ان کا دماغ الٹ گیا۔

انہیں پہلے ہی حاد پر غصہ تھا جس نے ابھی تک اپنا سر نیم چھپا رکھا تھا کہ
لوگ یہ جان نہ سکیں کہ وہ جبیل خاندان کا وارث تھا۔۔وہ سب اپنے بل
بوتے پر کرنا چاہتا تھا۔

شام میں حاد کا سیشن تھا۔۔اس کے بعد وہ سیدھا جہاں سکول تعمیر ہو رہا تھا
وہاں چلا گیا۔۔سعد بھی وہیں تھا۔۔کچھ دیر بعد وہاں پولیس آ گئی۔۔ساتھ
میں کئی رپورٹرز بھی تھے۔

وہ لوگ سیدھا اندر گھس آئے۔

"مسٹر حاد تمہیں ہمارے ساتھ چلنا ہو گا۔۔۔ تمہارے خلاف اس زمین کے مالک نے کیس درج کیا ہے۔۔"

انسپیکٹر اس کے سامنے کھڑا ہوتے بول رہا تھا۔۔۔اسے پھنسانے کے لیے جال بچھایا گیا تھا۔۔۔ میڈیا والے دھڑا دھڑ اس کی تصویریں بنا رہے تھے۔ جبکہ حاد گرے آنکھوں پر چشمہ لگائے پر سکون کھڑا تھا۔

اس کی آنکھیں دنیا کی تین فیصد لوگوں میں سے تھیں جن کا رنگ گرے ہوتا ہے اور یہ آنکھوں کی رنگت کی سب سے نایاب قسم ہے۔

"میرے خلاف ثبوت ہے؟؟"

وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے بولا۔

"آپ کے خلاف ایک نہیں بہت سارے کیس درج ہیں۔۔۔"

انسپیکٹر نے اسے بہت سارے مفتی اور مولویوں کے اس کے خلاف درج کردہ مقدموں کی لسٹ بتائی۔ وہ لوگ پوری تیاری کر کے آئے تھے۔

اور سب سے بڑی بات آپ کا وجود ہی سوالیہ نشان ہے۔۔۔ کوئی نہیں جانتا آپ کون ہیں کہاں سے آئے ہیں؟؟ یہاں آکر آپ نے لوگوں کوں بھٹکانا شروع کر دیا ہے۔۔"

اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتا اچانک وہاں شور اٹھا اور تین چار گاڑیاں آگے پیچھے آکر کھڑی ہوئیں۔

کندھے پر پستول تانے ایک گارڈ نے آگے بڑھ کر گاڑی کا دروازہ کھولا اور اندر سے سید جبیل باہر آئے۔

کندھوں پر بھاری شال ڈالے وہ رعب سے چلتے ان کی جانب بڑھے۔رپوٹرز اب دھڑادھڑ سید جبیل کی تصویریں بنارہے تھے۔۔

"کس نے کہا اس کا وجود سوالیہ نشان ہے؟؟؟اگر اس نے اپنے خاندان کا نام چھپایا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ سوالیہ نشان ہے۔۔"

وہ گرج دار آواز میں بولے۔

حادیہ نہیں چاہتا تھا پر اس وقت سید جبیل کو بولنے سے روکنا گدھا اور الو کو پٹھا سننے کے برابر تھا۔

"یہ میرا پوتا ہے۔۔۔سید حیدر جبیل کا پوتا۔۔۔ مشہور اسکالر روحان جبیل کا بیٹا حاد جبیل ہے۔۔سب سن لو۔۔"

انہوں نے حاد کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اعلان کیا۔۔۔حاد نے اپنا سر پیٹ لیا جبکہ پولیس والوں گھگی بند گئی۔انہیں اس بات کی امید نہیں تھی۔

کچھ دیر بعد وہاں پولیس کی گاڑیوں کی لائن لگ گئی تھی۔

معاف کیجیے گا جبیل صاحب۔۔۔ ہمیں اس بات کا علم نہیں تھا کہ یہ لڑکا" آپ کا پوتا ہے۔۔۔ میں خود اس کیس کی جانچ پڑتال کروں گا۔۔" ایس ایچ او نے معذرت کرنے والے انداز میں کہا۔

یہی سب حاد نہیں چاہتا تھا۔ کچھ دیر بعد یہ خبر ٹی وی پر چل رہی تھی۔۔ حاد صرف حاد نہیں حاد جبیل تھا۔۔

اور بند کمرے کی سیاہی میں دیوار اسکرین پر سید جبیل اور حاد کی آج کی تصویر واضح تھی۔

کہا تھا نا اس لڑکے کا تعلق جبیل خاندان سے ہے۔۔۔لو دیکھ لو واضح ''

''ہو گیا۔۔

فون کان سے لگائے وہ اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے حاد جبیل کو دیکھ رہا تھا۔

اس کا یہ سب کرنے کا مقصد صرف حاد کے خاندان کا پتا لگانا تھا اور وہ اس نے لگا لیا تھا۔

✿••✿••✿••✿

کچھ دیر بعد وہ سید جبیل کے ساتھ گاڑی میں بیٹھا تھا۔

گاڑی میں گہری خاموشی چھائی تھی۔حاد کو سید جبیل سے اس شدید رد عمل کی توقع نہیں تھی۔

بابا آپ ملتان سے یہاں آئے ہیں صرف یہ بتانے کے لیے کہ میں آپ کا"
پوتا ہوں۔۔"

تو تمہیں چھپانے کی ضرورت کیا تھی برخوردار؟؟" سید جبیل بھڑک اٹھے۔۔۔اب حادا نہیں کیا بتاتا وہ کس گیم کا حصہ تھا۔۔اس کے آس پاس کیا چل رہا تھا۔

میں سنبھال لیتا نا۔۔" وہ بھی سنجیدہ ہوا۔"

مجھے جو ٹھیک لگا میں نے وہی کیا۔۔۔اور اب تم کچھ نہیں بولو گے۔۔ میں" خود دیکھ لوں گا سب۔۔۔" ان کا انداز حکمرانہ تھا۔۔۔ حاد نے گہرہ سانس لیتے چہرہ دوسری جانب موڑ لیا۔۔۔ وہ اب گھر جا رہے تھے۔۔۔ وہ گھر جہاں حادا بھی رہ رہا تھا۔۔ وہ گھر جو شاموکا کا اور آرجے کا تھا۔

وہ جا چکے تھے جبکہ سعد وہیں حیران کھڑا تھا۔۔اس کا دل کہیں نہ کہیں یہ کہتا تھا کہ حاد کا جبیل خاندان سے ضرور کوئی رشتہ تھا۔۔پر حاد نے جس طریقے سے اس راز کو راز رکھا وہ ستائش بخش تھا۔۔۔
اسے خوشگوار حیرانی ہو رہی تھی۔۔۔

"حاد بھائی صرف حاد نہیں بلکہ حاد جبیل ہے۔۔۔روحان جبیل کا بیٹا۔۔۔"
وہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا تھا۔۔۔ایک الگ سی انرجی رگ و پے میں دوڑ گئی تھی۔

کچھ دیر بعد پورے میڈیا پر ایک ہی خبر گردش کر رہی تھی۔

حاد کا تعلق جبیل خاندان سے ہے۔۔۔وہ حاد جبیل ہے۔ ''وہ شخص جس'' پر چند کنالوں کی زمین ہڑپنے کا الزام لگایا جارہا تھا وہ خود مربعوں اور کڑوڑوں کا مالک تھا۔۔۔

✿••✿••✿••✿

ایک سال بعد

اسلام آباد

بہت کچھ بدل گیا تھا۔۔بہت کچھ نہیں بلکہ سب کچھ بدل گیا تھا۔۔۔جو نہیں بدلا تھا وہ اس کا کمرہ تھا۔۔۔ گرے رنگ کا وہ خالی کمرہ جس کے اندر صرف ایک بیڈ تھا۔۔اور وہ نیچے زمین پر بیٹھی تھی۔۔ گھٹنوں میں سر دبائے۔۔۔۔

''تم ایمان نہیں بے ایمان ہو۔۔۔''

ماضی کے جملے جو کسی تلوار سے کم نہیں تھے آج بھی اسے ٹارچر کرتے تھے۔

اس نے اپنا سر مزید گھٹنوں میں چھپالیا۔

''نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ مم۔۔ میں بے ایمان نہیں ہوں۔۔''

''میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔''

''میں نے بے ایمانی نہیں کی۔۔۔''

وہ مدھم آواز میں خود سے سرگوشیاں کر رہی تھی۔۔ وہ اس آواز کو جواب دے رہی تھی جو اس کی سماعت سے بار بار ٹکرا رہی تھی۔

''آج سے ہمارا تمہارا ہر رشتہ ختم۔۔۔۔ مر گئی ہو تم ہمارے لیے۔۔''
کسی نے اسے زور سے دھکا دیا تھا۔۔۔۔

''نن۔۔۔ نہیں۔۔ میں بے ایمان نہیں ہوں۔۔''

جب وہ آواز آنا بند نہ ہوئی تو وہ زور زور سے چلانے لگی۔

''نن۔۔۔۔ نہیں۔۔۔ بس کرو۔۔۔امی۔۔۔''
وہ گھٹنوں سے سر اٹھا کر پوری وقت سے چلائی۔

گلاس ونڈو کے باہر کھڑا احاد جبیل سانس روکے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔

ہمیں نفسیاتی بنانے میں۔۔۔ ہمیں پاگل کرنے میں سب سے بڑا ہاتھ "ہمارے اپنوں کا ہوتا ہے۔۔۔

وہ پچھلے ایک ماہ سے یہاں تھا۔۔۔ وہ کہیں اور جا ہی نہیں سکتا تھا۔۔۔۔ پر اس لڑکی کی حالت اگر ذرا سی سنبھلتی تو اچانک بگڑ جاتی تھی۔

"مجھے اندر جانا ہے۔۔" اس نے اپنے ساتھ کھڑے ڈاکٹر سے کہا۔

"مجھے نہیں لگتا یہ اچھا خیال ہے۔۔۔ وہ تمہیں دیکھ کر منہ موڑ لیتی ہے۔۔۔" ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"مجھے پھر بھی جانا ہے۔۔۔" وہ سپاٹ چہرہ لیے کہہ رہا تھا۔

پیشنٹ جس بھول بھلیا میں قید میں ہم ابھی تک اس کا دروازہ نہیں ڈھونڈ پائے ہیں۔۔"

"تو کب ڈھونڈیں گے آپ؟؟ میں آپ کو لندن سے یہاں اس لیے نہیں لایا کہ بیٹھ کر انتظار کروں۔۔۔"

وہ دبی دبی آواز میں چلایا۔۔۔ڈاکٹر ڈینیل نے اسے پہلی بار غصے میں دیکھا تھا۔۔۔وہ اپنے جذبات چھپانے میں ماہر تھا۔

"انتظار تو کرنا پڑے گا۔۔۔"اس نے حاد کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور حاد نے ضبط سے آنکھیں میچیں۔

"اوپن دی ڈور۔۔۔"

اس نے جیسے حکم دیا۔۔۔اگلے ہی پل دروازہ کھول دیا گیا۔

وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا دروازے سے اندر داخل ہوا۔ سامنے بیٹھی لڑکی اب ہچکیوں سے رو رہی تھی۔ اس کا وجود ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔۔۔وہ شکستہ قدموں سے چلتا اس کے قریب فرش پر ہی بیٹھ گیا۔۔۔۔

اس کا شدت سے دل چاہا تھا وہ اسے سینے سے لگائے۔۔۔ لیکن وہ گم سم بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔۔۔۔

وہ رو رہی تھی۔۔۔ڈاکٹر نے کہا تھا اسے رونے دو۔۔۔اس سے اس کے دماغ پر پڑی دھند ہٹے گی تو شاید کچھ بہتری آئے۔

کچھ دیر بعد لڑکی نے گھٹنوں سے سر اٹھایا تو اپنے قریب بیٹھے شخص کو دیکھ کر ساکت رہ گئی۔۔۔

اس کے سامنے ایک گہرے چمکتی آنکھوں والا خوبصورت شخص بیٹھا تھا۔۔۔

وہ کئی لمحے اسے حیرت سے دیکھتی رہی۔۔ پھر اس نے فوراً کروٹ بدل لی۔۔۔ رخ موڑ لیا۔۔۔ وہ اب اسے نہیں دیکھ رہی تھی۔۔ بلکہ مزید پیچھے کھسک گئی۔۔

اس کی یہ حرکت دیکھ کر حاد نے اپنی سے کچھ نکالا۔ اس کے ہاتھ میں اب چند لفافے تھے۔۔۔ یہ وہ خط تھے جو وہ وقفے وقفے سے اسے لکھتی رہی تھی۔

"میں نے یہ سارے پڑھ لیے ہیں۔۔۔ سب۔۔۔ ایک ایک لفظ۔۔۔"

لڑکی ویسے ہی بیٹھی رہی۔

وہ اب لفافوں کو ترتیب سے زمین پر رکھ رہا تھا۔۔۔ وہ ٹوٹل سات لفافے تھے۔۔۔ وہ خط جو اس نے حاد کے نام لکھے تھے پر کبھی پوسٹ نہیں کیے۔

"کاش تم نے یہ سب مجھے پوسٹ کر دیے ہوتے۔۔۔"
وہ اب انہیں لائن میں ترتیب سے رکھے ان پر انگلی پھیر رہا تھا۔ دائیں سے بائیں تو بائیں سے دائیں۔۔۔۔

"پتا ہے مجھے بھی تم سے بہت کچھ کہنا ہے۔۔۔ وہ سب جو میرے اندر ہے۔۔" لڑکی کے وجود میں جنبش نہ ہوئی۔۔۔ وہ جیسے اسے دیکھنا ہی نہیں چاہتی تھی۔

"لیکن تم یوں منہ موڑے بیٹھی رہو گی تو میں کیسے کہہ پاؤں گا۔۔" وہ جواب نہیں دے رہی تھی پر وہ بولتا رہا۔

"کیا تمہیں پتا ہے میری آنکھ سے کبھی آنسوں نہیں نکلا۔۔۔آج تک نہیں۔۔۔" وہ پھیکا سا ہنس دیا۔

"پر تمہیں یہاں دیکھتا ہوں تو دل کٹتا ہے۔۔۔میں بہت سارا رونا چاہتا ہوں پر رویا نہیں جاتا۔۔۔" وہ سر جھکائے مجرموں کی طرح بیٹھا تھا۔
کئی لمحے خاموشی سے گزر گئے۔۔لڑکی نے کوئی شور نہیں کیا۔۔نہ وہ دوبارہ روئی تھی بلکہ یوں بیٹھی تھی جیسے پتھر کی مورت ہو۔

"میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔۔۔۔اور جانتا ہوں جب تم ٹھیک ہو کر باہر نکلو گی تو تمہیں کچھ یاد نہیں رہے گا۔۔۔"

"میں کہنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔۔"

وہ چپ ہو گیا۔۔۔الفاظ جیسے دم توڑ گئے تھے۔۔۔پہلی بار وہ کسی سے اپنے دل کی بات کہنے آیا تھا۔۔دل کی بات وہ بھی پاگل خانے میں۔۔

”میں کہنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔میں حاد جبیل تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔۔۔“ کتنا مشکل تھا یہ سب اس کے لیے۔۔۔اس کا چہرہ سرخ پڑ چکا تھا۔جبکہ وہ یونہی بیٹھی رہی۔۔۔اس نے حاد کی جانب رخ نہیں کیا۔

میں تمہیں ان سب خطوں کا جواب لکھوں گا۔۔۔تم پڑھو گی نا۔۔۔“اس“ نے چہرہ اٹھا کر لڑکی کی جانب دیکھا۔۔۔پر وہ جو دیوار سے سائیڈ ٹیک لگائے بیٹھی تھی اچانک اس کی جانب ڈھے گئی۔۔اس نے فوراً آگے بڑھ کر اسے تھاما۔۔۔

پہلے تو وہ گھبرا گیا۔۔۔لیکن اگلے ہی پل اسے احساس ہوا کہ وہ سو چکی تھی۔۔۔وہ بیٹھے بیٹھے سو گئی تھی۔۔۔

لیکن وہ نہیں سمجھ پایا تھا وہ رونے کے بعد ریلیکس ہونے کی وجہ سے سوئی

تھی یا اس کی باتوں کو سنتے سنتے۔۔۔۔

البتہ وہ لمبے عرصے بعد بنا نشہ آور دوا کے سوئی تھی۔۔۔حاد جبیل کے لیے

یہی کافی تھا۔

✿••✿••✿••✿

ماضی بھیانک ہوتا ہے۔۔۔اور اک۔ثر بھیانک ماضی ہمارے حال اور

مستقبل کو اژدھے کی طرح نگل جاتا ہے۔

نکاح کے بعد وہ جاب کے سلسلے میں اسلام آباد آگئی تھی۔۔۔وہ لاہور سے

اسلام آباد شفٹ ہوئ ٔ تھی۔۔۔یہ ایک پراجیکٹ بیس جاب

تھی۔۔۔پراجیکٹ چھ مہینے کا تھا۔۔اسے صرف چھ مہینے یہاں رہنا تھا۔۔۔وہ

خوبصورت شہر میں آئی تھی پر اسے نہیں پتا تھا یہ خوبصورت شہر اسے ڈس لے گا۔

اس نے اپنے نمبر بدل لیے تھے۔۔۔ ہر جاننے والے سے دوری اختیار کر لی تھی۔۔۔ وہ سب پیچھے چھوڑ دینا چاہتی تھی پر وہ آنے والے کل سے ناواقف تھی۔۔

جبکہ سلمی بیگم نے اس عامل کی باتوں کو دماغ میں بٹھا لیا تھا۔ وہ جب بھی ایمان کو فون کرتی تو بس ایک ہی بات کہتیں۔

"دھیان سے رہنا۔۔۔ میں اس عامل کی باتوں سے بہت خوفزدہ ہوں۔۔۔ اللہ نہ کرے ایسا کچھ ہو گیا تو۔۔؟؟ بلکہ اب تم چھ ماہ بعد آؤ گی تو تمہاری رخصتی کر دوں گی۔۔۔ مشارب کی ماں بھی یہی چاہتی ہے۔۔"

ایمان کے دل پر یہ باتیں کسی گھونسے کی طرح پڑتی تھیں۔۔۔کیسی سیدھی عورت تھی اس کی ماں کہ ایک عامل کی باتوں کو سچ مان بیٹھی تھی۔

"امی کیا ہو گیا ہے آپ کو؟؟ اللہ پر بروسہ رکھیں۔۔۔یوں کسی بھی ایرے غیرے شخص کی باتوں پر یقین نہیں کرتے۔۔۔جو کرنا ہے اللہ نے کرنا ہے۔۔ایسے لوگ جان بوجھ کر ہمارے دماغ سے کھیلتے ہیں۔۔"

"پر وہ تمہیں دیکھتے ہی ایسے کیوں بولے گا۔۔؟"
سلمی بیگم کی پریشانی کسی طور نہیں جاتی تھی۔

"اس جعلی عامل کو آپ نے بتایا کہ میں اسپین سے پڑھ کر آئی ہوں۔۔میں نے اس کی باتوں کو سیریس نہیں لیا۔۔اس نے ایک ٹرک آمائی کہ زیادہ آزاد لڑکیاں کسی کا رعب نہیں برداشت کرتی ہیں۔۔۔اپنی مرضی سے جیتی

ہیں۔۔اپنے حق کے لیے آواز اٹھاتی ہیں اور اپنا گھر نہیں بسا پاتی ہیں۔۔۔اس لیے اس نے ایسا کہا۔۔اور آپ نے دل پر لے لی بات۔۔۔اور اگر اللہ نے میرے نصیب میں ایسا کچھ لکھا ہے تو مجھے کوئی شکوہ نہیں۔۔مجھے اس پر پورا بھروسہ ہے۔۔"

"نہیں۔۔بالکل نہیں۔۔۔ایسا نہیں ہونا چاہیے۔۔۔تم اپنا گھر بساؤ گی۔۔۔"

سلمی بیگم نے اس کی باتوں کو نظرانداز کرتے آخری بات پر فوکس کیا تھا۔وہ زمانے سے،لوگوں سے خوفزدہ تھیں۔کہیں لوگ انہیں باتیں نہ کریں۔۔۔کہیں کچھ ایسا ہو نہ جائے۔۔۔جبکہ ایمان افسوس سے انہیں سنتی رہی۔۔۔وہ اور کچھ کر بھی نہیں سکتی تھی۔

!! تخلیق کی ندی۔۔

ہم سب
میں اور تم
تم اور میں
وہ سب ، وہ تمام
جو جل رہے ہیں
خاموشی سے
تقدیر کی بھٹی میں
جو نہیں جانتے
ہمارے ارد گرد
کیا ہو رہا ہے

اور کیوں ہو رہا ہے ؟؟

وہ سب، ہم سب

!! ہم سب تخلیق کی ندی میں بہہ رہے ہیں۔۔

نور راجپوت

زندگی خاموشی سے گزر رہی تھی۔۔وہ صبح آفس جاتی شام کو واپس آجاتی۔۔۔اسلام آباد کا پرسکون علاقہ اسے پسند آیا تھا۔۔ کبھی کبھی وہ شام میں پُرڈھلوان سڑکوں پر واک کے لیے نکل جاتی تھی۔۔۔۔وہ اس وقت فریزنگ کنڈیشن میں تھی۔۔۔زندگی میں کیا ہو رہا تھا کیوں ہو رہا تھا وہ نہیں سمجھ پارہی تھی۔۔۔مشارب حسن کا رویہ اس کے لیے ناقابل برداشت تھا۔۔اس کی ڈیمانڈز وہ چاہ کر بھی پوری نہیں کر پارہی تھی۔

اس وقت وہ گروسری کے لیے نکلی ہوئی تھی جب اسے مشارب کا فون آیا۔۔اس نے گہرہ سانس فضامیں خارج کرتے اس کا فون اٹھایا۔

’’کس قدر بے مروت ہو تم۔۔۔‘‘
اس کا شکوہ ابھرا تھا۔

کیا ہوا؟؟ کیسے ہیں آپ؟؟‘‘ وہ پریشان ہوئی۔‘‘

’’آج میرا برتھ ڈے ہے تم نے وش ہی نہیں کیا۔۔‘‘

ہیپی برتھ ڈے۔۔‘‘ وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔۔۔اس نے مسکرانے کی بھی زحمت نہیں کی۔۔ کیونکہ اس سے ہوتا ہی نہیں تھا۔۔۔مشارب حسن کے معاملے میں الفاظ اس کے گلے میں اٹک جاتے تھے۔۔۔اس کی موجودگی ایمان کے دماغ کو سن کر دیتی تھی۔

ایسے نہیں قبول کروں گا۔۔۔مجھے لوکیشن سینڈ کردو اور خود ریڈی رہو میں "
"، تمہیں لینے آرہا ہوں۔۔
مشارب کی اگلی بات نے اس کے سر پر دھماکہ کیا۔

"کک۔۔ کیا مطلب۔۔؟؟ وہ الجھی۔"

مطلب یہ ہے کہ میں لاہور سے اسلام آباد اپنا برتھ ڈے تمہارے ساتھ "
منانے آیا ہوں۔۔۔اور میں کوئی بہانہ نہیں سنوں گا۔۔۔ جلدی سے
"، لوکیشن سینڈ کرو میں آرہا ہوں۔۔
وہ فون بند کر چکا تھا۔۔۔ جبکہ ایمان حیران کھڑی تھی۔۔۔اگلے ہی پل اس کا
میسج اسکرین پر ابھرا۔۔

وہ اس سے نکاح کے بعد پہلی بار مل رہی تھی۔پہلے تو اسے سمجھ نہ آیا کیا کرے۔۔ پھر وہ کچھ سوچتے ہوئے واپس پلٹ گئی۔اس نے مشارب کو لوکیشن سینڈ کر دی تھی۔

اپارٹمنٹ میں واپس آئی اور سوچنے لگی کہ کیا کیا جائے۔۔۔مشارب کا پھر سے میسج آیا تھا وہ پندرہ بیس منٹ تک پہنچ رہا تھا۔اس کی کولیگ جس کے ساتھ وہ شیئرنگ پر رہ رہی تھی وہ باہر گئی تھی۔۔۔چنانچہ اس نے ٹی پنک کلر کا ایک ہلکا سا جوڑا پہنا۔اونچی پونی ٹیل کر کے کانوں میں ٹاپس پہنے۔۔۔ اس نے آئینے میں اپنا جائزہ لیا وہ اچھی لگ رہی تھی۔۔۔پتا نہیں مشارب کو لگتی یا نہیں۔۔۔

وہ ذرا بھی پر جوش نہیں تھی حالانکہ وہ اس کا شوہر تھا پر پتا نہیں کیوں۔۔۔چھ مہینے گزر جانے کے باوجود وہ شخص اس کے دل میں اپنی جگہ نہیں بنا پایا تھا۔

وہ اب اس کا انتظار کر رہی تھی جبکہ دماغ میں سو طرح کے سوال تھے۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ آ گیا تھا۔۔ایمان نے اپنا بیگ اٹھایا اور دروازہ لاک کرتے ہوئے باہر نکل آئی۔

باہر ایک چمکتی ہوئی گاڑی کھڑی تھی۔۔۔اس نے آگے ہو کر تھوڑا جھک کر دیکھا تو مشارب ہی تھا۔۔وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا۔۔وہ اس کے لیے باہر نکل کر نہیں آیا تھا۔۔اس نے ایمان کے لیے گاڑی کا دروازہ بھی نہیں کھولا تھا۔۔

وہ اس کی منکوحہ تھی۔۔۔اس کا اتنا تو حق بنتا تھا۔۔۔گاڑی کا دروازہ کھولتے وقت ایمان کو اپنا حلق خشک ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔۔جانے کیوں اس کا دل گھبرا رہا تھا۔

وہ سلام کرتے گاڑی میں بیٹھ گئی۔

شکر ہے تمہارا چہرہ بھی نظر آیا۔۔" وہ نک سک سا تیار بیٹھا تھا۔اس نے ایمان کو نہیں بتایا تھا کہ وہ پاکستان آیا ہوا تھا یا اس سے ملنے اسلام آباد آرہا تھا۔۔اس نے سرپرائز دیا تھا۔۔یا شاید وہ ایمان کو چیک کرنا چاہ رہا تھا۔
اس کی بات سن کر وہ ہلکا سا مسکرائی۔

"ویسے حیرانی والی بات ہے تم آدھے گھنٹے میں تیار ہو گئی ہو۔۔"اس نے عجیب لہجے میں تبصرہ کیا۔۔جسے ایمان نے نا سمجھتے ہوئے نظر انداز کر دیا۔

"سوری مجھے آپ کا برتھ ڈے یاد نہیں رہا۔۔اس لیے میں کوئی گفٹ بھی نہیں لے سکی۔۔" وہ شرمندہ تھی اور خود کو ریلیکس کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔آخر ساتھ بیٹھا شخص اس کا محرم تھا۔

"گفٹ تو میں خود ہی لے لوں گا۔۔"

اس نے ایمان کا تھام لیا۔ ایمان نے گھبرا کر اسے اور پھر اپنے ہاتھ کو دیکھا۔۔ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔ ایمان کے چہرے پر اسے صرف ناپسندیدگی نظر آئی تھی۔۔۔ اگلے ہی پل ایمان نے اپنا ہاتھ اس سے چھڑا لیا۔

جی ضرور۔۔" وہ زبردستی مسکرائی۔ مشارب کو اس کی اس حرکت پر" شدید غصہ آیا جسے وہ ضبط کر گیا۔۔ پھر اس نے گاڑی اسٹارٹ کی۔۔۔ اور اب وہ جانے کس طرف جا رہے تھے۔۔۔ ایمان کا دل اب ڈرنے لگا تھا۔۔ نا جانے کیوں اسے اب محفوظ محسوس نہیں ہو رہا تھا حالانکہ ان کا رشتہ ایسا تھا کہ اسے سب سے زیادہ تحفظ کا احساس اس کے ساتھ ہونا چاہیے تھا۔۔ وہ اب گود میں رکھے اپنے ہاتھوں کو مضبوطی سے آپس میں گاڑھے بیٹھی تھی۔۔۔ اس کا ذہن اچانک ماضی میں بھٹکنے لگا۔۔۔

ماثیل۔۔۔اسے اچانک وہ پل یاد آیا۔۔ کتنی شدت سے وہ اس کے ہاتھوں کو تکتا تھا کہ ایمان کو اپنے ہاتھ چھپانے پڑ جاتے تھے۔

"اتنے بھی خوبصورت نہیں کہ تم انہیں یوں چھپالو۔۔"

مشارب نے چوٹ کی۔۔۔وہ چونکی اور پھر مسکرادی۔ پھر اس نے چہرے کا رخ موڑ لیا۔۔اب وہ گاڑی سے باہر بھاگتے مناظر دیکھ رہی تھی۔۔۔ موسم خوشگوار تھا۔

کتنی ہی دیر وہ یونہی بیٹھی رہی۔۔۔ان کے درمیان خاموشی تھی۔

آخر تمہارا مسئلہ کیا ہے۔۔؟؟"اچانک اس نے گاڑی جھٹکے سے روک"
دی۔وہ غصے سے بولا۔ایمان نے جھٹکے سے اسے دیکھا۔

میں تمہیں پاگل لگتا ہوں جو اتنی دور سے خوار ہونے آیا ہوں۔۔۔ تمہارا"

"رویہ ناقابل برداشت ہے۔۔

اس نے اسٹرینگ پر زور سے ہاتھ مارا۔۔ وہ ایمان پر چلایا تھا اور ایمان ایک پل کے لیے سہم گئی تھی۔۔۔

وہ کیسے اس پر چلا سکتا تھا؟؟ اور کیوں۔۔؟؟ صرف اس لیے کہ وہ اس کی ڈیمانڈز نہیں پوری کر پاتی تھی۔

اگر تمہیں مرد ذات سے اتنا ہی مسئلہ ہے تو یہ نکاح کرنا ہی نہیں تھا۔۔ یا"

"پھر تمہاری زندگی میں کوئی اور ہے؟؟

اس نے شک کی نگاہوں سے ایمان کو دیکھا۔

ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔" وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔۔۔دل چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا" کہ اس نے مشارب کے ساتھ آکر بڑی غلطی کر دی تھی۔

گاڑی میں گہری خاموشی چھاگئی۔۔وہ اپنی آنکھوں میں آئے آنسوؤں کو اندر انڈیل رہی تھی۔۔۔اس کا سر جھکا ہوا تھا۔مشارب اپنی جگہ پر بیٹھا غصے پر کنڑول کر رہا تھا۔۔وہ جو سوچ کر آیا تھا ویسا کچھ نہیں ہوا تھا۔۔اسے لگا تھا ایمان اس کی شخصیت کو دیکھ کر پگھل جائے گی۔

"ایم سوری۔۔" کچھ دیر بعد اس کی آواز ابھری۔

"مجھے تم پر غصہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔" وہ اب معذرت کر رہا تھا۔

"اٹس اوکے۔۔" وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔

مجھے بھوک لگی ہے کھانا کھانے چلیں؟؟" مشارب نے پوچھا تو ایمان نے مسکرا کر ہاں میں سر ہلا دیا۔

✿••✿••✿••✿

کچھ دیر بعد وہ ایک ریسٹوران میں بیٹھے کھانے کا انتظار کر رہے تھے۔۔ایمان نے اس کے لیے کیک آڈر کیا تھا۔۔

"تو تم ویلنسیا سے کیوں لوٹ آئی؟؟"

مشارب اسے دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔۔ باہر موسم ابر آلود ہو رہا تھا۔

"پڑھائی مکمل ہو گئی تھی۔۔ پھر اماں بیمار رہنے لگی تو مجھے واپس آنا پڑا۔۔"

لیکن آنٹی کے پاس تو تم ابھی بھی نہیں ہو۔۔ وہ لاہور ہیں اور تم اسلام آباد۔۔۔" وہ پتا نہیں کیا کھوجنا چاہتا تھا۔

"میں جب چاہے جا سکتی ہوں۔۔" وہ مسکرائی۔۔ "ویسے بھی میرا پراجیکٹ ختم ہی ہونے والا ہے۔۔۔ جلد واپس چلی جاؤں گی۔۔" ویٹر اب کھانا لے آیا تھا۔۔ وہ خاموش ہو گئی۔۔ کھانا سرو کیا جا رہا تھا۔ ایمان نے کیک اٹھا کر مشارب کے سامنے رکھا۔ کچھ دیر بعد برتھ ڈے میوزک آن ہوا تو ایمان نے اسے وش کیا۔۔ مشارب نے کیک کاٹا اور پھر دونوں کھانا کھانے لگے۔

"اماں چاہتی ہیں اب ہماری رخصتی ہو جائے۔۔"
چمچ منہ تک لے جاتا ایمان کا ہاتھ رک گیا۔

"اور آپ کیا چاہتے ہیں۔۔؟؟" اس نے پہلی بار مشارب کی آنکھوں میں جھانکتے پوچھا۔

"میں۔۔؟؟ میں کیا چاہتا ہوں۔۔؟" وہ پرسوچ انداز میں بولا۔ ایمان اسی کو دیکھ رہی تھی۔

"کھانا کھاؤ پھر بتاتا ہوں۔۔" وہ کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا پر ایمان سے پھر کھایا نہ گیا۔

اس کا ذہن اسی سوال میں الجھا تھا کہ کیا وہ سامنے بیٹھے شخص کے ساتھ پوری زندگی گزار سکتی تھی؟

کیا وہ شخص اسے خوش رکھ سکتا تھا؟؟ کیا وہ شخص ویسا ہی تھا جس کی اس نے چاہ کی تھی؟؟

اس نے اچانک اپنی داہنی کنپٹی پر ہاتھ رکھا۔۔ درد کی لہر اٹھی تھی۔۔۔

اس کا لاشعور اسے سارے سوالوں کے جواب ناں میں دے رہا تھا۔۔اور اس کے لیے یہ سب بہت تکلیف دہ تھا۔

ارے تم نے تو کچھ کھایا ہی نہیں۔۔"وہ اب اس کی جانب متوجہ ہوا۔۔"
ایمان جیسے چونک کر خیالوں سے باہر نکلی۔

کسی بھی رشتے میں ذہنی ہم آہنگی کتنی ضروری ہوتی ہے یہ اسے آج احساس ہوا تھا۔۔۔کچھ دیر بعد وہ واپس گاڑی میں بیٹھے تھے جبکہ ایمان کے دل و دماغ میں ایک جنگ جاری تھی۔
دل اسے بھاگ جانے کو کہہ رہا تھا۔۔اسے کہہ رہا تھا مشارب ویسا انسان نہیں تھا جیسا اسے چاہیے تھا۔
جبکہ دماغ اسے صبر کرنے کو کہہ رہا تھا۔۔ان کا نکاح ہو چکا تھا۔۔۔شاید وقت کے ساتھ ٹھیک ہو جاتا۔۔۔

وہ اتنی غائب دماغ تھی کہ اسے احساس ہی نہیں تھا کہ وہ لوگ کہاں جارہے تھے۔۔۔۔اچانک گاڑی رکی تو وہ چونکی۔

آؤ تمہارے لیے ایک سرپرائز ہے۔۔"وہ فوراً گاڑی سے نکل گیا۔۔"

ایمان کو بھی اترنا پڑا۔ یہ ایک فائیو اسٹار ہوٹل تھا۔۔پورا آسمان اب بادلوں سے ڈھک چکا تھا۔ مشارب اندر جا چکا تھا۔۔وہ اس کے پیچھے آئی۔۔اب وہ کاؤنٹر پر کھڑا کچھ بات کر رہا تھا۔۔وہ دیکھتی رہی اور سمجھنے کی کوشش کرنے لگی آخر وہ لوگ یہاں کیوں تھے؟؟

کچھ دیر بعد ہاتھ میں ایک چابی تھامے وہ اس کی جانب آیا۔۔

چلو۔۔"اس نے ایمان سے کہا۔"

کدھر؟؟ہم یہاں کیوں آئے ہیں۔۔؟؟" وہ حیران ہوئی۔"

چلو تو بتاتا ہوں۔۔"اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر وہ اب اسے پکڑے سیڑھیوں کی جانب جا رہا تھا۔۔ایمان کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔۔۔وہ کچھ کہنا چاہتی تھی پر مشارب اس کی سن ہی نہیں رہا تھا۔۔وہ فون پر مصروف تھا۔۔

کچھ دیر بعد وہ ایک کمرے کے سامنے کھڑے تھے۔۔وہ فون پر کسی سے بات کر رہا تھا اور ساتھ میں کمرے کا لاک کھول رہا تھا۔۔۔دروازہ کھول کر اس نے ایمان کو اندر جانے کا اشارہ کیا اور خود واپس چلا گیا۔۔۔

وہ کمرے کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔اسے گھبراہٹ ہو رہی تھی۔۔۔ایسا نہیں تھا کہ وہ کسی نامحرم کے ساتھ تھی۔۔۔پر اس کا دل اسے بھاگ جانے کو کہہ رہا تھا۔۔

وہ وہیں کھڑی رہی۔۔۔کچھ دیر بعد وہ واپس آیا۔۔تو ایمان وہیں کھڑی تھی۔

"ارے تم ابھی تک یہیں کھڑی ہو۔۔؟؟ چلو جلدی سے اندر۔۔"

مشارب یہ سب کیا ہے۔۔؟؟" وہ غصہ کرنا چاہتی تھی پر آواز کہیں دب کر رہ گئی۔

"ارے بتاتا ہوں چلو تو۔۔اور بے فکر رہو شوہر ہوں تمہارا۔۔" وہ اسے اندر لایا۔۔۔

کمرہ صاف ستھرا تھا۔۔اندر میز پر بیڈ پر اور سائیڈ ٹیبل پر سرخ پھول بکھرے ہوئے تھے۔۔۔ایمان کھڑی رہی۔۔۔

بیٹھ جاؤ ایمان۔۔" اس نے کھینچ کر اسے صوفے پر بٹھایا۔ اور خود نیچے بیٹھ "
گیا۔۔اس کے قدموں میں۔۔۔

اتنا کیوں ڈرتی ہو؟؟ تمہارا شوہر ہوں۔۔" وہ بار بار یہ جملہ دہرا رہا تھا۔۔ "
اسے احساس دلا رہا تھا کہ وہ اس کا شوہر تھا۔۔ جس کے بیوی پر بہت سارے
حقوق ہوتے ہیں۔

جانتی ہوں۔۔پر یہ سب کس لیے؟؟" وہ اب لہجے کی سختی نہیں چھپا پائی "
تھی۔

"میری اماں چاہتی ہیں اب ہماری رخصتی ہو جائے۔۔"
وہ اپنی موقف کی جانب آیا۔

اور آپ؟ آپ کیا چاہتے ہیں۔؟؟" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے پوچھنے "
لگی۔

دیکھو۔۔ ہمارے ماں باپ پرانے زمانے کے لوگ ہیں جبکہ ہم نہیں۔۔۔ "
میں نے اماں کی خوشی کے لیے یہ نکاح کیا تھا۔۔ان کی خوشی کے لیے میں ان
کی پسند کی لڑکی سے شادی کرنے پر راضی ہوا۔۔پر بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ تم
"بیرون ملک رہ کر آئی ہو۔۔ میرا خیال تھا تم بھی میری طرح لبرل ہو گی۔۔
ایمان کی بھنویں سکڑی ہوئی تھیں۔۔ مشارب بھی سنجیدہ تھا۔

تم مجھے پسند آگئی ہو لیکن۔۔۔"اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔ وہ اس کی "
بات مکمل ہونے کا انتظار کرنے لگی۔ وہ اس کی جانب متوجہ تھی۔ مشارب
نے گہرا سانس لیا۔ اور اٹھ کر ساتھ صوفے پر بیٹھ گیا۔

دیکھو ایمان۔۔۔میں کسی ایسی لڑکی کے ساتھ پوری زندگی نہیں گزار سکتا"
اگر مجھے اس بات کا آئیڈیا ہی نہ ہو کہ اس لڑکی کے ساتھ میری ازدواجی
زندگی کیسی ہو گی؟؟ جس کے ساتھ میں نے کچھ ایکسپرینس ہی نہ کیا
ہو۔۔۔"

ایمان کو لگا کسی نے اسے کھینچ کر تپتے صحرا میں چھوڑ دیا ہو۔اس نے ایمان کا
ہاتھ تھامنا چاہا۔۔۔

"پہلے بات کلیئر کریں۔۔۔ایکسپرینس نہ کیا ہو۔۔مطلب؟؟"

اگر ہم دونوں لبرل ہوتے تو ہمیں یہ شادی وادی کی ضرورت نہ پڑتی۔۔۔"
"پر تم مذہبی ہو تو تمہارے لیے نکاح کافی ہونا چاہیے۔۔۔

کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہا تھا وہ۔۔۔کون تھا وہ؟؟ایمان پھیکے چہرے کے ساتھ اسے دیکھے گئی۔

ایسا تو کبھی نہیں سوچا تھا اس نے۔

نکاح کافی ہونا چاہیے۔۔۔؟؟پر کس لیے؟؟" وہ صاف صاف سننا چاہتی" تھی۔

یہ تجربہ کرنے کے لیے کہ ہم دونوں فزیکلی کتنا ایک دوسرے سے" مطمئن ہوتے ہیں۔۔۔"

عجیب آدمی تھا۔۔۔ایمان کا دل کیا قہقہہ لگائے۔۔۔زور زور سے ہنسے اور پھر زور زور سے روئے۔۔

وہ تو کبھی ماثیل کو نہیں اپنا پائی تھی اسی لبرل سوچ کی وجہ سے۔۔۔اور اس کا شوہر کیسی ڈیمانڈز کر رہا تھا اس سے۔۔۔۔ کیا وہ ہنستی بھی نہ۔۔۔؟؟؟

"اور اگر میں آپ کو مطمئن نہ کر پائی۔۔؟؟" وہ سپاٹ چہرہ لیے سوال کر رہی تھی۔۔اندر امڈتے طوفان کو اس نے اندر ہی رہنے دیا تھا۔۔۔ باہر شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے۔۔۔ کچھ بادلوں کی وجہ سے سورج جلد چھپ گیا تھا۔

"تو ہم الگ ہو جائیں گے۔۔۔ ناٹ اے بگ ڈیل۔۔"اس نے کندھے اچکائے۔۔۔یوں جیسے سب اتنا آسان ہو۔۔ایمان کا سر جھک گیا۔۔۔ وہ اب اپنے داہنے ہاتھ کے ناخنوں سے باہنے ہاتھ کی پشت کو کھرچ رہی تھی۔۔۔

"دیکھو اگر تم نے مجھے آج کے دور میں یہ سب بہت ضروری ہے۔۔۔ خوش کیا تو اس کے بعد ہم کچھ ٹیسٹ کروائیں گے۔۔ تاکہ ہمیں پتہ چلے ہم فرٹیلیٹی کے حساب سے کس قدر فٹ ہیں اور پھر رخصتی کر لیں گے۔۔۔"

اور اس بار وہ ہنس دی۔۔۔ چہرہ جھکائے وہ ہنستی رہی۔۔۔ مشارب کو اس رد عمل کی توقع نہیں تھی۔ پھر اس نے چہرہ اٹھایا اور گردن گھما کر کچھ فاصلے پر بیٹھے مشارب کو دیکھا۔۔ یوں جیسے وہ پاگل ہو یا اپنا ذہنی توازن کھو چکا ہو۔

"مجھے دیر ہو رہی ہے۔۔۔ مجھے جانا ہے۔۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

"کہاں جانا ہے تمہیں۔۔" اس نے ایمان کا بازو پکڑا۔

"ڈونٹ ٹچ می۔۔۔" ایمان نے جھٹکے سے اپنا بازو چھڑایا۔۔۔اس کے اندر ایک الاؤ دہک رہا تھا جس کی تپش سے اب اس کا چہرہ سرخ ہونے لگا تھا۔۔۔ وہ اپنے اندر امڈتے غصے کے طوفان کو بڑی مشکل سے ضبط کر رہی تھی۔

"حق ہے میرا تم پر چھو سکتا ہوں تمہیں۔۔" وہ بھی بھڑکا۔

"یہ سب باتیں آپ کو نکاح سے پہلے کرنی چاہیے تھیں۔۔۔تب آپ کو یہ سب یاد کیوں نہیں آیا۔۔"
اس نے سرخ پھولوں سے سجے بیڈ کو دیکھتے نخوت سے کہا۔

"اب کر رہا ہوں نا۔۔۔میرے لیے یہ سب ضروری ہے۔۔"

"معاف کیجیے گا مشارب صاحب۔۔بد قسمتی سے آپ کی ماں نے ایک غلط لڑکی چن لی ہے آپ کے لیے۔۔"

وہ مضحکہ خیز انداز میں کہتی دروازے کی جانب بڑھی۔

"تم ایسے نہیں جاسکتی۔۔شوہر ہوں میں تمہارا۔۔۔ہمارے لیے یہ سب گناہ نہیں ہے۔۔"

وہ دبے دبے لہجے میں چلایا۔پر وہ نہ رکی۔۔۔

"اگر تم نے دروازے سے قدم باہر نکالا تو میں تمہیں طلاق دے دوں گا۔۔"

ایمان کو لگا کسی نے اس کے سر پر بم پھوڑا ہو۔دروازہ کا ہینڈل گھماتا اس کا ہاتھ ساکت ہوا۔

کتنا کم ظرف انسان تھا وہ۔۔۔ آج اسے پتا چلا تھا۔۔۔ وہ وہیں کھڑی رہی۔۔۔ کسی بت کی طرح۔۔۔

"آخر مجھے مشارب سے محبت کیوں نہیں ہوتی ہے؟؟؟"
وہ اک۔ثر سوچتی تھی۔۔۔ وہ اس کا شوہر تھا پر وہ کبھی اس کی جانب کشش محسوس نہیں کر پائی تھی۔

جن دلوں میں اللہ بستا ہو، ان دلوں تک پہنچتے بھی اللہ والے ہی ہیں۔۔!!!

اور مشارب اس دل میں رہنے کے قابل بالکل نہیں تھا۔

تمہیں یاتو میری بات ماننا ہو گی یا پھر میں۔۔۔" وہ کمینی مسکان لیے بات"
ادھوری چھوڑ گیا۔ باہر اندھیرا مزید گہرا ہوا اور ہلکی پھلکی بوندا باندی شروع
ہوئی۔

آپ کو لگتا ہے میں ڈر جاؤں گی؟؟" وہ جھٹکے سے پلٹی۔"

ڈرنا تو چاہیے۔۔۔" وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتا اس کی جانب"
بڑھا۔۔۔ کینڈل لائٹ سے اٹھتی مہک سے اب ایمان کو اپنا دم گھٹتا محسوس
ہوا تھا۔

اس نے یہ سب باتیں سنی تھیں۔۔۔ کسی نہ کسی کے منہ سے۔۔ کہ آج کل
ایسا ہوتا ہے۔۔ آج کل پاکستانی مرد۔۔ مسلمان مرد عورت اس طریقے سے
شادی کرتے ہیں۔۔۔ پہلے لیو نگ ریلیشن شپ میں رہتے ہیں پھر نکاح
کرتے ہیں۔۔۔ یہ سب عام تھا۔۔ اس نے سنا تھا۔۔ پر جب آج خود پر آیا تو

اسے محسوس ہوا کہ یہ عام نہیں تھا۔۔۔ مسلمان مرد اور عورت کے لیے یہ عام ہو ہی نہیں سکتا۔۔

بروکن فیملی۔۔۔ نفسیاتی باپ، جس نے کبھی تمہیں بیٹی نہیں مانا۔۔۔ بیمار ماں، جس کو تم پر بڑا مان ہے۔۔۔۔ چچچچ کیسا لگے گا اگر اس کی بیٹی کو طلاق ہو جائے۔۔۔ رخصتی سے پہلے ہی۔۔۔" وہ اس کے قریب آکر سرگوشی نما انداز میں بولا۔۔۔۔
ہماری کمزور رگ۔۔۔۔ کسی کم ظرف کے ہاتھ لگ جائے تو ہمارے لیے جینا مزید مشکل ہو جاتا ہے۔

"سوچو ذرا کیسا لگے گا تمہاری ماں کو جب پتا چلے گا کہ اس کی بیٹی کو گھر بیٹھے طلاق ہو گئی ہے۔۔"

وہ اس کی کمزوری سے فائدہ اٹھانا چاہ رہا تھا۔۔۔اس پل ایمان کا شدت سے دل چاہا تھا کہ اس کا نکاح کبھی مشارب سے نہ ہوا ہوتا۔۔۔کاش۔۔۔۔۔

دل نے آہ بھری تھی۔۔۔پر وہ ڈٹی رہی۔۔۔

مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔۔"اس نے پلٹتے دروازے کا ہینڈل گھمایا۔۔اس سے پہلے دروازہ کھلتا مشارب نے سے کندھوں سے پکڑ کر جھٹکا دیا۔۔۔اس کی برداشت ختم ہو گئی تھی۔

بس بہت ہو گیا تمہارا ڈرامہ۔۔۔پارسائی کا اتنا ناٹک کیوں۔۔۔"وہ اس کی جانب جھکا۔۔۔اور ایمان اس بار ضبط نہ کر پائی۔۔اس کا ہاتھ اٹھا اور مشارب کے گال پر چٹاخ سے پڑا۔۔۔

دور رہو مجھ سے۔۔۔" وہ اب غم غصے اور خوف کی وجہ سے لرزنے لگی" تھی۔

وہ جانے کے لیے آگے بڑھی۔۔۔مشارب تو ساکت رہ گیا تھا۔

سمجھتی کیا ہو خود کو۔۔" مشارب نے اس بار اسے دھکا دیا۔"

دروازے سے اس کا سر ٹکرایا۔ "تمہیں کیا لگتا ہے تم جیسی گنوار کے ساتھ میں اپنی پوری زندگی گزاروں گا۔۔؟؟" وہ غصے سے غرایا تھا۔

"میں تمہیں طلاق دیتا ہوں۔۔"

ایمان کی کراہ اس کے منہ میں ہی رہ گئی۔اس پر جیسے بجلی گری تھی۔

"میں تمہیں طلاق دیتا ہوں۔۔"

ایمان نے جلدی سے دروازہ کھولا۔۔دروازے سے باہر نکلتے وقت اس نے مشارب کے منہ سے تیسری طلاق سنی تھی۔ باہر بارش برس رہی تھی۔۔۔ بارش کا شور اسے اب سنائی دیا تھا۔۔اس کا دماغ فریز ہو چکا تھا۔۔۔ جیسے سب جم چکا ہو۔۔۔

وہ کسی روبوٹ کی طرح وہاں سے نکلی تھی۔۔ تیز تیز چلتی وہ اس شخص کی پہنچ سے دور چلی جانا چاہتی تھی۔۔۔وہ شخص جواب اس کا کچھ بھی نہیں تھا۔ دل کیا تھا شدت سے چیخے چلائے اور روئے۔۔۔وہ اب ہوٹل کا خارجی دروازہ پار کرتی باہر نکل آئی تھی۔۔ باہر بارش تھی۔۔۔۔وہ اب پتھریلی سڑک پر ایک جانب چل رہی تھی۔۔

دوپٹہ سر پر تھا۔۔بیگ کندھے پر جمائے پر وہ وہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی۔۔۔دل ایسے دھڑک رہا تھا جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آجائے گا۔۔خوف کی وجہ سے اس کا پورا وجود کانپ رہا تھا۔۔ بارش تیز ہو رہی تھی جبکہ وہ چلتی جا رہی تھی۔

✿••✿••✿••✿

کہتے ہیں اسے شہر کے سب لوگ مسیحا
وہ شخص میرے درد سے انجان سا کیوں ہے
مٹی کا بنا ہے تو پگھل کیوں نہیں جاتا
پتھر کا اگر ہے تو پھر انسان سا کیوں ہے

ہوا کے سنگ پھڑ پھڑاتا کاغذ آدھا اس کے ہاتھ میں دبا تھا۔۔۔ان خطوں میں سے ایک خط تھا جو اسے لکھا گیا تھا۔

اس رات میں نے اللہ سے سوال کیا۔۔۔ بار بار یہی پوچھا کہ اس شخص کو "میری زندگی میں کیوں بھیجا گیا؟؟ نہ وہ ہوتا نہ یہ سب کچھ ہوتا۔۔۔۔ شاید

میں ادھم سے شادی کر لیتی۔۔۔ شاید کسی کو نہ بتاتی وہ اللہ سے کتنا دور تھا۔۔۔ پھر نہ میں بے وفا کہلاتی۔۔نہ بے ایمان۔۔۔نہ پیسوں کے لیے کسی کی محبت قبول کرنے والی۔۔۔ پھر نہ ماں کے سامنے میرا سر جھکتا۔۔۔۔نہ کوئی مشارب ہوتا۔۔۔نہ میں اکیلی ہوتی۔۔۔۔آخر کیوں اللہ نے اسے بھیجا۔۔۔کیوں میرا دل اس معیار سے کم پر راضی نہیں ہوا جو اس شخص نے قائم کیا تھا۔۔۔؟؟؟

کیوں مجھے اللہ والے کی محبت نے ایسا بنا دیا کہ مجھے اللہ سے دور لوگ پسند ہی نہیں آتے؟؟ کیوں اللہ والے کی مداخلت نے مجھے اکیلا کر دیا۔۔؟؟؟ کبھی کبھی میں اللہ سے پوچھتی ہوں۔۔۔ایسا کیوں ہوا۔۔"

وہ مٹی کا بنا انسان جو پتھر سے کم نہیں تھا وہ کب کا پگھل چکا تھا۔۔۔وہ قطرہ قطرہ بہہ رہا تھا۔۔۔وہ ختم ہو رہا تھا۔۔۔پر کوئی نہیں جانتا تھا۔۔۔!!

✿••✿••✿••✿

وہ چلتے چلتے کافی دور نکل آئی تھی۔۔۔سامنے ہی بس اسٹاپ تھا۔۔۔وہ وہاں کھڑی ہوگئی۔۔۔بارش ہلکی تھی لیکن وہ کافی حد تک بھیگ چکی تھی۔۔
اسے حیرت ہو رہی تھی خود پر کہ وہ صحیح سلامت کیسے تھی؟؟
آس پاس کے لوگ بارش انجوائے کر رہے تھے۔۔۔اس نے خالی خالی نظروں سے چاروں جانب دیکھا۔۔۔
ہنستے چہروں میں سے کوئی نہیں جانتا تھا کہ ابھی ابھی اس پر کیا قیامت گزری تھی۔۔۔اسے شدت سے اکیلا پن محسوس ہوا۔۔۔جیسے پوری دنیا میں وہ بس اکیلی ہو۔۔۔

''کیا تمہیں کبھی ایسا نہیں لگا کہ ہم آلریڈی جہنم میں ہیں۔۔؟؟''
دور کہیں ماثیل کی آواز گونجی تھی۔

"نہیں بالکل نہیں۔۔۔"وہ لیپ ٹاپ کی جانب متوجہ تھی۔۔۔جانے کونسا ضروری کام تھا جو ماثیل سے زیادہ اہم تھا۔

"لیکن مجھے ایسا ہی لگتا ہے جیسے قیامت گزر گئی ہے اور ابھی میں جہنم میں سزا کاٹ رہا ہوں۔۔"

وہ اس کے چہرے کو آنکھوں میں سموئے کہہ رہا تھا۔

"کیسی سزا؟؟اور ویسے بھی سزا ایسی نہیں ہوتی۔۔۔"

وہ کام کرتے کرتے اس کی باتوں کا جواب دے رہی تھی۔۔۔پول میں بطخیں تیر رہی تھیں اور وہ دونوں ماثیل انسٹیٹیوٹ میں تھے۔

اکیلے پن کی سزا۔۔۔شاید مجھے اکیلے پن کی سزا دی گئی ہے۔۔۔" وہ بتا رہا تھا۔

"اکیلے پن کی سزا کونسی ہوتی ہے بھلا؟؟" وہ الجھی۔

"جب آپ کی سوچ کسی سے نہ ملتی ہو۔۔۔جب کوئی آپ کا درد نہ سمجھ پائے۔۔۔یہاں تک کہ آپ کا محبوب شخص بھی نہیں۔۔۔" وہ بے بسی سے بولا تھا۔

اور آج اسے یہی احساس ہوا تھا۔۔۔جیسے قیامت گزر چکی ہو اور اللہ نے اسے "اکیلے پن" کی سزا کاٹنے جہنم میں بھیج دیا ہو جہاں کوئی بھی اس کا درد نہ سمجھتا تھا۔۔۔کوئی اس کے دکھ سے واقف نہ تھا۔

✿••✿••✿••✿

وہ کتنی دیر بس اسٹاپ پر کھڑی رہی۔وہ نہیں جانتی تھی بس کب آئی۔۔۔وہ کب اندر بیٹھی اسے یہ بھی احساس نہ ہوا۔۔۔چونکی تب جب اسے کارڈ اسکین کرنے کو بولا گیا۔۔۔اس کے پاس کارڈ نہیں تھا۔۔۔شاید وہ کہیں بھول آئی تھی۔اس نے ٹکٹ خریدی اور پیسے ادا کر دیے۔

والٹ بیگ میں واپس ڈالتے اس کے ہاتھ رک گئے۔۔۔اس کے کندھوں پر ایک جیکٹ تھی۔۔۔وہ ساکت رہ گئی۔۔۔

جیکٹ کہاں سے آئی تھی اسے نہیں پتا چلا۔۔۔کون اس کے کندھوں پر ڈال گیا تھا اسے احساس ہی نہ ہوا۔۔۔کیا وہ اتنا غائب دماغ رہی تھی۔۔۔

اس کی آنکھوں میں اب آنسوں ابھرنے لگے تھے۔۔۔وہ یونہی بیٹھی رہی۔۔۔بس رک رہی تھی۔۔اسٹاپ گزرتے جارہے تھے۔۔۔وہ شیشے

سے باہر بھاگتے نظاروں کو دیکھ رہی تھی جبکہ دماغ ابھی تک اس بات کو قبول کرنے سے عاری تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہو چکا تھا۔۔۔

وہ آج صبح تک کسی کی منکوحہ تھی اور اب طلاق یافتہ تھی۔۔۔ کیا دنیا اسے قبول کر لے گی۔۔۔؟؟

وہ گود میں رکھے اپنے بیگ پر جھک گئی۔۔۔ سر میں درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔

اس نے جیکٹ اتار کر گود میں رکھ لی تھی۔۔اور تبھی اس کی نظر اس سفید کاغذ پر پڑی جسکا کونا جیکٹ کی جیب سے نظر آ رہا تھا۔۔۔ وہ سیدھی ہوئی اور اس نے کاغذ کو نکالا۔۔ وہ کاغذ فولڈ تھا۔۔۔اس نے کھولا تو اندر بڑا سا لکھا گیا تھا۔

نہیں ہم جہنم میں نہیں ہیں۔۔۔بلکہ تخلیق کی ندی میں بہہ رہے ہیں۔۔۔" یہ ندی تمہیں صحیح ٹھکانے پر لے جائے گی۔۔"الفاظ اس کے سر کے اوپر سے گزر گئے۔۔۔اس نے کاغذ کا گولا بنا کر بیگ میں ڈال لیا اور پھر سے جھک کر اپنے بیگ پر سر رکھ دیا۔۔۔اس وقت اس کا شدت سے یہی دل چاہ رہا تھا کہ یہ بس چلتی رہے۔۔۔ کبھی نہ رکے۔۔۔اور اسے کہیں اتر نا نہ پڑے۔۔ کیونکہ اس کی کوئی منزل نہیں تھی۔

وہ دو دن آفس نہ جا سکی۔۔اس میں ہمت ہی نہیں تھی۔۔۔بس ایک ہی بات کھائے جا رہی تھی کہ سلمی بیگم کو کیا جواب دے گی؟؟اسے دنیا کی فکر نہیں تھی۔۔اللہ اس کے راز سے واقف تھا۔۔۔اس کی سچائی جانتا تھا لیکن سلمی بیگم؟؟؟وہ کیسے انہیں یہ خبر دے گی؟؟

سلمی بیگم سے بھی اس نے دو دنوں سے بات نہیں کی تھی۔وہ بے سدھ بستر پر لیٹی تھی جب اسے سلمی بیگم نے خود ہی فون کر لیا۔۔۔ایمان کو اٹھانا پڑا۔۔

"مشارب کی ماں کا فون آیا تھا۔۔۔وہ لوگ رخصتی پر زور دے رہے ہیں۔۔۔بلکہ مشارب نے خود مجھ سے بات کی ہے۔وہ کہہ رہا ہے اب جلد سے جلد یہ فریضہ انجام دے دیا جائے۔۔"
سلام دعا کے بعد سلمی بیگم نے گویا بم پھوڑا تھا۔

"بس اب تم جلدی سے واپس آجاؤ۔۔۔میں تمہیں رخصت کر کے پر سکون ہو جاؤں گی۔۔۔"

مشارب اس حد تک گر سکتا تھا وہ نہیں جانتی تھی البتہ اس کا فون ہاتھ سے چھوٹ کر گر گیا تھا۔۔۔اسکرین پر مشارب کا میسج چمک رہا تھا۔۔

"میں ہاتھ آئی چیزیوں آسانی سے جانے نہیں دیتا۔۔"

کیا یوں بھی ہوتا ہے؟؟کیا کوئی مسلمان مرد ایسی حرکت کر سکتا ہے؟؟؟کیا اسے خوف نہیں آتا؟؟؟کیا انسان بھول چکا ہے کہ اسے کس کے پاس لوٹنا ہے؟؟

سلمی بیگم کی آواز ابھرتی رہی جبکہ وہ زمین پر فون کے پاس بیٹھی تھی اس میں ہمت نہیں تھی کہ وہ ان سے بات کرتی۔مشارب نے اسے طلاق دی اسے اس بات کا دکھ نہیں تھا۔۔۔وہ طلاق کے بعد ایسی حرکت کرے گا یہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔

✿••✿••✿••✿

کبھی کبھی زندگی ہمارے اتنے بڑے بڑے امتحان لیتی ہے کہ ہمیں سمجھ نہیں آتا سب حقیقت ہے یا نہیں۔۔۔

وہ آفس جانا شروع ہو گئی تھی لیکن وہ سلمی بیگم کو سچ نہیں بتا پائی تھی۔ کیسے بتاتی؟؟

وہ اپنی ماں کو اس سچائی سے کیسے آگاہ کرتی کہ اسے گھر بیٹھے طلاق ہو گئی تھی۔۔۔اور وجہ کیسے بتاتی؟؟

کیسے بتاتی کہ مشارب جس چیز کی ڈیمانڈ کر رہا تھا وہ اس کے نزدیک غلط تھا۔۔۔وہ ایک ایسے شخص کے ساتھ کیسے زندگی گزار پاتی۔۔

اس کے چاروں جانب سب دھند میں لپٹا تھا اور وہ اس دھند میں اکیلی تھی۔۔ بہت اکیلی۔۔۔ کب دن ہوتا تھا کب رات اسے کچھ سمجھ نہیں آتا تھا۔۔

انہی سوچوں میں مگن بے دھیانی میں روڈ کراس کرتے وقت وہ دائیں جانب سے آنے والی گاڑی سے نہ بچ پائی۔۔۔

ٹائروں کے چڑ چڑاہٹ کی آواز فضا میں گونجی۔۔۔ اس پل اس نے شدت سے خواہش کی تھی کہ وہ مر جائے۔۔۔ جیتے جی کیسے وہ سلمی بیگم کو سچ بتاتی؟؟

وہ دور اچھل کر گری تھی۔۔۔ اسے کہاں چوٹ لگی کچھ پتا نہیں چلا۔۔۔ اس نے لوگوں کو خود پر جھکتے پایا اور پھر دھند مزید گہری ہو گئی۔۔۔ سب کچھ کہرے کے پیچھے چھپ گیا۔

✿••✿••✿••✿

آنکھ کھلی تو وہ ہسپتال میں تھی۔۔۔اس کی ٹانگ پر چوٹ آئی تھی۔۔اور نیچے گرنے کے باعث سر پر گہری چوٹ لگی تھی۔اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اٹھ نہیں پائی۔۔۔

تو کیا میری سزا ختم نہیں ہوئی؟؟"اس کی آنکھیں نم ہونے لگی تھیں۔"

ہائے ایمان۔۔کیسی ہو اب؟؟" یہ اس کی فلیٹ میٹ تھی۔"

میں نے تمہاری مام کو آج صبح فون کر دیا تھا۔۔۔تم کل شام سے بے ہوش" تھی۔۔۔وہ شاید پہنچنے والی ہوں گی۔۔۔اور میری فلائٹ ہے مجھے جانا ہوگا۔۔۔گیٹ ویل سون۔۔"

وہ اس کا گال تھپتھپا کر چلی گئی۔ آج کل لوگ ہمارے لیے اتنا بھی کر دیں تو کافی ہے۔ اس کا فون سائیڈ ٹیبل پر رکھا تھا۔۔۔اس کے سر اور ٹانگ سے درد کی ٹیس اٹھ رہی تھی۔

وہ اب پریشان ہو گئی تھی کہ سلمی بیگم اس کی وجہ سے کس قدر پریشان ہوں گی۔۔۔اس نے اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کے لیے مشکل تھا۔۔ کمرے میں اور کوئی نہیں تھا۔۔ جانے اسے یہاں کون لایا تھا۔۔۔اور اس کی فلیٹ میٹ کو کس نے بلایا۔۔۔وہ کچھ نہیں جانتی تھی۔۔۔اس وقت اسے ایک بات کا خیال تھا کہ سلمی بیگم جانے کس حال میں ہوں گی۔۔۔

وہ ہمت کر کے اٹھی اور اپنا فون اٹھایا۔۔ سلمی بیگم کا نمبر ملایا۔۔ کچھ دیر بعد فون اٹھا لیا گیا۔۔ سلمی بیگم کی ہراساں آواز ابھری تھی۔۔

کیسی ہو میری بچی۔۔۔یہ سب کیسے ہو گیا۔۔؟؟" وہ رو رہی تھیں۔۔۔ایمان کا دل بھر آیا۔۔جو بات بار بار اس کا دل دکھاتی تھی وہ یہ تھی کہ آخر وہ اپنی ماں کو سچ کیسے بتائے۔۔۔

وہ فون پر بات کر رہی تھی نرس اندر آئی۔۔

"ارے آپ اٹھ گئی۔۔میں ڈاکٹر کو بلاتی ہوں۔۔آپ پلیز فون رکھ دیں۔۔آپ زیادہ بات نہیں کر سکتی۔۔"

کچھ دیر بعد وہاں ایک لی-ڈی ڈاکٹر تھیں۔وہ اب اس کا معائنہ کر رہی تھیں۔۔

آخر وہ کس ہسپتال میں تھی جہاں اسے یوں ٹریٹ کیا جا رہا تھا۔۔یقیناً بہت مہنگا ہو گا۔۔اسے اب بل کی فکر ہونے لگی۔۔اس کے سر میں درد تو تھا ہی پر وہ ڈاکٹر کے سوالوں کا جواب دے رہی تھی۔

"کیا میں کل شام سے بے ہوش تھی؟؟" اسے یقین نہ آیا تو اس نے پوچھ لیا۔

"نہیں آپ کو ہوش آیا تھا۔۔لیکن آپ کو سکون آور دوا کے زیر اثر سلایا گیا تھا۔"

ڈاکٹر نے اسے یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ رات کس درد میں تھی۔۔اسی لیے اسے بے ہوش کیا گیا تھا۔

ہاں۔۔۔ٹھیک کہا تھا ماثیل نے۔۔۔۔ہم سزا ہی تو کاٹ رہے ہیں اکیلے پن کی۔۔۔۔ہمیں ہر درد اکیلے سہنا ہے۔۔۔چاہے وہ اندر کا درد ہو یا باہر کا۔۔۔اور جب انسان یہ درد اکیلے سہتا ہے تب اسے یہی لگتا ہے کہ قیامت گزر چکی ہے۔۔۔اور ہم اپنی سزا کاٹنے اس دنیا میں آئے ہیں۔

✿••✿••✿••✿

سلمی بیگم اور میز واس کے سامنے تھیں۔ان سب کے آنسوں نہیں تھم رہے تھے۔کچھ دیر انھوں نے بات کی پھر ڈاکٹر نے انہیں منع کر دیا۔۔

"ڈاکٹر صاحبہ سب ٹھیک ہے نا؟؟میری بیٹی کو کوئی بڑی چوٹ تو نہیں لگی؟؟"

سلمی بیگم پریشان تھیں۔۔۔مشارب بھی وہیں تھا۔۔۔وہ اب تک ایمان کے سامنے نہیں گیا تھا۔۔ڈاکٹرز سے وہی بات چیت کر رہا تھا۔۔۔

"سب ٹھیک ہے۔۔۔لیکن ہم اپنی تسلی کر رہے ہیں بس آپ دعا کریں۔۔" ڈاکٹر نے انہیں تسلی دی۔

"بیٹا تم بھی ایمان سے مل لو اب۔۔۔تمہیں بھی حوصلہ ہو جائے گا۔۔"

"ج۔۔جی آنٹی۔۔۔" وہ نظریں چرا گیا۔۔۔اس کا ضمیر اسے ملامت کر رہا تھا لیکن انا آڑے آ رہی تھی۔۔۔وہ بھلا کیسے اتنی آسانی سے اسے جانے دے سکتا تھا۔ سلمی بیگم نے ایمان کو نہیں بتایا تھا کہ مشارب ان کے ساتھ آیا تھا۔ وہ تو لاہور واپس گیا ہی اس لیے تھا کہ جا کر رخصتی کی تاریخ رکھوا سکے۔۔

تماشہ تو بننا ہی تھا پر وہ جانتا تھا اس کی زیادہ شکار ایمان ہوتی۔۔۔اس کا کیا بگڑنا تھا۔

✿••✿••✿••✿

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟؟" ایمان کی چلانے کی آواز آئی تھی۔۔ سلمی بیگم جو کمرے سے باہر بیٹھی تھیں وہ چونک گئی۔ مشارب اندر اس کا حال دریافت کرنے گیا تھا۔

"دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔ میرا تم سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔۔" وہ اسے دیکھ کر خود پر قابو نہیں رکھ پائی تھی۔

شور مت کرو۔۔۔اس میں تمہارا ہی نقصان ہے۔۔" وہ دھیمے لہجے میں" بولا۔۔ جبکہ ایمان کا دل کر رہا تھا وہ اٹھ کر اس کا سر پھاڑ دے۔

جو کچھ ہوا اسے بھول جاؤ۔۔۔ ہم ایک نئی شروعات کر سکتے ہیں۔۔" وہ" اس کی جانب بڑھا۔

دور رہو مجھ سے۔۔۔" وہ زور سے چلائی۔۔۔"امی۔۔۔"اس نے پوری" قوت سے سلمی بیگم کو پکارا۔ مشارب گھبرا کر پیچھے ہٹا۔

کک۔۔ کیا ہوا۔۔؟؟" سلمی بیگم گھبرائی ہوئی اندر آئیں۔۔ ساتھ حمیزہ" بھی تھی۔

پتا نہیں آنٹی یہ کیا بہکی بہکی باتیں کر رہی ہے۔۔آپ ہی سمجھائیں اسے۔۔"
"شاید سر پر لگی چوٹ کا اثر ہو گیا ہے۔

کیا ہوا ایمان بیٹا۔۔" سلمی جانب اس کی جانب بڑھیں۔"

امی اسے کہیں مجھ سے دور رہے۔۔" وہ سسک اٹھی تھی۔"

"ایمان۔۔میری بچی کیا ہو گیا ہے تمہیں۔۔شوہر ہے تمہارا۔۔"
سلمی بیگم اس کی حالت سے پریشان ہو گئی تھیں۔

نن۔۔نہیں۔۔۔میرا اب اس سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔۔۔یہ مجھے طلاق"
دے چکا ہے۔۔" وہ فوراً بولی تھی۔۔۔اس کا پورا وجود کانپ رہا تھا۔۔۔جبکہ

سلمی بیگم کو لگا جیسے ہسپتال کی بلڈنگ ان کے اوپر گر گئی ہو۔وہ کئی لمحے بے یقینی سے ایمان کو دیکھتی رہیں اور پھر لڑکھڑ کر پیچھے ہٹیں۔۔

حمیزہ خاموشی سے کبھی اپنی بہن تو کبھی مشارب کو دیکھ رہی تھی۔

آنٹی سنبھالیں خود کو۔۔۔ایسا کچھ نہیں ہے۔۔ایمان کو غلط فہمی ہوئی ہے۔۔"مشارب نے آگے بڑھ کر سلمی بیگم کو تھاما۔

غلط فہمی۔۔۔کیا تمہیں خدا سے ڈر نہیں لگتا؟؟"وہ پوری قوت سے چلائی۔۔ سلمی بیگم نے پہلی بار اسے اس روپ میں دیکھا تھا۔ حمیزہ غور سے مشارب کو دیکھ رہی تھی۔۔۔وہ جانتی تھی ایمان اتنا بڑا جھوٹ نہیں بول سکتی۔۔

اس کا مطلب مشارب جھوٹ بول رہا تھا۔۔۔

امی یہ ویسا انسان نہیں ہے جیسا دکھتا ہے۔۔۔اسے یہاں سے نکالیں۔۔۔میرا اس سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔۔"

سلمی بیگم جو کرسی پر بیٹھ چکی تھیں وہ بے یقینی سے ایمان کو دیکھ رہی تھیں انہوں نے ایک بار بھی مشارب کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔
ان کی بیٹی کو طلاق نہیں ہو سکتی تھی۔۔ایسا ہو ہی نہیں سکتا تھا۔۔اس سے پہلے کوئی کچھ بولتا اچانک کمرے کے دروازے پر مشارب کی ماں کا چہرہ نظر آیا۔۔
وہ اسلام آباد میں ہی تھیں اپنی بہن کی طرف۔۔انہیں ایمان کی خبر آج ہی ملی تھی اور وہ اسی سے ملنے آئی تھیں۔ کمرے میں داخل ہونے سے پہلے وہ ایمان کی الفاظ سن چکی تھی۔ سلمی بیگم مشارب کی ماں کو وہاں دیکھ کر حیران ہوئیں۔۔۔ایک پل کو تو مشارب بھی ٹھٹک گیا تھا۔

"یہ تم کیسی باتیں کر رہی ہو ایمان۔۔۔ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔۔" سلمی بیگم نے غصے سے جھڑکا۔

"مم۔۔۔ میں سچ کہہ رہی ہوں امی۔۔ اس نے خود مجھے تین بار طلاق۔۔۔"

"بس بکواس بند کرو ایمان۔۔۔ دوبارہ یہ لفظ اپنے منہ سے نہ نکالنا۔۔۔" سلمی بیگم کی آواز پر وہ سہم کر انہیں دیکھنے لگی۔۔۔ مشارب کی ماں یہ سب خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ ایمان کی آنکھوں سے اب آنسوں جاری تھے۔

"معاف کرنا نصرت بہن۔۔ ایمان کے سر پر چوٹ لگی ہے۔۔" سلمی بیگم اب مشارب کی ماں سے معافی مانگ رہی تھی۔ مشارب ایک جانب کھڑا یہ تماشہ دیکھ رہا تھا۔

مشارب کی ماں خاموشی سے ایمان کے پاس آئیں۔۔اور اس ٹھوڑی سے پکڑ کر اس کا چہرہ اوپر کیا۔۔۔

"بیٹا کیا تم سچ کہہ رہی ہو؟؟مذاق تو نہیں کر رہی۔۔۔۔؟؟"

میں خدا سے ڈرتی ہوں اسی لیے سچ بول رہی ہوں آنٹی۔۔۔"وہ بس اتنا" ہی کہہ پائی۔مشارب کی ماں اب خاموشی سے بنا کچھ کہے مشارب کی جانب بڑھی۔

ارے امی آپ۔۔مجھے بتا دیا ہوتا میں لینے آ جاتا۔۔"وہ خود کو ریلیکس" کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔اس نے جو پلان بنایا تھا وہ اب فیل ہوتا نظر آ رہا تھا۔

کیا ایمان سچ کہہ رہی ہے؟؟" نصرت بیگم نے اپنے بیٹے سے سخت لہجے میں سوال کیا۔

"نہیں ماں۔۔ یہ بس ناراض تھی مجھ سے۔۔۔اس لیے ایسا۔۔"
اس کی بات ادھوری رہ گئی۔۔۔ نصرت بیگم نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سر پر رکھا۔۔۔

اٹھاؤ میری قسم کہ تم سچ بول رہے ہو اور ایمان جھوٹ۔۔۔" ایمان ساکت نظروں سے یہ منظر دیکھنے لگی۔۔۔اس کے ساتھ ساتھ سلمی بیگم کے دل کی دھڑکن بھی تیز ہوئی تھی۔

"ارے امی۔۔ یہ اتنی بڑی بات نہیں۔۔" اس نے اپنا ہاتھ ہٹانا چاہا۔

میں نے کہا اٹھاؤ میری قسم۔۔۔" وہ غضبناک تھیں۔۔ماؤں کو اپنے بیٹوں کا علم ہوتا ہے کہ وہ کتنے پانی میں ہیں۔۔۔نصرت بیگم اپنے بیٹے کی لبرل سوچ سے شروع سے واقف تھیں۔۔انہیں ایمان اسی لیے پسند آئی تھی کہ وہ لبرل نہیں تھی۔۔۔اللہ کو ماننے والی تھی۔۔انہیں لگا تھا ایمان کے آنے سے انکا بیٹا سدھر جائے گا۔۔۔۔

ماؤں کو ہمیشہ ہی ایسا لگتا ہے اور ہمیشہ غلط لگتا ہے۔۔۔لڑکیاں دوسروں کے بیٹوں کے عتاب کا نشانہ بننے کے لیے یا انہیں سدھارنے کے لیے نہیں ہوتی ہیں۔۔۔انکی اپنی زندگی ہوتی ہے۔

مشارب میں کچھ پوچھ رہی ہوں۔۔۔" وہ قہر بھری نگاہوں سے اسے گھور رہی تھیں۔

اور مشارب چاہ کر بھی اپنی ماں کی جھوٹی قسم نہیں اٹھا پایا۔۔اس کا سر جھک گیا۔۔۔

سلمی بیگم ساکت رہ گئیں۔۔۔اور ایمان کے دل سے بڑا بوجھ اتر گیا تھا۔

مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی۔۔"نصرت بیگم نے غصے سے اسے"
گھورا۔۔۔اور پھر پلٹ کر ایمان کی جانب آئیں۔

میرا شدت سے دل تھا کہ تم میرے گھر آؤ۔۔میری بہو بن کر۔۔۔پر اللہ"
کو شاید یہ منظور نہیں تھا۔۔میرے بیٹے کی طرف سے میں معافی مانگتی
ہوں۔۔"انہوں نے ایمان کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے۔

ایمان نے تڑپ کر ان کے ہاتھ تھامے۔۔

"خدا کے واسطے آنٹی مجھے گنہگار نہ کریں۔۔۔"

"یہ اتنی پارسا بھی نہیں ہے جتنی بن رہی ہے۔۔۔" مشارب سے یہ سب برداشت نہ ہوا۔

"پوچھیں اپنی بیٹی سے۔۔اس نے کبھی مجھے اپنا شوہر مانا ہی نہیں۔۔ہمیشہ مجھے ایسے ٹریٹ کیا جیسے میں کوئی انجان ہوں۔۔جب اس کے دل میں کوئی اور تھا تو میرے سر پر کیوں تھوپا گیا۔۔؟؟" وہ اپنی بے عزتی کیسے بھول سکتا تھا۔

"میری بیٹی ایسی نہیں ہے۔۔" سلمی بیگم نے دہائی دی۔

"اوا چھا۔۔۔پھر اپنی بیٹی سے ہی پوچھ لیں۔۔۔آخر کس کے سپنے سجائے بیٹھی ہے۔۔کس سے دھوکا کھایا اور کس کا روگ لیے پھرتی ہے

یہ۔۔۔کیونکہ عام لڑکیاں تو ایسی نہیں ہوتیں۔۔۔آپ کی بیٹی ابنارمل ہے۔۔۔"

اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتا نصرت بیگم اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کمرے سے لے گئیں۔۔۔

کمرے سے باہر راہداری میں ڈاکٹر صاحبہ کھڑی تھی۔۔۔وہی ڈاکٹر جو ایمان کو ٹریٹ کر رہی تھیں۔۔اس نے اسٹاف کو وہاں سے بھیج دیا تھا۔
پیچھے وہ تینوں اکیلی رہ گئی تھیں۔۔۔ایمان، سلمی بیگم اور حمیزہ۔۔۔
ایمان سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔اس کے سر میں درد کی ٹھیسیں اٹھ رہی تھیں۔۔وہ نہیں جانتی تھی وہ مزید کتنی دیر اس درد کو برداشت کر سکتی تھی۔۔۔

مشارب اور اس کی ماں کے جانے کے بعد ڈاکٹر آندر آئی۔

آنٹی۔۔۔پیشنٹ کو اتنا اسٹریس الاؤ نہیں ہے۔۔۔معذرت لیکن آپ کو"
"انہیں اکیلا چھوڑنا ہو گا۔۔
سلمی بیگم ابھی تک ایمان کو ہی دیکھ رہی تھیں۔

مشارب کیا کہہ رہا تھا؟؟"وہ سب کچھ آج ہی کلیئر کرنا چاہتی تھیں۔"

امی یہ صحیح وقت نہیں ہے۔۔۔بعد میں کر لیں گے بات۔۔۔"حمیزہ نے"
ان کا بازو تھاما۔

مجھے ابھی بات کرنی ہے۔۔۔"سلمی بیگم کے ٹھنڈے لہجے پر ایمان بیڈ"
سے نیچے اتر آئی۔

امی ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔ میرا یقین کریں۔۔۔ میری زندگی میں کوئی بھی ”
“نہیں ہے۔۔۔

ایمان سب کچھ سہہ سکتی تھی۔۔۔ پر اپنی ماں کا خود کی وجہ سے مان ٹوٹتا نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔ وہ ان کی آنکھوں میں اپنے لیے بے اعتباری نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔ پہلے ہی ماثیل کی ایک فون کال نے اس کا بہت نقصان کیا تھا مزید نہیں سہہ سکتی تھی۔

اور دل میں۔۔؟؟“ سلمی بیگم کے لہجے اور نگاہوں دونوں میں شک تھا۔”
ایمان کو اپنے اندر ٹوٹ پھوٹ سی محسوس ہوئی۔۔۔

کوئی بھی نہیں ہے امی۔۔۔“ وہ کیسے یقین دلاتی؟؟”

“جھوٹ نہیں ایمان۔۔۔ اب تم اپنی ماں کی قسم اٹھاؤ اور سچ بتاؤ۔۔۔ ”

اس نے سلمی بیگم کا یہ روپ پہلی بار دیکھا تھا۔

اس کے ہونٹ پھڑ پھڑائے لیکن وہ کچھ کہہ نہ پائی۔۔۔۔ڈاکٹر یہ سب خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔۔اس کے ہاتھ میں موبائل فون تھا جس پر ریکارڈنگ کا آپشن آرہا تھا۔

امی میرے دل میں کوئی بھی نہیں ہے۔۔۔خالی ہے۔۔۔ویران۔۔۔اجاڑ" اور بنجر ہے۔۔۔کوئی کلی کوئی پھول اگتا ہی نہیں ہے۔۔۔" وہ بھرائی آنکھوں سے بولی۔

دل ویران بلاوجہ نہیں ہوتا۔۔۔کس کا روگ لیے پھرتی ہو تم؟؟" سلمی" بیگم کے الفاظ کسی خنجر کی طرح اس کے دل میں اترے تھے۔جبکہ ایمان نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں نے تمہیں آزادی اس لیے نہیں دی تھی کہ تم بے ایمان ہو جاؤ۔۔۔"
سلمی بیگم یہ سہہ نہیں پا رہی تھیں کہ ان کی بیٹی کو بھی طلاق ہو چکی تھی۔۔۔
انہیں اب کتنی رسوائی اٹھانی پڑتی۔۔۔۔

امی میری بات سنیں۔۔۔" وہ اپنی صفائی دینے آگے بڑھی۔"

"آج سے ہمارا تم سے کوئی رشتہ نہیں۔۔۔"
کتنے سخت الفاظ تھے۔۔۔ایمان کے پیر زمین میں ہی گڑھ گئے۔اس نے
بے یقینی سے اپنی ماں کو دیکھا۔۔۔

تمہاری وجہ سے میں نے اپنے بھائیوں سے رشتہ توڑ لیا۔ تمہاری وجہ سے"
میں نے زمانے کی باتیں سنیں۔۔۔اور تم نے زمانے کی خاک میرے سر پر
"ڈال دی۔۔۔

ایمان نے مدد طلب نظروں سے حمیزہ کو دیکھا۔۔اس نے آگے بڑھ کر سلمیٰ بیگم کو روکنا چاہا۔

"آئندہ مجھے اپنی شکل مت دکھانا۔۔رہو جس کے ساتھ رہنا ہے۔۔۔"
وہ حمیزہ کو بازو سے کھینچتے کمرے سے باہر نکل گئی۔۔

"نن۔۔۔نن۔۔نہیں امی۔۔۔مت جائیں۔۔میری بات سنیں۔۔۔میں بے ایمان نہیں ہوں۔۔۔"
اس نے سلمیٰ بیگم کے پیچھے بھاگنا چاہا پر ٹانگ پر لگی چوٹ کی وجہ سے وہ دو قدم بھی نہ چل پائی اور لڑکھڑا کر گری۔

"میں بے ایمان نہیں ہوں۔۔۔"وہ ہولے ہولے ایک ہی جملہ بڑبڑا رہی تھی اور پھر چاروں جانب اندھیرا چھا گیا۔

وہ ایمان بنت عبداللہ، ساری دنیا سے جیتنے والی۔۔۔ یہاں تک کہ عبداللہ شہاب دین یعنی اپنے باپ کے سامنے ڈٹ جانے والی، صرف اپنی ماں کے سامنے ہار جاتی تھی۔۔۔ ہاں سننے اور دیکھنے والے کہتے تھے وہ اپنی ماں سے عشق کرتی تھی۔۔۔۔

وہ آج سلمیٰ بیگم کے سامنے ہار کر اپنی پوری دنیا ہار گئی تھی۔۔۔۔

کچھ دیر بعد نرس اور ایک اور ڈاکٹر اس کے کمرے کی جانب بھاگے تھے۔

✿••✿••✿••✿

عبدل۔۔۔۔" کیچڑ میں دھنستے ہوئے اس نے اپنے بچاؤ کے لیے زور سے" اسے پکارا تھا۔۔۔۔ ایک آخری پکار۔۔۔ یہ اتنی زوردار اور دردناک تھی کہ وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔۔۔

وہ پورا پسینے میں بھیگا ہوا تھا۔۔۔ جانے کیسے کام کرتے کرتے اس کی آنکھ لگ گئی۔۔۔اسے کافی دیر بعد یہ خواب نظر آیا تھا۔۔۔۔۔وجہ وہ جانتا تھا۔۔۔

وہ اب کرسی پر بیٹھا گہرے سانس لے رہا تھا۔۔۔سامنے اس کا لیپ ٹاپ آن تھا۔۔

اس نے اپنے ہاتھوں سے چہرے کو رگڑا۔۔۔پیشانی پر پسینے کے ننھے قطرے تھے۔۔۔ باہر کافی اندھیرا تھا۔۔۔وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور کھڑکی میں جا کر کھڑا ہو گیا۔

شاید ہی وہ کبھی سکون سے سویا ہو جب سے اسے یہ خواب آنے لگے تھے۔۔۔وہ اب جانتا تھا خواب والی لڑکی کون تھی۔۔۔اور یہ جاننے کے بعد تو اس کی بے چینی مزید بڑھ گئی تھی۔

کچھ دیر بعد اس کے فون کی سکرین جگمگ کرنے لگی۔

ڈاکٹر مہک کا نام جگمگ کر رہا تھا۔

"میرے خیال سے اب آپ کو وزٹ کرنا چاہیے تاکہ پیشنٹ کو آپ خود دیکھ سکیں۔"

"مجھے یہ حق نہیں ہے۔۔" وہ بس اتنا ہی کہہ پایا۔

"وہ اب میرڈ نہیں ہے مسٹر حاد جبیل۔۔۔اسے ڈائیورس ہو چکی ہے۔۔"
ڈاکٹر مہک نے اس کی سماعت پر بم پھوڑا۔

"واٹ؟؟" وہ ساکت ہوا۔

کچھ بھیجا ہے آپ کو۔۔ایک ریکارڈنگ۔۔۔آپ سن لیں آئیڈیا ہو جائے ”گا۔۔

ڈاکٹر مہک فون بند کر چکی تھی جبکہ وہ وہیں کھڑا رہ گیا۔

✿••✿••✿••✿

ہم والدین اس بات کو قبول کیوں نہیں کر پاتے ہیں کہ اولاد ایک آزمائش ہے۔۔۔اولاد ہماری طرح ہی مٹی سے بنے انسان ہیں۔۔وہ بھی خطا کر سکتے ہیں۔۔۔وہ بھی بھٹک سکتے ہیں۔۔۔وہ بھی سینے میں دل رکھتے ہیں۔۔۔اور وہ بھی دل کو ہاتھوں مجبور ہو سکتے ہیں۔۔۔!!

سلمی بیگم نے اپنی پوری زندی ایمان پر انویسٹ کی تھی تاکہ اسے ہر طرح سے پرفیکٹ بنایا جا سکے۔۔۔اور وہ بنی رہی۔۔۔کم عمری سے ہی ایک پرفیکٹ

شخص کو دل میں رکھنے کے باوجود وہ کبھی نہیں ڈگمگائی۔۔۔اس نے کبھی شکایت کا موقع نہیں دیا۔۔۔

سلمی بیگم کو لگتا تھا ان کی بیٹی کے دل تک کبھی کوئی پہنچ ہی نہیں سکتا۔۔۔انہوں نے ہمیشہ ایک ہی خواب دیکھا تھا کہ ام ایمان بنت عبداللہ اپنی ماں کی طرح طلاق یافتہ نہیں کہلائے گی۔۔۔بلکہ شادی شدہ ایک پرفیکٹ زندگی گزارے گی۔۔تاکہ کوئی ان پر بات نہ کر سکے۔۔۔کوئی ان کی تربیت پر انگلی نہ اٹھا سکے۔۔۔

پر ماں باپ اس بات سے انجان ہوتے ہیں کہ ہر انسان کو اللہ نے کسی مقصد کے لیے بھیجا ہے۔۔۔ہر انسان نے سو طرح کی جنگیں لڑنی ہیں۔۔۔ہماری زندگی پرفیکٹ نہیں ہو سکتی۔۔۔

کوئی پرفیکٹ زندگی ہوتی ہی نہیں ہے۔۔ہم جیسے انسانوں کی تو بالکل نہیں۔۔۔

ہمارے سیدھے سادھے ماں باپ یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اللہ کے فیصلوں میں چھپی حکمت کو ہم نہیں سمجھ سکتے۔۔۔۔۔اور ہم جیسے انسان اپنے ماں باپ کے مطابق ایک پرفیکٹ زندگی نہیں گزار سکتے۔۔۔

سلمی بیگم نے جو ایمان کا خاکہ بنا رکھا تھا۔۔۔جو پرفیکٹ بت انہوں نے ایمان کا بنایا تھا وہ ٹوٹ چکا تھا۔۔۔اور سلمی بیگم کو اس بات سے بہت تکلیف ہوئی تھی۔۔۔۔ لیکن وہ اس بات سے بے خبر تھیں کہ اپنے وقتی غصے اور انا میں وہ کتنی بڑی غلطی کر آئی تھیں۔

✿••✿••✿••✿

حال۔۔۔۔

ہم جینا سیکھ جائیں گے۔۔۔ جس دن ہم اپنے ماضی سے نکل آئے۔۔۔وہ" ابھی اپنے ماضی سے نہیں نکلی ہے۔۔ جس دن نکل آئے گی اس دن ٹھیک ہو جائے گی"

"اور وہ کیسے اپنے ماضی سے نکل سکتی ہے ؟؟"

اسے قبول کر کے۔۔۔ قبول کرنا ہمیں بہت ساری تکلیفوں سے بچاتا" ہے۔۔۔ماضی جیسا بھی ہوا گر ہم اس سے پیچھا چھڑانا چاہیں گے تو یہ کبھی ہمارا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔۔۔ بلکہ یہ ہم پر حاوی ہو گا۔۔۔ البتہ اگر ہم اسی ماضی کو قبول کر لیں کہ جو ہوا اچھا ہوا۔۔۔ جو ہوا وہ ہونا ہی تھا۔۔۔ جو ہوا کسی "وجہ سے ہوا تو ہم اپنے دماغ پر کنٹرول کر سکتے ہیں۔۔۔

"دماغ پر کنٹرول ہم لوگوں کا کام نہیں ہے۔۔۔"

تم ہی تو کہتے ہو وہ عام نہیں ہے مسٹر جبیل۔۔"ڈاکٹر نے اس کی جانب رخ کیا۔

"ہاں وہ عام نہیں ہے۔۔۔۔"

"تو پھر انتظار کرو۔۔۔اس وقت کا جب وہ اپنے دماغ پر کنٹرول کرتی ہے۔۔۔"

انسانی دماغ سے زیادہ طاقت ور کچھ نہیں ہے۔۔۔انسان جب اس پر کنٹرول کرلیتا ہے تو پھر کائنات کے بڑے رازوں کو پالیتا ہے۔۔۔۔لیکن۔۔۔ لیکن۔۔۔۔بد قسمتی سے اگر ہمارا دماغ ہم پر قبضہ کرلے تو یقینی طور پر ہماری موت پکی ہے۔۔۔۔دماغ ہمارے ساتھ پھر ایسے کھیلتا ہے کہ ہمارا وجود ایک

سوالیہ نشان بن کر رہ جاتا ہے۔۔۔ کسی خونخوار مونسٹر کی طرح جو انسانی جذبات اور انسانی خوف پر پلتا ہے یہ ہمارے خوف کو دگنا کرتا ہے۔۔۔ یہ اس پر پلتا ہے اور پھر ہمیں تباہ برباد کر دیتا ہے۔۔۔!!

یہ ہمیں وہ سب دکھاتا ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔۔۔ یہ ہمیں ہمارے خوفناک اور دردناک لمحے میں قید کر کے رکھتا ہے۔۔۔ یہ ہمیں بار بار مارتا ہے۔۔۔ اور ہم بار بار مرتے رہتے ہیں۔۔۔"

وہ دونوں گلاس ونڈو کے اس پار بیٹھی لڑکی کو دیکھ رہے تھے۔

"نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ میں بے ایمان نہیں ہوں۔۔۔"

اس نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔۔۔ یوں جیسے فضا میں گونجنے والی آواز کو وہ اپنی سماعت تک پہنچنے سے روک رہی ہو۔

اور اس کے ارد گرد ایک ہی جملہ گونجتا تھا۔۔۔

''تم بے ایمان ہو۔۔۔تم بے ایمان ہو۔۔۔''

✿••✿••✿••✿

سید جبیل کے لاہور سے واپس جانے کے بعد وہ اسلام آباد آیا تھا۔۔۔یہاں بھی وہ اسپیشل سکول بنانے کی غرض سے لوکیشن دیکھنے آیا تھا۔۔۔بارش کا موسم تھا۔۔۔وہ گاڑی میں بیٹھا سگنل کھلنے کا انتظار کر رہا تھا جب بس اسٹاپ پر اس نے ایمان کو دیکھا۔۔۔

پہلے وہ ساکت رہ گیا۔۔۔وہ بارش میں بھیگ چکی تھی اور جانے کس دنیا میں پہنچی ہوئی تھی۔۔۔وہ اسے دیکھتا رہا۔۔۔غور سے۔۔۔یوں جیسے جاننے کی کوشش کر رہا ہو کہ اس کے ذہن میں کیا چل رہا تھا۔۔۔

وہ اس سے مکمل طور پر بے خبر تو نہیں تھا پر کوشش کر کے اسے نظر انداز کرنے کی کوشش ضرور کر رہا تھا۔۔

اس کا نکاح ہو چکا تھا اور وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کی وجہ سے ایمان کی زندگی مزید ڈسٹرب ہو۔۔۔

وہ گاڑی سے باہر نکلا اور اس کی جانب بڑھا۔۔۔ لیکن وہ اس قدر غائب دماغ تھی کہ اگر اس کے ارد گرد دھماکہ بھی ہو جاتا تو وہ شاید ہلتی بھی نا۔۔۔

اس نے جیکٹ اس کے کندھوں پر ڈالی اور خاموشی سے واپس پلٹ گیا۔۔۔۔

وہ نہیں چاہتا تھا ایمان اسے دیکھے اور اس کی آنکھوں میں نفرت ابھرے۔۔۔۔

وہ تب تک نہیں گیا جب تک وہ بس میں بیٹھ نہیں گئی۔۔۔ وہ اس کے ساتھ ہی رہا۔۔۔ اور جب وہ اپنے اپارٹمنٹ پہنچ گئی تو وہ اسی خاموشی سے اپنی گاڑی واپس موڑ کر وہاں سے جا چکا تھا۔

وہ تین دنوں سے اسلام آباد میں تھا۔۔۔اور ان تین دنوں میں وہ ایک پل بھی اس کے ذہن سے نہیں نکلی تھی۔۔۔ تھک ہار کر اس نے گاڑی کی سیٹ سے پشت ٹکا کر آنکھیں موندھ لیں۔

تم میرے ذہن سے اتر جاؤ
میں تمہیں عمر بھر دعا دوں گا

!میں عبدل نہیں ہوں

آخر آپ میرے اتنے امتحان کیوں لے رہے ہیں؟؟آخر کب تک میں "
"آپ کی بے رخی برداشت کروں؟؟؟

دائمہ اس کے رویے سے تنگ آچکی تھی۔ مسلسل اپنے میسجز کو اگنور ہوتے دیکھ کر وہ بالآخر پھٹ ہی پڑی۔

حاد نے اسے بولنے دیا۔۔۔ وہ جانتا تھا دائمہ غلط نہیں تھی۔ غلط تو وہ سب تھے۔۔ جب اسے سچائی پتا چلتی جانے وہ کیا کرتی۔

"اب آپ چپ کیوں ہیں؟ کچھ بولیں کوئی جواب دیں۔۔ آپ کی اس خاموشی نے میرا جینا حرام کر دیا ہے۔۔۔ ویسے تو آپ گھنٹوں بولتے ہیں اپنے سیشنز میں، لیکن میرے لیے آپ کے پاس ایک لفظ بھی نہیں ہے۔۔۔ کیا آپ کو ذرا سا احساس نہیں۔۔"

"احساس ہے دائمہ اسی لیے خاموش ہوں۔۔"

اس کے لبوں سے اپنا نام سن کر وہ ساکت ہو گئی۔۔۔فون کان سے لگائے وہ جانے کتنے لمحے اس سحر میں جکڑی رہی جو اپنا نام اس کے لبوں سے سننے پر قائم ہوا تھا۔

"میں آپ کی بچپن کی فیانسی ہوں۔۔اس کے علاوہ ہم کزنز بھی ہیں۔۔۔ہمارے دو دو رشتے ہیں۔۔کیا آپ کے پاس کسی ایک رشتے کے لیے بھی ٹائم نہیں ہے؟؟" وہ نم آنکھوں سے شکوہ کر رہی تھی۔اس کی بات سن کر حاد نے گہرہ سانس لیا تھا۔پہلے ہی سید جبیل پچھلے دو دنوں سے لاہور میں اس کے ساتھ رہ رہے تھے۔۔۔وہ ان کی موجودگی میں کافی محتاط تھا۔۔۔اسے پہلے ہی دال میں کچھ کالا لگ رہا تھا اور اب دائمہ کی یہ ضد۔۔۔اسے سمجھ نہ آیا کیا کرے۔

ایک کزن ہونے کے ناطے تم میرے لیے قابل احترام ہو۔۔"وہ بس اتنا"
ہی کہہ پایا۔۔۔دوسری جانب دائمہ کو اپنا دل بیٹھتا محسوس ہوا تھا۔۔
وہ ڈرائنگ روم میں تھی جہاں دیوار پر حشام جبیل کی پینٹنگ تھی۔۔۔۔
اس کا سائز پوری دیوار سے کچھ ہی کم تھا۔۔۔سفید کلف لگے کپڑوں میں، سیاہ
شال کندھوں پر ڈالے وہ شخص ہاتھ میں کوئی کتاب لیے کرسی پر بیٹھا
تھا۔۔۔وہ کتاب پڑھ رہا تھا۔
بنانے والے بڑی فرصت سے بنایا تھا۔۔وہ سحر انگیز تھا۔۔۔۔وہ اسے دیکھتی
رہی۔۔۔
وہ جب جب یہ پینٹنگ دیکھتی تھی اسے احساس ہوتا تھا کہ اس کی ماں آخر
کیوں اس شخص کے عشق میں اتنی بری طرح گرفتار ہوئی تھی کہ سالوں
گزر جانے کے بعد بھی وہ عشق قائم رہا۔۔۔
اس نے چہرہ گھمایا اور پھر اس کی نظر اس بڑے سے فریم پر پڑی جس میں اس
کی تصویر لگی تھی۔۔۔۔

وہ حاد جبیل جو ظاہری حلیے میں کس قدر حشام جبیل سے ملتا تھا۔۔۔ یہ تصویر اسی ڈرائنگ روم میں کھینچی گئی تھی۔۔ حشام جبیل کی دیوار گیر پینٹنگ کے نیچے رکھے بھورے رنگ کے بڑے سے صوفے پر وہ براجمان تھا۔۔ اس نے اسی طرح کا سفید کلف لگا سوٹ پہن رکھا تھا۔۔۔ البتہ کندھوں پر گہرے بھورے رنگ کی شال تھی۔۔۔ یہ فوٹو بھی اسی پینٹنگ کے سائز کی تھی۔۔۔ اور کمال یہ تھا کہ اس فوٹو میں حاد جبیل اور حشام جبیل دونوں تھے۔۔۔ کیونکہ حاد کے پیچھے تھوڑا اوپر دیوار پر حشام جبیل کی پینٹنگ تھی۔۔۔

"کیا میری ماں کی طرح میں بھی اس شاندار شخص سے محروم رہ جاؤں گی؟؟" اس نے تاسف سے سوچا۔

ہر گز نہیں۔۔۔" پھر اس نے سر جھٹک دیا۔ وہ جیسے چونکی۔۔۔ وہ تو فون پر بات کر رہی تھی پر اس کی تصویر نے دائمہ کو ایسا الجھایا کہ وہ بھول ہی گئی۔۔

اس نے جلدی سے فون کو دیکھا۔۔ پر کال کٹ چکی تھی۔

حاد جبیل کے پاس اتنا ٹائم نہیں تھا کہ وہ فرصت سے بیٹھ کر اس کی خاموشی سنتا۔

دائمہ کا دل کلس کر رہ گیا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں آنسوں بھر آئے۔۔۔ ہتھیلی سے رگڑتے ہوئے اس نے سید جبیل کا نمبر ملایا۔ اب وقت آ گیا تھا کہ دو ٹوک بات کی جاتی۔

✿••✿••✿••✿

دیکھو برخوردار میں تم سے صاف صاف بات کرنا چاہتا ہوں اور میں جانتا" ہوں تم میری بات کا مان رکھو گے۔۔اپنے باپ کی طرح بالکل نہیں کرو گے۔۔"

دائمہ سے بات کرنے کے کچھ دیر بعد ہی سید جبیل نے اسے لاؤنج میں طلب کر لیا تھا۔۔وہ ملتان واپس نہیں جا رہے تھے اور ان کی یہ بات حاد کو کھٹک رہی تھی۔

سعد وہیں لاؤنج سے ملحقہ کچن میں کھڑا کافی بنا رہا تھا۔

جی بابا بولیں۔۔" وہ کھڑا تھا۔کچھ دیر پہلے تک سعد حاد کے ساتھ اس کے" کمرے میں تھا۔وہ کسی اہم میٹنگ میں مشغول تھے۔سید جبیل نے اس کی بات سن کر گلا کھنکارا اور کن انکھیوں سے سعد کی جانب دیکھا۔واضح اشارہ تھا کہ وہ سعد کی موجودگی میں بات نہیں کرنا چاہتے۔

سعد اور حاد کو اکٹھا دیکھ کر سید جبیل کو بے اختیار مکی اور آر جے یاد آتے تھے۔۔۔ فرق صرف یہ تھا یہ دونوں شریف تھے اور وہ دونوں۔۔۔

لاحولہ" سید جبیل نے فوراً سر جھٹکتے ان عجیب و غریب حلیے والے مکی اور آر جے کا خیال ذہن سے نکالا۔

"آپ بات کر سکتے ہیں۔۔۔ سعد میرے لیے فیملی کی طرح ہے۔۔"
حاد سنجیدہ لہجے میں کہتا ان کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔
وہ اسی انداز میں بیٹھا جس انداز میں سید جبیل بیٹھے تھے۔

کوئی بات نہیں حاد بھائی۔۔ آپ لوگ آرام سے بات کریں میں یہ کافی لے کر اوپر جا رہا ہوں۔۔" سعد نے کہا اور تیزی سے کپ اٹھا کر سیڑھیوں کی جانب بڑھا۔۔۔ سید جبیل کی شخصیت ہی ایسی تھی کوئی ان کے سامنے

مشکل سے ہی ٹک پاتا تھا۔اس کے جانے کے بعد سید جبیل نے حاد کو دیکھا۔۔وہ ان کے عین سامنے بیٹھا تھا۔۔۔درمیان میں کانچ کا بڑا سا ٹیبل تھا۔

حاد بالکل بھی گھبرایا ہوا نہیں لگ رہا تھا۔۔۔وہ جانتا تھا سید جبیل اس وقت اس سے دادا نہیں بلکہ سید حیدر جبیل کی خاصیت سے کوئی حکم دینا چاہ رہے تھے۔۔۔

تو کیوں نا ان سے صرف حاد نہیں بلکہ حاد جبیل بن کر ملا جاتا۔

دیکھو اب وقت آگیا ہے کہ تم دونوں کی شادی کر دی جائے۔۔۔دائمہ کی" اور تمہاری۔۔"وہ اپنے باپ کی طرح ان کے ہاتھ نہیں آتا تھا البتہ سید جبیل جانتے تھے وہ حشام جبیل کی طرح اخلاقیات کا قائل ہے۔۔۔وہ انکار نہیں کر پائے گا۔

اور آپ کو کیوں لگا وہ وقت آ چکا ہے ؟؟" وہ انہی کے انداز میں پوچھنے لگا۔"

سید جبیل نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔

وہ خاکستری رنگ کی پینٹ پر سیاہ فارمل شرٹ پہنے ہوا تھا۔۔ شرٹ کے اوپر کے دو بٹن کھلے تھے اور کف کہنیوں سے ذرا نیچے تک فولڈ تھے۔ اسکے بال پیچھے کی جانب سلیقے سے سیٹ تھے۔ اس کی گرے چمکتی آنکھیں سرخ تھیں۔۔ تھکاوٹ اور رت جگوں کی شکار۔۔۔ وہ کتنا بھی تھکا ہوتا پر ہمیشہ ایسے ہی رہتا تھا۔۔۔ سید جبیل تو کیا کبھی کسی نے اسے رف حلیے میں نہیں دیکھا تھا۔

تم دونوں کی شادی کی عمر ہو گئی ہے۔۔۔ اور بچیوں کی جتنی جلدی شادی ہو" اتنا اچھا ہے۔۔" سید جبیل بھی سنجیدہ تھا۔

وہ تو ٹھیک ہے۔۔۔میں لڑکی ڈھونڈ لوں گا اپنے لیے پر دائمہ کا کیا؟؟آپ ”

“نے اس کے لیے لڑکا ڈھونڈ لیا۔۔؟؟

وہ نارمل انداز میں کہتا سید جبیل کو سلگا گیا تھا۔۔۔

وہ اتنا معصوم کیوں بن رہا تھا؟

کیا مطلب لڑکا ڈھونڈ لیا؟؟میں تمہاری اور دائمہ کی شادی کی بات کر رہا ”

ہوں۔۔“سید جبیل نے ضبط کرتے کہا۔

آپ سے یہ کس نے کہا میں دائمہ سے شادی کر رہا ہوں؟؟“اس نے اس ”

بار سید جبیل کی آنکھوں میں دیکھتے پوچھا۔

وہ ہمیشہ سے اپنے بڑوں کی خوشیوں کے لیے بہت کچھ کرتا آیا تھا۔۔۔وہ ان

کو خوش دیکھنے کے چکر میں ایمانے کا دل توڑ چکا تھا۔۔۔

"وہ تمہاری منگیتر ہے۔۔۔ کیسی باتیں کر رہے ہو؟؟"

آپ بھول رہے ہیں وہ میری نہیں عبدل کی منگیتر ہے۔۔۔ جبکہ میں" عبدل نہیں ہوں۔۔۔ "اس نے ایک ایک لفظ پر زور ڈالتے کہا۔ سید جبیل خاموش ہو گئے۔۔۔ وہ بس اسے گھورتے رہے۔۔۔ فوراً کوئی جواب نہیں بن پایا تھا۔

وہ تمہیں ہی عبدل سمجھتی ہے۔۔۔ "کافی دیر بعد وہ بولے تو ان کی آواز" میں پہلے جیسی سختی نہیں تھی۔
حادان کی بات سن کر ہولے سے مسکرا دیا۔۔۔ پھیکی مسکان۔۔۔ خود کا مذاق اڑاتی ہوئی۔۔۔ وہ اب صوفے سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔۔۔ اس کی داہنی کہنی صوفے کے بازو پر ٹکی تھی، انگوٹھے سے وہ اپنی ٹھوڑی سہلا رہا تھا، اور نظر

دائیں جانب موجود اس دیوار پر جمی تھی جہاں آر جے، ملی اور شاموں کا کا کی بہت ساری تصویریں چسپاں تھیں۔

"یہ آپ لوگوں کی غلطی ہے۔۔میری نہیں۔۔میں عبدل بن کر کسی لڑکی کی زندگی میں داخل نہیں ہو سکتا۔۔۔میں یہ شادی نہیں کر سکتا۔۔۔"

اس کا انداز اتنا دو ٹوک تھا کہ سید جبیل ساکت رہ گئے۔۔۔وہ کچھ کہنا چاہتے تھے۔۔۔لب پھڑ پھڑائے پر الفاظ اندر ہی کہیں دب گئے۔ان کے تصور کے پردے پر دائمہ کا چہرہ ابھرا۔۔۔

"دائمہ کا دل ٹوٹ جائے گا حاد۔۔۔" وہ اب سید جبیل سے اس کے دادا بن آئے تھے۔

"میں نے اس کا دل کبھی رکھا ہی نہیں بابا جان۔۔۔"

وہ بھی انہی کے انداز میں بولا تھا۔

تو اب رکھ لو۔۔۔ میں اس بچی کو روتا ہوا نہیں دیکھ سکتا۔۔" وہ اب جیسے "
التجا کر رہے تھے۔

"یہ میرے بس میں نہیں ہے۔۔۔"
وہ ابھی بھی اپنی ٹھوڑی کو سہلا رہا تھا۔

میں اس کو کیا جواب دوں گا؟؟" سید جبیل اب حقیقتاً پریشان ہو گئے "
تھے۔۔ اتنا تو وہ جان گئے تھے کہ سامنے بیٹھا لڑکا روحان جبیل عرف
آرجے کی اولاد تھا۔۔ وہ اپنا فیصلہ بدلنے والا نہیں تھا۔

یہ مجھے کیسے معلوم ہو گا؟؟ بہتر ہو گا آپ اسے سچ بتا دیں۔۔ میں عبدل ”
“نہیں حاد ہوں۔۔۔

بر خوردار تم مجھے مشکل میں ڈال رہے ہو۔۔۔“ سید جبیل کے تنے ”
کندھے ڈھیلے پڑ گئے۔۔۔

“اور آپ مجھے ایک معصوم لڑکی کو دھوکا دینے پر مجبور کر رہے ہیں۔۔ ”
وہ اب ان کی جانب متوجہ ہوا۔

ویسے بھی عبدل زندہ ہے۔۔۔ وہ لوٹ آئے گا۔۔۔ میں اسے لے آؤں ”
“گا۔۔۔

"تم نے تواد ھم کو لانے کا بھی وعدہ کیا تھا۔۔ تم نے تو روحان جبیل کو ڈھونڈ لانے کا بھی وعدہ کیا تھا۔۔"

سید جبیل نے اٹھتے اٹھتے اس پر چوٹ کی۔

"حاد جبیل اپنے وعدے پر قائم ہے۔۔۔"

سید جبیل اس کی شاندار شخصیت کو دیکھ کر گہرا سانس لیتے اپنے کمرے کی جانب بڑھے۔

"آپ کل ملتان واپس چلے جائیں۔۔۔ یہ میرا کام ہے میں سے اپنے طریقے سے کرنا چاہتا ہوں۔۔۔"

سید جبیل ٹھہرے ضرور تھے۔۔ لیکن پلٹ کر نہیں دیکھا۔۔ وہ پھر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔۔۔ ان کے جانے کے بعد اس نے اپنا سانس بحال کیا۔

کتنا مشکل تھا نا حشام جبیل سے روحان جبیل بننا۔۔۔

سر جھکا کر بڑوں کی مان لینے سے اپنے حق کے لیے لڑنا۔۔۔

کتنا مشکل تھا نا۔۔۔اپنی مرضی سے جینا۔۔۔

اگلی صبح سید جبیل ملتان واپس چلے گئے اور وہ اسلام آباد آگیا اس بات سے بے خبر کہ اس کی سزا شروع ہونے والی تھی۔۔۔۔

✿••✿••✿••✿

سلمی بیگم واپس تو آگئی تھی لیکن وہی جانتی تھیں کہ پورے راستے ان پر کیا گزری تھی۔۔ان کی طبیعت خراب ہو گئی تھی۔۔۔۔ حمیزہ نے انہیں بڑی

مشکل سے سنبھالا تھا۔۔ان کی رات آنکھوں میں کٹی تھی۔۔ حمیزہ کی نظروں میں تو بار بار ایمان کا چہرہ ابھر رہا تھا۔۔

اس شام گھر کا چولہا نہیں جلا۔۔نہ کچھ پکا یا نہ کچھ کھایا۔۔

سلمی بیگم کے لیے یہ غم کسی موت سے کم نہیں تھا کہ ان کی بیٹی کو طلاق ہو گئی تھی۔۔۔

کیا جواب دیتیں وہ سب کو؟؟یہی خیال انہیں کھا رہا تھا کہ لوگ کیا کہیں گے۔۔۔رات آہستہ آہستہ ڈھلنے لگیں۔۔۔

آہستہ آہستہ جب غصے اور نفرت کی شدت کم پڑنے لگی تو ایمان کا چہرہ ان کی آنکھوں کے سامنے لہرایا۔۔۔

اس کی حالت بالکل بھی ایسی نہیں تھی کہ وہ اس طلاق سے خوش تھی یا اس نے جان بوجھ کر ایسا کچھ کیا تھا۔۔

دماغ نے کام کرنا شروع کیا تو انہیں احساس ہوا کہ مشارب کیا کرنے جا رہا تھا۔۔۔

بیٹی کا گناہ ان کی نظروں میں کم پڑا تو انہیں احساس ہوا کہ مشارب کتنا بڑا گناہ کرنے جا رہا تھا۔۔اگر اس کی ماں ایسا نہ کرتی تو وہ کبھی مانتا ہی نہ کہ وہ ایمان کو طلاق دے چکا ہے۔۔

ان کی بے چینی بڑھنے لگی۔۔۔

فجر کی اذان سے ذرا پہلے انہوں نے حمیزہ کو پکارہ۔۔۔

ایمان کا نمبر ملاؤ مجھے اس سے بات کرنی ہے۔۔'' سلمی بیگم کے دل کو اب'' کچھ ہو رہا تھا۔

''شام سے ملا رہی ہوں امی۔۔۔ان کا نمبر بند جا رہا تھا۔۔''

سلمی بیگم کے دل کو ہاتھ پڑا تھا۔

جلدی سے ٹکٹ بک کرو۔۔۔ ہم اسے لینے جارہے ہیں واپس۔۔۔"

انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا تو خیال آیا کہ مشارب جیسا انسان ان کی بیٹی کو اس پرائے شہر میں کوئی بھی نقصان پہنچا سکتا تھا۔۔

"ایمان میری بچی۔۔۔"

کبھی کبھی احساس ہونے تک پانی ہمارے سر کے اوپر سے گزر چکا ہوتا ہے۔

✿••✿••✿••✿

اس سے پہلے تو دعاؤں پر یقیں تھا کم کم

تو نے چھوڑا تو مناجات کا مطلب سمجھے

"مسٹر ماثیل۔۔۔اٹھ جائیں۔۔۔"

مارتھا نے اس کے کمرے کی لائٹ آن کرنے کے بعد ایک جھٹکے سے دیوار گھیر کھڑکی سے پردے ہٹا دیے۔۔۔ باہر سورج چمک رہا تھا۔۔۔ جس کی روشنی سیدھا اس کے چہرے سے ٹکرائی۔۔

وہ جانے کب سے سو رہا تھا۔۔۔ بہت دنوں سے وہ اس کمرے سے باہر نہیں نکلا تھا۔۔۔انسٹیٹیوٹ بند ہو چکا تھا۔۔

اس نے مجسمہ سازی کب کی چھوڑ دی تھی۔۔اس نے شنایا سے بڑی مشکل سے پیچھا چھڑایا تھا۔۔ جانے کیوں وہ جب بھی اس کے سامنے آتی تھی ماثیل کی تکلیف مزید بڑھ جاتی تھی۔۔۔

اسی لڑکی کے ساتھ وہ اپنی محبت سے مکر کر بے وفا ہوا تھا۔۔۔۔ یہ خیال اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا تھا کہ ایمان نے اسے اور شنایا کو ایک ساتھ دیکھا تھا۔۔

اس کے کمرے میں جگہ جگہ سگریٹ کے ٹکڑے بکھرے ہوئے تھے۔۔۔وہ نشہ کر کر کے بھی تنگ آچکا تھا۔۔نہیں گیا تو یہ خیال نہیں گیا کہ وہ بے وفا تھا،،ایمان نہیں۔۔۔

نہیں گئی تو وہ تکلیف نہیں گئی تھی جو اس کے اندر شدت پکڑتی جارہی تھی۔۔۔وہ ان سب خیالوں سے بچنے کے لیے سونا چاہتا تھا۔۔۔وہ نیند میں ڈوبا رہتا تھا۔۔۔۔وہ خود کو نہیں بلکہ اپنے دماغ کو سلانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔جیسے ہی اس کا دماغ ہوش میں آتا تھا وہ اسے کچوکے لگانا شروع کر دیتا تھا۔

مار تھا جاؤ یہاں سے۔۔۔"اس نے تکیے کے نیچے منہ چھپاتے کہا۔"

"پہلے آپ اٹھ کر ناشتہ کر لیں۔۔۔"

سب ختم ہو چکا تھا پر مار تھا انسٹیٹیوٹ سے نہیں گئی تھی۔۔۔وہ آج بھی وہیں کام کر رہی تھی وہ بھی بنا پیسوں کے۔۔۔اس نے ماثیل کا عروج دیکھا تھا۔۔۔اب کیسے اس کے زوال میں اسے چھوڑ دیتی۔۔۔

ویسے بھی وہ اکیلی تھی۔۔اولاد تو تھی نہیں۔۔شوہر طلاق دے چکا تھا۔۔اس نے پورا انسٹیٹیوٹ سنبھالا ہوا تھا اور بدلے میں ایک اچھی اور آزاد زندگی گزار رہی تھی۔

سارے ملازموں کی چھٹی کر دی تھی۔۔۔وہ خود ہی کام کرتی تھی۔ کھانا بھی خود ہی بنا لیتی۔۔۔

"مجھے نہیں کھانا۔۔۔تم جاؤ یہاں سے۔۔۔"

وہ غصے سے چلایا۔

میں تو چلی جاتی ہوں پر جانا تو آپ کو چاہیے۔۔۔وہ بھی پاکستان۔۔۔"وہ ابھی تک ونڈو کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔سورج کی روشنی میں اس کا سایہ ماثیل کے بیڈ پر پڑ رہا تھا۔۔کمرے میں ماثیل کی ہی بنائی گئی من پسند مورتیاں رکھی تھی۔اس کی بات سن کر ماثیل ساکت ہوا۔۔۔اور پھر اٹھ بیٹھا۔۔۔اس کا حلیہ عجیب تھا۔۔۔بال بکھرے ہوئے تھے شیو بڑھی ہوئی تھی۔۔آنکھیں سرخ انگارہ تھیں۔۔اور حال کسی مجنوں سے کم نہیں لگ رہا تھا۔

تمہیں ایسا کیوں لگا مجھے پاکستان جانا چاہیے؟؟"اس نے مارتھا کی جانب" دیکھنے کی کوشش کی پر سورج کی تیز روشنی کی وجہ سے دیکھ نہیں پایا۔

مس ایما کی آخری وش سمجھ کر۔۔۔وہ چاہتی تھیں آپ پلٹ جائیں۔۔"وہ" سر جھکائے بیٹھا رہا۔

اور میرا کیا ہو گا۔۔۔“اس نے بند ہوتی آنکھوں کے ساتھ دوبارہ سوال کیا۔

”شاید آپ کی تکلیف میں کمی آجائے۔۔۔“

وہ خاموش رہا۔۔

میں ناشتہ لگا رہی ہوں۔۔۔ جلدی آجائیں۔۔۔ بہت ہو گیا یہ سوگ۔۔۔ ایک سال گزر گیا ہے۔۔ایک سال بہت لمبا عرصہ ہوتا ہے۔۔“وہ عام لہجے میں کہتی کمرے سے نکل گئی۔۔ جبکہ ماثیل وہیں بیٹھا رہا خالی ن۔ظروں سے سامنے دیوار کو گھورتا ہوا۔

تجھ کو بھی چھوڑ کر جائے تیرا اپنا کوئی

تو بھی اک روز مکافات کا مطلب سمجھے

اس نے اپنے تصور میں اس سے شکوہ کیا تھا۔۔۔وہ جو اسے چھوڑ کر بہت دور جا چکی تھی۔

✿••✿••✿••✿

ڈاکٹر صاحبہ مریضہ اپنے کمرے میں نہیں ہے۔۔۔"نرس نے آکر اسے" اطلاع دی۔۔

کیا مطلب اپنے کمرے میں نہیں ہے؟؟"وہ حیران ہوئی۔"

"مطلب وہ کہیں بھی نہیں ہے۔۔۔ہم نے سب جگہ چیک کر لیا ہے۔۔"

وہ جھٹکے سے اپنی کرسی سے اٹھی۔۔اور نرس کے ساتھ ہی ایمان کے کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔لیکن وہ کہیں نہیں تھی۔۔

پورا ایک گھنٹہ ڈھونڈنے اور انتظار کرنے کے بعد اس نے بالآخر حاد کا نمبر ملایا تا۔

ڈاکٹر مہک کا تعلق روحان جبیل کی والدہ عائشہ جبیل کے خاندان سے تھا۔۔وہ روحان جبیل کے ماموں زاد کی بیٹی تھی۔۔۔یوں وہ حاد کی سیکنڈ کزن تھی۔۔

وہ چلی گئی۔۔۔"جیسے ہی حاد نے فون اٹھایا مہک نے گویا دھماکہ کیا۔"

چلی گئی؟؟؟لیکن کہاں۔۔؟؟"وہ جسے ساکت ہو گیا۔"

پتا نہیں۔۔۔" اس نے دھیمے لہجے میں جواب دیا۔ دوسری جانب"
خاموشی چھا گئی۔

✿••✿••✿••✿

کبھی کبھی ہم بہت دیر کر دیتے ہیں۔۔۔ اپنی طرف سے پوری کوشش کرتے ہیں پر دیر ہو جاتی ہے۔۔۔ سلمی بیگم نے بھی پہنچنے میں دیر کر دی تھی۔۔۔
جب وہ ہسپتال پہنچیں تو انہیں یہی خبر ملی تھی کہ وہ وہاں نہیں تھی۔۔۔ وہ جا چکی تھی۔۔
اس کے اپارٹمنٹ کا پتہ نکال کر وہاں پہنچے تو وہاں کوئی نہیں تھا۔۔۔
سلمی بیگم کو زمیں اپنے پیروں سے نکلتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ حمیزہ کی حالت بھی وہی تھی۔

یہ میں نے کیا کر دیا۔۔۔؟؟" وہ اب پچھتا رہی تھیں۔۔۔پر پچھتانے کا"
فائدہ نہیں تھا۔

جو ہونا تھا ہو چکا تھا۔۔۔ڈاکٹر مہک نے انہیں سمجھا کر واپس بھیجا تھا کہ ایمان
ایک سمجدار لڑکی تھی۔۔
وہ یقیناً ناراض ہو کر کہیں گئی تھی۔۔۔بہت جلد لوٹ آتی۔۔۔پر کوئی نہیں
جانتا تھا آنے والا وقت کیسا تھا۔

✿••✿••✿••✿

وہ جیسے زمین سے غائب ہی ہو چکی تھی۔۔۔۔اسے ڈھونڈنے میں حادنے
بہت سے دن لگائے تھے۔۔۔اس کا فون بند تھا۔۔۔اس نے ایک پل کے
لیے بھی آن نہیں کیا ورنہ وہ پتا لگا لیتا وہ کہاں تھی۔۔۔

سلمی بیگم روز ڈاکٹر مہک کو کال کرتیں۔۔۔وہ انہیں تسلی دیتی کہ ایمان مل جائے گی۔۔۔وہ اسے ڈھونڈ رہی تھی۔۔پر وہ نہ ملی۔۔۔اسے ملنا ہی نہیں تھا۔۔

وہ جو چند دنوں کے لیے اسلام آباد آیا تھا اب ایک مہینہ ہو گیا تھا۔۔۔وہ اسے نہیں ڈھونڈ پایا تھا۔۔۔اسے اس وقت اپنی حثیت کا اندازہ ہوا تھا کہ اتنی ایڈوانس ٹیکنالوجی پر گرفت رکھنے کے باوجود وہ ایمان کی لوکیشن نہیں جان پایا تھا۔۔

وہ آنکھیں بند کیے کرسی سے ٹیک لگائے بیٹھا ہاتھ کی دو انگلیوں سے پیشانی کو مسل رہا تھا۔۔لیپ ٹاپ سامنے میز پر رکھا تھا۔۔۔

لوکیشن از ناٹ فاؤنڈ۔۔۔"یہ اس کی اے آئی تھی۔"

وہ ایمان کے موجودہ نمبر سے اس کے فون تک رسائی تو حاصل کر چکا تھا پر لوکیشن ابھی تک نہیں ملی تھی۔

اس نے گہرہ سانس لیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ لیپ ٹاپ اس نے بند کر دیا۔۔
سردیوں کی شدت میں پھر سے اضافہ ہو رہا تھا۔
وہ جیکٹ پہن کر سر پر کیپ اوڑھتے ہوئے باہر نکل آیا۔۔۔ پارکنگ ایریا سے گاڑی نکالی اور یونہی گھومتا رہا۔۔۔ کچھ دیر بعد وہ ایمان کے اس اپارٹمنٹ کے سامنے کھڑا تھا جس کے تھرڈ فلور پر وہ رہتی تھی۔۔۔ وہ روز یہاں آجاتا تھا۔۔۔ یہ بے اختیار تھا۔۔۔ وہ جانتا تھا اس کا فلیٹ پچھلے ایک مہینے سے بند تھا۔۔۔ پھر بھی وہ وہاں آجاتا تھا۔۔۔ اسے خود سمجھ نہیں آتا تھا وہ ایسا کیوں کرتا تھا۔

وہ یونہی گاڑی میں بیٹھا رہا۔۔۔جیسے وہ ویلنیسا میں کرتا تھا۔۔بہت خاموشی سے اس پر نظر رکھتا تھا۔۔یوں جیسے وہ ابھی اندر سے نکل آئے گی اور کسی مارکیٹ جائے گی گروسری کرنے۔۔۔

وہ آج بھی وہ طوفانی رات نہیں بھولا تھا جس رات ایمان نے ویلنسیا میں اپنی شال اتار کر اس بچے کو دی تھی۔۔۔اور کھانے پینے کا سارا سامان دے دیا تھا۔۔۔

وہ منظر اسے آج بھی پوری جذئیات سے یاد تھا۔۔

یاد یاد میں فرق ہوتا ہے۔۔

کچھ لوگوں کی یادوں میں ہم مر چکے ہوتے ہیں۔۔۔اور لوگ سوگ مناتے رہتے ہیں۔۔جیسے کہ ادھم جبیل۔۔۔۔

اور کچھ لوگ ہمیں اپنی یادوں میں ہمیشہ زندہ رکھتے ہیں اور وہ ہم تک پہنچنے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔۔۔ جیسے کہ حاد جبیل۔۔۔۔ جو اس ڈھونڈنے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔

وہ گاڑی میں بیٹھا تھا۔۔۔ اور اس کا ذہن اس منظر کو تازہ کر رہا تھا جب وہ اکیڈمی میں داخل ہوئی تھی۔۔۔ وہ اور مرتضٰے لان میں بیٹھے تھے۔

اگر تھوڑی سی محنت کی جائے تو یہ لڑکی لکھنے کے ساتھ ساتھ اچھا بول بھی" لے گی۔۔" مرتضٰے نے کہا تھا۔ اور وہ بنا ان کی جانب دیکھے آگے بڑھ گئی تھی۔

کیا اس نے ابھی ابھی ہمیں نظر انداز کیا ہے۔۔؟؟" مرتضٰے نے حیرت" سے حاد کو دیکھا تھا۔

اب تم اس کی اتنی تعریف کر رہے تھے۔۔اگر وہ یہاں رک کر ہم سے ''
بات کرنے کی کوشش کرتی تو میں ڈس اپائونٹ ہو جاتا۔۔اچھا ہوا وہ گزر گئی۔۔''

وہ ایک دم سے ماضی سے نکل کر حال میں آیا۔۔۔تب اسے احساس ہوا کہ وہ مسکرا رہا تھا۔۔۔یہ احساس ہی بڑا عجیب تھا۔۔۔وہ کافی عرصے بعد دل سے مسکرایا تھا۔۔۔وہ بھی اس کے خیال کو ذہن میں سموئے۔۔۔۔

تو کیا وہ اس کے اندر کہیں زندہ تھی؟؟ہمیشہ سے وہیں تھی؟؟؟اس نے سر جھکا کر ٹھوڑی سینے سے لگالی۔۔۔

”ایمانے ہماری ہے سنا تم نے۔۔۔وہ ہماری ہے تمہیں اسے لانا ہی ہو گا۔۔ نہیں تو اچھا نہیں ہو گا۔۔“

عبدل کے الفاظ اس کی سماعت سے ٹکرائے۔اسے یاد تھا اس نے ایک بار ایمانے کی تصویر لگے فریم کو الٹ کر رکھ دیا تھا۔

”اگر تم نے دوبارہ ایمانے کی تصویر کو ہاتھ لگایا تو میں تمہارا اگلا کاٹ دوں گا۔۔“

عبدل نے اسے کیسی دھمکی دی۔۔۔وہ پھر سے مسکرا دیا۔۔۔

وہ دونوں اسے بہت عزیز تھے۔۔۔عبدل اور ایمانے۔۔۔دونوں ظالم تھے جنہوں نے خود کو اس سے دور کر لیا تھا۔

وہ تھوڑی سینے سے ٹکائے بیٹھا رہا۔۔۔ وہ حاد جبیل اس کی شخصیت سے پوری دنیا ناواقف تھی۔۔۔ وہ جو راز جیسا تھا۔۔۔ وہ کسی عام لڑکے کی طرح بیٹھا مسکرا رہا تھا۔۔۔ کیونکہ وہ تو ہمیشہ سے وہاں تھی۔۔۔ اس کے اندر۔۔۔ اس کے دل میں۔۔۔۔

وہ جانے کتنی دیر وہاں بیٹھا رہتا جب اچانک اس کی نظر مشارب پر پڑی۔۔۔ وہ چونک گیا۔۔۔ وہ اسے پہچان گیا تھا۔۔۔ مشارب اندر گیا تھا پھر کچھ دیر بعد باہر نکل آیا۔۔۔ وہ اب اپنی گاڑی میں بیٹھ کر اسے اسٹارٹ کرتا ایک جانب گیا تھا۔۔۔ اور حاد کے جبڑے بھینچ گئے۔۔۔ اس نے اپنی گاڑی اس کی گاڑی کے پیچھے لگا دی۔ آج وہ یقیناً نہیں بچنے والا تھا۔

✿••✿••✿••✿

درد جب حد سے بڑھ جاتا ہے تو انسان روتا نہیں ہے بلکہ پتھر ہو جاتا ہے۔۔۔ جیسے وہ ہو گئی تھی۔۔ کبھی کبھی ہمارے لیے قیامت آتی ہے اور خاموشی سے ہمیں برباد کر کے چلی جاتی ہے۔۔۔ دنیا کو پتا ہی نہیں چلتا۔۔۔ ایسا ہی اس کے ساتھ بھی ہوا تھا۔۔۔

وہ پوری دنیا سے لڑ سکتی تھی۔۔۔ مشارب جیسے سو انسانوں سے۔۔۔ لیکن سلمی بیگم سے نہیں۔۔۔ وہ ہار گئی تھی۔۔۔ اور اسے لگا وہ سب ہار گئی ہو۔۔۔ اس نے ایماندار رہنے کے لیے کیا کچھ نہیں کیا تھا۔۔۔ پر بالآخر وہ بے ایمان کہلائی۔۔۔

سلمی بیگم کے جانے کے بعد وہ خاموشی سے ہسپتال سے نکل آئی۔۔۔ اس کا یہاں کیا بچا تھا؟ کچھ بھی نہیں۔۔

وہ اب رو نہیں رہی تھی۔۔۔اس نے سب سے پہلے اپنے فون کو بند کر کے ایک گہرائی والی جگہ پر پھینکا تھا۔۔۔کئی بار اس نے خود کشی کا سوچا پر پھر وہ رک جاتی۔۔۔وہ اتنی بہادر نہیں تھی کہ خود کشی کر کے اللہ کی ناراضی ہمیشہ کے لیے مول لے لیتی۔۔۔اس دن اس نے آخری بار اے ٹی ایم یوز کیا تھا۔۔۔اور پھر وہ اپنے اپارٹمنٹ سے کچھ سامان لے کر اسے لاک کر کے جانے کہاں چلی گئی۔۔۔

اس کی فلیٹ میٹ بھی تین ماہ کے لیے اسلام آباد سے باہر گئی تھی۔۔۔اس لیے اس نے سپاٹ تاثرات کے ساتھ اپارٹمنٹ کو لاک کیا اور یہ جانے بغیر کہ وہ کہاں جا رہی تھی بس چلتی گئی۔۔۔

وہ چھپ جانا چاہتی تھی۔۔۔پوری دنیا سے۔۔۔اپنی ماں سے۔۔۔جو اس کی شکل نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔ان سب لوگوں سے جو اسے ایک طلاق یافتہ کے طور قبول نہیں کر سکتے تھے۔۔

عبدل جیسے دوستوں سے، ماثیل جیسے عاشقوں سے اور مشارب جیسے مردوں سے۔۔۔۔وہ سب سے دور چلی جانا چاہتی تھی۔۔۔سب سے چھپ جانا چاہتی تھی۔

واپسی کا سفر

واپسی کا سفر اس کے لیے بہت مشکل تھا۔۔لیکن یہ تو طے تھا کہ اسے واپس آنا تھا۔۔اسے واپس آنا تھا یہ دیکھنے کہ وہ جس سے محبت کا دعوی کرتا تھا، اس کا کیا حال بنا چکا تھا۔۔۔

کرتا ہے۔۔ جس سے Suffer کون کہتا ہے کہ محبت کرنا والا ہی سب

محبت کی جاتی ہے ہم اسے اپنا قرض دار سمجھ کر وصولی کرتے ہیں۔۔ اور یہ

وصولی کسی کسی طور سستی نہیں ہوتی۔۔۔

وہ فلائٹ میں بیٹھا تھا۔۔۔ ایک دو تین بلکہ پورے بارہ سال بعد وہ واپس

لوٹ رہا تھا۔۔۔ دل کی حالت عجیب سی تھی۔۔۔ زندگی اسے ایک نئے موڑ

پر لے آئی تھی۔۔۔

قدم بھاری ہو چکے تھے۔۔۔ جب وہ یہاں سے گیا تھا تو کبھی سوچا نہیں تھا کہ

پلٹ کر آئے گا۔۔۔ پر وہ اسے کھینچ لائی تھی۔۔۔

حاد جبیل اپنے ایک مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا۔۔۔ وہ واپس آ چکا

تھا۔۔۔!!

✿••✿••✿••✿

سید حویلی کے درودیوار یہ سچ جان کر لرز گئے تھے جو اس وقت دائمہ جبیل پر بیت رہا تھا۔۔

وہ بے یقینی سے کبھی ضیاء جبیل کبھی حیدر جبیل تو کبھی اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی جو اسی کی طرح حیران تھی۔۔۔

اس سچ سے صرف وہ دونوں ناواقف تھیں۔۔۔ضیاء جبیل سر جھکائے بیٹھے تھے جبکہ سید جبیل کے اندر پچھتاوہ تو تھا پر انہوں نے ظاہر نہیں ہونے دیا۔۔ اگر وہ اتنے مضبوط اعصاب کے مالک نہ ہوتے تو شاید سید حیدر جبیل بھی نہ ہوتے۔۔۔آج حمدان صاحب بھی ادھر ہی آئے ہوئے تھے۔

یقیناً آپ لوگ میرے ساتھ مذاق کر رہے ہیں۔۔۔"دائمہ نے مسکرانے" کی ناکام کوشش کی۔لیکن اس کے چہرے پر موت کی سی زردی تھی۔۔۔ یوں جیسے اس کے جسم کا سارا خون نچوڑ لیا گیا ہو۔

"نہیں دامی بیٹا۔۔یہی سچ ہے۔۔۔ جسے تم عبدل سمجھتی ہو وہ حاد ہے۔۔۔"

سید جبیل ہی یہ ہمت کر سکتے تھے۔دائمہ کے اندر چھن سے کچھ ٹوٹا تھا۔

ماہین حمدان نے پہلے سید جبیل اور پھر اپنے باپ حمدان صاحب کو دیکھا۔۔۔وہ بھی اس سچ سے واقف تھے۔حمدان صاحب نظریں چرا گئے۔۔۔وہ بری طرح سے پھنس چکے تھے۔۔۔ان کی دو بیٹیاں۔۔۔ماہی اور حانم جبیل خاندان میں بیاہی گئی تھیں۔۔

دائمہ اور حادان کے نواسی نواسا تھے۔۔وہ کس کا ساتھ دیتے۔۔۔دائمہ کو سچ بتادیتے تو حاد کا کیا ہوتا؟؟

"آپ سب لوگوں نے مل کر مجھے دھوکہ دیا۔۔۔"اس کی آواز لرز رہی تھی۔۔۔اس کے لیے یہ خیال ہی روح فرساں تھا کہ وہ جس شخص کو منگیتر

سمجھ کر سالوں سے محبت کرتی آرہی ہے وہ شخص دراصل اس کا منگیتر تھا ہی نہیں۔۔۔

وہ عبدل تھا ہی نہیں وہ تو حاد تھا۔

"دامی بیٹا! بات سمجھنے کی کوشش کرو۔۔۔"

ضیاء جبیل نے پیار سے پچکارہ۔

"بڑے بابا آپ بھی۔۔۔" وہ متورم آنکھیں لیے بولی۔

وہ مدیحہ (حشام جبیل کی بہن) کے بعد جبیل خاندان کی اکلوتی بیٹی تھی۔۔۔

وہ لوگ اس کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے تھے۔

اس نے ایک ہاتھ سے اپنی پیشانی پکڑ لی۔۔۔ وہ اب خود پر قابو رکھنے کی غرض سے ڈرائنگ روم میں چکر لگا رہی تھی۔

یعنی آپ لوگ کہنا چاہتے ہیں یہ شخص عبدل نہیں بلکہ حاد جبیل "ہے۔۔۔"اس نے دیوار پر لگی اس تصویر کی جانب اشارہ کیا جسے وہ اکثر دیکھتی تھی۔ڈرائنگ روم میں موت کی سی خاموشی تھی۔۔۔ماہین حمدان لب سیے بیٹھی تھی۔۔۔وہ خود پر ضبط کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔اس نے سوچا نہیں تھا کہ اس کی بیٹی کے نصیب میں بھی وہ شخص نہیں ہو گا جسے وہ بے پناہ چاہتی ہے۔

یعنی اس رات حاد نہیں بلکہ عبدل مر گیا تھا۔۔۔اور حاد عبدل بن کر رہ رہا" ہے۔۔اومائے گاڈ۔۔۔"وہ بے چینی سے ٹہلنے لگی۔۔۔اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔لب خشک پڑ چکے تھے۔۔اور گلے میں کانٹے چب آئے تھے۔

عبدل مرا نہیں زندہ ہے۔۔۔"سید جبیل نے ایک اور بم پھوڑا۔۔۔یہ"
بات سن کر دائمہ نے حیرت سے انہیں دیکھا۔۔اور پھر وہ بے ساختہ ہنس
دی۔۔۔وہ ہنستی گئی۔۔

اس کی ہنسی میں ایک بین تھا۔۔۔درد تھا۔۔۔۔۔

کیا آپ لوگوں کو بیٹے اتنے عزیز ہیں کہ آپ اپنی بیٹیوں کے ساتھ اتنا بڑا"
دھوکا کریں؟؟"اس کے لہجے میں زہر سا گھل گیا تھا۔۔وہ سارے اس کے
مجرم تھے۔۔۔جو خاموش بیٹھے تھے۔ابو حذیفہ،دائمہ اور ادھم کا بڑا بھائی
اس وقت حویلی میں نہیں تھا۔۔۔اور یقیناً وہ بھی اس سچ سے ناواقف ہو گا۔

"حالات ہی کچھ ایسے تھے کہ ہم سچ سامنے نہیں لا سکتے۔۔۔"

اور میں۔۔۔؟؟میرا کیا؟؟میں کہاں جاؤں۔۔۔؟؟"اس نے بے ساختہ"
اپنا چہرہ صاف کیا۔

"جب تمہیں سچ پتا چلے گا تم خود سمجھ جاؤ گی۔۔"

مجھے نہیں جاننا سچ۔۔۔"وہ چلا اٹھی۔"

خدا کا خوف کریں آپ لوگ۔۔میں انسان ہوں کوئی گڑیا نہیں۔۔"وہ رو"
ہی دی تھی۔

کبھی معاف نہیں کروں گی آپ لوگوں کو۔۔۔"وہ روتے ہوئے کہتی"
وہاں سے بھاگی تھی۔

ماہین حمدان کے تو جیسے الفاظ کسی نے سلب کر لیے تھے۔۔۔وہ پتھر کی مورت بنی بیٹھی رہی۔

ڈرائنگ روم میں بیٹھے تین بوڑھے مردوں کے کندھوں پر ڈھیروں بوجھ تھا۔۔۔یہ تب ہی کم ہو سکتا تھا جب حاد جبیل سب ٹھیک کر دیتا۔۔۔

✿••✿••✿••✿

سب نے مجھے دھوکا دیا۔۔۔آپ تو بتا سکتے تھے نا۔۔۔مجھے کتنا مان تھا آپ پر۔۔۔" وہ حاد کو کال ملائے بے طرح رو رہی تھی۔۔حاد خاموشی سے اسے سنتا رہا۔

"میں نے کوشش کی تھی۔۔۔"

مجھے بتائیں میں اب کیا کروں۔۔۔میرے لیے تو سب کچھ آپ ہی"
"ہیں۔۔۔
روتے ہوئے اس کا یوں اظہار کرنا کسی بھی مرد کی دھڑکنیں تیز کر سکتا تھا۔۔۔پر مقابل حاد جبیل تھا۔۔۔جس کا دل دھڑکتا ہی نہیں تھا۔۔۔دھڑکا بھی تھا تو دائمہ کے لیے بالکل بھی نہیں۔

"میں عبدل نہیں ہوں دائمہ۔۔۔حاد ہوں میں۔۔۔"

مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔۔میں نے شخصیت سے محبت کی ہے نام سے"
"نہیں۔۔۔

"تم میرے لیے قابل احترام ہو۔۔۔اور کچھ بھی نہیں۔۔"

حاد جبیل نے اس کا دل توڑ دیا تھا۔۔۔ بالکل ویسے ہی جیسے حشام جبیل نے ماہین حمدان کا توڑا تھا۔۔۔اور پھر اسے بھی اس کی محبت کبھی نہ ملی۔

میں کسی کو بھی معاف نہیں کروں گی۔۔۔آپ کو بھی نہیں۔۔۔"وہ فون بند کر گئی تھی۔۔۔ جبکہ تھکن سے چور حاد نے آنکھیں بند کر لیں۔۔۔اسے ابھی بہت ضروری کام کرنا تھا۔

چلو اچھا تھا دائمہ کو سچ پتا چل چکا تھا۔ویسے بھی وہ اس کے لیے کزن سے بڑھ کر کچھ نہیں تھی۔

✿••✿••✿••✿

وہ ساری رات سو نہیں پائی تھی۔۔۔ نیند کیسے آتی جب آنکھیں بے تحاشہ آنسوں بہا رہی تھیں۔۔ موسم ویسے ہی خراب تھا۔۔ سید حویلی میں موت کا سا سناٹا تھا۔۔۔۔

وہ کمزور دل لڑکی نہیں تھی لیکن اسے دھوکا اس کے اپنوں نے ہی دیا تھا۔۔۔اس کے لیے یہ برداشت کرنا کافی مشکل تھا۔

جانے وہ کتنی دیر تکیے میں منہ دیے روتی رہی۔۔۔جب اسے بادل گرجنے کی آواز سنائی دی تو وہ اٹھ کر کھڑکی میں آکھڑی ہوئی۔۔۔اس کی آنکھیں بے تحاشہ سو جھی ہوئی تھیں۔۔

ماہین کتنی ہی دیر اس کے دروازے پر دستک دیتی رہی تھی پر اس نے دروازہ نہیں کھولا۔۔ وہ اپنی ماں کو بھی قصوروار سمجھ رہی تھی۔وہ کھلی کھڑکی سے بادلوں سے ڈھکے آسمان کو دیکھتی رہی۔۔۔جانے کتنی دیر وہ ویسے ہی کھڑی رہی۔۔۔حاد کا چہرہ ایک پل کو اس کی نظروں سے دور نہیں ہوا تھا۔۔ ہوش

میں تب آئی جب بارش شروع ہوئی۔۔اس کے کمرے سے حویلی کے گیٹ کا من-ظر صاف نظر آتا تھا۔۔گیٹ سے اندر داخل ہوتے ہی لمبی روش تھی۔۔اور دونوں جانب لان بنا تھا۔۔

اچانک اس کی نظر گیٹ پر پڑی۔۔۔گیٹ سے اند آتی روش پر کوئی کھڑا تھا۔۔اسے گمان ہوا جیسے وہ ادھم جبیل تھا۔۔اس نے سر کھڑکی سے باہر نکال کر دیکھا۔۔۔تو ساکت رہ گئی۔۔۔

چھوٹا سا بیگ کندھے پر ڈالے وہ بارش میں کھڑا بھیگ رہا تھا۔۔وہ یہاں تک تو آگیا تھا پر شاید اندر آنے کی ہمت نہیں تھی۔

ادھم بھائی۔۔۔" وہ زور سے چلائی۔۔۔اور پھر دروازے کی جانب" بھاگی۔۔۔

وہ وہیں کھڑا تھا۔۔سید حویلی کے سبھی ملازم پرانے تھے۔۔سب نے اسے پہچان لیا تھا۔۔اور دائمہ بھی اسے ٹی وی پر دیکھ چکی تھی۔۔وہ ننگے پاؤں سیڑھیاں اترتی باہر کی جانب بھاگ رہی تھی۔۔

ماہین ابھی تک ڈرائنگ روم میں بیٹھی تھی اس نے جب دائمہ کو یوں پاگلوں کی طرح بھاگتے دیکھا تو گھبرا کر اس کے پیچھے لپکی۔۔۔

''دامی۔۔۔کدھر جا رہی ہو۔۔۔''

ماہین کی آواز سے پوری حویلی میں جیسے بھونچال آگیا تھا۔۔سب کے کمروں کے دروازے کھل چکے تھے۔۔۔ملازم چوکنے ہو گئے تھے۔۔

وہ پورچ عبور کرتی اب لان میں پہنچ گئی تھی۔۔ادھر وہ وہیں کھڑا تھا۔۔واپسی کا سفر اس کے لیے کس قدر مشکل تھا یہ وہی جانتا تھا۔۔وہ پوری طرح بارش میں بھیگ چکا تھا۔

وہ پھولے سانس کے ساتھ اس کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

ادھم بھائی۔۔۔"اس کے آنسوؤں کا نمکین پانی بارش کے بوندوں میں" گھل مل گیا۔

ادھم نے سالوں بعد کسی رشتے کی محبت کو محسوس کیا تھا۔۔نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی آنکھوں میں پانی بھر آیا۔

وہ اس کے گلے لگ گئی۔

پتا ہے میں نے آپکا کتنا انتظار کیا۔۔؟؟ہم سب نے۔۔" وہ جیسے ہی الگ" ہوئی تو ادھم کی نظر کچھ فاصلے پر کھڑی ماہین پر پڑی۔۔۔وہ اس کی ماں تھی جس نے تھوڑی سی لاپرواہی کی ایک لمبی سزا کاٹی تھی۔۔۔وہ بے یقینی سے ادھم کو دیکھ رہی تھی۔۔۔یوں جیسے یہ سب خواب ہو۔۔۔

کتنے سال گزر گئے تھے۔۔۔ کتنے سال۔۔۔ وہ اپنے بیٹے کو دیکھنے کو۔۔۔ اس کی آواز سننے کو۔۔۔ اسے محسوس کرنے کو ترسی تھی۔۔۔ اس کا یہ بیٹا فزیکلی کمزور تھا۔۔۔ بچپن سے دمے کا شکار تھا۔۔۔ وہ ہر رات یہی سوچ کر روتی تھی کہ جب اسے دمے کا اٹیک ہوتا ہو گا تو وہ کیسے خود کو سنبھالتا ہو گا۔۔۔

وہ دائمہ سے الگ ہوتا اپنی ماں کی جانب بڑھا۔۔۔ جس سے وہ اس لیے نفرت کرتا آیا تھا کہ وہ اس کے باپ سے ویسی محبت نہیں کر پائی تھی جیسی اس کا باپ اس کی ماں سے کرتا تھا۔۔۔ اسے اپنی ماں ہمیشہ بے وفا لگی تھی۔۔۔ پر وہ یہ نہ جان سکا کہ اس کی ماں نے پوری زندگی بیوگی میں گزار دی۔۔۔ اور اپنے بیٹے کا انتظار کرتے کرتے۔۔۔

"مام۔۔۔" سالوں بعد اس کے لبوں سے یہ لفظ پھسلا تھا۔۔۔ وہ اس کی جانب بڑھا پر ماہین لڑکھڑا کر ایک جانب گر گئی۔۔۔ اگر وہ تیزی سے لپک کر اسے نہ پکڑتا تو وہ زمین بوس ہو جاتی۔

✿••✿••✿••✿

سید حویلی کا ماحول یک دم ہی بدل گیا۔۔۔ جہاں سوگ کا سماں تھا وہاں اب سب کے چہروں پر خوشی اور حیرانی تھی۔ ماہین حمدان تو اسے وہاں دیکھ کر صدمے میں ہی چلی گئی۔

ایم سوری مام۔۔ میں نے بہت دیر کر دی۔۔۔" وہ ماہین کا ہاتھ تھامے بیٹھا" تھا جب ماہین اس کے چہرے کو بار بار چھو کر دیکھ رہی تھی۔۔ وہ پہلے سے کافی کمزور ہو گیا تھا لیکن ان سب کے لیے تو ٹین ایج کے لحاظ سے اب بہت بہتر تھا۔

میں نے بہت انتظار کیا تمہارا ادھم۔۔۔" ماں ماں ہوتی ہے۔۔ بچہ کیسا بھی" ہو کتنا بڑا جواری یا نشئی کیوں نہ ہو ماں کے لیے وہ اس کا بچہ ہی ہوتا ہے۔

بھائی تو یہاں سے جا کر ماثیل بن گئے۔۔ وہی جو بننا چاہتے تھے۔۔۔"''
دائمہ نے کہا تو وہ ہولے سے مسکا دیا۔

میں ماثیل نہیں ہوں اب۔۔۔سب ختم ہو چکا ہے۔۔میں اب صرف''
ادھم ہوں۔۔۔آپکا بیٹا۔۔"اس نے ماہین کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔

اب تو نہیں جاؤ گے نا؟؟"وہ التجائی نظروں سے اسے دیکھتے پوچھنے لگی۔''
وہ کہنا چاہتا تھا پتا نہیں۔۔۔پتا نہیں یہاں کب تک رک پاؤں گا۔۔پتا نہیں منزل تک پہنچ پاؤں گا یا نہیں۔۔لیکن اس نے صرف ناں میں گردن ہلا دی۔۔کہ وہ اب کہیں نہیں جائے گا۔
دائمہ کچھ دیر کے لیے اپنا سارا دکھ درد بھول گئی تھی۔۔۔اسے یاد رہا تو بس اتنا کہ اس کا بھائی لوٹ آیا تھا۔

ادھم جبیل۔۔۔سید حویلی کا ایک اور وارث لوٹ آیا تھا۔

✿••✿••✿••✿

"قسم لے لو مجھ سے لیکن میں نہیں جانتا ایمان کہاں ہے۔۔۔"
کرسی سے بندھے مشارب کی حالت خراب ہو چکی تھی۔

تو تم وہاں کیا لینے گئے تھے۔۔۔؟؟ تم اس کے اپارٹمنٹ کیا لینے گئے تھے۔۔؟؟" ہڈی میں چھپے آدھے چہرے والے شخص نے سرد لہجے میں سوال کیا۔ مشارب نہیں جانتا تھا وہ کون تھا۔۔۔اس کی بدقسمتی کہ وہ ایمان کے اپارٹمنٹ گیا تھا پر واپسی پر کسی نے اسے اغواء کر لیا۔۔جب ہوش آیا تو خود کو کرسی کے ساتھ بندھا پایا تھا۔۔

اسے یہاں قید ہوئے چوبیس گھنٹے گزر چکے تھے۔۔۔ہڈی والا شخص جو بھی تھامشارب کواس سے خوف محسوس ہو رہا تھا۔

وو۔۔وہ مم۔۔میں۔۔۔" مشارب نے تھوک نگلا۔"

تمہارااس سے کوئی رشتہ نہیں۔۔۔تم اس سے ہر رشتہ ختم کر چکے "ہو۔۔۔پھر وہاں جانے کا مقصد۔۔

وہ اس کی کرسی کے گرد گھوم رہا تھا۔۔۔اسٹور نمااس کمرے میں بس اتنی سی روشنی تھی جس میں مشارب کو وہ شخص چلتا پھرتا دکھائی دے رہا تھا۔۔۔اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

م۔۔میں اس سے بدلا لینا چاہتا تھا۔۔۔میں غلط ارادے سے گیا تھا پر۔۔وہ" مجھے نہیں ملی۔۔۔" جان بچانے کے لیے اس نے سچ بولنا ضروری سمجھا۔

''کس بات کا بدلا؟؟اور مہینوں بعد کیوں یاد آیا۔۔۔؟؟''

وہ ایک دم سے پلٹتے ہوئے اس کے اوپر جھکا۔۔۔مشارب کانپ گیا۔۔۔اسے یوں لگا جیسے دل پسلیاں توڑ کر باہر نکل آئے گا۔اس سے کچھ بولا ہی نہیں گیا۔

بولو۔۔۔''وہ دھاڑا۔''

اس نے مجھے خود کو چھونے نہیں دیا۔اس نے مجھے ریجیکٹ''

''کیا۔۔مم۔۔۔میں۔۔۔

اس کے الفاظ درمیان میں ہی رہ گئے۔۔۔ہڈی پہنے شخص نے اس کی گردن دبوچ لی تھی۔

خبر دار جو ایمان کا خیال بھی دل میں لائے۔۔۔ خبر دار جو کبھی اس کے "

" بارے میں سوچا۔۔۔ یاد رکھنا میری نظریں تم پر ہمیشہ سے ہیں۔۔

اس نے گرفت تیز کی تو مشارب کی آنکھیں ابل آئیں۔۔۔ وہ اب ناں میں گردن ہلا رہا تھا۔۔اس نے جھٹکے سے چھوڑ دیا۔۔۔ پر وہ ابھی اسے آزاد کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔۔اسی لیے اسے چھوڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔ پر جاتے ہوئے اس کا منہ بند کرنا نہیں بھولا تھا۔ کمرے میں اندھیرا بڑھ گیا۔۔۔ وہ بولنے کی کوشش کر رہا تھا پر آواز گلے میں ہی دم توڑ گئی تھی۔

وہ اسٹور روم کا دروازہ بند کرتا اپنے کمرے میں آیا۔۔اس نے جھٹکے سے ہڈی اتاری۔۔ وہ حاد تھا۔۔

جو گہرے گہرے سانس لیتا خود کو نارمل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

مشارب کی باتوں نے اس کے جسم میں عجیب بے چینی بھر دی تھی۔ وہ بے چینی سے ادھر ادھر ٹہلنے لگا۔

✿••✿••✿••✿

وہ ایک مشہور سنگر بن چکا تھا۔۔پر وہ کنسرٹ اور شوز اپنے مرضی سے کرتا تھا۔۔ کبھی کبھی وہ ہفتوں غائب رہتا اور جب کبھی اسٹیج پر آتا تو آگ ہی لگا دیتا تھا۔۔

وہ اب کہیں بھی بے دھڑک گھوم نہیں سکتا تھا۔۔۔لوگ اسے پہچان جاتے تھے۔۔زیادہ تر وہ ماسک لگائے گھومتا تھا۔

کبھی کبھی وہ باکسنگ کے لیے چلا جاتا۔۔۔زندگی کافی حد تک پر سکون ہو چکی تھی۔۔پر آج بھی اس کے ذہن میں ایک ہی سوال گھومتا تھا۔۔۔

"کیا حاد نے ایمانے کو ڈھونڈ لیا۔۔۔؟؟"

اس دن اس کا شو تھا۔۔۔وہ اسٹیج پر پرفوم کر رہا تھا جب اس کی نظر ایک عجیب شخص پر پڑی۔۔۔

وہ سیاہ لباس میں تھا۔۔ سر سے پاؤں تک۔۔۔وہ چیختے چلاتے لوگوں کے درمیان سرد نظریں اس پر جمائے کھڑا تھا۔۔

عبدل چونک گیا۔۔۔وہ جو کوئی بھی تھا کوئی فین ہرگز نہیں تھا۔

جب وہ پرفوم کر چکا تھا تو اس نے اس ماسک والے شخص کو بھیڑ سے نکلتے دیکھا۔۔۔

عبدل سب وہیں چھوڑ کر اسٹیج کے پیچھے کہیں غائب ہو گیا۔۔۔جیسے ہی وہ ہال سے باہر نکل کر سڑک پار کرنے کے بعد سنسان گلی میں داخل ہوا اچانک ہی کسی نے اسے دھکا دیا۔۔۔

وہ لڑکھڑایا۔۔۔پیچھے مڑ کر دیکھا تو عبدل اس کے پیچھے تھا۔۔۔وہ خود بھی ماسک لگا کر آیا تھا پر وہ شخص اسے پہچان گیا تھا۔

کون ہو تم۔۔۔؟؟"عبدل نے غراہ کر پوچھا۔"

لیکن وہ شخص اسے دیکھ کر مسکرایا اور بھاگنا شروع کر دیا۔۔ عبدل نے اس کا پیچھا کیا۔۔

وہ تاریک گلیوں میں بھاگ رہے تھے۔۔۔ عبدل نے اسے کئی بار پکڑنے کی کوشش کی لیکن مقابل بھی فائٹنگ میں کافی قابل تھا۔۔۔ وہ دونوں اب قدرے سنسان جگہ پر پہنچ چکے تھے۔۔اور پھر وہ شخص رک گیا۔

میں تم سے پوچھ رہا ہوں کون ہو تم۔۔؟؟" عبدل نے آگے بڑھتے ایک " زوردار مکا اسے رسید کیا۔ لیکن وہ شخص اپنی جگہ سے ہلا ہی نہیں۔۔۔ یوں جیسے فولاد کا بنا ہو۔ وہ ایسے ہنس رہا تھا جیسے کوئی سائیکو ہو۔

تم سے پوچھ رہا ہوں۔۔۔" وہ پھر آگے بڑھا اور دوسرا مکا مارنے کے لیے " ہاتھ گھمایا ہی تھا جب اس شخص نے اس کا ہاتھ فضا میں ہی پکڑ لیا۔

"کوئی فائدہ نہیں۔۔۔ کیوں اپنی انرجی ضائع کر رہے ہو۔۔"

اس کے کہنے کا انداز ایسا تھا کہ عبدل کے جبڑے بھینچ گئے۔

"صرف یہ بتاؤ تم حاد ہو یا عبدل۔۔۔؟؟"

اور یہ بات سنتے ہی عبدل ٹھٹکا۔۔۔آخر کون تھا وہ شخص۔۔۔عبدل نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر اس کا نقاب اتارنا چاہا پر اس شخص نے اس کا دوسرا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔۔

عبدل نے زوردار لات اس کی پیٹ میں دے ماری۔۔وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہوا۔

میں نے کہا نا مجھے مارنے کا کوئی فائدہ نہیں۔۔۔الٹا تم نقصان اٹھاؤ گے۔۔"""

وہ پھر سے بولا۔

"تم ہو کون؟؟عبدل اور حاد کے بارے میں کیا جانتے ہو۔۔۔؟؟"

میں تو یہ بھی جانتا ہوں کہ تم اپنے باپ کو ڈھونڈ رہے ہو۔۔۔ ملنا چاہو گے"

"ان سے۔۔۔؟؟

اور عبدل ساکت ہوا۔۔۔ وہ کون شخص تھا جو اس کے باپ تک کو جانتا تھا؟؟

"بکواس بند کرو اپنی۔۔۔ میرا باپ مر چکا ہے۔۔۔"

عبدل کی بات سنتے ہی اس شخص نے قہقہہ لگایا۔۔۔

"اور ئیلی۔۔۔؟؟ پھر تم انہیں ڈھونڈ کیوں رہے ہو؟؟"

وہ عبدل کے قریب ہوتا سرگوشی نما انداز میں بولا۔۔ جبکہ عبدل بری طرح الجھ چکا تھا۔

میں کسی کو نہیں ڈھونڈ رہا۔۔۔ نہ میں کسی حاد کو جانتا ہوں۔۔۔"اس نے ماننے سے انکار کر دیا۔

ٹھیک ہے پھر۔۔۔ جاؤ یہاں سے۔۔۔ہاں پر جب تمہارا ارادہ بدل جائے "
اور تم اپنے باپ سے ملنا چاہو تو بتا دینا۔۔۔ بلکہ اشارہ دینا۔۔۔ ہم سمجھ جائیں
" گے۔۔ کیونکہ تم ہماری نظروں میں ہو۔۔۔

"ہم۔۔۔؟ ہم سے مراد کیا تھا؟ کون تھے وہ لوگ۔۔؟؟"
عبدل ٹھٹکا۔

دوبارہ مجھے نظر مت آنا ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔۔۔" عبدل اسے وارن کرتا "
واپس پلٹ گیا۔۔۔ پر اس کا دل کر رہا تھا کہ اشخص سے کہے وہ فوراً اسے اس
کے باپ کے پاس لے جائے۔۔۔ اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔۔۔
اس نے اپنی زندگی میں ایسے موڑ کی توقع نہیں کی تھی۔

"اپنے باپ تک پہنچنا چاہتے ہو تو حاد کو یہاں لے آؤ۔۔۔۔"

اس شخص نے اونچی آواز میں کہا تو وہ لمحہ بھر کو رکا۔۔۔اور پھر چل دیا۔۔۔

حاد۔۔۔حاد۔۔۔حاد۔۔۔۔

جانے وہ ہر جگہ کیوں تھا۔۔۔

اس کے سینے میں الاؤ جل اٹھا تھا۔۔۔۔لیکن وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

✿••✿••✿••✿

میں چاہتی ہوں

میں تمہیں بتاؤں

کہ کاش کوئی لفظ

میری اذیت کے معیار پہ پورا اترے

تو میں تمہیں بتاؤں

کہ درد اور تکلیف اس اذیت سے

بہت چھوٹے لفظ ہیں

جو میں محسوس کرتی ہوں..!

وہ کھوئے کھوئے انداز میں بیٹھی اذیت سے بھرے لفظوں کو کاغذ پر اتار رہی تھی۔۔اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ یہ کام صدیوں سے کرتی چلی آ رہی ہو۔

جب کاغذ پر مزید جگہ نہ بچی تو اس نے وہ کاغذ فولڈ کیا اور لفافے کے اندر ڈال دیا۔۔

پھر اس نے اس لفافے پر نام پتہ لکھا۔

حاد جبیل۔۔۔ایک خاص شخص کے نام جس نے مجھے عام بنا دیا۔۔

اس کے بیڈ پر ایسے اور بھی لفافے پڑے تھے۔۔۔یہ شاید آخری خط تھا۔۔

اس نے ابھی تک ایک بھی خط بھیجا نہیں تھا۔وہ لکھ لکھ کر اپنے پاس ہی رکھ رہی تھی۔۔

دو ماہ۔۔۔دو ماہ وہ ہاسٹل کے کمرے میں بند تھی۔۔۔اس نے باہر نکل کر دنیا نہیں دیکھی تھی۔۔اس کے پاس فون بھی نہیں تھا۔۔۔۔اس کا کھانا اس کے کمرے میں آجاتا تھا جسے وہ کبھی کھالیتی تو کبھی پڑا رہتا۔۔

پورے ہاسٹل میں اس کے بارے میں اب عجیب باتیں پھیلنے لگی تھیں۔۔۔

لوگ اسے نفسیاتی سمجھنے لگے تھے۔۔

رات کو اس کمرے سے اکثر رونے کی اور کبھی زور زور سے ہنسنے کی آوازیں آتی تھیں۔

کچھ لڑکیاں اسے آسیب زدہ سمجھ رہی تھیں۔۔ وہ وارڈن کو شکایت کر چکی تھیں کہ ایسی لڑکی کو ہاسٹل میں کیوں رکھا تھا جس کا رویہ بڑا ہی عجیب تھا۔۔۔اور وارڈن نے اسے ہاسٹل سے نکالنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

✿••✿••✿••✿

حال سے منسوب۔۔۔

وہ تیزی سے ہسپتال کی راہداری میں آگے بڑھتا جا رہا تھا جب اس کا فون بج اٹھا۔اس نے فون کال کو اگنور کر دیا۔۔ لیکن وہ پھر سے بجنے لگا تو اسے فون اٹھانا پڑا۔سید جبیل کی کال تھی۔

السلام علیکم بابا جان! کیسے یاد کیا۔۔۔؟؟" وہ تیز تیز چلتا ان سے بات کر رہا" تھا۔

وعلیکم السلام۔۔۔کیوں برخوردار میں اپنے پوتے کو یاد نہیں کر سکتا۔۔؟؟" سید جبیل کی آواز میں کافی بشاشت تھی۔

"بالکل کر سکتے ہیں۔۔میں ویسے ہی پوچھ رہا تھا۔۔"

اسلام آباد سے کب واپس آرہے ہو۔۔۔ تمہیں وہاں گئے چھ مہینے ہو گئے ہیں۔۔"

ان کی بات پر وہ خاموش ہو گیا۔۔وہ یہاں سے نہیں جا سکتا تھا جب تک وہ پوری طرح ٹھیک نہ ہو جاتی۔۔۔وہ فی الوقت کسی کو میسر نہیں تھا۔

"بس دعا کریں۔۔میں جلد آسکوں۔۔۔"

اس کی بات میں چھپا مطلب سید جبیل نہیں سمجھ پائے۔

خیر۔۔۔ تمہیں شکریہ کہنے کے لیے فون کیا تھا۔۔آخر تم نے اپنا وعدہ"

"پورا۔۔۔

وہ الجھا۔۔

"کیسا شکریہ۔۔۔؟؟"

"ادھم لوٹ آیا ہے۔۔۔۔وہ واپس آچکا ہے۔۔۔"

اور حاد وہیں رک گیا۔۔۔یوں جیسے اس کے پاؤں زمین نے جکڑ لیے ہوں۔

اس کو یہاں آئے کافی وقت ہو گیا ہے۔۔۔ سوچا تھا تم آؤ گے تمہیں"

سرپرائز دیں گے۔۔۔پر مجھ سے انتظار نہیں ہوا۔۔۔جب تم اسلام آباد گئے

"تھے وہ تب ہی آگیا تھا۔۔۔

اور حماد کو جیسے یقین نہ ہوا۔

"تم نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا۔۔۔ تم اسے لے آئے۔۔۔ حماد جبیل مجھے تم پر فخر ہے۔۔۔" اس نے بے ساختہ دیوار کا سہارا لیا۔۔ اگر وہ ٹیک نہ لگاتا تو کھڑا نہ رہ پاتا۔

"میرے جاننے میں آیا ہے کہ ادھم کسی لڑکی کو پسند کرتا ہے۔۔۔ کیا یہ وہی لڑکی ہے جس کی تصویریں تمہارے بندوں نے مجھے بھیجی تھیں۔۔۔ اگر وہی ہے تو پتا لگاؤ۔۔۔ میں چاہتا ہوں اب ادھم کی شادی کر دی جائے۔۔ تاکہ یہ دوبارہ کہیں نہ جا سکے۔۔۔" سید جبیل اور بھی کچھ بول رہے تھے۔۔۔ وہ سننے کے قابل کہاں رہا تھا۔۔

اس کی نظر سامنے گلاس ونڈو سے نظر آتے اس وجود پر پڑی جو بے سدھ سو رہی تھی۔

ہاں وہ واپس آگیا تھا۔۔۔ پر اس کی قیمت حاد کو ابھی چکانی تھی۔۔۔ بھاری قیمت۔۔۔ اور وہ چکا رہی تھی۔۔۔ اپنا آپ بھول کر۔۔ جس کی وجہ سے وہ واپس آیا تھا۔

اسے واپس لانے والے وہی دو تھے۔۔۔ اور وہ دونوں اپنی اپنی جگہ جس تکلیف سے گزر رہے تھے یہ سید جبیل کبھی نہیں جان سکتے تھے۔

"بہت بھاری قیمت چکائی ہے میں نے ادھم کو واپس لانے کی سید جبیل صاحب۔۔۔ ایک ایسی لڑکی کو کھو دیا جس کی میں پہلی محبت تھا۔۔۔" وہ فون کو دیکھتا ہولے سے بڑبڑایا۔۔۔ اس کی جیکٹ اس کے بائیں بازو پر پڑی تھی۔

وہ چلتا ہوا ونڈو کے قریب آیا۔۔۔ وہ نشہ آور دواؤں کے زیر اثر سو رہی تھی۔۔۔ اور اسے سوتے دیکھنا اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔

✿••✿••✿••✿

دائمہ اپنے کمرے میں تھی جب ادھم اس کے پاس آیا۔اس نے دروازے پر دستک دی۔۔وہ لیپ ٹاپ کھولے کام کرنے میں مگن تھی۔

"ادھم بھیاآپ۔۔۔اندر آجائیں۔۔۔"

اس نے لیپ ٹاپ سائیڈپر رکھ دیا۔

تو یہ تمہارا کمرہ ہے۔۔۔" وہ اتنے دنوں میں پہلی باراس کے کمرے میں آیا" تھا۔۔وہ یہاں آگیا تھاپر یہاں کیسے رہ رہا تھایہ وہی جانتا تھا۔اسے نشے کی لت تھی۔۔۔اکثراس کی طبیعت اتنی خراب ہوجاتی کہ ڈاکٹر کو بلاناپڑتا۔۔۔ جبیل خاندان میں سب پریشان تھے لیکن خوش بھی تھے کہ اس کی یہ عادت

آہستہ آہستہ چھوٹ رہی تھی۔۔ کبھی کبھی وہ بری طرح تڑپتا تھا۔۔ کبھی کبھی وہ بے ہوشی یا نیند کی حالت میں کچھ بولتا تھا۔۔ کبھی کبھی کسی کا نام لیتا تھا۔۔

اب تک کسی نے اس سے کوئی سوال نہیں پوچھا تھا۔ وہ ٹھیک ہو رہا تھا۔۔ حویلی میں ہی اس کا پورا علاج چل رہا تھا۔ اچانک اس کی نظر سائیڈ ٹیبل پر رکھی اس تصویر پر پڑی جو کافی پرانی تھی۔

دائمہ چھوٹی سی تھی اور ایک سرخ دوپٹہ لے کر بیٹھی تھی۔۔ وہ بہت خوش نظر آ رہی تھی۔۔ اس کے دونوں ہاتھوں پر مہندی لگی تھی۔

یہ تمہارے پاس اب تک ہے؟؟" وہ تصویر اٹھا کر دیکھنے لگا۔"

اسے دیکھ کر دائمہ مسکرا دی۔

"یہ حانم چچی کا دوپٹہ ہے۔۔۔جب بڑے بابا نے میری اور عبدل کی منگنی۔۔۔"

وہ بولتے بولتے اچانک چپ ہوگئی۔۔۔دل کو دھکا سا لگا تھا۔۔۔زخم ابھی تازہ تھا۔۔۔اک-ثر اس سے خون رسنے لگتا تھا۔

"واٹ ربش۔۔۔۔" وہ استہزائیہ ہنسا۔۔۔پر جیسے ہی اس کی نظر دائمہ پر پڑی وہ چونک گیا۔۔۔دائمہ کے چہرے کا رنگ پیلا پڑ چکا تھا۔

"آر یو اوکے۔۔۔؟؟" اس نے دائمہ سے پوچھا تو وہ زبردستی مسکائی۔

"اب یہ مت کہنا تم بچپن کے اس رشتے میں بندھی بیٹھی ہو۔۔۔" ادھم نے جیسے ہی کہا تو دائمہ نے سر جھکا لیا۔۔۔اس کی آنکھوں میں آنسوں آگئے تھے۔۔۔

''واٹ دا ہیل۔۔۔''

اس نے دائمہ کو کندھے سے پکڑ کر بیڈ پر بٹھایا۔

''کیا ہوا ہے مجھے بتاؤ۔۔۔؟؟''

ادھم نے پوچھا تو دائمہ نے اپنے آنسوں چھپانے کی ناکام سی کوشش کی۔

''ریلیکس ہو جاؤ دامی۔۔۔''

اس کے کہنے پر دائمہ نے گہرا سانس لیا۔

''کیا آپ بھی جانتے ہیں کہ عبدل زندہ ہے۔۔۔؟؟''

سوال ایسا تھا کہ اس بار ادھم کے چہرے کا رنگ اڑا تھا۔۔۔وہ کیسے بھول سکتا تھا۔۔۔وہ شام جب اس نے ایمان کو عبدل کے ساتھ دیکھا تھا۔۔۔اسے اپنے سینے کے مقام پر چبھن کا احساس ہوا۔کتنا مشکل تھا اس تکلیف کو سہنا۔۔

"وہ کافی مشہور سنگر ہے۔۔۔میں نے اسے اکثر ٹی وی پر دیکھا ہے۔۔۔پر تم پریشان مت ہو۔۔کوئی تمہارے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتا۔۔۔"اس نے دائمہ کو ریلیکس کرنے کی کوشش کی پر وہ نہیں پورے سچ سے ناواقف تھا۔

"کیا آپ کو کسی سے محبت ہوئی ہے؟؟"

اگلے سوال پر وہ چونک گیا۔۔۔پھر ہنس دیا۔۔۔اس کی ہنسی میں درد تھا۔۔

"ہاں ہوئی ہے۔۔۔"وہ اب بیڈ سے کچھ فاصلے پر رکھے اس سنگل سیٹر صوفے پر بیٹھا تھا جس پر کچھ دیر پہلے دائمہ بیٹھی کام کر رہی تھی۔

"کتنی بار۔۔۔؟؟"

اگلے سوال پر اس کی ہنسی بے ساختہ تھی۔

"ایک ہی بار۔۔۔۔"

"اس سے پہلے اور اس کے بعد۔۔۔۔؟؟"

دائمہ کے سوال اب اسے تکلیف دے رہے تھے۔۔۔ لیکن وہ انہیں نظرانداز نہیں کر سکتا تھا۔

اس سے پہلے جو تھا وہ محبت نہیں تھی۔۔۔اور اس کے بعد تو بس درد ہی درد ہے۔۔۔"

وہ سچ بول رہا تھا۔۔۔اس کی سرمئی آنکھیں اس کا ساتھ دے رہی تھیں۔

"کہاں ہے وہ لڑکی اب؟؟اور نام کیا ہے اس کا۔۔۔؟؟"

"ایما کی شادی ہو چکی ہے۔۔۔"

اس نے ایک ہی بات میں دونوں سوالوں کے جواب دے دیے۔

دائمہ کو بے اختیار اس پر ترس آیا تھا۔

کیا وہ بہت خوبصورت تھی۔۔۔؟؟" وہ متجسس تھی۔۔۔اس لڑکی کے "

بارے میں جاننے کو جس سے ادھم جبیل نے محبت کی تھی۔

اس کے سوال اور اس کے انداز پر وہ پھر سے ہنسا۔۔۔

"تم اب کام کرو باقی باتیں بعد میں ہوں گی۔۔۔"

وہ اٹھ کر اس کے سر پر چت لگاتا دروازے کی جانب بڑھ گیا۔

"آپ نے اسے جانے کیوں دیا؟؟"
عقب سے دائمہ کی آواز ابھری اور اس کے قدم رک گئے۔

دہرا عکس

"بتائیں نا۔۔ آپ نے اسے جانے کیوں دیا۔۔۔؟؟"
وہ بضد تھی۔ ادھم کے قدم جمے رہے لیکن اس نے پلٹ کر نہیں دیکھا۔

نہیں جانتا۔۔۔" وہ ہولے سے جواب دیتا کمرے سے نکل گیا۔"
دائمہ کو احساس ہوا کہ وہ دونوں بہن بھائی محبت کے معاملے میں اپنی ماں کی طرح بد قسمت ثابت ہوئے تھے۔
خالی ہاتھ رہ جانے والے۔۔۔ وہ سوچ رہی تھی پر سچ سے ناواقف تھی۔

وہ کمرے سے باہر نکلا تو اسے سانس لینے میں ذرا مشکل ہوئی۔۔۔گہرے سانس لیتا وہ خود کو نارمل کرنے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا۔۔۔

"آپ نے اسے روکا کیوں نہیں۔۔۔؟؟"
یہ سوال اس کے چاروں جانب گردش کرنے لگا تھا۔۔

"کاش میں نے اسے روک لیا ہوتا۔۔۔"
اس کا دل پچھتاوے کی آگ میں جلنے لگا تھا۔وہ سیڑھیاں اترتا نیچے آیا تو لاؤنج میں ہی اسے ضیاء صاحب مل گئے۔۔۔

ادھم بیٹا۔۔۔"وہ جو اپنے کمرے میں جانے کی تیاری کر رہا تھا ان کی پکار پر" رک گیا۔

”آؤ بیٹھو۔۔۔“انہوں نے اسے اپنے پاس بلایا۔

وہ آہستہ قدموں سے چلتا ان کے قریب صوفے پر جا کر بیٹھ گیا لیکن بولا کچھ نہیں۔

” طبیعت کیسی ہے اب۔۔؟؟“وہ پیار سے پوچھ رہے تھے۔لوز جینز اور اس پر ٹی شرٹ پہنے وہ رف سے حلیے میں تھا۔۔۔وہ زیادہ تر ایسے ہی رہتا تھا۔۔گھنے بال بکھرے ہوئے تھے۔

”میں ٹھیک ہوں گرینڈ پا۔۔۔مجھے یہ کہنا تھا آپ لوگ یہ سب نہ کریں۔۔“

اس نے خود پر قابو پاتے کہا۔

بھلا کیا؟؟" ضیاء صاحب الجھے۔"

"مجھے کوئی علاج نہیں کروانا۔۔ میں تھک چکا ہوں۔۔ یہ ڈاکٹرز یہ نرسیں۔۔ میرا دم گھٹتا ہے۔۔۔"

وہ یقیناً اپنے ڈرگز کے علاج کی بات کر رہا تھا۔

"لیکن وہ تو ضروری ہے نا۔۔۔ اس بیماری کو ختم کرنا بھی تو ضروری ہے۔۔"" ضیاء صاحب نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"یہ کوئی بیماری نہیں ہے۔۔۔ اور میں اس کا سالوں سے عادی ہوں۔۔ اور میں اچھے سے جانتا ہوں مجھے کب اسے لینا ہے اور کب چھوڑنا ہے۔۔ میں اس پر قابو پانا جانتا ہوں۔۔"

وہ اکتایا ہوا الگ رہا تھا۔۔ وہ جب سے یہاں آیا تھا اب تک سید حویلی سے باہر نہیں گیا تھا۔۔ اس کا دل ہی نہیں کرتا تھا۔۔۔ زیادہ وقت وہ اپنے کمرے میں گزارتا تھا۔۔۔

اپنا انسٹیٹیوٹ وہ مارتھا کے حوالے کر آیا تھا جو اکثر بیشتر کال کر کے اس کی طبیعت کا پوچھتی رہتی تھی۔

لیکن بیٹا پھر بھی۔۔۔'' ضیاء جبیل نے کچھ کہنا چاہا۔''

گرینڈ پا پلیز۔۔۔'' اس نے احتجاجاً کہا تو ضیاء جبیل کو ہتھیار ڈالنے پڑے۔''

✿••✿••✿••✿

اس نے دو دن بعد مشارب کو چھوڑ دیا تھا۔۔ لیکن وہ ایمان کو ڈھونڈنے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔۔

وہ اس دن سائٹ سے تھکا ہارا لوٹا تو اسے ڈاکٹر مہک کی کال آئی۔۔ جو خبر اس نے دی تھی اسے سن کر حاد کا روم روم جاگ اٹھا تھا۔۔۔

وہ جن قدموں سے اپارٹمنٹ میں داخل ہوا تھا انہی سے واپس پلٹ گیا۔۔ اس کے چلنے میں بھاگنے کی سی تیزی اور شدت تھی۔۔

دوسری جانب ڈاکٹر مہک بے چینی سے حاد کا انتظار کر رہی تھی۔۔ جب سے ایمان غائب ہوئی تھی اس نے اسے ڈھونڈنے میں حاد کا پورا ساتھ دیا تھا۔۔ یہاں تک کہ اس نے ہسپتال کے اپنے کمرے میں ایمان کے گم ہونے کا پوسٹر لگا رکھا تھا۔

اس کی ایک تصویر اور نیچے لاپتہ لکھا تھا۔۔ اور یہ اس نے سلمی بیگم سے پوچھ کر کیا تھا۔۔ یہ پوسٹر انہوں نے جگہ جگہ نہیں لگائے تھے البتہ ہسپتال کے چند مخصوص جگہوں پر چسپاں کیے تھے۔ پوسٹر پر موجود نمبر حاد کا تھا۔

اس روز ڈاکٹر مہک روٹین کی ڈیوٹی سرانجام دے رہی تھی جب اس کے پاس ایک لڑکی آئی۔۔۔یہ لڑکی کافی وقت سے مائیگرین کی مریضہ تھی۔۔وہ اپنا چیک اپ کروا رہی تھی جب اس کی نظر ایمان کی تصویر پر پ-ڑی۔۔وہ غور سے اسے دیکھتی رہی اور پہچاننے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

یہ کون ہے؟؟"اس نے ڈاکٹر مہک سے سوال کیا۔"

"ایک رشتہ دار ہے۔۔۔پچھلے دو تین مہنیوں سے لاپتہ ہے۔۔"

مجھے لگتا ہے میں نے اسے دیکھا ہے۔۔کیا یہ نفسیاتی مریضہ ہے؟؟"اس کی" بات پر ڈاکٹر مہک نے چونک کر اسے دیکھا۔

کہاں دیکھا ہے آپ نے ان کو؟؟نفسیاتی تو نہیں ہے البتہ جب وہ گم ہوئی ”

“اس سے پہلے اس کا ایکسڈنٹ ہوا تھا اور سر پر گہری چوٹ لگی تھی۔۔

یہ میرے ہاسٹل میں رہتی ہے۔۔۔دو تین مہینوں سے یہ اپنے کمرے سے ”

باہر نہیں نکلی۔۔۔اس کے کمرے سے عجیب آوازیں آتی ہیں۔۔سب

“لڑکیاں اس سے خوفزدہ ہیں۔۔۔

“کیا تمہیں یقین ہے یہ لڑکی وہی ہے؟؟”

میں نے اسے زیادہ تو نہیں دیکھا پر مجھے یقین ہے یہ وہی ل-ڑکی ”

“ہے۔۔۔

تم ایک منٹ رکو میں آتی ہوں۔۔ کیا تم ہمیں اپنے ہاسٹل لے جاؤ"
"گی۔۔۔؟؟

لڑکی کے ہاں کہنے پر وہ فوراً کمرے سے باہر نکلی اور پہلا نمبر حاد کا ملایا تھا۔

"مجھے لگتا ہے ایمان مل گئی ہے۔۔۔"

✿••✿••✿••✿

بی بی نکلو یہاں سے۔۔۔ پتا نہیں کون ہو کیا گناہ کر کے آئی ہو۔۔ پورا ہاسٹل"
"پریشان کر دیا ہے۔۔

وارڈن نے اس کا سامان اٹھا کر باہر پھینک دیا تھا۔۔

"نن۔۔۔نہیں مجھے نہیں جانا۔۔۔" وہ اسے گھسیٹ رہی تھی جبکہ ایمان جو اپنے حواسوں میں نہیں تھی کسی ضدی اور خوفزدہ بچے کی طرح اپنی بات پر اڑی ہوئی تھی۔

"مم۔۔۔مجھے نہیں جانا۔۔۔" وہ خود کو چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"تمہاری وجہ سے لڑکیاں ہاسٹل چھوڑ رہی ہیں۔۔میرا بزنس برباد کر رہی ہو تم۔۔۔جانے کس کا قتل کر کے چھپی ہوئی ہو۔۔" وارڈن نے سے دھکا دیا۔وہ گیٹ کی دیوار سے ٹکرائی تھی۔

"مجھے نہیں جانا۔۔۔مجھے باہر نہیں جانا۔۔۔" وہ خوفزدہ تھی۔تبھی گیٹ کے باہر ایک بڑی سیاہ گاڑی آکر رکی تھی۔۔۔کوئی اس کا دروازہ کھولتے پاگلوں کی طرح باہر نکلا تھا۔

اٹھا کر باہر پھینکوا سے۔۔۔۔"وارڈن نے گارڈ سے کہا۔۔۔ہاسٹل کی"
ساری لڑکیاں اپنے کمروں سے باہر نکل آئی تھیں۔۔۔کچھ وی۔ڈیوز بنا رہی تھیں تو کچھ بنا ریکارڈ کیے اس تماشے سے لطف اندوز ہو رہی تھیں۔
اس سے پہلے کہ گارڈ آگے بڑھ کر اسے پکڑتا۔۔

"وہیں رک جاؤ۔۔۔ایک قدم بھی آگے مت بڑھانا۔۔۔"
اچانک ابھرنے والی آواز پر سب نے چونک کر پیچھے دیکھا۔۔وہ تیزی سے ایمان کی جانب بڑھا تھا۔جبکہ ایمان اسی حالت میں کھڑی تھی۔۔۔وہ ایک ہی جملہ ب۔ڑبڑا رہی تھی۔

"مم۔۔مجھے نہیں جانا۔۔۔"اس کی حالت تشویش ناک تھی۔

"ایمانے۔۔۔۔"

شاید ہی کسی نے اتنی شدت سے اسے پکارہ ہو۔اس کی طوطے کی طرح چلتی زبان کو بریک لگا تھا۔۔۔وہ جیسے ساکت ہوئی۔حاد کی جانب اس کی پشت تھی۔وہ ہاسٹل کے گیٹ پر کھڑا تھا۔۔وہ آگے بڑھ کر اس کے سامنے آیا۔۔۔

پر ایمان کا چہرہ دیکھتے ہی اس کے دل پر گھونسا پڑا تھا۔

ایمان نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔اس کی آنکھوں میں شناسائی ابھری۔۔۔اور پھر وہ حسین آنکھیں آنسوؤں سے بھرنے لگیں۔

لے کر جاؤ اس کو یہاں سے۔۔۔پاگل ہے یہ۔۔۔"وارڈن کے لہجے میں" حقارت تھی۔

عب۔۔۔دل۔۔۔"اس کے لب ہولے سے پھڑ پھڑائے تھے۔۔۔"

اس کے لیے آج بھی وہ شخص عبدل تھا۔۔۔ بینش کا بھائی "عبدل۔۔۔"

سرد راتوں میں لان میں تہجد کے نوافل ادا کرتا ہوا عبدل۔۔۔ برستی بارش میں اسے اپنی جیکٹ دیتا عبدل۔۔۔

حاد کون تھا۔۔۔ اس نے کیا کیا تھا یہ حصہ پچھلے کافی دنوں سے اس کے دماغ سے محو ہو گیا تھا۔۔۔ تب سے جب اس نے آخری خط لکھا تھا۔۔۔ ماثیل، عبدل اور حاد۔۔۔۔ سب کے نقوش مٹنے لگے تھے۔۔۔

یاد تھا تو سلمی بیگم کا اسے بے ایمان کہنا۔۔۔ اور مسٹر گرے کی وجہ سے اپنے ایمان پر قائم رہنا۔۔۔

اور اگلے ہی پل وہ اس ہوش و حواس کی دنیا سے بے گانہ ہو کر اس کی جانب لہرا چکی تھی۔

ڈاکٹر مہک پولیس کو کال کریں۔۔۔" اس کا انداز اتنا سرد تھا کہ وارڈن کو" اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی محسوس ہوئی۔

پپ۔۔پولیس کس لیے۔۔۔؟"وہ فوراً چلائی۔"

یو جسٹ شٹ اپ۔۔۔"اس نے غراہ کر وارڈن سے کہا۔اس کا چہرہ ضبط" کے باعث سرخ ہو چکا تھا۔۔۔وہ ایمان کو اٹھاتا گاڑی تک لایا۔۔ڈاکٹر مہک نے گاڑی کی پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا۔۔اس نے بڑی احتیاط سے ایمان کو لیٹانے کے انداز میں سیٹ پر بٹھایا۔گاڑی کا دروازہ بند کرتا وہ وارڈن کے سامنے آیا۔

اس سامان میں سے ایک سوئی بھی گم ہوئی تو محترمہ نتیجے کی زمہ دار آپ خود" ہوں گی۔۔۔"وہ سرد سپاٹ لہجے میں اسے وارن کرتا اور باقی سب پر ایک ٹھنڈی نگاہ ڈالتا گاڑی کی جانب بڑھا۔۔۔تب تک ڈاکٹر مہک پولیس کو کال کر چکی تھی۔

"کیا یہ شخص وہی ہے۔۔۔؟؟"

از ہی حاد جبیل۔۔۔؟؟" کچھ لڑکیوں کو اس پر شبہ ہوا تھا۔"
بھلا حاد جبیل جیسا شخص ایک عام سی لڑکی کے لیے کیوں آتا۔۔؟؟ وہ شخص جو آئے روز کسی نا کسی وجہ سے خبروں میں گردش کرتا رہتا تھا۔۔لڑکیوں کو شبہ ہو رہا تھا۔

وارڈن کے اب ہاتھ پاؤں پھول چکے تھے۔۔۔ڈاکٹر مہک گاڑی میں بیٹھ چکی تھی۔گاڑی اب تیزی سے ہاسپٹل کی جانب بھاگ رہی تھی۔۔
مہک نے اسے کبھی اس قدر بوکھلاہٹ کا شکار نہیں دیکھا تھا۔۔۔نہ ہی اتنے غصے میں۔۔وہ ایک ہاتھ سے گاڑی چلا رہا تھا جبکہ دوسرا ہاتھ بار بار چہرے پر پھیر رہا تھا۔۔۔

اسے ابھی تک وہ منظر نہیں بھولا تھا۔۔۔وہ خاموش بیٹھا تھا جبکہ ڈاکٹر مہک کے اپنے الفاظ دم توڑ گئے تھے۔۔۔کچھ دیر بعد اس نے ایک نمبر ڈائل کیا۔۔

"حاد جبیل بات کر رہا ہوں۔۔۔" اس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ایک ہاؤس نمبر نوٹ کرو۔۔ گرلز ہاسٹل ہے۔۔۔" وہ کسی سے کچھ کہہ رہا تھا۔ مہک پیچھے ایمان کے ساتھ بیٹھی تھی۔

"حاد۔۔ان کی نبض بہت سلو چل رہی ہے۔۔۔" وہ اس کا معائنہ کر رہی تھی۔ حاد نے فون پر چند ہدایات دینے کے بعد گاڑی کی رفتار مزید تیز کر دی۔

✿••✿••✿••✿

سلمی بیگم کو ایمان کے ملنے کی اطلاع کر دی گئی تھی۔۔حاد کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر مہک بھی ایمان کے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔

وہ بے چینی سے اس کے کمرے کے باہر ٹہل رہا تھا۔۔۔بے چینی سی پورے جسم میں پھیلی تھی۔۔رہ رہ کر ایک ہی خیال ذہن کی دیواروں سے ٹکرا رہا تھا۔۔

"آخر اس نے ایمان کو دھکا کیسے دیا۔۔۔"

وہ بے طرح اضطراب کا شکار تھا۔۔خون بری طرح سے کھول رہا تھا۔

وہ ابھی تک ہوش میں نہیں آئی تھی۔اسے ڈاکٹر مہک کے حوالے کر تا وہ پولیس اسٹیشن جا رہا تھا۔

بی کیئر فل۔۔" وہ مہک کو تاکید کرتا ہواؤں کی سی رفتار سے وہاں سے غائب ہوا تھا۔

اور پھر اگلے گھنٹے میں اس گرلز ہاسٹل پر تالا لگ چکا تھا۔

"وہ لڑکی پاگل تھی۔۔۔اس کی وجہ سے ہاسٹل کا ماحول خراب ہو رہا تھا۔۔" وارڈن پولیس اسٹیشن میں موجود تھی اور اب بے طرح چلا رہی تھی۔

جبکہ حاد خود پر پوری طرح قابو کیے سکون سے بیٹھا تھا۔

"ارے میں اسے نہ نکالتی تو کیا کرتی؟؟"

"آپ ایک خاتون کو دھکے دینے والی کون ہوتی ہیں۔۔۔؟؟"

اس کا انداز اتنا ٹھنڈا تھا کہ وارڈن کو چپ لگ گئی۔

اگران کی طبیعت خراب تھی تو آپ انہیں ہسپتال لے کر جاتیں۔۔۔اگر”
آپ کو کوئی غیر قانونی حرکت نظر آئی تھی تو آپ پولیس کو فون کرتیں۔۔۔
آپ کو کس نے حق دیا کہ آپ ایک عورت ہو کر دوسری عورت کے ساتھ
“ایسا سلوک کریں۔۔۔

وہ کہنیوں کو ٹانگوں پر جمائے تھوڑا جھک کر بیٹھا تھا۔ جبکہ ٹھوڑی اسی ہاتھوں کی پشت پر ٹکی تھی اور گہری چمکتی آنکھیں وارڈن پر جمی تھیں۔۔اس کے دیکھنے کے انداز سے ہی وارڈن کو اپنی رگوں میں خون جمتا محسوس ہو رہا تھا۔

مسٹر جبیل آپ فکر نہ کریں۔۔۔ہم معاملہ سلجھالیں گے۔۔“پولیس”
آفیسر نے اسے تسلی دی۔

معاملہ سلجھانا نہیں۔۔۔مجھے انصاف چاہیے۔۔۔ایک ایسا ہاسٹل جہاں" لڑکیوں کے ساتھ ہتک آمیز رویہ رکھا جائے وہ کسی طور ری اوپن نہیں ہوگا۔۔۔اور اگر کسی نے ایسا کرنے کی کوشش کی تو اس پر کیس میں خود "کروں گا۔۔۔

اس نے پولیس آفیسر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے کہا اور اٹھ کر باہر نکل گیا۔

جبیل خاندان سے کون واقف نہیں تھا۔۔۔اور حاد نے تو آج تک اپنے خاندان کے نام کا استعمال نہیں کیا تھا۔

پیچھے سے وارڈن نے کچھ کہا تھا۔

محترمہ یہ ویڈیو آپ کے خلاف کھلا ثبوت ہے۔۔۔آپ جا کر ان خاتون" سے معافی مانگیں جن سے آپ نے بدتمیزی کی ہے۔۔۔تب ہی کچھ ہو سکتا

ہے۔۔آپ شکر کریں آپ کا ہاسٹل بند ہوا ہے آپ کو مسٹر جبیل کے کہنے پر اندر نہیں کیا ورنہ ابھی آپ سلاخوں کے پیچھے ہوتیں۔۔۔"

✿••✿••✿••✿

وہ جس تیزی سے گیا تھا اسی تیزی سے واپس بھی آگیا تھا۔۔۔لیکن سامنے کا منظر اس کے لیے کسی خوفناک خواب سے کم نہیں تھا۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔اماں۔۔میں پاگل نہیں ہوں۔۔میں بے ایمان نہیں ہوں۔۔۔"

وہ پوری وقت سے چلا رہی تھی اور خود کو چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی۔

نرسوں نے اسے دونوں جانب سے پکڑا ہوا تھا تا کہ وہ بیڈ سے اٹھ نہ سکے۔۔

کمرے میں ڈاکٹر مہک کے ساتھ ساتھ کچھ سینئرز ڈاکٹرز بھی موجود تھے۔

یہ منظر دیکھ کر حاد کے قدم لڑکھڑا گئے۔۔۔

زندگی کے اٹھائیس انیتس سالوں میں حاد جبیل پہلی بار لڑکھڑایا تھا۔۔ وہ الٹے قدموں دروازے سے پلٹ گیا۔۔

ڈاکٹر مہک نے اب اسے انجیکشن لگایا تھا۔ وہ چلاتی رہی اور پھر آہستہ آہستہ نیند کی وادی میں اتر گئی۔۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو گلاس ونڈو سے حاد کو دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا پایا۔۔ وہ بے یقینی سے ایمان کو دیکھ رہا تھا۔

"شاید ہم نے ڈھونڈنے میں کافی دیر کر دی۔۔"

وہ اس کے قریب آئی تھی اور پھر ہولے سے سرگوشی کی۔

"ایمان کی حالت کافی نازک ہے۔۔ ہمیں اسے جلد از جلد کسی mental Asylum شفٹ کرنا ہوگا۔۔"

وہ کہاں سن رہا تھا۔۔وہ سن ہی نہیں سکتا تھا۔

✿••✿••✿••✿

دو روز پہلے۔۔۔

”عبدل وانٹس تو کینکٹ یو (عبدل آپ سے رابطہ کرنا چاہ رہا ہے۔۔) اے آئی اسسٹنٹ کی آواز حیران کن تھی۔

عبدل اس سے خود رابطہ کرنا چاہ رہا تھا۔اس کے اکاؤنٹ پر عبدل کی ویڈیو کال آرہی تھی۔

اس نے کنیکٹ کرنے کا کہا۔عبدل کا چہرہ دکھائی دیا۔۔

بڑھی ہوئی داڑھی،لمبے بال،کسرتی بازو جو ٹی شرٹ سے نمایاں ہورہے تھے۔۔۔

کیسے ہو۔۔؟؟" اس نے حاد سے پوچھا۔۔"

لیپ ٹاپ سامنے رکھا تھا جبکہ حاد تھکا ہوا لگ رہا تھا۔

"آج سورج کدھر سے نکلا ہے؟؟"

حاد نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔۔یہ احساس ہی کتنا اچھا تھا کہ اس کے جڑواں بھائی نے اسے فون کیا تھا۔۔۔

"وہیں سے جہاں سے تم ایمانے کو ڈھونڈو گے۔۔۔"

اس کا انداز طنزیہ تھا۔۔۔حاد کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔۔لیکن یہ مسکان استہزائیہ تھی۔

تم خود کیوں نہیں ڈھونڈ لیتے اسے۔۔؟؟" وہ اب سیدھا ہو بیٹھا۔"

"کوئی فائدہ نہیں۔۔۔" وہ فوراً بولا۔

"آخر کیوں؟؟" حاد الجھا تھا۔۔۔اسے آج تک یہ بات سمجھ نہیں آئی تھی کہ عبدل ہمیشہ اسے ہی کیوں ڈھون-ڈنے کو کہتا تھا۔

"نمبر ایک، تم نے وعدہ کیا تھا اسے ڈھونڈ لانے کا۔۔۔ نمبر دو، میں نے اسے ڈھونڈ بھی لیا تو تم اسے مجھ سے چھین لوگے۔۔۔ نمبر تین، میں اسے ڈھونڈ لیتا اگر میں اس سے پہلے ملا ہوتا۔۔۔۔ میں نے اس کی آنکھوں میں تمہارا عکس دیکھا تھا۔۔۔"

حاد کو لگا کسی نے اس کے دل کو مٹھی میں لے کر چھوڑ دیا تھا۔۔۔وہ رکا اور پھر دھڑکنے لگا۔۔ لیکن رفتار پہلے سے تیز تھی پر اس نے ظاہر نہیں ہونے دیا۔

"میں تم سے کچھ کیوں چھینوں گا۔۔؟؟"
عبدل کی اس بات نے اسے تکلیف دی تھی۔

تم نہ بھی چھینتے پر تقدیر اسے مجھ سے چھین کر تمہیں دے دیتی۔۔۔""

عبدل کا انداز استہزائیہ تھا۔۔وہ دونوں کافی سنجیدہ تھے۔

"تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے؟؟"

میں نے محسوس کیا ہے۔۔وہ درد جو تم سے جڑا ہے اس درد کو میں نے"
"ایمانے کے ارد گرد محسوس کیا ہے۔۔
وہ کہیں الجھا ہوا تھا۔

اور ویسے بھی میرے جیسا رف ٹف بندہ اسے خوش رکھنے کے چکر میں"
"بھی رلا ہی دیتا۔۔۔وہ مجھے عزیز ہے۔۔پر وہ میرے لیے نہیں۔۔۔
اسے یاد تھا۔۔اس نے کیسے ایمان کا دل توڑا تھا۔

"کیا تم نے صرف اس لیے فون کیا تھا؟؟"
حاد نے بات بدلنا چاہی۔۔۔کیونکہ "ملی"تو وہ اسے بھی نہیں تھی۔۔۔
جانے وہ کس کے لیے بنی تھی۔

نہیں۔۔۔۔"عبدل نے جواب دیا۔"

تو پھر؟؟"اس نے ابرو اچکا کر پوچھا۔"

"تمہارا سسٹم سیکیور ہے نا؟؟مطلب یہ کال کوئی سن نہ رہا ہو۔۔۔"

حاد ہولے سے مسکرا دیا۔

تمہیں لگتا ہے کوئی حاد کے سسٹمز تک پہنچ سکتا ہے؟؟" اس نے الٹا سوال کیا۔۔۔

"مجھے تم سے ڈیل کرنی ہے۔۔۔"

وہ سیدھا ہو بیٹھا۔

"کیسی ڈیل؟؟"

"میں ایمانے سے سفارش کروں گا کہ وہ تمہیں معاف کر دے۔۔۔"

اور بدلے میں تمہیں کیا چاہیے؟؟" حاد نے الٹا سوال کیا۔۔وہ عبدل کو" بچپن سے جانتا تھا۔۔اس کی یہی عادت تھی۔ کسی نہ کسی بات پر ڈیل کرنا۔۔اپنے فائدے کی ڈیل۔۔وہ خود کو بڑا کامیاب بزنس مین سمجھتا تھا۔

مجھے جاننا ہے تم کن لوگوں کے خلاف کام کر رہے ہو۔۔؟؟اور تم مجھے" "ڈیڈ تک کب پہنچاؤ گے۔۔۔

اس کی بات سن کر حاد نے گہرا سانس لیا۔

اچھے بزنس مین بن سکتے ہو تم۔۔۔ چھوڑو یہ سنگنگ ونگنگ۔۔۔داداجی کا" "بزنس سنبھالو۔۔۔

حاد نے ہلکے پھلکے انداز میں چوٹ کی۔

"تو تم چاہتے ہو ایمانے تمہیں کبھی معاف نہ کرے۔۔۔؟؟"

وہ برہم ہوا۔۔۔ناک پھول گئی تھی جیسے بچپن میں پھول جاتی تھی جب حاد اسے کسی بات سے منع کرتا تھا۔۔یا کسی کام سے۔۔

"وہ مجھے ویسے بھی معاف نہیں کرنے والی۔۔۔"

تو پھر یہ شخص کون ہے؟؟"اس نے ایک فوٹو اسکرین کے سامنے کی۔۔۔" لوگوں کی بھیڑ میں وہ شخص کسی روبوٹ کی طرح کھڑا تھا۔۔۔یہ فوٹو یقیناً کنسرٹ کی ریکارڈنگ سے نکالی گئی تھی۔۔
حاد پل بھر کو چونکا۔

"یہ کب کی فوٹو ہے۔۔؟؟" حاد سنجیدہ تھا۔"

"جو میں پوچھ رہا ہوں وہ بتاؤ۔۔۔"

وہ بھی سنجیدہ تھا۔

عبدل۔۔۔میری بات غور سے سنو۔۔۔" وہ چوکنا ہو گیا۔ وہ لوگ عبدل" تک پہنچ چکے تھے۔۔۔یعنی خطرہ بڑھ گیا تھا۔

تمہیں کیئرفل رہنا ہو گا۔۔۔تم ان لوگوں سے جتنا دور رہ سکتے ہو کوشش" کر کے اتنا رہو۔۔بلکہ تم پاکستان آجاؤ۔۔۔اور تم مکر جانا کہ تم عبدل ہو۔۔۔کہ تم روحان جبیل کے بیٹے ہو۔۔۔تم مکر جانا اور کہنا تمہارا جبیل "خاندان سے کوئی واسطہ نہیں۔۔

حماد کے لہجے میں پریشانی تھی۔۔۔وہ عبدل کے لیے فکرمند تھا۔

"اب تک یہی تو کرتا آ رہا ہوں۔۔۔"

تمہیں سمجھنا ہو گا جب تک میں نہ کہوں تم ان میں سے کسی سے نہیں ملو" گے۔۔۔ان کی پہنچ سے دور رہو گے۔۔۔اور کوئی بے وقوفی نہیں کرو گے۔۔۔"

وہ اسے سمجھا رہا تھا۔

انہیں حاد چاہیے۔۔۔"عبدل نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے کہا۔"

"اور بدلے میں وہ مجھے ڈیڈ تک۔۔۔"

سب جھوٹ ہے۔۔۔ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔۔دیکھو تمہیں میری بات ماننا" ہو گی۔۔۔تم ساری زندگی ضد کر سکتے ہو پر اس بار نہیں۔۔۔اس بات پر "نہیں۔۔۔تم مجھ پر بھروسہ رکھو۔۔۔میں انہیں ڈھونڈ لوں گا۔۔۔

انہیں حاد چاہیے۔۔۔" عبدل نے پھر سے وہی جملہ دہرایا۔

حاد خاموش ہو گیا۔۔۔وہ سمجھنے کی کوشش کرنے لگا کہ عبدل کے دماغ میں آخر کیا چل رہا تھا۔

"کیا ہوا گر میں انہیں حاد دے دوں۔۔۔؟؟"

اس نے عجیب سی نظروں سے حاد کو دیکھا۔

"تم نے عبدل اور حاد دونوں کا کردار نبھایا ہے۔۔۔ایک دن کے لیے تو میں بھی حاد بن سکتا ہوں۔۔۔"

صاف صاف ظاہر تھا وہ کچھ پلان کر رہا تھا۔

"نو۔۔نو۔۔عبدل نو۔۔۔تم ایسا نہیں کرو گے۔۔۔تم نہیں سہہ پاؤ گے۔۔۔" حاد اپنی جگہ سے اٹھا۔۔۔پر عبدل اس پر ایک مسکان ڈالتے

ہوئے غائب ہو گیا۔ ویڈیو کال بند ہو چکی تھی۔۔۔حاد نے بہت بار کوشش کی لیکن عبدل اپنی ضد کا پکا تھا۔

✿••✿••✿••✿

حال۔۔۔۔

ایک بار مجھ کو اپنی نگہبانی سونپ دے
عمریں گزار دوں گا تیری دیکھ بال میں۔۔۔

"مسٹر جبیل۔۔۔۔"

کسی نے اسے پکارہ تھا۔۔۔اور وہ چونک کر خیالوں سے باہر آیا۔۔۔ایک لمبا سفر تھا یہاں تک پہنچنا۔۔۔۔اس نے ایمان کی حالت کو بنتے بگڑتے دیکھا تھا۔۔۔

اس نے ایمان کی آنکھوں میں اپنے لیے غیر شناسائی دیکھی تھی۔۔۔ جیسے وہ اسے جانتی ہی نہ ہو۔۔۔اس نے اسے رنگوں سے نفرت کرتے اور خوفزدہ ہوتے دیکھا تھا۔۔۔

وہ واقف تھا اس کے ہر خوف ہر درد سے۔۔۔اس کی ہر تکلیف سے۔۔۔

وہ واقف تھا اس کے اکیلے پن سے۔۔۔

اس رات مہک دوبارہ سلمٰی بیگم کو کال نہ کرتی اور ان سے معذرت نہ کرتی کہ ایمان ابھی نہیں ملی۔انہیں غلط فہمی ہوگئی تھی۔۔تو جانے کیا ہو جاتا۔۔۔ حاد کے کہنے پر اس نے ایسا کیا تھا۔۔وہ چاہتا تھا جہاں سلمٰی بیگم نے اتنا انتظار کیا تھا وہاں تھوڑا اور سہی۔۔۔

وہ نہیں چاہتا تھا کہ سلمی بیگم اپنی بیٹی کو اس حالت میں دیکھیں۔۔۔۔وہ چاہتا تھا ایمان جلد از جلد ٹھیک ہو جائے۔۔۔اور اس کے لیے وہ بھرپور کوشش کر رہا تھا۔۔۔وہ لندن گیا تھا۔۔وہاں سے ڈاکٹر لایا تھا۔۔اس کا علاج چل رہا تھا۔

یس ڈاکٹر۔۔۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا۔"

میرے ساتھ آیئے۔۔۔مجھے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔۔"ڈاکٹر نے کہا"
تو وہ گہرا سانس لے ان کے پیچھے چل پڑا۔

"وہ پہلے سے بہتر ہو رہی ہے۔۔۔"
گلاس ڈور کے اس پار وہ بیٹھی تھی۔آسمانی رنگ کا یونیفارم پہنے۔۔۔شلوار قمیص ایک رنگ کا تھا۔

اس کے سامنے نرس نے دو اسکارف رکھے تھے۔ایک سیاہ اور ایک سفید۔۔۔

پہلے وہ ان رنگوں سے خوفزدہ ہوتی تھی ان سے نفرت کرتی تھی۔۔حاد غور سے اسے دیکھنے لگا۔۔

وہ کئی ثانیے یونہی بیٹھی رہی۔۔خاموشی سے دونوں رنگوں کو گھورتے ہوئے۔۔۔

دیکھنا یہ تھا کہ وہ اب ان میں سے کونسا رنگ اٹھاتی۔حاد جبیل کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی تھی۔اس نے ہاتھ آگے بڑھایا۔۔کپکپاتا اس کا ہاتھ سفید اسکارف کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

اس نے کافی عرصے بعد سفید رنگ کو چھوا تھا۔اس نے اس اسکارف کو اٹھایا۔۔

سفید نے سیاہ کو مات دے دی تھی۔

حاد کو لگا کسی نے بڑا بوجھ اس کے دل سے اتار دیا ہو۔

✿••✿••✿••✿

"کب تک واپس آئیں گے آپ؟؟" دائمہ نے آج کافی دنوں بعد اسے کال تھی۔ حاد چاہ کر بھی نظر انداز نہ کر پایا۔ اس لڑکی کا حاد کی وجہ سے دل ٹوٹا تھا۔۔۔ وہ اس کے لیے اتنا کر سکتا تھا کہ اس کی بات سن لیتا۔

"نہیں جانتا۔۔۔ ابھی کچھ وقت لگے گا۔۔"

اس نے عام سے لہجے میں جواب دیا۔

کیا میں جانتی ہوں آخر کون بیمار ہے جو آپ اس کی اتنی تیمارداری کر رہے ''

ہیں۔۔۔؟؟''

دائمہ نے سوال پوچھا۔اس نے تازہ تازہ خبر سنی تھی۔حاد جبیل کو پاگل خانے جاتے دیکھا گیا تھا۔۔۔اور اس خبر کی تصدیق سید جبیل نے سعد سے کی تھی۔جس نے صرف یہ بتایا تھا کہ حاد کا کوئی خاص شخص وہاں داخل تھا۔

ہے کوئی اپنا۔۔۔''اس نے یک لفظی جواب دیا۔''

کیا وہ کوئی لڑکی ہے؟؟؟''دائمہ نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔۔وہ دعا کر رہی ''
تھی جواب ناں میں ہو۔پر ایسا نہیں ہوا۔

ہاں۔۔۔''یک لفظی جواب پر پھر کچھ ٹوٹا تھا۔''

ایک کزن ہونے کی حیثیت سے میں آپ سے کچھ پوچھ سکتی ہوں؟؟" وہ کلیئر جواب چاہتی تھی۔۔۔ایک عرصے سے اس کے ذہن میں جو سوال پنپ رہے تھے ان کے جواب۔

ضرور۔۔۔" وہ جانتا تھا وہ کیا پوچھنے والی تھی۔"

"کیا آپ کسی اور کو پسند کرتے ہیں۔۔۔؟؟"

محبت کرتا ہوں۔۔۔" تین لفظی جواب نے دائمہ جبیل کی دنیا کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔اس نے میز کا سہارا لے کر خود کو گرنے سے بچایا۔
تو یہ وجہ تھی جو وہ اس سے گریزاں تھا۔

تو اسی وجہ سے آپ نے مجھے ٹھکرایا؟؟" وہ کپکپاتی آواز میں بولی۔۔۔اس
ایک سوال میں بہت کچھ تھا۔۔۔ غصہ، غم اور شکوہ سب کچھ۔۔۔

"نہیں۔۔۔" وہ کم کم بولتا تھا۔۔۔اپنوں کے سامنے۔۔۔اپنوں کے
ساتھ۔۔۔ جانے سیشنز میں وہ کیسے اتنا بول لیتا تھا۔
اور پھر دائمہ نے بنا کچھ کہے فون کاٹ دیا۔

تو طے تھا۔۔۔ دائمہ جبیل کی قسمت میں ماہین حمدان کی طرح تڑپنا لکھا تھا۔

✿••✿••✿••✿

ماضی۔۔۔

وہ دونوں رات کے اس پہر ہسپتال میں تھے۔۔۔ ہسپتال میں اس وقت رش کم ہو جاتا تھا۔۔۔رات کا پچھلا پہر۔۔۔تاروں بھرا آسمان۔۔۔

"ہمیں کچھ تو کرنا ہو گا نا۔۔۔ یہاں اس کا علاج نہیں ہو سکتا۔۔۔"

تم چاہتی ہو میں اسے پاگل خانے لے جاؤں؟؟" وہ جلد برہم نہیں ہوتا تھا" پر اس کے لیے یہ خیال ہی جان لیوا تھا کہ ایمان کو پاگل خانے داخل کیا جائے۔

کوئی اور آپشن ہے؟؟" ڈاکٹر مہک نے الٹا سوال کیا۔ جبکہ حاد بے چینی سے" ٹہل رہا تھا۔۔اس کے لیے یہ مشکل نہیں تھا کہ کوئی پاگل ہو گیا تھا۔۔اس کے لیے یہ ماننا مشکل تھا کہ "ایمان" نفسیاتی ہو گئی تھی۔

دیکھو حاد میں ایک پرائیویٹ کلینک کو جانتی ہوں۔۔ میرے کلاس فیلو کا" ہے۔۔۔ یہاں نفسیاتی لوگوں کا الگ طریقے سے علاج کیا جاتا ہے۔۔۔ یہ پاگل خانہ نہیں ہے۔۔۔ بلکہ ایک انسٹیٹیوٹ کی طرح ہے۔۔۔"

ڈاکٹر مہک اسے تفصیل بتا رہی تھی جب اچانک حاد کا فون تھرتھرانا شروع ہوا۔۔ ساتھ ہی ٹوں ٹوں کی آواز ابھر رہی تھی۔۔ اس نے جلدی سے فون نکالا تو اس پر سرخ رنگ میں بڑا سا لکھا آ رہا تھا۔۔

"Danger خطرہ۔۔"

یہ اتنا اچانک ہوا تھا حاد تھوڑا شاکڈ ہوا۔ اسے دیکھ کر ڈاکٹر مہک الجھی۔

"سب ٹھیک ہے نا۔۔؟؟"

"مجھے جانا ہوگا۔۔۔"

وہ فوراً پلٹا۔۔۔اس کی جانب۔۔۔یقیناً کچھ ٹھیک نہیں تھا۔

ایمان کا دھیان رکھنا۔۔۔"یہ کوئی حکم نہیں تھا۔۔۔کوئی تاکید نہیں تھی" بلکہ اس نے درخواست کی تھی۔۔۔۔

اور پھر وہ پلٹ گیا۔۔۔ڈاکٹر مہک نے اسے تیز رفتاری سے بھاگتے دیکھا تھا۔۔۔

✿••✿••✿••✿

وہ آئینے کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔وہ عبدل جبیل تھا حاد جبیل کا جڑواں بھائی۔۔۔۔جو حلیے میں اس سے الگ دکھتا تھا۔۔۔

"انہیں حاد چاہیے۔۔۔۔"

''حاد عبدل بن کر رہ سکتا تھا تو وہ حاد کیوں نہیں بن سکتا تھا؟؟''

قد کاٹھ ایک جتنا تھا، آنکھیں ایک جیسی تھیں، آواز ایک جیسی تھی۔۔۔۔

فرق تھا تو ایک باکسر کی باڈی کا جس پر بے جا ٹیٹوز بنے تھے۔اس کے ڈریسنگ ٹیبل پر حاد جبیل کی تصویر بنی تھی۔

صاف شفاف ہاتھ۔۔

ہلکی داڑھی

ایک ترتیب سے پیچھے کی جانب سیٹ ہوئے بال جو پیچھے سے کان کی لوؤں تک جاتے تھے

آنکھوں پر چشمہ

ہاتھ میں کھڑی

چمکتے بند جوتے

اس کی جیکٹ بازو پر پڑی تھی

کتنا پرفیکٹ دکھتا تھا وہ۔۔۔اسے غور سے دیکھتے ہوئے عبدل نے سب سے پہلے کینچی اٹھا کر اپنے بالوں کی بے ڈھنگی سی پونی کو کاٹ ڈالا۔۔۔وہ اب بالوں کو اس کے انداز میں کاٹ رہا تھا۔۔۔اتنے مہنگے اتنے ہیئر ڈریسر اس کے ایک راکسٹر کے حلیے کو برقرار رکھتے تھے۔۔۔۔

پھر اس نے اپنی بڑھی ہوئی داڑھی کو تھوڑا چھوٹا کیا۔۔

کان سے بالی نکال دی۔۔۔ہونٹ کے کنارے کے جڑا وہ موتی اتار دیا۔۔۔

وہ اب پوری سنجیدگی سے اپنا حلیہ بدل رہا تھا۔۔۔

تین گھنٹے کی کڑی محنت کے بعد جب اس نے اپنے آپ کو آئینے میں دیکھا تو ساکت رہ گیا۔۔۔

وہ ہو بہو حاد جبیل لگ رہا تھا۔۔۔ کہیں کوئی فرق نہیں تھا۔۔۔ مکمل کپڑے پہننے کے بعد اس نے بازوؤں اور ہاتھوں کے ٹیٹوز کو بڑی مشکل سے چھپایا تھا۔۔

تصویر والا حاد جبیل اب ہو بہو آئینے کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔ وہ اس کے انداز میں کھڑا تھا جیکٹ بازو پر ڈالے۔

''ایک دن کے لیے حاد جبیل بننے میں کوئی مضائقہ نہیں۔۔۔''

اس نے مسکرا کر خود کو دیکھا۔۔۔

''کوئی بھی لڑکی تم پر اپنا دل ہار سکتی ہے۔۔''

وہ اب حاد جبیل کی تصویر سے مخاطب تھا۔

سیاہ اور سفید کی ملاقات

’’کوئی بھی لڑکی تم پر اپنا دل ہار سکتی ہے۔۔‘‘
وہ اب حاد جبیل کی تصویر سے مخاطب تھا۔

’’برو۔۔۔یو آر ہینڈسم۔۔۔اس کا مطلب میں بھی ہوں۔۔۔‘‘
اس نے سیٹی بجاتے ہوئے فرضی کالر جھاڑے۔

بائے داوے۔۔۔میں بھی ایک راک سٹار ہوں۔۔۔اور تم سے کم مشہور نہیں ہوں۔۔‘‘اس نے حاد کو باور کرانا ضروری سمجھا۔

"چلو آج کے دن حاد بن کر دیکھتے ہیں۔۔۔اس احساس کو جیتے ہیں کہ میں ایمانے کی چاہت ہوں۔۔۔"

یہ احساس فرحت بخش تھا۔۔۔وہ آئینے کے سامنے کھڑا خود سے باتیں کر رہا تھا۔۔۔جبکہ ڈریسنگ پر پڑا اس کا فون کب سے بلنک کر رہا تھا۔۔۔

حاد اسے کب سے فون کر رہا تھا پر وہ سننے کے موڈ میں نہیں تھا۔وہ باہر نکلنے ہی لگا تھا جب فون پھر سے بجنے لگا۔۔۔

"کیا مصیبت ہے؟؟؟ تم تیرہ سالوں سے عبدل بنے رہے ہو میں نے کچھ کہا۔۔؟؟اگر ایک دن کے لیے میں حاد بن رہا ہوں تو تم سے برداشت نہیں ہو رہا؟؟ بڑے ہی کم ظرف ہو یار۔۔۔"

وہ عبدل تھا اس کی زبان تلوار کا کام کرتی تھی۔

"عبدل میری بات غور سے سنو۔۔۔ تم حماد بن کر اجنبی لوگوں سے نہیں مل سکتے۔۔۔اس میں بہت خطرہ ہے۔۔۔

حماد نے پریشانی سے کہا۔۔۔اس کے لب خشک ہو چکے تھے۔۔۔ صرف وہی جانتا تھا عبدل کس خطرے سے کھیلنے جا رہا تھا۔

"مجھے خطروں سے کھیلنا آتا ہے۔۔میں نے تم سے کہا تھا۔۔۔تم نے میری بات نہیں مانی۔۔۔"عبدل کا ناک ابھی تک پھولا ہوا تھا۔

"میں تمہاری ساری باتیں مانوں گا۔۔۔ پلیز ڈونٹ ڈو دز۔۔۔ایسا مت کرو عبدل۔۔۔رک جاؤ۔۔۔ کہیں مت جاؤ۔۔۔

وہ اسے روکنے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔

سوچوں گا۔۔۔"اس نے فون بند کر کے بیڈ کی جانب اچھال دیا۔۔۔وہ جان گیا تھا کہ حاد اس کے فون تک پہنچ چکا تھا تبھی اسے پتا چل گیا تھا۔۔۔

اب وہ فون ساتھ نہیں لے جا سکتا تھا۔۔۔

اس نے آئینے میں خود کو دیکھتے گہرا سانس لیا۔۔۔

"کیا حاد بننا اتنا خطرناک ہے؟؟ چلو بن کر دیکھ لیتے ہیں۔۔۔"وہ خود پر آخری نظر ڈالتا کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔اس بات سے بے خبر کہ میلوں دور بیٹھے حاد کی جان پر بن آئی تھی۔

✿••✿••✿••✿

حال سے منسوب۔۔۔۔

وہ نماز پڑھ رہی تھی جب ادھم کسی کام سے وہاں آیا۔۔۔اس نے دائمہ کو دیکھا۔۔۔وہ اب دعا مانگ رہی تھی۔۔۔پہلے وہ پلٹنے لگا۔۔۔پھر یک دم ہی اسے ایمان کا خیال آیا۔۔۔۔

وہ جب نماز پڑھتی تھی اسے خود سے کوسوں دور محسوس ہوتی تھی۔۔۔جب دائمہ نے سلام پھیرا تو ادھم کو دروازے میں کھڑا پایا۔

"آپ اندر آسکتے ہیں۔۔۔"

مجھے نہیں پتا تھا تم بھی مذہبی ہو۔۔۔"وہ ہنستے ہوئے بولا۔"

بھائی۔۔۔"دائمہ نے احتجاجاً کہتے ہوئے خفگی سے اسے دیکھا۔"

مذاق کر رہا ہوں۔۔۔"اس نے ہاتھ کھڑے کیے۔"تمہیں کوئی کام تھا؟؟"وہ اب سیریس تھا۔

مجھے اسلام آباد جانا ہے۔۔۔"اس نے بتایا۔"

"خیریت۔۔۔؟؟"

ضروری کام ہے۔۔۔"اس نے بس اتنا ہی بتایا۔"

کل۔۔۔"دائمہ نے بس اتنا ہی بتایا۔"

"اتنی جلدی؟؟لگتا ہے کوئی خاص کام ہے؟؟"

میں نے ہم دونوں کی ٹکٹس کروالی ہیں۔۔آپ بتائیں میرے ساتھ چل رہے ہیں یا نہیں۔۔۔؟؟" وہ کافی سنجیدہ تھی۔

"میں جب سے آیا ہوں حویلی سے باہر نہیں نکلا۔۔۔"

کب تک قید ہو کر رہیں گے؟؟" وہ بگڑی۔"

میرا ہونا جبیل خاندان کے لیے کسی بد نما داغ سے کم نہیں۔۔۔" وہ پھیکا" سا مسکا دیا۔

"بھائی۔۔۔۔ایسا کیوں سوچتے ہیں آپ؟؟"

"یہی سچ ہے۔۔۔"

"آپ جائیں پیکنگ کریں۔۔۔ہم کل جا رہے ہیں۔۔"دائمہ نے اسے بازو سے پکڑ کر اٹھایا۔

"ٹھیک ہے جا رہا ہوں۔۔۔"وہ ہتھیار ڈالتے چلا گیا۔۔۔جبکہ دائمہ کافی سنجیدہ تھی۔جانے اس کے دماغ میں کیا چل رہا تھا۔

✿••✿••✿••✿

"زندگی کبھی کبھی عجیب موڑ لے لیتی ہے۔۔میں نے کبھی سوچا ہی نہیں تھا کہ میری زندگی میں ماثیل جیسا کوئی شخص آئے گا۔۔۔پتا ہے جب میں نے ماثیل کی محبت کو اپنایا تب میں یہی سوچتی تھی کہ ماں کو کیسے بتاؤں گی۔۔۔وہ مان بھی جاتیں تو اللہ کو کیسے مناتی؟؟

مجھے ڈر تھا اللہ مجھ سے ناراض ہو جائے گا اور دیکھیں وہ مجھ سے ہو گیا نا۔۔

"ایک ایمان بے ایمان ہو گئی۔۔۔۔اس سے بڑی تکلیف کیا ہو گی؟؟

وہ کاغذ ہاتھ میں تھامے بیٹھا۔۔۔یہ صرف کاغذ نہیں تھا خط تھا۔۔۔ایمان کا حاد کو لکھا گیا خط۔۔۔۔

ایک عورت ہونے کے ناطے میں نے بس اتنا ہی چاہا کہ مجھے ایک پرہیز گار مرد ملے۔۔۔۔جس نے کبھی کسی کو نہ چھواء ہو۔۔۔کسی کو غلط نگاہ سے نہ دیکھا ہو۔۔۔جس کی تنہائیاں پاک ہوں۔۔۔جو مجھے حلال رزق کھلائے۔۔۔مجھے ایسے مرد کی چاہ نہ ہوتی اگر میرا باپ عبداللہ شہاب نہ ہوتا، میں نے عبداللہ شہاب کی سیاہی کو بہت قریب سے دیکھا تھا۔۔۔اس لیے میں نے ایک نیک شخص کا بت اپنے اندر بنالیا۔۔۔میں اس معیار سے نیچے نہیں اتر سکتی تھی۔۔۔اترتی تو مر جاتی۔۔۔جیسے اب مر گئی ہوں۔۔۔ٹیرو نے کہا تھا روح کی موت سب سے خطرناک موت ہوتی ہے۔

یہ میری قسمت کہ مجھے ادھم جبیل جیسے شخص کی محبت قبول کرنا پڑی۔۔۔ وہ شخص جو مجھے حلال کھلا نہیں سکتا تھا۔۔۔۔ مجھے بتائیں میں کیسے صرف اس کی محبت کی خاطر اسے اپنائے رکھتی۔۔۔۔ کب تک؟؟؟اس نے خود کو نہیں بدلا۔وہ شخص میری زندگی میں تو آگیا تھا پر دل تک کیسے پہنچتا؟؟؟

وہ میرا مذاق اڑاتا تھا کہ "یہ کنسیپٹ پرانا ہو چکا ہے۔۔۔اپنے لیے نیک انسان ڈھونڈنا۔۔ جس نے کبھی کسی کو نہ چھوا ہو۔۔" پر سچ تو یہی تھا۔مجھے نیک انسان ہی چاہیے تھا۔

اور اس کی محبت دو پل میں اڑن چھو ہو گئی جب اسے لگا میں بے وفا ہوں۔۔۔۔اس نے میری بات تک نہ سنی۔۔۔

ہاں میں بے وفا ہوں۔۔ میں نے اپنے اللہ سے بے وفائی کی۔۔۔یہ سوچ کر کہ وہ سدھر جائے گا۔۔۔۔

اور میری بدقسمتی کہ مجھے مشارب جیسا شخص ملا۔۔۔۔وہ جس کے لیے نکاح کسی کھیل سے کم نہیں تھا۔۔۔۔

کیا ایک پرہیزگار مرد کی چاہت کرنا اتنا بڑا گناہ ہے؟؟

اگر ہاں تو میں گنہگار ہوں۔۔۔۔ہاں میں سب سے بڑی گنگہار ہوں۔۔۔۔!!

ادھم اپنی جگہ ٹھیک ہوگا۔۔۔۔پر وہ میرے لیے نہیں تھا۔۔۔میں اس کے لیے نہیں تھی۔ بیشک اللہ میری چاہتوں سے واقف ہے۔۔۔!!

اور پھر ہر محبت کا امتحان ہوتا ہے۔۔۔وہ جس نے کہا تھا مجھے کبھی ہرٹ نہیں کرے گا اس نے میری بات کا یقین تک نہ کیا۔۔۔۔ لیکن میں یہ بھول گئی

تھی کہ جو شخص اپنے خدا سے اتنا بدگمان ہے اس کے نزدیک میری حیثیت کیا ہو گی ؟؟

کاش مجھے یہ بات پہلے سمجھ آجاتی۔۔۔ لیکن ہم لڑکیوں کی آنکھوں پر محبت کی پٹی باندھ دی جاتی ہے۔۔۔۔۔۔ !!

✿••✿••✿••✿

دائمہ پورا پلان بنا کر مینٹل اسائلم تک پہنچی تھی۔۔۔اس نے ہسپتال کا پتہ سعد سے نکلوایا تھا جس نے فوراً دے دیا تھا۔۔ وہ دونوں جب اندر داخل ہوئے تو دائمہ نے اپنا تعارف کروایا۔

"میں دائمہ جبیل ہوں۔۔۔ مجھے حاد جبیل اور ان کی پیشنٹ سے ملنا ہے۔۔۔ آپ حاد کو اطلاع کر دیں۔۔۔" وہ کاؤنٹر پر کھڑی تھی جبکہ ادھم

کے لیے یہ اسائلم دلچسپی کا مرکز تھا۔۔۔ وہ دھیرے دھیرے قدم بڑھاتا آگے بڑھ رہا تھا۔۔۔

کاؤنٹر پر کھڑی لڑکی نے حاد کو فون کیا تھا۔۔ یہ اسائلم بہت بڑا نہیں تھا۔۔ گنتی کے پیشنٹ تھے اور یہاں حاد کو سب جانتے تھے۔۔۔ حاد نے انہیں آنے کی اجازت دے دی تھی۔

دائمہ نے جب پلٹ کر دیکھا تو ادھم وہاں نہیں تھا۔۔ وہ لڑکی کے بتائے گئے کمرہ نمبر کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتا آگے بڑھ رہا تھا۔۔۔ کھلے کھلے کمرے تھے جہاں مریضوں کو رکھا گیا تھا۔۔ سب کا پینٹ ایک جیسا تھا۔۔ گلاس ونڈو اتنی بڑی تھی کہ اندر کا پورا منظر نظر آتا تھا۔۔۔

وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے آگے بڑھ رہا تھا۔۔ اور پھر ایک جگہ وہ ٹھٹک کر رک گیا۔۔۔۔ اسے لگا اسے وہم ہوا ہو۔۔۔ اس نے گلاس ونڈو

کے قریب جا کر دیکھا۔۔۔اور پھر ساکت رہ گیا۔۔۔اسے لگا جیسے وہ پتھر کا ہو گیا ہو۔۔۔

ایما۔۔۔"اس کے لب پھڑ پھڑائے۔۔۔"

اگر میں تمہیں کسی پاگل خانے میں نظر آئی تو جان لینا اس کی وجہ تم ہو "گے۔۔۔"

اس کی سماعت سے ایک جملہ ٹکرایا تھا۔۔۔اور وہ سانس نہ لے پایا۔۔۔
جیسے کسی نے مٹھی میں اس کا دل جکڑ لیا ہو۔۔۔۔۔

✿••✿••✿••✿

وہ تیزی سے راہداری سے گزرتا اندر آرہا تھا۔۔۔اس کی جیکٹ اس کے بازو پر تھی۔۔۔شرٹ کے کف اس نے فولڈ کر رکھے تھے جبکہ آنکھوں پر چشمہ لگا تھا۔۔۔اس کی اہم میٹنگ تھی۔۔کل شام ہی سعد اسلام آباد آیا تھا۔وہ دونوں میٹنگ سے واپس آرہے تھے۔سعد گاڑی پارک کرنے گیا تھا جبکہ وہ اندر آگیا۔۔۔وہ سیدھا ایمان کے کمرے کی جانب بڑھ رہا تھا جب اچانک رک گیا۔۔۔سامنے ہی داہداری میں وہ کھڑی تھی۔

دائمہ جبیل۔۔۔جو ادھر ادھر دیکھتی بار بار اپنا دوپٹہ سیٹ کرنے کی کوشش کر رہی تھی جو اس کے کھلے سیاہ سلکی بالوں سے پھسل رہا تھا۔۔۔

اور پھر اس کی نظر بھی حاد بھی پڑ گئی۔۔۔یوں لگا جیسے کسی مورت میں جان پڑ گئی ہو۔۔۔وہ پر جوش سی اس کی جانب بڑھی۔۔۔اسے دیکھتے ہی وہ سارے شکوے گلے بھول گئی تھی۔

السلام علیکم!''وہ بھی چلتا ہوا اسی کی جانب آیا۔وہ اس کی فیملی تھی۔اور اپنی''
فیملی کو حاد جبیل بہت عزت دیتا تھا۔

''کیسے ہیں آپ؟میں کب سے ویٹ کر رہی تھی''
حاد کو اندازہ نہیں تھا کہ سعد سے پتہ لینے کے بعد وہ اتنی جلدی یہاں پہنچ
جائے گی۔

خیریت؟؟''وہ بس اتنا ہی پوچھ پایا۔''

وو۔۔۔وہ میں آپ سے ملنے آئی تھی۔۔۔''دائمہ کو اپنے لب خشک''
ہوتے محسوس ہوئے۔۔۔حاد کا لہجہ سرد تھا۔

یہاں ہسپتال میں ؟؟''اس کا چہرہ کتنا بے تاثر تھا۔۔۔دائمہ کو اپنا دل ڈوبتا''
محسوس ہوا۔

''وہ آپ نے کال پر۔۔۔''

مجھے لگتا ہے یہاں کھڑے رہنا ٹھیک نہیں ہے۔۔۔آؤ میرے''
ساتھ۔۔۔''وہ اس کی بات کاٹتا آگے بڑھا۔۔۔دائمہ اس کے پیچھے لپکی۔
اسے حاد کا ساتھ دینے میں بھاگنا پڑا تھا۔وہ کافی تیز چلتا تھا۔۔۔راہداری لمبی
تھی۔۔جیسے ہی حاد کو احساس ہوا وہ آہستہ چلنے لگا۔
وہ دائمہ جبیل جو حمدان صاحب کی کمپنی میں جی ایم تھی وہ اس کے سامنے
کس قدر گھبرا گئی تھی۔
وہ دونوں اب چلتے ہوئے راہداری کے آخر میں بنی اس بالکونی میں آ گئے تھے
جہاں سے پورا شہر نظر آتا تھا۔۔۔یہ بالکونی کافی کھلی اور بڑی تھی جہاں

گول میز کے گرد کرسیاں رکھی تھیں جن پر بیٹھ کر شہر کا خوبصورت نظارہ کیا جاسکتا تھا۔ شام کا من-ظر حسین تھا۔۔۔ سورج آہستہ آہستہ غروب ہو رہا تھا۔۔۔ وہ دونوں کھڑے رہے۔

اس کی سرخ روشنی میں دائمہ کا سراپا مزید خوبصورت لگ رہا تھا۔۔۔ اس کے کندھوں پر پڑی سیاہ شال اس سے سنبھل نہیں رہی تھی جبکہ دوپٹہ پھر سے پھسل گیا تھا۔

"اب بتاؤ کس کے ساتھ آئی ہو؟؟ کچھ کھایا پیا؟؟"

"نہیں ابھی کچھ نہیں کھایا۔۔۔ وہ ادھم بھیاء کے ساتھ آئی تھی۔۔ پتا نہیں کہاں چلے گئے ہیں۔۔"

دائمہ نے چاروں جانب نظر دوڑائی۔۔۔ ادھم کے نام پر حاد کے کان کھڑے ہوئے۔۔۔

"ٹھیک ہے تم بیٹھو میں کچھ منگواتا ہوں۔۔"اس نے فون نکالا اور سعد کا نمبر ملایا۔۔۔

"ہیلو سعد۔۔۔میں یہاں بیک سائیڈ پر بالکونی میں ہوں۔۔۔آتے ہوئے کچھ کھانے کو لے آنا۔۔۔میری کزن آئی ہیں ان کے لیے۔۔۔"فون بند کر کے وہ اس کی جانب متوجہ ہوا۔وہ اب بیٹھ چکی تھی۔۔۔دوپٹہ پھر سے سر پر جمایا۔۔۔

"ہاں اب بولو۔۔۔۔کوئی ضروری بات تھی نا۔۔۔"اس نے اپنی جیکٹ کرسی کے بازو پر ٹکادی اور اس کی جانب متوجہ ہو گیا۔۔۔

"وو۔۔۔وہ۔۔۔" دائمہ نے خشک لبوں پر زبان پھیری۔۔۔ کتنا مشکل تھا نا اس کا سامنا کرنا۔۔۔ فون اور میسج پر وہ کچھ بھی بول دیتی تھی۔

"ہاں میں سن رہا ہوں۔۔۔" وہ اس کی جانب متوجہ تھا۔ دائمہ کی گھبراہٹ اس سے مخفی نہیں تھی۔

"آپ نے اس دن کہا تھا آپ کسی سے محبت۔۔۔۔"

"کیوں یقین نہیں آیا تھا؟؟" وہ کافی سنجیدہ تھا۔

"مجھے لگا آپ مذاق۔۔۔"

"دائمہ۔۔۔پہلے میں نے کتنی بار تم سے مذاق کیا ہے؟؟"

اس نے فوراً کہتے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔وہ کرسی پر بیٹھی تھی جبکہ حاد سامنے کھڑا تھا۔دائمہ کا رنگ پھیکا پڑا۔۔۔ایک موہوم سی امید تھی۔۔۔وہ بھی توڑ رہا تھا وہ شخص۔۔۔

”میرے ساتھ آؤ“ وہ پلٹا۔۔۔اور تیزی سے دائیں جانب بڑھا۔۔۔جہاں قطار میں کافی کمرے تھے۔وہ فوراً اٹھ کر اس کے پیچھے چلی۔۔کچھ قدم کے فاصلے پر وہ ایک کمرے کے سامنے رکا۔۔۔لوہے کا آٹومیٹک دروازہ بند تھا جسے لاکڈ کیا گیا تھا۔وہ اب گلاس ونڈو کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔دائمہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی اس کے قریب آکر کھڑی ہو گئی۔۔وہ اس سے ایک قدم پیچھے تھی۔۔۔سامنے ہی بیڈ پر وہ سوئی ہوئی تھی۔۔۔آج کل ڈاکٹر اسے زیادہ سلا رہے تھے۔۔۔سکون آور دوا کے زیر اثر۔۔۔جتنا وہ سوتی اتنا اس کا دماغ ریلیکس ہوتا۔

کبھی کبھی ہماری دنیا ایک شخص پر آکر ختم ہو جاتی ہے۔۔۔" وہ اسے دیکھتے" کہہ رہا تھا۔ جبکہ دائمہ حیرت سے ایمان کو دیکھ رہی تھی جس کا چہرہ اتنا واضح نہیں تھا۔۔۔اس کا دل رک گیا تھا۔۔۔یعنی اس نے کال پر جو کہا تھا سچ کہا تھا۔

یہ نہ بھی ہوتی میری زندگی میں تب بھی تم میرے لیے قابل احترام ہی" رہتی۔۔۔ تم میرے بھائی کی منگیتر ہو۔۔۔" وہ سینے پر بازو باندھے کھڑا تھا۔۔۔ جبکہ نگاہیں ایمان پر جمی تھیں۔ وہ اس سے ایک قدم پیچھے کھڑی تھی۔۔۔ وہ اس کی آنکھوں میں ابھرنے والے بے ساختہ آنسوؤں کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔

لیکن میں آپ سے محب۔۔۔۔" کپکپاتے الفاظ اس کے لبوں سے نکلے" تھے۔

میں چاہتا ہوں تم ان جذبوں کی یوں توہین مت کرو۔۔۔ تمہیں یقیناً ایک ''
اچھا ہمسفر ملے گا۔۔۔ جو تمہیں ہمیشہ خوش رکھے گا۔ کچھ چیزیں ہمارے بس
میں نہیں ہوتیں دائمہ۔۔۔''

وہ منہ پر ہاتھ رکھتی پلٹ گئی۔۔۔ بھاگنے کے انداز میں وہ بالکونی تک پہنچی
تھی۔۔۔ اور پھر اسی کرسی پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گئی۔

یعنی اس کا سفر فضول تھا۔۔۔ اس کی کوششیں فضول تھیں۔ وہ ہاتھوں میں
منہ چھپا کر رو پڑی تھی۔۔۔

✿••✿••✿••✿

سعد ہاتھ میں کھانے کا بڑا سا پیکٹ پکڑے وہاں پہنچا تو ایک لڑکی کو بے طرح روتے پایا۔۔ وہ گھٹنوں پر سر رکھے رو رہی تھی۔۔۔ حاد کی جیکٹ وہیں پڑی تھی۔۔۔ وہ خود وہاں نہیں تھا۔۔۔ سعد کو سمجھ نہ آیا کیا کرے۔۔۔ اس نے وہ پیک میز پر رکھے اور تذبذب کا شکار ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔۔

وہ ایسے ہی رو رہی تھی جیسے اپنے کمرے میں ہو۔

ہیلو۔۔۔"اس نے دائمہ کو پکارہ لیکن دائمہ نے سر اٹھا کر اسے نہیں دیکھا۔"

ایکسکیوز می مس! آپ حاد بھائی کی کزن ہیں۔۔"اس نے ذرا سا جھکتے ہوئے" آہستہ سے پوچھا۔

اور تبھی دائمہ نے چہرہ اٹھایا۔۔۔کسی کو دیکھ کر سانس رکنا کیسا ہوتا ہے یہ سعد کو آج پتا چلا تھا۔۔۔

شفق کی روشنی میں اس کا چہرہ اتنا ہی سرخ تھا۔۔۔اور آنکھیں۔۔۔۔اف۔۔۔ وہ آنکھیں جیسے ابھی کسی پہاڑ سے لاوہ اترا ہو۔۔۔ان میں اتنی جلن تھی۔۔۔ جیسے ساری دنیا جلا کر راکھ کر دیں گی۔

کیا ہے؟؟"وہ غصے سے پھنکاری۔۔۔یعنی اب اپنی مرضی سے رو بھی" نہیں سکتی تھی۔۔۔وہ کچھ بول ہی نہ پایا۔۔۔

دائمہ نے اسے خاموش دیکھ کر ہتھیلی کی پشت سے آنسوں رگڑے اور دوپٹہ سر پر لینے کی کوشش کی۔۔۔۔

اس کی کلائی میں موجود دو کڑوں کے آپس میں ٹکرانے سے ارتعاش پیدا ہوا تھا اور سعد کسی سحر سے آزاد ہوا۔۔

وہ جھٹکے سے پیچھے ہوا۔۔حاد جبیل کی کزن اس کے لیے قابل احترام تھی۔

"وہ۔۔۔آپ روکیوں رہی ہیں۔۔۔" وہ اب ادب سے کھڑا پوچھ رہا تھا۔۔۔ نگاہیں جھکالیں تھیں۔۔۔دائمہ نے کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورا۔۔۔ پھر اسے میز پر رکھا کھانے کا پیک نظر آیا۔۔۔یقیناً وہ حاد کا ساتھی تھا۔

"کیوں میں رو نہیں سکتی۔۔۔؟؟" وہ اب جھنجھلاتے ہوئے بالوں کو فولڈ کر رہی تھی۔

"بالکل رو سکتی ہیں پر یہاں۔۔۔" اس نے نظریں اٹھائیں۔۔۔دائمہ نے گھور کر اسے دیکھا۔۔وہ سٹپٹا کر نظریں جھکا گیا۔یہ صرف حاد جبیل تھا جس کے سامنے وہ موم ہو جاتی تھی ورنہ اپنے آفس میں کافی نک چڑی مشہور تھی۔

"رونے کے لیے بھی اب جگہ دیکھوں۔۔۔؟؟"

وہ غصے میں بڑبڑا رہی تھی۔ پھر جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"بتا دینا اپنے حاد بھائی کو کہ جا رہی ہوں میں۔۔۔"

وہ اب شال درست کرتی آگے بڑھی۔

لیکن کھانا۔۔۔" وہ فوراً بولا۔"

تم کھالو اور اپنے حاد بھائی کو کھلا دو" اس نے "اپنے حاد بھائی" پر زور دیا"

تھا۔ سعد کا دل ابھی تک ترتیب پر نہیں آیا تھا۔ وہ کچھ کہنا چاہتا تھا پر وہ تیز تیز

قدم اٹھاتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔۔۔ سعد نے اسے دور تک جاتے دیکھا

تھا۔ اور پھر وہ گہرا سانس خارج کرتا وہیں بیٹھ گیا۔

✿••✿••✿••✿

وہ تیز تیز چلتی ادھم کا نمبر ملا رہی تھی لیکن اس کا نمبر نہیں لگ رہا تھا۔۔وہ اب جھنجھلاتی ہوئی کاؤنٹر تک پہنچی تو سامنے کھڑے حاد کو دیکھ کر ٹھٹک گئی۔۔وہ کاؤنٹر پر موجود لڑکی سے کچھ سوال جواب کر رہا تھا۔

"کدھر۔۔؟؟"اس نے آنکھوں سے ابرو اچکاتے پوچھا۔دائمہ کا چہرہ ستا ہوا تھا۔۔۔یقیناً وہ ناراض تھی۔

"واپس جا رہی ہوں۔۔۔"

"کس کے ساتھ؟؟"وہ اس کے سامنے آیا۔

اپنے بھائی کے ساتھ۔۔۔" وہ اسے دیکھنے سے گریز کر رہی تھی۔"

"مجھے تو وہ یہاں نظر نہیں آ رہا۔۔۔"

"باہر گئے ہوں گے۔۔۔"

جبکہ حاد جانتا تھا اگر تو وہ یہاں ایمان کو دیکھ چکا تھا اس کے بعد نارمل تو یقیناً نہیں ہو گا۔۔۔

واپس چلو سعد تمہیں چھوڑ آئے گا۔۔" حاد نے نرم لہجے میں کہا۔"

کہاں چھوڑ آئے گا۔۔۔؟؟" وہ چونکی۔"

"جب تک ادھم نہیں آجاتا تب تک میرے اپارٹمنٹ میں رہو۔۔۔"اس نے جیسے حکم دیا تھا۔

"مجھے اپنے گھر جانا ہے۔۔۔دوسروں کے گھروں میں نہیں رہتی میں۔۔"وہ خفگی سے بولی۔

"چلی جانا گھر بھی۔۔ابھی واپس جاؤ۔۔وہیں جا کر بیٹھو۔۔۔"اس کا انداز ایسا تھا کہ دائمہ واپس پلٹ گئی۔

"پاگل۔۔۔"حاد نے اسے تیز تیز چلتے دیکھ کر کہا تھا۔

✿••✿••✿••✿

''تم مستقبل میں کس بات کو لے کر خوفزدہ ہو؟؟''

''کبھی کبھی پاگل ہو جانے سے۔۔۔مجھے خوف آتا ہے مجھے ڈر لگتا ہے۔ کبھی۔۔۔ کبھی کبھی خود کو کسی پاگل خانے میں پاتی ہوں۔۔۔یہ خوف میرا پیچھا نہیں چھوڑتا۔۔۔''

ایمان کے الفاظ اس کی سماعت میں ریپیٹ پر گھوم رہے تھے۔۔۔اسے سانس لینے میں مشکل ہو رہی تھی۔۔۔جانے کب سے وہ یوں پیدل چل رہا تھا۔۔۔اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا وہ اسے واقعی کسی پاگل خانے میں ملے گی۔۔۔سینے کے مقام پر اتنی جلن تھی جس نے اس کی سانسیں تک روک لی تھیں۔۔۔وہ تھک گیا تو ایک جگہ بیٹھ گیا۔۔۔بیٹھا

رہا۔۔۔جانے کتنی دیر۔۔۔یوں جیسے ہوش میں نہ ہو۔۔۔۔اس نے ایسا تو نہیں چاہا تھا۔۔۔

میں تمہیں کسی پاگل خانے میں نظر آئی تو اس کی وجہ تم ہو گے۔۔۔"الفاظ" اس کا پیچھا نہیں چھوڑ رہے تھے۔۔۔

وہ بیٹھا رہا۔۔۔شام رات میں ڈھل گئی۔۔۔وہ وہاں سے نہیں اٹھا۔۔۔۔وہ شدت سے خواہش کر رہا تھا کہ یہ کوئی خواب ہو۔۔۔کوئی برا خواب۔۔۔۔جو چھن سے ٹوٹ جائے۔۔۔لیکن ایسا نہیں ہوا۔۔یہ حقیقت تھی خوفناک حقیقت۔۔۔

وہ برداشت نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔اسے اس وقت شدت سے کسی چیز کی طلب ہوئی تھی۔۔۔ڈرگز کی طلب۔۔۔۔

وہ سب بھول جانا چاہتا تھا۔۔۔سب کچھ۔۔۔۔اس کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔۔۔

اس نے آس پاس دیکھا۔۔۔ایک دو جگہیں وہ جانتا تھا۔۔۔ پھر بھی اس نے فون نکالا اور کچھ سرچ کیا۔۔۔

وہ اپنے حواسوں میں نہیں تھا۔۔۔ کچھ دیر بعد وہ ایک گاڑی میں بیٹھا کہیں جا رہا تھا۔۔۔ایک ایسی جگہ جہاں وہ اپنا غم بھلا سکے۔۔۔

کوئی گھنٹے بعد وہ ایک پرائیویٹ فارم ہاؤس پر تھا۔۔۔ سارا پیسوں کا کھیل تھا اس نے اپنا کارڈ کاؤنٹر پر دیا تھا جہاں سے آگے اسے آسانی سے جانے دیا جاتا۔۔۔ ویسے بھی حلیے سے وہ کوئی غریب آدمی تو لگ نہیں رہا تھا۔۔

اور پھر کچھ دیر بعد وہ سوئمنگ پھول کے کنارے پر رکھے ایک میز کے گرد بیٹھا تھا۔۔۔ یہ بڑا سا میز تھا جس کے گرد چند کرسیاں لگی تھیں اور وہاں دو لڑکے بیٹھے، میز پر رکھے سفید سفوف کو سر جھکائے سونگھ رہے تھے۔۔۔ اس کے ہاتھ تیزی سے حرکت کر رہے تھے۔۔۔ ہاتھ میں ایک کارڈ پکڑے اس کے کنارے سے وہ اس سفوف کی ڈھیری کو مکس کر رہا تھا۔۔۔۔ پھر اس نے پاس ہی پڑے ایک کاغذ کو فولڈ کیا، اس کا پائپ بنایا اور جھک کر سفوف

ایک گہرا سانس لیتے اندر کھینچا۔۔۔اس نے یہ عمل دو سے تین بار دہرایا۔۔۔اور پھر اس نے پیچھے کرسی سے ٹیک لگا دیا۔۔۔

اس کی آنکھیں بند تھیں۔۔۔وہ سب بھول جانا چاہتا تھا۔۔۔سب کچھ۔۔۔۔ایمان کا خیال۔۔۔اس کا حال۔۔۔

لیکن وہ ابھی تک اپنے حواسوں میں تھا۔۔۔وہ پھر سے سیدھا ہوا۔۔۔اور پھر سے میز پر جھک گیا۔۔۔اس بار اس کی آنکھوں میں پانی تھا۔۔۔اور یہ پانی نشے کے سرور کا نہیں تھا بلکہ آنسوں تھے۔۔۔جو بہہ نہیں سکتے تھے۔۔۔

چاروں جانب میوزک کا شور تھا۔۔۔تیز میوزک۔۔۔لوگوں کے ہنسنے بولنے کی آوازیں۔۔۔پھر بھی وہ اس ایک آواز سے پیچھا نہیں چھڑا پا رہا تھا۔

"ارے ارے وہ دیکھو۔۔۔پہچانا اسے۔۔۔"

کچھ فاصلے پر کھڑی ایک لڑکی نے اپنے گروپ سے کہا۔

"کافی ہینڈسم ہے۔۔۔ تم جانتی ہو اسے۔۔۔۔"
گروپ کی دوسری لڑکی نے پوچھا۔

"جی ہاں۔۔۔ جبیل خاندان کا سپوت ہے۔۔۔ باہر سے لوٹا ہے۔۔۔ پکا نشئی ہے۔۔ گھر میں علاج چل رہا تھا لیکن نواب صاحب نے بند کروادیا۔۔۔ میں اس کی نرسنگ کر رہی تھی۔۔۔"
وہ اب اپنے گروپ کے لڑکے لڑکیوں کو بتا رہی تھی۔

"تم تو بڑی چھپی رستم نکلی بتایا تک نہیں۔۔۔۔"
لڑکیاں اسے چھیڑنے لگیں۔

"جبیل خاندان کا پریشر ہی اتنا تھا کہ اگر یہ بات باہر نکلی تو ہماری خیر نہیں۔۔۔"

''لو بیٹا اب خود ہی گھر سے باہر نکل آیا ہے۔۔۔''

وہ اب ہنس رہے تھے۔

اور اب یہ پوری دنیا دیکھے گی۔۔۔''ایک لڑکے نے اپنا فون نکال کر ویڈیو''

بنانا شروع کی۔

اگر ہم پکڑے گئے تو پھر؟؟''وہ نرس اب ڈر گئی تھی۔''

نہیں پکڑے جاتے۔۔۔''وہ سب ہنس رہے تھے۔۔۔''

وہ ویڈیو بناتے رہے جب تک وہ بے سدھ نہیں ہو گیا تھا۔

✿••✿••✿••✿

وہ خاموشی سے گاڑی چلا رہا تھا۔۔۔ساتھ والی سیٹ پر وہ اب تک خراب موڈ کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔

حاد نے اس کی زمہداری لگائی تھی وہ دائمہ کو صحیح سلامت اپارٹمنٹ تک لے کر جائے۔۔۔جب تک ادھم نہ آجاتا وہ وہیں رہتی۔۔۔

ایم سوری۔۔۔"سعد نے ہی گفتگو کا آغاز کیا۔"

تم کیوں سوری بول رہے ہو۔۔۔"وہ گاڑی کے شیشے سے باہر دیکھ رہی" تھی اور اب رہ رہ کر ادھم پر غصہ آرہا تھا جو نا جانے کہاں غائب ہو گیا تھا۔اس کا فون بند جا رہا تھا۔

تم کیوں سوری کر رہے ہو؟؟" وہ سنجیدہ لہجے میں بولی۔"

بس ایسے ہی۔۔۔" وہ اتنا ہی کہہ پایا۔"

"تم اس لڑکی کو کب سے جانتے ہو؟؟"
اس کا اشارہ ایمان کی جانب تھا۔

"کل ہی آیا ہوں یہاں۔۔۔ابھی پتا چلا ہے۔۔۔"
وہ صاف گوئی سے کہہ رہا تھا۔

اور حاد کب سے جانتے ہیں اسے؟؟" وہ ابھی تک الجھی ہوئی تھی۔"

وہ بچپن سے۔۔۔" وہ کہتا کہتا رک گیا۔ جبکہ دائمہ کی تیوری چڑھی۔"

مجھے کیسے پتا نہ چلا؟؟" اس کا دل پھر سے کرلانے لگا تھا۔ آنکھیں پھر سے لباب بھرنے لگیں۔۔۔ وہ اب دوسری جانب منہ کیے سوں سوں کر رہی تھیں۔

"پلیز آپ روئیں مت۔۔۔"

"کیوں تمہارا میرے رونے پر بل آ رہا ہے؟؟"

وہ فوراً بگڑی۔۔۔ اس نے سعد کو باقاعدہ گھورا تھا۔

وہ خاموش ہو گیا۔۔۔ اس نے دائمہ کو اس کے حال پر چھوڑ دیا۔۔۔ دائمہ نے سیٹ سے سر ٹکایا۔۔۔ وہ صبح سے کافی تھک گئی تھی۔۔۔ رونے کے باعث اس کا سر درد کر رہا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ سو گئی۔۔۔ سعد نے اسے سوتے دیکھ کر سکون کا سانس بھرا۔

✿••✿••✿••✿

وہ اگلے دن شام کو واپس ہسپتال آیا تھا۔۔۔اس وقت وہ ہوش میں تھا۔۔۔اسے یاد تھا تو اتنا کہ وہ مدہوشی میں بھی اسے نہیں بھول پایا تھا۔

ام ایمان کس کے ریفرنس سے یہاں ایڈمٹ ہیں۔۔۔؟؟"اس نے کاؤنٹر " سے ڈیٹیل مانگی۔

"سوری سر۔۔۔ہم ڈیٹیلز نہیں دے سکتے۔۔۔ "

تم جانتی ہو میں کون ہوں ؟؟" وہ پہلی بار اتنے غصے میں آیا تھا۔"

ادھم جبیل نام ہے میرا۔۔۔آپ مجھے ریفرنس دیں گی یا میں" نکلواؤں۔۔۔؟؟"اس نے گویا دھمکی دی۔۔۔اس کا نام سن کر لڑکی کے چہرے پر الجھن ابھری۔

"سر آپ کو ریفرنس کی کیا ضرورت ہے؟؟آپ کی ہی فیملی کا ریفرنس ہے۔۔۔"وہ ساکت ہوا۔۔۔پہلا خیال عبدل کا آیا تھا۔۔پر وہ یہاں نہیں تھا۔۔۔وہ مزید الجھ گیا۔

"اوکے۔۔۔"وہ تیزی سے راہداری کی جانب بڑھا۔۔۔یقیناًاب اسے کوئی نہ روکتا۔۔۔وہ ایمان کے کمرے کی طرف جارہا تھا۔۔اس کے جاتے ہی کاؤنٹر پر موجود لڑکی نے حاد کا نمبر ملایا۔

ہیلو سر۔۔۔ مسٹر ادھم جبیل پیشنٹ سے ملنے آئے ہیں۔۔۔" دوسری" جانب سے اس نے کچھ کہا تھا۔۔۔اور پھر فون رکھ دیا۔۔۔ تو وہ وقت آ ہی گیا تھا جب وہ دونوں براہ راست مقابل آنے والے تھے۔۔۔

وہ جس سیاہ اور سفید سے خوفزدہ تھی وہ دونوں آج ملنے والے تھے۔

✿••✿••✿••✿

اوکم آن ایمان۔۔۔ تم بہت اسٹرونگ ہو۔۔۔ تمہیں خود پر پورا کنٹرول" "ہے۔۔۔ تم پاگل نہیں ہو سکتی۔۔۔

وہ گلاس ونڈو کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔ اندر سے باہر کا منظر نظر نہیں آتا تھا۔۔۔ شاید اسی لیے ایمان اسے نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔ وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہی تھی۔۔۔

کچھ یاد کر کے وہ کبھی ہنس دیتی تو کبھی خاموش ہو جاتی۔۔۔اس کی حالت ادھم کے دل کو آری سے چیر رہی تھی۔۔۔وہ کتنی دیر اسے دیکھتا رہا۔۔۔آس پاس کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔۔اکا دکا نرس گزر جاتی تھی۔۔

وہ کھڑا تھا جب کوئی خاموشی کے ساتھ آ کر اس کے عین برابر کھڑا ہوا۔۔۔قد کاٹھ دونوں کا ایک جتنا تھا۔۔۔

فرق تھا تو صرف اتنا کہ ادھم کے وجود میں اس وقت کوئی طاقت نہیں تھی جبکہ مقابل پورے اعتماد سے کھڑا تھا۔

"کیوں آئے ہو اب یہاں؟؟"

آواز پر وہ چونکا۔۔۔دائیں جانب دیکھا تو حاد کھڑا تھا۔۔اس نے سید حویلی میں اس کی تصویر دیکھی تھی۔۔۔ہر کسی سے اس کی تعریف سنی تھی۔۔۔۔

لیکن وہ اسے وہاں دیکھ کر حیران ہوا۔

”تم یہاں کیا کر رہے ہو؟؟“اس نے الٹا سوال کیا۔

”ام ایمان کا علاج کروا رہا ہوں۔۔۔“حاد نے ایک مرتبہ بھی اس کی جانب نہیں دیکھا تھا۔

”تم اسے کیسے جانتے ہو؟؟“ادھم کا موڈ بگڑا۔اس کی تیوری چڑھ چکی تھی۔۔۔ویلنسیا میں عبدل اس کے ساتھ تھا۔۔۔اور یہاں حاد۔۔۔وہ الجھ گیا تھا۔

”میں تو اسے بچپن سے جانتا ہوں پر مجھے حیرت ہے تم نے سچ کیوں نہیں جانا؟؟“اس نے پہلی بار ادھم کی جانب دیکھا۔۔۔
گہری آنکھیں سرمئی آنکھوں سے ٹکرائیں۔۔۔ گہری آنکھوں میں بہت کچھ تھا۔۔جبکہ سرمئی آنکھیں سرخ تھیں۔۔۔۔بے تحاشہ سرخ۔۔۔

"کونسا سچ؟؟"

کمال ہے۔۔۔جس سے محبت کی اس کا سچ نہیں جانا۔۔۔اس کا اعتبار بھی "نہیں کیا۔۔۔

"تم کیسے جانتے ہو میں ایمان سے محبت کرتا ہوں؟؟"
ادھم الجھ چکا تھا۔۔۔۔

"محبت کرتے تھے۔۔۔اب نہیں کر سکتے۔۔۔"

کیوں نہیں کر سکتا؟؟اور تم کون ہوتے ہو یہ پوچھنے یا کہنے والے؟؟تم ہو"
کون؟؟" وہ غصے سے پھنکارا۔

یہاں سے چلے جاؤ۔۔۔میں نہیں چاہتا تم اس کے سامنے جاؤ۔۔۔"وہ وہاں سے پلٹ گیا۔

مجھے اس سے ملنا ہے۔۔۔"اس نے جیسے حکم دیا۔"

وہ نفرت کرتی ہے سیاہی سے۔۔۔"حاد نے پلٹ کر جواب دیا۔۔۔"خوفزدہ ہے وہ۔۔۔ہم سے۔۔۔ہم سب سے۔۔۔جبیل خاندان سے۔۔۔"آخر میں اس کے لہجے میں بے بسی گھل گئی۔۔۔لیکن اس نے خود کو بکھرنے نہیں دیا تھا۔

تم نے کیا کیا اس کے ساتھ؟؟؟"ادھم کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔"

محبت کی ہے۔۔۔"جواب اتنا برجستہ تھا کہ ادھم کو اپنے چاروں جانب آگ بھڑکتی محسوس ہوئی۔

"کیا بکواس کر رہے ہو۔۔۔؟؟"وہ دبی دبی آواز میں چلایا۔
جبکہ وہ ویسے ہی پر اعتماد کھڑا تھا۔

"عبدل کہتا ہے کہ میں بچپن سے ایمانے سے محبت کرتا ہوں۔۔آئی تھنک عبدل ٹھیک کہتا ہے۔۔۔"اس کا انداز سراسر آگ لگانے والا تھا۔

"She Chose Me.."

ادھم جبیل عرف ماثیل نے گردن اکڑا کر کہا۔۔۔

اور اس کی بات سن کر حاد کا قہقہہ ابھرا تھا۔۔۔وہ پہلی بار ایسے ہنسا تھا۔۔

اگلے ہی پل اس کا چہرہ سپاٹ تھا۔۔وہ دو قدم بڑھاتا اس کے قریب آیا۔۔۔

"Did she..??"

گرے آنکھوں کی چمک مزید بڑھ گئی۔

"وہ میری ہے! میں اسکی زندگی میں آنے والا پہلا مرد ہوں۔۔"ادھم اب بگڑ گیا تھا۔۔ایمان کو اس حالت میں دیکھ کر وہ جیسے سب بھول گیا۔۔یاد رہا تو اتنا کہ وہ اسے چاہتا ہے۔

"وہ تمہاری کبھی نہیں ہو سکتی۔۔کسی بھی قیمت پر نہیں۔۔"حاد نے ادھم کی بات سن کر جواب دیا۔لہجہ اٹل تھا۔اسکی بات پر ادھم مسکرا دیا۔

وہ سیاہ ہو چکی ہے۔۔وہ میری ہو چکی ہے۔۔۔میں اسے اپناؤں یا نہ اپناؤں" وہ میری ہی رہے گی۔۔"کتنا یقین تھا اسے کو خود پر۔وہ اب ایمان کو دیکھ رہا تھا۔

تم کچھ بھی کرلو وہ تمہیں کبھی نہیں مل سکتی۔۔"حادنے پھر اسکے یقین کی" دھجیاں اڑائیں۔ادھم نے ضبط سے جبڑے بھینچے۔

"کیوں۔۔۔کیوں نہیں ہو سکتی؟؟"

شی از مائی وائف!!"حادنے گویا دھماکہ کیا اور ادھم نے اسے گردن موڑ" کر اسے یوں دیکھا جیسے اس نے کوئی انہونی بات کر دی ہو۔وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا جس کا چہرہ جذبات سے عاری تھا۔

"اُم حانم ایسے ہی نہیں مل جاتی۔۔ام حانم کے لیے روحان جبیل بننا پڑتا ہے!" حاد نے سینے پر بندھے ہاتھ اب پینٹ کی جیبوں میں ڈالے اور رخ موڑ کر ادھم کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔دونوں کی نظریں پل بھر کو پھر سے ٹکرائیں۔

"وہ اب تک تمہارے پاس اس لیے تھی کہ میں نے ایسا چاہا تھا۔اب میں نہیں چاہتا کہ تم ایمان کے آس پاس بھی نظر آؤ!!" اس کی آنکھوں میں، اسکے لہجے میں کیا کچھ نہیں تھا۔۔ادھم کو اپنا وجود بھسم ہوتا نظر آیا۔

"مسٹر جبیل آیئے ہمیں آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔۔" اس سے پہلے کہ ادھم کوئی جواب دیتا اچانک وہاں ایک ڈاکٹر آئی۔اور سفید اسے وہیں چھوڑ کر چلا گیا۔۔ادھم نے بے یقینی سے گلاس ونڈو کے پار دیکھا۔

اگر میں کبھی تمہیں کسی پاگل خانے میں قید نظر آئی تو اس کی وجہ تم" ہو گے!" اسکی سماعت سے چند الفاظ ٹکرائے اور اپنا وجود ریت کی طرح اڑتا محسوس ہوا۔۔۔

یہ سب کیا ہو رہا تھا؟؟ کیا ایمان کی شادی حادثے سے ہوئی تھی؟؟ وہ جانتا تھا اس کی شادی ہو گئی تھی۔۔۔اس نے تو پلٹ کر کبھی ایمان کی خبر نہیں لی تھی۔۔۔۔ وہ تو اپنے غم سے باہر ہی نہیں نکلا۔۔۔ بلکہ اس نے سلمی بیگم کو کال کر کے ایمان کا کردار ہی مشکوک بنا دیا تھا۔۔۔۔

کیا کر دیا تھا اس نے؟؟ خود اپنے پیروں پر کلہاڑی ماری تھی۔

حاد نے راہداری سے مڑتے ہوئے پلٹ کر ادھم کو دیکھا تھا۔۔۔وہ یہ سب نہ کرتا لیکن وہ ایمان کے سارے خطوط پڑھ چکا تھا۔۔۔وہ اب ادھم کا سایہ بھی اس پر نہیں پڑنے دے سکتا تھا۔

عبدل کو لگتا ہے میں ایمانے کی کہانی کا ولن ہوں اور ولن اپنوں یا دوسروں" "کے لیے اپنی محبت نہیں چھوڑتے۔۔۔۔

وہ ادھم کو دیکھتے بڑبڑایا اور پھر سامنے موجود کمرے میں چلا گیا۔

!میں ویلنیسا اسکے نام کردوں۔۔

الیکشن کے دن قریب تھے۔۔سید جبیل صاحب ایک اہم میٹنگ میں تھے۔۔۔یہاں ان کے علاقے کی اور بھی پارٹیز موجود تھیں۔۔سید جبیل ہر

بار الیکشن جیت جاتے تھے اس بار مخالف پارٹی انہیں ہرانے کی پوری طرح کوشش کررہی تھی۔۔سید جبیل کی اپنے علاقے اور وہاں کے لوگوں کی فلاح وبہبود کے لیے کی گئی کوششوں کا ذکر کیا جارہا تھا جب مخالف پارٹی کا ایک آدمی اٹھا۔۔۔

"یہ لوگوں کی فلاح کے لیے کیا کام کریں گے جب یہ اپنے ہی خاندان کے لوگوں کو نہیں سنبھال سکے۔۔ان کی اپنی اولاد جانے کیا کیا کررہی ہے۔۔۔یہ دیکھیں ذرا۔۔۔"

اور پھر سیمنار روم کی اسکرین پر ایک ویڈیو ابھری تھی۔۔۔جہاں ادھم کو دیکھا جاسکتا تھا۔وہ اپنے حواسوں میں نہیں تھا۔۔اور وہ اس طرح ڈرگز لے رہا تھا جیسے یہ اس کا مشغلہ ہو۔۔۔سید جبیل کے چہرے پر کئی سائے آکر گزر گئے۔۔۔انہوں نے ایسا نہیں سوچا تھا۔۔

وہاں موجود ہر شخص اب انہیں استہزائیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔ان پر تبصرے کیے جا رہے تھے۔۔ان کی پرورش پر انگلی اٹھائی جا رہی تھی۔

”نشئی تو آپ کے اپنے گھر میں گھوم رہے ہیں جبیل صاحب۔پہلے ان کا علاج کروائیں بعد میں علاقے کے لوگوں کے لیے کچھ کیجیے گا۔۔“ جملے ایسے تھے جو انہیں سلگا رہے تھے۔وہ جبڑے بھینچے سب سنتے رہے۔۔انہیں ادھم جبیل سے یہ امید نہیں تھی۔

✿••✿••✿••✿

اگلے ایک گھنٹے میں پورے سوشل میڈیا پر ایک ہی خبر گردش کر رہی تھی۔۔۔جبیل خاندان کے خلاف۔۔۔جبیل خاندان کا وارث ایک نشئی تھا۔۔یہ خبر سب نے دیکھی تھی۔۔حاد نے،دائمہ نے گھر میں سب نے

یہاں تک کہ خود ادھم جبیل نے بھی۔۔پتا نہیں اور کون کون سی کہانیاں بنائی جا رہی تھیں۔۔۔

سید جبیل کو نیچے دکھانے کے چکر میں سوشل میڈیا نے وبال مچا دیا تھا۔۔۔

"کہاں ہے وہ حاد جبیل جو لوگوں کو درس دیتا ہے۔۔۔اسے چاہیے اپنے گھر سے شروع کرے۔۔۔"

ادھم جبیل کے ساتھ ساتھ وہ بھی رگڑا گیا تھا۔۔۔اس کے ہسپتال کے اندر جانے اور باہر جانے کی جو پکچرز لی گئی تھیں وہ بھی سوشل میڈیا پر وائرل ہو رہی تھیں۔

"کیا ادھم جبیل پاگل ہے؟؟جبیل خاندان کیا چھپا رہا ہے؟کیا پاگل خانے میں ادھم جبیل کا علاج چل رہا ہے۔۔۔؟؟"

اس طرح کے بہت سے سوال تھے۔۔سید جبیل کا بی پی ہائی ہو چکا تھا۔

ایسی صورتحال میں اگر کوئی کام آ سکتا تھا تو صرف حاد جبیل۔۔۔

”یہ ادھم کے ساتھ مسئلہ کیا ہے؟؟ کیوں خاندان کی عزت داؤ پر لگا رہا ہے۔۔“ سید جبیل نے اسے فون کیا تھا۔

”بابا میں ٹھیک کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔۔۔“ اس نے چہرے پر ہاتھ پھیرتے کہا۔ وہ اب سوشل میڈیا سے ویڈیوز ڈیلیٹ کر رہا تھا۔ اس نے اے آئی اسسٹنٹ کو کمانڈ دی تھی۔ ویڈیو کہاں سے پوسٹ ہوئی تھی یہ بھی پتا چل گیا تھا۔

”اس سے دو ٹوک بات کرو برخوردار۔۔۔ میں یہ سب برداشت نہیں کر سکتا۔۔ ہماری پارٹی کو کتنا بڑا نقصان ہوا ہے تم جانتے بھی ہو۔۔۔؟؟“ وہ اپنا

غصہ اس پر نکال رہے تھے۔۔اور ایسے حکم دے رہے تھے جیسے وہ سب ٹھیک کر دے گا۔

”بابا آپ ریلیکس ہو جائیں۔۔میں سب ٹھیک کر دوں گا۔۔“اس نے انہیں ریلیکس کرنے کی کوشش کی۔

”اور یہ تم کس خوشی میں ہسپتال کے چکر لگاتے ہو؟؟کون داخل ہے وہاں؟؟تم کیوں اپنے کردار کو مشکوک بنا رہے ہو۔؟؟“ان کی پستول کا رخ اب حاد کی طرف آ گیا تھا۔

”وہی لڑکی ہے داخل وہاں جسے ادھم کے پاس بھیجا گیا تھا تاکہ وہ سدھر کر واپس آسکے۔۔“اس کا لہجہ ایسا تھا کہ سید جبیل کئی لمحے کچھ بول ہی نہیں پائے۔دونوں جانب گہری خاموشی چھا گئی تھی۔

تو تم اس کی دیکھ بال کیوں کر رہے ہو۔۔ تمہارے اور ادھم کے بیچ کیا "
"چل رہا ہے۔۔؟؟
سید جبیل گھاک آدمی تھے۔۔۔ادھم کا واپس آنا۔۔۔ حاد کا پچھلے چھ
مہینوں سے اسلام آباد رہنا۔۔۔ادھم کا اسلام آباد جانا۔۔۔اس کا ٹھیک ہونا
اور اب پھر سے ڈر گزلینا۔۔۔کچھ ایسا ضرور تھا جس سے وہ ناواقف تھے۔

سیاہ سفید کی جنگ۔۔۔"اس نے عجیب سے لہجے میں کہا۔"

کیا کہہ رہے ہو؟؟" سید جبیل الجھے۔۔"

بابا آپ سیاست سنبھالیے۔۔ باقی سب میں سنبھال لوں گا۔۔"اس نے"
انہیں تسلی دیتے فون بند کر دیا۔

"ادھم جبیل۔۔۔ تمہیں میں نے ایک اور موقع دیا تھا تاکہ تم سچ جان سکو۔۔۔ تم نے کوشش ہی نہیں۔۔۔ تمہیں میں نے موقع دیا تاکہ تم تحقیق کر سکو۔۔۔ تم نے گنوا دیا۔۔۔ افسوس۔۔۔"اس نے اسکرین پر چلتی اس کی ویڈیو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ اور پھر لیپ ٹاپ بند کر دیا۔۔۔ ادھم کا کچھ پتا نہیں تھا۔ کچھ دیر پہلے وہ دائمہ کو لاہور کی فلائٹ میں بٹھا کر آیا تھا۔۔۔ ادھم جبیل کی ویڈیو دیکھ کر وہ کافی اپ سیٹ تھی۔۔۔ اور واپس جانا چاہتی تھی۔۔۔ سعد ابھی یہیں تھا۔۔۔ وہ ایک دو دن بعد واپس جانے والا تھا۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا اسے اب ہسپتال جانا تھا۔

✿••✿••✿••✿

ایمان کو آج چار مہینے ہو گئے تھے یہاں داخل ہوئے۔۔۔ اور سلمیٰ بیگم کے لیے غائب ہوئے اسے چھ مہینے ہو گئے تھے۔ اس کا ایمان سے نکاح نہیں ہوا

تھا۔۔اس نے ادھم کو جھنجھوڑنے کے لیے کہا تھا۔۔وہ دیکھنا چاہتا تھا ادھم اپنے دکھوں سے باہر نکل کر کچھ دیکھتا ہے یا نہیں۔۔۔

ایک بار پہلے بھی اس نے بنا سچ جانے ایمان کو چھوڑ دیا تھا۔۔۔۔آج بھی اس نے سچ جاننے کی زحمت ہی نہیں کی۔

حاد جبیل کا نکاح ایمان سے کیسے ہو سکتا تھا؟؟"اس نے یہ جاننے کی" کوشش ہی نہ کی۔۔

وہ تیز تیز قدم بڑھاتا ہسپتال کی راہداری میں آگے بڑھ رہا تھا۔اس نے ہسپتال میں ایمان کا اور اپنا رشتہ یہی ظاہر کروایا تھا کہ وہ اس کی وائف ہے۔۔۔ٹھیک ہو جانے کے بعد چاہے وہ اس کی شکل نہ دیکھتی لیکن فی الوقت اس کی سیکیورٹی ضروری تھی۔۔۔وہ نہیں چاہتا تھا کوئی اس کے اور ایمان کے کردار پر بات کرے۔۔وہ نہیں چاہتا تھا یہ خبر ہسپتال سے باہر جائے کہ اندر کون داخل ہے۔۔۔؟؟

وہ ہر ممکن کوشش کر رہا تھا سب ٹھیک کرنے کی۔۔۔اس کے سیشنز ہوتے تھے۔۔وہ چلا جاتا واپس آجاتا۔۔ کبھی آنلائن لیتا۔۔لاہور اور اسلام آباد جہاں جہاں اسپیشل اسکول بن رہے تھے وہ ان پر پوری توجہ دے رہا تھا۔۔

لیکن وہ آج بھی ٹھیک سے سو نہیں پاتا تھا۔

"ذہانت جب چالاکی میں بدلنے لگے تو انسان شیطان بننے میں زیادہ وقت نہیں لیتا"۔۔

یہ جملہ اسے چین سے جینے نہیں دیتا تھا۔۔اور وہ خواب اسے سونے نہیں دیتا تھا۔۔ایمان نے اسے عبدل سمجھا تھا۔وہ خواب اسے بار بار نظر آتا تھا۔۔جہاں دلدل میں دھنستے ہوئے وہ اسے مدد کے لیے پکارتی تھی۔

"وہ کیسے مدد نہ کرتا؟؟"

جب ایمان اسے ملی تھی اور ڈاکٹر مہک کے کلینک پر تھی اور عبدل کا اسے فون آیا تھا کہ وہ حاد بن کر ایک دن گزارنا چاہتا تھا۔۔تب خطرہ اتنا بڑھ گیا تھا کہ حاد کو اگلے دن ویلنسیا جانا پڑا۔۔۔وہ دو دن وہاں رہا۔۔دو دن بعد جب وہ لوٹا تو اس نے شدت سے خواہش کی تھی کہ ایمان ٹھیک ہو۔۔۔وہ پاگل نہ ہو۔۔۔

لیکن جب وہ لوٹا تو اسے زنجیر سے بیڈ کے ساتھ باندھا گیا تھا۔۔کیونکہ وہ ہوش میں آتے ہی وہ خود کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتی تھی۔

پچھلے چار مہینوں سے وہ اس کی دیکھ بھال کر رہا تھا۔۔اب اس کی حالت میں سدھار آرہا تھا کہ ادھم یہاں آگیا۔۔۔

وہ اسے کچھ دن ادھم تو کیا سب سے دور رکھنا چاہتا تھا تاکہ وہ جلدی ٹھیک ہو سکے۔۔

جیسے ہی وہ ایمان کے کمرے کے سامنے پہنچا اس نے گلاس ونڈو سے اندر کا منظر دیکھا۔۔۔

کمرے میں ایک گول میز کے گرد دو کرسیاں رکھی تھیں۔۔۔ایک پر وہ بیٹھی تھی اور سامنے والی پر ڈاکٹر بیٹھا۔۔

کیسا محسوس کر رہی ہیں آپ؟؟" ڈاکٹر اس سے سوال کر رہا تھا۔۔۔"

اب وہ رنگوں سے، لوگوں سے خوفزدہ نہیں ہوتی تھی۔۔۔اب وہ بلاوجہ ہنستی روتی بھی نہیں تھی۔۔۔البتہ کسی سے بات بھی نہیں کرتی تھی۔۔۔خاموشی سے بیٹھی رہتی۔۔ بالکل خاموش۔۔۔۔ جانے کیا سوچتی تھی۔۔۔

ڈاکٹر نے مزید اس سے کچھ سوال کیے۔۔۔ایک دو پر اس نے گردن ہلائی تھی باقیوں پر ایسے ری ایکٹ کیا جیسے سنا ہی نہ ہو۔۔ڈاکٹر جب باہر آیا تو حاد اسے وہیں مل گیا۔

”کانگریچولیشنز مین !اس کی حالت میں اب سدھار آرہا ہے۔۔۔“

اور حاد کے دل نے پہلی بار خوشی محسوس کی تھی۔اس کی آنکھوں میں،اس کے چہرے پر مسکراہٹ ابھری تھی۔

تھینک یو ڈاکٹر۔۔۔“اس نے ڈاکٹر کا دل سے شکریہ ادا کیا۔۔۔ایک پل“ کو وہ سب کچھ بھول گیا تھا۔۔سارے دکھ ساری پریشانیاں۔۔۔۔یاد رہا تو بس اتنا کہ ایمانے ٹھیک ہو رہی تھی۔

✿••✿••✿••✿

دو دن وہ شام کو جب ہسپتال واپس آیا تو ایمان کے کمرے کے باہر کھڑی ہستی کو دیکھ کر ساکت رہ گیا۔۔۔

مام۔۔۔"اس کے لبوں سے پھسلا تھا۔ سفید رنگ کے کپڑوں میں ملبوس" ام حانم اسے گلاس ونڈو سے دیکھ رہی تھی۔
وہ تیزی سے ان کی جانب بڑھا۔۔۔

مام آپ یہاں۔۔۔" وہ ان کے گلے لگ جانا چاہتا تھا پر اس وقت اسے اپنی" ماں کوسوں دور نظر آئی۔

"آیئے مسٹر جبیل صاحب! میں آپ کا ہی انتظار کر رہی تھی۔۔۔"

وہ وہیں رک گیا۔۔اس کے قدم ساکت ہو گئے۔۔وہ وہاں اس کی ماں بن کر نہیں آئی تھی۔۔وہ ایک عورت بن کر آئی تھی دوسری عورت کے لیے۔۔۔وہ سراپہ سوال تھی۔

تو یہ ہے وہ لڑکی۔۔۔"حانم کو آج بھی یاد تھا جب وہ طوفانی رات میں اس سے ملنے آیا تھا۔ماضی کے ورقے تیزی سے پلٹنے لگے۔۔۔وہ ان کی گود میں سر رکھے لیٹا تھا۔

کیا ہوا ہے حاد؟؟پریشان کیوں ہو۔"اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے" ماں نے محبت سے پوچھا۔

"کیونکہ وہ مجھے پریشان کرتی ہے۔۔۔"

بالوں میں انگلیاں پھیرتا ان کا ہاتھ رک گیا۔۔۔پہلے ہی ان کا دل کسی انہونی کی خبر دے رہا تھا۔۔کیونکہ حاد تقریباً پندرہ سولا سال بعد ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹا تھا۔۔۔پہلی بار اسے کسی سہارے کی ضرورت محسوس ہوئی تھی۔۔۔پہلی بار وہ اتنا پریشان ہوا تھا۔

"کون۔۔؟؟کون پریشان کرتی ہے"

حانم نے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا۔

"She Haunts Me.. وہی۔۔ام ایمان۔۔۔ایمانے۔۔۔"

وہ یوں شکایت کرتا بالکل بچہ لگ رہا تھا۔

"وہ مجھے سونے نہیں دیتی ہے۔۔اس کے الفاظ میرا پیچھا نہیں چھوڑ رہے ہیں۔۔پہلی بار میں فوکس نہیں کر پا رہا ہوں۔۔میں اپنے مقصد سے پیچھے

نہیں ہٹ سکتا۔۔۔پلیز عبدل سے کہیں کہ وہ ایمانے کو سمجھائے وہ میرا پیچھا چھوڑ دے۔۔"

وہ کسی سحر کے زیر اثر بول رہا تھا۔۔حانم کی پیشانی پر لکیریں نمودار ہوئیں۔۔

"ذہانت جب چالاکی میں بدلنے لگے تو انسان شیطان بننے میں زیادہ وقت نہیں لیتا۔۔"

اس کے الفاظ مسلسل گونجتے تھے۔۔۔

وہ تو سچائی کے راستے پر چل رہا تھا۔۔اس نے کبھی کسی کا برا نہیں چاہا تھا۔۔وہ تو اللہ والا تھا۔۔وہ تو شیطان کے خلاف جنگ لڑ رہا تھا۔۔۔وہ کیسے شیطان بن سکتا تھا؟؟

وہ جانے کتنی راتوں کا جاگا تھا کہ کچھ دیر بعد گہری نیند سو گیا۔۔ جبکہ حانم پریشانی سے اس کے بالوں کو سہلاتے سامنے گلاس ونڈو پر بہتی بارش کو دیکھ رہی تھی۔

آخر ایسا کونسا راز تھا ایسا کون سا کام تھا اور ایسا کون سا انسان تھا جس نے حاد جبیل کو پریشان کر دیا تھا۔۔۔؟؟

اور آج وہ اس راز کو جاننے آ گئی تھیں۔۔۔ اس کا بیٹا اس کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔ کسی ماں نے اپنے بچے کی تربیت پر اتنا فوکس نہیں کیا ہو گا جتنا ام حانم نے کیا تھا۔۔۔ کسی بچے نے اتنا نہیں سہا ہو گا جتنا حاد جبیل نے سہا تھا۔۔ یہ ام حانم سے بہتر کون جانتا تھا۔

"مسٹر جبیل آپ نے نکاح کر لیا اور مجھے خبر ہی نہیں۔۔۔"

وہ اس کی ماں تھی۔۔ کہاں وار کرنا تھا اچھے سے جانتی تھی۔

ماما میں آپ کو سب بتاتا ہوں۔۔" وہ پھر سے ان کی جانب بڑھا۔ کچھ بھی "ہو جاتا وہ اپنی ماں کو ناراض نہیں کر سکتا تھا۔

کیا تمہیں وہ نصیحت یاد ہے جو میں نے تمہیں کی تھی؟؟" وہ اب پوچھ رہی "تھی۔

کتنے بھی بڑے بن جاؤ یہ مت بھولنا کہ تم ایک ابن آدم ہو۔۔۔ کبھی کسی "
"انسان کو خود سے کم تر مت سمجھنا۔۔۔
حاد نے اپنی ماں کے الفاظ دہرائے۔

کیا تم نے کسی کو اپنے سے کم تر سمجھا۔۔۔؟؟" وہ اب پوچھ رہی تھی۔ "

نہیں۔۔۔۔"اس نے ایک لفظی جواب دیا۔"

تو پھر مجھے سب سچ بتاؤ۔۔۔"اس نے کہا تو حاد نے اثبات میں گردن" ہلادی۔

✿••✿••✿••✿

کچھ دیر بعد وہ ان کے سامنے سر جھکائے بیٹھا تھا کسی مجرم کی طرح۔۔۔۔وہ اپنے ماں باپ کی کہانی سے واقف تھا۔۔اس نے عورت ذات کو ہمیشہ عزت دی، فاصلہ رکھا۔اس کا دل کبھی کسی کے لیے نہیں دھڑکا۔۔۔وہ عام انسانوں کی طرح پیار محبت میں نہیں پڑنا چاہتا تھا۔۔۔پر محبت پر کس کا زور؟؟

وہ مجھے ہمیشہ سے اچھی لگتی تھی لیکن اُس پر میرا دل اُس دن مجھ سے باغی" ہو گیا جب میں نے اسے مارکیٹ میں دیکھا۔۔ وہ کھانے پینے کا سامان لے رہی تھی۔۔ خریداری کے بعد وہ ایک بینچ پر بیٹھ گئی۔ اسے بھوک لگی تھی اس نے کھانے کے لیے بریڈ نکالے اور پھر اچانک رک گئی۔۔ اس نے ہاتھ کی انگلیوں پر گنتی کی۔۔ اسکے پاس پانچ دن کے بری-ڈ تھے۔۔ یقیناوہ ناشتے کے لیے لائی تھی پر اگر وہ ابھی کھا لیتی تو اسکے پاس ایک دن کا ناشتہ کم پڑ جاتا۔۔۔ وہ کتنی ہی دیر سامنے رکھے سامان کو گھورتی رہی جو مشکل سے پانچ دن کا تھا۔۔ پھر اس نے ایک گہری سانس لی اور ایک جوس کا ڈبہ نکال کر جوس پینے لگی۔ وہ وہاں بینچ پر پورا گھنٹہ بیٹھی رہی۔۔۔ اس نے مزید کچھ نہیں کھایا۔۔ جانے وہ کن خیالوں میں گم تھی یہاں تک کہ ابر آلود موسم برسنے لگا۔۔ وہ اٹھ کر چل پڑی۔۔ تبھی اس نے دیوار کے پاس کھڑے ایک چھوٹے سے بچے کو دیکھا۔۔ یقیناوہ بھوکا تھا۔۔ اس کے قدم رک گئے۔۔۔ وہ آگے نہیں بڑھ پائی۔۔ وہ جیسے پتھر کی ہو گئی۔۔ اس نے اپنے تھیلے کو ہاتھ

لگایا جس میں اس کا تھوڑا سا سامان تھا۔۔ وہ بچہ سامنے سڑک کی دوسری جانب شیشے کے اُس پار رکھے کھانے پینے کی اشیاء کو حسرت سے تک رہا تھا۔۔۔ وہ اسکی جانب بڑھی اور جا کر اپنے بیگ سے بریڈ کے دو پیکٹ نکال کر اس بچے کو دے دیے۔۔ بچے کی آنکھوں میں پہلے حیرت اور پھر تشکر کے جذبات ابھرے۔۔۔ اسکی آنکھوں میں نمی تھی۔

تم بھیگ جاؤ گے۔۔ میرے پاس چھاتہ نہیں ہے۔۔۔ یہ لے لو۔۔" اس" نے اپنے کندھوں پر پڑی موٹی شال اتار کر اس بچے کو دے دی۔ پتہ ہے وہ شال اسے کتنی عزیز تھی۔ پھر اس نے اپنے بیگ سے والٹ نکالا۔۔ جو اس وقت بالکل خالی تھا۔۔ میں نے اسکے چہرے پر موت جیسا دکھ دیکھا۔۔ اسکے پاس کسی کو دینے کے لیے کچھ بھی نہیں تھا۔۔ وہ تیزی سے وہاں سے بھاگتی چلی گئی۔۔ جیسے سب اسکا مذاق اڑا رہے ہوں کہ اسکے پاس دینے کو کچھ بھی نہیں ہے۔۔ کیا وہ اتنی غریب ہے۔۔۔؟؟

اور اس روز میرا دل چاہا تھا میں پوری دنیا اس لڑکی کے قدموں میں رکھ دوں۔۔ مم۔۔ میں ویلنیسا اسکے نام کر دوں۔۔!!"

وہ سانس لینے کو رکا۔۔ گلے میں آنسوؤں کا گولا اٹک گیا تھا۔۔ وہ سامنے بیٹھی اس عورت کو بتا رہا تھا جو پوری دنیا میں اس کے لیے سب سے زیادہ قابل احترام تھی۔ وہ خود پر ضبط کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ تبھی کمرے کا دروازہ جھٹکے سے کھلا اور ایک وحشت زدہ آواز ابھری تھی۔

"مسٹر جبیل جلدی چلیں۔۔ پیشنٹ بے قابو ہو گئی ہے۔۔" اور وہ تیزی سے نرس کے پیچھے بھاگتا چلا گیا۔ سیاہی اور سفیدی کے درمیان بھٹکتی لڑکی کی جانب۔۔۔

اس سے حالت پہلے سے بہتر تھی پھر اچانک پتا نہیں کیا ہوا تھا۔۔۔

حانم نے اپنے اس بیٹے کو پہلی بار کسی لڑکی کے لیے یوں بھاگتے دیکھا تھا۔۔ وہ بیٹا جو عجیب تھا۔۔۔

عورت کو اندھیروں کی دنیا میں دھکیلنے والا مرد کبھی پر سکون نہیں رہ"
سکتا۔۔۔یہ بالکل ایسا ہے جیسے وہ مرد اپنے سینے میں خود چھرا گھونپ
"لے۔۔۔جو سینے میں چبھا رہتا اور ہر سانس کے ساتھ تکلیف دیتا ہے۔۔۔
وہ جس تیزی سے نرس کے پیچھے بھاگا تھا اسے دیکھتے ہوئے پیچھے کرسی پر بیٹھی
حانم ہولے سے مسکرائی تھی۔

آرجے نہیں سکون سے جی پایا تو تم کیسے جی پاؤ گے۔۔۔؟؟" وہ بس سوچ"
کر رہ گئی تھی۔

✿••✿••✿••✿

اس دن ایمان بے طرح روئی تھی۔۔۔اس کے گرد چھایا جمود جیسے ٹوٹ گیا
تھا۔۔۔ٹھہرے پانی میں ہلچل مچ گئی تھی۔۔۔وہ اتنا روئی کہ اسے چپ

کروانا مشکل ہو گیا تھا۔۔۔وہ چیخ چیخ کر روئی تھی۔۔حاد اور حانم دونوں اسے دیکھ رہے تھے۔۔اسے گلے لگانے والا کوئی نہیں تھا۔۔پھر حانم نے اسے گلے لگایا تھا۔۔۔اس کی چیخوں سے پورا ہسپتال جیسے گونج اٹھا تھا۔۔۔اس راہداری میں دائیں بائیں جتنے بھی کمرے تھے سب موجود مریض گلاس ونڈو کے پاس آکھڑے ہوئے تھے۔۔۔وہ سہمے ہوئے راہداری میں جھانک کر دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے کہ آخر اتنا کون رویا تھا۔۔۔اور پھر اس رات وہ سکون آور دواؤں کے بنا ہی سو گئی تھی۔

"اب وہ جلد ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔" حانم وہیں تھیں۔۔وہ حاد کے ساتھ کھڑی تھی۔یہ بات سن کر جلتے تپتے حاد کو سکون ملا تھا۔

"وہ تمہیں اب کبھی نہیں دیکھے گی۔۔۔جیسے تم اس کے لیے ہو ہی نہیں۔۔۔اپنی سزا کے لیے تیار ہو؟؟"

لیکن اگلی بات سنتے ہی اس کا سکون غارت ہوا۔

"میری سزا اسی دن شروع ہو گئی تھی جب میں نے اسے ادھم کو اپنانے کے لیے کہا تھا۔۔۔" اس کے تاثرات اب سپاٹ ہو چکے تھے۔

"تم نے ابھی تک اس کا درد دیکھا ہے حاد۔۔۔۔ تم وہ فیز نہیں دیکھ پاؤ گے جہاں تم اس کے لیے Exist ہی نہیں کرتے۔۔۔ مرد اپنی پسندیدہ عورت کی جدائی سہہ لیتا ہے پر اس کی بے نیازی نہیں۔۔۔"

"میں چاہتا ہوں وہ بس ٹھیک ہو جائے اور وہ بنے جو وہ چاہتی ہے۔۔۔ وہ دنیا فتح کرے۔۔" اس نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔ حانم نے رخ موڑ کر اسے دیکھا۔۔۔

"اللہ کرے ایسا ہی ہو۔۔۔اور میں اس دن کا انتظار کروں گی جب تم خود میرے پاس آؤ گے اپنی عرضی لے کر۔۔۔"

وہ خوشگوار سے لہجے میں کہتی وہاں سے پلٹ گئی۔۔۔۔وہ انہیں جاتا دیکھ رہا تھا۔۔اس کی ماں ایک ایسے فیز سے گزری تھی۔۔۔وہ یہ بھی جانتا جانتا تھا سب کی کہانیاں الگ ہوتی ہیں۔۔۔پر وہ آنے والے کل سے ناواقف تھا۔

✿••✿••✿••✿

"آپ نے ایسا کیوں کیا بھائی؟؟" وہ دونوں اسکرین کے آمنے سامنے موجود تھے۔ادھم کی حالت ٹھیک نہیں تھی۔۔

"آپ جانتے ہیں آپ کی ایک ویڈیو نے ہمارے خاندان کی عزت داؤ پر لگا دی ہے۔۔" وہ اب اس سے شکوہ کر رہی تھی۔

”لک دائمہ۔۔۔میں اپنی مرضی سے جینے کا عادی ہوں۔۔میں سالوں پہلے معاشرے سے اسی لیے چلا گیا تھا۔۔۔یہاں ہم جیسے لوگ sick بھی اس سکون سے سانس بھی نہیں لے سکتے۔۔۔“

”بھائی یہ پاکستان ہے۔۔۔“وہ احتجاجاً بولی۔

”اسی لیے مجھے نہیں پسند۔۔۔مطلب میں اپنی مرضی سے ڈر گز نہیں لے سکتا۔۔۔اور پلیز میں کسی صفائی کے موڈ میں نہیں ہوں۔۔“وہ بے زار تھا۔ اکتایا ہوا۔اس کی آنکھیں سرخ تھیں۔۔چہرے سے وہ بیمار دکھائی دے رہا تھا۔

میں صرف وجہ جاننا چاہتی ہوں۔۔آپ نے ایسا کیوں کیا۔۔۔؟؟" وہ اب تک وہیں اٹکی تھی۔

"تم کیا کرتی اگر تم اپنی محبت کو پاگل خانے میں قید پاتی؟؟اور تمہارے پاس کوئی آپشن نہ ہوتا کہ تم اسے دوبارہ اپنا سکو۔۔۔؟؟"

وہ اب سوال گو تھا۔

"آپ نے اسے اپنانے کے لیے کیا کیا؟؟آپ نے آپشن ڈھونڈا۔۔؟؟"

ایک پل کو تو وہ خاموش ہو گئی تھی لیکن پھر کچھ دیر بعد بولی۔

"وہ کسی اور کی وائف ہے۔۔۔" وہ تڑپ کر بولا تھا۔

بتایا تھا آپ نے کہ ایما کی شادی ہو چکی۔۔۔۔" وہ بولتے بولتے ٹھٹک" گئی۔۔۔اور پھر دھواں دھواں ہوتے چہرے کے ساتھ ادھم کو دیکھنے لگی۔۔۔"ایما کا پورا نام کیا ہے؟؟" وہ زرد چہرے کے ساتھ پوچھنے لگی۔

ام ایمان۔۔۔"اور دائمہ کو لگا سانس جیسے سینے میں ہی اٹک گیا ہو۔۔اس" نے کاؤنٹر سے پتا کیا تھا کہ حاد نے جس لڑکی کو وہاں داخل کروایا تھا اس کا نام ام ایمان تھا۔۔۔اسے اب سمجھ آیا تھا ادھم اسے وہاں دیکھ کر غائب ہوا تھا۔۔۔۔

وہ دونوں اب ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ادھم جانتا تھا وہ حاد کو پسند کرتی تھی۔۔

وہ دونوں بہن بھائی دو ایسے لوگوں کی محبت میں گرفتار تھے جو ان کی دسترس سے بہت دور تھے۔

توکیا حاد اس سے شادی۔۔۔؟؟" وہ اب پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی جواب بھی اپنے حواسوں میں نہیں تھا۔ دائمہ نے گہرا سانس لینے کی کوشش کی اور پھر اسکرین بند کر دی۔۔۔ وہ مزید کچھ نہیں بول سکتی تھی۔۔
وہ نیچے بیڈ سے ٹکائے بیٹھی تھی۔۔۔

اس کے ذہن میں جو خیال آیا تھا وہ یہی تھا کہ "ایمان کے پاگل ہونے کی وجہ کیا تھی؟؟"

ایک لڑکی اور ایک ہی خاندان کے دو لڑکے۔۔۔
ایک اس کا بھائی تھا اور ایک محبوب۔۔۔۔
کیا تھا اس لڑکی میں ایسا۔۔۔۔؟؟؟

✿••✿••✿••✿

ایمانے رابرٹ

اگلے دن وہ اٹھی تو کافی فریش تھی۔۔اسے رات والا واقعہ یاد نہیں تھا۔۔۔جو نرس اس کے لیے ناشتہ لائی تھی ایمان نے اس کی باتوں کا جواب بھی دیا تھا۔۔اس نے ناشتہ بھی کیا تھا۔۔۔وہ باہر کھلا آسمان دیکھنا چاہتی تھی۔۔اس کے کہنے پر نرس اسے بالکونی میں لائی تھی۔۔

کتنا وقت گرز گیا تھا اسے آسمان کو دیکھے ہوئے۔۔۔بلکہ اس کے پار موجود ہستی کو پکارے ہوئے۔۔۔

وہ چہرہ اٹھا کر آسمان کے اس پار اسے ڈھونڈتی رہی۔۔۔۔

''اللہ۔۔۔''اتنے مہنیوں بعد وہ اپنے حواسوں میں لوٹی تھی جو اسے پکار پاتی۔۔۔وہ روشنی کی تلاش میں اندھیرے سے روشناس ہوئی تھی۔۔۔اور

اس نے اس اندھیرے میں وہ سب کچھ دیکھا تھا جو عام لوگ نہیں دیکھ پاتے۔۔۔

کچھ دیر وہ بالکونی میں رہی۔۔ بالکل خاموش۔۔۔آس پاس دیکھتی ہوئی۔۔۔

اسے جو پہلا خیال آیا تھا وہ اللہ کا تھا۔۔نہ سلمیٰ بیگم تھی نہ حاد تھا نہ کوئی ماثیل تھا۔۔۔

اس کنڈیشن کو صرف وہی سمجھ سکتے ہیں جو اس سے گزرے ہوں۔۔۔

میں واپس آگئی ہوں۔۔۔"اس نے چہرہ اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھتے" ہوئے اپنے خالق کو اپنا پیغام پہنچایا تھا کہ وہ اندھیروں کی لڑائی جیت آئی تھی۔۔۔

اس نے اپنے دل کو کبھی اتنا خوش محسوس نہیں کیا تھا۔

وہ کافی دیر وہاں موجود رہی۔۔۔اس نے اپنی داہنی کلائی دیکھی تو اس پر ایک نشان پڑا ہوا تھا۔شروع شروع میں اس کی حالت اتنی تشویش ناک تھی کہ

اس کی کلائی کو بیڈ کے ساتھ باندھا گیا تھا۔۔تاکہ وہ خود کو نقصان نہ پہنچا سکے۔۔۔

مجھے یہاں کون لایا تھا؟؟“اس نے اب نرس سے سوال پوچھا۔”

ڈاکٹر مہک۔۔۔“اس نے وہی نام بتایا جو حاد نے اسے بتانے کو کہا تھا۔”

اسے اب کمزوری محسوس ہورہی تھی۔۔وہ واپس کمرے میں آگئی۔۔بی۔ڈ پر لیٹی رہی۔۔۔خاموشی سے چھت کو گھورتی رہی۔۔۔جانے کب وہ سو گئی۔۔۔

اس کے سونے کے بعد وہ وہاں آیا تھا۔۔۔

آج مس ایمان نے باتیں بھی کی ہیں۔۔۔اس نے یہاں لانے والا کا نام” “بھی پوچھا۔۔۔وہ آج کافی بہتر لگ رہی تھی۔۔۔

برس اب اسے رپورٹ دے رہی تھی۔

''بس کچھ دن اور۔۔۔پھر وہ نارمل ہو جائے گی۔۔۔''

حاد کے لیے جہاں یہ خوشی کی خبر تھی وہیں جدائی کا پروانہ بھی تھا۔۔وہ گہرا سانس فضا میں خارج کرتا گلاس ونڈو سے ہٹ گیا۔۔

وہ شام تک سوتی رہی۔۔۔اور دوبارہ اٹھی تو جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔۔۔اس کے کمرے میں بیڈ سے کچھ فاصلے پر رکھی کرسی پر ایک عورت بیٹھی تھی۔۔۔

خوبصورت۔۔۔سحر انگیز۔۔۔کوئی پینتالیس سالا وہ عورت اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔

پہلے اسے لگا کوئی ڈاکٹر ہو گی۔۔۔

ہیلو ایمانے۔۔۔اب کیسا محسوس ہو رہا ہے۔۔۔؟؟" وہ اسے یوں دیکھ "
رہی تھی جیسے برسوں سے جانتی ہو۔ایمان کے چہرے پر شناسائی کے کوئی
رنگ نہیں ابھرے۔۔۔وہ اسے نہیں جانتی تھی۔

کیا میں تمہیں یاد ہوں۔۔۔؟؟" وہ ایسے پوچھ رہی تھی جیسے ایمان اس "
سے پہلے ملی ہو۔
ایمان نے نفی میں سر ہلایا۔

میں ایمانے رابرٹ ہوں۔۔۔" اس نے اپنا تعارف کروایا۔ "
وہ پاؤں کو چھوتے جارجٹ کے گاؤن میں تھی۔۔ سر کے بال اونچے جوڑے
میں بند تھے۔اس کا چہرہ صاف تھا۔اور ایک اونی سکارف اس کی گردن کے
گرد لپٹا تھا۔۔۔جوانی میں وہ عورت کتنی حسین رہی ہو گی۔

یہ دیکھو۔۔۔"اس نے موبائل کی اسکرین ایمان کے سامنے کی۔یہ وہ" ویڈیو تھی جو عبدل کے دوست جان نے بنائی تھی اور جب ریساہال میں اس کا آخری دن تھا تب جان نے یہ ویڈیو پبلک کر کے اس کا کافی تماشہ بنایا تھا۔۔۔ ایمان کو اپنے سر میں درد اٹھتا محسوس ہوا تھا۔اس نے بے ساختہ اپنا سر پکڑا تھا۔اسے اب آہستہ آہستہ یاد آرہا تھا۔۔۔ویلنیسا، یونیورسٹی، ریساہال وہ کافی شاپ جہاں بیٹھ کر وہ کالمز لکھتی تھی اور وہ پاگل عورت جو اکثر بس اسٹاپ پر نظر آتی تھی۔ایک دن وہ بریڈ جوس لے کر اس کے پاس گئی تھی۔ ایمان نے اسے بریڈ اور جوس دیا تھا۔وہ پہلے تو ایمان کو گھورتی رہی تھی اور پھر اس سے دونوں چیزیں جھپٹ لیں۔

تمہیں یہ سب کیسا لگتا ہے؟؟" ایمان نے سوال کیا تھا۔۔عورت جس کے "
بالوں کو بے ترتیبی سے کاٹا گیا تھا اس نے حیرت سے ایمان کو دیکھا۔۔۔البتہ وہ کچھ باتیں سمجھتی تھی۔وہ کچھ دیر اسے دیکھتی رہی اور پھر بریڈ کھانے لگی۔

اس ظاہری دنیا میں پاگل کا کردار ادا کرنا کیسا لگتا ہے۔۔؟؟میں جانتی ہوں "
تمہاری حقیقی دنیا کچھ اور ہے۔۔۔" وہ جو کئی پہروں سے بھوکی ہونے کی وجہ سے بریڈ پر ٹوٹ پڑی تھی ایمان کی بات سن کر جیسے وہ ساکت ہوئی۔۔اس نے ایمان کو یوں دیکھا جیسے وہ نہیں بلکہ ایمان پاگل ہو۔۔

وہ پھر ہنسی۔۔اور ہنستی چلی گئی۔۔اور اسکی ہنسی غصے میں بدل گئی۔۔

گو ٹو ہیل۔۔۔" اس نے ہاتھ میں پکڑا بریڈ اور جوس ایمان پر دے مارا اور "
گالیاں دیتی وہاں سے چلی گئی۔

ویڈیو ختم ہو چکی تھی۔۔۔ایمان کے چہرے پر الجھن تھی۔اتنے عرصے بعد کیوں؟؟؟اس ویڈیو کا کیا مقصد۔۔۔؟؟وہ اب سامنے بیٹھی خوبرو عورت کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔

یہ میں ہوں۔۔۔۔"اس عورت نے ویڈیو والی اس پاگل عورت کی جانب" اشارہ کیا جسے ایمان نے بریڈ اور جوس دیا تھا۔ایمان ساکت نگاہوں سے اسے دیکھی گئی۔۔اس کے چہرے پر بے یقینی تھی۔۔۔۔

میں ایمانے رابرٹ ہوں اور میں پچھلے کافی سالوں سے پاگل کا کردار ادا کر" "رہی تھی۔۔یعنی پاگل تھی۔
دو ایمانے ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھی تھیں۔

تم نے کہرے کے اس پار کی دنیا دیکھی ہے نا۔۔ہاں تم نے دیکھی ہے۔۔"

میں پچھلے پندرہ سالوں سے کہرے کے اس پار اکیلی تھی۔۔۔قید تھی۔۔
"کوئی میری مدد کو نہیں آیا۔۔۔

اس کی آنکھیں نم تھیں۔۔وہ گود میں دونوں ہاتھ رکھے بیٹھی تھی۔۔اس کے ہاتھوں میں واضح کپکپاہٹ تھی۔ایمان خاموشی سے دیکھ اور سن رہی تھی۔

پندرہ سال۔۔۔پندرہ سال میں نے اکیلے گزارے ہیں ایمانے! پندرہ"
سال میں اس کہرے میں بھٹکتی رہی۔۔۔"وہ رونا نہیں چاہتی تھی پر آنسوں اس کی پلکوں کی باڑ توڑ کر باہر نکلنے کو تیار تھے۔

میرا جرم یہ تھا کہ میں نے بے وفائی کی تھی۔۔عبداللہ شہاب"
"سے۔۔۔۔ایک حسین اور ذہین شخص سے۔۔۔

وہ اب اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔۔اور ایمان پر گویا ایک دھماکہ ہوا تھا۔

ہاں یہ وہی ایمانے رابرٹ تھی جو چوبیس سال پہلے عبداللہ شہاب سے ملی تھی۔۔۔آرٹ اگزیبشن میں۔۔۔اور پھر چلی گئی تھی۔۔۔عبداللہ شہاب نے ایمانے نام کی کتاب لکھی تھی۔۔۔ایمانے اور اپنی کہانی لکھی تھی۔۔لیکن اس کہانی کو بھی اس سے چھین لیا گیا تھا۔۔۔

مجھے اس شخص سے محبت ہو گئی تھی پر میں نہیں جانتی تھی وہ شادی شدہ" تھا۔۔جب مجھے پتا چلا تو مجھے برا لگا۔۔اس شخص کی سوچ باقیوں سے الگ تھی۔میں نہیں چاہتی تھی وہ اپنی پہلی بیوی سے بے وفائی کرے۔۔۔اگر وہ اس سے کر سکتا تھا تو پھر میری کیا حیثیت تھی؟؟؟وہ رشتوں میں بندھنے کا قائل نہیں تھا۔۔۔پھر میرے منگیتر نے میرے سامنے شرط رکھی کہ اگر میں چاہتی ہوں کہ عبداللہ شہاب وہ مقابلہ جیتے تو مجھے اسے بتانا ہو گا کہ ہم

جلد شادی کر رہے ہیں۔۔ مجھے لگا تھا عبداللہ جیت جائے گا تو اس کا ایک نام ہو گا۔۔ اسے وہ سب کچھ ملے گا جو وہ چاہتا ہے۔۔ پر ایسا نہیں ہوا۔۔۔ میرے منگیتر نے مجھے دھوکا دیا۔۔ عبداللہ کو ہرا دیا گیا۔۔ میں واپس آ گئی۔۔ میری شادی ہو گئی لیکن میرا دل باغی ہو چکا تھا۔۔۔ ہر وقت کچوکے لگاتا کہ میں بے وفا ہوں۔۔۔ پانچ سال میری شادی چلی پھر ٹوٹ گئی۔۔۔ چار سال میں اپنے دماغ سے لڑتی رہی۔۔۔ میں پاکستان واپس جانا چاہتی تھی۔۔۔ عبداللہ کے پاس۔۔ میں نے اپنے ریسورسز سے پتا لگایا تو مجھے خبر ملی کہ عبداللہ شہاب دوسری شادی کر چکا تھا۔۔۔ مرد کی فطرت میں انتظار کم ہی ہے۔۔۔ اسے دوسری عورت مہیا ہو تو وہ آسانی سے بے وفا ہو جاتا ہے۔۔۔"

آنسوں پلکوں کی باڑ توڑتا اس کی گود میں گرا تھا۔۔۔

ایمان جیسے ہی ٹرانس سے باہر نکلی۔۔۔ ایمانے رابرٹ کی باتوں نے سحر قائم کر دیا تھا۔۔۔ اسے باہر بادل گرجنے کی آواز سنائی دی تھی۔۔۔ اور پھر بارش

کی۔۔۔اسلام آباد کا موسم آج کل ایسا ہی تھا۔۔ کبھی بھی برسنے کو تیار۔۔۔ایسی ہی بارش اس کے اندر بھی ہو رہی تھی۔

"میں نے کب ذہنی توازن کھویا پتا ہی نہیں چلا۔۔میری اپنی بیٹی مجھ سے نفرت کرتی تھی۔۔۔اور پھر۔۔۔میں اس کہرے میں کہیں گم ہو گئی۔۔ جس کے پار گہرا اندھیرا تھا۔۔۔کوئی نہیں آیا۔۔۔اور پھر۔۔۔تم آئی۔۔تم آئی ایمانے۔۔۔"

اس نے چہرہ اٹھا کر اب ایمان کو دیکھا تھا۔

"کسی نے کہرے کے پار جھانکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔صرف تم نے کی۔۔۔تم نے کھوج کی اس دنیا کی۔۔۔پوشیدہ دنیا کی۔۔جہاں سب کا کردار الگ ہوتا ہے۔۔۔" وہ اسے یوں دیکھ رہی تھی جیسے ایمان اس کی محسن ہو۔

اس ظاہری دنیا میں پاگل کا کردار ادا کرنا کیسا لگتا ہے۔۔؟؟میں جانتی ہوں"
"تمہاری حقیقی دنیا کچھ اور ہے۔۔۔

تمہارے ان لفظوں نے میرے گرد چھائے جمود میں دراڑ ڈال دی"
تھی۔۔۔۔اس رات میں ایک مال میں گھس گئی۔۔۔میں نے خود کو آئینے
میں دیکھا۔۔۔میں نے دیکھا اور میں حیران رہ گئی۔۔یہ میں نہیں تھی۔۔پھر
میں نے اس کہرے سے نکلنے کی کوشش کی۔۔۔میں کوششیں کرتی رہی۔۔
جب تھوڑا کامیاب ہوئی تو تمہیں بہت ڈھونڈا۔۔میں اس کافی شاپ پر گئی
جہاں تم اک۔ثر بیٹھتی تھی۔۔۔پھر تمہاری یونیورسٹی۔۔۔مجھے تم کہیں نہیں
ملی۔۔۔میں شاید پھر سے کہرے کے پیچھے گم جاتی جب ایک رات مجھے وہ
ملا۔۔۔ایک خاص شخص۔۔۔۔وہ سیاہ۔ڈی پہنے ہوئے تھا۔۔۔فٹ پاتھ پر
بیٹھا تھا۔۔اس رات طوفانی بارش ہوئی تھی۔۔میں ہر آتے جاتے شخص کو

پکڑ لیتی اور پوچھتی کہ تمہاری پوشیدہ دنیا کونسی ہے۔۔۔؟؟ مجھے لگتا تھا شاید ایسے تم مجھے مل جاؤ۔۔۔ پر تم نہیں ملی۔۔۔ لیکن وہ مل گیا۔۔۔

میں اس کے پاس گئی اور اس سے یہی سوال پوچھا۔۔۔

اس نے چہرہ اٹھا کر مجھے دیکھا۔۔۔ اس کی گہری آنکھوں میں کچھ کھو دینے کا ملال تھا۔۔ میں اس کے پاس بیٹھ گئی۔۔ وہ نوجوان لڑکا باقیوں سے الگ لگا تھا مجھے۔۔۔ اس نے کہا،

"ہم تخلیق کی ندی میں بہتے پتے ہیں۔۔۔ یہ ندی ہمیں ہمارے صحیح ٹھکانے پر لے جائے گی۔۔۔ مجھے۔۔۔ تمہیں۔۔۔ ہم جیسوں کو۔۔۔ خاص لوگوں کو، سلفائٹس کو۔۔۔"

اس رات میں رو پڑی تھی۔۔ میں روئی بہت روئی۔۔۔ چیخ چیخ کر روئی۔۔۔ طوفانی رات میں جب پورا آسمان رو رہا تھا۔۔۔ میں روتی رہی۔۔۔ ایسے لگ رہا تھا پوری کائنات رو رہی ہو۔۔۔ اس گہری آنکھوں والے لڑکے نے

مجھے چپ کروایا۔۔۔میں نے اس کی گہری آنکھوں میں تکلیف دیکھی تھی۔میں نے اس سے اس کے اکیلے ہونے کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا۔

”میرا وجود میرے اپنوں کے لیے تکلیف کا باعث ہے۔۔میں جس کو چھو لوں وہ مر جاتا ہے، پتھر ہو جاتا ہے۔۔۔میں نے اپنے جان سے پیاروں کو ہمیشہ کھویا ہے۔۔۔“

ایمان سانس روکے اسے سن رہی تھی۔

”نہیں ہم جہنم میں نہیں ہیں۔۔۔بلکہ تخلیق کی ندی میں بہہ رہے ہیں۔۔۔یہ ندی تمہیں صحیح ٹھکانے پر لے جائے گی۔۔“

ایمان کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا تھا۔۔۔اسے وہ پرچی یاد آئی تھی۔۔۔وہ جیکٹ بھی۔۔۔۔اس کا دل تیزی سے دھڑکا تھا۔

وہ سب لوگ جنہوں نے

درد کو چُنا

جنہوں نے لب سی لیے

اف تک نہ کی

وہ سب لوگ جو بھٹکتے رہے

کہرے کے اس پار

بالکل اکیلے۔۔۔۔

وہ جنہوں نے اندھیرے کو

بہت قریب سے دیکھا

وہ جو تنہا رہے

اپنی سوچ میں

اپنی ذات میں

وہ جنہوں نے سب سہا

وہ جنہوں نے قریب سے دیکھا

موت کو۔۔۔روح کی موت کو

وہ سب لوگ

جن کو عطا کیا گیا

خاص ہونا۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ سب لوگ تخلیق کی ندی میں بہہ رہے ہیں
اور یہ ندی انہیں صحیح ٹھکانے پر لے جائے گی۔

✿••✿••✿••✿

"تم ایمانے تم عام نہیں ہو۔۔۔میں یہاں صرف تمہیں یہ بتانے آئی تھی کہ تم عام نہیں ہو۔۔میں نے زندگی کے بہت سال ضائع کر دیے۔۔۔میں تمہیں سمجھانے آئی ہوں تم مت کرنا۔۔۔ تمہیں ابھی بڑے کام کرنے

ہیں۔۔ ظاہری پوشیدہ دنیا کو جاننا ہے۔۔۔ تمہی ایک خاص شخص کا ساتھ دینا ہے۔۔۔"

ایمانے رابرٹ نے اس کے ہاتھ تھام لیے تھے۔

"عبداللہ شہاب میرا باپ ہے۔۔۔ کیا آپ جانتی ہیں۔۔ میں نہیں جانتی انہوں نے مجھ سے اتنی نفرت کیوں کی۔۔۔"

وہ اسے آگاہ کر رہی تھی۔۔ جبکہ ایمانے رابرٹ بہت پہلے جان گئی تھی جس شخص نے اسے اندھیروں میں بھیجا تھا اس کی بیٹی نے ہی اسے باہر نکالا تھا۔

"شاید اس وجہ سے۔۔۔" ایمانے رابرٹ نے اپنی گردن سے اسکارف اتارا۔ اس کی گردن پر دائیں جانب کندھے سے ذرا اوپر ایک سفید نشان تھا۔ ایک برتھ مارک۔۔۔۔ جس میں کسی قسم کی چمک نہیں تھی لیکن وہ واضح نظر آتا تھا۔ ایمان حیرت سے اسے تکنے لگی۔۔۔ اس کی گردن پر بھی

ایسے ہی چھوٹے چھوٹے دو نشان تھے۔۔۔تو یہ وجہ تھی عبداللہ شہاب کی اپنی بیٹی سے نفرت کی کہ وہ ایمانے رابرٹ جیسی تھی۔۔۔آہ عبداللہ شہاب۔۔۔!!

✿••✿••✿••✿

"کیا تم کبھی بارش میں نہائی ہو؟؟"

"نہیں مجھے بھیگنا نہیں پسند۔۔۔"

چلو آج بھیگ کر دیکھتے ہیں۔۔۔" وہ اس کا ہاتھ تھام کر کمرے سے باہر لے آئی۔۔۔ایمان باہر جانے سے، باہر کی دنیا دیکھنے سے گریزاں تھی۔۔۔وہ

ڈر رہی تھی۔۔ابھی بھی خوفزدہ تھی کہ جانے لوگ اسے دیکھ کر کیسی باتیں کریں گے۔۔۔۔وہ ابھی تک اس خوف کے زیر اثر تھی۔۔

ایمانے رابرٹ اس کا ہاتھ تھامے راہداری سے گزر رہی تھی۔۔۔گلاس ونڈو سے جھانکتے چہرے انہیں جاتے دیکھ رہے تھے۔

ایمان کبھی دائیں دیکھتی تو کبھی بائیں۔۔۔کتنے لوگ کہرے کے پار قید تھے۔۔کوئی انہیں بچانے کیوں نہیں آیا تھا؟؟

وہ چلتی جارہی تھی۔۔۔لیکن اس کا ذہن جانے کہاں بھٹک رہا تھا۔۔کسی نے انہیں روکنے کی کوشش نہ کی۔۔کیونکہ یہ سب حاد کی مرضی سے ہو رہا تھا۔۔

ہسپتال کی چوکھٹ سے قدم باہر نکالتے وقت اس کے قدم رک گئے۔۔۔ اس کے چہرے پر خوف واضح تھا۔۔۔

گرے آنکھوں والا لڑکا کہتا ہے ہم جب تک اپنے ڈیمنز یعنی اپنے خوف ''

''سے نہیں لڑیں گے جیت نہیں پائیں گے۔۔۔

ایمانے نے اسے دیکھتے کہا۔۔اور وہ باہر نکل آئی۔۔۔ باہر بارش برس رہی تھی۔۔۔لوگ آ جا رہے تھے۔۔زیادہ رش نہیں تھا۔۔پھر بھی اس نے کتنے مہینوں بعد یہ سب دیکھا تھا۔

سامنے ہی گاڑی کھڑی تھی۔۔وہ اسے لے کر گاڑی تک آئی دروازہ کھول کر اسے بٹھایا۔۔اور خود بھی بیٹھ گئی۔۔۔ڈرائیونگ سیٹ پر کوئی پہلے ہی بیٹھا تھا۔۔

''کیا ہم وہاں جا سکتے ہیں جہاں کوئی نہ ہو۔۔۔؟؟''

ایمانے رابرٹ نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے شخص سے درخواست کی۔ گاڑی چل پڑی۔۔۔ گلاس ونڈو سے بہتا پانی۔۔۔ وہ چمکتی آنکھوں سے سب دیکھ رہی تھی۔۔۔

کچھ دیر بعد گاڑی نسبتاً ایک سنسان جگہ پر تھی۔۔۔ چاروں جانب پہاڑ تھے۔۔ یہاں سے پہاڑی راشتہ شروع ہو رہا تھا۔۔ رات کے اس پہر یہاں ٹریفک کم تھی۔۔ وہ دونوں باہر نکل آئیں۔۔۔ جبکہ وہ وہیں بیٹھا رہا۔۔۔ گاڑی کی ہیڈلائٹس آن تھیں۔۔۔

"اس لمحے کو جیو ایمانے۔۔۔ یہ پھر نہیں آئے گا۔۔۔"

وہ اس سے کہہ رہی تھی۔۔۔ اور ایمان شاید پہلی بار بارش میں بھیگی تھی۔۔۔ اس نے دونوں بازو پھیلا دیے۔۔۔ وہ اب بازو پھیلائے کھڑی تھی، پھر اس نے آسمان کی جانب منہ کیا۔۔

"میں جیت گئی ہوں۔۔۔میں نے کر دکھایا۔۔" وہ زور سے چلائی۔۔۔ پھر وہ آنکھیں بند کر کے آہستہ آہستہ گھومنے لگی۔

"میں نے تخلیق کی ندی کو پالیا۔۔۔" وہ خوشی سے چلا رہی تھی۔۔۔وہاں اسے دیکھنے والا کوئی نہیں تھا سوائے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا گرے آنکھوں والے حادکے۔۔۔۔
جو زندگی میں پہلی بار اتنا خوش ہوا تھا البتہ اس کی چمکتی آنکھوں میں نمی تھی۔

"کیا مجھے اسے ریکارڈ کرنا چاہیے۔۔۔" اسسٹنٹ اے آئی کی آواز گونجی تھی۔

"نہیں۔۔۔" اس نے منع کر دیا۔

شاید آپ اسے یہ کل کو دکھانا چاہیں کہ جب اس نے اپنے اندھیروں میں روشنی ڈھونڈی تھی تو کیسے سیلیبریٹ کیا تھا۔۔" اس کی آواز ابھی بھی گونج رہی تھی جسے صرف حادسن سکتا تھا۔

ہاں پھر کرلو۔۔۔" اس نے مسکرا کر اجازت دی۔"

دوا یمانے پوشیدہ دنیا کا راز جان جانے پر خوشی سے جھوم رہی تھیں۔

واپسی کا سفر

ایمانے رابرٹ واپس جا چکی تھی۔ وہ ہسپتال میں اکیلی رہ گئی۔۔اس کی میڈیکیشن چل رہی تھی۔۔اسے ابھی بھی وقت پر دواء لینی ہوتی تھی۔۔ جب سے ایمان ہوش کی دنیا میں لوٹی تھی حاد ایک بار بھی اس کے سامنے نہیں آیا تھا۔۔ڈاکٹر مہک ایک دو بار ایمان سے ملنے آئی تھی۔۔۔اس کے مطابق ڈاکٹر مہک ہی اسے وہاں لائی تھی اور اس کا علاج بھی ڈاکٹر مہک نے ہی کروایا تھا۔۔۔ کبھی کبھی ایمان کھڑے کھڑے کہیں گم ہو جاتی تھی۔۔۔وہ کہرے کے پار سے نکل تو آئی تھی پر ابھی تک اسے اپنے ارد گرد دھند محسوس ہوتی تھی۔۔۔۔اسے ابھی دواؤں کی ضرورت تھی۔

ابھی بھی ڈاکٹر مہک اس سے ملنے آئی تھی۔۔وہ دونوں بالکونی میں کھڑی تھیں۔

تم نے آگے کا کیا سوچا ہے؟؟" اسے یوں گم سم کھڑے دیکھ کر ڈاکٹر مہک" نے پوچھا۔اس کی آواز پر وہ چونکی۔۔۔اور پھر آہستہ سے بولی۔

نہیں جانتی۔۔۔جہاں تخلیق کی ندی مجھے لے جائے۔۔۔"وہ بس اتنا ہی"
کہہ پائی۔

مزید کچھ دنوں تک تمہیں چھٹی مل جائے گی۔۔۔گھر کب جاؤ گی؟؟""
ڈاکٹر مہک نے گہرا سانس لیتے پوچھا۔
گھر کے نام پر ایمان نے اسے یوں دیکھا جیسے کہہ رہی ہو۔۔۔

کیا میرا کوئی گھر ہے۔۔۔؟؟"لیکن وہ کہہ نہ پائی۔۔۔بس خاموشی سے"
کھڑی رہی۔

تمہاری ماں کتنا پریشان ہوں گی۔۔۔"ڈاکٹر مہک کی آواز ابھری۔۔۔وہ"
کچھ نہ بولی۔۔۔تصور کے پردے پر سلمی بیگم کا عکس لہرایا۔۔۔

ماضی میں کیا ہوا۔۔ کس نے کیا کیا۔۔ کس نے کیا کہا۔۔۔ وہ کچھ یاد نہیں رکھنا چاہتی تھی۔۔ وہ بس اس کھرے سے نکلنا چاہتی تھی۔۔۔

اگلے دو دن اس نے پورے ہسپتال کا دورہ کیا۔۔۔ وہاں مریضوں کی حالت اس سے کئی گنا خراب تھی۔۔۔ یہ وہ مریض تھے جنہیں کسی قسم کی کمی نہیں تھی۔۔۔ سونے کے چمچ لے کر پیدا ہونے والے لوگ۔۔۔

وہ کیوں پاگل ہوئے تھے ؟؟اس کا جواب صرف وہی جانتے تھے۔۔۔ وہ وہاں آنے والی پہلی لڑکی تھی جو اتنی جلدی حواس کی دنیا میں لوٹ آئی تھی۔۔

وہ لڑکیوں کو چیختے چلاتے دیکھ رہی تھی۔۔۔ اور اس کا خود سے یہی سوال تھا۔۔۔ ''کیا میں بھی ایسی ہی تھی ؟؟

جواب کا سوچ کر وہ جھرجھری سی لیتی۔۔۔

تیسرے دن وہ اپنے کمرے میں تھی جب ڈاکٹر مہک آئی۔۔

"چلو ایمان۔۔۔ تیار ہو جاؤ۔۔۔ تمہارا بھائی تمہیں لینے آیا ہے۔۔۔"

اس نے ایک جھٹکے سے پلٹ کر دیکھا۔۔۔

بھائی۔۔۔؟؟"اس کے لب ہولے سے پھڑ پھڑائے۔"

✿••✿••✿••✿

آج اس کی ہسپتال سے کلیئرنس ہونی تھی۔۔۔حاد جلدی جلدی کام نپٹا رہا تھا۔۔۔وہ فائل ہاتھ میں تھامے کھڑا تھا جب اس کا فون بجنے لگا۔۔۔ڈاکٹر مہک کا فون تھا۔

وہ آرہا ہے اسے لینے۔۔"ڈاکٹر مہک کی آواز ابھری۔"

"کون۔۔۔؟؟"اس کی پیشانی پر لکیریں ابھریں۔

"ایمان کا بھائی۔۔۔ارمان بن عبداللہ۔۔۔میں نے اسے ہسپتال کا اڈریس دے دیا ہے وہ کبھی بھی پہنچ جائے گا۔۔۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔"اس نے فون بند کر دیا۔۔۔دل پر بوجھ سا آ گرا تھا۔۔۔وہ جا رہی تھی۔۔۔اس پر حاد کا اب کوئی حق نہیں تھا۔۔وہ لڑکی جسے اس نے اپنی بیوی کے رشتے سے یہاں داخل کروایا تھا۔۔۔جسے اس نے اپنا پورا وقت دیا تھا۔۔۔جو اس کی موجودگی سے بھی ناواقف تھی۔۔۔وہ آج واپس جا رہی تھی۔۔

طے یہ ہوا تھا کہ ڈاکٹر مہک اسے لے جائے گی اور پھر سلمی بیگم کو فون کر کے بلایا جائے گا۔۔۔اور ان کی بیٹی انہیں سونپ دی جائے گی۔۔۔لیکن ارمان اس سے پہلے ہی ڈاکٹر مہک تک پہنچ گیا تھا۔

"ایمان کا تو کوئی بھائی نہیں تھا۔۔۔پھر تم کون ہو؟؟"
وہ گہری نظروں سے اسے جانچ رہی تھی۔

"سوتیلا بھائی ہوں میں اس کا۔۔۔"وہ کافی سنجیدہ تھا۔ایمان سے تین سال چھوٹا ارمان کہیں سے بھی اس سے چھوٹا نہیں لگ رہا تھا۔۔۔وہ مضبوط جسامت کا اونچا لمبا لڑکا تھا۔

"ایمان کے والد نے دو شادیاں کی تھیں؟؟"ڈاکٹر مہک حیران ہوئی۔
ارمان کچھ نہ بولا۔

اتنے دنوں سے تم کہاں تھے؟؟؟" وہ اب تلخ ہوئی۔۔۔ایک جوان بھائی کے ہوتے ہوئے بھی کوئی اسے ڈھونڈنے نہ آیا۔ کیسی عجیب فیملی تھی۔ وہ اب بھی خاموش رہا۔۔ شاید وہ کسی ذہنی پریشانی سے گزر رہا تھا۔۔

"اگر ایمان تک پہنچنا ہے تو میرے سوالوں کے جواب دو۔۔۔"

ارمان نے نظریں اٹھا کر ڈاکٹر مہک کو دیکھا۔

"آپ اس کا پتہ جانتی ہیں؟ آپ نے ان کی مدر کو کیوں نہیں بتایا۔۔۔؟؟"

وہ اب حیران ہوا۔

"وہ اس کنڈیشن میں نہیں تھی۔ پہلے جو میں نے پوچھا ہے وہ بتاؤ۔۔۔"

"میری ماں نے کبھی ہمیں اسٹپ مدر اور ان کے بچوں سے نہیں ملنے دیا۔۔۔ لیکن کچھ مہینے پہلے وہ اس دنیا سے گزر گئیں۔۔۔اور میرے فادر ذہنی طور پر بیمار ہیں۔۔۔انہوں نے ہمیشہ اپنی پہلی بیوی اور بچوں سے نفرت کی ہے۔۔۔ لیکن کچھ دن پہلے جب میں ان سے ملنے گیا تو انہوں نے میرا گریبان پکڑ کر مجھے خود سے قریب کیا اور میرے کان میں ایک سرگوشی کی۔۔۔وہ بس ایک ہی نام لے رہے تھے۔۔۔۔ایمان۔۔۔۔ایمان۔۔۔"

وہ پل بھر کو رکا۔۔۔ جیسے خود کو کمپوز کر رہا ہو۔

"اس سے پہلے مجھے بھی کبھی اپنی سوتیلی بہنوں میں دلچسپی نہیں ہوئی۔۔۔ میں اکلوتا ہوں۔۔۔میں نے کبھی بہنوں کا نہیں سوچا لیکن اس روز میری حالت عجیب سی ہو گئی۔۔۔امی کے جانے کے بعد اور ابو کو اس حال میں دیکھ کر مجھے اکیلے پن کا احساس ہوا۔۔۔ پھر جب میں اپنی سوتیلی ماں سے ملا تو مجھے ایمان کا پتا چلا۔۔انہوں نے مجھے اس ہسپتال کا بتایا۔۔۔وہ یہاں سے

غائب ہوئی تھی۔اب آپ مجھے بتائیں وہ کہاں ہے تاکہ میں اسے گھر لے جاسکوں۔۔۔"

اس کی پوری بات سن کر ڈاکٹر مہک نے گہرا سانس لیتے کرسی سے ٹیک لگائی اور پھر فون اٹھا کر حاد کا نمبر ملایا۔۔۔ارمان پہلو بدل کر اسے دیکھنے لگا۔

✿••✿••✿••✿

حاد کو فون پر بتانے کے بعد وہ اسے لے کر ہسپتال آئی تھی۔وہ اسے کاؤنٹر پر ویٹ کرنے کا کہہ کر اندر چلی گئی۔

"آپ مسز ایمان کے کیا لگتے ہیں؟؟"سارا سٹاف ایمان کو جاننے لگا تھا۔۔کاؤنٹر پر کھڑی لڑکی نے اس سے پوچھا تھا۔

بھائی ہوں۔۔۔سوتیلا۔۔"لفظ سوتیلا اس نے آہستہ سے کہا تھا۔"

"توآپ اسے کیوں لے جانے آئے ہیں؟؟مجھے لگا تھا وہ اپنے ہسبنڈ کے ساتھ جائے گی۔۔"ہسبنڈ کے نام پر ارمان کی تیوری چڑھی۔۔۔سلمی بیگم سے وہ مشارب کے بارے میں سب سن چکا تھا۔۔۔کیسے وہ طلاق دے کر مکر گیا تھا۔

"وہ اپنے ہسنڈ کے ساتھ کیوں جائے گی؟؟"اس نے الٹا سوال کیا۔مصنوعی غیرت جاگ گئی تھی۔۔شاید اسے ایمان کی اتنی پرواہ ہو بھی نا لیکن ایک مرد ہونے کی حیثیت سے اسے یہ گوارہ نہیں تھا کہ اس کے خاندان کی لڑکی کے ساتھ کوئی ایسی گھنونی حرکت کرے۔

کیوں انہوں نے ہی ایمان کا اتنا خیال رکھا۔۔اگر وہ نہ ہوتے تو ایمان کبھی''
''ٹھیک نہ ہو پاتی۔۔۔

''کیا وہ ایمان سے ملنے یہاں آتا رہا ہے۔۔۔؟؟''
اس سوال پر لڑکی نے ارمان کو یوں دیکھا جیسے وہ ایمان کا بھائی نہیں کوئی اجنبی ہو جسے کچھ علم نہیں تھا۔۔سچ تو یہ تھا وہ کچھ نہیں جانتا تھا۔
لیکن ارمان نہیں جانتا تھا یہاں ایمان صرف ایمان نہیں تھی وہ مسز جبیل تھی۔۔جبیل خاندان کی بہو۔۔حاد جبیل کی وائف۔۔۔

وہ تو ابھی بھی یہیں ہے۔۔۔وہ سامنے۔۔۔''لڑکی نے ہاتھ سے اشارہ''
کیا۔۔۔راہداری کے پاس حاد کھڑا تھا۔۔وہ فون پر کسی سے بات کر رہا تھا اور اس کے ساتھ سعد کھڑا تھا۔۔وہ ہاتھ میں پکڑی فائل کو غور سے دیکھ رہا تھا۔۔

ایمان کا بائیوڈیٹا چیک کر رہا تھا۔۔۔ارمان غصے سے حاد کی جانب لپکا۔۔۔ اس نے قریب جا کر جھٹکے سے اس کا رخ اپنی جانب موڑا۔۔۔یہ اتنا اچانک ہوا تھا کہ سعد اسے دیکھ ہی نہ پایا۔۔۔اگلے ہی لمحے ارمان نے زوردار مکا بنا کر اسے مارا۔۔۔پر اس کا ہاتھ ہوا میں ہی معلق ہو گیا۔

میں فون سن رہا ہوں۔۔" اس نے ارمان کے ہاتھ کو جھٹکا دیتے فون کی " جانب اشارہ کیا۔اور پھر دوبارہ فون کی طرف متوجہ ہو گیا۔سعد تیزی سے اس کی جانب لپکا اور اس نے ارمان کو پکڑ کر پیچھے کیا۔

کون ہو تم؟؟؟اور تمہاری ہمت کیسے ہوئی ہاتھ اٹھانے کی۔۔؟؟" سعد غصے سے پھنکارا۔جبکہ ارمان اپنے سامنے کھڑے حاد جبیل کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔۔۔

اس سے کون واقف نہیں تھا۔۔وہ خود اس کے سیشنز لیتا تھا۔۔۔وہ مشارب حسن نہیں تھا۔۔۔تو پھر وہ کون تھا؟؟

حاد فون پر ایسے ہی مصروف تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔
کچھ دیر بعد فون بند کرتا وہ ان کی جانب متوجہ ہوا۔

"جی اب بولیں۔۔۔ہاتھ کی بجائے زبان سے کام لیں۔۔"وہ پر سکون تھا۔۔غصہ کہیں دور دور بھی نہیں تھا۔

"تم میری بہن کے شوہر تھے نا؟؟"اس کے پوچھنے کا انداز ایسا تھا کہ حاد نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔جبکہ سعد کو وہ ریلیکس رہنے کا اشارہ کر چکا تھا۔

"ام ایمان۔۔۔وہ میری بہن ہے۔۔"

اوہ۔۔۔“ وہ بس اتنا ہی کہہ پایا۔”

“ڈاکٹر مہک ابھی اسے لے آئیں گی آپ اسے لے جا سکتے ہیں۔۔۔”

ارمان حیران تھا۔۔یہ سب کیا ہو رہا تھا وہ نہیں جانتا تھا۔

اچانک حاد کی نظر سامنے سے آتی ڈاکٹر مہک پر پڑی۔۔ایمان ان کے ساتھ تھی۔

ہو سکے تو اپنی بہن سے کبھی میرا ذکر مت کرنا۔۔“اس نے ارمان کو” تلقین کی۔

لیٹس گو سعد۔۔۔"اس نے ایک آخری نظر ایمان پر ڈالی۔۔۔اور وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے خارجی دروازے کی جانب بڑھ گئے۔۔۔ارمان حیرت سے انہیں جاتے دیکھ رہا تھا۔

✿••✿••✿••✿

وہ جس نے اپنی پوری زندگی مردوں سے دھوکا کھاتے گزاری تھی وہ ارمان کو اپنے سامنے دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔۔۔کہنے کو تو وہ اس کا سوتیلا بھائی تھا لیکن بیٹا تو عبداللہ شہاب کا تھا۔۔کسی فنکشن پر اگر ان کا آمنا سامنا ہو جاتا تو ایمان نے اس کی آنکھوں میں اپنے لیے ہمیشہ ہی اجنبیت دیکھی تھی اور کبھی کبھی اسے محسوس ہوتا تھا جیسے وہ اس سے شدید نفرت کرتا ہو۔۔۔شاید اس کی وجہ بھی عبداللہ شہاب تھے۔

مجھے دے دیں۔" ارمان نے آگے بڑھ کر نرس کے ہاتھ سے چھوٹا سا بیگ تھام لیا جس میں کچھ ضروری سامان تھا۔

"ان کا خیال رکھیے گا۔ اسٹریس اور پریشانی سے بہت دور" ڈاکٹر مہک نے تاکید کی۔ ارمان نے بس سر ہلا دیا۔۔۔ وہ ایمان سے نظریں نہیں ملا پا رہا تھا۔۔ جبکہ ایمان کی نظریں اسی پر جمی تھیں۔

مرد کے مضبوط سہارے کو ترسنے والی ایمان جو خود کو مضبوط ظاہر کرتی تھی، جسے کسی مرد کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ اپنے بھائی کو، چاہے وہ سوتیلا ہی سہی، یوں اپنے آس پاس دیکھ کر ساکت رہ گئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں نمی ابھرنے لگی تھی۔

چلیں۔۔۔؟؟"اس نے پہلی بار ایمان سے نظریں ملائیں۔۔۔وہ اس سے چھوٹا تھا۔۔پر بھائی چھوٹا بھی ہو تو بڑا ہی لگتا ہے۔۔۔ایسے ہی وہ اسے بڑے بھائیوں کی طرح ٹریٹ کر رہا تھا۔۔چہرے پر حد درجہ سنجیدگی تھی۔

وہ اس کا بازو تھامتے اسے لے کر باہر کی جانب بڑھ گیا۔ڈاکٹر مہک نے ایک گہرہ سانس فضا میں خارج کیا اور انہیں تب تک دیکھتی رہی جب تک وہ لوگ دروازے سے باہر نہیں نکل گئے۔

✿••✿••✿••✿

سلمی بیگم اور حمیزہ اسے دیکھتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھیں۔۔۔۔ارمان نے انہیں اپنے آنے کی اطلاع کر دی تھی۔انہوں نے ایمان کے استقبال کے لیے بہت ساری تیاریاں کی تھیں۔۔۔ سلمی بیگم نے یہ سوال نہیں کیے کہ وہ اتنے مہینے کہاں رہی تھی۔۔اور نہ ارمان نے بتایا تھا۔۔اس کا بتانے کا

ارادہ بھی نہیں تھا۔۔۔لیکن ایمان کی جسمانی حالت سے وہ جان گئی تھیں کہ وہ جہاں بھی رہی تھی مشکل میں رہی تھیں۔
ایمان ان سے مل کر خوش تو ہوئی تھی لیکن وہ زیادہ وقت خاموش ہی رہی۔۔۔

"یہ ایمان آپی کی دوائیاں ہیں۔۔یہ صبح لینی ہے اور یہ رات میں۔۔خیال رکھنا۔۔"ارمان حمیزہ کو اس کی دواؤں کی روٹین بتا رہا تھا۔
سلمی بیگم پہلے سے بھی زیادہ کمزور اور بیمار لگ رہی تھیں۔۔حمیزہ میں بھی پہلے جیسی شوخی شرارت نہیں رہی تھی۔حالات نے ان سب کو وقت سے پہلے بڑا کر دیا تھا۔

"کہاں سے ملی وہ آپ کو؟؟"حمیزہ نے دوائیوں کو گھورتے پوچھا۔۔وہ کہیں کھوئی سی تھی۔

جہاں بھی تھی محفوظ تھی۔۔" وہ ہولے سے مسکایا۔"

وہ ہو بہو عبداللہ شہاب کی کاپی تھا۔ حسن اور ذہانت میں ان کا پیکر۔۔۔پر کوئی نہیں جانتا کہ ارمان کی فطرت عبداللہ شہاب جیسی تھی یا نہیں۔

✿••✿••✿••✿

دنیا گول ہے۔۔اس نے سنا تھا آج جان لیا۔۔وہ جہاں سے چلی تھی وہیں واپس آگئی تھی۔۔۔ سرخ ٹائیلوں والے صحن کا وہ گھر جہاں سے اس نے لمبی اڑان بھری تھی۔۔۔آج پھر سے وہ وہیں پر تھی۔۔۔ لیکن اس بار وہ مزید ٹوٹ پھوٹ گئی تھی۔

وہ واشروم میں آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔کچھ دیر پہلے اس نے شاور لیا تھا۔۔پورا واش بیسن اس کے بالوں سے بھرا پڑا تھا۔۔۔وہ سر کو ہاتھ لگا رہی تھی اور اس کے بال اتر کر ہاتھ میں آ رہے تھے۔۔۔

اسے سمجھ نہ آیا وہ روئے یا ہنسے۔۔۔اس نے غور سے اپنے چہرے کو دیکھا۔۔۔جہاں ذرا سی بھی رونق نہیں تھی بلکہ آنکھوں کے نیچے ہلکے اور گالوں پر چھائیاں پڑ چکی تھیں۔اس کی آنکھیں جیسے اندر کو دھنس گئی تھیں۔ہونٹ نیلے ہو چکے تھے۔

اسٹریس اور ڈپریشن ''ایسی بیماریاں ہیں جو انسان کو ذہنی طور پر ہی نہیں'' بلکہ جسمانی طور پر بھی بری طرح کھا جاتی ہیں۔

اپنے آپ کو آئینے میں دیکھ کر اس کی آنکھیں لبالب آنسوؤں سے بھرنے لگیں۔۔۔اس سے پہلے وہ پھر سے کسی ڈپریشن کا شکار ہوتی اس نے گہرے سانس لے کر خود کو نارمل کرنے کی کوشش کی۔

یہ وہ ام ایمان نہیں تھی جو اپنی محنت اور ذہانت کی بدولت اسپین پڑھنے گئی تھی۔۔۔وہ جس کے کالمز بہت مشہور تھے۔۔۔وہ جو نئی چیزوں پر ریسرچ کرتی تھی۔۔۔وہ جس نے زندگی کو زیرو سے شروع کر کے سو پر لا کھڑا کیا تھا۔۔۔وہ آج پھر زیرو پر ہی تھی۔۔۔

کوئی ہمیں یہ کیوں نہیں سکھاتا کہ جب زندگی ہمیں سو سے زیرو پر لا کر پٹخ دے تو زیرو سے کیسے شروع کریں۔۔۔؟؟؟؟

زیرو سے شروع کرنا آسان ہوتا ہے لیکن سو سے زیرو پر آکر دوبارہ شروع کرنا سب سے مشکل۔۔۔

پہلے وہ ذہین و فطین ام ایمان تھی جس نے اپنی محنت سے اعتماد حاصل کیا تھا۔۔۔اسے وقت لگا۔۔۔اس نے بہت کچھ سہا۔۔۔اور اپنی زندگی کو سہل کر ہی لیا تھا۔۔۔

اب وہ ام ایمان پہلے والی ایمان نہیں تھی۔۔۔وہ اب طلاق یافتہ، پاگل خانے میں داخل رہنے والی لڑکی تھی۔۔۔اب کیسے وہ زندگی سہل کرتی؟؟

منہ ہاتھ دھو کر وہ وضو کرتی باہر نکل آئی۔ باہر حمیزہ بیڈ پر بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔

"جلدی کریں آپی! کھانا ٹھنڈہ ہو رہا ہے۔۔ میں نے آپ کی فیورٹ ڈش بنائی ہے۔۔۔"

اسے تین دن ہو چکے تھے واپس آئے۔۔۔ سلمی بیگم اور حمیزہ پہلے کی طرح نارمل رہنے کی کوشش کر رہی تھیں لیکن وہ پہلے جیسی نہیں رہی تھی۔۔

میں بس نماز پڑھ لوں۔۔۔"وہ زبردستی مسکرائی۔"

بھیگے چہرے کے گرد اس نے بڑا سا دوپٹہ لپیٹا اور جائے نماز بچھا کر اس پر کھڑی ہو گئی۔

چھ مہینے۔۔ تقریباً چھ مہینے گزر گئے تھے وہ اللہ کے حضور نہیں جھکی تھی۔۔۔وہ پاگل تھی۔۔۔اور پاگلوں کو نماز کا کیا پتا ہوتا ہے۔۔۔اسے تو ہوش ہی نہیں تھا۔۔۔

اب جب ہوش آیا تھا تو سمجھ نہیں آ رہا تھا شروع کہاں سے کرے۔۔۔ حمیزہ اسے چھوڑ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔

وہ بت بنے جائے نماز پر کھڑی رہی۔۔۔اس کی ن-ظریں سجدے کی جگہ بنے مینار پر جمی تھیں۔۔اس نے نیت باندھنے کی کوشش کی لیکن سمجھ نہ آیا کہ کیا بولے کیا پڑھے۔۔۔۔

اس کی آنکھیں پھر سے آنسوؤں سے بھر گیئں۔۔۔وہ کھڑے کھڑے رونے لگی تھی۔۔۔وہ اپنی بے بسی پر رو رہی تھی۔اس نے خود کر پھر سے کہرے میں قید پایا تھا۔۔۔چاروں جانب اندھیرا تھا۔۔۔سردپن۔۔۔۔وہ اب کانپ رہی تھی۔

اللہ اکبر۔۔۔!!" جیسے ایک جھماکہ ہوا۔۔۔یوں لگا تیز روشنی چاروں" جانب پھیل گئی ہو۔

"اللہ سب سے بڑا ہے۔۔۔"

اسے یاد آنے لگا تھا۔۔۔اس کے ہاتھ خود بخود تکبیر کے لیے اٹھے۔۔۔سب جیسے آٹو میٹک ہونے لگا۔۔۔۔

وہ رب کائنات کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔پھر کیسے ممکن تھا وہ اسے مایوس لوٹا دیتا۔۔

وہ اب سورہ فاتحہ پڑھ رہی تھی اور اس کا وجود سسکیوں کی زد میں تھا۔۔۔

اسے لگا جیسے اس نے زندگی میں پہلی بار نماز ادا کی ہو۔۔۔۔اس حق سے جس حق سے اسے ادا کرنے کا کہا گیا ہے۔

وہ اب سجدے میں تھی۔۔۔کہر اب ہٹ رہا تھا۔۔۔دور بھاگ رہا تھا۔۔۔اس کے وجود سے سیاہی دھل رہی تھی۔

کچھ لوگ کہتے ہیں ڈپریشن میں عبادت کرنی چاہیے۔

کچھ کہتے ہیں ڈپریشن میں عبادت کام نہیں آتی۔۔۔دوسری بات بالکل ٹھیک ہے۔۔۔یہ تب کام آتی ہے جب ہم Healing کی طرف بڑھتے ہیں۔۔۔جب ہمارا دماغ یہ سمجھ لیتا ہے کہ اب اسے Heal ہونا ہے۔

ہیلنگ پروسیس۔۔۔ایک خطرناک پروسیس!!

✿••✿••✿••✿

حصہ دوئم

قصہ بت شکنوں کا

جہاں بتوں کو توڑا گیا، خود کو جوڑا گیا۔

"Healing yourself is connected with healing others." - Yoko Ono.

ایک سال بعد

دیوار پر بڑی سی پینٹنگ لگی تھی جس پر واضح الفاظ میں یوکو کا یہ جملہ لکھا تھا جبکہ جملے کے پس منظر میں جو پینٹنگ تھی وہ واضح نہیں تھی۔ کچھ عجیب سی شبیہات تھیں۔

دیوار کے سامنے پینٹنگ سے تھوڑا نیچے ایک بڑا سا میز رکھا تھا اور دیوار کے ساتھ کرسی تھی۔۔۔ میز پر لیپ ٹاپ کھلا ہوا تھا اور وہ کرسی پر براجمان تھی۔۔۔ وہ میز پر جھکی ایک نوٹ بک میں کچھ لکھ رہی تھی۔۔۔

دیکھنے سے یہ کمرہ ایک آفس لگ رہا تھا جس کے بائیں جانب بڑا سا ایکویریم رکھا تھا۔۔ جس کا سائز کافی بڑا تھا۔ تقریباً چھ فٹ چوڑائی اور چار فٹ اونچائی

تھی۔اس میں نہ صرف مچھلیاں تھیں بلکہ بہت سارے آبی پودے بھی

تھے۔دیکھنے میں یہ پورا ایکو سسٹم لگتا تھا۔۔اسے بائیوڈائیورسٹی پسند

تھی۔۔۔اس لیے یہ ایکویریم اس کے کمرے میں تھا۔

جبکہ بائیں جانب دیوار گیر گلاس ونڈو تھی جس کے پردے ہٹے ہوئے تھے

اور ہلکی ہلکی بوندیں گلاس ونڈو پر بہہ رہی تھیں۔

"ہیلنگ پروسیس سب سے خطرناک پروسیس ہے۔۔"

اس نے واضح گہرے لفظوں میں لکھا۔۔تبھی دروازے پر دستک ہوئی اور وہ

چونک سی گئی۔

"یہ پیشنٹ آپ سے ملنا چاہتی ہے۔۔"

نرس کے ساتھ ایک لڑکی کھڑی تھی۔۔بیس اکیس سال کی لڑکی جس کا

وزن کافی زیادہ تھا۔

لڑکی نے خالی خالی نظریں میز کی دوسری جانب بیٹھی شخصیت کو دیکھا۔۔۔وہ اسے دیکھ کر مسکائی۔

"آؤ۔۔بیٹھو۔۔۔"اس کی آواز سن کر وہ لڑکی ہولے ہولے قدم اٹھاتی اس کی جانب بڑھی۔نرس وہیں کھڑی تھی۔۔۔وہ مریضہ کو چھوڑ کر نہیں جاسکتی تھی۔

"آپ جائیں۔۔۔"اس نے نرس سے کہا۔

"لیکن۔۔۔"نرس نے کچھ کہنا چاہا۔

"میں سنبھال لوں گی۔۔"اس کے انداز میں اعتماد تھا۔نرس تذبذ کا شکار دروازہ کھول کر باہر نکل گئی جبکہ لڑکی اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گئی۔

”بارش پسند ہے؟؟“اس نے گلاس ونڈو کی جانب دیکھتے پوچھا جس کے شفاف شیشے پر بارش کی بوندیں طلسماتی ماحول بنا رہی تھیں۔

”نہیں۔۔۔“لڑکی سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔اس کے ہاتھ گود میں رکھے تھے اور وہ دونوں ہاتھوں کو آپس میں مسل رہی تھی۔

”کوئی بارش کو کیسے ناپسند کر سکتا ہے؟؟“وہ اپنی جگہ اسے اٹھ کھڑی ہوئی۔نوٹ بک ویسے ہی کھلی رکھی تھی۔وہ ونڈو کی جانب بڑھی اور پھر اس نے قریب پہنچ کر ہاتھ بڑھا کر ونڈو کو دائیں جانب سر کا دیا۔۔۔
تیز ہوا کے جھونکے کے ساتھ ہوا بارش کی بوندیں اندر داخل ہوئیں۔۔اس نے آنکھیں بند کر کے اسے محسوس کیا۔لڑکی ویسے ہی بیٹھی تھی۔

"Rain Cleans Our Aura"

"یہ ہماری چمک بڑھاتی ہے۔۔۔ ہمیں صاف کرتی ہے۔۔"
وہ بارش کی بوندوں کو محسوس کرتے کہہ رہی تھی۔

لیکن یہ خوفناک ہوتی ہے۔۔۔ اکیلے پن کا احساس دلاتی ہے جب جب"
"بارش ہوتی ہے میرا دل اداس ہو جاتا ہے۔۔
لڑکی بول رہی تھی وہ خاموشی سے اسے سننے لگی۔۔۔ کچھ دیر وہ وہیں کھڑی رہی۔۔۔ پھر ونڈو بند کرتے ایکویریم کے پاس رکھے ایک شیلف کی جانب بڑھی جس پر کچھ کتابیں ترتیب سے رکھی تھیں۔۔ اس نے لائٹر اٹھا کر ایک خوبصورت سے کینڈل جلائی جو کانچ کے جار میں تھی جس کا رنگ گہرا سبزی مائل تھا۔۔

اچانک دھواں اٹھا اور پھر پورے کمرے میں ایک عجیب سی خوشبو پھیل گئی۔۔۔یہ عام خوشبو نہیں تھی۔۔۔

یہ ویسی خوشبو تھی جیسی کسی جنگل سے گزرتے وقت محسوس ہوتی ہے جب بارش ہورہی ہو۔۔۔

نیچر کی خوشبو۔۔۔

تمہارا نام کیا ہے؟؟"اس نے لڑکی سے سوال کیا۔"

سدرہ۔۔۔"لڑکی نے خوشبو کو اپنے اندر اتارتے جواب دیا۔۔۔اس نے" ایسی خوشبو پہلے کبھی نہیں سونگھی تھی۔

سدرہ کیا کرتی ہو؟؟"وہ اب کسی کتاب کا معائنہ کرتے پوچھ رہی تھی۔"

کچھ بھی نہیں۔۔۔" لڑکی کو اپنا آپ ریلیکس ہوتا محسوس ہوا۔"

کمال کرتی ہو پھر تو۔۔۔ کیونکہ میرا کچھ کرے بنا گزارا نہیں ہوتا۔۔" وہ" ہولے سے مسکائی۔

"میں نے کل ڈاکٹر علوی کے کلینک پر آپ کا سیشن لیا تھا۔۔" لڑکی اب خود بخود بتانے لگی تھی۔

"میں پچھلے چھ مہینوں سے ڈاکٹر علوی سے سیشنز لے رہی ہوں۔۔" ڈاکٹر علوی شہر کا جانا مانا سائکولوجسٹ تھا۔

لیکن مجھے جتنا آپ کے ایک سیشن سے اچھا محسوس ہوا ہے اتنا کبھی نہیں" ہوا۔۔"

وہ بیس اکیس سال کی لڑکی نفسیاتی تھی جسے اس کے گھر والے سائیکولوجسٹ کے پاس بھیج رہے تھے۔

"آپ نے ایک بات کہی تھی کہ ہیلنگ پروسیس سب سے خطرناک ہے۔۔۔ایسا کیوں ہے؟؟"

"پہلے مجھے یہ بتاؤ تم سائیکولوجسٹ کے پاس کیوں جا رہی ہو۔۔۔؟؟"

"سب کہتے ہیں میں نفسیاتی ہوں، ڈپریشن اور اسٹریس کی مریضہ، میں نے سوسائیڈ کی کوشش بھی کی تھی۔۔۔"
وہ شرمندگی سے سر جھکائے بیٹھی تھی۔اسے سن کر افسوس ہوا۔

اور تم نے ایسا کیوں کیا سدرہ۔۔۔؟؟" وہ اب ایک کتاب اٹھائے واپس اپنی کرسی کی جانب بڑھی۔ لڑکی کچھ نہ بولی۔ کمرے میں گہری خاموشی چھا گئی۔۔۔

اور اس خاموشی میں گلاس ونڈو پر پڑتی بارش کی بوندوں کی آواز واضح سنائی دے رہی تھی۔۔۔ خاموشی کا لمبا وقفہ آیا اور پھر لڑکی کی سسکیوں کی آواز سنائی دی۔۔۔ وہ اپنی جگہ بیٹھی ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔ اس نے اسے روکا نہیں۔۔ چپ نہیں کروایا رونے دیا۔۔۔ جب وہ رو چکی تو پھر بولی۔۔۔

"میں گھر میں سب سے چھوٹی ہوں۔۔۔ گھر کا ماحول شروع سے عجیب تھا۔۔ میرے سارے بہن بھائی بہت ذہین ہیں۔۔ سب بڑی بڑی پوسٹوں پر کام کر رہے ہیں۔۔ میں بچپن سے عجیب ہوں۔۔ مجھے چوٹ لگتی تھی تو میں کبھی نہیں روئی۔۔۔ ماما کے پاس میرے لیے ٹائم نہیں ہوتا تھا۔۔ پاپا مجھ سے پیار کرتے تھے لیکن وہ بزی ہوتے تھے۔۔ ماما پاپا کی آپس میں کم بنتی

تھی۔۔۔ایک بار میں اسکول میں کھیلتے کھیلتے گر گئی اور میری کلائی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔۔ لیکن میں روئی نہیں۔۔۔میں گھر آ کر چھپ گئی کہ ماما پاپا کو پتا چلے گا تو لڑائی ہو گی۔۔۔مجھے بہت درد ہوا۔ ساری رات میں چپھی رہی۔۔۔اور پھر بے ہوش ہو گئی۔۔۔اس کے بعد کچھ نارمل نہیں رہا۔۔۔میں اپنی ماما سے مزید دور ہو گئی۔۔ میں اکیلی ہو گئی۔۔ پڑھائی پر دھیان نہیں دیا جاتا تھا۔۔ فیل ہونے لگی۔۔۔ سارے بہن بھائیوں میں میں سب سے نالائق نکلی۔۔۔ جب جب مجھے بھوک لگتی میں بہت کھاتی۔۔ آہستہ آہستہ مجھے اسٹریس ہونے لگا۔۔۔ ہارمونز کا اشو ہو گیا۔۔۔اور پھر میرا ویٹ بڑھ گیا۔۔ ماما کو میرے اس جسم سے نفرت ہے۔۔۔انہیں اپنی باقی ''پرفیکٹ بیٹیاں پسند ہیں میں نہیں۔۔

وہ سانس لینے کو رکی۔۔۔

انٹر کے بعد میں اپنے کمرے میں قید ہو گئی۔۔۔اکیلی رہتی۔۔بس کھانا کھاتی اور فون یوز کرتی رہتی۔۔ابھی بھی یہی روٹین ہے۔۔گھر میں لڑائیاں بڑھتی گئیں۔۔۔ہمیشہ وجہ میں بنتی۔۔مجھے پینک اٹیک آنے لگے۔۔۔مجھے سانس لینے میں دشواری ہوتی ہے۔۔۔اور پھر پاپا ہمیشہ کے لیے چلے گئے۔۔۔مجھے لگتا ہے وہ میری وجہ سے مرے ہیں۔۔۔"

وہ کسی احساس جرم کا شکار تھی۔۔۔ایسا جرم جو اس نے کیا بھی نہیں تھا۔۔

"پاپا نے مرنے سے پہلے بڑے بھیا کو میری زمہ داری دے دی۔۔۔مجھے بس یہی لگتا ہے پاپا میری وجہ سے مرے ہیں۔۔میں نے خودکشی کی کوشش کی لیکن بچ گئی۔۔۔بھیا تب سے مجھے سائیکولوجسٹ کے پاس بھیج رہے ہیں۔۔۔میں جم بھی جاتی ہوں۔۔۔ڈاکٹرز نے کہا ہے میرا ویٹ کم نہ ہوا تو مجھے بہت نقصان ہو گا۔۔اور پھر۔۔۔۔"

وہ پھر سے رکی۔

"وہ میرے جذبات سے کھیلتا رہا۔۔۔اور دوسری لڑکیوں سے بھی۔۔میں اب جینا نہیں چاہتی کیونکہ اس دنیا میں میری کوئی جگہ نہیں ہے۔۔۔یہ دنیا ہم جیسوں کے لیے نہیں ہے۔۔۔"

وہ شخص جس سے میں نے محبت کی وہ دھوکے باز نکلا۔۔۔

وہ دکھی تھی۔۔۔حد درجہ دکھی۔

"چلو میں تمہیں ایک کہانی سناتی ہوں۔۔"

وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔میز پر رکھا ریموٹ اٹھایا بٹن دبایا تو ایکوریم کے اوپر موجود دیوار پر اسکرین روشن ہوگئی۔پروجیکٹر آن تھا۔

تم نے پوچھا تھا کہ ہیلنگ پروسیس خطرناک کیوں ہے۔۔ چلو میں بتاتی ”
ہوں۔۔“اس نے اسکرین کی جانب اشارہ کیا جس پر ایک بڑی سی تتلی بنی
تھی۔

یہ ایک تتلی ہے۔۔۔دیکھنے میں کتنی خوبصورت ہے نا۔۔اس کے لائف ”
“سائیکل کے بارے میں جانتی ہو؟؟
وہ اب تتلی کو دیکھتے پوچھ رہی تھی جبکہ لڑکی حیرانی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔
کچھ سمجھ نہیں آیا تھا۔

ایک تتلی کا لائف سائیکل انڈے، لاروا (کیٹر پلر)، پیوپا (کریسلیس) اور ”
امیگو (بالغ) ریاستوں پر محیط ہے۔
تتلیاں ایک وقت میں بہت سارے انڈے دیتی ہیں۔۔۔انڈے لاروے
بن جاتے ہیں۔۔یعنی کیٹر پلر۔۔اس اسٹیج میں وہ صرف کھاتے ہیں۔۔۔

ان کا کام بس کھانا ہوتا ہے۔۔تاکہ وہ اسے اگلے فیز کے لیے اسٹور کر سکیں۔۔۔یہ اتنا کھاتے ہیں کہ چار سے پانچ بار ان کی شیڈنگ ہوتی ہے اور یہ اپنے سائز سے سو گنا بڑھ جاتے ہیں۔۔۔یہ ایک پریشر والا فیز ہوتا ہے۔۔۔ اور یہ خطرناک ہے کیونکہ چند ایک کیٹر پلر ہی اگلے فیز کے لیے بچ پاتے ہیں۔۔۔یہ خیال کیا جاتا ہے کہ تتلی کی زندگی میں کیٹر پلر کا مرحلہ سب سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے کیونکہ اموات کی شرح بہت زیادہ ہوتی ہے۔ کیٹر پلر موسمی حالات، بیماری، پرجیویوں اور شکاریوں کے رحم و کرم پر ہوتے ہیں۔۔۔''

سدرہ کو سمجھ نہ آیا وہ اسے بائیولوجی کیوں پڑھا رہی تھی۔اسکرین پر تتلی کا لائف سائیکل بنا ہوا تھا۔

اگلا فیز پیوپا ہوتا ہے۔۔۔یہ ٹرانزیشن فیز کہلاتا ہے۔جب کیٹر پلر مکمل بالغ "

ہو جاتا ہے اور کھانا چھوڑ دیتا ہے، تو یہ ایک پیوپا بن جاتا ہے. تتلیوں کے پیوپا

کو کریسالس بھی کہا جاتا ہے۔اسپیشیز کے مطابق، پیوپے شاخ کے نیچے،

پتوں کے اندر یا زیر زمین دفن ہو جاتے ہیں۔۔ کس لیے ؟؟ٹرانزیشن کے

لیے۔۔۔ تتلی بننے کے لیے۔۔۔یہ مرحلہ چند ہفتوں، ایک ماہ یا اس سے بھی

زیادہ عرصہ تک جاری رہ سکتا ہے۔کچھ اسپیشیز میں یہ مرحلہ دو سال تک

رہتا ہے۔باہر سے ایسا لگتا ہے کہ کچھ نہیں ہو رہا ہے لیکن اندر بڑی تبدیلیاں

رونما ہو رہی ہیں۔خاص خلیے جو لاروا میں موجود تھے اب تیزی سے بڑھ

رہے ہوتے ہیں۔۔۔وہ بالغ تتلی کی ٹانگیں، پر، آنکھیں اور دوسرے حصے

بن جاتے ہیں۔۔۔ایک مکمل خوبصورت تتلی۔۔۔!!

پتا ہے تتلی کی لائف سائیکل کا یہ فیز کیا سکھاتا ہے ؟؟خود کو مکمل کرنے کے

لیے کبھی کبھی چھپنا پڑتا ہے۔۔۔غائب ہونا پڑتا ہے۔۔۔ "

سدرہ نے نا سمجھی کے عالم میں اسے دیکھا۔

”بلوغت کیٹر پلر ہماری ٹین ایج ہے۔۔۔ جب ہم پر بہت پریشر ہوتا ہے۔۔ بلوغت کا، خوابوں کا، پڑھائی کا، کریئر کا۔۔۔ ہم سے بہت کم لوگ ٹین ایج میں سروائیو کر پاتے ہیں۔۔۔۔

ٹین ایج میں ہم بری طرح ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں۔۔۔ بروکن ہوتے ہیں ہم۔۔۔۔

لیکن ہم ٹین ایج سے ڈائریکٹ بالغ نہیں ہو جاتے۔۔۔ درمیان میں ایک ٹرانزیشن فیز آتا ہے۔۔۔ بالکل پیوپا کی طرح۔۔۔

جہاں اگر ہمیں خود کو ہیل کرنا ہے ایک مکمل انسان بننا ہے، اپنے آپ کو پریشر سے نکالنا ہے تو ٹرانزیشن فیز میں جانا پڑتا ہے۔۔۔ پیوپا کی طرح چھپنا پڑتا ہے۔۔۔ تاکہ ہم نشو نما پا سکیں۔۔۔ اور یہ ہیلنگ فیز ہے۔۔۔ کوئی مدد نہیں کر سکتا جب تک ہم خود ہیل نہ ہو نا پائیں۔۔۔ خود کی مدد نہ کر

پائیں۔۔۔ تو اس کے لیے ہمیں الگ ہونا پڑتا ہے۔۔۔ دنیا کی بھیڑ سے۔۔۔ خود کو پہچاننا پڑتا ہے۔۔۔ ہم بالکل ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں۔۔ اور ہمارے سارے ٹکڑے مل کر ایک نئے وجود کو جنم دیتے ہیں۔۔۔۔

اور میں نے ہیلنگ پروسیس کو خطرناک اس لیے کہا کہ ہم -vul nerabile ہوتے ہیں۔۔۔ ٹوٹے ہوتے ہیں، تھکے ہوتے ہیں، کسی غلط انسان کے ہاتھ لگ جائیں تو مر جاتے ہیں۔۔۔۔۔ جن اندھیروں سے نکل کر آتے ہیں وہ اندھیرے پیچھا کرتے ہیں۔۔۔ کہرے کے پار سے نکلنا اتنا آسان نہیں ہوتا۔۔۔ ڈگمگا جاتے ہیں۔۔۔ گر جاتے ہیں۔۔۔ لیکن اٹھنا پڑتا ہے۔۔ ہیلنگ ضروری ہے۔۔۔ بہت ضروری۔۔۔ اور اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے خود کے ساتھ رہنے کی عادت ڈالی جائے۔۔۔ سہاروں کو تلاش کرتے رہیں گے تو کبھی سائیکل مکمل نہیں کر پائیں گے۔۔۔"

سدرہ اب ہونق بنی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ بات کو ایسے سمجھائے گی۔

”تمہارے بھائی کتنی ہی کوشش کر لیں، تم کتنے ہی سیشن کیوں نہ لے لو۔۔۔جب تک تم خود نہیں چاہو گی ہیل نہیں کر پاؤ گی۔۔۔“

اس نے مسکرا کر سدرہ کی جانب دیکھا۔

”میں کوشش کرتی ہوں لیکن مجھ سے نہیں ہوتا۔۔۔میں تھک جاتی ہوں۔۔۔رزلٹس نہیں ملتے۔۔۔نہ ذہنی طور پر نہ جسمانی طور پر۔۔۔“وہ بے بسی سے بولی۔

”کس نے کہاٹرانزیشن آسان ہوتی ہے؟؟سب سے تکلیف دہ مرحلہ ہوتا ہے یہ۔۔۔ گرنااٹھنا پھر گرنا، اکتا جانا۔۔۔ کبھی کبھی سالوں لگ جاتے ہیں۔۔۔لیکن ثابت قدمی ضروری ہے۔۔۔جب تک تم خود کھڑے سے نہیں نکلنا چاہو گی کوئی تمہاری مدد نہیں کر پائے گا۔۔۔!!“

وہ صبح آٹھ بجے سے شام چار بجے تک آفس ہوتی ہے، آفس کے بعد ہفتے"
میں چار دن وہ یونیورسٹی جاتی ہے۔ایک دن وہ ڈاکٹر علوی کے کلینک پر سیشن
"لیتی ہے۔۔ باقی دو دن وہ گھر پر گزارتی ہے۔۔
کمرے میں اس کی آواز گونج رہی تھی۔

"لگتا ہے کافی مصروف رہتی ہیں محترمہ۔۔۔"
وہ اسکرین پر ن۔ظریں جمائے ہولے سے بڑبڑایا۔

رات بارہ بجے کے بعد اس کے موبائل کی اسکرین آف ہو جاتی ہے۔اس"
کے بعد وہ فون یوز نہیں کرتی۔۔" اسسٹنٹ اے آئی اسے پوری تفصیل
دے رہی تھی۔

اس کی پرائیویسی میں انٹرفیئر مت کرنا۔۔"اس کا انداز حکمیہ تھا۔ چشمے کے "
پیچھے سے چمکتی گرے آنکھیں اسکرین پر جمی تھیں۔ وہ کوئی پریزنٹیشن تیار کر
رہا تھا۔

بالکل بھی نہیں۔۔ آپ نے جو کام مجھے دیا ہے میں بس وہی کر رہی "
"ہوں۔۔۔

گڈ۔۔"اس کی بات سن کر وہ پھر سے بڑبڑایا۔ "

از شی وزٹنگ اپنی ہاسپٹل ریگولرلی ؟؟(کیا وہ کسی ہسپتال باقاعدگی سے "
جارہی ہے ؟؟)"اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا۔

”ہاں ڈاکٹر علوی کے۔۔۔“

کیا وہ وہاں اپنے چیک اپ کے لیے جاتی ہے؟؟“اس کی بھنویں سکڑ ”
گئیں۔

اونو۔۔۔وہ اپنے چیک اپ کے لیے کسی بھی ہسپتال نہیں جا رہی۔۔۔وہ ”
“اب صحت یاب ہے۔۔۔
یہ بات سن کر اس کے چہرے کے تنے مسلز جیسے ریلیکس ہو گئے۔

ٹھیک ہے انہیں ای میل کر دو۔۔۔میری طرف سے۔۔۔انہیں ”
سلفائیٹس اکیڈمی کا بتاؤ اور کہو کہ ہم انہیں اپنی ٹیم میں شامل کرنا چاہتے
“ہیں۔۔

آخر کار وہ وقت آہی گیا تھا۔۔ایک سال۔۔ بارہ مہینے۔۔۔ تین سو پینسٹھ دن۔۔آٹھ ہزار سات سو ساٹھ گھنٹے اور پانچ لاکھ پچیس ہزار چھ سو منٹ۔۔۔اس نے انتظار کیا تھا۔۔اور پورا ایک سال وہ کبھی جان بوجھ کر یا انجانے میں اس کے سامنے نہیں گیا تھا۔۔ہاں اسکرین پر نظر آ گیا ہو تو وہ نہیں جانتا تھا۔۔ایک سال اس نے جبیل خاندان کو اس سے بہت دور رکھا تھا تاکہ وہ ٹھیک ہو سکے۔۔۔اب وہ ٹھیک ہو چکی تھی۔۔۔وہ اس کی توقعات سے بڑھ کر مضبوط بن چکی تھی۔۔۔اور یہی صحیح وقت تھا کہ اسے صحیح جگہ پر لایا جاتا۔۔۔ایک سال بعد اس نے خود رابطہ کیا تھا۔۔

سلفائٹس اکیڈمی کے آنر ہونے کے ناطے سے۔۔نہ کہ حاد جبیل کے ناطے سے۔۔۔

اس نے پریزنٹیشن پر آخری نظر ڈالی اور شیٹ بند کر کے کرسی سے پشت ٹکادی۔

مسٹر جبیل۔۔۔"آواز پھر سے گونجی۔"

"یہ نئے فریم والا چشمہ آپ پر کافی سوٹ کر رہا ہے۔۔۔"

وہ جو آنکھیں موندھے لیٹا تھا زیر لب مسکا دیا۔ کھلی کھڑکی سے ٹھنڈی ہوا اندر آرہی تھی۔۔۔اور وہ اکیلا آنکھیں بند کیے مسکرا رہا تھا۔

✿••✿••✿••✿

وہ پیک اپ کر رہی تھی جب دروازے پر دستک ہوئی اور پھر اگلے ہی لمحے دروازہ جھٹکے سے کھل گیا۔

"آپی میں آگئی۔۔۔" حمیزہ پر جوش سی کمرے میں داخل ہوئی۔ کندھے پر بیگ لٹکائے وہ سامنے ہی کھڑی تھی۔

سفید یونیفارم پہنے، اونچی پونی ٹیل کیے وہ مسکراتے چہرے سمیت وہاں تھی۔

"آفت۔۔۔" ایمان زیر لب بڑبڑائی۔

"آج آپ نے یونیورسٹی نہیں جانا تو میں نے سوچا اکٹھے گھر چلتے ہیں۔۔۔" وہ اپنی شال کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"ہاں بس پانچ منٹ ویٹ کرو پھر چلتے ہیں۔۔۔" ایمان نے کہا تو حمیزہ گھوم پھر کر اس کا آفس دیکھنے لگی۔۔ وہ وہاں اکثر آتی رہتی تھی۔۔ اسکا کالج پاس ہی تھا اور جب اس کا دل کرتا تھا وہ ایمان کے پاس آجاتی تھی۔۔۔

میں جب بھی اس کمرے کو دیکھتی ہوں ہر بار کچھ نیا محسوس ہوتا ہے۔۔"
وہ ایکویریم پر جھکی ہوئی تھی۔

ہر بار یہ کمرہ ایک نئی کہانی سناتا ہے۔۔۔"وہ آرٹسٹ تھی۔۔۔میزون"
کے نام سے پینٹنگ کرتی تھی۔اس کے اسکیچز کافی مشہور تھے۔

تو اب کیا سنائی دے رہا ہے تمہیں۔۔۔؟؟"ایمان نے ایک سرسری سی"
نظر اس پر ڈالتے پوچھا جو گہری نظروں سے پانی میں تیرتی مچھلیوں کو دیکھ
رہی تھی۔اس نے ایکویریم کو ہاتھ سے چھوا۔۔۔پھر وہ سیدھی ہوئی اور اس
نے گلاس ونڈو سے باہر جھانک کر دیکھا۔۔۔دن میں بارش ہوئی تھی اور
اب باہر شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے۔۔۔ونڈو پر بارش کے چند
قطرے ابھی بھی نظر آرہے تھے۔اس نے وندو کے گلاس کو ہاتھ سے

چھوا۔۔۔وہ جانے کیا محسوس کر رہی تھی۔۔۔پھر وہ شیلف کی جانب بڑھی۔۔۔وہاں رکھی کینڈل کو غور سے دیکھا۔۔۔

کچھ محسوس ہو رہا ہے۔۔۔" وہ ایک ایک چیز کو غور سے دیکھ رہی تھی۔"

کیا۔۔۔؟؟" ایمان نے لیپ ٹاپ شٹ ڈاؤن کرتے پوچھا۔"

"درد۔۔۔۔دکھ۔۔۔گہرا دکھ۔۔۔جیسے کوئی رو کر گیا ہو۔۔۔"

اور لیپ ٹاپ کو بند کرتے اس کے ہاتھ جیسے ساکت ہو گئے۔۔۔اس نے جھٹکے سے حمیزہ کو دیکھا۔۔۔وہ ٹین ایج لڑکی تھی۔۔۔لیکن وہ بہت حساس تھی۔۔۔اس نے جو کچھ سہا تھا اس چھوٹی سی عمر میں ایمان اس سے واقف تھی۔۔۔وہ ہمیشہ اسے کہتی تھی۔

"میز وا پنی عمر میں رہو۔۔۔اسے جیو۔۔۔اس سے بڑی مت بنو۔۔۔"

اور حمیزہ اس کی بات پر عمل کرنے کی پوری کوشش کرتی تھی۔۔۔لیکن وہ چاہ کر بھی اپنے احساسات سے پیچھا نہیں چھڑا پاتی تھی۔اور ابھی بھی اس نے ایمان کو حیران کر دیا تھا وہ تو کچھ بول ہی نہ پائی۔

میرا خیال ہے مجھے آپ کے اس آفس کو پینٹ کرنا چاہیے۔۔۔"اب وہ" اس کے سامنے کھڑی تھی۔

اور کتنی بار پینٹ کرو گی؟؟"اس نے اپنا بیگ اٹھاتے پوچھا۔"

جب جب نئی کہانی ملی۔۔۔کچھ نیا محسوس ہوا تب تب۔۔۔"وہ اب مسکرا" رہی تھی۔۔وہ اب بالکل نارمل تھی۔

مس ام ایمان کیا آپ میزون دی آرٹسٹ کو اپنا آفس پینٹ کرنے دیں" گی۔۔۔؟؟"اس نے بڑے احترام سے اجازت چاہی۔

ہر گز نہیں۔۔۔"وہ انکار کرتی دروازے کی جانب بڑھی۔ حمیزہ تو اس" کے انکار پر حیران ہی رہ گئی۔۔۔

آپی۔۔۔"وہ اس کے پیچھے لپکی۔"

نو نیور۔۔۔"وہ دونوں اب لمبی راہداری میں چل رہی تھیں۔۔۔دونوں" جانب آفسز بنے تھے۔ حمیزہ کو ہسپتال کا سارا اسٹاف جاننے لگا تھا۔۔وہ چلبلی سی لڑکی اک۔ثر وہاں آتی تھی۔۔ایمان جب تنگ آکر اسے اپنے آفس سے نکال دیتی تو وہ باہر گھومنے لگتی۔۔۔

کسی نرس کو کوئی مفت مشورہ دیتی تو کسی صفائی والے کو ایک خاص پوز بنا کر جھاڑو لگانے کا کہتی۔۔۔

"دیکھیں میں بہت اچھے طریقے سے اجازت مانگ رہی ہوں۔۔۔" وہ اب احتجاج کر رہی تھی۔

"اچھے طریقے سے میں تمہیں منع کر چکی ہوں۔۔۔"

"آرٹ انسان کے ساتھ کیا کرتا ہے۔۔۔"

چند سالوں پہلے کہا گیا ماثیل کا جملہ اس کی سماعت سے بار بار ٹکرا رہا تھا۔ وہ نہیں چاہتی تھی حمیزہ پوری طرح آرٹ میں کھو جائے۔۔۔ وہ جانتی تھی حمیزہ آرٹ سے دور نہیں رہ سکتی تھی بالکل ویسے ہی جیسے وہ لکھنے سے باز

نہیں آسکتی تھی۔۔۔ لیکن وہ یہ بات جانتی تھی حیمزہ کو سمجھانا چاہتی تھی کہ آرٹ کو زندگی کا ایک حصہ ہونا چاہیے پوری زندگی نہیں۔۔۔

افلاطون کا کہنا تھا کہ آرٹ ہمارے جذبات سے کھیلتا ہے نہ کہ عقل سے۔" اور افلاطون کی نظر میں عقل انسانی روح میں سب سے اونچا درجہ رکھتی ہے اور اسے ہمیشہ انسان کو کنڑول کرنا چاہیے۔ان کے خیال میں آرٹ ایک مسئلہ تھا کیونکہ یہ ہمارے جذباتی حصے کو نمو دیتا تھا۔ان کو دوسرا مسئلہ یہ تھا کہ ان کی نظر میں آرٹ تصور کو اصل کر کے دکھانے کی کوشش کرتا تھا۔اور ایسا کرنا سچ کی تلاش میں رکاوٹ تھا۔افلاطون اس بارے میں اس قدر شدید جذبات رکھتے تھے کہ وہ بڑے پیمانے پر سنسر شپ اور پابندیوں کے حق میں تھے۔۔۔" وہ خاموش ہو گیا۔اب اسکی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔پتا ہے افلاطون کی آرٹ پر یہ پابندیاں کیا ظاہر کرتی ہیں۔۔۔"

وقت کی کتاب نے اپنے پنے تیزی سے پلٹے۔۔۔ایمان نے راہداری سے گزرتے ہوئے اپنے آپ کو ماثیل انسٹیٹیوٹ میں پایا تھا۔

آرٹ طاقتور ہے۔۔۔!!" ماثیل کی سرگوشی اسے اپنے بہت قریب سے" سنائی دی یوں جیسے وہ اس کے قریب کھڑا ہو۔

آپی۔۔۔" حمیزہ کے احتجاجاً چلانے پر وہ جیسے ہوش میں آئی۔۔۔"

ہں۔۔ہاں۔۔۔" وہ ٹھٹک کرر کی۔۔۔ نظریں دوڑائیں تو خود کو ہسپتال" میں پایا۔۔۔اس کی امجینیشن پاور بہت اسٹرونگ ہوگئی تھی۔۔۔وہ جیسے پل بھر میں کئی اور پہنچ جاتی تھی۔۔اسے ماضی یاد تھا۔ بھولا نہیں تھا البتہ اسے ماضی ایفیکٹ نہیں کرتا تھا۔

"کہاں گم ہو جاتی ہیں آپ؟؟" وہ اس کے پیچھے کھڑی تھی۔

"میں بس کچھ سوچ رہی تھی۔۔۔" وہ خود پر قابو پوتے ہولے سے مسکرائی۔ حمیزہ فاصلہ ختم کرتے اس کے قریب آئی۔

"ایک شرط پر میں آپ کی بات مان سکتی ہوں۔۔ میں آپ کے آفس کو پینٹ نہیں کروں گی۔۔۔ پر اس کے بدلے آپ کو مجھے کچھ بتانا ہو گا۔۔" وہ دونوں اب پھر سے چلنے لگی تھیں۔

"انکل۔۔۔ میں نے آپ سے کہا تھا ڈانس کرتے ہوئے صفائی کیا کریں۔۔۔" اس کی نظر ایک ورکر پر پڑی تھی۔۔ حمیزہ کی بات سن کر وہ ساٹھ سالا کمزور سا آدمی جھینپ گیا۔

ارے آپ شرما رہے ہیں۔۔۔میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔۔ محسوس کریں کہ "
آپ کسی پہاڑ پر ہیں اور راستے سے پتھر ہٹا رہے ہیں۔۔دیکھیں آپ کا کام کتنا
آسان ہو جائے گا۔۔"
اس کی آواز پوری راہداری میں گونج رہی تھی۔

میزو۔۔۔"ایمان نے گہرا سانس لیتے اسے پکارہ۔"

چلیں چلیں بس ہو گیا۔۔۔"وہ شرارت سے مسکراتی پھر سے چلنے لگی۔"

آپ کا اکاروس کے بارے میں کیا خیال ہے؟؟"اچانک ہی اس نے سوال"
کیا۔

لکھنے میں اِکاروس ہے اور بولنے میں اکریس۔۔۔جو کسی حد کو نہیں مانتا"

"تھا۔۔۔

وہ دونوں اب ہسپتال سے باہر نکل چکی تھیں۔۔ باہر ڈرائیور کھڑا تھا۔

وہ جانتا تھا وہ اپنی حدود سے نکلا تو کیا نتیجہ ہو گا۔۔۔ لیکن سورج کی تیز چمک"

نے اسے اونچی اڑان پر مجبور کیا۔۔۔وہ جانتا تھا واپسی کا سفر کیسا ہو گا۔۔۔وہ

سب جانتا تھا۔۔۔وہ اڑا۔۔۔اور پھر گر گیا۔۔۔اور گرتے ہوئے وہ ہنس رہا

"تھا۔۔۔

✿••✿••✿••✿

تم لوگوں نے اس نئے اسٹوڈنٹ کو دیکھا۔۔۔ کیا نام ہے اس کا۔۔؟؟ ہاں'' عبدل۔۔ وہ لمبے بالوں والا۔۔۔ سنا ہے کل اس نے اپن کلاس کے لڑکے کا دانت توڑ دیا تھا۔۔۔ بڑا ایٹیٹیوڈ ہے اس میں۔۔''

وہ ہائی اسکول میں نیا نیا داخل ہوا تھا۔۔ وہ ہائی اسکول کے پہلے سال میں تھا۔۔ پہلے ہی ہفتے میں وہ اپنی غصیلی طبیعت اور مار دھاڑ کی وجہ سے مشہور ہو گیا تھا۔۔ فائنل ایئر کے اسٹوڈنٹس اس کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ وہ سب کلاس روم میں بیٹھے تھے۔۔۔ جبکہ ان کی نظریں ونڈو سے نظر آتے گراؤنڈ پر جمی تھیں جہاں عبدل اپنی کلاس کے ساتھ فٹ بال کی پریکٹس کر رہا تھا۔۔ ان سے کچھ فاصلے پر بیٹھا لڑکا عبدل کے ذکر پر چونک گیا۔

''ایسی بات ہے کیا؟؟'' ایک اچھے خاصے نوجوان لڑکے نے سیدھا ہوتے کہا۔۔ اس کی نظریں عبدل پر تھیں۔۔ وہ کافی پھرتیلا تھا۔۔۔ کھیلتے وقت

اس کا چہرہ پسینے سے شرابور تھا۔۔اور دھوپ کی تمازت میں اس کی رنگت سرخ پڑ چکی تھی۔

سنا ہے اسے پچھلے سکول سے نکال دیا گیا تھا۔اور اس نے یہاں آتے ہی "
"اپنی دھاک بٹھادی۔۔

چلو چل کر دیکھ لیتے ہیں بچے کو۔۔" یہ غالباًان کا لیڈر تھا۔جو خباثت "
سے آنکھ دباتا انہیں اشارہ کرتا کلاس روم سے باہر نکل گیا۔
کچھ فاصلے پر بیٹھے لڑکے نے افسوس سے سر ہلایا۔۔کیونکہ وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کس آفت کو بلانے جا رہے تھے۔
جیسے ہی بریک ہوئی عبدل بھاگتا ہوا ویٹنگ ایریا کی جانب بڑھا۔

گڈ شاٹ عبدل۔۔۔"اس کا کوچ اس سے خوش تھا۔۔اس نے سیٹی بجا" کر عبدل کو داد دی۔وہ بھاگتا ہوا جیسے ہی ویٹنگ ایریا تک پہنچا تو اسے بیگ نہیں دکھائی دیا۔

اسے ڈھونڈ رہے ہو؟؟"فائنل ایئر کے کچھ اسٹوڈنٹس اس کا بیگ تھامے" کھڑے تھے۔اس کی تیوری چڑھی۔

"سنا ہے بڑا گرم خون ہے تمہارا۔۔۔ذرا ہم بھی تو دیکھیں۔۔۔"
ان کے لیڈر نے کہتے ہوئے بیگ کی زپ کھول کر الٹا کر دیا۔۔اس کا سامان نکل کر نیچے فرش پر گر گیا۔۔عبدل نے جبڑے بھینچ کر انہیں دیکھا۔۔کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی اسکول میں اسے ایسے لڑکے ضرور مل جاتے تھے جو اپنی ٹیوننگ کروائے بنا باز نہیں آتے تھے۔

میرا بیگ واپس کرو۔۔" اس نے لہجے کو حد درجہ نارمل رکھنے کی کوشش " کی۔

"ارے دیکھو توماماز بوائے لنچ لایا ہے۔۔"
ایک نے اس کا لنچ باکس اٹھایا۔

اسے مت کھولنا۔۔۔اسے واپس رکھ دو۔۔۔" وہ ان سے عمر، قد اور کلاس " تینوں میں چھوٹا تھا لیکن اس کا انداز بالکل بھی ڈرا سہما نہیں تھا۔

یہ تو ہم کھائیں گے۔۔۔اور تمہارے سامنے کھائیں گے۔۔۔ پھر تم سے " بات کریں گے۔۔" وہ اب اس کے لنچ باکس کو ہوا میں اچھال رہے تھے۔

میں آخری بار کہہ رہا ہوں میرا باکس مجھے واپس کر دو۔۔۔"اس نے جیسے" وارننگ دی۔

نہیں تو۔۔۔؟؟ کیا کر لو گے۔۔۔؟؟"ان میں سے لڑکا اس کی جانب" بڑھا۔۔ باقی اس کے باکس سے کھیل رہے تھے۔

سنا ہے تم نے اپنے کلاس فیلو کا دانت توڑ دیا ہے۔۔۔"لڑکے نے قریب" آکر اسے دھکا دیا۔۔ جبکہ عبدل کی نظریں ابھی بھی باس پر جمی تھیں۔

"ارے دیکھیں تو ماما نے کیا بنا کر دیا ہے۔۔"
باکس اب لیڈر کے ہاتھ میں تھا۔ جیسے ہی اس نے باکس کھولا وہ سب حیران رہ گئے۔۔۔ باکس کے اندر سفید رنگ کا سفوف تھا۔۔۔ چھوٹے چھوٹے

پیکٹ تھے۔۔۔وہ چار لوگ تھے۔۔۔ایک عبدل کے پاس کھڑا تھا جبکہ باقی تین ہونق بنے اس ڈبے کو دیکھ رہے تھے۔۔۔ جس میں ڈر گز تھیں۔۔۔

کلک کی آواز پر وہ تینوں چونکے۔۔۔ عبدل کے ہاتھ میں فون تھا۔۔وہ ان کی تصویر بنا چکا تھا۔۔

”تم اسکول میں ڈر گز لے کر گھوم رہے ہو۔۔۔؟؟“ باکس ان کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گیا۔۔کیونکہ وہ پکچر بنا چکا تھا۔

”میں نہیں تم لوگ۔۔۔دیکھو۔۔۔“اس نے مسکرا کر تصویر دکھائی۔

”یو بلڈی۔۔۔“ان کا لیڈر اسے مارنے کو آگے بڑھا۔۔۔

یہ غلطی مت کرنا ورنہ یہ تصویر پرنسپل کے آفس پہنچ جائے گی۔۔۔‘‘

اس کا انداز سراسر آگ لگانے والا تھا۔

اس کی بات سن کر چوتھا لڑکا جو اس کے پاس کھڑا تھا اس نے آگے بڑھ کر عبدل کو مارنا چاہا۔

لیکن اپنے لیڈر کے اشارہ کرنے پر رک گیا۔

”آئندہ تم لوگ میرے راستے میں آئے تو اچھا نہیں ہو گا۔۔‘‘ وہ اب جھک کر اپنا سامان بیگ میں ڈال رہا تھا۔

”میرے پاس اس تصویر کے علاوہ اور بھی بہت کچھ ہے۔۔‘‘ اس نے پراسرار لہجے میں کہا۔

تمہیں تو دیکھ لیں گے ہم۔۔۔" وہ اسے وارن کرتے تیزی سے وہاں سے نکلے۔

یہ ایک اپر کلاس اسکول تھا جس کی سیکیورٹی بہت ہائی تھی۔اس کے رولز کافی سخت تھے۔۔۔

ایڈیٹس۔۔۔" وہ اب باکس کو اپنے بیگ میں ڈال رہا تھا۔۔۔یقیناً کسی سے بیٹ لگا کر وہ یہ ڈرگز لیے گھوم رہا تھا۔

"تو تم وہ واحد اسٹوڈنٹ ہو جو اپنے لنچ باکس میں ڈرگز لیے گھومتا ہے۔۔۔؟؟" آواز پر وہ پلٹا نہیں۔۔۔جانتا تھا اس کے عین پیچھے حاد کھڑا تھا۔جو اس وقت یہ دیکھ کر حیران رہ گیا تھا۔

تمہیں کوئی مسئلہ ؟؟" وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور اس کی جانب مڑا۔ وہ"
دونوں جڑواں تھے لیکن حاد اس سے تین سال سینئر تھا۔

میں تمہاری کمپلین کروں گا۔۔۔ یہ غلط ہے۔۔۔" حاد نے اسے دھمکانا"
چاہا۔

ہاہ۔۔۔ اور جیسے میں ڈر جاؤں گا۔۔۔" عبدل نے قہقہہ لگایا۔"

برو۔۔۔ اپنے کام سے کام رکھو۔۔" وہ اسے کندھا مارتا آگے بڑھ گیا۔ اور"
حاد اسے جاتے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

ہاں وہ واحد لڑکا تھا جو لنچ باکس میں ڈرگز لے کر گھوم رہا تھا۔

✿••✿••✿••✿

بیتا ایک سال اتنا آسان نہیں تھا۔۔ بلکہ مشکل ترین تھا۔۔۔ وہ ہیلنگ پروسیس میں تھی۔۔ اکیلی بالکل اکیلی۔۔۔

اس نے ایک مہینہ خود کو گھر میں قید رکھا۔۔۔ لیکن آخر کب تک؟؟ پھر اس نے جاب کی تلاش کی۔۔۔ گھر میں بیٹھ کر کب تک کھا سکتے تھے وہ لوگ؟؟ وہ ذہنی اور جسمانی طور پر تباہ ہوئی تھی۔۔۔ جاب اتنی جلدی نہیں ملنے والی تھی۔۔۔ لیکن اس نے کوشش کی۔۔ پھر اسے ایک جاب مل گئی۔۔ بہت ساری کمپنیوں نے اسے صرف اس لیے ریجیکٹ کیا کیونکہ اس کے چہرے پر glow نہیں تھا۔۔۔ یہ وہ کمپنیاں تھیں جہاں لڑکیوں کو انکا حسن دیکھ کر رکھا جاتا تھا۔۔۔

جہاں اسے جاب ملی تھی وہاں کام زیادہ تھا۔۔۔ یہ اس کے لیے اچھا تھا کیونکہ وہ دن بھر کام میں مصروف رہتی تھی۔۔۔ دو مہینے جاب کرتے گزرے تو

اس نے خود پر بھی توجہ دی۔۔۔اس کی صحت بری طرح متاثر ہوئی تھی۔۔۔وہ کچھ کھا نہیں پاتی تھی۔۔اس کے اندر کچھ نہیں جاتا تھا۔ لیکن اس نے ایک اور جنگ لڑی۔۔۔

حمیزہ۔۔۔آج بھی عجیب و غریب اسکیچز بناتی تھی۔۔۔ایمان کی حالت نے صرف ایمان کو ہی نہیں اسے بھی بری طرح متاثر کیا تھا۔۔۔اس نے ٹین اتج میں بہت کچھ جھیلا تھا۔۔جب سے اسے یہ پتا چلا تھا کہ ایمان پاگل خانے میں تھی تب سے وہ مزید ڈسٹرب ہو گئی تھی۔۔۔اس کے اندر کے ڈیمنز اس پر حاوی ہو گئے تھے۔۔۔۔

وہ اک-ثررات کو اٹھ کر چلانے لگتی۔۔۔ہیلو سینیشن ہوتا تھا اسے اور یہ اتنا حقیقی تھا کہ کبھی کبھی ایمان کو لگتا تھا کہ وہ لوگ شاید کبھی سے کبھی نہ نکل پائیں۔۔۔لیکن شروعات تو کرنی ہی تھی۔۔

حمیزہ کی طبیعت کا سن کر اس کی پھو پھو ان سے ملنے آئی تھی۔

”تمہیں پتا ہے عبداللہ بھائی کو اماں نے کتنی منتوں مرادوں سے مانگا تھا۔۔
اماں نے داتا دربار کے چکر لگائے تھے۔۔۔ منتیں مانی تھیں۔۔۔ لیکن پوری
ہونے کے بعد ابا جی نے کبھی اماں کو وہاں جانے نہیں دیا۔۔ ایسا کرو تم ایک
بار بچی کو لے کر حاضری لگا آؤ۔۔۔ ہو نہ ہو یہ سب اسی وجہ سے ہو رہا
ہے۔۔۔“

پھوپھو کے منہ سے ایسی باتیں سن کر ایمان ساکت رہ گئی۔
پھوپھو تو چلی گئی اور اگلے دن سلمی بیگم جو کبھی کسی درگاہ پر نہیں گئی تھیں وہ
اب جانے کو تیار تھیں۔

”آپ وہاں نہیں جائیں گی۔۔۔“
ایمان ان کے سامنے کھڑی تھی۔

"میں اپنی بچی کو ایسے نہیں دیکھ سکتی۔۔منت مانی تھی اسے پورا نہیں کیا۔۔یہ سب اسی وجہ سے ہو رہا ہے۔۔"

"امی خدا کا خوف کریں۔۔۔" ایمان کا دل لرز اٹھا۔ "یہ سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔۔۔کیوں شرک کرنا چاہتی ہیں آپ۔۔۔"

"اللہ معاف کرے میں کونسا سجدہ کرنے جا رہی ہوں بس ایک بار جانا ہے۔۔۔" سلمی بیگم خفا ہوئیں۔

"یہ جس حاضری کی بات آپ کر رہی ہیں یہ اللہ کے در پر دی جاتی ہے۔۔۔اگر آپ کو لگتا ہے حمیزہ کو ایسا کوئی مسئلہ ہے تو روحانی علاج کروا سکتے ہیں۔۔لیکن یہ گناہ میں آپ کو نہیں کرنے دوں گی۔۔۔"

"جانے دو مجھے تم نہ جاؤ۔۔۔مجھے جانے دو۔۔بس ایک بار۔۔۔"

سلمی بیگم پکارتی رہ گئیں اور اس نے انہیں کمرے میں بند کر کے لاک کر دیا۔۔

"آپ کی پکڑ نہیں ہو گی امی کیونکہ آپ کو علم نہیں لیکن اللہ مجھے پکڑے گا اور پوچھے گا تمہیں تو علم تھا۔۔تم تو جانتی تھی تم نے اپنی ماں کو کیوں جانے دیا۔۔۔؟؟"

وہ کمرے کے دروازے کے باہر زمین پر بیٹھی تھی۔۔۔دروازے سے ٹیک لگائے۔۔۔دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔۔۔

اندر سلمی بیگم اور حمیزہ تھیں۔

اسے کہیں سے تو شروعات کرنی ہی تھی نا۔۔۔تو اپنے گھر سے کیوں نہیں؟؟

اللہ کی صفات میں کسی کو شریک کرنا بھی شرک ہے۔۔۔اور وہ نہیں چاہتی تھی اس کی ماں انجانے میں ایسا کچھ کر جائے۔۔۔
معزز ہستیوں کا ادب اپنی جگہ لیکن یہ مان لینا کہ ان کی وجہ سے ہم پر کوئی آفات آتی ہیں یہ غلط تھا۔۔شرک تھا اور وہ یہ جانتی تھی۔۔۔
صبح سے شام اور پھر رات ہو گئی۔۔۔وہ وہیں بیٹھی رہی۔۔۔

''حمیزہ کو علاج کی ضرورت ہے اماں۔۔۔اسے ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔۔۔ہم نے جو کچھ سہا ہے وہ ہمارے ذہنوں سے بہت اوپر تھا۔۔ہم سہہ نہیں پائے۔۔۔اس لیے ایسا ہو رہا ہے۔۔۔میں ان اندھیروں سے واقف ہوں اماں۔۔۔۔ان اندھیروں سے ہمیں خود ہی نکلنا ہے۔۔۔''وہ کمرے کے باہر بیٹھی بول رہی تھی جیسے اندر سلمی بیگم اسے سن رہی ہو۔۔۔
اور پھر سلمی بیگم نے اس کی بات مان لی۔۔

اب اسے ہی سب ٹھیک کرنا تھا سب کچھ۔۔۔۔

وہ دروازے سے ٹیک لگائے یہ سوچ رہی تھی۔اس نے پورا پلان بنایا۔۔۔
ایک دن میں اس کے پاس چوبیس گھنٹے تھے۔۔۔
اس نے سب سے پہلے حمیزہ کو تنہائی اور اکیلے پن سے نکالا جس کا وہ شکار رہی تھی۔۔
پڑھائی کا بہت پریشر تھا اس نے ایک سال اسکپ کرنے کو کہا۔۔وہ آٹھ گھنٹے آفس میں گزارتی اور پھر واپس آکر حمیزہ کے ساتھ ایکٹیویٹیز کرتی۔۔۔
اس کے ساتھ ایکسر سائز کرتی۔۔۔وہ اپنی دوائیں وقت پر لے رہی تھی۔۔۔وہ حمیزہ کو غور سے سنتی۔۔۔سب کچھ جو جو وہ سوچتی تھی۔۔۔
اس نے اسے اپنے ڈیمنز سے لڑنا سکھایا۔۔۔

جب تمہیں لگے تمہارے ڈیمنز تم پر حاوی ہو رہے ہیں تم ورزش کرو۔۔۔"
"فزیکل ایکٹیویٹی۔۔۔خود کو فٹ بناؤ تاکہ ان سے لڑ سکو۔۔۔
اس نے میزو کو حاد جبیل کے لیکچرز کھول کر دیے جس میں اس نے میزون کی ڈیمن والی پینٹنگ کو استعمال کیا تھا۔۔

دیکھو بڑے بڑے لوگ تمہیں جانتے ہیں۔۔ تمہاری پینٹنگز کو۔۔۔اپنے"
"انہی ڈیمنز کو استعمال کرو۔۔۔

ہمارے ذہن اور ہمارے جسم کو صحت مند رہنے کے لیے ایکسرسائز کی ضرورت پڑتی ہے۔۔۔ضروری نہیں کہ جم جوائن کیا جائے۔۔۔اگر آپ اپنے جسم کو حرکت میں رکھتے ہیں ایک مقررہ وقت تک تو دماغ اچھے سے کام کرتا ہے۔۔

وہ خود پر اور اس پر پوی توجہ دے رہی تھی۔۔۔

اس نے اپنی ڈائٹ پر فوکس کیا۔۔۔وہ اپنی اسکن کے لیے اسپیشلسٹ سے ملی پر اس سے زیادہ اس نے کھانے پر توجہ دی۔۔۔
جو ہم اندر لے کر جاتے ہیں وہ باہر نظر آتا ہے۔۔۔۔

وہ اب سلمی بیگم اور میزو کو لے کر پارک میں جاتی۔۔ایک گھنٹہ واک کرواتی۔۔۔تازہ ہوا لیتی۔۔۔

کئی دفعہ جب حمیزہ کی حالت بگڑ جاتی تو اس کی ہمت ٹوٹنے لگتی تھی۔۔۔وہ تھک جاتی اور کبھی کبھی رونے لگتی۔۔۔اکیلے پن کا احساس شدت سے ہوتا تھا۔۔

ارمان آتا جاتا رہتا تھا لیکن ایمان کی اس کے ساتھ زیادی بے تکلفی نہیں تھی۔۔۔وہ ہر ویک اینڈ پر آتا تھا۔۔وہ پڑھ رہا تھا اور اسکالر شپ کے لیے زیادہ محنت کر رہا تھا۔۔۔وہ اپنی طرف سے کوشش کرتا تھا کہ حمیزہ کو نارمل زندگی کی طرف لایا جائے۔۔

ایمان سے بس تھوڑی بہت بات ہوتی تھی۔۔۔ سلمی بیگم سے فون پر روز ہی بات کر لیتا تھا۔۔۔ایمان کسی مرد پر اتنی جلدی بھروسہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔

چار مہینے گزر گئے تھے۔۔۔اس کی اپنی حالت کافی حد تک سدھر چکی تھی۔۔۔اس کے چہرے پر رونق واپس آرہی تھی اور اس کی وجہ محنت تھی۔۔۔وہ جسمانی ورزش تھی جو اسٹریس کو مینج کرتی تھی۔

آخر کہاں کمی آ رہی ہے۔۔۔" وہ صحن میں ٹہلتے سوچ رہی تھی کیونکہ حمیزہ" ابھی پوری طرح ٹھیک نہیں ہوئی تھی اور پھر اسے اچانک احساس ہوا۔۔۔

"روح کی بھی تو غذا ہوتی ہے نا۔۔"

وہ ساری غذاؤں پر دھیان دے رہی تھی تو یہ کیوں نہیں؟؟

اور پھر اسے سمجھ آ گیا تھا اسے کیا کرنا تھا۔

✿••✿••✿••✿

کچھ لوگ بہت عجیب ہوتے ہیں اور کچھ عجیب تر۔۔۔

وہ جب تک پاکستان میں رہا جبیل خاندان کے لیے کوئی نہ کوئی مسئلہ بنتا ہی رہا۔۔

''میں چاہتی ہوں تم اب شادی کر لو ادھم۔۔۔''
ماہین نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے کہا۔

''کم آن مام! مجھ سے کون شادی کرے گا۔۔۔؟؟''
وہ مضحکہ خیز انداز میں بولا۔۔۔یوں جیسے اپنا ہی مزاق اڑا رہا ہو۔۔۔
جب ایمان نے ہی ریجیکٹ کر دیا تھا تو پھر باقی کون لڑکی اس سے شادی پر مانتی۔۔۔

''تم ہاں تو کرو۔۔۔''

''آپ کیوں کسی لڑکی کی زندگی برباد کرنا چاہتی ہیں؟؟''

سب ٹھیک بھی تو ہو سکتا ہے۔۔۔" وہ امید سے بولی۔"

"آپ چاہتی ہیں میں نارمل لوگوں کی زندگی جیوں۔۔۔ شادی کروں اور ایک نائن ٹو فائیو جاب کروں۔۔ صبح آفس جاؤں سارا دن کام کروں۔۔ واپسی پر اپنی وائف کے لیے پھول لے کر آؤں۔۔۔ اچھا سا ڈنر کروں۔۔۔ اور پھر سو جاؤں۔۔ اگلے دن آفس جاؤں۔۔۔ یہی روٹیں دہراؤں۔۔۔ بچے پیدا کروں انہیں بڑا کروں۔۔۔ بس یہی زندگی ہے؟؟ مجھ سے یہ سب نہیں ہوتا۔۔۔ آئی کانٹ۔۔۔۔"

وہ یہ زندگی نہیں جی سکتا تھا۔۔۔ اس نے شادی کا خواب دیکھا بھی تھا تو صرف ایمان کی وجہ سے۔۔۔ وہ نہیں تھی تو پھر وہ کیوں جیتا یہ زندگی؟؟

"تو کب تک کمرے میں قید رہو گے؟؟"

تو کیا کروں پھر؟؟ واپس چلا جاؤں؟؟ آپ مجھے واپس نہیں جانے دیتیں۔۔ یہ سوسائٹی میرے ٹائپ کی نہیں ہے۔۔۔ میں یہاں باہر نہیں نکل سکتا۔۔۔ اپنی مرضی سے جی نہیں سکتا۔۔۔ سانس نہیں لے سکتا۔۔۔ تو پھر میں کیا کروں۔۔۔؟؟"

وہ تلخ ہوا۔ ماہین نے اس کی بات سن کر گہرا سانس لیا۔

"لندن چلے جاؤ۔۔۔ حانم کے پاس۔۔۔ گھومنے پھرنے۔۔۔ دنیا گھومو پھرو۔۔۔ لیکن اس اندھیرے سے نکلو۔۔۔ میں تمہیں یوں کمرے میں پڑا نہیں دیکھ سکتی۔۔"

وہ اپنی ماں کے کہنے پر آ گیا تھا۔۔۔ گھومنے پھرنے۔۔۔

لیکن وہ بدلنے والا تھوڑی تھا۔۔۔ہاں اسے ایک فائدہ ہوا تھا کہ یہاں کوئی اسے تنگ کرنے والا نہیں تھا۔۔۔اس کی فوٹوز لے کر میڈیا پر ڈالنے والا نہیں تھا۔۔۔

وہ جانے کہاں کہاں پھرتا رہا تھا اور آخر میں وہ حانم سے ملنے گیا۔۔۔اس کی چپقلش تھی بھی تو ان کے بیٹوں سے تھی۔۔۔حانم کا وہ احترام کرتا تھا۔

"میں کل واپس چلا جاؤں گا۔۔۔"

وہ رشتوں میں بندھنے والا لڑکا نہیں تھا اور وہ فار میلٹی بھی نہیں کرتا تھا۔

جب تک دل کرے یہاں رہو۔۔۔" وہ خوشدلی سے مسکرائی تھی۔ادھم" کو ان میں کسی کی شبیہ نظر آئی۔۔۔ان کا بولنا اور بات کرنا اسے ایمان کی یاد دلا رہا تھا۔۔۔

ام حانم ایسے ہی نہیں مل جاتی۔۔۔ام حانم کے لیے روحان جبیل بننا پڑتا"

ہے۔۔"

وہ ایمان کی زندگی سے نکل آیا تھا آخر کب تک زبردستی اس کے سر پر سوار رہتا۔۔۔لیکن وہ نہیں گئی تھی۔۔۔۔وہ جاتی ہی نہیں تھی۔۔۔!!

✿••✿••✿••✿

وہ رات گیارہ بجے بستر پر لیٹی تو نوٹیفیکشن بار میں ابھرنے والے ایک نوٹیفیکشن نے اس کی توجہ کھینچی۔۔۔

سلفائٹس اکیڈمی کی طرف سے ای میل تھی۔۔۔

وہ لوگ اس سے میٹنگ کرنا چاہتے تھے۔۔ وہ اسے اپنے پروجیکٹ کا حصہ بنانا چاہتے تھے۔۔۔۔

کئی لمحے وہ بار بار اس میل کو پڑھتی رہی۔۔۔ اور ہر بار اس کی نظر میل کے آخر میں لکھے ڈائریکٹر کے نام پر اٹک جاتی تھی۔۔۔

حاد جبیل۔۔۔۔۔

سلفائیٹس اکیڈمی کا وہ سن چکی تھی۔۔ اک۔۔ ثر حمیزہ ان کے سیشن لیتی تھی۔۔۔ وہ حاد جبیل کی باتوں کر اک۔ ثر ڈسکس کرتی رہتی تھی۔۔۔ اور ایمان کا تاثر ایسے ہی ہوتا تھا جیسے کسی انجان شخص کے بارے میں سن رہی ہو۔۔

اس نے بہت محنت کی تھی خود کو کھڑے کرنے میں۔۔۔۔ بھیانک ماضی اب اسے توڑ نہیں سکتا تھا۔۔۔ اور یہ سچ تھا حمیزہ کے ٹھیک ہونے میں پچاس فیصد ہاتھ حاد جبیل کے سیشنز کا تھا۔۔۔

روح کی غذا کے لیے ضروری تھا کہ کچھ ایسا کیا جاتا جس سے روح جڑی ہو۔۔۔

اور روح تو اللہ کا امر ہے۔۔۔ ضروری تھا کہ اللہ کی طرف زیادہ رجوع کیا جاتا۔۔۔

حاد جبیل کہتا ہے کہ سب سے زیادہ ضروری ہے دماغ کو اپنے کنٹرول میں رکھا جائے۔۔۔ وہ کہتا ہے دل اتنا خطرناک نہیں ہوتا جتنا کہ دماغ۔۔۔۔ یہ ہمیں گھرے کھرے میں تنہا بھٹکنے کے لیے چھوڑ سکتا ہے اگر ہم اسے آزاد چھوڑ دیں اسے خود پر حاوی ہونے دیں۔۔۔"

وہ اگلے دن کے آفس پہننے والے کپڑے پریس کر رہی تھی جب اس نے حمیزہ کو بات کرتے سنا۔۔ وہ سلمی بیگم کو بتا رہی تھی۔

اس لیے آپ الٹا سید ھامت سوچا کریں۔۔۔اور آپی کی شادی جب ہونی ''
''ہوئی ہو جائے گی۔۔۔

سلمی بیگم کو پھر سے اس کی شادی کی فکر ستانے لگی تھی۔۔اور حمیزہ نے
انہیں اپنی طرف سے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔۔

آج ہی تو ذکر ہوا تھا اس کا اور آج ہی اس کی ای میل بھی آگئی تھی۔۔۔

وہ سوچتی رہی کہ کیا کرے؟؟ وہ ہسپتال کو نہیں چھوڑ سکتی تھی۔۔۔اور اس
کے علاوہ اس کے پاس وقت نہیں بچتا تھا۔ وہ سائیکولوکی پڑھ رہی تھی اس
لیے یونیورسٹی جاتی تھی۔۔۔

اس کا شیڈول پہلے ہی ہیکٹک تھا۔۔۔

اس نے لیپ ٹاپ اوپن کیا۔۔۔اور ایک پروفیشنل انداز میں اپنی مصروفیات
کا بتا کر معذرت کرلی۔۔۔

وہ اکیڈمی جوائن نہیں کر سکتی تھی۔ پھر اس نے لیپ ٹاپ بند کیا اور سونے کے لیے لیٹ گئی۔۔۔ کچھ دیر نیند نہیں آئی۔۔۔ فون یوز کیا۔۔۔ سلمٰی بیگم اور حمیزہ سو چکی تھیں۔۔۔ بالآخر وہ بھی کچھ دیر بعد تھکا ہونے کے باعث سو گئی۔

✿••✿••✿••✿

"ایما نے ہماری میل کا جواب دے دیا ہے۔۔۔"
حاد کے کان کھڑے ہوئے۔

کیا کہہ رہی ہیں وہ؟؟"اس نے خود کو نارمل رکھنے کی کوشش کی۔"

"وہ جوائن نہیں کر سکتیں۔۔۔"

وہ حیران ہوا۔۔

"اس کا مطلب اس نے انکار کر دیا ہے؟؟"

"یس مسٹر جبیل۔۔۔انہوں نے آپ کو انکار کر دیا ہے۔۔۔"

حاد کو لگا جیسے وہ اسے چڑا رہی ہو۔

اوکے میں دیکھ لیتا ہوں۔۔۔" وہ اب میل باکس کھولے بیٹھا تھا۔اس نے"
اپنی مصروفیات لکھی تھیں اور معذرت کی تھی۔
اس نے ایک آفیشل میٹنگ کی ریکویسٹ کی اور لیپ ٹاپ بند کر دیا۔۔۔
جانے وہ اب کب جواب دینے والی تھی۔

The Healer

وہ اگلا پورا دن سوچتی رہی کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔اس نے حاد جبیل کی ای میل کا جواب نہیں دیا تھا۔

وہ ایک اچھی جاب کر رہی تھی۔اسے ہسپتال کی جانب سے فلیٹ بھی ملا تھا اور ڈرائیور اسے لینے اور چھوڑنے بھی آتا تھا۔۔۔بار بار اس کے ذہن میں جو نام کلک ہو رہا تھا وہ حاد جبیل تھا۔۔۔

اس بار وہ شخص اس سے اصلی روپ میں مل رہا تھا۔۔۔

نہ عبدل بن کر آیا تھا،نہ مسٹر گرے اور نہ ہی حشام جبیل۔۔۔

وہ حاد جبیل تھا اور اسی روپ میں اس نے رابطہ کیا تھا۔۔وہ لاؤنج میں صوفے پر بیٹھی آتش دان میں جلتی لکڑیوں کو دیکھ رہی تھی۔۔اسلام آباد کا موسم

کافی سرد تھا۔ایک سال باقیوں کے لیے جلدی گزر گیا تھالیکن اس نے اس ایک سال میں خود کو دوبارہ بنایا تھا۔۔۔

وہ نہ کوئی ڈاکٹر تھی نہ سائیکولوجسٹ اور نہ کوئی سائیکاٹرسٹ۔۔۔وہ تو بس لوگوں کو سمجھنے کی خاطر یونیورسٹی سے سائکولوجی کا ایک ڈپلامہ کر رہی تھی تاکہ زیادہ اچھے سے لوگوں کو سمجھ سکے۔۔۔

ہسپتال والوں نے اسے ایک نام دیا تھا۔۔ایک انوکھا نام۔۔۔ہیلر۔۔۔

The Healer

اسے آج بھی وہ دن یاد تھا جب اسے ہسپتال سے گئے پورے دس مہینے ہو گئے تھے۔۔۔

ان دس مہینوں میں اس نے خود کو کھڑا کر لیا تھا۔۔وہ جاب کر رہی تھی۔۔۔

حمیزہ کی حالت بھی اب ٹھیک تھی۔۔

اچانک اسے ہسپتال سے فون آیا تھا۔۔وہ اسکا ایک رینڈم چیک اپ کرنا چاہتے تھے۔۔۔

وہ اکیلی مریضہ تھی جس نے سب سے پہلے ری کور کیا تھا اور اتنے کم عرصے میں وہ بالکل نارمل ہو کر دوبادہ جاب کر رہی تھی ۔۔۔۔وہ اسے چیک اپ کے لیے بلا رہے تھے ۔۔۔شاید کچھ ضروری باتیں بھی کرنی ہوں ۔۔۔

وہ ایک پل کے لیے ڈر گئی تھی ۔۔۔گھبرا گئی تھی ۔۔پاگل خانے دوبارہ نہیں جانا چاہتی تھی ۔۔۔۔

وہ انکار کر دینا چاہتی تھی لیکن پھر اسے اپنی ہی بات یاد آئی جو وہ حمیزہ سے کہتی تھی ۔۔۔

"یوز یور ڈیمنز ۔۔۔اپنے ڈیمنز کو اپنے فائدے کے لیے استعمال کرو ۔۔۔"

اور یہ خوف ہی تو اس کا ڈیمن تھا ۔۔وہ ہمیشہ سے پاگل ہونے سے ڈرتی تھی ۔۔۔اور اس کے ڈیمن اس پر حاوی ہوئے تھے ۔۔۔وہ پاگل بھی ہوئی تھی ۔۔۔پر اب نہیں ۔۔۔

اس نے ایک گہرا سانس لیا اور خود کو تیار کر لیا۔۔۔وہ ہسپتال لازمی جائے گی۔۔۔

اس نے ان اندھیروں کو دیکھا تھا تو کیوں نا اب ان اندھیروں کو استعمال کیا جاتا؟؟

وہ ہسپتال کے آنر کے سامنے بیٹھی تھی۔۔۔وہ ایک ماہر نفسیات تھا جس نے کئی ملکوں کے دورے کیے تھے کئی تجربے کیے تھے اسے چالیس سال کا تجربہ تھا اور پھر انہوں نے سوچ سمجھ کر اس ہسپتال کی بنیاد رکھی تھی اور یہاں علاج بھی روایتی طریقوں سے ہٹ کر کیا جاتا تھا۔

کانگریچولیشنز۔۔۔آپ یہاں سے ٹھیک ہو کر جانے والی سب سے پہلی" مریضہ ہیں جس نے اتنی جلدی ری کور کیا تھا اور جو ایک نارمل لائف جی رہی

ہے۔۔۔" وہ خوشگوار لہجے میں کہہ رہے تھے۔ ایمان نے اس کی بات سن کر انہیں یوں دیکھا جیسے اس نے کچھ غلط کہہ دیا ہو۔

"نارمل لائ۔ف۔۔۔؟؟ آپ کے نزدیک نارمل لائف کسے کہتے ہیں ڈاکٹر صاحب۔۔۔؟؟"

"جب آپ روٹین کے سارے کام کرتے ہوں اور ایک اچھی زندگی گزارتے ہوں۔۔۔"

وہ ان کی بات سن کر ہنس دی۔

"ابنارمل لائف جینے والے بھی روٹین کے سبھی ٹاسک کرتے ہیں۔ پرابلم ڈیلی ٹاسک نہ کرنے سے ظاہر نہیں ہوتی۔۔۔ پرابلم یہاں ہوتی ہے۔۔۔ جو کسی کو نظر نہیں آتی۔۔۔"

اس نے شہادت کی انگلی سے اپنے دماغ کی جانب اشارہ کیا۔

"it Sucks.. یہاں جو چل رہا ہوتا ہے وہ کوئی نہیں سمجھ سکتا۔۔"

"لگتا ہے اتنی عمر میں آپ نے کافی کچھ سیکھ لیا ہے۔۔۔"
وہ اس سے متاثر نظر آئے۔

"جب کہرے کے پار کوئی آپ کی مدد کو نہیں آتا تب آپ بہت کچھ سمجھ جاتے ہیں۔۔۔"

"ویل۔۔۔ مجھے خوشی ہوئی سن کر کہ ایک لڑکی جس نے کم عمری میں اتنا کچھ سہا ہو وہ اتنی جلدی خود مختار ہو جائے۔۔۔ لیکن یہاں میں نے آپ کو ایک خاص مقصد کے لیے بلایا ہے۔۔"

اس نے چونک کر ڈاکٹر کو دیکھا۔

"میں آپ کو کسی سے ملوانا چاہتا ہوں۔۔۔"

وہ اپنی کرسی سے اٹھ کر دروازے کی جانب بڑھے۔۔ایمان ان کے پیچھے تھی۔۔اب وہ راہداری میں چل رہے تھے۔۔۔ایمان کو اپنا دل تیزی سے دھڑکتا محسوس ہوا۔۔۔

اسی راہداری کے کسی ایک کمرے میں اسے باندھ کر رکھا جاتا تھا۔۔۔اس کا دل کیا وہ بھاگ جائے۔۔۔

اس کا خوف پھر سے حاوی ہو رہا تھا۔۔ لیکن وہ چلتی رہی۔۔۔

"اپنے ڈیمنز سے مت ڈرو۔۔اپنے ڈیمنز سے مت ڈرو۔۔"

وہ دل ہی دل میں دہرا رہی تھی۔اچانک وہ رک گئی۔۔۔

سامنے ہی وہ کمرہ تھا جہاں اس نے اپنی زندگی کے چھ ماہ گزارے تھے۔۔۔

اکیلے۔۔۔ کہرے کے پار۔۔۔۔

اس کا دل ڈوب کر ابھرا۔۔۔ گلاس ونڈو سے کمرے کا منظر نظر آرہا تھا۔۔۔

اندر ایک لڑکی تھی۔۔۔اس نے ڈاکٹر کی طرف سوالیہ نظروں سے

دیکھا۔۔۔

میں چاہتا ہوں آپ ان سے بات کریں۔۔۔"ان کی نظروں میں التجا"

تھی۔

کمرے کا دروازہ بٹن دبانے کے باعث کھل گیا۔۔۔ وہ دھڑکتے دل کے

ساتھ کھڑی تھی۔۔۔۔۔

اس دروازے کے پار کہرہ تھا۔۔ جہاں سے وہ نکل آئی تھی۔۔۔

تو اسے وہاں کیوں جانا تھا؟؟؟

"تم نے کہرے کے اس پار کی دنیا دیکھی ہے نا۔۔ہاں تم نے دیکھی ہے۔۔
میں پچھلے پندرہ سالوں سے کہرے کے اس پار اکیلی تھی۔۔۔قید تھی۔۔
کوئی میری مدد کو نہیں آیا۔۔۔"

ایمانے رابرٹ کی باتیں چاروں جانب گردش کرنے لگی۔۔۔اس نے گھبرا کر آس پاس دیکھا۔۔۔

"میری اپنی بیٹی مجھ سے نفرت کرتی تھی۔۔۔اور پھر۔۔۔۔میں اس کہرے میں کہیں گم ہو گئی۔۔ جس کے پار گہرا اندھیرا تھا۔۔۔کوئی نہیں آیا۔۔۔اور پھر۔۔۔۔تم آئی۔۔ تم آئی ایمانے۔۔۔۔"

توکیا یہ کسی مقصد کے تحت ہوا تھا۔۔اس کا کمرے میں قید

ہونا۔۔۔اندھیروں کو دیکھنا۔۔۔اس کا پاگل ہونا۔۔۔۔؟؟

خدایا۔۔۔۔

بہت سارے سوال ارد گرد گردش کرنے لگے تھے۔۔۔اسے اپنے دل

دھڑکنے کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔۔

کیا قدرت اسے کوئی پیغام دے رہی تھی؟کوئی اشارہ کر رہی تھی؟؟یا اسے"

یہاں تک لا کر اشارہ دیا گیا تھا؟؟؟

کیا یہ سب پہلے سے طے تھا۔۔

کمرے کی دیواروں کا رنگ سبز تھا۔۔ پیڑ پتوں جیسا۔۔ سبز رنگ آنکھوں کو ٹھنڈک بخشتا ہے کیوں کہ یہ نیچر کا رنگ ہے۔

سامنے ایک بیڈ تھا اور ایک لڑکی کرسی پر بیٹھی تھی۔۔۔ دروازے کی جانب اس کی پشت تھی وہ دیوار سے لگی کچھ بنا رہی تھی شاید وہ دیوار پر اسکیچنگ کر رہی تھی۔

کیا یہ اس کا مقصد تھا؟؟ ایک اور مقصد؟؟ کہرے کے پار بھٹکتے لوگوں کی مدد کرنا؟؟ ہاتھ بڑھا کر انہیں وہاں سے نکالنا۔۔؟؟

اس نے گہرہ سانس لیا اور قدم بڑھا کر کمرے میں داخل ہو گئی۔۔۔ پیچھے دروازہ بند ہو چکا تھا۔

✿••✿••✿••✿

"آپی۔۔۔آپی۔۔۔" وہ جانے جہاں کھوئی ہوئی تھی جب میزو نے اسے کندھے سے پکڑ کر ہلایا۔ وہ چونک کر سیدھی ہوئی۔

"یہ پارسل آیا ہے آپ کے لیے۔۔۔۔"

اس نے میز پر رکھے بڑے سے باکس کی جانب اشارہ کیا۔ ایمان نے حیرت سے باکس کو دیکھا۔

"کون دے کر گیا ہے؟؟" وہ حیرانی سے پوچھنے لگی۔

"آفکورس ایک رائیڈر۔۔۔"

لیکن میں نے تو کچھ نہیں منگوایا۔۔" وہ اب الجھی اور اس باکس کو دیکھنے لگی۔

"اس باکس پر آپ کا ہی نام لکھا ہے۔۔"

واقعی اس کا نام پتہ موجود تھا۔۔ نمبر بھی اس کا تھا۔اس کی پیشانی پر لکیریں ابھریں۔

اس نے باکس کو کھولنے کی کوشش کی لیکن وہ نہیں کھلا۔۔ پھر وہ صوفے سے اٹھی اور کٹر ڈھونڈنے گئی۔
میز دوبارہ سلمی بیگم کے پاس کچن میں چلی گئی تھی۔۔رات کے کھانے کی خوشبو لاؤنج تک آرہی تھی۔

اس نے باکس کو کھولنا شروع کیا۔اندر ایک بڑی پینٹنگ تھی اور ایک کارڈ تھا جس پر کچھ لکھا تھا۔۔اس نے جیسے ہی کارڈ کھولا تو وہ بے ساختہ پڑھتی گئی۔۔

کیا تم نے اس لڑکی کو دیکھا؟؟"

وہ جسکے کوٹ کے پیچھے بڑا سا اینجل لکھا تھا،

جس کے چھاتہ پر دی سلفائیٹ لکھا تھا،

جس کے بیگ پر آر جے نام کا ایک ٹی-ڈی بیئر لٹکا تھا،

وہ جس کے بائیں بوٹ کی بائیں جانب دی مون لکھا تھا،

وہ جس نے آر جے برینڈ کی بریسلٹ پہن رکھی تھی،

وہ جس کے ہاتھ میں ایک شاپنگ بیگ تھا اور اس پر بروکن اینجل لکھا تھا،

وہ جس کے موبائل کا کور سیاہ تھا اور اس پر ڈونٹ ٹچ مائے فون بروماٹڈز لکھا تھا،

وہ لڑکی جو کالم لکھتی تھی؟

کیا کسی نے ایمان بنت عبداللہ کو دیکھا ہے ؟؟؟

"میں عبدل جبیل اسے برسوں سے ڈھونڈ رہا ہوں۔۔۔؟؟

آخری لائن پڑھتے ہی کارڈ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر گیا۔۔۔وہ ساکت بیٹھی رہ گئی۔۔۔۔

عبدل۔۔۔" وہ زیر لب بڑبڑائی۔۔ کتنی ہی بار اس کا خیال آیا تھا۔۔اسے " یہ ساری چیزیں دینے والا بھی عبدل ہی تھا۔۔

وہ اک۔ثر سوچتی تھی کہ سب آگے بڑھ گئے ہوں گے۔۔۔ماضی اسے بھولا تو نہیں تھا۔۔۔اسے یاد تو سب تھا پر اسے لگتا تھا سب اپنی زندگی جی رہے ہوں گے۔۔۔سب موو آن کر گئے ہوں گے۔۔۔ جیسے وہ ایک نئی زندگی جی رہی تھی۔

عبدل۔۔۔کتنا ظالم تھا وہ۔۔۔اس کا خیال آیا بھی تو کب؟؟

اب کیوں آیا تھا۔۔۔؟؟؟ماضی سے جڑا وہ واحد شخص تھا جس کا خیال اس کی آنکھوں میں نمی لے آیا تھا۔۔۔وہ واحد شخص جس نے حاد کو اسی لیے مارا تھا کہ اس نے ایمانے کو تکلیف دی تھی۔۔۔

وہ پلکیں جھپک کر اپنے آنسوؤں کو پیچھے دھکیلنے کی کوشش کرنے لگی۔

تم بہت ظالم ہو۔۔۔"اس نے کارڈ اٹھا کر اسے دیکھتے کہا۔۔۔"

بڑی سی پینٹنگ میز پر رکھی تھی۔اور اس پر کور چڑھا ہوا تھا۔

"واؤ۔۔۔یہ کس نے بھیجا۔۔۔؟؟"

حمیزہ نے کارڈ اٹھاتے پوچھا۔۔۔جانے وہ کب وہاں پہنچ گئی تھی۔

"اومائے گاڈ آپی۔۔۔ یہ وہی سنگر ہے ؟؟عبدل دی راک اسٹار۔۔ عبدل دی فالن اینجل ؟؟؟آپ کا یونی میٹ ؟؟؟"

ایمان نے اسے بہت کچھ شیئر کیا تھا اور بہت کچھ چھپایا بھی تھا۔۔

"پتا ہے لوگ اسے فالن اینجل کے نام سے جانتے ہیں۔۔۔ فالن اینجل دی راک اسٹار۔۔۔ بہت اچھا گاتا ہے۔۔۔"

وہ عبدل کی فین لگتی تھی۔

"جلدی کھولیں نا پینٹنگ۔۔۔"

وہ اب دونوں کور اتار رہی تھیں۔۔۔ اتارنے کے بعد انہوں پینٹنگ کو میز پر رکھ دیا۔۔ یہ ایک بڑا سا پورٹریٹ تھا۔۔۔

عجیب سی تصویر تھی۔ایک بے بی کاٹ تھا جس میں چھوٹی سی بچی لیٹی تھی اور کاٹ کے دونوں جانب دو بچے کھڑے تھے۔۔

"شی ازمائن۔۔۔"

"نوشی ازمائن۔۔۔"

وہ بچی کے لیے لڑ رہے تھے۔۔۔اور کاٹ میں لیٹی بچی کے سر پر نام لکھا تھا۔۔ایمانے۔۔۔

یہ بھلا کیا ہے؟؟" وہ دونوں اس پورٹریٹ کو دیکھنے لگی۔۔۔کچھ سمجھ نہ آیا۔۔

آجاؤ کھانالگ گیا ہے۔۔۔‘‘ سلمی بیگم انہیں بلانے آئیں تو دونوں کو میز پر ’’
جھکے دیکھ کر ان کی جانب بڑھیں۔

امی آپی کو کسی نے یہ پورٹریٹ بھیجا ہے۔۔۔لیکن سمجھ نہیں آتا اس کا’’
‘‘مطلب کیا ہے ؟؟
سلمی بیگم نے غور سے اس پورٹریٹ کو دیکھا اور پھر جیسے ایک جھماکہ سا
ہوا۔

یہ تصویر۔۔۔‘‘وہ تیزی سے میز کی جانب بڑھیں۔’’

یہ تو وہی بچے ہیں۔۔۔‘‘وہ اب حیرانی اسے دیکھ رہی تھیں۔’’

کون ہیں یہ؟؟" ایمان نے حیرت سے پوچھا۔"

"یہ بچی تم ہو ایمان اور یہ دونوں۔۔۔یہ دونوں بچے جڑواں تھے۔۔اپنی کزن سے ملنے آئے تھے۔۔یہ تمہارے لیے آپس میں لڑے تھے۔۔۔" اور پھر سلمی بیگم نے پورا واقعہ سنا دیا۔۔

ایمان خاموش بیٹھی تھی۔۔۔وہ حیران بھی تھی اور پریشان بھی۔۔۔

"ایمانے کا خیال رکھیے گا یہ بہت خاص ہے۔۔میری مام کی طرح۔۔۔"

ان میں سے ایک بچے نے کہا تھا اور پھر دوبارہ کبھی میں نے انہیں نہیں دیکھا۔۔۔"

وہ پورا قصہ سنا کر چلی گئیں۔۔

اور ایمان خاموشی سے پورٹریٹ کو گھورتی رہی۔۔۔

"تم سب جانتے تھے۔۔۔ تم جانتے تھے میں ایمان نے ہوں۔۔۔ پھر بھی تم نے مجھ سے جھوٹ بولا۔۔۔"

اس نے تصور میں عبدل سے شکوہ کیا اور پھر دونوں چیزیں اٹھا کر اپنی الماری میں رکھ دیں۔

✿••✿••✿••✿

وہ صوفے پر بیٹھا کتاب پڑھ رہا تھا جب کوئی دبے پاؤں آیا اور پیچھے سے اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیے۔۔۔ وہ کچھ نہ بولا۔۔۔ لیکن تھوڑا حیران ہوا۔

یہاں ایسا کوئی نہیں تھا جو اس سے اتنا فرینک تھا۔۔

حانم ایک ملازمہ کے ساتھ رہتی تھی۔۔۔وہ چھ مہینے باہر گزارنے کے بعد اس سے ملنے آیا تھا وہ جو اس کی خالا بھی تھی اور چچی بھی۔۔۔حاد اور عبدل دونوں میں سے کوئی یہاں نہیں تھا۔۔۔

گیس کریں۔۔۔"اس کے کان کے قریب سرگوشی ابھری۔"

سوری میں نہیں جانتا۔۔"وہ بول پڑا۔۔۔اور کسی نے جھٹکے سے اپنے" ہاتھ ہٹائے۔۔۔

اس نے پلٹ کر دیکھا تو کچھ فاصلے پر ایک خوبصورت سی لڑکی کھڑی تھی۔۔اس نے سفید اوور آل پہنا ہوا تھا۔۔

ہائے۔۔۔"وہ مسکرایا۔"

آپ کون ہیں۔۔۔؟آنی کدھر ہیں۔۔''وہ گھبرا گئی تھی۔''

آنی۔۔۔آنی؟؟''وہ انہیں آوازیں دینے لگی۔''

وہ مارکیٹ گئی ہیں۔۔۔''وہ اسے چلاتے دیکھ کر فوراً بولا۔''

میں ادھم ہوں۔۔۔ادھم جبیل۔۔۔''وہ اٹھ کھڑا ہوا۔''

لڑکی نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا۔۔۔

واٹ؟؟''وہ اسے یوں تکتا پا کر فوراً بولا۔''

آپ ادھم ہیں؟؟؟ادھم جبیل؟؟؟ماہین آنی کا بیٹا جو گھر چھوڑ کر چلا گیا''
''تھا۔؟؟

شاید وہ اس کے نام سے واقف تھی۔

ہاں۔۔۔میں ہی ہوں ادھم۔۔۔''اس نے کندھے اچکا کر کہا اور جھک کر''
صوفے سے کتاب اٹھائی۔

سوری مجھے لگا حاد بھائی ہیں۔۔۔وہی آتے ہیں یہاں۔۔۔''وہ اب''
شرمندہ تھی۔

اٹس اوکے۔۔۔''وہ نرمی سے بولا اور دوبارہ اپنی کتاب کی طرف متوجہ''
ہو گیا۔

اسے یہاں آئے دو ہی دن ہوئے تھے۔۔۔جہاں تک اس کے علم میں تھا حانم اور روحان کی کوئی بیٹی نہیں تھی تو پھر یہ کون تھی؟؟؟وہ تھوڑا الجھا لیکن پھر سے کتاب کی جانب متوجہ ہو گیا۔

"میں منحہ ہوں۔۔۔منحہ حارث۔۔۔ماہم کی بیٹی۔۔۔آپ سے میرا ڈبل رشتہ ہے لیکن پہلی بار آپ سے مل رہی ہوں۔۔۔"

وہ اب صوفے پر آکر بیٹھ گئی تھی۔

منحہ دراصل حانم کی چھوٹی بہن ماہم اور حارث کی بیٹی تھی۔۔۔وہ ایک ڈرماٹولوجسٹ تھی اور کسی ورکشاپ کے سلسلے میں لندن آئی تھی۔۔پچھلے دو دنوں سے وہ شہر سے باہر گئی تھی۔۔۔آج ہی واپس آئی تھی۔

دائمہ اور وہ دونوں بیسٹ فرینڈز تھیں۔۔۔دائمہ سے وہ ادھم کا سن چکی تھی لیکن بچپن میں اسے دیکھا تھا آج جب سالوں بعد دیکھا تو پہچانا ہی نہیں۔۔۔

میں خود بہت سارے رشتے داروں سے پہلی بار مل رہا ہوں۔۔۔"اس نے" کتاب سے نظریں نہیں ہٹائیں۔ وہ اپنے ننھیال کی فیملی سے کافی دور تھا۔۔ کبھی آنا جانا ہوا ہی نہیں۔۔۔

"میں نے بہت کم مردوں کو کتابیں پڑھتے دیکھا ہے۔۔۔"
وہ اسے دیکھ رہی تھی۔۔اسے اچھا لگ رہا تھا۔۔۔

اور میں نے بہت ساری لڑکیوں کو اپنی جانب یوں گھورتے پایا ہے۔۔۔"""
وہ بولا تو منہ سٹپٹا کر رخ موڑ گئی۔۔۔۔
پھر وہ بنا کچھ کہے اٹھی اور تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے اوپر چلی گئی۔

''آنی کو مجھے بتانا چاہیے تھا۔۔۔بلکہ میں نے بھی تو آنی کو نہیں بتایا۔۔۔''
وہ اب بے چینی سے کمرے میں ٹہل رہی تھی۔

✿••✿••✿••✿

وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی اس کے قریب آئی اور بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔۔لڑکی ہاتھ میں چاک پکڑے ہیجانی کیفیت میں دیوار پر اسکیچ بنا رہی تھی۔۔ایمان نے غور کیا تو وہ ایک کپل تھا۔۔اور ان کے ساتھ ایک چھوٹی سی بچی۔۔۔دیوار پر جگہ جگہ عجیب سے اسکیچز تھے۔۔۔
ایک جگہ گاڑی الٹی پڑی تھی۔۔۔ایک جگہ بچی اکیلی تھی۔۔ماں باپ مرے ہوئے تھے۔۔۔

لڑکی کا نام باریشہ تھا اور وہ ہسپتال کے آنر کی نواسی تھی اکلوتی نواسی۔۔ان کی اکلوتی بیٹی اور داماد کا روڈ ایکسڈنٹ میں انتقال ہو چکا تھا۔۔۔

باریشہ نے بچپن میں یہ حادثہ دیکھا تھا اس نے اپنی ساری عمر باہر گزاری تھی۔۔۔
وہ باغی لڑکی تھی اور اپنے نانا کی کم ہی سنتی تھی۔

وہ امریکا سے پڑھی تھی وہاں غلط کمپنی میں پڑ کر اسے ڈرگز کی لت لگ چکی تھی۔

اس نے دیوار پر اب اسکیچ بنایا تھا ایک اکیلی لڑکی۔۔ڈری سہمی دیوار کے ساتھ لگی بیٹھی تھی۔۔۔

باریشہ نے ایمان کی موجودگی محسوس کرلی تھی لیکن اس نے اس کی جانب نہیں دیکھا۔۔۔

ہم سب اکیلے ہیں۔۔۔ کہرے کے اِس پار اور اُس پار۔۔۔" وہ بولی تو لڑکی" کے حرکت کرتے ہاتھ رکے۔

"ہم اکیلے آئے تھے اور اکیلے ہی جانا ہے۔۔۔"

وہ ڈر گز لے کر گاڑی چلا رہی تھی۔۔ اچانک ایکسڈنٹ ہوا اور ان کا ایک کلاس فیلو کومے میں تھا۔۔۔ تب سے باریشہ کی حالت مزید بگڑ گئی تھی۔۔۔ اسے علاج کے لیے بھیجا گیا تھا۔

"ہم سب کسی نہ کسی گلٹ میں جی رہے ہیں۔۔۔ لیکن حیرانی کی بات یہ ہے کہ ہم اپنے گلٹ کی ذمہداری نہیں لیتے۔۔۔"

لڑکی نے اس بار چونک کر اسے دیکھا۔

"پاگل ہونا آسان ہوتا ہے اور سامنا کرنا مشکل۔۔۔"

باریشہ اب بھنویں سکیڑے اسے دیکھنے لگی۔

"تمہارے یوں پاگل ہونے سے کچھ بھی ٹھیک نہیں ہوگا۔۔نہ وقت واپس پلٹے گا۔۔نہ یہ ایکسڈنٹ رک سکتا ہے اور نہ یہ۔۔۔" اس نے دیوار پر بنے دونوں اسکیچز پر انگلی رکھ کر کہا۔

"اور تم ہمیشہ ایسے ہی رہو گی کوئی تمہاری مدد کو نہیں آئے گا اگر تم نے خود اپنی مدد نہیں کی۔۔۔"

اس نے اب تازہ تازہ بنائے اسکیچ پر انگلی رکھی۔

’’تم بزدل ہو۔۔۔‘‘

لڑکی نے اس بار کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورا۔

’’میں یہاں آئی ہی کیوں ہوں۔۔۔‘‘

وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔ لڑکی ویسے ہی بیٹھی رہی۔۔۔

دس ماہ پہلے میں اس کمرے میں تھی۔۔۔ لیکن میں نے آگے بڑھ کر اپنی‘‘ زمہ داری لی۔۔۔‘‘ وہ دروازے کے قریب پہنچ کر رکی۔

لڑکی نے اس بات چیئر گھما کر اس کی جانب رخ کیا۔۔۔وہ خود وہیل چیئر پر تھی۔۔۔حادثے میں اس کا اپنا نقصان ہوا تھا۔۔۔آواز پر ایمان نے پلٹ کر دیکھا۔۔۔

وہ کرسی پر بیٹھی تھی۔۔اکیلی۔۔۔۔وہ چل نہیں سکتی تھی۔۔۔اس کی آنکھوں میں نمی تھی۔۔۔

جانے کیوں جب ہم طاقت ور ہوتے ہیں تو اللہ کو بھول جاتے ہیں؟؟؟

انسان اپنے ساتھ خود ظلم کرتے ہیں۔۔۔۔وہ اپنی تباہی خود چنتے "
" ہیں۔۔۔اور پھر سارے الزام خدا پر ڈال دیتے ہیں۔۔
ایمان نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑتے کہا۔

جانتی ہو میں آج تمہاری جگہ کیوں نہیں ہوں ؟؟ کیونکہ میں نے خدا پر "
الزام نہیں ڈالا۔۔ میں نے آگے بڑھ کر اپنی زمہ داری لی۔۔۔ میں چاہتی
"ہوں تم آگے بڑھ کر اپنی زمہ داری لو۔۔۔

یہ پہلا کیس تھا جو ایمان نے ہینڈل کیا تھا۔۔۔ آنز نے اسے جاب آفر کی
تھی۔۔

اور آج وہ اس ہسپتال میں ایڈمن کی زمہ داری کے ساتھ ساتھ ایک ہیلر کی
زمہ داری بھی نبھا رہی تھی۔۔۔
وہ روزانہ تقریباً سبھی پیشنٹس سے ملتی تھی۔۔ ان سے باتیں کرتی ان کی سنتی
تھی۔۔۔

Healer ہسپتال کے ماحول میں کافی بدلاؤ آیا تھا کیونکہ وہاں اب ایک
موجود تھی۔

✿••✿••✿••✿

کھانے کے بعد چائے کا دور چلا تو حمیزہ نے ٹی وی آن کر دیا۔۔۔ کوئی ٹاک شو چل رہا تھا جہاں مذہبی اور سماجی شخصیات بیٹھی تھیں۔ ہوسٹ نے لائیو کسی مشہور شخصیت کو لیا تھا۔۔

"ہمارے ساتھ موجود ہیں ینگ ٹیلنٹ حاد جبیل۔۔۔ نوجوان نسل کے راہنما۔۔۔ آیئے ان سے کچھ سوالات کرتے ہیں۔۔۔"
وہ چائے پیتے پیتے چونک گئی۔

"امی یہ دیکھو حاد جبیل۔۔۔ یہ وہی ہیں جن کی باتیں میں آپ کو سناتی ہوں۔۔۔"

وہ اسے دیکھ رہی تھی جانے کتنے دنوں مہینوں بعد کچھ یاد نہیں تھا۔۔۔دیکھنا چھوڑ دیا تھا۔۔۔

وہ ازلی حلیے میں تھا۔۔۔ایک دم فٹ اور صاف شفاف۔۔۔

کچھ دیر ڈسکشن ہوتی رہی۔۔۔ بات مذہب پر آئی تو ایک سکالر بول پڑے۔۔

یہ کیا بتائیں گے مذہب کے بارے میں۔۔خود باہر سے پڑھ کر آئے ہیں۔۔اسلام کا رخ بدل دیا ہے اس نے۔۔۔جانے نوجوان نسل کو کونسا اسلام دکھا رہے ہیں۔۔۔میری سب سے درخواست ہے کہ برائے مہربانی اسلام کو اسلام ہی رہنے دیں۔۔۔" وہ سکالر حاد سے کافی خفا لگ رہا تھا۔۔۔

اس کی بات سن کر اسکرین پر ابھرتا حاد ہولے سے مسکرا دیا۔۔۔اس کی مسکراہٹ کتنی دلکش تھی۔۔۔وہ چشمہ لگائے بیٹھا تھا۔۔اس نے شو کو اپنے آفس سے ہی لائیو جوائن کیا تھا۔۔شرٹ کے کف فولڈ تھے جو کہنیوں سے

ذرا نیچے تھے۔۔۔وہ دونوں ہاتھوں کو جوڑے ان پر ٹھوڑی ٹکائے بیٹھا تھا اور مسکرا رہا تھا۔۔۔وہ بہت کم مسکراتا تھا۔۔۔پھر آج کیوں؟؟
ایمان کو حیرانی ہوئی۔۔

"مولانا صاحب۔۔۔میں باہر سے باہر کی نہیں بلکہ اسلام کی پڑھائی کر کے آیا ہوں۔۔صرف دین نہیں ادیان کی۔۔۔میں نے پی ایچ ڈی کی ہے theology میں۔۔۔اور میں کوئی راہنما نہیں ہوں اور نہ اسکالر ہوں۔۔میں بس ایسا فلیٹ فارم بنا رہا ہوں جہاں نوجوان نسل دین کو بنا کسی رکاوٹ کے جان سکے۔۔۔انہیں تعلیمی اداروں میں جو نہیں سکھایا جا رہا میں وہ سکھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔۔۔"
اس نے تحمل سے جواب دیا۔

اچھا مسٹر حاد جبیل آپ سے ایک سوال ہے۔۔ آپ نے شروع میں ایک" اسپیشل اسکول بنانے کا کہا تھا اب آپ نے لاہور اور اسلام آباد میں سلفا ئیٹس اکیڈمی کے نام سے ادارے بنائے ہیں ان کا کیا کام ہے ؟؟ اور ان کو بنانے کی وجہ ؟؟" ہوسٹ نے سوال پوچھا۔

"جیسے ابھی مولانا صاحب نے کہا کہ میں باہر سے پڑھ کر آیا ہوں۔۔۔ بیسیکلی جب میں یہاں آیا تو مجھے یہاں کا تعلیمی نظام اس لیول کا نہیں لگا جہاں ہم مسلمان بچوں کو پریزنٹ دنیا کا رخ دکھا سکیں۔۔ ہماری نوجوان نسل نے انگریزوں سے سب کچھ سیکھ لیا ہے ان کا کلچر اپنا لیا ہے لیکن یہاں تالا لگا لیا ہے۔۔۔" اس نے کنپٹی کی جانب اشارہ کیا۔

"وہ اسکول کالج یونیورسٹی جا تو رہے ہیں لیکن صرف ڈگری لینے۔۔۔ دین تو دور ہے یہاں پر دنیا کو فیس کرنا بھی نہیں سکھایا جاتا۔۔ بس ایک مقصد ہے

امیر بننا ہے۔۔۔اسٹینڈرڈ کی لائف جینی ہے۔۔۔۔اور کچھ نہیں رہ گیا ہے۔۔۔میں نے جو اکیڈمی بنائی ہے میں وہاں دین اور دنیا دونوں کو ایک الگ طریقے سے لے کر چلنا چاہتا ہوں۔۔اور اس ادارے کا نام سلفائیٹس اکیڈمی صرف اسی لیے ہے کہ اسے صرف وہی لوگ جوائن کریں گے جو سلفائیٹس ہوں گے۔۔۔ جنہیں سوچ کی فکر ہو گی۔۔۔ جنہیں احساس ہو گا۔۔۔ جنہیں کھوج کرنی ہے۔۔۔دنیا کی۔۔۔اپنی۔۔۔خدا کی۔۔۔ جنہیں کائنات کو تسخیر کرنا ہے۔۔۔اور وہ سب لوگ جو عام لوگوں کی دنیا میں پھنس چکے ہیں۔۔۔ جنہیں ایک الگ جہاں بنانا ہے۔۔۔۔میں سب کو دعوت دیتا ہوں۔۔آپ اسے جوائن کر سکتے ہیں۔۔۔۔اپنے سکول کالج اور یونیورسٹی کے بعد آپ یہاں آ سکتے ہیں۔۔۔یہ آپ کے لیے ہے اگر آپ سلفائیٹ ہیں۔۔۔" وہ کیمرے پر نظریں گاڑھے ہوئے تھے۔۔۔اس کی گرے آنکھوں میں انوکھی چمک تھی۔۔۔۔ایمان کو اپنا دل تیزی سے

دھڑکتا محسوس ہوا۔۔۔ جیسے وہ اسے ہی بلا رہا ہو۔۔۔۔ جیسے اسے ہی پیغام دیا جا رہا ہو۔

✿••✿••✿••✿

اگلی صبح وہ دونوں پرنسپل کے آفس میں تھے۔۔۔ حاد ایک جانب خاموش کھڑا تھا جبکہ عبدل اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔

"میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ اسکول میں ڈر گزلے کر مت گھومو۔۔۔"

عبدل باز نہیں آیا تھا اور حاد چپ بیٹھنے والوں میں سے نہیں تھا اس لیے اس نے پرنسپل کے آفس اس کی کمپلین کر دی تھی۔

اب عبدل اسے یوں گھور رہا تھا جیسے کچا چبا جائے گا۔

اس کی تلاشی لینے پر کچھ نہیں ملا تھا۔ لیکن پرنسپل جانتی تھی حاد جھوٹ نہیں بولتا تھا۔

ہم ایسے اسٹوڈنٹس کو اپنے اسکول میں نہیں رکھ سکتے جو رولز کو فالو نہ کریں۔۔۔" وہ اب حاد سے مخاطب تھی۔

"اب ایسا نہیں ہو گا۔۔۔"

وہ Guardian بھی خود ہی بن گیا تھا۔ پرنسپل نے عبدل کو وارننگ دے کر چھوڑ دیا تھا اور اپنے پیرنٹس کو لانے کا کہا تھا۔۔ حاد نے معذرت کی تھی اور یقین دلایا تھا نیکسٹ ایسا نہیں ہو گا۔

وہ دونوں اکٹھے ہی آفس سے باہر نکلے تھے۔۔۔ عبدل ایک لفظ نہیں بولا تھا۔۔۔ کچھ دور چلنے کے بعد عبدل نے گھما کر اسے لات ماری۔۔۔

حاد لڑکھڑا گیا۔۔۔اس کے جبڑے بھنچ گئے۔۔۔وہ جانتا تھا یہ تو ہو گا۔۔

اب مل گیا تمہیں سکون؟؟"وہ غصے سے چلایا۔"

"میں نے تمہیں وارننگ دی تھی کہ یہ غلط ہے۔۔۔مت کرو۔۔۔"

وہ صرف ایک شرط تھی۔۔۔ تمہیں کیا تکلیف ہے مجھ سے۔۔۔"عبدل" غصے سے چلایا۔۔۔اس کا دل کر رہا تھا حاد کا گلا دبا دے۔

تمہاری جگہ کوئی بھی ہوتا تو میں ایسا ہی کرتا۔۔۔"وہ کسی لکڑی کی طرح" سیدھا کھڑا تھا۔۔ سرد سپاٹ تاثرات سے عاری چہرہ۔

لیکن میں کوئی نہیں ہوں۔۔"عبدل نے تاسف سے کہا۔"

رولز آر رولز۔۔۔وہ سب کے لیے سیم ہوتے ہیں۔۔۔" وہ ویسے ہی کھڑا رہا۔

کاش ڈیڈ کی جگہ تم چلے جاتے، تم مر جاتے اور کبھی واپس نہ آتے۔۔۔" وہ اس کے قریب آیا اور نفرت آمیز لہجے میں اس کے کان کے قریب سرگوشی کی۔

حاد کا دل ڈوب کر ابھرا۔۔۔اس کی آنکھوں کی پتلیاں سکڑیں اور پھیلیں۔۔۔لیکن چہرہ ویسا ہی رہا۔۔۔سرد سپاٹ سا۔۔۔

آئی ہیٹ یو۔۔۔" وہ غصے سے کہتا پلٹ گیا۔۔۔اب وہ تیز بھاگ رہا تھا اور آہستہ آہستہ اس کی نظروں سے دور ہوتا گیا۔

✿••✿••✿••✿

”میں نے تمھیں کہا تھا نا میری میٹنگ ہے۔۔ تم گھر چلی جانا۔۔۔“حمیزہ پھر سے وہاں موجود تھی۔۔۔حاد کی باتیں سننے کے بعد اس نے ای میل کا ریپلائے کر دیا تھا اور آج شام پانچ بجے میٹنگ رکھی تھی۔۔۔چار بج چکے تھے۔۔۔وہ بس نکلنے لگی تھی کہ حمیزہ وہاں پہنچ گئی۔

”مجھے بھی وہاں ایڈمیشن لینا ہے اور مجھے حاد جبیل سے بھی ملنا ہے۔۔۔“
اس کی آنکھوں میں چمک تھی۔۔ایمان اسے منع نہیں کر پائی۔۔۔
کچھ دیر بعد وہ دونوں گاڑی میں بیٹھی تھیں۔۔۔اور گاڑی کا رخ اس ادارے کی جانب تھا جس کی بنیاد حاد جبیل نے رکھی تھی۔۔۔
گاڑی تیزی سے آگے بڑھ رہی تھی۔۔۔ہوا میں خنکی تھی اور دھند پڑنا شروع ہو گئی تھی۔

وہ تیزی سے پیچھے چھوٹتے نظاروں کو دیکھ رہی تھی جب تھک گئی تو آنکھیں موندھ لیں۔۔۔

اس کی زندگی بہت تیز چلی تھی۔۔۔ غیر متوقع موڑ آئے تھے۔۔۔ وہ خود نہیں جانتی تھی وہ کہاں جارہی تھی لیکن اس نے سب اللہ پر چھوڑ دیا تھا۔۔۔ تخلیق کی ندی میں بہنا یہی ہوتا ہے کہ اللہ پر توکل کیا جائے۔۔۔ یقین رکھا جائے کہ وہ جو کرتا ہے بہترین کرتا ہے اور صحیح نیت سے کوشش کی جائے۔۔۔ اپنا سو فیصد دیا جائے اور رزلٹ اللہ کے حوالے کر دیا جائے۔۔۔ اور اب وہ ایسے ہی کرتی تھی۔۔۔ آہستہ آہستہ اس کی زندگی جہاں ڈگر پر آگئی تھی وہیں عجیب و غریب موڑ لے رہی تھی جس کا اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔۔۔

وہ کبھی کبھی لوگوں کے دلوں میں اپنے لیے عزت دیکھ کر ڈر جاتی تھی۔۔۔ اللہ نے لوگوں کے دلوں میں جانے اس کا کیا مقام ڈال دیا تھا۔۔ڈاکٹر علوی ایک جانا مانا ماہر نفسیات تھا اور جس ہسپتال میں وہ کام کرتی تھی اس کے مالک کا دوست بھی تھا۔۔۔ وہ ہفتے میں ایک بار وہاں سیشن لینے جاتی تھی جہاں خاص طور پر لڑکیاں تھیراپی کے لیے آتی تھیں۔۔۔

وہ سب اسے کسی دوسری دنیا سے آئی مخلوق سمجھنے لگے تھے۔۔۔وہ کہتے تھے "اس کے الفاظ مرہم کا کام کرتے ہیں" ہیں تبھی اس کو ہیلر کا نام دے دیا گیا تھا۔۔۔

ہسپتال کا پورا عملہ اسے عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔۔۔۔

کیا ہوا تھا اگر وہ اسے اس کی چاہت نہیں ملی تھی، کیا ہوا اگر اسے ماثیل دی بت ساز نے "پیسے لے کر محبت کرنے والی لڑکی" کہا تھا۔۔۔ کیا ہوا تھا اگر اسے طلاق ہو گئی تھی۔۔۔اور کیا ہوا تھا اگر اس کی ماں نے اسے بے ایمان کہا

تھا۔۔۔ کیا ہوا تھا اگر وہ پاگل ہو گئی تھی۔۔۔ کیا ہوا تھا اگر یہ سب ہوا تھا۔۔۔۔

اس سب کے بدلے میں جو اسے ملا تھا وہ سو گنا زیادہ تھا۔۔۔ وہ ایک اچھے اپارٹمنٹ میں رہ رہی تھی۔۔۔ ماں کا خیال رکھ رہی تھی۔۔۔ اپنا کما رہی تھی۔۔۔ ایک اچھی زندگی گزار رہی تھی۔۔۔ اور سب سے بڑھ کر اسے ہیلر کہا گیا تھا۔۔۔۔ وہ لوگوں کے زخم بھرتی تھی۔۔۔۔ وہ انہیں کھڑوں سے کھینچ لانے کا ہنر رکھتی تھی۔۔۔

اور ایسا اس لیے ہوا تھا کہ اس نے ہمت نہیں ہاری تھی۔ اس نے آگے بڑھ کر زمہ داری لی تھی۔۔۔۔

بس انسان کو یاد رکھنا چاہیے کہ اگر خدا اس کو آزما رہا ہے تو ضرور کچھ نہ کچھ عطا کرنا ہو گا۔۔۔

کیونکہ یہ دنیا کسی کہانی سے کم نہیں ہے۔۔۔اور مشکل رول بڑے کرداروں کو ہی ملتے ہیں۔۔۔۔۔

جتنا بڑا کردار ہو گا اتنا ہی مشکل اس کا رول ہو گا۔

✿••✿••✿••✿

اکیڈمی کی عمارت کافی اونچائی پر بنی تھی۔۔یہ نسبتاً پر سکون جگہ تھی آبادی سے تھوڑا دور۔۔۔۔

میڈم کتنا ٹائم لگے گا میری وائف کی طبیعت خراب ہے مجھے ذرا جلدی پہنچنا ہے گھر۔۔۔" ڈرائیور ذرا پریشان تھا۔

آپ چلے جائیں ہم خود آجائیں گے۔۔۔"ایمان نے اسے جانے کا"
کہا۔۔۔گارڈ نے گیٹ کھول دیا اور دونوں اندر داخل ہو گئیں۔

واؤ۔۔"حمیزہ نے اندر داخل ہوتے ہی چلا کر کہا۔دور دور تک سبزہ ہی"
سبزہ تھا۔۔۔کافی بڑا گراؤنڈ تھا۔۔۔درخت ہی درخت لگے تھا۔۔۔دیوار
زیادہ اونچی نہیں تھی البتہ سیکیورٹی سخت تھی۔۔۔چاروں جانب پہاڑ نظر
آرہے تھے اور کافی فاصلے پر اکیڈمی کی عمارت ن۔ظر آرہی تھی۔

"میں ادھر ہی ہوں آپ جائیں میٹنگ کریں۔۔۔"
وہ گھومتے ہوئے بولی تو ایمان اسے وہیں چھوڑ کر گارڈ کو اس کا دھیان رکھنے کی
ہدایت کرتے عمارت کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

وہ مسٹرڈ کلر کا کھدر کا موٹا سوٹ پہنے ہوئے تھی۔۔۔ لمبی قمیص اور کھلا ٹراؤزر۔۔۔ ہم رنگ اسکارف تھا۔۔ پاؤں اسنکیرز میں قید تھے اور اسکن اوور کوٹ پہنے ہوئے وہ بیگ تھامے پتھریلی روش پر چلتی جارہی تھی جو دھند پڑھنے کے باعث گیلی ہو چکی تھی۔۔۔

ایک شروعات کی تھی اس نے سالوں پہلے ماثیل انسٹیٹیوٹ جوائن کرکے۔۔۔

اور آج پھر وہ ایک انسٹیٹیوٹ آئی تھی۔۔۔ ایک نئی شروعات ہونے جارہی تھی۔۔۔

پہاڑوں کی فضا میں ایک عجب سا شور تھا۔۔ جیسے ہوائیں سرگوشیاں کررہی ہوں۔۔۔ کسی داستاں کے آغاز کی۔۔۔

سامنے ہی عمارت کی سب سے اوپری منزل پر وہ اپنے آفس میں تھا۔۔۔
آئینے کے سامنے کھڑا وہ اپنی شرٹ کے بٹن بند کر رہا تھا۔۔۔

"!! مسٹر جبیل وہ آگئی ہے۔۔۔"

کمرے میں آواز گونجی اور اسے اپنے سینے میں دل رکتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

✿••✿••✿••✿

دھند میں پتھریلی روش پر چلنا جبکہ چاروں جانب نیچر ہی نیچر ہو اس کا ہمیشہ سے خواب تھا۔۔۔

وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں قدم بڑھارہی تھی۔۔۔اچانک ہی اس نے خود کو اولڈ ٹاؤن ویلنسیا کی گلیوں میں پایا تھا۔۔۔وہ اکثر برج سے اکیلے گزرتی تھی۔۔۔

اچانک حمیزہ کی چلانے کی آواز پر وہ پلٹی اور پھر جیسے ساکت رہ گئی۔۔۔اسے یوں لگا جیسے وہ کسی اور دنیا میں آگئی ہو۔۔۔

اس سے کچھ فاصلے پر ایک بڑا سا درخت تھا جس کی شاخیں کافی گہری تھیں جو دور دور تک پھیلی تھیں۔۔۔درخت کے نیچے لکڑی کا گول بینچ بنا تھا اور بینچ کے چاروں جانب لوہے کی باڑ تھی۔۔۔اور ایک چھوٹا دو فٹ کا داخلی دروازہ تھا جسے کھول کر درخت کے نیچے بنے سیٹنگ ایریا میں آرام سے بیٹھا جا سکتا تھا۔۔۔

حمیزہ اس درخت کے گرد بھاگ رہی تھی اور یاہو کے نعرے لگا رہی تھی۔۔
اس کی ہنسی اکیڈمی کے گراؤنڈ میں گونج رہی تھی۔۔۔وہ تقریباً اکیڈمی کی عمارت کے قریب پہنچ چکی تھی۔۔

عمارت پانچ منزلا تھی اور باقی سارا گراؤنڈ تھا جو کسی جنگل سے کم نہیں لگتا تھا۔۔۔

عمارت کے اندر کیا کچھ تھا وہ اندر داخل ہو کر ہی پتا چل سکتا تھا۔ باہر دیکھنے جو اکیلا کھڑا ہو۔۔۔خاموش اور پر اسرار Castle سے لگتا تھا جیسے کوئی سا۔۔۔۔

عمارت کی ہر منزل پر بڑی بڑی کھڑکیاں تھیں اور عمارت کا رنگ گرے اور براؤن تھا۔۔۔

ایسے لگتا تھا جیسے سحر پھونک دیا گیا ہو۔۔۔درختوں سے پتے گرے ہوئے تھے۔۔۔سوکھے پتے جو اوس پڑنے کے باعث گیلے ہو چکے تھے اور ایسی سڑکوں پر چلنا اس کا فیورٹ مشغلہ تھا۔۔۔

وہ جانے کتنی دیر یونہی کھڑی تھی۔۔۔اوس کی بوندوں نے اس کے چہرے کو بھیگا دیا تھا۔۔

اس کی پلکوں پر،اس کے ہونٹوں پر اور اس کے اسکارف پر وہ ننھی بوندیں موتیوں کی مانند چمک رہی تھیں۔

وہ کتنی دیر کھڑی تھی۔۔۔اسے احساس ہی نہیں تھا اس سے کچھ فاصلے پر حاد کھڑا تھا۔۔۔وہ اسے یونہی سحر زدہ سا دیکھ رہا تھا جیسے وہ سامنے کے منظر کو۔۔۔

وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔۔۔خاکستری ٹراؤزر پینٹ پر سفید شرٹ پہنے جس کے کف کہنیوں سے ذرا نیچے تک فولڈ تھے۔۔۔

وہ اس کا استقبال کرنا چاہتا تھا اور جس تیزی سے وہ بھاگتے ہوئے یہاں پہنچا تھا اسے اپنے دل کی دھڑکن کانوں تک سنائی دے رہی تھی۔۔۔

اس کے بال جو ایک ترتیب سے سیٹ تھے ان پر اوس کی ننھی بوندیں پڑی تھیں۔۔۔اس کا چشمہ دھندلا گیا تھا۔۔

شاید ہی اس نے کبھی کسی چیز یا کسی انسان کو ٹھہر کر یوں فرصت سے دیکھا ہو جیسے وہ اس وقت ایمان کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

اچانک ابھرنے والے احساس پر ایمان چونک کر اس سحر سے نکلی اور جیسے ہی اس نے دائیں جانب وہ سٹپٹا گیا۔۔

اوہائے۔۔۔السلام علیکم۔۔۔"اس نے ایک دم اپنا چشمہ اتارا تھا۔۔۔"

ایمان اسے اپنے قریب کھڑے دیکھ کر حیران رہ گئی تھی۔وہ کچھ بول ہی نہ پائی۔۔۔اس کے سامنے حاد جبیل کھڑا تھا جو اب جان بوجھ کر اپنے چشمے کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا تاکہ اس ٹرانس سے نکل سکے۔۔۔وہ تو سلام کا جواب بھی نہ دے پائی۔۔۔

یہ وہی شخص تھا جسے بھیگنا نہیں پسند تھا جو بارش میں برساتی پہن کر گھومتا تھا۔۔۔جو ہیٹ سے اپنے بالوں کو کور کرتا تھا۔۔

وہ اب اس کے قریب کھڑا تھا۔۔

میں آپ کو ویلکم کرنے آیا تھا۔۔۔"وہ اب اس کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔"

وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔بے یقینی کی سی کیفیت تھی۔۔۔کیا واقعی وہ وہاں تھی؟اس جگہ جہاں وہ ہمیشہ سے ہونا چاہتی تھی۔۔۔اس کے قریب وہ شخص کھڑا تھا جسے اس نے سالوں اپنے آس پاس محسوس کیا تھا۔۔۔۔

وہی شخص جس سے تصور میں وہ بہت ساری باتیں کر لیتی تھی۔۔۔

امید ہے آپ کو آنے میں کوئی مشکل نہیں پیش آئی ہو گی۔۔۔"اس نے چشمے سمیت اپنے ہاتھوں کو دوبارہ پینٹ کی جیبوں میں ڈال لیا۔۔۔وہ اس کی جانب متوجہ تھا پوری حسیات سے۔۔۔

اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔۔۔ایک پیشہ ورانہ مسکراہٹ لیکن اس کی آنکھوں میں ایک الوہی سی چمک تھی۔۔۔

کب اس نے کسی کی آنکھوں کو اتنے غور سے دیکھا تھا جتنا وہ اس کی آنکھوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

وہ بالکل اجنبیوں کی طرح مل رہے تھے۔۔۔وہ ایک دوسرے کو جانتے تھے لیکن ان کا انٹریکشن ہمیشہ ہی کم ہوا تھا۔۔۔

دو ایسے اجنبی جو سالوں تک ایک دوسرے سے جڑے رہے ہوں۔۔۔

حاد کی نظریں اس کے اسکارف سے ہوتیں اب اس کی بائیں آنکھ کے بالکل کونے پر بنے اس سیاہ تل پر ٹھہر گئی تھیں۔۔۔

اس کی آنکھیں سیاہ تھیں۔۔۔گہری سیاہ اور پلکیں لمبی تھیں اس وقت وہ اپنی پوری آنکھیں کھولے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

آپ ٹھیک ہیں۔۔۔؟؟" وہ اسے یوں گم سم کھڑے دیکھ کر بولا تو چونک" سی گئی۔۔۔۔یہ احساس بہت عجیب سا تھا۔۔۔

جو سالوں پہلے یونیورسٹی کے پتھریلے بینچ پر بیٹھے آرجے کو ہوا تھا جب اس نے بارش میں حانم کی ٹھوڑی پر وہ عجیب سی چمک دیکھی تھی۔۔۔اس کی گلابی آنکھیں۔۔۔۔وہ رخ موڑ گیا تھا۔۔۔جب اس نے پوچھا تھا "روحوں کا جہان کونسا ہے؟؟"

یہ وہی احساس تھا۔۔۔روح نے روح کو پہچان لیا تھا۔۔۔

اور اب نظریں ہٹانا مشکل ہو گیا تھا۔۔وہ رخ موڑ کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔۔۔وہ اس کے بائیں جانب کھڑا تھا۔۔

دونوں اب حمیزہ کو دیکھ رہے تھے جو اس طلسماتی درخت کی تصویریں بنا رہی تھی۔

آپ کی بہن ہے؟؟" وہ اب پوچھ رہا تھا۔"

"جی۔۔۔"

میزو بس کرو آجاؤ اب ورنہ ٹھنڈ لگ جائے گی۔۔۔" اس نے اونچی آواز" میں پکارہ۔۔

"میزو؟؟ میزون دی آرٹسٹ۔۔؟؟ کیا یہ وہی ہے۔۔؟؟"
وہ اس سے ایسے پوچھ رہا تھا جیسے کچھ جانتا ہی نہ ہو۔

”جج۔۔جی۔۔۔“وہ ہولے سے مسکرائی۔

”میں نے نام سے پہچان لیا۔۔۔انوکھا نام ہے۔۔۔اچھی اسکیچنگ کرتی ہے۔۔۔“

”لیکن مسٹر جبیل آپ تو انہیں چہرے سے بھی پہچانتے ہیں۔۔۔“ایئر بڈ سے اے آئی کی آواز ابھری اور اس نے اپنے لب آپس میں پیوست کیے۔

”تم خاموش رہو۔۔۔“اس نے ہولے سے سرگوشی کی۔

”سوری مسٹر جبیل۔۔۔“

یہ مجھے مروائے گی۔۔۔" وہ زیر لب بڑبڑایا اور پھر ایئر بڈ اتار کر جیب میں ڈال دیا۔

"آپ کو یہ آئیڈیا کہاں سے آیا۔۔؟؟ اس طرح کی دنیا بنانے کا۔۔" وہ اب تک آس پاس کے نظاروں میں کھوئی تھی۔۔۔

حاد نے رخ موڑ کر اسے دیکھا۔۔۔

اب وہ اسے کیسے بتاتا کہ بڑی وجہ وہی تھی۔۔۔ اسے نیچر پسند تھی۔۔۔ اسے نیچر ہیل کرتی تھی۔۔ اس نے اپنے آفس کو نیچر سے ریلیٹ کر رکھا تھا تو کیا وہ اس کے لیے اتنا نہیں کر سکتا تھا؟؟

اسے جیسے سب پتا تھا۔۔۔ جیسے پہلے سے طے تھا کہ وہ یہاں آئے گی۔۔۔

جیسے یہ جگہ اسی کے لیے ہو؟؟

آپ کو اچھا لگا؟؟" اس نے الٹا سوال کیا۔"

"ہاں۔۔۔اچھا ہے۔۔۔بہت خاموش۔۔۔بالکل۔۔۔"

بالکل آپ کی طرح۔۔۔" وہ اب ناک کی سیدھ میں دیکھ رہا تھا۔ایمان" نے ذرا سا رخ موڑ کر اسے دیکھا۔۔۔اور پھر وہ بھی سامنے دیکھنے لگی۔

وہ اس پر غصہ کیوں نہیں تھی؟؟اس سے نفرت کیوں محسوس نہیں ہو رہی تھی؟؟؟وجہ وہ جانتی تھی۔۔۔اگر ماضی میں وہ سب نہ ہوا ہوتا تو آج وہ Healer نہ ہوتی۔۔۔اس نے ہر دکھ درد اور زخم کو قبول کیا تھا۔۔۔ زخم۔۔۔ہمارے زخم وہ جگہ ہے جہاں سے روشنی ہمارے اندر داخل ہوتی ہے۔۔اور اس نے اپنے زخموں سے روشنی کو اپنے اندر آنے دیا تھا۔۔۔اور

اب وہ روشن تھی۔۔۔۔وہ ہیلر تھی۔۔۔اور یہ روشنی اس کے پہلو میں کھڑا وہ گرے آنکھوں اور سفید شرٹ والا شخص بخوبی دیکھ سکتا تھا۔

"آئی وش کہ میں اس جگہ پر ہمیشہ رہ سکوں۔۔۔"

"ایک سلفائیٹ سلفائیٹس اکیڈمی کے علاوہ کہاں رہ سکتا ہے؟؟"
وہ بولا تو ایمان بس اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔لب پھڑپھڑا گئے۔۔۔وہ کچھ بول نہ پائی۔

چلیں۔۔۔؟؟" اس نے خاموشی کو توڑا تو ایمان نے اثبات میں"
سر ہلایا۔۔۔وہ دونوں اب پلٹ کر اندر جا رہے تھے۔
وہ ایک قدم آگے تھی اور وہ دانستہ پیچھے چل رہا تھا۔۔۔

حمیزہ نے انہیں اندر جاتے دیکھا اور پھر گہرے ہوتے اندھیرے کو۔۔۔وہ اپنا بیگ اٹھاتی ان کی جانب بھاگی۔

✿••✿••✿••✿

وہ ننگے پاؤں ریسٹ ہاؤس کے لان میں چل رہی تھی۔۔۔ٹھنڈی اور گیلی گھاس اس کے پاؤں کو فرحت بخش رہی تھی۔۔۔تقریباً اسے دو سال ہونے والے تھے وہ جب سے یہاں تھی۔۔۔وہ دن جب اسے اغواء کیا گیا تھا اس دن سے لے کر آج تک وہ قرآن اور سائنس اکیڈمی کے اس ریسٹ ایریا میں رہ رہی تھی جہاں حادا اسے چھوڑ کر گیا تھا۔۔۔

فجر کا وقت گزر چکا تھا اور مشرق سے سورج کی ذرد روشنی آہستہ آہستہ طلوع ہو رہی تھی۔۔۔وہ سادہ سے سوٹ میں تھی۔۔۔بال شانوں پر بکھرے تھے

اور ایک گرم شال کو اس نے اپنے ارد گرد لپیٹ رکھا تھا اس کا ناک سرخ ہو چکا تھا۔۔۔

کوئی اسے دیکھتا تو ہر گز نہ پہچانتا تھا کہ وہ ہیزل دی سپر اسٹار تھی جس نے ہالی ووڈ میں ڈیبیوٹ کیا تھا اور آج وہ ایک گمنامی کی زندگی گزار رہی تھی۔۔۔وہ خود کو کھوج رہی تھی۔۔

وہ اسی اکیڈمی میں جاب کرتی تھی۔۔۔کسی ٹیچر یا اسکالر کی نہیں بلکہ عام سی۔۔۔ای-ڈمنسٹریشن کے کام دیکھتی تھی۔۔۔اس نے یہاں آکر بہت کچھ سیکھا تھا اور یہیں اس سے عبدل آخری بار ملنے آیا تھا دوبارہ کبھی نہیں آیا۔۔۔

وہ اب اپنے محل کے ٹھنڈے فرش پر لیٹ کر آسمان کو نہیں تکتی تھی البتہ اب وہ ایسے صبح صبح اٹھ کر ننگے پاؤں گھومتی تھی۔۔۔۔اسے ٹھن-ڈک آج بھی پسند تھی۔۔

اس اکیڈمی کو مرتضے نے سنبھال رکھا تھا وہ کبھی ریسٹ ہاؤس کے اس ایریا میں نہیں آیا تھا جہاں وہ رہتی تھی۔۔۔اس کی تنخواہ گزارے لائق تھی۔۔وہ اب نہ برانڈڈ کپڑے پہنتی تھی اور نہ اس کا لائف اسٹائل پہلے جیسا تھا۔۔وہ محفوظ تھی اس کے لیے یہی کافی تھا۔۔۔

"مجھے لگا تھا میں قبر میں ہوں۔۔"

"قبر کے مناظر اس سے بھی خوفناک ہوتے ہیں۔۔۔"

وہ آج تک حاد کا یہ جملہ نہیں بھول پائی تھی۔۔۔اور وہ حادثہ نہ ہوتا تو شاید اس کے اندر خوف بھی پیدا نہ ہوتا۔۔۔۔

اس کا گھرانہ مذہبی تھا۔۔کائنات اس کی اکلوتی کزن شرعی پردہ کرتی تھی اور وہ اپنی ضد میں ماڈل بنی تھی۔

اسے اپنے فیملی کے سبھی لوگوں سے نفرت تھی اور سب سے زیادہ اپنے باپ سے۔۔۔اس سے بدلا لینے کے لیے وہ ہر حد تک گئی تھی۔۔۔سب بھول گئی تھی۔۔۔۔یہاں تک کہ خدا کو بھی۔۔۔
لیکن خدا کسی کو نہیں بھولتا۔۔۔وہ خاموشی سے سب دیکھتا ہے، سنتا ہے وہ سب جانتا ہے اور پھر صحیح وقت پر انسان کو اشارہ دیتا ہے کہ بس۔۔۔۔۔بس اب پلٹ آ۔۔۔۔

"قبر کے مناظر اس سے بھی خوفناک ہوتے ہیں۔۔۔"

کن کے لیے ؟؟ کیا سب کے لیے۔۔۔؟؟" وہ اکثر سوچتی تھی۔۔۔وہ اکیڈمی میں ہونے والے سیشنز لیتی تھی۔۔۔ وہ اب خدا سے ڈرنے لگی تھی۔۔۔ وہ اسے محسوس کرنے لگی تھی۔۔۔ اپنے چاروں جانب۔۔۔ وہ اب اس سے باتیں کرتی تھیں۔۔

اس نے جس قدر دھوم مچائی تھی اب وہ اسی قدر خاموشی سے جی رہی تھی۔۔۔

سورج کی روشنی جب زیادہ ہوئی تو اکیڈمی کی عمارت کی جانب چل پڑی۔۔۔ راہداری میں ایک بڑا نوٹس بورڈ تھا جہاں کچھ اسٹوڈنٹس کی لسٹ لگی تھی جنہوں نے اپنے کورسز پورے کیے تھے۔۔۔

وہ اک-ٹراس لسٹ کو چیک کرتی تھی اس پر لکھے دو نام ایسے تھے جنھیں وہ اپنی انگلی کی پوروں سے چھو کر محسوس کرتی تھی۔۔۔

سر فہرست نام تھا کائنات ملک۔۔۔۔
ہیزل کی آنکھوں میں اسے یاد کرتے اکثر پانی آجاتا تھا۔۔۔وہ اس کی واحد سہیلی تھی جس نے اس کا ساتھ نبھایا تھا۔وہ یہاں سے آتی تھی۔۔۔یہاں کلاسز لیتی رہی تھی۔۔۔یہ احساس خوش کن تھا۔۔۔

ناجانے وہ اب کہاں ہو گی۔۔۔؟؟

اور پھر کچھ نیچے اس کا نام تھا۔۔۔ام ایمان۔۔۔۔
جو کالم نگار تھی۔۔۔جو عبدل کی ایمانے تھی۔

اس نے ایمان کے ساتھ بہت کم وقت گزارا تھا لیکن وہ اسے عزیز تھی کیونکہ وہ عبدل کو عزیز تھی۔

آپ روز یہاں آتی ہیں۔۔۔" وہ اپنے دھیان میں تھی جب عقب سے" ابھرنے والی آواز پر پلٹ کر دیکھا۔۔ مرتضے اس کے سامنے کھڑا تھا۔۔ یہاں کا سارا سسٹم اسی نے سنبھال رکھا تھا۔

اچھا لگتا ہے۔۔۔" وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔"

اسی ویرانی میں آپ کو کیا اچھا لگتا ہے؟؟" وہ حیران ہوا۔۔ وہ ہیزل کو کافی" حد تک جان گیا تھا۔۔ اسے وہ لڑکی ہمیشہ حیران ہی کرتی تھی۔۔ اس کی کہانی عجیب تھی جس نے اپنی مرضی سے غلط راستے کو چنا۔۔ اسے کوئی روک نہیں پایا۔۔ اور پھر ایک جھٹکے میں سب چھوڑ دیا۔۔۔

قائم رہنا سب سے مشکل کام ہے خاص کر تب جب آپ نے ایک لگژری لائف گزاری ہو۔۔۔ لیکن وہ قائم رہی تھی۔۔

وہ جس کے لاکھوں کروڑوں میں فین تھے مرتضٰے کو یہ جان کر حیرانی ہوئی تھی کہ اس کا کوئی دوست نہیں تھا۔۔۔ کوئی اس سے آج تک ملنے نہیں آتا تھا۔۔

کسی سے وہ ملنے نہیں گئی تھی۔۔۔ وہ دونوں اب لمبی راہداری کی طرف بڑھ گئے۔۔

"آپ کا کوئی دوست نہیں ہے؟؟ لڑکی یا لڑکا۔۔ کوئی بھی نہیں۔۔؟؟"

شوبزانڈسٹری سے تعلق رکھنے والوں کے دوست نہیں ہوتے۔۔۔" وہ پھیکا سا مسکائی۔

"اور پھر بھی کوئی تو ہوگا جسے آپ کی پرواہ ہو۔۔۔" وہ متجسس تھا۔۔۔ ہیزل کا دل جیسے سو ٹکڑوں میں بٹا تھا۔۔۔ وہ مسکرانا چاہتی تھی پر مسکرا نہیں پائی۔۔

"نہیں۔۔۔ کوئی نہیں ہے۔۔۔" وہ سر جھکائے چل رہی تھی۔ ایک شالی تھی جو اس کی پرواہ کرتی تھی اسے بھی ہیزل نے کسی اور ایکٹرس کے پاس بھیج دیا تھا تاکہ اس کا کام چلتا رہے۔۔
اس کے باپ سلطان ملک کو کبھی اس کی پرواہ نہیں تھی۔۔۔ اور ماں پیدا ہوتے ہی چھوڑ کر چلی گئی تھی۔

اور عبدل۔۔۔۔ عبدل۔۔۔ وہ بھی تو ظالم تھا۔۔۔ وہ تو پلٹ کر نہیں آیا۔۔۔ شاید اس کی قسمت میں تنہائی لکھ دی گئی تھی۔

"سوری میرا مقصد آپ کو ہرٹ کرنا نہیں تھا۔۔" وہ اب شرمندہ تھا۔۔ ہر صبح وہ ہیزل کو ایسے ہی ننگے پاؤں چہل قدمی کرتے دیکھتا تھا۔۔وہ سبز آنکھوں والی لڑکی جانے کیوں اتنی گمنامی کی زندگی جی رہی تھی۔۔

"آپ کو باہر نکلنا چاہیے۔۔۔باہر گھوما پھرا کریں۔۔۔اچھا محسوس ہوگا۔۔۔"

"میں تب تک نہیں جانا چاہتی جب تک لوگ اس چہرے کو مکمل طور پر بھول نہ جائیں۔۔۔"

"یعنی ساری عمر قید ہو کر رہنا چاہتی ہیں۔۔" اس نے عجیب لہجے میں کہا تو ہیزل نے الجھی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"میرا مطلب اتنا خوبصورت چہرہ بھلا کون بھول سکتا ہے۔۔؟؟"
اور وہ بے ساختہ مسکرا دی۔۔آج تک کسی نے ایسے تعریف نہیں کی تھی۔

میں ساری عمر بھی ایسے رہ لوں گی۔۔۔ویسے بھی باہر کی دنیا میں میرا اپنا"
"کوئی نہیں۔۔۔
وہ دونوں راہداری سے گزر کر اب واپس لان میں آ گئے تھے۔۔

"آپ کو اپنی مدر کو ڈھونڈنا چاہیے۔۔۔"
اور ہیزل کے چہرے کے تاثرات بگڑ سے گئے۔۔۔نرمی کی جگہ سخت پن
نے لے لی تھی۔۔۔

ایسی عورت سے میرا کیا واسطہ جس نے پیدا ہوتے ہی چھوڑ دیا ہو۔۔۔"

اس کا لہجہ سخت تھا۔۔ مرتضٰی بس اسے دیکھ کر رہ گیا۔ وہ مزید کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن ہیزل کے سرد تاثرات نے اسے خاموش رہنے پر مجبور کر دیا۔۔

کچھ دیر وہ یونہی گھومتے رہے اور پھر وہ ریسٹ ایریا کی جانب بڑھ گئی۔

✿••✿••✿••✿

"تم نے کبھی بتایا نہیں تمہارا ہینڈسم بھائی واپس آگیا ہے اور وہ کوئی اور نہیں بلکہ ماشیل دی بت ساز ہے۔۔۔"

منحہ اپنے کمرے میں گھسی دائمہ سے فون پر بات کر رہی تھی۔ جب سے وہ ادھم سے مل کر آئی تھی یہی سوچ رہی تھی کہ اسے کہیں دیکھا تھا۔۔ اور پھر اسے یاد کرنے پر یاد آگیا تھا اس نے اس کا ایوارڈ شو دیکھا تھا۔

تم نے بھی تو نہیں بتایا کہ تمہارا بھائی جسے میں عبدل سمجھتی رہی ہوں وہ''
''عبدل نہیں حاد ہے۔۔۔

وہ تلخ لہجے میں بولی۔

مجھے خود بہت بعد میں پتا چلا تھا اور ویسے بھی حاد بھیا صرف میرے نہیں''
''تمہارے بھی تو کزن ہیں۔۔۔

''ہاں تو ادھم بھائی تمہارا کزن نہیں ہے کیا۔۔۔؟؟''

ماہین حمدان، ام حانم اور ماہم۔۔۔ حمدان صاحب کی تین بیٹیاں تھیں اور ان کے آگے بچے الجھی ہوئی زندگی گزار رہے تھے۔۔۔ اور شاید یہ الجھنیں جبیل خاندان کی وجہ سے تھیں۔

منحہ کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن خاموش رہی۔۔۔وہ جانتی تھی دائمہ حاد سے محبت کرتی تھی اور وہ کچھ کہہ کر اس کا دل نہیں توڑنا چاہتی تھی۔

"تو تمہارا بھائی یہاں کیا کرنے آیا ہے؟؟"وہ اب متجسس تھی۔

"چھ مہینے پہلے گئے تھے وہ ملتان سے۔۔۔ڈپریشن کا شکار تھے۔۔ماما نے کہا تھا وہ باہر جائے گا تو ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔"

"ڈپریشن۔۔۔؟؟لیکن کیوں۔۔؟؟"وہ الجھی۔

"تم خود پوچھ لینا۔۔میں ابھی آفس کے لیے نکل رہی ہوں۔ بابا اور نانا ابو ویٹ کر رہے ہوں گے رات کو بات ہو گی۔۔"
اس نے خدا حافظ کہتے فون بند کر دیا تھا جبکہ منحہ بیڈ پر گر گئی تھی۔

ماثیل۔۔۔ادھم۔۔۔۔ادھم۔۔۔ماثیل۔۔۔"کتاب پڑھتا وہ شخص بار بار" نظروں کے سامنے آ رہا تھا۔

✿••✿••✿••✿

وہ جیسے ہی حاد کے ساتھ عمارت میں داخل ہوئی تو حیران رہ گئی۔۔۔اسے لگا وہ کسی اور سیارے پر آ گئی ہو۔۔۔ایک بڑا سا ہال تھا جس میں ایک جانب سیڑھیاں اور ساتھ ہی لفٹ اوپر جا رہی تھی جبکہ دوسری جانب سولر سسٹم بنا تھا جو ہوا میں معلق تھا۔۔۔بڑے بڑے ستارے سیارے۔۔۔

وہ حیرانی سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔باقی کمرے بنے تھے۔۔۔۔

یہ ان کے لیے جنہیں کائنات میں دلچسپی ہے۔۔۔جب وہ اسے یوں" قریب سے دیکھیں گے تو یقیناً سوچیں گے کہ ان کا بنانے والا کون ہے۔۔۔ "

واؤ۔۔۔"حمیزہ وہاں پہنچ گئی تھی۔۔۔اور اس کے منہ سے بے ساختہ" نکلا تھا۔حاد اسے یوں حیران دیکھ کر ہولے سے مسکایا۔

السلام علیکم۔۔"پھر جیسے ہی اس کی نظر حاد پر پڑی وہ فوراً آگے بڑھتے" بولی۔

وعلیکم السلام۔۔۔"اسے حمیزہ کی دلچسپی اچھی لگ رہی تھی۔"

آپ ٹی وی پر کم اور حقیقت میں زیادہ ہینڈ سم لگتے ہیں۔۔"اس کے یوں" منہ پھاڑ کر تعریف کرنے پر ایمان نے پہلے چونک کر اور پھر گھور کر اسے دیکھا جو سفید یونیفارم پر بلیو کوٹ پہنے ہوئے تھی۔۔بھاری بھر کم بیگ کندھے پر لٹک رہا تھا۔

اور آپ کافی اچھی اسکیچنگ کرتی ہیں۔۔۔"اس نے فوراً کہا۔۔وہ حمیزہ" سے اچھے تعلقات رکھنا چاہتا تھا۔۔

اب وہ انہیں ساتھ لے کر سامنے ہی بڑے دروازے والے کمرے میں گیا جو ایک بڑی سی لائبریری تھی جہاں آسٹرولوجی پر بہت ساری کتابیں تھیں۔۔۔

"یہ سب ان کے لیے جو کائنات سے خدا کی کھوج کرنا چاہتے ہیں۔۔۔"

پھراس نے آہستہ آہستہ انہیں کافی کمرے اور ہال دکھائے۔۔۔وہاں پورا ایک سسٹم تھا۔

انہوں نے وہاں پر کچھ اسٹوڈنٹس دیکھے تھے جو اوپری منزل پر تھے۔۔۔ ایمان نے جھانک کر ونڈو سے دیکھا تو اسے باہر گراؤنڈ میں کچھ اسٹوڈنٹس نظر آئے۔۔۔

شاید ان کے آنے کا یہی ٹائم تھا۔۔پھر وہ لوگ کانفرنس روم میں آگئے۔۔۔حمیزہ گھوم پھر کر پوری اکیڈمی دیکھنا چاہتی تھی۔۔
کانفرنس روم میں ایک بڑا سا گول میز تھا اور کرسیاں رکھی تھیں۔۔سامنے اسکرین تھی۔۔۔جہاں ایک جانب سعد و دوسری جانب مرتضے نظر آرہا تھا۔

ایک ویلنسیا میں تھا اور ایک لاہور میں۔۔

"یہ مس ام ایمان ہیں۔۔۔"اس نے دونوں سے تعارف کروایا جیسے وہ پہلی بار مل رہے ہوں۔دونوں نے اسے سلام کیا تھا۔۔وہ خاموشی سے ایک جانب بیٹھ گئی۔۔دل تھا کہ دھک دھک کر رہا تھا۔۔

اتنے ذہین لوگوں میں اسے اپنا آپ بہت ادنی سا لگ رہا تھا۔

"میرے خیال سے اب وہ وقت آگیا ہے جب ہم اس اکیڈمی کا پروپر طریقے سے آغاز کریں۔۔۔"

وہ پروجیکٹر آن کیے کچھ سلائڈز کھولے اپنے پلان کے متعلق بتا رہا تھا۔۔

وہ سنتے سنتے اسے دیکھنے لگی۔۔۔اس کا جسم پہلے سے کسرتی لگ رہا تھا شاید وہ جم کر رہا تھا۔۔

"میں چاہتا ہوں نوجوان نسل اسلام کو خود اسٹڈی کرے۔انہیں اپنے مسائل کا پتا ہونا چاہیے۔۔ہم اس دور میں رہ رہے ہیں جہاں اسلام کو چاروں

جانب سے خطرہ ہے اور ہماری نوجوان نسل جو بے خودی کی نیند سو رہی ہے اگر اب بھی نہ جاگی تو ہمارا وجود خطرے میں پڑ جائے گا۔۔اسلام کا نہیں۔۔۔ہمارا۔۔۔ہم۔۔۔جو خود کو مسلمان کہتے ہیں۔۔۔"

اس نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھتے کہا۔

"کیا لگتا ہے آج کل کے اسٹوڈنٹس جو اپنا زیادہ تر وقت اسکرین پر گزارتے ہیں۔۔۔جنہیں جلد از جلد اپنے کمرے میں جانا ہوتا ہے تاکہ وہ فون کو پوری پرائیویسی کے ساتھ یوز کر سکیں۔۔۔وہ متوجہ ہوں گے؟؟ وہ یہ سب سیکھ پائیں گے؟؟" مرتضٰے نے سوال کیا تھا۔

"پتا ہے میں اس اکیڈمی میں آنے والے بچوں سے فیس کیوں نہیں لے رہا؟؟" اس نے سوالیہ نظروں سے دونوں کو دیکھا۔

کیونکہ ان کا وقت جو وہ اپنی اسکرین کی بجائے یہاں آ کر ہمیں دیں گے وہی ”
“سب سے بہتر فیس ہے۔۔۔

وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا۔۔ میجورٹی ایسے اسٹوڈنٹس کی تھی جو مہنگی یونیورسٹیوں سے نہیں پڑھ سکتے تھے۔۔۔ جو مڈل کلاس سے تھے اور ذہین تھے۔۔۔ جن کا باہر جا کر پڑھنے کا خواب خواب ہی رہ جاتا تھا۔۔ وہ ایسے نوجوانوں کے لیے یہ سب کر رہا تھا۔۔

“لیکن ہم کب تک یہ سب افورڈ کر پائیں گے ؟؟”
سعد نے اگلا سوال کیا۔

جب نہیں ہو گا تب مناسب فیس رکھ لیں گے۔۔۔" اس کے ارادے "نیک تھے۔۔۔اور ایمان یہ سوچ رہی تھی جانے اس شخص نے کتنا پیسہ لگایا تھا ان دو اکیڈمیوں کو تیار کروانے میں۔۔۔اور اتنا پیسہ کہاں سے آیا تھا؟؟؟

"سید جبیل صاحب کا فون آیا تھا۔۔"
سعد نے جھجھکتے ہوئے بتایا۔

کیا کہہ رہے تھے وہ؟؟" حاد کے کان کھڑے ہوئے وہ پچھلے کافی دنوں "سے ان کا فون نہیں اٹھا رہا تھا۔

ایک منٹ۔۔" سعد نے کہتے ہوئے فون نکالا اور پھر ریکارڈنگ آن "کر کے موبائل اسکرین کے قریب کیا۔

"نواب صاحب میں تمہارے اکاؤنٹ فریز کروا رہا ہوں۔۔۔ تم نے مجھے کنگال کرنے میں کوئی کثر نہیں چھوڑی۔۔ خبردار جو اب ایک پیسہ بھی لگایا۔۔ تمہارے باپ نے نہیں کمایا یہ سب۔۔۔ اگر مجھے پتا ہوتا تم اس ارادے سے پاکستان آئے ہو میں تمہیں آنے ہی نہیں دیتا۔۔"

سید جبیل کی غصے سے بھری آواز ابھری تھی۔

ایک وہی تو تھا جو سید جبیل کی ہاں میں ہاں ملاتا تھا اور اب وہ بھی اپنی مرضی کرنا شروع ہو گیا تھا۔۔ وہ کافی بھڑکے ہوئے تھے۔۔

حاد نے خجالت سے اپنا کان کھجایا۔ جبکہ مرتضے اس کی تازہ تازہ ہوئی عزت افزائی پر اپنی مسکراہٹ چھپانے کی کوشش کر رہا تھا۔

انہیں میں سنبھال لوں گا آپ لوگ باقی سب دیکھیں۔۔" پھر وہ ایمان کی جانب متوجہ ہوا۔

"یقیناً آپ جان گئی ہوں گی کہ ہم نے سلفائٹس اکیڈمی کیوں بنائی ہے۔۔۔ کیا آپ ہماری ٹیم کا حصہ بنیں گی ہمیں ذہین لوگوں کی ضرورت ہے۔۔۔"
وہ پرامید نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ ایمان سیدھی ہو کر بیٹھی۔۔

اسے یہاں آکر اچھا لگا تھا۔۔۔ آج کے ٹیکنالوجی کے دور میں یہ سب ضروری تھا۔۔۔

توجہ۔۔۔ توجہ کھینچنا سب سے مشکل اور سب سے آسان کام ہے۔۔۔ عوام کی توجہ غلط کاموں کی طرف آسانی سے کھینچی جا سکتی ہے۔۔۔ سوشل میڈیا پر وائرل ہونا آج کل مشکل نہیں تھا جبکہ ایک درست سمت کی جانب، ایک صحیح راستے کی جانب نوجوان نسل کو متوجہ کرنا سب سے مشکل کام تھا۔۔

حادنے اپنی زندگی کا کافی عرصہ لندن میں گزارا تھا اس ٹیکنالوجی کو بہت قریب سے دیکھا تھا اسی لیے وہ پروپر پلان کے ساتھ سب کر رہا تھا۔۔۔وہ جانتا تھا جب تک وہ الگ سوچ نہیں لائے گا وہ نوجوان نسل کو نہیں جگا پائے گا۔

میں آپ لوگوں کی کیسے مدد کر سکتی ہوں۔۔۔؟؟" وہ اسے سوالیہ نظروں "
سے دیکھنے لگی۔

یہ آپ کو مرتضے بتائیں گے۔۔" اس نے مرتضے کی جانب اشارہ کیا اور "
خود میز کے دوسری جانب کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔۔۔سامنے ہی میز پر وہ رکھا تھا۔۔۔لکڑی کا پزل باکس۔۔۔جس پر ایمان کی نظر ابھی پڑی تھی۔۔وہ اس پزل کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

"آج کل کی نوجوان نسل کتابوں سے بہت دور ہے۔۔۔کالمز اور ریسرچ پیپر پڑھنا تو دور کی بات ہے۔۔۔تو جب آپ سوچتی ہیں۔۔۔جن سوالوں کے آپ جواب ڈھونڈتی ہیں ہم چاہتے ہیں آپ وہ سب بولیں۔۔اسٹوڈنٹس کو سنیں اور انہیں جواب دیں۔۔۔"

ایمان کے چہرے پر تفکر کی لکریں ابھریں۔

"لیکن میں کوئی اسپیکر یا اسکالر نہیں ہوں۔۔۔یہ میری فیلڈ نہیں ہے۔۔۔"

"لیکن آپ ہیلر تو ہیں نا۔۔۔؟؟"

سعد فوراً بول پڑا۔۔۔شاید وہ سب مل کر اسے منانے کا ارادہ ٹھان کر آئے تھے۔

"آپ ذہنی طور پر بیمار لوگوں کو سنتی ہیں۔۔اور پھر انہیں سمجھاتی ہیں۔۔۔بس یہی تو کرنا ہے آپ کو۔۔۔"

"پر وہ ذہنی مریض ہیں نارمل لوگ نہیں۔۔۔"

"یہ سب بھی مریض ہیں۔۔۔ہم۔۔۔ہم سب۔۔۔ہماری نوجوان نسل۔۔۔ہم سب مریض ہو چکے ہیں۔۔۔ہم بھٹک چکے ہیں۔۔اپنا مقصد بھول چکے ہیں۔۔اور دن بدن گرتے جا رہے ہیں۔۔۔اور ہماری روح گھائل ہو چکی ہے۔۔۔ہماری نوجوان نسل کی روح بیمار ہے۔۔۔سب گھائل روح کے مریض ہیں۔۔۔ہمیں اس بیماری کو دور کرنا ہے۔۔۔ہمیں انہیں جگانا ہے۔۔۔ان کی روح کو Heal کرنا ہے۔۔۔"

حاد ایک جھٹکے سے اٹھا تھا۔۔پزل باکس ہاتھ میں تھامے اب وہ دائیں بائیں چل رہا تھا۔۔اور اس کا ایک ایک لفظ سچا تھا۔

توکیا آپ ہمارا اس مشن میں ساتھ دیں گی۔۔۔"وہ اب میز پر دونوں ہاتھ " ٹکائے تھوڑا سا جھک کر کھڑا تھا۔۔اس کے بازوؤں کی رگیں ابھری ہوئی تھیں۔۔۔

ہاں وہ پکا جم کر رہا تھا۔

"لیکن میں ہاسپٹل جاتی ہوں۔۔۔میں ان لوگوں کو نہیں چھوڑ سکتی۔۔۔"

نہیں ہم آپ کو ہاسپٹل چھوڑنے کا نہیں کہہ رہے۔۔۔بس تھوڑا وقت " "نکال لیں۔۔۔چاہے ہفتے میں دو دن۔۔۔

وہ اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔ایمان کے چہرے پر اضطراب تھا۔۔۔وہ واضح دیکھ سکتا تھا۔۔وہ تھوڑی بے چین تھی۔

"مجھے سوچنے کے لیے کچھ وقت چاہیے۔۔۔"
اور حاد کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔

شیور۔۔۔"وہ پیشہ ورانہ انداز میں مسکرایا۔اور پھر ایک فائل اٹھا کر اس کے سامنے رکھی۔

"یہ آفر لیٹر ہے آپ کی جو بھی ڈیمانڈ ہے وہ آپ اسے سائن کر کے بنا کسی شش و پنج کے لکھ سکتی ہیں۔۔۔اگر آپ ہمیں جوائن کرنا چاہیں۔۔۔"
وہ اس کے پیشہ ورانہ انداز سے متاثر ہوئی تھی۔۔کہیں سے نہیں لگ رہا تھا یہ دو گھنٹے پہلے والا حاد جبیل تھا۔

ایمان نے خاموشی سے فائل اٹھالی۔۔

ضرور۔۔۔"وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔"

اب مجھے جانا ہے۔۔۔"وہ سنجیدگی سے بولی۔"

ٹھیک ہے۔۔۔"حاد نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔۔وہ اپنا بیگ اٹھا کر" فائل سمیت کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔۔

✿••✿••✿••✿

وہ فائل اٹھا کر نیچے آئی تو حمیزہ کو ڈھونڈنے لگی۔۔۔رات کا اندھیرا کافی بڑھ چکا تھا۔۔۔سلمیٰ بیگم کا اسے بار بار فون آرہا ہے۔

”جی امی!“ وہ فائل سینے سے لگائے آگے بڑھ رہی تھی اور اس کی نظریں حمیزہ کو ڈھونڈ رہی تھیں۔

”کہاں رہ گئی ہو تم دونوں۔۔؟؟ کب سے فون کر رہی ہوں۔۔ میرا دل گھبرا رہا ہے۔۔“ سلمی بیگم کی پریشان سی آواز ابھری۔

”بس میٹنگ سے ابھی فری ہوئی ہوں۔۔ کچھ دیر تک پہنچ جائیں گے گھر۔۔“ اس نے اپنی گردن کو دائیں بائیں گھما کر ریلیکس کرنا چاہا جو تھکن کے باعث درد کر رہی تھی۔

”ڈرائیور ہے نا۔۔؟؟“ انہوں نے فوراً پوچھا۔

’’نہیں ڈرائیور کو میں نے بھیج دیا تھا۔۔اسے ضروری کام تھا۔۔‘‘

تو اب تم دونوں اکیلے کیسے آؤ گی؟؟ باہر اتنی تیز دھند ہے کچھ دکھائی نہیں دے رہا۔۔‘‘ سلمی بیگم کا دل گھبرا گیا تھا۔۔۔انہیں اسلام آباد آئے کافی مہینے ہو گئے تھے پر ابھی تک یہ شہر ان کے لیے انجان ہی تھا۔۔۔وہ یہاں ایڈجسٹ نہیں ہو پائیں تھیں۔

ایمان نے گلاس ونڈو کے پاس رکتے باہر دیکھا۔۔۔

باہر اسے کہرہ نظر آیا۔۔۔۔اور کچھ بھی نہیں۔۔۔البتہ چاند پورا تھا جس کے باعث اندھیرا کم محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

امی پریشان مت ہوں۔۔۔‘‘اس نے گلاس ونڈو پر پھونک ماری۔۔۔اور پھر انگلی سے سمائلی بنائی۔

وہ خود پریشان تھی لیکن ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"میں آپ کو تھوڑی دیر تک فون کرتی ہوں۔۔۔"اس نے جلدی سے فون بند کیا۔۔۔اب وہ حمیزہ کو جلد ڈھونڈنا چاہ رہی تھی۔

"کیا میں آپ لوگوں کو ڈراپ کر دوں۔۔؟؟" جانے کب وہ اس کے پیچھے آیا تھا۔۔ایمان چونک گئی۔۔وہ ڈر گئی تھی۔۔۔
وہ رات گئے گھر سے باہر نہیں نکلتی تھی۔۔۔اسے خوف آتا تھا۔

"نہیں وہ میں رائیڈ کروالوں گی۔۔"اس نے فون کی جانب متوجہ ہوتے کہا۔

یہ ایریا شہر سے تھوڑا باہر ہے۔۔ جلدی کوئی رائیڈ نہیں ملے گی۔۔۔میں" چھوڑ دیتا ہوں ویسے بھی مجھے اسی طرف جانا ہے۔۔" وہ پوری سنجیدگی سے کہہ رہا تھا اور ایمان کو اس وقت یہی مناسب لگا۔۔۔

"وہ حمیزہ۔۔۔"

وہ گراؤنڈ فلور پر لائبریری میں ہے میں نے سیکیورٹی کیمرہ چیک کیا"
"ہے۔۔

وہ اثبات میں سر ہلاتی سیڑھیوں کی جانب بڑھی۔ وہ اس کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔۔۔ جو چیز اس وقت وہ شدت سے محسوس کر سکتا تھا وہ تھا ایمان کا خوفزدہ ہونا۔۔۔۔

آخر وہ کیوں خوفزدہ تھی؟؟ وہ سمجھ نہیں پایا۔۔

اکیڈمی اب خالی نظر آرہی تھی۔۔۔اسٹوڈنٹس یا تو جا چکے تھے یا اندر تھے۔۔

اس نے حمیزہ کو لائبریری سے بلایا۔۔۔وہ انہیں ساتھ لیے عمارت سے باہر نکل آیا۔۔۔

باہر نکلتے ہی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے نے ان کا استقبال کیا تھا۔

آپی مجھے نیند آرہی ہے۔۔''حمیزہ بھی بری طرح تھک گئی تھی۔''

پارکنگ ایریا عمارت کی پچھلی جانب تھا۔وہ انہیں وہیں چھوڑ کر گیا اور گاڑی لے آیا۔۔۔

اس نے حمیزہ کو پیچھے بٹھایا اور خود آگے بیٹھ گئی تا کہ حاد کو یہ نہ لگے کہ گھبرا رہی ہے۔

وہ اب اسٹرینگ وہیل کو گھماتے گاڑی کو گیٹ کی جانب لے جا رہا تھا۔۔ گارڈ نے گیٹ کھولا اور وہ گاڑی لے کر سڑک پر نکل آیا۔۔۔ ایمان نے کن انکھیوں سے اسے گاڑی چلاتے دیکھا تھا۔۔ اور پھر ایک گہرہ سانس لیا تھا۔۔ کیوں اسے اچھا لگ رہا تھا سب ؟؟

وہ توجہ سے ڈرائیونگ کر رہا تھا گاڑی میں گہری خاموشی تھی۔۔ حمیزہ شاید سو چکی تھی۔۔ وہ کتنی ہی دیر شیشے سے باہر دیکھتی رہی جہاں کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔

اور پھر کچھ یاد آنے پر وہ اس نے گود میں رکھی فائل کو دیکھا۔۔ اسے کھولا اور پڑھنے لگی۔۔ اس میں وہی سب لکھا تھا جو حاد نے بولا تھا۔۔

آپ نے کہا میں اپنی مرضی سے سیلری ڈیمانڈ کر سکتی ہوں۔۔؟؟"اس"
نے ذرا سا رخ موڑ کر حاد کو دیکھا۔

"جی بالکل۔۔۔"

لیکن۔۔۔آپ کی حالت فائنانشلی کافی خراب چل رہی ہے تو۔۔۔"وہ"
بات ادھوری چھور گئی۔

حاد کی ابھرنے والی ہنسی بے ساختہ تھی۔۔۔وہ کچھ دیر ہنستا رہا۔۔۔ایمان کو شرمندگی نے آگھیرا۔۔۔لیکن وہ حیران ہوئی تھی اس نے بھلا ہنسنا کب سیکھا تھا؟؟؟

مس ام ایمان! میں حاد جبیل آپ کی سیلری افورڈ کر سکتا ہوں۔۔" وہ مسکراہٹ روکنے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔

آپ بے فکر ہو جائیں۔۔۔" وہ اب محظوظ سا بیٹھا تھا۔"

جبکہ ایمان نے دل ہی دل میں عہد کر لیا تھا وہ اب کوئی سوال نہیں پوچھے گی۔

✿••✿••✿••✿

حاد نے گاڑی اس بلڈنگ کے سامنے لا کر روک دی جس میں ایمان کا اپارٹمنٹ تھا۔۔ باقی کا پورا راستہ خاموشی سے کٹا تھا۔۔ اس نے ایمان کی

موجودگی کو اس شدت سے محسوس کیا تھا کہ بات کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔

کس فلور پر ہے آپ کا اپارٹمنٹ؟؟" وہ ایسے پوچھ رہا تھا جیسے جانتا ہی نہ ہو۔"

سیکنڈ۔۔۔" ایمان نے ہولے سے جواب دیا۔ اس نے گردن موڑ کر" پیچھا دیکھا تو حمیزہ سو چکی تھی۔

"میں اوپر تک آؤں۔۔؟؟"

نہیں تھینک یو سو مچ۔۔۔" اب وہ حمیزہ کو آوازیں دے رہی تھی۔"

میز واٹھ جاؤ۔۔"لیکن وہ نہ اٹھی۔۔حاد جلدی سے گاڑی سے اترااور اس کی جانب آکر دروازہ کھول دیا تاکہ وہ آسانی سے باہر نکل کر اسے اٹھا سکے۔۔

ایمان تو اس کی اس حرکت پر ساکت رہ گئی۔اس نے حاد کی طرف دیکھا جس نے شرٹ کے اوپر کچھ نہیں پہن رکھا تھا،نہ کوئی موٹا کوٹ نہ کوئی ہڈی۔۔۔

وہ ویسے ہی کھڑا تھا دروازہ کھولے۔۔وہ تیزی سے باہر نکل آئی۔

حاد نے پیچھے کا دروازہ کھولا تو ایمان نے جھکتے ہوئے حمیزہ کو کندھے سے پکڑ کر ہلایا۔

"اٹھ جاؤ ہم پہنچ گئے ہیں۔۔"حمیزہ نے آدھی کھلی اور آدھی بند آنکھوں سے اسے دیکھا اور پھر ایمان کا سہارا لیتی باہر نکل آئی۔ایمان اس کا بازو تھامے کھڑی تھی تاکہ وہ گر نہ جائے۔۔۔اس کا بیگ گاڑی کے اندر ہی تھا۔۔حاد نے فرنٹ سیٹ سے اس کا شولڈر بیگ نکالا جو گہرے بھورے رنگ کا تھا اور اسے پکڑایا۔

آپ سے مل کر اچھا لگا۔۔۔" وہ پیشہ ورانہ انداز میں کہہ رہا تھا۔ایمان بس مسکرا کر رہ گئی۔

"آپ کا اپارٹمنٹ یہاں سے کتنا دور ہے؟؟" وہ اسے الجھی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔کیا اسے سردی نہیں لگتی۔۔۔پھر اس نے مروتاً پوچھ لیا۔

"یہاں سے تو قریب ہی ہے البتہ مجھے ابھی واپس اکیڈمی جانا ہے۔۔" وہ پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔اس کی بات سن کر ایمان کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"کیا آپ وہاں رہتے ہیں۔۔۔؟؟"

"ہاں۔۔جب سے سٹارٹ کیا ہے وہیں سوتا ہوں زیادہ تر۔۔"

"اکیلے۔۔۔؟؟"

"ہاں۔۔۔اکیلے۔۔۔"

"ٹھیک ہے پھر آپ کو جانا چاہیے۔۔کافی وقت ہو گیا ہے۔۔"
حمیزہ ہولے ہولے کچھ بڑبڑا رہی تھی۔۔وہ جلدی سے گھر پہنچ کر سونا چاہتی تھی۔

آپ جائیں پہلے۔۔۔"اس نے اشارہ کیا تو ایمان اپنا اور حمیزہ کا بیگ تھامتی" اسے پکڑ کر داخلی دروازے کی جانب بڑھ گئی۔۔پارکنگ ایریا نیچے تھا اس

لیے بلڈنگ کے باہر زیادہ رش نہیں تھا۔۔ویسے بھی اتنی سردی ہونے کی وجہ سے لوگ اپنے گھروں میں دبکے پڑے تھے۔۔۔

وہ وہیں کھڑا رہا۔۔۔داخلی دروازے پر گارڈ بیٹھا تھا۔۔۔جب وہ اندر داخل ہو گئی تو اس گاڑی کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گیا۔

انکل آج لفٹ اوپن کر دیں۔۔۔"اس نے گارڈ سے کہا۔۔دروازے کے" پاس ہی لفٹ اور سیڑھیاں اوپر جاتی تھیں۔۔وہ لفٹ نہیں استعمال کرتی تھی۔۔وجہ اس کا دم گھٹتا تھا۔۔اسے فوبیا تھا اور دوسرا وہ سیڑھیوں کو اس لیے استعمال کرتی تھی تاکہ ایکٹیو رہ سکے۔

گارڈ نے جلدی سے لفٹ اوپن کی اور اس نے اندر داخل ہوتے سیکنڈ فلوڑ کا بٹن دبایا۔۔۔حمیزہ اب اس کے اوپر ڈھے گئی تھی۔

ویسے تو تم سوتی نہیں ہو بارہ بجے تک بھی اور آج اتنی جلدی سو گئی۔۔۔‘‘’’
وہ اب اسے دیکھ کر بڑبڑا رہی تھی۔

میزو آنکھیں کھولو یار۔۔ پانچ کلو کا تو تمہارا بیگ ہے۔۔۔‘‘ لفٹ کھلی اور وہ’’
اسے پکڑے اپنے اپارٹمنٹ تک آئی۔۔ بیل دینے پر سلمی بیگم نے دروازہ
کھولا۔۔

کہاں رہ گئی تھی تم دونوں۔۔۔ میں کب سے فون کر رہی ہوں۔۔‘‘ سلمی’’
بیگم کو جیسے سکون کا سانس آیا تھا۔۔ اس نے حمیزہ کو لاؤنج میں صوفے پر
بٹھایا جو اب آنکھیں کھولنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"امی ابھی ساڑھے آٹھ بجے ہیں۔۔بس میٹنگ کی وجہ سے لیٹ ہو گئی۔۔۔"اس نے صوفے پر بیٹھتے گہرا سانس لیا۔۔سب سے پہلے اپنا وزنی کوٹ اتارا۔ حمیزہ اب جھکی ہوئی اپنے شوز اتار رہی تھی۔

"اتنے سکون کی نیند کبھی نہیں آئی مجھے۔۔۔"وہ مندھی مندھی آنکھوں سے بولی۔

"ڈرامہ کوئین۔۔"ایمان اسے دیکھ کر بڑبڑائی۔

"کھانا لگاؤں۔۔۔؟؟"سلمی بیگم نے فوراً پوچھا۔

"ہاں میں بس چینج کر کے آتی ہوں۔۔۔"وہ اپنا بیگ اور کوٹ اٹھاتی کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

"ہو گئی نیند پوری۔۔؟؟" سلمی بیگم نے انگڑائی لیتی حمیزہ سے پوچھا۔۔۔

"ارے یار مومی۔۔ کیا بتاؤں آپ کو کتنا مزہ آیا۔۔۔اتنی خوبصورت جگہ تھی۔۔۔ویسے تو اسلام آباد پورا ہی خوبصورت ہے لیکن سچی وہ ویسی ہی جگہ تھی جیسی آپی اور مجھے پسند ہے۔۔" اس نے یونیفارم کے اوپر سے اپنا بلیو کوٹ اتارا۔۔۔اور صوفے پر ہی لیٹ گئی۔

"اب اٹھ جاؤ ہاتھ منہ دھولو، میں کھانا لگا رہی ہوں۔۔۔" سلمی بیگم اسے تاکید کرتی کچن کی جانب چلی گئیں۔ جبکہ وہ آنکھیں موندھے انہی نظاروں میں کھوئی تھی۔ ایمان اپنے کمرے میں آئی اس نے اپنا کوٹ ہینگ کیا اور جھک کر شوز اتارنے لگی۔۔

اچانک اس کا فون بجنے لگا۔۔اس نے دیکھا تو کوئی انجان نمبر تھا۔۔

ہیلو۔۔۔"اس نے فون اٹھاتے کان سے لگایا۔"

پہنچ گئیں آپ۔۔۔؟؟"حاد کی آواز ابھری۔"

جج۔۔جی۔۔۔"وہ حیران ہوئی۔"

"ٹھیک ہے اب میں بھی چلتا ہوں۔۔۔"

ایمان کی آنکھیں پھیلیں۔۔۔تو کیا وہ نیچے ہی کھڑا تھا۔۔وہ جلدی سے ونڈو کی جانب بڑھی۔۔۔ذرا سا پردہ سرکا کر دیکھا تو وہ اپنی گاڑی ریورس کر رہا تھا۔۔۔

"have a good night.."

فون بند ہو چکا تھا جبکہ وہ فون کو حیرانی سے دیکھ رہی تھی۔

جنٹل مین۔۔۔" وہ ہولے سے مسکرا دی اور پھر فون واپس بیڈ پر رکھ دیا۔ دوبارہ ونڈو سے جھانکا تو اس کی گاڑی نظروں سے اوجھل ہو چکی تھی۔

"کیا وہ اکیلا وہاں رہتا ہے۔۔۔؟؟ کیا اسے ڈر نہیں لگتا۔۔؟؟"
وہ جھرجھری سی لے کر رہ گئی۔

✿••✿••✿••✿

وہ تیار ہو کر نیچے آئی تو اسے حانم کی آواز سنائی دی۔

کہیں جارہے ہو؟؟"شاید وہ ادھم سے پوچھ رہی تھیں۔"

تھوڑا بور ہو گیا تھا سوچا کافی پی آتا ہوں اور آتے ہوئے کچھ کتابیں لے آؤں گا۔۔"وہ دونوں لاؤنج میں تھے۔

"ٹھیک ہے لیکن ڈنر گھر پر ہی کرنا۔۔۔زوئی کھانا بنا رہی ہیں۔۔"

آنی۔۔۔"منحہ نے سیڑھیاں اترتے انہیں پکارہ۔"
وہ گرم سیاہ فراک پر بھورے رنگ کا کوٹ پہنے ہوئی تھی۔ سر پر اونی کیپ تھی۔

وہ میں کچھ کام سے باہر جا رہی ہوں کچھ دیر تک واپس آ جاؤں گی۔۔۔‘‘

اس کی ورکشاپ جلد ہی ختم ہونے والی تھی اس کے کولیگز نے آؤٹنگ کا

پلان بنایا تھا۔

حانم نے اسے سر سے پاؤں تک دیکھا۔۔۔ ٹخنوں سے ذرا اوپر تک آتی فراک

اس پر اونی جیکٹ نما کوٹ، بالوں کو فولڈ کر کے اوپر کیپ لی گئی تھی جب کہ

پاؤں لانگ بوٹس میں قید تھے۔ وہ اچھی لگ رہی تھی۔۔

’’چھ بج رہے ہیں۔۔۔ آٹھ بجے تک واپس آنا ہے۔۔‘‘

ان کی بات سن کر منحہ مسکرا دی۔

میں پہلے کبھی لیٹ آئی ہوں۔۔۔؟؟‘‘اس نے قریب آتے حانم کے گال‘‘

پر پیار کیا۔ وہ اسے اپنی ماں سے زیادہ عزیز تھی۔ ادھم نے یہ منظر دیکھتے اپنا

مفلر اٹھا کر کانوں کے گرد لپیٹا۔۔۔ باہر ٹھنڈ تھی اسے فلو جلدی ہوتا تھا اور سردیوں میں زیادہ تر استھما کا اشو بڑھ جاتا تھا۔

ایسا کرو ادھم تم منحہ کے ساتھ چلے جاؤ۔۔ یہ تمہیں ڈراپ کر دے گی۔۔"اس نے ادھم سے کہا۔
منحہ نے کن انکھیوں سے اسے دیکھا اور پھر اثبات میں سر ہلا دیا۔۔

میں چلا جاؤں گا۔۔۔ ویسے بھی میں کسی ایک جگہ نہیں جاؤں گا۔۔ جانے "کہاں کہاں بھٹکوں گا تو۔۔

مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔"وہ فوراً اس کی بات کاٹتے بولی۔"

اوکے خیریت سے جاؤ۔۔۔" وہ دونوں سے کہتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

"چلیں۔۔۔؟؟" ادھم نے اسے دیکھتے کہا۔ منحہ ہاتھ میں چھوٹا سا شولڈر بیگ تھامے کھڑی تھی جسے اس نے چلتے ہوئے کندھے پر لٹکا لیا۔

وہ دونوں باہر لان میں آگئے تھے۔۔ باہر کافی سردی تھی۔۔
ادھم نے سر اٹھا کر آسمان کو دیکھا۔۔ کچھ نظر نہیں آیا۔۔اس کا ناک سرخ ہونا شروع ہو گیا تھا۔۔ وہ سردی نہیں سہہ پاتا تھا۔۔ منحہ گیراج سے گاڑی نکال رہی تھی۔۔

وہ گاڑی نکالتی اس تک لائی۔

آئیں مسٹر ماثیل میں آپ کو لفٹ دیتی ہوں۔۔۔‘‘ وہ شیشہ نیچے کرتے ہوئے مسکرائی تو وہ سامنے سے گزرتا دوسری جانب آکر بیٹھ گیا۔

گاڑی اب پتھریلی سڑک پر سست روی سے بہہ رہی تھی۔

‘‘تو کہاں جانا ہے آپ کو؟؟؟’’

کسی کافی شاپ پر۔۔۔ جہاں بکس بھی ہوں۔۔‘‘ وہ سامنے دیکھتے گویا ہوا اور اپنے ہاتھوں کو رگڑ کر انرجی پیدا کی۔۔۔ منحہ نے ہیٹر آن کر دیا۔

بکس تو حانم آنی کی لائبریری میں کافی زیادہ ہیں۔۔ آپ وہاں سے پڑھ سکتے ہیں۔۔’’

وہ بکس میرے ٹائپ کی نہیں۔۔اور دوسرا میں باہر بیٹھ کر پڑھنا چاہتا"
"ہوں۔۔

تاکہ کوئی لڑکی آپ کو کتاب پڑھتے دیکھے اور دل ہار جائے۔۔"اس نے"
شرارت سے کہا تو وہ مسکرا دیا۔

"نہیں اب ایسی کوئی خواہش نہیں ہے۔۔۔"

آپ کو نہیں ہو گی لیکن یہاں کی عورتیں مشرقی مردوں پر جلد عاشق"
"ہوتی ہیں۔۔۔اور وہ بھی کتابیں پڑھنے والے مرد۔۔۔
وہ اب بیک مرر میں دیکھتے ہوئے بولی۔

اور مشرقی عورتوں کے بارے میں کیا خیال ہے۔۔۔؟؟ کیا انہیں کتابیں"

"پڑھنے والے مرد پسند ہیں۔۔۔؟؟

منحہ کا دل اچھل کر حلق میں آیا۔۔۔ کیا پوچھ رہا تھا وہ۔۔ وہ بھی اس لڑکی سے جس نے اسے پہلی بار کتاب پڑھتے دیکھا تھا اور پھر نظریں ہٹانا ذرا مشکل ہو گیا تھا۔

"یہ ڈیپنڈ کرتا ہے۔ ایسے مرد انہی لڑکیوں کو پسند آتے ہیں جو خود کتابیں پڑھتی ہوں۔۔" اس نے سنجیدہ لہجے میں بتایا۔

"پھر بھی میں اسے پسند نہیں آیا۔۔ وہ تو خود لکھتی تھی۔۔" اس نے اذیت سے آنکھیں موندھیں۔۔۔ ایمان کا سراپا تصور کے پردے پر لہرایا تھا۔ وہ اب سیٹ سے پشت ٹکائے بیٹھا تھا۔

وہ دھیان سے گاڑی چلا رہی تھی جب اس کا فون بجنے لگا۔اس نے فون اٹھاتے اسپیکر پر ڈالا۔

ہائے مِنحہ۔۔۔آج کا پلان کینسل کرنا پڑے گا سارہ کو فوڈ پوائزن ہو گیا ہے ” ہم ہاسپٹل جا رہے ہیں۔۔“اس کے کولیگ نے اطلاع کرتے فون بند کر دیا۔۔۔اور منحہ کو عجیب سے احساس نے آگھیرا تھا۔۔ابھی وہ شدید خواہش کر رہی تھی کہ اسے ساتھ بیٹھے شخص کے ساتھ کچھ وقت گزارنے کا موقع مل جائے۔۔اور شاید قدرت نے اس کی سن لی تھی۔۔اس نے گاڑی ایک جانب روکتے اس کی جانب دیکھا۔۔وہ ویسے ہی آنکھیں موندھے بیٹھا تھا۔

”میرا پلان کینسل ہو گیا ہے تو اب آپ کو کہاں ڈراپ کروں۔۔؟؟“ ادھم نے آنکھیں کھولیں اور ونڈ اسکرین سے دیکھا۔

”یہاں سے میں واک کر لوں گا۔۔ تھینک یو سو مچ۔۔۔“وہ کہتے ہوئے دروازہ کھول کر باہر نکلنے لگا اور پھر اچانک رک گیا۔

”تو مطلب آپ اب واپس جائیں گی۔۔۔“اس نے منحہ کی تیاری پر جیسے چوٹ کی۔۔اور وہ پھیکا سا ہنس دی۔

”میں آپ کو کمپنی دے سکتی ہوں۔۔۔“اس نے آفر پیش کی۔

”میں کافی بورنگ سا بندہ ہوں تم بھی بور ہو جاؤ گی۔۔“وہ اس سے چھوٹی تھی اور وہ اسے مزید آپ آپ نہیں بلا سکتا تھا۔

مجھے بورنگ لوگ پسند ہیں۔۔۔" اس نے کہتے ہوئے گاڑی سائیڈ پر لگائی" اور باہر نکل کر لاک کر دی۔ کچھ فاصلے پر مارکیٹ تھی جہاں ٹورسٹ کا رش لگا ہوا تھا۔۔ وہاں گاڑی الاؤ نہیں تھی۔۔۔

وہ دونوں اب پیدل چل رہے تھے۔

تو تم ڈرماٹولوجسٹ کیوں بنی؟؟" اس نے سوال کیا۔"

پتا نہیں۔۔۔ شاید مجھے یہی بننا تھا۔۔۔" وہ ساتھ چلتے بتا رہی تھی۔۔۔" ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی اور منحہ کا ناک سرخ پڑ چکا تھا۔۔۔ سڑک کے دونوں جانب زرد روشنیاں جل رہی تھیں۔۔۔ لوگ آ جا رہے تھے۔۔۔ ان سے کچھ فاصلے پر ٹاور برج تھا جس پر کافی رش تھا۔۔۔ روشنیاں اتنی تیز تھیں کہ دونوں کی رنگت دمک رہی تھی۔

"مشرقی لڑکیاں اتنی مشکل کیوں ہوتی ہیں ان سے کچھ بھی پوچھو تو جواب ہوتا ہے "پتا نہیں۔۔ "عجیب۔۔۔

اسکا انداز ایسا تھا کہ منحہ ٹھہر گئی اور پھر ہنس دی۔

"اتنی بھی مشکل نہیں ہوتیں ہم، بس سمجھنے کے لیے دماغ کی نہیں دل کی ضرورت ہوتی ہے۔۔" وہ بولی تو ادھم نے ٹھہر کر اسے دیکھا۔اس کا چہرہ شفاف اور رنگت گلابی مائل تھی کچھ سردی کی وجہ سے ناک سرخ ہو گیا تھا۔۔اس کے ہونٹوں پر لگا گلوز چمک رہا تھا۔۔اس کے بال آگے سے بینگز میں کٹے ہوئے تھے جو آگے سے اس کی آنکھوں کو چھو رہے تھے اور باقی کیپ میں چھپ گئے تھے۔۔۔اس کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی تھیں جو ہنستے ہوئے اور چھوٹی ہو جاتی تھیں۔نازک سا سراپا تھا بلاشبہ وہ خوبصورت تھی۔

"سو۔۔۔آر یو سنگل۔۔؟؟" غیر متوقع سوال تھا۔وہ کچھ بول نہ پائی۔

"آپ کو کیا لگتا ہے۔۔؟؟" وہ دونوں پھر سے چلنے لگے تھے۔

"آج کے دور میں کوئی بھی سنگل نہیں ہوتا۔۔۔" وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا۔

"اچھا تو پھر آپ نے اب تک شادی کیوں نہیں کی؟؟ یا کرنے والے ہیں۔۔۔"

"میں تو ریجیکٹڈ ہوں۔۔۔" اس کے لہجے میں اذیت ہی اذیت تھی۔۔۔ وہ ٹھہر گئی۔۔

"ایسے شخص کو کون ریجیکٹ کر سکتا تھا؟؟ تو کیا یہی وجہ تھی اس کے ڈپریشن کی۔۔۔؟؟" وہ سوچنے لگی۔

ہر بیڈ لک۔۔۔“ وہ بس اتنا ہی پائی۔ ”پر آپ کو کوئی کیوں ریجیکٹ کرے گا۔۔؟؟“ وہ اب دونوں اب ایک کافی شاپ کے سامنے تھے۔۔۔اس نے دو کافی آڈر کی۔۔اندر جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔۔منحہ کو یوں اس کے ساتھ چلنا اچھا لگ رہا تھا۔

“میں اس کے ٹائپ کا نہیں تھا۔۔”

اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ آپ کو ریجیکٹ کر دے۔۔“اسے اب افسوس ہو رہا تھا۔۔ادھم نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔اسے منحہ معصوم لگی تھی۔۔ایمان کی طرح۔۔۔

اگر اس کی جگہ تم ہوتی تو تم بھی ایسا ہی کرتی۔۔“ وہ ہولے سے مسکایا۔”

اور میں ایسا کیوں کرتی۔۔؟؟''اس نے الٹا سوال کیا۔''

ایک بے روزگار، جواری اور نشئی سے کون شادی کرنا چاہے گا۔۔۔؟؟''''
ماثیل نے تلخ لہجے میں کہا تو منحہ خاموش ہو گئی۔۔۔اس سے کچھ بولا ہی نہیں گیا۔وہ بس اسے دیکھ رہی تھی جو کافی شاپ میں بیٹھے لوگوں کو دیکھ رہا تھا۔۔ بس دیکھ رہا تھا ذہن تو جانے کہاں اٹکا تھا۔

یہ سب تو وقت کے ساتھ ٹھیک ہو سکتا ہے۔۔''وہ جانے خود کو تسلی'' دے رہی تھی یا اسے۔

میں تمہیں کسی پاگل خانے میں نظر آئی تو اس کی وجہ تم ہو گے۔۔''اس'' کی سماعت سے ایمان کے الفاظ ٹکرائے۔آخری بار اسے پاگل خانے میں ہی

تو دیکھا تھا۔اسے اپنا سانس سینے میں اٹکتا محسوس ہوا۔اس نے گردن اوپر کر کے آسمان کو دیکھا اور منہ کھول کر سانس لینے کی کوشش کی۔اس کے چہرے پر گہری اذیت تھی۔۔۔اس نے یہ سال کیسے گزارا تھا صرف وہی جانتا تھا۔۔چھ ماہ تک تو وہ شدید ڈپریشن میں رہا۔گھر میں ہی قید رہتا۔گلٹ اتنا زیادہ تھا کہ وہ بیمار پڑھ گیا۔اسے ٹائیفائڈ ہو گیا تھا جو مشکل سے ٹھیک ہوا تھا۔کتنی بار سوچا کہ ہسپتال جا کر اسے مل کر آئے اسے دیکھ آئے۔لیکن ہمت ہی نہیں ہوئی۔پھر چھ ماہ پہلے وہ پاکستان پھر سے چھوڑ آیا۔جانے کہاں کہاں پھرتا رہا۔اور اب آخر میں یہاں آیا تھا۔

”ایک مذہبی لڑکی ایسے شخص سے شادی نہیں کر سکتی جس کی اس کے خدا سے لڑائی ہو۔۔“

منحہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔وہ اتنا تو جانتی تھی کہ ادھم نے مذہبی وجوہات کی بات بنا کر گھر چھوڑا تھا۔۔

تو کیا وہ آج بھی ایسا تھا۔

کافی والے کافی کے دو گلاس پکڑائے۔ماثیل نے اپنا والٹ نکالنے کی کوشش کی۔

یہ کافی میری طرف سے۔۔"منحہ نے فٹافٹ بیگ سے پیسے نکال کر کافی" والے کو پیسے دیے اور اپنا گلاس تھام لیا۔۔۔ڈسپوزیبل گلاس گرم تھا جسے اس نے ٹشو کی مدد سے پکڑا۔۔وہ دونوں پھر سے چلنے لگی۔ گرم کافی کی حدت ہاتھوں کو سکون پہچانے لگی تھی۔

خدا کو نہیں مانتے آپ۔۔؟؟"وہ الجھ گئی تھی۔"

مانتا ہوں تبھی تو لڑائی ہے۔۔ نہیں مانتا ہوتا تو لڑائی کیسی ؟؟"وہ پھیکا سا ہنس" دیا اور پھر کافی کا سپ لیا۔

"کبھی لڑائی ختم کرنے کی کوشش نہیں کی؟؟"

وہ دونوں اب برج پر پہنچ چکے تھے۔نیچے سے گزرتے دریائے ٹیمز کے شور کی آواز صاف سنائی دے رہی۔

"کی تھی۔۔۔پر شاید وہ نہیں کرنا چاہتا۔۔۔"

"ایسا کیوں لگتا ہے آپ کو؟؟" کتنی الجھی شخصیت تھی اس کی۔وہ کافی کا سپ لیتے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔کافی سے نکلتی بھاپ منظر کو مزید حسین بنا رہی تھی۔

"مجھے Suffer کرنے پر مجبور کر دیتا کیونکہ وہ مجھے درد دیتا ہے۔مجھے ہے۔۔"

منحہ ہولے سے ہنس دی۔ اس پل اسے ادھم معصوم لگا تھا جو اپنے ہی خدا سے شکواں کناں تھا۔

"پتا ہے ذہین اور انٹلیکچوئل لوگ کبھی درد سے باہر نہیں نکل سکتے۔ انہیں Suffer کرنا پڑتا ہے۔" وہ اب دریا کو دیکھتے بولی۔ ادھم نے رخ موڑ کر اسے دیکھا۔ وہ اتنی بھی عام لڑکی نہیں تھی جتنی وہ سوچ رہا تھا۔ وہ اب اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا تا کہ وہ اسے اپنی بات کی ایکسپلینشن دے۔

"پتا ہے میری ایک کلاس فیلو تھی سکول میں، وہ کافی عجیب تھی۔ باقیوں سے الگ اور خاموش۔ ٹیچرز کہتے تھے وہ ایک دن کچھ الگ کرے گی۔ اسکول کے بعد ہم الگ ہو گئے۔ میں دوسرے کالج میں چلی گئی اور اس نے بینش کے ساتھ کسی اور کالج میں ایڈمیشن لے لیا۔" وہ بینش کو نہیں جانتا تھا لیکن سن رہا تھا۔

”ایک سال پہلے میری اس سے ملاقات ہوئی۔ جس ہاسپٹل میں میں جاب کرتی ہوں وہ وہاں آئی۔ میں اسے پہچان نہ پائی۔ وہ بینش کی بیسٹ فرینڈ تھی کالج میں البتہ میں اس سے کبھی زیادہ بات نہیں کر پائی تھی۔اس کی شخصیت ریزروسی تھی لیکن وہ مجھے اچھی لگتی تھی۔ پھر میں نے سنا وہ ابروڈ چلی گئی پڑھنے۔اور ایک سال پہلے جب میں نے اسے دیکھا تو میں شاکڈ ہوگئی۔ وہ اپنے اسکن ٹریٹمنٹ کے لیے آئی تھی۔ صرف اسکن ہی نہیں اس کی اوور آل ہیلتھ بہت خراب تھی۔ میں نے اس کی میڈیکل ہسٹری چیک کی تو مجھے یقین نہیں ہوا۔اس نے اپنی زندگی کے چھ مہینے اسائلم میں گزارے تھے۔ مینٹل اسائلم۔۔۔“ وہ خاموش ہوگئی۔ادھم اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

میں نے کبھی سوچا نہیں تھا کہ اتنی ذہین لڑکی کبھی پاگل بھی ہو گی۔اور پھر" مجھے یقین ہو گیا کہ ذہین اور انٹلیکچوئل لوگوں کو نارمل لوگوں سے زیادہ سہنا پڑتا ہے۔۔۔" وہ خاموش ہو گئی۔

تو کیا اس لڑکی نے خدا سے لڑائی نہیں کی؟؟" وہ اب پوچھ رہا تھا۔وہ" مسکرا دی۔

کیسے Healer اگر وہ لڑائی ہی کرتی رہ جاتی تو ٹھیک کیسے ہوتی؟؟اور" بنتی؟؟" اس نے چمکتی آنکھوں سے الٹا سوال کیا۔

اب وہ اسی پاگل خانے میں ایک ہیلر کی جاب کرتی ہے۔لوگ اسے ہیلر" "کے نام سے بلاتے ہیں۔۔

"آہ۔۔۔پتا نہیں لوگ کیسے کر لیتے ہیں۔۔۔"

وہ بڑبڑایا۔

اتنا مشکل نہیں ہے۔۔بس کوشش کرنی چاہیے۔۔۔"وہ اب مسکرا رہی" تھی۔۔وہ ایک زندہ دل لڑکی تھی۔جو زندگی کو اس حق سے جی رہی تھی جس سے جینے کا حق تھا۔

"تو۔۔۔تم نے نہیں بتایا۔۔تم کیوں سنگل ہو؟؟"

وہ اب بات بدلنا چاہتا تھا ایمان کا خیال پھر سے ابھر آیا تھا۔

آپ کو کیا لگتا ہے جس لڑکی کا بھائی حاد جبیل ہو اس کو کوئی عام لڑکا پسند آ" سکتا ہے؟؟میرے اسٹینڈرڈ کافی ہائی ہیں مسٹر ماثیل۔۔۔"وہ پوری دلکشی سے ہنس دی تھی۔

ہیل۔۔۔نو۔۔۔"اس نے برا سا منہ بنایا تھا۔۔"یہ سراسر ظلم ہے۔۔""
وہ کافی کا سپ لیتے بولا۔

کس کے ساتھ۔۔۔؟؟" وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔"

"اس لڑکے کے ساتھ جسے تم پسند آؤ گی۔۔"

"وہ میرے اسٹینڈرڈ کا ہو گا تو میں اس کے ساتھ ظلم نہیں کروں گی۔۔"

"محبت اسٹین۔ڈرڈ نہیں دیکھتی ڈاکٹر صاحبہ۔۔۔یہ آناً فاناً ہوتی ہے۔۔"
منحہ کا دل ڈوب کر ابھرا اور مسکراہٹ سمٹ گئی۔اس نے ادھم کے چہرے سے نظریں ہٹالی تھیں۔

آپ نے کچھ بکس لینی تھیں۔۔؟؟" وہ اب موضوع بدلنا چاہ رہی تھی۔"

چلو چلتے ہیں۔۔۔" وہ دونوں آدھا گھنٹہ چلتے رہنے کے بعد ایک بک شاپ" پر پہنچے تھے۔۔آدھے گھنٹے میں کافی باتیں ہوئی تھیں۔۔۔ادھم نے کچھ کتابیں لیں جیسے ہی وہ دونوں شاپ سے باہر نکلے تو باہر اڑتے روئی کے گالوں کو دیکھ کر منہ ساکت رہ گئی۔۔ تیز ہوا کے ساتھ برف باری شروع ہو گئی تھی۔

واؤ۔۔۔" اس نے گھوم کر روئی کے گالوں کو اپنے ہاتھوں پر محسوس کیا۔۔" وہ اسے دیکھ رہا تھا اور اس کی حرکتوں پر ہنس رہا تھا۔

لندن کی پہلی اسنو فال۔۔۔آپ کو پتا ہے کہا جاتا ہے پہلی اسنو فال کافی اسپیشل ہوتی ہے۔۔لوگ اس دن اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں۔۔"وہ اب دونوں ہاتھوں کو جوڑے برف کے گالوں کو ان پر گرتا محسوس کر رہی تھی۔

"میں ایسی کتابی باتوں پر یقین کم ہی کرتا ہوں۔۔۔"

منحہ کا ابھرنے والا قہقہہ بے اختیار تھا۔

پھر بھی کتابیں پڑھتے ہیں اور محبت پر یقین رکھتے ہیں۔امیزنگ"وہ اپنی ہنسی پر قابو پاتے بولی۔

اس نے فون نکال کر ٹائم دیکھا۔۔

آئی تھنک اب ہمیں چلنا چاہیے۔۔" وہ بس اب اپنے کمرے میں جانا چاہتا" تھا اس سے زیادہ وقت باہر گزارنا اسے مشکل لگتا تھا۔

ٹھیک ہے لیکن اس سے پہلے مجھے کچھ کہنا ہے۔۔" وہ قدم بڑھا کر عین" اس کے سامنے آئی۔

ویسے میں زیادہ دوست نہیں بناتی اور عجیب و غریب لوگوں سے دوستی بھی" نہیں کرتی پر پھر بھی۔۔ کیا اب ہم اچھے دوست بن سکتے ہیں۔۔" اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔۔ ادھم کے لیے یہ غیر متوقع تھا۔

دوست۔۔۔۔ اسے شنایا یاد آئی۔۔۔ شنایا کی دوستی اس کی محبت میں بے وفائی کا سبب بنی تھی۔۔ وہ انکار کر دینا چاہتا تھا لیکن سامنے کھڑی لڑکی کی آنکھوں میں جو جگنو جل اٹھے تھے اسے بجھانے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔

"ٹھیک ہے لیکن دوستی سے آگے کچھ مت سوچنا۔۔۔"

اس نے اس کا بڑھا ہوا ہاتھ تھام لیا۔۔ایک سایہ سا منحہ کے چہرے سے ہوتا ہوا گزر گیا۔۔ لیکن وہ مسکرا دی۔

ڈونٹ وری۔۔۔ڈاکٹر منحہ کے پاس اس سے زیادہ سوچنے کا وقت ہے بھی نہیں۔۔" وہ دونوں اب واپسی کی جانب گامزن تھے۔۔۔انکے پیچھے روئی کے گالے سفید قالین بچھاتے جا رہے تھے۔

✿••✿••✿••✿

ڈاکٹر علوی سے اس کی ملاقات ہسپتال میں ہوئی تھی وہ وہاں دورے پر آئے تھے جب اس نے ایک مریضہ کے کمرے میں ایمان کو بولتے سنا۔۔اور اس نے تب ایمان کو اپنے کلینک پر ہفتے میں دو بار سیشن کی آفر کی تھی۔

وہ یہاں آنے لگی۔۔ یہاں تھیراپی کے لیے آنے والی زیادہ تر لڑکیاں تھیں۔۔ہر عمر کی۔۔۔ سنگل، کمیٹڈ اور شادی شدہ۔۔۔

آج بھی اس کا سیشن تھا۔۔ دو دن ہو گئے تھے اس نے ابھی تک حاد سے کوئی کنٹیکٹ نہیں کیا اور نہ ابھی تک آفر کے بارے میں سوچا تھا۔۔۔ اور نہ ہی حاد نے اسے دوبارہ فون کیا تھا۔۔۔ پہلے اس کے سیشن میں صرف تھیراپی لینے والی لڑکیاں ہی ہوتی تھیں لیکن پھر آہستہ آہستہ اور عورتیں آنے لگیں۔۔ اس کے الفاظ حوصلہ دیتے تھے، مرہم رکھتے تھے اور سوچنے اور عمل کرنے پر مجبور کرتے تھے۔۔

اب ایک اچھی خاصی تعداد وہاں موجود تھی۔ یہاں زیادہ تر موجود خواتین اپنے دماغ میں جلتی جنگ سے تنگ آچکی تھیں۔۔۔ دل و دماغ کی جنگ۔۔۔ صحیح اور غلط کی جنگ۔۔۔

وہ سامنے اسٹیج پر موجود تھی۔۔اس نے ہال میں نظر دوڑائی تو وہاں ہر طرح کی عوام تھی۔۔۔امیر غریب، ماڈرن اسٹائلش اور شرعی پردا کرنے والی۔۔ سب بیٹھی تھیں۔اسے ان لڑکیوں میں سدرہ بھی نظر آئی۔۔وہ نہ صرف انہیں سنتی تھی بلکہ انہیں لاجک سے ہیل کرنے کی کوشش کرتی تھی۔ہال میں ہیٹر کی گرمائش تھی۔۔۔وہاں کوئی مرد نہیں تھا۔۔۔کوئی کیمرہ مین اور کوئی ریکارڈنگ نہیں ہوتی تھی۔۔

وہ اب اسٹیج پر کھڑی تھی۔۔آسمانی رنگ کی ٹراؤزر نما لوز پینٹ اور گہرے نیلے رنگ کا کھدر کرتا جس میں سفید چھوٹے چھوٹے پھول بنے ہوئے اور پیروں میں اسنیکرز تھے۔۔جبکہ سر پر ہم رنگ اسکارف تھا اور بال اونچی پونی ٹیل میں قید تھے جب وہ گردن کو ہلاتی تو اک۔ثر بال اس کے اسکارف سے نکل کن۔دھوں کو چھوتے تھے۔۔سفید رنگ کا لانگ اوور کوٹ جو اس کے سائز سے ڈبل تھا وہ ان کپڑوں میں کافی کمفرٹیبل تھی۔۔اس کا چہرہ شفاف تھا

اور برقی قمقموں میں چمک رہا تھا۔۔ ہونٹوں پر لپ اسٹک لگی ہوئی تھی۔ اس کی سیاہ آنکھوں کی چمک اسے حسین بناتی تھی۔

وہ فریش سی ان کے سامنے تھی۔

کیسا گزرا آپ لوگوں کا پچھلا ہفتہ ؟؟“ وہ اب اسٹیج سے اتر کر سیڑھیوں پر” بیٹھ گئی تھی اس کے سامنے دھری کرسیوں پر اس کی جیسی ہی لڑکیاں بیٹھی تھیں۔ وہ اسٹیج پر رکھے ڈائز سے ایک چھوٹی سی لکڑی کی ٹوکری اٹھا لائی تھی جس میں کچھ پرچیاں تھیں۔۔ وہ لڑکیاں جو سب کے سامنے اپنے مسائل ڈسکس نہیں کر سکتی تھیں انہوں نے لکھ دیا تھا۔ اس نے پہلی پرچی کو اٹھایا اور پڑھنا شروع کیا۔

"پچھلا ہفتہ ٹھیک گزرا۔۔میں نے پلانز بنائے لیکن میں عمل نہیں کر پائی۔۔میرا دل نہیں کرتا کچھ کرنے کو۔۔۔کمرے سے باہر نکلنے کو۔۔بہت کچھ سوچتی ہوں کہ سب کروں گی لیکن نہیں ہوتا۔۔سوشل میڈیا دیکھتی ہوں تاکہ لوگوں سے انسپائر ہو سکوں پر الٹا سب کچھ برا لگنے لگ جاتا ہے اپنا آپ ہیچ لگتا ہے۔۔۔سدرہ۔۔"

وہ ہولے سے مسکرادی۔۔یہ مسکراہٹ طنزیہ تھی۔

"تم اب بیمار نہیں ہو سدرہ۔۔۔یہ سستی ہے۔۔۔اپنے Failures کو نفسیاتی بیماری کا نام دے کر خود کو دلاسہ دینا بند کر دو۔۔"

پھر اس پرچی کے ٹکڑے ٹکڑے کیے اور ٹوکری میں پھینک دیے۔۔۔اس کا یہ انداز کمال تھا۔۔۔

آخر کب تک ہم اپنے ناکامیوں کو نفسیاتی الجھنوں کے سر ڈالتے رہیں گے ؟؟ ہاں ۔۔۔ ؟؟؟ کس سے بھاگ رہے ہیں ہم ۔۔ ؟؟ حقیقت کا سامنا کیوں نہیں کرتے ۔۔۔" اس کی آواز نا چاہتے ہوئے بھی بلند ہوئی تھی۔

"کبھی آئینے میں خود کو غور سے دیکھا ہے ؟؟؟ خود کا حسن دیکھنے کے لیے نہیں ۔۔۔ اسکن کہاں سے خراب ہے ۔۔ رنگ کہاں سے پھیکا ہے ۔۔ میک اپ کہاں سے سیٹ نہیں ہے لپ اسٹک کا کونسا شیڈ سوٹ کرے گا ۔۔ ؟؟ یہ سب دیکھنے کے لیے ۔۔ کبھی خود کو دیکھنے کے لیے آئینے دیکھا ہے ؟؟ اگر نہیں تو پھر آج دیکھیں ۔۔ لازمی دیکھیں ۔۔۔ آئینے کے سامنے کھڑے ہوں چند لمحے ۔۔۔ آئینے میں نظر آتے عکس کی آنکھوں میں دیکھیں ۔۔ دیکھتے رہیں ۔۔ ایک دو دن چار منٹ ۔۔۔ اگر تم خود کو دیکھنا چاہو گے ۔۔۔ اپنے اندر کو ۔۔۔ تم خوفزدہ ہو جاؤ گے ۔۔۔ وہ آئینہ صرف حسن نہیں دکھاتا ۔۔ ہماری روح پر پڑے داغ دکھاتا ہے ۔۔۔ ہمارے اندر کے اس ڈیمن کو دکھاتا

کو چھپانے کی خاطر Failures ہے جو ہم پر ہنس رہا ہوتا ہے جب ہم اپنے خود کو ذہنی بیمار سمجھ لیتے ہیں۔۔۔ کیونکہ وہ ایسا ہی چاہتا ہے۔۔"اس نے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور دونوں ہاتھوں کی پہلی دو انگلیوں کو کھولا اور بند کیا۔ پھر وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور واپس اسٹیج پر گئی وہاں اس نے ڈائز پر ٹوکری رکھی سامنے دیکھا۔۔

"پاکستان میں ذہنی بیماری کے اتنے بھی کیسز نہیں ہیں جتنے ہم نے بنا لیے ہیں۔۔ ہم خود سمجھ بیٹھے ہیں کہ ہم بیمار ہیں ہم کچھ نہیں کر سکتے۔۔۔ ہاں ہم بیمار ہیں۔۔۔ اپنی سوچ کے۔۔۔ ہم کاہل ہیں۔۔۔ کاہل۔۔۔"

اس نے دوسری پرچی اٹھائی۔

کیا آپ حاد جبیل کو جانتی ہیں۔۔۔؟؟" ایک لڑکی نے پوچھا تھا۔۔۔"

ایمان نے اسے دیکھا۔

وہ کہتے ہیں آج کی نوجوان نسل روح کی بیمار ہے، مریض ہے۔۔ایسا کیوں"

ہے۔۔۔؟؟"

ہم جو نہیں ہوتے وہ بننے کی کوشش کرتے ہیں تو ہماری روح بے چین"

بے تاب ہو جاتی ہے۔۔۔وہ تڑخنے تڑپنے لگتی ہے۔۔ بار بار احساس دلاتی

ہے۔۔ کہتی ہے کہ یہ سب نہ کرو۔۔اور ہم نہیں سنتے۔۔ ہم وہی کام کرتے

ہیں وہی گناہ کرتے ہیں۔۔پریٹینڈ کرتے ہیں کہ یہ بہترین ہے تب ہم اپنی

روح کو بیمار کر چکے ہوتے ہیں اور پھر ہم کہتے ہیں یہ بے چینیاں کیسی؟؟ مجھے

سکون کیوں نہیں ہے؟؟ جس کام کے لیے روح بنی ہی نہیں وہ بار بار کریں

گے تو سکون کہاں سے آئے گا؟؟"

اب وہ دوسری پرچی کھول چکی تھی۔

"میری عمر پچیس سال ہے۔۔ میرا شوہر جانے مانے سیاستدان کا بیٹا ہے۔۔ میری شادی دھوم دھام سے ہوئی تھی۔۔ ہم دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے میرا ایک چار سال کا بیٹا ہے لیکن میرا شوہر برے کاموں میں ملوث ہے۔۔۔ وہ شراب پیتا ہے۔۔اور۔۔۔اور۔۔۔زنا بھی کرتا ہے اور جب وہ میرے قریب آتا ہے تو مجھے گھن آتی ہے اس سے۔۔۔ مجھے سمجھ نہیں آتا میں کیا کروں۔۔۔ وہ مجھے کسی کزن تک سے بات نہیں کرنے دیتا۔۔۔شک کرتا ہے۔۔ میں ایک زانی کے ساتھ کیسے رہوں۔۔؟؟ کیسے خود کو اس دلدل سے نکالوں۔۔۔ میری ذہنی حالت خراب ہو چکی ہے۔ ۔مجھے میرا شوہر پاگل کہتا ہے۔۔۔ میرے سسرال والے مجھ سے ناخوش

ہیں اب۔۔۔میں خود کو ریلیکس کرنے کے لیے تھیراپی لیتی ہوں۔۔۔
دوائیاں لیتی ہوں لیکن فرق نہیں پڑ رہا۔۔مجھے کیا کرنا چاہیے۔۔؟؟؟“ فضاء

اس نے پرچی واپس رکھ دی۔۔۔ایک گہرا سانس لیا اور پھر خاموشی سے اپنے جوتوں کو دیکھنے لگی۔۔۔وہ اپنے داہنے شوز کو اسٹیج پر رگڑ رہی تھی۔شاید اسے کچھ یاد آ گیا تھا۔

اس میں غلطی ہماری ہے۔۔۔ہم عورتوں کی۔۔۔یہ ہمارا زوال ہے۔۔۔”
ہماری جاہلیت ہے۔۔۔ہمیں لگتا ہے محبت سب کچھ ہے۔ حسن مال و دولت سب کچھ ہے۔۔اور پھر مردوں کے معاشرے میں ہم کیا کر سکتے ہیں۔۔۔؟؟ کیوں نہیں پوچھتے ہم جب کوئی لڑکا ہم سے شادی کرنا چاہتا ہے تو کیوں نہیں پوچھتے اس سے کہ کیوں کر رہے ہو مجھ سے نکاح کیا دیکھا ہے مجھ میں؟؟“

اس کا دل سسک اٹھا تھا۔۔اس نے بھی اپنی ماں کے سامنے ہتھیار ڈالے تھے اس نے اپنی ماں کے پسند کے لڑکے سے شادی کی تھی۔۔۔ نتیجہ کیا نکلا تھا وہ جانتی تھی۔۔

پوائنٹ یہ نہیں ہے کہ شادی والدین کی مرضی سے ہو یا اپنی مرضی سے ؟؟

پوائنٹ یہ ہے کہ ایک مسلمان ہونے کے ناطے اس مرد سے یہ سوال کیوں نہیں کرتے ہم کہ مجھ سے نکاح کیوں کر رہے ہو ؟؟"

حدیث مبارکہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عورت سے شادی چار اشیاء کی وجہ سے کی جاتی ہے،اس کے مال، حسب نسب، حسن،اور دین کی وجہ سے اور پھر فرمایا کہ دین والی کو ترجیح دو۔۔"

ہمارا زوال ہے کہ ہم عورتیں تو کیا ہمارے مرد بھی نکاح کے وقت یہ نہیں" دیکھتے، دین والی کو ترجیح نہیں دیتے۔۔ آج کل کی سو کالڈ محبت جو چند مہینے سے زیادہ نہیں چلتی وہ ہمیں اندھا کر دیتی ہے اور چند مہینے بعد ہمیں اپنے "پارٹنر کی ساری برائیاں پتا چل جاتی ہیں۔۔ اور پھر سب ختم ہو جاتا ہے۔۔

وہ اب اسٹیج کے درمیان میں آکر کھڑی ہو گئی۔

جب تک ہم عورتیں دین والیاں نہیں ہوں گی تو کیسے اپنے گھر کو سنبھال" پائیں گی؟ کیسے بیٹوں کو سکھا پائیں گی کہ مسلمان مرد کیسا ہوتا ہے۔۔ جب تک ہمیں خود پتا نہیں ہو گا تب تک کچھ نہیں ہو گا۔۔ اور پھر یہ چلتا رہے گا۔۔ ہم ایک جیسے مرد پیدا کرتی رہیں گی۔۔ اور پھر ایک جانور بننے کے لیے معاشرے میں چھوڑ دیں گی۔۔ ماں بچے کی پہلی درسگاہ ہوتی ہے۔۔ پہلے تو

ہمیں ہی انہیں سکھانا ہے۔۔۔ماحول بعد میں آتا ہے پھر کوئی بھٹک جائے تو بعد کی بات ہے پہلے ہمیں اپنا تو فرض پورا کرنا ہے نا۔۔؟؟"

اس نے سوالیہ نظروں سے سب کو دیکھا۔

"پتا ہے کوئی کتنا نیک ہے کتنا بد ہے یہ ہم طے نہیں کر سکتے۔۔یہ اللہ اور اس کا معاملہ ہے اگر کوئی شادی سے پہلے گناہوں میں ملوث تھا اور پھر توبہ کر لے تو اسے ضرور اپناؤ لیکن جو باز نہ آئے اللہ کے احکام کو ٹالتا رہے۔۔۔جو اس سے نہ ڈرے پھر بھی آپ اس سے شادی کریں صرف اس لیے کہ آپ کو اس شخص سے محبت ہے تو یہ آپ کی غلطی ہے۔۔۔جو اپنے اللہ سے نہیں ڈرتا اس کے نزدیک آپ کی کیا اوقات؟؟؟"

لیکن کچھ لوگ واقعی سدھر جاتے ہیں۔۔وہ سب چھوڑ دیتے ہیں۔۔۔""
کسی نے کہا تھا۔

"میں ان کی بات نہیں کر رہی۔۔۔میں ان لوگوں کی بات کر رہی ہوں جنہیں اپنے گناہوں پر شرمندگی تک نہیں ہوتی۔۔جو ہمیشہ ایسے ہی رہتے ہیں اور یہ سب کرنا اپنا حق سمجھتے ہیں۔۔۔تو مس فضاء آپ نے پوچھا تھا اپنے شوہر سے کہ وہ آپ سے شادی کیوں کر رہے ہیں۔۔۔؟؟
چلیں چھوڑیں کیا آپ جانتی تھیں کہ وہ پہلے بھی ایسے تھے۔۔۔شراب اور زنا کرنے والے؟؟اگر نہیں تو آپ کی کوئی غلطی نہیں ہے۔۔اگر آپ کو اب پتا چلا ہے تو اب آپ کا فرض بنتا ہے کہ آپ ایکشن لیں۔۔انہیں سمجھائیں۔۔اگر نہیں سمجھتے تو پھر آپ پر ڈیپنڈ کرتا ہے۔۔۔شوہر کی ہر بات ماننے کا حکم ہے سوائے اس کے جو اللہ کی نافرمانی میں آئے۔۔۔اسی لیے اللہ

نے اسلام میں طلاق کو حلال قرار دیا ہے۔۔۔ باقی یہ آپ کا اور آپ کے اللہ

"کا معاملہ ہے آپ اسے جوابدہ ہیں۔۔۔ آپ وہ کریں جو حکم دیا گیا ہے۔۔

بات کے آخر تک وہ فیصلہ کر چکی تھی کہ اسے سلفائٹس اکیڈمی کو جوائن کرنا تھا۔۔۔ نوجوان نسل۔۔۔ جو ہمارا سرمایا ہیں۔۔۔ شروعات انہی سے کرنی تھی۔۔۔ اور حاد جبیل یہ بہت پہلے سمجھ گیا تھا۔

✿••✿••✿••✿

رات کے ساڑھے نو بجے کا وقت تھا وہ آئینے کے سامنے کھڑی چہرے پر موئسچرائز لگا رہی تھی۔۔ بالوں کو ہیئر بینڈ لگا کر اچھے سے فولڈ کیا گیا تھا تاکہ وہ اسکن کیئر کر سکے جب اچانک ابھرنے والی حمیزہ کی آواز پر وہ باہر کی جانب بھاگی۔۔۔

آپی۔۔۔آپی جلدی آئیں۔۔۔" وہ اسے زور زور سے پکار رہی تھی۔"

وہ لاؤنج میں صوفے پر بیٹھی اپنا ہوم ورک کر رہی تھی اور دو پونیاں ڈالی ہوئی تھیں۔۔۔ایمان کو دیکھتے اس نے جلدی سے ٹی وی کا والیوم بڑھایا۔۔۔اسکرین پر کوئی ریکارڈیڈ شو چل رہا تھا۔۔۔

اسکرین پر وہ نظر آرہا تھا۔۔۔عبدل۔۔۔کسی بینڈ کے ساتھ اس کی col-laboration تھی۔۔۔

سیاہ سلک کی شرٹ پہنے جس کے بٹن آگے سے کھلے ہوئے تھے وہ اسکرین پر نظر آرہا تھا۔۔کیمرہ مین نے اسے فوکس کیا ہوا تھا۔۔۔اس کے کف فولڈیڈ تھے۔۔۔اس کے بازوؤں کے ٹیٹو نمایاں تھے اور ہاتھ میں مائیک پکڑے اس

کے ہاتھوں کی رگیں ابھری ہوئی تھیں۔۔ بال پونی میں قید تھے جبکہ ایک کان اور ہونٹ کے کنارے پر موتی چمک رہا تھا۔۔

Let it let it let it be gone

Hold on don't go..

وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

Touchin' and Teasin' me, tellin' me no

but this time I need to feel you...

وہ ہاتھ کو گھماتے اسٹیج پر آگے بڑھ رہا تھا۔۔۔اس کا انداز بالکل راک اسٹار والا تھا۔ بینڈ کے باقی لوگ بھی تھے پر اس سے نظریں نہیں ہٹ رہی تھیں۔

Ride it, we are alone

Ride it, Just lose control...

آنکھوں کے ساتھ ساتھ اب اس کا منہ بھی حیرت سے کھل گیا تھا۔۔۔وہ کب اتنا بولڈ ہوا تھا۔۔؟؟؟

(Ride it, ride it) Come touch my soul

(Ride it, ride it) Let me feel you...

اس کی آنکھوں کو کیپچر کیا گیا۔۔ گرے آنکھیں۔۔۔ایمان کو لگا جیسے وہ اسے ہی دیکھ رہا ہو۔۔۔اس کے اندر تک سنسناہٹ پھیل گئی۔وہ گاتا ہوا واپس چلا گیا۔۔۔۔

سونگ ختم ہوا اور بریک آگئی۔۔۔

"اومائے گاڈ۔۔۔اومائے گاڈ۔۔۔کوئی پنکھا چلادو یار۔۔۔اُفف گرمی۔۔"

حمیزہ نے اپنی نوٹ بک اٹھا کر خود کو ہوا جھولی۔ جبکہ ایمان تو ابھی تک صدمے کی سی حالت میں کھڑی تھی۔

یہ عبدل تھا نا۔۔آپی۔۔۔"حمیزہ نے آکر اسے جھنجھوڑا۔"

یہ آپ کے ساتھ تھا یونیورسٹی میں۔۔۔؟؟اومائے گاڈ کیسے ہینڈل کیا آپ"

"نے اس بندے کی ہاٹ نیس کو۔۔۔؟؟

وہ دائیں بائیں چکر لگانے لگی۔۔اس کی دونوں پونیاں ہل رہی تھیں۔۔جب ایمان ہونق بنی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔وہ آج کی جنریشن کی ٹین ایج لڑکی تھی جن کی زبان میں کسی وجیہہ مرد کی تعریف ایسے ہی جاتی تھی۔

ماما ادھر آئیں آپ کو کچھ دکھاتی ہوں۔۔" اس نے سلمی بیگم کو پکارہ۔۔"

یہ تو یوٹیوب پر بھی ہو گا۔۔" وہ اب فون میں سرچ کرنے لگی تھی جبکہ "
ایمان نے جھپٹ کر اس سے فون چھینا۔

سلفائیٹس اکیڈمی

یہ تو یوٹیوب پر بھی ہو گا۔۔" وہ اب فون میں سرچ کرنے لگی تھی جبکہ "
ایمان نے جھپٹ کر اسے فون چھینا۔

کیا کر رہی ہو تم پاگل ہو؟؟" وہ اب غصے سے اسے ڈپٹ رہی تھی۔ "

لیکن آپی۔۔۔" وہ احتجاجاً چلائی۔"

"بیگ اٹھاؤ اور جاؤ یہاں سے۔۔۔جب تک ہوم ورک نہیں ہو جاتا فون نہیں ملے گا۔۔"
حمیزہ تو اسے دیکھتی رہ گئی تھی جو ٹی وی بند کر کے اس کا فون بھی ساتھ لے گئی تھی۔

"چلو میزو جلدی جلدی ہوم ورک کرو۔۔۔پھر عبدل کو بھی دیکھنا ہے۔۔"
اس پر ڈانٹ کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا بلکہ وہ مزید پر جوش ہو گئی تھی اور صوفے پر بیٹھی کتابوں پر جھکی اپنا کام کر رہی تھی۔

✿••✿••✿••✿

"مسٹر جبیل مس ام ایمان نے آفر لیٹر سائن کر دیا ہے وہ سلفائٹس اکیڈمی جوائن کرنے کے لیے تیار ہیں۔۔"

کمرے میں گونجتی اس کی آواز پر حاد کے تیزی سے ٹائپ کرتے ہاتھ رکے۔۔ وہ اس وقت اپنے آفس نما کمرے میں تھا جو اکیڈمی میں بنوایا تھا۔۔ وہ ایک بڑے سے میز کے پیچھے رکھی کرسی پر بیٹھا تھا۔۔۔ چشمے کے پار سے جھانکتی گرے آنکھوں میں تھوڑی الجھن تھی۔۔ اس کے چاروں جانب اسکرینیں تھیں جنہیں وہ بار بار چیک کر رہا تھا۔

"اوپن دی میل۔۔۔" وہ رک گیا۔۔ ٹھہر گیا۔۔۔ اس نے کرسی سے ٹیک لگایا اور اس کے سامنے فضا میں ابھرتی اسکرینوں میں سے ایک پر ای میل باکس اوپن ہوا تھا۔

واقعی ایمان کی میل تھی۔۔اس نے آفر لیٹر سائن کر کے اٹیچ کر دیا تھا۔۔وہ حاد جو تھوڑی دیر پہلے اتنا مصروف تھا وہ اب سارے کام چھوڑ کر اس کی ایک ای میل دیکھ رہا تھا۔۔اور یوں دیکھ رہا تھا جیسے اور کوئی کام ہی نہ ہو۔
اچانک اس کی نظر سیلری ڈیمانڈ پر آکر رک گئی۔۔وہ ٹھٹک گیا۔

"پک اینڈ ڈراپ سروس، چائے اینڈ Praying Room.."

بس یہی اس کی ڈیمانڈ تھی۔۔۔اس کے علاوہ کچھ نہیں۔۔وہ بے ساختہ مسکرایا۔

"مسٹر جبیل! مجھے آئیڈیا نہیں تھا کہ ان کی ڈیمانڈ اتنی کم ہو گی۔۔"اسے آئی آواز ابھی گونج رہی تھی۔

کیونکہ تم انسان نہیں ہو۔۔ بائے داوے۔۔آئیڈیا تو مجھے بھی نہیں "
"تھا۔۔

پتا نہیں کیوں وہ اتنی خوشی محسوس کر رہا تھا جیسے ام ایمان نے آفر لیٹر نہیں بلکہ نکاح نامہ سائن کر دیا ہو۔وہ کتنی ہی دیر بیٹھا رہا اور یونہی مسکراتا رہا۔

مسٹر جبیل اب ہمیں کام شروع کرنا چاہیے۔۔۔"اے آئی کی آواز پھر " سے گونجی۔

آئی نیڈ اے بریک۔۔۔"وہ کرسی سے اٹھا۔ "

"لیکن مسٹر جبیل۔۔۔ "

اس نے چشمہ اور داہنے کان میں لگا ایئر بڈ اتار کر میز پر رکھ دیا۔۔ اے آئی کی آواز دم توڑ گئی تھی۔۔ اس کے سامنے ابھرتی اسکرینیں غائب ہو چکی تھیں۔۔۔ سامنے میز پر صرف ایک لیپ ٹاپ رکھا تھا اور اس سے کچھ فاصلے پر وہ پزل باکس پڑا تھا۔ لکڑی کا پزل باکس جو ہمیشہ سے اس کے پاس تھا۔۔ جو اس کے باپ نے اس کے لیے بنایا تھا۔۔۔ وہ اسے اٹھاتا دھیمی چال چلتا آفس سے باہر نکل گیا۔۔۔

اس آفس کو دیکھ کر اب کوئی بھی اندازہ نہیں لگا سکتا تھا کہ وہ ایک ڈیٹا سائنٹسٹ کا آفس تھا۔

اکیڈمی تقریباً خالی تھی۔ اکیڈمی کی بلڈنگ مستطیل تھی۔ یہاں سب سے اوپری فلور پر اس ایک جانب اس کا آفس تھا۔۔ یہ عمارت کے ایک کنارے پر تھا اس کے ساتھ دو اور کمرے تھے جو ابھی خالی تھے۔۔ جبکہ سامنے دوسرے کنارے پر باقی کچھ کمرے تھے جو ورکرز کے لیے تھے۔۔ سویپر، گارڈ اور مالی۔۔ وہ یہیں رہتے تھے۔ باقی درمیان میں سب خالی تھا بس ایک

جگہ سٹنگ ایریا تھا اور عمارت کے عین درمیان میں جنگلہ لگا ہوا تھا اور درمیان میں چھت نہیں تھی جہاں سے جھانک کر نیچلے فلور کا منظر با آسانی دیکھا جا سکتا تھا۔۔اس فلور کی دونوں جانب کی دیواریں گلاس کی تھیں۔۔۔ جن سے سورج کی روشنی چھن چھن کر اندر آتی تھی۔۔۔لیکن اس وقت باہر سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے۔

عمارت کے ہر فلور کی ڈیزائنگ الگ تھی۔اس کے کمرے سے نکلنے کے بعد دروازہ آٹو میٹک لاک ہو چکا تھا۔۔وہ اب ہاتھ میں پزل باکس تھامے سیڑھیوں کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔اس کا ارادہ نیچے جا کر اپنے لیے کافی بنانے کا تھا۔۔۔وہ اب سیڑھیوں سے اترتے سیٹی بجا رہا تھا اور اکیڈمی کی خالی عمارت میں سیٹی پر ابھرتی دھن گونج رہی تھی۔۔۔

✿••✿••✿••✿

حماد کے اکاؤنٹ میں اب یہاں سے کوئی رقم ٹرانسفر نہیں ہو گی۔۔"سید جبیل کا دائمہ کو فون آیا تھا۔۔ضیاء جبیل اور حمدان صاحب نے سالوں پہلے جو بزنس شروع کیا تھا ان کی پارٹنر شپ آج بھی چل رہی تھی اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کو بھی دائمہ دیکھ رہی تھی۔

"لیکن بابا۔۔۔"اس نے کچھ کہنا چاہا۔

"پتا نہیں کن چکروں میں پڑ گیا ہے۔۔اگر تم یہ جان جاؤ کہ اس نے عجیب و غریب سی اکیڈمی پر کتنا پیسہ لگایا ہے تو شاکڈ ہو جاؤ گی۔۔بس آج کے بعد اسے ایک روپیہ نہیں ملے گا۔۔"وہ خاموشی سے ان کے غصے کو سنتی رہی۔وہ حماد سے کافی خفا لگ رہے تھے۔

"ہم ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔" دائمہ نے گہرہ سانس لیتے بتایا۔

"کیوں؟؟؟" سید جبیل کی کنپٹی کی نسیں پھول گئیں۔

"آپ کو نہیں پتا لیکن وہ ہماری کمپنی میں اچھا انویسٹر ہے۔۔"

"اور یہ کب ہوا؟؟؟"

"جب سے وہ پاکستان آیا ہے۔۔" دائمہ نے دھماکہ کیا تھا۔

"باپ کی طرح پورا پلانر ہے۔۔ مجال ہے جو کہیں سے بھی چوکا ہو۔۔۔ وہ اس کمپنی میں جو بھی ہو بس آج کے بعد اس کے اکاؤنٹ میں رقم نہیں جائے گی۔۔۔ باقی میں خود دیکھ لوں گا۔۔" سید جبیل کھٹاک سے فون بند کر چکے

تھے۔ دائمہ نے تاسف سے فون کو دیکھا۔۔ اور پھر کچھ دیر بعد حاد کا نمبر ملایا۔۔

بیشک خاندان میں عمر میں ضیاء جبیل بڑے تھے لیکن سید حیدر جبیل کا دبدبہ زیادہ تھا۔ اور ان کی بات سے انحراف کرنا مطلب اپنے پاؤں پر کلہاڑی خود مارنے کے مترادف تھا۔

رنگ ہوتی رہی لیکن اس نے فون نہیں اٹھایا۔

کاش کبھی ایسا بھی ہو کہ میری پہلی کال پر تم فون اٹھا لو۔۔ "اس نے فون" دیکھا اور کال بند کی۔۔۔ پھر اس نے سعد کا نمبر ملایا۔۔۔ سال کے اس عرصے میں ایک وہی شخص تھا جس سے دائمہ کو حاد کی خبر ملتی رہتی تھی۔

وہ لاہور ہوتا تھا اور حاد اسلام آباد میں لیکن اسے حاد کے شیڈول کا پتا ہوتا تھا۔اسی سے دائمہ کو یہ خبر ملی تھی کہ حاد اور ایمان کا نکاح نہیں ہوا تھا وہ سب حاد نے ایمان کے علاج کے لیے کیا تھا۔

اور پہلی ہی رنگ پر اس کا فون اٹھالیا گیا۔۔۔سعد کی مجال نہیں تھی کہ وہ اس کا فون اگنور کرتا۔۔اور دائمہ اسے ایسے ٹریٹ کرتی تھی جیسے وہ حاد کا ٹیم میمبر نہیں بلکہ اس کا ملازم ہو جسے اس نے حاد کی جاسوسی کے لیے رکھا ہو۔۔۔

السلام علیکم۔۔"دوسری جانب سے نہایت ادب سے کہا گیا تھا۔دائمہ "جبیل سعد کے لیے قابل احترام تھی۔

وعلیکم السلام۔۔کیسے ہو سعد۔۔۔؟؟" وہ دونوں تقریباً ہم عمر تھے اور" دائمہ اسے نام سے بلاتی تھی۔

میں ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں۔۔۔۔؟؟“اسے آج بھی وہ بھیگی پلکوں والی ” لڑکی نہیں بھولی تھی۔۔۔۔لاکھ خود کو سمجھایا لاکھ پہرے بٹھائے لیکن اس کا فون آتے ہی دل الگ ہی لے پر دھڑکنا شروع کر دیتا تھا۔ایسا نہیں تھا کہ اسے احساس نہیں تھا۔۔اس نے بہت کوشش کی تھی اور ابھی بھی کر رہا تھا۔۔وہ اس کے محسن کی منگیتر تھی۔۔جبیل خاندان سے تھی۔۔۔اس کا تصور بھی چاند جیسا تھا۔۔لیکن انسان کو چاہیے ہی چاند ہوتا ہے۔

ہاں میں بھی ٹھیک ہوں۔۔یہ بتاؤ حاد کب آرہے ہیں لاہور؟؟“وہ فوراً” مطلب کی بات پر آئی۔

ابھی تو ایسا کوئی ارادہ نہیں ان کا۔۔۔“اس نے تحمل سے جواب دیا۔”

"اور ایسا کیوں ہے ؟؟؟"

"کیونکہ اکیڈمی کا پراپر آغاز ہو چکا ہے۔۔۔ وہ اسٹاف ہائر کر رہے ہیں۔۔۔ اسپیکرز لا رہے ہیں۔۔"

"لڑکیاں بھی ہیں ان کی ٹیم میں۔۔۔؟؟" دائمہ کا دل بھی اسی رفتار سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ سعد نے ہونٹ آپس میں پیوست کیے۔ عجیب پاگل سی لڑکی تھی جانتی بھی تھی کہ وہ جس کے پیچھے بھاگ رہی تھی وہ بس ایک سراب تھا۔۔ لیکن پھر بھی تھکتی نہیں تھی۔

"آف کورس۔۔۔" وہ بس اتنا ہی کہہ پایا۔

اچھا۔۔۔''اس نے اچھا کو لمبا کھینچا۔۔۔دل ڈوب سا گیا تھا۔ ''وہ میری کال نہیں اٹھا رہے انہیں بتا دیجیے گا کہ ان کے دادا جی کافی خفا ہیں۔۔۔انہیں کال کر لیں۔۔۔''

وہ فون بند کر چکی تھی اور وہ فون کو دیکھ کر رہ گیا۔۔۔

''پاگل۔۔۔''وہ ہولے سے بڑبڑایا اور پھر اپنے کام کی جانب متوجہ ہو گیا۔

✿••✿••✿••✿

آج سن-ڈے تھا اور کل سے ایمان کا سلفا ئیٹس اکیڈمی میں پہلا دن تھا۔۔وہ اپنے پورے ہفتے کے کپڑے پریس کر کے رکھ رہی تھی۔۔اس کی روٹین مزید ہیکٹک ہونے والی تھی۔۔۔وہ ڈاکٹر علوی کے کلینک کو خیر آباد کہہ چکی تھی۔۔اور ہسپتال کی ٹائمنگ اس نے آٹھ سے تین کروالی تھی۔ تین بجے وہ

گھر آتی اور پھر دو دن یونیورسٹی اور تین دن اس نے اکیڈمی کو دینے کا سوچا تھا۔۔ باقی کے دو دن اس کے اپنے تھے۔۔۔ وہ اسے اپنی فیملی کے ساتھ گزارتی تھی۔

حمیزہ اس کے بیڈ پر لیٹی تھی۔۔۔ اس نے جب سے عبدل کا شو دیکھا تھا وہ بس اسی کے بارے میں پوچھتی رہتی تھی۔۔ ایمان اپنے کپڑے الماری میں ہینگ کر رہی تھی جب اس کا اگلا سوال آیا۔

"ایک بات تو بتائیں آپی۔۔۔ کیا عبدل یونیورسٹی میں بھی ایسا ہی تھا جیسا وہ اسکرین پر ہوتا ہے۔۔ کہیں شوخ، کہیں بولڈ تو کہیں لگتا ہے جیسے بہت درد میں ہو۔۔۔"

ہینگر لٹکاتے اس کے ہاتھ ایک پل کو رکے۔اسے عضیلہ عبدل یاد آیا جو بہت بدنام تھا۔۔جو کئی بار لڑائی جھگڑے کی وجہ سے جیل جا چکا تھا اور جس سے یونیورسٹی میں سب ڈرتے تھے۔

نہیں۔۔۔"اس نے ایک لفظی جواب دیا اور بیڈ پر رکھا دوسرا ڈریس" اٹھایا۔

"وہ آپ کے ساتھ کیسا تھا؟؟"

وقت جیسے تیزی سے پلٹا۔۔۔وہ اب بینچ پر بیٹھی تھی اور وہ جھکا ہوا تھا۔

"تم بروکن اینجل نہیں ہو یاد رکھنا۔۔۔"

"وہ اس کے لیے شفیق سا تھا۔مہربان۔۔۔صرف اس کے لیے۔۔"

اچھا تھا۔۔۔" وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔ حمیزہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔"

آپی۔۔آپ کو اس سے محبت کیوں نہیں ہوئی۔۔۔؟؟" وہ اب اشتیاق بھری نظروں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی جبکہ ایمان نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کیا وہ اتنی بڑی ہو چکی تھی کہ اپنی بہن سے ایسے سوال کرتی۔۔۔؟؟"

میرا مطلب اتنا اچھا تو ہے وہ۔۔۔اور آپ کو وہ سارے گفٹس دیے جو" آپ کو چاہیے تھے۔۔وہ کیرنگ بھی تھا تو پھر کیوں نہیں ہوئی آپ کو اس سے محبت۔۔۔؟؟؟" وہ جاننے کو بے تاب تھی۔۔ایمان نے ہینگر واپس بیڈ پر رکھا۔

میں وہاں پڑھنے گئی تھی۔۔۔ عشق محبت کرنے نہیں۔۔۔" وہ اس کی جانب بڑھی اور بازو سے پکڑ کر اسے اپنے بی۔ڈ سے نیچے اتارا۔۔ابھی تو اسے ماثیل کی کہانی نہیں پتا تھی جانے وہ کیا کرتی۔

چلو نکلو میرے کمرے سے۔۔۔ بہت سر کھالیا تم نے میرا۔۔" وہ اب اسے کھینچتے ہوئے دروازے کی جانب لے جارہی تھی۔

پلیز آپی جواب تو دے دیں۔۔"اس نے الماری کا پٹ مضبوطی سے پکڑ لیا" تاکہ ایمان اسے باہر نہ نکال سکے۔

تم جاتی ہو یا میں بلاؤں امی کو۔۔۔" وہ اب اسے کھینچ رہی تھی۔ حمیزہ نے الماری کا کھلا ہوا پٹ چھوڑا۔۔ایمان اسے دروازے تک لائی اور باہر نکال دیا۔

جاؤ چائے بنا کر لاؤ۔۔۔" وہ دروازہ بند کرنے ہی لگی تھی کہ حمیزہ نے اپنا" بازو اندر کر کے اسے دروازہ بند کرنے سے روکا۔

"بس آخری سوال۔۔۔"

اور ایمان نے گہرہ سانس لے کر خود پر ضبط کیا۔

"بہت ڈھیٹ ہو تم۔۔۔"

حمیزہ نے اپنی بتیسی دکھائی اور پھر جھٹ سے بولی۔

آپ کو کبھی کسی سے محبت نہیں ہوئی۔۔۔؟؟" اس کا بازو اندر ہی تھا مبادہ" کہیں وہ دروازہ ہی بند نہ کر دے۔

گیٹ آؤٹ۔۔۔"اس نے اس کا بازو نکالتے دروازہ بند کرنے کی کوشش "
کی۔

پلیز آپی۔۔پلیز۔۔۔۔"وہ منتوں پر اتر آئی تھی۔"

جب صیحح شخص ملے گا میں پھر سے محبت کرلوں گی۔پر ابھی مجھے سکون "
چاہیے۔۔۔"اس نے کھٹاک سے دروازہ حمیزہ کے منہ پر بند کیا۔

ہائیں۔۔یہ کیا تھا؟؟پھر سے محبت ؟؟؟"وہ دروازے کو دیکھتی بڑبڑائی۔"

آپی۔۔۔۔"اب اس نے اونچی آواز میں باہر سے پکارہ۔دماغ میں کھلبلی سی "
مچ گئی تھی۔

میز و گیٹ آؤٹ۔۔۔" ایمان کی جھنجھلائی آواز سنائی دی اور وہ برے منہ بناتی کچن کی جانب بڑھ گئی۔

✿••✿••✿••✿

"ہم اسٹوڈنٹس ہیں۔۔۔اور مستقبل کو لے کر بہت پریشان ہیں۔۔۔اور پریکٹیکلی ہم یہ کیسے سیکھ سکتے ہیں جب ہماری لائف میں کوئی حادثہ ہو کوئی تبدیلی آئے تو اسے قبول کریں۔۔۔اپنے خوف پر کیسے قابو پائیں۔۔۔" حاد نے لڑکے کا سوال سنتے گلاس ونڈو سے باہر جھانکا۔۔۔آج صبح سے ہی بادل چھائے تھے اور دوپہر کے بعد ہلکی ہلکی بارش شروع ہو چکی تھی۔ وہ سمینار ہال میں تھے اور اس وقت اس کے سامنے صرف اسٹوڈنٹس بیٹھے تھے۔۔۔کچھ کا پہلا دن تھا اور کچھ پہلے سے آرہے تھے۔۔ لڑکے ایک جانب

بیٹھے تھے اور لڑکیاں دوسری جانب۔۔۔ لڑکیوں کی تعداد کم تھی لڑکوں کے مقابلے میں۔۔

اس نے اپنے سامنے بیٹھے اسٹوڈنٹس میں ایک خوف محسوس کیا تھا۔

"ہم سکول جاتے ہیں، کالج اور یونیورسٹی۔۔۔ وقت گزر رہا ہے۔۔ کلاسیں گزرتی جا رہی ہیں اور ہم بڑے ہو رہے ہیں۔۔ بظاہر سب ٹھیک ہے لیکن کوئی ڈائریکشن نہیں ہے۔۔ کچھ مسنگ ہے۔۔۔ کسی چیز کی کمی ہے۔۔ ایک خالی پن ہے۔۔ ہمارے اندر ہمارے ارد گرد جو ختم نہیں ہوتا۔۔۔ ایسی صورتحال میں ہمیں کیا کرنا چاہیے۔۔؟؟"

پہلی رو میں بیٹھی لڑکی نے اپنا سوال ایڈ کیا تھا۔ اس نے غور سے دونوں کے سوال سنے اور پھر بولنا شروع کیا۔

آپ لوگ جب آئے تو بارش نہیں تھی ابھی ہو رہی ہے۔۔ ابھی ہو رہی ”
ہے حالانکہ یہ ایک خوشگوار تبدیلی ہے پھر بھی آپ میں سے کتنے لوگ
“خوفزہ ہیں۔۔؟؟

اس نے گلاس ونڈو کے پاس کھڑے ہوتے ہال میں نظر دوڑائی۔ ایک دو
لڑکیوں نے ہاتھ کھڑے کیے۔

“کیوں۔۔۔؟؟”

کیونکہ یہ پاکستان ہے۔۔۔ اگر زیادہ بارش ہوئی تو رائیڈ ملنا مشکل ہو جائے ”
گی اور کبھی لوکل سفر کیا نہیں۔۔ مطلب کسی لوکل گاڑی میں بیٹھنا۔۔ تو
“مشکل ہے

لڑکی نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا۔

ہمم۔۔۔“ وہ اب چلتا ہوا اسٹیج کی جانب آیا۔ ”

کبھی اس خوف پر قابو پانے کی کوشش کی ہے؟؟ کہنا یقیناً آسان ہے لیکن"
کرنا مشکل۔ زندگی میں اچھی چیزیں کبھی آسان نہیں ہوتیں، کچھ بھی آسان
نہیں ہوتا۔۔ انسان کا دماغ دو چیزیں یعنی تبدیلی اور اس سے پیدا ہونے والی
عدم یقینی (uncertainty) کو شدید ناپسند کرتا ہے۔۔۔ ہمیں تبدیلی
پسند نہیں آتی کیونکہ اس کے نتائج اکثر آسان نہیں ہوتے۔۔۔ اس لیے تو
بحثیت قوم بحثیت امت مسلمہ ہم سوئے ہیں۔۔ جیسا چل رہا ہے چلتا
رہے۔۔۔ ہمیں تبدیلی ناگوار گزرتی ہے۔۔۔ اینڈ ایم ہیپی کہ آپ لوگوں
میں کسی نے ہی سہی لیکن اس ادھورے پن کو محسوس کیا۔۔۔"
اس نے سب پر طائرانہ نظر ڈالی۔

”ہم کوئی بھی الگ کام کرنے سے پہلے ڈرتے ہیں اور نتائج سے ڈرتے ہیں جیسے ابھی انہوں نے ابھی کہا کہ ہم فیوچر سے خوفزدہ ہیں۔۔۔“اس نے لڑکے کی جانب اشارہ کیا جس نے سوال کیا تھا۔

”ہمیں کسی بھی کام کے نتائج سے نہیں بلکہ اس بات سے خوفزدہ ہونا چاہیے کہ آج ہم کہاں کھڑے ہیں؟؟ ہم کتنا پیچھے ہیں۔۔۔ صرف سوچ میں ہی بلکہ ٹیکنالوجی اور باقی سبھی شعبوں میں ہم پیچھے ہیں۔۔۔اور جس فیوچر کو لے کر ہم خوفزدہ ہیں کہ ہمارہ کیا ہوگا ہماری اگلی نسل کا کیا ہوگا اگر ہم ایسے ہی سوتے رہے اور کوئی قدم نہ اٹھایا تو فیوچر میں ہم ہوں گے ہی نہیں۔۔۔“ سب سانس روکے اسے سن رہے تھے۔

”میں نے یہ اکیڈمی بنائی ہے اگر میں ڈرتا ہی رہتا کہ پتا نہیں کیا ہوگا؟ لوگ اسے قبول کر پائیں گے یا نہیں۔۔اسٹوڈنٹس کچھ سیکھیں گے یا نہیں تو آج

آپ اور میں یہاں نہیں ہوتے۔۔" وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا۔۔چاہے بہت سے لوگوں نے اسے قبول نہیں کیا تھا لیکن کسی تو پہلا قدم لینا ہی تھا نا۔۔۔تو خود ہی کیوں نہیں؟؟

"اسٹائک کہتا ہے انسان فطرتاً ایسی چیزوں کی طرف جھکتا ہے جو اسکی زندگی کو بہتر بناتے ہیں، جیسا کہ اچھا کھانا، دولت، اچھے دوست اور ہمسفر، جو کہ ہر گز غلط نہیں، کیونکہ اگر انسان بہتر سے بہترین کی تلاش میں نہ ہوتا تو آج ہم اس ڈیجیٹل انقلاب تک نہ پہنچتے۔ لیکن ہمیں یہ سب کھو دینے کا ڈر لازمی ہوتا ہے آپ اپنے کچھ منصوبوں پر عمل کرنا چاہتے ہیں لیکن مستقبل کی سوچ آپ کو روکے رکھتی ہے، چونکہ ہم مستقبل کو قابو نہیں کر سکتے تبھی اسے سوچ کر ہلکان ہونے کا کوئی فائدہ نہیں۔۔۔تو قدم اٹھائیں۔۔۔ صحیح قدم، صحیح سمت میں۔۔۔ڈرے رہے تو سوتے رہ جائیں گے۔۔۔کوئی ہمیں بچانے نہیں

آئے گا۔۔۔ کوئی حکمران کوئی سیاستدان کوئی مسیحا۔۔۔ کوئی ہمارا لیڈر نہیں بنے گا۔۔۔ ہمیں خود کو خود ہی لیڈ کرنا ہے۔۔۔"

وہ پل بھر کو رکا۔

"سینیکا کو جانتے ہیں آپ لوگ؟؟ قدیم رومن فلاسفر۔۔اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اسکا تعلق اشرافیہ طبقہ سے تھا، ایک امیر آدمی کے لیے سب سے بڑا خوف دولت کا چھن جانا ہے، سینیکا کبھی کبھار سوکھی روٹی پانی کے ساتھ کھاتا اور زمین پر سوتا اور خود سے کہتا کہ کیا یہی وہ زندگی ہے جس کا خوف مجھے ہر وقت پریشان رکھتا ہے، اسے جی کر دیکھتے ہیں کہ اس میں کس حد تک تکلیف ہے۔

ہم اکثر پوچھتے ہیں کہ یہ کروں گا تو کیا ملے؟ یوں ہو گا تو کیا ہو گا؟ یہ سوالات یقیناً غلط نہیں لیکن ان سوالات کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دینا آپ کو اپنے مقصد کی جانب اپنا سو فیصد دینے سے روک سکتا ہے، کیونکہ نتائج کی

ضرورت سے زیادہ پرواہ آپ کی کریٹوٹی اور پروڈکٹوٹی کو نقصان دیتی ہے، آپ کی قیمتی انرجی تقسیم ہو جاتی ہے اور وہ بھی ایسے سوالات پر جو آپ کے مکمل اختیار میں بھی نہیں۔۔ اگر آپکو کوئی چیز پریشان، فضول، خوف دیتی ہے تو زندگی میں ایک بار اس کو آزمائیں۔۔ کیا پتا آپ کچھ نیا کر جائیں۔۔۔ رائیڈ نہ ملنے کے ڈر سے آپ یہ محسوس ہی نہیں کر پائیں گی کہ یہ بارش کتنی حسین ہے۔۔۔ کبھی ایک بار کسی لوکل آٹو میں جا کر دیکھیں۔۔ اپنے خوف کا سامنا کریں یہ پھر ہی کم ہو گا۔۔۔ بیٹھے بٹھائے نہیں۔۔!!

✿••✿••✿••✿

اس کی ورکشاپ ختم ہوئی اور پاکستان واپس آگئی۔۔ لیکن وہ خود کو کہیں چھوڑ آئی تھی۔۔۔ وہیں ادھم جبیل کے پہلو میں۔۔۔ کافی کا سپ لیتے خفا خفا سے ادھم جبیل کے پاس۔۔

اس کا اب دل نہیں لگ رہا تھا۔۔وہ ہاسپٹل میں بھی کھوئی کھوئی رہی۔۔

کیا ہوا منحے ؟جب سے آئی ہو چپ چپ ہو"وہ ہاسپٹل کے کیفے ٹیریا میں" بیٹھے تھے جب اس کی کولیگ سارہ نے پوچھا کسے فوڈ پوائزننگ ہوئی تھی۔وہ اس کی بات سن کر مسکرا دی۔

کوئی مل گیا کیا لندن میں ؟؟"وہ اب شرارت سے پوچھ رہی تھی۔"

ایک عجیب سا انسان ملا۔۔"اس نے ہولے سے کہا۔"

"کب کہاں کون ؟؟اور تم نے بتایا نہیں۔۔"

"میرا کزن ہے یار۔۔پہلی بار ملی ہوں خود آنی کے گھر پر۔۔"

تم اپنے ہی کزن سے پہلی بار ملی ہو؟؟کانٹ بلیو۔۔‘‘وہ حیران تھی۔’’

’’ایسا ہی ہے۔۔۔‘‘

تو کیسا لگا کزن؟؟‘‘وہ اب شرارت سے پوچھ رہی تھی۔منحہ مسکرادی۔’’

’’تمہاری مسکراہٹ مجھے کچھ کچھ کہہ رہی ہے۔۔‘‘

میری مسکراہٹ پر مت جاؤ۔۔۔اس نے کہا ہے دوستی سے آگے کچھ’’
نہیں۔۔۔‘‘وہ افسردگی سے بولی۔

"اپنا بھی وہ یقیناً ہو پیاری تم جتنی وری ڈونٹ۔۔۔ہیں کہتے یہی سب ارے

دل ہار جائے گا۔۔"

"وہ پہلے ہی کسی اور پر ہار چکا ہے۔۔"

"دھڑکنے دل دو میں سینے کے انسان کر مل سے تم ۔۔نہیں بات کوئی ۔۔اوہ

لگ جائیں۔۔"

منحہ بے اختیار ہنس دی۔ لیکن وہ اندر سے کہیں افسردہ تھی۔۔۔وہ نہیں جانتی تھی یہ کونسا راستہ تھا پر اس کا چلنے کو دل کر رہا تھا۔۔۔اور وہ چاہ کر بھی ادھم کے خیال سے پیچھا نہیں چھڑا پا رہی تھی۔

✿••✿••✿••✿

پونے چار بجے اسے ڈرائیور لینے پہنچ گیا تھا۔۔ وہ جلدی سے تیار ہوتی نیچے آئی۔

آپی۔۔۔ یہ چھاتہ تو لیتی جائیں۔۔" باہر ہوتی رم جھم کی بدولت حمیزہ نے" اس کی ونڈو سے اس کا فیورٹ چھاتہ نیچے پھینکا تھا جسے اٹھاتے وہ تیزی سے گاڑی میں بیٹھ گئی۔اور اب گاڑی اپنی منزل کی جانب رواں تھی۔

عجیب سی پر جوشی تھی جسے بیان نہیں کیا جا سکتا تھا لیکن وہ محسوس کر سکتی تھی۔۔۔ بیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ اکیڈمی کے سامنے کھڑی تھی۔۔ مسمرائز کرتا اس جگہ کا حسن دیکھنے لائق تھا۔

وہ گارڈز کو سلام کرتی اندر داخل ہو گئی۔۔۔ وہ درخت وہیں تھا اور زرد پتے چاروں جانب بکھرے پڑے تھے۔۔ البتہ آج گراؤنڈ میں اسٹوڈنٹس نظر آرہے تھے۔۔ بلڈنگ کی کھڑکیوں میں کھڑے، درخت کے نیچے بیٹھے اور گھومتے پھرتے۔۔۔ وہ اپنے سفید اونی کوٹ میں تھی اور اسکارف کو اس نے

اچھے سے چہرے کے گرد لپیٹا ہوا تھا۔ وہ اتنی خوش تھی کہ اپنا چھاتہ گاڑی میں ہی بھول آئی۔۔۔

پتھریلی روش پر چلتی وہ تیزی سے اندر جا رہی تھی اور پھر رک گئی۔۔ اسی جگہ پر جہاں پہلے رکی۔۔۔ وہ پلٹی اور پلٹ کر اس درخت کو دیکھنے لگی۔۔ اگر وہاں اسٹوڈنٹس نہ ہوتے تو وہ لازمی وہاں جاتی۔۔۔ پتھریلی روش کے دونوں جانب پودے لگے تھے۔۔ اور ان کے پتوں پر بارش کے قطرے چمک رہے تھے۔۔۔ وہ جھکی اور ان بھیگے پتوں کو اپنے فون میں قید کرنے لگی۔۔۔ ہلکی ہلکی بونداباندی میں اس کا اسکارف پھر سے بھیگ رہا تھا۔۔

دو سے تین منٹ گزر گئے۔۔ یہاں تک کہ اس نے آسمان سے برستی بارش کو بھی قید کر لیا۔۔۔ اور چونکی جب اسے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔۔۔ وہ تیزی سے پلٹی اور پھر اپنے قریب کھڑے شخص سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔۔۔

حاد جبیل ایک سفید ٹرانسپرنٹ پلاسٹک کا چھاتہ لیے اس کے بہت قریب کھڑا تھا۔۔

ویلکم ہوم۔۔۔"اس نے اپنے اور ایمان کو بھیگنے سے بچانے کے لیے ایک" ہاتھ میں چھاتہ پکڑا ہوا تھا جبکہ اس کا دوسرا ہاتھ پینٹ کی جیب میں تھا۔۔۔ ایمان نے ایک نظر اوپر دیکھا۔۔۔گلاس جیسے ٹرانسپرینٹ چھاتے پر پڑتی بارش کی بوندیں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔۔۔وہ ٹیل گرین لوز پینٹ پہنے ہوئے تھا جبکہ آف وائٹ فل سلیوز ٹی شرٹ میں شفاف صاف سا حاد دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔چشمے سے جھانکتی اس کی گرے آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔۔وہ اور بھی کچھ کہہ رہا تھا۔۔۔اس کے گلے کا Adam Ap-ple ڈوب کر ابھرا۔۔

جب صحیح شخص ملے گا میں پھر سے محبت کر لوں گی۔۔۔"اسے اپنا کہا گیا"
جملہ یاد آیا۔۔۔

پھر سے وہی شخص کیوں۔۔۔؟؟"وہ اسے دیکھتے گہری سوچ کا شکار تھی۔"

مس ایمان۔۔۔۔"وہ اسے پکار رہا تھا۔"

میں نے پوچھا آنے میں کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا۔؟؟"وہ پوچھ رہا"
تھا۔۔اس کے چہرے پر شفیق سی مسکان تھی۔

نن۔۔۔نہیں۔۔۔"وہ اب بھی چھاتہ تانے کھڑا تھا۔"

میں خود ہی آجاتی آپ کب تک مجھے ویلکم کرتے رہیں گے۔۔؟؟" وہ اب نظریں چرا گئی تھیں۔۔۔وہ اب اپنے شوز کو دیکھ رہی تھی۔۔۔جانے کیوں اس کا دل اداس ہو گیا تھا۔۔۔

پھر سے وہی شخص کیوں؟؟؟ایک ہی سوال چاروں جانب گونجنے لگا تھا۔

"آپ جب جب آئیں گی۔۔۔" وہ سنجیدہ تھا۔۔۔ایمان نے نظریں نہیں اٹھائیں۔۔۔اور وہ اسے الجھی ہوئی لگ رہی تھی۔۔۔لیکن سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ اس کے ذہن میں کیا چل رہا تھا۔

"چلیں۔۔۔؟؟" اسے بت بنے دیکھ کر حاد نے کہا تو وہ اثبات میں سر ہلا کر چل پڑی۔

"یہ کون ہے؟؟؟ جس کو حاد جبیل خود لینے آئے۔۔؟؟"

ہو گی ان کی کوئی خاص مہمان۔۔۔" دوسری منزل کی کھڑکی میں کھڑی" لڑکیوں نے سرگوشیاں کی تھیں۔

ام ایمان کو آج اکیڈمی میں کافی رونق نظر آئی تھی۔اسے دیکھ کر لگ رہا تھا جیسے واقعی کوئی ادارہ ہو۔۔اس نے اندر کافی اسٹوڈنٹس کو لکھتے پڑھتے اور ڈسکشن کرتے دیکھا تھا لیکن یہ روایتی طریقے سے ہٹ کر تھا۔۔۔موٹی موٹی جلدوں والی پرانی کتابیں کھولے اسٹوڈنٹس ان پر جھکے ہوئے تھے۔

میں نے کہا تھا نا۔۔میں نے کہا تھا نا یہ قرآن پاک میں پہلے سے لکھا ہوا" ہے۔۔۔"

وہ ایک گروپ کے پاس سے گزری جہاں لڑکی خوشی سے چلا کر باقیوں کو کچھ بتا رہی تھی جیسے اس نے کوئی گہرہ راز پا لیا ہو۔

کچھ دیر بعد وہ اس کا وہاں کے سبھی اسٹوڈنٹس کو تعارف کروا رہا تھا۔۔

یہ مس ام ایمان ہیں۔۔یہ کیا کرتی ہیں آپ لوگ خود جان جائیں گے۔۔۔" کبھی خود کو ہیل کرنا چاہیں تو ان سے مل سکتے ہیں۔۔"اس نے انوکھا تعارف کروایا تھا۔۔وہ مسکرا کر سب کو دیکھتی رہی اور خاص کر اسے۔

میں کیسے مان لوں زمیں زادہ ہے وہ

!!وجود اُس کا آسمان سے ملتا ہے۔۔۔

✿••✿••✿••✿

یہ ایک بڑے سیاستدان کی مشہور حویلی تھی جس کے ماسٹر بیڈروم سے چیخوں کی آواز ابھر رہی تھی۔

"طلاق مانگتی ہے مجھ سے تیری اتنی ہمت؟؟" مرد نے اپنی بیوی کو بالوں سے پکڑا اور ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے منہ پر مارا۔۔ وہ اس پر بہت تشدد کر چکا تھا۔۔ لڑکی کا ہونٹ پھٹ چکا تھا اس کی پیشانی اور آنکھ پر نشان پڑ چکے تھے۔

"بول کس نے سکھایا ہے تمہیں؟؟ کہاں سے آئی اتنی ہمت؟؟" اس نے اب لڑکی کو جھٹکا دیا اور پھر نیچے پٹخ دیا۔۔ لڑکی نے اپنی چیخوں پر قابو پانے کی کوشش کی لیکن وہ درد سے بلبلا اٹھی۔۔ وہ اب اس پر جھکا لاتوں سے اسے مار رہا تھا۔

مجھ سے طلاق مانگتی ہے۔۔"مرد کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اسے ٹکڑوں میں "
کاٹ دیتا۔ پھر اس نے رک کر لڑکی کو دوبارہ بالوں سے پکڑا۔

کس نے سکھایا تمہیں؟؟" وہ غضبناک لہجے میں پوچھ رہا تھا۔ "

میں ایک شرابی، جواری اور زانی کے ساتھ نہیں رہ سکتی جسے اللہ کا ذرا بھی "
"خوف نہ ہو اور جو اس سے نہ ڈرتا ہو۔۔

یہ فضا تھی جس نے ڈاکٹر علوی کے کلینک پر ایمان کے سامنے اپنا مسئلہ رکھا تھا۔ وہ ایسا پہلے سے ہی چاہتی تھی لیکن ڈرتی تھی۔۔۔اپنے شوہر سے۔۔پر اس روز اسے اللہ سے زیادہ ڈر لگا۔۔۔اسے اس روز ہمت بھی ملی کہ وہ اس شخص کو صرف اللہ کی رضا کی خاطر چھوڑ رہی تھی۔۔وہ کسی مرد کے ساتھ نہیں رہ سکتی تھی جو روز زنا کر کے آتا ہو اور پھر بیوی پر تشدد کرتا ہو۔

اللہ یاد آگیا اب تمہیں۔۔ہاں۔۔۔شادی سے پہلے جب میرے ساتھ ”
گھومتی پھرتی تھی تب اللہ کدھر تھا۔۔۔“اس نے ایک اور زناٹے دار تھپڑ
مارا۔۔۔

ہمارا مسئلہ یہی ہے۔۔ہم اپنے گناہوں کی معافی مانگ کر اگر اللہ کے راستے پر
چلنا بھی چاہیں تو کم ظرف لوگ ہمیں ٹانگ سے پکڑ کر کھینچتے ہیں اور ہم منہ
کے بل گر جاتے ہیں۔

مجھے جانے دو پلیز۔۔۔اگر آپ خود کو نہیں بدل سکتے تو مجھے جانے ”
دیں۔۔“وہ زمین پر پڑی بڑبڑا رہی تھی۔

نہیں جا سکتی تم یہاں سے۔۔۔صرف تمہارا جنازہ جائے گا۔۔“اس نے ”
فضا کو گردن سے پکڑ کر اٹھایا اور پھر اس کا سر زور سے زمین پر دے مارا۔۔۔

بلبلاتی فضا ساکت ہو گئی۔۔۔اور وہ اسے وہیں چھوڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

اسے پکا یقین تھا کہ فضا کا کسی اور کے ساتھ چکر چل رہا تھا تبھی اس نے خلاع کی بات کی تھی۔

وہ جاننا چاہتا تھا اس کی بیوی کہاں کہاں جاتی رہی ہے اور کس کس سے ملتی رہی ہے۔۔۔وہ ہر اس شخص کو جان سے مار دینا چاہتا تھا جس نے اس کی بیوی کا برین واش کیا تھا۔

✿••✿••✿••✿

ایمان اپنا آفس دیکھ کر حیران رہ گئی تھی۔یہ سب سے اوپری فلور پر حاد کے بالکل ساتھ والا کمرہ تھا اور اس کے باہر بورڈ پر دی ہیلر لکھا ہوا تھا۔۔۔وہ اس نام کو پڑھ کر مسکرا دی۔

مجھے امید ہے آپ کو یہ پسند آئے گا۔۔"اس نے دروازہ کھولا اور ایمان کو" پہلے اندر داخل ہونے کا اشارہ کیا۔۔ جیسے وہ اندر داخل ہوئی تو حیران رہ گئی۔ ایسا لگا وہ کسی جادوئی دروازے سے صدیوں پیچھے آ گئی ہو۔۔
پورا کمرہ ونٹیج چیزوں سے بھرا ہوا تھا۔۔۔ وہاں رکھے میز کرسیاں، شیلف کتابیں اور شو پیس ہر چیز۔۔۔ یہاں تک کہ میز پر رکھا فون بھی کافی پرانا تھا۔۔

وہ حیرانی سے سب دیکھنے لگی۔۔۔اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی جبکہ حاد سینے پر بازو جمائے اسے ہی دیکھ رہا تھا اس کی شرٹ پر بائیں جانب سینے کے مقام پر آر جے لکھا تھا۔۔۔ یقیناً وہ شرٹ آر جے بران-ڈ کی تھی۔

"یہ سب آپ نے کیا۔۔۔ لیکن کیوں۔۔۔؟؟"

تم کو تاریخ سے دلچسپی ہے، سُن کر میں نے
گھر کے اِک کمرے کو یونان بنا رکھا ہے۔۔۔۔!!

اس کیوں کا جواب اس کے پاس نہیں تھا۔ ہوتا بھی کیسے۔۔۔ وہ خود نہیں جانتا تھا اس نے کیسے کیا تھا پر وہاں رکھی چیز انمول تھی۔۔۔ بیش قیمتی جو اس نے خود ڈھونڈی تھی۔

"کیوں کیا آپ نے یہ سب۔۔؟؟" وہ اب اس کے سامنے آن کھڑی ہوئی۔

"یہ میری دنیا ہے۔۔۔ میں چاہتا ہوں یہاں موجود ہر شخص اسے ویسا ہی پائے جیسے اس نے چاہا ہو۔۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے بولا۔۔۔ ایمان کچھ بول ہی نہ پائی۔

"آپ کے ٹیبل پر کچھ شیٹس پڑی ہیں آپ انہیں چیک کر لیں۔۔۔ سیشنز کو ڈیوائڈ کرنا ہے آپ دیکھ لیں کیسے کرنا ہے۔۔ مجھے ابھی کام ہے بعد میں ملتے ہیں۔۔۔" وہ جانے کے لیے پلٹا۔

"اور ہاں۔۔ انٹر کام پر آپ کسی بھی وقت چائے آڈر کر سکتی ہیں اور ساتھ والا روم پرے روم ہے آپ جب چاہیں جا سکتی ہیں۔۔" وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا اور وہ وہیں کھ-ڑی رہ گئی تھی۔ کچھ دیر تک وہ چیزوں کو دیکھتی رہی اور پھر کام شروع کر دیا۔ وہ ٹائم ٹیبل کو اپنے اور حاد کے شیڈول کے حساب سے ترتیب دے رہی تھی۔۔ آج اس کا ہسپتال میں بھی کافی بزی دن

رہا تھا اور اس وقت وہ تھک گئی تھی۔ نیند اس پر حاوی ہو رہی تھی۔ اسے چائے کی طلب ہوئی تو اس نے انٹر کام پر بیل دی۔۔

مجھے ایک چائے چاہیے۔۔"اس نے کہا۔"

آپ کے روم میں لے آؤں یا اسٹاف روم میں، جہاں مسٹر حاد اپنی کافی" وغیرہ لیتے ہیں۔۔۔؟؟" وہ بیٹھے بیٹھے تھک گئی تھی اس لیے اسٹاف روم کا پوچھ کر وہ کمرے سے نکل آئی اور پھر سیڑھیاں اترتی نچلی منزل پر آئی۔۔۔اب ہر کمرے کے باہر بورڈ لگا تھا۔۔اسے اسٹاف روم نظر آگیا۔۔۔وہ دروازہ کھولتے اندر داخل ہوئی۔۔۔یہ کمرہ کافی کھلا اور صاف ستھرا تھا۔۔۔بڑا سا میز تھا جسکے چاروں جانب کرسیاں رکھی تھیں۔۔۔وہ کافی تھک گئی تھی ایک کرسی پر بیٹھ کر فون یوز کرنے لگی۔

اچانک ایک ویڈیو سامنے آئی تھی اور اس کے میوزک نے اسے رکنے پر مجبور کیا۔۔۔اس نے موبائل کو میز پر رکھا۔۔۔اس کے ہاتھ جھولی میں رکھے تھے۔۔۔وہ اس قدر تھک گئی تھی کہ اس نے موبائل کے قریب میز پر سر رکھا اور آنکھیں بند کر دیں۔۔ہاتھ میں چھاتہ پکڑے حاد اس کے تصور کے پردے پر لہرایا۔

یہ درد ہے تو کیا
یہ عشق کی تلاش ہے۔۔۔

موبائل پر ابھرتا میوزک کمرے میں گونج رہا تھا۔۔اس کے علاوہ وہاں کوئی نہیں تھا۔۔۔وہ کب سوئی کچھ پتا ہی نہیں چلا۔۔۔جب انسان ذہنی جسمانی طور پر تھکا ہو تو اسے سوچنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔۔۔اور اس نے خود کو اتنا بزی کر لیا تھا کہ جب وہ تھک ہار کر رات کو سونے لیٹتی تھی تو اسے کچھ

سوچنے کا موقع ہی نہیں ملتا تھا۔۔۔کسی کا خیال نہیں آتا تھا۔۔کوئی نفرت بھرا کوئی محبت بھرا۔۔۔کچھ بھی نہیں۔۔۔اور اس وقت وہ تھکی ہوئی تھی۔۔۔

کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور حاد اندر آیا اور جیسے ہی اس کی نظر سامنے میز پر سر رکھے سوتی ایمان پر پڑی وہ ٹھٹک گیا۔۔۔وہ خود تھکا ہوا تھا اور اپنی کافی لینے آیا تھا۔۔۔پہلے اس نے سوچا وہ پلٹ جائے پر اس کے قدم انکاری ہو گئے۔۔۔وہ دھیمے قدم اٹھاتا اس کے قریب آیا۔۔۔اور میز کے دوسری جانب بیٹھ گیا۔۔۔ایمان گہری نیند میں تھی اور وہ اسے اٹھانا نہیں چاہتا تھا۔۔۔

وہاں جہاں تو ہی میرا لباس ہے۔۔

اس نے اپنی داہنی بازو میز پر رکھی اور جھکتے ہوئے سر بازو پر رکھ دیا۔

وہاں جہاں تیری ہی بس تلاش ہے۔۔

وہ اب اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔ ''ایمانے۔۔۔'' اس نے دھیرے سے سرگوشی کی۔

کیا تھا ایسا اس لڑکی میں جو وہ سالوں بندھا رہا۔۔ سالوں گزر گئے تھے۔

وہاں جہاں تجھی پر ختم آس ہے۔۔
وہیں شروع وہیں پہ دفن جان ہے۔۔

اسے اپنی پلکوں پر گہرا بوجھ محسوس ہوا۔۔ اس نے ہولے سے آنکھیں بند کیں۔۔۔ ایک دو تین لمحے گزرے اس نے ایمان کی موجودگی کو محسوس کرنا چاہا اور پھر اسے پتا ہی نہیں چلا غنودگی کیسے اس پر طاری ہوئی۔۔۔ اسے

اپنے آس پاس سکون ہی سکون محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔یہ شاید پہلی بار تھا وہ یوں اپنی ماں کے علاوہ کسی انسان کی موجودگی میں ایسے سویا ہو۔۔۔! !

✿••✿••✿••✿

کچھ ہی دیر گزری تھی شاید دس منٹ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔۔۔اس کی گردن بری طرح اکڑ گئی تھی اور اسے اگلا جھٹکا تب لگا جب اس نے حاد کو میز کی دوسری جانب سوتے دیکھا۔۔۔اس نے گھبراہٹ میں فون اٹھایا لیکن وہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر گیا۔۔

شور کی آواز پر وہ بھی اٹھ بیٹھا۔۔

"ایم سوری۔۔۔" ایمان نے جھکتے ہوئے فون اٹھایا۔۔ سونگ ابھی بھی چل رہا تھا شاید کوئی شارٹ ویڈیو تھی جو ریپیٹ پر چل رہی تھی۔ وہ ایک جھٹکے سے کرسی سے کھڑا ہوا۔

"وہ میں میوزک نہیں سنتی۔۔ پتا نہیں کیسے۔۔۔" اس نے فون اٹھا کر بند کیا۔۔ وہ ڈر گئی تھی کہ کہیں حاد اسکے اکیڈمی میں میوزک سننے پر غصہ نہ کر جائے جبکہ حاد تو اپنی جگہ حیران پریشان کھڑا تھا۔۔۔

اسے اچھا نہیں لگ رہا تھا کہ وہ یوں آکر سو گیا تھا۔۔ اس نے بے ساختہ چہرے پر ہاتھ پھیرا۔۔ پیشانی پر آئے بالوں کو پیچھے کیا اور فوراً بولا۔

"اٹس اوکے۔۔۔ اور معذرت میری طرف سے مجھے یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔۔ آئی نو مائی لمٹس۔۔ اگین سوری۔۔" وہ تیزی سے کہتا دروازے کی

جانب بڑھا اور اسے کھول کر باہر نکل گیا۔۔۔وہ اب تیزی سے راہداری سے گزر رہا تھا جبکہ اس کا دل اس سے بھی تیز رفتار سے دھڑک رہا تھا۔

تیس سالوں میں پہلی بار تھا جب حاد نے اپنے دل کے سامنے خود کو یوں بے بس پایا تھا۔

جبکہ پیچھے ایمان حیران سی بیٹھی رہ گئی تھی۔۔ کیا ہوا تھا وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔

اسے یوں سوتا دیکھ کر حیران تو وہ بھی ہوئی تھی پر اسے اندازہ نہیں تھا وہ اتنا گلٹی فیل کرے گا۔۔۔وہ کو ایجوکیشن میں پڑھی تھی۔۔۔اپنی لمٹس جانتی تھی اور ان پر قائم بھی تھی۔۔ لیکن اسے حاد کا سوری کرنا اچھا لگا تھا۔۔

بہت کم مرد ایسے ہوتے ہیں جو اپنی حدود کو جانتے ہوں جو انہیں پار نہ کرتے ہوں۔

وہ وہیں بیٹھی رہی۔۔۔دروازہ کھلا اور ایک لڑکا چائے لیے اندر داخل ہو گیا۔ اس نے چائے خاموشی سے ٹیبل پر رکھی اور واپس چلا گیا۔اسے پاور نیپ

ہمیشہ تازہ دم کر دیتے تھے۔۔۔اس کی گردن تو اکڑ گئی تھی لیکن وہ اب خود کو فریش محسوس کر رہی تھی اور اب تازہ دم ہو کر پھر سے کام کر سکتی تھی۔۔۔

اس نے چائے کا کپ اٹھا کر ایک گونٹ بھرا اور پھر فوراً واپس رکھ دیا۔۔وہ پھیکی چائے لیتی تھی جبکہ یہ میٹھی تھی۔۔اس نے گہرا سانس لیا۔۔۔یہ تو وہ بتانا ہی بھول گئی تھی اور نہ انٹر کام پر موجود لڑکی نے اس سے پوچھا تھا۔

اس کی بری عادت تھی جب اسے کوئی کھانے کی چیز پسند نہیں آتی تھی تو وہ اسے زبردستی نہیں کھا سکتی تھی۔۔اس نے بہت بار کوشش کی لیکن اسے قے آجاتی تھی پر وہ کھانا اندر نہیں جاتا تھا۔۔۔

اس نے اپنے فون کو دیکھا۔۔شام کے سات بج چکے تھے۔۔۔ساڑھے سات بجے اسے یہاں سے چلے جانا تھا ایک گھنٹے بعد وہ گھر جا کر چائے پی سکتی تھی۔۔

اس نے کپ وہیں چھوڑا اور اپنا اسکارف درست کرتی وہاں سے اٹھ کر باہر نکل آئی۔۔

راہداری میں اسے کافی اسٹوڈنٹس نظر آئے۔

"کیا آپ ہی ہیلر ہیں۔۔۔؟؟" اسے دیکھتے ایک لڑکی اس کی جانب بڑھی۔

"میری ذات اس قابل نہیں اسے ہیلر کا نام دیا جائے پتا نہیں لوگ کیوں کہتے ہیں ایسا۔۔۔"

"آپ ہمارا سیشن کب سے لیں گی؟؟" وہ اشتیاق سے پوچھ رہی تھی۔

"شاید کل سے۔۔۔" وہ مسکرا کر کہتی آگے بڑھی۔

”کیا یہ سچ ہے آپ کے سیشن میں صرف لڑکیاں ہوں گی۔۔۔“وہ رک اور پھر پلٹ کر دیکھا۔۔۔باہر سردی تھی اس نے اپنے ہاتھ اونی کوٹ کی جیبوں میں ڈال لیے تھے۔

”ایسا ہی ہے۔۔۔“وہ مسکرا کر جواب دیتی پھر سے جانے کے لیے مڑی۔

”کیا آپ کو لڑکے نہیں پسند۔۔۔؟؟“لڑکی الجھی ہوئی تھی۔ایمان نے بے ساختہ ابھرنے والی اپنی مسکراہٹ چھپائی۔

”ہاں ایسا ہی ہے۔۔۔“وہ ہولے ہولے قدم بڑھاتی جواب دے رہی تھی۔

”اور وہ لڑکے جو آپ کا سیشن لینا چاہتے ہیں ان کا کیا۔۔؟؟“لڑکی نے اب تھوڑا اونچا بولا تا کہ آواز اس تک پہنچ جائے۔

وہ سہہ نہیں پائیں گے۔۔۔"اس کے لب مسکرا رہے تھے۔ پیچھے کھڑی لڑکی مزید الجھ گئی تھی۔ جبکہ وہ تیزی سے چلتی سیڑھیوں کی جانب مڑ گئی تھی۔

✿••✿••✿••✿

"تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ تمہیں ادھم بھیا سے محبت ہو گئی ہے؟؟" دائمہ حیران سی پوچھ رہی تھی۔ وہ اپنے آفس میں تھی جبکہ منحہ ہسپتال میں۔۔وہ دونوں فون پر بات کر رہی تھیں۔۔دائمہ نے ہمیشہ اپنی سبھی باتیں منحہ سے شیئر کی تھیں اور منحہ جو اتنے دنوں سے برداشت کرتے کرتے تھک گئی تھی اب اس نے بھی دائمہ سے شیئر کرنے کا سوچا تھا۔

"مجھے نہیں پتا یہ کیا ہے۔۔ہاں میں انہیں بھول نہیں پا رہی۔۔۔وہ میرے ذہن سے نہیں نکل رہے۔۔"منحہ نے کنپٹی سہلاتے جواب دیا۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے کہ میری بیسٹ فرینڈ میری بھابھی بن جائے۔۔"اس کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔

"میں چاہتی ہوں تم کسی سے اس بات کا ذکر مت کرو۔۔میں خود کو اور وقت دینا چاہتی ہوں میں اتنی جلدی دل کے سامنے ہار ماننے والوں میں سے نہیں ہوں۔۔"
منحہ مضبوط لہجے میں بولی تو دائمہ کا قہقہہ ابھرا۔

"شیور مادام۔۔۔جتنا چاہے وقت لے لو۔۔لیکن جو لوگ ایک بار دل کو لگ جائیں انہیں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔۔"

کافی دنوں بعد دائمہ کھل کر ہنسی تھی۔۔اسے تو خود اس کی یک طرفہ محبت تکلیف میں ڈالے رکھتی تھی۔اس کی بات سن کر منحہ خاموش رہی۔۔۔وہ ٹھیک ہی کہہ رہی تھی۔۔۔اتنا آسان نہیں تھا اپنے دل کو روندھنا۔۔۔

"میں کل اسلام آباد جا رہی ہوں تمہارا کوئی ارادہ ہے؟؟"اس نے منحہ کی خاموشی کو محسوس کرتے خود ہی پوچھا۔

"خیریت۔۔۔؟؟کس لیے جا رہی ہو۔۔"منحہ اب حیران ہوئی۔

"دیکھنے جا رہی ہوں اس ظالم شخص نے کیسی دنیا بنائی ہے۔۔۔"

اور تمہیں ٹائم مل گیا۔۔؟؟" اس کا زیادہ تر وقت آفس میں گزرتا تھا۔۔"
صبح سے شام اور پھر رات میں بھی اکثر وہ ضیاء جبیل کے ساتھ کسی نہ کسی میٹنگ پر اجیکٹ پر ڈسکشن کرتی رہتی تھی۔

ٹائم نکالنا پڑتا ہے۔۔" ایک بار پہلے بھی وہ حاد کے پیچھے گئی تھی اسلام آباد" اور پھر دل تڑوا کر روتے ہوئے واپس آئی تھی اور دوبارہ پھر سے جارہی تھی۔۔ جانے کیا ہونے والا تھا۔ منحہ کو تاسف ہوا تھا وہ جانتی تھی دائمہ حاد کے لیے پاگل سی تھی۔۔ اس نے کبھی کسی اور کی جانب دیکھا ہی نہیں تھا۔۔ اور وہ حاد کو بھی جانتی تھی جس کے لیے وہ ایک کزن سے بڑھ کر کچھ نہیں تھی۔

ٹھیک ہے تم ہو آؤ۔۔ میں نہیں جا سکتی۔۔"منحہ نے بس اتنا ہی کہا۔۔ کچھ دیر مزید باتیں کرنے کے بعد اس نے فون بند کر دیا۔۔۔ پھر اس نے ادھم کا نمبر نکالا۔۔۔

کتنی ہی بار دل کیا کہ اسے فون کرے۔۔۔ لیکن وہ نہیں کر پائی۔۔ کئی بار اس نے میسج ٹائپ کر کے مٹا دیا۔۔

اس کی نسوانیت یہ گوارہ نہیں کرتی تھی کہ وہ یوں کسی مرد کی جانب متوجہ ہو، اٹریکٹ ہو۔۔۔ اور پھر دوست کہنے کے باوجود ادھم نے اسے ابھی تک خود میسج یا کال نہیں کی تھی۔۔۔ تو وہ کیوں کرتی۔۔۔؟؟

دل دماغ کی زبردست جنگ جاری تھی اور اس جنگ میں اسے اپنا آپ ٹوٹتا محسوس ہو رہا تھا۔ اسے جسمانی طور پر درد محسوس ہونا شروع ہو گیا تھا۔۔۔ جب طبیعت زیادہ خراب ہو گئی تو وہ ہسپتال سے آف لیتے گھر کی جانب نکل پڑی۔۔۔ ڈاکٹر منحہ حارث کو کبھی کسی نے خراب طبیعت کے باعث آف لیتے نہیں دیکھا تھا۔۔۔ یقیناً کوئی سیریس معاملہ تھا۔

✿••✿••✿••✿

وہ رات پورے آٹھ بجے گھر پہنچ گئی تھی۔ فریش ہو کر آئی تو سلمی بیگم نے اس کے لیے کھانا لگا دیا۔۔اس کا دل نہیں تھا لیکن پھر بھی وہ کھانے بیٹھ گئی۔۔ابھی اس نے دو ہی نوالے لیے تھے جب چار جر پر لگا اس کا فون بجنے لگا۔۔

"آپی کوئی انجان نمبر ہے۔۔" میزو نے اس کے پوچھنے پر دیکھ کر بتایا۔۔فون پھر سے بجنے لگا۔ وہ فون اس کے پاس لے آئی۔

"ہیلو۔۔۔" اس نے پانی کا گھونٹ بھرتے کہا۔

"اگر عورتیں چار جماعتیں پڑھ لکھ جائیں تو انہیں مردوں کے سر پر نہیں بیٹھنا چاہیے۔۔" نفرت سے بھری آواز ابھری تھی۔

"سوری۔۔۔؟؟" اسے لگا کوئی رانگ نمبر ہے۔

"عورت پاؤں کی جوتی ہی اچھی لگتی ہے میڈم صاحبہ۔۔" اس بار اس کا دماغ بھک سے اڑا۔

"کیا بکواس کر رہے ہیں کون ہیں آپ؟؟" اس کی آواز اتنی اونچی اور کڑک تھی کہ حمیزہ نے اپنا ہوم ورک چھوڑ کر اسے دیکھا جبکہ چائے بناتی سلمی بیگم بھی چونک سی گئی تھیں۔

میری بیوی کو غلط پٹیاں پڑھانے والی تم ہی ہو نا۔۔ایک بات یاد رکھنا" طلاق تو میں اسے نہیں دوں گا لیکن بخشوں گا تمہیں بھی نہیں۔۔۔" کھٹاک سے فون بند ہوا جبکہ وہ حیرانی سے فون کو دیکھنے لگی۔

"کون تھا آپی ؟؟"

پتا نہیں کوئی رانگ نمبر تھا۔۔" وہ مزید نہیں کھا سکی۔۔آج کل دل ایسے " ہی عجیب سا ہو رہا تھا۔۔سردیاں تھیں دن جلدی ڈھل جاتے تھے اور راتیں لمبی تھیں۔۔وہ آج کل خود کو ایکٹیو محسوس نہیں کر پا رہی تھی۔وہ اٹھی اور برتن اٹھا کر کچن میں لے گئی۔

سب ٹھیک ہے ؟؟" سلمی بیگم نے فکر مندی سے پوچھا۔ "

"ہاں بس تھک سی گئی ہوں۔۔"اس نے سنک میں ہاتھ دھوتے جواب دیا۔۔ سلمی بیگم اسے ہی دیکھ رہی تھی وہ کافی الجھی ہوئی لگ رہی تھی۔۔وہ مسل مسل کر ہاتھ دھو رہی تھی اور دھوتی جا رہی تھی۔

"ایمان۔۔۔"انہوں نے اسے پکارہ۔

"جی۔۔۔"وہ چونکی اور ٹیب بند کیا۔۔اب وہ اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔

"چائے لے لو۔۔۔" سلمی بیگم نے اس کی کم چینی والی چائے جو تقریباً پھیکی تھی کپ میں نکال دی تھی۔

"میں صابن سے ہاتھ دھو آؤں۔۔۔"وہ تیزی سے کچن سے نکل گئی۔۔ سلمی بیگم نے ایک گہرہ سانس لیا۔۔

کھانے سے پہلے بھی وہ ہاتھ دھو کر بیٹھی تھی۔۔۔پھر دھوئے تھے لیکن اس کی تسلی نہیں ہوئی تھی۔۔۔

اسے عجیب سی بیماری تھی جو سلمی بیگم کی سمجھ سے باہر تھی۔۔وہ بار بار ہاتھ دھوتی تھی۔۔کچن میں چائے بھی بنانے آتی تو ہر چیز کو چھونے کے بعد ہاتھ لازمی دھوتی چاہے اسے دس بار ہی کیوں نہ دھونے پڑیں۔۔دھلے ہوئے برتنوں کو پھر سے دھو کر کھانا ڈالتی تھی۔۔گیلے برتن کو ٹشو سے صاف کرتی اور پھر اس میں کچھ ڈالتی۔۔۔اور جب وہ اسٹریس میں ہوتی تو یہ عادت زور پکڑ جاتی تھی۔

پتا نہیں اس کا کیا بنے گا۔۔" سلمی بیگم نے تاسف سے سوچا۔"

✿••✿••✿••✿

اگلے دن وہ ہسپتال میں تھی جب اس نے ٹی وی پر نیوز سنی۔ایک مشہور سیاست دان سے رپورٹرز سوال کر رہے تھے۔

سنا ہے آپ کے بیٹے نے آپکی بہو پر کافی تشدد کیا ہے اور وہ اس وقت" ہسپتال میں ہے اور آپکی بہو نے خلاع کا مطالبہ کیا ہے۔۔"وہ چونک سی گئی۔۔۔

"جھوٹ ہے۔۔"

آپ کی بہو کا کہنا ہے کہ آپ کا بیٹا ایک نشئی ہے جواری ہے اور بہت" سارے غلط کاموں میں ملوث ہے۔۔۔وہ اس پر روز تشدد کرتا ہے اس لیے "وہ خلاع چاہتی ہے۔۔

فضاء۔۔" بے اختیار اسے اپنا سیشن یاد آیا تھا۔۔ وہ اس لڑکی کو نہیں جانتی تھی نہ اس نے فضا کا چہرہ دیکھا تھا لیکن یہ کہانی کافی ملتی جلتی تھی۔

تو کیا رات کو آنے والی کال سچ تھی؟؟ کسی نے اسے ہی فون کیا تھا؟؟" وہ ایک پل کو ڈر سی گئی لیکن اگلے ہی لمحے خوف اس سے دور بھاگ گیا۔۔ اسے اللہ پر بھروسہ تھا جو ہو گا یقیناً اس کے لیے بہتر ہی ہو گا۔۔ وہ سر جھٹک کر اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گئی لیکن اسے فضا کے لیے دل سے برا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ ایسے مردوں کے ساتھ رہنا جو پڑھے لکھے جاہل ہوں، تہذیب یافتہ جانور سے کم نہیں ہوتے، ان کے ساتھ رہنا کسی جہنم میں رہنے سے کم نہیں ہوتا۔۔۔

اسے بے اختیار عبداللہ شہاب یاد آیا تھا۔۔ اپنا باپ۔۔۔ لیکن اس پل وہ ماضی کی کسی بری یاد سے جڑنا نہیں چاہتی تھی۔

✿••✿••✿••✿

"کل۔۔تو تمہیں ماں کی یاد آ ہی گئی۔۔" اسے اسکرین پر حانم کا چہرہ نظر آیا۔ کل رات سے ہی الجھا ہوا تھا اور بہترین حل تھا کہ وہ اس ہستی سے بات کرتا جس نے ہمیشہ اس کی ہمت بندھائی تھی۔

"مام۔۔۔آپ جانتی ہیں آپ مجھے ہمیشہ یاد رہتی ہیں۔۔" وہ خفا ہوا جبکہ حانم مسکرا دی۔

"کیسی ہیں آپ؟؟"

"میں ٹھیک ہوں تم بتاؤ کیا ہوا ہے؟؟" وہ جانتی تھی اسے کہیں کوئی الجھن درپیش تھی۔

مجھے تو کچھ نہیں ہوا۔۔بس ویسے ہی دل کر رہا تھا آپ سے بات کرنے"
کو۔۔"وہ بڑا ہو گیا تھا لیکن اپنی ماں کے لیے وہ آج بھی چھوٹا سا حاد تھا۔

اگر نہیں کچھ ہوا تو پھر بتاؤ شادی کب کر رہے ہو دائمہ سے۔۔۔؟؟"وہ"
بھی اس کی ماں تھی جانتی تھی اس کی الجھن تک کیسے پہنچنا تھا۔

"میں نہیں کر سکتا آپ جانتی ہیں۔۔"
ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ خود سے ناراض ہو اور ایسا تب ہوتا تھا جب کوئی چیز
اسے تنگ کرتی تھی۔

کیوں۔۔؟؟"ایک لفظی پوچھا گیا۔"

میں جو ہوں اور جن راستوں پر چل رہا ہوں، مجھے اپنی زندگی کا بھروسہ نہیں ہے۔۔ دائمہ اچھی لڑکی ہے اسے کوئی بھی اچھا لڑکا مل جائے گا۔۔ پر میں ایسا نہیں کر سکتا۔۔۔"

"وہ تم سے محبت کرتی ہے۔۔۔"

"اس میں میری غلطی نہیں۔۔"

"کبھی شادی نہیں کرو گے؟؟" اسے اب افسوس ہو رہا تھا۔ وہ اپنے بیٹے کو ساری زندگی اکیلے تو نہیں دیکھ سکتی تھی۔

"اور ایمانے کا کیا۔۔۔؟؟"

حاد کو سینے میں اپنا سانس اور دل دونوں رکتے محسوس ہوئے۔

وہ ہاتھ میں پزل باکس تھامے بیٹھا تھا۔۔۔اس کی نظریں پزل باکس پر جمی تھیں وہ حانم کو نہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔اس کا چشمہ تھوڑا نیچے ناک پر جمہ تھا اور بال پیشانی پر پڑے تھے۔۔۔وہ اپنے بالوں کو سیٹ رکھنے کا عادی تھا۔۔یعنی کچھ تھا جو اسے پریشان کر رہا تھا۔وہ کچھ بول ہی نہیں پایا۔خاموشی کا وقفہ لمبا ہو گیا۔۔۔اس نے نظر اٹھا کر حانم کو نہیں دیکھا۔

وہ بہت آگے جائے گی ان شاءاللہ۔۔"وہ بس اتنا ہی کہہ پایا۔"

"تو تم اس سے محبت نہیں کرتے؟؟"

نہیں۔۔۔۔"اس خشک ہو چکے لبوں پر زبان پھیرتے جواب دیا۔۔گلے" کی گلٹی ڈوب کر ابھری۔

''تو پھر وہ سب ہسپتال میں کیا تھا؟؟''

''میں بس اسے محفوظ رکھنا چاہتا تھا تاکہ اس کا علاج ٹھیک سے ہو جائے۔۔''

''جھوٹ بولنا کب سیکھا تم نے؟؟''

مام۔۔۔''وہ احتجاجاً چلایا۔''

چلو مان لیا تم سب سچ کہہ رہے ہو تو پھر مسئلہ کہاں آرہا ہے۔۔؟؟''وہ اب تک اسے سمجھ نہیں پائی تھیں۔

مجھے ایسے لگ رہا ہے جیسے میں اچھا مسلمان نہیں ہوں۔ایسے لگ رہا ہے''

''جیسے میں ٹھیک سے اپنا فرض پورا نہیں کر پا رہا۔۔

''کس نے کہا تم اچھے مسلمان نہیں ہو؟؟''

''مجھے ایسا محسوس ہوا۔۔''

''پتا ہے جب ہم صحیح سمت میں جا رہے ہوں اور شیطان ہمیں روک نہ پائے
تو اس کا کام کیا ہوتا ہے؟؟''
اس نے نظر اٹھا کر اپنی ماں کو دیکھا۔

''وسوسے ڈالنا۔۔۔ وہ ہمارے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے ہمیں بے سکون
رکھتا ہے تاکہ تنگ آکر ہم راستہ بدل لیں۔۔۔''
وہ انہیں سنتا رہا۔

تمہیں عبدل بننا پڑا۔۔ تمہیں حاد کو چھپانا پڑا۔۔ تمہیں وہ کام کرنے پڑے" جو حاد کبھی نہ کرتا۔۔ شاید اسی لیے تمہیں ایسا لگتا ہے۔۔" وہ اب اسے پیار سے سمجھا رہی تھیں۔

اور تم کتنے اچھے مسلمان ہو یہ مجھ سے بہتر کون جانتا ہے۔۔۔" وہ اب " اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھیں۔۔۔ان کی آنکھوں میں حاد کے لیے محبت ہی محبت تھی۔

حاد۔۔" انہوں نے اسے پکارہ۔ وہ تمام حسیات سے ان کی جانب متوجہ " ہوا۔

اللہ تعالی ایسے ہی کسی شخص کو یہ رتبہ نہیں دیتا کہ نان مسلم اس کے پیچھے " کلمہ پڑھیں۔۔۔اس کے ہاتھ پر مسلمان ہوں۔۔۔" اور حاد کا دل جیسے

پگھل گیا تھا۔وہ کب بھولا تھا۔۔۔اس کا دل جھک جاتا تھا اللہ کے حضور جب جب اسے یاد آتا تھا۔

"صرف انیس سال کے تھے تم جب النور میں سیشن کے دوران پہلی بار ایک ملحد کو تم نے کملہ پڑھایا تھا۔۔۔پھر کیسے تم نے یہ سوچ لیا تم اچھے مسلمان نہیں ہو۔۔؟؟کیا اللہ نے یہ رتبہ تمہیں ایسے ہی دے دیا تھا؟؟ہاں ہم پرفیکٹ نہیں ہیں۔۔۔وہ بس اسلام ہے۔۔۔لیکن ہم کوشش کر سکتے ہیں باقی کون پرہیزگار ہے اور کون نہیں یہ فیصلہ اللہ پر چھوڑ دیتے ہیں نا۔۔۔"

اور حاد کی ساری بے چینی ساری بے سکونی جیسے دور جا سوئی تھی۔وہ اب مسکرا رہا تھا۔ایک نیا عزم اس کے اندر بھر گیا تھا۔

یو آر ڈوئنگ یور بیسٹ۔۔۔اپنا سو فیصد دیتے رہو۔۔ویسے بھی تم ہی کہتے ہو تم کوئی اسکالر نہیں ہو۔۔ تمہارا مقصد کتنا بڑا ہے یہ تم جانتے ہو۔۔بس اپنا کام جاری رکھو اور لوگوں کی باتوں پر کان مت دھرو۔۔"

وہ یہ سب باتیں جانتا تھا۔۔سب اچھے سے جانتا تھا۔۔ہمیشہ سیکھتا آیا تھا لیکن اپنی ماں کے منہ سے سننا اسے اچھا لگتا تھا۔۔اس کی ہمت بندھتی تھی۔

"ایک بات اور۔۔۔"ابھی کچھ باقی تھا۔حانم نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"کیا میرے جیسے انسان کو محبت کرنے کا حق ہے؟"جواب وہ جانتا تھا لیکن پھر بھی پوچھنا چاہتا تھا۔

فَانۡكِحُوۡا مَا طَابَ لَـكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ !

حانم نے عربی میں جواب دیا۔

(اور عورتوں میں سے جو تمہیں پسند ہو نکاح کرلو) سورہ النساء

اسکرین بند ہو چکی تھی وہ اکیلا بیٹھا رہ گیا۔

میں صرف لڑکیوں کا سیشن لوں گی۔۔"اسے ایمان کی آواز سنائی دی۔"

"اور ایسا کیوں؟؟"

ہمیں اچھی اور دیندار ماؤں کی ضرورت ہے جو دین اور دنیا دونوں کو جانتی ہوں۔۔۔آج کی لڑکیاں کل کی مائیں ہوں گی۔۔۔مجھے انہی سے بات کرنی ہے۔۔۔"

اس نے ٹھیک کہا تھا۔۔۔ایک ماں کیا کچھ کر سکتی ہے یہ وہ جانتا تھا۔۔۔اگر اس کی ماں ام حانم نہ ہوتی تو وہ کبھی حاد جبیل نہیں بن پاتا۔

اسے ایمان پر رشک آیا تھا جو وہ اس عمر میں یہ سب سمجھ گئی تھی۔

✿••✿••✿••✿

ہمارے خیالات تب بدلتے ہیں جب ہم غور و فکر کرتے ہیں۔بنیاد یہی ہے جس کا اللہ نے متعدد بار کہا ہے۔۔وہ اپنے سیشن کی لڑکیوں کو لے کر سولر سسٹم کے پاس آئی تھی۔ضروری تھا کہ آغاز کیا جاتا سوچنے سے۔۔۔

غور و فکر سے۔۔

سولر سسٹم کے پیچھے جو دیوار تھی اس پر وہ ساری آیتیں لکھی تھیں جن میں اللہ پاک نے غور و فکر کا کہا تھا۔

وہ آیتیں عربی اور اردو ترجمے کے ساتھ لکھی تھیں۔

ہم مسلمان ترقی کے لحاظ سے باقی دنیا سے اتنا پیچھے کیوں ہیں۔۔؟؟" یہ
کسی ایلیٹ کلاس کی لڑکی تھی جس کے سر پر دوپٹہ تک نہیں تھا یہ اس کے
یونیفارم کا حصہ بھی نہیں تھا۔۔ایمان کو تاسف ہوا۔۔۔ہمارے جیسے غریب
ملک نے مغربی تعلیمی نظام تو رائج کر دیا تھا لیکن پھر بھی ہم زیر و پر ہی تھے۔۔
بہت سارے اسٹوڈنٹس ایسے تھے جو بس اڈوانچر کے لیے آئے تھے۔۔
لیکن اڈوانچر ہی سہی یقیناً جب وہ یہاں سے جاتے تو ان کی سوچ بدل
جاتی۔۔۔اتنا اسے یقین تھا۔

"کیونکہ ہم نے مغرب کو لباس، ریلیشن شپ اور خوراک کی حد تک اپنایا
ہے۔۔۔انہوں نے ہمیں یہ سب دے کر بدلے میں ہم سے غور و فکر چھین
لیا ہے۔۔۔"

"کیا ہم لڑکیاں غور و فکر کر سکتی ہیں؟؟ کیا اسلام اتنا ماڈرن ہے کہ وہ ہمیں اپنی سوچ میں آزادی دے۔۔؟؟" ایک اور لڑکی نے سوال کیا تو وہ بے اختیار ہنس دی۔

"قرآن پاک میں اللہ نے انسان کو مخاطب کیا۔۔۔ صرف مرد کو نہیں تو کیا آپ انسان نہیں ہیں؟؟" اس نے الٹا سوال کیا۔ پھر اس نے دیوار کی جانب اشارہ کیا اور وہاں لکھی چند آیتیں پڑھ کر سنائیں۔

"آپ کہہ دیں: میں تمہیں ایک ہی چیز کی نصیحت کرتا ہوں کہ: اللہ کیلیے تنہا یا دو، دو کھڑے ہو کر غور و فکر تو کرو۔" سبأ: 46

"کیا وہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی سمیت اللہ تعالی کی تمام مخلوقات میں غور و فکر نہیں کرتے؟" الاعراف: 185

آپ کہہ دیں: آسمانوں اور زمین میں غور و فکر کرو کہ ان میں کیا کچھ "
ہے!"یونس:101

آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں، دن اور رات کے آنے جانے میں اہل "
دانش کیلیے نشانیاں ہیں۔ جو لوگ اٹھتے بیٹھتے اور اپنے پہلوؤں کے بل اللہ کا
ذکر کرتے رہتے ہیں، نیز آسمانوں اور زمین کی مخلوقات میں غور و فکر کرتے
ہوئے (پکار اٹھتے ہیں) ہمارے پروردگار! یہ تو نے فضول پیدا نہیں کیا، تو ہر
"عیب سے پاک ہے، ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔۔۔
آل عمران:190-191

میں جب اسٹوڈنٹ تھی اور سولر سسٹم کو دیکھتی تھی تو یہی سوچتی تھی کہ "
یہ کتنا بڑا ہے اور یہ سب بنانے والا کتنا بڑا ہو گا۔۔۔ میں کبھی کبھی خود کو

آسمانوں کے پار بادلوں میں پاتی تھیں جہاں ہاتھ سے چھو کر ان سیاروں کو محسوس کر سکوں۔۔۔" وہ ہولے سے مسکائی۔ لڑکیاں حیرت سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"میں کبھی کبھی حیران ہوتی ہوں کہ میرے جیسے خواب کبھی کسی نے نہیں دیکھے۔۔؟؟ کیا کبھی کسی نے وہ محسوس نہیں کیا جو میں نے کیا ہے۔۔۔؟؟ یہ کیسے ممکن ہے کہ کسی کو طلب نہ ہوئی ہو؟ کسی نے جستجو نہ کی ہو؟؟"
وہ اب حیران تھی۔

"میں جب چھوٹی تھی تو مام مجھے بزی رکھنے کے لیے فون دے دیتی تھیں۔۔۔ کبھی کارٹوں لگا کر، کبھی ٹی وی لگا دیتی تھیں۔۔ میرا زیادہ تر وقت انہی کے ساتھ گزرا ہے۔۔"
لڑکی کی بات سن کر ایمان کو افسوس ہوا۔

"ویل۔۔۔آپ کو ٹیکنالوجی تک رسائی جلدی مل گئی تھی پھر آپ نے ٹیکنالوجی سے کیا سیکھا۔۔؟؟" ایمان نے سوال کیا تو لڑکی خاموش ہو گئی۔۔ کوئی جواب تھا ہی نہیں۔۔

"ہمیں اگر کچھ دیا جاتا ہے تو اس کا ایک مقصد ہوتا ہے۔ یہ مت سوچا کریں یہ میرا حق تھا مجھے مل گیا۔۔ پتا ہے علم ہمیں دیا گیا تھا ہم مسلمانوں کو۔۔۔ ہم نے اپنا حق سمجھ کر وصول کیا اور پھر بھول گئے۔۔ بھول گئے کہ ہمیں کیوں عطا کیا گیا۔۔۔اور آج ہم نے اسے گنوا دیا۔۔"

"اب ہمیں کیا کرنا ہے؟؟"

ایک نئ شروعات۔۔آگے بڑھ کر اپنی زمہداری لینی ہے۔ایک مسلمہ " ہونے کے ناطے۔۔ایک عورت ہونے کے ناطے اور مستقبل کی ایک ماں ہونے کے ناطے۔۔ ہمیں اپنی زمہداری اٹھانی ہو گی۔۔"

اس کے گرد دائرے میں کھڑی لڑکیوں کو اپنے اندر ایک ہلچل سی مچتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔کچھ تھا جو سوشل می۔ڈیا سے ہٹ کر تھا۔۔۔کچھ تھا جو میوزک سے ہٹ کر تھا۔۔۔کچھ تھا جو ان کی ٹیپیکل زندگی سے ہٹ کر تھا لیکن اپنا وجود رکھتا تھا۔

"کیا یہ آسان ہو گا۔۔۔؟"

"کچھ بھی آسان نہیں ہوتا۔۔آسان صرف پلیژر ہوتے ہیں۔۔"اس نے ایک طائرانہ نظر سب پر ڈالی۔

جہاں تک غور و فکر کی بات ہے اسکو مذہبی رہنماوں نے ایک دائرے تک ” محدود کر دیا ہے۔اپنے عقیدوں اور یقینوں سے نکل کر سوچنا بھی جرم ہے اور ترقی کا عمل (فریڈم آف تھاٹ) کے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتا اہل یورپ نے بھی پادریوں، بادشاہوں، جاگیرداروں کا مذہبی سیاسی اور سماجی جبر کی دیواروں کو توڑ کر فکری آزادی کی فضا میں جدید دور کی ایجادات کو ممکن بنایا۔

علامہ اقبال نے ایسی صورت حال کے متعلق کہا ہے۔

افکار تازہ سے ھے جہان نو کی نوید۔

کہ سنگ و خشت سے ھوتے نہیں جہاں پیدا

اور ہم افکار تازہ کیلیے صدیوں سے اپنے دروازے بند کر کے مغرب کی غلامی پر مجبور ہو چکے ہیں اور قرآن کی اصل تعلیم کو بھول کر اسے فقط رسم، قسم اور ختم کے لیے رکھ چھوڑا ہے۔۔۔!!

✿••✿••✿••✿

آج کا سیشن اچھا رہا تھا اور جب کوئی کام اچھے سے ہو جاتا تھا تو وہ پر جوش ہو جاتی تھی۔۔ آج بارش نہیں تھی ٹھنڈ تو تھی لیکن اوس نہیں پڑ رہی تھی۔۔۔ وہ چائے کا آڈر دیتی باہر آ گئی۔۔ اسے حاد اس وقت ملا تھا جب وہ اکیڈمی آئی تھی اس کے بعد اس نے اب تک اسے نہیں دیکھا تھا۔۔

وہ ہولے ہولے قدم اٹھاتی درخت کے نیچے بنے سٹنگ ایریا کی جانب بڑھ رہی تھی وہ آج خالی تھا۔۔۔ اسٹوڈنٹس نظر نہیں آ رہے تھے یقیناً اُن کا سیشن چل رہا ہو گا یا پھر حاد نے انہیں کسی کام پر لگایا ہو گا۔۔۔ وہ خاموشی سے آ کر بینچ پر بیٹھ گئی۔۔۔ یہاں سے اکیڈمی کا نظارہ اور بھی حسین لگتا تھا۔۔۔ وہ کتنی

Ne- ہی دیر آنکھیں بند کیے درخت کی خوشبو کو محسوس کرتی تھی۔وہ
تھی۔وہ شاید دنیا کی اکیلی لڑکی تھی جسے جنگلوں سے عشق mophilist
تھا۔اسے پودے، درخت اور پتے سب اپنی جانب کھینچتے تھے۔۔۔اسے
پھولوں کی بجائے پتوں سے عشق تھا۔

"میڈم چائے۔۔۔"آواز پر اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔اور پھر لڑکے
سے چائے پکڑ لی۔وہ شاید آفس بوائے کی جاب کر رہا تھا۔

"ایک منٹ رکیں۔۔مجھے کہنا تھا میں چائے اسٹرونگ لیتی ہیں اور
پھیکی۔۔۔"

یہ چائے حماد صاحب نے بنائی ہے آپ پی کر دیکھ لیں۔۔۔" وہ حیران ہوئی۔۔اور پھر چائے کا ایک گھونٹ بھرا۔۔۔اس کا ذائقہ اتنا اچھا تھا کہ اسے سب اچھا لگنے لگا۔

"ٹھیک ہے آپ جائیں۔۔۔"

وہ چلا گیا جبکہ ایمان کو حیرت ہوئی۔۔ لیکن وہ اس کے پیچھے کی کہانی نہیں جانتی تھی۔

رات کو حماد کسی سلسلے میں اسٹاف روم میں گیا تھا اس نے وہاں چائے کا کپ دیکھا۔۔شاید اسے اسٹاف اٹھانا بھول گیا تھا۔۔اسے حیرت ہوئی کیونکہ کپ میں چائے ویسی کی ویسی تھی۔۔

وہ تو چائے کی شوقین ہے پھر پی کیوں نہیں۔۔۔؟؟"اس نے کپ کو اٹھایا" اور پھر جھجھکتے ہوئے ایک سپ لگایا اور وہ سمجھ گیا کہ کیا کمی تھی۔

چینی زیادہ تھی، دودھ کم تھا اور چائے کو اچھے سے پکایا نہیں گیا تھا۔۔۔وہ کپ اٹھا کر لے گیا اور اب اس نے اپنی کافی کے ساتھ اس کی چائے بنائی تھی۔

وہ کچھ دیر مزید بیٹھنا چاہتی تھی جب اس نے اسٹوڈنٹس کو باہر نکلتے دیکھا۔۔ اور پھر اس نے ایک لڑکی کو دیکھا۔۔۔وہ اسٹوڈنٹ یقیناً نہیں تھی۔۔۔ شلوار قمیص پر بڑی سی اونی شال لپیٹے وہ اسی کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔وہ چلتے ہوئے ایمان کے قریب آئی۔

کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں۔۔؟؟"اس نے ایمان سے پوچھا۔"

شیور۔۔۔"وہ بس مسکرادی۔"

تم یہاں جاب کرتی ہو؟؟"اس نے ایمان سے سوال کیا۔"

جی۔۔۔“ وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔”

نام کیا ہے؟؟“ وہ ایسے سوال کر رہی تھی جیسے اس کا حق ہو۔”

“ام ایمان۔۔۔”

اور ساتھ بیٹھی دائمہ چونک سی گئی۔۔ کیا یہی وہ ل-ڑکی تھی جسے حادنے اپنی وائف کہا تھا۔۔؟؟ وہ یہاں کیا کر رہی تھی؟؟ اسے اپنے اندر الاؤ دہکتا محسوس ہوا۔۔

وہ شام میں ہی پہنچی تھی اور اسے یہ اکیڈمی بہت پسند آئی تھی۔ وہ یہاں کے سبھی اسٹاف سے ملی تھی۔۔۔ وہ سب اس کو عزت دے رہے تھے کیونکہ وہ دائمہ جبیل تھی۔

میں دائمہ ہوں۔۔۔دائمہ جبیل۔۔ادھم جبیل عرف ماثیل کی بہن"

"اور۔۔۔۔

ایمان نے رخ موڑ کر اسے دیکھا۔۔۔اس کی آنکھوں میں حیرت تھی۔۔۔
تبھی اس کے چہرے میں ادھم کی شبیہہ تھی۔

اور۔۔۔۔"اس کا دل تیزی سے دھڑکا تھا۔"

"حاد جبیل کی بچپن کی منگیتر۔۔۔۔"
ایک چھناکے کی آواز ابھری اور پریوں کے دیس کے کانچ کے خواب ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہوئے۔۔۔کرچیاں اب اس پر گر رہی تھیں۔۔۔کانچ چبھ رہا تھا۔۔۔جلن بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔

وہ کس ڈریم لینڈ میں رہ رہی تھی؟ کن خوابوں میں جی رہی تھی۔۔۔ حقیقت خوفناک ہوا کرتی ہے۔۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔ دونوں ہی زخمی تھیں۔۔۔ دونوں کے دل ٹوٹ چکے تھے۔۔۔
ایمان نے کچھ کہنا چاہا پر کچھ بولا ہی نہیں گیا۔ وہ بس ہولے سے مسکا دی۔۔۔ پھیکی سی ہنسی۔۔۔
اب وہ اتنی بھی کمزور نہیں تھی کہ سن کر صدمے میں چلی جاتی لیکن دل تو دکھا تھا نا۔۔

ہونا بھی چاہیے۔۔۔ حاد جبیل جیسے مکمل شخص کے ساتھ آپ جیسی لڑکی ہی سوٹ کرتی ہے۔۔۔" وہ اب اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ جبکہ دائمہ اسے

حیرت سے دیکھ رہی تھی۔۔۔وہ اس کے چہرے پر جو شکست دیکھنا چاہتی تھی وہ وہاں تھی ہی نہیں۔۔ہوتی بھی کیسے ؟؟

"مجھے کام ہے تھوڑا۔۔۔پھر ملیں گے۔۔"

اس نے حاد کو اپنا تھوڑی سمجھا تھا۔وہ اچھا لگتا تھا تو کیا ہوا۔۔؟؟؟اچھا تو پھر کوئی بھی لگ جاتا ہے۔

وہ اب کپ اٹھائے اندر کی جانب بڑھ رہی تھی۔

تو وہ شخص پہلے سے ہی کسی اور کا تھا۔۔؟؟"وہ چلتے ہوئے سوچ رہی" تھی۔

اس نے کبھی بتایا کیوں نہیں۔۔۔؟؟"اس کا دماغ اب سوالوں کی بوچھاڑ" کر رہا تھا۔

"یہ اس کا ذاتی معاملہ ہے۔۔۔وہ مجھے کیوں بتائے گا۔۔۔؟؟"
وہ تیز تیز قدم اٹھاتی اندر داخل ہو گئی تھی جبکہ دائمہ کی نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

✿••✿••✿••✿

وہ آج دس منٹ پہلے ہی نکل آئی تھی۔اس نے حاد کو انفارم نہیں کیا تھا ورنہ اس کا سامنا ہوا تھا۔
وہ اب گاڑی میں بیٹھی گھر کی جانب رواں تھی۔۔اس نے تھک کر سیٹ سے گردن ٹکادی۔
نہیں اب اسے دوبارہ محبت نہیں کرنی تھی اور ایک ہی شخص سے تو ہر گز نہیں۔۔۔

وہ سوچ رہی تھی اور پھر اس کا فون بجنے لگا۔۔۔اس نے دیکھا تو حاد کی کال تھی۔اس نے اپنے لبوں کو آپس میں پیوست کیا۔۔وہ اسکرین کو دیکھتی رہی جب تک کہ اس پر ابھرنا والا نام دھندلا نہیں گیا تھا۔۔۔اس کی آنکھوں میں نمی ابھر آئی تھی نا جانے کیوں۔۔۔۔؟؟

اس نے دوبارہ آنکھیں موندھ لیں۔۔۔فون پھر سے بجنا شروع ہوا۔
اس بار اس نے بنا دیکھے فون اٹھا کر کان سے لگایا۔

السلام علیکم ''اس کے لہجے میں بھی نمی کی آمیزش تھی۔''

میں نے کہا تھا نا میں تمہیں نہیں بخشوں گا۔۔۔''پھنکارتی سی آواز سنائی'' دی تھی۔وہ کچھ نہ بولی۔

تمہاری وجہ سے آج پہلی بار میرے خاندان میں کوئی طلاق ہوئی "

"ہے۔۔۔میں نے کہا تھا۔۔۔میں نے کہا تھا۔۔۔

اچانک ابھرنے والے زوردار ہارن پر اس کی آنکھ کھلی۔۔۔دل میں ایک خوف سا ابھرا اور اس نے دیکھنا چاہا لیکن سامنے سے آتے ایک ٹرک نے ان کی گاڑی کو زوردار ٹکر ماری تھی۔۔۔ایک دھماکہ ہوا۔۔۔اور اسے اپنے وجود میں سر سے پاؤں تک گہری تکلیف کا احساس ہوا۔۔۔

اس نے بند ہوتی آنکھوں کو کھولا۔۔۔

وہ چشمہ لگائے، سفید شرٹ پہنے، ہاتھ میں چھاتہ لیے اس کے قریب کھڑا تھا۔۔۔

اس کی آنکھیں پھر سے بند ہوئیں۔۔۔اس نے اپنی پوری قوت لگا کر انہیں پھر سے کھولنا چاہا۔

"میں دائمہ ہوں حاد جبیل کی بچپن کی منگیتر۔۔"

لیکن اس کی آنکھیں کھلنے سے انکاری ہو گئیں۔۔۔چاروں جانب اندھیرا چھانے لگا۔۔۔

اللہ۔۔۔"اس نے پکارنا چاہا پر اس کا دماغ گہرے اندھیروں میں گم" ہو گیا۔۔۔

حق کا راستہ اتنا آسان نہیں تھا جتنا اس نے سوچ لیا تھا۔ابھی تو اس نے پہلا قدم رکھا تھا جو مردوں کے معاشرے میں کسی سے برداشت نہیں ہوا

تھا۔۔اور دوسرے قدم سے پہلے ہی اسے موت کے منہ میں پہنچادیا گیا تھا۔کچھ فاصلے پر اس کا فون پڑا تھا جس کی اسکرین ٹوٹ پھوٹ چکی تھی لیکن وہ ابھی چل رہا تھا اور اس کی جلتی بجتی اسکرین پر حاد جبیل کا نام جگمگ کر رہا تھا۔

میرے اندھیرے تیرے اجالے

دائمہ نے اسے پہلی بار اتنا بے چین دیکھا تھا وہ گاڑی چلاتے ہوئے بار بار اس کا نمبر ملا رہا تھا۔۔وہ کن اکھیوں سے اسے دیکھ رہی تھی اور ہر بار دیکھنے پر اسے الگ ہی دکھ مل رہا تھا۔۔اس نے آنکھوں میں آئی نمی کو چھپانے کے لیے چہرہ دوسری جانب موڑ لیا۔پہلے تو حاد اس کے اکیلے آجانے پر خفا ہوا تھا اور اب اسے ڈاکٹر مہک کے پاس چھوڑنے جا رہا تھا کیونکہ وہ اسے اکیڈمی میں

اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا تھا اور نہ اسے اپنے اپارٹمنٹ میں اکیلے چھوڑ سکتا تھا۔اس صورتحال میں اسے ڈاکٹر مہک کا ہی خیال آیا تھا۔

حاد کو جانے کیوں عجیب سا محسوس ہو رہا تھا ایک انجانا سا خوف دل کو چیرتے اندر گھس سا گیا تھا۔۔ایمان کا یوں چلے جانا اور پھر فون بھی نہیں اٹھانا۔۔ اسے شک سا تھا کہ یقیناً دائمہ نے اسے ضرور کچھ نہ کچھ کہا تھا۔۔

تم نے ایمان کو اپنے بارے میں کیا بتایا۔۔"دائمہ کا دل اچھل کر حلق" میں آیا۔۔اس نے حاد کے لہجے میں پہلی بار غصے کی آمیزش دیکھی تھی۔۔ ایک سرد پن۔۔۔

اس نے رخ بدل کر حاد کو دیکھا جو ناک کی سیدھ میں دیکھتا گاڑی چلا رہا تھا۔۔ جبکہ چہرہ سپاٹ تھا۔

"یہی کہ میں دائمہ ہوں۔۔دائمہ جبیل۔۔۔"

"اور۔۔۔" وہی سرد و جامد سا لہجہ۔۔۔ دائمہ نے زور سے آنکھیں میچیں۔۔۔ وہ اس پل چاہ رہی تھی کہ جادو کا کوئی چراغ ہوتا جسے وہ رگڑتی اور وہاں سے غائب ہو جاتی۔

"کک۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔" اس نے تھوک نگلتے بولا۔

"آر یو شیور۔۔۔؟؟"

"کیا فرق پڑتا ہے میں اسے کیا کہتی ہوں۔۔۔ آپ کیا سمجھتے ہیں فرق تو اس سے پڑتا ہے نا۔۔۔" وہ اپنے بھیگے لہجے پر قابو نہیں رکھ پائی۔۔۔ حاد نے بے اختیار گہرا سانس لیا۔ ڈرائیور کا نمبر بند جا رہا تھا۔۔۔ یہ ڈرائیور ان کا سالوں سے وفادار تھا جسے اس نے ملتان سے بلایا تھا۔ وہ واپسی پر ایمان کو خود ڈراپ کرنا

چاہتا تھا۔۔رات کے اس پہر وہ اپنے خاندانی ملازم پر بھی یقین نہیں کر سکتا تھا لیکن اس سے پہلے ہی ایمان وہاں سے غائب ہو چکی تھی۔

تبھی اس کا فون بجنا شروع ہوا۔۔ایمان کا فون تھا اس نے بے تابی سے فون اٹھایا۔

"ہیلو ایمان۔۔۔"لیکن اسے دوسری جانب سے شور اور ایمبولینس کے سائرن کی آواز سنائی دی۔اس کا دل ڈوب کر ابھرا۔

"ایمان۔۔۔۔"اس نے خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتے اسے دوبارہ پکارہ۔۔جبکہ دائمہ اب حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

آپ حاد جبیل بات کر رہے ہیں ؟؟ آخری کال آپ کی ہی ہے اس فون ” پر۔۔ یہاں ایکسڈنٹ ہوا ہے اور ایک شخص کی موقع پر موت ہو چکی ہے۔۔۔“ وہ مزید نہ سن پایا۔

حاد جبیل دی ماسٹر مائند جسے اپنے اعصاب کو کنڑول میں رکھنا آتا تھا رات کے اس پہر یہ خبر سن کر گاڑی کا اسٹرئینگ اس کے ہاتھ سے پھسلا۔۔اور اونچائی سے نیچے کی جانب آتی پتھریلی گیلی سڑک پر گاڑی بے قابو ہو گئی۔ اس نے مشکل سے سامنے سے آتی گاڑی سے ٹکرانے سے بچایا اور ایک زور دار بریک لگائی جس سے اس کا سر اسٹرئینگ پر لگا تھا جبکہ دائمہ سیٹ بیلٹ لگانے کی وجہ سے بچ گئی لیکن اس کی خوفناک چیخ گاڑی میں گونج چکی تھی۔ اس نے گھبرا کر حاد کو دیکھا جس کی پیشانی پر چوٹ لگی تھی اور سرخ نشان بن چکا تھا جبکہ اسٹرئینگ پر دھرے اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔۔اسے اٹیک ہوا تھا۔۔۔اور دائمہ نہیں جانتی تھی یہ کونسا اٹیک تھا اور کب ہوتا تھا اور کیوں ہوتا تھا۔۔۔؟؟

وہ حاد کو دیکھ کر خوفزدہ ہو چکی تھی جو اپنے کانپتے ہاتھوں پر قابو پاتے گاڑی چلانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اس کے ہاتھ کام نہیں کر رہے تھے۔۔ وہ سامنے دیکھ رہا تھا۔۔اس کے جبڑے بھینچے ہوئے تھے۔اس پل دائمہ کو اس کی بے بسی محسوس ہوئی۔

میں ڈرائیو کروں۔۔۔؟؟ پلیز مجھے کرنے دیں۔۔" دائمہ نے اس کے" کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔اس کے لہجے میں التجا تھی۔۔۔وہ حاد کو ایسے نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔وہ پھر جلدی سے گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلی۔۔حاد نے اپنی پوری ہمت جمع کی اور کھسک کر ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا اور دائمہ تیزی سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔

ریلیکس ہو جائیں اور بتائیں ہمیں کہاں جانا ہے۔۔۔" اس کا بس چلتا تو وہ" اپنے ساتھ بیٹھے شخص کو لے کر کہیں دور بھاگ جاتی۔وہ اب خود پر قابو پا رہا

تھا۔۔اس نے اپنے ہاتھ پاؤں کو ہلا کر دیکھا کچھ دیر بعد وہ کام کرنے لگے تھے۔۔اس نے جلدی سے فون اٹھایا اور ایمان کے نمبر پر دوبارہ کال کی۔۔

اسے ہسپتال کا اڈریس مل گیا تھا۔۔۔گاڑی اب تیزی سے ہسپتال کی جانب رواں تھی۔۔۔

یہ دیکھ کر دائمہ کے ہوش اڑ گئے تھے۔۔۔جو بھی ہوا وہ کیا تھا۔۔کونسا سچ تھا کونسا راز تھا جس سے وہ ناواقف تھی۔

اس نے ذرا سا رخ موڑ کر حاد کو دیکھا۔۔۔اسے بے اختیار رونا آیا۔۔۔اسے اس وقت اپنی نہیں بلکہ حاد کی بے بسی پر رونا آیا تھا جو اپنا سر تھامے بیٹھا تھا اور اس کے ہاتھوں میں لرزش تھی۔

"مسٹر جبیل۔۔کیا آپ مجھے سن رہے ہیں۔۔یہ آپ کی ڈوز کا ٹائم ہے۔۔۔اگر آپ نے آج نہیں لی تو نقصان ہو سکتا ہے۔۔۔مسٹر جبیل۔۔ آپ کی ڈوز کا ٹائم ہو چکا ہے۔۔"

اس کے ایئربڈ سے ابھرتی آواز اس کے اعصاب پر کسی ہتھوڑے کی طرح لگ رہی تھی۔

ایسا کیوں ہوا تھا؟؟ ہوائیں سرگوشیاں کر رہی تھیں۔۔۔وقت نے رک کر دیکھا اور ذرا سا جھکتے ہوئے ماضی میں جھانکنے کی کوشش کی۔۔۔جہاں درد ہی درد تھا۔اندھیرا ہی اندھیرا۔۔۔وہ حاد جبیل کے لیے جو لوگوں کے لیے روشنی بن کر آیا تھا۔۔۔اس کی اپنی زندگی میں بس سیاہی ہی سیاہی تھی۔

✿••✿••✿••✿

جیسے جیسے حانم کی ڈیلیوری کا وقت قریب آرہا تھا ویسے ویسے روحان کا اضطراب بڑھتا جارہا تھا اور جب سے اسے پتا چلا تھا وہ ایک نہیں بلکہ دو جڑواں بچوں کا باپ بننے والا تھا اس کی بے چینی مزید بڑھ گئی تھی۔

اسے اللہ پر یقین تھا لیکن پھر بھی ایک خوف تھا۔۔اس کا جینیاتی طور پر عام انسانوں سے تھوڑا الگ ہونا کیا کیا مصیبتیں لایا تھا یہ صرف وہی جانتا تھا۔۔وہ نہیں چاہتا تھا اس کے بچوں میں سے کوئی کسی قسم کی اسپیشلٹی کے ساتھ پیدا ہو۔۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ ایک اندھیری دنیا جو اس کے پیچھے پڑی تھی وہ اس کے بچوں تک پہنچتی۔

”جو بھی ہوگا مل کر دیکھ لیں گے نا۔۔“ حانم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا تو اس نے حانم کا وہی ہاتھ پکڑ کر لبوں سے لگایا۔۔وہ خوش تھا لیکن اس خوشی میں ایک انجانا سا خوف بھی تھا۔

وقت گزرتا گیا۔۔اللہ تعالی نے انہیں دو جڑواں بچوں سے نوازا۔۔دونوں کی آنکھیں حانم پر گئی تھیں جبکہ نین نقش باپ جیسے تھے۔سید حویلی میں سب خوش تھے انہوں نے بچوں کے نام عبدالحاد اور عبدالاحد رکھے تھے۔۔اور

پورے نام کی بجائے ایک بچے کو عبدل جبکہ دوسرے کو حاد بلایا جانے لگا۔ دونوں میں جہاں فرق کرنا مشکل تھا وہیں سب سے آسان تھا۔۔۔ عبدل ہر وقت روتا چلاتا رہتا تھا۔۔۔ جیسے ہی حانم اس کی آنکھوں سے اوجھل ہوتی وہ چیخیں مار مار کر پورا گھر سر پر اٹھا لیتا۔۔۔ وہ اپنے باپ کو دیکھتا تو مسکرانے لگتا۔۔اس کی نسبت حاد کو کبھی روتے نہیں دیکھا گیا۔۔۔ وہ معصومیت سے اپنی چمکتی آنکھوں سے سب دیکھتا رہتا۔۔اپنی ماں کو کام کرتے۔۔۔اپنے بھائی کو تنگ کرتے۔۔۔ وہ ان کا معصوم بچا تھا۔

میں سوچتا ہوں یہ جب بڑا ہو گا تو کیا وبال ہو گا۔۔۔"اک-ثر روحان" جبیل عبدل کو گود میں اٹھاتے کہتا تھا۔۔۔ باپ کی گود میں جاتے ہی وہ خاموش ہو جاتا۔۔اسے اٹینشن چاہیے ہوتی تھی پیار اور محبت سب کچھ۔۔۔

جیسے جیسے وہ بڑے ہوتے گئے عبدل کی شدت پسندی میں اضافہ ہو گیا کیونکہ حاد اس کے ساتھ نہیں کھیلتا تھا وہ اس سے الگ تھا۔۔ وہ روتا نہیں تھا تنگ نہیں کرتا تھا۔۔ اور سب سے بڑی بات وہ عجیب باتیں کرتا تھا۔۔ روحان دونوں کے بلڈ سیمپلز کو ریگولرلی ٹیسٹ کر رہا تھا۔۔۔ سب ٹھیک تھا۔۔۔ چار سال ایسے ہی گزر گئے تھے۔۔ ایک دن حاد سیڑھیوں سے گرا۔۔ اور اس کا سر پھٹ گیا اور اسے گرانے میں عبدل کا ہاتھ تھا۔۔ اسے ہسپتال لے جایا گیا اور وہاں حانم پر انکشاف ہوا وہ صرف عجیب ہی نہیں اسپیشل تھا۔۔ اسے درد محسوس نہیں ہوتا تھا۔۔ یہ خبر سنتے ہی روحان اسے فوراً ہسپتال سے لے آیا۔۔۔ وہ پریشان ہو چکا تھا۔۔۔ اس نے حاد کا بلڈ سیمپل پھر سے ٹیسٹ کیا وہ جس لیب میں کام کرتا تھا اب وہاں وہ اس کے ڈی این اے اور باقی ٹیسٹ کر رہا تھا۔۔ کہیں کوئی خاص مسئلہ نظر نہیں آ رہا تھا۔۔ یہ جو بھی بیماری تھی ابھی چھپی ہوئی تھی۔۔۔ اس کا پتا نہیں چل پا رہا تھا۔۔

بظاہر یہ (Congenital Insensitivity to Pain

کا کیس لگتا تھا لیکن حاد باقی بچوں with Anhidrosis)CIPA
کسی قسم سے بہت الگ تھا۔۔ وہ ذہین تھا ایکٹیو تھا اور صحت مند تھا۔۔ اسے
کی جسمانی معذوری نہیں تھی اور روحان اسی لیے پریشان تھا کیونکہ یہ اسپیشل
کیس بہت سے لوگوں کی توجہ کھینچنے والا تھا۔

"ہمیں اب مزید احتیاط برتنی ہو گی۔ کسی کو یہ پتا نہیں چلنا چاہیے کہ حاد کو
درد محسوس نہیں ہوتا۔۔ یا تو اس کے پین ریسپٹرز کام نہیں کرتے یا پھر وہ
اسپیشل ہے۔۔"

لیکن خبر ہسپتال سے لیک ہو چکی تھی۔ انہی دنوں ڈاکٹر روحان جبیل کے
دشمنوں کی تعداد میں اور اضافہ ہو گیا تھا۔۔ ایک اسکالر ہونے کے ساتھ
ساتھ ایک جینیاتی سائنٹسٹ کی بنا پر بھی لوگ اس سے خار کھانے لگے
تھے۔ وہ جینیاتی بیماریوں کی ویکسینیشن بنانا چاہتا تھا۔۔ فارما انڈسٹریز انہیں
کسی اور انداز میں پیش کرنا چاہتی تھیں۔

وہ جن اسپیشل بچوں کی مدد کرنا چاہتا تھا جینیاتی مافیا انہی بچوں پر گھناؤنے ٹیسٹ کرنے کے حق میں تھے۔

مجھے اپنی زندگی کا بھروسہ نہیں ہے۔۔۔اور اگر میں بچ بھی گیا تو مجھے جانا ''ہو گا۔۔ کسی ایسی جگہ جہاں مجھے یہ سب لوگ ڈھونڈ نہ پائیں۔۔۔

ایک سال گزر گیا تھا۔۔اور ایک سال بعد اچانک ایک دن حانم کو حاد کچن میں فرش پر گرا ہوا ملا۔۔۔

اس کا جسم بے جان تھا۔۔ بالکل ٹھنڈا اور اس کا رنگ نیلا پڑ گیا تھا۔۔ وہ اسے ہسپتال نہیں لے جا سکتے تھے۔۔۔اسے گھر میں ہی رکھا گیا۔۔۔روحان جبیل نے دن رات لگا دیے تھے اس کے اس اٹیک کی ویکسینیشن تیار کرنے میں جس سے وہ حاد کے اٹیک کو روک سکے۔۔۔کیونکہ جب جب ایسا کوئی اٹیک ہوتا تھا اس کی صحت گرنے لگتی تھی۔

اس نے پہلی بار جب حاد کو ویکسین انجیکٹ کی تھی وہ مچھلی کی طرح تڑپا تھا۔۔ اسے درد محسوس ہوا تھااوراس کی حالت دیکھ کر حانم منہ پر ہاتھ رکھ کر رو دی تھی۔

ماما۔۔حاد کو کیا ہے۔۔؟؟“عبدل نے اپنے ننھے ہاتھوں سے اپنی ماں کے آنسوں پونچھتے پوچھا۔

کچھ بھی نہیں وہ ٹھیک ہے۔۔۔“اس نے عبدل کو گلے لگایا۔”

لیکن وہ ٹھیک نہیں ہے۔۔۔“وہ حاد کو ایسے دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا۔”

ہم اسے ڈاکٹر کے پاس کیوں نہیں لے کر جاتے۔۔۔؟؟''اس کے ذہن میں بہت سارے سوال تھے۔۔۔آج کل اس کے ماں باپ حاد کو اٹینشن دے رہے تھے۔۔۔جو اسے ملتی تھی۔اور اسے یہ عجیب لگ رہا تھا۔

''نہیں لے کر جا سکتے۔۔۔اور آپ کسی کو بتانا مت۔۔۔''وہ اب اس کا گال چومتے بولی۔

''بٹ وائے۔۔۔''اسے اب الجھن ہو رہی تھی۔

''کیونکہ وہ اسپیشل ہے۔۔۔اور اسپیشل چیزیں تو ہم سب سے چھپا کر رکھتے ہیں نا۔۔؟؟''حانم نے اس کی تائید چاہی لیکن اس کا منہ پھول چکا تھا۔

''مجھے بھی اسپیشل بننا ہے۔۔''اس کا ازلی ضدی پن عود آیا تھا۔

تم بہت اسپیشل ہو۔۔۔تم دونوں اسپیشل ہو۔۔۔"اس نے پھر سے عبدل" کو گلے لگایا۔۔۔لیکن عبدل کی نگاہیں شیشے کے اس پار بیڈ پر لیٹے حاد پر جمی تھیں جہاں اس کا باپ اس کے پاس بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔۔اسے ساری توجہ چاہیے تھی۔۔ سارا پیار۔۔۔اسے حاد جتنا اسپیشل بننا تھا۔

✿••✿••✿••✿

لندن میں رہنے کے باوجود حانم اپنے بچوں کو پوری توجہ دے رہی تھی۔۔ ان کی تربیت میں کہیں کوئی کمی نہ رہ جائے اس کے لیے وہ انہیں روزالنور لے کر جاتی اور انہیں امت مسلمہ کی ہسٹری سناتی۔۔اس دن وہ دونوں کو اپنے دونوں جانب لٹائے محمد بن قاسم کے بارے میں بتا رہی تھی کہ اس نے کتنی عمر میں فتوحات حاصل کی تھیں۔

اور جب کبھی جنگ ہو گی تو میں ہار جاؤں گا۔۔"عبدل کا ذہن اٹک گیا" تھا۔

اور حاد جیت جائے گا۔۔"وہ منہ بسور کر بولا۔اسے جیتنے سے زیادہ ہمیشہ" ہارنے کا خوف لگا رہتا تھا اور وہ بھی حاد سے ہارنے کا۔

اور ایسا کیوں۔۔؟؟"وہ الجھی۔"

کیونکہ اسے درد نہیں ہوتا مجھے ہوتا ہے۔۔۔"حانم نے بے اختیار حاد کو" دیکھا۔۔وہ خاموشی سے اپنی ماں کو دیکھ رہا تھا۔

"پتا ہے مومنین اپنے جذبوں سے اپنے ایمان سے لڑا کرتے ہیں چاہے وہ تلواروں کی جنگ ہو یا پھر آج کے دور کے اندھیروں سے۔۔۔" حانم نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے کہا۔

"ڈونٹ وری میں تمہیں ہارنے نہیں دوں گا۔۔۔ آئی ول پروٹیکٹ یو۔۔" حاد نے اس کے کندھے کو سہلایا جبکہ عبدل نے جھٹکے سے اس کا ہاتھ دور کیا اور پھر حانم کے گرد اپنے ننھے بازو لپیٹے۔

"غلط بات ہے عبدل۔۔۔" وہ اسے ڈپٹے حاد کو دیکھنے لگی جو مسکرا رہا تھا۔۔۔ وہ اپنی ماں کو سمجھتا تھا اور عبدل کی غصیلی نیچر سے بھی واقف تھا۔۔ وہ بس مسکرا دیتا تھا۔۔۔ اس کی مار سہہ جاتا تھا۔

✿••✿••✿••✿

کبھی کبھی میں سوچتی ہوں اللہ نے ہمیں کسی انعام سے نوازا ہے۔۔"اس"
روز وہ روحان کے پہلو میں لیٹی کہہ رہی تھی۔

کیسے؟؟" وہ اس کا ہاتھ سہلاتے پوچھنے لگا۔"

حاد۔۔۔وہ بہت خاص ہے۔۔ صرف اس لیے نہیں کہ وہ باقیوں سے الگ"
ہے۔۔وہ اس دنیا کے لیے بہت معصوم ہے۔میں جب جب اسے دیکھتی
"ہوں مجھے ایک روشنی،ایک سفیدی کا احساس ہوتا ہے۔۔
روحان نے سن کر ایک گہرا سانس لیا کیونکہ وہ جانتا تھا جب اللہ کچھ نوازتا ہے
تو آزمائش بھی بڑی ہوتی ہے اور اولاد تو پھر آزمائش ہے۔۔ لیکن وہ حانم کو
کبھی یہ نہیں بتا پایا کہ حاد کو جو بیماری تھی وہ صرف اسے خاص نہیں بناتی تھی
بلکہ وہ موت کا عندیہ تھی۔۔اسے کبھی بھی کچھ بھی ہو سکتا تھا جبکہ حانم

جانتے ہوئے بھی انجان بنی رہتی تھی۔۔۔اسے اللہ پر بھروسہ تھا کہ کوئی ذی روح بلاوجہ نہیں آتی۔۔۔ہر انسان کے پیدا ہونے کا ایک مقصد ہے اور حاد کا مقصد جو بھی ہوتا وہ اپنے مقصد سے نہیں چوک سکتی تھی۔

"میرے کو لیگ پوچھنے لگے ہیں کہ میں بچوں کو اب لیب کیوں نہیں لے کر آتا۔۔" وہ حاد اور عبدل کو النور کے ساتھ ساتھ اس لیب میں لازمی لے کر جاتا تھا جہاں وہ کام کرتا تھا۔جب سے حاد کی بیماری سامنے آئی تھی وہ تب سے انہیں لیب نہیں لے کر گیا تھا مبادہ کہیں پتا نہ لگ جائے۔

"انہیں شک ہونے لگا ہے۔۔"

"پریشان مت ہوں جو ہو گا اللہ کی مرضی سے ہو گا۔۔" وہ پر سکون رہتی تھی اور اس کا سکون روحان کو سکون دیتا تھا۔

✿••✿••✿••✿

کچھ وقت بعد اس نے لیب میں کچھ ایسے کام دیکھے جو غیر قانونی تھے۔۔ غیر قانونی تجربات، جانوروں اور انسانوں کا استعمال۔۔ اس نے کچھ وقت کام کیا اور پھر لیب کی اصلیت میڈیا کے سامنے لا کر جاب چھوڑ دی۔۔ اس نے گھر بدل لیا وہ حانم اور بچوں کو محفوظ رکھنا چاہتا تھا۔۔ اور پھر ایک دن حانم بچوں کو لے کر اسکول سے لوٹی تو وہ جا چکا تھا۔۔ اسے بس ایک خط ملا تھا اور ایک پزل باکس۔۔۔

" میں جا رہا ہوں۔۔ مجھے کچھ ایسے کام کرنے ہیں جو منظر عام پر رہ کر نہیں کر سکتا۔۔ مجھے ڈھونڈنا مت۔۔۔ کیونکہ مجھے انسانیت اور اللہ کے لیے کام کرنا ہے۔۔ میں نہیں جانتا میں کب لوٹوں گا۔۔ واپس آپاؤں گا یا نہیں۔۔۔ بس

تم حوصلہ رکھنا۔۔۔یہ باکس حاد کو دے دینا اور عبدل سے کہنا میں اس سے "بہت پیار کرتا ہوں۔۔۔

حانم زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔۔کچھ ضروری باتیں اور لکھی تھیں۔۔۔وہ تو اس کے بنا ایک دن نہیں رہ پاتی تھی اور وہ اسے جدائی کا عندیہ دے کر چلا گیا تھا۔۔عبدل پاس نہیں تھا۔۔حاد نے اپنی ماں کو روتے دیکھا اور وہ خط اٹھا کر پڑھا۔۔۔

"ڈونٹ وری مما۔۔میں ہوں نا۔۔"اس نے وہ پزل باکس اٹھا لیا تھا۔۔
عبدل کو یہی بتایا گیا کہ روحان کام کے سلسلے میں گیا ہے۔۔وہ روز اپنے باپ کا انتظار کرتا لیکن وہ نہیں آیا۔۔

اس کا غصہ بڑھتا گیا۔۔۔اس کا انتظار اب اذیت میں بدلنے لگا اور اسے حاد سے مزید چڑ ہونے لگی جب وہ اسے اتنا پر سکون دیکھتا۔۔۔اس نے ایک دن اس سے پزل باکس چھین کر زمین پر دے مارا۔۔

”تم ماما سے کیوں نہیں پوچھتے ہو کہ پاپا کب آئیں گے ؟“اسے حاد کی خاموشی چبھتی تھی۔

”پاپا آجائیں گے۔۔وہ ضروری کام سے گئے ہیں۔۔میں پاپا کو لے آؤں گا۔۔۔“

اور پھر حانم، ماہم کی ڈیلیوری پر انہیں لے کر پاکستان آئی جہاں وہ ایمانے سے ملے اور پھر کبھی بھول نہیں پائے۔

✿••✿••✿••✿

عبدل فٹبال کھیلنا پسند کرتا تھا اور اسے حاد پر اور غصہ آتا جب وہ اس کے ساتھ نہیں کھیلتا تھا حاد کو اپنے ماما پاپا کی لائبریری زیادہ اٹریکٹ کرتی تھی جہاں ڈھیروں کتابیں تھیں۔۔۔وہ انہیں چمکتی آنکھوں سے دیکھتا تھا۔۔۔وہاں انسانی تاریخ سے شروع ہو کر آج کی ٹیکنالوجی تک کی بے شمار کتابیں تھیں۔۔ لیکن اسے سب سے زیادہ جو کتاب اٹریکٹ کرتی تھی وہ اس کی ماں کے کمرے میں تھی جسے وہ روز پڑھتی تھی۔۔اس کے مختلف زبانوں میں ترجمے تھے جو لائبریری میں تھے اور یہ قرآن پاک تھی۔

آپ اسے اپنے پاس کیوں رکھتی ہیں؟؟لائبریری میں کیوں نہیں۔۔"وہ ان کے پاس آگیا۔

"کیونکہ یہ خاص ہے۔۔۔"

"وہ کیسے۔۔۔؟؟" وہ دوزانو بیٹھا تھا اور اپنے دونوں ہاتھ ٹھوڑی نیچے جمائے اپنی ماں سے پوچھ رہا تھا۔

"کیونکہ اسے آسمان سے اللہ نے ہمارے لیے اتارا ہے۔۔" وہ النور باقاعدگی سے جاتا تھا۔۔ قرآن پاک اس نے ایک بار پڑھ لیا تھا۔۔ اسے وہاں جانا اچھا لگتا تھا۔۔۔ جب اسٹیج پر کھڑے ہو کر اسکالرز مجمعے کے سوالوں کا جواب دیتے تھے اسے یہ سب حیران کن لگتا تھا۔۔۔ پہلے وہ اپنے باپ کے ساتھ آتا تھا اور انہیں دیکھتا تھا سنتا تھا۔۔۔ اب ایک اکیلا پن تھا۔۔۔

اسے افسوس ہوتا تھا۔۔ وہ اپنے باپ سے ملنا چاہتا تھا ان کے گلے میں بازو ڈالنا چاہتا تھا۔۔۔ وہ دکھی ہو جاتا تو رونا چاہتا پر اس سے رویا نہیں جاتا تھا۔

"جو آسمانوں سے اترتا ہے وہ خاص ہوتا ہے؟؟" اس نے الٹا سوال کیا۔

"ہاں۔۔۔"

"ہم بھی تو وہیں سے آئے ہیں نا۔۔اللہ کے پاس سے۔۔تو کیا ہم بھی خاص ہیں۔۔؟؟" حانم نے چونک کر اسے دیکھا۔

"ہاں۔۔۔سب انسان خاص ہیں۔۔"

"تو سب انسانوں کا مقصد کیا ہے؟؟" اسے اپنا وجود ایک سوال لگتا تھا۔۔اور ہماری پہچان تب ہی شروع ہوتی ہے جب پہلا سوال یہ ابھرتا ہے ہم کون ہیں؟؟اور حاد جبیل کے ذہن میں یہ سوال ابھرنے لگا تھا۔

✿••✿••✿••✿

"تم نے کہا تھا پاپا جلدی آئیں گے۔۔۔ایک سال ہو گیا ہے پاپا نہیں آئے۔۔۔" وہ دونوں سکول میں تھے۔۔۔ چھٹی ہو چکی تھی اور وہ اپنی ماں کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔روحان جبیل کا اچانک غائب ہونا بہت بڑا سوال تھا۔۔پورا جبیل خاندان میڈیا کی زد میں تھا۔۔ایک ہی سوال پوچھا جارہا تھا کہ وہ کہاں گیا تھا۔۔۔خود غائب ہوا تھا یا کسی نے اغواء کیا تھا۔۔یا وہ مر چکا تھا۔۔لیکن کسی کو کوئی جواب نہیں مل پایا۔۔۔

"آجائیں گے۔۔۔" اس نے سکون سے جواب دیا۔

"تم ایمانے کو نہیں لا سکتے؟؟" اس نے اگلا سوال کیا۔۔۔حاد نے نگاہیں ترچھی کر کے اسے دیکھا۔۔۔وہ دونوں جڑواں تھے۔۔ شکل میں زیادہ فرق نہیں تھا۔۔عبدل کے بال تھوڑے لمبے تھے جو پیشانی پر بکھرے رہتے تھے جبکہ حاد اپنے چھوٹے بالوں کو سیٹ رکھنے کا عادی تھا۔۔ایک جتنا قد ایک

جتنی جان ہونے کے باوجود عبدل اسے ایسے دیکھتا تھا جیسے وہ کوئی سپر ہیرو ہو جو ابھی اڑ کر جائے گا اور ایمانے کو اٹھا کر لے آئے گا۔

اس نے عبدل کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔۔بس گہرا سانس لے کر رہ گیا۔۔سات سالا حاد اپنے آپ کو سترہ سالا لڑکے سے کم نہیں سمجھتا تھا۔۔وہ ایک ہی سکول جاتے تھے جبکہ حاد اس سے دو کلاسیں آگے تھا۔

مجھے ایسے مت دیکھو۔۔"اس کے خاموش نگاہوں سے دیکھنے پر عبدل" چڑ جاتا تھا۔۔عبدل کی زبان تیز دھاری تھی تو حاد کی آنکھیں بولتی تھیں۔۔اسے زیادہ باتیں کرنا فضول لگتا تھا۔۔وہ اپنی آنکھوں سے ہی سب کہہ دینے کا عادی تھا۔

"ایمانے ہماری بہن نہیں ہے۔۔ہماری بہن منحہ ہے۔۔"

منحے۔۔۔‘‘عبدل نے زور دیتے تصیح کی۔’’پر ایمانے بھی چاہیے’’

مجھے۔۔۔ہم دو ہیں تو بہنیں بھی دو ہونی چاہیے۔ منحے تم رکھ لینا اور ایمانے

‘‘میں۔۔

وہ بولتا رہا جبکہ حاد خاموشی سے سنتا رہا۔۔۔وہ اس کی کسی بات کا جواب نہیں

دے رہا تھا۔۔وہ حانم کا ویٹ کر رہا تھا جو آج جانے کیوں لیٹ ہو گئی اور اسے

اچھا محسوس نہیں ہو رہا تھا۔۔وہ جلد از جلد گھر جانا چاہتا تھا۔۔۔

جب عبدل کو محسوس ہوا کہ وہ اسے اگنور کر رہا ہے تو اس نے غصے سے اٹھتے

ہوئے بینچ پر بیٹھے حاد کو زوردار دھکا دیا۔۔وہ بیگ سمیت نیچے گرا۔۔

تمہیں مجھے اگنور نہیں کرنا چاہیے۔۔‘‘وہ غصے سے پھنکارتا کلاس روم کی’’

جانب بڑھا جبکہ حاد نے اٹھتے ہوئے اپنا یونیفارم جھاڑا۔۔

حاد تم سے کوئی ملنے آیا ہے۔۔"گارڈ نے اسے اطلاع دی تھی۔ حاد "
چونکا۔۔وہ کچھ سوچتا ہوا گیٹ سے باہر نکل آیا۔اسکول کی چھٹی کے بعد وہاں گہری خاموشی اور ویرانی تھی۔۔کوئی بھی آس پاس نظر نہیں آرہا تھا۔۔گیٹ کے باہر ایک سیاہ گاڑی کھڑی تھی جس میں سے ایک سوٹڈ بوٹڈ شخص باہر نکلا تھا۔۔اس نے سیاہ چشمہ لگا رکھا تھا۔۔حاد گیٹ کے پاس ہی کھڑا رہا۔۔

حاد جبیل۔۔۔"وہ اس کے قریب آیا۔۔اس نے جھکتے ہوئے حاد سے "
پوچھا۔

ہو آر یو۔۔۔؟؟"حاد نے اس کے چہرے کو دیکھتے پوچھا۔ "

"تمہارے ڈیڈ تم سے ملنا چاہتے ہیں۔۔۔ "
اور حاد کے کان کھڑے ہوئے۔

کبھی کوئی میرا نام لے کر تم سے ملنے کی کوشش کرے تو یقین مت کرنا۔۔" بھاگ جانا اور خود کو بچانا۔۔۔" اسے روحان کی بات یاد آئی۔

وہ تیزی سے پلٹا اور سکول کے اندر داخل ہو کر گیٹ بند کرنے کی کوشش کی لیکن گاڑی میں سے چند اور لوگ باہر نکلے تھے۔۔۔ گارڈ کے ملوث ہونے پر وہ اسے زخمی کر کے حاد کو لے گئے تھے۔۔۔ وہ خود کو چھڑانے کی پوری کوشش کر رہا تھا پر انہوں نے اس کا منہ بند کر دیا تھا۔۔ کلاس روم کی گلاس ونڈو سے عبدل نے یہ منظر بخوبی دیکھا تھا اور اس کی آنکھیں خوف سے پھٹ پڑی تھیں۔۔ جب تک وہ باہر نکلا اور گیٹ کی جانب بھاگا تب تک وہ اسے لے کر جا چکے تھے۔

✿••✿••✿••✿

بارہ گھنٹے کی ڈیوٹی کے بعد منحہ اب گھر جانے کے لیے تیار تھی۔۔۔وہ کافی تھک چکی تھی اور آج کل تو ویسے ہی اس کا ذہن اس قدر الجھا ہوا تھا کہ اسے اپنے جسم میں تکلیف محسوس ہوتی تھی وہ پہلے کی طرح ایکٹیو نہیں تھی خود کو تھکا تھکا فیل کرتی تھی۔۔۔

ابھی اس نے اپنے بیگ اٹھایا ہی تھا جب اپنے فون پر جگمگ کرتے نام کو دیکھ کر وہ حیران رہ گئی۔

ادھم کی کال تھی۔۔پہلے تو اسے یقین نہیں ہوا۔کال بند ہو چکی تھی اور جیسے ہی دوبارہ رنگ ہونا شروع ہوئی اس نے فوراً کال اٹھائی۔

ہیلو۔۔"اس نے لہجے کی بے تابی پر قابو پانے کی بھرپور کوشش کی۔"

ڈاکٹر صاحبہ دوست بنا کر چھوڑ دینے کی عادی ہو کیا؟؟ کوئی فون کوئی میسج" نہیں۔۔"وہ حیرت سے سننے لگی۔کیا وہ اس شخص کو یاد تھی۔

‘‘کیسے ہیں آپ؟؟وہ میں ذرا بزی تھی تو بس۔۔’’

‘‘جانتا ہوں لیکن میں ابھی لاہور آیا تو سوچا پوچھ لوں۔۔’’
اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔

آپ لاہور ہیں؟؟ پاکستان کب آئے؟اور اس وقت کہاں ہیں۔۔؟؟‘‘’’
بے جان وجود میں جیسے جان پڑ گئی ہو۔وہ ایکٹیو ہوئی۔

پتا نہیں کہاں پھنس گیا ہوں۔۔یہاں چاروں طرف بس انسان ہی انسان’’
ہیں۔۔مجھے سمجھ نہیں آتا یہ لوگ بلاوجہ کیوں سڑکوں پر گھوم رہے ہیں۔۔‘‘
اس کی کوفت بھری آواز ابھری اور وہ بے ساختہ ہنس دی۔

مجھے لوکیشن شیئر کریں میں آتی ہوں۔۔"اس کی آنکھوں کی،اس کے چہرے کی ساری رونقیں لوٹ آئیں تھیں۔

اور اگلے بیس منٹ بعد وہ ادھم کے ساتھ ایک ریسٹورینٹ میں بیٹھی تھی۔وہ سیکنڈ فلور پر تھے۔۔ادھم گلاس ونڈو سے نیچے چلتی ٹریفک دیکھ رہا تھا۔

"Lahore is terrible..seriously.."

وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"تو کیا کھینچ لایا آپ کو ٹریبل لاہور میں؟؟"اس نے سوال کیا۔۔وہ سفید کوٹ پہنے ہوئے تھے۔باہر رات کا اندھیرہ پھیل ہو چکا تھا اور چاروں جانب جگمگ جگمگ تھی۔

بس ایسے ہی سوچا کہ بے وفاؤں کے شہر ایک بار تو جانا چاہیے۔۔ لیکن مجھے" یقین نہیں ہوتا یہ لوگ ہر وقت باہر کیوں پھرتے ہیں۔۔ آئی مین وہ کونسے کام ہیں جو ختم ہی نہیں ہوتے۔۔۔ کتنا خوفناک ہے نا آپ باہر نکلیں اور چاروں جانب انسان ہی انسان ہوں۔۔۔ سورشی ایریا۔۔"اس نے جھرجھری لی۔اس نے تو ماثیل انسٹیٹیوٹ شہر سے دور بنایا تھا جہاں سکون ہی سکون تھا۔وہ اسے دیکھ کر اور اس کی باتیں سن کر مسکرا رہی تھی۔

"مسٹر ادھم جبیل۔۔سب لوگ آپ کی طرح کی زندگی نہیں جیتے۔۔"

"ہاں آج کل کون بے روزگار رہتا ہے۔۔"

تو کیا لیں گے آپ۔۔؟؟"اس نے مینیو اٹھایا۔اس شخص سے مل کر" اسے زندگی کا احساس ہوا تھا۔۔اس کی بھوک جاگ اٹھی تھی۔

"کچھ بھی۔۔بٹ آئی ڈونٹ ہیو منی (میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔۔)"

منحہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"سب جو تھے وہ سب لگ گئے۔۔۔چھ مہینے جو آوارہ گردی کی ہے۔۔سب ختم۔۔۔کین یو بلیو کہ میرے گھر والوں نے میرا خرچہ پانی بند کیا ہوا ہے۔۔"وہ خفگی سے بولا۔۔انداز ایسا تھا کہ منحہ نے بے ساختہ ابھرنے والی ہنسی کو چھپانے کے لیے مینیو تھوڑا اوپر کیا تاکہ اس کا چہرہ چھپ سکے۔لیکن اسے ادھم کا "میرے گھر والے" کہنا اچھا لگا تھا۔

"لیکن کیوں۔۔۔"وہ اب خود پر قابو پاتے پوچھ رہی تھی اور مینیو دیکھ رہی تھی تاکہ اسے یہ نہ لگے کہ وہ اس پر ہنس رہی ہے۔

انہیں لگتا ہے میں ڈر گزلوں گا۔۔" وہ صاف گوئی سے بولا۔ منحہ کی" مسکان سمٹی۔

"اور کس نے آپ کا خرچہ پانی بند کیا؟؟"

سید جبیل صاحب۔۔۔ تم جانتی ہو انہیں؟؟ ہی از اے پولیٹشن۔۔ کافی" دولت ہے ان کے پاس لیکن پھر بھی مجھے پاکٹ منی تک نہیں دیتے۔۔" وہ شکایت کرتا بالکل بچہ لگا۔
وہ مینیو رکھ کر اب اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"ایک تیس اکتیس سالا شخص کو پاکٹ منی کی کیا ضرورت؟؟"

"جب کوئی روزگار نہ ہو تو پاکٹ منی چاہیے ہو گی نا۔۔"

"تو وہ کیا چیز جو آپ کو مجبور کرتی ہے۔۔۔؟؟"میز پر دونوں کہنیاں رکھے وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ادھم نے چونک کر اسے دیکھا سوالیہ نظروں سے۔۔

"وہ کیا چیز ہے جو آپ کو ڈر گز لینے پر مجبور کرتی ہے؟؟"وہ اب پوری سنجیدگی سے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے پوچھ رہی تھی۔پل کے ہزارویں حصے میں اسے ادھم کے چہرے پر دکھ درد کے گہرے سائے نظر آئے۔

"میں کبھی تمہیں پاگل خانے میں نظر آئی تو جان لینا اس کی وجہ تم ہو گے۔۔۔"

اس کا دل رک سا گیا۔۔۔اس نے اپنے آپ کو ویلنسیا میں پایا۔۔۔وہ گہرے دکھ میں تھا۔۔۔اس کے پہلو میں شنایا تھی۔۔وہ مزید نہیں سوچ پایا۔۔اسے اپنا آپ پھر سے جہنم کے ایندھن کی مانند جلتا محسوس ہوا۔یہ وہ جلن تھی جو اس کا پیچھا نہیں چھوڑتی تھی۔

اس کا بھٹکنا۔۔۔اکیریئس جب اپنی حدوں سے نکلتا ہے تو موت اس کا مقدر ٹھہرتی ہے۔۔۔اور ماثیل اپنی حدوں سے نکلنے کے بعد مر چکا تھا۔۔۔اس نے محبت کا دعوی کیا تھا وہ قائم نہیں رہ پایا۔۔اور اب صرف ادھم جبیل بچا تھا جو سکون کے لیے در در بھٹک رہا تھا۔

✿••✿••✿••✿

وہ ہسپتال پہنچا تو اسے اپنے جسم میں جان محسوس نہیں ہو رہی تھی۔۔۔

ڈرائیور مر چکا تھا اور ایمان آئی سی یو میں تھی۔۔۔اس کی کندھے کی اور پاؤں

کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی اور بہت ساری چوٹیں آئی تھیں۔۔۔کافی خون بہہ چکا تھااور اس وقت اس کی حالت کافی نازک تھی۔دائمہ خود شاک کی کیفیت میں تھی۔۔اس نے نہیں سوچا تھاایسا کچھ ہو گا۔۔۔اس نے حاد کو دیکھا۔۔وہ آئی سی یو روم کے باہر زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔۔۔اس کے ہاتھ پھر سے کانپنے لگے تھے۔۔۔اور اس کے چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔۔اس کی آنکھوں سے پانی نکل رہا تھااور چہرے پر تکلیف واضح تھی یوں جیسے اس کے اندر سارے اعضاء ٹوٹ پھوٹ رہے ہوں۔۔۔وہ تیزی سے اس کی جانب بڑھی اور اس کے قریب بیٹھی۔۔

حاد آپ ٹھیک ہیں۔۔۔؟؟"وہ اسے کندھے سے چھوتے بولی۔"

وہ۔۔وہ مر نہیں سکتی۔۔۔ایسے تو بالکل نہیں۔۔۔وہ میرے پندرہ" "سالوں کو یوں رائیگاں کر کے نہیں جا سکتی۔۔۔

دائمہ اسے دیکھتی رہ گئی۔۔۔ساکت نگاہوں سے۔۔۔اس کے چٹختے وجود سے صرف درد ہی نہیں وہ جذبات باہر نکلے تھے جن کا گواہ صرف وہ اور اللہ تھا۔

دائمہ نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔۔جدائی کا نوحہ محبت کی شدت ظاہر کر گیا تھا۔۔۔محبت نے اب راز رہنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔۔۔۔وہ حاد کے وجود سے پھوٹ پھوٹ کر بہہ نکلی تھی۔۔۔۔اور اس کی پہلی گواہ وہ لڑکی تھی جو اسے چاہتی تھی۔۔۔جو اس کے ساتھ اپنا نام جوڑ چکی تھی۔۔۔۔جو اسے کسی اور کا ہوتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔وہ اس کے پاس ہی بیٹھ گئی۔۔۔

تو کیا اس نے غلط جگہ امید باندھ لی تھی۔۔۔اسے بار بار انکار کرنے پر بھی وہ کیوں نہیں سمجھی۔۔۔؟؟

وہ شخص اب گھٹنوں میں سر دیے بیٹھا تھا اور اپنے ہاتھ دونوں گھٹنوں کے گرد سختی سے باندھ رکھے تھے وہ خود کے جسم پر قابو پانے کی پوری کوشش کر رہا

تھا۔۔۔وہ اس اٹیک سے نکلنا چاہتا تھا۔۔۔وہ شخص جو سفیدی کی دنیا میں ایک اچھا رہبر تھا جو حاد جبیل تھا۔۔۔وہ شخص جسے سیاہی کی دنیا مسٹر گرے کے نام سے جانتی تھی۔۔۔جو ماسٹر مائنڈ تھا۔۔وہ ہسپتال کے ٹھنڈے فرش پر یوں بیٹھا تھا جیسے کوئی چھوٹا سا ناراض بچہ ہو جو ساری دنیا سے چھپ جانا چاہتا ہو۔۔۔دائمہ اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔اس نے ایک نظر حاد پر ڈالی۔۔

"اللہ آپ کی ایمان کو سلامت رکھے۔میں نے آج آپ کو اپنی محبت سے آزاد کیا۔۔" ایک آنسوں اس کی آنکھ سے پھسلا اور پلکوں کی باڑ توڑ کر گال پر بہتا چلا گیا۔

اور اگر کبھی تم خود کو اندھیروں میں پاؤ تو ڈر نامت، بالکل بھی مت گھبرانا،" سب سے پہلے ایک لمبی سانس لینا اور خود کو ریلیکس کرنا۔اپنی کمزوری کو ظاہر

مت ہونے دینا۔اور پھر سوچنا کہ تم اس اندھیرے سے کیسے نکل سکتے ہو۔۔"

حاد نے آنکھیں کھولیں تو خود کو گھرے اندھیرے میں پایا۔روحان جبیل کے الفاظ اس کی سماعت میں گونجے۔۔اس نے آنکھیں پھاڑ کر اندھیرے میں دیکھنا چاہا پر وہ کچھ نہیں دیکھ پایا۔۔اس نے اٹھنے کی کوشش کی تو اسے احساس ہوا ہوا کہ وہ بندھا ہوا ہے وہ ایک انچ بھی نہیں ہل پایا۔پھر اس نے گہرا سانس لیا۔

"یاد رکھنا کوئی تمہیں بچانے نہیں آئے گا کیونکہ کوئی کسی کو بچانے نہیں آتا۔۔"

اس کا معصوم ذہن اس وقت جن باتوں کو سمجھنے سے قاصر تھا اسے اب سمجھ آرہی تھیں۔شاید اس کا باپ جانتا تھا کہ کچھ ایسا ضرور ہو گا۔

سب سے پہلے اللہ کو پکارنا اور خود کو اسے سپرد کر دینا۔ کیونکہ تمہارے ''

'' اندھیروں میں صرف وہی ایک تمہارے ساتھ ہو گا۔۔

اچانک اسے آہٹ سنائی دی۔ کوئی اسی کی جانب آ رہا تھا۔

نہیں اسے ابھی تک ہوش نہیں آیا ہو گا۔۔۔'' کوئی اسی کے متعلق بات '' کر رہا تھا۔ اس نے زور سے آنکھیں میچ لیں کہ کہیں وہ اس کے اتنی جلدی ہوش میں آنے پر اس کے ساتھ کچھ کریں نا۔۔ یہ سچ تھا اسے جسمانی درد کم محسوس ہوتا تھا لیکن اسے خوف ضرور محسوس ہوتا تھا۔۔ انسان کے اندر جو خوف ہوتا ہے ایک انجانا خوف اور پھر ایک سات سالا بچہ خوفزدہ نہ ہوتا تو کیا کرتا؟؟

ہمیں اس کے جلد از کچھ ٹیسٹ کرنے چاہئیں۔۔" اور پھر ایک کسی نے" بٹن دبا کر روشنیاں جلا دیں۔ وہ سوتا بن گیا اس نے جیسے اپنا سانس تک روک لیا تھا۔ آنکھیں بند تھیں تو وہ دیکھ نہیں پایا اس کے ارد گرد کیسے لوگ تھے۔

دیکھنے سے تو یہ بالکل نارمل لگ رہا ہے۔۔" دو مختلف آوازیں تھیں۔ وہ" سب ایک جیسے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ آسمانی رنگ کے۔۔ کسی یونیفارم کی طرح۔۔۔ اور سب کے چہرے پر ماسک تھا۔ ایک آدمی آگے بڑھا اور اس نے حاد کا ہاتھ کھولتے ہوئے اس کی بازو میں کندھے سے ذرا نیچے سے سرنج لگا کر خون نکالنا شروع کر دیا تھا۔۔ کوئی اسے چھو رہا تھا یہ محسوس ہوا تھا۔۔۔ اور پھر کچھ دیر بعد وہ سب چلے گئے۔۔۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو لیب کا منظر واضح ہوا۔۔۔ یقیناً اس کے اغواء کرنے والے اسے جانتے تھے۔

اور پھر کچھ دیر بعد انہوں نے اسے بہت ساری مشینوں میں جکڑ کر ایک کرسی پر بٹھایا تھا۔۔۔اس کے سر پر عجیب سی مشین لگی تھی اور اس کے سینے کو لوہے کی مشین نے جکڑا ہوا تھا۔۔۔اسے خوف محسوس ہو رہا تھا اور اس خوف سے اس کے دل کی دھڑکن تیزی سے چل رہی تھی۔وہ عجیب سے خالی کمرے میں اکیلا تھا جہاں صرف اس کی کرسی تھی اور شیشے کے اس پار ایک شخص ایک بازو سینے پر جمائے جبکہ دوسرا ہاتھ ٹھوڑی نیچے رکھے گہری نظاہوں سے دیکھ رہا تھا اس کے ساتھ ہی تین چار افراد بیٹھے تھے جن کے چہرے پر ماسک لگا تھا۔ان کے سامنے اسکرینیں تھیں۔اب اس سے پہلا سوال کیا گیا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟؟"

حاد۔۔۔" اس نے سامنے کھڑے شخص کو غور سے دیکھتے جواب دیا۔ وہ خود کو پر سکون رکھنے اور نہ ڈرنے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔

"کیا تم روحان جبیل کے بیٹے ہو۔۔۔؟؟"

وہ خاموش رہا۔۔ اس نے اس بار جواب دینا ضروری نہیں سمجھا۔۔ وہ بار بار پوچھتے رہے لیکن وہ نہیں بولا۔

کہاں سے آئے ہو؟؟" اس بار کھڑے ہوئے شخص نے جھکتے ہوئے میز پر ہاتھ رکھے اور پوچھا۔

"آسمانوں سے۔۔۔"

"کیا تم وہی خاص بچے ہو؟؟"

"جو آسمانوں سے آتا ہے وہ خاص ہوتا ہے۔۔"

"کیا تمہیں درد نہیں ہوتا۔۔؟؟"

وہ پھر خاموش رہا۔۔۔اسے اپنے گھر والوں یاد آئی تھی۔یقیناً وہ اسے ڈھونڈ رہے ہوں گے۔وہ جلد از جلد یہاں سے جانا چاہتا تھا۔پر ان لوگوں کا اسے چھوڑنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

✿••✿••✿••✿

اس کے اغواء کی خبر ایسی تھی کہ حانم سکتے میں چلی گئی تھی۔۔۔اسے ہر جگہ ڈھونڈا جارہا تھا۔۔عبدل کو شدید افسوس تھا وہ اس کے سامنے حاد کو لے گئے تھے اور وہ کچھ نہیں کر پایا تھا۔۔

اچھا ہوا وہ چلا گیا۔۔۔'' کبھی کبھی وہ سوچنے لگتا لیکن پھر اپنی ماں کی حالت دیکھتا اور کبھی اسے خود حادیاد آنے لگتا۔۔ پاکستان سے سید جبیل اور حمدان صاحب آئے تھے۔۔اسے ہر جگہ ڈھونڈا جا رہا تھا پر ایسا لگتا تھا جیسے اسے زمین نگل گئی ہو۔ وہ کہیں نہیں ملا تھا۔۔

حانم کبھی رونے لگتی تو کبھی اللہ سے فریاد کرتی۔۔ کہیں نہ کہیں وہ جانتی تھی اسے کیوں اغواء کیا گیا تھا اور یہی بات اسے تکلیف پہنچاتی تھی۔ سید جبیل صاحب پوری کوشش کر رہے تھے۔۔۔ حانم نے اس شخص جتنا حاضر دماغ اور مضبوط آدمی نہیں دیکھا تھا جس نے جوانی میں اپنی بیوی کو کھو دیا تھا اور پھر بیٹے نے ہمیشہ تنگ کیا جب وہ سدھر گیا تو غائب ہو گیا۔۔اس کی جدائی نے سید جبیل کو جس تکلیف میں ڈالا تھا یہ صرف وہی جانتے تھے پر انہوں نے کبھی ظاہر نہیں کیا اور اب پوتے کی گمشدگی۔۔۔

وہ جیسے چیخ سے گئے تھے لیکن پھر بھی خود کو سنبھالے رکھا۔اگر وہی ہمت ہار جاتے تو باقیوں کا جانے کیا ہوتا۔

✿••✿••✿••✿

اور پھر جیسے ہی اس کے سارے ٹیسٹ ختم ہوئے اس پر تجربات کا ایسا دور چلا کہ اس کی روح تک کانپ اٹھی تھی۔۔اسے ان اندھیروں میں پھینک دیا گیا جس سے ابھرنا عام انسان کے لیے ناممکن تھا۔۔وہ ساری زندگی بھٹکتا رہتا۔

اسے دنوں تک بھوکا پیاسا رکھا جاتا۔۔تب تک الیکٹرک شاک دیے جاتے جب تک وہ درد سے چلاتا نہیں تھا۔۔

پہلے شدت ریکارڈ کی جاتی کہ کس شدت پر اس کا جسم درد محسوس کرتا ہے اور پھر تب تک اسے شاک دیتے جب تک وہ بے ہوش نہ ہو جاتا۔۔۔ نوٹ کیا جاتا تھا کہ کب تک وہ یہ سب برداشت کر سکتا تھا۔۔۔

دوسرے تجربے میں اسے ٹھنڈے کمرے میں بند کر دیا گیا۔۔ جس کا ٹمپریچر وقت کے ساتھ ساتھ مزید گرتا جا رہا تھا۔۔ اس کے جسم پر لباس نہیں تھا۔۔

ڈونٹ ڈو دس۔۔۔ "اس نے اپنے کپڑے اتارتے ایک ماسک والے شخص" سے منت کی تھی۔

پلیز ڈونٹ ڈو دس۔۔ "لیکن اس کی منتوں کا کسی پر کوئی اثر نہیں ہوتا" تھا۔۔ وہ ان کے لیے ایک تجرباتی نمونے سے کم نہیں تھا۔۔۔ ایک سلور کی

دیواروں والے ایسے کمرے میں جس کا درجہ حرارت ہر منٹ گر رہا ہو وہ دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔۔اس کا وجود ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔۔ مسلسل دیے گئے الیکٹرک شاک سے اس کے جسم میں کافی کمزوری ہو گئی تھی۔۔اور وہ لوگ اس کمزوری کو دور کرنے کے لیے اسے طاقت کے انجیکشن لگاتے تھے تاکہ وہ فوراً ری کور کر جائے۔۔۔

درجہ حرارت گر رہا تھا اور یہاں تک گر چکا تھا جہاں ایک نارمل انسان آسانی سے مر سکتا تھا اور وہ پچھلے کافی گھنٹوں سے قید تھا۔

"کسی انسان سے کبھی رحم کی بھیک مت مانگنا کیونکہ وہ اس قابل نہیں ہوتے اور نہ رحم کرتے ہیں۔۔"

وہ گھٹنوں میں سر دیے بیٹھا تھا۔

ماما کہتی ہیں اللہ سنتا ہے جب جب اسے پکارو۔۔ کیا آپ مجھے سن رہے ہیں۔۔۔؟؟" اس نے خشک پھٹے ہوئے ہونٹوں سے اسے پکارہ۔اس کی آنکھ سے آنسوں بہہ رہے تھے۔۔۔ اسے ذہنی طور پر جتنا ٹارچر کیا گیا تھا وہ ڈر گیا تھا خوفزدہ ہو گیا تھا۔

"اگر آپ مجھے سن رہے ہیں تو مجھے راستہ دکھائیں۔۔۔" وہ روتے ہوئے اللہ سے باتیں کر رہا تھا۔

وہ تب اس کمرے میں قید رہا تھا جب تک وہ بے جان ہو کر ایک جانب گر نہیں گیا تھا۔اس کا جسم اکڑ چکا تھا اور دل کی دھڑکن بہت آہستہ چل رہی تھی نہ ہونے کے برابر۔۔۔ وہ اب اسے ہوش میں لانے کے لیے اس کے برہنہ سینے پر شاک دے رہے تھے۔۔۔۔

اور جب درد کی شدت بڑھ جاتی ہے تب وہ بے معنی ہو جاتا ہے۔۔۔ "تمہیں اٹھنا ہو گا۔۔۔ تمہیں ابھی ایک لمبا سفر طے کرنا ہے۔۔۔" وہ ایسی جگہ پر تھا جہاں روشنی ہی روشنی تھی اور اس نے وہاں اپنے باپ کو دیکھا تھا۔۔ جو اسے ہمت نہ ہارنے کے تلقین کر رہا تھا۔۔۔

وہ اٹھ گیا تھا۔۔۔اس نے آنکھیں کھولی تھیں۔۔۔اور لیب میں موجود وہ جانور نما انسان اپنے ایک اور تجرنے کے کامیاب ہونے پر خوش تھے۔

اور پھر اگلی بار اسے ایک ایسے کمرے میں بند کیا گیا جس کی دیواریں لوہے کی تھیں۔۔ درجہ حرارت بڑھ رہا تھا۔۔۔ وہ خاموشی سے بیٹھا رہا۔۔۔ وہ اب ان سے رحم نہیں مانگ سکتا تھا کیونکہ وہ رحم نہیں کرنے والے تھے۔۔۔

جیسے درجہ حرارت بڑھتا گیا اس کے جسم سے پسینہ بہہ نکلا تھا۔۔ اس کا وجود جلنے لگا تھا اسے لگ رہا تھا اس کے اندرونی اعضاء اس کا جسم پانی بن کر بہہ جائے گا۔۔۔

جو بے اختیار یاد آیا کہ دنیا میں جلائے جانے والی آگ جہنم کے آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔۔۔

وہ سیدھا لیٹا رہا یہاں تک کہ اس کا جسم جل گیا۔۔۔ پھر وہ الٹا ہو گیا پھر کھڑا ہو گیا۔۔۔اور ایک وقت ایسا بھی آیا جب وہ پوری وقت سے چلایا تھا۔۔۔

صرف اللہ کو پکارنا۔۔۔ کیونکہ صرف وہی تمہیں سنے گا۔۔"روحان" جبیل کے الفاظ اسے چیخنے پر مجبور کر گئے تھے اس نے اپنی وقت لگا کر صرف اللہ کو پکارہ تھا۔۔اور پھر وہ گر گیا۔۔۔اس کا جسم کانپ رہا تھا۔۔۔اسے اٹیک ہوا تھا۔۔۔اسے ہر مہینے ڈوز لگتی تھی جسے وہ ٹھیک رہتا تھا اور وہ یہاں پچھلے سات دنوں سے قید تھا۔۔۔

وہ لوگ اسے اٹھا کر لے گئے لیکن سمجھ نہیں پائے اسے کیا ہوا تھا۔۔اس کا جسم نیلا پڑ چکا تھا اور بالکل بے جان تھا۔

"آئی تھنک ہی از ڈیڈ۔۔۔"

ان میں سے ایک نے کافی تگ ودو کے بعد کہا تھا۔

وہاں موجود سبھی لوگوں کو سات دنوں بعد ریلیکس ہونے کا موقع ملا تھا وہ اسے وہیں ٹیبل پر چھوڑ کر جا چکے تھے۔

✿••✿••✿••✿

آٹھویں دن وہ اپنے گھر پہنچا تھا۔۔ کیسے یہ وہ بھی نہیں جانتا تھا۔۔ بس اسے اتنا پتا تھا کہ ہر اندھیرے میں اسے روشنی دکھائی تھی۔۔ اس نے جسے اندھیروں میں پکارہ تھا وہ اسے کیسے چھوڑ سکتا تھا؟؟

اس کی حالت خراب تھی وہ اپنی ماں کی بانہوں میں بے ہوش ہو گیا تھا۔۔ سید جبیل انہیں اپنے ساتھ پاکستان لے آئے تھے۔ اس گھر کو بیچ دیا گیا تھا

پاکستان میں حانم عبدل اور حاد کے ساتھ کچھ دن ملتان میں جبکہ باقی دو مہینے حمدان صاحب کے پاس لاہور میں رہی تھی۔

حاد نے کسی کو کچھ نہیں بتایا تھا اور باقی سب پوچھنے سے گریز کر رہے تھے وہ پہلے سے زیادہ سنجیدہ ہو گیا تھا۔۔اس کی رنگت پیلی پڑ چکی تھی جیسے اس کے جسم سے سارا خون نچوڑ لیا گیا ہو۔۔اور اس کے جسم پر جلنے کے ساتھ ساتھ عجیب و غریب نقصان تھے۔

عبدل کو اسے دیکھ کر دلی سکون تو ملا تھا پر ازلی غصہ عود آیا تھا۔۔

آئی وش میں تمہاری جگہ ہوتا۔۔" وہ رات کو اس کے پاس لیٹتے بولا۔حاد" کچھ نہیں بولا۔۔وہ جس کیفیت سے گزر کر آیا تھا اس نے اس کے رہے سہے الفاظ بھی چھین لیے تھے۔

مجھے بھی سب تمہاری طرح ٹریٹ کرتے۔۔۔سب ڈھونڈتے۔۔۔" وہ بچہ تھا اور نہیں جانتا تھا اس کے ساتھ پیدا ہونے والا بھائی کس قیامت سے گزر کر آیا تھا۔۔۔اس نے حاد کے گرد اپنا بازو پھیلایا وہ اس سے پیار کرتا تھا لیکن جتاتا نہیں تھا۔

خاص ہونا اتنا بھی آسان نہیں ہوتا۔۔۔۔

آئی وش کہ تم کبھی میری جگہ پر نہ آؤ۔۔۔" وہ پورے میں دن صرف ایک" جملہ بولا تھا۔ عبدل نے کن انکھیوں سے اسے دیکھا۔۔۔حاد آنکھیں بند کیے لیٹا تھا۔۔۔وہ بس لیٹا رہتا تھا سو نہیں پاتا تھا۔۔۔اسے اپنی ہی چیخیں سنائی دیتی تھیں۔

کیا انہوں نے تمہیں ہرٹ کیا؟؟" وہ اب معصومیت سے پوچھ رہا" تھا۔۔اسے لمحے بھر کو حاد پر ترس آیا۔

"ہاں انہوں نے کوشش کی۔۔بٹ یو نو مجھے درد نہیں ہوتا۔۔
اور عبدل بس اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

✿••✿••✿••✿

ہم واپس کب جائیں گے؟؟" وہ یہاں نہیں رہ سکتا تھا۔۔اس نے یہ دو ماہ" کیسے گھر میں رہ کر گزارے تھے یہ وہی جانتا تھا۔وہ ایسا بچہ نہیں تھا جس کا کھیل کود میں دل لگ جاتا۔

شاید کبھی نہیں۔۔" حانم نے اسے دیکھتے جواب دیا۔"

''لیکن ہمیں اب چلنا چاہیے۔۔''

''ہم وہاں نہیں جا سکتے حاد۔۔ وہاں رہنا خطرناک ہے۔۔''

ہم کسی اور شہر میں رہ لیں گے۔۔۔'' وہ جیسے سب سوچ کر آیا تھا۔''

میں یہاں کیا کروں گا؟؟ کچھ بھی نہیں کر سکتا اور مجھے بہت کچھ کرنا'' ہے۔۔'' اس نے پہلی بار ضد کی تھی۔ وہ اپنے اندھیروں سے بھاگ کر جاتا بھی تو کہاں۔۔۔؟؟

حانم نے نے اختیار گہرہ سانس لیا۔۔۔ اور پھر کچھ دیر بعد وہ لوگ لندن کی بجائے Edinburgh شفٹ ہو گئے تھے۔

✿••✿••✿••✿

میں اُم ایمان ہوں اور میں سیاہ سفید دونوں سے نفرت کرتی ہوں۔۔ مجھے اچھے اور برے دونوں لوگ نہیں پسند۔ مجھے ایک سفید نے سیاہ کے پاس بھیجا تاکہ میں اسے روشن کر سکوں پر جب سیاہی مجھے نگھلنے لگی تو سفید سے برداشت نہیں ہوا اس نے مجھے واپس کھینچ لیا۔۔ اور جب میں واپس لوٹی تو سفید مجھ سے انکاری ہو گیا۔۔ میں تو سیاہ ہو چکی تھی۔۔ میرے وجود پر سیاہی لگ چکی تھی اور چمکتے شفاف لوگ بھلا سیاہی کب پسند کرتے ہیں۔۔۔؟؟ اور پھر سیاہی میری تلاش میں نکلی اور جب اس نے مجھے سفید کی طرف جھکتے دیکھا تو اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ اور میں اب تک بھٹک رہی ہوں کہ میں کون ہوں؟؟ میں سیاہ ہوں یا سفید؟؟ میرا راستہ کونسا ہے؟؟ کیا کوئی مجھے بتائے گا میں کون ہوں؟؟

اس نے دھیرے دھیرے آنکھیں کھولیں۔۔۔وہ سیدھی لیٹی تھی اس کے پاؤں پر پلستر لگا تھا اور اس کا جسم پٹیوں میں جکڑا ہوا تھا۔۔۔

کیا میں مر چکی ہوں۔۔؟؟" پہلا خیال یہی آیا تھا۔"

کیا میں قبر میں ہوں۔۔۔؟؟" اس نے اپنے جسم کو ہلانے کی کوشش کی پر" اسے کچھ محسوس نہیں ہوا۔

لیکن یہاں تو روشنی تھی اور قبر میں صرف اندھیرا ہوتا ہے۔اس نے پھر سے آنکھیں موندھ لیں۔اس نے ذہن پر زور ڈالنے کی کوشش کی یاد کرنا چاہا آخری وقت میں وہ کہاں تھی۔

اور پھر اسے یاد آگیا۔۔حاد جبیل اسے بار بار فون کر رہا تھا۔

چمکتے شفاف لوگ بھلا سیاہی کب پسند کرتے ہیں۔۔"اسے بے اختیار درد" محسوس ہوا تھا۔۔اپنے دل میں۔۔اپنے دماغ میں یہاں تک کہ پورے جسم میں۔۔بے اختیار دائمہ اس کے سامنے آئی۔

پتا نہیں ہم وہ خواب کیوں دیکھتے ہیں جو کبھی پورے نہیں ہو سکتے۔۔اور ان خوابوں کی قیمت ہماری جان ہوتی ہے۔

صاف شفاف ساحاد بھلا اس کے مقدر میں کہاں تھا۔

اسے ہوش آچکا تھا۔ سلمی بیگم اور حمیزہ کی حالت کافی خراب تھی۔ دونوں کا رو رو کر برا حال ہو چکا تھا۔ دائمہ ان کے پاس ہی تھی۔ اس نے پھر سے آنکھیں کھولیں اور اٹھنا چاہا پر وہ اٹھ نہ پائی۔۔۔اس کا جسم بے جان تھا۔۔۔

امی۔۔"اس نے سلمی بیگم کو پکارنا چاہا پر الفاظ دم توڑ گئے۔ وہ احساسات" بہت تکلیف دہ ہوتے ہیں جب آپ زندہ تو ہوتے ہیں لیکن آپ کا جسم آپ کا

ساتھ نہ دے۔۔۔بے بسی کی حد تھی اور اس کی آنکھوں کی سے آنسوں بہہ نکلے جو سفید تکیے میں جذب ہو چکے تھے۔

!! اس اذیت سے صرف ایک شخص واقف تھا اور وہ تھا حاد جبیل۔۔

✿••✿••✿••✿

وہ لوگ واپس آچکے تھے اور یہاں نئے گھر میں ایلف ان سے ملنے آئی تھی۔۔وہ کافی لمبے عرصے بعد ان سے ملی تھی۔۔جب سے اسے طلاق ہوئی تھی اور اس کی بیٹی کی موت ہوئی تھی اس کے بعد وہ بالکل دنیا سے کٹ سی گئی تھی۔

وہ شادی نہیں کرنا چاہتی تھی پر سلطان ملک جیسا شخص آناً فاناً آیا تھا۔۔محبت کے دعوے کیے اور اپنی پوری کوشش کی۔۔اور اسے شادی کرنی ہی تھی تو اس نے سلطان ملک سے کرلی پر وہ شخص دھوکے باز نکلا۔۔۔

جب اسے بیٹی ہوئی تو وہ اسے اپنے ساتھ لے گیا اور ایلف کو یہی بتایا گیا کہ وہ مر چکی ہے۔۔۔پر وہ جانتی تھی اس کی بیٹی زندہ تھی۔

وہ اکیلی رہ گئی تھی۔۔ایک مشرقی شخص سے اسے محبت ہوئی تھی اور دوسرے مشرقی شخص نے اس سے شادی کر کے دھوکا دیا تھا۔وہ لڑکی وہ جو انتہائی ذہین و فطین تھی وہ اب اک۔ثر بھیگی سڑکوں پر اکیلے گھومتی تھی۔۔۔وہ نہ سلطان ملک کو ڈھونڈ پائی اور نہ اپنی بیٹی کو۔۔اور پھر روحان جبیل بھی چلا گیا۔۔۔وہ اکثر خالی نگاہوں اور خالی دل کے ساتھ بھیگی سڑکوں پر یونہی چلتی رہتی تھی۔وہ آرجے سے ملنا چاہتی تھی اور روحان جبیل سے بھی اور پھر پوچھنا چاہتی تھی کہ اس نے وفا کہاں سے سیکھی تھی۔وہ اکثر اسے ڈھونڈتی تھی۔

کیا کسی نے اس لڑکے کو دیکھا ہے؟

جو اک-ثر سموکنگ کرتا پایا جاتا تھا۔

جو سیاہ ہڈی پہنے اکیلے گھومتا تھا۔

جسے سننے کو لوگ بے تاب رہتے تھے۔

جس کے ہاتھ پر ٹیٹو بنا تھا۔

وہ جو گیٹار کندھے پر لٹکائے جنت روڈ سے گزرتا تھا۔

وہ جو سرد آنکھوں سے گھورتا سامنے والے کو برف بنا دیتا تھا۔

وہ جو غصے میں فٹ بال دے مارتا تھا۔

وہ جو Lucid Dreamer تھا۔

وہ جسے ابلیس کہا گیا تھا۔

وہ جو اپنی محبت اپنے ہاتھوں سے کھو دیتا تھا۔

وہ جو محبت کھو دینے کے بعد اسے پاگلوں کی طرح ڈھونڈتا تھا۔۔۔!!

وہ جو بارش میں نم آنکھیں لیے ہولے ہولے گنگناتا تھا۔

وہ جس نے ہر روپ میں دنیا فتح کی تھی۔

وہ جو خود کو سلفائیٹ کہتا تھا۔

وہ جسے برومائڈز پسند نہیں تھے۔

میں ایلف آسکر کتنے سالوں سے اسے ڈھونڈ رہی ہوں۔۔۔وہ لڑکا جو اچانک غائب ہو گیا تھا کیا کسی نے آرجے کو دیکھا ہے۔۔۔؟؟؟

لیکن اسے نہ ملنا تھا اور نہ وہ ملا۔۔۔پھر جب وہ حانم سے ملی تو اسے احساس ہوا کہ زندگی کو یوں بے مقصد گزارنے سے کیا ہو گا؟؟ پھر اس نے شروعات کی۔۔۔آرجے برینڈ کی جو آج لندن کا ایک مشہور برینڈ تھا۔

اسے عبدل اور حاد دونوں پسند تھے۔۔۔عبدل آرجے کی یاد دلاتا تھا تو حاد روحان جبیل کی۔۔۔اسے بس یہی اب اپنی فیملی لگتی تھی۔وہ دونوں اب آہستہ آہستہ بڑے ہو رہے تھے اور دونوں ایک دوسرے سے بالکل مختلف تھے ایک مشرق تھا تو دوسرا مغرب۔۔۔اور دونوں کی کبھی نہیں بنتی تھی۔

✿••✿••✿••✿

حاد کا انٹرسٹ اپنے باپ کی طرح میڈیکل کی طرف نہیں تھا بلکہ وہ ٹیکانولوجی کی طرف جانا چاہتا تھا اسے لگتا تھا کہ جو اسکرین ہم یوز کرتے ہیں وہ صرف ہم یوز نہیں کرتے بلکہ کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جنہیں اختیار نہیں ہوتا پر وہ خاموشی سے ہماری ذاتی زندگی تک پہنچ جاتے ہیں۔۔ جیسے وہ لوگ اس تک پہنچ چکے تھے۔۔۔ انہیں کیسے پتا چلا تھا وہ کہاں تھا؟؟
اور یہ چیز اسے مجبور کرتی تھی کہ وہ اس ٹیکنالوجی کی ڈارک سائیڈ تک پہنچے۔۔۔ وہ یہاں النور نہیں جا سکتا تھا لیکن وہ وہاں کے سیشن آنلائن باقاعدگی سے لے رہا تھا۔۔ جو سمجھ نہ آتا وہ سوال کرتا اور پوچھتا۔۔۔ یہاں تک کہ اپنی ماں سے لمبی بحث کرتا یہاں تک کہ عبدل اکتا کر اٹھ جاتا تھا۔

میں بہت کچھ کرنا چاہتا ہوں مام۔۔میں نہیں جانتا میری زندگی کب تک ”
ہے۔۔مجھے سمجھ نہیں آتا میں کس طرف دھیان دوں۔۔“ وہ اپنے باپ کی
طرح اسلام کی تعلیمات بھی سیکھنا چاہتا تھا اور ایک ڈیٹا سائنٹسٹ بھی بننا
چاہتا تھا۔

تم دونوں کر سکتے ہو۔۔۔“اس نے پودوں کو پانی دیتے جواب دیا۔ ”

“مطلب مجھے ڈبل کام کرنا ہوگا۔۔؟؟”

جتنے بڑے ہوتے ہیں وہ اتنے اکیلے ہوتے ہیں اور ان Goals جن کے ”
“کا کام بھی اتنا ہی ہوتا ہے۔۔
اس نے سمجھتے ہوئے سر کو ہلکا سا خم دیا۔اسے تنہائی سے ڈر نہیں لگتا تھا کیونکہ
وہ اسے اتنے قریب سے دیکھ چکا تھا کہ اب سب بے معنی ہو گیا تھا۔۔۔اور

پھر وہ سنجیدگی سے اپنے مقاصد کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔چوبیس گھنٹوں میں سے تئیس گھنٹے وہ جیسے مرضی گزارتے لیکن حانم آج بھی ہر رات انہیں درس دیتی تھی انہیں آج بھی وہ سب بتانے کی اور سمجھانے کی کوشش کرتی جو وہ خود جانتی تھی۔عبدل جلد اکتا جاتا تھا جبکہ حاد ایسے سنتا اور سوال کرتا جیسے اسے یہی کام کرنا ہو۔

عبدل کو جتنا لڑائی جھگڑے میں مزا آتا تھا اتنا کہیں اور نہیں۔۔ایسا نہیں تھا کہ اس کی کمپنی غلط تھی یا وہ غلط کام کرتا تھا یا پھر وہ لڑکیوں کے چکروں میں تھا بس وہ غصیلا تھا۔۔۔حاد اسے کھینچ کر اپنے ساتھ نماز پڑھنے لے کر جاتا اور نماز پڑھنے کے بعد بنا دعا مانگے ہی بھاگ آتا تھا۔۔وہ کہیں رک نہیں سکتا تھا۔۔وہ ٹھہر نہیں پاتا تھا۔۔۔اس کا جیسے کوئی خاص مقصد نہیں تھا۔۔اسے اپنے باپ پر اب غصہ آتا تھا۔۔وہ دونوں اب پندرہ سال کے ہونے والے تھے۔

میں ہی گزارا تھا۔۔ حانم Edinburgh اور یہ سارا وقت انہوں نے ایک نجی یونیورسٹی میں پروفیسر تھی اور حاد کے لیے اپنی ماں سے زیادہ آئیڈیل کوئی نہیں تھا۔

ان پندرہ سالوں میں حاد نے دین کی ساری پڑھائی گھر میں ہی کی تھی وہ زیادہ باہر نہیں نکلتا تھا۔۔ وہ دونوں ہائی اسکول جاتے تھے اور وہ اپنی کلاس میں سب سے کم عمر بچہ تھا۔۔

جبکہ عبدل ایک اچھا فٹبال پلیئر تھا۔۔ لیکن جہاں بھی کوئی لڑائی جھگڑا ہوتا عبدل وہاں پایا جاتا تھا۔ اسے حانم نے بہت سمجھانے کی کوشش کی تھی حاد نے سمجھایا تھا لیکن وہ اس مار دھاڑ میں خود کو مضبوط بنانا چاہتا تھا اسے آج بھی یہی ڈر لگتا تھا کہ جب جنگ ہو گی تو وہ کہیں ہار نہ جائے۔۔ اس لیے وہ جسمانی طور پر خود کو مضبوط بنا رہا تھا۔ تاکہ حاد کی طرح درد برداشت کر سکے۔

اوران سارے سالوں میں اگر وہ کہیں ٹھہرا تھا وہ ایمانے تھی۔۔۔اب ٹین ایج لڑکا تھا پہلے کی طرح حاد سے ایمانے کو لے کر بحث نہیں کرتا تھا لیکن جب بھی اسے غصہ آتا وہ ایک ہی بات کرتا۔

تم جھوٹے ہو۔۔تم نے وعدہ پورا نہیں کیا۔۔"اور حاد اپنا سر تھام "
لیتا۔۔۔وہ اسے کیسے بتاتا کہ ایمانے ان کی بہن نہیں تھی وہ اسے نہیں لا سکتے تھے۔

عبدل کھلی کتاب کی طرح تھا۔۔۔اندر باہر سے ایک جیسا۔۔اسے نہ جھوٹ بولنا آتا تھا اور نہ وہ مکاریاں کرتا تھا۔۔نہ وہ اپنے جذبات چھپا سکتا تھا اور نہ غصہ۔۔وہ سب کہہ دینے کا عادی تھا۔۔۔وہ جو کرتا تھا حاد کو سب پتا تھا لیکن حاد کیا کرتا تھا وہ کبھی نہیں جان پایا۔وہ اس کے لیے ایک معمہ ہی تھا۔

تم ہر وقت کتابوں میں گھسے رہتے ہو اور لیپ ٹاپ کے سامنے بیٹھے رہتے ہو تم مینٹلی سک نہیں ہوتے ؟؟" اسے پڑھنا پسند تھا اور کوڈنگ بھی۔۔۔اسی لیے وہ زیادہ تر یہی کام کرتا تھا۔

" Running میں ایکٹیو رہنے کے لیے کرتا ہوں۔۔جب تم سو رہے ہوتے ہو۔۔"

" آہ۔۔اتنا کام کر کے جانے تم نے کونسی دنیا فتح کرنی ہے۔۔" وہ چڑ کر کہتا تھا۔

عبدل جلدی نہیں اٹھ پاتا تھا جبکہ حاد جلدی اٹھنے کا عادی تھا۔وہ صبح صبح حانم کے ساتھ نکل جاتا تھا۔۔وہ واک کرتی تھی جبکہ وہ بھاگتا تھا۔۔ تیز

تیز۔۔۔وہ ان چیخوں سے پیچھا چھڑانا چاہتا تھا۔۔۔اپنی ہی چیخوں سے پر ان چیخوں نے کبھی اس کا پیچھا نہیں چھوڑا۔۔۔

وہ اتنا تیز بھاگتا تھا کہ اس کا جسم سر سے پاؤں تک پسینے میں بھیگ جاتا تھا۔۔اکثر حانم اسے منع کرتی تھی لیکن وہ کبھی بتا ہی نہیں پایا کہ اس کی اپنی ہی چیخیں اسے سونے نہیں دیتی تھیں۔

✿••✿••✿••✿

"کل میری کلاس کی ایک لڑکی نے تمہارا نمبر مانگا۔۔۔"

وہ ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھے تھے جب عبدل نے بتایا۔۔اس کے بال کانوں کی لو کو چھو رہے تھے اور آگے اس نے ایک پتلا سا بینڈ لگا کر انہیں پیچھے کیا ہوا تھا۔ پیچھے سے اس کے بال گردن کو چھوتے تھے۔۔۔جبکہ حاد کے بال طریقے

سے سیٹ تھے اور جب سیٹ نہیں ہوتے تھے تو ما تھے پر گرتے تھے۔۔ لیکن وہ انہیں سیٹ رکھنے کا عادی تھا۔

حانم نے چونک کر اسے دیکھا۔ جبکہ ناشتہ کرتے حاد کو اچھو لگا۔۔۔ اسے ایسا کوئی تجربہ نہیں تھا۔

"او کم آن مین ایک نمبر ہی تو ما نگا ہے۔۔" وہ حاد کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ کر بولا۔

"اور ویسے بھی تم پورے اسکول کے لیے ایک مسٹری ہو۔ اپنی عمر کے لحاظ سے تم اسکول میں تین کلاسز آگے ہو۔۔ تم کوڈنگ میں ایکسپرٹ ہو اور تم نے ساری کتابیں پڑھ رکھی ہیں۔۔ تم نے جو لاسٹ سمینار میں پریزنٹیشن دی تھی لڑکیاں کافی امپریس ہوئی ہیں۔۔ اور انہیں ہڈی پہنے، چشمے لگائے،

کندھے پر بیگ لٹکائے بارش میں چلتا حاد کافی پسند ہے۔۔" وہ یہ سب پہلی بار سن رہا تھا اور کافی حیران تھا۔

پھر تم نے کیا کیا۔۔۔؟؟" حانم نے پوچھا۔"

میں نے منع کر دیا۔۔" وہ جس کا گلاس منہ سے لگاتے بولا۔"

"ہے۔۔۔ Booked میں نے انہیں بتایا کہ حاد"

بکڈ کا لفظ سن کر حاد کا منہ حیرت سے کھلا۔۔ جبکہ حانم نے اپنی مسکراہٹ چھپائی۔

لیکن دامی کے ساتھ تو تمہارا رشتہ پکا ہوا ہے نا۔۔" حانم تصحیح کی۔"

"او کم آن مام۔۔ وہ سب تو بس اڈوانچر تھانا۔۔"

میں کیسے بکڈ ہوں؟؟" حادا ابھی تک وہیں اٹکا تھا۔"

لیٹ می ایکسپلین۔۔"اس نے دونوں بازو میز پر رکھے۔ جیسے وہ بہت"
ضروری بات کرنے جارہا ہو۔

تم نے کہا کہ ہم ایما نے کو نہیں لا سکتے کیونکہ وہ ہماری بہن نہیں ہے ہمارا"
"اس سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔۔

ایمانے۔۔۔۔آہ۔۔۔" حاد فوراً چڑ گیا۔۔اس کی تقریر پھر شروع ہو چکی تھی۔۔وہ خاموشی سے ناشتہ کرنے لگا جبکہ حانم اب ہتھیلی پر ٹھوڑی جمائے عبدل کو سن رہی تھی اسے اس وقت اس پر بہت پیار آ رہا تھا۔

"ابھی ہم پندرہ سال کے ہیں تو تین سال بعد جب ہم اٹھارہ کے ہو جائیں گے تو تم ایمانے سے شادی کر لینا پھر ہم اسے پرمانٹ یہاں لے آئیں گے۔۔۔" حاد نے اپنا نوالہ چھوڑ کر اسے یوں دیکھا جیسے اس کا دماغ پھر گیا ہو۔۔جبکہ وہ خود اسے یوں دیکھتے ہونق لگ رہا تھا۔

"اسی لیے اب تم بکڈ ہو کسی اور لڑکی کا مت سوچنا۔۔۔" حاد نے نوالہ واپس رکھتے رحم طلب نگاہوں سے اپنی ماں کی جانب دیکھا جو چہرہ نیچے کیے اپنی ہنسی چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔

اب وہ لڑکی سب کو بتادے گی اور یوں کوئی تم پر لائن نہیں مارے "
"گا۔۔۔

اور بس۔۔۔حادنے ایک گہرہ سانس اندر کھینچا اور خود کو ریلیکس کیا۔

لیکن ایک مسئلہ ہے۔۔۔" حانم نے کہا تو عبدل فوراً متوجہ ہوا۔"

"شادی کے لیے ایمانے کی اتج بھی تو اٹھارہ ہونی چاہیے نا۔۔"

اوہ۔۔" عبدل نے اپنے ہی سر پر چت لگائی۔اب وہ انگلیوں پر گن رہا تھا۔"

وہ ابھی نو سال کی ہے۔۔۔یعنی مجھے نو سال اور انتظار کرنا ہو گا۔۔" وہ اب "
افسردہ ہو گیا تھا۔

"بس کرو بہت ہو گیا۔۔۔" حاد اپنا فون اٹھاتے جھٹکے سے اٹھا اور ساتھ والی کرسی سے اپنا بیگ اٹھا کر کندھے پر ڈالا اور ان دونوں کی طرف اچٹتی نگاہ ڈال کر باہر کی جانب بڑھا۔

"او ہیر ولسن۔۔۔" عبدل کی پکار وہ رکا ضرور لیکن پلٹا نہیں۔

"یو آر بکڈ او کے۔۔۔ اگر کوئی لڑکی مجھے تمہارے آس پاس نظر آئی تو میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔۔۔" اس نے کھلے عام دھمکی دی۔

ایڈیٹ۔۔۔" وہ اونچی آواز میں کہتا باہر نکل گیا جبکہ حانم بے اختیار ہنس دی تھی۔اس نے عبدل کے چہرے کو پیار سے چھوا۔

"مام آپ اسے بتا دیجیے گا۔۔۔" وہ اب انہیں تنبیہہ کر رہا تھا۔

اور پھر اسکول میں ہونے والے ڈر گز والے واقعے کے بعد اچانک ہی عبدل کو اس پر شدید غصہ تھا اور یہ غصہ وقتاً فوقتاً نکلتا رہتا تھا۔۔۔وہ حاد کو تپانے کے لیے اور غلط کام کرتا اور پھر اس نے ریسنگ شروع کی۔۔۔
اس روز بھی وہ لوگ اسکول سے کچھ فاصلے پر تھے جہاں اسکول کے فائنل ایئر کے اسٹوڈنٹس ریسنگ کرتے تھے۔۔ون وہیلنگ اور باقی غیر قانونی کام جو اسکول کے بچوں کو الاؤ نہیں تھا اور عبدل وہاں موجود تھا اس کی سینئرز کے ساتھ ویسے بھی نہیں بنتی تھی۔

میرے ساتھ لگاؤ گے ؟" اس نے فائنل ایئر کے اسٹوڈنٹ کو ہر بار جیتتے دیکھا تو پوچھا۔ اور پھر اگلے چند لمحوں میں وہ ہیرو بنا، کانوں کے پردے پھاڑ دینے والی آواز کے والی بائیک پر بیٹھا ہواؤں میں اڑ رہا تھا۔۔۔ وہ جیت گیا تھا اور لائبریری میں بیٹھے حاد کو کسی نے عبدل کی خبر دی تھی۔۔۔ وہ گھر ہی جا رہا تھا۔۔ آج اس کی ڈوز کا دن تھا اور وہ جلدی اپنا کام ختم کرنا چاہتا تھا کیونکہ اس ڈوز کے بعد وہ کافی گھنٹوں تک کچھ نہیں کر پاتا تھا۔ عبدل کا سن کر وہ تیزی سے بھاگا۔۔۔ اور وہاں پہنچ کر اس نے عبدل کو گھر چلنے کا کہا۔

"اپنے بھائی کو ہراؤ تو مانیں۔۔۔" کسی سینئر نے اس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔

"ایک شرط پر۔۔۔" عبدل نے فوراً کہا۔

تم میرے ساتھ ریس لگاؤ۔۔۔اگر میں ہار گیا تو دوبارہ نہیں کروں گا۔۔"

وہ اس سے اپنا بدلا لینا چاہتا تھا۔۔حاد نے خود پر ضبط کرتے اسے دیکھا۔اور پھر وہ راضی ہو گیا۔وہ اسے واپس لے جانا چاہتا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں بھائی سر پر ہیلمٹ اوڑھ رہے تھے۔حاد نے سرد سی نگاہوں سے اسے دیکھا اور پھر بائیک اسٹارٹ ہونے کے بعد جب سیٹی بجی تو وہ دونوں طوفان کی طرح غائب ہوئے۔۔۔

عبدل پہلے آگے تھے۔۔۔اور پھر حاد۔۔۔اس نے عبدل کو آگے نہیں دیا اور جب وہ جیتنا کے قریب تھا تو اسے اٹیک ہوا۔۔۔اس کا توازن بگڑا اور وہ بائیک سمیت نیچے گرا۔۔عبدل کا بائیک اس سے ٹکرایا اور پھر وہ دونوں بھائی زمین بوس تھے۔کچھ اسٹوڈنٹس وہاں سے بھاگ گئے اور کچھ ان کی طرف بڑھے۔۔حاد کو مچھلی طرح تڑپتے دیکھ کر ایک اسٹوڈنٹ نے اس کا ہیلمٹ اتارا اور پھر اس کے ساکت پڑتے وجود نے سب کو ڈر کر بھاگنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔سب کو لگا وہ مر چکا ہے۔۔۔جبکہ عبدل کو کافی چوٹیں آئی تھیں پر وہ

خود ہی اٹھ گیا تھا۔۔حاد کی حالت دیکھ کر وہ ڈر چکا تھا۔۔۔کچھ دیر بعد وہاں ایمبولینس تھی۔

ہمیں حاد کو کبھی بھی ہسپتال نہیں لے کر جانا ہے۔۔"اسے اپنی ماں کی" آواز صاف سنائی دی اور پھر اسے اپنا سانس سوکھتا محسوس ہوا۔

✿••✿••✿••✿

چٹاخ کی آواز ابھری تھی اور عبدل نے بے یقینی سے اپنی ماں کو دیکھا۔۔۔وہ لوگ ہسپتال میں تھے اور حانم کا رنگ پھیکا پڑ گیا تھا۔۔یہ پہلی بار تھا جب اس نے عبدل کی کسی غلطی پر اسے مارا تھا۔۔۔

جاؤ یہاں سے۔۔۔"وہ اپنے غصے پر ضبط کر رہی تھی۔۔اور اسے پہلی بار" اپنے بھائی کی وجہ سے تھپڑ پڑا تھا۔۔اس کے ہاتھ پر پٹی بندھی تھی اور گھٹنے

چھل گئے تھے جبکہ حاداب ٹھیک تھا اسے بھی چوٹیں آئی تھیں پر حانم کو ڈر تھا کہ کہیں ہسپتال والے اس کے اٹیک سے واقف نہ ہو جائیں۔

میں جا رہا ہوں۔۔۔اور۔۔۔اور۔۔۔ کبھی واپس نہیں آؤں گا۔۔۔"وہ اپنے گلے میں اٹکے آنسوؤں کو ضبط کرتے بولا۔

جاؤ عبدل۔۔۔مجھے اس وقت تمہاری شکل نہیں دیکھنی۔۔۔"اس نے پہلی بار عبدل پر غصہ کیا تھا اور وہ اس کا عادی نہیں تھا۔۔۔وہ پلٹا اور بھاگتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔کچھ دیر بعد ڈاکٹر اس کے پاس آیا تھا۔

"پیشنٹ کا نام کیا ہے؟؟"

عبدل۔۔۔ عبدالاحد۔۔۔"وہ بے ساختہ بولی۔۔۔ نہیں چاہتی تھی" اس کا نام کسی ہسپتال کے ریکارڈ میں جائے۔۔اسے خارج کر دیا گیا اور وہ حاد کو لے کر گھر آگئی تھی۔۔پر نہیں جانتی تھی کہ عبدل اپنی ضد کا اتنا پکا تھا کہ وہ کبھی واپس نہیں آئے گا۔

✿••✿••✿••✿

عبدل چلا گیا۔۔وہ واپس نہیں آیا۔۔اسے ڈھونڈا گیا پر وہ کہیں نہیں ملا۔۔اور پھر وہ اکیلا رہ گیا۔۔۔وہ اور حانم۔۔۔

لیکن عبدل جسے اس کے پاس چھوڑ گیا تھا وہ تھی ایمانے۔۔۔اس کا خیال اب جاتا ہی نہیں تھا عبدل کے ساتھ ہی اس کے دماغ سے چپک گیا تھا ان کے کمرے میں آج بھی وہ فریم۔ڈ تصویر تھی جو عبدل نے رکھی ہوئی تھی اب وہ اسے الٹا نہیں کرتا تھا۔۔۔وہ عبدل کو بہت یاد کرتا تھا۔۔۔اسے رونا آتا تھا پر رویا نہیں جاتا تھا۔

ہائی اسکول میں سمر بریک تھی اس نے ایک اے آئی کورس کے لیے کالج جوائن کر لیا۔۔۔ وہ اس کورس میں سب سے کم عمر بچہ تھا۔۔اور یہاں اسے ولیم ملا۔۔۔

وہ ایک اچھا لڑکا تھا اس سے عمر میں بڑھا تھا۔۔۔ وہ اب اکثر حاد کے ساتھ ہوتا تھا۔۔حاد دوست بنانے کا عادی نہیں تھا لیکن ولیم کی نیچر اچھی تھی۔۔۔وہ اس سے قد میں اور جسامت دونوں میں بڑھا تھا۔۔آج کل حاد پریشان رہنے لگا تھا۔۔۔اس کی ویکسینیشن ڈوز ایکسپائر ہونے والی تھی۔۔دس سال کی ایکسپائری ڈیٹ تھی اور وہ نہیں جانتا تھا کہ اسے کیسے ری نیو کیا جاتا یا کیسے بنایا جاتا۔۔۔اس کے ساتھ حانم بھی پریشان تھی۔

اب اسے کبھی بھی اٹیک ہو جاتا تھا اور یہ اس کے لیے خطرناک تھا۔۔۔اور پھر ایک دن اس کی زندگی کا ایک اور بھیانک واقع ہوا۔۔

وہ ولیم کے ساتھ گھر واپس آ رہا تھا جب اچانک ولیم نے اس کا بازو پکڑ لیا۔

"مجھے تم سے کچھ کہنا ہے۔۔"

ہاں بولو۔۔۔" وہ اب اس کی جانب متوجہ تھا۔"

"مجھے تم پسند ہو۔۔۔"
حاد مسکرایا۔

"ہاں مجھے بھی تم پسند ہو۔۔"

لیکن میں تم سے محبت کرنے لگا ہوں اور یہ دوستی والی محبت نہیں "
ہے۔۔۔"
حاد تو بس اسے دیکھتا رہ گیا۔

"ول یو بھی۔۔۔"

"اسٹاپ۔۔۔میں مسلم ہوں اور میں اس ٹائپ کا لڑکا نہیں ہوں۔۔۔اور آج کے بعد مجھے تم سے کوئی تعلق نہیں رکھنا۔۔۔" وہ خود پر قابو پاتا وہاں سے بھاگنے والے انداز میں نکلا۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ ولیم کو کچھ ذہنی مسائل تھے۔۔۔اس کے اسی لیے زیادہ دوست نہیں تھے اور اگلے دن وہ رات کو گھر واپس آ رہا تھا۔۔۔اس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔۔۔آج کل اسے کمزوری محسوس ہو رہی تھی۔ وہ سنسان سڑک پر اکیلا چل رہا تھا جب کسی اچانک پیچھے سے اس کے سر پر وار کیا تھا۔ وہ کراہ کر گرا۔۔۔اور پھر اس نے ولیم کو اپنی جانب جھکتے پایا تھا۔۔۔

"تم مجھے انکار نہیں کر سکتے۔۔۔" وہ غصے سے پھنکارتے ہوئے بولا اور اسے گھسیٹ کر لے جانے لگا۔۔۔حاد جو اتنا کمزور کبھی نہیں تھا وہ اس وقت سر

میں لگنے والی چوٹ کے باعث اٹھ نہیں پایا اور اس کے ہاتھ پاؤں اس کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔

ولیم کے فادر کی قریب پی ورکشاپ تھی وہ اسے وہاں لے آیا۔۔ حاد کے سر سے خون ابل رہا تھا۔

مجھے انکار نہیں پسند۔۔۔'' وہ اب اپنے بالوں کو جکڑتے بولا تھا۔''

میں تمہارے ساتھ یہ سب نہیں کرنا چاہتا تھا پر تم نے انکار کر کے اچھا'' نہیں کیا۔۔۔'' پھر اس نے ایک لائٹر جلایا اور جھکتے ہوئے اس کے منہ کے قریب کیا۔۔ حاد اس وقت تکلیف میں تھا اسے لگ رہا تھا کسی بھی پل اسے اٹیک ہو جائے گا۔

تم مسلم ہو تو کیا ہوا۔۔ پلیز میری بات مان لو۔۔۔" اس کی حالت عجیب سی تھی۔۔ ہاتھ نے ناں میں گردن ہلائی وہ بول نہیں پا رہا تھا اور پھر ولیم نے لائٹر آن کر کے اس کے سینے پر لگایا۔۔۔ وہ اسے جلا رہا تھا جگہ جگہ سے۔۔ وہ اذیت پسند تھا۔۔۔ وہ اسے تکلیف دینا چاہتا تھا پر اسے حیرت ہوئی جب حاد چیخا اور چلایا نہیں۔۔۔ وہ اس کے جسم کو جلاتا اور پھر اسے ہاتھ سے چھوتا جیسے مرہم رکھ رہا ہو۔۔۔

اور اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ غلط کرتا حاد کی پوری باڈی کپکپانا شروع ہو گئی۔۔۔ چہرہ نیلا پڑا اور پھر وہ ساکت ہو گیا۔۔۔ ولیم یہ دیکھ کر ڈر گیا اور جب اس نے جھک کر اسے چھوا تو وہ ٹھنڈہ تھا۔۔ وہ ڈر کر اسے وہیں چھوڑ کر بھاگ چکا تھا۔

اور ایک بار پھر سید جبیل صاحب کو آناً فاناً جانا پڑا تھا۔ اور اس بار انہوں نے ایک بڑا فیصلہ لیا تھا۔۔۔

اپنے ساتھ ہونے والے اس واقعے کے بعد حاد کافی دنوں تک ایک گہرے صدمے میں رہا تھا۔۔ وہ جن اندھیروں سے نکلنے کی کوشش کرتا اسے بار بار دھکیلا جاتا تھا۔ اس کی مسکراہٹ پہلے سے بھی کم ہو گئی تھی اب وہ کسی پر اعتبار نہیں کر سکتا تھا اور کسی کو دوست بھی نہیں بنا سکتا تھا۔ پھر اس نے مردوں کی آپس میں محبت پر پراپر ریسرچ کی تھی اور تب اسے حیرت ہوئی تھی کہ اب یہ غلیظ کام مسلمانوں میں بھی عام ہوتا جا رہا تھا۔

مام مجھے لندن واپس جانا ہے۔۔" وہ حانم کے سامنے کھڑا تھا۔"

کیوں۔۔؟؟" وہ چونکی۔"

میں یہاں نہیں رہ سکتا اور مجھے النور جوائن کرنا ہے۔ مجھے اب اس کی "
ضرورت ہے۔۔" اس نے جیسے فیصلہ سنایا تھا۔ اور پھر وہ لوگ لندن دوبارہ
شفٹ ہوئے پر اس بار وہ حاد نہیں عبدل تھا۔۔ اسے عبدل بن کر جینا
تھا۔۔۔ کیونکہ اس رات ولیم وہاں سے بھاگ تو گیا تھا پر اس کی ذہنی حالت
"مزید بگڑ چکی تھی اور وہ یہی کہتا رہتا تھا کہ "حاد مر گیا۔۔ حاد مر گیا۔۔
اور پھر حاد عبدل بن گیا۔۔۔ اسے عبدل بن کر جینا تھا لوگوں کی نظروں میں
حاد مر چکا تھا کیونکہ حانم سے کالج کی انتظامیہ نے جب پوچھا تو اس نے اس خبر
کی تصدیق کر دی تھی۔

وہ لوگ لندن آ گئے۔۔۔۔ ایلف کے گھر کے پاس ہی ان کا گھر تھا اور حاد نے
النور باقاعدہ جوائن کر لیا تھا۔۔۔

سید جبیل نے بھی یہی فیصلہ کیا تھا۔۔۔ حانم کا اور روحان کا اب ایک ہی بیٹا
تھا۔ اور وہ تھا عبدل۔۔۔

خاندان کے کچھ لوگوں کو حقیقت پتا تھی کچھ کو نہیں۔

کی پڑھائی شروع کر دی تھی کیونکہ وہاں theology النور میں اس نے اسے کوئی خطرہ نہیں تھا جبکہ اب وہ کسی یونیورسٹی یا کالج میں ایڈمیشن نہیں لے سکتا تھا۔ وہ دن میں النور ہوتا تھا۔۔۔

اسے لگتا تھا اب اس کی دو زندگیاں تھیں۔۔۔ ایک عبدل کی جو دن کی سفیدی میں وہ جی رہا تھا اور ایک زندگی اس کی سیاہی کی تھی جس سے کوئی واقف نہیں تھا یہاں تک کہ حانم بھی نہیں۔۔۔

اس نے ڈیٹا سائنٹسٹ بننے کے لیے آنلائن سیکھنا شروع کیا وہ ساری ساری رات لگا رہتا تھا۔۔۔ اسے ابھی بہت کچھ سیکھنا تھا۔ اور یہ ایسی فیلڈ تھی جہاں سیکھنے سے ہی آتا ہے۔ وہ اپنے باپ کے ایک پرانے دوست بھی ملا جو لیب میں ان کا وفادار تھا اس نے حاد کی موت کا افسوس کیا اور وہ اسپاٹ چہرے کے ساتھ خاموشی سے سنتا رہا۔۔ اسے اپنے مرے ہوئے ہونے پر ذرا افسوس نہیں ہوتا تھا۔۔۔ اچھا ہوا حاد مر گیا تھا۔۔ جیتا رہتا تو وہ کیسے اپنے مقصد تک پہنچ پاتا۔۔۔ لوگ اسے جینے ہی نہیں دیتے۔۔

اس نے جب پہلی بار پزل باکس کو حل کیا تو اسے ایک پرچی ملی تھی۔۔۔یہ ویکسینیشن کا فارمولا تھا۔۔ لیکن وہ پزل باکس کا ایک ہی دروازہ کھول پایا تھا۔۔ باقی پزل باکس ابھی بند تھا۔۔ وہ جینیٹیکس کو زیادہ نہیں جانتا تھا پر اسے اب اپنی بیماری کے بارے میں مزید تحقیق کرنی تھی اور جب اس نے یہ جانا کہ اس بیماری کے لوگ زیادہ سے زیادہ پچیس سال تک جی سکتے ہیں تو وہ ساکت رہ گیا تھا۔۔۔

اسے بہت کچھ کرنا تھا تو کیا وہ ایسے ہی مر جاتا۔۔۔؟؟؟

اسے انزائٹی اٹیک ہوا تھا۔۔اسے مرنے سے نہیں بلکہ بے مقصد مرنے سے ڈر لگتا تھا۔

اگر اللہ نے تمہیں پیدا کیا ہے اور دو بار مرنے سے بچایا ہے تو یقین کرو اللہ نے ضرور کچھ لکھا ہے۔۔۔ بس تم فوکس کرو۔۔" حانم کی باتیں اسے تسلی دیتی تھیں۔

اس کے پاس فارمولا تھا پر ویکسین بنانا مشکل تھا پھر وہ کسی پر یقین کیسے کرتا؟؟

پھر اس نے کوشش شروع کر دی پر اسے ہر بار ناکامی کا سامنا ہوتا۔۔۔ اس کے اٹیکس بڑھ رہے تھے۔۔۔ وہ جسمانی طور پر کمزور پڑ رہا تھا۔۔۔ حانم کا دل خون کے آنسوں روتا تھا لیکن اس نے اپنے دکھ کو دل میں ہی دبا لیا تھا۔۔۔ عبدل کے جانے کے بعد وہ بھی پہلے جیسی نہیں رہی تھی اور اب حاد کو تو بالکل نہیں کھو سکتی تھی۔

اس کا انٹرسٹ ایک اے آئی بنانے کا تھا۔۔۔ایسی ٹیکنالوجی جو بہت اڈوانس ہو جس سے اسے ہر طرح کی مدد ملے۔۔۔اور پھر اس نے ایک اے آئی کو بنایا۔۔۔شاید یہ اس کی ویکسنیشن میں مدد کرتی۔۔پہلے پہل وہ اس سے صرف بات کر سکتا تھا اور پھر اس نے اس پر محنت کی۔۔۔

ایسا لگتا تھا جیسے پوری دنیا میں صرف وہی اکیلا ہو جسے دنیا کو بچانا ہو اور خود کو بھی۔۔۔اور وہ پوری کوشش کر رہا تھا۔۔۔جیسے جیسے وہ سیکھتا گیا اسے اپڈیٹ کرتا گیا۔۔۔اور جب اس اے آئی نے پہلی بار بولنا شروع کیا تو حاد زندگی میں پہلی بار اتنا خوش ہوا تھا۔

تمہارا نام کیا رکھوں۔۔۔" وہ خوشی سے ٹہلتے ہوئے بولا۔"

ایمانے۔۔۔" پہلا نام یہی ذہن میں آیا تھا اور یوں اس کی اے آئی ایک" لڑکی کی آواز میں اس سے بات کرتی تھی۔ وہ النور جاتا رہا تھا اور ساتھ ساتھ

اس نے ویکسینیشن پر کام کرنا نہیں چھوڑا تھا۔۔۔اے آئی سے اسے بہت مدد ملی تھی اور چھ سال کی محنت کے بعد جب وہ اکیس سال کا ہوا تو اس نے اسی ویکسین کو تیار کر لیا تھا جو اس کا باپ اس کے لیے چھوڑ کر گیا تھا۔۔۔۔یہ اس کی دوسری کامیابی تھی پہلی کامیابی اسے النور میں ملی تھی انیس سال کی عمر میں۔۔وہ وہاں اسٹوڈنٹ تھا اور پہلی بار کسی اسٹوڈنٹ کے سیشن میں اس کے ہاتھ پر کوئی مسلمان ہوا تھا۔۔۔

اس رات وہ گھر آکر حانم سے لپٹ کر رو یا تھا۔۔۔اسے لگا جیسے اس کے زندہ ہونے کا مقصد پورا ہو گیا ہو۔۔۔جیسے اسے اللہ مل گیا ہو۔۔جیسے اللہ اس سے راضی ہو گیا ہو۔۔۔جیسے اس کے سارے زخم بھر گئے ہوں۔۔اس سفیدی نے اس کے اندر سکون ہی سکون بھر دیا تھا۔وہ دونوں ماں بیٹے کتنی ہی دیر تک آبدیدہ ہوتے رہے۔۔۔دونوں نے روحان اور عبدل کو یاد کیا تھا اور حاد نے دونوں کو ڈھونڈ لانے کا وعدہ کیا تھا۔

✿••✿••✿••✿

اکیس سال کی عمر سے اس نے جاب شروع کر دی اور تئیس سال تک پہنچتے وہ بہت سی بڑی تنظیموں اور اداروں کو Tech Security دے رہا تھا۔۔ وہ ایک مشہور ڈیٹا سائنٹسٹ بن گیا تھا جس کی مہارت اے آئی میں تھی۔ایسی تنظیمیں جہاں کسی دوسرے شخص کی اصل شناخت نہیں معلوم ہوتی وہاں سب کے کوڈ نیم ہوتے تھے اور وہ اس دنیا میں مسٹر گرے کے نام سے جانا جاتا تھا۔۔ کیونکہ وہ اندھیرے اور اجالے کی دو زندگیاں جی رہا تھا۔۔۔

سیاہ اور سفید کا امتزاج۔۔۔ گرے۔۔۔۔ہاں وہ مسٹر گرے تھا۔

جب وہ بچپن میں لیب سے بھاگا تھا تب اس نے لیب کا خاص لوگو دیکھا تھا اور اسے کبھی بھول نہیں پایا تھا۔۔اس نے بچپن میں وہ لوگو ڈھونڈنے کی

کوشش کی تھی جو اسے انٹرنیٹ پر کہیں نہیں ملا تھا کیونکہ تب اس کی انٹرنیٹ پر چھپی دنیا تک رسائی نہیں تھی پر اب۔۔۔۔

اب وہ اے آئی کی مدد سے ہر جگہ پہنچ سکتا تھا۔اور اس نے اس لیب کو ڈھونڈ نکالا تھا۔۔۔

وہ کسی کیڑی کی چال سے، جسے کوئی محسوس نہ کر پائے،ان کے سسٹمز تک گھسا۔۔ان کے سی سی ٹی وی فوٹیجز اور وہاں ہونے والے تجربوں کی ساری لسٹ نکال لی تھی۔۔۔یہاں تک کہ ویڈیوز بھی۔

وہ لوگ آج بھی ساری دنیا سے چھپ کر غیر قانونی کام کر رہے تھے جسے عام انسان اپنی آنکھ سے دیکھ بھی نہ پائے۔۔۔بچپن کی اذیت کا ایک ایک پل اس کے سامنے گھوم گیا تھا اور پھر ایک رات وہ واپس وہاں گیا۔۔۔۔

اس نے وہاں کی پاور شٹ ڈاؤن کی اور اندر گھس گیا۔۔چند منٹوں بعد وہ باہر نکلا تھا۔۔

سیاہ جینز شرٹ پر وہ سیاہ ہڈی پہنے ہوئے تھا اور اس کا چہرہ کافی حد تک ہڈی میں چھپا ہوا تھا۔۔۔وہ لیب سے نکلا اور متوازن چال چلتا ایک جانب چل پڑا۔۔۔

اس کے کان میں بلوٹوتھ ڈیوائس اور آنکھوں پر چشمہ لگا تھا۔۔۔اس کے بال پیشانی پر بکھرے پڑے تھے۔۔۔

وہ چلتے چلتے اچانک رکا۔۔۔اس نے گردن موڑ کر لیب کی جانب دیکھا۔۔۔

اس کے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں تھے۔۔۔

ایک۔۔۔دو۔۔۔ تین۔۔۔

اس نے گنتی کی اور پھر ایک زوردار دھماکہ ہوا۔۔۔زمین جیسے ہل گئی تھی۔۔۔

رات کی سیاہی میں لیب میں لگی آگ کے شعلے دور دور تک گئے تھے۔۔۔

اس نے مڑ کر نہیں دیکھا۔۔۔وہ اب پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے سیٹی بجاتا پر سکون سا جا رہا تھا۔اور اس کے پیچھے لیب آگ کی لپیٹوں میں تھی۔

✿••✿••✿••✿

وہ اب ماسٹر مائنڈ تھا۔۔۔ان سٹاپ اپیل۔۔۔جسے کوئی روک نہیں سکتا تھا۔۔۔اس نے خاموشی سے بہت سارے اداروں کا راز فاش کیا تھا بہت ساری تنظیموں کو تباہ کیا تھا۔۔۔اور اپنی ویکسین کے سلسلے میں بہت تحقیق کی۔۔۔بہت کچھ ڈھونڈا اور اب وہ نہ صرف تندرست تھا بلکہ اسے ڈوز بھی چھ مہینے میں لینی ہوتی تھی۔۔۔اس کے اٹیکس اب کم ہو گئے تھے۔۔۔اور وہ اپنے مقاصد کی جانب پوری طرح متوجہ تھا۔۔۔

اپنی اس اندھیروں اجالوں کی زندگی میں وہ اپنے پیاروں کو نہیں بھولا تھا اور جس کا خیال ہمیشہ ساتھ رہا تھا وہ تھی ایمانے۔۔۔

وہ خود نہیں جانتا تھا وہ اسے کیوں نہیں بھول پایا۔ پر اس کا خیال اب اچھا لگتا تھا۔۔اس کے اندھیروں میں ایمانے کے اجالے تھے۔۔ عبدل کی باتیں اب یاد آتیں تو وہ زیر لب مسکرا دیتا۔

"تم اب بکڈ ہو او کے۔۔۔"

اور اس نے خود کو واقعی پابند کر لیا تھا یا اسے پابند کر دیا گیا تھا۔۔۔ یہ وہ نہیں جانتا تھا پر ہاں اگر اس کی ماں کے علاوہ اور کوئی لڑکی اس کی زندگی میں تھی وہ بس ایمانے کا خیال تھا۔

جب اس نے کمانا شروع کر دیا تو سب سے پہلے اپنا پرانا گھر واپس خریدا اور اسے بیابان رہنے دیا پھر اس نے وہاں اپنی لیب بنائی جہاں وہ اپنا کام کرتا تھا اور اپنی ڈوز لینے بھی وہیں آتا تھا۔۔۔

اس نے عام انسانوں سے زیادہ کام کیا تھا کیونکہ اسے زیادہ بڑا کردار نبھانا تھا۔۔۔اس نے نہ صرف فائٹنگ سیکھی بلکہ خود کو جسمانی طور پر مضبوط بنایا تاکہ کوئی ولیم جیسا شخص دوبارہ اسے گھسیٹ نہ سکے۔۔

اس کے جسم کے نشان بھر گئے تھے سوائے سینے کے نشان کے جو اسے آج بھی ولیم کی یاد دلاتا تھا۔

وہ نہ صرف اپنے کام پر توجہ دیتا تھا بلکہ اس نے اپنے باپ اور بھائی کی تلاش بھی جاری رکھی اور ایک دن سید جبیل صاحب نے ادھم جبیل کو واپس لانے کا ذمہ بھی اس کے سر لگا دیا تھا۔۔۔جسے اس نے خاموشی سے اپنا فرض سمجھ کر قبول کر لیا تھا۔

اس نے یہ مان لیا تھا کہ اسے ہی سب ٹھیک کرنا تھا اور وہ سب ٹھیک کرنے کی کوشش میں لگا رہتا تھا۔

✿••✿••✿••✿

مسٹر جبیل۔۔۔آپ ابھی تک سنگل کیوں ہیں۔۔؟؟"اے آئی" اسسٹنٹ نے پوچھا تھا۔

سنگل سے تمہاری کیا مراد ہے ؟؟"اس کے سامنے بہت ساری اسکرینیں" تھیں۔۔اور وہ بڑی باریک بینی سے ہر ایک چیز کا جائزہ لے رہا تھا۔

"آپ کی نہ کوئی وائف ہے اور نہ کوئی محبوبہ۔۔"

اچھا۔۔۔"اس نے کچھ سوچتے ہوئے اچھا کو ذرا لمبا کھینچا۔"

مسٹر جبیل۔۔۔ڈویولوا یمانے۔۔۔"اور وہ چونک گیا۔بے اختیار ہی" عبدل یاد آیا۔

مجھے اس سے محبت کیوں ہو گی؟؟"اس نے الٹا سوال کیا۔"

تو پھر آپ نے میرا نام اس کے نام پر کیوں رکھا۔۔۔؟؟"اور اس کے" پاس کوئی جواب نہیں تھا۔۔وہ خود نہیں جانتا تھا۔۔۔اس کا خیال ذہن سے چپک گیا تھا۔۔۔اس کی تصویر آج بھی کمرے میں تھی۔

"آپ اسے ڈھون-ڈیں گے نہیں۔۔۔؟؟"

نہیں۔۔۔"اسے سب کو ڈھونڈنا تھا سوائے ایمانے کے۔۔۔کیونکہ وہ" نہیں جانتا تھا وہ کیسی تھی۔۔۔کبھی کبھی وہ ڈر جاتا تھا یہ سوچ کر کہ وہ کوئی عام سطحی سوچ والی لڑکی ہوئی تو؟؟وہ آج کل کی لڑکیوں جیسی ہوئی تو؟اور یہ

سوچ کر ہی اس کا دل ڈوب جاتا تھا۔۔۔ پر وہ اس کی دعاؤں میں شامل ہو گئی۔۔۔ عبدل کے ساتھ ساتھ وہ بھی۔۔۔

وہ جہاں اللہ سے عبدل کی حفاظت کی دعا کرتا وہیں ایمان کے لیے دعا کرتا کہ اللہ اسے کبھی بھٹکنے نہ دے۔۔۔ اندھیروں اور اجالوں میں اس کا ساتھ دے۔۔۔ وہ اسے ملتی یا نہیں ملتی پر وہ نہیں چاہتا تھا کہ جس لڑکی کو عبدل نے اس کے ساتھ جوڑ دیا تھا وہ خود کو کہیں کھو دے۔

اس کی زندگی میں دائمہ آئی جو اسے اپنا منگیتر سمجھتی تھی۔۔۔ وہ اسے سچ بتانا چاہتا تھا پر سید جبیل کی وجہ سے خاموش تھا۔۔۔ دائمہ اچھی لڑکی تھی پر وہ عبدل کی فیانسی تھی اور حاد کا دل کبھی اس کی طرف مائل نہیں ہوا۔۔۔۔ اور پھر اچانک اسے ادھم مل گیا۔۔۔ ماثیل دی بت ساز جس پر سید جبیل کا بھیجا ہوا شخص پوری نظر رکھ رہا تھا اور یہ شخص حاد کے لیے کام کرتا تھا۔۔۔ داؤد نام کا یہ آدمی کافی ٹریننگز لے چکا تھا اور جانتا تھا کام کیسے کرنا تھا۔ جیسے ہی

ماثیل اور ایما کے راستے ٹکرائے اس سے بھی پہلے اسے عجیب سے خوابوں نے گھیر لیا تھا۔۔ وہ اکثر مس ایلف سے ملنے جاتا تھا۔۔ اور انہیں اپنے خوابوں کا بتاتا۔۔

مس ایلف جانتی تھی وہ حادہے لیکن وہ سب کے لیے عبدل تھا۔ اسے ادھم نظر آتا تھا ایک لڑکی کے ساتھ اور پھر وہ لڑکی اسے زمین میں دھنستی دکھائی دیتی تھی۔۔۔ یہ بہت عجیب تھا۔۔۔ وہ ماسٹر مائنڈ جسے اب کوئی ہرا نہیں سکتا تھا اسے قدرت نے ہرانا ضروری سمجھا تھا۔

اور جب اس نے ایمان سے حشام بن کر بات کی اور جب اس نے ایمان سے اس کی افضل خواہش کا پوچھا تھا۔

"مس ایما۔۔ آپ کی سب سے بڑی خواہش کیا ہے ؟؟؟

"میں چاہتی ہوں میری روح کو لینے دو نہیں بہت سارے فرشتے

آئیں۔۔۔"

وہ ساکت رہ گیا تھا۔۔۔اس کے بعد اس نے دوبارہ ایمان سے بات نہیں کی

تھی۔۔ باقی سب داؤد نے سنبھالا تھا اس دن وہ گہری سوچ میں پڑ گیا

تھا۔۔اسے عجیب سے احساسات نے آگھیرا تھا۔ وہ لڑکی ادھم جبیل عرف

ماثیل کو کیوں پسند آئی تھی وہ اب سمجھ گیا تھا۔

وہ ٹھیک سے کام نہیں کر پایا۔۔۔وہ اس دن خاموشی سے لیب میں بیٹھا رہا۔

"مسٹر جبیل۔۔ کیا ہمیں آج کوئی کام نہیں کرنا۔۔۔؟؟"

"آئی وش۔۔۔ آئی وش کہ ایمانے بھی ویسی ہی ہو۔۔۔ جیسی وہ لڑکی

ہے۔۔"

اس پل اس نے شدت سے خواہش کی تھی کہ جس ایمانے کو وہ اتنا خاص سمجھتے ہیں اس کی سوچ بھی خاص ہو۔

پتا نہیں وہ کیسی ہو گی۔۔ کیسی دکھتی ہو گی۔۔اور جانے کہاں رہتی "ہو گی۔۔"

ایسا نہیں تھا کہ وہ اسے ڈھونڈ نہیں سکتا تھا۔۔۔ وہ ایسا چاہتا نہیں تھا۔۔ اسے اپنے اندر کبھی کبھی دو دل دھڑکتے محسوس ہوتے تھے۔۔۔ ایک خواہش کرتا تھا کہ وہ جائے اور ایمانے کو ویسے ہی لے آئے جیسے عبدل چاہتا تھا اور دوسرا اسے روک دیتا تھا۔

اس کی زندگی نارمل نہیں تھی پھر وہ کیسے کسی لڑکی کو اپنے ساتھ گھسیٹ لیتا؟؟ اسے تو یہ بھی نہیں پتا تھا وہ کب کہاں مر جاتا۔۔۔ جتنے اس نے اندھیری دنیا میں دشمن بنا لیے اسے اپنی زندگی کا بھروسہ نہیں تھا۔۔

اور پھر کیا اگر وہ ایمانے کے سامنے جائے اور وہ اس سے پوچھ لے "کون ہو تم؟؟" پھر کیا جواب دیتا وہ۔۔۔؟؟

سوچ کے تانے بانوں میں اس نے یہی فیصلہ کیا تھا وہ کبھی اسے نہیں ڈھونڈے گا۔۔۔اس سے نہیں ملے گا۔۔۔وہ آئینے کے سامنے کھڑا تھا۔۔ اس نے اپنے دل کے مقام پر نظر ڈالی۔۔اور پھر وہاں داہنا ہاتھ رکھا۔۔

کیا ہوا اگر تم یہاں رہتی ہو؟؟" کسی کو معلوم تھوڑی تھا۔اور یہ ایسی" چاہت تھی جس میں پانے کی تمنا نہیں تھی نہ کھونے کا ڈر تھا۔اور یہ دل کب دھڑکنا بند کر دیتا وہ خود نہیں جانتا تھا۔۔۔اور اسے لگتا تھا کبھی کوئی اور لڑکی اس مقام تک نہیں پہنچ پائے گی۔۔۔کیونکہ کسی اور کے پاس وہ چمکتے نشان نہیں تھے جو ایمانے کے پاس تھے اس کی ماں کی طرح۔۔۔تو طے تھا وہ اس دل سے تب ہی نکلنے والی تھی جب یہ ساکت ہو جاتا۔۔۔!!

✿••✿••✿••✿

لیکن وہ تب یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ اس سے ایما کے روپ میں بات کرنے سے پہلے بھی ایک بار بات کر چکا تھا۔۔۔تب جب مس ایلف نے اس کا نمبر دیا تھا۔۔۔یہ وہ لڑکی تھی جس کے پاس وہ ایک ہی بیگ تھا جو مس ایلف نے ایک ہی پیس بنایا تھا۔۔آر جے برینڈ کا بیگ جو ایمان کو اس کی دوست بینش مستقیم نے دیا تھا۔۔وہ ام ایمان نام پر چونکا ضرور تھا پر جیسے ہی اس نے فون ملایا اس کے سامنے ہی ایک برا حادثہ ہوا تھا۔یہ اتنا خطرناک تھا کہ ایک لڑکی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھی تھی۔اس پل اسے عجیب احساس ہوا اور وہ فون بند کر کے آگے بڑھ گیا۔۔۔اس نے دوبارہ کبھی فون نہیں کیا۔

وہ اپنے جذبات کو خود تک رکھتا۔۔۔وہ ڈرتا تھا کہیں ایما نے ویسی لڑکی نہ ہوئی جیسے اس نے اپنے دل میں اس کی تصویر بنا ڈالی تھی تو پھر کیا ہوگا۔۔۔؟؟

کچھ ایسے سوال تھے جو اسے باز رکھتے تھے۔۔۔وہ ایک اور لڑکی کو جانتا تھا۔۔ ایمان بنت عبداللہ جو اس سے سوال کرتی تھی اپنی الجھنوں کے جواب مانگتی تھی۔۔۔

اور وہ پوری ایمانداری سے جواب دیتا تھا۔۔۔اسے وہ لڑکی سب سے الگ لگی تھی۔۔۔اس کی سوچ الگ تھی وہ کچھ الگ کرنا چاہتی تھی۔۔۔تب بھی اس نے چاہا تھا کہ ایمانے بھی ایسی ہی ہو۔۔۔

وہ اسے کبھی اپنی دعاؤں سے نہیں نکال پایا۔۔۔وہ ایمان بنت عبداللہ سے اکیڈمی میں ملا تب اسے یقین ہو گیا کہ وہ لڑکی واقعی الگ ہے۔۔۔وہ اسے اچھی لگی تھی۔۔۔وہ اسے اپنی ٹیم کا حصہ بنانا چاہتا تھا اور پھر اس پر یہ بھیانک انکشاف ہوا کہ وہ ایما، ایمان بنت عبداللہ اور ام ایمان وہ سب تو وہی ایک تھی۔ایمانے۔۔۔۔جو اس کے دل میں رہتی تھی۔۔۔

وہ ساکت رہ گیا تھا۔۔۔اس رات نہ صرف اس نے عبدل سے مار کھائی تھی بلکہ اس رات اس نے ایمانے کا نہیں بلکہ اپنا ہی دل ٹکڑوں میں توڑ ڈالا تھا۔۔۔۔

"مجھے تو اس محبت سے محبت تھی جو آپ اللہ سے کرتے ہیں۔۔۔"

وہ جیسے پتھر ہو گیا تھا۔۔۔تو کیا وہ اسے جانتی تھی؟؟ کیا وہ پہچانتی تھی؟؟؟ کیا اس نے کبھی حاد کو سوچا تھا۔۔۔؟؟؟

وہ جو سالوں سے کسی پلان میں فیل نہیں ہوا تھا جو کسی فائٹ میں نہیں ہارا تھا۔۔

وہ اپنے اس بھائی سے، جسے اس نے سالوں میں ڈھونڈا تھا، بے طرح مار کھاتا رہا تھا۔

جو سالوں سے کسی مشن میں ناکام نہیں ہوا تھا وہ جو ہر چیز کے بارے میں پورا نالج رکھتا تھا۔۔۔جس کی ریسرچ بے مثال ہوتی تھی۔۔۔

وہ پہلی بار فیل ہو گیا تھا۔۔۔اسے ہرایا بھی گیا تو کس سے ؟؟اس کے اپنے ہی دل سے۔۔۔ہاں قدرت جب ہمیں ہراتی ہے تو باہر کے لوگوں کا سہارا نہیں لیتی۔۔۔وہ ہمیں اندر سے جکڑتی ہے۔

"میں سوچتی تھی میں کمزور دل ہوں کیسے سہہ پاؤں گی میرا پسندیدہ شخص جب کسی اور کا ہوگا۔۔پر میں نے یہ نہیں سوچا تھا میرا پسندیدہ شخص جب میرا دل توڑے گا تو کیسے سہوں گی؟؟"

اس پر حقیقت آشکار ہوئی تھی اور وہ بت بنا کھڑا تھا وہ اسے دیکھ ہی نہیں سکتا تھا۔۔۔کیسے دیکھتا۔۔؟؟؟

اس کا دل تو اس وقت لرز گیا تھا وہ دل جس نے سالوں سے تکلیف محسوس نہیں کی تھی۔۔۔وہ دل اس وقت تڑپ رہا تھا۔۔۔اس کا دل کر رہا تھا وہ آگے بڑھ کر اسے روک لے۔۔۔اس کا ہاتھ تھام لے اور اسے بتائے کہ اس نے یہ سب جان بوجھ کر نہیں کیا پر وہ ایک اپنی پلکیں تک نہیں جھپک پایا تھا۔

"ذہانت جب چالاکی میں بدلنے لگے تو انسان شیطان بننے میں زیادہ وقت نہیں لیتا۔۔۔"

وہ جو اندھیرے اجالے کی دنیا میں بلندیوں کا بادشاہ تھا اسے ایمانے نے ایک پل میں زمین پر لا پٹخا تھا۔۔۔وہ جیسے سانس روکے کھڑا تھا۔۔۔اس نے اپنی صفائی میں ایک لفظ بھی نہیں کہا تھا۔

ہمیں اپنے حصے کی محبت اللہ سے خود کرنی پڑتی ہے، میں یہ بھول گئی"
تھی۔۔۔"

"اور آج سے میں یہ بھی بھول گئی کہ حاد جبیل کون ہے۔۔"

اسے لگا تھا وہ کبھی زمین سے اٹھ نہیں پائے گا۔۔۔

عبدل چلا گیا تھا۔۔۔وہ چلی گئی تھی۔۔۔اور پیچھے صرف وہ رہ گیا۔۔۔وہ وہیں سجدے میں گر گیا تھا۔۔

"نہیں میں شیطان نہیں ہوں۔۔۔"

وہ تڑپ اٹھا تھا۔۔۔اسے اللہ نے ایک پل میں اس کی اوقات یاد دلا دی تھی کہ اگر وہ ذرا سا بھی چوکا تو انجام کیا ہو گا۔

اس دن وہ اپنے اندر کے پہلے بت ٹوٹنے پر اللہ کے مزید قریب ہوا تھا۔۔۔

اللہ کو غرور نہیں پسند تو وہ کیسے خود کو ماسٹر مائنڈ سمجھ سکتا تھا جبکہ ڈور اللہ کے ہاتھ میں ہو۔۔۔اسے اللہ نے آسمان سے اتارا تھا پر رکھنا تو زمین پر ہی تھا نا اور اس کے لیے ضروری تھا یہ سب ہوتا۔۔۔یہ سب طے شدہ تھا۔۔یہ سب ضروری تھا۔۔۔یہ سب لازمی تھا۔۔ام ایمان کے لیے بھی اور حاد جبیل کے لیے بھی۔

اللہ کی بڑائی دل میں مزید بڑھ گئی اور اس کے ساتھ ہی ایمانے سے محبت بھی۔۔۔آج اس پر صحیح معنوں میں آشکار ہوا تھا کہ وہ لڑکی کیوں اس کے دل کی مسند پر اتنی اونچائی پر بیٹھی تھی اور پچھلے تیرہ سالوں میں ایک پل کو بھی وہاں سے نہیں ہلی۔۔۔۔

کیونکہ وہ بھی پچھلے کئی سالوں سے اپنی پوری سفیدی کے ساتھ ہمیشہ ایمان کی زندگی میں رہا تھا۔۔۔!!

✿••✿••✿••✿

کچھ چیزیں اتنی آسانی سے طے نہیں پاتیں جتنا ہم نے سوچ رکھا ہوتا ہے۔ عبدل اور ادھم مل تو گئے تھے پر کھیل بدل گیا تھا۔۔۔حاد جبیل کو شطرنج کے اس کھیل میں اپنی ہی رانی سے شکست ہوئی تھی وہ بھی ایسی کہ اس نے سوچا ہی نہیں تھا۔۔

اس نے فیصلہ کیا تھا وہ کبھی ایمان کے سامنے نہیں جائے گا۔۔۔جان بوجھ کر یا انجانے میں۔۔۔ کبھی نہیں۔۔۔پر قدرت کو کچھ اور منظور تھا۔۔۔ایمان کا نکاح ہو گیا تھا۔۔اور وہ خاموش تھا۔۔۔اس کا سر جھکا ہوا تھا۔۔۔کیونکہ اسے اپنا آپ اس قابل نہیں لگتا تھا۔وہ اس کا دل توڑ چکا تھا۔۔۔پر ان کے راستے پھر سے ٹکرائے۔۔۔وہ اسے کبھی نہیں بھول پایا۔۔۔

لیکن ایمان پہلے جیسی نہیں رہی تھی۔۔اس کی طلاق۔۔۔اس کا غائب ہونا اور پھر اس کا گہرے کہرے میں کھو جانا۔۔۔

وہ اس کے ساتھ رہا۔۔۔وہ اسے نہیں چھوڑ پایا۔۔۔۔وہ چاہ کر بھی خود کو اس سے دور نہیں رکھ پایا۔۔۔وہ چاہتا تھا وہ ٹھیک ہو جائے اپنی زندگی جیے تاکہ وہ اس گلٹ سے نکل سکے جو اسے سکون کی سانس نہیں لینے دیتا تھا۔۔۔وہ اسے نہیں چھوڑ پایا تب جب اس کے اپنے چھوڑ گئے تھے۔۔۔

پھر وہ ٹھیک ہو گئی۔۔۔پھر اس نے ایک سال اسے بنا دیکھے گزارا۔۔۔وہ چاہتا تھا وہ مضبوط بنے۔۔۔وہ بن گئی تھی اور اب لوگوں کو اس کا مضبوط بننا پسند نہیں آیا تھا۔۔۔

آج ایک بار پھر حاد کے دل کی پوری دنیا ہلا کر وہ پھر سے نہیں جا سکتی تھی۔۔۔وہ اسے جانے نہیں دے سکتا تھا۔۔۔وہ اسے دوبارہ نہیں کھو سکتا تھا۔

✿••✿••✿••✿

میں حاد جبیل ہوں۔۔۔ کیا میں آپ کو یاد ہوں؟؟ میں نے آپ سے کہا تھا" "ایمان کا خیال رکھیے گا وہ بہت خاص ہے میری مام کی طرح۔۔۔ وہ روتی ہوئی سلمی بیگم کے قریب آ بیٹھا تھا۔۔۔ سلمی بیگم نے حیرانی سے اسے دیکھا۔۔وہ گرے آنکھوں والا بچہ انہیں آج بھی یاد تھا۔

لیکن افسوس ہے ہم سے کوئی بھی اس کا خیال نہیں رکھ پایا۔۔۔" وہ اب بالکل ٹھیک تھا۔۔۔ کہیں سے نہیں لگ رہا تھا یہ کچھ گھنٹے پہلے والا حاد تھا جسے لگ رہا تھا وہ ایمان کے ساتھ ہی مر جائے گا۔ سلمی بیگم تو جیسے رونا بھول گئی تھیں۔

میں دو سال پہلے پرمانٹ پاکستان شفٹ ہوا اور پہلے ہی دن میں آپ کے " بتائے گئے پتے پر گیا تھا۔۔جو آپ نے مجھے تب دیا تھا جب میں چھ سال کا تھا

اور میں کبھی بھول نہیں پایا۔۔۔پر میں دروازے سے ہی لوٹ گیا۔۔۔ڈر تھا کہ کہیں آپ مجھے پہچاننے سے انکار نہ کر دیں۔۔۔اور میں جاتا بھی تو کس حق سے۔۔۔پر ہم دونوں بھائی کبھی ایمانے کو نہیں بھول پائے۔۔۔" وہ اب سنجیدگی سے بتا رہا تھا۔

"رونے سے کچھ نہیں ہو گا اللہ دعائیں سنتا ہے اور قیمتی چیزوں کو تو رو رو کر مانگا جاتا ہے۔۔آپ بھی اس کی زندگی مانگیں۔۔۔وہ بہت قیمتی ہے۔"

سلمی بیگم حیرانی سے اسے سن رہی تھی وہ اس لڑکے کو ٹی وی پر کئی بار دیکھ چکی تھی اور وہ انہیں پسند تھا۔
وہ کچھ دیر اور بیٹھا رہا انہیں تسلی دیتا رہا کیونکہ اس وقت وہ یہی کر سکتا تھا۔
ایمان اب ہوش میں تھی پر اس کی حالت کافی خراب تھی۔اس کے جسم کی دو ہڈیاں ٹوٹی تھیں اور وہ ہل بھی نہیں پا رہی تھی۔

تیسرے دن وہ بات کرنے کے قابل ہوئی تھی۔ سلمی بیگم حمیزہ اور حاد تینوں وہیں تھے۔۔۔ سلمی بیگم اور حمیزہ کے بعد وہ اس سے ملنے آیا تھا۔۔۔ اور وہ آنکھیں بند کر کے لیٹی رہی۔۔۔ جان بوجھ کر۔۔۔ جسمانی تکلیف اپنی جگہ پر اندر دل بھی تو ٹوٹا تھا نا۔۔

''اب وہ تمہیں نہیں دیکھے گی۔۔۔ جیسے تم ہو ہی نہیں۔۔۔''

حانم کی بات جیسے سچ ہو گئی تھی۔۔ اگلے کچھ دنوں میں وہ بولنے لگ گئی تھی وہ اس سے بھی بات کرتی تھی لیکن نظر اٹھا کر دیکھتی نہیں تھی۔۔۔ وہ جتنی دیر پاس رہتا وہ نظریں کسی غیر مرئی نکتے پر ٹکائے رکھتی۔۔۔

وہ صرف اپنے دل سے واقف تھی اگر وہ اسے نظر بھر کر دیکھتی تو اس کی گہری آنکھوں میں چھپی تکلیف جان جاتی۔۔۔ اس کے دل کی حالت دیکھ پاتی پر اس نے دیکھا ہی نہیں۔۔۔

وہ حاد جبیل جس نے جانے کتنے سجدے کیے تھے کہ وہ سانس لے وہ جی اٹھے۔۔۔وہ اب سانس تو لے رہی تھی پر اس نے حاد کی سانسیں روک لی تھیں۔۔۔!!

✿••✿••✿••✿

دو ہفتے گزر گئے تھے۔۔۔کندھے اور پاؤں کے علاوہ کافی زخم بھر چکے تھے۔۔آج اسے ہسپتال سے خارج کیا جانا تھا۔۔حاد کا ماننا تھا کہ اس کا باقی علاج گھر پر بھی ہو سکتا تھا۔۔ہسپتال ویسے ہی انسان کا سکون چھین لیتا ہے۔۔۔ سلمیٰ بیگم اور حمیزہ کی حالت وہ دیکھ چکا تھا۔۔
وہ دونوں اس کے کمرے کے باہر بیٹھی تھیں اور وہ کلیرنس کرواتا پھر رہا تھا۔

"پتا نہیں میری بچی کے نصیب میں اتنے دکھ کیوں ہیں۔۔پہلے ہی وہ طلاق یافتہ ہے اگر اب پاؤں ٹھیک نہ ہوا اور وہ ٹھیک سے چل نہ پائی تو کون کرے گا اس سے شادی۔۔۔؟؟" وہ ماں تھی اور انہیں ڈر تھا شاید سبھی مائیں ایسی ہوتی تھیں۔اور یہ سن کر حمیزہ کو تو جیسے سکتہ ہو گیا۔

"امی اللہ کا خوف کریں۔۔کیسی باتیں کر رہی ہیں۔۔شکر کریں آپی زندہ ہیں۔۔۔"

"ایسے زندہ ہونے کا کیا فائدہ جب انسان مردوں جیسی زندگی جیے۔۔"ایک ماں ہونے کے ناطے وہ بہت دکھی تھیں۔

"وہ ام ایمان ہیں۔۔وہ ٹھیک ہونا جانتی ہیں اور وہ بہت جلد بالکل ٹھیک ہو جائیں گی۔۔"

پر مجھے ڈر لگتا ہے۔۔۔ تمہیں یاد نہیں اس عامل نے کیا کہا تھا۔۔دو شادیاں ''ٹوٹیں گی ایمان کی اور وہ کبھی سکون سے نہیں جی پائے گی۔۔۔''

نعوذ باللہ۔۔اللہ ہمیں معاف کرے۔۔۔''حمیزہ نے اپنے غم او غصے پر قابو پاتے اونچی آواز میں کہا۔

آپ آج بھی وہیں اٹکی ہیں۔۔۔امی آپ آج بھی اس بات پر یقین کرتی ہیں؟؟''

''سچ تو ہوئی ہے اس کی بات۔۔۔ایمان کی طلاق۔۔۔''

بس کریں امی۔۔۔" وہ چڑ گئی۔ "دوبارہ ایسی بات مت کیجیے گا۔۔" وہ اب گہرے سانس لیتی خود کو نارمل کرنے کی کوشش کر رہی تھی جبکہ سلمی بیگم گہرے رنج کی کیفیت میں تھیں۔

امی پتا ہے آپی کو طلاق کیوں ہوئی؟؟ کیونکہ وہ انسان اس قابل نہیں تھا۔۔" آپ نے آپی کی دلی رضامندی کے بغیر وہ نکاح کیا تھا۔۔ جہاں دل نہیں جھکا وہاں آپ نے آپی کو زبرستی باندھ دیا۔۔۔ اللہ نے آپی کی طلاق سے یہ واضح نہیں کیا اس جعلی عامل کی باتیں سچ تھیں بلکہ آپ پر واضح کیا کہ آپ نے اپنی بیٹی کے لیے ایک غلط انتخاب کیا۔۔۔ آپ نے اپنی بیٹی پر ایک ایسے شخص کو مسلط کیا جسے وہ جانتی تک نہیں تھیں۔۔ اللہ نے اس طلاق سے آپی کو نہیں آپ کو سبق دیا تھا کیونکہ غلطی آپ کی تھی۔۔۔ آپ نے اپنی بیٹی پر بھروسہ نہیں کیا۔۔ آپ نے اسے ایک پرفیکٹ روبوٹ سمجھا اور پھر توقع کی کہ وہ اس رشتے کو دل سے نبھائے جس پر اس کا دل کبھی راضی نہیں تھا۔۔"

سلمی بیگم حیرت سے اسے دیکھے گئیں۔۔۔ان کی یہ چھوٹی بیٹی کب اتنی سمجھدار ہوئی تھی انہیں پتا ہی نہیں چلا۔

"امی آپی کہتی ہیں انسان اپنے انتخاب کی اپنے اعمال کی زمہداری نہیں لیتا اور آپ نے بھی نہیں لی۔۔۔الٹا آپ نے آپی کو بے ایمان سمجھ لیا۔۔۔اسے بے ایمان بنا دیا جس نے ساری زندگی آپ سے خیانت نہیں کی۔۔۔" حمیزہ کے گلے میں آنسوؤں کا گولا سا اٹک گیا تھا جسے وہ اندر اتارنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"آخر آپ ماں باپ اپنی غلطیوں کی زمہداری کیوں نہیں لیتے ہیں؟؟اولاد پر کیوں ڈالتے ہیں۔۔۔؟؟" وہ اب سرخ نگاہوں سے انہیں دیکھتے پوچھ رہی تھی۔

”میں نے تو اس کا بھلا چاہا تھا۔۔۔“ سلمی بیگم ان نگاہوں میں نہیں دیکھ پائی۔

”آپ اس کی شادی تو کرنا چاہتی ہیں لیکن خوفزدہ ہیں کہ کہیں عامل کی بات سچ نہ ہو جائے اور دوسری شادی بھی۔۔۔“ وہ ضبط کے کڑے مراحل سے گزر رہی تھی۔

”ایک جعلی عامل پر اتنا بھروسہ ہے آپ کو اور ایک سچے خدا پر ذرا بھی نہیں۔۔۔؟؟؟“ سلمی بیگم کا دل لرز اٹھا۔

”پہلے آزمائش ہوتی ہے پھر انعام ملتا ہے۔۔ آپ کو اللہ پر یقین رکھنا چاہیے تھا پر آپ نے نہیں رکھا۔۔۔ آپ کے دل میں ہمیشہ ہی چور رہا امی۔۔۔“ وہ اب گہرا سانس لیتے بولی۔

"ہمارا دماغ میگنٹ کی طرح کام کرتا ہے ہم جو سوچتے ہیں وہی اپنی جانب کھینچتے ہیں۔۔۔آپی ایسا کہتی ہیں۔۔اور آپ نے ہمیشہ منفی سوچا۔۔۔اور اسی کو ہماری زندگیوں کی جانب کھینچا۔۔۔کاش کہ آپ نے توکل رکھا ہوتا۔۔۔"

"کیسی باتیں کر رہی ہو میں کیوں برا سوچوں گی اپنی اولاد کا۔۔۔"

"آپ نے سوچا نہیں پر آپ نے کیا ضرور۔۔۔اگر آپ آپی کو اکیلا نہیں چھوڑتیں تو شاید وہ پاگل نہ ہوتیں۔۔۔وہ آپ کی غلطی تھی امی۔۔۔آپ نے غلط کیا تھا۔۔۔"

"مجھے نا کبھی کبھی آپی پر رشک آتا ہے کہ کیسے اللہ نے اسے اس شخص کے غلیظ ارادوں سے بچا کر رکھا اور کتنی آسانی سے اس کے چنگل سے نکال لیا۔۔ سوچا ہے آپ نے کبھی ایسا؟؟ ورنہ ہزاروں لڑکیاں ماں باپ کے اپنے لیے چنے گئے غلط انسان کے ساتھ ساری زندگی تڑپ کر تشدد سہہ کر گزارتی ہیں۔۔ آپی تو لکی ہیں جو انہیں اللہ نے ہمیشہ اپنی رحمتوں تلے رکھا۔۔۔وہ آزمائش تو شاید آپ کے لیے تھی آپ نے سمجھا ہی نہیں۔۔۔" حمیزہ نے ہاتھ بڑھا کر گال پر پھسل جانے والے آنسوں کو رگڑ کر پونچھا۔

"پتا ہے ماں باپ سے اولاد کی پہچان ہوتی ہے۔۔۔کہ یہ فلاں کی بیٹی ہے۔۔۔فلاں کا بیٹا ہے۔۔۔ کبھی سوچا ہے آپ نے کہ آپی کی وجہ سے لوگ آپ کو جانتے ہیں۔۔آپ کبھی ہسپتال چلی جائیں تو سب روک کر پوچھتے ہیں کہ آپ ام ایمان کی ماں ہیں۔۔۔؟؟" اور پاپا۔۔

وہ پھیکا سا ہنس دی۔

"ایمان بنت عبداللہ۔۔۔ان سے نفرت کے باجود ان کا نام خود کے نام سے نہیں ہٹایا۔۔۔اپنی پہچان میں ان کے نام کو جوڑے رکھا۔کیا اولاد ایسے ذلیل کرتی ہے؟؟کیا اس کو ذلالت کہتے ہیں۔۔۔؟؟اگر ہاں تو پھر اللہ سب کو ایسی اولاد دے۔۔۔"

وہ جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔سالوں کا غبار تھا جو آج باہر نکل آیا۔۔۔ حمیزہ نے خود کو پر سکون ہوتے محسوس کیا جبکہ سلمی بیگم کے تو جیسے الفاظ کھو گئے تھے۔

"اور اللہ پر کامل یقین نہ کرنے کے باوجود بھی، کیا ہوا گر وہاں دور آسمانوں کے پار آپ کا ذکر ہوتا ہو۔۔۔"اس نے اس بار چمکتی آنکھوں سے سلمی بیگم کو دیکھا۔

''فرشتے کہیں کہ دیکھو یہ اُم ایمان کی ماں ہے۔۔''

اور سلمی بیگم کو لگا تھا وہ سانس نہیں لے پائیں گی۔۔۔۔۔۔دل جیسے بند ہو گیا تھا۔۔۔ سارا خون نچڑ کر چہرے پر آ گیا تھا۔ وہ انہیں ساکت چھوڑ کر راہداری میں آگے بڑھ گئی تھی۔ وہ حاد سے پوچھنا چاہتی تھی کہ اور کتنی دیر لگے گی۔۔۔۔وہ چلتی جا رہی تھی اور سلمی بیگم کی نگاہوں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

اور عبادت تو سب کرتے ہیں، ہم توکل نہیں کر پاتے۔۔۔اور جب ہم اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو ہمارا ذکر ہوتا ہے۔۔ تنہائی میں کرتے ہیں تو ہمیں تنہائی میں یاد کیا جاتا ہے اور جب ہم ایک مجمعے میں اللہ کی باتیں کرتے ہیں۔۔اس کے بارے میں بتاتے ہیں۔۔۔لوگوں کو یقین دلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ

ہے۔۔۔اللہ ہے! وہ ہمارا ہے ہم اس کے ہیں تو پھر کیسے وہ ہمیں نہیں جانتا ہو گا۔۔۔کیسے وہاں اوپر ہمیں نہیں یاد کیا جاتا ہو گا۔۔۔کیسے بھلا؟؟

اور ان دو لوگوں نے اپنی زندگی میں اللہ کو سب سے پہلا رکھا تھا۔۔۔حاد جبیل اور ام ایمان۔۔پھر کیسے ممکن تھا ان پر آزمائشیں نہ آتیں؟؟اللہ جن سے محبت کرتا ہے انہیں ہی آزماتا ہے۔

سفید محافظ

''ایک خالی پن ہے جو جانے کا نام ہی نہیں لیتا۔۔۔ایسا لگتا ہے جیسے وہ سب اپنے ساتھ لے گئی ہو۔۔۔''اس حادثے کو ڈیڑھ مہینہ گزر گیا تھا۔وہ ایمان کا پوری طرح سے خیال رکھ رہا تھا۔ سلمی بیگم کو کسی قسم کی پریشانی کا

سامنا نہیں کرنا پڑتا تھا۔ ایمان کے کافی زخم بھر چکے تھے جبکہ اس کی ٹوٹی ہڈیاں اب ٹھیک ہونے کے سفر پر گامزن تھیں۔۔۔

وہ یہاں ہوتی تو سب اچھا لگتا تھا۔۔" وہ اکیڈمی میں اکیلا رہ گیا تھا۔۔۔ اسٹوڈنٹس تھے ورکرز تھے کام ہوتا تھا سب ٹھیک چل رہا تھا پر وہ ٹھہر گیا تھا۔ ایمان کو کھو دینے کا خوف کیسا تھا وہ آج تک نہیں بھول پایا تھا۔

"میں نے کہا تھا میں انتظار کروں گی اس دن کا جب تم اپنی عرضی لے کر آؤ گے۔۔" حانم کی بات سن کر وہ چونک سا گیا۔

"اسے یہاں لے آؤ۔۔ وہ جب بنی ہی اس کے لیے ہے تو اسے ہمیشہ کے لیے اپنی دنیا میں لے آؤ حاد۔۔۔" وہ اب اسے دیکھتے کہہ رہی تھیں۔

"لیکن مجھے ڈر لگتا ہے میری وجہ سے اگر اسے کچھ ہو گیا تو۔۔۔؟؟"

"ہر ہیلر کو ایک پروٹیکٹر کی ضرورت ہوتی۔۔۔اور تم سے بہتر پروٹیکٹر کون ہو سکتا ہے بھلا؟؟" حانم نے کہا تو وہ کچھ بول نہیں پایا۔

"تمہارے پاس سوچنے کے لیے ایک دن کا وقت ہے۔۔۔میں تمہارے جواب کا انتظار کروں گی۔۔" وہ جا چکی تھی اور حاد اکیلا رہ گیا تھا۔۔۔کچھ دیر بعد وہ اکیڈمی کی عمارت کے دوسرے فلور پر تھا۔۔۔باہر گہرا اندھیرا تھا۔۔۔ وہ گراؤنڈ میں دیکھنے لگا۔۔وہ آرہی تھی۔۔۔سفید اوورکوٹ پہنے۔۔۔ اندھیرا چھٹنے لگا۔۔۔چاروں جانب روشنی پھیل گئی۔۔۔وہ پتھریلی روش کے درمیان میں ہی رک گئی تھی اور اب پلٹ کر اس زرد پتوں والے درخت کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

وہ اب سفید شرٹ پہنے چھاتہ پکڑے اس کی جانب بڑھ رہا تھا اور پھر وہ اس کے قریب کھڑا ہو گیا۔۔ وہ دونوں اب ایک چھاتے کے نیچے تھے۔۔۔

گرے آنکھیں سیاہ آنکھوں سے ٹکرائیں اور فضا میں چاروں جانب محبت کا طلسم بکھر گیا۔۔۔

اور پھر چوبیس گھنٹے تو کیا اگلے دو گھنٹے بعد وہ انہیں دوبارہ کال ملا چکا تھا۔

"میں فیصلہ کر چکا ہوں۔۔۔ مجھے اس کا پروٹیکٹر بننا ہے۔ ہاں میں اس سے نکاح کرنے کے لیے تیار ہوں۔۔"

دوسری جانب موجود گرے آنکھوں والی حانم مسکرا دی تھی۔

✿••✿••✿••✿

یہ ڈیڑھ مہینہ اس نے گھر میں کیسے گزارا تھا یہ صرف وہی جانتی تھی۔۔ اور جسمانی تکلیف نے اسے چڑچڑا کر دیا تھا۔۔۔ ارمان چھ مہینے پہلے ہی جرمنی

اسکالرشپ ملنے پر ماسٹرز کرنے جا چکا تھا۔۔۔ وہ ان سے ویڈیو کال پر بات کرتا رہتا تھا۔۔

سلمی بیگم اب ایمان کو دیکھتی رہتی تھیں۔۔ خاموشی سے پیار بھری نگاہوں سے۔۔۔ ایمان کی تکلیف نے انہیں بہت کمزور کر دیا تھا پر وہ ہمت نہیں ہاری تھیں۔۔ حاد ایمان کے ہر چیک اپ پر آتا تھا۔۔۔ ڈاکٹر کو وہی لے کر آتا تھا اور اپنی پوری تسلی کے بعد ہی جاتا تھا۔

باقاعدگی سے اسے کال اور میسج کرتا تھا اس کی طبیعت کا روزانہ پوچھتا۔۔۔ اور جب اسے محسوس ہوتا کہ وہ بے زار ہے تو وہ اسے کوئی ٹاپک بھیج دیتا جس پر وہ کچھ لکھ سکے۔۔ کبھی اس کے لیے کتابیں لے آتا۔۔۔ وہ خاموشی سے سب کر رہا تھا پر دونوں میں جو سرد پن اتر آیا تھا وہ ایمان کی وجہ سے تھا۔۔۔ وہ اس سے فاصلے پر رہنا چاہتی تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی وہ کسی اور کے حق پر ڈاکہ ڈالے۔۔۔

لیکن وہ جب اس کے لیے فکر کرتا تھا۔۔ کسی اہم نکتے پر ڈاکٹر سے پوری تفصیل لے رہا ہوتا تھا اور بے شمار سوال کر کے اپنی پوری تسلی کرتا تھا تب وہ چور نگاہوں سے اسے دیکھتی تھی اور سوچتی تھی وہ ایسا کیوں کر رہا ہے؟ کس حق سے کس رشتے سے؟؟

وہ ہسپتال نہیں جاتی تھی نہ اکیڈمی نہ یونیورسٹی۔۔۔ وہ بس گھر میں قید تھی۔۔۔ جسمانی گھاؤ بھرنے میں ہی مہینوں لگ جاتے ہیں یہ ایمان کو اب احساس ہوا تھا۔

اور اس دن وہ دونوں لاؤنج میں بیٹھی تھیں۔۔ وہ اب وہیل چیئر پر بیٹھ جاتی تھی۔۔ پاؤں سے زیادہ کندھے کی تکلیف اسے پریشان کرتی تھی اور کبھی کبھی درد اتنا بڑھ جاتا کہ وہ رونے لگتی۔۔۔ لیکن پھر چپ کر جاتی۔۔۔ سلمی بیگم نے کبھی اس کے منہ سے یہ نہیں سنا کہ "میرے ساتھ ہی یہ سب کیوں؟؟" اس نے کبھی اللہ سے یہ شکوہ نہیں کیا تھا۔۔

اور پھر جو لوگ صبر کرتے ہیں، شکر کرتے ہیں اور آزمائشوں پر پورا اترتے ہیں ان کے لیے انعام کا وعدہ کیا گیا ہے۔۔اور اب اس انعام کا وقت ہوا جاتا تھا۔۔۔

حاد نے سلمی بیگم کو فون کیا۔

"آنٹی میری مام آپ سے بات کرنا چاہتی ہیں۔۔۔"اس نے سلام دعا کے بعد سلمی بیگم کی بات حانم سے کروائی تھی۔

"کیا میں آپ سے کچھ مانگوں تو آپ دیں گی؟؟انکار تو نہیں کریں گی۔۔؟؟" سلمی بیگم الجھ گئی تھیں۔۔حاد جبیل نے جو کچھ کیا تھا اور کر رہا تھا اس کے بدلے وہ سلمی بیگم سے ان کی جان بھی مانگ لیتی تو انکار نہ کرتیں۔

"میں بھلا انکار کیوں کروں گی؟"

کیونکہ میں جو مانگنے جا رہی ہوں وہ بہت خاص ہے۔۔'' سلمی بیگم نے

نے ساختہ چاروں جانب دیکھا۔۔۔یہ اپارٹمنٹ بھی ان کا اپنا نہیں

تھا۔۔۔پھر قیمتی کیا تھا ان کے پاس؟؟

''میں آپ سے ایمان کو مانگتی ہوں۔۔۔ہماری ایمانے جو سالوں پہلے آپ کو

سونپ دی تھی۔۔۔آج ہمیں واپس چاہیے۔۔۔اشد ضرورت

ہے۔۔۔ہماری ایمانے ہمیں دے دیں۔۔۔میں اسے اپنے حاد کے لیے

مانگتی ہوں۔۔۔'' الفاظ ایسے تھے کہ سلمی بیگم ساکت رہ گئیں۔۔۔ان کی

نگاہیں ایمان پر جا ٹکی تھیں۔۔وہ حمیزہ کی کسی بات پر ہنسنے کی کوشش کر رہی

تھی لیکن کندھے میں ہونے والے درد کے باعث وہ ہنس نہیں پا رہی تھی

اور اسے یوں عجیب و غریب منہ بناتے دیکھ کر حمیزہ کا ہنس ہنس کر برا حال

تھا۔

خاموشی کا وقفہ لمبا ہو گیا۔

میری کوئی بیٹی نہیں ہے۔۔۔اور وہ مجھے سالوں سے بیٹیوں کی طرح عزیز" ہے۔۔"

لیکن۔۔۔" سلمی بیگم نے کچھ کہنا چاہا۔"

"آپ سوچ لیں۔۔۔ جتنا چاہیں وقت لے لیں پر انکار مت کیجیے گا۔۔۔"

میں ایمان سے پوچھے بنا فیصلہ نہیں کرنا چاہتی۔۔۔میری طرف سے ہاں" ہے باقی جو ایمان چاہے۔۔"اور سلمی بیگم کو اپنے دل سے بڑا بوجھ اترتا محسوس ہوا تھا کیونکہ اس بار انہوں نے ایمان کو اپنی زندگی کا فیصلہ کرنے کا پورا حق دے دیا تھا۔

✿••✿••✿••✿

وہ لوکل بس میں بیٹھا تھا سیٹ سے پشت ٹکائے آنکھیں موندھے۔۔

وہ اچھا لڑکا ہے لیکن یہ مت بھولو وہ ڈر گز لیتا ہے۔۔ جبیل خاندان کو اس " "کی وجہ سے جس بدنامی کا سامنا کرنا پڑا تم اس سے واقف نہیں ہو۔۔

اس دن منحہ اسے ریستوران سے سیدھا اپنے گھر لے گئی تھی۔ ماہم اسے دیکھ کر خوش ہوئی تھی۔۔ اسے بھی اپنے رشتے داروں سے مل کر اتنا برا نہیں لگا تھا۔ رات میں وہ لوگ حمدان صاحب کے گھر گئے تھے وہ سالوں بعد اپنے نانا سے ملا تھا۔ سب اس سے اچھے سے مل رہے تھے۔۔۔ رات کو وہ لوگ وہی ٹھہر گئے۔۔ اگلی صبح وہ ذرا لیٹ اٹھا تھا۔ وہ نیچے آیا تو اسے کوئی ملازم

دکھائی نہیں دیا۔۔اسے چائے کی طلب ہو رہی تھی وہ خود ہی کچن کی جانب بڑھا جب اندر سے آتی آوازوں پر اس کے قدم رکے۔

ماما میں آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔۔"یہ منحہ تھی۔ماہم آسیہ بیگم کے" ساتھ مل کر ناشتے کی تیاری کر رہی تھی۔آج منحہ کی بھی چھٹی تھی۔

آپ کو ادھم کیسا لگا؟؟"اس کا دل زور سے دھڑک رہا تھا۔وہ نہیں جانتی" تھی وہ جو بات کرنے جا رہی تھی اس کی ماں اور نانی ماں اس پر کیسا ری ایکٹ کرنے والی تھیں۔

"اچھا ہے۔۔"

بس اچھا۔۔۔؟؟"وہ مایوس ہوئی۔"

”تم کیا کہنا چاہتی ہو وہ کہو نا۔۔“ ماہم نے آملیٹ بناتے اسے ٹوکا۔۔۔وہ صبح صبح دماغ کھانے آگئی تھی۔

”میری زندگی ایک کھلی کتاب کی طرح ہے۔۔۔ بچپن سے لے کر آج تک میں نے آپ سے کچھ نہیں چھپایا۔۔“ وہ تمہید باندھ رہی تھی۔ماہم نے ایک گہری نظروں سے اسے دیکھا۔

”میں عشق محبت پر یقین کرنے والی لڑکی نہیں ہوں لیکن میرا دل کسی کے لیے دھڑکنا شروع ہو گیا ہے۔۔“

اس کے چہرے کے سارا خون جیسے نچڑ کر چہرے پر آگیا تھا۔۔ چہرہ لال ٹماٹر بن گیا تھا۔۔اس کی نگاہیں جھکی ہوئی تھیں۔ماہم اور آسیہ دونوں حیران ہوئیں۔

"مجھے ادھم اچھا لگتا ہے مجھے لگتا ہے میں اس سے محبت۔۔۔"

"سوچنا بھی مت۔۔۔" ماہم کی سرد سی آواز پر وہ تو حیران ہی رہ گئی۔۔۔اسے یقین نہ آیا۔

"ادھم کا سوچنا بھی مت۔۔" اس نے منحہ کی پوری بات نہیں سنی تھی۔

"لیکن ماما۔۔۔" وہ کچھ کہنا چاہتی تھی۔

"ڈرگز لیتا ہے وہ۔۔۔ تم ایک ڈاکٹر ہو کیا تم اپنے لیے ایک نشئی کو چننا چاہتی ہو؟؟"

"ماما وہ ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔"منحہ صدمے کی سی حالت میں بولی۔۔اسے اندازہ نہیں تھا اس کی ماں اتنا شدید رد عمل دے گی۔

"میں تمہیں اس ادھم سے محبت کی اجازت نہیں دیتی۔ باقی تمہارے جو دل میں آئے وہ کرو۔۔۔"

وہ بے یقینی سے اپنی ماں کو دیکھتی رہی۔۔۔اس کی آنکھوں میں آنسوں تھے۔۔۔

"کیا محبت اجازت لے کر کی جاتی ہے۔۔۔؟؟"وہ کچھ کہنا چاہتی تھی پر نازک لب پھڑ پھڑا کر رہ گئے۔۔۔وہ تو اس محبت کو کسی رشتے میں باندھنا چاہتی تھی پر نہیں جانتی تھی کہ اسے یہ اجازت نہیں تھی۔

اور کچن کے باہر کھڑا ادھم جبیل الٹے قدموں پلٹ گیا۔

پھر سے اسے ریجیکٹ کر دیا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔ مشرقی لوگ، مشرقی ماں باپ۔۔۔اچھے بھلے شاندار شخص کو ریجیکٹ کر دیتے ہیں اگر وہ انکے معیار پر پورا نہ اترے۔۔۔

وہ بنا بتائے گھر سے نکل آیا۔۔۔اس نے کچھ کھایا پیا نہیں تھا۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ منحہ مزید اس کا سامنا کرے اور وہ ان لوگوں کا سامنا کیسے کرتا جو اس کے اپنے تھے لیکن اسے اس قابل نہیں سمجھتے تھے۔۔اسے منحہ میں دلچسپی نہیں تھی لیکن اس کا دل دکھا تھا۔۔۔

آہ۔۔بے وفاؤں کا لاہور۔۔۔"وہ لوکل بس میں سوار تھا اور کھڑکی سے" نظر آتے لاہور کو دیکھ رہا تھا۔آج اس کا دل ریڈ لائٹ ایریا جانے کا کر رہا تھا۔۔اسے وہاں درد بھرے لوگ ملتے تھے۔۔۔درد بھری کہانیاں۔۔۔ادھورے لوگ۔۔۔بالکل اپنے جیسے اور اس کا دل تھا آج وہ کوئی درد بھری داستان سنے اور رو پڑے۔۔۔اسے لگتا تھا پوری دنیا میں اب

اس کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔۔۔وہ سوچ رہا تھا کہ وہ ادھم جبیل، ماثیل دی بت ساز اگر ایسے ہی مر جاتا تو کہاں جاتا؟؟اس کی ساری اچھائیاں؟؟ان کا کیا صلہ ملتا؟؟

اور پھر اچانک ایک لڑکا آکر اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔۔اس نے ہینڈ فری لگائی تھی اور وہ فون میں کچھ دیکھ رہا تھا۔۔وہ بے ساختہ ہی موبائل کی اسکرین کو دیکھنے لگا۔۔۔وہ چونک گیا جب اس نے حاد کو اسکرین پر دیکھا۔

یہ کیا کہہ رہا ہے؟؟"اس نے لڑکے کو ہینڈ فری اتارنے کا کہا۔"

"اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے مرتد ہو جائے پھر کافر ہی مر جائے تو ان لوگوں کے تمام اعمال دنیا و آخرت میں برباد ہو گئے اور وہ دوزخ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔"(بقرہ:۲۱۷)

اور اسے چلتی بس میں اپنے جسم کے پرخچے سے اڑتے محسوس ہوئے تھے۔۔۔ایسا نہیں تھا اس نے پہلے کبھی یہ آیتیں سنی نہیں تھیں لیکن اس پل اسے لگا تھا جیسے اسے ہی سنایا گیا تھا۔۔۔اسے بتایا گیا تھا۔۔۔اسے وارن کیا گیا تھا۔

✿••✿••✿••✿

امی مجھے ایک گلاس پانی چاہیے۔۔۔"وہ لاؤنج میں صوفے پر بیٹھی لیپ ٹاپ سامنے رکھے کچھ لکھنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن ذہن کہیں اور الجھا تھا۔ وہ کچھ لکھ نہیں پا رہی تھی۔ سلمی بیگم نے پانی کا گلاس اسے لا کر پکڑایا اور پھر اس کے سامنے ہی بیٹھ گئیں۔۔انہوں نے ابھی تک ایمان سے رشتے کے بارے میں کوئی بات نہیں کی تھی۔

ایمان نے دو گھونٹ بھرے اور ایک نظر لیپ ٹاپ کو دیکھا اور دوبارہ پانی پینے لگی۔

"وہ۔۔حاد کی ماں نے تمہارا رشتہ مانگا ہے۔۔۔" اور پانی پیتی ایمان کو بے اختیار اچھولگا وہ بے طرح کھانسنے لگی۔ سلمی بیگم تیزی سے اٹھ کر اس کی جانب بڑھیں۔

"دھیان سے۔۔۔" وہ اس سے گلاس پکڑ چکی تھیں جبکہ ایمان اپنا کندھا تھامے درد سے کراہنے لگی تھی۔۔۔اچانک اسے جو جھٹکا لگا تھا اس کی وجہ سے اس کے کندھے میں درد کی شدید لہر اٹھی تھی اور درد اتنا تھا کہ تکلیف سے اس کی آنکھوں میں آنسوں آ گئے۔۔ سلمی بیگم کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوا۔۔انہوں نے جھکتے ہوئے ایمان کو اپنے گلے لگایا۔ جبکہ ایمان ان کی بات میں الجھ گئی تھی۔۔

کچھ دیر بعد جب وہ تھوڑی ریلیکس ہوئی تو اس نے صوفے سے ٹیک لگادی۔ اب وہ آنکھیں موندھے لیٹی تھی۔ دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔

"میں نے انہیں کہا ہے کہ تم سے پوچھ کر جواب دوں گی۔"

امی آپ انہیں منع کر دیں۔۔۔" وہ ضبط کے کڑے مراحل سے گزر رہی" تھی۔۔ سلمی بیگم کو اس کے جواب سے حیرت ہوئی۔

لیکن۔۔۔" وہ کچھ کہنا چاہتی تھیں۔"

پلیز امی۔۔۔" سلمی بیگم نے اس کی ذہنی کیفیت سمجھتے ہوئے مزید کچھ" نہیں کہا جبکہ وہ آنکھیں بند کیے اس ظالم شخص سے شکوہ کر رہی تھی جو ایسا سوچ بھی کیسے سکتا تھا؟؟ آخر کیوں۔۔؟؟

✿••✿••✿••✿

"مسٹر حاد جبیل کیا انہوں نے آپ کو ریجیکٹ کر دیا ہے؟؟" وہ تو خود ساکت تھا۔ وہ اس سے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔اس کے دل کو کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا۔

تو کیا اس نے ابھی تک معاف نہیں کیا؟؟ اس نے معافی مانگی ہی کب تھی۔۔۔پر کیوں؟؟ اس نے کیسے انکار کر دیا؟؟ کیوں ریجیکٹ کر دیا؟؟؟

وہ بے اختیار اٹھ کر ٹہلنے لگا تھا۔

"کیا وجہ ہو سکتی ہے؟؟" پہلے انتظار میں جان سولی پر اٹکی اور اب جیسے جواب سن کر دم نکلتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔جب اس سے مزید برداشت نہ ہوا تو فوراً اس کا نمبر ملایا۔

بیل جا رہی تھی لیکن وہ فون نہیں اٹھا رہی تھی۔

پلیز ایمانے۔۔۔" اسے اپنے ہونٹ خشک ہوتے محسوس ہوئے۔ اور" پھر فون اٹھالیا گیا۔

السلام علیکم" اس کی نقاہت بھری آواز ابھری تھی اور حاد کے تپتے جلتے" وجود کو سکون مل گیا تھا۔

وعلیکم السلام۔۔ کیسی ہیں آپ؟؟" وہ بیٹھ گیا تھا تا کہ تسلی سے بات کر" سکے۔

میں ٹھیک ہوں آپ بتائیں۔۔۔" وہ نارمل لہجے میں بات کر رہی تھی۔۔"

حاد نے حلق میں اگتے کانٹوں کو بجھانے کے لیے میز پر رکھا پانی کا گلاس اٹھا کر پیا اور پھر واپس رکھ کر ڈھک دیا۔

میں ٹھیک نہیں ہوں۔۔۔" وہ خود کی اضطراری کیفیت پر قابو پانے کی" کوشش کر رہا تھا۔

"کیوں کیا ہوا ہے آپ کو؟؟ خیریت ہے؟؟؟"
وہ ایسے کیسے نارمل ہو کر بات کر سکتی تھی؟؟ اسے انکار کر کے۔۔ بھلا کیسے؟؟

میں آپ کے انکار کی وجہ جان سکتا ہوں۔۔۔"وہ جھٹکے سے اٹھ کھڑا" ہوا۔۔بیٹھ کر بھی سکون نہیں آیا تھا۔دوسری جانب خاموشی چھاگئی۔۔وہ جیسے بولنے کو پر تول رہی تھی۔

ایمان۔۔۔"اس نے پکارہ تھا۔اسے اس وقت خاموشی بری لگ رہی" تھی۔

مسٹر جبیل آپ کو رشتہ بھیجنے سے پہلے مجھ سے پوچھ لینا چاہیے تھا۔۔"" وہ لہجے کو حد درجہ سخت بنانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"اگر پہلے آپ سے بات کرتا تو آپ کو لگتا میں فلرٹ کر رہا ہوں۔۔۔" دوسری جانب خاموشی چھاگئی۔

تو پھر اب کیوں پوچھ رہے ہیں۔۔؟؟ جیسے آپ نے یہ سوال مجھ تک پہنچایا''

''ویسے ہی آپ تک جواب پہنچ جائے گا۔۔

پہنچ چکا ہے۔۔۔ میں وجہ جاننا چاہتا ہوں۔۔ کیا آپ مجھے اس قابل بھی''

''نہیں سمجھتی ہیں۔۔؟؟

''کوئی ایک وجہ بتائیں مجھے کہ میں آپ کو ہاں کروں۔۔؟؟''

وہ کچھ بولتے بولتے خاموش ہو گیا کہہ ہی نہیں پایا کہ اس کے سالوں کی

ریاضت کا اتنا سا صلہ تو بنتا ہے نا۔۔۔

بتائیں۔۔۔'' وہ پھر سے بولی۔''

کیا آپ نے مجھے معاف نہیں کیا۔۔؟؟" الٹا سوال آیا تھا اور ایمان کا دل "
ڈوب کر ابھرا۔

ماضی میں کیا ہوا مجھے اس میں دلچسپی نہیں ہے پر میں کسی اور کی محبت کو "
نہیں چھین سکتی۔۔۔ دائمہ آپ کی فیانسی ہے پھر آپ یہ سب کیوں کر رہے
ہیں؟؟ کیا آپ کا دو شادیوں کا ارادہ ہے۔۔؟؟" اور حاد نے بے اختیار اپنا ماتھا
پیٹا۔
وہ یہاں تک کیسے سوچ سکتی تھی۔

دائمہ میری فنانسی نہیں ہے۔۔۔ وہ قابل احترام کزن ہے اور۔۔۔" وہ "
بات ادھوری چھوڑ گیا۔

"اور۔۔۔؟؟"

لیکن وہ خاموش رہا۔

”وہ اتنی بڑی بات کیوں کرے گی؟؟اس کی آنکھوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے وہ آپ سے محبت کرتی ہے اور مجھ میں کسی کی محبت چھیننے کا حوصلہ نہیں ہے۔۔“

حاد کا دل کیا وہ اس سے پوچھے کہ میری آنکھوں میں تمہیں کچھ نظر نہیں آتا۔۔؟؟؟لیکن وہ ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔

”بچپن میں اس کا رشتہ عبدل سے طے ہوا تھا۔وہ مجھے عبدل سمجھتی رہی ہے۔۔“

عبدل۔۔۔“وہ زیر لب بڑبڑائی۔”

وہ بھی تو اسے سالوں تک عبدل کے نام سے ہی پہنچانتی رہی تھی۔ وہ خاموش رہی تو دوسری طرف سے حاد نے فون بند کر دیا۔۔۔ وہ خالی خالی نگاہوں سے فون کو دیکھتی رہ گئی۔

✿••✿••✿••✿

وہ بنا بتائے چلا گیا تھا اور اب اس کا فون بھی نہیں اٹھا رہا تھا اور نہ کسی میسج کا جواب دیتا تھا۔۔ منحہ کو کل سے بخار تھا وہ آج ہسپتال بھی نہیں گئی تھی۔ دل کی تکلیف جب حد سے بڑھ جائے تو انسان جسمانی طور پر بیمار پڑ جاتا ہے۔۔۔ اور وہ تو کئی دنوں سے اپنے دل و دماغ میں ہونے والی جنگ سے اکیلے لڑ رہی تھی۔

اس نے سرخ پڑتی آنکھوں سے ایک بار پھر ادھم کا نمبر ملایا۔اور وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی جب دوسری طرف سے فون اٹھالیا گیا۔

ہیلو۔۔۔''ادھم کی آواز ابھری تھی اور منحہ نے امڈ آنے والے آنسوؤں کو'' ہتھیلی سے رگڑا تھا۔۔اس کے گلے میں آنسوؤں کا گولا اٹکا تھا وہ کیسے بولتی؟؟

منحہ۔۔۔؟؟''اس کی خاموشی کو محسوس کر گیا تھا۔اور منحہ کو اپنا نام'' زندگی میں پہلی بار اتنا خوبصورت لگا تھا۔وہ ایک بار اور ایسے پکارتا تو وہ اڑ کر چلی جاتی۔

''آر یو او کے۔۔۔؟؟''

اور وہ بے اختیار رو دی تھی۔۔اس کی سسکیاں ادھم کو سنائی دے رہی تھیں۔اس نے منحہ کو روکا نہیں۔۔۔رونے دیا۔۔جی بھر کر تا کہ اس کا دل ہلکا ہو جائے۔اور جب وہ خوب آنسوں بہا چکی تو بولی۔

کیا میری ذات اتنی ارزاں ہے کہ آپ مجھے یوں نظرانداز کریں۔۔؟؟"وہ" شکوہ کناں تھی۔۔وہ پھیکا سا ہنس دیا۔۔اسے اس پل منحہ اپنے جیسے لگی تھی۔ کہانی جیسے خود کو دہرانے لگی تھی وہ ایمان کی جگہ تھا اور منحہ اس کی۔

نہیں۔۔تم تو بہت اسپشل ہو۔۔۔"وہ اب اسے بہلانے کی کوشش کر رہا" تھا۔

"کوئی ایسے بنا بتائے تھوڑی جاتا ہے۔۔۔؟؟"

"مجھے لگا میں وہاں مس فٹ ہوں۔ میں تو ویسے اس دنیا میں ہی مس فٹ ہوں۔۔بس اسی لیے آگیا۔۔"

"مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔۔" وہ اب کافی ریلیکس تھی۔

"کچھ بھی ایسا مت کہنا جو مجھے میری نظروں میں گرا دے۔۔۔کیونکہ میں اس قابل نہیں۔۔"
منحہ کا دل پھر سے بھر آیا تھا۔

"یہ سب اکیلے سہنا بہت مشکل ہے۔۔" وہ اذیت سے چور لہجے میں بولی تھی۔

"جانتا ہوں۔۔۔" وہ بس اتنا ہی کہہ پایا۔ اکیلے ہی تو سہہ رہا تھا وہ۔

”کیا مجھے تھوڑی سی جگہ مل سکتی ہے آپ کے دل میں۔۔۔؟؟“ وہ جیسے اپنی پسندیدہ چیز کے لیے منت کر رہی ہو۔۔ منحہ حارث جس نے کبھی کوئی کمی نہیں دیکھی تھی وہ اس کے دل میں تھوڑی سی جگہ مانگ رہی تھی۔

ادھم کو اس پل وہ معصوم لگی۔۔۔ بچوں جیسی معصوم۔۔۔

”لیکن میری تمہاری دنیا میں کوئی جگہ نہیں ہے۔۔۔ تمہیں اس حقیقت کو قبول کرنا چاہیے۔۔“

اور وہ پچھلے کئی دنوں سے اسی حقیقت سے لڑ رہی تھی۔ یہ معاشرہ ادھم جبیل کو قبول نہیں کرتا تھا۔۔۔ اس میں اس جیسے لوگوں کی کوئی جگہ نہیں تھی اور وہ۔۔۔۔ وہ اپنے پیرنٹس کا اس معاشرے کے سامنے سر جھکتا ہوا نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔ وہ مزید کچھ نہیں کہہ سکتی تھی۔۔ اس نے فون بند کر دیا اور پھر بیڈ پر گر گئی۔

✿••✿••✿••✿

وہ سونا چاہتی تھی پر نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ جب سے حاد نے پرپوزل بھیجا تھا وہ ایک بھی رات سکون سے نہیں سو پائی تھی۔۔۔ کبھی اس کی آنکھیں جاگتے میں خواب دیکھنے لگتیں تو کبھی وہ ان خوابوں کو نوچ کر پھینک دیتی۔۔۔ اس کی آنکھیں جل اٹھی تھیں۔ حاد نے دوبارہ اس سے سلسلے میں بات نہیں کی تھی۔۔۔ وہ جانے کیا کچھ سوچتی رہتی کہ اچانک فون بج اٹھا۔ انجان نمبر تھا۔

"ہیلو۔۔۔؟؟" وہ فون اٹھاتے بولی۔

"دائمہ بات کر رہی ہوں۔ کیسی ہیں آپ؟؟"

''الحمداللہ پہلے سے بہتر ہوں آپ بتائیں۔۔۔''

''مجھے آپ سے معذرت کرنی تھی۔اس دن میں نے آپ سے کہا تھا کہ میں حاد کی فیانسی ہوں۔۔یہ سچ نہیں ہے۔۔
محبت کو آزاد کر دینا اتنا آسان نہیں ہوتا۔

''میری وجہ سے کبھی کوئی غلط فیصلہ مت کیجیے گا۔حاد جیسا شخص ریاضتوں کے بعد بھی نہیں ملا کرتا اور اللہ اسے آپ کو دے رہا ہے۔۔۔ قبول کر لیں پلیز۔۔۔''
ایمان ساکت رہ گئی تھی۔۔۔دل جیسے دھڑکنے سے انکاری تھا۔

یکطرفہ محبتیں اذیتوں کے سواء کچھ نہیں دیتیں میں یہ جان چکی ''
ہوں۔۔۔اور میں نے اس شخص کو اسی دن اپنی محبت سے آزاد کر دیا تھا جب
''آپ کو ہسپتال میں دیکھا تھا۔۔
وہ کچھ اور بھی کہہ رہی تھی اور پھر فون بند ہو گیا۔۔۔وہ سائیں سائیں کرتی
خاموشی میں اکیلی رہ گئی تھی۔

✿••✿••✿••✿

وہ جانے کتنی دیر پیدل چلتا رہا تھا اور پھر جب اسے حویلی کا گیٹ نظر آیا تو اس
کی ہمت بندھی۔۔وہ تھکا ہوا تھا۔۔ٹوٹا ہوا۔۔۔گیٹ پر موجود ملازم اسے
پہچانتے فوراً اس کی جانب بھاگے لیکن اس نے ہاتھ سے ہی دور رہنے کا اشارہ
کر دیا تھا۔۔وہ حویلی میں داخل ہوا۔۔اور پھر چلتے ہوئے حویلی کے پچھلے حصے

میں چلا گیا۔۔آج دھوپ نکلی ہوئی تھی اور موسم سرما کی یہ نرم گرم سی دھوپ راحت بخش تھی۔

پچھلے حصے میں بڑا سا صحن تھا جہاں گاؤں کی عورتیں ماہین کے پاس اپنے مسائل لے کر آتی تھیں۔

بی جان کی وفات کے بعد یہ زمہداری اس نے سنبھال لی تھی۔گاؤں کے مرد سید جبیل کی بیٹھک میں حاضر ہوتے تھے۔

اس وقت بھی ماہین سب کے ساتھ بیٹھی دھوپ لے رہی تھی جب اس کی نظر ادھم پر پڑی۔۔۔وہ جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔اس نے سر سے پاؤں تک ادھم کو دیکھا جس کے جوتوں کی حالت بری تھی وہ مٹی سے اٹے پڑے تھے اور وہ نڈھال نظر آرہا تھا۔۔۔وہ بھاگتے ہوئے اس کی جانب بڑھیں۔۔۔وہ مردوں کو آنے کی اجازت نہیں تھی۔۔اسے دیکھتے ہی عورتیں گھریلوں ملازمہ کے اشارے پر اٹھ اٹھ کر وہاں سے جانے لگیں۔۔۔ملازمہ خود بھی جا چکی تھی۔

ماں۔۔۔" وہ تھکا ہارا آکر ماہین سے لپٹ گیا۔"

جیسے سالوں پہلے آرجے نے موت کے وقت اپنی ماں کو دیکھا تھا۔۔۔اور وہ بھاگتے ہوئے ان کی جانب بڑھا تھا۔

ادھم میرے بچے۔۔۔" ماں نے اسے اپنی آغوش میں چھپا لیا تھا۔"

تم ٹھیک ہو؟؟" اب وہ اپنی بڑی سی شال سے اس کا چہرہ صاف کر رہی تھی۔"

کچھ دیر بعد وہ بڑے سے تختے پر بیٹھی تھی اور ادھم ان کی گود میں سر رکھے لیٹا تھا۔۔اس کی آنکھیں بند تھیں ماہین اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہی تھی۔

''پیدل چل کر کیوں آئے ہو؟؟اور کتنی دیر چلتے رہے ہو۔۔؟؟''

پیسے نہیں تھے میرے پاس۔۔کنڈیکٹر نے پتا نہیں کہاں اتارا۔یہ بھی ''
''نہیں جانتا کب سے چلتا رہا ہوں۔۔

ماہین کو بے ساختہ اس پر ترس آیا۔۔اس نے جھک کر ادھم کا ماتھا چوما۔

''فون کر لیتے۔۔۔ڈرائیور لینے آ جاتا۔۔۔''

''اس سے کیا ہوتا۔۔۔؟؟''

''تمہیں یہ تکلیف نہ اٹھانی پڑتی۔۔۔''

لیکن وہ انہیں نہیں بتا پایا کہ اس کے اندر جو تکلیف تھی وہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ وہ اٹھ بیٹھا۔۔۔اس نے ماہین کے ہاتھ تھام لیے۔

"ایک بات پوچھوں آپ سے؟؟"

"ہاں۔۔۔"

ڈیڈ آپ سے اتنی محبت کرتے تھے پھر بھی آپ اپنی محبت نہیں بھلا پائیں"

"ایسا کیوں۔۔؟؟ کیا پہلی محبت نا قابل فراموش ہوتی ہے۔۔۔؟؟

ماہین کے چہرے پر سایہ سا آکر گزر گیا۔

یکطرفہ محبت کسی آسیب سے کم نہیں ہوتی اور وہ محبت جو سالوں کی جائے"
اور جب تک انسان اس آسیب سے نکلتا ہے دیر ہو چکی ہوتی ہے۔۔" وہ
گہرے ملال سے بولیں۔

"کیا ہمیں کسی ایسے شخص کو زبردستی اپنا بنانا چاہیے جو ہمارا نہ ہو۔۔؟؟"

"نہیں۔۔۔ محبت زبردستی کی قائل نہیں۔۔"

اور ادھم کا سر جھک گیا۔۔۔ وہ سات آٹھ مہینوں بعد گھر لوٹا اور ماہین کو وہ
پہلے سے بھی زیادہ الجھا ہوا لگ رہا تھا۔ ٹوٹا پھوٹا سا۔۔۔ وہ بس اسے دیکھے گئی
تھی۔

✿••✿••✿••✿

آخری فیصلہ تمہارا ہی ہو گا ایمان لیکن میں چاہتی ہوں تم ایک درست فیصلہ لو۔۔۔" سلمی بیگم اس کے سر پر ہاتھ رکھے کھڑی تھیں۔۔۔اور حمیزہ۔۔۔وہ تو دن میں دس بار پوچھتی تھی۔

"کیا سوچا آپ نے ؟؟ کب ہاں کر رہی ہیں۔۔؟؟" جبکہ وہ اسے دیکھ کر رہ جاتی تھی۔وہ وہیل چیئر پر آئینے کے سامنے بیٹھے خود کو دیکھتی رہتی تھی۔۔ اس حادثہ نے اس سے کافی کچھ چھین لیا تھا اور سب سے اہم جو چیز چھینی تھی وہ اس کی ہنسی تھی۔وہ خود کو دیکھتی اور پھر اسے بلندیوں سی شان رکھنے والا حاد جبیل یاد آتا۔۔۔
وہ خود کو اس کے لائق نہیں سمجھتی تھی۔۔۔اس کی سفیدی سے کون واقف نہیں تھا۔۔۔دائمہ نے بالکل ٹھیک کہا تھا اس جیسا شخص ریاضتوں کے بعد بھی نہیں ملتا۔۔۔۔

تو کیا اسے نوازہ جا رہا تھا؟؟ کیا اللہ اسے کسی انعام سے نواز رہا تھا۔۔ کیا وہ تمام آزمائشوں پر پوری اتری تھی؟؟؟

اسکی آنکھیں بھر آئی تھیں۔ اگر یہ خواب نہیں تھا حقیقت تھی تو اس سے خوبصورت کیا تھا۔

"اس سے پوچھیں اماں۔۔۔ اس سے پوچھیں وہ مجھ سے نکاح کیوں کرنا چاہتا ہے۔۔؟؟"

اس کا دل دھڑک رہا تھا۔ حمیزہ نے اس کا فون اٹھاتے فٹافٹ حاد کا نمبر ملایا۔ بیل جا رہی تھی اس نے فون اٹھالیا۔

"السلام علیکم۔۔۔" اس کی سحر انگیز آواز ابھری تھی۔

"وعلیکم السلام۔۔۔ کیسے ہو بیٹا؟؟" سلمی بیگم نے شفقت سے پوچھا۔

بالکل فٹ۔۔۔" وہ بشاشت سے بولا۔"

"ایمان کا سوال ہے ایک۔۔۔وہ پوچھنا چاہ رہی ہے کہ آپ اس سے نکاح کیوں کرنا چاہتے ہیں؟؟" حمیزہ تمام حسیات فون پر لگائے سلمی بیگم سے چپکی کھڑی تھی۔ سوال سن کر وہ مسکرا دیا۔

"آنٹی فون اسپیکر پر ڈال دیں۔۔" حمیزہ نے فٹافٹ موبائل پکڑتے اسپیکر آن کیا۔

"ایمان۔۔۔" اس کی آواز ابھری تھی۔۔۔ایمان کا دل زوروں سے دھڑکا۔۔ لیکن وہ جبڑے بھینچے بیٹھی رہی۔۔۔اس کی آنکھوں میں نمی

تھی۔۔۔حاد کے ایک جواب پر سب منحصر تھا۔۔۔۔انعام کی قبولیت بھی انعام کی آزمائش بھی۔۔۔

میں نے کبھی سوچا نہیں تھا میں کسی سے نکاح کروں گا وہ بھی یوں"
اچانک۔۔۔"وہ سانس لینے کو رکا۔

میں وہ انسان ہوں جسے حسن، حسب نصب اور اونچا خاندان متاثر نہیں کر
سکتا۔۔۔"
وہ بول رہا تھا اور ایمان کی جیسے جان اٹکی تھی۔

مجھے جو حکم تھا میں نے اس میں سے دین دار کو چنا، نکاح جیسے مقدس"
رشتے کے لیے تم سے بہتر کوئی نہیں۔۔"

ایمان کی آنکھیں خو بخود بند ہوئی تھیں۔۔۔ گالوں پر آنسوں بہہ نکلے تھے۔۔۔ اگر وہ یہ جواب نہ دیتا تو وہ کبھی ہاں نہیں کرتی۔ وہ اس انعام کو قبول نہ کر پاتی۔ محبت اپنی جگہ لیکن وہ مزید کسی ادھم کسی مشارب کو اپنی زندگی میں نہیں چاہتی تھی۔

فون بند ہو چکا تھا۔۔۔ حاد جبیل نے فون کو دیکھا۔۔۔ وہ اس کی محبت ہی سہی اگر وہ اُم ایمان نہ ہوتی، کوئی بھی عام سی لڑکی ہوتی جس کی ترجیحات میں اللہ شامل نہ ہوتا تو وہ کبھی اس سے نکاح نہیں کر پاتا۔۔۔ بیشک روشنی کو ڈھونڈ لیتی ہے۔۔۔!!

✿••✿••✿••✿

"مجھے ایک بار آپ سے ملنا ہے۔۔ گھر آجائیں۔"

اس نے ابھی تک ہاں نہیں کی تھی۔ وہ حاد سے ایک بار ملنا چاہتی تھی۔۔ وہ کچھ باتیں مزید کلیئر کرنا چاہتی تھی۔

اس نے تین بجے آنے کا کہا تھا۔ اور وہ اپنے وقت پر پہنچ گیا تھا۔۔ حمیزہ تو اڑی اڑی پھر رہی تھی اور سلمی بیگم کو جیسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہیں سے اس کے بیٹھنے کے لیے جادوئی تخت لے آتیں۔

انہوں نے کھانے میں کافی کچھ بنا لیا تھا اور جب وہ آیا تو کچھ دیر بیٹھنے کے بعد حمیزہ کو پکارہ۔

چلو آؤ کچھ سامان لینا ہے جلدی سے مارکیٹ ہو آتے ہیں پھر آ کر کھانا" کھائیں گے۔۔" جب سے ایمان کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا گروسری کرنے وہ دونوں ہی جاتی تھیں۔ سلمی بیگم چاہتی تھیں وہ ریلیکس ہو کر بات کر لیں۔۔ مارکیٹ قریب تھی وہ جلد واپس آ جاتیں۔

وہ وہیں بیٹھی تھی۔۔ گود میں ایک فائل رکھی تھی۔

وہ ان کے جانے کے بعد ایمان کی طرف متوجہ ہوا۔

"کچھ پینے کو ملے گا۔۔۔؟؟" وہ اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"فریج کچن میں ہے۔۔" اس نے جواب دیا تو سر ہلاتا کچن کی جانب بڑھا اور پھر پانی کا گلاس لا کر ایمان کے سامنے رکھا۔ ایمان نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔

"آپ کو ضرورت پڑے گی۔۔" وہ اب اپنی براؤن جیکٹ اتار کر صوفے پر رکھتا، میز کی دوسری جانب اس کے سامنے بیٹھ چکا تھا۔ دونوں ہاتھوں کی مٹھی بنا کر ٹھوڑی نیچے ٹکایا اور اسے دیکھنے لگا۔۔۔ وہ سٹپٹا کر نظریں جھکا گئی۔

"مجھے کچھ باتیں کلیئر کرنی تھیں۔۔" وہ دھڑکتے دل کے ساتھ بولی۔

"میں سن رہا ہوں۔۔۔فرصت سے۔۔۔" وہ واقعی فرصت سے بیٹھا تھا۔

"میرا ایکسیڈنٹ ہوا ہے آپ جانتے ہیں۔۔پاؤں فریکچر ہے۔۔اگر ہڈی ٹھیک سے نہ جڑی اور میں کبھی ٹھیک سے نہ چل پائی تو۔۔۔"

"مجھے کوئی اشو نہیں۔۔۔" اس نے ایمان کی بات بھی مکمل نہیں ہونے دی۔

"میں آپ کو کلئیرلی بتانا چاہتی ہوں میں نے اپنی زندگی کے کچھ مہینے پاگل خانے میں گزارے ہیں۔۔میں نہیں چاہتی اس رشتے کی شروعات کسی جھوٹ سے ہو۔۔اگر میں دوبارہ کبھی پاگل ہو گئی تو۔۔۔"

نہیں ہونے دوں گا۔۔۔" وہ فرصت سے نگاہیں جمائے بیٹھا تھا۔اس کی آنکھوں کی الوہی سی چمک ایمان کو پزل کر رہی تھی۔۔۔اس نے میز پر رکھا گلاس اٹھا کر فٹافٹ پانی پیا۔۔۔حاد نے بے اختیار امڈ آنے والی مسکراہٹ کو چھپایا تھا۔اب وہ گلاس واپس رکھ رہی تھی۔

"میں خود جاب کرتی ہوں،اپنی فیملی کو سپورٹ کرتی ہوں۔میں جہیز کے خلاف ہوں اور۔۔۔"

"نہیں چاہیے۔" ایمان نے جھٹکے سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔سیاہ آنکھیں چمکتی گہری آنکھوں سے ٹکرائیں۔اس بار حاد نے نگاہوں کا رخ نہیں بدلا۔۔وہ اسے دیکھتا رہا۔

"آپ کو شاید یہ نہیں معلوم کہ میں ایک طلاق یافتہ لڑکی ہوں اور۔۔۔"

مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔۔" وہ بڑی دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا۔اس کے
بدلتے تاثرات کو۔۔چہرے پر پھیلے سارے رنگوں کو۔۔اسے کبھی اتنا
دلچسپ نظارہ دیکھنے کو نہیں ملا تھا۔

ایمان نے خشک لبوں پر زبان پھیری اور پھر گود میں رکھی فائل اٹھا کر اس
جانب بڑھائی۔

"اسے ایک نظر دیکھ لیں۔۔۔"

حاد نے ذرا آگے ہوتے فائل پکڑی۔اور پھر اسے کھول کر دیکھا۔۔ایمان کی
ساری میڈیکل ہسٹری لکھی تھی۔

مجھے کافی سارے ہیلتھ اشوز ہیں۔۔مائیگرین رہتا ہے، اسٹریس اور" ڈائجیسٹیو اشوز۔۔میں نہیں چاہتی آپ کل کو کہیں کہ میں نے کچھ چھپایا آپ سے۔۔۔"

وہ اسے ان باتوں سے آگاہ کر رہی تھی جنہیں وہ اس سے زیادہ جانتا تھا۔۔وہ ہولے سے مسکایا اور پھر فائل میز پر رکھ دی۔

"مجھے لگتا ہے سارے گناہ روز ہی بخشوا لیتی ہیں آپ۔۔۔"

جی۔۔۔؟؟"وہ سمجھی نہیں۔"

انسان پر آنے والے ہر دکھ، درد، تکلیف اور رنج پر اللہ اس کے گناہ معاف" کرتا ہے۔۔۔مطلب آپ اللہ کے بہت قریب ہیں۔۔۔یعنی مجھے آپ سے مقابلہ کرنا ہوگا۔۔۔"وہ خوشگوار سے لہجے میں بولا تھا۔۔۔ایمان اسے

دیکھتی رہی۔۔۔ یہاں تک کہ اس کی آنکھوں میں نمی ابھر آئی۔ عجیب شخص تھا وہ۔۔۔ کہاں سے آیا تھا؟؟؟

یہ سب زندگی کا حصہ ہے ایمان۔۔۔ یہ سب بے معنی ہے۔۔۔"وہ سنجیدہ" ہوا۔

میری دنیا سے تم واقف ہو۔ایک تم میرے ساتھ قدم سے قدم ملا کر"
"چل سکتی ہو۔۔۔ میری دنیا کو تمہاری ضرورت ہے۔۔۔
وہ آپ سے تم پر آیا تھا۔ وہ خاموش رہی۔

"کچھ میرے بارے میں پوچھنا چاہتی ہو؟؟"

"بس ایک سوال۔۔۔ حلال کماتے ہیں یا حرام۔؟؟"

میں ایک ڈیٹا سائنٹسٹ ہوں اور دن رات محنت کر کے حلال کماتا ہوں۔۔" وہ بولا تو ایمان خاموش رہی۔

"اور کچھ۔۔؟؟"

ایمان نے سر ناں میں ہلایا۔

تو میں ہاں سمجھوں۔۔؟؟" وہ اب امید بھری نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ ایمان نے بے ساختہ نظریں اٹھائیں اور پھر جھکا لیں۔

آپ کو جواب مل جائے گا۔۔۔" حاد نے بے ساختہ گہرا سانس لیا۔ یعنی ابھی مزید انتظار کرنا تھا۔

ٹھیک ہے لیکن میری ایک شرط ہے۔۔۔اگر آپ کی طرف سے ہاں ہوئی”
“تو نکاح جلد ہو گا۔۔۔ایک دو ہفتوں میں۔۔۔

اتنی جلدی۔۔۔؟؟“ وہ چونکی۔”

ہاں۔۔۔مجھے جلدی ہے۔۔۔“ وہ سنجیدہ تھا۔۔ایمان کو سمجھ نہیں آیا وہ”
مزاق کر رہا تھا یا نہیں۔وہ اب اپنی جیکٹ اٹھاتے کھڑا ہو رہا تھا۔

“لیکن میں تو ابھی چل بھی نہیں سکتی۔۔۔”
حاد نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر اس کے پاؤں کو۔

“فکر نہ کرو میں اٹھا لوں گا۔۔۔“

"وہ چلا گیا؟؟" سلمی بیگم نے آتے ہی پوچھا۔

"ہاں۔۔۔"

"اتنی جلدی۔۔۔؟؟" حمیزہ کو تعجب ہوا۔

"صرف چار منٹ بیٹھا تھا۔۔ پھر فوراً چلا گیا۔۔" اس نے گھڑی کی جانب دیکھتے جواب دیا۔ وہ ابھی بھی کسی الجھن کا شکار تھی۔

"تو کیا سوچا تم نے؟؟" سلمی بیگم نے دوبارہ پوچھا۔
ایمان نے کوئی جواب نہیں دیا وہ خالی خالی نظروں سے انہیں دیکھتی رہی۔۔۔ اور پھر اس نے اگلا پورا مہینہ کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ حاد نے پورا

مہینہ اسے ڈسٹرب نہیں کیا بلکہ کسی نے بھی نہیں کیا تھا۔۔وہ سب اس کی ہاں کے انتظار میں تھے۔

اور پھر جیسے ہی اس نے ہاں کہا تھا فضا میں چاروں جانب خوشبو پھیل گئی تھی۔۔۔خوشیوں کی خوشبو۔۔!!

✿••✿••✿••✿

دو ہفتے بعد نکاح تھا۔حماد کی خواہش تھی کہ نکاح سادگی سے ہو۔لیکن سلمی بیگم پھر بھی اپنی طرف سے تیاریاں کر رہی تھیں۔۔۔حمیزہ اسے خاموش دیکھتی تو فوراً بولتی۔

اب ہاں کر کے مکر مت جانا۔۔"اور ایمان بس مسکرا دیتی۔"

اس کے پاؤں کا پلستر بھی اترنے والا تھا۔۔حاد اسے کسی طرح کے میسجز یا کال نہیں کرتا تھا اب۔۔شاید وہ کہیں بہت زیادہ مصروف تھا۔۔وہ اب گھر میں رہ رہ کر اکتا گئی تھی۔۔اس کا دل تھا کہ وہ اب ہسپتال جائے دیکھ کر آئے کہ وہاں کیا چل رہا تھا اور اسی لیے اس نے ہسپتال کے آنر کو جو ڈائریکٹر بھی تھا فون ملایا۔

"السلام علیکم ڈائریکٹر صاحب۔۔۔"

"وعلیکم السلام۔۔کیسی ہو ایمان؟؟"

"میں ٹھیک ہوں۔۔میرا دل کر رہا تھا ہسپتال آنے کو سوچا ایک چکر لگا لوں۔۔"

"اب تمہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔"

سوری۔۔؟؟" وہ واقعی نہیں سمجھی تھی۔"

"آپ کے ساتھ ہسپتال نے اپنا کنٹریکٹ ختم کر دیا ہے۔ آپ کو کسی نے ابھی تک انفارم نہیں کیا؟؟ ہمیں اب آپ کی ضرورت نہیں ہے۔۔"

اور وہ بس بیٹھی رہ گئی۔۔۔ کوئی جواب نہیں بن پایا۔ ڈائریکٹر مزید کچھ کہہ رہا تھا اور پھر فون بند ہو گیا۔

ضرورت نہیں ہے؟؟" وہ زیر لب بڑبڑائی۔"

"کیا انہیں کوئی اور ہیلپر مل گیا ہے یا میں اب اس قابل نہیں رہی۔۔"

کتنا مشکل تھا ناخود کو پھر سے گرتے دیکھنا۔۔ان جگھوں کو چھوڑنا جن سے آپ کا سب کچھ جڑا ہو۔

وہ رونا چاہتی تھی پر آنسوں جیسے خشک ہو گئے تھے۔۔۔اس نے بس ایک گہرا سانس لیا اور اللہ پر چھوڑ دیا۔

✿••✿••✿••✿

"برخوردار نکاح کرنے کے بعد بتا دیتے ابھی بھی کیا ضرورت ہے بتانے کی۔۔۔؟؟" سید جبیل نے اس کے نکاح کی خبر سنتے ہی کہا تھا۔

"نہیں پہلے بتا رہا ہوں آخر کو دادا ہیں آپ میرے۔۔" وہ خوش تھا۔

"لڑکی کون ہے کس خاندان سے ہے باپ کون ہے؟؟"

ازدس میٹر؟؟"اس نے سوال کیا۔"

اپنی یہ انگریزی باہر جھاڑا کرو مجھے صاف صاف لفظوں میں جواب دو۔۔"" سید جبیل صاحب بھڑکے تو حاد نے مسکرا کر کان کھجایا وہ سامنے نہیں تھے ورنہ ایک دو جڑ دیتے۔

اچھا تو پھر سنیں۔۔۔"وہ فوراً سنجیدہ ہوا۔"

"حاد جبیل کی ہونے والی وائف ہے اور کوئی تعارف چاہیے آپ کو؟؟"

میں رشتہ لے کر نہیں جاؤں گا تم نے میرا کہا نہیں مانا۔۔"وہ غصہ تھے" ابھی تک کہ حاد نے دائمہ کو انکار کیا تھا۔

رشتہ ہو چکا ہے لیکن نکاح پر میں آپ کو اٹھا کر لے آؤں گا۔۔" وہ بھی انہی کا پوتا تھا۔

"دھمکی دے رہے ہو مجھے؟؟"

"کھلے عام۔۔۔ ویسے مجھے یہ کام اسی دن کر لینا چاہیے تھا جب آپ نے میرے اکاؤنٹ فریز کروائے تھے۔" وہ مسکرایا۔۔ ابھی مسکراہٹ یونہی اس کے چہرے کا احاطہ کیے رکھتی تھی۔

"میں میڈیا پر بیان دوں گا کہ میری جان کو خطرہ ہے۔۔ ہنہہ"

اگر آپ نے میڈیا پر یہ بیان نہیں دیا ہوتا کہ میں حاد جبیل آپ کا پوتا ہوں" "تو شاید وہ آپ کی بات کو سیریس لے لیتے۔۔

تم مجھے بلیک میل نہیں کر سکتے۔۔۔" وہ ابھی تک اپنی اکڑ میں تھے۔"

میں آپ کو بلیک میل کر رہا ہوں۔۔۔ میں آپ کو اٹھا کر لے آؤں گا اور" آپ جانتے ہیں مجھے سید حیدر جبیل صاحب کو اٹھوانے میں ذرا دیر نہیں لگے "گی۔۔۔

پورے باپ پر گئے ہو۔۔۔" وہ اب جیسے ہار مان رہے تھے۔"

پورا آپ پر گیا ہوں۔۔۔" اور سید جبیل زیر لب مسکرا دیے۔"

''ٹھیک ہے سوچ کر بتاؤں گا۔۔۔''

ہاں ہاں سوچ لیں لیکن نکاح سے ذرا پہلے تشریف لے آیئے گا کیونکہ وہ''
''آپ پڑھائیں گے۔۔۔

''کک۔۔کیا۔۔۔میں؟؟''

کیوں آپ نہیں پڑھا سکتے۔۔۔؟؟اللہ نے منع کیا ہے آپ کو؟؟''سید''
جبیل کے پاس تو الفاظ ہی نہیں بچے تھے۔آنکھوں میں نمی امڈ آئی تھی۔اتنا
بڑا رتبہ دینے جارہا تھا وہ انہیں۔
انہیں اپنے چاروں پوتوں میں سے یہ سب سے عزیز تھا۔۔جس نے ہمیشہ ان
کی بات مانی تھی۔وہ اسے ہمیشہ حشام کی یاد دلاتا تھا۔۔۔رشتوں کی حفاظت
کرنے والا۔۔۔

جس نے اکیلے سب سنبھالا تھا اور کبھی کوئی شکوہ نہیں کیا تھا۔

✿••✿••✿••✿

تو آپ سچ میں شادی کر رہے ہیں۔۔۔؟؟" خبر سنتے ہی سعد نے فون کیا" تھا۔

شادی نقلی بھی ہوتی ہے کیا۔۔؟؟" اس نے الٹا سوال کیا۔"

نہیں میرا مطلب وہ پچھلی بار ہسپتال میں۔۔" وہ بات ادھوری چھوڑ گیا۔"

"تو خود آ کر دیکھ لینا نا کہ نکاح ہو رہا ہے یا نہیں۔۔"

تو۔۔دا۔۔دائمہ کا کیا۔۔؟؟" اس نے ہچکچاتے پوچھا تھا۔حاد زیر لب " مسکرایا۔

"تم ہو نا۔۔۔"

جج۔۔جی۔۔۔" سعد کی تو آنکھیں ابل آئی تھیں۔حاد اسکرین کی طرف " نہیں دیکھ رہا تھا لیکن جانتا تھا اس وقت سعد کے کیا تاثرات تھے۔وہ کیسے بھول گیا تھا وہ حاد کی نگاہوں سے کچھ نہیں چھپا سکتا تھا۔

میں دادا جی سے بات کروں گا۔۔تم جبیل خاندان کی لڑکی کے لیے ایک " "بہترین انسان ہو۔۔مجھے امید ہے جلد یا بدیر وہ مان جائیں گے۔۔۔

سعد تو ساکت بیٹھا رہ گیا تھا۔

"تو کب آرہے ہو تم؟؟" وہ اسے خاموش بیٹھے دیکھ کر پوچھنے لگا۔

"آپ کہتے ہیں تو آج ہی آجاتا ہوں۔۔" وہ مسکرایا۔

"چلو میں بتاتا ہوں۔۔ لیکن تم تھوڑا دھیان رکھنا یہ خبر می-ڈیا تک نہ جائے۔۔" اس نے سعد کو تاکید کی تھی جس نے سمجھتے ہوئے سر اثبات میں ہلادیا تھا۔۔ وہ خوش تھا کیونکہ حاد خوش تھا۔

✿••✿••✿••✿

یہ نکاح سے تین دن پہلے کی بات تھی۔ وہ اکیڈمی جانا چاہتی تھی۔

کیا میں اکیڈمی آسکتی ہوں ؟؟" اس نے حاد کو کال کی یہ نہیں کہا کہ اس کا" دل کر رہا تھا اسے ڈر تھا کہیں وہ بھی ہسپتال والوں کی طرح اسے وہاں سے نکال نہ دے۔

"یہ کوئی پوچھنے کی بات ہے ؟؟"

اور پھر اگلے ایک گھنٹے وہ حمیزہ کے ساتھ اس کی گاڑی میں اکیڈمی جا رہی تھی۔۔ کئی دنوں بعد گھر سے نکلی تھی۔ وہیل چیئر کو لفٹ سے لانا اور پھر اسے گاڑی میں بٹھانا۔۔۔ یہ آسان نہیں تھا پر وہ ایک بار جانا چاہتی تھی۔۔ اسے جینا چاہتی تھی۔ آج موسم خوشگوار تھا۔۔۔ سردی پہلے جتنی شدید نہیں تھی لیکن ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں۔۔ اسے باہر نکل کر جیسے جنت کا احساس ہوا۔ جیسے ہی اس نے اکیڈمی کو دیکھا اس کی آنکھوں میں آنسوں آ گئے۔۔۔ وہ خود اس کی وہیل چیئر پکڑے اندر لایا تھا۔ اسٹوڈنٹس

اسے دیکھتے ہی اس کی جانب بھاگے تھے۔۔۔اور ان سب سے مل کر ایمان کو اپنے اندر نئی زندگی دوڑتی محسوس ہوئی تھی۔اسے اب یہ سب اپنا حصہ لگتا تھا اپنے وجود کا حصہ جسے اگر کاٹ کر اس سے الگ کر دیا جاتا تو اس کے لیے سروائیو کرنا مشکل ہو جاتا۔۔۔وہ کتنی دیر ان سے باتیں کرتی رہی۔

اور پھر وہ اپنے پسندیدہ درخت کے نیچے بیٹھ گئی۔۔۔ان تین مہینوں میں کافی تبدیلیاں آئی تھیں۔۔اکیڈمی کی پوری عمارت سبز بیلوں سے ڈھکی تھی۔۔۔کھڑکیوں کے اطراف میں بیلیں لٹک رہی تھیں۔۔اسے یہ نظارہ اچھا لگا۔ٹھنڈی ہوا سے پتے پیڑ شاخوں سے جھوم رہے تھے۔ گراؤنڈ میں اب کافی جگہ پر بیٹھنے کے لیے لکڑی کے بینچ نظر آرہے تھے۔ان تین مہینوں میں کافی کام ہوا تھا۔

وہ خود ہیلر تھی پر اسے جو چیز ہیل کرتی تھی وہ نیچر تھی۔۔۔وہ آنکھیں بند کر کے اپنے اندر اس انرجی کو اتارتی رہی۔۔اسے لگا جیسے وہ تندرست ہو رہی ہے۔۔۔جیسے زخم مندمل ہو رہے ہوں۔۔

"جیسے ہوا اس سے کہہ رہی ہو۔۔" اٹھو۔۔۔اب اٹھ بھی جاؤ۔۔۔

اس نے آنکھیں کھولیں تو سامنے حاد کو دیکھا۔اسے کافی پسند تھی اور شاید اسے یہ رنگ بھی بہت پسند تھا۔۔

وہ اس وقت سفید لوز پینٹ سفید ٹی شرٹ اور کافی رنگ کی جیکٹ پہنے ہوئے تھے۔وہ اس سے کچھ فاصلے پر کھڑے تھے اس کے ارد گرد اسٹوڈنٹس تھے وہ دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے ہوئے انہیں کچھ سمجھا رہا تھا۔۔۔اس کے بال اڑ رہے تھے۔۔۔وہ اسے دیکھتی گئی۔۔۔اس شخص سے دو دن بعد اس کا نکاح تھا۔۔۔کتنا مکمل لگ رہا تھا وہ۔۔اور وہ ابھی تک ٹھیک بھی نہیں ہوئی پھر بھی اس نے کتنے کھلے دل سے اسے قبول کیا تھا۔۔آخر کیوں؟؟ یہ سوال تھا جو ابھی تک اسے چھبتا تھا۔وہ کچھ دیر اسے دیکھتی رہی شاید حاد کو بھی محسوس ہو چکا تھا اس نے چونک کر ایمان کو دیکھا جو فوراً گود میں رکھی کتاب کی طرف متوجہ ہو چکی تھی وہ مسکرایا اور پھر سے بولنا شروع کیا۔

وہ کچھ دیر پڑھتی رہی اور پھر اسے سکون محسوس ہوا تو کتاب واپس رکھ کر چیئر سے ٹیک لگائی اور آنکھیں موندھ لیں۔۔وہ سونا چاہتی تھی۔اور کچھ دیر بعد وہ واقعی غنودگی میں چلی گئی تھی۔

اس کا ذہن بھول بھلیوں میں بھٹکنے لگا تھا۔۔تین دن پہلے۔یہ تین دن پہلے کی بات تھی جب اسے اس کی ڈرماٹولوجسٹ کی کال آئی تھی ڈاکٹر منحہ کی۔

"میں جانتی ہوں اب تم ایک ہیلر بن چکی ہو اور دیکھو آج ایک ڈاکٹر کو بھی تمہاری ضرورت ہے۔۔۔آج ایک ڈاکٹر تمہارے پاس آئی ہے اپنی الجھنیں لے کر۔۔۔"

وہ حیران تھی۔

"مجھے محبت ہو گئی ہے ایمان۔۔۔اور وہ بھی ایسے شخص سے جو میری دسترس سے باہر ہے۔۔"

وہ اسے خاموشی سے سنتی گئی۔

”ایسا کیوں ہوتا ہے؟؟ہم محبت سے بھاگنے والوں کو وہی شخص کو پسند آتا ہے جو قسمت میں نہ ہو۔۔؟؟“

وہ کافی بکھری بکھری لگ رہی تھی ورنہ ایمان نے اس کو ہمیشہ ہنستے مسکراتے دیکھا تھا وہ بہت خوبصورت تھی اور جب مسکراتی تھی مزید حسین لگتی تھی لیکن اس وقت وہ محبت کی لپیٹ میں تھی۔۔خودسر محبت جو ساری دیواریں توڑ کر اپنا آپ منوالیتی ہے۔

”محبت ایسا جذبہ ہے جس پر ہمارا کوئی اختیار نہیں ہے۔اس کے ہونے پر اس کے نہ ہونے پر۔۔ کبھی کبھی ہم اپنی ساری قوتیں لگا کر بھی کسی ایک شخص کے لیے اپنے دل میں جگہ پیدا نہیں کر پاتے ہیں اور کبھی کبھی کوئی شخص نہ

چاہنے کے باوجود بھی ساری کھڑکیاں دروازے توڑ کر ہمارے دل پر براجمان ہو جاتا ہے۔۔"

"تو ایسے میں کیا کرنا چاہیے۔۔۔"

"صبر۔۔۔اللہ پر بھروسہ۔۔۔"

منحہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"جو تمہارا ہے وہ تمہارے پاس آکر رہے گا پھر چاہے تم یا وہ کتنے ہی نگر کیوں نہ بھٹک لو۔۔اور جو نہیں ہے وہ ریاضتوں سے بھی نہیں ملے گا۔۔"

"کبھی تمہیں محبت ہوئی ہے۔۔؟؟"سوال ایسا تھا کہ ایمان مسکرادی۔

اگر کسی کو دیکھ کر دیکھتے رہنے کو محبت کہتے ہیں تو پھر مجھے ہوئی ہے۔۔۔"

اگر پابند ہو جانے کو محبت کہتے ہیں جو تمہیں کسی اور کا ہونے نہ دے۔۔۔ پھر "یقیناً مجھے ہوئی ہے۔۔

پھر تم نے کیا کیا؟؟" وہ اب حیران نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔"

"صبر کیا۔۔۔"

"پانے کی خواہش نہیں کی؟؟"

"کچھ محبتیں پا لینے کی خواہش سے پرے ہوتی ہیں۔۔"

توکیا ملا صبر کر کے۔۔۔؟؟'' وہ جاننا چاہتی تھی کہ اس ہیلر کو اس کی محبت ملی یا نہیں۔۔۔؟؟

''پھر وہ محبت خود چل کر میرے پاس آئی اور گھٹنے ٹیک کر کہا کہ اسے میری ضرورت ہے۔۔۔''

منحہ نے اس کے چہرے پر عجیب سے رنگوں کو پھوٹتے دیکھا تھا۔۔۔اور سفید رنگ سب سے گہرا تھا۔

''کیا صبر معجزے لاتا ہے؟؟''

توکل لاتا ہے۔۔۔'' وہ مسکرائی۔''

''اللہ پر بھروسہ رکھو اور خود کو گرنے مت دو۔۔''

اور پھر منحہ نے محسوس کیا تھا کہ اللہ نے واقعی اسے ہیلر بنایا تھا وہ زخم بھرنا جانتی تھی۔

✿••✿••✿••✿

"آپی۔۔۔۔آپی۔۔۔" کوئی اسے بلا رہا تھا۔ایمان نے آنکھیں کھولیں تو حمیزہ اس پر جھکی ہوئی تھی۔۔۔وہ کرسی پر بیٹھے بیٹھے سو گئی تھی۔

"کوئی آپ سے ملنے آیا ہے۔۔۔" حمیزہ نے بتایا تو ایمان نے ہاتھ سے اپنی آنکھوں کو مسلا۔اس سے جو بھی ملنے آیا تھا وہ اس کے پیچھے کھڑا تھا۔۔حمیزہ نے اس کی چیئر پکڑ کر گھمائی اور جیسے ہی ایمان کی نظر سامنے کھڑے شخص پر پ-ڑی وہ حیران رہ گئی۔

"اد۔۔۔ادھم۔۔۔"

اور کچھ فاصلے پر کھڑے ادھم کے تاثرات بھی مختلف نہیں تھے۔وہ منحہ کے کہنے پر یہاں آیا تھا اس کی خواہش تھی کہ وہ ایک بار ہیلر سے ضرور ملے۔ وہ اس کا دل نہیں دکھانا چاہتا تھا اس لیے آ گیا۔۔وہ ہسپتال گیا تھا لیکن وہاں سے اسے پتا چلا کہ وہ اب یہاں کام نہیں کرتی۔۔وہاں موجود ایمان کی ایک خیر خواہ نے اسے اکیڈمی کا پتا دیا تھا۔

اس اکیڈمی کا آنر حاد جبیل تھا۔۔اسے انٹرنیٹ سے پتا چلا تھا۔اور اس نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ جس ہیلر کے بارے میں منحہ اسے بتاتی تھی وہ اور کوئی نہیں بلکہ ایمان ہی تھی۔

ہائے۔۔۔"وہ اسے دیکھ کر بولا۔۔مسکرانا چاہتا تھا پر مسکرا نہیں پایا۔۔رونا چاہتا تھا رو نہیں پایا۔۔۔شاید تین سال ہونے والے تھے اس سے

بات کیے۔۔۔اس سے دور ہوئے۔۔۔۔اسے دور کیے اور یہ تین سال اس نے کیسے گزارے تھے یہ صرف وہی جانتا تھا۔

ایمان خاموشی سے سے دیکھتی رہی۔پچھلی بار وہ اسے پاگل خانے میں ملی تھی اور اس بار وہیل چیئر پر۔پھر بھی وہ ہیلر کہلائی۔۔آخر کیا تھا اس لڑکی میں۔۔؟؟وہ آگے ہوتے لکڑی کے بینچ پر بیٹھ گیا تھا۔

میں ادھم ہوں۔۔لوگ مجھے ماثیل کہتے ہیں ایک بت ساز، میں اپنے ”

اسٹوڈیو گیا تھا میں نے اپنے مجسموں کو توڑنے کی کوشش کی لیکن میں توڑ نہیں پایا۔۔میں ان بتوں کو نہیں توڑ پایا۔۔۔“وہ اب کسی غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائے بتا رہا تھا۔

ہم میں سے ہر شخص ماثیل ہے، ہر شخص بت بناتا ہے اپنی توقعات کے،"
معیار کے، ترجیحات کے، اپنی پسند، من پسند اور ناپسند کے اور ان بتوں کو
"!توڑنا خود کو توڑنے کے مترادف ہوتا ہے۔۔
وہ بھی اسے نہیں دیکھ رہی تھی۔ادھم نے چونک کر اسے دیکھا۔

"ان بتوں کو توڑنا لازمی ہے؟؟"

"اس سے پہلے کہ یہ ہمیں توڑ دیں۔۔انہیں توڑ دینا چاہیے۔۔"

اور محبت؟؟اس کا کیا؟؟وہ بھی تو توڑ دیتی ہے ہمیں۔۔؟؟" وہ اس کے"
چہرے پر نظرے جمائے بولا تھا۔۔یہ وہ ایمانہیں تھی جسے وہ جانتا تھا۔۔ تین
سالوں نے اسے بھی بدل دیا تھا۔

محبت نہیں محبت میں بنائے جانے والے توقعات کے بت ہمیں توڑ ڈالتے ”
ہیں۔۔“

لیکن میں نے تو ایسی کوئی توقعات نہیں رکھی تھیں۔پھر مجھے کیوں توڑا ”
گیا۔۔؟؟“ وہ شکوہ کناں تھے اسے اپنے سارے جواب چاہئیں تھے۔

کیا آپ کو یقین ہے کہ محبت نے توڑا تھا آپ کو؟؟“ ایمان نے اس بار اس ”
کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا تھا۔ادھم نظریں جھکا گیا۔۔۔وہ سمجھ
گیا تھا وہ کیا کہنا چاہ رہی تھی۔

“میں آج بھی اس محبت کو دل سے نہیں نکال پایا ہوں۔۔”

آپ نے کوشش نہیں کی ہوگی آپ نے اس درد سے نکلنا نہیں چاہا آپ " نے لڑائی جاری رکھی۔۔ آپ نے لڑائی ختم کرنے کی کوشش کی ہوتی تو وہ "محبت خود بخود آپ کو آزاد کر دیتی۔۔

میں بھٹک رہا ہوں۔۔۔" وہ گہرے ضبط سے بولا تھا۔۔ گہری سرمئی " آنکھوں میں ملال تھا۔ اسے ایمان کی یہ حالت دیکھ کر دکھ ہوا تھا اگر وہ اس دن اسے نہ جھٹکتا اس دن اس پر یقین کر لیتا تو شاید یہ سب نہ ہوتا۔۔ اگر وہ اس کی ماں کو اس کے کردار کے بارے میں غلط باتیں نہ سناتا تو شاید کہانی الگ ہوتی۔۔ پر اس نے صبر نہیں کیا تھا۔۔ محبت میں تو صبر لازم ہے۔

"بھٹکنے سے بہتر ہے منزل ڈھونڈیں۔۔"

”کچھ لوگوں کو ان کی منزل آسانی سے مل جاتی ہے اور کچھ لوگ میرے جیسے ہوتے ہیں، بت ساز۔۔۔اپنے بت سینے میں سجائے بھٹکتے رہتے ہیں، ہم لوگوں کی منزلیں اتنی آسان نہیں ہوتیں۔۔“

”ایسا ممکن ہی نہیں کہ آپ منزل کی نیت سے نکلیں اور وہ آپ کو نہ ملے۔۔“

اس کے پاس ادھم کی ہر بات کا جواب تھا۔۔وہ اسے دیکھے گیا۔اتنی ہمت نہیں تھی وہ اسے ایما کہہ کر پکارتا۔آنکھیں جلنے لگی تھیں۔

”میں آج بھی اس کی خواہش کو دل سے نہیں نکال پایا ہوں۔۔آج بھی چاہتا ہوں وہ اپنی زندگی میں سے صرف ایک دن، ایک دن مجھے دے دے۔۔۔میں اس کے ساتھ گھومنا پھرنا چاہتا ہوں۔۔میں اس کے ساتھ اپنی فیورٹ مووی دیکھنے جانا چاہتا ہوں ڈنر کرنا چاہتا ہوں، اور پھر رات کو

میں اس سے اس کی رائٹنگ کے بارے میں سننا چاہتا ہوں اور جب وہ سو جائے تو بس اسے سوتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔ کیا یہ بہت زیادہ ہے۔۔۔"

ایمان نے سر جھکا لیا۔۔۔ وہ بھی ضبط کے کڑے مراحل سے گزر رہی تھی۔

"کچھ خواہشیں کبھی پوری نہیں ہوتیں تو انہیں دل سے نکال دینا بہتر ہے۔۔"

وہ کتنی ظالم تھی کتنی آسانی سے کہہ دیا تھا۔

"میں نے تم سے محبت کی ہے ایمان۔۔۔"

جذبوں کی شدت کو لفظوں میں بیان کرنے کو محبت نہیں کہتے مسٹر ادھم "
جبیل۔۔۔ محبت وہ ہوتی ہے جو آپ کے اندھیروں میں آپ کے ساتھ ہو
جب آپ کے خونی رشتے تک آپ کا ساتھ چھوڑ جائیں۔۔۔اور آپ میرے
اندھیروں میں میرے ساتھ نہیں تھے۔"
وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی زخمی آنکھیں لیے۔اس شخص نے اپنی ہی محبت کے
کردار پر انگلی اٹھائی تھی تو وہ اسے کیسے مل جاتی؟؟

"سچ تو یہ ہے کہ آپ کو محبت نہیں محبت میں کی جانے والی بے وفائی بھٹکنے پر
مجبور کرتی ہے۔آپ کا ضمیر آپ کو محبت کی نہیں بے وفائی کی یاد دلاتا
ہے۔۔"

"تو اس کی سزا کب ختم ہو گی۔۔۔؟؟" وہ بے چینی سے بولا۔

جب آپ کرنا چاہیں۔۔جب آپ سمجھ لیں کہ اس زندگی میں ہمیں سب کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔۔۔"

"میں تھک گیا ہوں۔۔"وہ بے بسی سے بولا تھا۔وہ کانوں کے گرد مفلر لپیٹے ہوئے تھا اور اس کے گھنے بال پیچھے کی جانب سیٹ تھے۔

"قدرت کے خلاف جائیں گے تو تھک جائیں گے۔۔۔"

"مجھے ایسا لگنے لگا ہے کہ قدرت مجھ سے بات کرنے لگی ہے۔۔"
اس بار چونکنے کی باری ایمان کی تھی۔ تیز ہوا کا جھونکا آیا اور پتے اڑنے لگے تھے۔اس وقت ایمان کے دل کی حالت عجیب سی تھی۔

"میں وہ سماعت کہاں سے لاؤں جو اسے سن سکے۔۔۔؟؟"

گوتم بدھ پسند تھا نا آپ کو؟؟ تو آپ اسی کی طرح سفر پر کیوں نہیں نکلتے ""
ہیں؟؟ اس مقام پر جائیں جہاں آپ کو لگے آپ اسے سن پائیں
"" گے۔۔ محسوس کر پائیاں گے، کائنات آپ کے انتظار میں ہے۔

وہ سر جھکائے سنتا رہا۔۔۔اور شاید وہ فیصلہ بھی کر چکا تھا کہ اب اسے کیا کرنا تھا۔

""کیا کبھی تمہیں ماثیل یاد نہیں آیا۔۔۔؟؟""

وہ ماضی تھا۔۔۔اور جب پرندہ آزاد ہو جائے تو پیچھے بچی باقیات کے لیے ""
"" واپس پنجرے میں نہیں جاتا۔۔۔

خاموشی پھر سے چھا گئی۔۔سائیں سائیں کرتی ہوا ان کے پاس سے گزر رہی تھی۔اس نے حاد کو دیکھا وہ ہاتھ میں کافی کے دو کپ اٹھائے اب گیٹ کی جانب بڑھ رہا تھا اور پھر گیٹ سے کچھ فاصلے پر رکھے بینچ پر بیٹھ چکا تھا۔اس نے ایمان کو ہاتھ ہلا کر ہائے کیا۔وہ ہولے سے مسکرا دی۔

"ایک آخری بات پوچھوں۔۔۔؟؟"

اس نے سر اٹھایا۔

"جج۔۔۔ضرور۔۔۔"وہ مسکرائی۔۔اس کے انداز میں اعتماد تھا اور یہ حاد کو دیکھ کر ابھر آیا تھا۔

"کبھی تم نے مجھ سے محبت کی ہے؟؟ایک پل کے لیے، سرف ایک پل کے لیے سہی۔۔کی ہے؟؟"

وہ کیا سننا چاہتا تھا ایمان جانتی تھی۔ پورا ماضی ایک پل میں ہی کسی فلم کی طرح اس کے سامنے گھوم گیا تھا۔

"محبت ایسے پیڑوں پر نہیں اترتی جس کی شاخوں پر خوف کا بسیرہ ہو۔۔۔"

وہ جب اس کے ساتھ تھی اسے ہمیشہ انجانا خوف گھیرے رکھتا تھا، اللہ کا خوف، اکریئیس بننے کا خوف، سیاہ ہو جانے کا خوف۔۔۔ اور وہ شخص کبھی اس کا خوف دور نہیں کر پایا تھا۔۔۔ ایسے میں محبت کیسے جنم لیتی۔۔۔؟؟

اس نے ایک گہرا سانس لیا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

مجھے اب جانا ہو گا۔۔۔" اس نے کہا اور گیٹ کی جانب قدم بڑھائے۔"

مسٹر ماثیل۔۔۔" اس نے کافی عرصے بعد اسے، ماثیل کو پکارہ تھا۔"

آپ اب میری دعاؤں میں شامل ہیں۔مجھے امید ہے اس بار آپ کو منزل "
مل جائے گی"۔۔

اورادھم کا دل بے اختیار کر لایا تھا۔۔۔تو یہ وجہ تھی جو اسے قدرت خود سے
باتیں کرتی محسوس ہوتی تھی۔

اس نے ایک نظر ایمان کو دیکھا۔۔اسکے چہرے پر سکون تھا اور ایک دھیمی
مسکان۔۔۔

آج ادھم نے اعتراف کیا تھا کہ وہ لڑکی واقعی ہیلر تھی۔۔اس کا قدرت سے
گہرا تعلق تھا۔۔۔پھر وہ بھی مسکرا کر آگے بڑھ گیا۔۔اس کا رخ اب حاد کی
جانب تھا جو اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا کافی پی رہا تھا اور پھر ادھم کو اپنی
جانب آتے دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔

حاد جبیل۔۔۔یہ اس کا وہ کزن تھا جس نے بچپن میں بہت کچھ سہا تھا۔۔
اسے یاد تھا جب اسے پاکستان لایا گیا تھا۔ وہ اسے عجیب لگتا تھا۔ لیکن اس نے کبھی حاد میں دلچسپی نہیں لی۔

ادھم اس سے دو قدم کے فاصلے پر آ کر کھڑا ہو گیا۔

"حاد جبیل۔۔۔وہ خاص لڑکا جس نے بہت کچھ سہا۔۔"
وہ اب اس کے سامنے کھڑا تھا۔ دونوں کا قد ایک جتنا تھا۔ دونوں کو اپنی الگ شخصیت تھی۔۔ایک بت ساز تھا تو دوسرا بت شکن، مسٹر گرے۔۔وہ ماسٹر مائنڈ جس نے سب کی کہانیوں کو بدلا تھا۔

سب کو سہنا پڑتا ہے۔۔"وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔"

تو وہ تم تھے، تم تھے وہ جو خدا کے علاوہ میرے اور ایمان کے درمیان"
رہے، تم ہمیشہ سے تھے۔" وہ حاد کے چہرے پر گہری نظریں جمائے کہہ رہا
تھا۔ حاد ہولے سے مسکرایا۔

"بر ویو آر دی بیسٹ ولن، تم میری کہانی کے سب سے بہترین ولن ہو۔"

اور ولن دوسروں کے لیے اپنی محبت کو نہیں چھوڑا کرتے۔۔۔" وہ اسی"
کے انداز میں بولا تھا۔
ادھم جبیل نے صرف اندھیرا دیکھا تھا اور حاد جبیل نے اندھیرا اجالا اور
موت۔۔۔ سب کو قریب سے دیکھا تھا۔

"تم صرف اس لیے جیتے کہ اس نے تمہیں چنا۔۔۔"

اور تم صرف اس لیے ہارے کہ تم نے اسے اور اس کے خدا کو چھوڑ

دیا۔۔۔"

وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔دونوں کے بال ہوا سے اڑ رہے

تھے۔۔۔دونوں کا موضوع ایک ہی تھا۔

"میں صرف اسے ایک بار چھونا چاہتا ہوں۔۔۔اسے محسوس کرنا چاہتا

ہوں۔۔" ادھم نے گہری سنجیدگی سے کہا۔اور حاد دونوں کے درمیان

موجود وہ دو قدم کا فاصلہ ختم کرتے اس کے قریب ہوا۔

"Touch her and I will destroy your whole

Existence..."

وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑا تھا۔ ایک کی آنکھیں گہری سرمئی تھیں جو کبھی کبھی سیاہ کا شیڈ دیتی تھیں جبکہ دوسرے کی چمکتی گرے جو سامنے والے کو برف بنانے کی صلاحیت رکھتی تھیں۔

چند لمحے خاموشی کے گزرے اور پھر ادھم ایک قدم پیچھے ہٹتے چہرہ نیچے جھکا کر ہنس دیا۔۔ وہ اب آسمان کی جانب دیکھ رہا تھا اور شاید یہی سننا چاہتا تھا جو حاد نے کہا تھا۔

یہ کافی میرے لیے ہے۔۔۔" وہ اب بینچ پر بیٹھ گیا تھا اور کافی کا کپ" اٹھائے منہ سے لگا یا۔

نائس۔۔۔" وہ ہولے سے بولا جبکہ حاد بھی اس کے ساتھ بیٹھا۔"

"ایک بات بتاؤ۔۔۔" وہ دونوں اب ایمان کو دیکھ رہے تھے جو حمیزہ کے لائے ہوئے زرد پتوں کو اپنی شال سے صاف کرتی کتاب میں رکھ رہی تھی۔ وہ دونوں ایک ساتھ ہمیشہ خوش رہتی تھیں۔

"صرف وہی کیوں؟؟"

"کیونکہ وہ مجھے میری اوقات میں رکھتی ہے، وہ میرا ریمائنڈر ہے، اسے دیکھ کر مجھے یاد رہتا ہے کہ مجھے زمین پر رہنا ہے، مجھے شیطان نہیں بننا۔۔۔" ایمان کے الفاظ آج بھی اسے پوری جزئیات سے یاد تھے۔

"ایسی دنیا صرف تم بنا سکتے ہو۔۔۔" وہ اندر سے اکیڈمی دیکھ چکا تھا اور وہاں ہوتے سیشن بھی۔ وہ حادسے متاثر ہوا تھا۔

کب ہے شادی۔۔۔؟؟" بالآخر اس نے پوچھ ہی لیا۔"

پرسوں۔۔۔" حاد کے جواب پر ادھم نے اپنے دل کو ڈوبتے پایا تھا پر یہی سچ" تھا اور جب انسان سچ کی جانب پہلا قدم بڑھاتا ہے تب بہت کچھ آسان ہو جاتا ہے۔

"لکی ہو۔۔۔"

آفکورس۔۔۔" وہ مسکرایا۔"

"تم رکو گے نہیں۔۔؟؟"

نہیں۔۔ میرا سفر شروع ہو چکا ہے۔۔ میں اب رک نہیں سکتا۔۔۔"
ادھم نے ہولے سے جواب دیا۔۔۔ وہ کچھ دیر مزید بیٹھا رہا اور پھر جاتے ہوئے دونوں گلے ملے تھے۔۔ وہ نہیں جانتے تھے دوبارہ مل پاتے یا نہیں۔۔۔ اور پھر ایمان نے ادھم کو گیٹ سے نکلتے دیکھا تھا۔ اسے رخصت کر کے وہ سیدھا ایمان کے پاس آیا تھا۔۔۔ حمیزہ اٹھ کر چلی گئی تھی۔ وہ اس کے پاس آکر بینچ پر بیٹھ گیا۔

"اس کا سفر شروع ہو چکا ہے۔۔"

جانتی ہوں۔۔۔ جب کائنات آپ سے مخاطب ہونے لگے پھر آپ بچ نہیں سکتے۔" وہ ہولے سے مسکرائی۔

پریشان ہو کسی بات کو لے کر۔۔۔؟؟" حاد نے پوچھا۔"

"ن ن۔۔نہیں تو۔۔۔" وہ اسے بتا نہیں پائی کہ ڈائریکٹر نے اسے ہسپتال سے نکال دیا تھا۔اسے ہسپتال والوں نے چھوڑ دیا تھا۔ہمیشہ سے سب اسے چھوڑتے آئے تھے۔۔اپنانے والا تو صرف وہی آیا تھا۔

"گڈ پریشان ہونا بھی نہیں۔۔"

وہ بس اسے دیکھ کر مسکرائی۔پھر وہ اٹھ کر جیبوں میں ہاتھ ڈال کر اندر جانے لگا۔

"ایک بات پوچھوں۔۔۔؟؟" اس نے پکارہ۔

حادر کا اور پلٹ کر اسے دیکھا۔ایمان نے خشک لبوں پر زبان پھیری۔

آپ مجھے چھوڑ تو نہیں دیں گے ؟؟" وہ اسے دیکھ رہی تھی۔حماد نے اس کی" بات سنی اور پھر کندھے اچکا کر واپس پلٹ گیا۔۔۔وہ اسے دیکھ رہی تھی دھڑکتے دل کے ساتھ۔۔۔وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے اس سے دور ہو رہا تھا بنا جواب دیے۔۔۔ایمان کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا۔آنکھوں میں بے اختیار نمی ابھر آئی۔

وہ رکا۔۔پلٹا اور اسے دیکھا۔۔۔بھورے رنگ کی جیکٹ میں چشمے لگائے وہ کتنا پیارا لگ رہا تھا۔

دونوں ہاتھ ابھی بھی پینٹ کی جیبوں میں تھے۔۔اس نے گردن کو تھوڑا سا بائیں جانب جھکایا اور جیسے ایمان کو فوکس کیا۔تیز ہوا کا جھونکا آیا اور اس کے بال ماتھے پر آ گرے۔

اور پھر اس نے ہولے سے اپنی گردن کو ناں میں ہلایا۔وہ اسے کبھی نہیں چھوڑنے والا تھا۔

کبھی نہیں۔۔۔" وہ زور سے چلایا۔اور ایمان نم آنکھوں سے ہنس دی"
تھی۔

✿••✿••✿••✿

دیکھو وعدہ کر کے بھول نہ جانا
عشق چنریا اوڑھ کے دل میں آنا۔

حمیزہ اسے آتے جاتے چھیڑ رہی تھی۔ سلمی بیگم نے خاص خاص لوگوں کو بلایا تھا اور ان کے اپارٹمنٹ میں جیسے رونق لگ گئی تھی۔اس کے نکاح کا جوڑا آچکا تھا۔ Beige کلر کا یہ ڈریس اتنا خوبصورت تھا کہ وہ اسے دیکھے گئی۔وہ بھاری بھرکم لہنگا نہیں پہن سکتی تھی اس لیے حانم نے اس کے لیے یہ ڈریس پسند کیا تھا۔۔ساتھ سرخ رنگ کی بڑی سی شال تھی۔ڈریس کی

شرٹ کھلی اور لمبی تھی نیچے پلازو تھا جو کافی کھلا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہلکی جیولری تھی۔ شاید دونوں کی پسند ایک ہی تھی تبھی وہ اسے اتنا پسند آیا تھا۔ آج ایمان کا دن پہلے ہسپتال میں گزرا تھا اس کا پلستر اتر گیا تھا اور اس کی دونوں ہڈیاں ٹھیک سے جڑ گئی تھیں۔۔ البتہ ابھی وہ مکمل طور پر ٹھیک نہیں ہوئی تھیں ابھی شاید اسے مہینوں لگ جاتے دوبارہ دونوں پاؤں پر چلنے میں۔

آپی عبدل آئے گا؟؟" حمیزہ نے پوچھا تھا۔"

میں نہیں جانتی۔۔۔" وہ بس اتنا ہی کہہ پائی تھی۔ کاش کہ وہ آجاتا۔ اس" کی زندگی کا سب سے خاص دن تھا پر وہ نہیں تھا۔

"آپی آپ کو مہندی لگا دوں۔۔؟؟"

نہیں میں تھکی ہوئی ہوں مجھے سونا ہے۔۔"اور وہ کافی دنوں بعد اتنے سکون کی نیند سوئی تھی۔

✿••✿••✿••✿

وہ دلہن بن کر اتنی پیاری لگی کہ اسے خود یقین نہ آیا۔ وہ سج دھج کی عادی نہیں تھی اور نہ اسے پسند تھا پر اس وقت ماتھے پر لگی بندی اسے چاند بنا رہی تھی۔ کلائیوں میں پہنے ہوئے کنگن اور ان کی چھن چھن۔۔۔ وہ اپنے ہی جذبات نہیں سمجھ پا رہی تھی۔ سلمی بیگم جنہیں وہ ڈریس اس کے رنگ کی وجہ سے خاص پسند نہیں آیا اب وہ بھی حیران تھیں۔ انہوں نے ایمان کی ڈھیروں بلائیں لے ڈالی تھیں۔

جبیل خاندان سے صرف گنتی کے لوگ تھے صرف گھر کے لوگ۔

وہ بار بار پانی پی رہی تھی جانے کیوں بار بار گلہ خشک ہو رہا تھا۔

”آپی ریلیکس رہیں۔۔۔“حمیزہ نے بالآخر بول ہی دیا تھا۔ٹائم ہو گیا تھااور وہ لوگ ابھی تک نہیں آئے تھے۔۔۔نکاح عصر کے بعد تھا۔اور عصر کا وقت ہونے والا تھا۔۔وہ لوگ ابھی بھی نہیں آئے تھے۔

”آج تو موسم بھی خراب ہے۔۔۔“ایمان نے گلاس ونڈو پر بہتی بارش کی ہلکی ہلکی بوندوں کو دیکھا۔کوئی بھی فون نہیں اٹھا رہا تھا۔اس کا دل گھبرانے لگا۔بالآخر اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ حاد کو میسج کیا اور میسج میں اس نے صرف سوالیہ نشان بھیجا تھا اور کچھ دیر بعد ہی ریپلائے آیا تھا۔

”آ رہا ہوں۔۔۔ڈونٹ وری!“اور اس نے فوراً فون رکھ دیا۔اور پھر وہ لوگ آ گئے تھے۔

منحہ اور دائمہ دونوں موجود تھیں۔ منحہ اور ایمان ایک دوسرے کو دیکھ کر حیران ہوئی تھیں۔

میں اب سمجھی کہ حاد بھیا شادی کے لیے کیسے مان گئے۔۔۔" وہ بہت خوش" تھی اور ایمان کو دیکھ کر اور خوش ہو گئی تھی۔

ایمان سفر نہیں کر سکتی تھی اور اسی لیے پورے جبیل خاندان کو حاد نے اسلام آباد بلا لیا تھا۔

"بھائی نماز پڑھنے گئے ہیں، آتے ہی نکاح ہو گا۔۔۔"

وہ چہک کر بتا رہی تھی لیکن اس کی آنکھیں اداسیوں کا شکار تھیں۔۔ایسی ہی حالت دائمہ کی بھی تھی۔اور حانم، ایمان اسے دیکھ کر حیران رہ گئی تھی۔۔۔وہ سر سے پاؤں تک سفید ساڑھی میں تھی۔۔وہ اتنی خوبصورت

لگ رہی تھی ایمان سمیت سلمی بیگم اور حمیزہ بھی اسے دیکھ رہی تھیں۔ یقیناً حاد جبیل کی ماں ایسی ہی ہو سکتی ہے۔ وہ ایمان کے پاس ہی بیٹھ گئیں۔

ارمان آنلائن تھا اور ایمان کی طرف سے وہی اس کا ولی تھا۔

اپارٹمنٹ کا لاؤنج کھلا اور بڑا تھا۔۔ سب وہیں بیٹھے تھے۔ اس کا نکاح پہلے بھی ہوا تھا پر جو احساسات آج تھے وہ پہلے نہیں تھے۔ سنت کے مطابق جو نکاح کیا جاتا ہے اس کی تاثیر ہی الگ ہوتی ہے۔

درمیان میں سفید پردہ تھا۔۔ حاد سید جبیل صاحب کا بازو تھام کر انہیں اندر لایا تھا۔۔

"برخوردار میں نے کبھی کسی چیز کے لیے اتنی تیاری نہیں کی۔۔" وہ اسے کندھوں سے پکڑ کر بولے تھے۔

"جانتا تھا اسی لیے سوچا آپ کو کام پر لگا دوں۔" وہ مسکرایا۔

اور پھر خاموشی چھا گئی۔ سید جبیل دوسری جانب بیٹھے ایمان سے اس کی رضامندی پوچھ رہے تھے۔۔۔ وہ اس کا نکاح سید عبد الحاد جبیل بن روحان حیدر جبیل سے پڑھانا چاہتے تھے اور جاننا چاہتے تھے اسے کوئی اعتراض تو نہیں۔۔۔؟

ایمان نے اپنے دل کی دھڑکن کو کانوں میں صاف سنا۔۔۔ اس کے ہاتھوں میں کپکپاہٹ تھی۔۔۔ وہ اجازت دے رہی تھی۔

اسے حاد جبیل کے نکاح میں دیا جا رہا تھا اور وہ ہر بار قبول کر رہی تھی اسے سب دھندلا نظر آ رہا تھا۔ آنکھوں میں آنسوں ابھر آئے تھے۔ وہ اپنے احساسات کبھی بیان نہ کر پاتی۔

سید جبیل صاحب اب حاد کی جانب متوجہ تھے۔۔۔ وہ اسے تمام تر دل اور روح کی گہرائیوں سے قبول کر رہا تھا۔

دونوں نے سائن کیے تھے۔ ایک قاضی ساتھ تھا لیکن حاد کی خواہش پر نکاح پھر بھی سید جبیل نے پڑھایا تھا۔

اب سب کے ہاتھ دعا کے لیے اٹھے تھے۔اور ایمان نے اللہ کا شکر ادا کیا تھا۔
اور حاد۔۔۔اس کی دعا تو سب سے لمبی چوڑی ہو گئی تھی۔۔۔وہ جانے کیا کیا مانگتا رہا تھا۔

بس کرو یار اب تو ہو گیا ہے نکاح۔۔" حنیفہ بھائی نے اس کے کندھے پر" ہاتھ رکھا تو اس نے جلدی سے مسکراتے ہوئے آنکھوں میں آئی نمی کو چھپایا۔وہ اب پردے کے اس پار دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا جہاں ایمان بیٹھی رو رہی تھی اور حانم اسے چپ کروانے کی کوشش کر رہی تھیں۔

"You are the Calmness of My Soul Emmany"

وہ اسے دیکھتے ہولے سے بڑبڑایا تھا۔

✿••✿••✿••✿

سعدان سب کو لے کر ایک بہت بڑے اور اچھے ریستوران آیا تھا۔ حاد اور ایمان دلہا دلہن کے روپ میں وہاں نہیں آ سکتے تھے۔۔۔ حاد فی الحال ایمان کو سب کی نظروں میں نہیں لانا چاہتا تھا۔ وہ شیر وانی گاڑی میں رکھ کر ان کے پاس آیا تھا۔ اس نے ایمان کا ہم رنگ ڈریس پہنا تھا اور ایمان نے پہلی بار اسے شلوار قمیص میں دیکھا تھا۔۔ اس کی نظریں اٹھنے سے انکاری تھیں۔

"یہاں سے آپ سب لوگ ہوٹل جائیں گے سب کے رومز بکڈ ہیں اور صبح اپنے اپنے گھروں کو۔۔۔" ولیمہ ابھی نہیں تھا۔

"تم ہمارے ساتھ نہیں جاؤ گے۔۔" حمدان صاحب نے پوچھا۔

’’نہیں۔۔میں ایمانے کو اپنی دنیا میں لے کر جا رہا ہوں۔۔‘‘

’’یعنی ہماری ضرورت ختم۔۔۔؟؟‘‘ سید جبیل نے طنزیہ کہا۔ تو وہ مسکرا دیا۔

’’دیکھو بھئی نکاح ہو گیا کھانا آپ لوگ کھا چکے تو بس اتنا ہی ہوتا ہے۔۔‘‘

’’بابا جان اس کے بھی پر نکل آئے ہیں۔۔‘‘ حنیفہ بھائی نے سید ضیا جبیل کو مخاطب کیا۔

’’یہ پر پہلے سے ہی ہیں۔۔۔ محترم نے ہمیں اب دکھائے ہیں۔۔‘‘ وہ سب اسے آڑے ہاتھوں لے رہے تھے۔

سلمی بیگم اور حمیزہ ان سب سے مل کر بہت خوش ہوئے تھے۔ باہر اب اندھیرا تھا اور ہلکی بارش بھی۔۔۔ حانم گاڑی میں تھی اور اس کی گاڑی بالکل سادہ تھی۔ منحہ اس کے پاس تھی۔ اس نے سعد کو سب ہدایات کیں۔ حانم نے اس کی پیشانی کو چوما اور وہ ان سب کو خدا حافظ کرتے باہر نکل آیا۔

تھینک یو منحہ اب تم جا سکتی ہو۔۔" اس نے جھکتے ہوئے منحہ سے کہا۔"

خالی ہاتھ نہیں جاؤں گی۔۔۔ پہلے پیسے۔۔؟؟" اس نے ہاتھ بڑھایا تو حاد" نے اپنے والٹ سے اے ٹی ایم نکال کر اسے دے دیا۔ اور وہ خوش ہوتے گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر کی جانب بھاگی۔

وہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔ کف فولڈ تھے اور پھر اس نے گاڑی اسٹارٹ کی۔

ایک بار پہلے بھی ایمان نے اسے گاڑی ڈرائیور کرتے دیکھا تھا۔۔اس کا اسٹریئنگ گھمانا ایسا تھا کہ وہ سالوں دیکھ سکتی تھی۔اسے ایک سفید شخص کی خواہش تھی اور آج اللہ نے اسے سفید محافظ سے نواز دیا تھا۔یہ سفر اس کی زندگی کا خوبصورت ترین سفر تھا۔۔خاموشی سے ونڈ اسکرین پر بہتی بارش کی بوندوں کو دیکھ رہی تھی۔

آر یو او کے۔۔۔؟؟" اسے خاموش بیٹھے دیکھ کر وہ خود ہی بولا۔"

ہا۔۔ہاں۔۔میں ٹھیک ہوں۔۔"اس نے گود سے ہاتھ اٹھائے اور کنگنوں" کے ٹکرانے کا شور گاڑی میں گونج اٹھا۔وہ ہولے سے مسکرایا۔

بھوک لگی ہے۔۔۔؟؟" حاد نے پوچھا۔"

اور کوئی ایمانے سے پوچھتا کہ جب اللہ ایسے شخص سے نواز دے تو پھر کمبخت بھوک کا خیال کس کو آتا ہے؟؟ سارے وقت تو وہ دل ہی دل میں شکر ادا کرتی رہی تھی۔

نہیں۔۔۔" وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔"

بیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ لوگ اکیڈمی کے سامنے تھے۔۔گارڈز نے گیٹ کھولا اور وہ گاڑی اندر لے گیا۔ گیٹ دوبارہ بند ہو گیا۔۔۔حاد نے ایمان کی طرف دیکھا تو سیٹ سے پشت ٹکائے آنکھیں بند کیے لیٹی تھی یا سو گئی تھی وہ نہیں جانتا تھا۔۔اس کی دواء بھی ایسی تھی جسے لینے کے بعد غنودگی طاری ہو جاتی تھی۔اس نے پیچھے سے اپنی شیروانی اٹھائی اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکلا بند کرنے پر ایمان کی آنکھ کھل گئی۔۔اور سامنے کا منظر دیکھ کر وہ حیران رہ گئی۔۔گاڑی کی ہیڈ لائٹس میں سامنے پتھریلی روش

پھولوں سے سجی تھی اور دونوں جانب لگے پودوں پر برقی قمقمے جگمگ کر رہے تھے۔اس کے استقبال کے لیے وہاں صرف وہی تھا اور وہی کافی تھا۔

اس نے کہا تھا وہ اسے اٹھا لے گا اور وہ واقعی برستی بارش میں اسے اکیڈمی کے گیٹ سے لے کر عمارت تک اور پھر سیڑھیاں چڑھ کر اوپر تک لے آیا تھا۔ایمان حیرانی سے اسے دیکھ رہی تھی۔جہاں پہلے ملازموں کے تین کمرے تھے وہاں اب ایک ہی بڑا سا کمرہ تھا۔

”جب تک گھر نہیں بن جاتا تمہیں یہاں ہی رہنا ہوگا میرے ساتھ میں تمہیں اکیلے اپنے اپارٹمنٹ میں نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔“اس نے ایمان کو بیڈ پر بٹھایا۔اس کے بالوں پر بارش کی ننھی بوندیں چمک رہی تھیں۔

تم سکون سے بیٹھو میں آتا ہوں۔۔۔" وہ اسے کہتے کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا اور ایمان حیرانی سے کمرے کو دیکھنے لگی۔ یہ کافی بڑا اور کھلا تھا۔ کمرے میں زیادہ سامان نہیں تھا۔ ایک بیڈ، بیڈ سے کافی فاصلے پر تقریباً دوسرے کونے میں سٹنگ ایریا تھا۔ کمرے میں ونڈو کے پاس روم پلانٹ رکھے تھے اور ڈریسنگ روم الگ تھا جس کا دروازہ کمرے سے ہی کھلتا تھا۔ لیکن ایک ڈریسنگ ٹیبل بیڈ کے بائیں جانب رکھا تھا۔ بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر پھول رکھے تھے۔ کمرے میں ہلکی روشنی تھی۔ وہ حیرانی سے دیکھے گئی۔
شاید وہ کافی نفاست پسند تھا ہر چیز اپنے ٹھکانے پر تھی۔
ایمان نے اپنی شال اتار کر سائیڈ پر رکھ دی۔ وہ اب بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں وہ تھک گئی تھی اور اسے اپنے کندھے اور پاؤں میں درد محسوس ہو رہا تھا۔

زندگی بہت تیز چلی تھی۔اسے ابھی تک یہ سب خواب لگ رہا تھا۔وہ جس شخص سے اتنی عقیدت رکھتی تھی کبھی سوچا نہیں تھا اسی کے بیٹے سے اس کی شادی ہو جائے گی۔

روحان جبیل۔۔۔ڈاکٹر روحان جبیل۔۔ہاں اس کہانی کی شروعات اسی سے ہوئی تھی۔

وہ عبداللہ شہاب کے اندھیروں سے خوفزدہ تھی ایسے میں وہ جب جب روحان جبیل کے لیکچرز سنتی تھی شدت سے خواہش کرتی تھی کہ کاش اس کا باپ بھی ویسا ہی ہوتا۔

پھر اسے بینش ملی۔۔۔بینش مستقیم۔۔آرجے کے دوست مستقیم عرف مکی کی بیٹی۔وہ جبیل خاندان کو اچھے سے جانتی تھی اور وہی ذریعہ بنی تھی اسے اس خاندان تک لانے کا۔وہ ان سب کی کہانی بینش کی زبانی بڑی دلچسپی سے سنتی تھی۔۔

پھر بینش نے اسے اپنے کزن عبدل سے متعارف کروایا جو حاد تھا لیکن بینش نے یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ روحان جبیل کا بیٹا تھا۔۔۔اور ایمان کو اس شخص کی سفیدی نے اپنی جانب کھینچا تھا پر وہ اس راز سے واقف نہیں تھی کہ سات سمندر پار کسی اور دیس میں وہ اس شخص کے دل پر سالوں سے قابض ہے۔ اسے حاد جبیل تک لایا گیا کیونکہ وہ حاد کے دل میں رہتی تھی۔۔۔اسے عبدل نے پابند کر دیا تھا اور وہ پابند رہا۔۔اس نے ہمیشہ وعدے نبھائے۔

اس کی زندگی حاد سے شروع ہوئی تھی پھر عبدل،ادھم اور مشارب سے ہوتی واپس اسی تک لے آئی تھی۔وہ سب تو ذریعہ بنے تھے ایک دوسرے کی منزل تک پہنچنے میں مدد کی تھی۔

اسے عبدل یاد آیا۔۔۔جانے وہ کہاں تھا۔اسے عبداللہ شہاب یاد آیا جو پچھلے چھ ماہ سے لاپتہ تھا۔

اس کے دل میں ابھی تک ڈر تھا۔ایسے وقت میں جب اولاد کو سب سے زیادہ باپ کی ضرورت ہوتی ہے خاص کر بیٹی کو۔۔۔عبداللہ شہاب نہیں تھا۔۔وہ شخص تب تب نہیں تھا جب جب ایمان کو اس کی ضرورت تھی۔اسے بے اختیار رونا آگیا تھا۔کافی وقت گزر چکا تھا اور حادا ابھی تک نہیں آیا تھا۔وہ لیٹنا چاہتی تھی پر اسے جیولری تنگ کر رہی تھی۔

اس نے اپنے دوپٹے کو اتارا اور پھر بیڈ کا سہارا لے کر اٹھنے کی کوشش کی اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے رکھے اسٹول پر بیٹھ گئی۔اب وہ اپنے ہاتھوں سے کنگن اتار رہی تھی۔اچانک دروازہ کھلا اور وہ اندر آیا۔اس نے ایمان کو دیکھا اور وہ بے ساختہ اس کی جانب لپکا۔

ایمانے تم کیوں اٹھی میں ہیلپ کر دیتا نا۔۔"وہ اب اس کے پیچھے کھڑا تھا۔"

میں ٹھیک ہوں بس یہ تنگ کر رہی تھی سوچا اتار دوں۔۔" اس کی نظر ایمان کے بالوں سے ہوتی اس کی گردن پر ٹھہر گئی جہاں وہ دو نشان تھے۔ پیدائشی نشان۔۔جو چمکتے نہیں تھے لیکن ان کا رنگ باقی جسم سے زیادہ سفید تھا اس لیے وہ واضح ہوتے تھے۔ وہ بیڈ پر بیٹھا اور اس نے اسٹول کو گھما کر ایمان کا رخ اپنی جانب کیا۔

مجھے نہیں پتا تھا تمہیں اتنی الجھن ہو رہی ہو گی۔ میں نوافل ادا کرنے گیا" تھا۔۔" وہ اس کے چہرے کو دیکھنے لگی۔ دھلا دھلا یا صاف شفاف چہرہ وضو کے بعد اور خوبصورت لگ رہا تھا۔ وہ اب اس کے ہاتھ پکڑے اس کے کنگن اتار رہا تھا۔

تمہیں پاؤں پر زیادہ وزن نہیں ڈالنا تھا۔۔ سردی کا موسم ہے درد" ہو جائے گا۔۔" وہ اسے دیکھتی رہی کیسے بتاتی درد پہلے ہی ہو رہا تھا۔

"کوئی اتنی نرمی سے بات کیسے کر سکتا ہے؟؟"

اس نے تو ہمیشہ نفرت سہی تھی۔ عبداللہ شہاب کا چیخنا چلانا۔۔۔یہ شخص اتنی نرماہٹ کہاں سے لایا تھا۔

خود پر اس کی نظریں محسوس کر کے حاد نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔وہ نم آنکھیں لیے اسے دیکھ رہی تھی۔آنسوں بس آنکھوں سے بہنے کو تیار تھے۔

پلیز رونامت۔۔۔"اس کے کہنے کی دیر تھی اور وہ روپڑی۔"

سیریسلی میں نے کبھی اتنی خوبصورت لڑکی کو روتے نہیں دیکھا۔۔"وہ" اب اسے بہلانے کی کوشش کر رہا تھا۔

ایمانے تمہاری برائڈل لک خراب ہو رہی ہے۔۔"اور وہ روتے روتے" ہنس دی۔ آہستہ آہستہ اس کے رونے میں خاموشی آگئی۔۔اب وہ سر جھکائے بیٹھی تھی اور وہ اسے نرم نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

آج اسکا من پسند شخص محرم کے روپ میں اسکے سامنے بیٹھا تھا اور وہ خاموش تھی، وہ کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن لب پھڑ پھڑا کر رہ جاتے تھے، شاید وہ بے بسی کی انتہا پر تھی۔اس نے ہمت جمع کی اور کہنا شروع کیا۔

آپ کو پتا ہے گلیشیئرز کیسے بنتے اور کیسے پگھلتے ہیں؟"ایمان کی غیر متوقع" بات پر حادنے چونک کر ایمان کو دیکھا۔اس کے وجود میں اب لرزش تھی وہ محسوس کر سکتا تھا۔وہ شاید سمجھ گیا تھا کہ وہ بولنے کے لیے کتنے پر تول رہی تھی۔ایمان نے ایک نظر اس کے اجلے چہرے کو دیکھا جس پر الجھن پھیلی تھی۔اور پھر نظریں جھکا لیں۔

وہ اسے ہی سننا چاہتا تھا۔

جب خالی، خشک یا پھر ہری بھری زمین پر برف پڑتی ہے نا اور پھر وہ بند ہی" نہیں ہوتی، مسلسل جاری رہتی تھی کبھی مہینوں تو کبھی سالوں اور اسے دھوپ کی ذرا سی بھی حدت نہ ملے تو پھر وہ جمنا شروع ہو جاتی ہے اور پھر رفتہ رفتہ وہ پتھر بن کر گلیشیئر میں بدل جاتی ہے!" وہ سانس لینے کو رکی اور وہ سانس روکے اسے سن رہا تھا۔

"اور پھر جب سورج کی حدت اور اس کی گرمی گلیشیئرز تک پہنچتی ہے تو سالوں سے جمی برف بھی دھیرے دھیرے پگھلنا شروع ہو جاتی ہے۔ کچھ ایسا ہی ہوا میرے ساتھ بھی۔۔" اس نے ایک نظر اٹھا کر اپنے من پسند شخص کو دیکھا۔

مجھے درد دیا گیا، مسلسل، لگاتار، ایسادرد جسکی سپلائی کبھی بند نہیں ہوئی مجھے"
ملتاہی رہا۔ پہلے پہل بہت درد محسوس ہوتا تھا، پھر وہ اتنا بڑھ گیا کہ محسوس
ہونا بھی بند ہو گیا، اور پھر اس درد نے مجھے پتھر جیسا سرد و جامد اور سخت بنا
دیا۔ مجھے کہیں سے بھی جذبات کی یا اپنے پن کی حدت نہیں ملی۔ اب یہ
برف پگھلتی ہی نہیں۔ جب سے آپ میری زندگی میں آئے ہیں تب سے
میرا دل دھڑکنا چاہتا ہے لیکن اس کے ارد گرد جمی برف اس کی حرکت پر
مجھے درد پہنچاتی ہے۔ مجھے درد ہوتا ہے۔ پہلے جیسا ہونے میں درد ہوتا ہے۔
برف پگھلنے میں وقت لگے گا آپ مجھے تھوڑا وقت دیں، تھوڑا مان، تھوڑا
اعتبار، کچھ دنوں کے لیے درد کو مجھ سے دور رکھیں۔ میں بھی انسان ہوں
مشین نہیں اس جذبے کی حدت کو مجھ تک پہنچنے دیں میں ٹھیک ہو جاؤں
گی۔۔" بات کے آخر پر ایمان نے زبردستی مسکرا کر اسے دیکھا جو اس کی
بات سن کر خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

""بھوک لگی ہے ؟؟"" کچھ دیر بعد وہ بولا بھی تو کیا۔ ایمان کو حیرانی نے آگھیرا۔ تو کیا اسے برا نہیں لگا تھا؟

ن۔۔ نہیں۔۔"" وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔ اس کے ہاتھ ابھی تک حاد کے ہاتھوں میں تھے۔ صاف شفاف ہاتھ جن پر مہندی نہیں لگی تھی۔ سب کہتے تھے اس کے ہاتھ خوبصورت ہیں اور اسے پہلی بار اپنے ہاتھ اس قدر خوبصورت لگے تھے۔

"" مجھے نہیں لگتا کہ تم بچوں جیسی حرکتیں کرتی ہو گی۔۔۔""
ایمان نے الجھی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"" بنا کچھ کھائے میڈیسن تو نہیں لیتی ہو گی نا تم ؟؟""

نہیں تو۔۔۔" وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔"

میں کھانا لاتا ہوں۔۔" وہ اٹھ کر جا چکا تھا اور جب تک وہ واپس آیا وہ اپنی جیولری اتار چکی تھی۔ اور بالوں کا جوڑا بنا کر انہیں سمیٹ لیا تھا۔ حاد نے کھانے کی بڑی سی ٹرے بیڈ پر رکھی۔ وہ بیڈ پر بیٹھ کر نہیں کھاتا تھا۔ لیکن آج کھا رہا تھا۔

وہ اس کا بیگ اٹھا لایا تھا جس میں اس کا سامان تھا۔

بیس منٹ بعد وہ فریش ہو کر واپس روم میں تھی۔

تمہاری میڈیسن۔۔۔" وہ اس کی میڈیسن ہاتھ میں تھامے کھڑا تھا۔ اس نے ایمان کے چہرے پر تکلیف کے آثار دیکھے تھے۔

کیا ہوا درد تو نہیں ہے۔۔؟؟" وہ سہارا دیتے بیڈ تک لایا۔اور پھر اسے میڈیسن دی۔

"پاؤں درد کر رہا ہے۔۔" ایمان نے میڈیسن لیتے اسے بتایا۔اور پھر اگلے پانچ منٹ بعد وہ نرم قالین پر بیٹھا اس کے پاؤں پر جیل لگاتا گرم پٹی کر رہا تھا۔

"اس سے تمہیں سکون ملے گا اور درد بھی محسوس نہیں ہو گا۔۔" جیسے ہی اس نے پٹی کرنے کے بعد چہرہ اٹھا کر دیکھا وہ آنکھیں بند کیے بیٹھے بیٹھے سو رہی تھی۔حاد کو اختیار ہنسی آئی۔

"اس سے پہلے کہ تم گر جاؤ تمہیں سو جانا چاہیے۔۔"

جتنی وہ تھکی ہوئی تھی دواء نے اتنی جلدی اثر کیا تھا۔ایمان نے بامشکل آنکھیں کھولیں۔اب وہ بستر میں لیٹ رہی تھی۔۔۔وہ اسے کمبل اوڑھا رہا تھا اور پھر اسے غنودگی میں جانے سے پہلے اپنی پیشانی پر اس کے نرم لمس کا احساس ہوا تھا پر وہ آنکھیں نہیں کھول پائی اور سو گئی۔

✿••✿••✿••✿

ایک دن پہلے؛

وہ ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھی تھی اور کھا نہیں رہی تھی صرف جوس کا گلاس تھامے اسے گھور رہی تھی۔

"منحہ۔۔۔" وہ کافی دیر جب یونہی بیٹھی رہی تو ماہم نے اسے پکارہ۔ جب سے اس نے منحہ کو ادھم کے بارے میں ناں کی تھی وہ ایسی ہی ہو گئی تھی بالکل خاموش۔۔ اس کی ہنسی اس کے قہقہے سب کھو گئے تھے۔

"منحہ کہاں گم ہو؟؟" آواز پر وہ بھی نہ چونکی تو ماہم نے اسے دوبارہ پکارہ۔ اسے اپنی بیٹی کی خوشیاں عزیز تھیں۔ ادھم اچھا لڑکا تھا لیکن وہ سرعام ڈر گز لیتا تھا اور اسے ذرا بھی پچھتاوہ نہیں تھا۔

"جج۔۔جی۔۔۔" وہ خیالوں سے باہر نکلی اور اپنی ماں کو دیکھا۔

"ناشتہ کیوں نہیں کر رہی ہو؟؟"

دل نہیں کر رہا۔۔" وہ سادہ شلوار قمیص میں تھی۔دوپٹہ جانے کہاں تھا۔ بال بکھرے ہوئے تھے اور آنکھیں سوجھن کا شکار تھیں۔

"تمہارے پاپا تمہاری اس حالت کی وجہ سے بہت پریشان ہیں۔۔۔"

" مجھے کچھ وقت دیں میں بالکل ٹھیک ہو جاؤں گی۔۔" وہ مسکرا بھی نہ پائی۔ وہ صبر کرنا سیکھ رہی تھی پر صبر اتنی جلدی نہیں آتا۔اس سے پہلے کہ ماہم مزید کچھ کہتی اس کے فون کی گھنٹی بجی۔منحہ نے بے صبری سے فون اٹھایا اور جیسے ہی اس نے میسج دیکھا اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔
لاہور ریلوے اسٹیشن کی تصویر تھی۔

" میں جا رہا ہوں ہمیشہ کے لیے۔۔۔" ادھم کا میسج تھا۔وہ جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"نن۔۔۔نن۔۔۔نہیں۔۔وہ ایسے نہیں جا سکتا۔۔۔"

مم۔۔میں آرہی ہوں میرا ویٹ کریں پلیز۔۔"اس نے کپکپاتے ہاتھوں"
سے میسج ٹائپ کیا اور پھر اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔
ماہم اس کی حالت دیکھ کر خوفزدہ ہوگئی تھی۔

منحہ ہوش میں آؤ۔۔۔"ماہم نے اسے کندھوں سے پکڑتے"
جھنجھوڑا۔۔اور وہ واقعی جیسے ہوش میں آئی۔پھر سیڑھیاں چڑھتی اپنے
کمرے کی جانب بھاگی۔دو منٹ بعد وہ اسی تیزی کے ساتھ سیڑھیاں اتر رہی
تھی۔اس کے کندھوں پر ایک شال تھی اور ہاتھ میں گاڑی کی چابی تھامے وہ
تیزی سے لاؤنج عبور کرنا چاہتی تھی پر ماہم نے آگے بڑھ کر اسے پکڑ لیا۔

"کہاں جا رہی ہو؟؟" اس نے غصے سے منحہ کی نم آنکھوں میں دیکھتے پوچھا۔

"وہ جا رہا ہے ماما۔۔۔ ہمیشہ کے لیے۔۔۔"

"تو جانے دو۔۔۔ تم کہاں جا رہی ہو۔۔؟؟" اس کا لہجہ ابھی بھی سخت تھا۔

"وہ ایسے نہیں جا سکتا۔۔ مجھے اس سے ملنا ہے۔۔" منحہ نے اپنی کلائی چھڑوانی چاہی۔

"منحہ تم کہیں نہیں جاؤ گی۔۔"

"پلیز مجھے جانے دیں۔۔ بس ایک بار۔۔۔ آخری بار۔۔۔"
وہ منتوں پر اتر آئی تھی۔ ماہم کو وہ اپنے حواسوں میں نہیں لگی۔

"منحہ ہوش میں آؤ۔۔۔" ماہم نے ایک زوردار تھپڑ اس کے گال پر دے مارا تھا۔ منمناتی منحہ ساکت ہو گئی۔

"کیا کر رہی ہو تم اپنے ساتھ؟؟ کیوں کر رہی ہو ایسا۔۔؟؟" ماہم زور سے چلائی۔۔۔ منحہ ساکت نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی اور اگلے لمحے اس نے منحہ کو اپنے پاؤں پکڑتے دیکھا۔ وہ اب ان کے قدموں میں بیٹھی تھی۔

"پلیز مجھے ایک بار جانے دیں ماما، بس ایک بار۔۔۔"
وہ تڑپ اٹھی تھی اور ماہم کو کسی نے پتھر کا بنا دیا تھا۔
کوئی اپنی محبت کے لیے کسی کے پاؤں کیسے پکڑ سکتا ہے۔۔؟؟ وہ جھٹکے سے پیچھے ہوئی اور منحہ کو جیسے ہوش آیا۔۔ وہ چپل جوتے پہنے ہوئی تھی جو

بھاگتے ہوئے اتر گیا تھا۔۔وہ جوتا دوبارہ پہنتی باہر کی جانب بھاگی تھی اور ماہم سینے پر ہاتھ رکھتی وہیں بیٹھتے چلی گئی تھی۔

✿••✿••✿••✿

وہ جانے کیسے اسٹیشن تک پہنچی تھی اور اب پاگلوں کی طرح اسے ڈھونڈ رہی تھی۔ٹرین کھڑی تھی اور وہ اسے کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔
وہ اب اسے فون کر رہی تھی اس کے ہاتھ کپکپا رہے تھے۔

"کک۔۔کہاں ہیں آپ۔۔؟؟"اس کے فون اٹھاتے ہی وہ نم لہجے میں بولی۔

"پیچھے دیکھو۔۔۔" وہ جھٹکے سے مڑی اور اس کے پیچھے ادھم کھڑا تھا۔ کندھوں پر شیاہ شال پھیلائے۔ وہ وہیں کھڑا تھا۔ سادہ شلوار قمیص میں۔۔ وہ بے اختیار اس کی جانب بڑھی اور پھر چند قدم کے فاصلے پر رک گئی۔

"کہاں جا رہے ہیں آپ؟؟" وہ اپنے آنسوؤں کو پیتے ہوئے بولی۔

"نہیں جانتا۔۔۔" اس کے انداز میں اطمینان تھا۔ منحہ نے پہلی بار اس کے چہرے پر اضطراب کی کیفیت نہیں دیکھی تھی۔ وہ پر سکون تھا۔

"کیوں جا رہے ہیں۔۔۔؟؟" وہ رو دینے کو تھی۔

"منزل کی تلاش ضروری ہے۔۔ بھٹک بھٹک کر تھک گیا ہوں۔۔" وہ اس کے چہرے کو دیکھتے کہہ رہا تھا۔ جو رونے کے باعث سرخ تھا۔ آنکھیں

سوجھی ہوئی تھیں اور بال بکھرے پڑے تھے۔وہ کہیں سے بھی لندن والی منحہ نہیں لگی تھی جو بہت مضبوط تھی۔۔محبت نے اسے توڑ پھوڑ کرر کھ دیا تھا۔

وہ اسے نہیں کہہ سکتی تھی کہ وہ اسے اپنے ساتھ لے جائے۔۔وہ کیسے جا سکتی تھی؟؟اس کے پاؤں میں بیڑیاں تھیں۔

کب واپس لوٹیں گے۔۔؟؟"منحہ نے خود پر ضبط کرتے پوچھا۔اس کی" دھڑکن تیز چل رہی تھی۔

"نہیں جانتا۔۔شاید کبھی نہیں۔۔"

اور آنسوں بے اختیار منحہ کے گالوں پر بہنے لگے۔

تمہیں رونا نہیں چاہیے منحہ۔۔۔تم چاہتی تھی نا میں یہ لڑائی ختم ”
“کردوں۔۔دیکھو میں نے کر دی ہے۔۔

کیا ہیلر نے آپ سے جانے کو کہا۔۔۔؟؟“ وہ اسی سے ملنے گیا تھا۔”

اس نے مجھے راہ دکھائی۔۔۔“ وہ ہولے سے بولا۔”
وہ ہمیشہ ہی دکھاتی رہی پر میں اندھا بنا رہا۔۔وہ کہنا چاہتا تھا پر کہہ نہیں پایا۔

“اگر میں آپ کو روکوں تو آپ رک جائیں گے؟؟”

“میں چاہوں گا تم مجھے مت روکو۔۔۔”

اور منحہ نے ضبط کا گہرا سانس لیا۔

''میں آپ کا انتظار کروں گی۔۔''

''میں چاہوں گا تم میرا انتظار مت کرو۔۔۔''
وہ اسے دیکھ رہا تھا اور وہ نیچے۔

''جب آپ کو اپنی منزل مل جائے تو مجھے ضرور یاد کیجیے گا۔۔''

اور میں چاہتا ہوں منحہ حارث واپس اپنی دنیا میں لوٹ جائے، وہ ہنسے ''
جھومے اور خوش رہے۔۔۔ کیونکہ وہ ایک خاص لڑکی ہے اس پر یہ
''سوگواریت نہیں سجتی۔۔

وہ خاموش کھڑی سنتی رہی۔ ریلوے اسٹیشن ہر ہارن گونجا۔ ٹرین اب چلنے کو تیار تھی۔ منحہ کی دھڑکن بے اختیار تیز ہوئی۔ اس نے گھبرا کر ادھم کو دیکھا۔۔۔ کھو دینے کا، کبھی نہ دیکھنے کا ڈر اس کے چہرے پر نمایاں تھے۔

اپنا خیال رکھنا۔۔" اس نے آگے ہو کر منحہ کا گال تھپتھپایا۔۔ منحہ کچھ کہنا" چاہتی تھی پر حلق میں کانٹے اگ آئے تھے۔۔ خشک نیلے پڑنے لگے تھے۔ وہ اب اس سے دور ہو رہا تھا۔ اور وہ اپنے ڈوبتے دل کے ساتھ اسے جاتا دیکھ رہی تھی۔ ٹرین کا انجن اسٹارٹ ہوا۔
جھنڈا لہرایا اور ٹرین جھٹکے سے آگے بڑھی۔

نہیں۔۔۔ ادھ۔م۔۔۔" اس نے ٹرین کی جانب قدم بڑھائے۔"

واپس چلی جاؤ منحہ۔۔۔" وہ دروازے میں کھڑا اسے کہہ رہا تھا۔۔ وہ اس" کے پیچھے بھاگنا چاہتی تھی پر اپنے پیاروں کے کتنے ہی چہرے آنکھوں کے سامنے آ گئے۔۔۔ ٹرین نے رفتار پکڑ لی۔ وہ اب تیزی سے دور جا رہی تھی۔ وہ وہیں اسٹیشن پر ڈھے گئی اور اب زمین پر بیٹھی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ اسٹیشن پر آتے جاتے لوگ اسے دیکھ رہے تھے۔ وہ صرف دیکھ رہے تھے اس کے درد سے تو صرف وہی واقف تھی۔ ٹرین دور جا رہی تھی۔۔۔ اور اس کے رونے کی شدت بڑھ رہی تھی۔ وہ خالی ہاتھ رہ گئی تھی جیسے اس سے اس کی پسندیدہ چیز کو چھین لیا گیا ہو۔

تم نے مجھے کوئی سنگی مجسمہ ہی سمجھا

کہ جس پر کوئی بات

کوئی دُکھ

کوئی تکلیف

اثر ہی نہیں کرتی

!تو سنو۔۔۔

دھوپ کی چبھن مجھے بھی ہوتی ہے

کسی کا سخت لہجہ مجھے بھی محسوس ہوتا ہے

باتوں کے تیر مجھے بھی لگتے ہیں

کسی کی بانہوں کا مضبوط حصار مجھے بھی چاہیے تھا

ایک اعتبار مجھے بھی چاہیے تھا

میں کوئی سنگی مجسمہ نہیں ہوں

ایک عام سی لڑکی ہوں

کاش

!!تم مجھے کبھی خاص نا سمجھتے۔۔

وہ اسے یاد کرتے، ہاٹل کے کمرے میں اپنے بستر میں دُبکی، رو رہی تھی۔

✿••✿••✿••✿

اگلی صبح اس کی آنکھ پانچ بجے کے الارم پر کھلی تھی۔اس نے سائیڈ ٹیبل سے فون اٹھا کر الارم بند کیا اور آنکھیں کھول کر دیکھنے کی کوشش کی۔کمرے میں ہلکی سی روشنی تھی۔حاد وہاں نہیں تھا۔وہ جانے کتنے مہینوں بعد اتنی گہری اور سکون کی نیند سوئی تھی۔۔۔کیوں نہ سوتی وہ اب حاد جبیل کی بیوی تھی۔لیٹے لیٹے وہ مسکرا دی۔نرم گرم بستر میں جیسے اس کی ساری تھکن اتر گئی تھی۔پھر وہ کمبل اتارتی اٹھ بیٹھی۔نماز کا وقت تھا رات بھی وہ جلدی سو گئی تھی۔

اسے اپنے پاؤں اور کندھے میں درد محسوس نہیں ہوا۔اس نے بیڈ سے پاؤں اتارتے نیچے رکھا۔۔۔پاؤں پر ابھی بھی گرم پٹی تھی۔حاد نے اپنے ہاتھوں سے کی تھی۔مسکان پھر سے اس کے لبوں پر آٹھہری۔اس نے بے اختیار اللہ کا شکر ادا کیا اور پھر لنگڑا کر چلتی واشروم تک گئی۔جو کمرے کے دوسرے

کونے پر تھا۔ پانچ منٹ بعد وہ وضو کر کے باہر نکلی۔ تب اس نے کمرے میں ایک ٹیبل اور چیئر کا اضافہ نظر آیا۔ اس پر حاد کا لیپ ٹاپ رکھا تھا۔ تھوڑی تلاش پر اسے جائے نماز بھی مل گیا۔ اس نے ذرا سا پردہ اٹھا کر گلاس ونڈو سے نیچے جھانکا۔ باہر ابھی اندھیرا تھا۔۔۔ غور کرنے پر اسے نیچے گراؤنڈ پر کوئی بھاگتا ہوا محسوس ہوا۔۔ وہ حاد تھا۔۔ رننگ کر رہا تھا۔۔ وہ کئی لمحے اسے دیکھتی رہی۔۔۔ اس کی رفتار کافی تیز تھی۔ پھر اس نے جائے نماز بچھایا اور بیٹھ کر اشاروں سے نماز پڑھی۔ پھر کتنی ہی دیر وہ شکرانے کے کلمات ادا رہی تھی۔ اس کے چہرے پر الگ ہی رونق تھی۔ کمرے میں گرمائش کرتی تھی اور بڑی سی شال لپیٹے وہ جائے نماز پر بیٹھی۔ کمرے سے مخصوص مہک آرہی تھی جو اسے رات کو حاد سے آرہی تھی جب وہ اس کے قریب بیٹھا تھا۔۔ وہ آنکھیں بند کیے اسے اپنے اندر اتارنے لگی۔

پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے دوبارہ پردہ سرکا کر دیکھا وہاں حاد نہیں تھا۔ وہ بیڈ کی جانب آئی اور اپنا فون اٹھایا تب اس کی نظر سائیڈ ٹیبل پر رکھے پھولوں پر پڑی۔۔۔ پھولوں کے ساتھ ہی ایک فائل رکھی تھی جس پر ربن لگا تھا۔

فار یو مائی وائف۔۔۔" وہ مسکرا دی اور پھر اس نے ربن کھول کر فائل کو دیکھا اور اگلے لمحے اسے کمرے کی چھت اپنے اوپر گرتی محسوس ہوئی۔ وہ ہسپتال کے کاغذات تھے۔۔ ہسپتال اب اس کے نام پر تھا۔۔۔ وہ اس ہسپتال کی آنر تھی جس کے آنر نے اسے نکالا تھا۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی اور کاغذ الٹ پلٹ کر دیکھنے لگی۔۔ ہر بار پڑھنے پر اسے یہی سمجھ آ رہا تھا۔ وہ حیران رہ گئی۔

تبھی کمرہ کا دروازہ کھلا اور حاد اندر آیا۔

میں تمہیں نماز کے لیے ہی اٹھانے آیا تھا۔۔" وہ جوتے باہر نکال کر آیا" تھا۔۔اس کے ہاتھ میں ٹاؤل تھا جس سے وہ اپنے منہ صاف کر رہا تھا۔ٹی شرٹ میں اس کے بازو نمایاں تھے۔

یہ فائل۔۔" وہ بے اختیار اس کی جانب بڑھی۔ لیکن پاؤں پر وزن پڑنے" کے باعث اٹھنے والے درد نے اسے کراہ کر گرنے پر مجبور کیا تھا پر حاد آگے بڑھ کر اسے تھام چکا تھا۔

کیا کر رہی ہو۔۔دھیان سے چلو۔۔" وہ اس کے گرد بازو پھیلائے کھڑا تھا" جبکہ ایمان ابھی تک فائل میں الجھی تھی۔

یہ۔۔کک۔۔کیا ہے۔۔۔؟؟" وہ اتنا مہربان تھا کہ اس کی مہربانیوں پر رونا" آ رہا تھا۔

تمہارا گفٹ۔۔۔"اس کے چہرے پر حیرت اور بے یقینی کے تاثرات دیکھ "
کر وہ تھوڑا سا جھکا اور اس کی ناک کو چھوا۔

"لیکن یہ تو ہسپتال۔۔۔"

یہ اب تمہارا ہے۔۔"وہ اسے یونہی تھامے کھڑا تھا۔ بڑی سی چادر کے "
ہالے میں اس کا صاف چہرہ کتنا معصوم لگ رہا تھا۔

"یہ آپ نے خرید لیا۔۔؟؟"

"ہاں۔۔۔"

ڈائریکٹر مان گئے۔۔؟؟" وہ ہولے سے مسکرایا۔ڈائریکٹر کو اس نے کیسے "
منایا تھا یہ وہی جانتا تھا پر اس لمحے جو بے یقینی ایمان کے چہرے پر تھی وہ اسے
طمانت بخش رہی تھی۔

" اس نے میری وائف کو ہسپتال سے نکالا میں نے ہسپتال ہی خرید لیا اب
"، تمہیں کوئی یہاں سے نہیں نکال سکتا۔۔۔
اور ایمان کا دل بھر آیا۔کیسے بن کہے وہ سب سمجھ لیتا تھا۔وہ بے یقینی سے
فائل کو دیکھتی رہی۔

" لیکن اتنے پیسے کہاں سے آئے۔۔۔؟؟" قیمت دیکھ کر اس کی آنکھیں
پھٹ پڑی تھیں۔

تم نے تو مجھے کنگال ہی سمجھ لیا ہے، ورلڈز بیسٹ ڈیٹا سائنٹسٹ ہوں یار! ”
پیسہ کہاں انویسٹ کرنا ہے یہ بھی جانتا ہوں۔۔۔ جتنی انویسٹمنٹ تھی اب کام آگئی نا۔۔“

ایمان کو سمجھ نہ آیا وہ ہنسے یا روئے۔وہ کچھ نہ بولی۔خاموشی سے فائل تھامے کھڑی رہی۔وہ وہاں کے لوگوں سے جڑ چکی تھی۔ان کو تکلیف سے نکال کر اسے اپنا آپ ہلکا پھلکا محسوس ہوتا تھا۔۔۔اس نے ہسپتال کو اپنا آپ دیا تھا پھر اسے وہاں سے نکال دیا گیا۔۔دکھ تو ہوا تھا پر وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی اس لیے خاموش ہوگئی تھی۔

”وزٹ کرنا ہے ہسپتال؟؟“ وہ اسے خاموش دیکھ کر پوچھنے لگا۔

”ہاں۔۔“ اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

تو پھر جلدی سے تیار ہو جاؤ ناشتے کے بعد چلیں گے۔۔" وہ اب ڈریسنگ " روم کی جانب بڑھ گیا تھا تاکہ فریش ہو سکے اور ایمان کے اندر زندگی کی نئی لہر دوڑ گئی تھی۔

✿••✿••✿••✿

تم میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے۔۔۔" ڈائریکٹر صاحب اپنے " سامنے بیٹھے حاد جبیل سے مخاطب ہوئے۔

ناں۔۔۔میں تو آپشنز دے رہا ہوں آپ کو۔۔یا ایمان کو یہاں رہنے دیں یا" "پھر ہسپتال دے دیں۔۔

وہ فارمل ڈریس پینٹ میں ملبوس تھا۔ کوٹ بازو پر گرائے وہ کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا تھا۔۔ میز کے دوسری جانب ہسپتال کا ڈائریکٹر گہری کشمکش میں تھا۔

"میں اسے یہاں نہیں رکھ سکتا۔ مجھے عجیب و غریب لوگوں کے فون آرہے ہیں کہ اگر وہ یہاں رہی تو میرے لیے اچھا نہیں ہو گا۔۔"

"اسی لیے تو کہہ رہا ہوں ہسپتال دے دیں۔ باقی میں خود دیکھ لوں گا۔۔"

"میں ہسپتال نہیں چھوڑ سکتا۔ کسی صورت نہیں اور تم میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے مسٹر حاد جبیل۔۔"
وہ دبے دبے لہجے میں چلائے۔

آفکورس حاد جبیل نہیں کرے گا لیکن مسٹر گرے کر سکتا ہے۔۔"اس" نے آنکھوں سے چشمہ اتارتے کہا۔اس کا انداز ایسا تھا کہ ڈائریکٹر کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی۔پھر حاد نے گود میں رکھی فائل میز پر پھینکی۔

"پچھلے کئی سالوں کے ریکارڈ میں آپ کے ہسپتال سے اتنے پیشنٹ ٹھیک ہو کر نہیں نکلے جتنے کہ اس دورانیہ میں جب ایمان نے یہاں کام کیا۔۔"

ڈائرکٹر نے وہ فائل اٹھائی جس کے پہلے صفحے پر سارے ریکارڈ منشن تھے۔

"دو سال پہلے۔۔۔ٹھیک دو سال پہلے یہاں ایک پیشنٹ نے خود کشی کی تھی۔خبر باہر نہیں نکل سکی۔۔"

یہ بات سنتے ہی ڈائریکٹر کا رنگ پھیکا پڑ گیا۔اس نے خوفزدہ نگاہوں سے حاد کو دیکھا۔

"وہ لڑکی یتیم تھی اس کا کوئی وارث نہیں تھا اور آپ نے اس خبر کو دبا دیا۔۔۔ کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوئی۔۔۔

ڈائریکٹر نے تھوک نگلا۔ بولنے کے لیے منہ کھولا لیکن الفاظ دم توڑ گئے۔

"کیا ہوا اگر اس واقعے کی ساری ویڈیوز باہر نکل آئیں۔۔۔"

ڈائریکٹر نے ٹشو نکال کر اپنے چہرے پر آیا پسینہ پونچھا۔ اتنی سردی میں بھی پسینہ بہہ نکلا تھا۔

"تت۔۔ تمہارے پاس کہاں سے آئی۔۔۔؟؟"

"اگر میں اتنا بھی نہ کر پاؤں تو پھر تف ہے میرے ڈیٹا سائنٹسٹ ہونے پر۔۔۔" اس نے اپنے چشمے کو سینے کے مقام پر شرٹ سے رگڑ کر صاف کیا

اور پھر آنکھوں پر لگالیا۔اس کی گہری آنکھیں ڈائریکٹر کے اندر تک اتر رہی تھیں۔

میں آپ کو اس کی ڈبل قیمت دے رہا ہوں، باقی آپ کی"
"مرضی۔۔۔ویڈیوز وائرل ہوئیں تو ہسپتال ویسے ہی بند ہو جائے گا۔۔۔

مجھے منظور ہے۔۔"ڈائریکٹر جانتا تھا وہ اب بچ نہیں پائے گا۔اس نے"
کاغذات پر سائن کر دیے اور حادنے اسے قیمت ادا کر دی تھی۔وہ شخص اس ہسپتال کو سنبھالنے کے قابل نہیں تھا جس کی موجودگی میں کوئی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

✿••✿••✿••✿

وہ شاور لے کر باہر آیا تو اس نے ایمان کو ڈریسنگ کے سامنے بیٹھے دیکھا وہ لپ اسٹک لگا رہی تھی۔۔ وہ اسے دیکھ کر پل بھر کو ساکت ہوا۔

میں ریڈی ہوں۔۔" وہ لپ اسٹیک بند کرتے واپس رکھتی اٹھنے کی" کوشش کرنے لگی۔ اس کے بال کرل تھے جسے اس نے اونچی پونی میں باندھا گرین موٹا سوٹ پہنا تھا۔۔۔ یہ ایک شارٹ شرٹ اور Olive ہوا تھا۔ کھلے پلازو کے ساتھ تھا جس کے گلے پر سفید موتیوں کا کام تھا۔ گلا گول تھا جو پورا بند تھا۔ کانوں میں سفید ننھے آمیزے تھے اور ہلکے میک اپ کے ساتھ وہ اب کھڑی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ بڑی آنکھیں واضح تھیں اور وہ ٹین ایج لڑکی لگ رہی تھی۔ جو کسی ٹوور پر جانے کے لیے پوری طرح سے تیار ہو۔

میں جلدی ریڈی ہو گئی نا۔۔۔" وہ اب آہستہ آہستہ لنگڑا کر چلتی بیڈ کی" جانب بڑھی۔ حاد کو جیسے ہوش آیا۔

"بیٹھ جاؤ آرام سے۔۔" وہ اس کی جانب بڑھا اور اسے پکڑ کر بیڈ پر بٹھایا۔ وہ کتنی خوش تھی اور خوشی میں کتنی پیاری لگ رہی تھی یہ حاد نے آج دیکھا تھا۔

"پاؤں دکھاؤ پہلے اپنا۔۔۔" وہ پھر سے نیچے بیٹھ چکا تھا۔

"آپ نیچے مت بیٹھا کریں پلیز۔۔۔" وہ ان کمفرٹیبل ہوئی۔

"میں ان قدموں میں اپنی مرضی سے بیٹھتا ہوں تمہیں کوئی اعتراض ہے۔۔" وہ اب چہرہ اٹھائے اسے دیکھ رہا تھا۔ ایمان سے کوئی اعتراض بن نہیں پایا۔ اب وہ اس کے پاؤں کی پٹی کھول رہا تھا۔

"تم نے کندھے کی پٹی کی؟؟" وہ اب پوچھ رہا تھا۔

"وہ میں شال لے لوں گی اوپر تو ہوا نہیں لگے گی۔۔۔" ایمان نے بہانہ بنایا۔ وہ اب جیل اٹھا لایا تھا اور اس کے مومی پیروں پر جیل لگاتے مالش کر رہا تھا پھر اس نے کچھ دیر بعد پٹی کی اور اچھے سے لپیٹ دیا۔ پھر جیل اٹھا کر واپس رکھی اور ہاتھ دھونے چلا گیا۔ پانچ منٹ بعد جب واپس آیا تھا تو اپنی شرٹ چینج کر آیا تھا۔ سفید سے گرین۔۔۔اس کے ہم رنگ پہن آیا تھا۔

"مجھے نہیں پتا تھا گرین رنگ کسی پر اتنا سوٹ کرتا ہے۔۔" وہ اب آئینے کے سامنے کھڑا بٹن بند کر رہا تھا۔

"یہ صرف گرین نہیں اولیو گرین ہے۔۔"

"گرین تو گرین ہوتا ہے نا۔۔۔؟؟"

"بالکل نہیں، سب الگ الگ ہیں اور سارے میرے فیورٹ ہیں"

Seafoam Green, Sage Green, Olive Green, Jade Green, Forest Green, Emerald Green and Lime Green

اس نے سارے شیڈز گنوادیے تھے۔وہ ہنس دیا۔

"پہلی لڑکی دیکھی ہے جسے بلیک سے زیادہ کوئی اور رنگ پسند ہے۔۔"

"کیونکہ یہ پہلی لڑکی باقیوں لڑکیوں سے الگ ہے۔۔"

وہ اب مسکراتے ہوئے اپنی شال لپیٹ رہی تھی۔

اور پھر گھنٹے بعد ناشتے سے فارغ ہو کر وہ لوگ ہسپتال کی جانب رواں تھے۔
وہ چمکتی آنکھوں سے باہر گھنے پیڑوں کو دیکھ رہی تھی۔

"مجھے لگتا ہے تمہیں جنگل بہت پسند ہے۔۔"

ہاں میں چاہتی ہوں میرا گھر جنگل میں ہو یا جنگل میرے گھر میں ہو۔۔""
وہ فوراً بولی تھی۔ حاد مسکرا دیا۔
کتنی خواہشیں تھی جو اس نے اپنے اندر دبائی ہوئی تھیں۔ اب اسے کوئی پورا کرنے والا ملا تھا تو سب آہستہ آہستہ باہر نکلنے لگی تھیں۔

کچھ دیر بعد وہ ہسپتال میں تھے۔ حاد اسے سہارا دیتے اندر لایا تھا۔ اس نے سر پر گرم اسکارف لیا ہوا تھا اور سفید اونی شال کندھوں پر تھی۔ پاؤں میں سفید اسنیکرز تھے۔ وہ اسے اپنے ساتھ لیے راہداری میں آگے بڑھ رہا تھا۔ صبح صبح کا ٹائم تھا زیادہ اسٹاف نظر نہیں آ رہا تھا۔

کسی سے ملوانا ہے تمہیں۔۔" وہ اسے اس کمرے تک لے آیا تھا جس میں کبھی اس نے وقت گزارا تھا جب وہ اس ہسپتال میں تھی۔

ایمان نے نا سمجھی کے عالم میں گلاس ونڈو سے اندر جھانکا اور پھر سامنے بیڈ پر لیٹے وجود کو دیکھ کر ٹھٹک گئی۔۔اس نے بے اختیار حاد کو دیکھا۔

اندر لیٹا شخص عبداللہ شہاب تھا۔۔۔اس کا باپ۔۔۔جو پچھلے چھ ماہ سے لاپتہ تھا۔۔حاد نے اسے ڈھونڈ لیا تھا۔

"یہ۔۔یہاں۔۔۔کیا کر رہے ہیں۔۔" ایمان کو لگا کسی نے اس کا دل مٹھی میں بھینچ لیا ہو۔

عبداللہ شہاب کی چیخیں اسے اپنے کانوں میں سنائی دینے لگی تھیں۔

"ملو گی نہیں ان سے۔۔۔؟؟" وہ اس کے ساتھ کھڑا تھا۔

نہیں مجھے نہیں ملنا۔۔" وہ اس سے ہاتھ چھڑا کر جانا چاہتی تھی پر حادنے اپنی گرفت مضبوط رکھی۔

"سب سے پہلا حق ہے ان کا تم پر، اور جنگ ان سے کی جاتی ہے جو اس قابل ہوں۔۔" وہ ہولے سے بولا تھا اور ایمان کو اپنی آنکھوں میں نمی امڈتی محسوس ہوئی۔

"تم ہیلر ہو نا، تمہارا یہ مرہم سب کے لیے ایک سا ہونا چاہیے ایمانے۔۔" وہ ہولے ہولے سرگوشیاں کر رہا تھا۔ اس نے ایمان کو تھام رکھا تھا ورنہ وہ گر جاتی۔

"خود ساختہ لڑائی ختم کر دو تمہیں سکون ملے گا۔۔"

اس کی بات سن کر ایمان نے پلکیں جھپکتے اپنے آنسوؤں کو اندر دھکیلا۔
ماضی کی خوفناک یاد اپنے تمام تر خونی پنجوں کے ساتھ اس کے جسم سے چپک چکی تھی۔

تم آج نہیں بچو گی۔ تمہیں مرنا ہو گا۔۔میں تمہیں مار ڈالوں گا۔۔"""
چھوٹے سے کمرے میں عبداللہ شہاب اسے گلے دبا کر مارنے کی کوشش کر رہا تھا۔وہ خود کو بچانے کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہی تھی لیکن عبداللہ شہاب کی گرفت بڑھتی ہی جا رہی تھی۔

سیاہ یادیں

حاد نے ایمان کی غیر ہوتی حالت کو دیکھا اور پھر آہستگی سے اسے خود سے لگایا۔ وہ بے طرح تڑپ رہی تھی جیسے ابھی تک عبداللہ شہاب نے اسکا گلہ دبا رکھا ہو۔

انہوں نے مجھے مارنے کی کوشش کی۔ انہوں نے میرا گلہ دبایا تھا۔ انہوں" نے میرا یقین نہیں کیا۔ کبھی نہیں کیا۔۔" وہ روتے ہوئے بتا رہی تھی۔ انسان سبھی بری یادوں سے نکل آتا ہے سوائے بچپن کے ٹروما کے اور ٹروما بھی وہ جو باپ سے ملا ہو۔

میں نے کبھی کچھ غلط نہیں کیا۔ میرا کبھی کوئی افیئر نہیں تھا۔۔" وہ روتے" ہوئے حاد کو بتا رہی تھی اور حاد لے لیے اسے سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا۔

میں اندر نہیں جاؤں گی وہ مجھے مار ڈالیں گے۔۔" وہ وہاں سے بھاگ جانا" چاہتی تھی اور حادا اسے تھام کر آفس لے آیا تھا۔

وہ سکول میں تھی۔ایک ٹین ایج لڑکی جس کی دنیا اپنے کمرے اور کتابوں تک تھی۔اسے عبداللہ شہاب نے گلہ دبا کر مارنا چاہا تھا کیونکہ انہوں نے اس کی وہ ڈائری پڑھ لی جسے وہ سب سے چھپ کر لکھتی تھی۔اس کے پاس کوئی دوست نہیں تھا کوئی سہیلی نہیں تھی۔وہ اپنے احساسات کو اپنی ڈائری میں لکھتی تھی ایک دن عبداللہ شہاب نے اسے چھت پر ڈائری لکھتے دیکھ لیا تب وہ نہم کلاس میں تھی۔اس دن عبداللہ شہاب کو شک ہوا۔پھر انہوں نے جب وہ اسکول میں تھی اس کے کمرے سے وہ ڈائری ڈھونڈ نکالی۔جس میں اس نے بہت ساری باتیں لکھی تھیں۔اسے روحان جبیل جیسا باپ چاہیے تھا لائف پارٹنر کا خیال تو اس کے ننھے ذہن میں تب تک آیا ہی نہیں تھا۔

اسے شاعری پسند تھی چند اشعار لکھے اور عبداللہ شہاب نے اس بنا پر اسے مارنا چاہا تھا۔۔وہ مر جاتی اگر اسے بچانے سلمی بیگم نہ آتیں۔اس دل عبداللہ

شہاب نے ایمان کے دل میں نفرت کی گہری ضرب لگادی تھی۔اس کے بعد وہ شاعری کی طرف متوجہ نہیں ہوئی۔اس نے کبھی کوئی ڈائری نہیں خریدی۔وہ اپنے جذبات اپنے اندر ہی چھپاکر رکھنے کی عادی ہو گئی تھی۔

وہ اب صوفے پر بیٹھی اپنی سسکیوں کو دبانے کی کوشش کر رہی تھی وہ اس کے قریب ہی بیٹھا تھا اس کی کمر کے گرد بازو حائل کیے اسے اپنے ساتھ لگایا ہوا تھا جبکہ دوسرے ہاتھ سے اس کا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔وہ اس کے کندھے سے سر ٹکائے بیٹھی تھی۔اس کی کلائی میں نازک سا کنگن تھا جو حانم نے اسے دیا تھا اور وہ پہنے ہوئے تھی۔وہ کنگن کمرے کی دھیمی روشنی میں جگمگ کر رہا تھا اور اس کی کلائی میں اس قدر حسین لگ رہا تھا کہ حاد سے نظریں ہٹانا مشکل ہو گیا۔وہ اس کے کنگن سے کھیل رہا تھا۔

ایم سوری۔۔مجھے تمہیں پہلے بتانا چاہیے تھا۔۔"وہ اب معذرت کر رہا تھا۔"

مجھے لگا تم ان سے ملنا چاہو گی۔۔" وہ خاموش بیٹھی رہی۔اس کا سسکتا"
وجود وہ محسوس کر سکتا تھا۔

مجھے لگتا ہے میں آج بھی وہیں ہوں۔۔" وہ ہولے سے بولی۔"
حاد نے اس کے وجود کی جنبش کو محسوس کر سکتا تھا۔

"آج بھی بیڈ کے نیچے چھپی ہوئی ہوں ان سے ڈر کر۔۔"
وہ اپنے وہ احساسات شیئر کر رہی تھی جو کسی سے نہیں کیے تھے۔

میں نے انہیں معاف کرنے کی کوشش کی، بچپن سے اب تک بہت بار،"
ہر بار انہوں نے میرا دل توڑا اور جن لڑکیوں کے دل سب سے پہلے ان کے
کرنا دنیا کا سب سے مشکل کام ہوتا Heal باپ توڑتے ہیں ان کے لیے
ہے۔" وہ اب رو نہیں رہی تھی۔حاد کو اس کے ہاتھوں کا سرد پن محسوس ہوا

تو اس نے ایمان کا ایک ہاتھ اپنی گرم جیکٹ کی پاکٹ میں ڈال لیا اور دوسرا اپنے ہاتھ میں دبا لیا جبکہ ایک ہاتھ سے اسے اپنے ساتھ لگایا ہوا تھا۔

”مشکل ہوتا ہو گا عام لڑکیوں کے لیے لیکن تم تو ہیلر ہو نا۔۔“ وہ پیار سے بولا تھا۔

”ہیلر بننا اتنا آسان نہیں تھا۔۔“ وہ بتا رہی تھی۔ وہ جانتا تھا لیکن اس وقت وہ اس کا ذہن عبداللہ شہاب سے ہٹانا چاہتا تھا۔

”میں بہت بار گری، ہر بار جب کسی لڑکی سے سامنا ہوا جس نے فیملی ٹروما سہا تھا، میں فوراً ڈھے جاتی تھی۔۔“

لیکن تم نے کر دکھایا ایمانے! تم نے کر دکھایا۔۔" وہ جذب سے کہہ رہا" تھا۔ ایمان نے گہرا سانس لیا اور سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ اس کے کتنے قریب بیٹھا تھا۔ دل بے اختیار دھڑکا۔ گرین شرٹ پر سیاہ جیکٹ پہنے اور اپنا مخصوص چشمہ آنکھوں پر سجائے وہ تمام حسیات سے اس کی جانب متوجہ تھا۔ اس کے کلون کی مہک ایمان کو ویسے ہی بہت پسند تھی۔

میں اب ٹھیک ہوں۔۔" وہ اب اس سے الگ ہوئی۔ چہرہ بلاوجہ ہی سرخ" ہو گیا تھا۔ وہ اس سے لپٹ کر روئی تھی اور حاد نے اسے خود سے لگائے رکھا تھا۔ وہ چند منٹ پہلے کا منظر یاد کر کے خفت سے آنکھیں میچ گئیں۔

تو واپس چلیں۔۔؟؟" وہ اس کے گریز پر مسکراہٹ دبا کر پوچھنے لگا۔"

نہیں میں کچھ دیر یہاں رکنا چاہتی ہوں۔ شاید کچھ گھنٹے۔۔۔" وہ ہسپتال کا" راؤنڈ لگانا چاہتی تھی۔

اچھا۔۔" وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا۔ "تو تم یہاں رکو کچھ دیر مجھے چھوٹا سا" کام ہے میں ایک گھنٹے تک تمہیں پک کر لوں گا ٹھیک ہے؟؟" وہ بولا تو ایمان نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

اور اب رونامت۔۔" وہ اس کی جانب جھکتے ہوئے سر پر ہاتھ رکھتے بولا۔"
ایمان نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔
وہ دونوں بھائی عورت کو عزت دینے کے معاملے میں ایک جیسے تھے۔ وہ جڑواں تھے شاید دو جسم ایک جان۔۔
عبدل بھی اسے ایسے ہی ٹریٹ کرتا تھا۔

نہیں روتی۔۔۔“وہ ہولے سے بولی۔”

گڈ گرل۔۔“وہ مسکرایااور پھر جھک کراس کی پیشانی کو چھوااور پھر” دروازے کی جانب بڑھا۔ایمان کواس لمس کی تاثیراپنے اندر تک اترتی محسوس ہوئی۔

دروازہ کے قریب پہنچ کر وہ رکا۔

میں نے اسٹاف کو ساری ہدایات کردی ہیں تمہیں راؤنڈ لگانا ہو تو وہیل” چیئر پر جانا ایسے نہیں۔۔“وہ نم آنکھوں سے مسکرائی تو وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

✿••✿••✿••✿

اگلے ایک گھنٹے بعد وہ وہیل چیئر پر بیٹھی اس کمرے کے باہر کھڑی تھی جس میں عبداللہ شہاب تھے۔

ایک نرس اس کے پیچھے کھڑی تھی اس کی کرسی تھامے۔

دروازہ کھول دو۔۔"اس نے نرس سے کہا۔"

"لیکن میم یہ پیشنٹ خطرناک ہیں، یہ آپ کو نقصان پہچا سکتے ہیں۔۔"

اس سے زیادہ کیا نقصان پہنچائیں گے۔۔"وہ ہولے سے بڑبڑائی۔"

"تم دروازہ کھول دو اور چلی جاؤ میں انہیں خود دیکھ لوں گی۔۔"

آر یو شیور میم۔۔؟؟" نرس تذبذب کا شکار تھی وہ ایمان کو اکیلے چھوڑ کر" نہیں جانا چاہتی تھی۔ پر ایمان کی بات کو ٹال بھی نہیں سکتی تھی۔ اس نے دروازے کے سائیڈ پر لگا بٹن دبایا اور دروازہ دائیں سے بائیں جانب کھلتا چلا گیا۔

کمرے کا من۔ظر واضح تھا۔ وہاں ایسی کوئی چیز نہیں تھی جس سے مریض خود کو نقصان پہنچا سکے۔

عبداللہ شہاب، خود غرضوں میں ایک خود غرض! وہ بیڈ پر بیٹھے چھت کو گھور رہے تھے۔

ایمان نے گہرا سانس لیا آنکھیں بند کر کے خود کو ریلیکس کیا اور پھر وہیل چیئر کے ساتھ کمرے میں داخل ہو گئی۔

عبداللہ شہاب کا ایک ہاتھ بیڈ سے بندھا تھا۔ یہ ان کی سیفٹی کے لیے تھا کبھی بھی وہ اٹھ کر دیواروں میں سر مارنے لگ جاتے تھے۔

جیسے ہی اس کی نظر ایمان پر پڑی وہ اٹھ کر تیزی سے اس کی جانب لپکے پر ہاتھ بندھا ہوا ہونے کی وجہ سے وہ زیادہ اس کے قریب نہیں پہنچ پائے۔

ان کی آنکھوں میں نفرت نہیں تھی، جو ہمیشہ ایمان کو دیکھ کر ابھرتی تھی۔

ان آنکھوں میں صرف بے بسی تھی۔

ایمان۔۔۔"وہ اب اسے پکارنے کی کوشش کر رہے تھے۔وہ اسے دیکھ" کر بے تاب ہوئے تھے۔ایمان ان سے کچھ فاصلے پر بیٹھی انہیں دیکھ رہی تھی۔وہ اسے وہیل چیئر پر بیٹھے دیکھ کر حیران ہوئے۔

مسٹر عبداللہ شہاب الدین! کیا آپ مجھے پہنچانتے ہیں۔۔؟؟"اس کا انداز" سرسری تھا جیسے وہ شخص اس کا باپ نہیں بلکہ اس کے لیے پیشنٹ ہی ہو۔

"ایمان میری بچی۔۔۔"

اس بار ایمان کو لگا کسی نے اس کا دل مٹھی میں جکڑ لیا ہو وہ اسے دیکھ رہے تھے بڑے پیار سے حسرت سے۔ جب وہ بہت چھوٹی تھی چار پانچ سالوں کی اسے اپنے باپ سے بہت پیار تھا وہ بار بار ان کی طرف لپکتی تھی اور عبداللہ شہاب ہر بار اسے خود سے دور کر دیتے تھے۔ اب ان کی آنکھوں میں حسرت تھی کاش وہ اسے تب یوں نہ جھٹکتے۔۔۔ اسے خود سے دور نہ کرتے۔۔ پر گزرا وقت لوٹ کر نہیں آتا اور ہمیں پچھتاوے کے گہرے سمندر میں ڈوبنے کے لیے چھوڑ جاتا ہے۔ ایمان کی گود میں ان کی فائل رکھی تھی اب وہ ان کی فائل کھولے پڑھ رہی تھی۔

عبداللہ شہاب الدین عمر اٹھاون سال۔۔ آپ کو ہلوسینیشن ہوتے ہیں۔" لیکن آپ کو سب کی پہچان ہے۔۔۔" اس نے فائل بند کر دی۔ وہ اب انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔

"چلا جا۔۔ چلا جا۔۔" عبداللہ شہاب چھت کی جانب دیکھتے کسی کو جانے کا کہہ رہے تھے۔ جیسے وہاں کوئی موجود ہوا نہیں منہ چڑا رہا ہوا نہیں تنگ کر رہا ہو۔

"پتا ہے جب جب آپ اللہ سے سرعام لڑائی کرتے تھے، انہیں نعوذ باللہ جھوٹا کہتے تھے میں تب تب ڈر جاتی تھی اور سوچتی تھی کہ کہیں اللہ غصہ ہو کر آپ کا بدلا ہم سے نہ لے۔۔۔" وہ اب سر جھکائے بیٹھے تھے۔ جیسے چھت سے لٹکتی مخلوق جا چکی تھی۔

"پھر میں نے جانا کہ ہر انسان اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے دوسروں کا نہیں۔۔"

جب آپ نے مجھے مارنے کی کوشش کی تب میں نے چاہا تھا کہ ایک دن "
"آپ کے اعمال آپ سے ملنے آئیں۔۔۔
عبداللہ شہاب نے چونک کر اسے دیکھا۔

کیسا لگتا ہے پاپا اپنے اعمال کو اپنے سامنے دیکھ کر۔۔۔؟؟" اس کی آنکھیں "
بھر آئیں جبکہ عبداللہ شہاب تو ساکت رہ گئے۔وہ سنتے بھی تھے سمجھتے بھی
تھے۔ان کے چاروں جانب سے دھواں اٹھ رہا تھا۔

آپ کے اعمال نہ صرف آپ سے ملنے آئے بلکہ کھینچ کر آپ کو کہرے کے "
پار لے گئے۔۔" وہ انہیں دیکھتے کہہ رہی تھی۔عبداللہ شہاب نے اپنی جگہ
سے اٹھنا چاہا۔

یہ جن ڈیمنز کو آپ دیکھتے ہیں یہ آپ کا اندر ہے۔جب انسان اپنے اندر سے ملتا ہے تو اسے وہی کچھ نظر آتا ہے جو وہ ہوتا ہے۔۔۔کیسا لگتا ہے اپنے آپ سے مل کر۔۔۔؟؟"

عبداللہ شہاب کی آنکھوں میں آنسوں بھر آئے۔وہ کچھ کہنا چاہتے تھے پر زبان اٹھنے سے انکاری ہو گئی۔تالو سے چپک گئی تھی۔

"ہمیں جب اللہ کوئی خاصیت عطا کرتا ہے تو ہم اسے اپنا حق سمجھ کر وصولتے ہیں اور بدلے میں اپنی ہی دنیا کا خدا بن کر بیٹھ جاتے ہیں۔۔۔ہم بھول جاتے ہیں شیطان کا جنم بھی ایسے ہی ہوا ہے اس نے اپنے آپ کو برتر سمجھا اور پھر وہ اپنے مقام سے گر گیا۔اللہ نے اسے بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیا وہ نہ صرف خود بھٹک رہا ہے بلکہ وہ ہم انسانوں سے بدلے لے رہا ہے۔۔تو جب جب اللہ ہمیں غیر معمولی ذہانت سے نوازتا ہے تو شیطان ہمارے کان میں ایسی

پھونک مارتا ہے کہ ہم اندھے بہرے گونگے ہو جاتے ہیں بھول جاتے ہیں

''کہ ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔۔ ہمیں اپنے اعمال سے ملنا ہے۔۔

''مم۔۔۔مجھے معاف کر دو۔۔''عبداللہ شہاب کے لبوں سے پھسلا تھا۔

''معاف کر دو مجھے۔۔۔''وہ اب بیڈ سے نیچے اتر کر گھٹنوں پر بیٹھ چکے تھے۔
ان کا سر جھکا ہوا تھا۔
ایمان نے آگے ہو کر ان کا ہاتھ پکڑا۔

''معاف کرنے والی ذات اللہ کی ہے۔ان سے معافی مانگیں۔۔''ان کی
حالت پر ایمان کا دل کٹا تھا۔وہ جانتی تھی سفر لمبا تھا۔ان کا کھرا زیادہ گہرا تھا
لوٹ آنے میں وقت لگتا پر اسے یقین تھا وہ انہیں لے آئے گی۔وہ ہیلر تھی۔
اس کا یہی کام تھا۔وہ اس کا باپ نہ بھی ہوتا تو اسے یہ کرنا تھا۔۔۔وہ ان کے

اندھیروں میں جانے کے لیے تیار تھی تاکہ انہیں کہرے کے پار سے کھینچ لائے۔۔۔پر عبداللہ شہاب کے اندھیروں میں ایمان بنت عبداللہ کے لیے تکلیف کے سواء کچھ نہیں تھا۔

✿••✿••✿••✿

"نکاح مبارک ہو حاد۔۔۔"مس ایلف کال پر تھیں۔

"آپ نہیں آئیں نا۔۔"وہ خفا تھا۔

"میں آنا چاہتی تھی لیکن ہیزل کی بگڑتی حالت کی وجہ سے نہیں آپائی۔۔۔ریسیپشن پر آؤں گی نا۔۔

”کیسی ہے ہیزل اب۔۔؟؟“اس نے مس ایلف سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ان کی بیٹی کو ڈھونڈ لائے گا۔اور اس نے ڈھونڈ لیا تھا۔اب جب صحیح وقت آیا تھا اس نے مس ایلف کو ہیزل کے پاس بھیجا تھا۔

”خفا ہے بہت، روئی ہے بہت۔۔“مس ایلف نے افسردہ لہجے میں بتایا۔ پہلے اسے بتایا گیا تھا کہ اس کی ماں مر چکی ہے۔ پھر اسے بتایا گیا وہ اسے پیدا کر کے چھوڑ گئی تھی۔ سلطان ملک نے اسے کبھی یہ نہیں بتایا کہ وہ اسے اٹھا لایا تھا اس نے اس بچی کو اس کی ماں سے الگ کر دیا تھا۔

”مان جائے گی آپ فکر نہ کریں۔۔“وہ انہیں تسلی دیتے بولا۔

“جانتی ہوں! مجھے تمہارا شکریہ ادا کرنا تھا۔۔”

کس لیے۔۔؟؟" وہ ہسپتال کی جانب گاڑی موڑتے بولا۔"

تم نے اپنا وعدہ نبھایا۔۔۔" ایلف کی آنکھیں اشک بار تھیں۔"

یہ خوبصورت عورتیں اتنا کیوں روتی ہیں۔ آئی مین کہاں سے آتے ہیں" اتنے آنسوں۔۔؟؟" وہ انہیں تنگ کرنے لگا۔

لگتا ہے ایمانے بھی بہت روتی ہے۔" مس ایلف فوراً بولی۔ اور حادنے" گہرا سانس لیا۔

مجھے ڈر لگتا ہے میں اس سمندر میں ڈوب جاؤں گا جو اس کی آنکھوں سے" بہہ جانے کو تیار رہتا ہے۔۔" اس کا انداز ایسا تھا کہ ایلف روتے روتے ہنس دی۔

"خیال رکھیے گا اپنا اور ہیزل کا بہت سارا۔" وہ انہیں تاکید کرتا فون بند کر چکا تھا اور کچھ دیر وہ ایمان کو لیے سلمی بیگم سے ملوانے جا رہا تھا۔
وہ ایمان سے لپٹ کر رو پڑی تھیں۔

"میرا گھر تو سونا ہو گیا۔" وہ آنسوں صاف کرتے بولیں۔

"تو ارمان کو بلائیں باہر سے وہ شادی کرے، گھر میں بہو آئے گی تو دل لگے گا آپ کا۔" وہ سلمی بیگم کو تنگ کر رہی تھی۔ بظاہر ہنس رہی تھی لیکن اس کی آنکھوں کو صرف وہ پڑھ سکتا تھا۔ وہ جس قیامت سے گزر کر آئی تھی صرف وہ جانتا تھا۔

آپی آپ کو پتا ہے عبدل کا کنسرٹ ہے چار دن بعد یہاں پاکستان میں۔۔""
حمیزہ نے دھماکہ کیا۔ ایمان نے حیرت سے اسے دیکھا۔

یہ ان کا آخری کنسرٹ ہے میں نے ان کے آفیشل اکاؤنٹس پر چیک کیا"
ہے۔ پچھلے ایک ڈیڑھ سال میں یہ دوسرا کنسرٹ ہے ان کا۔۔اور وہ بھی
"آخری۔۔اس کے بعد نو سنگنگ۔۔
ایمان کو گہری حیرت نے آلیا تھا۔

وہ جو ہم نے لاسٹ ٹائم ٹی وی پر دیکھا تھا وہ پرانا شو تھا ریکارڈنگ چل رہی"
تھی۔۔"حمیزہ اسے خبریں دے رہی تھی جبکہ ایمان کا ذہن اس بات میں
الجھا تھا کہ وہ پاکستان آرہا تھا۔ حاد نے اس سے ایسی کوئی بات نہیں کی تھی۔
کچھ دیر وہاں بیٹھنے اور دوپہر کے کھانے کے بعد وہ اسے اس ہوٹل لایا تھا
جہاں جبیل خاندان رکا ہوا تھا۔ وہ سب اس سے مل کر خوش ہوئے تھے۔

سب نے اسے ڈھیروں گفٹس دیے تھے۔وہ سب اب واپس جانے کے لیے تیار تھے۔

حانم نے اپنے ہاتھ سے اس کے چہرے کو چھوا۔

یوں سمجھو میں نے اپنا دل نکال کر تمہیں دے دیا ہے اس کا خیال کیسے رکھنا ہے یہ اب تم پر ڈیپنڈ کرتا ہے۔۔"وہ حاد کو دیکھتے ہوئے بولیں تھیں اور ایمان بس مسکرادی۔

واپسی کے سفر پر وہ کافی تھک گئی تھی۔

تم ٹھیک ہونا۔۔۔؟؟"وہ اسے خاموش دیکھ کر پوچھنے لگا۔"

ہاں بس مڈز ہیں میرے، میں نے جو کورس اسٹارٹ کیا تھا سائیکولوجی کا"
اس کے مڈز ہیں اور میری تیاری بھی نہیں ہے۔۔"آج ہی اسے ڈیٹ شیٹ موصول ہوئی تھی۔

"کب ہیں۔۔؟؟"

"ایک ہفتے بعد۔۔۔"

"ابھی تو ایک ہفتہ ہے اچھے سے تیاری کرو ہو جائے گا۔"
وہ مسکرا دی۔

اب ہر کوئی آپ کی طرح ذہین نہیں ہوتا۔۔"اس نے حاد کی طرف دیکھتے" کہا۔

لیکن ہر کوئی پڑھ تو سکتا ہے نا۔۔" وہ فوراً بولا تو ایمان نے اثبات میں سر ہلایا۔

"میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔۔" اس نے ایمان کا ہاتھ تھامتے کہا تو وہ مسکرا دی۔۔۔ ساری اداسی دور جا سوئی تھی۔

✿••✿••✿••✿

اگلے دن وہ اپنے کلاس روم میں تھی۔ وہیل چیئر پر بیٹھی تھی، پاؤں اور کندھے پر گرم پٹی تھی۔ ٹھنڈ کی وجہ سے درد کبھی بھی شروع ہو جاتا تھا۔

آپ کو ڈر نہیں لگتا۔۔۔؟؟" لڑکیاں اس سے پوچھ رہی تھیں۔اکیڈمی "میں اسٹوڈنٹس کی تعداد بڑھتی جارہی تھی۔حاد نے سب کچھ اچھے سے مینیج کیا ہوا تھا یہ صرف وہی کر سکتا تھا۔ایمان نے اسے ہمیشہ کام کرتے دیکھا تھا۔

"کس بات سے۔۔؟؟"

ہم نے سنا ہے کسی نے آپ کا ایکسڈنٹ جان بوجھ کر کروایا ہے وہ نہیں "
"چاہتے کہ آپ عورتوں کے سیشنز لیں۔۔
وہ ہولے سے مسکرادی۔

کیا آپ کو ڈر نہیں لگتا؟انہوں نے دوبارہ آپ کی جان لینے کی کوشش کی تو "
پھر؟؟" وہ تجسس سے پوچھ رہی تھیں۔

سارا مسئلہ ہی تو جان کا ہے۔ جس دن ہم یہ بات سمجھ گئے کہ موت برحق ''
ہے اس دن ہم حق سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔۔''وہ مسکرائی تھی۔اتنا کچھ
سہہ لینے کے باوجود بھی کوئی اس کا حوصلہ نہیں توڑ پایا تھا۔اور اب اسے کیسا
ڈر اب تو اس کا پروٹیکٹر حاد تھا۔ہیلر کا پروٹیکٹر۔۔۔

اچانک ابھرنے والی آواز پر اس نے گلاس ونڈو سے باہر دیکھا۔ سبھی لڑکیاں
اٹھ کر ونڈو کے قریب آئی تھیں۔

باہر حاد نے ایک لڑکے کو پیچھے گردن سے پکڑا ہوا تھا۔۔۔لڑکا ہوا میں معلق
تھا اور وہ اسے ایک ہاتھ سے ایسے ہی ہوا میں لٹکائے گیٹ کی جانب بڑھ رہا
تھا۔۔۔وہ ان کی نظروں سے دور ہو رہا تھا۔۔اسٹوڈنٹس گراؤنڈ میں اکٹھے
ہو چکے تھے۔

اس نے گیٹ کے قریب پہنچ کر لڑکے کو چھوڑا اور وہ زور سے زمین پر گرا۔
یہ ایک چودہ پندرہ سالا ٹین ایج لڑکا تھا جو نیا نیا آیا تھا۔اور اپنے آپ کو تیس مار
خان سمجھتا تھا۔اکیڈمی میں سموکنگ کرنا منع تھا۔اور اس لڑکے نے اپنے

دوستوں سے شرط لگائی تھی کہ وہ یہاں اسموکنگ کر کے دکھائے گا جبکہ حاد کو پتا ہی نہیں چلے گا۔

وہ اپنے گروپ میں بیٹھا ویپ کے کش لگاتا دھویں اچھال رہا تھا جب حاد نے پیچھے سے آ کر اسے گردن سے دبوچا تھا اور جیسے وہ بیٹھا تھا ویسا ہی اٹھالیا اس کا قد دراز تھا اور بازو پورا سیدھا کرنے پر وہ لڑکے کو ہوا میں لٹکائے گیٹ تک لے گیا تھا اور پھر چھوڑ دیا۔ وہ دھڑام سے گرا۔

"یہاں کے چپے چپے پر میری ن-ظریں ہیں۔۔۔"اس نے گہرے آنکھوں سے اسے دیکھتے کہا تھا۔ لڑکا ہڑبڑا کر اٹھا اس کے طوطے اڑ گئے تھے۔ باقی سب جہاں کھڑے تھے وہیں جیسے جم گئے تھے۔

کل تم یہاں وقت پر پہنچ جاؤ گے وہ بھی انسانوں کے روپ میں، نہیں تو اٹھا” کر لے آؤں گا۔۔“اس کا انداز ایسا تھا کہ لڑکے کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی محسوس ہوئی تھی۔

سوری۔۔ سوری۔۔۔ آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔۔“لڑکا اب سوری کر رہا” تھا۔۔اس نے سپنے میں بھی نہیں سوچا تھا کوئی اسے ایک ہاتھ سے یوں اٹھا کر لے آئے گا اور پھر پٹخ دے گا۔اسے گھٹنے پر اچھی خاصی چوٹ لگی تھی۔

حاداب واپس آ رہا تھا۔ایک ہاتھ پینٹ کی جیب میں تھا دوسرے سے اس نے بال سیٹ کیے اور پھر ٹی شرٹ کے گلے سے لٹکا چشمہ اتار کر آنکھوں پر لگا لیا۔۔اس کی چال میں بے نیازی تھی۔ایمان اسے یوں چلتے گھنٹوں دیکھ سکتی تھی۔

واؤ۔۔کتنے اسٹرونگ ہیں نا یہ۔۔۔"لڑکیاں اب اسے ونڈو سے دیکھتے کہہ رہی تھیں۔یہ وہی لڑکیاں تھیں جو ایلیٹ اسکول سے آئی تھیں۔

"اور ہینڈسم بھی۔۔"

"بالکل کسی ہیرو کی طرح۔۔"

ایمان نے فوراً گلہ کھنگار کر انہیں اپنی جانب متوجہ کیا۔

کسی کو ایسے نہیں دیکھتے غلط بات ہے۔۔"وہ بلاوجہ ہی پوزیسیو ہوئی تھی۔"

اس میں برائی کیا ہے۔۔؟؟"وہ اب جاننا چاہتی تھیں۔"

"وہ میرڈ ہیں اور کسی کے شوہر کو ایسے تاڑنا غلط بات ہے۔۔"

ایمان کے دھماکے پر وہ تین لڑکیاں صدمے میں جا چکی تھیں جبکہ باقی اب اسے غور سے سن رہی تھیں۔

✿••✿••✿••✿

یہ اگلی رات کی بات تھی۔حاد کا لیپ ٹاپ کمرے میں رکھے چھوٹے سے اسٹڈی ٹیبل پر رکھا تھا۔وہ جب سو جاتی تھی وہ وہیں بیٹھ کر کام کرتا تھا۔اس کا چشمہ بھی اسی ٹیبل پر رکھا تھا اور وہ شاور لے رہا تھا۔

اسے حاد کا یہ چشمہ ہمیشہ ہی اٹریکٹ کرتا تھا۔وہ جو اپنی کتابیں پھیلائے بیٹھی تھی بیڈ سے اتری اور آہستہ آہستہ چلتے اس ٹیبل تک گئی۔۔جس انداز سے اس نے اپنا چشمہ لگایا تھا جب وہ لڑکے کو گیٹ پر پھینک کر آیا تھا وہ ابھی تک نہیں بھولی تھی۔

اس نے وہ چشمہ اٹھایا اور الٹ پلٹ کر اسے دیکھا اور پھر اس نے وہ چشمہ اپنی آنکھوں پر ٹکا لیا۔۔

"ویلکم ایمانے۔۔۔" اچانک ہی اس کے سامنے اے آئی کی امیج ابھری وہ اسی کے روپ میں تھی اور ایمان نے چیختے ہوئے چشمہ اتار کر دور پھینکا۔۔ وہ اتنی بری طرح ڈر گئی تھی اس نے بے ساختہ اپنے چہرے کو چھوا جس سے آگ نکل رہی تھی اور دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔۔

"یہ کیا تھا۔۔؟؟" وہ ابھی تک سمجھ نہیں پائی تھی۔ چشمہ اس سے کچھ فاصلے پر نرم و نازک قالین پر پڑا تھا۔ اس کے چلانے کی آواز پر وہ جلدی سے باہر نکلا تھا۔ اور پھر خوفزدہ کھڑی ایمان کو دیکھ کر ٹھٹکا۔۔ چشمہ نیچے پڑا تھا وہ اسے دیکھ رہی تھی۔

”یہ کک۔۔ کیا ہے۔۔؟؟“ وہ چشمے کی جانب انگلی کر کے بولی۔ حاد نے بے ساختہ امڈ آنے والی مسکراہٹ کو دبایا اور پھر آہستہ قدم اٹھاتا چشمے کے قریب آیا اور جھک کر اسے اٹھایا۔

”یہ میرا معمولی سا چشمہ ہے۔۔“ وہ اب اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔

”نہیں یہ معمولی نہیں ہے۔۔“ وہ ڈر کر پیچھے ہوئی اور اس سے اپنی مسکراہٹ چھپانا مشکل ہو رہا تھا۔ اس کے بال گیلے تھے۔ جن سے پانی ٹپک رہا تھا۔

”اچھا پھر لگا کر دیکھتے ہیں کہ کیا ہے اس میں۔۔۔“ وہ شرارتی مسکان لیے اس کی جانب بڑھا۔

"نہیں اس کو مجھ سے دور رکھیں یہ بولتا ہے۔۔"

وہ اب پیچھے کھسک رہی تھی۔ حاد نے تیزی سے آگے بڑھتے اسے تھاما۔

"چشمے کب سے بات کرنے لگے ؟؟" وہ اسے تنگ کر رہا تھا پر ایمان اس کی شرارت نہیں سمجھ پائی تھی۔

"مجھے نہیں پتا لیکن میں نے کچھ دیکھا۔۔" وہ اپنا عکس دیکھ کر ڈر گئی تھی۔ وہ اب زور سے آنکھیں میچے کھڑی تھیں۔ حاد نے بالوں کو جھٹکا دیا اور پانی کے قطرے اس کے چہرے تک گئے۔

"ڈر کیوں رہی ہو میں ہوں نا۔۔۔" وہ اب اسے چھوڑ کر چشمہ میز پر رکھتا الماری کی جانب بڑھا اور تولیہ نکال کر بالوں کو اچھے سے رگڑا۔ جبکہ ایمان ابھی تک سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی آخر ہوا کیا تھا۔ اسے اب اس چشمے

سے خوف آرہا تھا۔ وہ جسے اپنے شوہر کا چشمہ اتنا پسند تھا وہ اب اسی سے ڈر رہی تھی۔

بال صاف کرنے کے بعد وہ دوبارہ میز سے چشمہ اٹھالایا۔

"میں نے بتایا تھا نا میں ڈیٹا سائنٹسٹ ہوں ایک اے آئی انجینئر۔۔" وہ اسے یاد دہانی کرانے لگا۔ ایمان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ ایسا ڈیٹا سائنٹسٹ تھا۔

"تم ایک ڈیٹا سائنٹسٹ سے اور کیا ایکسپیکٹ کر رہی ہو ایمان نے کہ وہ گلے میں استھیٹو سکوپ لگا کر گھومے گا؟؟" وہ اب اس کی ٹانگ کھینچ رہا تھا۔

ایمان نے خفگی سے اسے دیکھا۔ وہ چشمہ لے کر اس کے قریب آیا اور اس کی آنکھوں پر لگانے لگا۔

نہیں۔۔" وہ ڈر رہی تھی۔حادنے اس کے ہاتھ پکڑ لیے۔"

"یہ مقام صرف تمہیں حاصل ہے ایمانے کہ میرے علاوہ اگر کوئی اس کی حقیقت سے واقف ہے تو صرف تم ہو! سب کے لیے یہ صرف عام چشمہ ہے لیکن یہ تمہیں پہچانتا ہے تم اس سے بات کر سکتی ہو۔۔ صرف تم۔۔" اس نے چشمہ اس کے ناک پر ٹکادیا ایمان نے زور سے آنکھیں میچ لیں۔

"آنکھیں کھولو۔۔" وہ اس کے دونوں ہاتھ پکڑے کھڑا تھا۔ایمان نے ڈرتے ڈرتے آنکھیں کھولیں۔

"Don't Scare My Wife.."

اس نے اے آئی کو تنبیہہ کی تھی اور وہ اسے نظر نہیں آرہی تھی لیکن اس کی آواز سنی جاسکتی تھی۔اس کے سامنے بہت ساری اسکرینیں تھی۔جدید ٹیکانولوجی کے دور میں وہ بہت پیچھے تھی اور حاد اتنا ہی آگے تھا۔

"یہ میرا کام ہے۔۔"بہت سارے سسٹمز اوپن تھے ریکارڈز نظر آرہے تھے اور پتا نہیں کیا کیا۔

"جس کو تم نے دیکھا تھا وہ اسسٹنٹ اے آئی ہے اور اس کی مدد سے میں یہ سب ہینڈل کر پاتا ہوں۔۔اور ہاں وہ کسی کا بھی روپ لے سکتی ہے۔۔"

وہ اسے بہت کچھ دکھا رہی تھی اور وہ حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

"اوہ تو آپ اس سے باتیں کرتے ہیں۔۔"وہ حیرانی سے بولی۔

"مطلب۔۔۔؟؟"

مطلب یہ کہ میں نے آپ کو آفس سے دیکھا ہے مجھے لگا تھا آپ خود سے باتیں کرتے ہیں۔۔"اس کی بات پر وہ مسکرا دیا۔

"یہ صرف چشمہ نہیں ہے اس سے ریکارڈنگ بھی ہوتی ہے۔کوئی سسٹمز تک نہ پہنچ پائے اس لیے میں نے اسے لیپ ٹاپ میں نہیں رکھا۔۔"وہ اب اسے اپنے کام کی نوعیت سمجھا رہا تھا اور وہ سمجھ رہی تھی۔

✿••✿••✿••✿

آج عبدل کا کنسرٹ تھا وہ ابھی تک حادثے اس کے بارے میں نہیں پوچھ پائی تھی۔اب اس کا پورا فوکس اپنے مڈز کی طرف تھا۔اسے یہ کورس

کمپلیٹ کرنا ہی تھا۔دن میں وہ پڑھتی رہی تھی کیونکہ رات کو میڈیسن لینے کے فوراً بعد اسے نیند آجاتی تھی۔

”مجھے ابھی کچھ کام سے جانا ہے تم سو جاؤ میں جلد واپس آجاؤں گا اور ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے گارڈز نیچے ہی ہیں اور یہ کمرہ ہمارے علاوہ کوئی نہیں کھول سکتا۔۔“ وہ اسے دواء دیتے بتا رہا تھا ایمان جو کافی تھکی ہوئی تھی وہ واقعی سونا چاہتی تھی۔اس نے میڈیسن لی اور بستر میں لیٹ گئی۔

”دس بج رہے ہیں بارہ بجے تک واپس آجاؤں گا۔۔“ وہ آج کافی سنجیدہ تھا یا پریشان۔۔۔ایمان اسے دیکھتے گئی۔

”سب ٹھیک ہے نا؟؟“ وہ اسے کمبل اوڑھا رہا تھا جب اس نے حاد کا ہاتھ پکڑ لیا۔وہ ہولے سے مسکرا دیا۔

اپنی زندگی کا وہ کام کرنے جارہا ہوں جو کبھی نہیں کرنا چاہتا لیکن ضروری ہے۔۔۔ تم دعا کرنا۔۔" وہ اس کا ہاتھ دباتے بولا۔

ڈرا رہے ہیں آپ مجھے۔۔۔" ایمان کا دل دھڑک رہا تھا۔"

"ارے نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ تم ریلیکس رہو۔۔"

وہ لائٹ آف کرتے دروازہ بند کر کے جا چکا تھا۔ اس نے اکیڈمی میں پوری سیکیورٹی رکھی تھی۔ وہ کچھ دیر سوچتی رہی لیکن پھر نرم بستر کی گرمائش اور دن بھر پڑھتے رہنے کے بعد اس کا ذہن اس قدر تھک چکا تھا کہ وہ جلد ہی سو گئی۔

لیکن پھر عجیب سے احساسات سے ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔اس نے ٹائم دیکھا تو دس چالیس تھے۔وہ بیڈ سے نیچے اتر آئی۔ نیند جیسے کوسوں دور تھی۔وہ سوچتی رہی اب کیا کرے پھر وہ دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکل آئی۔ حاد کے آفس میں روشنی تھی۔وہ کچھ سوچتے ہوئے آفس کی جانب بڑھی۔ اسے ڈر بھی لگ رہا تھا پر وہ آگے بڑھ رہی تھی۔اچانک آفس کا دروازہ کھلا اور وہ باہر نکلا۔۔۔

ہاں میں ریڈی ہوں۔۔" وہ کسی سے مخاطب تھا۔ایمان تو جہاں تھی وہی" ساکت ہوگئی۔

اس کے سامنے عبدل کھڑا تھا۔سیاہ جینز شرٹ پر سیاہ چمکتا کوٹ پہنے جس کے کف کو فولڈ کیا گیا تھا۔ہاتھ پر بنا ٹیٹو نمایاں تھا اور بال چھوٹی سی پونی میں قید تھے۔داڑھی بڑھی ہوئی تھی۔پچھلی بار کی طرح اس بار کانوں میں

بالیاں نہیں تھیں اور نہ ہونٹ کے قریب کوئی موتی چمک رہا تھا۔۔۔وہ اپنے ازلی حلیے میں تھا جس میں اک-ثر وہ اس سے ملتا تھا۔

عبدل۔۔'' وہ بے یقینی سے زیر لب بڑبڑائی۔وہ بھی اسے دیکھ چکا تھا اور '' پھر ٹھٹک گیا۔ جیسے وہ توقع نہیں کر رہا تھا۔

تم ویٹ کرو میں آتا ہوں۔۔'' کان میں لگے بلیوٹوتھ ڈیوائس پر اس نے '' کسی سے کہا تھا۔نیچے اکیڈمی کے باہر دو سیاہ بڑی گاڑیاں کھڑی تھیں۔ وہ اس کی جانب بڑھا تھا جبکہ ایمان کے قدم جیسے جکڑے گئے تھے۔وہ اس کے قریب آکر رک گیا۔

عبدل۔۔۔'' وہ بے یقینی سے گویا ہوئی۔ ''

"یہ میں ہوں ایمانے!" حاد نے اس کے ہاتھ تھام لیے اور ایمان کو بلڈنگ اپنے اوپر گرتی محسوس ہوئی۔

"میں نے کہا تھا مجھے ایک ایسا کام کرنا ہے جو مجھے نہیں پسند۔۔۔" اس نے ایمان کے ہاتھوں کو سرد پڑتے دیکھا تھا۔

"عبدل کہاں ہے۔۔۔؟؟" اسے اپنے دل کی دھڑکن تیز ہوتی محسوس ہوئی اور حاد کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

"یہ اس نے مجھ سے آخری خواہش کی تھی کہ اس کا آخری کنسرٹ ایسا ہو جسے دنیا یاد رکھے۔۔" وہ سر جھکائے کھڑا تھا۔

"عبدل کہاں ہے۔۔۔؟؟" وہ ضبط سے چلائی۔

آؤ میرے ساتھ۔۔" وہ اسے اٹھا کر آفس کے اندر لے گیا سامنے رکھی اپنی" کرسی پر بٹھایا اور اپنا چشمہ اٹھا کر لگا یا۔

اب وہ وقت آ گیا ہے ایمانے کو حقیقت سے آگاہ کرنے کا۔۔"اس نے" اے آئی کو تلقین کی۔اور پھر چشمہ اس کی آنکھوں پر ٹکا دیا۔وہ پلین تھا۔اب کی بار کوئی اسکرین نہیں ابھری تھی۔وہ جھکا۔

"جب تم کہو گی ریڈی، یہ تمہیں عبدل سے ملوائے گی۔۔"
وہ اسے بتا رہا تھا پر ایمان کو سنائی کہاں دے رہا تھا۔اسے اپنے سر میں درد کی ٹھیس اٹھتی محسوس ہوئی تھی۔

میں جلد واپس آؤں گا۔۔" وہ اس کی پیشانی کو چھوتا تیزی سے کمرے "
سے نکل گیا تھا اور وہ وہیں بیٹھی رہ گئی تھی۔

کتنی دیر بیٹھی رہی۔۔ خالی خالی دماغ کے ساتھ جو فریز ہو چکا تھا۔ کیا سچ تھا کیا نہیں وہ نہیں جانتی تھی اور اس وقت اسے ڈر لگ رہا تھا۔۔ عبدل اپنے کنسرٹ کے لیے نہیں آسکا تو پھر کہاں تھا۔۔؟؟؟

آخری خواہش۔۔؟؟" اسے مائیگرین اٹیک ہوا تھا جو اب بڑھتا جا رہا تھا۔ "
شاید آدھا گھنٹا گزر گیا وہ یونہی بیٹھی رہی۔ پھر جیسے ہوش میں آئی۔

مجھے اس کا کنسرٹ دیکھنا ہے۔۔" وہ بولی تھی اور اس کے سامنے اب "
اسٹیج پر وہ اسے گٹار تھامے کھڑا نظر آیا۔

آر جے۔۔۔" وہ بالکل ویسا ہی لگ رہا تھا جیسے اپنے آخری کنسرٹ پر وہ لگ رہا تھا۔ ٹوٹا پھوٹا بکھرا بکھرا۔۔۔

کتنا تیرا انتظار کیا دل کو خفا سو بار کیا

تجھ سے وفا میں نے کی اس قدر، تیری جدائی سے پیار کیا

ہزاروں لوگوں کے مجمعے میں عبدل کی داد سمیٹتا وہ شخص حاد تھا۔ اس کے لفظوں سے تکلیف واضح تھی۔

وہ ایمان کو جس تکلیف میں چھوڑ کر آیا تھا اسے اب ڈر لگ رہا تھا۔

"وہ ایسا کیوں کر رہا ہے۔۔۔؟؟" وہ بھیگے لہجے سے بولی۔

اچانک منظر بدلا۔۔۔ اس کے سامنے اب حاد کا سوشل میڈیا اکاؤنٹ تھا جہاں وہ لائیو تھا۔ اس کا سیشن ہو رہا تھا۔ لاکھوں لوگوں نے جوائن کیا ہوا تھا۔

”یہ کک۔۔کیسے ممکن ہے۔۔۔؟؟“اس کی آنکھیں پھٹ پڑیں۔وہ دو جگہ پر کیسے موجود ہو سکتا تھا۔

”یہ ٹیکنالوجی ہے۔یہی وہ ٹیکنالوجی ہے جس پر وہ دن رات کام کرتے ہیں۔۔۔یہ ریکارڈ ہے لیکن لائیو شو ہو رہا ہے۔۔“اس کے سامنے اسکرین پر لکھا آرہا تھا۔

”یہ ضروری تھا کہ وہ ایک ہی وقت میں دو جگہوں پر موجود ہوں تاکہ دشمنوں کو یہی لگے کہ وہ دونوں بھائی زندہ ہیں۔۔“

”کک۔۔کیا مطلب؟؟عبدل کہاں ہے۔۔“

"ڈونٹ نو۔۔۔"

ریڈی۔۔۔"اس نے کہااور فوراًاسکرین پر وہ نظر آیا۔ عبدل وہ سامنے بیٹھا" تھا۔

"ہے ایمانے۔۔۔دیکھو یہ میں ہوں۔۔"
"دیکھو میں ایک راک اسٹار بن گیا ہوں۔۔"
وہ گھوم کر خود کو دکھانے لگا۔

پتہ نہیں تمہیں اچھا بھی لگوں گا یا نہیں۔۔"وہ تھوڑا اداس ہوا۔"

مجھے تم سے کچھ کہنا ہے۔۔۔ بہت ساری باتیں ہیں۔۔ جنہیں روبرو نہیں"
کرپاؤں گا اور پتا نہیں کبھی تم سے مل بھی پاؤں گا یا نہیں۔۔ اس لیے سب
ریکارڈ کر رہا ہوں۔۔ اور پتا نہیں کب تک کرتا رہوں گا۔۔"

وہ دھیرے سے مسکرا دیا۔۔ افسردہ مسکراہٹ اس کے خوبصورت چہرے پر
پھیلی تھی۔ اور اس کی آنکھوں کی اداسی نے سارے منظر اداس کر دیے
تھے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ میں تمہیں بہت مس کرتا ہوں۔۔۔ ایسا نہیں ہے کہ"
میں تم سے کوئی طوفانی محبت کرتا ہوں یا پھر مجھے تم سے عشق ہے۔۔ کیونکہ
محبت عبدل کے بس کی بات نہیں ہے۔ لیکن تم بس یاد آتی ہو۔۔ تم یاد رہتی
ہو۔۔ ویسے ہی جیسے بچپن میں رہتی تھی اور میں حاد کو تنگ کرتا تھا کہ وہ
تمہیں ڈھونڈ کر لائے کیونکہ اس نے تمہیں ڈھونڈنے کا وعدہ کیا تھا۔۔"

وہ خاموش ہو گیا۔۔۔اب وہ نیچے دیکھ رہا تھا۔ سامنے کیمرے میں نہیں۔۔۔ شاید نظریں ملانے کی ہمت نہیں تھی۔

میں نہیں جانتا تم حاد کو کتنا جانتی ہو۔۔پر اب وہ سب سے زیادہ تمہیں جان لے گا۔۔۔" وہ پھر مسکرا دیا۔

"اور بتاؤ پھر کیسا تھا میرا مکا؟ جو میں نے اس دن اسے مارا تھا۔ آخر کو یہ ایک باکسر کا ہاتھ ہے۔" اس نے ہاتھ کا مکا بنایا اور شرارت سے پوچھنے لگا۔۔پر اس کی آنکھیں ابھی بھی اداس تھیں۔

"کیا اس دن تم نے کچھ نوٹس کیا تھا۔۔۔؟؟؟"

"اسٹاپ پلیز۔۔۔" وہ مزید نہیں دیکھ پائی۔ اسے رونا آگیا تھا۔

اب اس کی سماعت سے گانے کے الفاظ ٹکرا رہے تھے۔

میری دھڑکنوں میں ہی تیری صدا
اس قدر تو میری روح میں بس گیا

اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔ وہ اب اس کے سامنے تھا۔ وہ اس کے جذبات محسوس کر سکتی تھی۔

تیری یادوں سے کب رہا میں جدا
وقت سے پوچھ لے وقت میرا گواہ

سولہ سال گزر چکے تھے۔۔ سولہ وہ اس کے ساتھ رہی تھی ایک یاد بن کر۔۔۔

بس سارے غم میں جاناں سنگ ہوں تیرے
ہر اک موسم میں جانا سنگ ہوں تیرے
اب اتنے امتحاں بھی نہ لے میرے۔۔۔۔

وہ اسے نظر آ رہی تھی۔ وہ التجا کر رہا تھا۔ وہ جانتا تھا وہ ابھی ابھی ایمان کا دل توڑ کر آیا تھا پر یہ اس کی مجبوری تھی اسے آج یہاں آنا ہی تھا تا کہ وہ اپنے بھائی کو بچا سکے۔

منظر پھر سے بدلا عبدل اس کے سامنے تھا۔

اگر تم یہ وی-ڈیوز دیکھ رہی ہو تو اس کا مطلب حادنے تمہیں ڈھونڈ لیا ہے" وہ تمہیں لے آیا ہے۔۔" وہ اب اسی سے مخاطب تھا۔

کیا چیز تھے وہ دونوں بھائی۔۔ ایمان کو اپنے سینے میں جلن کا احساس ہوا۔

ایمانے۔۔۔" اس نے پکارہ تھا اور ایمان نے اپنے آنسوؤں کو روکتے اسے یوں دیکھا جیسے وہ سامنے بیٹھا ہو۔ اور اس ٹیکنالوجی میں وہ اسے بالکل اپنے سامنے بیٹھا نظر آرہا تھا۔

پورا سچ جانے بناری ایکٹ مت کرنا، کیونکہ بہت سارے راز ہیں جن سے" "تم واقف ہونے جارہی ہو۔۔
وہ بول رہا تھا اور ایمان کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہورہا تھا۔

✿••✿••✿••✿

میں بندہِ احد تھا

"کوئی بھی لڑکی تم پر اپنا دل ہار سکتی ہے۔"

"برو، یو آر ہینڈ سم! اس کا مطلب میں بھی ہینڈ سم ہوں۔"

"بائے داوے میں بھی ایک راک سٹار ہوں اور تم سے کم مشہور نہیں ہوں۔"

"چلو آج کے دن حاد بن کر دیکھتے ہیں اس احساس کو جیتے ہیں کہ میں ایمانے کی چاہت ہوں۔"

کیا مصیبت ہے؟؟؟ تم تیرہ سالوں سے عبدل بنے رہے ہو میں نے کچھ" کہا؟؟ اگر ایک دن کے لیے میں حاد بن رہا ہوں تو تم سے برداشت نہیں ہو رہا؟؟ بڑے ہی کم ظرف ہو یار!"

حاد اسے پکارتا ہی رہ گیا تھا لیکن وہ فون بیڈ پر پھینک کر روانہ ہو چکا تھا۔ سب سے پہلے وہ ہیزل کے پاس گیا تھا جو اکیڈمی میں تھی۔
وہ اسے دیکھتے ہی چونک اٹھی۔ مصطفے بھی اسے دیکھ کر حیران ہوا۔ صبح ہی اس کی حاد سے بات ہوئی تھی وہ اسلام آباد میں تھا پھر اچانک یہاں کیسے آگیا تھا۔

کیسی ہیں مس ہیزل؟؟" وہ اسے دیکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور وہ اس کے" سامنے پینٹ کی جیبوں ہاتھ ڈالتے بالکل یوں بیٹھا جیسے حاد بیٹھتا تھا۔ وہ اسے دیکھتی رہی۔

کیا ہوا آپ کھڑی کیوں ہیں؟ پلیز بیٹھ جائیں اور بتائیں کوئی اشو تو نہیں آ رہا''

''یہاں؟

عبدل۔۔'' وہ بڑبڑائی اور عبدل کو اپنا سانس رکتا محسوس ہوا۔ کیا وہ اسے'' پہچان گئی تھی یا وہ حاد نہیں لگ رہا تھا؟؟

ایکسکیوزمی!'' اس نے فوراً خود پر قابو پایا۔''

وہ اپنے ساتھ روشنی لاتا ہے۔۔'' وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے'' بولی۔ اس کا لہجہ عجیب سا تھا۔
اور عبدل کو لگا کسی نے اسے آسمان سے زمین پر لا پٹخا ہو۔

وہ حیرانی سے ہیزل کو دیکھنے لگا اور پھر بنا کچھ کہے جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے جبڑے بھنچ گئے تھے۔ اس نے گہرا سانس لیا اور پھر واپسی کے لیے قدم بڑھائے۔

عبدل۔۔۔"اسے عقب سے آواز سنائی دی۔ وہ رک گیا پر پلٹا نہیں۔"

مقابلہ چھوڑ دو پلیز۔۔"اس نے جیسے التجا کی۔ لیکن وہ اپنے غصے میں اس" کی بات سمجھ ہی نہیں پایا اور کچھ دیر بعد وہ اس جگہ کھڑا تھا جہاں اسے حاد کو بھیجنے کا کہا گیا تھا۔ کچھ دیر بعد ایک سیاہ گاڑی وہاں آ کر رکی اور وہ جلتی آنکھیں لیے اس میں بیٹھ چکا تھا۔

اس بات سے انجان کے سات سمندر پار حاد پاگلوں کی طرح سڑکوں پر بھاگ رہا تھا۔ وہ داؤد کا نمبر ملا رہا تھا لیکن اس کا فون بند جا رہا تھا اور عبدل فون نہیں اٹھا رہا تھا۔

اس رات حاد نے انجانے خوف کو اپنی روح میں سرائیت کرتے محسوس کیا تھا۔

✿••✿••✿••✿

وہ لوگ اسے کہاں لائے تھے عبدل یہ نہیں جانتا تھا۔ کیونکہ گاڑی کے شیشے سیاہ تھے جن سے باہر دیکھنا ناممکن تھا اور سیاہ کپڑوں میں ملبوس وہ لوگ اس کے ارد گرد مکھیوں کی طرح بیٹھے تھے تاکہ وہ بھاگ نہ جائے۔ اس وقت وہ جس قدر غصے میں تھا وہ بھاگنا چاہتا ہی نہیں تھا اسے حاد سے بدلا لینا تھا اور اس نے شکار خود کیوں کیا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ ان کے سامنے ایک خالی کمرے میں بیٹھا تھا۔ کمرے میں صرف ایک میز اور تین کرسیاں تھیں۔

ایک جانب وہ اکیلا بیٹھا تھا اور دوسری جانب دو لوگ تھے۔ دونوں کے چہرے ماسک میں چھپے تھے۔

”تم اب تک زندہ ہو؟ یہ کیسے ممکن ہے؟“ان میں سے ایک نے سوال کیا۔

”یہ تو شاہکار ہو گیا۔۔“دوسرا بھی بولا تھا۔وہ خاموشی سے سنتا رہا۔حاد خاموشی کی زبان بولتا تھا اس لیے وہ بھی اس وقت خاموش بیٹھا تھا۔

”سالوں پہلے جب میری لیب تباہ ہوئی میں تبھی سمجھ گیا تھا کہ کسی عام انسان کا کام نہیں۔۔تو تم زندہ تھے تم بچ گئے تھے۔۔“
وہ شخص یقیناً ان لوگوں میں سے ایک تھا جس نے اسے بچپن میں اغواء کروایا تھا۔

تمہیں شاید اندازہ بھی نہیں ہے کہ اس وقت میرا کتنا نقصان ہوا تھا۔ آج" تک پورا نہیں ہو سکا۔ تم نے میرے سالوں کی محنت کو تباہ برباد کر دیا تھا۔"

وہ خاموشی سے انہیں سنتا رہا تھا کہ حاد نے آخر کیا کیا تھا۔

تمہیں ڈھونڈنا بہت مشکل تھا سالوں لگ گئے ہمیں تم تک پہنچنے میں۔""

دوسرا شخص ابھی تک خاموش تھا۔

اور یہ تب ممکن ہوا جب تم اپنی اصل شناخت کے ساتھ سامنے آئے،"

"کیونکہ حاد ایک ہی تھا۔

تیرہ سال عبدل بنے رہنے کے بعد وہ حاد کیوں بنا؟؟" وہ اب سوچ رہا تھا۔"

"خیر، ابھی ہم نے تمہیں یہاں ایک ڈیل کے لیے بلایا ہے۔"

دائیں جانب بیٹھے اس شخص نے ہاتھ میز پر رکھتے کہا۔ان کے اوپر ایک سفید بلب لٹک رہا تھا جبکہ کمرے کی دیواریں جالی کی تھیں اور جالی کے پار کیا تھا کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

تم ہماری تنظیموں کا پیچھا چھوڑ دو۔۔‘‘دوسرا شخص بولا۔’’

اور مجھے میری لیب کا سارا ڈیٹا چاہیے جسے تم نے اڑا دیا تھا لیکن جانتا ہوں’’ تمہارے پاس کہیں محفوظ ہو گا۔۔‘‘پہلے شخص نے بھی اپنی شرط رکھی۔

اتنے خطرناک کام کرنے کی کیا ضرورت تھی‘‘عبدل منہ بسور کر رہ گیا’’ تھا اس نے بے چینی سے پہلو بدلا۔یعنی اب اس کے خلاف دو دشمن اکٹھے ہو چکے تھے۔

اور اگر میں انکار کر دوں ؟؟" وہ اب سیدھا ہو بیٹھا۔ "

"تو تمہارا بھائی نہیں بچ پائے گا، کوئی بھی نہیں بچے گا۔۔"
وہ اسے دھمکی دے رہے تھے اور عبدل سن کر مسکرا دیا۔

نائس۔۔" وہ جیسے محظوظ ہوا تھا۔ سامنے بیٹھے دونوں شخص اسے یوں "
مسکراتا دیکھ کر حیران ہوئے۔

اتنا آسان ہے ؟؟" وہ ان کی جانب دیکھتے بولا۔ چہرے کی مسکراہٹ "
غائب ہوئی اور وہاں سرد سے تاثرات تھے۔

سب تمہاری طرح ماسٹر مائنڈ نہیں ہوتے کچھ لوگ اپنے جذبات میں غلط "
فیصلے کر جاتے ہیں۔۔" عبدل کو لگا جیسے اسے سنایا گیا ہو۔

"ٹھیک ہے۔۔۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"آئی نیڈ سم ٹائم۔۔۔" وہ اب کچھ سوچتے ہوئے بولا۔ اس نے روحان جبیل کا نہیں پوچھا تھا اگر وہ ہوتا تو کبھی نہیں پوچھتا۔ اس لیے وہ بھی خاموش رہا۔

"کتنا ٹائم۔۔۔؟؟" وہ اسے دیکھتے پوچھ رہے تھے۔

"جتنا مجھے ڈھونڈنے میں لگایا ہے اتنا۔۔" اسے جیسے مزہ آرہا تھا۔

وہ دونوں اسے دیکھنے لگے یوں جیسے اس کی بات کا مطلب سمجھ نہ آیا ہو۔ اور پھر وہ واپس جانے کی ڈیمانڈ کر رہا تھا۔ ان دو لوگوں نے اپنی آدمیوں کو اسے واپس لے جانے کا اشارہ کیا تھا۔

”کیا لگتا ہے یہ کون ہے۔۔؟؟“اس کے جانے کے بعد ایک نے پوچھا۔

”حاد تو بالکل نہیں۔۔“دوسرے شخص نے پورے یقین سے جواب دیا۔

”تو اسے جانے کیوں دیا؟؟“

”اسے ہم حاد سے چھپا کر کہیں نہیں رکھ سکتے، لیکن کچھ ایسا ضرور کر سکتے ہیں جس سے وہ ٹوٹ جائے۔۔۔“

ان کی آنکھوں میں اب شیطانی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔

عبدل جس گاڑی میں آیا تھا اسی میں واپس جا رہا تھا۔ وہ سب اس کے گرد یوں ہی بیٹھے تھے۔ اسے گھور رہے تھے جیسے کچا چبا جانا چاہتے ہوں۔

انہوں نے اسے اسی جگہ پر اتارا جہاں سے پک کیا تھا۔ وہ گاڑی سے اترا اور ارد گرد دیکھا۔ شام کا اندھیرا پھیل چکا تھا۔

گاڑی اسے اتارتے ہی زناٹے بھرتی آگے بڑھ چکی تھی۔

وہ کامیاب رہا تھا اور اس وقت سیٹی پر دھن بجاتا آگے بڑھ رہا تھا جب اچانک ہی کوئی اس سے ٹکرایا۔ یہ اس قدر تیزی سے ہوا تھا کہ عبدل کو پتا ہی نہیں چل پایا۔ اسے اپنی کمر میں ایک چبھن کا احساس ہوا۔

سوری سر سوری۔۔۔"اس کے سامنے ایک ٹین ایج سا لڑکا کھڑا تھا۔ وہ" اسے نظر انداز کرتا آگے بڑھا پر کچھ دیر ہی چلنے کے بعد اسے اپنے جسم میں شدید تکلیف کا احساس ہوا۔ اس کی ٹانگیں کانپنے لگی تھیں۔ اسے اپنی ساری ہڈیاں ٹوٹتی پھوٹتی محسوس ہوئی تھیں۔

تکلیف اس قدر تھی کہ وہ گھٹنوں کے بل گرا۔ یہ سب اتنی اچانک ہوا تھا کہ وہ سمجھ ہی نہیں پایا اس کے ساتھ ہوا کیا تھا۔ اور اگلے ہی لمحے وہ فٹ پاتھ پر پڑا بری طرح تڑپ رہا تھا۔۔ اس کا چہرہ سرخ پڑ چکا تھا اور آنکھیں جیسے ابل آنے کو تیار تھیں۔ وہ زمین پر پڑا تھا اور اس کی نظریں آسمان پر تھیں۔

"Did it Hurt when you fell from Heaven.."

اسے اپنے الفاظ یاد آئے۔اس نے سیاہی کو چاروں جانب سے اپنے قریب آتے دیکھا تھا۔موت کی سیاہی کو۔۔سیاہ پنکھ پھیلائے وہ اس کے اوپر جھکی ہوئی تھی۔

صرف ایک انجیکشن،ایک انجیکشن کافی ہوگا اگر وہ حادثہ ہوا تو بچ جائے گا اور"
"اگر اس کا بھائی تو۔۔۔

لیب کے مالک نے چہرے سے ماسک اتار کر پراسرار انداز میں کہا۔۔وہ اپنا کام کر چکے تھے۔

وہ حاد نہیں تھا وہ بھلا کیسے سہہ پاتا۔۔۔؟؟

گرے آنکھوں کی چمک ماند پڑ گئی۔۔۔وہ ابھی تک آسمان پر ٹکی تھیں۔اس کے گرد لوگ جمع تھے اور پھر کسی آندھی طوفان کی طرح ایک گاڑی وہاں آکر رکی تھی۔

داؤد گاڑی سے اترا تھا اس نے عبدل کو اپنی قوت لگا کر اٹھایا اور گاڑی میں بٹھایا۔اس سے پہلے ایمبولینس وہاں پہنچتی اسے وہاں سے فرار ہونا تھا۔لیکن وہ نہیں جانتا تھا پیچھے سیٹ پر پڑا عبدل کا وجود ٹھنڈہ پڑ چکا تھا۔

✿••✿••✿••✿

!!وہ حاد نہیں تھا جو سہہ پاتا پر وہ اتنا عام بھی نہیں تھا جو یوں مر جاتا۔۔۔

دو دن لگ گئے تھے حاد کو ویلنسیا پہنچنے میں اور جب اس نے عبدل کو دیکھا تھا اس کے اندر آگ جل اٹھی تھی۔

عبدل اسے جان سے پیارا تھا لیکن اس نے ہمیشہ اپنی ضد میں حاد کو تکلیف پہنچائی اور ہمیشہ نقصان خود اٹھایا۔

وہ بے جان سا پڑا تھا۔ داؤد اسے اٹھا لایا تھا اور اسے پرائیویٹ میڈیکل کمپلیکس میں رکھا گیا تھا جہاں اس تک کوئی نہیں پہنچ سکتا تھا۔ عبدل کی بس دل کی دھڑکن چل رہی تھی باقی کچھ محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

داؤد نے پہلی بار حاد کو یوں ٹوٹتے دیکھا تھا وہ سنسان سڑکوں پر برستی بارش میں بے طرح چلایا تھا۔

عبدل اسے پھر سے چھوڑ کر کیسے جا سکتا تھا؟؟ ابھی تو ملا تھا۔

میرا وجود میرے اپنوں کے لیے تکلیف کا باعث ہے، میں جس کو چھو لوں" وہ مر جاتا ہے، پتھر ہو جاتا ہے، میں نے اپنے جان سے پیاروں کو ہمیشہ کھویا ہے۔"

حاد جبیل۔۔۔وہ شخص جسے ہر طرح سے آزمایا گیا۔نہ صرف جسمانی تکلیف دے کر بلکہ اپنے جان سے پیاروں کی تکلیف جو وہ دیکھ نہیں سکتا تھا اسے سب دکھایا گیا۔
ایک ساتھ دو دکھ۔۔ایک طرف پاگل خانے میں ایمانے تھی
اور دوسری طرف ہسپتال میں عبدل۔۔۔!!وہ دونوں اسے پیارے تھے اور دونوں اسے تکلیف دے رہے تھے۔

"میں تمہاری ساری باتیں مانوں گا، پلیز ڈونٹ ڈو دز، ایسا مت کرو عبدل! رک جاؤ۔ کہیں مت جاؤ۔"

وہ حاد جبیل جس نے ساری جسمانی تکلیفیں سہہ لی تھیں لیکن ظالموں سے رحم کی بھیک نہیں مانگی تھی اس حاد جبیل نے اپنے ہی بھائی کی منتیں کی تھی لیکن وہ نہیں رکا تھا۔

کوئی پوچھتا حاد جبیل سے سیاہ راتوں میں اکیلے تڑپنا کیسا ہوتا ہے ؟؟
اپنے پیاروں کو اپنی آنکھوں کے سامنے کھو دینا کیسا ہوتا ہے ؟؟
روشنی اندھیرے کا سفر طے کر کے مسٹر گرے بنے رہنا کیسے ہوتا ہے ؟؟
ظلم کے خلاف تنہا راتوں میں اکیلے لڑنا کیسا ہوتا ہے ؟؟
کوئی پوچھتا حاد جبیل سے کہ خاص بن کر عام لوگوں کی دنیا میں پھنس جانا کیسا ہوتا ہے۔۔؟؟

✿••✿••✿••✿

جتنا وقت ایمان نے پاگل خانے میں گزارا تھا اتنا وقت عبدل کوما میں رہا تھا اور جب وہ اٹھا دنیا یکسر بدل چکی تھی کم از کم عبدل کے لیے۔۔۔

وہ سال جب ایمان نے خود کو دوبارہ کھڑا کیا تھا اور اسے لگتا تھا سب موو آن کر چکے ہیں وہ سال سب نے اپنی اپنی تکلیفوں میں گزارا تھا۔

وہ عبدل تھا حاد کا بھائی۔۔۔وہ اسے مرنے نہیں دے سکتا تھا۔ وہ اٹھ تو گیا تھا پر اس کے جسم کا نچلا حصہ بے جان ہو چکا تھا وہ اب چل نہیں سکتا تھا۔ زیادہ وقت لیٹے گزارتا یا پھر بیٹھ کر۔۔۔حاد وہیں تھا اس کے پاس۔۔ایمانے کو جب ارمان لے گیا تھا وہ عبدل کے پاس آ گیا تھا۔ وہ اس کا پورا دھیان رکھ رہا تھا لیکن اسے نہیں دیکھتا تھا۔

اس وقت بھی حاد اسے کمبل اوڑھا رہا تھا جبکہ عبدل کی نظریں حاد پر جمی تھیں جو اسے نہیں دیکھتا تھا نہ بات کرتا تھا۔۔ پہلی بار وہ اس سے خفا ہوا تھا۔

تم نے ٹھیک کہا تھا حاد۔۔" وہ اسے دیکھتے ہوئے بولا جو اس کی ٹانگوں پر" کمبل اوڑھانے کے بعد اس کی دواء نکال رہا تھا۔ عبدل کی آواز پر وہ رکا نہیں یوں جیسے اس نے سنا ہی نہ ہو۔

تم نے کہا تھا میں حاد بننا سہہ نہیں پاؤں گا اور تم نے ٹھیک کہا تھا دیکھو میں" "نہیں سہہ پایا۔۔

حاد نے اس کی بات سنی ان سنی کی اور ہتھیلی پر رکھی دواء اس کے سامنے کی جسے عبدل نے تھام لیا تھا۔ وہ اب اسے پانی کا گلاس پکڑا رہا تھا۔۔ لیکن اس بار وہ تھام نہیں پایا۔۔اس کا جسم کمزور ہو چکا تھا۔۔ عبدل، وہ باکسر تھا جو پاگلوں کی طرح لڑتا تھا وہ اب چل نہیں سکتا تھا اور اس کے ہاتھ بھی ٹھیک سے کام نہیں کرتے تھے۔

حاد نے گلاس اس کے منہ سے لگایا اور عبدل نے پانی پی لیا۔ اس کی آنکھوں میں نمی تھی جبکہ حاد کا چہرہ سرد سپاٹ سا تھا جذبات سے عاری۔ وہ کمرے کی لائٹ آف کر کے پلٹنے والے تھا جب اچانک عبدل کی آواز ابھری۔

"مجھے بہت درد ہوا، میں نے کبھی مانا نہیں لیکن مجھے درد ہوا۔۔ جب جب میں اپنے مقام سے گرا تب تب۔۔۔ عبدل دی فالن اینجل کو ہمیشہ درد ہوا جسے اس نے اپنے غصے میں چھپا لیا۔۔"

وہ پل بھر کو رکا پر اگلے ہی لمحے وہ دروازہ بند کر کے کمرے سے جا چکا تھا۔

اس پل موت کو قریب سے دیکھنا جس پل مرنے کی خواہش نہ ہو وہ پل انسان کو دو دھاری تلوار کی طرح کاٹ کر رکھ دیتا ہے۔

"مجھے ڈر لگتا ہے، مرنے سے ڈر لگتا ہے۔۔"

وہ ڈرتا تھا لیکن موت کو یوں قریب سے دیکھ کر جو چیز سب سے پہلے ٹوٹی تھی وہ اس کی جھوٹی انا تھی جس پر وہ سالوں قائم رہا تھا۔

✿••✿••✿••✿

ایم سوری مام! میں نے وعدہ کیا تھا اسے ڈھونڈ لاؤں گا پر ایسے نہیں۔۔" وہ اپنی ماں کے سامنے سر جھکائے کھڑا تھا۔ حانم نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر عبدل کو جو وہیل چیئر پر بیٹھا تھا۔ اس کا ذہن تیزی سے پیچھے کی جانب بھاگا۔ چند مہینے پہلے جب عبدل نے اسے کال کی تھی۔

مام۔۔ میں ایک بہت بڑا اراک اسٹار بن گیا ہوں۔ آپ کو مس کرتا ہوں۔ "

"آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ واپس آنا چاہتا ہوں۔۔

ایک راک اسٹار کے لیے میرے گھر میں کوئی جگہ نہیں ہے۔لوٹنا ہو تو" واپس اسی روپ میں آنا جس میں گئے تھے۔مجھے میرا عبدالاحد چاہیے عبدل دی فالن اینجل نہیں۔۔"

اور پھر اس نے کبھی دوبارہ اپنی ماں کو فون نہیں کیا۔اسے غصہ آیا تھا کہ اس کی ماں نے اسے منع کیا تھا پر وہ فون کے دوسری جانب روتی ماں کو نہیں دیکھ پایا تھا اور آج وہ اس کے سامنے تھی وہ سر جھکائے بیٹھا تھا۔

"تم نے ہر وعدہ پورا کیا حاد! تم نے اسے بچا لیا اتنا کافی ہے۔۔"

وہ اس کا گال تھپتھپاتی عبدل کی جانب بڑھی۔سالوں بعد دونوں بیٹوں کو ایک ساتھ دیکھا تھا پچھلی بار بھی دونوں بائیک سے گرے تھے اور حاد ہسپتال میں تھا اس بار عبدل۔۔۔!!

حانم نے قریب ہوتے جھک کر اس کے چہرے کو اوپر اٹھایا۔ وہ عبدل تھا جتنا بھی ٹوٹ جاتا ضد نہیں چھوڑ سکتا تھا۔

"آپ مجھ سے زیادہ پیار کرتی ہیں یا حاد سے؟؟" اس نے سالوں بعد سوال بھی کیا تھا تو کیا۔ حانم نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"بتائیں نا عبدل یا حاد۔۔۔؟؟" وہ بضد تھا۔

"عبدل۔۔۔" حانم نے عبدل کی پیشانی کو چھوا۔

"تو ٹھیک ہے اس برف جیسی شکل والے کو یہاں سے نکالیں میں اس کا سپاٹ چہرہ دیکھ دیکھ کر بور ہو چکا ہوں۔۔۔"

حانم کو وہ سالوں پہلے والا چھوٹا سا عبدل لگا جسے حاد پر بے تحاشہ غصہ آتا تھا۔ حانم کو حیرت نے آلیا۔ ایک پل کے لیے حانم نے عبدل اور پھر حاد کو دیکھا اور اگلے ہی پل حاد اور حانم بے ساختہ ہنس دیے تھے جبکہ عبدل ناک پھیلائے بیٹھا تھا۔

✿••✿••✿••✿

"رام ناتھ ارے او رام ناتھ۔۔۔" وہ لاؤنج میں وہیل چیئر پر بیٹھا زور زور سے چلا رہا تھا۔ حاد پچھلے آدھے گھنٹے سے کمرہ لاک کیے بیٹھا تھا۔ اس کا لائیو سیشن تھا اور عبدل نے اسے سیشن لینا دوبھر کر دیا تھا۔

"رام ناتھ باہر آؤ مجھے بھوک لگی ہے۔۔"

کمرے کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور حاد اپنا لیپ ٹاپ اٹھائے باہر نکلا۔ سیشن مکمل ہو چکا تھا۔ وہ کمرہ لاک کر کے بیٹھا تھا کیونکہ وہ گھر میں جہاں بھی

ہوتا عبدل اپنی وہیل چیئر سمیت اس کے سر پر پہنچ جاتا تھا۔۔۔اور اس نے اس عرصے میں حاد کے ناجانے کتنے نام رکھ دیے تھے۔

چشمش، رام ناتھ، برف جیسی شکل والا، زومبی وائرس اور ویمپائر۔۔۔وہ باز نہیں آتا تھا۔

"کہاں جارہے ہو؟؟" آدھا گھنٹہ پہلے وہ لاؤنج سے اٹھ کر جانے لگا تھا جب عبدل نے فوراً پوچھا۔

"واشروم۔۔۔" حاد نے جل کر جواب دیا۔ "جانا ہے؟؟"

"نہیں تم ہو آؤ۔۔۔" اس نے بتیسی دکھائی اور حاد نے کمرے میں جاتے ہی لاک کر لیا تھا۔

تم انتہائی خبیث ہو۔۔"وہ دس منٹ تک جب واپس نہ آیا تو عبدل اس کے کمرے تک پہنچ چکا تھا۔لیکن وہ لاکڈ تھا۔

دس منٹ وہ اس کے کمرے کے باہر کھڑا رہا اور جب اس نے دروازہ نہیں کھولا تو اب لاؤنج میں بیٹھا اسے آوازیں دے رہا تھا۔

اس نے حاد کو ناک ناک پکا دیا تھا اور عبدل کو تو وہ چودہ سال بعد ملا تھا اس کا دل ہی نہیں بھر رہا تھا وہ کسی چڑیل کی طرح اس سے چپک گیا تھا۔

"مجھے بھوک لگی ہے۔۔"

اس نے حاد کو صوفے پر بیٹھتے دیکھا تو فوراً کہا۔

تو میں کیا کروں۔۔؟؟"وہ بے نیازی سے بولا۔"

تو کھانا بناؤ میرے لیے۔۔"وہ نخرے دکھا رہا تھا۔"

”میں نوکر نہیں ہوں تمہارا۔۔“وہ تیزی سے لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلاتے بولا تھا۔

”ہاں تم ہو۔۔“وہ اڑ چکا تھا۔حاد نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

”زیادہ نہیں بس پین کیک بنادو۔۔“وہ اب اسے بتیسی دکھا رہا تھا۔مجبوراً حاد کو اٹھنا پڑا۔وہ اپنا فون اور لیپ ٹاپ ادھر ہی چھوڑ کر کچن کی جانب گیا۔اور جب عبدل کو یقین ہو گیا کہ وہ اپنے کام میں مصروف چکا ہے وہ اس صوفے تک آیا،جہاں وہ بیٹھا تھا اور میز پر رکھا اس کا فون اٹھایا۔پر اگلے ہی لمحے فون جھٹکے سے نیچے گرا تھا۔

"Sorry you are a Bromide.."

فون سے آواز ابھری تھی۔ عبدل کو زوردار کرنٹ لگا اور اس کا دماغ گھوم چکا تھا۔ اسے حاد کے فون سے یہ توقع نہیں تھی۔

حاد جبیل آئی ہیٹ یو۔۔۔" وہ غصے سے چلایا اور کچن میں کھڑا حاد جو" میدے میں انڈے ڈال رہا تھا اس کی آواز سن کر مسکرا دیا۔

✿••✿••✿••✿

اکیڈمی کی کنڑیکشن کا کام چل رہا تھا جسے سعد نے سنبھالا ہوا تھا اور وہ اسے فون پر ہی ساری ہدایات کرتا رہتا تھا۔ جس کنسٹرکشن کمپنی کے ساتھ اس کا کنڑیکٹ تھا وہ ان سے میٹنگ کر رہا تھا وہ ڈریس پینٹ پہنے ہوئے تھا۔ گرے پینٹ پر سیاہ شرٹ جس کے کف فولڈ تھے وہ پوری سنجیدگی سے انہیں

اسٹریکچر کے بارے میں آگاہ کر رہا تھا۔اور کچھ فاصلے پر عبدل بیٹھا جس کے دونوں ہاتھ پیچھے بندھے تھے اور منہ پر ٹیپ لگی تھی۔وہ بولنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن غوں غوں کے علاوہ کوئی اور آواز منہ سے نہیں نکل رہی تھی۔حانم یونیورسٹی گئی تھی جہاں وہ پروفیسر تھی اور زوئی چھٹیوں پر۔۔گھر میں صرف وہ دونوں تھے اور اس وقت عبدل کا منہ کھولنے والا کوئی نہیں تھا۔جب وہ میٹنگ اینڈ کر چکا تو لیپ ٹاپ سائیڈ پر کرتا اٹھا اور اس تک گیا۔اس نے ایک نظر عبدل کو دیکھا جو وہیل چیئر پر ہونے کی وجہ سے اس کے قابو آ گیا تھا۔

سوچ رہا ہوں کچھ دیر اور بند رہنے دوں۔۔"وہ اس کے سر پر کھڑا تھا" عبدل نے کھا جانے والی نگاہوں سے اسے دیکھا اور پھر حاد نے ہاتھ بڑھا کر اس کے منہ سے ٹیپ اتار دی۔

پتا ہے نازو مبی وائرس کتے کی موت مرتا ہے۔"عبدل نے گہرا سانس لیا"
اور پھر غصے سے پھنکارا۔ حاد نے اس کے ہاتھ نہیں کھولے۔ وہ واپس جا کر
صوفے پر بیٹھ چکا تھا۔

وائرس نہیں مرتا برو۔۔"وہ سکون سے بولا اس وقت اسے من کی شانتی"
نصیب ہوئی تھی کیونکہ وہ سکون سے میٹنگ کر چکا تھا۔

میرے ہاتھ کھولو پھر بتاتا ہوں کیسے مرتا ہے وائرس۔۔۔"اس کا چہرہ لال"
بھبھوکا ہو چکا تھا۔

کیا شور مچا رکھا ہے تم دونوں نے۔۔۔؟؟"حانم نے گھر میں داخل ہوتے"
پوچھا۔

مام۔۔۔"عبدل نے دہائی دی۔"یہ دیکھیں اس نے کیا کیا۔۔"حانم نے اس کے بندھے ہاتھوں کو دیکھا اور پھر تیزی سے اس کی جانب بڑھی اور جلدی سے اس کے ہاتھ کھولے۔

"میں بتا رہا ہوں اس چشمش کی بس شکل معصوم ہے یہ بہت شاطر ہے۔۔"وہ اب ان کی ساری توجہ کھینچے حاد کی شکایتیں کر رہا تھا۔حاد نے کشن سر کے نیچے رکھا اور پھر لیٹتے ایک نظر اسے دیکھا۔

"ڈرامے باز۔۔۔"وہ زیر لب بڑبڑایا تھا اور پھر بازو آنکھوں پر رکھ لیا۔وہ سونا چاہتا تھا عبدل اسے کسی بھی وقت سونے نہیں دیتا تھا نہ دن میں نہ رات میں۔۔اصل وائرس وہ تھا جسے سکون آور دوا کھانے کے بعد بھی جلدی نیند نہیں آتی تھی۔جتنا وقت وہ سوتا تھا حاد جلدی سے اپنے کام نبٹانے کی کوشش کرتا تھا اور جیسے ہی وہ اٹھ جاتا تھا ہمیشہ کی طرح اس کا جینا حرام کر دیتا تھا۔

✿••✿••✿••✿

"مام آپ نے کبھی اس کی آنکھوں میں آنسوں دیکھے ہیں۔۔؟؟" حانم رات کا کھانا بنارہی تھی جب عبدل نے پوچھااور نشانہ حاد تھا۔

"کیوں تم میرے آنسوں پینا چاہتے ہو؟؟"

"اخخ گندے۔۔۔" عبدل کو فوراً ابکائی آئی۔

"تو ایسے گندے سوال بھی نہ کرو۔۔۔" وہ سرد سے لہجے میں بولا۔ حانم ان کی بحث سنتی رہتی تھی۔

ویسے تم کہیں جا رہے ہو؟؟" اس نے حاد کو فارمل ڈریس شرٹ میں دیکھا"
تو پوچھا۔

نہیں۔۔۔" اس نے یک لفظی جواب دیا۔"

"تو پھر تیار کیوں ہو؟؟"
حاد نے ایک نظر اپنے کپڑوں پر ڈالی۔ وہ تو ہمیشہ ایسے ہی رہتا تھا۔

ابھی مجھے سعد اور مصطفے کے ساتھ ایک سیشن کرنا ہے۔۔" حاد نے سادہ"
لہجے میں بتایا۔

تم اپنے ہی ٹیم کے ساتھ آن لائن سیشن کے لیے اتنا تیار ہوئے ہو؟؟" وہ"
اب حیران تھا۔ عبدل نے تو آج تک ویسی ڈریسنگ نہیں کی تھی۔

”میں ایسے ہی رہتا ہوں۔۔“وہ گویا ہوا۔

”ایسے کون رہتا ہے؟؟ کبھی تم نے سادہ کپڑے نہیں پہنے؟؟“

”نہیں میری ایک کلاس ہے۔۔“

”اس کو کون کلاس بولتا ہے؟؟ کلاس تو میری ہے۔۔!!“
حاد نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ہاں اس کی کلاس سے وہ واقف تھا۔۔رنگ برنگے بال، پھٹی جینز اور شرٹ تو وہ لڑائی جھگڑے میں پھاڑ لیتا تھا۔ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ وہ نئی شرٹ پہن کر گھر سے گیا اور صحیح سلامت واپس لایا ہو۔

ہنہہ۔۔تھرڈ کلاس۔۔۔“اس نے طنز کیا۔

"مام۔۔۔" وہ غصے سے چلایا۔

"جب سہہ نہیں سکتے تو بولتے کیوں ہو؟؟"

"تمہاری زبان چودہ سالوں میں زیادہ تیز ہوگئی ہے کاٹنی پڑے گی۔۔" وہ اب دھمکی دے رہا تھا۔

"میں نے چودہ سالوں میں اور بھی بہت کچھ سیکھا ہے۔۔" حاد فوراً بولا تھا۔ اس سے پہلے عبدل کوئی جواب دیتا حانم انہیں کھانے پر بلاتی جاچکی تھی اور مجبوراً انہیں بحث ختم کرنی پڑی۔

✿••✿••✿••✿

حاد جتنا سنجیدہ رہتا تھا عبدل اس کی سنجیدگی دیکھ کر پک چکا تھا۔

میں اسٹرکچر میں کسی بھی قسم کی تبدیلی نہیں چاہتا۔۔" وہ فون کرنے کے لیے گھر سے ملحقہ لان میں گیا تھا۔اس نے اکیڈمی کی عمارت کو جیساڈیزائن کروایا تھاویسا ہی بنوانا چاہتا تھا وہ اس میں ذرا بھی تبدیلی نہیں کرنا چاہتا تھا۔
عبدل اسے گلاس ونڈو سے لان میں چکر کاٹتے اور دوسری جانب موجود شخص کو فون پر ہدایات دیتے دیکھ کر پک چکا تھا۔اس کی بھنویں سکڑ گئیں۔
اگلے ہی لمحے وہ اس کے سر پر کھڑا تھا۔

تمہیں لگتا ہے تم ایمانے کو یوں امپریس کر پاؤ گے ؟؟" وہ چلا کر بولا۔ وہ فون پر تھا پر عبدل کو کیا پرواہ اس کی بلا سے وہ کچھ بھی کر رہا ہو۔
حاد نے ایک سرد نگاہ اس پر ڈالی اور دوبارہ فون کی جانب متوجہ ہو گیا۔

تمہیں لگتا ہے تم اپنی ان ویمپائر جیسی چمکتی آنکھوں سے مجھے ڈرا سکتے "

ہو؟؟"

وہ ابھی بھی اس کی بات نہیں سن رہا تھا۔

"عبدل کی بات کو اگنور مت کرو چشمش نہیں تو تمہارا چشمہ توڑ دوں گا۔"

حاد نے دوبارہ اسے دیکھا۔۔۔ہاں جیسے اس کا چشمہ توڑنا اتنا ہی آسان تھا۔

جب وہ اپنی بات ختم کر چکا تو پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتا اس تک آیا اور ایک گھوری سے نواز کر اندر چلا گیا۔

"میری بات کا جواب دو زومبی وائرس۔۔۔" وہ وہیل چیئر گھماتے اس کے پیچھے لپکا تھا۔

اب وہ اس کے سامنے بیٹھا تھا، حاد کی بھنویں سکڑیں ہوئی تھیں۔ کام بہت زیادہ تھا جسے وہ اکیلا مینج کر رہا تھا۔

”میری بات کا جواب دو۔۔ تم اپنی اس سرد و سپاٹ بنا تاثرات والی شکل سے اسے امپریس کر پاؤ گے؟؟“

”مجھے اسے امپریس نہیں کرنا۔۔“ وہ فون پر کچھ ٹائپ کرتے بولا۔

”تو پھر؟“

”جب بھی کرنا ہے نکاح کرنا ہے۔۔“
عبدل کو لگا کسی نے اس کا دل مٹھی میں لے کر بھینچ دیا ہو۔
حاد اسے ایمان کی حالت میں بارے میں بتا چکا تھا۔ وہ ابھی کھرے سے باہر نکلی تھی۔ وہ اب خاموش بیٹھا تھا اپنے دل کی حالت سمجھنے سے قاصر تھا۔

"تم نے ہی کہا تھا جب میں اٹھارہ کا ہو جاؤں تو اس سے شادی کر لوں۔۔۔"
حاد اس کی خاموشی بھانپ چکا تھا۔

"تم آج بھی قائم ہو۔۔۔؟؟" عبدل نے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا۔

"ہمیشہ سے۔۔۔" وہ ہولے سے بولا۔۔ "تم اسے میرے پاس ہی چھوڑ گئے تھے۔۔۔" حاد نے گہرا سانس لیا۔
اور بس۔۔ عبدل مزید ایسی دکھ درد والی باتیں نہیں کر سکتا تھا۔

"تو تمہیں کیا لگتا ہے آج کل کی لڑکیوں کو بنا امپریس کیے تم ان سے شادی کر سکتے ہو؟؟" اس نے پھر سے چوٹ کرنا چاہی۔

ایمانے آج کل کی لڑکی نہیں ہے۔۔۔''کتنامان تھااس کے لہجے ''
میں۔۔۔عبدل بے ساختہ ہنس دیا۔

اتنا جانتے ہو اسے ؟؟''اس نے پھر سوال کیا۔''

سب سے زیادہ۔۔۔''وہ اس کے اندھیرے اجالوں سب سے واقف ''
تھا۔

اب سمجھ آیا اس کی آنکھوں میں تمہارا عکس کیوں تھا۔''عبدل نے گہرہ ''
سانس لیتے کہا۔حاد نے نظر اٹھا کر عبدل کو دیکھا۔

کیونکہ تم ہمیشہ سے تھے۔۔۔''اس کا لہجہ عجیب سا تھا۔خوشی اور دکھ کی ''
آمیزش سے ملا جھلا۔وہ اب سونا چاہتا تھا اس نے وہیل چیئر گھمائی اور دونوں

کے مشترکہ کمرے کی جانب چل پڑا۔ پھر وہ کچھ سوچتے ہوئے رکا اور پلٹ کر حاد کو دیکھا۔

"تمہارا کبھی دل نہیں کیا اسے سب سے چھین لینے کا؟؟" اس کی آنکھوں میں الجھن تھی۔

"محبت میں اتنی تو عقیدت ہونی ہی چاہیے کہ قدرت آپ کے محبوب کو لا کر آپ کے پہلو میں بٹھا دے۔۔۔"

وہ عجیب سے لہجے میں بولا تھا۔ عبدل اسے دیکھتا گیا۔ وہ محبت سے ناواقف تھا۔ وہ آج تک اپنے جذبات کو سمجھ نہیں پایا تھا۔

"میں اس کے معاملے میں مسٹر گرے نہیں بن پایا، مسٹر گرے اسے اندھیرے اجالوں کی ساری دنیاؤں سے چھین لاتا، میں اس کے معاملے میں

صرف حاد ہوں جو پوری ایمانداری سے اس کی چاہت کر سکتا ہے اور کچھ بھی نہیں۔۔"اس نے حاد کو یوں پہلی بار بولتے سنا تھا پھر وہ ہولے سے مسکا دیا۔

چلو میں سونے جاتا ہوں، تم اپنے کام نبٹالو میں اٹھ گیا تو ناممکن سمجھو۔۔"

وہ چلا گیا تھا اور حاد کو سمجھ نہ آیا وہ اسے مشورہ دے کر گیا تھا یا دھمکی۔

✿••✿••✿••✿

عبدل کی سرجری ہونی تھی وہ بھی دو جگہ سے۔۔اس انجیکشن نے نہ صرف اس کے جسم کے نچلے حصے کو بے جان کیا تھا بلکہ اس کے دماغ کو بھی متاثر کیا تھا۔ویکسین کے اثرات آہستہ آہستہ زیادہ ہو رہے تھے۔اس کے سارے ٹیسٹ ہوئے تھے سی ٹی اسکین سے لے کر ایکو تک۔اور اس کے دماغ کے

داہنے حصے میں مسئلہ آیا تھا۔ حاد اور حانم دونوں بہت پریشان تھے جبکہ عبدل ویسے ہی رہتا تھا جیسا وہ تھا۔ جیسے اسے کوئی پرواہ ہی نہ ہو۔

تم میرا بدلا کب لوگے؟؟" اگلی صبح وہ اس کے سر پر آدھمکا تھا۔ حاد نے نظر اٹھا کر اسے یوں دیکھا جیسے اس کا دماغ پھر گیا ہو۔ وہ کچھ نہ بولا۔ میز پر بڑا سا نقشہ پھیلائے وہ اس پر کچھ نشان لگا رہا تھا۔

"بتاؤ بھی تم میرا بدلا میرے مرنے سے پہلے لوگے یا بعد میں؟؟"

شٹ اپ عبدل۔۔۔" حاد کو غصہ آیا۔ وہ کتنا پریشان تھا یہ وہی جانتا تھا۔ اس کی سرجری میں خطرہ تھا اور سرجری کے بنا بھی وہ زیادہ دیر زندہ نہ رہ پاتا۔

میں تمہیں اجازت دیتا ہوں اگر میں مر گیا تو تم میرے بدلا لے لینا اور اگر" میں بچ گیا۔۔۔" اس نے بات ادھوری چھوڑی۔

حاد نے ضبط کرتے اسے دیکھا۔ عبدل کا چہرہ سپاٹ تھا اور آنکھیں لاوہ اگھل رہی تھیں۔

"اگر میں بچ گیا تو میں سب کو تباہ کر دوں گا۔۔"

وہ ویسے ہی بارود تھا ہر وقت پھٹنے کو تیار۔ اور اسے یہ سب بہت آسان لگ رہا تھا۔

غلطی تمہاری ہے عبدل تم میری بات مانتے تو یہ سب نہ ہوتا۔" وہ اس" پر غصہ تھا پر اسے کچھ کہنے کا فائدہ نہیں تھا۔

دیکھو میں اپنی مرضی کا مالک ہوں، سمجھدار ہوں اور میں اپنے فیصلے خود "
لے سکتا ہوں۔۔" اس نے گردن اکڑائی۔

ہنہہ" حاد چہرے پر ہاتھ پھیرتا استہزائیہ ہنسا۔ صاف صاف ظاہر تھا وہ کتنا "
سمجھدار تھا۔ وہ ہمیشہ خود کو نقصان پہنچا کر حاد سے بدلا لیتا تھا کیونکہ اسے درد
دینے کا فائدہ نہیں تھا۔ حاد کی کمزوری وہ خود تھا اور عبدل اس بات سے
واقف تھا۔ وہ بچپن سے اپنے آپ کو نشانہ بنا کر، خود کو تکلیف دے کر اسے
ٹارچر کرتا تھا۔

ایک بات اور۔۔" وہ کمرے سے جاتے جاتے رکا اور پھر گویا ہوا۔ "
اگر میرے مرنے کے بعد یا پہلے تم نے ایمان سے شادی نہیں کی تو میں "
تمہارا جینا اس سے بھی زیادہ حرام کروں گا اور میں تمہیں اس سے شادی کی

اجازت صرف اس لیے دے رہا ہوں کہ اس نے اگر کسی کو چاہا ہے تو وہ صرف تم ہو۔۔ ورنہ وہ بچپن سے مجھے چاہیے تھی۔۔۔ ہنہہ"

"یار پلیز جاؤ۔۔۔" حاد نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے۔ اس نے اپنی وہیل چیئر گھمائی۔ اب وہ جا رہا تھا۔ حاد نے سکون کا سانس لیا۔

"اور اگر تم اپنے وعدے سے مکرے تو تمہارا گلا کاٹ کر تمہاری آنکھیں نکال کر جارج کے کتے کو ڈالوں گا۔۔۔"
اسے آج بھی جارج کا کتا نہیں بھولا تھا۔

"جارج کا کتا مر چکا ہے۔۔۔" حاد نے اسے آگاہ کیا۔

میں مرے ہوئے کتے کو ڈال دوں گا۔۔۔" وہ کمرے سے جا چکا تھا اور حاد نے بے ساختہ اپنا سر تھاما۔

✿••✿••✿••✿

النور میں سالانہ دعا تھی۔ یہ دعا ہر سال ہوتی تھی اور اس بار یہ دعا حاد کروا رہا تھا وہ اپنے کمرے میں آئینے کے سامنے کھڑا تیار ہو رہا تھا اور عبدل اسے تیار ہوتے دیکھ رہا تھا۔ کل اس کی سرجری تھی۔ اس نے دیکھا تھا حاد کے چہرے سے مسکراہٹ روٹھ کر کہیں دور جا سوئی تھی۔ اب وہ اس کی باتوں پر غصہ بھی نہیں کر رہا تھا۔

"ایک بات پوچھوں۔۔؟؟" وہ اپنے بال سیٹ کر رہا تھا جب عبدل نے کہا۔

تم سوال کرنے سے پہلے اجازت کب سے لینے لگ گئے۔۔؟؟" حاد کو" حیرت ہوئی۔

تم عبدل سے حاد کیوں بنے؟؟ تم چاہتے تو ساری عمر عبدل بن کر جی سکتے" تھے، دشمنوں کو پتا بھی نہیں چلتا پھر حاد بننا کیوں ضروری تھا؟؟" وہ الجھا ہوا تھا۔

اگر مجھے صرف مسٹر گرے کی زندگی جینی ہوتی تو میں عبدل بن کر جی لیتا،" لیکن مجھے حق اور سچ کے راستے پر چلنا تھا اور اس کے لیے سب سے ضروری تھا پہلے خود سچا بنا جائے۔۔۔میں حاد جبیل ہوں! اس حقیقت کو کوئی نہیں جھٹلا سکتا اور اگر اللہ کے راستے پر چلنے سے میرے دشمنوں کی تعداد میں

اضافہ ہوتا ہے تو مجھے قبول ہے۔۔۔" وہ ہیئر برش واپس رکھتے ہولے سے مسکایا۔

"تم دعا میں میرے لیے کیا مانگو گے؟؟"

"بتایا نہیں کرتے۔۔۔" اس نے کہا اور پھر اس کی وہیل چیئر کو پکڑ کر باہر لے آیا۔ کچھ دیر بعد وہ لوگ النور کی جانب جا رہے تھے۔ دونوں کے احساسات کچھ الگ نہیں تھے۔ عبدل سالوں بعد وہاں جا رہا تھا اور حاد۔۔۔ اسے زندگی میں یہ موقع پتا نہیں پھر کبھی نصیب ہوتا یا نہیں۔

✿••✿••✿••✿

زندگی میں کچھ چیزیں ہماری آزمائش کے لیے ہوا کرتی ہیں اللہ تعالیٰ اپنے "
بندوں کو آزمائش میں ڈالتے ہیں پھر خود اس آزمائش میں سے نکالتے ہیں
فرق بس اتنا ہے انسان اس بات کو بھول جاتا ہے ہم اپنے اعمال کے خود
زمہدار ہیں۔ کسی کے لیے اس کا مال آزمائش بن جاتا ہے کسی کے لیے اس کی
اولاد تو کسی کے لیے اس کی اپنی جان۔۔ !!

اور اسی طرح کچھ لوگوں کا ہماری زندگی میں آنا ہمارے قریب ہو جانا بھی
ایک آزمائش ہے۔ ہمیں لگتا ہے ان لوگوں سے دوری ہمیں موت کی طرف
لے جائے گی ہم زندہ نہیں رہ پائیں گے۔

اے نادان انسان کیا اللہ نے تمہیں تنہا نہیں بھیجا تھا؟ کوئی دوسرا انسان ہو گا
تمہارے ساتھ تب تم جاؤ گے یہاں سے ؟؟ کسی دن کے اجالے میں، کسی
رات کی تنہائی میں تمہیں اکیلے چلے جانا ہے۔ تب بھی تمہارے ساتھ کوئی
ساتھی نہیں ہو گا۔ موت کو فرق نہیں پڑتا تمہارا گزارہ دنیا میں کس کے بغیر
ناممکن تھا۔ موت کو فرق نہیں پڑتا تم مزید کتنا جینا چاہتے ہو۔ موت اپنے

مقرر کیے وقت پر ہر حال میں آ کر رہے گی۔ تمہارے چاہنے والے، تم پر مر مٹنے والے، تمہاری موت پر چار دن رو کر اپنی زندگی گزاریں گے، یوں ہو سکتا ہے سال میں ایک دو بار تمہیں یاد کر لیں، مزید کچھ نہیں۔۔۔!!

حساب تو تمہیں اللہ کو دینا ہے تم بتاؤ اللہ کے پاس کیا لے کر جاؤ گے۔۔۔؟؟"

حاد کی آواز لاؤڈ اسپیکر سے وہاں موجود ہر ایک ذی روح تک پہنچ رہی تھی۔ وہ سب لوگ سر جھکائے ہاتھ اٹھائے بیٹھے تھے۔ سب کی آنکھوں سے اشک رواں تھے۔ اس کے لہجے میں تڑپ ہی ایسی تھی کہ عبدل نے اپنے خود ساختہ بتوں کو چاروں جانب سے دھڑام سے گرتے دیکھا تھا۔ وہ اب گر گر کر تباہ ہو رہے تھے۔

"آخرت کی تیاری میں کیا ہے تمہارے پاس؟؟

چند نمازیں، آدھی ادھوریں۔

چند روزے، غیبتوں کے ساتھ۔

چند اعمال، دکھاوے کے۔

کیا یہ اعمال تمہارے گناہوں پر بھاری پڑنے کے لیے کافی ہیں؟

کیا تم اچھائی اور برائی، جنت اور دوزخ کے معاملے میں ان اعمال کے ذریعے فتح حاصل کر سکتے ہو؟

کیا تم دیکھ نہیں رہے دنیا میں ظلم کا بول کیسے بالا ہے؟ کیا اللہ نے تمہیں اس ظلم سے لڑنے کے لیے نہیں بھیجا؟؟ کیا تم اپنے مسلمان بھائیوں کا خون ناحق بہتے دیکھ سکتے ہو؟ کیا تمہیں لگتا ہے نماز اور روزے ہماری بخشش کا موجب بنیں گے جبکہ ہم ظلم کے خلاف کچھ نہیں بولے۔۔۔؟؟ کیا ہمارے اعمال بچا لیں گے جبکہ ہم نے کبھی حق اور سچ کا ساتھ نہ دیا ہو؟ ہم نے انسانوں کو اللہ سے پہلے رکھا تو کیا اللہ ہمیں باقیوں سے پہلے رکھ لے گا؟؟ وہاں دنیا جیسا قانون نہیں ہو گا وہاں اللہ کا قانون لاگو ہو گا۔ بالکل برابر انصاف کرنے والا! وہاں دے دلا کر جان نہیں چھوٹتی۔

محبت میں ملے دھوکے، دل پر لگیں چوٹیں، ہاتھوں سے گنوائے شخص، دنیاوی محبت میں گزارہ ہجر یہ سب بے معنی ہے۔یہ تو دنیا کی رسمیں ہیں اللہ آپ سے محبت کرتا ہے اور بہت زیادہ محبت کرتا ہے۔اتنی بلند ذات کی محبت کے بعد کیا دل میں کسی غیر اللہ والے کی محبت کی گنجائش باقی رہتی ہے۔۔۔؟؟

میں اور تم مکمل نیک انسان نہیں ہے میں اور تم فرشتہ صفت نہیں ہیں، میں اور تم گناہوں میں ڈوبے ہیں۔ لیکن اللہ سے گناہوں کی معافی سب ٹھیک کر سکتی ہے میں اور تم اللہ سے معافی مانگ کر سب ٹھیک کر سکتے ہیں۔اللہ تو ہماری ایک معافی کے انتظار میں ہے ایک توبہ کے انتظار میں ہے۔وہ تو ہماری سننے کے لیے بے تاب ہے۔کب میرا بندہ اپنے گناہوں کی بخشش کے لیے مجھے یاد کرتا ہے کب میرے بندے کو میری ضرورت پڑتی ہے اللہ کے سامنے روتے ہوئے ایک سجدہ، بس ایک سجدہ مخلص دل سے ہماری دنیا اور

آخرت سنوار سکتا ہے۔ یاد رکھو جو لوگ گناہ کرتے ہیں پھر توبہ کرتے ہیں پھر گناہ کرتے ہیں پھر توبہ کرتے ہیں پھر گناہ کر کے سچے دل سے توبہ کر لیتے ہیں اللہ پاک معاف کر دیتے ہیں بیشک وہ رحم کرنے والا ہے بیشک وہ بلند ذات کا مالک ہے۔ بیشک وہ دیکھنے، سننے اور جاننے والا ہے۔

اس سے پہلے وقت گزر جائے موت سر پر ہو پچھتاوے کے علاوہ کچھ نہ رہے چلو آؤ معافی مانگتے ہیں توبہ کا ایک سجدہ کرتے ہیں۔ ندامت کا ایک سجدہ اور گناہوں سے بچنے کا ارادہ ہمیں آخرت میں شرمندہ ہونے سے بچا سکتا ہے۔۔۔!

"اے میرے اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرما۔ اے اللہ ہمارے خود ساختہ بتوں کو توڑ دے۔ اے اللہ ہمیں اندھیرے سے لڑنے کی طاقت عطا کر۔ اے میرے رب ہمیں روشنیوں سے نواز دے، اے میرے رب اس نسل کو راہنماؤں کی ضرورت ہے، ہماری یہ نسل بھٹک گئی ہے ہمیں راستہ دکھا۔ اے میرے

رب میں تجھ سے ایمان کا سوال کرتا ہوں، اے میرے رب میں تجھ سے ایمان کا سوال کرتا ہوں، اے میرے رب ہمیں ایمان کی دولت نصیب فرما، اے میرے رب ہمیں ایمان پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین۔۔۔ !!"

عبدل نے اپنے آنسوؤں کو گالوں پر بہتے دیکھا تھا، اس کی ہچکی بندھ گئی تھی۔ اس کا دل کیا تھا وہ اتنی زور زور سے روئے کہ کبھی چپ نہ ہو۔

ہاں ایک وقت آتا ہے، ایک وقت آتا ہے جب ہمیں اپنے خود ساختہ بت نظر آنا شروع ہو جاتے ہیں اور پھر ایک وقت آتا ہے جب ہمیں انہیں ٹوٹتا دیکھتے ہیں اور آج کے دور میں انسان کی سب سے بڑی جنگ اس کے اپنے بتوں سے ہے۔ وہ جب تک خود سے نہیں جیتے گا تو کفر کے بتوں کو کیسے توڑ پائے گا؟؟

کیسے وہ اللہ کا نائب بن پائے گا؟؟؟ کیسے وہ اللہ سے کیا وعدہ پورا کر پائے گا؟؟

اے اللہ مجھے بت شکن بنا۔۔۔آمین!!‘‘عبدل نے اپنے ہاتھوں کو چہرے پر پھیرااور جب سر اٹھا کر دیکھا تو حاد اسے ہی دیکھ رہا تھا۔وہ عبدل کو دیکھ کر ہولے سے مسکرا دیا۔

وہ اتنا ظلم،اتنا دکھ درد کیسے سہہ گیا تھا؟؟اس نے ظلم کا اکیلے سامنا کیسے کیا تھا؟؟کیونکہ اس کے پاس ایمان کی دولت تھی اور جس کے پاس ایمان کی دولت ہو اسے کوئی ہرا نہیں سکتا۔۔۔!!

✿••✿••✿••✿

’’کیا اس دن تم نے کچھ نوٹ کیا تھا۔۔۔؟؟؟‘‘کچھ پل کی خاموشی چھائی۔

میں بھی کتنا پاگل ہوں۔ کیا پوچھ رہا ہوں۔ تم بھلا کیسے نوٹ کرو گی۔" وہ خود ہی سوال جواب کر رہا تھا۔

"زندگی میں بہت بار میں نے حاد کو مارا ہے۔ بلاوجہ، جان بوجھ کر، غصے میں اور اسے ٹارچر کرنے کے لیے۔ اس نے کبھی مقابلہ نہیں کیا۔ کرنا ہی نہیں چاہا۔ اس کے نزدیک یہ بہت ہی فضول سا کام تھا۔ اور پہلی بار وہ میرے مقابل آیا تھا۔" جانے وہ کیا کہنا چاہ رہا تھا۔ اس کا ذہن آج بھی اس طوفانی رات میں اٹکا تھا۔

"میں پہلی بار حیران ہوا۔ وہ مجھ سے اچھا فائٹر تھا یہ میں اگلے پل میں ہی جان گیا پر اُس نے اِس بار مار کھائی تو وجہ تم تھی۔" وہ سر جھکا کر ہنس دیا۔

اس کی نظریں تم پر تھیں۔ وہ حیران تھا۔ میں نے حاد جبیل کو زندگی میں "
"پہلی بار حیران دیکھا تھا۔

منظر بدلا اور اس بار وہ ایمان کے سامنے وہیل چیئر پر تھا۔ وہ ڈائکریکٹ اس سے ہی مخاطب تھا ورنہ ایمان ابھی تک ماضی کی ریکارڈ ویڈیوز کو کسی فلم کی طرح دیکھ رہی تھی۔ حاد اور عبدل کی زندگی کی فلم۔

"شاید تمہیں ایسے سمجھ نہ آئے کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں۔ اس لیے میں تمہیں ایک کہانی سناتا ہوں۔۔ دو بھائیوں کی کہانی۔۔۔ حاد اور عبدل کی کہانی۔۔۔!!"

"پتا ہے وہ عجیب تھا بچپن سے ہی، وہ روتا نہیں تھا اور مجھے اس پر غصہ آتا تھا کہ وہ کیوں نہیں روتا وہ میری طرح ضد نہیں کرتا، وہ خاموش رہتا تھا اور مجھے

اُس کی خاموشی چبھتی تھی پتا ہے میں نے اُسے سیڑھیوں سے گرایا تاکہ اُسے چوٹ لگے اور وہ رو پڑے، اُس کا سر پھٹ گیا خون بہنے لگا لیکن وہ رویا نہیں اور مجھے اُس سے مزید چڑ ہونے لگی۔۔۔"

وہ سانس لینے کو رکا۔ وہ ماضی کے اس منظر میں کھو گیا تھا اور پچھتاوہ اُس کے چہرے سے واضح جھلک رہا تھا۔

"مجھے اُس سے پیار تھا بہت پر وہ میرے ساتھ نہیں کھیلتا تھا، وہ پتا نہیں کونسی دنیا میں رہتا تھا، پتا نہیں کہاں سے آیا تھا وہ عجیب تھا اور مجھے اچھا نہیں لگتا تھا پھر پتا چلا وہ خاص ہے اور اُس کی اِس خاصیت نے مجھے اُس سے مزید نفرت کرنے پر مجبور کر دیا۔ کیونکہ وہ مام ڈیڈ کی وہ توجہ کھینچ رہا تھا جو ساری مجھ پر رہتی تھی۔ مجھ سے یہ برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ پھر ڈیڈ بھی چلے گئے۔۔۔"

اُس کا سر جھکا ہوا تھا۔

پھر تم ہماری زندگی میں آئی، مجھے بہن چاہیے تھی اور حاد نے وعدہ کیا تھا وہ" تمہیں لے آئے گا میں نے اُس پر بھروسہ کر لیا لیکن وقت کے ساتھ ساتھ وہ اور بھی عجیب ہوتا گیا پھر وہ اُسے لے گئے میری آنکھوں کے سامنے، میں کچھ نہیں کر پایا۔ سب اُسے ہی ڈھونڈ رہے تھے مجھے حاد بننا تھا۔ میں چاہتا تھا سب مجھے دیکھیں۔ چاروں جانب بس عبدل عبدل ہو۔۔اُسے ڈھونڈا گیا۔ وہ واپس آگیا وہ پہلے سے بھی زیادہ بدل گیا تھا۔ وہ پہلے سے بھی زیادہ خاموش ہو گیا تھا۔ مجھے اُس سے پیار تھا لیکن وہ مجھے اریٹیٹ کرتا تھا۔ وہ سکول میں مجھ سے آگے تھا۔ وہ مام کی باتوں کو غور سے سنتا تھا۔ چاروں جانب بس حاد ہی تھا۔ مجھے اُس سے جلن ہونے لگی۔ میں عبدل یہ اعتراف کرتا ہوں کہ میں اپنے بھائی سے جیلس تھا۔ میں اُس کی طرح خاموش آنکھوں سے خاک کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا تھا۔ اسکول میں سب اُس کے فین تھے۔ وہ پتا نہیں کیسے ساری نمازیں پڑھ لیتا تھا۔ وہ النور جاتا تھا وہ جانے سب کچھ کیسے مینج

کر لیتا تھا۔۔۔مجھے غصہ آتا تھا میں اُس جیسا نہیں بن سکتا تھا اِس لیے میں وہ بن گیا جس سے وہ مجھے منع کرتا تھا۔

وہ موت کے منہ میں تھا اور میں اُسے چھوڑ کر بھاگ گیا میں اپنی ماں اور بھائی کو اکیلا چھوڑ آیا۔۔۔"

اس کی آواز بھرا گئی۔

"میں صحت مند تھا ایمانے! مجھے اپنے ڈیڈ کی غیر موجودگی میں اپنی ماں کا سہارا بننا تھا مجھے اپنے اسپیشل بھائی کی حفاظت کرنی تھی لیکن میں انہیں اکیلا چھوڑ آیا۔مجھے اُن کی حفاظت کرنی تھی، مجھے جو اللہ نے مقام عطا کیا تھا میں اُس سے گر گیا اور فالن اینجل کہلایا۔۔۔میں اپنوں کو چھوڑ کر بہت دور آ گیا۔ اتنی دور کہ مجھے اُن کا خیال بھی نہ آئے اور میں واقعی بھول گیا کہ مجھے واپس جانا ہے۔میں نے اپنے آپ کو مصروف کر لیا اتنا کہ کبھی تمہارا خیال بھی نہیں آیا۔۔۔میں تمہیں بھول گیا تھا ایمانے کیونکہ میں حاد کو بلڈ کر کے آیا

تھااور میں جانتا تھاوہ قائم رہے گا پر میں خود بھول گیا۔۔ مم۔۔۔ میں۔۔۔ پتا نہیں کیا بن گیا مجھے مار دھاڑ اور لڑائی جھگڑے کے علاوہ کچھ نہیں آتا تھا۔

جب جب مجھے چوٹ لگتی جسمانی چوٹ مجھے سکون ملتا تھا۔ میں اپنے اندر کی اِس تکلیف کو کم کرنا چاہتا تھا جو کسی صورت ختم نہیں ہوتی تھی۔ میں اپنے باپ کو ڈھونڈنا چاہتا تھا میں آرجے بننا چاہتا تھا۔ مجھے روحان جبیل نہیں پسند تھا اگر وہ آرجے رہتا تو سکون سے جیتا پر روحان جبیل بن کر اُسے کیا ملا۔۔؟؟ مجھے اِس لیے اچھی لڑکیوں سے الجھن تھی میں اُن سے دور رہتا تھا

اور پھر ایک دن میں ہیزل سے ملا۔۔۔

ہیزل ملک! وہ میرا عکس تھی۔ وہ بالکل میرے جیسی تھی، ساری دنیا سے ناراض اور غصہ، اپنوں سے نفرت کرنے والی، وہ بھی دنیا کو جلا کر راکھ کرنا چاہتی تھی۔ میں مطمئن تھا کہ مجھے میرے جیسی لڑکی مل گئی لیکن

"پھر۔۔۔۔

اُس نے خشک لبوں پر زبان پھیری۔

حاد کہتا ہے قدرت جب ہمیں ہراتی ہے تو وہ باہر کی چیزوں کا سہارا نہیں "
لیتی وہ ہمیں اندر سے جکڑتی ہے اور پھر قدرت نے مجھے جکڑ لیا۔۔۔ پھر تم
آئی ایمانے تم۔۔۔اور میں حیران رہ گیا۔ تم بھی آر جے سے ملنا چاہتی تھی۔
تم روحان جبیل سے عقیدت رکھتی تھی۔ تمہارے بیگ نے میری توجہ اپنی
جانب کھینچی۔اور تمہاری ذات نے مجھے بے چین کر دیا۔ میں نے سب سے وہ
سوال کیا۔

Did it Hurt when you fell from Heaven.."

لیکن کسی کو میرا سوال سمجھ ہی نہیں آیا۔۔ کسی کی آنکھوں میں وہ تاثر نہیں
ابھرا جو تمہاری آنکھوں میں تھا۔ وہ حیرانی وہ بے چینی، تم یہ سن کر پریشان
ہو گئی تھی۔

پھر میں نے تمہارا ریکارڈ نکلوایا۔ میں تمہیں پہچان گیا تھا تم وہی ایمانے تھی
جس کے لیے میں حاد کو پابند کر آیا تھا۔ تم وہی ایمانے تھی جس کی مجھے

بھائیوں کی طرح حفاظت کرنی تھی، تم وہی ایمانے تھی میں جس کو خوش رکھنا چاہتا تھا پر۔۔۔۔"

وہ گہرے قرب سے گزر رہا تھا۔اس کی آنکھوں سے آنسوں بہہ جانے کو تیار تھا۔

"عبدل ایک بار پھر سے اپنے مقام سے گر گیا۔ تمہارے لیے میرے جذبات بدلنے لگے۔ تم دنیا سے بے زار تھی۔ تمہاری آنکھوں میں ایک عجیب سا درد تھا، وہ درد جو حاد کی آنکھوں میں ہوتا تھا پر اُس نے کبھی نہیں کہا۔ تمہیں دیکھ کر مجھے وہ یاد آیا۔ میں نے بہت کوشش کی کہ تم سے دور رہوں۔ میں جس لڑکی کے لیے اپنے بھائی کو پابند کر آیا تھا اُس لڑکی کے لیے اپنے دل میں اٹھتے جذبات کو دیکھنا کس قدر اذیت تھا۔ میں پھر سے گرا اور پھر سے اتنی ہی تکلیف ہوئی جتنی ہر بار ہوتی تھی۔ میں بھاگ جاتا تھا تم سے

دور رہنے کی کوشش کرنے لگا لیکن رہ نہیں پایا۔۔" وہ کیمرے میں نہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ شرمندہ تھا۔

"مجھے اچھی لڑکیاں نہیں پسند تھیں پر تمہاری اچھائی میرے خود ساختہ خول کر توڑ رہی تھی یہ ٹوٹ ہی جاتا اگر میں نے تمہاری ان آنکھوں میں حاد کا عکس نہ دیکھا ہوتا۔

قدرت نے ایک بار پھر سے مجھے شکست دی تھی۔ میں جانتا تھا اگر تمہارا کوئی بھائی ہوتا تو تمہارے جذبات اُس کے لیے ویسے ہی ہوتے جیسے میرے لیے تھے۔ تم مجھ پر بھروسہ کرنے لگی اور میں نے تم سے سب کچھ چھپایا۔ تم جس روحان جبیل کو ڈھونڈ رہی تھی میں اُس کا بیٹا تھا میں تمہیں یہ نہیں بتا پایا۔۔۔ تم اتنی خالص تھی کہ لوگ تمہیں آسانی سے استعمال کرنے لگے اور پھر میں نے تمہارا اور اپنا دل توڑ دیا۔ میں نے تمہاری آنکھوں میں بے یقینی دیکھی تھی اور میں اُن بھیگی آنکھوں سے کبھی باہر ہی نہیں نکل پایا

ایمانے۔۔۔میں وہ انسان ہوں جو ہمیشہ کنفیوزڈ رہا کبھی اپنے جذبات کو سمجھ ہی نہیں پایا۔ میں تمہیں چھوڑ کر چلا گیا اور جب تک واپس لوٹا بہت دیر ہو چکی تھی۔۔۔"

وہ رو دینے کو تھا۔ وہ باکسر جس کا ایک مکا کافی ہوتا تھا وہ باکسر بچوں کی طرح رو دینے کو تھا۔

"ایم سوری ایمانے! نہ میں تمہارا اچھا بھائی بن پایا اور نہ اچھا دوست، میں نے ہیزل کا بھی دل توڑ دیا۔ وہ میرے ساتھ جینا چاہتی تھی اور میں نے اُس سے اُس کی پہچان ہی چھین لی۔ میں کچھ بھی ٹھیک سے نہیں کر پایا۔ میں جان بوجھ کر سب خراب کرتا رہا۔۔ ہمیشہ اپنوں سے لڑتا رہا ہمیشہ وہ کیا جس سے مجھے منع کیا گیا اور دیکھو۔۔۔ آج دیکھو میں کیا ہوں۔ میں بندہ احد تھا۔ میں عبدالاحد تھا مجھے یہی بننا تھا پر میں کیا بن گیا اور آج کہاں ہوں!"

وہ پھیکا سا مسکرایا۔ اس کے چہرے پر پھیلاہٹ تھی۔

"کل میری سرجری ہے ایمانے! پتا نہیں میں بچتا بھی ہوں یا نہیں لیکن تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ میں نے حاد کو تب چھوڑ دیا تھا جب اُسے میری ضرورت تھی پلیز تم میرے بھائی کو مت چھوڑنا، وہ تم سے شاید کبھی نہ کہہ پائے تم اُس کے لیے کیا ہو پر میں جانتا ہوں تم اُس کے لیے جو ہو وہ دنیا کی کوئی اور عورت کبھی نہیں ہو سکتی۔ ایمانے پلیز سچ جان کر میرے بھائی کو مت چھوڑنا۔۔۔!!"

وہ رو پڑا تھا اور وہ بھی رو دی تھی۔ وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر رو دی تھی۔

"میں نے تمہارے لیے ایک پینٹنگ بنائی ہے یہ دیکھو، جب تم ٹھیک ہو جاؤ گی یہ تب تمہیں ملے گی۔۔" اس نے اپنی، حاد اور اس کی بچپن کی ہسپتال والی پینٹنگ بنائی تھی وہ اب دکھا رہا تھا۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرایا اور پھر ویڈیو ختم۔۔۔ آگے کچھ بھی نہیں تھا۔ اس نے آہستگی سے چشمہ اتارا اور میز پر رکھ

دیا۔۔۔آگے کیا ہوا وہ نہیں جانتی تھی۔وہ بچ گیا یا مر گیا تھا یہ بھی نہیں جانتی تھی۔اس وقت اسے دکھ ہو رہا تھا۔وہ کتنی ہی دیر یونہی بیٹھی رہی اور پھر اٹھی اور کچھ فاصلے پر رکھے کاؤچ پر بیٹھ گئی۔حاد جب تھک جاتا تھا تو شاید اِسی پر سوتا تھا۔ایمان کا دماغ بالکل ماؤف ہو چکا تھا۔وہ نہیں جانتی تھی سب کیسے اور کیوں ہوا تھا وہ اِس وقت سونا چاہتی تھی۔اس نے کاؤچ پر رکھا کشن سر کے نیچے رکھا اور وہیں لیٹ گئی۔

اس کی آنکھوں سے آنسوں بہہ رہے تھے۔اس نے خاموشی سے آنکھیں بند کرلیں جیسے یہ سب خواب ہو اور جب وہ سو جائے گی تو حقیقی دنیا میں اٹھ جائے گی جہاں سب نارمل ہو گا۔

✿••✿••✿••✿

وہ ایک بجے واپس آیا تھا۔اس نے جلدی نکلنے کی بہت کوشش کی تھی پر اتنا بڑا ہجوم تھا اور آخری کنسرٹ تھا کہ عبدل کے فین اس کی جان ہی نہیں چھوڑ

رہے تھے۔ وہ بالکل تھکا ٹوٹا ہوا تھا۔ داؤد ہی اسے لینے آیا تھا اور وہی چھوڑ گیا تھا۔ اس نے گاڑی میں ہی اپنا حلیہ بدل لیا تھا۔ اب وہ حاد تھا۔ نہ لمبے بال تھے، نہ بڑی داڑھی، نہ ہاتھ پر ٹیٹو اور نہ وہ کپڑے، وہ سیدھا اپنے آفس میں آیا جہاں وہ ایمان کو چھوڑ گیا تھا۔

اس کا چشمہ میز پر رکھا تھا اور وہ کاؤچ پر لیٹی سو رہی تھی۔ وہ سیدھا اس کے قریب گیا۔ وہ جھکا تو اسے ایمان کی پلکیں بھیگی نظر آئیں۔ وہ روتے روتے سو گئی تھی۔ اس کے بال جو جوڑے میں مقید تھے وہ اب کھل چکے تھے۔ اس نے اپنے ہاتھ سے اس کی آنکھوں کے کنارے صاف کیے۔

”ایم سوری ایمانے! میں نے تمہیں پہلے نہیں بتایا۔۔“ اُس نے ہولے سے سرگوشی کی۔ شاید وہ گہری نیند میں تھی۔ پھر اُس نے میز کے دراز سے سلیپنگ پلز نکالیں۔۔۔ وہ بھی سونا چاہتا تھا بالکل اُس کی طرح تاکہ کسی اور

دنیا میں اٹھ سکے۔ وہ خود جتنی تکلیف میں تھا یہ صرف وہی جانتا تھا وہ کسی سے بیان نہیں کر سکتا تھا۔

اس نے پانی کا گلاس اٹھایا اور چند گولیاں نگل لیں۔ پھر اس نے دوسرا کشن اٹھایا اور کاؤچ سے کچھ فاصلے پر نیچے نرم و نازک قالین پر رکھا اور پھر وہیں لیٹ گیا۔

وہ اس کی جانب کروٹ لیے لیٹا تھا۔ داہنی کروٹ، داہنا ہاتھ چہرے کے نیچے تھا۔ وہ اسے دیکھ رہا تھا اور دیکھتا رہا۔۔۔

کاش میں تمہیں کبھی بتا پاؤں تم میرے لیے کیا ہو۔'' وہ اُسے ہی دیکھ رہا'' تھا۔ اُس کی آنکھیں جل رہی تھیں اور دل بھی۔

میں نے کبھی کسی عورت کی چاہ نہیں کی ایمانے سوائے تمہارے۔۔۔''"

وہ اُسے دیکھتے ہوئے سوچ رہا تھا۔ وہ اسے دیکھتا رہا۔۔۔ وہ یونہی لیٹا رہا۔

خاموشی سے، اُس کے سانس لینے کی آواز بھی نہیں آرہی تھی۔ وہ آخری بار لیب میں نیچے سویا تھا کبھی سرد تو کبھی گرم لوہے کی زمین پر۔ اِس کے بعد وہ کبھی ایسے نہیں سو پایا اُسے وہ یادیں ہنٹ کرتی تھیں لیکن وہ اِس وقت زمین پر لیٹا تھا تاکہ اُسے دیکھ سکے اور پھر وہ اُسے دیکھتے دیکھتے جانے کب سو گیا۔

✿••✿••✿••✿

ایمان کی آنکھ عجیب سے احساسات سے کھلی تھی۔ اس کا فون بھی پاس نہیں تھا اس لیے اسے وقت کا پتا نہیں چلا۔ باہر ابھی اندھیرا تھا۔ وہ جیسے سوئی تھی ویسے ہی اٹھ گئی تھی۔ کسی اور دنیا میں نہیں اٹھ پائی کیونکہ حقیقت یہی تھی۔ اُسے یہیں اٹھنا تھا۔ اور جیسے ہی اس کی نظر اپنے سے کچھ فاصلے پر زمین پر سوئے حادپر پڑی وہ ساکت رہ گئی اور پھر جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔

وہ ویسے ہی ساکت لیٹا تھا جیسے سانس بھی نہ لے رہا ہو۔

وہ جلدی سے اس کی جانب بڑھی اور جھک کر اس کے ناک کے قریب انگلی کی۔۔۔ہاں سانسیں چل رہی تھیں۔

ایمان کے دھڑکتا دل جیسے پر سکون ہوا۔وہ کب آیا تھا کب سویا تھا کچھ پتا ہی نہیں چلا۔کوئی آہٹ نہیں ہوئی تھی کوئی شور نہیں ہوا تھا۔

وہ اسے دیکھے گئی۔ایسے ہی وہ اس کے دل میں آگیا تھا بنا آہٹ کیے بنا شور کیے۔۔اور پورے حق سے آج تک وہیں قیام پزیر تھا۔

اس کمرے میں کوئی گھڑی نہیں تھی اور اسے حاد کا فون بھی نظر نہیں آیا۔وہ اٹھ کھڑی ہوئی تا کہ وقت دیکھ سکے۔

اور پھر اس کی نظر میز پر رکھی سلیپنگ پلز کی شیشی پر پڑی۔اس نے چونک کر حاد کو دیکھا۔۔۔کیا وہ پلز لیتا تھا؟ہمیشہ یا کبھی کبھی۔۔؟؟وہ وہیں کھڑی رہی۔کیوں لیتا تھا۔۔؟؟سوال دماغ میں بلبلانے لگے تھے۔

پہلے ہی وہ اس کے اتنا کچھ راز رکھنے پر دکھی تھی اس بات نے مزید ہرٹ کیا تھا۔وہ بھی بنا آہٹ کیے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی دروازے کی جانب بڑھی۔

اس کے پاؤں پر ابھی پورا وزن نہیں آتا تھا۔اس نے آہستگی سے دروازہ کھولا ایک نظر حاد کو دیکھا اور پھر باہر نکل گئی اس نے دروازہ اتنی ہی آہستگی سے بند کر دیا تھا۔

✿••✿••✿••✿

حاد کی آنکھ ذرا لیٹ کھلی تھی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔کنسرٹ کے بعد ایک بہت بڑا بوجھ اس کے ذہن سے اتر گیا تھا۔کاؤچ خالی تھا۔ایما نے وہاں نہیں تھی۔اس نے اچھی خاصی ڈوز لی تھی۔نارمل ڈوز تو اس پر اثر بھی نہیں کرتی۔بھاری ڈوز کی وجہ سے ہی وہ سویا تھا۔

ایمانے۔۔۔"وہ اٹھتے ہی دروازے کی جانب بھاگا۔اب اس کا رخ کمرے" کی طرف تھا۔بے چینی اور اضطراب اس کے انداز سے واضح جھلک رہا تھا۔ اس نے جھٹکے سے دروازہ کھولا۔

بیڈ خالی تھا۔وہ وہاں نہیں تھی۔

"ایمانے کہاں ہو؟؟" وہ اب بے چینی سے اسے ڈھونڈ رہا تھا۔واشروم بھی خالی تھی۔اس نے نیچے نظر دوڑائی گراؤنڈ میں بھی وہ کہیں نہیں تھی۔وہ واپس آفس کی جانب بھاگا۔دراز میں اس نے اپنا فون رکھ دیا تھا۔وہ اب اسے کال ملا رہا تھا لیکن اس کا نمبر بند تھا۔۔اس نے اپنے ہاتھوں میں کپکپاہٹ واضح محسوس کی تھی۔وہ اب تیزی سے سیڑھیاں پھلانگ رہا تھا۔وہ اب نیچے اسے پوری اکیڈمی میں ڈھونڈ رہا تھا وہ کہیں نہیں تھی۔اسے لگا جیسے کسی نے اس کا دل دبوچ لیا ہو۔وہ ایسے کیسے کہیں جا سکتی تھی وہ بھی بنا بتائے۔۔وہ اس کی نیند کا فائدہ نہیں اٹھا سکتی تھی۔حاد کی جیسے جان پر بن آئی تھی۔

اس نے پھر سے اس کا نمبر ملایا۔اس بار فون اٹھا لیا گیا۔

"ایمانے کہاں ہو؟؟"اس کی آواز اکیڈمی کی عمارت میں گونج گئی تھی۔

"السلام علیکم! حاد بھائی یہ میں ہوں حمیزہ۔آپی صبح آئی تھیں۔ان کی کچھ بکس ہیں یہاں پر۔۔بیٹری ڈیڈ ہونے کی وجہ سے فون بند تھا۔۔

حاد نے بے ساختہ اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔پیشانی پر ننھی بوندیں ابر آئی تھیں۔گلے کی گلٹی ڈوب کر ابھری تھی اور دل کو جیسے سکون مل گیا تھا۔

"بات کراؤں آپ کی؟؟"دوسری جانب سے خاموشی پا کر وہ اب پوچھ رہی تھی۔

"نہیں کوئی مسئلہ نہیں میں کچھ دیر تک بات کرتا ہوں۔۔۔"اس نے فون بند کر دیا۔دل جس رفتار سے دھڑک رہا تھا اس کی دھڑکن صاف سنائی دے

رہی تھی۔اسے ایمان سے اس بے وقوفی کی توقع نہیں تھی۔حاد نے گہرا سانس لے کر خود کو ریلیکس کیا۔ جسم جیسے بے جان ہو گیا تھا۔
دن کے گیارہ بج رہے تھے۔وہ کبھی اتنا لیٹ نہیں سویا تھا اس نے کبھی فجر کی نماز قضا نہیں کی تھی۔وہ شکستہ قدموں سے واپس اوپر چلا گیا۔

✿••✿••✿••✿

”سچی آپی میرا بالکل دل نہیں کرتا پڑھنے کو۔۔“حمیزہ کتاب بند کرتے ہوئے بولی۔

”اب پڑھو گی نہیں تو سکالرشپ کیسے ملے گی؟ ویلنسیا کیسے جاؤ گی۔۔؟؟“ اسے پڑھانے کے لیے ایمان اسے یہی لالچ دیتی تھی۔پورا دن وہ بس عبدل کے کنسرٹ کے بارے میں ہی باتیں کرتی رہی تھی۔

"کیا بنا پڑھے اسکالر شپ نہیں مل سکتی۔۔؟؟" وہ پوچھنے لگی تو ایمان نے اسے گھوری سے نوازہ۔ اچانک لاؤنج سے آوازیں ابھریں۔ حمیزہ کی حس سماعت جاگ اٹھی۔

"لگتا حاد بھائی آپ کو لینے آ گئے ہیں۔۔" وہ دوپٹہ اٹھاتی بیڈ سے چھلانگ لگا کر باہر کی جانب بھاگی۔

"السلام علیکم! حاد بھائی۔۔" وہ پرجوش سی مل رہی تھی۔
حاد نے شفقت سے اس کے سر کو چھوا۔

"کیسی ہے وہ۔۔؟؟" اس نے اشارے سے ایمان کا پوچھا۔

"غصہ ہے۔۔" حمیزہ نے منہ پھلا کر بتایا۔ وہ ہنس دیا۔

ڈونٹ وری آئی کین فکس ہر۔۔۔"وہ صوفے پر بیٹھ چکا تھا۔کچھ دیر بعد وہ کمرے سے نکلی تھی اور سیدھا لاؤنج میں آئی۔

"السلام علیکم!"وہ ہولے سے بولی تھی۔حاد نے،جو حمیزہ کی کل والے کنسرٹ کی باتیں سن رہا تھا،آواز پر اس کی جانب دیکھا اور پھر جیسے دنیا تھم سی گئی۔

وہ Sage گرین ڈریس پہنے ہوئی تھی۔یہ سب سے ہلکا شیڈ تھا۔بالکل سادہ سا سوٹ آل اوور ایک جیسا تھا۔پیچھے کمر پر بڑی سی سفید تتلی بنی تھی اور فرنٹ پلین تھا۔سفید بڑا سا دوپٹہ ایک جانب کندھے پر سیٹ تھا اور بال کھلے تھے۔اس نے اپنے سوٹ سے ہم رنگ Bow ہیئر کلپ لگ رکھا تھا۔ bow hair کلپس تھے۔کلپ نے فرنٹ اس کے پاس بہت سارے کے بال باندھے ہوئے تھے جبکہ پیچھے سے کلپ کی سلکی ٹیلز بالوں کے ساتھ

کمر تک جا رہی تھیں۔ کانوں میں ننھے سفید آمیزے جگمگ کر رہے تھے۔ چہرے کے دونوں جانب بے بی ہیئر نکلے ہوئے تھے جو اس کے نیچرل تھے۔ بال اس نے Wave کیے ہوئے تھے جو اس پر سوٹ کر رہے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ چلتی صوفے تک آئی اور پھر حمیزہ کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔ وہ اسے یوں دیکھ رہا تھا جیسے پہلی بار دیکھ رہا ہو۔ وہ اتنی پیاری کیوں لگ رہی تھی وہ خود نہ سمجھ پایا۔ اس کا چمکتا چہرہ، نیوڈ لپ اسٹک اور بڑی بڑی گہری پلکوں والی آنکھیں۔۔ کچھ بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں تھا۔ وہ تو اس پر غصہ تھا لیکن یہاں سین الٹ گیا تھا۔

میں آتی ہوں۔۔۔" حمیزہ نے وہاں سے اٹھ جانا ہی ضروری سمجھا۔"

چلیں۔۔۔؟؟" اسے خاموش دیکھ کر بالآخر وہی بولا۔"

امی کھانا بنا رہی ہیں۔ لنچ کر کے چلتے ہیں۔۔" وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔ حاد نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"وہ میری کچھ بکس یہاں تھیں۔ وہی لینے آئی تھی۔۔"

وہ پھر کچھ نہ بولا۔ خاموشی سے بیٹھا رہا۔ ایک گھنٹے بعد وہ لوگ واپس جا رہے تھے۔ حاد کا دماغ چیخ رہا تھا۔

"تمہیں یوں اکیلے نہیں آنا چاہیے تھا۔۔" وہ بول ہی پڑا تھا۔ لہجہ حد درجہ نرم رکھنے کی کوشش کی گئی غصہ نہیں کر سکتا تھا وہ اس پر۔

"ڈرائیور کے ساتھ آئی تھی۔" ایمان نے اطلاع دی۔

"مجھے بنا بتائے جب میں سو رہا تھا۔۔" وہ فوراً بولا۔

''وہ میں۔۔۔''

ایمانے آئندہ ایسامت کرنا پلیز۔۔۔''وہ جیسے درخواست کر رہا تھا نہیں بتا'' پایا تھا کہ اس کی حالت کیا ہوئی تھی۔وہ غصے میں آتو گئی تھی پر اب اسے اپنی غلطی کا احساس ہو رہا تھا۔

نہیں کروں گی۔۔۔''نہ وہ اس سے بحث کر سکتی تھی اور نہ جھگڑا،دونوں'' فضول کام تھے۔حاد مسکرا دیا۔صبح سے چھائی کلفت اتر چکی تھی۔

✿••✿••✿••✿

پھر وہ شام تک اکیڈمی میں رہا تھا جبکہ ایمان کا کل پیپر تھا وہ پڑھنے کی طرف ذہن لگا رہی تھی لیکن دماغ ماؤف تھا۔رات گزر جائے اور دن چڑھ آئے تو

اس کا ایک بڑا فائدہ ہوتا ہے انسان جذباتی طور پر اتنا کمزور نہیں رہتا جتنا رات کو ہوتا ہے۔ وہ اب رات والی باتیں نہیں سوچ رہی تھی لیکن پھر بھی ذہن وہیں کہیں اٹک کر رہ گیا تھا۔ وہ جب تھک گئی تو کتابیں چھوڑ کر اٹھ بیٹھی۔

باہر موسم ابر آلود تھا۔ اس نے اپنے لیے پھل اور سبزیوں کی مکس Smoothie آڈر کی اور کمرے سے نکل کر آہستہ آہستہ چلتی اپنے آفس تک آئی۔ آج اس نے کوئی سیشن یا کلاس نہیں لی تھی۔ وہ کل کے پیپر کی طرف متوجہ تھی لیکن تیاری پھر بھی نہیں ہو رہی تھی۔ اس کے کافی کام پینڈنگ تھے۔ وہ کچھ دیر وہاں بیٹھی رہی اور ہسپتال کی لسٹ چیک کرتی رہی۔ وہاں بھی کچھ کام ہونے والے تھے۔ اس نے ہسپتال کا نام بدل دیا تھا۔ Healing Asylum تھا۔ یہ نام اس نے ہی رکھا تھا۔ جب وہ اب اس کا آڈر آگیا تو وہ اپنے آفس سے نکل آئی۔

بس ایک بار پیپرز ہو جائیں پھر بہت سارے کام کرنے ہیں۔۔"شیشے کا بڑا"
تھی، وہ جیسے ہی Smoothie ساگلاس تھامے جس میں بے ذائقہ سی
آفس سے نکلی ساتھ ہی حاد کے آفس پر نظر پڑی۔ وہ ساتھ ہی تھا۔ وہ گلاس
تھامے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔ اور یہ بے ساختہ ہوا تھا۔ کمرے
میں ہر چیز اپنی جگہ پر تھی۔

باہر شام کا اندھیرا اچھل رہا تھا کچھ موسم خراب تھا۔ وہ حیران ہوئی جب حاد
کے چشمے کو وہیں میز پر رکھے پایا۔
چشمے کے ساتھ وہاں اس کے بلیو توتھ ڈیوائس بھی رکھا تھا۔ وہ ایک پاؤں پر کم
وزن ڈالتی میز کی جانب بڑھی اور پھر چشمہ اٹھا کر آنکھوں پر لگایا اور ساتھ ہی
ڈیوائس کان میں لگالیا اور اپنا فون اور گلاس سائیڈ پر رکھ دیا۔

ویلکم ایمانے۔۔۔"اسسٹنٹ کی آواز ابھری تھی۔"

میں آپ کی کیا مدد کر سکتی ہوں؟؟" وہ اب اس سے پوچھ رہی تھی۔"

مجھے کچھ ایسا دکھاؤ جسے دیکھ کر میں خوش ہو جاؤں۔۔۔" وہ ہولے سے" بولی۔

"شیور۔۔۔"

وہ اب انتظار کرنے لگی تھی۔ جانے اے آئی اسے کیا دکھانے والی تھی۔ اس کے سامنے فضا میں بڑی سی اسکرین تھی جو چشمے سے نظر آ رہی تھی اور اس پر تیزی سے نظارے بدل رہے تھے اور پھر ایک جگہ آ کر رک گئی۔
رات کا وقت تھا بارش ہو رہی تھی۔

میں جیت گئی، میں نے کر دکھایا۔" وہ برستی بارش میں خوشی سے جھوم" رہی تھی۔ اس کے ساتھ ایما نے رابرٹ تھی۔

"میں نے تخلیق کی ندی کو پالیا۔۔۔"

ایمان کا دل اچھل کر حلق میں آگیا اور وہ اپنی جگہ جیسے جم گئی تھی۔

کک۔۔ کیا مطلب؟؟ وہ وہاں تھا؟؟" دل تیزی سے دھڑکنے لگا تھا۔"

یہ کیسے ریکارڈ ہوئی؟؟" وہ اب حیرانی سے پوچھ رہی تھی۔"

"میں نے مسٹر جبیل سے اسے ریکارڈ کرنے کی پرمیشن لی تھی۔۔"

ایمان کو عجیب سا احساس ہوا۔ اس نے فون اٹھایا اور جلدی سے ریسیپن پر موجود لڑکی کا نمبر ملایا۔

گڈ ایوننگ میم۔۔" دوسری جانب سے فوراً اٹھایا گیا۔"

مجھے میری فائل چاہیے۔رائٹ ناؤ۔۔" وہ اب سوچ رہی تھی کہ اس "
نے آج تک اپنی ایز اے پیشنٹ فائل چیک نہیں کی تھی۔

اس سے پہلے کیا ہوا تھا۔۔؟؟" ایمان نے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا۔ "
گلے میں کانٹے چب آئے تھے۔

میں کہنا چاہتا ہوں، میں حاد جبیل تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔۔" وہ فرش پر "
اس کے قریب بیٹھا تھا۔منظر تیزی سے بدل رہے تھے۔میسج ٹون ابھرنے پر
اس نے فون چیک کیا۔اس کی فائل سامنے تھی۔اس نے جلدی سے پی ڈی
ایف کھولا۔

مسز ام ایمان جبیل۔۔۔" وہ وہاں حاد جبیل کی وائف کے نام سے ایڈمٹ "
تھی۔

تو کیا وہ وہیں تھا؟؟ کیا وہ ہمیشہ سے تھا۔۔۔؟؟" اس کی حالت اب عجیب ہو رہی تھی۔ پورے جسم میں بے چینی پھیل گئی تھی۔

وہ اب بس اسٹاپ پر تھی وہ اس کے قریب آیا اور اس کے کندھوں پر اپنی جیکٹ ڈال کر چلا گیا تھا۔ وارڈن اسے ہاسٹل سے دھکے دے کر نکال رہی تھی۔ وہ اب اس کی بانہوں میں جھول گئی تھی۔ وہ اب ویلنسیا میں تھی۔ وہ اکیلی پارک میں بیٹھی تھی۔ وہ ہر جگہ تھا۔

"کیسے انکشاف تھا یہ۔۔۔" اس کا دل ڈوب کر ابھر رہا تھا۔

"پتا نہیں وہ کہاں ہو گی کیسی دکھتی ہو گی۔۔" وہ لیپ ٹاپ پر کام کرتے کہہ رہا تھا۔

"آپ نے میرا نام ایمان نے کیوں رکھا۔۔۔؟؟" وہ اس سے پوچھ رہی تھی۔

"میں کسی اور نام سے واقف ہی نہیں۔۔"

"یہ نام سالوں سے میرے ساتھ ہے۔۔۔"

ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔؟؟" ایمان نے اپنے خشک لبوں پر زبان پھیری۔"

اب میں ستائیس کا ہو گیا ہوں۔۔ بارہ سال ہو گئے ہیں عبدل کو گئے
"ہوئے۔۔ بارہ سالوں سے وہ میرے ساتھ ہے۔۔

"وہ میرے اندھیروں میں اجالوں کی طرح ہے۔۔۔"
ایمان نے بے ساختہ اپنے ہاتھوں کو منہ پر رکھا اسے لگا وہ چیخ پڑے گی۔ چلا اٹھے گی۔۔ یہ کون سے راز تھے جن سے وہ ناواقف تھی۔

"ایمان نے مجھے اپناڈو ز چاہیے۔۔۔"

اس کا چشمہ سائیڈ پر رکھا تھا وہ اب زمین پر پڑا تڑپ رہا تھا۔

"نن۔۔۔نن۔۔۔نن۔۔۔نہیں۔۔یہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔" وہ چشمہ اتار کر جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔وہ گہرے سانس لیتی خود کو ریلیکس کرنے لگی۔اسے اپنے سر میں درد کی ٹھیس اٹھتی محسوس ہوئی تھی۔

"کیا وہ ہمیشہ سے تھا۔۔۔؟؟" اس کا ذہن قبول نہیں کر پا رہا تھا۔

"کیا ایسا ممکن ہے۔۔۔؟؟" وہ خود سے سوال جواب کر رہی تھی۔اچانک زوردار دھماکہ ہوا اور اندھیرا چھا گیا۔

شاید پاور بریک ڈاؤن ہوا تھا۔ کمرے میں ایمر جنسی زیرو بلب روشن تھا۔ اس نے اپنا فون اٹھایا۔۔۔ اسے یہاں بیٹھے دو گھنٹے گزر گئے تھے اور ان دو گھنٹوں میں بہت کچھ دیکھ لیا تھا۔

حاد۔۔۔" وہ اسے پکارتی ہوئی گھبرا کر کمرے سے باہر نکلی۔ باہر کھڑکیاں" کھلی ہوئی تھیں اور ٹھنڈی ہوا اندر آ رہی تھی۔ باہر طوفان آیا ہوا تھا۔ سامنے دوسرے کونے پر ان کا بیڈ روم تھا۔

حاد۔۔۔ کہاں ہیں آپ۔۔۔؟؟" وہ اسے پکار رہی تھی۔ سائیں سائیں" کرتے طوفان کی آواز اسے ڈرا رہی تھی اور اوپر سے اندھیرا زیادہ تھا۔ وہ اب دیوار کا سہارا لیتی بیڈ روم کی جانب بڑھ رہی تھی۔ دل بار بار بھر آ رہا تھا۔ آنکھیں جیسے برسنے کو تیار تھیں۔ پھر اسے وہ آتا دکھائی دیا۔۔۔ وہ

سامنے سے آرہا تھا۔۔آہستہ آہستہ اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔جینز شرٹ پہنے وہ اسی کی جانب آرہا تھا۔۔ایمان وہیں رک گئی۔

مدھم روشنی میں اس کا سراپا نمایاں تھا۔وہ آنسوؤں کو اندر پینے کی کوشش کر رہی تھی۔

وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اپنی متوازن چال چلتا اس کے عین سامنے آن کھڑا ہو گیا۔بنا چشمے کے بھی وہ اتنا ہی پیارا لگ رہا تھا۔تیز ہوا ایمان کے بالوں کو اڑا رہی تھی۔

وہ اس کے بہت قریب کھڑا تھا۔اور پھر جھک کر اس نے اپنی ٹھوڑی ایمان کے کندھے پر ٹکا دی۔

کیسا لگتا ہے تمہیں ایمانے۔۔۔؟؟" وہ ہولے سے بولا تھا۔جبکہ ایمان "
ضبط کیے کھڑی تھی۔

"کیسا لگتا ہے تمہیں حاد جبیل کی آتی جاتی سانسوں پر قبضہ کر کے۔۔؟؟؟"

وہ بے بس تھا۔ کتنا بے بس تھا یہ آج وہ جان پائی تھی۔ آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی تھیں۔ وہ ویسے ہی ساکت کھڑی رہی لیکن اسے لگ رہا تھا وہ کچھ دیر میں ڈھے جائے گی۔

"تم ہمشہ سے میرے ساتھ تھی، ہمیشہ سے، جب سے میں نے محسوس کرنا شروع کیا تب سے، تم میرے اندھیروں میں اجالوں کی طرح تھی، تمہارا احساس نہ ہوتا تو میں جی نہ پاتا۔"

اس سے پہلے وہ ڈھے جاتی حاد نے اسے اپنے بازوں پھیلا کر تھام لیا تھا۔

"کون ہے جو مجھے اندھیروں میں تھامے رکھتا ہے گرنے نہیں دیتا، بھٹکنے نہیں دیتا۔۔ گہرے اندھیروں میں ٹمٹماتی روشنی کی مانند میرے ساتھ رہتا ہے۔۔۔" اسے اپنا ہی لکھا کالم یاد آیا۔

تو وہ حاد تھا، وہ ہمیشہ سے تھا، وہ اس کی دعاؤں میں تھی پھر کیسے بھٹک سکتی ”
تھی۔۔۔؟؟ کیسے گر سکتی تھی؟؟“ آنسوں پلکوں کی باڑ توڑ کر حاد کے
کندھے میں جذب ہونے لگے۔

وہ سمجھ رہی تھی اللہ حاد کو اس تک لایا تھا۔ وہ اسے چاہتی تھی اور اسے اس کی
چاہت سے نوازہ گیا تھا۔ وہ غلط تھی۔ اسے حاد تک لایا گیا تھا۔ ہر درد ہر تکلیف
سے گزار کر۔ مشارب حسن جیسے شخص کے چنگل سے نکال کر۔ اسے لایا گیا
تھا۔ یہ حاد کی محبت تھی جو اسے کھینچ لائی تھی۔

✿••✿••✿••✿

وہ آسماں سے آیا اور زمین پہ رہ گیا

آپ نے مجھے بتایا نہیں آپ نے اتنا کچھ چھپایا۔۔" وہ اب تسلی سے بیٹھی "
آنسوں بہا رہی تھی۔ حاد اُسے چپ کرواتا تو وہ مزید رونے لگتی۔

مجھے جو تم سے ہوا ہے نا ایمانے وہ تو میں آج تک سمجھ ہی نہیں پایا ہوں۔"" "
وہ اس کے وجود کو نگاہوں میں سموتے بولا اور پھر جھک کر اس کے سر کو
ہونٹوں سے چھوا۔ لیکن وہ ابھی تک صدمے سے باہر نہیں نکل پائی تھی۔

بس کر دو یار میں ڈوب جاؤں گا۔۔" اُس کا ہاتھ سہلاتے حاد نے کہا تو وہ "
مزید رونے لگی۔

"بتانا چاہیے تھا آپ کو، ساری تکلیفیں اکیلے ہی سہتے رہے۔۔"

میں اِس ٹائپ کا بندہ نہیں ہوں ایمانے! مجھے پیار محبت والی باتیں نہیں" آتیں۔ یہ ہنسنا بولنا میں نے عبدل کے ساتھ رہ کر سیکھا ہے، مجھے لگا محبت کا "بہترین اظہار نکاح ہے اور وہ میں نے تم سے کر لیا۔۔

ایمان نے نگاہ اٹھا کر اُسے دیکھا۔ سیاہ آنکھیں رو رہ کر گلابی ہو چکی تھیں۔

اور اگر میں آپ کو نہ ملتی تو؟ انکار کر دیتی تو۔۔؟؟" وہ اب خفا تھی۔"

کیسے نہ ملتی؟؟؟ میں نے ایمان کا سوال کیا تھا۔" وہ بے حد نرمی سے" مسکرایا۔ اُسے اپنی دعا یاد آئی تھی اور ایمان بس اُسے دیکھ کر رہ گئی۔ سمجھ ہی نہیں آرہا تھا روئے یا ہنسے۔ اس شخص کو ہینڈل کرنا اتنا مشکل کیوں تھا؟؟

"مجھے فلرٹ کرنا نہیں آتا لیکن میں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہوں گا کیا تمہیں میں ایسے ہی قبول ہوں۔۔؟؟ میں ایسا ہی ہوں شاید میں محبت بھرے ڈائیلاگز نہ بول پاؤں،"

وہ اب اُسے آگاہ کر رہا تھا اُس سے پوچھ رہا تھا۔

"قبول پہلے ہی کر لیا تھا اور میں بھی اِس ٹائپ کی لڑکی نہیں ہوں جو محبت بھری باتوں پر پگھل جائے گی۔" وہ خفگی سے بولی تو حاد بے ساختہ مسکرا دیا۔

"میں جانتا ہوں۔۔" ہاں وہ اُسے جانتا تھا۔ جس لڑکی کو ادھم جبیل جیسے شخص کے محبت بھرے جملے اپنی جانب راغب نہیں کر پائے اُسے اور کون امپریس کر سکتا تھا؟ اور محبت چکنی چوپڑی باتوں کا نام نہیں ہے۔

محبت ایک عہد ہے جسے ہر دور میں نبھایا جاتا ہے چاہے وہ دور خوشحالی کا ہو یا پھر قحط سالی کا۔

اب آپ یہ مت سمجھ لیجیے گا میں مان گئی ہوں میں ابھی ناراض ہوں۔۔“”

وہ سوں سوں کرتے بولی تو حاد کھل کر مسکرا دیا۔

اُسے یہ منانے والا کام نہیں آتا، وہ تو خود سائلنٹ موڈ پر رہنے والا شخص تھا جو صرف کام کی بات کرنا جانتا تھا۔ایک ماہر ڈیٹا سائنٹسٹ جس نے اپنا اے آئی ڈیولپ کیا تھا اس کے لیے فی الوقت دنیا کا سب سے مشکل کام اپنی ناراض بیوی کو منانا لگ رہا تھا۔وہ اس تجربے سے ناواقف تھا لیکن یہ تجربہ مسحور کن تھا۔ایمان کی اُس کی زندگی میں موجودگی بہت خوبصورت تھی۔وہ جب اپنی الماری کھولتا تو ایک جانب ترتیب سے رکھی ایمان کے کپڑوں اور چیزوں کو بڑی دلچسپی سے دیکھتا تھا۔جیولری کے نام پر ایئر رنگز اور ہیئر کلپس زیادہ تھے۔ساری عمر اکیلے رہنے والے حاد جبیل کے لیے یہ پل خوشگوار تھے اور شاید یہی وہ انعام تھا جو اسے دنیا میں ملا تھا۔

اچھا بتاؤ کیسے مانو گی؟؟" وہ اب اس کے آنسوں صاف کرتے بولا۔ ایمان رونا چھوڑ کر ہونق بنی اُسے دیکھنے لگی اور اگلے ہی لمحے وہ جھٹکے سے بیڈ سے اتری تھی۔

"مجھے نہیں پتا، اپنی اے آئی سے ہیلپ لیں۔۔" وہ اب جوتا پہنتی باہر جا رہی تھی۔

"ارے یار۔۔۔" وہ بے ساختہ مسکرایا اور پھر اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اٹھ کر اس کے پیچھے لپکا۔

✿••✿••✿••✿

”یہ کیسے ممکن ہے؟ وہ بچ کیسے گیا۔۔؟؟“ سیاہ ماسک والے شخص نے اپنے سامنے پڑے میز کو ٹھوکر ماری۔اب وہ کمرے کی ہر چیز توڑ پھوڑ رہا تھا۔

وہ حاد اور عبدل کو ایک ہی وقت میں دوبارہ دیکھ چکے تھے۔ایک کا کنسرٹ تھا تو دوسرا اپنا سیشن لے رہا تھا۔

انہوں نے پہلے بھی ایسے ہی حاد کو ڈھونڈا تھا اور اس بار حاد نے انہیں بے وقوف بنایا تھا۔یہ وہ جنگ تھی جسے وہ لوگ کھلے عام نہیں کر سکتے تھے۔

”اگر وہ دونوں ایک وقت میں، ایک ہی ملک میں دو مختلف جگہ پر تھے تو ہمارا نقصان کس نے کیا؟ خفیہ لیب تک کوئی پہنچا کیسے اور کس نے اڑائی۔۔؟؟“ وہ شخص ہیجانی انداز میں چلا رہا تھا۔

”مسٹر گرے۔۔۔“اس نے اپنے بال نوچ لیے۔

"سر یہ مسٹر گرے نہیں ہے۔۔"

"کون نیا دشمن پیدا ہو گیا ہمارا۔۔ جلدی پتا لگاؤ۔۔"
اس کی اس وقت جو حالت تھی یقیناً وہ جلد پاگل ہو جاتا۔

✿••✿••✿••✿

گاڑی ایک جھٹکے سے اکیڈمی کے باہر آ کر رکی۔ فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھلا اور ایمان تیزی سے باہر نکلی۔

میڈم گاڑی اندر نہیں کرنی۔۔۔؟؟" گارڈ نے پوچھا تو وہ نفی میں سر ہلا کر" اندر کی جانب بھاگی۔ اوپری فلور پر جوس کا گلاس تھامے کھڑے حاد نے تاسف سے سر ہلایا۔ گاڑی کی اسپیڈ وہ دیکھ چکا تھا۔ وہ بھاگتی ہوئی اندر آ رہی

تھی۔ وہ اب بالکل صحت مند تھی۔ اس کا پاؤں اور کندھا بالکل ٹھیک تھا۔ وہ شوز پہنے ہوئے تھی اور اس کی رفتار کافی تیز تھی۔

وہ ایمان جسے ایکسیڈنٹ کے بعد ٹریفک فوبیا تھا وہ جو سفر کرتے ڈرتی تھی وہ اب اس کے لاکھ منع کرنے کے باوجود تیز رفتار سے گاڑی بھگاتی تھی۔ اس نے اپنے ٹینشن، ڈپریشن اور مائیگرین ہر بیماری پر قابو پایا تھا۔ وہ صبح صبح اٹھ کر اس کے ساتھ رننگ کرتی تھی۔ وہ اس وقت ہیلنگ اسائلم سے واپس آئی تھی۔ اس کا یہ اسائلم نمبر ون اسائلم بن چکا تھا۔ یہ اس کی تین مہینے کی محنت اور کڑی لگن کا نتیجہ تھا۔

وہ اب سیڑھیاں پھلانگتی اوپر چڑھ رہی تھی۔ لفٹ کو تو اس نے کبھی منہ نہیں لگایا تھا۔

اس کا ماننا تھا انسانی جسم کو جتنے آرام کی ضرورت ہوتی ہے اتنی ہی حرکت کی ضرورت بھی ہوتی ہے ہمیں اسے جتنا فٹ رکھیں گے یہ اتنا ہی ہمارا ساتھ دے گا۔

جیسے ہی وہ آخری فلور پر پہنچی اسے سیڑھیوں پر حاد دکھائی دیا۔ وہ اسے دیکھتے ہی رک گئی۔

افف میں بہت تھک گئی ہوں۔" اس نے حاد کو دیکھتے فوراً کہا۔ وہ باقی دنیا" کے لیے ایک اسٹرونگ لڑکی تھی لیکن حاد کے سامنے آتے ہی اس کی نزاکت جاگ اٹھتی تھی۔ وہ اسے خفگی بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ سیاہ کپڑوں پر پنک فارمل کوٹ پہنے اور پنک ہی اسکارف لیے وہ بہت پروقار لگ رہی تھی۔ اس کی الماری میں جوتوں کی جگہ شوز تھے وہ جب انہیں پہنتی تھی تو خود کو زیادہ پر اعتماد محسوس کرتی تھی۔

مجھے لگتا ہے تمہیں ڈرائیونگ سکھا کر میں نے بہت بڑی غلطی کردی" ہے۔۔۔ تم نے کار کو جہاز ہی سمجھ لیا ہے۔" وہ اس کے اسکارف کے ہالے میں قید چہرے کو دیکھتے بولا، غصے کرنے کی کوشش ناکام ہو چکی تھی۔

"ابھی کہاں، ابھی تو مجھے ڈریگن اڑانا ہے۔۔" وہ بشاشت سے مسکرائی اور پھر اس کی جانب لپکی۔ ساری تھکن ساری پریشانیاں اسے دیکھتے ہی اڑن چھو ہو جاتی تھیں۔ وہ اسے دیکھ کر سب کچھ بھولنے لگتی تھی۔

"ہائے کیسے ہیں آپ؟؟ کیسا گزرا دن۔۔؟؟" وہ اب اس کے سامنے ہینڈ شیک کے لیے کھڑی تھی۔ حاد نے محبت سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"ارے یاد آیا آج تو مجھے کوکنگ کرنی ہے۔" اسے جیسے ہی یاد آیا وہ حاد سے اپنا ہاتھ چھڑا کر بھاگنے لگی لیکن اس نے نہیں چھوڑا وہ چونک کر رکی۔

"تم نے نیوز دیکھی۔۔؟؟" وہ اب سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

کونسی نیوز؟؟" اسے واقعی ٹائم نہیں ملا تھا اور پھر کچھ دیر بعد جو اس پر" انکشاف ہوا تھا وہ ساکت رہ گئی تھی۔ وہ فضا جو اپنے شوہر سے طلاق لینے پر کامیاب ہو چکی تھی۔ اس نے خودکشی کر لی تھی۔ اس کی نعش کمرے سے ملی تھی اور ایک خط تھا جس میں واضح الفاظ میں لکھا تھا کہ وہ یہ خودکشی اس لیے کر رہی ہے کیونکہ وہ اپنے شوہر سے طلاق کے بعد خوش نہیں ہے۔ اور اس میں ایمان کا نام واضح تھا جس کے برین واش کرنے پر اس نے اپنے شوہر سے طلاق لی تھی۔

لکھا تھا کہ ام ایمان جیسی لڑکیاں صرف دوسروں کا گھر برباد کرتی ہیں، دوسری لڑکیوں کا برین واش کرتی ہیں۔

اس پر اور بہت سارے الزامات تھے۔ اس کے ہسپتال کو لے کر بھی لکھا گیا تھا۔ اور خودکشی کا ذمہ دار اسے ٹھہرایا گیا تھا۔ میڈیا پر چاروں جانب یہی نیوز چل رہی تھی۔

ایمان نے حیرت زدہ نظروں سے حاد کو دیکھا۔اس کی وجہ سے کسی کی جان چلی گئی تھی۔وہ یہ صدمہ کیسے برداشت کرتی۔اور تو اور انہیں فضا کے سابقہ شوہر اور گھر والوں کی طرف سے لیگل نوٹس بھی ملا تھا۔

فضا مر گئی۔۔۔"اس کے ہاتھوں میں واضح کپکپاہٹ تھی۔"

ریلیکس ایمانے۔۔"حاد نے اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں لیا۔" یہ پاکستانی معاشرہ تھا جو ایک عورت کو آگے جاتا نہیں دیکھ سکتا تھا۔اس کی کامیابی کسی سے بھی ہضم نہیں ہو رہی تھی۔

میں نے ایسا کبھی نہیں چاہا تھا۔۔"وہ اس کے سینے پر سر ٹکا کر رو دی تھی۔"

✿••✿••✿••✿

رات دس بجے کا وقت تھا وہ گراؤنڈ میں اکیلے چہل قدمی کر رہی تھی۔ ہلکے گلابی رنگ کے کاٹن کے لوز نائٹ سوٹ میں وہ اس وقت کوئی گلابی پھول ہی لگ رہی تھی۔ بال جوڑے میں قید تھے اور کلائی میں حانم کا دیا کنگن جگمگ کر رہا تھا۔ موسم اب خوشگوار تھا بہار کے موسم میں چاروں جانب پھول کھلے تھے۔ مہینوں بعد اسے سر درد محسوس ہوا تھا۔اس کے اندر ایک بے چینی سی بھر گئی تھی۔ وہ اسے کافی دیر سے دیکھ رہا تھا اور پھر کچھ دیر بعد خود ہی باہر آ گیا تھا۔

اس کے ہاتھ میں چائے کے دو کپ تھے اور شاپنگ بیگ تھا۔ جہاں وہ ٹہل رہی تھی وہاں لکڑی کا بینچ تھا۔اس کے قریب پہنچ کر حاد نے چائے کا کپ اس کی جانب بڑھایا۔

تم نے کھانا بنالیا تو میں نے سوچا میں چائے بنالوں۔“ وہ مسکرایا تو ایمان نے کپ تھام لیا۔ وہ خود اپنے لیے چائے لایا تھا۔ محبت کی اس سے بہترین شکل کیا ہو گی کہ کافی پینے والا شخص اب اس کے ساتھ چائے پیتا تھا۔ اس نے اپنا کپ بینچ پر رکھا اور پھر شاپنگ بیگ سے کچھ نکالا۔ یہ ایک ب-ڑی سی سفید رنگ کی شال تھی۔ اس نے اسے پھیلا کر ایمان کے کندھوں پر ڈالا۔

اگر کبھی تم مجھے

کوئی تحفہ دینا چاہو تو

زیادہ مت سوچنا،

قیمتی اور مہنگی چیزوں

کو مت تلاش کرنا بس

ایک شفاف سی شال خریدنا

اور میرے کندھوں پر ڈال کر

!! بولنا کہ، تم ماڈرن نہیں باوقار اچھی لگتی ہو۔۔

سالوں پہلے اس نے شدت سے خواہش کی تھی کہ اس کا ہمسفر اس کے لیے شال خرید کر لائے اور اپنے ہاتھوں سے اس کے کندھوں پر ڈالے اور حاد اس کے لیے شال لایا تھا۔

وہ اب ایسے لگ رہی تھی جیسے گلابی پھول کو چاروں جانب سے سفید تتلیوں نے گھیر لیا ہو۔ جابجا لگے برقی قمقموں میں اس کا وجود دھمک رہا تھا۔

بیٹھ جاؤ۔۔" حاد نے اسے پکڑ کر بینچ پر بٹھایا۔ وہ خاموش تھی الجھی ہوئی،"
جانتا تھا وہ کیسا محسوس کر رہی تھی۔
وہ کپ کو دونوں ہاتھوں میں تھامے بیٹھی تھی۔

چائے ٹھنڈی ہو جائے گی۔۔" حاد نے کہا تو وہ چونک کر خیالوں سے باہر آئی اور چائے کا گھونٹ بھرا۔اس کا ذائقہ اتنا اچھا تھا کہ ایمان کو اپنی ساری تھکاوٹ دور بھاگتے محسوس ہوئی۔ وہ اتنی اچھی چائے بناتا تھا کہ ایمان کو اب اپنے ہاتھ کی بنی چائے بھی اچھی نہیں لگتی تھی۔

وہ دونوں ہر وقت ایک ساتھ نہیں رہتے تھے، دونوں کے اپنے گولز تھے دونوں کو باہر آنا جانا پڑتا تھا۔ دونوں اپنا اپنا کام کرتے تھے اور ایک دوسرے سے مشورہ بھی لیتے تھے وہ عام لوگ نہیں تھے جو ہر وقت چپکے رہتے۔ یہ ایسا رشتہ تھا جس میں اسپیس بھی چاہیے تھی اور وقت بھی۔۔۔

اور جب وہ دونوں ساتھ ہوتے تھے تب کوئی تیسرا نہیں آپاتا تھا۔

"پریشان کیوں ہو ایمانے۔۔۔؟؟" اس نے بالآخر پوچھ ہی لیا۔

"کیا مجھے پریشان نہیں ہونا چاہیے؟؟" اس نے الٹا سوال کیا۔

”میرے ہوتے ہوئے تو نہیں۔۔۔“ وہ ہولے سے مسکرایا۔ وہ ابھی سیشن لے کر آیا تھا اور ہمیشہ کی طرح نک سک سا تیار تھا۔

”تو اب ہم کیا کریں گے؟؟“ وہ الجھ گئی۔

”کورٹ جائیں گے، ہم فضاء کو مرنے سے تو نہیں بچا سکا لیکن انصاف دلا سکتے ہیں۔۔۔“ وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

”تو اس لیے ٹینشن مت لو۔۔۔“ اس نے ہاتھ بڑھا کر ایمان کے گال کو چھوا۔ وہ اس سے نظریں نہیں ہٹا پا رہی تھی۔

”ویسے یہ تو زیادتی ہے۔۔۔“ وہ بڑبڑائی۔

کونسی۔۔۔؟؟"وہ اسے دیکھنے لگا۔"

"اسکن کیئر میں کرتی ہوں اور چمک آپ رہے ہیں یہ تو زیادتی ہے۔۔"
حاد نے پہلے حیرانی سے اسے دیکھا اور پھر اس کا ابھرنے والا قہقہہ بے ساختہ تھا۔اب وہ چہرہ جھکائے ہنس رہا تھا ہنسی کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن مشکل کام تھا۔وہ جب سے اس کی زندگی میں آئی تھی وہ اسے ایسے ہی ہنسنے پر مجبور کر دیتی تھی۔وہ ہنس رہا تھا اور ایمان سنجیدگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

ارے یار۔۔۔"اس نے چائے کا کپ بینچ پر رکھا اور اس کا ہاتھ تھام لیا۔"
"اومائے گاڈ"وہ خود پر کنٹرول کر رہا تھا۔

"تم اس وقت جتنی حسین لگ رہی ہو وہ صرف میں جانتا ہوں۔۔"

"پر آپ ہر وقت ہی اتنے اچھے لگتے ہیں۔۔"

وہ جھٹ سے بولی۔ وہ ام ایمان جسے اپنے جذبات، احساسات اپنے ڈر اور خوف ہر چیز پر کنٹرول تھا وہ اس کے سامنے کچھ کنٹرول نہیں کر پاتی تھی۔ چھوٹی سے چھوٹی بات جو اسے تنگ کرتی تھی وہ فوراً کہہ دیتی تھی۔

"دیکھو ہم ایک جیسا کھانا کھاتے ہیں ایک ساتھ رننگ کرتے ہیں جو مجھے پسند وہ تمہیں پسند ہے تو پھر کیسے میں تم سے زیادہ چمک سکتا ہوں؟؟"

"لیکن آپ اسکن کیئر نہیں کرتے۔۔۔"

لڑکوں کی اسکن لڑکیوں کی نسبت اتنی سینسیٹیو نہیں ہوتی۔۔" وہ اسے لاجک دے رہا تھا جو وہ جانتی تھی پر اس کی ایکسپلینیشنز اچھی لگتی تھیں۔ وہ اب سر جھکائے سمجھ رہی تھی۔ حاد نے اپنے اور اس کے درمیان کا فاصلہ ختم کیا اور اس کے قریب ہو کر بیٹھا اور پھر اپنا بازو اس کے گرد حمائل کیا۔

"ویسے میں دیکھ رہا ہوں تمہیں کچھ زیادہ ہی مسائل ہیں مجھ سے۔۔۔" وہ مسکراہٹ چھپائے کہہ رہا تھا۔ ایمان نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔ چشمہ لگائے، اپنی مسکراہٹ چھپاتا وہ کتنا اچھا لگ رہا تھا۔ وہ شخص اس کا شوہر تھا، سر سے پاؤں تک اس کا تھا اور ایمان کے لیے اب تک اس بات کو ہینڈل کرنا بہت مشکل تھا۔ وہ اب دنیا میں سب کچھ تصور کر سکتی تھی لیکن اس کی غیر موجودگی نہیں۔ حاد جبیل کے بنا اس کی دنیا ویران تھی۔

ابھی پچھلے دنوں تمہیں میری اتج پر اعتراض تھا۔۔" وہ کچھ یاد کرتے ہوئے بولا۔

" ہاں تو عبدل آپ کو ٹھیک ہی ویمپائر کہتا ہے۔ تیس سال کے ہیں آپ اور بالکل نہیں لگتے۔۔

"اکتیس۔۔" حادنے تصحیح کی۔ "اکتیس کا ہوں۔"

" لیکن سالوں سے دیکھ رہی ہوں آپ کو ویسے ہی ہیں۔۔" وہ پھر سے گویا ہوئی۔ حادنے بمشکل مسکراہٹ چھپائی۔

"اٹس سیلف کیئر، فٹ رکھنا پڑتا ہے خود کو اور کچھ جینیٹیکس کا کمال ہے
ویسے تم بھی تو فٹ ہو، تم بھی پچیس کی ہو لیکن ٹین ایج لگتی ہو۔۔" وہ اب
اسے چڑانے لگا۔

"اب ایسی بھی بات نہیں ہے۔۔۔" وہ اس کے ٹین ایج کہنے پر چڑ گئی تھی۔

"اور اگر آپ مجھ سے پہلے مر گئے تو میں آپ کو معاف نہیں کروں گی۔۔"
وہ اس کے کندھے پر سر ٹکاتے بولی۔

"خدا کا خوف کر و یار۔۔" وہ بدک پڑا تھا۔ وہ کسی بھی وقت کوئی بھی بات کر
سکتی تھی۔

بتا رہی ہوں پہلے اور دوسری شادی کی پرمیشن ہرگز نہیں ہے آپ"
کو۔۔۔" وہ اب اسے آگاہ کر رہی تھی۔ وہ پھر سے مسکرایا۔

"پہلے میں ایک کو تو ہینڈل کر لوں۔۔" اس کے لہجے میں شرارت تھی۔
ایمان نے اب خود کو پر سکون محسوس کیا تھا۔ پچھلے چار گھنٹوں میں سوچ
سوچ کر اسے اپنے دماغ میں درد محسوس ہو رہا تھا جسے حاد کی موجوگی نے دور
بھگا دیا تھا۔

"جب سب ٹھیک ہو جائے گا ہم ویلنسیا جائیں گے۔۔" وہ جانتا تھا ایمان ایسا
کیوں کہہ رہی تھی۔ کچھ دن پہلے ہی روز کا فون آیا تھا اور وہ گھنٹوں باتیں
کرتی رہی تھیں۔

"ہاں جب تم نے مجھے رننگ میں ہرا دیا تب چلیں گے۔"

اس کے سر پر ٹھوڑی ٹکاتے وہ کہہ رہا تھا۔

یعنی میں ناں سمجھوں؟؟" وہ فوراً بولی۔"

"کوشش سے پہلے ہی ہار مان لی ویری بیڈ۔۔"

میں نہیں چاہتی حاد جبیل اپنی وائف سے ہار جائے۔۔" وہ اس کا ہاتھ" تھامے بیٹھی تھی۔ چھوڑنا نہیں چاہتی تھی۔

حاد جبیل کو اپنی وائف سے ہارنا پسند ہے۔۔" وہ نرمی سے بولا تو وہ" خوشدلی سے مسکرا دی۔

✿••✿••✿••✿

وہ اسکرین کے آمنے سامنے بیٹھی تھیں۔روز آبدیدہ تھی۔

"تم نے مجھے سچ کیوں نہیں بتایا ایما۔۔؟؟" وہ اب اس سے پوچھ رہی تھی۔"

"کونسا سچ؟؟؟"

"یہی کہ تم نے ادھم کے لیے پیسے نہیں لیے تھے۔۔۔"
روز نے نگاہیں چراتے کہا تو ایمان پھیکا سا مسکرا دی۔اندر کہیں اذیت ابھری تھی۔

"کیونکہ تم دونوں یہی سننا چاہتے تھے۔جب دماغ کسی بات کو قبول کرلیتا ہے تو سماعت وہی سننا چاہتی ہے۔۔۔"

''پھر بھی تمہیں کچھ تو صفائی دینی چاہیے تھی۔۔''

''پتا ہے پیسہ لینا کس کو کہتے ہیں؟؟جب آپ کسی سے ڈیل کریں کہ آپ ایک کام کریں گے اور بدلے میں آپ کو اتنے پیسے چاہئیں۔ایسا نہیں ہوا تھا روز۔۔۔ایک شخص نے میری مام کی جان بچائی تھی اور مجھ سے درخواست کی تھی کہ میں اس کے بیٹے کو بچا لوں۔اس کی محبت اپنا لوں۔کوئی زور زبردستی نہیں تھی۔میں اپنا احسان چکانا چاہتی تھی لیکن یقین مانو میں نے اس کے کہنے پر ایسا نہیں کیا تھا میں واقعی گھبرا گئی تھی جب وہ اپنا سب کچھ چھوڑ کر جا رہا تھا۔میں نہیں چاہتی تھی وہ ایسا کرے۔میں نے موقع دیا اسے چاہے میں خود کتنی ہی تکلیف میں رہی۔۔میں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی لیکن وہ شخص،پتا ہے اس نے مجھے کسی شوپیس کی طرح سمجھا کسی کھلونے کی

طرح جو اسے مل چکا تھا اور کہیں نہیں جا سکتا تھا۔۔میں خوفزدہ تھی اس نے

میرا خوف دور نہیں کیا۔وہ چاہتا تھا اسے اس کی شرائط پر اپنایا جائے۔۔۔!

ایسا نہیں ہوتا، زندگی ایسے نہیں چلتی۔اس نے مجھے مجبور کر دیا تھا کہ میں

پلٹ جاؤں اور جب میں پلٹی اس سے برداشت نہیں ہوا۔وہ برداشت نہیں

کر پایا کہ میں اس کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔۔۔"

وہ سانس لینے کو رکی۔۔پرانے زخم درد دیتے ہیں وہ کب کی ان زخموں پر

مرہم لگا چکی تھی پر روز کی باتوں نے اسے واپس کھینچ لیا تھا۔

"پیسے تو میں واپس کر چکی تھی۔میں نے تو کبھی ایک روپیہ نہیں خرچ کیا اس

میں سے۔وہ مجھ پر حرام تھے۔میں پھر بھی واپس گئی تھی اسے سچ بتانے کے

لیے پر اس کا سچ مجھے پتا چل گیا۔۔۔"

وہ استہزائیہ مسکرا دی۔

”کسی کے کردار پر انگی اٹھانا بہت بڑی بات ہے یہ اللہ والے سمجھ سکتے ہیں، اس ضمن میں اللہ نے وحی نازل کردی تھی اگر وہ یہ سمجھتا تو کبھی ایسا نہ کرتا۔۔“

ایمان نے گہرا سانس لیا۔

”لیکن میں خوش ہوں۔ وہ اپنی منزل کے لیے نکل پڑا ہے اللہ اس کی مدد کرے۔۔“ اب وہ پورے دل سے مسکرادی تھی۔

”میں حاد سے ملی تھی اور مجھے ساری سچائی پتا چل گئی تھی پر مجھ میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ تم سے سوری کرسکوں۔۔۔ میں نے تمہیں بہت مس کیا ایما۔۔ بہت زیادہ۔۔“ روز کی آنکھوں میں آنسوں تھے۔ اب وہ اسے اپنی ایک سالا بیٹی دکھا رہی تھی جس کا اس نے نام ایمار کھا تھا۔

ایمان خوش تھی اور روز نے اسے اتنا خوبصورت پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ماثیل انسٹیٹیوٹ تو اس کی ساری رونق جیسے کھا گیا تھا اور اب وہ پھولوں کی طرح مہک رہی تھی روز کے لیے اس سے نظریں ہٹانا مشکل ہو گیا تھا۔ فون بند کرنے سے پہلے ایمان نے اس سے ویلنسیا آنے کا وعدہ کیا تھا۔

✿••✿••✿••✿

یہ کورٹ روم تھا۔ ایمان حاد کے ساتھ ایک جانب بیٹھی تھی۔ اس کے بال اسکارف میں چھپے ہوئے تھے اور حاد کی دی ہوئی شال اس کے کندھوں پر تھی۔

دوسری جانب فضا کے گھر والے اور اس کا سابقہ شوہر بیٹھا تھا جو ایمان کو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔

پروسیکیوٹر اب اوپننگ سٹیٹمنٹ دے رہا تھا۔ ساری باتیں وہی تھیں جو لیگل نوٹس میں تھیں۔

ایک بات کا اضافہ کیا گیا تھا۔

یور آنرا گر مس ام ایمان اتنی ہی پاسدار لڑکی ہیں اور دین کو سمجھنے والی ہیں ” تو یہ غیر مرد کے ساتھ اس کے محل جیسے اسٹیٹیوٹ میں سب سے اوپری فلور پر کیوں رہتی ہیں۔۔؟؟“ اس کے کردار تک بات لائی گئی تھی۔ حاد نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ تبھی اس کے فون پر میسج کی ٹیون ابھری۔

برخوردار! جیت کر آنا نہیں تو نہ آنا اور ولیمہ کینسل سمجھو۔“ سید جبیل کا ” دھمکی بھرا میسج ابھرا تھا اور حاد مسکرا دیا۔
ڈیفنس لائیر نے اس الزام پر آبجیکشن کیا تھا۔ اس کے پاس کہنے کو کافی کچھ تھا۔

سب سے پہلے تو فضا کے شوہر کی ایمان کو کی گئی دھمکی آمیز کال کا ریکارڈ نکالا گیا تھا۔ایک سائنٹسٹ اپنی بیوی کے لیے اتنا تو کر ہی سکتا تھا۔ریکارڈنگ سنائی جا رہی تھی۔اس نے ایمان کو دو دفع فون کیا تھا اور ایکسڈنٹ بھی کروایا تھا۔اس کے بعد فضا کا خط نکالا گیا تھا۔

فضا نے سیشن کے دوران اپنا مسئلہ جو پرچی پر لکھ کر دیا تھا اور جو لیٹر اس نے مرنے سے پہلے لکھا تھا بیشک لکھائی دیکھنے میں سیم تھی لیکن الیکٹرانک تجزیے نے ثابت کر دیا تھا وہ اس نے نہیں لکھا تھا۔اس کے شوہر نے غیر قانونی کام کیے تھے اور حاد نے غیر قانونی طریقے سے سب کا ریکارڈ نکلوا لیا تھا۔انہوں نے یہ سب خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔اور آخر میں Original Autopsy رپورٹ کے مطابق اسے گلا گھونٹ کر مارا گیا تھا بعد میں چھت سے لٹکایا گیا تھا۔اور وہ خط اس کے مرنے سے ایک دن پہلے لکھا گیا تھا۔کمرہ عدالت شور سے گونج اٹھا تھا اور تو اور جس پیشہ ور قاتل کو اس نے ہائر کیا تھا جسے رقم بھیجی تھی اس کا ریکارڈ بھی نکل آیا تھا۔

کیس بہت واضح اور صاف تھا۔اس شخص کو گرفتار کرلیا گیا تھا۔
اور عدالت برخاست ہونے سے پہلے حاد نے صرف اتنا کہا تھا۔

ایمان میری بیوی ہے اور بیوی کو دل کی سب سے اونچی مسند پر رکھا جاتا"
"ہے۔
وہ تو صرف محل تھا جہاں اس کے سب سے اوپری فلور پر رہنے پر اعتراض کیا جارہا تھا۔یہ اُس شخص کے منہ پر چانٹا تھا جس نے اپنے بچے کی ماں کو مار ڈالا تھا۔

✿••✿••✿••✿

کل کے واقعہ کے بعد میڈیا پر اب کافی کچھ چل رہا تھا۔اس کی شادی پہلی بار منظر عام پر آئی تھی اور لاہور میں موجود سلفائیٹس اکیڈمی اس کا سیشن لینے

کے لیے آنے والے لوگوں سے بھر گئی تھی۔اس کا سمینار ہال کافی بڑا تھا جو اس وقت فل بھرا ہوا تھا۔ وہ اب لاہور آ ہی گیا تھا تو کیوں نہ سیشن لے لیا جاتا وہ کبھی انکار نہیں کرتا تھا۔

ایک کثیر تعداد اکیڈمی میں موجود تھی اور لاکھوں لوگ اسے آن لائن سن رہے تھے۔ وہ اسٹیج پر کھڑا تھا۔ گرے چیک ڈریس پینٹ میں ملبوس سیاہ شرٹ پہنے وہ ہمیشہ کی طرح پر وقار لگ رہا تھا۔ بال نفاست سے سیٹ تھے۔ چمکتے سیاہ جوتے اور ان سے جھانکتے گلابی رنگت والے اس کے پیر، کچھ بھی تو نظر انداز کرنے کے قابل نہیں کیا تھا۔ وہ اب جم نہیں کرتا تھا۔پہلے عبدل کی طرح دکھنے کے لیے کیا تھا۔اب وہ اپنی اصلی باڈی میں تھا۔ سیاہ شرٹ کے بازو فولڈ کر کے کہنیوں تک کیے ہوئے تھے۔ سیاہ گھڑی اس کی کلائی میں بچ رہی تھی اور اس کا گرے چیک والا کوٹ کرسی پر رکھا تھا۔اس کے منہ کے قریب مائیک سیٹ تھا۔

وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے سوال وجواب کر رہا تھا۔ایمان ہال میں بیٹھی اسے ہی سن رہی تھی اور وہ اسے گھنٹوں سن سکتی تھی۔

"آپ اتنے ماڈرن ہیں لیکن باتیں آپ اسلام کی کرتے ہیں کیا یہ کھلا تضاد نہیں ؟؟اسلام تو ماڈرن نہیں ہے۔۔"

ہال میں سے ایک لڑکے نے سوال کیا تھا۔اس کا سوال سن کر وہ مسکرا دیا۔

"کس نے کہا آپ سے اسلام ماڈرن نہیں ہے ؟؟" وہ اب الٹا سوال کر رہا تھا۔

"ہم دیکھتے ہیں سنتے ہیں سب یہی کہتے ہیں۔۔"لڑکے نے ہولے سے بتایا۔

آپ نے دیکھا سنا۔۔ کیا آپ نے ریسرچ کی؟؟ کیا آپ نے اسلام پر "
ریسرچ کی؟ اپنے دین پر کہ وہ کیا کہتا ہے؟؟" وہ اب پوچھ رہا تھا۔ صرف اس سے نہیں بلکہ سب سے۔۔ سب سننے والوں سے۔

پتا ہے ہم نے اپنے دین پر سب سے بڑا ظلم کیا کیا؟؟" وہ ہال میں دیکھتے بولا "
تھا۔

ہم نے اسے صرف علماء اکرام پر چھوڑ دیا، عالموں، مفتیوں اور مولویوں "
پر۔۔ ہم نے مان لیا کہ بس دین ان کے لیے ہے۔ وہیں سکھائیں گے اور عمل بھی وہیں کریں گے، ہم کچھ نہیں کریں گے کیونکہ ہم عالم نہیں ہیں۔ دین والے نہیں ہیں۔۔ ہم عام لوگ ہیں۔۔۔ "
وہ اب انہیں دیکھتے کہہ رہا تھا۔

کیوں۔۔۔ایسا کیوں کیا ہم نے؟ کیا ہم اللہ سے کوئی اور عہد کر کے آئے تھے؟ کیا ہم نے وہی عہد نہیں کیا تھا جو علما اکرام نے کیا تھا؟؟ پھر کیوں ہم نے دین کو چھوڑ دیا کیوں نہیں پڑھا کیوں نہیں سیکھا۔۔۔ ہم صرف دنیا میں مصروف ہو گئے۔۔؟؟"

ہال میں گہری خاموشی چھا گئی۔

"اور پھر اس سے بھی بڑا ظلم پتا ہے کیا کیا؟؟" وہ ان سب کو دیکھ رہا تھا۔ وہ اسٹیج کے درمیان میں کھڑا تھا۔ اسپاٹ لائٹ کی روشنی میں اس کا وجود چمک رہا تھا۔

"ہم نے دین والوں پر دنیا حرام کر دی، ہم نے اپنے علما اکرام پر دنیا حرام کر دی۔ ہم نے انہیں مسجد تک محدود کر دیا اگر ان سے میں کوئی باہر نکلا کسی نے کوئی اور کام کیا کسی نے اپنا بزنس کیا تو ہم سب شروع ہو گئے لعن طعن

کرنے۔۔۔ کیا واقعی کیا یہ دین اسلام ہے ؟؟ یہ کونسا دین ہے کہاں سے سیکھا ہے آپ نے ؟؟"

اس کا وجود جلتا تھا جب وہ مسلمانوں کو اسلام سے دور دیکھتا تھا۔

"کیا انبیاء اکرام نے دین کے ساتھ دنیا نہیں چلائی ؟ کیا وہ مقدس لوگ بزنس نہیں کرتے تھے ؟؟ کیا وہ بس نماز روزہ تک محدود تھے ؟؟ کیا انہوں نے جنگیں نہیں لڑیں کیا فتوحات نہیں کیں ؟؟ اس لیے میں کہتا ہوں اپنے دین کو خود پڑھیں خود جانیں۔ ہمارا مذہب سب سے ماڈرن ہے۔ اس میں دین دنیا ساتھ لے کر چلنے کا کہا گیا ہے۔ نکاح کو ایمان مکمل کرنے والا عمل کہا گیا ہے یہاں تک کہ پسند کے نکاح کی اجازت دی ہے۔ عورت مرد دونوں کو۔۔ دونوں پر علم فرض کیا گیا۔ تو پھر آپ لوگ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ اسلام ماڈرن نہیں ہے۔۔ ہم سب کو ضرورت ہے، ضرورت ہے کہ ہم سب دین

کی زمہداری اٹھائیں اسے مخصوص لوگوں پر نہ چھوڑا جائے۔ عہد ہم سب کر کے آئے ہیں۔۔"

"کہا جاتا ہے انسان کی جبلت نہیں بدلتی تو پھر قرآن انسان کو کیسے بدلتا ہے۔۔۔؟؟"

سوال سن کر وہ چونکا اور پھر مسکرا دیا۔ اسے اپنے بچپن کا واقعہ یاد آیا تھا۔ وہ چلتا ہوا اسٹیج پر چڑھنے اترنے کے لیے بنی سیڑھیوں تک آیا اور پھر ان پر بیٹھ گیا۔

آپ اسے اپنے پاس کیوں رکھتی ہیں؟؟ لائبریری میں کیوں نہیں۔۔" اس نے حانم سے قرآن پاک کے متعلق پوچھا تھا۔

"کیونکہ یہ خاص ہے۔۔۔"

وہ کیسے۔۔۔؟؟" وہ دوزانو بیٹھا تھا اور ایک دونوں ہاتھ ٹھوڑی نیچے جمائے"
اپنی ماں سے پوچھ رہا تھا۔

"کیونکہ اسے آسمان سے اللہ نے ہمارے لیے اتارا ہے۔۔"

جو آسمانوں سے اترتا ہے وہ خاص ہوتا ہے؟؟" اس نے الٹا سوال کیا۔"

"ہاں۔۔۔"

ہم بھی تو وہیں سے آئے ہیں نا۔۔اللہ کے پاس سے۔۔تو کیا ہم بھی خاص"
"ہیں۔۔؟؟

"ہاں۔۔۔سب انسان خاص ہیں۔۔"

وہ اب مسکرا رہا تھا۔

"قرآن اللہ نے آسمان سے اتارا اور حضرت آدم کو اللہ نے آسمانوں میں پیدا کیا۔انسان میں روح آسمان پر پھونکی گئی۔۔"

جس لڑکے نے سوال کیا تھا وہ اب اسے دیکھتے کہہ رہا تھا۔

"قرآن روح پر اثر کرتا ہے۔قرآن آسمانی ہے اور روح بھی۔اسی لیے انسانوں کی ہدایت کے لیے قرآن پاک اتارا گیا کیونکہ اللہ جانتا تھا زمینی چیزیں انسان پر اثر نہیں کر پائیں گی۔۔۔انسانی جبلت کو بدلنے کے لیے قرآن آسمان سے اتارا گیا اور جو آسمانوں سے اترتا ہے وہ خاص ہوتا ہے۔۔۔سب سمجھ آیا؟؟" وہ مسکرایا تھا۔

ایمان اسے پورے جذب سے سن رہی تھی جب اچانک اسے خود پر گہری نظروں کا احساس ہوا۔ وہ چونک کر ادھر ادھر دیکھنے لگی اور تب اس کی نظر دائیں جانب بیٹھی ایک لڑکی پر پڑی۔ وہ عبایا پہنے ہوئے تھی نقاب کیا ہوا تھا۔ وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی وہ کچھ لمحے دیکھتی رہی اور پھر جھماکہ سا ہوا۔۔۔ وہ کائنات تھی۔ کائنات ملک۔۔۔ ایمان اسے پہچان گئی تھی۔

✿••✿••✿••✿

میں یہاں قرآن پاک کی تفسیر پڑھاتی ہوں۔۔" وہ دونوں اب اسٹاف روم" میں بیٹھی تھیں۔ کائنات کے ساتھ اس کا دو سالا پیارا سا بیٹا تھا۔

ویلنسیا سے واپس آنے کے بعد گھر والوں نے میری زبردستی رخصتی"
کردی۔ وہ میرا کزن تھا سلطان چچا کا بیٹا اور فطرت بھی ویسی ہی تھی۔ وہ مجھے
مارتا پیٹتا تھا کیونکہ میں اس سے رخصتی نہیں کرنا چاہتی تھی۔
اور اسی بات پر وہ مجھے شادی کے بعد مارتا تھا۔ اتنا مارتا تھا کہ میں پریگننسی میں
بے ہوش ہو جاتی تھی۔ اور پھر۔۔ ایک دن وہ مر گیا۔۔ دل کا دورہ پڑنے پر
اچانک، شاید اللہ کو مجھ پر رحم آگیا تھا۔ سلطان چچا کو فالج ہو گیا شاید ان کے
کرموں کی یہی سزا تھی۔

اور میں احد کی پیدائش کے بعد یہاں لاہور شفٹ ہو گئی۔

جب یہ اکیڈمی اوپن ہوئی تو میں نے جاب کے لیے اپلائے کیا اور اب میں نہ
"صرف تفسیر پڑھاتی ہوں بلکہ اس اکیڈمی کی کافی زمہ داریاں مجھ پر ہیں۔۔
ایمان کی آنکھوں میں نمی ابھری۔ اسے سمجھ نہ آیا کائنات کے لیے خوش ہو یا
دکھی۔۔ پر اللہ نے سب کے لیے کچھ نہ کچھ لکھا ہوتا ہے۔ وہ اس سے مل کر

خوش ہوئی تھی اور یونیورسٹی کی یادیں تازہ کرتی رہی تھیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ بہت کچھ بدل جاتا ہے اور کائنات بھی بدل گئی تھی۔

✿••✿••✿••✿

آج ان کا ولیمہ تھا۔ سید جبیل نے پورے ملتان کو جیسے مدعو کر لیا تھا۔ فنکشن شام میں تھا اور وہ لوگ بس نکلنے والے تھے۔ لاہور سے ملتان وہ بائے روڈ جا رہے تھے۔

ایمان نے حاد کی پسند کی mauve کلر کی میکسی پہنی تھی۔ ہلکے میک اپ میں وہ اس میکسی میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ یہ ایمان کا آئیڈیا تھا کہ وہ یہیں سے تیار ہو کر جائے تا کہ اگر لیٹ بھی ہو گئے تو وہاں جا کر مزید ٹائم ویسٹ نہ ہو۔

اس کی میکسی زیادہ ہیوی نہیں تھی اور بازو فل تھے۔ کہیں سے بھی وہ ولیمے کی برائیڈ نہیں لگ رہی تھی۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے کسی اور کے ولیمے میں آئی ہو۔ حاد نے بڑی مشکلوں سے ایسا ڈریس ڈھونڈا تھا جس میں وہ کمفرٹیبل رہتی۔ وہ جانتا تھا ایمان کے لیے ہیوی کپڑے پہننا مشکل تھا اور اسے سر ڈھانپنا تھا تو اس لیے اسے یہ فلورل میکسی اچھی لگی تھی جو نیچے سے سلک کی تھی اور اوپر نیٹ تھی۔ فیری ٹیل والی یہ میسکی اسے پہلی نظر میں ہی پسند آ گئی تھی۔

ہیلز والے شوز پہنے وہ اب آئینے کے سامنے کھڑی اپنا آخری جائزہ لے رہی تھی۔

اس کی سفید شال بیڈ پر پڑی تھی۔ جب سے حاد نے وہ دی تھی اب ہر جگہ وہ ایمان کے ساتھ ہوتی تھی۔

بالوں کو جوڑے میں قید کیے، چھوٹے چھوٹے چمکتے ٹاپس پہنے وہ کسی فیری ٹیل کی شہزادی سے کم نہیں لگ رہی تھی۔

"کیسی لگ رہی ہوں؟؟" جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا ایک پل کو تو حیران رہ گیا۔ وہ کلر اس پر واقعی جچ رہا تھا۔

"میری وائف جیسی۔۔۔" وہ ہولے سے مسکرادیا۔

اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتا اس کا فون بج اٹھا۔ سعد کا فون تھا۔

"حاد بھائی ایک مسئلہ ہو گیا ہے۔۔" سعد کی آواز ابھری تھی۔ ایمان اسے ہی دیکھ رہی تھی اور پھر کچھ دیر بعد وہ لوگ اکیڈمی کی جانب رواں تھا۔ ایمان نے حجاب کر لیا تھا اور سفید شال اس کے کندھوں پر تھی۔

اکیڈمی میں لڑکیوں کی ایک کثیر تعداد جمع تھی۔ وہ ایمان کا سیشن اٹینڈ کرنا چاہتی تھیں۔ وہ ایک ہیلر سے ملنا چاہتی تھیں۔ حاد نے ایک نظر فنکشن کے لیے تیار ہوئی ایمان کو دیکھا۔

"ڈونٹ وری میں ایسے بھی لے لوں گی سیشن۔۔"

وہ مسکرائی تھی۔ سفر لمبا تھا وہ لوگ پہلے لیٹ ہو چکے تھے لیکن ایمان ایسے چھوڑ کر نہیں جاسکتی تھی۔

✿••✿••✿••✿

لڑکیوں کی ایک کثیر تعداد سیمینار ہال میں تھی۔ وہاں کوئی لڑکا نہیں تھا اس لیے ایمان کمفرٹیبل تھی۔ جب وہ ہال میں داخل ہوئی تھی تو گہری خاموشی میں اس کی ہیلز کی آواز ہال میں گونج گئی تھی۔ لڑکیوں نے پلٹ کر اسے دیکھا تھا وہ اپنی فیری میکسی کو دونوں جانب سے اٹھائے آگے بڑھ رہی تھی۔ وہ سب اسے دیکھ کر حیران رہ گئی تھیں۔ وہ ایسے ہی چلتے ہوئے اسٹیج تک گئی اور پھر مائیک اتارتے کرسی پر بیٹھ گئی۔

"نہیں نہیں میں سیشن کے لیے اتنا تیار ہو کر نہیں آئی ہوں آج میرا ریسپشن ہے۔۔"اس کے بارے میں جیسا سنا تھا وہ ویسی ہی تھی بلکہ بے حد حسین تھی۔وہ مسکرا رہی تھی۔

"آپ اپنے اتنے اہم فنکشن کی بجائے یہاں آگئی ہیں کیا آپ کو برا نہیں لگ رہا؟؟"ایک لڑکی نے پوچھا تھا۔

"نہیں۔۔ بالکل نہیں۔۔ ہو سکتا ہے اللہ نے آج کے دن ہی یہ سیشن لکھا ہو۔۔شاید کچھ اہم ہو جو ہم نہیں جانتے۔۔

"میم۔۔آپ نے دیکھا ایک لڑکی نے اللہ کی راہ پر چلنے کی کوشش کی اسے مار دیا گیا۔آپ بتائیں ہم لڑکیاں کیا کریں۔ہم مزید ڈر گئی ہیں۔۔

یہ برا ہوا بہت برا، انسانیت کا قتل کیا گیا لیکن ہونی کو ہم نہیں ٹال سکتے۔ ''
فضا کی موت رائیگاں نہیں گئی اگر یہ کیس میڈیا پر نہ آتا تو آج اتنی کثیر تعداد
یہاں موجود نہیں ہوتی۔ مجھے چھ ماہ سے زائد عرصہ لگا اس حادثے سے ری
کور ہونے میں لیکن میں نے ہمت نہیں ہاری۔۔ پہلے تو آپ لوگ یہ جان
''لیں حق اور سچ کا راستہ آسان نہیں ہوتا عورتوں کے لیے تو بالکل نہیں۔۔۔

''تو پھر ہمیں کیا کرنا چاہیے۔۔۔''

وہی جو اللہ نے حکم دیا ہے۔۔'' وہ فوراً بولی۔ ''

آپ کو نہیں لگتا ان سب کی ضرورت نہیں ہے، ہم آج کی لڑکیاں ہیں ”
ہمیں سب معلوم ہے، یہ سیشنز کرنا یہ سب کیا توجہ کے لیے کر رہی ہیں
“آپ۔۔؟؟

ہم ہر کسی کو پسند نہیں آسکتے اور ہم ہر کسی کو پسند آنے کے لیے پیدا نہیں ہوئے۔ وہ یہ بات جانتی تھی۔ اس لیے وہ لڑکی کے سوال پر مسکرا دی۔

“توجہ؟؟ لیکن کس کی توجہ چاہیے ہو گی مجھے۔۔؟؟”

شاید بڑے لوگوں کی خاص طور پر مردوں کی۔۔“ وہ اسے غصہ دلانا چاہتی” تھی شاید۔

اچھا؟؟ کونسے مرد؟؟ امیر کبیر یا خوبصورت؟؟”

ڈر گزر لینے والے مرد، حرام کمانے والے مرد، جواری مرد، اللہ سے دور رہنے والے مرد یا پھر زانی مرد؟؟"

اس نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا تو ہال میں خاموشی چھا گئی۔

"لگتا ہے آپ سوال لکھ کر لائی ہیں اس لیے آپ سن نہیں پائیں کہ میں نے بتایا آج میرا ریسپشن ہے، میں ایک ایسے شخص کی بیوی ہوں جس کی بس چاہت کی جا سکتی ہے پھر مجھے کن مردوں کی اٹینشن چاہیے ہو گی اور اگر ایسا ہوتا تو یہاں وہ سارے مرد موجود کیوں نہیں ہیں۔۔؟؟اور میں یہاں کیوں ہوں یہ سوال معنی نہیں رکھتا آپ یہاں کیوں ہے یہ سوال معنی رکھتا ہے۔۔۔تو بتائیں آپ یہاں کیوں ہیں۔۔؟؟

"میں یہ پوچھنے آئی ہوں کہ آپ نے کہا آج کی عورت زیادہ بھٹکی ہوئی ہے اور پیچھے ہے۔۔کیسے؟؟ہم پڑھی لکھی ہیں ہمیں اپنے اسٹنڈرڈ معلوم ہیں۔ہر

شعبے میں عورت آگے ہے۔ ہم ٹیکنالوجی سے بھی واقف ہیں اور کتابوں سے بھی پھر ہم کیسے پیچھے ہیں۔۔؟؟ایک لڑکی نے سوال کیا تھا۔

ایمان کے پیچھے ڈائزپر کھڑی ایک اسٹوڈنٹ پروجیکٹر آن کر رہی تھی۔

اچھاتو پھر کوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسا کیوں نہیں پیدا کیا ہم نے ؟؟" کوئی قاسم کوئی ایوبی ؟؟ کیوں۔۔؟؟ کبھی ہم نے اپنے بچوں کو دیکھا ہے۔۔۔ ہم کیا بنا رہے ہیں انہیں۔۔۔؟؟"

پراجیکٹر آن ہو چکا تھا۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

کتابیں پڑھتے ہیں آپ لوگ؟ کونسی کتابیں۔۔۔؟؟" یہ والی کتابیں۔۔"" اسکرین پر اب کچھ ریشوز نظر آ رہی تھیں۔

یہ کتابیں پڑھتے ہیں ہم فحش مواد، پچھلے چند سالوں میں یہ عروج کی" بلندیوں پر پہنچ چکا ہے، کس نے پہنچایا اسے یہاں تک ؟ یہ اب پبلش ہو رہا

ہے ایسی زوال پزیر کتابیں پڑھ کر ہم نے کونسا علم حاصل کیا ہے ؟؟اور کس اسٹنڈرڈ کی بات کر رہے ہیں آپ ؟؟مردوں کے اسٹینڈرڈ کی ؟؟

کونسے مرد پسند ہیں ہمیں، حرام کمانے والے امیر کبیر نشئی جواری۔یہ ہمارا اسٹینڈرڈ ہیں۔ہمارے شوہر حرام کماتے ہیں ہم کھاتے ہیں اور پھر کوئی محمد بن قاسم کیسے پیدا ہوگا۔۔؟؟

مجھے یہ پوچھنا ہے ان مڈل کلاس لڑکوں کا مردوں کا کیا قصور ہے جو دن رات حلال کماتے ہیں جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں جو نیک ہیں انہیں کیوں ہم ریجیکٹ کر دیتے ہیں ؟ کیا اس لیے کہ ان کے پاس گاڑی بنگلہ نہیں ہوتا؟ یہ اسٹینڈرڈ ہیں ہمارے۔۔۔صرف پیسہ۔۔'' وہ بولی تو بولتی چلی گئی۔

''آپ نے بھی ایک امیر کبیر گھرانے میں شادی کی ہے تو آپ کیسے کہہ سکتی ہیں کہ ہمیں حلال کمانے والے مردوں سے شادی کرنی چاہیے۔۔۔؟؟''

میرے شوہر آج جس مقام پر ہیں انہیں دس سال لگے یہاں تک پہنچنے " میں۔انہوں نے جو بنایا اپنی محنت سے بنایا خاندان کا استعمال نہیں کیا۔۔"

ہال میں پھر سے خاموشی چھا گئی۔

"تو ہم کیا کریں۔۔؟؟"

"جو جائز ہے جو آج کے اس فتنوں کے دور میں ہمارا فرض ہے۔۔۔"

بہت کوشش کی ہے لیکن مجھ سے نہیں ہو پاتا۔میں بہت کچھ سوچتی ہوں " لیکن ایک ایسی لڑکی جو اپنے گھر میں جنسی زیادتی کا نشانہ بنی ہو وہ بھلا اتنا اعتماد کہاں سے لائے گی کہ دنیا کو راہ دکھا سکے۔۔۔"ایک لڑکی مرے مرے سے لہجے میں بولی تھی۔ایمان کو لگا کسی نے اس کی روح سلب کر لی ہو۔

جب اپنے ہی گھر میں کوئی غلط طریقے سے چھونے کی کوشش کرتا ہے تو انسان کتنی پستیوں میں گرتا چلا جاتا ہے وہ اچھے سے جانتی تھی۔اس تکلیف سے وہ واقف تھی۔

کتنا ٹائم ہو گیا ہے اس حادثے کو؟؟“اس نے خود پر قابو پاتے پوچھا۔گلے میں کانٹے اگ آئے تھے۔

”بیس سال۔۔۔“لڑکی سر جھکائے کھڑی تھی۔

”بیس سال ایک لمبا عرصہ ہوتا ہے کب تک اسے لے کر بیٹھے رہنا ہے؟ کب تک اس حادثے کو بہانہ بنا کر استعمال کرنا ہے کہ میں کچھ نہیں کر سکتی۔۔۔آخر کب تک۔۔؟؟سب نے مر جانا ہے سب نے جواب دینا ہے اور ایسے لوگوں کی جان کتنی اذیت سے نکلتی ہے وہ میں جانتی ہوں۔۔۔تو

بہتر ہے ایسے حادثوں کو پیچھے چھوڑ دیا جائے۔۔زندگی آپ کے لیے نہیں
''رکے گی آپ کیوں رک گئی ہیں۔۔۔؟؟موو آن۔۔۔؟؟

اس کی آواز تیز ہو گئی تھی۔ہال میں بیٹھی لڑکیوں اور عورتوں کو اپنے اندر سنسنی سی دوڑتی محسوس ہوئی تھی۔

آپ اس عمر میں اتنا کچھ کر رہی ہیں آپ صحت مند ہیں خوبصورت ہیں''
''آپ بول سکتی ہیں آپ کے لیے آسان ہے ہمارے لیے نہیں۔۔۔

''آسان صرف Pleasure کچھ بھی آسان نہیں ہوتا کچھ بھی نہیں۔۔
''ہوتے ہیں۔۔

وہ جھٹ سے بولی تھی جیسے ہر سوال کا جواب پاس ہو۔

"میں یہاں کھڑی ہوں تو میں نے یہاں تک پہنچنے میں محنت کی ہے۔میں نے بہت سارے لوگوں کی باتیں سنی ہیں جب جاب شروع کی تھی سب کہتے تھے ہر وقت بیمار ہی رہتی ہوں۔ایسی کوئی بیماری نہیں جس پر قابو نہ پایا جاسکے۔چاہے جسمانی ہو یا روحانی"۔۔۔

"میں ڈپریشن کی مریضہ ہوں تھیراپی لیتی ہوں میرے لیے یہ سب آسان نہیں ہے"۔۔

"میں چھ مہینے پاگل خانے میں رہی ہوں میرے لیے یہ آسان نہیں تھا"۔۔۔

ہال میں موت کا سا سناٹا چھا گیا۔

کب تک ہم بہانے بناتے رہیں گے ؟؟ کب تک بچتے رہیں گے اپنی زمہ داریوں سے۔۔؟؟

ہماری زمہ داری کیا ہے ہمیں یہ ہی نہیں پتا۔۔

ہم نے اپنی امانت کو آسمانوں پر زمین پر اور پہاڑوں پر پیش کیا لیکن سب نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے (مگر) انسان نے اسے اٹھا لیا، وہ بڑا ہی ظالم جاہل ہے۔۔" سورہ احزاب آیت 72

یہ زمہ داری لی تھی ہم نے ہم انسان ہیں ہم نے انسانوں نے اٹھایا تھا اسے تو اب کیوں بھول گئے ہیں ؟؟ اگر آپ کچھ نہیں کر سکتیں تو کم از کم اپنے بچے کی اسلام کے مطابق تربیت کریں۔۔ اس کو صحیح اسلام تو سکھائیں تا کہ وہ بڑا ہو کر یہ نہ کہے اسلام بورنگ ہے۔ وہ اس کا مزاق نہ اڑائے۔۔۔

ایک بار پھر سے خاموشی چھا گئی۔

"تو سب سے پہلے ہمیں کیا کرنا ہے؟؟"

"سب سے پہلے خود کی پہچان کرنی ہے، خود کی تلاش کرنی ہے، اپنے ڈیمنز پر قابو پانا ہے۔ خود کو مضبوط کرنا ہے۔۔۔اور سب سے بڑی بات قائم رہنا ہے۔۔۔"

"اور یہ کیسے ممکن ہو گا؟؟"

"جب ہم تھک کر اکتا کر رکیں گے نہیں۔ سفر جاری رکھیں گے۔ درد کو برداشت کرنا سیکھیں گے۔۔تب ممکن ہو گا۔۔۔"

"اپنے اندھیروں سے کیسے لڑا جائے۔۔؟؟"

"پہلے تو اندھیروں کو قبول کرنا سیکھیں کہ ہاں ہم اندھیروں میں ہیں۔۔۔ پھر سوچیں کہ ہم اندھیروں میں کیوں ہے۔ کیا مقصد ہے وہاں ہونے کا۔۔ اندھیرا چھٹنے لگے گا جب آپ اس کی پرواہ چھوڑ دیں گی۔ جب آپ اس سے بے خوف ہو جائیں گی جب آپ راہ حق تلاش کرتی رہیں گی۔۔۔"

"میں جانتی ہوں سفر لمبا ہے، ہم تھکے ہوئے ہیں، زخمی ہیں، جسم زخموں سے چور چور ہے، پیروں میں آبلے پڑ گئے ہیں ہم رک جانا چاہتے ہیں مر جانا چاہتے ہیں سب کچھ چھوڑ دینا چاہتے ہیں پر یقین رکھیں منزل بہت خوبصورت ہے۔ اتنی خوبصورت کہ جب آپ کو ملے گی آپ حیران رہ جائیں گی۔ آپ شکر ادا کرتے نہیں تھکیں گی۔ تو پھر اب کیوں تھکنا۔۔ میں بس چاہتی ہوں آپ اپنا سفر جاری رکھیں۔ پتا نہیں دوبارہ ہم مل پائیں یا

نہیں۔ بس میں یہی چاہتی ہوں کہ اللہ کی اور اپنا سفر جاری رکھیں۔ وہ ہمیں گرنے نہیں دے گا، کبھی نہیں، وہ تھام لے گا۔۔ اور جب وہ تھام لے گا تب سارے زخم مندمل ہو جائیں گے۔۔!!"

✿••✿••✿••✿

"برخوردار تم آرہے ہو یا میں اپنا ولیمہ شروع کروں؟؟" وہ لوگ مزید دو گھنٹے لیٹ ہو گئے تھے اور سید جبیل اس پر کافی برہم تھے۔ حاد وائس میسج سن کر مسکرا دیا۔ وہ اب ملتان کی جانب رواں تھی۔ ایمان اسے کافی تھکی ہوئی لگ رہی تھی۔ ان کے پیچھے سیکیورٹی کے لیے ایک اور گاڑی بھیجی تھی۔ وہ سیٹ سے پشت ٹکائے بیٹھی تھی۔

"تھک گئی ہو؟؟" وہ اس کے چہرے کو پیار سے نظروں میں سموئے بولا۔

بس تھوڑا سا۔۔" وہ اس کے کندھے پر سر ٹکاتی بولی۔"

"ایک بات پوچھوں۔۔؟؟"

"ہاں پوچھو۔۔"

وہ پزل باکس کہاں ہے؟؟" وہ اب اس کے پاس نہیں ہوتا تھا۔"

وہ جس کا تھا اس کو دے دیا۔۔" حاد نے بتایا۔"

"کیا آپ نے اسے حل کیا۔۔؟؟"

"ہاں۔۔۔"

"اس کا راز کیا تھا؟؟"

عبدل۔۔" وہ بولا تو ایمان زیر لب مسکرا دی۔ حاد کے وجود سے اٹھتی مہک اسے سکون پہنچا رہی تھی۔ اس کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہونا شروع ہو گئی تھیں۔ وہ اکثر سفر کے دوران سو جاتی تھی اور اس لیے پہلے ریڈی ہو گئی تھی کہ راستے میں سوتے ہی جانا تھا اس نے۔

تم بہت پیاری لگ رہی ہو مجھے نظر کی دعا پڑھنی چاہیے تھی۔۔" وہ اب زیر لب دعا پڑھ رہا تھا لیکن جب تک اسے پھونک ماری وہ سو چکی تھی۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرا دیا جو اس کے بازو سے اپنا بازو لپیٹے اس کے کندھے پر سر ٹکائے سو رہی تھی۔

کچھ دیر گاڑی چلتی رہی پھر اس نے ایمان کی سیٹ پیچھے کر کے اسے سیدھا کیا تب اس کی نظر گاڑی میں پیچھے رکھے گفٹ باکس پر پڑی۔اس نے وہ اٹھایا۔ اندر کچھ تھا جو پیک تھا۔اور اوپر ایک کارڈ لگا تھا۔

اس شخص کے نام جو آسمانوں سے آیا اور زمیں پر رہ گیا۔جس کی سفیدی نے "مجھے اپنی جانب کھینچا، جس کے کردار سے مجھے محبت ہوئی اور جس کے "!!اندھیروں نے مجھے اُس سے عشق کرنے پر مجبور کر دیا۔

وہ کئی لمحے ساکت بیٹھا رہا، بار بار اس سطر کو پڑھتا رہا اور ہر بار اس کا دل اتنی ہی رفتار سے دھڑک رہا تھا۔

اس نے بے ساختہ ایمان کو دیکھا جو سفید شال لپیٹے سکون سے سو رہی تھی اور یہ سکون اسے حاد کی موجودگی میں ملتا تھا۔اس نے جھک کر ایمان کے ماتھے کو چوما اور پھر سے گاڑی اسٹارٹ کر دی۔اس کی ہمسفر ساتھ تھی سفر کیسا بھی ہوتا اب کٹ جاتا۔

✿…✿…✿…✿

کچھ باتیں انسان کو وقت کے ساتھ سمجھ آتی ہیں جیسے ادھم جبیل کو یہ بات اب سمجھ آئی تھی کہ ام ایمان اور ماہین ایک جیسی تھیں۔ایک سفید شخص سے سالوں محبت کرنے والیں۔ وہ اگر ایمان کو زبردستی اپنا بنانے کی کوشش کرتا تو اس کو توڑ دیتا۔

حشام مر گیا تھا اور ماہین ٹوٹ گئی تھی جورڈن کی محبت کے بدلے وہ اسے صرف وفا ہی دے پائی تھی۔ محبت نہیں۔

اگر ایمان اسے اپنا لیتی اس کی محبت چن بھی لیتی تو وہ اس سے کبھی محبت نہ کر پاتی وہ محبت جو وہ حادسے کرتی تھی بالکل ویسے جیسے ماہین حشام سے کرتی تھی۔

وہ ان دو عورتوں سے چاہ کر بھی نفرت نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اسے یہ بات اب سمجھ آئی تھی کہ محبت زبردستی دل میں نہیں ڈالی جاتی۔۔۔وہ ماہین اور

ایمان کی کن-ڈیشن اب سمجھ پایا تھا جب اس نے منحہ کو اپنے لیے تڑپتے دیکھا تھا اور وہ کچھ نہیں کر پایا تھا۔

وہ اب ماہین اور ایمان کی جگہ تھا اور اس کی جگہ منحہ نے لے لی تھی۔ وہ تمام تر کوششوں کے باوجود اس لڑکی کی محبت نہیں اپنا پایا تھا۔

انسان جب دوسروں کے جوتوں میں کھڑا ہوتا ہے تب اسے ان کی حالت کا اندازہ ہوتا ہے۔ وہ منحہ سے ہمدردی رکھتا تھا جیسے ایمان اس سے رکھتی تھی۔

اس نے تو اسے موقع بھی دیا تھا پر وہ ڈٹا رہا۔۔ وہ چاہتا تھا وہ جیسا ہے اسے ویسے ہی اپنایا جائے۔ اس نے کبھی ایمان کے خوف کو دور کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ پھر وہ چلی گئی۔ اسے جانا تھا پر ادھم سے یہ برداشت نہیں ہوا تھا۔ وہ لڑکی اسے کیسے چھوڑ سکتی تھی؟ وہ وجہ ڈھونڈنا چاہتا تھا تاکہ اپنے آپ کو مطمئن کر سکے کہ بے وفائی ایمان نے کی تھی۔ اور پھر اسے مل گئی۔۔ اسے وجہ مل گئی۔۔ اس نے کیا کچھ نہیں کہا تھا اسے۔۔ وہ اس پل بھول گیا تھا کہ اللہ نے اس کے لیے حاد کو وجہ بنایا تھا۔۔ وجہ بنایا تھا تاکہ اسے ایک موقع ملے

اپنی محبت کو سنبھال رکھنے کا موقع۔۔۔وہ اس موقف سے دیکھ نہیں پایا تھا۔۔اس نے کیونکہ اس نے وہی دیکھا جو دیکھنا چاہتا تھا وہی سنا جو سننا چاہتا ایمان کے کردار پر انگلی اٹھائی۔۔اور پھر خود بے وفائی کی۔۔

یہ روگ جو وہ لیے پھرتا تھا یہ محبت کا روگ نہیں تھا یہ اپنے مقام سے گرنے کی جلن تھی جو اسے جینے نہیں دیتی تھی۔وہ اکرئیس بن کر اپنی حدوں سے نکلا تھا تو پھر جلنا اس کا مقدر تھا۔۔۔

ٹرین کے پہیے آہستہ ہوتے ہوتے ایک جھٹکے سے رک گئے۔

جویریہ جیسے کسی خواب سے جاگی تھی۔وہ جانے کونسی دنیا میں پہنچ چکی تھی۔اس کی آنکھوں سے آنسوں رواں تھے۔یہ آخری اسٹاپ تھا۔وہ لوگ پشاور پہنچ چکے تھے۔

اس نے ہاتھ سے اپنے آنسوں صاف کیے اور پھر ایک نظر ٹیپ ریکاڈر کو دیکھا۔۔اس کے سامنے ادھم جبیل بیٹھا تھا جو کبھی ماثیل کہلایا تھا۔۔

یہ وہ کہانی تھی جو اس نے ایسے توقع نہیں کی تھی۔ وہ تو ماثیل کی تلاش میں نکلی تھی اس کی کہانی سننا چاہتی تھی پر یہاں تو ہر شخص ماثیل نکلا تھا۔ سب اپنی کہانی کے مرکزی کردار تھے سب اپنی کہانی کے بت ساز تھے۔ یہ قصہ بت ساز کا نہیں تھا یہ قصہ بت سازوں کا تھا۔ سب کا تھا۔ سب نے سہا تھا اور شاید ادھم جبیل سے بھی زیادہ سہا تھا۔ اس نے یہ کہانی سنتے سنتے جانے کتنے بت بنائے تھے اور آخر تک جانے کتنے ٹوٹے تھے۔

ادھم اپنی شال سنبھالتا اٹھا اور ٹرین کے ڈبے سے باہر نکل گیا۔ وہ اسے روک نہیں سکتی تھی۔

یہ وہ کہانی تھی جہاں سب اپنی اپنی تلاش میں تھے جو بات قابل نوٹ تھی وہ یہ تھی اللہ والوں نے اپنی تلاش جلد کر لی تھی اور باقیوں کا سفر جاری تھا۔

اس نے ایک نظر ٹیپ ریکارڈر کو دیکھا اور پھر نیچے رکھ کر اوپر سے اپنا پاؤں مارتے اسے توڑ ڈالا۔ وہ واپسی کے سفر میں اسے کسی دریا میں پھینکنے والی تھی۔

ادھم جبیل کے جن گناہوں پر اللہ نے پردہ ڈالا تھا وہ اسے دنیا کے سامنے نہیں لا سکتی تھی۔

وہ خود ٹرین سے باہر نکل آئی۔ کندھے پر بیگ لٹکائے وہ اب اسے ڈھونڈ رہی تھی۔ سچ تو یہ تھا اسے کہانی کے ہر کردار سے بے پناہ محبت ہو گئی تھی۔ وہ سب اس کے لیے برابر تھے۔ وہ دنیا کی وہ خوش نصیب لڑکی تھی جس نے یہ قصہ سن کر اپنے سارے بت توڑ ڈالے تھے۔ بہت کم لوگ ہوتے ہیں جو ٹھوکر لگنے سے پہلے سنبھل جاتے ہیں۔ وہ اسے نظر آ گیا تھا ایک نل پر بیٹھا تھا وہ منہ ہاتھ دھو رہا تھا۔ جیاء نے غور سے دیکھا تو اسے احساس ہوا وہ صرف منہ ہاتھ نہیں دھو رہا تھا بلکہ وضو کر رہا تھا۔ وقت تیزی سے پیچھے بھاگا۔

وضو آتا ہے آپ کو؟؟" اُس نے عجیب سا سوال کیا۔

"سوری۔۔؟؟ میں سمجھا نہیں۔۔"

''میں نے پوچھا وضو آتا ہے یا نہیں۔۔؟؟''

یعنی اب تم مجھ سے عبادت کرواؤ گی۔۔؟؟''اس نے قہقہہ لگایا۔پہلی بار اس کے ہنسنے پر اسٹوڈیو میں رکھے تمام مجسموں نے برا سا منہ بنایا۔انہیں ماثیل کا یوں ہنسنا اچھا نہیں لگا تھا۔وہ تو کتنی توجہ سے ایما کی باتیں سن رہے تھے۔

''مسٹر ماثیل آپ جب مجسمہ بناتے ہیں یہاں اسٹوڈیو میں کام کرتے ہیں تو اس کے بعد آپ سب سے پہلے کیا کرتے ہیں۔۔؟؟''

شاور لیتا ہوں۔۔''اس نے فوراً جواب دیا۔''

اس کے بعد پھر سے آپ یہاں اسٹوڈیو میں آ کر فوراً کام شروع کرتے ”
ہیں۔۔؟؟“اس بات پر ایما کسی گہری سوچ کا شکار تھی۔

“نہیں۔۔۔”

“کیوں۔۔؟؟”

کیونکہ میں ہمیشہ کام کے بعد شاور لیتا ہوں اگر پہلے لوں گا اور بعد میں ”
کام کروں گا تو یہ مکسچر جسم یا کپڑوں پر کہیں نہ کہیں لگا رہ جائے گا اور وہ مجھے
“اچھا نہیں لگتا۔۔۔

یعنی آپ کہنا چاہتے ہیں کہ شاور لینے کے بعد آپ صاف ستھرے ”
“ہو جاتے ہیں اور آپ کا دل نہیں کرتا دوبارہ گندا ہونے کو ایسا ہی ہے نا۔۔۔

"بالکل۔۔"

تو کیوں نا شروعات وضو سے کی جاتی جس کے بعد کچھ غلط کرنے کو دل نہیں کرتا۔ سفر لمبا تھا لیکن شروعات کہیں سے تو کرنی تھی نا۔۔ کیوں ناؤ وضو سے ؟؟؟

وہ دیکھتی رہی، مسکرائی اور پھر پلٹ گئی۔ اسے واپس جانا تھا کیونکہ اس کا بھی ایک نیا سفر شروع ہو گیا تھا۔ اپنی پہچان کا سفر۔۔۔ !!

✿••✿••✿••✿

چند سال بعد؛

"تمہاری کوئی کلاس نہیں ہے؟؟" وہ اس سے پوچھ رہی تھی۔

آج ہمارے پروفیسر نہیں آئے، سنا ہے کوئی ریپلیسمنٹ ٹیچر آرہے ہیں۔۔پروفیسر جے۔۔۔"

"
وہ تھکی تھکی سی بتارہی تھی۔ وہ اب کلاس سے باہر نکل آئی تھی جب اس نے عجیب سا شور سنا۔

"پروفیسر جے آگئے۔۔اومائے گاڈ۔۔۔!"

لڑکیاں کلاس کی جانب بھاگ رہی تھیں۔ تب اس کی نظر گراؤنڈ سے کلاس کی جانب آتے شخص پرپڑی۔ وہ ساکت رہ گئی۔ یہ چہرہ اسے ازبر تھا وہ اسے لاکھوں کی بھیڑ میں پہچان سکتی تھی۔

وہ ڈریس پینٹ پہنے ہوئے تھا، سرمئی پینٹ پر سفید شرٹ، کف فولڈ تھے، بھورے بال جو پیچھے کی جانب پونی میں نفاست سے بندھے تھے اور چہرے پر سجی بھوری ہلکی داڑھی، وہ کسی ماڈل کی چال چلتا آرہا تھا۔ اس کی آنکھوں پر

سیاہ چشمہ تھا اور ہاتھ میں لکڑی کا ایک پزل باکس تھا۔ وہ اب اس کے قریب ہو رہا تھا اور پھر وہ اس کے قریب سے کسی ہوا کے جھونکے کی مانند گزر گیا اور فضا خوشبوؤں سے بھر گئی۔

"عبدل۔۔۔" وہ زیر لب بڑبڑائی۔

"عبدل۔۔۔ عبدل جبیل۔۔۔ جبیل۔۔۔ جے۔۔۔ پروفیسر جے۔۔۔ او مائے گاڈ۔۔"

مجسمے میں جیسے جان پڑ گئی ہو۔ وہ تیزی سے کلاس روم کی جانب بھاگی تھی۔

"اگر میں بچ گیا تو اندھیروں کی دنیا میں سنبھال لوں گا۔ ڈیڈ کو میں ڈھونڈ لاؤں گا، یہ اب میرا مقصد ہے۔۔۔"

فضا میں ارتعاش سا ہوا۔

"اگر میں مر گیا تو تم میرا بدلا لینا اور اگر میں بچ گیا تو سب کو تباہ کر دوں گا۔۔"

!! وہ عبدل تھا وہ جب آتا تھا اپنے ساتھ تباہی لاتا تھا اور وہ آگیا تھا۔۔۔

✿••✿••✿••✿

میں ختم شد کی عادی نہیں۔ کہانیوں کا انت ہمیشہ نئی شروعات لاتا ہے۔ خدا کو منظور ہوا تو جلد ملیں گے۔

نور راجپوت